طلسم ہوش ربا

جلد دوم

خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری۔ پٹنہ

طلسم ہوشربا

جلد دوم

خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ

تقسیم کار :

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی 110025

صدر دفتر :

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی 110025

شاخیں :

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی 110006

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، پرنسس بلڈنگ، بمبئی 110003

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، یونیورسٹی مارکٹ، علیگڑھ 202001

اشاعت : ١٩٨٨ء

قیمت : ستّر رُپے

برٹی آرٹ پریس (پروپرائٹر مکتبہ جامعہ لمیٹڈ) پٹودی ہاؤس نئی دہلی سے طبع ہوا

پیشگفتار

داستانِ امیر حمزہ صاحبقران،
جس کے آٹھ دفتر ہیں۔ دفترِ پنجم
طلسم ہوشربا
جو کل داستانِ امیر حمزہ کی جان ہے
اور جس کی سات جلدیں ہیں
اس کی اوّل چار جلدوں کا ترجمہ منشی محمد حسین جاہ مرحوم نے
اور آخری تین جلدوں کا ترجمہ منشی احمد حسین قمر نے فرمایا
——— طلسم ہوشربا (طبع سوم)، ۱/۵، مطبع نول کشور لکھنؤ/۱۹۲۳

آٹھ دفتروں کی چھیالیس جلدوں پر مشتمل تقریباً پچاس ہزار صفحات پر پھیلی داستانِ امیر حمزہ کا یہ پانچواں دفتر "طلسم ہوشربا" جو قریب دس ہزار صفحات پر پھیلا ہوا اردو زبان کا طویل ترین نثری شاہکار ہے جسے اردو کی اپنی چیز اور خالص تصنیف ہونے کے باوجود اس کے لکھنے والے (کبھی کبھی بہک جانے کی بات اور ہے!) خاکساری اور انکساری سے ترجمہ ہی کہتے رہے!! اور جو ۱۹ویں صدی میں اس طویل داستانی سلسلے کی شائع ہو کر منظرِ عام پر آنے والی پہلی کتاب ہے، پیشِ خدمت ہے۔

طلسم ہوشربا، جس کا محض نام ہی ہمیں ایک ایک طلسمی دنیا میں لے جاتا ہے، اس معنی میں اردو نثر کا شاہکار ہے کہ اردو میں اتنے وسیع اور متنوع پیمانے پر نثر کا "کمال" کسی دوسری جگہ نہیں ملتا ——— اور نہ اتنے بڑے پیمانے پر رزم (= حمزہ وغیرہ)، بزم (= عاشقی وغیرہ) اور عیاریاں (= عمرو وغیرہ) کہیں اور مل سکیں گی۔

آٹھ دفتری داستانِ امیر حمزہ کے اس پانچویں دفتر یعنی "طلسم ہوشربا" کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ داستان کے بقیہ سات دفتروں کی تو تھوڑی بہت فارسی بنیادیں مل جاتی ہیں ——— لیکن دفترِ پنجم یعنی طلسم ہوشربا خالص ہندستانی تخلیق ٹھہرتی ہے اور اس لحاظ سے ہندستان کو اردو زبان کا ایک نادر تحفہ جس کا پہلا ڈھانچہ سن ستاون سے قبل رام پور میں میر احمد علی نے کھڑا کیا، اور جسے ان کے بعد اگلی پیڑھی کے انبا پرشاد (شاگرد میر احمد علی) نے اس سماعی روایت کو اور مضبوط کیا اور پھر ان کے بیٹے غلام رضا نے "سماع" کو "بصر" میں ڈھال کے سنی جانے والی داستان کو پڑھی جانے والی کتاب میں ڈھال دیا جو چودہ جلدوں میں "غیر مطبوعہ" رضا لائبریری رام پور میں موجود ہے۔

طلسم ہوشربا اصلاً سات بلکہ آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے (کہ جلد ۵ کے ۲ حصے ہیں) اور ۲ جلدیں مزید "بقیہ طلسم ہوشربا"

کی آئیں۔ اس طرح اس کی کل دس جلدیں ہوتی ہیں۔ گویا پوری ۴۶ جلدی داستان حمزہ کے تقریباً ایک چوتھائی سے کچھ ہی کم حصے پر ہوشربا حاوی ہے۔ یہ دو داستان گویوں کا کارنامہ ہے: محمد حسین جاہ نے اولین چار جلدیں لکھیں، احمد حسین قمر نے بقیہ ساری جلدیں تمام کیں۔

یہ داستانیں لکھی بعد میں گئیں، سنائی پہلے! اس لیے لکھت میں آنے سے قبل ہی مشہور ہو جاتیں اور لکھ جانے کے بعد بھی سنائے جاتے میں زیادہ فرق نہیں آیا۔ داستان امیر حمزہ، اور اس داستانی سلسلے کی اہم ترین کڑی طلسم ہوشربا کو، اردو میں جتنا پڑھا گیا، اور جتنا سنا گیا، اردو کی کوئی اور تخلیق، اس اعتبار سے، اس کے نصف تک بھی نہیں پہنچی۔ عوام الناس سے لیکر نوابوں اور بادشاہوں تک، غربا سے امرا تک، شعرا و ادبا تک (مرزا غالب بھی!) سب اس کی زلف کے اسیر تھے! پہلی جنگ اور پھر دوسری جنگ عظیم تک یہ محیط کل کی روایت کسی نہ کسی طور جاری رہی اگرچہ پہلی اور دوسری جنگ عظیم کے درمیانی عرصے میں گھٹیا درجہ پر ندیم صہبائی فیروزپوری کا، اونچے درجے پر ظفر عمر (بہرام کی گرفتاری، نیلی چھتری وغیرہ) اور خالص ترجمے کے درجہ پر تیرتھ رام فیروزپوری خاموشی سے طلسم کی جگہ لیتے چلے گئے! فرصت اور مہلت کے اوقات سکڑ رہے تھے، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ سننے سنانے سے زیادہ اب پڑھنے کا دور حاوی آچکا تھا۔ تاہم وہ کرشمہ زائیاں اور سحر طرازیاں، وہ تخیل کی آزاد اڑان، وہ نیکی اور بدی سے ملی جلی زندگی کا تنوع اور اس میں ہیرو کی حیرت ناک غیر معمولی بہادری اور ذہانت اور ان کے بل پر اعلیٰ ترین کامرانی —— اس سب کو دیکھنے کی خواہش بھی، وہ داستان امیر حمزہ نہ سہی تیرتھ رام فیروزپوری کے اسرار دربار حسن اور گردش آفاق کا مترجم سلسلہ بھلا بہرام کے کارنامے ہی سہی! وقت سکڑ رہا تھا اس کے ساتھ ہم بھی سکڑ رہا۔ یہاں تک کہ آزادی کے بعد وہ سیل بیکراں 'جاسوسی دنیا' اور 'طلسمی دنیا' جیسی جو سے کم آب میں سمٹ آیا۔ 'طلسمی دنیا' مقبول نہ ہو سکا کہ وقت جو بدل چکا تھا اس کا اندازہ اس کے سنچالکوں کو نہ ہو سکا۔ 'جاسوسی دنیا' البتہ اتنا ہی مقبول رہا جیسا اپنے زمانے میں طلسم ہوشربا تھا، اور یہ مقبولیت اس درجہ پر رہی کہ ابن صفی کے انتقال کو کئی سال گزر گئے لیکن پھر بھی 'جاسوسی دنیا' ابھی ایک دو سال قبل تک بھی پابندی کے ساتھ ماہنامے کی شکل میں پرانے شماروں کو چھاپ کر اور دھوم دھام سے فروخت ہوتا رہا ہے —— اور سرحد پار مسعود مقبول ڈائجسٹ 'جاسوسی دنیا' کی پوری پوری کہانیاں اپنے یہاں تمام و کمال یا قسط وار دیتے رہتے ہیں۔ کسی نہ کسی طور تحیر زائی اور اس میں انسانی دلچسپی اسی طرح نئے نئے نقش بناتی رہی ہے!

ہندیرانی کلچر کی جو باقیات بیسویں صدی کے اوائل تک جتنی اور جس حد تک محفوظ رہ گئی تھیں، ہوشربا میں اس کلچر کے تقریباً ہر پہلو کی جھلکیاں مل جاتی ہیں۔ یہ کلچر جو ہند آریائی تہذیب کے دو دھاروں   ملن تھا۔ عیسیٰ سے گیارہ بارہ سو سال پہلے کا دھارا اور عیسیٰ سے گیارہ بارہ سو سال بعد کا دھارا: جس میں دونوں نے اپنی اپنی حسین ترین روایتوں کو ہم آمیز کر کے دنیا کی ایک شکیل ترین تہذیبی آمیزہ کو جنم دیا۔ ہوشربا میں عالمی تاریخ و تہذیب کی اس خوبصورت یادگار کو بڑی تفصیل سے دیکھا جا سکتا ہے۔

اس دور کی تہذیب، سماج، اور زبان، ان تینوں کے مطالعے کے لیے ہوشربا ایک قیمتی خزانہ ہے۔

طلسم ہوشربا کا رشتہ اردو داستان کے رشتے سے فارسی داستان امیر حمزہ صاحبقراں (۱) (قصۂ امیر حمزہ = حمزہ نامہ = رموز حمزہ = اسرار الحمزہ) سے جوڑا جاتا ہے جو روایتہً فیضی کی طرف منسوب کی جاتی رہی ہے لیکن یہ واقعہ ہے کہ فیضی سے قبل ہمایوں (م ۹۶۳ھ) کے عہد میں بھی موجود تھی اور اس دھوم دھام سے موجود تھی کہ ہمایوں نے اس عہد کے بہترین ایرانی فنکاروں کو اسے مصور کرنے پر مقرر کیا۔ اور پھر اکبر کے عہد میں یہ کام انجام کو پہنچا۔ (اس مصور حمزہ نامے کے منتشر اوراق چند سال قبل آسٹریا سے طبع ہو چکے ہیں۔ یہ اشاعت صرف تصاویر پر مشتمل ہے، اور متن سے عاری ہے) مصوری پر جو مواد سامنے آیا ہے اس میں آسانی سے یہ تذکرہ مل جاتا ہے۔ اکبر کے عہد میں مغل مصوری اپنے عروج کو پہنچی ہوئی تھی ہندستانی اور ایرانی مصوروں کی فوج مصوری نے جو شاہکار تخلیق کر رہے تھے ان میں حمزہ نامہ بھی شامل ہے۔ اور ان میں خدا بخش لائبریری کا تاریخ خاندان تیموریہ کا مصور نسخہ بھی شامل ہے جو مصوری کی دنیا کا تاج محل کہلاتا ہے ــــــ یعنی قدیم زمانے کے حمزہ نامہ کو اکبر کے عہد میں بس مصور کیا گیا! اور یہ جو فیضی کا نام بار بار اس کے مصنف کی حیثیت سے آ رہا ہے تو یہیں ممکن ہے کہ جس طرح تاریخ خاندان تیموریہ میں قدیم تر تاریخوں سے مدد لیکر تاریخی متن بھی شامل رکھا گیا اسی طرح حمزہ نامہ کو دوبارہ لکھا گیا ہو اور لکھنے میں فیضی شامل رہے ہوں۔ بہر حال اہمیت جس داستان کو عہد ہمایوں میں حاصل ہو جائے، تو وہ تو ایک دوسری روایت کے مطابق سے عہد تغلق کی چیز کہی گئی ہے۔ اور ایک تیسری روایت کے مطابق عہد غزنوی کی چیز ــــــ تو کوئی عجب نہیں کہ یہ چیز اتنی ہی قدیم رہی ہو۔ فی الحال تو بس اتنا ہی کہا جا سکتا ہے کہ خدا بخش لائبریری میں ایک داستان فارسی میں زبدۃ الرموز کے نام سے موجود ہے جس کے مولف حاجی قصہ خواں ہمدانی نے ۱۰۲۲ھ/۱۶۱۳ء میں ــــــ حیدر آباد پہنچ کر اسے عبد اللہ قطب شاہ کے لیے لکھا ــــــ لکھتے وقت ہمدانی کے پاس داستان حمزہ کے کئی نسخے تھے جن میں ابو المعالی نیشاپوری، جلالی بلخی، اور سلطان حسین تشانی کے فارسی ورثے قابل ذکر ہیں۔ یعنی داستان کے متعدد نسخے ۱۶۱۳ء سے قبل بھی موجود تھے۔

داستان امیر حمزہ فارسی میں جو بھی تھی ہے ایک جلد میں یا چھوٹی چھوٹی دو جلدوں میں دستیاب ہے۔ اردو میں بھی یہ داستان فورٹ ولیم کالج کے توسط سے، خلیل علی خاں اشک کے قلم سے (۱۸۰۱ء) ایک ہی حصہ میں آ گئی۔ نصف صدی بعد امان علی خاں غالب لکھنوی نے (۱۸۵۵ء میں) اپنا ورژن اردو دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اس آخر الذکر کو یا دونوں ورژنوں کو سامنے رکھ کر مطبع نولکشور نے عبد اللہ بلگرامی کے قلم سے تیسرا ورژن (۱۸۷۱ء) پیش کیا جو معمولی ترمیموں کے ساتھ پہلے سید تصدق حسین

۱۔ رموز حمزہ تہران سے بھی شائع ہوئی اور نولکشور سے بھی۔ حال ہی میں تہران سے "قصہ حمزہ یا حمزہ نامہ" بھی امیر جعفر شعار، بصورت ضخامت کی دو جلدوں میں شائع ہوا ہے، جو ایک قول کے مطابق تہران سے ۱۳۳۰ھ میں سات جلدوں میں چھپا (خدا بخش کیٹلاگ ۸/۱۰۱) خدا بخش کیٹلاگ کو غلط فہمی ہوئی یہ سات جلدیں نہیں سات حصے تھے جو دو جلدوں میں سما گئے ہیں۔

رضوی ایڈیشن (۱۸۸۷ء) کی شکل میں، اور پھر آخری بار عبدالباری آسی (م ۱۹۴۵ء) ایڈیشن کی صورت میں سامنے آیا۔

پنچ تنتر، کلیلہ و دمنہ، انوارِ سہیلی اور الف لیلیٰ کے نمونے سامنے تھے ہی؛ کہانی میں کہانی سننے کے لیے داستان طرازی کا مزاج کافی تھا۔ محلوں کے تھکے ہارے مکینوں کو اپنی آنکھیں تھکانے اور اپنا ذہن تر چھنے کی کیا ضرورت، جب وہ کسی دوسرے کی زبان اور ذہن کچھ دیر کے لیے خرید کے ایک داستانِ من کے خواب خرگوش میں چلے جاتے تھے۔ محلوں سے ہوتی یہ داستانیں شدہ شدہ گلیوں اور گھروں تک پہنچی گئیں اور داستان گو اعلیٰ اور ادنیٰ دونوں طبقوں کے مذاق کا خیال رکھتا ہوا کلی پھندنے لگاتا چلا گیا۔ تاہم یہ لکھنے اور سننے کی حد تک محدود داستان سننے سنانے میں ایک محفل یا ایک شہر تک محدود رہتی۔ مطبع والوں نے اندازہ لگایا کہ انھیں چھاپ دیا جائے تو اس میں دلچسپی لینے والوں کا جو وسیع تر حلقہ موجود ہے اُسے اس کی من چاہی چیز ملے گی تو وہ اس کا بستر بدل دے گا (جس پر دنیا چل رہی ہے یعنی مالی منفعت!)۔ چنانچہ داستان گویوں کو داستان نویسوں میں تبدیل کر دیا گیا اور داستان امیر حمزہ کی مختصر سی ایک جلد ۴۶ ضخیم جلدوں میں ڈھلتی چلی گئی۔ داستان گو (جواب داستان نویس تھے) اُسے ترجمہ بھی کہتے رہے (کہ رشتہ ماضی سے رکھنا اس عہد کا شیوہ تھا) تصنیف بھی (کہ واقعۃً تو یہ تصنیف ہی تھی!)۔

○

طلسم ہوش ربا تصنیف ہے ترجمہ نہیں طلسم ہوش ربا، داستان امیر حمزہ کا ایک حصہ بتایا جاتا ہے۔ اور خود داستان —— ایک قدیم فارسی قصہ داستان امیر حمزہ سے ماخوذ بتائی جاتی رہی جبکہ —— کوئی ایسی قدیم فارسی داستان امیر حمزہ دستیاب نہیں، موجودہ ضخیم داستان امیر حمزہ اردو جس کا ترجمہ قرار دی جا سکے —— اور کوئی فارسی یا اردو داستان امیر حمزہ ایسی موجود نہیں کہ طلسم ہوش ربا جس کا ترجمہ کہی جا سکے بجز اس کے کہ داستان امیر حمزہ اردو اس نام کی قدیم فارسی داستان کا چربہ ہے یا اسے اپنا سرچشمہ بنایا ہے —— اور طلسم ہوش ربا قدیم داستان یا اردو داستان سے مستفاد ہے تو محض اس حد تک کتابوں میں خاصا اشتراک ہے اور کارناموں میں بھی جا بجا اشتراک ہے۔

دراصل اردو والوں نے عظیم تر ادبیات فارسی سے ناتا جوڑنے کی کوشش میں یہ کہنے میں فخر محسوس کیا کہ وہ طلسم خود تصنیف نہیں کر رہے، بلکہ داستان کے ایک اسی نام کے حصے کا ترجمہ پیش کر رہے ہیں۔ تاہم چونکہ یہ امر خلافِ واقع تھا اس لیے ایک ہی سانس میں اسے ترجمے کے ساتھ تصنیف بھی قرار دیتے رہے۔ اس میں ان طلسم کاروں کے ساتھ مطبع کے کارپردازوں اور مالکوں کو بھی برابر کا یا کچھ زیادہ ہی دخل رہا جنھوں نے سے بھی اپنی بزنس یا تجارتی گُر کا حصہ جانا کہ فارسی والوں سے رشتہ ظاہر کیا جاتا رہے کہ انیسویں صدی کے اواخر تک ہندوستان میں وہ عظمت نہیں تھی جو فارسی کے نام سے وابستگی میں پیدا ہو جاتی تھی۔ ورنہ یہ سب کیا تھا کہ تسلسل

کے ساتھ' بلکہ فنی اصطلاح میں تواتر کے ساتھ' یہ روایت لکھنؤ اور دہلی دونوں میں عام ہے کہ بڑے داستان گو لکھتے نہیں تھے سناتے تھے ـــــ لکھنے والے 'کاتب' اسے سن کے لکھتے چلتے تھے۔ اور پھر جب کتاب چھپ کر آتا تھا تو مصنف پوری خاکساری سے اور طابع پوری تاجرانہ دانشوری کے ساتھ اس کارنامے کو تصنیف کے ساتھ ساتھ 'ترجمہ' بھی لکھ دیتا تھا۔

تصنیف کو ترجمہ کہہ کر پچھلوں سے رشتہ جوڑنے کی کوشش دراصل اس وقت کی ایک اہم قدر کا شریفانہ اظہار بھی کہ کسی سے کچھ لو تو احسان کا تقاضا ہے اس سے زیادہ بتاؤ جتنا اس کا حق ہے۔ اگر پچھلوں نے کوئی طلسم ہوشربا لکھی تھی تو وہ اگلوں کے لیے انسپریشن تو بہرحال بنی: اس کے کردار لیے' اس کے عیار لیے' اور بھی کچھ باتیں آٹے میں نمک کے طور سے لے لیں۔ اب اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ وہ اصل ۲۵ صفحے کی داستان ترجمے میں نو دس ہزار صفحوں پر پھیل گئی۔ اگر خیال اصلاً پیشرو کا ہے تو اس پر چاہے ایک پوری عمارت کی تعمیر ہو جائے' عمارت کا نام اس خیال آفریں کے نام پر ہی رہے: ایسی قدریں' اب اس عہد میں' جب پیشروؤں کے پورے پورے افکار بس روا اپنے ناموں میں ٹانک لیتے ہیں' سمجھ میں آ بھی تو نہیں سکتیں!

جن پیشرو داستان نویسوں کے نام طلسم ہوشربا کے مترجم مصنفوں نے لکھے ہیں وہ پرانے زمانے کے فیضی اور نئے عہد کے انبہ پرشاد' غلام رضا اور میر احمد علی ہیں۔ یہ بھی صحیح ہے کہ میر احمد علی اور انبہ پرشاد کی روایت سے انبہ پرشاد کے بیٹے غلام رضا کی تصنیف کردہ طلسم ہوشربا چودہ جلدوں میں طلسم باطن ہوشربا اور طلسم ہوشربا سے باطن کے نام سے رام پور میں مخطوطے کی صورت میں محفوظ ہے۔ یعنی اردو میں یہ داستان ایسی ہی ضخامت کے ساتھ قبلاً وجود میں آ چکی تھی۔ لیکن جس طرح ان لوگوں نے بھی 'اصل فارسی' کو اپنا سرچشمہ بنایا تھا' مطبوعہ طلسم ہوشربا کے مصنفوں نے بھی 'اصل فارسی' کو اپنا ماخذ قرار دیا۔ یہ اور بات ہے کہ دونوں کا سرچشمہ یا ماخذ محض ایک خیالی وجود ہے یا اقلیدس کا ایک فرضی نقطہ' جو زیادہ سے زیادہ پھیل سکا تو نیشنل لائبریری کے بوہار کلکشن کے 'فقد فیلسوف' تک' جسے فہرست نگار (عبدالمقتدر) نے ہوشربا کا ماخذ ٹھہرایا' جو صحیح بات نہیں!

داستان امیر حمزہ' رموز حمزہ' قصۂ امیر حمزہ' اسرار الحمزہ' حمزہ نامہ' زبدۃ الرموز کہیں بھی طلسم ہوشربا کا نشان نہیں تھا۔ دراصل یہ فارسی میں تھی ہی نہیں۔ اسے تو میر احمد علی اور میر قاسم علی اور ان کے شاگردوں نے اردو ہی میں لکھا۔ یہ اس کا پہلا نقش تھا: رام پور میں یہ داستانیں ۱۸۴۰ء - ۱۸۶۵ء کے درمیان لکھی گئیں' جو نولکشور سے قبل کی بات ہے۔ خود احمد حسین قمر نے اس کا اعتراف کیا ہے (ہوشربا ۵: ۲/ ۶۲۷) کہ مصنف اول احمد علی ہیں۔

وہ مشہور روسی حکایت آپ تک بھی پہنچی ہوگی جس میں ہیرو جب ساری منزلیں سر کر کے اس جہان تک پہنچ جاتا ہے جہاں

اب وہ بسہولت اپنا نام لکھ کر بقائے دوام کی ضمانت حاصل کر سکتا ہے تو اُسے وہاں یہ لکھا ہوا نظر آتا ہے کہ ناموں کے لیے مخصوص ساری جگہ بھر چکی ہے اب مزید گنجائش نہیں۔ لکھنا چاہو تو بیشک لکھ سکتے ہو لیکن بس آخری نام کھرچ کے! اس ہدایت نامہ میں یہ بات محذوف تھی کہ یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے گا کہ تمہارے بعد آنیوالا بالکل اسی طرح تمہارا نام کھرچ کے اپنا نام لکھتا جائے گا اور اس کے بعد اس کا نام کوئی اور کھرچے گا اور اس کے بعد ...

ہماری اقدار ایک ایک کر کے ریزہ ریزہ بکھر رہی ہیں۔ ایک اعلیٰ قدر کبھی یہ بھی رہی تھی کہ گزرے ہوؤں کے نیک نام کو ضائع نہ کرو (نام نیک رفتگاں ضائع مکن) شعر کے دوسرے حصے میں ایک لالچ بھی دیا گیا ہے (کاش نہ دیا گیا ہوتا!) کہ جانے والوں کا نام قائم رکھو گے تو آنے والے تمہارا نام بھی بچالیں گے (تا بماند نام نیک برقرار) اقوام متحدہ کے سربراہ اور عظیم صوفی ہیمرشیلڈ کی وہ دلدوز چیخ آج بھی کانوں میں گونج رہی ہے کہ آخر نام میں کیا رکھا ہے! آخر ہم سب کی یہ کوشش کیا ہے؟ کہ جب ہم دنیا سے گزر جائیں تو زندوں کے خیالات بار بار ہمارے نام کے گرد گھومتے رہیں! ہمارا نام ابدیت سے تو ہم بچ ہی نہیں سکتے۔ ہماری زندگی اور ہمارے اعمال کے نتائج کچھ بچے تو نہیں جا سکتے! نہ انھیں امتیاز یا تشکیلات ملنے سے روکا جا سکتا ہے!! وہ عزت کا باعث ہوں یا شرمندگی کا!!!

کسی گزرے ہوئے کا نام ضائع مت کرو، کوئی پچھلا نام کھرچو مت، مت کھرچو کہ تمہارا نام وہاں آجائے! بالآخر تو تم بھی کھرچ دیے جاؤ گے!!

کتنے ہی معاملوں میں ہمارے پیشرو ہم سے بہت بڑے تھے زیادہ خوش نصیب تھے، (مثلاً یہی کہ ان کے پاس وقت بہت تھا) طلسم ہوشربا کا خصوصاً اور داستان امیر حمزہ اور بوستان خیال وغیرہ کا عموماً جیسا تفصیلی مطالعہ ان لوگوں نے کیا اور اپنے مطالعہ کے جو نتائج قلمبند کیے وہ آج بھی اہمیت رکھتے ہیں۔

ان داستانوں کا دور بظاہر گزر چکا۔ ہمارے ہمعصروں میں بس شاید دس پندرہ لکھنے والوں نے یہ داستانیں الف سے یے تک پڑھی ہوں! اتنا ہی بہت ہے ہمارے لیے کہ کسی نے بھی 'ادب دوستی' میں اتنی فرصت تو نکالی! اور شکر گزار ہونا چاہیے ہمیں ان محسنوں کا، جنھوں نے ہم پر روشن کیا کہ چالیس پچاس ہزار صفحات پر پھیلے ہوئے ان 'خاکساران جہاں' فنکاروں کو حقارت سے نہ دیکھیں، کون جانے کب اس گرد میں سے کسی سوار 'کسی شہسوار' کا چہرہ چمک اٹھے!

قبلاً کوئی کسی موضوع پر اچھا کام کر چکا ہو تو اس سے بہتر خراج تحسین اور کوئی ہے بھی نہیں جس کی طرح ہم نے ڈالی ہے! اس طور پر کہ پیشروؤں نے فن داستان گوئی پر، داستان امیر حمزہ پر اور خصوصاً طلسم ہوشربا پر جو کچھ لکھا ہے اس کا متعلقہ حصہ طلسم ہوشربا کے اس **خدا بخش ایڈیشن** کے ساتھ اقتباساً یکجا کر دیا جائے: پہلے تنقیدی اور تحسینی تحریریں ہوں جس سے

قاری موضوع سے قریب ہوتا چلا جائے، درمیان میں برزخی تحریریں ہوں جن میں تحسین کے ساتھ تحقیق بھی جڑی ہوئی ہے، اور آخر میں خالص تحقیقی تحریریں!

سو، یہ تحسینی، تنقیدی اور تحقیقی تحریریں مصنفوں کیلیے شکرگزاری کے ساتھ مقدمۂ طلسم ہوشربا کے طور سے پیش کی جا رہی ہیں۔

○

تہذیب، سماج اور زبان ——— تینوں کے مطالعہ کے لیے طلسم ہوشربا ایک اہم ماخذ ہے۔ تہذیب اور سماج کو آپ خود تلاش کریں، کچھ ہم مدد کرتے ہیں!

زبان ایک سماجی عمل بھی ہے، تہذیبی وسیلۂ اظہار بھی۔ اس کے پیش نظر لفظیات کی شکل میں بازیافت کی ایک کوشش کی گئی ہے: یہ فرہنگ نہیں، یہ فرہنگ کا بدل بھی نہیں ہے۔ یہ صرف جاتے ہوئے زمانے کو لفظوں کے واسطے سے اسیر کرنے کی ایک آرزو ہے جسے صفحہ صفحہ اور سطر سطر تلاش کر کے یکجا کر دیا گیا ہے کہ ان لفظوں، محاوروں، اصطلاحوں اور استعمالوں کے آئینہ میں بیسویں صدی کے اوائل تک کا رواج عام اور اس کے توسط سے، ممکن حد تک، وہ تہذیب اور سماج سامنے آ جائے جسے تاریخ سے زیادہ معتبر اور بے میل صورت میں ادب محفوظ رکھتا جاتا ہے! لفظیاتِ طلسم ہوشربا کو مقدمۂ طلسم ہوشربا کی مانند مستقل بالذات الگ جلد کی صورت میں شائع کیا جا رہا ہے اس امید کے ساتھ کہ یہ دونوں ساتھی جلدیں اپنی حقیر جسامت کے باوجود متن کی دیوقامت جلدوں کے مطالعہ کی راہیں روشن کرنے میں معاون ہوں گی۔

——— عابد رضا بیدار

ترجمہ

جلد دوم طلسم ہوشربا

منجملہ ہفت دفتر

داستان امیر حمزہ صاحبقران

جسکو

عندلیب خوش الحان گلزار سخندانی طوطی شکرفشان شکرستان حسن بیانی

سید محمد حسین صاحب جاہ

نے

کمال خوبی اور لطف بیانی سے عبارت رنگین و مسجع مین ہمرنگ فسانۂ عجائب

منجانب مطبع اودھ اخبار ترجمہ کیا اور

بحسن و زیبائی مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ مین طبع ہوا

مارچ سنہ ۱۹۳۲ء

اعلان - حق تالیف اس کتاب کا بحق مطبع اودھ اخبار محفوظ ہے -

آغاز جلد دوم طلسم ہوش ربا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کرون حمد خلاق نہ آسمان — خدائے طلسمات کون و مکان
وہ اک کلمۂ کن سے باندھا طلسم — ہر اک شکل کو دیا اُسنے جسم
نہین کوئی دنیا مین اُسکا نظیر — محیطٌ علےٰ کل شئے قدیر
وزیر اُسکے ہین سرور انبیا — جناب رسول احمد مجتبا
جنھون نے کیا کفر کا سحر دور — ہوا ظاہر اسلام کا اُنسے نور
درود اُن پہ اور اُن کی اولاد پہ — اور اصحاب اُنکے جو تھے خوش سیر

بعد حمد و نعت یہ بے بضاعت و ہیچمدان یعنی جاہ بے سر و سامان بخدمت ناظرین فسانہ عرض رسا ہی کہ جلد اول مین یہانتک بیان کیا گیا ہی کہ عشاق چہل تکیل کا پاس مہرخ کے آیا اُسکو صرصر شمشیر زن عیارہ پکڑ لیگئی لیکن عیارون نے اُسکو جاکر رہا کیا جب وہ لشکر مین آیا تو عمرو کو اُسنے انگوٹھی اور ایک کڑا دیا اور عمرو وہ انگوٹھی اور کڑا لیکر ہمراہ مخمور سرخ چشم سمت طلسم نور افشان بہر ملاقات کوکب روشن ضمیر روانہ ہوا لہٰذا اُسی مقام سے یہ جلد پھر آغاز کی جاتی ہی ہر شخص کی نظر اس تسلسل پر رہے کہ عشاق لشکر مہرخ مین ہی اور لشکر اسی طرح حیرت کے مقابلے مین اترا ہوا ہی اور لقا کے مقابلہ مین قلعہ کوہ عقیق پر امیر حمزہ ٹھہرے ہوے ہین اور شہزادہ بدیع الزمان کے رہا کرنے کو اسد جو طلسم مین آئے تھے وہ بھی مع اپنے سردارون کے اور ملکہ مہجبین الماس پوش کے گنبد نور پر قید ہین اور شہزادہ قاسم کا سر کٹ گیا ہی اور شہزادہ ایرج کو نجمہ اُٹھا کر سمت طلسم آئینہ لے گیا ہی ان سب داستانون کا بیان اپنے اپنے مقام پر آویگا انشاء اللہ تعالیٰ وما توفیقی الا باللہ حسبنا اللہ نعم المولیٰ و نعم الوکیل

داستان دلستان روانہ ہونا شہنشاہ عیاران عالم عمرو بن اُمیہ ضُمری کا سمت کوکب روشن ضمیر اور روکنا افراسیاب کا راہ مین ساحرون کو بھیجکر اور مارے جانا اُن ساحرون کا ہاتھ سے عمرو کے اور بھیجنا افراسیاب کا ساحرون کو بہر امداد لقا اور جنگ کرنا اُن کا امیر حمزہ سے اور لڑنا حیرت کا ساحرون کی مدد پہ ملکہ مہرخ سحر چشم سے اور عیاریان ہونا عیار بچیون اور سب عیارون سے ۔ لمؤلفہ

کدھر بھولا بیٹھا ہے تو ساقیا دوبارہ مجھے ساغر مے پلا
شکایت نہ کر میری دوری کی تو نہین بس مرا چرخ کی ہے یہ خو
ہمیشہ سے گردون کا یہ طور ہے جفا پیشہ و صاحب جور ہے
یہ کرتا ہے بلبل کو گل سے جدا یہ رندون کو کرتا ہے مُل سے جدا
قسم شیشۂ دل کی ہے ساقیا مئے یاد سے تیری جو ہے بھرا
کہ فرقت سے تیری ہوا دل کباب زیادہ نہین تیری دوری کی تاب
تری چشم فتان کا قربان ہون ترے میکدے کا مین مہمان ہون
ہوا پھر ہون خدمت مین حاضر شتاب نکر مے کے دینے سے تو اجتناب
بہار چمن کا نیا رنگ ہے ترانے مین بلبل کے آہنگ ہے
کھڑے جھومتے ہین نہال چمن ہر اک پھول کی ہے انوکھی پھبن
نہ اسوقت مین ساقیا مجکو بھول کٹورے مین گل کے پلا بھر کے پھول
کہ دل میرا آئینہ سان صاف ہو کدورت کو تو آب آتش سے دھو
وہ دے مجکو اے میرے ساقی شراب صفا مین ہو جو صورت آفتاب
رہون نشہ مین آج مست غرور لب جام سے لب نہون میرے دور
وہ محفل مین پیمانہ گردش دکھائے کہ گردش مہ و مہر کی بھول جائے
پیون ساتھ کوکب کے جاکر شراب کہ جلکر کباب ہوئے افراسیاب
مرے ساقیا آج یادش بخیر وہ مے دے کہ دکھلادون عالم کی سیر
ہر مخمور سی ساتھ میرے پری نہین لطف سے بزم خالی مری

لنڈھا دے مرے ساقیا خم کے خم — کہ اپنی خودی سے میں ہو جاؤں گم
مگر ہوش ایسے ہوں باقی مرے — لیے فکر دشمن اُٹھوں جھوم کے
رہے جوش پر میری طبع رواں — طلسمی لکھوں اک جنگ کی داستاں
ورق پر گل تر کے انشا کروں — ہر اک بلبل دل کو شیدا کروں
نگارندۂ نقش اپنی داستان — چنین مے نگارد ز کلک بیان

سیاحان اقلیم سخنوری و رہبران منازل انشاگری مسافران بادیۂ ظلمات و بیابان جادۂ پُر آفات اس وادی ناپیدا کنار میں بخطر ہو کر اس طرح قدم زن ہیں مورد صد آفات دمن ہیں کہ جب آفتاب عالمتاب آسمان عیاری یعنی عمرو بن امیہ ضمری مع مخمور کے روانہ ہوا مفارقت ان دونوں کی مہرخ و بہار وغیرہ سرداران لشکر کو بہت شاق ہوئی خاطر مضطر اور جان مبتلائے فراق ہوئی قلزم چشم سے دریائے اشک بہا دیا سحاب جوش گریہ سے جل تھل بھر ا بیقراری سے طوفان اٹھایا حالت اضطراب میں ہر ایک یہ زبان پر لایا نظم

سماتی ہے نہ تن میں اور نہ تن کو چھوڑ سکتی ہے — مری جان آکے آنکھوں میں کسی کی راہ تکتی ہے
تسلسل اشک حسرت کا ہے گویا بارش باراں — فغان دل ہے رعد اور آہ کی بجلی چمکتی ہے

آخر کار اس حال زار کو دیکھ کر ہر ایک شیر خوش تدبیر نے سمجھایا کہ پیچھے مسافروں کے رونا بُرا ہے چاہیے کہ سنگ جبر برائے چندے دل پر رکھکر صبر کرو اور دست دعا بدرگاہ جامع المتفرقین اٹھاؤ کہ وہ انکو بامراد دیکھ تم سے ملائے رنج دوری مٹائے اس سمجھانے سے ہر ایک نے انجام کار صبر کیا اور انتظام لشکر میں مصروف ہوا ادھر حیرت جادو نے حال رہائی عشاق اور روانہ ہونا عمرو کا سمت کوکب دریافت کر کے شاہ طلسم کو نامہ لکھا ہنوز نامہ بھیجنے نہ پائی تھی کہ ایک طائر سحر فرستادۂ شاہ جادوان اسکے زانو پر آبیٹھا اسکے گلے میں نامہ بندھا تھا اسنے وا کر کے پڑھا لکھا تھا کہ اے ملکہ ابھی جنگ آغاز نہ کرنا جب میں آؤں اسوقت لڑنا اس مضمون کو پڑھکر اپنا نامہ بھی اسی طائر سحر کی گردن میں باندھدیا وہ طائر اڑکر افراسیاب پاس آیا اسنے نامہ حیرت سے معلوم کیا کہ عشاق گرفتار ہو کر چھوٹ گیا اور عمرو سمت کوکب گیا بس یہ دریافت کرتے ہی دربار میں جو ساحر کہ حاضر تھے انسے ارشاد کیا کہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جو عمرو کو اثنائے راہ میں جاکے گرفتار کرے اور منزل مقصود تک پہونچنے نہ دے ایک ساحر نشواط جادو نام حسب ارشاد شہنشاہ عالی مقام عرض رسا ہوا کہ یہ غلام جاتا ہے اور اس فسادی کو قید کر کے لاتا ہے بادشاہ طلسم نے فرمایا کہ تم ٹھہرو میں حیرت پاس تم کو بھیجونگا اور لشکر مہرخ سے مقابلہ کراؤنگا یہ کہکر کچھ اسما سحر پڑھکر دستک دی فوراً ابر دی ہوا گھٹا چھا گئی آندھی زور و شور سے آئی اور لکۂ ابر پر ایک ساحر گرینظر سوار ہو کر ظاہر ہوا اور تخت کے روبروے شاہ طلسم آیا با دب تمام مراسم آداب و سلام بجا لایا بادشاہ ساحر نے اس سے فرمایا کہ اے صبای جادو تم جاؤ اور عمرو و مخمور کو کوکب پاس جاتے ہیں ابھی میری حد میں ہیں

انکو گرفتار کرکے میرے پاس لاؤ یہ حکم سنکر صبای جادو تسلیم کرکے اپنے ابر پر بیٹھکر روانہ ہوا اسکے جانے کے بعد افراسیاب کھڑا ہوگیا اور نشتواط کا ہاتھ تھام کر ایسا سحر پڑھا کہ وہ بیہوش ہوگیا اسوقت اسکو لیکر آپ بھی غائب ہوگیا بعد لمحہ بھر کے نشتواط کی آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک صحرا کھجور کے درختون کا ہے اور ایک تالاب آب صاف سے بھرا ہوا اسکے کنارے مع بادشاہ طلسم کے مین کھڑا ہون یہ دیکھکر اس نے عرض کیا کہ اے بادشاہ آپ مجھکو کہان لائے شاہ طلسم نے فرمایا کہ اس تالاب مین میرے ہمراہ کود پڑ دیہ کہکر ہاتھ پکڑکر کود پڑے اور بعاؤبر غلطان وپیچان دونون چلے گئے ایک تہ پر پاؤن لگا اور آنکھ کھولکر دیکھا تو ایک صحرائے سبزہ زار اور دشت پر بہار مین اپنے تئین پایا ہوا وہان کی رشک دم عیسی تھی جو گھاس اور پتی تھی اکسیر کی جڑی بوٹی تھی درخت ہر ایک زر گل سے نہال تھا ثمر و غنچہ سے ہر شجر مالا مال تھا عشق پیچان اور کوڑیالے اور بیلدار پھولونکے درخت کی بیلین پہاڑونکے سر سے لٹکتی تھین مشاطہ بہار نے سہرا باندھا تھا گویا اسکی لڑیان جھکتی تھین ابر بہاری ہر طرف چھایا تھا خدا کی رحمت بیحساب کا اس دشت بہار آگین پر سایا تھا کہ بقول مولف

گلون کی تھی صحرا مین ایسی چمک	کہ ہون جیسے تارے بروئے فلک
شگوفے تھے کھولے ہوئے عطر دان	صبا عطر افشان تھی ہر سو روان
لدے گھنگرون کی طرح تھے شجر	جھکے بار اثمار سے سر بسر
اگر جعد سنبل تھا یون تابدار	کہ پر پیچ ہو جس طرح زلف یار
شگوفے نہ تھے بر سر شاخسار	سر گل کا افسر تھا گوہر نگار
جو لہراتی تھی نہر مین پڑکے دھوپ	تھا آبی دوپٹے مین گچکے کا روپ

بیچ مین اس بیشہ فرحت بخش کے ایک خیمہ بعید عظمت وشان برشک بارگاہ آسمان استادہ تھا جسپر چار سو کلس یاقوت احمر کا چڑھا تھا ہر نگیرہ اسکا سلک مروارید تھا عمدگی مین دیدنی تھا نہ شنیدنی تھا رسمانین کلابتون کی تھین طنابین اون کی تھین ہر کلس پر سورج مکھی لگی تھی سورج کی آنکھ کا تماشہ دیکھنے کو آسپر جھکی تھی جگمگاہٹ اسکی چشم مہر و ماہ کو خیرہ کرتی تھی قنادیل ہر ایک فروغ کواکب فلک کو تیرہ کرتی تھی اندر خیمہ کے فرش شاہانہ بچھا تھا مسندین پرتکلف لگی تھین شیشہ آلات سجا تھا کہ لمولفہ

عجب اس کی خوبی عجب اس کی شان	وہ خیمہ جواہر کی گویا تھی کان
زمین اس جگہ کی تھی بلور کی	بچھی مسندین ایسی تھین نور کی
ہر اک [illegible] رشک چرخ برین	قنادیل انجم سے بڑھکر کہین

چار سو عورت نازنین [illegible] حسین جلوہ گر تھین [illegible] خورشید انور تھیں صورت
[illegible] اگر [illegible] ہاروت وار [illegible] عشق مین مقید [illegible] مولفہ

شوخ چنچل بلائے [illegible]	[illegible]

ان کا مارا نہ مانگتا پانی　　حسن میں تھیں وہ یوسف ثانی

بادشاہ طلسم کے آنے سے ہر ایک بناز و انداز بہر استقبال آئی گردن پئے تسلیم سب نے جھکائی شاہ ساحران نے ارشاد کیا کہ طاؤس طلسم حاضر لاؤ حیلہ و عذر نکرو پریون نے عرض کیا کہ طاؤس کا دینا ہر چند گوارا نہین لیکن حضور کے حکم سے چارہ نہین یہ کہکر وہ سب غائب ہوئین اور ایک طاؤس بہت بڑا ہمسر طائر نسر آسمان روبروے شاہ جادو ان لائین شہنشاہ نے نشوط کا ہاتھ پکڑ کے طاؤس پر سوار کیا اور فرمایا کہ یہ تجکو دم بھر مین تیری دار السلطنت مین لیجائے گا اور وہان سے جب کار سازی لشکر کرکے اسپر سوار ہوگا تو یہ فوج مین حیرت کی پہونچا دیگا اسی پر سوار ہوکر دشمنون سے مقابلہ کرنا تجکو ہر آفت سے جمشید بچائیگا کسی کا سحر تجپر کارگر نہ ہوگا کوئی حیلہ پیش نجائیگا نشواط نے یہ سنکر تسلیم کی اور اپنی راہ لی طاؤس لیکر اسکو اڑا دم بھر مین شہر نشاط جو اسکا تختگاہ ہے نظر آیا طاؤس وہان پہونچکر ٹھہرا یہ اترکر داخل قلعہ ہوا افسران لشکر ان ساحران نامور کو بلاکر حکم بادشاہ طلسم سنایا اسی دم نفیر سحر بجی لشکر مین قرنا پھنکی چالیس ہزار ساحر تیار ہوے سواریون پر چڑھکر ساحر کے ہمراہ چلے یہ بھی طاؤس پر چڑھکر سب کے آگے ہوئیں باجے بجنے لگے ساحر و جمشید و سامری کا دم بھرنے لگے زال اڑاتے گل جلاتے چلے مؤلفہ

مہابت تھی چہرون سے ان کے عیان　　ہر اک سامری وقت تھا بیگمان
کوئی اژدہے کو اڑا کر چلا　　کوئی فیل آتش پہ بیٹھا ہوا
کسی کو یہ دعوائے جادوگری　　مرے آگے کیا مال تھا سامری

یہ لشکر یہان کر و فر اس طرف سے روانہ ہوا ہے لیکن حال لشکر فیروز اول سننا چاہیے کہ بعد روانگی خواجہ عمرو حبیب رنج سے سب نے فرصت پائی عیار ہر عیاری لشکر حیرت مین گئے اور ہر سمت صورت بدلکر پھرنے لگے اتفاقاً شہاب جادو نام ایک ساحر سرداران فوج حیرت مین سے اپنے مقام سے اٹھکر بارگاہ ملکہ کی طرف جاتا تھا برق فرنگی نے اثنائے راہ مین جاکر سلام کیا اور دست بستہ عرض پیرا ہوا کہ حضور کہان جاتے ہین اسنے جواب دیا کہ دربار مین برق نے کہا مین ابھی دربار سے آتا ہون ملکہ نے خفا ہوکر آپکی نسبت ایسا حکم دیا ہے کہ مین عرض نہین کرسکتا اتنا جانتا ہون کہ آپ وہان گئے اور دشمنون کیلیے بے عزتی کا سامنا ہوا شہاب اس خبر وحشت اثر کو سنکر گھبرا یا اور باصرار مستفسر ہوا کہ ہمارے سر کی قسم سچ بتاؤ کیا ماجرا ہے اسنے کہا یہ راز بادشاہون کے پنہان ہین اگر سب کے سامنے بیان کرون عرض عتاب شاہی ہون مین بھی نکالا جاؤن آپکو اگر دریافت حال کرنا ہے الگ تنہائی مین تشریف لیچلیے وہان سب کیفیت سے شہاب یہ سنکر گھبرایا ہوا تھا فوراً برق کا ہاتھ پکڑکر ایک گوشے مین لایا اور خادم خدمتگار وغیرہ سب کو وہان آنے سے منع کردیا نشیمن دیکھا جا پچھنے لگا برق نے باتین کرتے کرتے ایک بیضہ بیہوشی اسکے منھ پر مارا کہ اسکو چھینک آئی اور بیہوش ہوگیا از بسکہ وہ مقام تنہائی کا تھا وہ جو کوئی وہان آتا نہ تھا زمان شہاب

منع کرتے تھے کہ ادھر نہ جاؤ ہمارے بیان کی مخالفت ہے برق کو خوب موقع ملا وہین ٹھہر کر صورت اپنی مثل شکل
شہاب بنائی رنگ و روغن عیاری لگا کر اور اسکا پیراہن لیکر پہنا پھر کسی ترکیب سے اسکو بیہوش
کرکے پٹی دماغ پر بیہوشی کی باندھ کر ڈالدیا اور آپ وہان سے کہتا ہوا نکلا کہ یہ جو مجکو الگ لیگیا تھا یہ
حرامزادہ عیار تھا جب مین نے اسکو گرفتار کرنا چاہا وہ بھاگ گیا یہ کہتا ہوا اپنے ملازمون کے ہمراہ بارگاہ
حیرت مین آیا ملکہ کو آداب بجالایا اور دنگل پر متمکن ہوا مگر فکر کرنے لگا کہ کسی طرح قابو پاکر اہل دربار کو بیہوش
کرون اسی فکر مین تھا کہ یکایک طائران سحر سامنے ملکہ کے آئے اور انسان کی صورت ہوکر بعد دعا و
تسلیمات شاہی بجالا کر عرض پیرا ہوئے کہ نشواط جادو نام فرستادہ شہنشاہ عالیمقام برای تنبیہ بدسگالان دولت
داخل لشکر ہوا چاہتے ہین یہ کہکر طائر بنکر پھر پرواز کر گئے مگر حیرت نے یہ خبر سنکر سردارون کو حکم دیا کہ جاؤ
اور استقبال کرکے اسکو میرے پاس لاؤ لشکر کو مقام پاکیزہ اور جاے راحت بخش مین اترواؤ سب سردار
حسب ارشاد ملکہ اٹھکر روانہ ہوئے شہاب نقلی یعنی برق بھی انکے ساتھ پیشوائی کرنے چلا یہانتک کہ
نشواط سے جاکر ملاقی ہوا وہ بھی طاؤس سے اترکر ہر ایک سے بغلگیر ہوا مزاج سب کا پوچھا باتین کرتا ہوا
بارگاہ مین آیا ملکہ کو تسلیم کی نذر دی اور خلعت فاخرہ عنایت ہوا مقام برتر پر بیٹھنے کو اشارہ ہوا جب یہ
بیٹھا برق اُسکے پاس جا بیٹھا اور باتین ہنس ہنس کے خوش مزاجی کی کرنے لگا اپنے ہاتھ سے جام شراب
سادہ پلاتا تھا اور چپکے چپکے کہتا تھا کہ لشکر حیرت مین بہت عورتین نازک بدن ایسی ہین کہ مجکو گلوریان
بھیجتی ہین اور مجپر مائل و مبتلا ہین وہ ایک سے بھی ملاقات کرادونگا اور وہ سب اپنے اپنے ملک و مال سے
تمکو نفع پہونچاوینگی کوئی کوڑی آپکی خرچ نہ ہوگی یہ سنکر نشواط بہت خوش ہوا کہ عورتین حسین اور مالدار
ملتی ہین اب خوب آرام سے گذرے گی حاصل مرام ایسی فریب آمیز باتین سنکر نشواط اُسکا مطیع ہوگیا
اور برق کی محبت کا دم بھرنے لگا اپنا یار غمگسار بنایا اس عرصے مین بارگاہ اسکے لیے حسب الحکم ملکہ آراستہ
ہوئی ملکہ نے کہا اے نشواط ہمنے دربار معاف کیا تم تھکے ماندے آئے ہو ہم نے دربار تمھارا معاف کیا جاؤ
آرام کرو نشواط نے اُٹھکر سلام کیا اور شہاب نقلی سے کہا آؤ ہماری بارگاہ مین چلکر ذرا تم بھی بیٹھو
ہمارا جی بہلیگا ملکہ نے اسکی خاطر سے شہاب کو بھی اجازت دی یہ بھی اسکے ساتھ ہاتھ مین ہاتھ ڈالے باتین
کرتا ہوا روانہ ہوا اور جب اندر بارگاہ کے آئے شہاب نے کہا ملازمون کو ہٹا دیجیے تو کسی معشوق کو آپکے
لیے طلب کرون اُسنے سب نوکرون کو باہر نکالدیا جب تخلیہ ہوا شہاب نے کہا ایک بات مین آپکے
کان مین کہونگا کیونکہ دیوار ہم گوش دارد ایسا نہ ہو کوئی سن لے یہ کہکر پاس آیا نشواط نے کان بات سننے
کو لگایا اسنے ایک طمانچہ مارا اور کہا حرامزادے ہم ہین برق فرنگی ازبسکہ ہاتھ آغشتہ بروغن بیہوشی تھا نشواط
طمانچہ کھاتے ہی بیہوش ہوگیا برق نے خنجر کھینچا اسکی چھاتی پر چڑھا اور چاہتا تھا کہ سر کاٹے ہو [illegible]
نشواط [illegible] طلسم پر چھوڑکر [illegible] ساحران [illegible] سے [illegible] بھی [illegible] پھر [illegible]

پنجے زمین سے نکلے ایک پنجے نے برق کے دونون ہاتھ پکڑ لیے اور دوسرے پنجے نے نشتواطا کو مع برق کے اٹھایا یعنی جس پلنگ پر
چھاتی پر سوار تھا اسی طرح رہنے دیا اور لیکر چلا جب باہر بارگاہ کے نکلے سب لشکریون نے دیکھا نشتواطا چت پڑا ہی
اور شہاب اوسکی چھاتی پر چڑھا ہے پنجے لپٹے ہوئے لیے جاتے ہین یہ ماجرا دیکھکر لشکر مین ایک غلغلہ برپا ہوا اور سب
شور کرتے ہوئے لینا لینا کہتے پنجون کے ساتھ ہوئے حیرت غل سنکر چاہتی تھی کہ باہر بارگاہ کے آئے لیکن پنجے اس
ہیئت سے سامنے ان دونو کو لائے اور پھینکا کر غائب ہوگئے حیرت کو بھی اس کیفیت کے دیکھنے سے حیرت ہوئی
اور کہا کہ اے شہاب یہ تجکو کیا ہوا ہے جو اسکی چھاتی پر چڑھا ہے اپنے تیر اکیا ہے برق نے کہا مجھے نہین معلوم
کہ کسنے مجکو اسکی چھاتی پر بٹھا دیا اور خنجر میرے ہاتھ مین دیدیا حیرت نے کہا کچھ سحر پڑھنے مین تم دونون کے فرق
پڑ گیا کوئی سحر شاید اُلٹ گیا اچھا سینے پر سے اُترو برق چھاتی پر سے اُتر کر الگ کھڑا ہو گیا حیرت نے
پانی چھڑک کر نشتواطا کو ہوشیار کیا برق چاہتا تھا کہ عذر معذرت کرکے اُسکا یار بنے لیکن صرصر شمشیر زن عیارہ
بھی لشکر پیو کا غل سنکر جنگل مین تھی دوڑ کر لشکر مین آئی اور سارا ماجرا دریافت کرکے بارگاہ مین گئی حیرت کو سلام
کرکے برق کو بغور دیکھکر پہچانا اور گویا ہوئی کہ دستے موڈی کاٹے تونے بڑا غضب کیا تھا کہ ملازم شہنشاہ کو مار
ہی ڈالا ہوتا اس کلام سے صرصر کے حیرت بھی سمجھی کہ یہ عیار ہے پکاری کہ لینا اسکو ناقوس جادو نام ایک ساحر
برق کے قریب تھا اسنے چاہا کہ مین لپٹ جاؤن برق خنجر بکف تو کھڑا ہی تھا اس زور سے خنجر مارا کہ سر ناقوس
کا کٹ گیا اور شور اسکے مرنیکا بلند ہوا اندھیرا ہو گیا صرصر تعجب کرکر دوڑی اور ساحر بھی لینا لینا کہتے دوڑے لیکن
برق پر اس گھبراہٹ مین کسی نے سحر نہین کیا جست کرکے اسی تاریکی مین بارگاہ سے نکلکر دور بھاگا ہر چند ساحر
پیچھے دوڑے مگر فرط خوف سے آگے نہ بڑھے کہ مبادا ہم بھی عیار کے ہاتھ سے مارے جائیں برق راہ کترا کر لشکر
سے نکلگیا اور اپنے لشکر مین آیا ادھر جب وہ تاریکی دور ہوئی حیرت نے شہاب جعلی کی تلاش کی اسکے نوکرون سے
پوچھا کہ جلدی یہ کیا ماجرا ہے وہ سب عرض پرداز ہوئے کہ ہمارے سامنے ایک ساحر کے ہمراہ ایک گوشے مین گئے پھر
وہ ساحر نہ آیا خود آئے اور فرمایا وہ عیار تھا بھاگ گیا ہم سمجھے کہ یہی سچ ہوگا اصل اسکے سوا اور ہم کچھ نہین جانتے
حیرت نے اسی گوشے مین تلاش کرایا جہان ان لوگون نے بتایا تھا واقعی شہاب کو ایک گڑھے مین بیہوش پڑا پایا
اور برہنہ پایا سامنے حیرت کے اٹھا لائے اُسے کپڑے پہنوائے اور پانی چھڑک کر ہوشیار کیا یہ ہوشیار ہوکر اپنی
جگہ پر بیٹھا اور سارا ماجرائے گذشتہ سنکر سامری بجا لایا کہ میری جان بچگئی مگر نشتواطا کے یہ عیاری دیکھکر ہوش
اُڑ گئے حیرت سے کہا اب مین کسیکو اپنے پاس نہ آنے دونگا اور بارگاہ مین اکیلا نہ بیٹھونگا آپ میرے نام پر جلد
بھیجنے کا حکم دیجیے تاکہ ان ٹکڑون کا خاتمہ کرکے مین یہانسے چلا جاؤن واقعی یہ آپ ہی کا کام ہے جو ایسے مقام خطرناک
مین شب و روز بسر کرتی ہین مجھے تو [illegible] ہر سمت عیار ہی عیار نظر آتے ہین یہ کہکر اپنی بارگاہ مین آیا اور ہر طرف
سحر کردیا کہ کوئی آنے نہ پائے [illegible] بیٹھا وہ یہ تو اس محکام سے بیٹھا لیکر حیرت [illegible] تھا اُبل پڑی
جسوقت کہ شاہ تخت [illegible] بار کی صیقلی اور خورشید جہانتاب [illegible] سے اُتر کر بارگاہ مغرب مین

جا کر روپوش ہوا کہ لمؤلفہ

گیا جب شہنشاہ مشرق دیار ۔ جہاں میں ہوئی تیرگی آشکار
سپہدار انجم بجاہ و حشم ۔ بکیوان و برجیس زرین علم
ہوا زیب اورنگ چرخ برین ۔ ہوئی بزم کوکب بصد زیب و زین

حیرت نے بہر نواخت طبل رزمی حکم دیا افسران فوج نے نقارۂ جنگی بجایا شور و غلغلہ کا بہادروں کو جگر بڑھا دلاور فتنۂ خوابیدہ کو جگایا عیار جو جاسوس لشکر مہرخ دوان دوان خدمت ملکہ مہرخ عالی شان میں حاضر ہوئے اور سر جھکا کر اول مجرا کیا پھر دعا و ثنائے شاہی اسطرح بصد ادب بجا لائے کہ مؤلف۔

فلک مرتبت شاہ رخشندہ بخت ۔ زمین تیرے محکوم یکسر رہے
فلک حکم بردار تیرا رہے ۔ عدو تیرا رنج و الم میں پھنسے

اس اطلاع کے آنے سے حیرت نے طبل جنگ بجوایا ہے کل کے روز معرکہ ٹھہرایا ہے یہ کہکر دوبارہ خبر لینے کو روانہ ہوئے مہرخ نے یہ خبر سنتے ہی طفر سحر بجائی طبل رزم پر بہادروں نے چوب لگائی دونوں طرف سے شور محشر بلند ہوا زمانہ ستیز قیامت نا قریب آیا ساحر آگاہ ہو کر سحر جگانے لگے بہادر ہتھیار درست کر کے منچلوں کو دکھانے لگے دربار دربار حسب دستور سر شام سے برخاست ہوا سردار خیموں میں آکر آلات حرب تیار کرنے لگے۔ مؤلف

جہاں میں قیامت ہوئی آشکار ۔ کہ لی ان نے واں سے راہ فرار
رہا رات بھر یوں ہی سامان جنگ ۔ سحرگہ اڑا جب کہ ظلمت کا رنگ
ہوا مہر گردوں پہ پھر جلوہ گر ۔ سوئے رزم گہ پھر چلے کینہ ور
بہادر ہوئے عازم رزمگاہ ۔ ہوئی کینہ جو پھر وہ جنگی سپاہ

جس وقت رایت فلک رفعت آفتاب بصد آب و تاب میدان چرخ میں بلند ہوا عازم رزمگاہ ہر ایک رزمند ہوا لشکر دونوں طرف سے وادی مصاف میں آئے بادشاہ دونوں لشکر کے بصد شان و شوکت سوار ہو کر چلے نوبت و نقارے بجنے لگے سحر کے ابر پر ساحر سوار ہوئے ایک جانب کو طاؤس اور اژدر اور فیلہائے آتشیں اڑتے ہوئے نظر آئے میدان قتال بہادروں سے بھر گیا ہر ایک جانتا تھا کہ آج نام رہ گیا اور سر گیا علمداروں نے پھریرے علموں کے کھولے ساحروں کے پرے جم گئے بیلداروں نے زمین ہموار کر دی سقوں نے آبشار کر کے خاک بٹھائی صف آراؤں نے صفوف لشکر ترتیب دیں فوجیں مرنے پر تل گئیں نقیب مذمت دنیائے فانی سنا کر بہادروں کو پکارتے کہ اے نامورو ذرا تصور کرو کہ ایک دن مرنا ضرور ہے انجام کو ہر ایک کا ٹھکانا گور ہی ہے چاہیے کہ لڑ کر مر جاؤ اور اپنا نام کر جاؤ۔ لمؤلف

نہیں آج دارا کا نام و نشان ۔ سکندر کی باقی نہیں عز و شان
نہ رستم نہ بہمن نہ [illegible] ہے ۔ فرامرز جنگی نہ طوس ہے

نہ گودرز کا کچھ ہے باقی پتا
اگر چاہیے کچھ نہیں نام و ننگ
بغیر از مرے پاس سے ہٹنا نہیں

جو افزود اعتور کی ہے یہ جا
تو یہ گو ہے اور ہے یہ میدان جنگ
جادو قدم کو پلٹنا نہیں

بعد ترتیب صفوف لشکر نشواط بھی چالیس ہزار ساحروں سے میدان میں آکر ٹھہرا تھا سامنے حیرت کے آکر اجازت خواہ ہوا اُسنے کہا جاؤ تم کو سامری کی حفاظت میں دیا یہ طاؤس طلسم پر سوار تھا اسکو اُڑا کر بیچ میدان میں پہونچا اور سحر کی نیرنگیاں دکھانے لگا آگ پتھر سانپ بچھو ابر سحر سے برسانے لگا جب اپنی شان وشوکت دکھا چکا نعرہ زن ہوا کہ کون آتا ہے میرے سامنے دیکھیے کس کی شامت آئے اور جان پر آبنے یہ نہیب سنکر عشاق بچہ شکیل نے قصد رزمگاہ کیا مگر اسکا ایک سردار ہی اژدر چشم جادو اُس نے نکال دیا اور خود برمقابلہ نکلا مہرخ سے اجازت لیکر سامنے عدو کے گیا اور طالب ضرب ہوا نشواط نے ایک ناریل سحر پڑھکر اسپر لگایا اسنے انگشت سے اشارہ کیا کہ ناریل شق ہوکر زمین میں سما گیا اور آپ بھی ایک نارنج مارا نشواط نے بھی سحر پڑھا کہ پنجہ پیدا ہوا اور اُسنے نارنج پکڑ لیا اسوقت یہ بہادر تلوار سحر کی کھینچکر جا پڑا نشواط نے اسکے وار کو روک کر تلوار سحر کی ماری وہ بجلی بنکر سر پر گری اور اژدر چشم کے خرمن جان کو جلاتی ہوئی زمین میں سما گئی شور اسکے مرنے سے بلند ہوا ہر غل مچانے لگے لیکن نشواط نے پھر نعرہ مارا کہ اور کوئی میرے سامنے آئے دوسرا سردار عشاق کی فوج کا اُسکے مقابل آیا اسنے اسکو بھی قتل کیا اسی طرح دس ساحر نامی و نامور اسکے ہاتھ سے سیار گلشن جنان ہوئے اسوقت خود عشاق میدان کی طرف چلا لیکن ہنوز نشواط تک نہ پہونچا تھا کہ سامنے سے گرد اُڑی اور ایک ساحر سیہ فام جھولا گلے میں ڈالے بت سجنے اور ہاتھوں میں باندھے کھنور چندن کے تمام جسم میں لگائے صحرا کی طرف سے پیدا ہوا اور لشکر میں پہونچکر نعرہ مارا کہ منم پہلوان قدرت سامری ایسا نعرہ ہیبت ناک تھا کہ دل ساحروں کے تھرا گئے اور وہ ساحر نشواط آیا اسوقت عشاق نے ایک ناریل چرخ دیکر نشواط پر لگایا نشواط اس ناریل کی جانب متوجہ ہوا کہ قریب آئے تو رد کرون اتنی نگاہ چوکنے سے اس ساحر نے جو جنگل سے آیا تھا چمک کر تیغہ مارا کہ سر نشواط کا شق ہو گیا اور طاؤس سے گر کر واصل جہنم ہوا مگر ایک غبار سا جھکڑ رہ گیا شور اسکے مرنے سے بلند ہوا اسوقت حیرت کو بڑا رنج ہوا اور اُسنے افسران فوج کو للکارا کہ لینا اسکو چالیس ہزار ساحر ملازمان نشواط ایک جانب سے اور ایک طرف سے لشکر حیرت آپڑا ادھر سے لشکر ملکہ مہرخ بہ حمایت مہتر قران کہ یہی ساحر پہلوان قدرت سامری بنکر آئے تھے آگے بڑھا جنگ مغلوبہ آغاز [illegible] لشکر [illegible] مار کر [illegible] ہو گئے تیغ [illegible] دھار روان ہوئی تیروں کی بوچھار ہونے لگی گھٹا کی طرح فوج گھرانی [illegible] زندگی و حیات وفائی [illegible] ہر طرف لاش پر لاش گر گئی متاع

نقد جان لٹ گئی دولت زندگی پر آفت آئی سلامتی کنارہ کر گئی

چلی صرصر تیغ سوسن دہان / گرے کٹ کے سر مثل برگ خزان
کسی سمت کو شور کرتے تھے بیر / کسی جا بپا نعرۂ دار و گیر
کہین ہار اور سوئیان گرتی تھین / کہین سحر کی بوندیان پڑتی تھین
کہین بجلیان سحر کی شعلہ خیز / امان کو نہ ملتی تھی راہ گریز

نشواط کے مرنے سے حیرت نے طبل بازگشت بجوادیا جنگ موقوف ہوئی لشکر جانبین کے مقام فرودگاہ پہ آئے اور کمر کھولی آسودہ ہوئے مہرخ نے لاشہ ہاے مقتولان اٹھوا کر اپنی جانب کی دفن کرائین ادھر حیرت نے لاش نشواط کی اُٹھا منگائی اور اپنے آئین کے موافق دفن کرنا چاہا اُسوقت نشواط اٹھ بیٹھا اور گویا ہوا اسے ملکہ طاؤس طلسم رسوا ہو کر آیا ہون کسی کے ہاتھ سے مارا نجاؤنگا وہ جو مر گیا وہ میرے سحر کا پتلا تھا مین اسکو چھوڑکر سحر پڑھنے گیا تھا آپ نے دیکھا نہین کہ جب وہ پتلا مرا تو شور اسکے مرنے سے برپا نہین ہوا اگر مین مارا جاتا تو بہت سے غل مچاتے جب آپنے لاش میدان سے منگوائی تو پتلا غائب کر کے مین اُسکی جگہ لیٹ رہا تھا حیرت یہ ماجرا سنکر بہت خوش ہوئی اور نشواط سحر پڑھنے درۂ کوہ مین پھر چلا گیا اور وہان بیٹھکر گوگل جلایا خون خوک سے زمین لیپی آگیاری کی سحر پڑھکے دانے اور روئی سمت آسمان اچھالی فوراً ابر بنکر وہ روئی سمت لشکر مہرخ گئی یہان سب سردار بارگاہ مین بیٹھے تھے اور فتح ہونے کی خوشی مین مصروف بعشرت تھے کہ یکایک گھٹا سر بارگاہ پر آکر چھائی ایک ساحر نے کہا اے ملکہ یہ بدلی کیسی ہے۔ مہرخ نے کہا ساحرون کی آمد رہتی ہے یہ یونہی آیا جایا کرتے ہین سرخ مو نے کہا مجھے یہ ابر سحر کے معلوم ہوتے ہین غفلت نکرنا چاہیے کیونکہ جسنے انکو بھیجا ہوگا بیرون سے وعدہ کیا ہوگا کہ جب کام کر آؤ گے اُسوقت بھینٹ پاؤگے لہذا اگر انکو کوئی بھینٹ دیدے تو یہ سحر الٹ جائے یہ کہکر اسنے کارد سے اپنی ران کاٹکر ایک طشت مین خون بھرکر یہ دانکی اور ان ابرون پر خون چھڑکا فوراً وہ گھٹا جا کر لشکر حیرت پہ چھائی اور اسمین سے آگ پتھر برسنے لگے لشکر حیرت ابھی رزمگاہ سے آکر اچھی طرح آسودہ نہوا تھا کہ آفت مین مبتلا ہوا العیاذ باللہ ایک قیامت برپا ہوئی ہر سمت بھگدڑ سی پڑگئی نامی ساحر سحر پڑھ پڑھ کر جان بچاتے تھے ایسے ویسے ہلاک ہو رہے تھے خیمون مین آگ لگ گئی تھی بارگاہ مین پتھرون کے نیچے دب گئین تھین اسطرف غل لشکر نشواط اور زیادہ سحر کو تیز کرتا تھا ادھر برسے ہوا سر خم کھڑی ہوئی خون کے چھینٹے دیتی تھی حیرت کا لشکر تباہ ہو رہا ہنگامہ محشر بپا تھا حیرت بارگاہ سے نکلکر متحیر کھڑی تھی آفت مین پھنسی تھی سحر کی سپرین سر پہ سایہ فگن تھین لیکن ابر کے آگ کو ملکہ کے سر پر نہ آنے دیتے تھے نیچے گرتے ہوے پتھرون کو روکتے تھے لیکن حیرت کو یہ حیرت تھی کہ یہ سحر کسنے کیا ہے آخر خیال مین گذرا کہ شاید کہ نشواط سحر کر گیا ہے یہ اُسیکا بکھیڑا ہے یہ سوچکر ایک پتلا سحر کا درۂ کوہ مین بھیجکر کہلا بھیجا کہ واہ واہ کیا خوب آپ نے سحر کیا سارا لشکر میرا تباہ ہو گیا نشواط نے جب

چلنے سے یہ سنگر حیرت پاس آیا اور یہان کی کیفیت دیکھکر بہت نادم ہوا اور دیر تک رو دھکر پڑھ کر ان
امیرون کو اسنے دفعہ کیا سرخ مہی اُتر کر بارگاہ مین آئی سب نے بڑی تعریف کی مہرخ نے خلعت فاخرہ عنایت
کیا لیکن نشواط تمراشتی جان سے ایسا کھسیانا ہوا کہ اُسی وقت لشکر کے تیار ہونیکا حکم دیا نفیر حرب بجی جلد جلد
کمر بندی ہوئی چالیس ہزار ساحرون سے چڑھ دوڑا ملکاؤن نے خبر مہرخ کو مدد فوج کی پہونچائی یہ بھی اسی
وقت معہ سردارون کے سوار ہوئی ناگاہ نشواط لشکر پر آگرا پھر وہی ہنگامہ گیرودار کا بلند ہوا سیلاب
خون ہر سمت جاری ہوئی ملک عدم کے جانے کی تیاری ہوئی تیغ موج دریا کی طرح مارنے لگے جسم خون مین نہلانے
لگے دریائے مرگ کا پاٹ بڑھ گیا فنا کے گھاٹ پر گذر ہوا اسوقت ملکہ طاؤس جادو جسکا مطیع الاسلام ہونا
جلد اول مین بیان کیا گیا ہے مہرخ کے پاس آکر گویا ہوئی کہ نشواط طاؤس قسم پر سوار ہو کر آیا ہے یہ اسطرح
نہ مارا جائیگا اسکے ہلاک ہونیکی اور تدبیر ہے یہ کہکر زمین پر گری اور اپنے جسم کو خنجر سے کاٹ کر خون نکال
اور اسی خون سے زمین کو لیپ کر سحر پڑھنے لگی کچھ عرصہ مین زمین تھراکر شق ہوئی اور وہی چار سو پریان
جنسے افراسیاب نے طاؤس منگوایا تھا زمین سے پیدا ہوئین یہ پریان تھیں اسی ملکہ طاؤس کے سپرد تھین
جب سے یہ شریک عمرو ہوگئی وہ سب بے سردار بسر کرتی تھین فی الجملہ جب وہ زمین سے نکلین اسنے کہا
اے محافظان طاؤس طلسم تم اپنی جنس کے تئیں لو اور طاؤس کو مار دو وہ پریان تو ہمیشہ سے اسکی فرمانبردار
تھین اور انپر کوئی سردار شاہ جادوان نے دوسرا مقرر نہ کیا تھا یہ تو جدہ ہ ابتک اسیکو اپنا مالک جانتی
تھین اسکے حکم دیتے ہی وہ طاؤس پر جا پڑین میں جنگ مین انھون نے ترسول طاؤس پر مارا اسکے
جسم پر آگ لگ گئی اور جلگیا اور نشواط اسپر سے گرا چاہتا تھا کہ سنبھلے مہرخ لڑتی ہوئی پاس اسکے پہونچگئی
اور نارنج سحر پھینکمارا کہ اسکے سینے کو توڑ گیا اور وہ تڑپ کر ہلاک ہوا شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا صدا
آئی کہ مارا مجھکو نام میرا نشواط جادو تھا اسکے مرتے ہی تو لشکر مہرخ مغلوب تھا اب غالب ہو کر تا زمان
حیرت کو تنگ کرنے لگا گھمسان کی لڑائی ہونے لگی عروس تیغ گلے ملنے لگی سر ردناکی مین دیے جاتے
تھے زخمون کے ہار رزم آور برائی جگر پہنتے تھے سردارون کے سر لڑائی کا طرہ تھا آب خنجر و تیغ کی

شربت پلائی مین نقد جان ہر ایک بیتا

تیغ کے شیفتہ سر و گردن	شاہ مرگ بہ عجب جوبن
زخم اسطرح تن پہ تھے کاری	جامہ جسم پر تھی گلکاری
تھا شہانہ بدن کا پیراہن	خون مین ڈوبے تھے دشمن

تلوار و تیغ کی جھنکار سازکی آواز رقص بسملان کا وعدہ گاہ مصاف مین نیا انداز الحاصل حیرت نے
لڑائی بگڑتے دیکھکر طبل بازگشت بجوادیا اور بقیہ لشکر کو لیکر پھر آئی اس وقت مصور و صورت نگار
نے تسکین دی کہا ای ملکہ ہر چند کہ مین تصویرین کھینچ رہا ہون اور چلہ کشی مین رہتا ہون مگر میرے نام

پرسش بیاجنگ بجواد... ان مگرامون کو برباد کرون تو حیرت نے تمام باتیں سنکر ارادہ جنگ مصمم کر کے شاہ جادوان پاس ایک تیکے کے ہاتھ بھیجا اور آپ منتظر جواب کی چٹھی ادھر طاؤس نے خون اپنا بھینٹ مین دے کر ان پریون کو رخصت کیا اور لشکر بھر نے مرکھولی سردار داخل بارگاہ ہوکر حیرت تمام شغل میخواری کرنے لگے ملی ہونے لگا شراب کا پیالہ گردش مین آیا یہ سب تو مصروف انبساط مین اور حیرت رنجیدہ سب انکو تو اسی حال مین چھوڑیئے اور ذکر مسافر منازل طلسمات یعنی عمرو محبوب خوش صفات کا سنیئے کہ یہ دلاور جب بگزاری منزل مقصود رہے یک روز یک صحرائے سبزہ... پر پہنچ گیا وہ ایسا سنسان جنگل کہ ملو تھا چمنستان یا گلشن دلکشا تھا کہیں رنگ رنگ کے پھول کہیں کلہائے خود رو کھلے ہوئے تھے

بقول مؤلف

دشت تھا یا بہشت کا گلشن　　سرو سنبل پہ تھا عجب جوبن
کھل رہے تھے طرح طرح کے گل　　لطف پر صحبت گل و بلبل
دشت کے بیچ مین بشوکت و شان　　ایک تعمیر لاجواب مکان
ہر طرف قصر کے بنے کمرے　　چلمنون سے سجے ہوئے کمرے
برج ایسے تھے اس جگہ تعمیر　　نہ تھے برج فلک بھی انکے نظیر
فرش سب صاف دیکھ ابھا تھا　　چشم حیران کا اک تماشا تھا
تھے جواہر کے یہ فرش دھرے　　فرش تک بجواہر تخت بچھے
جھاڑ اور ہانڈیان بلورین تھین　　فی الحقیقت وہ نور آگین تھین
مال و اسباب بے قیاس اسمین　　تھے جواہر کے سب گلاس اسمین
تھا سمان گو کہ رشک خلد برین　　کوئی لیکن نہ پایا اس کا مکین
کرسیان میزین تھین جواہر کار　　رکھے گلدستے ہر طرف کو ہزار
دیکھکر اس مکان کی زینت کو　　ہاتھ کھولا عمرو نے غارت کو
پہلے ڈھیلا عمرو نے اک پھینکا　　تاکہ ساکن یہان کا ہو پیدا
جب نہ پایا کسی کو تب بیباک　　آیا اندر مکان کے وہ چالاک
جال الیاس مار کر ہر جا　　نذر زنبیل سارا مال کیا

عمرو سارا اسباب لوٹکر چاہتا تھا کہ یہان سے نکلکر اپنی راہ لے کہ ناگاہ ایک ساحر کریہ منظر دیو قامت بدشکل ونافرجام اڑتا ہوا آیا اور للکار کر کہا ارے دزد تو نے سارا مکان طلسم لوٹ لیا مگر میرے ہاتھ سے بچکر جانا دشوار ہے سزا اس بدکرداری مین جان عذاب الیم مین گرفتار ہے یہ کہکر سحر پڑھتا ہوا آگے بڑھا محبوب نے انکو جب آمادہ فساد پایا عمرو کو پیچھے کیا اور سینہ سپر کر کے اسکے مقابل ہوئی انسنے

ایک ناریل سحر پڑھکر مارا اپنے انگشت سے اشارہ کیا کہ وہ ناریل دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا اور اسکا
خالی گیا اور تیغچہ کھینچکر حملہ آور ہوئی باہم چوٹ چلنے لگی اس جادوگر نے جب اپنے تئین مغلوب پایا دل مین یہ
خیال کیا کہ یہ شہزادی ہے جسپر شہنشاہ ساحران فریفتہ ہے اور سرخدار طلسم ہے اگر مجھسے یہ اور لڑیگی تو مجھکو قتل
کر ڈالیگی لازم ہے کہ بمکاری اسکو گرفتار کرنا اور اپنی جان بچانا ورنہ مفت مارا جاؤنگا یہ سوچکر لڑتے لڑتے
تلوار پھینک کر قدم پر آگرا اور بمنت تمام دانت نکالکر گویا ہوا کہ اے ملکہ دوران یہ نہ جانتا تھا کہ آپ
مخمور سرخ چشم ہین بلکہ دزد سمجھکر مرتکب اس بے ادبی کا ہوا تھا اور ایذا رسانی پر کمر باندھے تھا اب
ظاہر ہوا کہ حضور مصاحب خاص شہنشاہ ہین ہماری مالک مال و جان ہین بس امیدوار ہون کہ اپنے
کرم سے میری خطا معاف فرمایئے اور یہان سے کنشتانہ قریب ہے وہان تشریف لیچلیے ماحضر نوش کیجیے
مین بھی اطاعت کرونگا اور ملازمان جناب مین منسلک ہو کر ہمیشہ مین آیا جایا کرونگا مولف آپکے شمع
قدم سے ہو جو گھر روشن ہوا ۔ کلبۂ تاریک بھی ہو وادی ایمن ہوا ۔ یہ تقریر سنکر مخمور بھی رزم کرنے سے باز رہی
اور عمرو سے کہا خواجہ اسکے ساتھ چلیے عمرو نے کہا چپکے سے اے ملکہ پیشانی اسکی تاریک ہے یہ مکر سے حذر کرتا ہے
فریب دینا چاہتا ہے اسکے گھر جانا بہتر نہین مخمور نے جواب دیا آپ ہی کا قول ہے کہ جو منت کیے اور اطاعت
اسلام کرنیکا اقرار کرتا ہو اسکا کہنا ماننا لازم ہے اگر برائی وہ کریگا تو کیا ہوگا خدا مالک ہے بس اب کچھ خوف
نہ فرمایئے مثل مشہور ہے کہ زندہ را میتوان زد جیسے اب زیر ہوا ہے ویسے ہی پھر زیر ہوگا عمرو یہ کلمات سنکر
چپ ہو رہا اور سوچا کہ اسکے ساتھ چلو جو کچھ وہان مال ہوگا وہ بھی لوٹینگے اور اس مکار کو بھی مارینگے
یہ سوچکر لالچ مین آیا اور بمقتضائے ع بدوزد طمع دیدۂ ہوشمند ۔ مخمور کے ساتھ روانہ ہوا وہ ساحر
اس بیشہ سے گذر کر ایک درۂ کوہ مین لایا اور وہان سے گذر کر ایک دشت سبز و خرم مین پہونچا عمرو نے
وہان قصر فلک رفعت تعمیر پایا یہ مکان پہلے مکان سے خوبی مین دو چند تھا ہر ذی ہوش کے دلپسند تھا
کوئی تکلف ایسا نہ تھا جو اس جگہ نہ کیا گیا تھا کوئی سامان آسایش و زیبایش باقی نہ رہا تھا جو وہان نہ ہوتا
وہ ساحر کہ نام اسکا تعمیر جادو اس قصر مین ان دونو کو لایا دروازے کمرے کے کھولدیے مسند پر تکلف پر
بٹھایا کشتیان شراب ناب کی قابین گزک کیلیے کباب کی حاضر کین فواکہات کی ڈالیان سامنے لاکر
رکھین مخمور نے کہا خواجہ تو شغل میخواری کرو عمرو نے کہا تم بعید مجکو بھی ایک آدھ جام دیدینا مخمور نے جام بھرکر
پہلے اس ساحر کو دیا اسلیے کہ مبادا اسمین زہر اسنے ملایا ہو تو اسیکا کام تمام ہو جائے جب وہ پی چکا تو آپنے
پینا شروع کیا یہ تو میخواری مین مصروف و متوجہ تھی اور عمرو اسجگہ کا مال تجویز کر رہا تھا اس ساحر نے
دونو کو غافل پاکر سحر پڑھ پڑھ کر پھونکنا شروع کیا جب مخمور کو خوب نشہ ہوا بسبب اسکے سحر کے بیہوش
ہوگئی اور عمرو نے ہرچند کہ شراب نہ پی تھی اسپر بھی سحر اسکا اثر کر گیا یعنی ہاتھ پاؤن کرخت ہوگئے حس و حرکت
بند ہو گیا وہ ساحر ان دونو کو اٹھا کر سمت افراسیاب روانہ ہوا اتفاقاً اس مکان اول تک جسکو عمرو نے

غارت کیا یہ پہونچا ہوگا کہ اُدھر سے صبائے جادو فرستادۂ افراسیاب جو بہر گرفتاری عمرو روانہ ہوا تھا آتا تھا
اُس نے دیکھا کہ ایک ساحر عمرو اور مخمور کو پکڑے لیے جاتا ہے یہ حال دیکھکر وہ قریب آیا اور گویا ہوا کہ بھائی تمنے
بڑا کام کیا کہ اس مفتری اور مفسدہ کو گرفتار کر لائے لاؤ مجھے دو کہ شاہ طلسم پاس لیجاؤں وہ انکی تلاش میں
ہیں اور مجھے خاصکر اسی کام کے لیے بھیجا تھا کہ انکو پکڑ لیجاؤں اس ساحر نے جب یہ کیفیت سنی اور معلوم کیا کہ
شہنشاہ ساحران کو بہت انکی تلاش و جستجو ہے گویا ہوا کہ کیا خوب کہ کوئی محنت کرے اور کوئی مزے اُڑائے
میرے صاحب آپ کون لیجانیوالے ہیں میں خود کیا راستہ نہیں جانتا یا بادشاہ تک پہونچ نہیں سکتا
ہوں انکو شاہ کے روبرو لیجاؤنگا انعام دیا جاؤنگا خیر خواہ کہلاؤنگا صبای جادو نے اس گفتگو کو سنکر
پہلے منت بہت سی کی کہ بھائی میرے لیے بڑی بدنامی ہوگی کہ مجرمونکو گرفتار کرنے گیا مگر وہ گرفتار نہ ہوسکے
خالی پھر آیا پس ہم تم آپسمین ایک ہیں ہماری حقارت دیکھنی میں تمہاری ذلت و ذلت ہے بہتر یہی ہے کہ مجھی کو
لیجانے دو اسمین کد نہ کرو ورنہ تمھارے لیے اچھا نہ ہوگا اس ساحر نے کہا واہ خوب آپ نے سبق پڑھایا بھلا
صاحب تمھارے لیجانے میں تو حقارت ہے اور میری کیسی ذلت ہوگی کہ سب کہینگے یہ ایسا بودا تھا کہ قیدیوں کو
بھجوا دیا آپ نہ لیجا سکا اور یہ جو تم نے کہا کہ اچھا نہ ہوگا تو بھلا کیا نہ ہوگا میں کچھ ایسا حلوا ہوں جو مجکو دھمکاتا ہی جا اپنا کام
کر میں نے ایسے نفرے بہت دیکھے ہیں تم ایسے بہتوں کو میں چرا چکا ہوں صبای جادو نے جب دیکھا کہ
یہ منت سے نہ مانیگا اور سخت کلامی کرتا ہے پس بغضب تمام آگے بڑھا اور کلمات سخت و درشت زبان پر
لایا پکارا کہ اے اجل گرفتہ سنبھل دیکھوں تو کیسے نہیں دیتا اسنے کہا میں بخوبی ہوشیار ہوں دیکھتا ہوں
کہ کیونکر تو لے لیتا ہے بلکہ تو اپنی جان کی خیر منا اسنے یہ سنکر ایک نارنج سحر پڑھکر مارا وہ نارنج اسکے سینے پر
جاکر پھٹا اور آگ کے شعلے نکلکر جسم میں پیٹے اس ساحر نے درجواب اس سحر کے فلک کی طرف کچھ پڑھکر
پھونکا کہ ایک لکۂ ابر پیدا ہوکر برسا وہ آگ بالکل بجھ گئی اور ایک ناریل صبا پر مارا اسنے بھی ایسا سحر
پڑھکر اشارہ کیا کہ ناریل دو ٹکڑے ہوکر زمین میں سما گیا اور پنجہ سحر کھینچکر اُسپر جا پڑا اسنے وار اسکے روکنا
شروع کیے یہانتک کہ ایکبار صبای جادو پنجہ برق بنکر جو اسکے سر پر گرا ہر چند اسنے روکا مگر نہ رک سکا
وہ بجلی اسکو کاٹ کر زمین میں اُتر گئی وہ دو پرکالے ہوکر وہ گرا شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا بعد کچھ عرصہ کے صدا
آئی کہ مارا مجکو نام میرا قمیر جادو تھا بعد برطرف ہونے غل و شور کے صبا نے چاہا کہ قیدیونکو لیکر روانہ ہو مگر
اس ساحر کے مرنے سے مخمور و عمرو پر سے سحر اسکا باطل ہوگیا تھا اور یہ دونوں ہوشیار ہوگئے تھے مخمور سنبھلی
اور چمک کر اُٹھی تھی کہ صبا نے کہا اے مخمور چل میں تیری خطا شہنشاہ طلسم سے معاف کرادونگا مخمور
نے جواب دیا کہ وہ شاہ طلسم مادر بخطا کیا میری خطا معاف کریگا اور اے بیحیا تو کب میرے ہاتھ سے زندہ
بچیگا اسکو یہ کلمہ سنکر غصہ آیا اور نارنج سحر پڑھکر لگایا اس زن شیر صولت نے خالی دیا اور سحر پڑھتی ہوئی اسکے
بڑھی صبا پنجہ کھینچ کر اسپر بھی آگرا یہ بھی تلوار پکڑ کر مقابل برابر سے بجلیاں تیغ کی کوندکر گرنے لگیں لطف

چمکتی تھی بجلی گرجتا تھا رعد		مقابل ہوئے تھے بہم نحس و سعد
نہ اسکو ظفر تھی نہ اس کو خبر		نہ پروائے جان کچھ نہ مرنیکا ڈر

صبا رطلے مین اس سے عاجز آیا اور نزدیک تھا کہ مخمور اسکو جہنم بھیجے مگر اسنے جب اپنے تئین مغلوب دیکھا تو ایک جھولی سے خاک قبر تیشہ نکالکر اُڑائی وہ مخمور پر پڑی وہ بیہوش ہو گئی عمرو نے جو یہ ماجرا دیکھا راہ مکاری دوڑ کر صبا کے قدم پر گرا اور بہت تمام گویا ہوا کہ یہ عورت ناقص العقل تھی ہر چند آپ نے فہمائش کی مگر اسنے سمجھانا آپکا نہ مانا آخر اپنی سزا کو پہونچی مگر مین امیدوار ہون کہ آپ میری خطا شاہ جادوان سے معاف کرا دیجیے مجکو خوب ثابت ہو گیا کہ بادشاہ طلسم سے مخالف ہو کر کوئی زندہ نہین رہ سکتا وہ بڑا زبردست ہے کہ جسکے مطیع آپ ایسے ساحران نامور ہین صبا یہ باتین سنکر خوش ہوا اور ازبسکہ شاہ کے پاس لیجانا چاہتا ہی تھا عمرو کے منت گزار ہونے سے بغیر گرفتار کیے ساتھ ہو لیا عمرو نے اثنائے راہ مین قابو پا کر اسکے منھ پر حباب بیہوشی مارا کہ وہ چرخ کھا کر گرا لیکن اتفاق سے ایسے مقام پر گرا کہ وہ جگہ ترائی کی تھی اور ڈبرا پانی سے بھرا ہوا تھا اس ڈبرے مین اسکا سر جا کر پڑا اور مخمور کو بیہوش کیے ہوئے لادلیا تھا وہ بھی ڈبرے مین گری پانی کی سردی سے دونوں کو ہوش آگیا صبا بھی سنبھل کر اٹھا اور مخمور بھی جست کر کے پانی سے نکلی لیکن صبا شرارت عمرو سمجھکر پکارا کہ مین اسکو سزا دون مخمور نے ڈانٹا کہ کدھر جاتا ہے اور کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک بجلی اوپر سے چمک کر گری اسکے دو ٹکڑے کرتی ہوئی زمین مین اتر گئی غل و شور برپا ہوا تاریکی ہو گئی بعد اس ہنگامے کے سر صبای جادو کا شق ہو گیا اور ایک طائر سبز فام خوش رنگ سر سے نکلکر روتا ہوا سمت شاہ طلسم گیا اور یہ دونون آگے بڑھے مگر طائر باغ سیب مین پہونچا اور پکارا کہ اے شہنشاہ صبای جادو کو متصل مکان طلسمی جہان کہ ملکہ نور جادو مالک ہے عمرو و مخمور نے مار ڈالا یہ ماجرا کہکر اس طائر کے منھ سے ایک شعلۂ آتش نکلا اور سارے بدن مین آگ لگی کہ جل کر راکھ ہو گیا شاہ جادوان مقام محافظان طاؤس طلسم کے پاس سے آکر مسند عیش پر جلوہ گر تھا یہ خبر بزبان طائر سُنکر غضبناک ہوا اور کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ آندھی سیاہ آئی اور کچھ دیر مین ایک ساحر اژدہے پر سوار دربار بادشاہ ذی تبار حاضر ہو کر آداب بجا لایا اسنے پہلے اسکا حال بشفقت تمام پوچھا پھر حکم دیا کہ اے طرای جادو تمہارے بھائی کو عمرو نے متصل مکان طلسم مار ڈالا ابھی وہ وہین ہین جاؤ اور ان دونون کو گرفتار کر کے میرے روبرو لاؤ اور اگر نہ لا سکین تو انکے سر لاؤ تامل نہ کرو جلد جاؤ طرایہ حکم محکم بادشاہ سنکر تسلیم کر کے پھرا اور اژدر پر سوار ہو کر روانہ ہوا اسکے روانہ ہونے کے بعد نامۂ حیرت آیا شاہ نے پڑھا اسمین قتل ہونے نشواط اور قصد کرنا لڑنے کا مصور کے دریافت ہوا اس نامہ کا جواب اس طرح لکھا کہ اے ملکہ تم گھبراتی نہین مین یہانسے تمہاری مدد کے لیے طوفان بن قمار فیل سوار کو بھیجتا ہون وہ بہادر زبردست ہے کسی سے زیر نہ ہوگا اور مرشد زادے اگر عازم جنگ ہین تو انکو ہم نے وہ بارگاہ عظیم الشان عنایت کی جو زیر طلسم استادہ ہے انھین چاہیے کہ طوفان کے وہان پہونچنے تک کام تمکو ان کا تمام کرین اور اے ملکہ

تم بھی مرشد زادے کی خاطرداری اور تعظیم کرنے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرنا بس یہ جواب لکھکر حیرت پاس بھجوا دیا اسنے جواب پاکر نہایت خوشی کی اور مصور کو وہ نامہ دکھایا وہ بھی بہت خورسند ہوا اور کہا بعد فتح بارگاہ مین ہونگا اور علاوہ اسکے جو مال کہ بادشاہ طلسم کا ہے اسکو مین اپنا ہی مال جانتا ہون جو چاہون وہ کرون مجھے بارگاہ کی کچھ احتیاج نہین یہ کہکر اپنی بارگاہ مین آیا اور زوجہ سے گویا ہوا کہ لو صاحب مبارک ہو میرے ہی نام سے فتح تھی شاہ طلسم نے ایسا کچھ مجکو لکھا ہے صورت نگار نے کہا عیار یکے تمکو ذلیل کرچکے ہین اور اُنکے ہوتے فتح ہونا غیر ممکن ہے لہذا تم اس مقدمہ مین اگر نہ پڑو تو اچھا ہے مین جان جانیکا اندیشہ ہے مصور نے جواب دیا کہ مین بغیر سارے لشکر کی تصویرین کھینچے ہرگز نہ رہونگا لیکن کیا کرون میرا دل نہین مانتا میرے دادا کے سب بنے قتل ہوے جاتے ہین الحاصل اسکی زوجہ نے بہت کچھ سمجھایا مگر اُسنے نہ مانا اور درہ کوہ مین جاکر زمین کو پاک وصاف کرکے آگ سلگائی اور گل وصین جلا مین [illegible] عجب بھینٹ مین دیئے اگیاری کی خاک ایک طرف اڑادی دفعۃً ایک غبار تیرہ وتار اسی طرف سے پیدا ہوا جدھر وہ خاک اڑکر گئی اس غبار سے ایک گھوڑے پر مثل انسان کے سوار اسکے پاس آیا مصور نے اس کو شراب کی ذلین اور کلیجی اور سور کی زبان بھینٹ دی اسنے شراب پیکر گوشت کھایا اسنے کہا اب تم کل معرکہ جنگ مین تمام میرے دشمنونکا تمام کرنا پتلے نے اقرار کیا اور چلا گیا راوی کہتا ہے مصور از بسکہ سحر تصویر بنانیکا کرتا ہے اسوجہ سے اس پتلے کو اسنے کاغذ کا قبل مین بنایا تھا اور اسکے جسد مین بیر سحر کا داخل کیا تھا اور زور اس سحر کا اسطرح بنایا کہ ایک عقاب بزور سحر بنا کر صحرا مین چھوڑ دیا اس لیے کہ کوئی اس عقاب کو اگر تلاش کرے تو پائے نہین بہتیرے عقاب اس طرح اور اسی قدوقامت کے بنا کر ہمراہ اس عقاب کے کردیے کہ جہان وہ رہے یہ سب بھی رہین کہ ہر ایک دھوکا کھائے اور نہ سمجھ سکے کہ کون سا عقاب کام کا ہے فی الحال اس عقاب کا آگے بیان ہوگا اب حال مصور سنیے کہ یہ اس پتلے سے وعدہ کرکے [illegible] اور حیرت سے کل کیفیت کہہ [illegible] کا حکم دیجیے تامل نہ کیجیے حیرت نے [illegible] جب زیب شام [illegible] نقارہ نوازی [illegible] عقاب تیز پرواز فلک [illegible] اسد [illegible] کوہ مغرب [illegible] گیا اور شیشہ [illegible] صفحہ [illegible] نقش نظر آنے لگا

کہ [illegible]

بدلی صنعت کلک قدرت عیان
آئی بنا سے چرخ برین

[illegible] صفحہ آسمان
کواکب کی صورت نقش زمین

[illegible] بجایا طاران سحر لشکر [illegible] موجود تھے خبر پاکر حاضر بارگاہ ہوے [illegible] جاہ ودست اور مثل انسان متمثل ہوکر [illegible] بعد دعا وثنا [illegible] کرنے لگے کہ عجیب بات [illegible]

شہا تیری دولت رہے برقرار — مددگار تیرا ہو پروردگار
ابد تک یہ قائم رہے سلطنت — عدالت سے آباد ہو مملکت

بنام مصور بہ میر لشکر مخالف میں طبل جنگ بجا ہر زادہ ذی سد دشمن حاسد ملازمان حضور پرنور کی ایذا رسانی کا ارادہ یہ کنکر پرواز کرکے بشکل طائر پھر روانہ ہوئے یہ خبر سنتے ہی مہرخ نے بھی نظر بفضل کردگار کرکے نفیر سحر کو دم دیا سرداران عالیشان نے کوس حربی بجایا دربار شام سے برخاست ہوا ہر ایک اپنی جگہ پر آکر مصروف تیاری سامان جدال تھا کوئی اگیاری کرتا تھا کوئی منتر جنتر پڑھتا تھا دم بدم بجاتا تھا بہادر ہتھیار صاف کرتے تھے مردانگی کا دم بھرتے تھے مولفہ

ہوئے مرد جنگ آزما ہوشیار — نبرد آزمایان خنجر گذار
سپہدار لشکر بجاہ و حشم — لگے کرنے سامان جنگی بہم
ہوئیں تیغیں صیقل سے پھر آبدار — عیاں پھر ہوا قہر پروردگار
امنڈنے لگیں فوج کی بدلیاں — درخشاں ہوئیں تیغ کی بجلیاں
کیا ساحروں نے بپا شور و شر — دیئے بینٹ میں سب نے دشمن کے سر
بلانے لگے سحر پڑھ پڑھ کے ہر — سی رنگ میں تھے صغیر و کبیر

مصور کے نام پر طبل رزمی کے بجنے سے سبکو انتشار تھا دونوں ہر ایک سردار تھا بہار باغ و بہار دکھا کر دشمن کو باغ سبز دکھانا چاہتی تھی مہرخ فروغ سحر دکھا کر عدو کا دل داغدار فرماتی تھی سرخمو کو سرزنی منظور تھی حاصل یہ کہ ہر ایک کو ایسی ہی کچھ ضرور تھی رات بھر یہی ہنگامہ برپا رہا جسوقت کہ مصور آفرینش نے پیکر پرنور مہر کو نگارخانہ مشرق سے جلوہ طراز فرمایا اور نقصادیر کواکب کو خانہ شعر مہر نے صفحہ افلاک سے مٹایا مولفہ

جب شعلہ تیغ تیز خور کا — تاریکی میں ہو گیا اجالا
تھا بخت بہادروں کا روشن — پھیلا نور سحر کا دامن

لشکر دونوں جانب سے دشت قتال میں وارد ہوئے جو دہی معرکہ گیر و دار وہی ہنگامہ گرم بازاری نبرد و پیکار تھا صفوف جنگ ترتیب پذیر تھیں دونوں فوجیں مثل دریا موجگیر تھیں نقیب آواز بلند پکارتے تھے بہادروں کو للکارتے تھے کہ ان نوجوانو جوہر شمشیر دکھا دو معرکہ دیکھیں کس کے ہاتھ ہے منھ نہ موڑنا تیغ و گردن کا ساتھ ہے غرضکہ جب ساحروں کے پرے جمگئے سپاہی لڑنے پر تل گئے مصور صف لشکر سے آگے بڑھا اور کچھ پڑھکر صحرا کی طرف پھونکا غبار تیرہ و تار پیدا ہوا اور وہی سوار گھوڑے پر سوار میدان میں آکر ٹھہرا جسکا ذکر پہلے بیان ہو چکا ہے مصور نے اسکے آنے سے نعرہ مارا کہ اے فرزند نامدار اس سوار سے اگر ہم نبرد ہو سمت عدم راہ لو مہرخ بہ نہیب سکر جانب لشکر گران ہوئی

گلگزار جادو ملازم بہار نے جست اڑا کر میدان کی راہ لی اور سوار کے مقابل پہونچکر ضرب طلب کی
اسنے شمشیر کھینچکر کمر کو تولا کر سر پر ہاتھ مارا گلگزار نے سحر پڑھکر دس سپرین سحر کی سر پر از خود آ گئین
مگر شمشیر نے اس سوار کی سپرونکو کاٹ کر گلگزار کے دو ٹکڑے کیے شور اسکے مرنے کا بلند ہوا مصور نے پھر
ساز طلبی کی ادھر گلگزار کا بھائی گلنار جادو اسکے سامنے گیا اور ایک تاریخ سوار پر ماری تاریخ
اسکے قریب جا کر الٹا پھر آئی دوبارہ اسنے پھر مارا وہ بھی خالی گیا اور اس سوار نے اسکو بھی تلوار ... کی اسنے
ہر چند رد کیا ممکن نہوا اور تیغ نے دو ٹکڑے کیا غل مرنیکا بلند ہوا مصور نے نقیب کو دھرے اور ایک ساحر
روانے گیا اور ہزار ہا سحر اس سوار پر کیے مگر اثر پذیر نہ ہوئے اور سوار نے اسکے بھی دو ٹکڑے کیے اسی طرح
جو ساحر اسکے مقابلے مین گیا طعمۂ شمشیر اجل ہوا اور بیس ساحر کی شام تک سپاہ تشنۂ جان ہوئے پڑا
بندھ گیا اسوقت بہار نے ارادہ نکلنے کا کیا لیکن مہرخ مانع ہوئی اور کہا تم نہ جاؤ یہ پتلا مصور کے سحر کا ہے
کسی سے مارا نہ جائیگا اور جو اسکے سامنے جائیگا قتل ہو جائیگا بہار نے جواب دیا کہ خدا مالک ہے مین اس
پتلے کو جاکر دیوانہ بناتی ہوں وہ خود اس تیغ کو شاہ پر ماریگا اور اپنے کیے کی سزا پائیگا یہ کہکر جا رہی
تھی کہ اپنا تخت آگے بڑھائے اور لڑنے جائے لیکن دن تمام ہوچکا تھا اور باغبان دہر کشت انجم فلک
کی آبیاری کیا جا رہا تھا کہ مولف یہ بیت طاری ہے اضطراب ... حیران ہوا ہیں سنت آفتاب مصور
نے طبل بازگشت بجوایا اور کہا کہ اے گروہ باغیان پردۂ شب تمہارے واسطے حائل ہو گیا کل تم
سب مارے جاؤگے مناسب ہے کہ اطاعت شاہ جادوان کرو اور فساد سے باز آؤ لشکریان مہرخ نے ان
کلمات کے جواب مین شاہ طلسم کو برا بھلا کہا القصہ مختصر لشکر میدان سے پھرے اور مقام پر اپنے پہونچکر آرام
پذیر ہوئے لشکر دونین چراغان کی روشنی ہوئی سرداروں نے میخواری شروع کی ناچ بارگاہ مین ہونے لگا
غلغلۂ عشرت و کامرانی بلند ہوا عیار سبھی بارگاہ مین آئے اور مہرخ سے مستفسر ہوئے کہ اس سوار کو تم جانتی ہو
کہ یہ کون ہے اور اسکا اصل حال کیا ہے مہرخ نے کہا مین نے براہ کہانت دریافت کیا ہے کہ یہ پتلا مصور
کے سحر کا ہے اور بغیر اسکے دفعہ کیے اسکا دور ہونا ناممکن نظر آتا ہے برق عیار نے کہا مین جاتا ہوں اور اسکے
ہلاک کرنے کی تدبیر کرتا ہوں یہ کہکر روانہ ہوا ادھر مصور جو واپس ہوکر گیا اس نے اس سوار کو جنگل کیجانب جانے
دیا کہا اب مجھے ہر وقت لڑائی سحر پڑھکر تمکو بنانے کی تکلیف ہوتی ہے ایک دن بعد پھر لڑنا ہے چنانچہ اتنے عرصہ کیلیے کہاں کو
جاؤ یہ کہکر ایک خیمہ استادہ کر دیا کہ یہاں رہو وہ پتلا وہاں اترا اور ازبسکہ اسکے پیٹ مین کوئی شیطان اترا
ہے وہ کھاتا پیتا بھی ہے مصور نے خدمتگار بہر خدمت مقرر کر دیئے وہ سامان اکل و شرب حاضر لائے پتلا کھانے
پینے مین مشغول ہوا اس اثنا مین برق صورت ساحر کی سی بنکر لشکر مین آیا اور ایک خدمتگار کو پتلے کے
خدمتی مین سے جا کر اشارے سے بلایا جب وہ پاس آیا کہا الگ آؤ مین تمہارے فائدے کی
ایک بات کہوں خدمتگار اسکو ساحر معزز وضع سمجھکر کچھ کہہ نہ سکا تنہائی مین چلا آیا برق نے اسکو بیضۂ بیہوشی

مار کر طرفۃ العین میں بیہوش کر دیا اور اسکا پیراہن لیکر اسی کی ایسی صورت بنکر اس پتلے کے خیمہ میں آیا وہ
پتلا پلنگڑی پر بیٹھا انار کے دانے کھا رہا تھا برق سرہانے کھڑا ہو کر پنکھا جھلنے لگا اور ایک ہاتھ سے غبار
بیہوشی اڑاتا تھا پنکھے کی ہوا سے ناک میں اسکی بیہوشی گئی وہ پتلا چھینک مار کر بیہوش ہو گیا برق نے اور
زیادہ غبار بیہوشی اڑایا یہانتک کہ جو لوگ اسکی خدمت میں تھے وہ بھی بیہوش ہو گئے۔ سو وقت
اسنے چاہا کہ پتلے کا سر کاٹ لوں مگر وہ پتلا پتھر کا ہو گیا یہ حیران ہوا کہ اب کسکو ماروں ناچار انھیں چند
لوگوں کو جنھیں بیہوش کیا تھا اسنے ہوشیار کر کے کہا اے میاں تم سب سو گئے تھے ذرا دیکھو تو میاں
سوار صاحب کو وہ تو پتھر کے ہو گئے اب خدمت کس کی کریں ان لوگوں نے اس بیان کو سنکر تعجب
کیا اور اٹھکر پتلے کو دیکھا واقعی وہ پتھر کا ہو گیا تھا یہ دیکھکر باہم مشورہ کیا کہ چلکر مصور سے کہیں وہاں
تو پتھر کے ہو گئے غرض خبر گیرے روانہ ہوے برق بھی انکے ساتھ گیا اور سب نے جا کر مصور سے پتلے کا
پتھر ہونا بیان کیا وہ ساحر ... اسنکر پتلے کے خیمے میں آیا اور اسکو پتھر کا دیکھکر بڑی دیر تک متحیر رہا
تا آنکہ وہ پتلا پھر جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا اور ہوشیار ہو ... کہ میں سو گیا تھا مصور نے کہا کچھ نہیں یہاں
عیار شاید کوئی آیا تھا اسنے آپ کو بیہوش کر کے قتل کرنا چاہا ہوگا پتلے نے کہا اگر یہ امر ہی تو آپ کچھ فکر
نہ کریں میں غائب ہو جاتا ہوں بروقت ضرورت کے ... جب مجھکو کوئی بیہوش کریگا میں پتھر کا ہو جاؤنگا
کوئی مجھے قتل نہ کر سکے گا مصور اسکی تقریر سنکر مطمئن ہوا اور پھر کر اپنے مقام پر چلا آیا برق نے بھی یہ
گفتگو سنی دلمیں غور کیا اب اس پتلے کو بیہوش کرنے کیلئے یہاں ٹھہرنا بیکار ہی لازم ہی کہ اور کوئی تدبیر کرنا
چاہیے یہ سوچکر وہاں سے کچھ خیال کر کے روانہ ہوا اور بارگاہ حیرت کی جانب ساحر کی صورت بنکر چلا
جب وہاں پہونچا ایک خدمتگار کو ملکہ حیرت کے اشارے سے ملا یا اور کہا چلو تم کو مصور بلاتے ہیں خدمتگار
اسکا نام سنکر بہت خوش ہوا کہ میں بھی ایسا ہوں جسے مرشد زادے ساحروں کے بلاتے ہیں بس اسی
وقت ہمراہ ہو لیا برق نے کہا واسطے تفریح کے صحرا کیطرف گئے ہیں بارگاہ میں نہیں ہیں اسی سمت چلو خدمتگار
نے کہا کچھ مجھے بھی معلوم ہوا کہ کیا کام ہی اسنے کہا کچھ انعام تقسیم کیا ہی ... کچھ کام نہیں تمھیں بھی انعام
دینا منظور ہی خدمتگار اس فقرے کو سنکر نہایت خرسند ہوا اور اسکے ساتھ جنگل میں آیا اسنے تنہا پاکر اسکے منھ
پر بیضۂ بیہوشی مارا کہ وہ بیہوش ہو گیا برق نے اور زیادہ اسکو بیہوش کر کے اسی کا پیراہن پہنکر اور اسی
کی ایسی صورت بنکر اپنی راہ لی اور ایک رقعہ حیرت کیطرف سے مہر کر کے لکھا اور بارگاہ مصور میں آیا
وہ رقعہ اسکو دیا اسنے پڑھا لکھا تھا تمنے نامی عیار نے پتلے کو بیہوش کیا تھا ایسا نہ ہو کہ عیار پتلے کو
مار ڈالیں لہذا میرے پاس ... بھیجو یہ پتلا جو بنایا ہی اسکی جان کاہے میں رکھی ہی مصور نے جواب
میں رقعہ کے لکھا کہ یہاں سے کچھ دور ایک درہ کوہ میں بہت سے عقاب تیز پرواز میرے سحر کے ہیں
ان میں ایک عقاب نہایت زبردست ہو ... اسکو کوئی مارے ... اسکا خون لے کر اس پتلے پر چھڑکے

تو البتہ یہ بلا سر سے ٹلے برق یہ رقعہ لیکر اپنی بارگاہ میں آیا اور ملکہ مہرخ کو دکھایا مہرخ بہت خوش ہوئی اور اسیوقت سوار ہوکر بموجب نشان تحریر دره کوه میں جاکر ڈھونڈنے لگی بہت سے عقاب ہر سمت پھر رہے تھے انمیں جو عقاب کہ بہت زبردست اور بزرگ نظر آیا اس پر اُسنے سحر پڑھنا شروع کیا یہ جھر مین وہ عقاب زمین پر گرا اسنے کا دست اسکو ذبح کرکے خون اسکا شیشہ میں بھر لیا اور اپنی بارگاہ میں آئی لیکن کسی سے اس راز کو بیان نہیں کیا ادھر جب رات زیادہ گئی وہ دونوں خدمتگار جنکو برق بیہوش کرآیا تھا ہوشیار ہوئے اور سمجھے تھیں تنہائی میں یہ منہ پر سے دیکھا سمجھے کہ عیار تو لشکر میں آیا ہی کرتے ہیں اور روزانہ شب ہوا کرتے ہیں آج ہمیں یہ واقعہ گذرا لیکن لشکر ہو سامری کا زندہ رہے غرضکہ وہاں سے اٹھکر لشکر میں آئے اور لباس بدلکر اپنے کام میں مصروف ہوئے اور جبکہ رات زیادہ گئی تھی ملکہ دونوں آرام میں تھے اسنے اپنی حقیقت کہہ نہ سکے جسد مہر تابان مثل ہواز مان چکے زرین کرسے باندھکر بارگاہ فلک میں آیا اور رشت گلین خاور سے ہوشیار ہوکر نکلا کہ بمقتضائے مؤلف

اُٹھے خواب نوشین سے پیر و جوان	کیا مہر تابان نے روشن جہان
چلی سمت مشرق سے ایسی ہوا	چراغ فلک بجھ گئے جھلملا

ملکہ اسکا پہلے اپنے بیٹے کو دیکھنے آئی زندہ دیکھکر خوشنود ہوا خدمتگار نے جا حال اپنا بیان کرسے ہر خائف ہوا کہ ایسا نہ ہو شیاہ دیان بیرد ہوا اور اپنا راز نہیں زبان سے فاش ہوئے ملعون کو کسی وقت ظاہر ہو کر مارڈالا یہ فکر دامنگیر ہوا مسعود دہان سے لشکر بارگاہ میں پہونچا ادھر جگلی تھی ۔ ۔ ۔ باقی تھی اسنے ہو بہانہ سے باہر کل تہیہ ذرا حیرت نے تمامین سمجھکر جب روئی آپ بحال نہیں جنگ بجوائیے میں دل بخیرت میں تا کہ جیتی ہوں یاد اسکو رہتا ہے کہ کل کتنے خد آئے اور کتنے ... اب جتھو پوچھنا سے کیا ... یہ ... گا یہ کہکر وہ چلی گئی اور مسعود چپکر اپنی بارگاہ میں آیا ... پھر بھی ... سے تیسرے پہر کو لشکر افسر ان فوج کو بلا اور انتظام لڑائی کا کرنے لگا ... میں مصروف ہوا جب دماغ اسکا یادہ تاب سے گرم ہوا فرد استی میں بے اندیشہ انجام قریب شام حکم طبل جنگ بجنے کا دیا جسوقت ترک روزگار نے حکم طلایہ داری لشکر انجم نسبت بہرام فلک کے بعد فرمایا اور ... مہتاب کی طرح مہتاب ۔ دفتی بخش میدان عالم

ہوا مؤلف

اُٹھا تخت سے وقت شاہنشہ شرق میں	بارگاہ غرب میں جاکر ہوا مسکن گزین
اور مہتاب فلک کی چاہ سوجھلی چمک	انتظام لشکر انجم میں تھا ترک فلک

لشکر میں صدائے طبل جنگ بلند ہوئی حیرت نے بھی طبل رزم بجوایا جو اسیوں نے خبر اس معرکہ کی ملکہ مہرخ کو پہونچائی یعنے باادب تمام بعد ادائے وعا وثنا عرض پیرا ہوئے منظم

شہا تیرا اقبال دائم رہے
ہمیشہ ترا ملک قائم رہے
رہیں تیرے دشمن ہمیشہ ذلیل
خدا تیرا ہر حال میں ہو کفیل
عدو کل کے دن طالب جنگ ہے
پھر آمادہ شر وہ بد جنگ ہے

مہرخ نے خبر سنتے ہی نفیر سحر کو دم دیا لشکر میں کرنا پھنکی صور اسرافیل گویا بجی لشکر کے آراستہ کرنے میں ہر سردار مصروف تھا توپ افواج کا غلغلہ بلند کیا پھر وہی غلغلہ گیرودار پھر ویسا ہی ہنگامہ آشکار تھا ساحر مصروف سحر خوانی تھے بہادروں کو جوش شجاعت وارمان جوانی تھے غول ہر مقام پر بجائے صبح تک یہی سامان رہا ہر ایک کو جان جانے کا گمان رہا جب وقت فراق شاہد شب میں آہ آتشین سینۂ دہر سے نکلی اور آفتاب تابان بنکر دہن مشرق سے شعلہ نمودار ہوا مؤلف

سینۂ مشرق سے نکلا ایسا شعلہ آہ کا
مہر تابان بنکے گردون پر نمایان ہو گیا
گرمی سوز دروں بھی اب جو ظاہر ہوئی
جسکی ساری دہر میں پھیلی ہوئی تھی روشنی

لشکر وار دشت مصاف ہوئے جوق جوق اور طوق طوق کے پرے بندھ گئے باجے جنگی بجے کوس وکرنا گرجے مصور وحیرت بھی بڑی چمک تک سے لشکر لائے ساحروں کے پرے جمائے ناقوس پھنکے اور گھنٹے بجے گھٹا سحر کی چھاگئی آتشباری اور سنگباری سے میدان مثل تنور گرم ہوکر تپ گیا صدا ہا مہیب سے ہر دو کی یہ معلوم ہوتا تھا گویا دفتر عالم الٹ گیا القصہ بعد ترتیب صفوف افواج تخت دونوں لشکر کے سرتاج کے قلب میں قائم ہوئے دلاور مرنے پر عازم ہوئے نقیب مذمت دنیا سے دنی کہکر میدان سے جب ہٹے بہادر سناٹے میں آگئے مصور نے کچھ سحر پڑھا یکایک سم مرکب کے کڑاکے کی صدا بلند ہوئی وہی تیلا جسکا ذکر ہو چکا ہے ایک طرف سے پیدا ہوا اور میدان میں آکر ٹھہرا مصور نے مبارز طلبی کی ملکہ مہرخ نے تاج اتار کر بوسہ دیکر تخت پر رکھا کل لشکر کے علم جلوہ دکھانے لگے تمام سردار پا پیادہ ہو کر سامنے لڑکے آئے باجے بجنے لگے ملکہ نے سب کو تسکین و دلاسا دیکر حکم دیا کہ اپنی اپنی جگہ پر جاکر ٹھہرو اور آپ طاؤس پر چڑھکر سامنے اس سوار کے گئی ضرب اس سے طلب کی اسنے ایک نارنج مارا ملکہ مہرخ نے بھی ناریل مارا نارنج و ناریل لڑکر باہم ٹوٹ گئے اس عرصہ میں مہرخ قریب اسکے طاؤس اڑا کر گئی وہ چاہتا تھا کہ تلوار کا وار کرے اسنے شیشہ سے خون لیکر ایک چھینٹا مارا جیسے ہی خون اسپر پڑا ایک شعلہ اسکے جسم سے نکلا اور اسنے جلنا شروع کیا دم بھر میں خاک ہوکر رہ گیا واہ واہ کا نعرہ لشکریان مہرخ نے بلند کیا مصور کو بڑی ندامت ہوئی اور چاہا خود لڑنے کو جائے صورت نگار اسکی زوجہ نے روکا اور لڑنے نہ دیا اسوقت اسنے افسران فوج کو للکارا کہ تو اس نمک حرام کو میدان سے جانے نہ دو فوج نے مہرخ پر حملہ کیا اس طرف سے لشکر مہرخ پر جا پڑا ادھر تو دونوں لشکر باہم مل گئے اور جنگ سحر اور شمشیر زنی شروع ہوئی کہ

نظم

چو از روز پاسے ز پنہان گذشت — بیابان ز خورشید تفسیدہ گشت
ہوا گشت ہمچون بخار تنور — کہ در روغن افتادہ زان نان مور
چو در روغن تفتہ ماہی در آب — ز سوزش جگر داشت سیخ و تاب
ہوا گرم آتش فشان تیغ — بود جذر در پاسے خون میغ
بجز آن ہر سینہ مست و بیتاب بود — جگر پارہ ... آب بود

آخر ترتیب سامان حیرت طبل آسایش بجوایا ادھر مہرخ بھی داخل بارگاہ ہوئی لشکر نے دکھولی سردار دربار میں ... اپنی اپنی سے بستر سے لگ گئے بارگاہ میں تاریکی ہوئے سکاوور جام سے کلفام چلنے لگا اور یہی سامان عشرت لشکر حیرت میں بھی گرم تھا منصور بھی شریک بزم تھا حیرت نے اسوقت پوچھا کہ اے منصور تم کل تو اکیلا حال پوچھتے تھے تمنے کہا آپ نے رقعہ بھیجا تھا میں پتلی کی جان کا حال دریافت کرنا تھا میں نے اسکی کیفیت سب جواب میں لکھبھیجی تھی پر یہ پوچھنا تھا کہ وہ رقعہ آپ ہی نے بھیجا تھا یا کسی اور نے حیرت نے جواب دیا کہ میرے فرشتوں کو بھی خبر نہیں کیسا رقعہ کیسی جان مجکو نہیں معلوم منصور نے کہا آپ کا خدمتگار لے گیا تھا اور خدمتگاروں کو طلب کرکے ایک کو زمین سے تبلایا کہ یہ رقعہ لایا تھا حیرت نے اس سے عتاب سے پوچھا خدمتگار نے اسوقت موقع لیکے عرض حال کا پاکر سارا ماجرا اپنے بیہوش ہونیکا بیان کیا پھر تو منصور کے خدمتگار نے بھی یہی حقیقت کہی منصور کو یقین واثق ہوگیا کہ کوئی عیار مجھسے پوچھ گیا اسلیئے کہ یہ نیرہ سامری بتر زود شجر اسنے دریافت کیا کہ کس عیار نے یہ چالاکی کی معلوم ہوا برق عیار نے بصورت خدمتگار تجکو فریب دیا یہ معلوم ہوا آتش غضب سے خرمن تحمل کو جلایا اسی وقت سحر پڑھکر شش تا دن یہ دنی زمین میں سمایا ہوش صحرائی کیطرح دامن دشت کترتا ہوا بارگاہ مہرخ میں پہونچکر باہر نکلا یہاں سب عیار مژدہ فتح سنکر حاضر ہوئے تھے ان میں سے یہ برق کو پنجے میں داب کر اڑا اسامراق بارگاہ نے بہت تیر تارنج تیغ گولے سحر کے مارے مگر کچھ اثر نہ ہوا مہرخ و عشاق و بہار وغیرہ بھی اٹھکر پیچھے پیچھے روانہ ہوئے وہ برق کو اپنی بارگاہ کے دروازے پر لایا اور سحر سے بیحس و حرکت کرکے زمین پر ڈالدیا اور اسیوقت جلاد کو بلایا حکم دیا جلد اسکا سر کاٹ ڈال جلاد نے برق کو بوریے پر بٹھاکر کوئلے کا خط گردن پر دیا اسوقت منصور کے حکم سے کچھ فوج بھی تیار ہوکر بہر حفاظت ہر سمت آگئی اور حیرت بھی یہ خبر سنکر باہر بارگاہ کے آکھڑی ہوئی برق سامان مرگ اپنا دیکھکر دل سے درگاہ رب العزت میں رو کر دعا کرنے لگا نظم

الٰہی بپاس رسول خدا — بہر زہرا اسے عقدہ کشا
دست ظالم سے دے نجات مجھے — آج کافی ہے تیری ذات مجھے

تیر دعا ہدف اجابت پر لگا جلاد گردن جدا کیا چاہتا تھا مہرخ وغیرہ آگئے عین بہار نے آتے ہی سحر کرکے

اندھیرا کردیا اور عشاق نے سحر کی بجلی جلاد پر گرائی کہ اسکو دو ٹکڑے کر گئی اور تیغ جو جنبہ نگر گری برق کو اٹھا لیگئی مصور نے پہلے نور سحر کرکے روشنی کی جب جلاد کو ہلاک پایا در برق کو زیر تیغ نہ دیکھا جھلا کر زمین سحر اٹھا اور لا کا تا ہوا تعاقب مہرخ و بہار چلا صورت نگار نے اسکو تنہا جاتے دیکھکر نفیر سحر بجائی لشکر مین قرنا پھنکی جلد کمر بندی ہوئی اور فوج لیکر صورت نگار چلی اس طرف عشاق آگے بڑھکر لشکر مین پہونچا اور عیار بھی دوڑکر آئے حکم کیا کہ جلد لشکر تیار ہو کہ ہماری ملکہ فوج مخالف مین گھر گئی ہر کس یہ خبر سنتے ہی جو جس طرف بیٹھا تھا اسی طرح اٹھکر جھپٹا اور بہزیرہ جسکو لا اٹھا لیا غرضکہ مہرخ کو فوج عدو نے راہ مین گھیرا تھا کہ ادھر سے بھی فوج آپڑی اور باہم سحر سازی شروع ہوئی برق کو مہرخ نے ساحرون کو دیکر اپنی بارگاہ مین بھیجدیا اور آپ فوج سے مقابلہ کیا ادھر سے ساحر ردے ہوا جبر گیا سحر کی آگین منتر کی چھرّین چلنے لگین آسمان سے ہاتھ پاؤن سر کا مینھ برستا تھا آندھیو کا شور ایسا کہ گوش فلک کر ہوگیا تھا کبھی ایسا اندھیرا ہوجاتا کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی دیتا کبھی ہزارہا تارے دور آفتاب نکل آتا تھا نظم

اندھیرا تھا ہر سمت چھایا ہوا	نکل آیا سورج اجب لا ہوا
پڑی جبہ اس مہر کی روشنی	زمین اسکو ہوش طاری ہوئی
بڑھا رخ جو مہرخ نے اس سحر کو	چھپا سحر کے ابر مین مہر جا
زمین پر سرد کی جو بارش ہوئی	کرو انکی زمین سر زمین بنگئی
ہوا پہ گانتی تھی یون تیغ تیز	کہ بجلی ہو جسطرح سے شعلہ ریز
ہمین آندھیوں سے تھا طوفان بپا	کہین شور بیرون کا نالا اٹھا

اس ہنگامہ کا شور سنکر حیرت آپ بھی آئی اور نتیجہ اس جنگ کا بے سود دیکھی مصور سے کہا اس لڑنے سے فتح ہونا اور طلسم سے عذر کا دفع ہونا امکان نہین تاوقتیکہ کوئی تدبیر ایسی تری کی جائے جس سے نمک حرام عاجز ہون یون مقابلہ ہیچ ہے یہ کہکر طبل بازگشت بجوایا لشکر جمع آئے دوبارہ سب نے کمر کھولی آسودگی ہوئی حیرت نے صرصر عیارہ کو طلب کرکے بہت غیرت دلائی کہ دیکھ عیار ایسے ہوتے ہین کس طرح پتلے کی جان کا حال پوچھکر اپنے لشکر کو بچایا فی الحال عمرو بھی لشکر مین نہین ہے مگر تجھ سے کچھ نہین ہوسکتا جا ملکہ مہرخ کو گرفتار کر تب صرصر نے عرض کیا کہ آپکے اقبال سے لاتی ہون یہ کہکر روانہ ہوئی اور صورت ساحر کی بنکر جب لشکر مین آئی ایک کنیز کسی جادوگرنی کے خیمے سے نکلکر اپنی بی بی کے پاس بارگاہ مین جاتی تھی اسنے اس کنیز کو بہانے سے علٰحدہ بلایا کہا میری بات سنتی جا جب وہ تنہائی مین آئی اس نے فوراً حباب مار کر اسکو بیہوش کیا اور اسکا پیرہن پہنکر اسی کی ایسی صورت اپنی بھی بنائی پینے محرم کے بند دکھانے کے لیے بہت چست کرکے باندھے دوپٹا اوڑھ کر کاندھے سے ڈھلکا دیا سینہ آگے سے کھلا رکھا اسلیے کہ طوق اور جگنو جو پہنے ہون لوگ اسے دیکھین کاجل آنکھون مین لگایا مستی ہونٹون پر

اسی لگائی کہ ٹھڈی تک آ ئی تھی پائنچے گھرستی اور گراتی ہنس ہنس کر ایک ایک سے آنکھ ملاتی چلی جس کسی نے
لشکر مین اسکی طرف دیکھکر ہنس دیا اسنے بھڑوا موذی کا ٹانا بانا شروع کیا جو کوئی نہ بولتا از خود چھیڑتی اور
گالیاں کوسنے دیتی اسی صورت سے بارگاہ مین آئی اتفاقاً ملکہ طاؤس نے اس سے پوچھا کہ اری تو کہان
گئی تھی صرصر سمجھی کہ جسکا تو نے بیہوش کیا ہی وہ کنیز اسی کی ہی بس اُسنے اٹھلا کر کہا واری ذرا ادھر گھبرا یا
تھا سیر کو گئی تھی طاؤس بولی کیا لڑادی تجکو سیر کی سوجھی ہی یہان مین چوکی پر جانے کو تھی تیری راہ دیکھتی
تھی جلد لوٹا مٹکا اور اب جو بھی بغیر پوچھے کہین گئی تو خوب جوتیان پڑین گی یہ سنکر صرصر آفتابہ اٹھانے چلی
برق جو ساحر لائے تھے سحر اسپر سے دفع کیا تھا وہ بھی بیٹھا تھا اس نے کنیز کی طرف بغور دیکھا اور پاؤن
اسکے بیتر سے پڑتے دیکھکر سمجھا کہ یہ عیارہ ہی بس اٹھکر یہ بھی چلا صرصر ہر چند کہ کنیز بنی تھی مگر چار
طرف دیکھتی جاتی تھی ہمہ تن چشم تھی برق کو آتے دیکھکر اسکے تیور سے پہچان گئی کہ اسنے تجکو پہچان لیا جلدی
ہی جست کر کے سراچہ بارگاہ فرار ہو گئی برق نے پکار کر کہا ستانی ٹھہرو مجھے کچھ کہنا ہی صرصر نے جواب
دیا کہ باہر آؤ تو مزا چکھاؤن برق نیمچہ پکڑ کر باہر جھپٹا لیکن کہا کہ سب ہوشیار رہین صرصر کسی کو گرفتار
کرنے آئی ہی یہ کہکر بیرون بارگاہ آیا دیکھا صرصر کا کہین پتہ نہین سمجھا کہ لشکر سے نکلگئی پھر سوچ کہ مبادا
اور کسی سردار کے خیمے مین جائے اور اسکو آزار پہونچائے بہتر ہی کہ تلاش کرون یہ سوچکر ڈھونڈھتا
ہوا چلا یہان صرصر ایک قنات کی آڑ مین چھپی کھڑی تھی اسلیے درست جاتے دیکھکر بہت جلد اس نے
صورت اپنی مثل صورت ضرغام عیار کے بنائی اور پھر بارگاہ مین آ مہرخ سے کہا مین صرصر کے پیچھے
دوڑا تھا وہ تو نہین ملی آپ بندوبست کیجیے کوئی اندر نہ آنے پائے اور برق نے کچھ کہلا بھیجا ہی آپ الگ
آئیے تو عرض کرون مہرخ اٹھکر اسکے ساتھ الگ خیمے مین گئی اسنے حباب بیہوشی مار کر اسکو بیہوش کر دیا اور
پشتارہ باندھکر لے چلی اس اثنا مین برق سب کہین صرصر کو ڈھونڈھکر بارگاہ مین آیا پوچھا مہرخ کہان ہی
سب نے کہا ضرغام بلا کر لے گئے ہین قریب بارگاہ جو خیمہ ہی وہان گئی ہین برق یہ سنکر اس خیمے مین آیا
یہان دیکھا تو کوئی نہین سمجھا کہ صرصر لیگئی اسیوقت یہ بھی لپکا بہا سمجھا کہ صرصر جنگل مین راہ کتراکر پہونچی
تھی ہنوز لشکر حیرت تک نہ گئی تھی کہ یہ بھی پہونچگیا اور للکارا کہ ستانی اب کہان جاؤگی اسوقت تو تم نے
خوب سبق دیا مگر اب بچنا مشکل ہی یہ کہکر نیمچہ پکڑ کر جا پڑا وہ بھی نیمچہ پکڑ کر جھنے لگی دس بیس ہاتھ نیمچے کے چلے
ہونگے کہ ایک طرف سے نعرہ قران بلند ہوا اور اسنے آکر بغدہ تانا کہ استانی ایک ہی ضرب مین فنا ہوتی
ہو بہتر یہی کہ پشتارہ رکھدو صرصر بغدہ تانے اسکو دیکھکر سہم گئی اور جانتی تھی کہ کوئی مکان قریب کے مگر
اس جگہ ایک ساحر بیابان جادو نام رہتا ہی اسنے دیکھا کہ ایک عیارنی اور دو عیار لڑ رہے ہین
یہ دیکھتے ہی اپنی جگہ سے اڑا اور پنجہ بنکر جو گرا صرصر کو مع پشتارہ اٹھانے گیا قران و برق ہکا بکا ہو کر رہتے ہی
بھاگ کر چھپ رہے جب وہ بلا گیا یہ بھی نکلا اور باہم مشورہ کیا کہ صرصر کو یقین ہی کہ بارگاہ حیرت

مین لیجائے گا بس ہم پہلے ہی سے چلکر وہان ٹھہرین اور جیسا کہ محل وموقع دیکھین ویسا کرین غرضکہ صورت ساحرون کی
ایسی بناکر روانہ ہوے ادھر وہ ساحر صرصر کو حقیقت مین سامنے حیرت کے لایا صرصر نے تسلیم کرکے عرض کیا
کہ اس طرح مین لائی تھی عیارون کے مقابلہ سے یہ مجکو اٹھا لائے حیرت نے دونون کو خلعت دیا اور
بانی مہرہا کو آکر اس دھوکے مین کہ بیابان جادو نے مہرخ کو مسحور کرلیا ہوگا ہوشیار کرایا بیابان عین لڑائی
مین صرصر کے پشتارہ اٹھا لایا سحر سے بے حس وحرکت کرنے کی نوبت نہ پہونچی تھی اسوقت جو مہرخ ہوشیار
ہوئی حیرت کو سامنے بیٹھا دیکھا اور بیابان کو قریب استادہ پایا سمجھ گئی کہ یہ ساحر مجکو پکڑ لایا ہے بس اٹھکر
ایک طمانچہ بزور سحر ایسا اسکے مارا کہ بیابان کا سر پھٹ گیا اور وہ تڑپ کر ہلاک ہوا اسکی تلوار کھینچ کر
یہ حیرت پر جا پڑی سردار لینا لینا کہکر اپنی اپنی جگہ سے اٹھے لیکن مہرخ بادشاہ لشکر عمرو ساحر جسے بلا
ہی جو اسکے سامنے آیا اسنے دو ٹکڑے اسکو کیا دس بیس ساحر مارے گئے پر انکے غل مچانے لگے باہر کے تمام
ساحر دوڑے انھین کے ساتھ قران و برق بھی کہ ساحر بنکر آئے تھے اندر گھس آئے دیکھا کہ مہرخ جنگ
رستمانہ کر رہی ہے اور ساحرون کے نرغے مین گھری ہے یہ دیکھکر دونون عیار حیرت کے قریب جا کھڑے ہوے
بظاہر لینا لینا کہتے جاتے تھے اس ہنگامے مین کون انکو پہچانتا ہے جاے کی کسکو خبر تھی یہ گھات مین
لگے تھے اسی اثنا مین مہرخ پر یورش زیادہ ہوئی اسنے ایک نارنج سحر پڑھکر ایسا مارا کہ تمام بارگاہ مین آگ لگی
اور زمین سے ہزارون مار وعقرب پیدا ہوکر ساحرونکو کاٹنے اور ہلاک کرنے لگے اسوقت حیرت کہ زوجہ
بادشاہ طلسم ہے غضبناک ہوئی اور کچھ سحر پڑھکر دستک دی مہرخ ہرچند زبردست تھی لیکن اسکی برابری نکرسکی
بیہوش ہوکر گری ساحر تو آگ بجھا رہے تھے سحر پڑھکر سانپ بچھو سے اپنے تئین بچاتے تھے اور بہت سے
بھاگ گئے تھے حیرت خود اٹھی کہ مین مہرخ کا سر کاٹ لون اسوقت عیار تو اسکے قریب کھڑے ہی تھے
حیرت پر دوڑکر برق نے کمند ماری وہ جبتک سنبھلے اور سحر کرے اسوقت تک اسنے بیضہ بیہوشی
ناک پر مارا کہ کمند مین الجھکر گری بیہوش ہوئی قران نے چاہا کہ جھپٹ کر ایک بغدہ ماردن اسوقت
ایک پنجہ چیل کر گرا اور مع کمند حیرت کو اٹھا کر لیگیا کہ قران نے اسوقت حقہاے آتشبازی مارنا شروع
کیے وہان حقون مین دھوان ایسا پیدا ہوا کہ تمام بارگاہ تاریک ہوگئی اس اندھیرے مین جو آگے بڑھا
بیضہ بیہوشی اسکی ناک پر برق نے تاک کے مارا کہ وہ گرا قران نے بغدہ مارکر ہلاک کیا شور ساحرونکے
مرنے کا برپا تھا آندھیان چلتی تھین جو دور دور ساحرون کی فوج اتری ہوئی تھی انکو گمان تھا کہ مہرخ
مع اپنے لشکر کے آگری ہے ہر سمت بھگدڑ پڑی تھی اسی ہنگام مین کچھ دیر کے بعد مہرخ ہوشیار ہوئی اور بزور
سحر اڑکر چلی عیارون نے وہ ہنگامہ کر رکھا تھا کہ کسی نے اسکا تعاقب نہ کیا جب یہ نکل گئی قران
و برق سمجھے کہ اب ٹھہرنا بیکار ہے یہ بھی جستین کرکے بارگاہ سے نکلکر راہی ہوے ادھر
پنجے نے حیرت کو لاکر ایک باغ مین اتارا اور ایک ساحرہ کی صورت بنکر ہوشیار کیا حیرت کی

جب آنکھ کھلی بند دستِ حلقہ ہائے کمند کا ٹکڑ نکلی ساحرہ نے تسلیم کی اور کہا یہ کمترینہ پریزاد طلسمی ہے اور حکیم شاہ
ایسے ہی کام پر مامور ہے اسوقت آپ پر وقت صعب تھا کنیز اُٹھا لائی ورنہ دشمن آپ کے ہلاک ہو جاتے واضح
ہو کہ حیرت و شاہ طلسم وغیرہ کے ہمزاد جبتک قتل نہ ہونگے یہ بیہوش نہ ہونگے ایسے ہی سبب پیدا ہوں گے
کسی طرح مارے نہ جائینگے غرضکہ حیرت وہان سے اُٹھ کر بارگاہ مین آئی اور آگ لگی ہوئی وہان کی بجھا دی
لاشین بارگاہ سے اُٹھوا کر تخت پر بیٹھی دربار کا نقارہ بجا مصور بھی اسکے پاس آیا باہم مشغول تدبیر جنگ
مین مصروف ہوئے ادھر مہرخ بھی اپنی بارگاہ مین آکر پہونچی سرداروں نے استقبال کیا اور اسکے صحیح و سالم
آنے سے ہر ایک نے نہایت خوشی کی جشن کرنے کا سامان کیا اسنے قران و برق کو خلعت فاخرہ عنایت
فرمایا اور طائران سحر بہر خبر گیری روانہ کیے ناچ ہونے لگا مے خواری شروع ہوئی یہ سب تو آرام سے
مسکن گزین ہین لیکن تتمہ حال سعادت اشتمال گام فرسائے بیابان ظلمات و رہ نوردِ وادیِ عجائبات
عمرو خوش صفات ذکر کیا جاتا ہے کہ یہ جو صبا سے جادو کو مار کر آگے چلے راہ مین مخمور سے کہا کہ وہ ساحر
جو ہمکو اپنے گھر لے گیا تھا جسکو صبا نے قتل کیا گھر اسکا بالکل خالی ہوگا نہ اسکا کوئی وارث ہوگا نہ والی
ہوگا اس جگہ کو چلکر اب لوٹنا لازم ہے یہ مال مفت ہاتھ سے جاتا ہے اگر ایسا نہ کرینگے تو تمہارا سفر طے
کیونکر ہوگا زادِ راہ کہان سے آئیگا مخمور نے کہا یہ ساحر بہائی جو مالک ہے اسکا لازم تھا مکان طلسمی اور وہ
مکان دوسرا جہان یہ ساحر ہمکو لیگیا تھا سب تمام صحرا وغیرہ کے ایک شاہزادی کے قبضے مین ہین اس جگہ کو
آپ تنہا نہ سمجھیے اور زیادہ لالچ نہ فرمائیے اپنی زاد راہ کے لیے عمرو نے جواب دیا کہ اگر ایسا ہی ہو دائین
کرو گی تو میرا تمہارا ساتھ چھٹنا مشکل ہے مین اپنا نقصان کہانتک گوارہ کرونگا اے مخمور تم نے سنا نہیں
بیت: خدا جسکو دے اور پھر نہ لے ، ہے اسکی عنایت سے منھ پھیرنا ، مخمور یہ سنکر ناچار ہوئی چونکہ حکم ہوا تھا
عمرو سے کچھ تقریر نہ کر سکی مجبوراً ساتھ ہوئی عمرو اسی مکان مین تجسس کنان پہونچا اور اسکو اکیلا پاکر لوٹنے
لگا جب فرش شیشہ آلات وغیرہ سب سامان وہاں کا لوٹ چکا ایک صندوق کو جو اس مکان کی چھت مین لٹکتے
دیکھا مخمور سے کہا اس صندوق مین بہت مال ہوگا لاؤ اسکو بھی اُتار دین مخمور بولی کہ اس مین مقرر کچھ نہ کچھ
آفت ہوگی عمرو نے کہا تم ہر جگہ یونہی کچا پن کرتی ہو اور اپنے ساتھ مجکو بھی ڈراتی ہو مفلس بنانا چاہتی ہو
آفت اسمین کیا ہوگی صرف تمہاری پست ہمتی ہے مخمور ان باتون سے نہایت پریشان ہوئی پھر سمجھی کہ یہ جو
مثل: قدر عافیت آن کس بداند کہ بمصیبتے گرفتار آید اسکو کسی آفت مین پھنسنے دو منع نہ کرو جب اس آفت
سے خدا بچائیگا اسوقت یہ پھر ایسی تقریر نہ کریگا ایسا کچھ سوچکر جواب دہ ہوئی کہ خواجہ سلامت آپ میری
جان و مال کے مختار ہین سب طرح کے حضور کو اختیار ہین جو سمجھیے مناسب عمل مین لائیے کنیز سے مشورہ
کرنا ضرور کیا ہے آپ خود تجربے یافتہ فطرت ہین اور عقل کی مرتبہ رکھتے ہین مین کیا اور میری عقل کیا
رنڈی ناقص العقل مشہور ہے سب کی زبان زد یہ مذکور ہے عمرو مال کی طمع مین بیتاب تھا گفتگو مخمور ایسے

اور کتنا یہ خیز کچھ خیال میں نہ لایا اور صندلی پر چڑھ کر صندوق کو چھت سے اتار قفل اسکا فی الفور توڑا قفل ٹوٹتے ہی ایسی صدا ہے ہولناک [illegible] کہ دنیا دہل گئی جگر پر ذی حیات کا تھرا گیا عمرو تمور کو غش آگیا صندوق کا تختہ [illegible] ہو کر [illegible] سے اسکے دو زنجیریں آتشین نکلین ایک زنجیر گردن عمرو میں اور دوسری گردن تمور میں پڑ گئی [illegible] جب انکو غش سے افاقہ ہوا اپنے تئین قید بسلسل آتش پایا تمور نے کہا [illegible] تو آپ نے بہت سمجھا یا دل نہایت خوش ہوا افلاس دفع ہوئی عمرو سمجھا اے تمور [illegible] میں کہتا ہوں [illegible] زیادہ جنسے گی لازم ہے کہ اس سے دینے مرد انہ [illegible] کہ اے تمور [illegible] تدبیر کی جائے گی تم نے سنا ہے کہ نجات [illegible] وہان خاز جہان صندوق ہے یہ بھی وہان ضرور ہے طلسم دنیا کا یہی دستور [illegible] ہون کہ اس زنجیر آتشین نے میرے اور تمہارے جسم کو کیون نہ جلایا اسمین کیا بھید [illegible] تمور نے کہا آپ کے پاس انگوٹھی [illegible] عشاق کا دیا ہوا ہے دشمن ساحر ہون ہی [illegible] الغرض یہ دونوں گرفتار تھے کہ یکایک صندوق سے ایک پتلی [illegible] ایک سمت چلی گئی چنانچہ ملکہ نور جادو یہان کی مالک ہے یہ اسی کی خدمت میں گئی یہان [illegible] ملکہ نور جادو عالم فراسیاب وہان کی مالک ہے یہ ساحر جب صبا [illegible] لازم تھا [illegible] کی حفاظت کیا کرتا تھا اسوقت ملکہ نور جادو ایک پہاڑ پر محل اپنے [illegible] ستر ہ سو کنیزین خدمتگار حاضر تھین ملکہ زر و زیور سے آراستہ [illegible] بہتر از [illegible] که [illegible]

رشک ناہید چرخ سہ پارہ	[illegible] چشم فلک کی [illegible]
زینت باغ حسن وہ گل رو	[illegible] تمثال دلفریب [illegible]
جعد گیسو مین ایسے پیچ و تاب	[illegible] سے عاشق کا دل سب بیتاب
روے تابان تھا غیرت خورشید	حسن [illegible] عاشقون کی صبح امید
گورے تن مین لباس تھا پر زر	جیسے تارے شعاع مین نیر
اسقدر پائے تھے وہ لب و دندان	در و یاقوت جن پہ تھے قربان
سر سے پا تک مرصع سب گہنا	سچ تو یہ ہے کہ اسکا کیا کہنا

اس پتلی نے جا کر باادب تمام تسلیم کر کے عرض کیا کہ ملکہ [illegible] سے اب تک کنیز کو ہوا نہ لگی تھی اسوقت تیرا صندوق کا کھلگیا مین حاضر ہوئی جو کچھ ارشاد فرمائیے بجا لاؤن عمرو جادو مارے گئے [illegible] ملکہ نور جادو نے اس پتلی کی زبانی یہ حال سنکر خیال کیا کہ کوئی ایسا زبردست یہان آیا ہے پتلی کو بلا اور عمرو عیار ذرا جلد اس حال کو دریافت کرنا چاہیے بس اسی وقت تخت منگوا کر سوار ہوئی

اور جہاں مخمور و عمرو بندھے کھڑے تھے وہاں آئی مخمور از بسکہ مقربان بادشاہ طلسم میں سے ہے سب ناظم طلسم
اسکو پہچانتے ہیں نور جادو کو بڑا تعجب ہوا کہ یہ کیونکر یہاں آکر گرفتار ہوئی کس لیے کہ نور جادو کو خبر
ہونا مخمور کا معلوم نہ تھا فی الجملہ براہ استعجاب قریب آکر گویا ہوئی کہ اے بہن مخمور تم کہاں یہ کیا ماجرا ہے
واہ بہن ہمارے پاس آتے ہوئے تمہارے پاؤں میں کیا مہندی لگی ہوئی تھی کبھی جھوٹوں بھی پھیرا نہ کیا بعد
مدت جو ادھر آئیں بھی تو ہمارے کام میں خلل ڈالتی ہوئی آئیں یہ تو تم سے توقع نہ تھی مخمور اسکی باتیں سنکر
سمجھی کہ معلوم ہوتا ہے اسکو یہ امر … ظاہر نہیں … ہونا چاہیے ایسا کچھ سوچ کر
جواب دیا بہن تم ملنے کے قابل نہیں ہو بڑی دیر سے مجبور … منہ صاف دیکھتی ہو کھڑی باتیں بناتی ہو لو
کھولتی نہیں … اپنی گلی میں کتا بھی شیر ہوتا ہے میرے گھر آؤ تو … ان کی نور جادو
ان باتوں سے ہنس پڑی مخمور نے کہا میری گردن کٹی جاتی ہے اور تم کو ہنسی سوجھی ہے خیر کیا مضایقہ ہے
سو دن چور کے تو ایک … کی مثل مشہور ہے کہ کبھی کے دن بڑے اور کبھی کی رات نور اسکے شکوہ کرنے
سے خوش ہو کر بولی کہ جیو چلو تم جب قابو پاتی ہو … جان بوجھ کر کیا تم کو باندھا ہے
جو تم اتنی … باتیں کرتی ہوئی آگے بڑھی اور … دستک دی وہ … عمرو و مخمور کھل کر
دونوں صندوقچہ میں سما گئے اور … جو نور کے پاس … تھی وہ بھی صندوق تک جا کر غائب ہوئی پڑا اس کا
بند ہو گیا نور نے مخمور کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اب غصہ کو تھوک دو اپنی کیفیت بیان کرو کہ یہاں کیونکر آنا ہوا
یہ جھگڑا کون ساتھ ہے جس کے کارن ایسی بلاؤں میں پھنستی پھرتی ہو تم رنڈی وہ مرد تھا اسکا اکیلے پھرنا
مت پوچھو … اگر اسکو پسند کیا ہے … حاضر … نور نے کہا
… دونوں … موسے کی صورت … اپنی
… بہن مخمور نے کہا … معلوم ہوتی ہے … کرتی ہے اسی طرح باتیں
… یاد ہو … زندہ ہوئی
… آنا ہوا مخمور نے … بہن … عمرو عیار ہے
… ہیں کہ یہ گرفتار ہو … نہیں ہوتا ہے … سے
شاد … اسکے گرفتار کرنے کا وعدہ کیا ہے ایسے مناسب وقت … اسکی اطاعت کرنی ہے اللہ
سر … اسکے ساتھ پھرتی ہوں قابو پاؤں تو گرفتار کر کے … نور نے کہا تم اسکو میرے گھر لے چلو میں گرفتار
کر دوں مخمور بولی … نجات کا نور … راہ … بات سمجھا کے
… مخمور … مدت آئی … معلوم پھر ملاقات ہو … لیے … کہا
… مخمور … کہ خواجہ … عمرو … کہا کہ
خواجہ ہمارے … مخمور … دوسرے

یہ کہ اس جگہ کی ناخمہ ہی مکان بھی اُسکا آراستہ ہوگا وہان چلنا خالی از منفعت نہین کچھ نہ کچھ مل رہیگا یہ سمجھکر چلنے پر راضی ہوا مخمور نے ہر چند چاہا کہ بحیلہ وحوالہ جانے سے محفوظ رہون مگر عمرو کے ڈر سے ممکن نہ ہوا ناچار یہ بھی ہمراہ ہوئی نور انکو تخت سحر پہ بٹھاکر روانہ ہوئی اور کوہ و دشت کو طے کرکے اپنے قلعے مین پہونچی عمرو نے دیکھا کہ شہر رعایا سے آباد ہے ہر ایک ساکن یہان کا دلشاد ہے مکانات عمدہ آراستہ ہین دکانین پیراستہ ہین دوکاندار مرفہ الحال ہین مال و دولت سے مالا مال ہین بمقتضائے نظم

رشک فردوس وہ گلستان تھا		نقشہ بین اس چمن کا حیران تھا
کیون نہ ہو شہر اس طرح آباد		فوج سب خوش ہو اور رعیت شاد
باقرینہ و درد یہ تھا بازار		نعمتین سب جہان کی تیار
تھا دکانون مین خوب سرمایا		جسکا ثانی نہ اور جب پایا
لطف بازار نے دکھایا تھا		عجب انداز سے بسایا تھا
بے خطر راہ مستقیم کہو		سیر دیکھو جو وان کی شادر ہو
پختہ تیار سب دکانین تھین		عرش کی کرسیونکی شانین تھین
کہین بازار ایسا بستا تھا		تھی یہ کثرت کہ شہر بستا تھا

عمرو سیر کرتا ہوا قریب دار الامارت شاہی کے آیا اُسکو بھی نہایت سجا پایا ملکہ نور جادو نے اپنے باغ چمن لاکر اُتارا باغ مین بھی جنت بے نظیر تھا گل و ثمر سے بھرا سر سبز و ہرا بھرا تھا جواہر کے درخت لگے تھے یک قلم بوٹے جلے تھے روشین بڑی درست تھی باغبانی ہر ایک چالاک و چست تھی جانور ہر ایک زمزمہ پیرا تھا گلون سے ہر شجر لدا تھا کہ نظم

پھر نظر آیا وہ باغ دلکشا		دیکھکر جس کو یہ ششدر رہگیا
عرض و طول اسکا تھا بیشک یکسان		مثل طول و عرض و ہم عاقلان
لعل و یاقوت و زمرد کے شجر		روشنی سے جنکی تھی خیرہ نظر
سیم و زر کی خشت سے اسکی بنا		قبہ جس مین جواہر سے ہوا
سنگریزے کی جگہ اس مین گہر		ایسے تابان تھے کہ خیرہ ہو نظر
ذرے ذرے مین تھی وہ تابندگی		ماہ و خور کو جس سے ہو شرمندگی
بیچ مین اس کے زمرد کا مکان		گرد اسکے ہر طرف آب روان
فرش ہر جا سندس و زربفت کا		سب طرح کی وان مہیا تھی غذا

بیچ باغ مین بارہ دری بنی تھی ستونون مین اسکے جواہر کی پچی کاری تھی فرش مکلف بچھا تھا شیشہ آلات لگا تھا مسند جڑاؤ زر آراستہ تھی تمام اسباب عیش و عشرت سے وہ جگہ معمور تھی کسی چیز کی احتیاج نہ تھی

نہ ضرورت تھی کہیں میخانہ سجا تھا کہیں آبدار خانہ تھا نور نے مخمور کو مسند پر بعزت تمام بٹھایا عمرؓ نے جو سونے کے
میر فرش رکھے دیکھے فوراً پیر پھیلا کر قریب میر فرش اپنے تئین گرایا اور بجالاکی میر فرش لیکر زنبیل مین رکھا
پھر ہائے ہائے کرنے لگا کہ میرے چوٹ لگی خواصون نے اٹھایا ملکہ نور نے اسکو اٹھایا اور کہا یہان کا میر فرش
کیا ہوا عمرؓ نے کہا گھر مین بلا کر چوری تو نہ لگاؤ لو میری تلاشی لے لو اور اٹھکر دوسری طرف گیا اُدھر بھی جا کر
اُدھر بھی میر فرش اٹھا لیا لونڈیان غل مچانے لگین کہ صد ہا فرش کے کونون پر میر فرش رکھے تھے ابھی
ابھی غائب ہو گئے عمرؓ نے بگڑ کر کہا اے مخمور اٹھو یہان سے چلو ہم کو سب نے چور مقرر کیا ہے ایسی جگہ ٹھہرنے
مین چوری لگی آبرو گئی پھر یہان آنا دشوار ہے نور جادو نے اسوقت کنیزونکو گھرکا اور عمرؓ کا ہاتھ پکڑ لیا
کہا آپ تشریف رکھیے کنیزین بدتمیز ہین ان کو بکنے دیجیے یہ کہکر اسکو بٹھایا اور لونڈیون سے کہا دور ہو
چپ رہو میر فرش کہین ہو گا مل رہے گا کیون غل مچاتی ہو کنیزین ناچار خاموش ہو رہین اور مخمور بیٹھا نور نے
جام شراب بھر کر دیا عمرؓ نے جام ہاتھ مین لے کر کہا اے ملکہ وہ کنیز مجھے گھورتی ہے نور نے کنیز کی جانب دیکھا
عمرؓ نے بچالاکی شراب مین سفوف بیہوشی تیر مثقال ملایا اور کہا اے ملکہ مین شراب جب پیون گا کہ جب
آپ پہلے پی لین گی کیونکہ یہ جگہ پر از دشمنان ہے مجھے طرح طرح کے شک ہین نور نے اسکے کہنے سے وہ
جام بے کر بے اندیشۂ انجام بیک جرعہ درکشید کیا عمرؓ وہان سے اٹھا اور کہا میخانے سے اپنے پینے کی شراب
تحفہ چکھ کر لاؤن اور میخانے مین جا کر سب شراب کو آغشتہ بداروی بیہوشی کیا جو لوگ وہان تھے
انسے کہا قرابے اور بوتلین لاؤ کسی سے کہا تم باغ سے پھول توڑ لاؤ شراب مین خوشبو نہین
مین بساؤن گا غرضکہ حیلہ کر کے سب کو ہٹا کر اپنا کام کیا پھر حکم دیا کہ یہی شراب صحبت مین لاؤ وہی
شراب کنیزین لیکر حاضر ہوئین ان سے کہا ایک ایک جام پیلے تم سب پیو انھون نے بھی ایک ایک
ساغر پیا بعد کے بیہوشی نے تاثیر کی اور ہر ایک جھکی پیز ار لوٹکر بیہوش ہو گئی نور جادو کا بھی یہی حال
ہوا جب سب بیہوش ہو گئے عمرؓ نے نور کے کپڑے اتار کر آپ پہنے اور اسکی ایسی صورت بنکر مخمور سے
کہا تم کنیزون کو ہوشیار کر دو اور آپ نور کو زنبیل مین رکھکر مسند پر بیٹھا مخمور نے جب لونڈیونکو ہوشیار کیا
عمرؓ جو بصورت نور تھا خفا ہوا کہ مالزادیو تم موجود تھین اور عمرؓ نے بیہوشی شراب مین ملا کر تم سب کو
بیہوش کیا اور آپ بھاگ گیا وہ تو جمشید نے بڑی خیر کی ورنہ سب کو قتل کر ڈالتا مخمور نے اس
اس گفتگو کو سنکر کہا بہن اور تو دیری پیے کی محنت برباد گئی اب مین شہنشاہ کو جا کر منہ اپنا کیا دکھاؤنگی
اور اس مفتری کو کہان پاؤنگی نور نے کہا یہ تو سب کچھ ہوا اب وہ ایسا نہو کہ قلعہ کو لوٹ لے مین
تم یہان ٹھہر وہین جاتی ہون انتظام کرنے یہ کہکر وہان سے اٹھا ایک آدھ کنیز کو ہمراہ لیا وہ انتظام
کرتی ہوئے آگے چلین یہ انکے ہمراہ دارالامارت شاہی مین آیا یہان امرا وزرا اراکین سلطنت حاضر
تھے سب نے تعظیم کی تمرد سریر جہانبانی پر بیٹھا اور حکم دیا کہ تمام شہر مین دہل زنی کی جائے کہ عمرؓ عیار

کو مین قید کرکے لائی تھی وہ چھوٹ گیا ہے سب اہل شہر اپنی حفاظت کرین جوہری و مہاجنان شہر اپنا اپنا
مال سرکار مین لاکر جمع کردین معہ سود اور منافع کے اصل روپیہ بعد فرد ہونے اس ہنگامے کے انکو
واپس دیا جائیگا یہان بحفاظت رہیگا اگر تلف ہو جائیگا سرکار اسکی ذمہ دار ہے اپنے پاس سے
دیگی اور اگر انکے گھر مین رہیگا اور لٹ جائیگا تو سرکار کچھ نالش فریاد اسکی نہ سنیگی الغرض شہر
مین حسب الحکم منادی ہوئی مہاجنان شہر اور سالمہ لوگ دہشت ناک ہوکر مال اپنا سرکار مین فراہم
کرنے لوٹنے لگے الگ الگ مکانات ... ہر ایک کو اسباب رکھنے کے لیے خالی کردیے گئے
دو روز تک یہی انتظام رہا ... شب باغ مین جاکر آرام کرتا تھا صبح کو تخت حکومت پر جلوہ گر ہوتا تھا
تیسرے دن دو پہر رات گئے ... خزانہ دار کو طلب کیا اور کہا کہ آج مجھکو اندیشہ عظیم ہے کنجیان
خزانے کی مجھے حوالے کرو ... ہمراہ جاکر ... خزانہ ہو تبلا دو خزانہ کی
کنجیان حوالے کین اور ... دیا عمرو نے پہرا ... سب ہٹا دیا ... کو رخصت کرکے
... اور نور جادو ... زنبیل ... باغ مین آیا
عمرو نے کہا چلنے کی تیاری کرو ... شہر مین ... مین اس ملک کو
... صبح کو بیرون قلعہ ... شہر سے باہر ... عمرو ... جب تیار ہوئی
عمرو نے کنیزونکو جو باغ مین ... لایا ... سب میرے پاس بیٹھو اور پہرا دو ویسا
... ہوشیار ... کنیزین ... حکم ... بیہوشی ... کہ وہ شمعون پر گرکر
جسمین دھوان ... باغ مین ... سب بیہوش ہوگئین عمرو نے ... باغ و بارہ دری کا اسباب
... فرش و شیشہ آلات وغیرہ ... مین رکھا ... نور جادو کو
زنبیل سے نکالا اور زبان مین سوزن ... دست ... کیا اور کہا
میری اطاعت کر اسلام کی ... سارا شہر تیرا ... نور نے یہ ماجرا
سنکر اشک حسرت بہائے اور ... سے کہا مین ... اطاعت اسلام ... اسکے انکار کرتے
ہی عمرو نے سر اسکا جدا کیا العیاذ باللہ ... اسکے مرتے ... آگ پتھر برسنے لگے عمرو نے جلد جلد
کنیزون کے سر کاٹنا شروع کیے ... تمام علم مین تاریکی چھا گئی اور صدائین عجیب آنے لگین ملازمان
نور جادو گھبرا کر جانب باغ دوڑے اس تاریکی مین مجبور ہوکر رہے ... جو در باغ پر
ساحر آیا اسنے نارنج مارا کہ ... دو ٹکڑے ہوگیا اور ... بیرون سے غل مچا ... اسکے نام
مرنے کی بلند ہوئی ... بھگدڑ ... مین تاب ... بھاگ کھڑا ہوا مجبور
تاریکی اور ... تیر سحر کے ... آگے بڑھی ... مین عمرو بھی باغ سے نکلکر روانہ ہوا شہر
مین رعایا ... عمرو کی نسبت ... تھی اسوقت بھگدڑ ... احوال ...

عمرو نے گیند روغن میں بھگو کر مکانات پر پھینکے کہ ہر طرف آگ لگ گئی دار الامارت شاہی میں آگ لگا دی جو کوئی گھر سے نکلا اُسنے قیامت برپا دیکھی کہ آگ لگی ہی پتھر برستے ہیں تیر گر رہے ہیں مار وعقرب کی بارش ہو رہی ہے وہ سب سمجھے کہ عمرو معلوم ہوتا ہی فوج لیکر آیا ہی پس جو جو نکلے تھے آمادۂ حرب ہوئے لیکن لڑیں کس سے وہاں تو صرف محمور سحر کرتی اُڑتی چلی آتی تھی رعایا اور ملازمان شاہی حریف کی تلاش میں ایسا گھبرائے کہ جو غول سامنے سے آیا اسکو عمرو کی فوج سمجھکر لڑنے لگے اور ادھر کے آنے والے انکو حریف جانکر باہم نبرد ہوئے صد ہا سر کٹ گئے گلی کوچے لاشوں سے پٹ گئے خون کے نالے بہنے لگے شعلہ ہاے آتش بلند تھے ہنگامۂ گیر و دار تھا ادھر تو محمور آفت کر رہی تھی ادھر فوج و رعایا باہم لڑ رہی تھی عمرو کی اس ہنگامے میں خوب بن پڑی تھی ہر ایک کی پگڑیاں اور ہمیانیاں لیتا تھا دکانوں میں گھسکر انکی تحت و تاراج کرتا تھا اور جسکو ٹیرکے ہر ایک کے سر پر خنجر مارتا تھا سر جدا ہوتے تھے لوگ بھاگتے جاتے تھے گر مرتے تھے خلاصہ کلام اس تھوڑی سی رات میں تیغ تیز آتش بار تھی خرمن جان ساحران جلکر راکھ کا انبار تھی شمشیر مثل خامۂ تقدیر دفتر ہستی کو محو کرتی تھی سند گرہ گیر بسان سلسلۂ قضا و قدر ہر ایک کی پا بزنجیر تھی اجل گلوگیر تھی جس گلی میں دیکھیے ہنگامۂ جنگ تھا ہر کوچہ میں ایک دوسرے سے طالب نام و ننگ تھا بہت سے قلعہ کا در کھول کر بھاگ گئے تھے صحرا و کوہستان میں پریشان پھرتے تھے کسی کو کسی کی خبر نہ تھی اپنی اپنی جان بچانے پر نظر تھی کہ

نظم

اندھیرے میں تھی تیغ شعلہ فشان — لپان ابر میں جیسے ہوں بجلیان
مچانے لگے شور جادو کے بیر — برستا تھا ہر سمت باران تیر
چلی تیغ چلنے کی سن سن ہوا — دیا شعل زندگی کو بجھا
بھڑک اٹھے یون شعلہاے فسا — کہ در کاخ تن آتش کین فتاد
ہوا آب تیغ روان یون وہان — کہ غرق ہو گئی جس میں کشتی جان
بڑھا قلزم مرگ کا ایسا پاٹ — اترنے لگے تیغ کے سوکھے گھاٹ
پسر نے پدر کو کیا تھا ہلاک — کیا بھائی کا بھائی نے سینہ چاک
غرض صبح تک تھا یہی ماجرا — کہ آپس میں ہر ایک لڑتا رہا

جس وقت کہ سپاہ نورانی صبح لشکر ظلمانی شام پر حملہ آور ہوئی باد صبا سے سحر نے طرۂ پرچم علم فتح کو سر پر محمور و عمرو کے جلوہ دیا عالم میں روشنی پھیلی کہ لمؤلفہ

بڑھی شعلۂ تیغ کی وہ لپک — جلی خرمن کہکشان فلک
کمند شعاعی میں مہر منیر — نکل آیا مشرق سے ہو کر اسیر

در قلعہ تو کھلا ہوا ہی تھا صبح ہوتے ہوتے عمرو قلعہ سے بھاگنے والوں کے ساتھ نکل گیا اور محمور بھی

اڑ کر شہر کے باہر آئی لیکن عمرو کی فطرت پر حیران تھی کہ اس نے سارا شہر دم بھر میں قتل کر ڈالا اور مال سارا
لوٹ کر آپ الگ ہو رہا غرضکہ اسی حیرت میں ایک پہاڑ پر آکر ٹھہری تھی کہ بہت دور عمرو کو جست و خیز
کرتے جاتے دیکھا یہ بھی اڑ کر اسی طرف کو چلی اور قریب پہونچکر ملاقی ہوئی دونوں باہم باتیں کرتے روانہ
ہوئے اور ادھر قلعہ نورانیہ میں دم سحر ایک کو ایک نے پہچانا اور باہم لڑنا موقوف کیا لیکن فرط خوف سے
بھاگ بھاگ کر جا بجا مخفی ہوئے جو سپاہی و ملازم شاہی لڑتے مرنے سے بچے وہ باغ میں گئے لاش نور
جادو کی اٹھائی بارہ دری الٹی ہوئی پائی یہ سب فریاد کناں سمت شاہ جادوان روانہ ہوئے لیکن عمرو
و مخمور ہنستے قہقہے لگاتے چلے جاتے تھے کہ یکایک فلک پر سناٹا ہوا اور ایک ساحر مہیب صورت
کریہہ منظر بد شعار اژدر پر سوار فرستادہ افراسیاب حالی تبار بلائے جادو روبرو آیا اور للکارا
کہ تھم اے دزد مکار کہاں میرے ہاتھ سے بچکر جائیگا مخمور نے نعرہ سنکر عمرو کو پیچھے کیا اور آپ آگے
بڑھکر آمادہ حرب ہوئی ناچخ و ترنج چلنے لگے اژدر و عقرب بننے لگے ابر خرا آکر برسنے لگے شور برپا ہوا
بلائے جادو نے جب دیکھا کہ یہ اس سے سر نہ ہوگی تب قریب آکر خاک جمشیدی اڑائی مخمور پر بیہوشی چھائی بلائے
جادو نے چاہا کہ عمرو کو بھی گرفتار کر لوں اور دونوں کا سر کاٹ کر شہنشاہ پاس لیجاؤں یہ قصد کر کے سحر
پڑھتا آگے بڑھا عمرو نے للکارا کہ او حرامزادے میرے آگے سحر کو رد کر یہ کہکر ایک نارنج کھینچ کے مارا اسکو دکھائی دیتی کہ عمرو بھی ساحر ہے
نارنج دیکھتے ہی دفع سحر پڑھنے لگا عمرو نے نارنج تاک کر اسکی ناک پر مارا وہ نارنج ٹوٹ گیا جو کچھ بھرا تھا ناک میں پہنچتے ہی بیہوش ہو گیا اور
غبار بیہوشی دھوئیں کی طرح نکلکر دماغ میں سرایت کر گیا وہ چھینک کر بیہوش ہو گیا عمرو نے خنجر کھینچا چاہا کہ سر کاٹ ڈالوں ایک برق
شعلہ بار چمکی عمرو سمجھا کہ کچھ آفت آئی مخمور کو کاندھے پر لادا اور وہاں سے بھاگا ادھر وہ بجلی چنگھاڑ کر گری بلائے جادو کو اٹھا لیگئی یہاں
مخمور تھوڑے عرصہ میں ہوشیار ہوئی عمرو کی گود میں اپنے تئیں پایا حال پوچھا عمرو نے سب کیفیت بیان کی مخمور نے کہا وہ بجلی تھی جو سحر ہوگا
اسکو اٹھا لیگئی افراسیاب نے بہر حفاظت بھیجی ہوگی کچھ تعجب نہیں کہ تجھ پر بھی آفت آئے سلکر بھیجے ہونگے اب ہم تم یہاں سے جلدی
نکل چلیں ایسا نہ ہو کہ کچھ اور آفت آئے عمرو نے کہا اگر تجھے اس کے ساتھ ہے تو ہماری بلا سے
جلدی کیا ہے ہم تو آہستہ آہستہ سیر کرتے چلیں گے یہ کہکر تفرج کناں دونوں روانہ ہوئے مگر افراسیاب
باغ سیب میں متمکن تھا کہ اول ملازمان نور جادو و لاش نور جادو کی لیے در باغ پر نالاں و گریاں
آئے بادشاہ نے غل سنکر روبرو بلایا انھوں نے آکر لاش سامنے رکھدی اور فریاد کی افراسیاب کو حال
قلعہ نورانیہ کے قلع و قمع کا سنکر غصہ آیا اور چاہتا تھا کہ فوج بہر گرفتاری عمرو روانہ کرے اسی اثنا
میں بجلی نے بلائے جادو کو سامنے ڈالدیا بادشاہ طلسم اور بھی زیادہ غضبناک ہوا اور آب سحر چھڑک کر
بلائے جادو کو ہوشیار کیا اور کہا اسی منہ پر عمرو کو گرفتار کرنے کا دعوی کر گئے تھے بلائے جادو کو بڑی
ندامت ہوئی اور عرض کیا کہ غلام پھر جاتا ہے شاہ جادوان نے کہا اب جاؤگے تو کیا بناؤگے
یقین ہے کہ قتل ہو جاؤگے اس نے عرض کیا کہ کچھ ہی کیوں نہ ہو میں ضرور جاؤنگا یہ کہکر دوبارہ

رو رہا ہوا اور شاہ نے لاش نور جادو اسکے ملازمون کو دیکر حکم دیا کہ بنا بر آئین جمشیدی لاش اُٹھاؤ اور مضطرب نہ ہو مین اس رند مکار کو گرفتار کرا کے تم لوگون کو اطلاع کرونگا اس وز بخوبی بدلا اپنا لینا وہ مفسد کہان تک مجھ سے بچے گا آخر ایک نہ ایک دن اپنی سزا کو پہونچیگا بیت ہر آنکہ تخم بدی کاشت چشم نیکی داشت ہد دماغ بیہدہ پخت و خیال باطل بست ہے فی الحال وزراے سلطنت قلعہ نورانیہ کا انتظام کرین مین ورثہ داران نور جادو کو تجویز کرکے خلعت ریاست دونگا غرضکہ اس حکم شاہ کو سنکر وہ لوگ پھر گئے اور باقر اسباب اس فکر مین ہوا کہ ملکہ حیرت کی مدد کو طولان بن قہار کو بھیجا چاہیے اور کسی کو کچھ فوج دیکر پھر گرفتاری عمر و کو مخمور روانہ کرنا لازم ہے یہ تو اس فکر مین ہے مگر مسافر دشت طلسم عمرو و مخمور سیر کنان منازل و مراحل طے کرتے کوہ و دشت طلسم ملاحظہ فرماتے چلے جاتے تھے مخمور اُن راستون کو کاٹ دیتی تھی جو ساحران نامی کے رہنے کی جگہ تھی اسی طرح بعد قطع مسافت دراز ایک روز قریب ایک کوہ سیاہ کے پہونچے عمرو نے دیکھا کہ پہاڑ کی رنگت مثل قلب بخیلان سیاہ ہے بلکہ تاریک تر انگور جودان پر گناہ ہے شام فرقت عاشقان کی سیاہی سامنے اسکے خجل تھی درازی و طولانی اس کی مثل شب ہجر بیدل تھی کہ بقول مؤلف

شب ہجر عاشق سے بڑھکر دراز
کہ تنگ تر جیسے سینے میں راز
سیہ گیسوے یار اس سے خجل
سیہ تاب جیسے ہو کافر کا دل

سر کوہ سے تا پائین کوہ گھانس اُگی تھی جنگل مار ان سیاہ تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ انگنت زہر دار پھن اپنے زمین مین گاڑے ہیں کہیں پھن اُٹھائے سانپ کالے اور کوڑیالے ہیں جا بجا بڑے بڑے غار تھے انکے اندر سوراخہاے مار تھے اژدہے قلاب آتشین بیٹھے چھوٹے ہوے تھے ناگ پھنی اور تھوہڑ کے خاردار درخت لگے تھے جنگل حرارت زمین سے تپ رہا تھا ہر پتھر سے شرارہ آتش ناک نکلتا تھا غبار زمین سے سیاہ رنگ اڑتا تھا ہر بگولا بصورت دیو سیاہ پیدا ہو کر دوڑتا تھا کہ بقول مؤلف

درے سے نکلتا تھا ایسا غبار
کہ جس طرح دشمن کے دل سے بخار
حرارت نے ایسا کیا تھا ظہور
ہر ایک غار جلتا تھا مثل تنور
کوئی شعلہ وان سے جو اڑ جاتا تھا
تو خورشید گردون پہ تھراتا تھا
بگولے تھے یا کوئی دیو سیاہ
جنھیں دیکھکر مانگے شیطان پناہ
دل اہل عالم کا سب دود آہ
تھا اس جگہ تھا غبار سیاہ

عمرو نے ایسے مقام وحشت خیز کو دیکھکر درگاہ خدا سے پناہ چاہی اور مخمور سے پوچھا کہ یہ کون مقام پر آفت ہے اور دشت پر مصیبت ہے کہ خود بخود دم گھبراتا ہے طرفہ وحشت ہوا نہیں جاتا ہے مؤلف یہ کون سی ہے جا کہ جگر آب ہے ہر دل کو ہراس دیدم سے اک اضطراب ہے مخمور نے کہا یہ وہ مقام ہے کہ

یہان کی ملکہ تاریک صورت کش جادو ہی اور وہ یہان سے کئی سو کوس پہ ایک جگہ ہی کہ اسکو جمشیدی الاؤ کہتے ہین وہان رہتی ہی یہ اُسکے سحر کی تاریکی یہانتک پھیلی ہی اور وہ ایک بلا ہی چہرہ ہفت بلا کی بلاؤن مین سے اور افراسیاب کی دایہ ہی الاؤ جمشید کا بارہ کوس تک معرکہ ہی کہ سواے بیابان آتشناک کے بالشت بھر بھی وہانکی جگہ آگ سے خالی نہین اسی آگ مین وہ بلا رہتی ہی جب کبھی افراسیاب اسکے پاس جاتا ہی تو بیابان ہستی کو طے کرکے جاتا ہی اور بیابان ہستی کی ادھر ہی سے راہ ہی تاریک ہمیشہ مردے کھایا کرتی ہی اور کبھی کبھی مجرے مین بھی جاکر رہتی ہی خدا نہ کرے جو بادشاہ طلسم اسکو لڑنے کے لیے ہم پہ بھیجے پھر جانبری ہونا ممکن نہ ہو عمرو نے کہا آخر ایک روز اس سے لڑنا ہوے گا اور ہم کو خداے تعالےٰ اسپر غالب فرمائیگا ملکہ مخمور نے عرض کیا کہ تاریک کی طرف سے ایک ساحر اس جگہ ستاہی جلد یہان سے نکل چلنا چاہیے ایسا نہو کہ کسی آفت مین پھنسنا ہو یہ تقریر سنکر عمرو بھی خائف ہو رہا تھا سوچا کہ ہر جگہ جہالت کرنا اور بیفائدہ ٹھہرنا اچھا نہین جہان کچھ نہ ملے وہان مضائقہ نہین کہ توقف کرے فی الجملہ ہمراہ مخمور جلد جلد قدم زن ہوا اور کئی روز برابر بیابجا چھپتے ساحرون کی نگاہ سے بچتے اس کوہ کے دامن سے بمصیبت تمام نکلے ایک دن بحکم خالق انسان باز فرہنگ جب دریچہ فیروزہ رنگ اور کوہ پہ پلنگ سے عقاب زرین چنگ مہر نے پرواز کی اور روانہ اے انجم کی جانب منقار درانکی نظم

جب تنگ دو دو مین ہوئی وہ شب بسر — دی خروس صبح نے بانگ سحر
شادی و غم ساتھ ہی ظاہر ہوے — رو گئی شبنم تو گل ہنسنے لگے

ایک دشت پر فضا اور صحراے فرحت انتما مین یہ دونون پہونچے اس مقام کو ایسا سرسبز و شاداب پایا اور دل فرحت یاب ہوا درختون کی سرسبزی آنکھون کو خنکی دیتی تھی دشت مین سنہری دھوپ کھلی پھیلی تھی یا شاید بہار طلائی زیور پہنے تھی صیاد فلک نے دام تار شعاعی مہر وہان بچھایا تھا یا دوشیزگان نبات نبات نے سنہری لباس زیب قامت فرمایا تھا ہر درخت اثمار سے جھکے تھے میوے اُنکے فرط لطافت و نزاکت سے ٹپکے پڑتے تھے بیچ مین جنگل کے چشمے اور نہرین جاری تھین چشمہ ہاے ماہ و خورشید سے زیادہ پیاری تھین عکس ان مین درختون کا پڑا تھا جو انان چمن کا مسکن آئینہ خانہ تھا کہ

بمقتضاے مثنوی

صحرا مین تھا لالہ زار کا لطف — کہسار مین آبشار کا لطف
سبزہ فرش زمردین تھا — گلگونہ عارض زمین تھا
شاخون کا وہان عجب سمان تھا — ہر مرغ تنون کا مرغ جان تھا
کویل قمری چکور بلبل — شکرے طاؤس کرتے تھے غل
تھے لکہ ابر شامیانے — شبنم تھی کہ موتیون کے دانے

ایک طرف کو اُس صحرا کے ایک دریاے زخار رشک دہ محیط دعمان نظر آیا کہ ہر لہر مین اس کی موتیون کو بہتے پایا سبحان اللہ گویا مالک بر وبحر نے سلسلۂ موج مین موتیون کو ہمسلک کیا تھا لہرین تھین یا موتیون کا سہرا ساحل دریا کے سر پر بندھا تھا سب دریاؤن مین وہ دریا نہنگ لاڈلا تھا آب صفا اسکا آب گوہر کو شرماتا تھا سورج کا عکس جو اس مین جھلکتا تھا تو گویا آفتاب بحر ندامت مین اسکی صفا کے روبرو ڈوبا نظر آتا تھا یا برتجی تھالی لے کر مہد دے فلک شتان کے بہانے سے موتی چرانے آیا تھا کہ مؤلف

آب گوہر سے لطافت مین سوا	ماہ خور سے بھی زیادہ تھی صفا
اُسکی لہرونین تھی ایسی آب تاب	بہہ رہے تھے ہر جگہ در خوش آب
وان کے موتی جو نظر مین گڑ گئے	چرخ کے دل مین پھپھولے پڑ گئے
رشک اختر تھے وہ موتی شب چراغ	چرخ کے دلمین پڑے تھے جیسے داغ

دریا کا کنارہ دوسرا اس پار سے نظر آتا تھا پاٹ اُسکا اتنا بڑا تھا کہ میدان فلک جیسکے روبرو چھوٹا تھا نہ کشتی تھی نہ ڈونگی تھی نہ ملاح تھا اترنا اس دریا سے دشوار ہوا تھا عمرو نے مخمور سے کہا یہ کونسی جگہ ہے یہ دریا بہت فائدے سے بھرا ہے مین اسمین اُتر کر غوطہ لگاتا ہون اور موتی جھولی بھر کر لاتا ہون مخمور نے جواب دیا کہین ایسا کام نہ کیجیے گا موتیون کے لالچ مین اگر گوہر جان برباد نہ کیجیے گا یہ دریا سحر کا ہے اصلی نہین ہے ہر ایک موتی اسکا دل مین آبلے ڈالیگا ہر حباب آب پر آنکھین نکالیگا مفت آبرو برباد جائیگی موتی کیسا کوڑی بھی ہاتھ نہ آئے گی عمرو نے کہا تم اس دریا کے حال سے کما ہی آگاہی رکھتی ہو مخمور نے جواب دیا کہ اتنا جانتی ہون کہ جب تک اس دریا کا مالک ہم کو اور تمھین پار نہ اُتارے یہان سے اُترکر جانا نصیب نہ ہوگا اس دریا پر نہ جادو اثر کریگا نہ کوئی عمل کارگر ہوگا اگر کوئی ساحر چاہے کہ اُڑکر یہان سے گذر جاے کیا جان رکھتا ہے فوراً دریا مین گر کر مبتلاے عذاب ہوگا اگر کوئی شناور قصد کرے کیا امکان جو اسمین تیرے بلکہ تیرنا کیا قدم رکھیگا تو بحر عدم مین غرقاب ہوگا زورق اندیشہ کو گذرنا یہان سے محال ہے نہنگ وہم کو اس پار جانا بیہودہ خیال ہے افراسیاب اسی وجہ سے ایک ایک ساحر ہماری گرفتاری کو بھیجتا ہے کس لیے کہ جانتا ہے ہم لوگ منازل طلسم طے نہ کر سکینگے دریاے مروارید وبحر آتشین سے نہ گذر سکینگے خود بخود ہلاک ہو جاوینگے فی الجملہ آپ گوہر شاہوار قلزم عیاری ہین اور نہنگ دریاے دانشمندی اس گرداب بلا آفت سے زورق سلامتی پر بیٹھکر پار اُتر جایے اور ساحل مقصد پر پہونچیے مین ہم فکر مین غرق ہون کہ کیونکر پار اُترون مگر کوئی تدبیر ذہن مین نہین آتی اور مین تو صرف راہ بتانے والی ہون اگر ایسے ایسے مقام سے گذر جاتی تو پھر آپ کو ساتھ نہ لاتی خود تنہا جاکر کوکب کو پیام پہونچاتی طلسم ہوشربا خواہ جسم

بہت بڑا ہی اور اس طلسم مین نیرنگ و عجائبات لا انتہا ہیں ان عجائبات کو جو کوئی مٹائے اور لوح طلسم اس وقت افراسیاب پر حکومت جتائے اور افراسیاب کو انھین باتون پر غرور ہی عمرو نے کہا یہ اس حرامزادے کی عقل کا فتور ہی مالک طلسمات کون و مکان کو غرور زیبا ہی وہ قادر و توانا ہی کیا تم نے نہین سنا کہ نظم

فہم سے برتر ہے اسکا کاروبار　　نیک و بد پہ ہے اسی کو اختیار
بشہ نے نمرود کو فاحش شکست　　باد صرصر سے ہو قوم عاد پست
چاہ بابل مین معذب ہون ملک　　ہو مقام زہرہ بالاے فلک
کرتا ہی جو جو کہ وہ گلکاریان　　عقل بندے کی کہان ہو جسکا بیان
خاک سے پیدا کرے نرگس و گل　　تاک سے ظاہر کرے جوشندہ مل
آب طاہر سے کرے نیسان گہر　　قطرۂ ناپاک سے پیدا البشر

ہم انشاء اللہ اس عجائبات کو مٹائینگے اور اسد کو چھڑا کر اس ظالم سے پائینگے بیخ کفر کو کھود کے پھینکدینگے مخمور نے کہا علاوہ ان عجائبات کے فوج بے انتہا شاہ جادوان کے پاس سے ایک ایک جادوگر سامری وقت ہی اسی سبب سے اسکو نہ کچھ بیم ہی نہ ہراس ہی عمرو نے کہا خیر دیکھا جائیگا اب فکر اسکی کرنا چاہیے جو مقدمہ کہ درپیش ہی آگے کو بیکار نہیں دنیا ہی مخمور نے کہا جو ارشاد فرمایئے بجا لاؤن مین تو مطیع حکم ہون عمرو نے جب دیکھا کہ مخمور بالکل عاجز و حیران ہی ہنسکے کہا تم جا کر درہ کوہ مین چھپ رہو مین تدبیر کرتا ہون جب تک اس دریا کا نہ جانیگا اسوقت یہ خشک ہو جائیگا تم جاننا کہ مین فتحیاب ہوا مجکو آگے بڑھکر ڈھونڈھ لینا اور اگر میرا پتہ نہ لگے اور یہ دریا بھی خشک نہ ہو اسوقت لشکر مہرخ مین جاکر خبر میری مرنیکی کہدینا کہ سارک فاتحہ سے مجکو فراموش نکرے اور ہمیشہ بہ نیکی یاد کرے

یہ سرا ہے دہر ہے بے اعتبار　　کب کسی کو یان ہمیشہ ہے قرار
چاہیے ہر شخص کو نیکی کرے　　بعد مرنے کے رہے گی یادگار

مخمور حسب الحکم عمرو رخصت ہوئی اور دل سے دعا اسکے فتح پانے کی کرتی ہوئی درہ کوہ مین جاکر متواری ہوئی اور طرح طرح کے خیالات دل سے کرتی تھی کہ اگر مارا گیا عمرو تو پھر فتح ہونا طلسم کا غیر ممکن ہی اور طلسم فتح نہوا تو شہزادہ نور الدہر سے تیرا ملنا کسی طرح نہوگا واے میرے حال پہ کہ جان و مال بھی برباد ہوا اور یار بھی نہ ملا کیون اے فلک کس مصیبت مین تو نے مجکو پھنسایا جب ایسا کچھ سوچتی تو بلک کر رونے لگی

بموجب نظم

ہوا جینا اسے اک حظ مشکل　　نہ لاتی تاب ہجر گل عنادل
فزون تھا ہر گھڑی دردو غم و آہ　　بہے لخت جگر اشکون کے ہمراہ
لہو تھا ہر بن مژگان سے جاری　　لپیٹا مجکو آئی اشکباری

یہ تو ملول و حزین اس حال مین ہے لیکن عمرو ایک گوشے مین گیا اور رنگ و روغن عیاری سے لے کر صورت اپنی مثل ایک کلاونت کے بنائی کمر ز ضعف و پیری سے خمیدہ تھی سر پہ پگڑی بندھی تھی کرتا آب رواں کا گر بوسیدہ گلے مین تھا پائجامہ مشروع کا مگر کہنہ اور شکستہ پہنے تھا سارے پیرہن مین سوسی اور کمخواب کے پیوند لگے تھے کہ بمقتضائے بیت دو صد رقعہ بالائے ہم اندوختہ ز حراق او در میان سوختہ ٭ پاؤن مین کامدار جوتا تھا لیکن بان سے بندھا تھا کمر دوپٹے سے بندھی تھی داڑھی ناف سے بھی گذر گئی تھی اسی نوے برس کا سن ظاہر ہوتا تھا جوانی کو کمر جھکا کر ڈھونڈھنے نکلا تھا الحاصل بایں شکل و شمائل کنارے دریا کے آکر ایک درخت کے نیچے بیٹھا جوڑی نے کی لیکر بجانے لگا اشعار عاشقانہ از سخن سامری جمشید کے گانے لگا کبھی اپنی بربادی کے خیال سے مذمت دنیا کرتا کبھی یاد دوستان مین یہ غزل گاتا ہر شجر و حجر کو رلاتا کہ

غزل

بھری جو حسرت و یاس اپنی گفتگو مین ہے
خدا ہی جانے کہ بندہ کس آرزو مین ہے

کہاں یہ بات کسی اور خوبرو مین ہے
مزہ جو آپ کے انداز گفتگو مین ہے

سواد کہتے ہین سودا ہے عشق کا جس کو
اسی طرح کی سیاہی مرے لہو مین ہے

یہ گم ہوئے ہین کسی کی تلاش مین ہم آہ
کہ آج ایک جہان اپنی جستجو مین ہے

یہ کیفیت ہے جو ہم رند مشربون کا زہد
کہ ہاتھ سبحہ یہ ہے اور دل سبو مین ہے

یہ حال ہے ترے وحشی کے جیب و دامن کا
کہ چاک ہے تو نہین ہے اور رفو مین ہے

جو کچھ کہ تم مین ہے حسن و ادا و رعنائی و ناز
تمہین بتاؤ بھلا کس یہ ماہرو مین ہے

حجاب چشم کو جرأت سے دی بصارت کو
کسی جو پردہ نشین کی یہ آرزو مین ہے

اس گانے نے عجب سماں باندھا تھا ہر شجر عالم وجد مین جھومتا تھا طائرون نے آکر گھیر لیا تھا درندون کو شوق و ذوق پیدا تھا کبک وری قہقہہ بجا کر سننے مین آیا طاؤس فرط مستی مین آکر ناچنے لگا پانی دریا کا لہر مار کر سر ہلاتا تھا قالب ساحل واہ واہ کی صدا دیا چاہتا تھا صدف گوش بر آواز تا قوس شناوری بھول کر راگ سے وساز لہر و نکو وجد آئی تھی کہ جھوم کر روش مستانہ چلتی تھین مچھلیان شوق سے اچھلتی تھین حباب ابھر کر پھوٹتے تھے دریا کے ارمان نکلتے تھے دل کے پھپھولے پھوٹتے تھے کہ بمقتضائے

نظم

وہ گگا نور کا وہ نور کا سُر
گوش زہرہ سنے وہ دور کا سُر

ہر صدا سے یہ صاف پیدا تھا
اتر آئی ہے چرخ سے زہرا

دلکش و دلربا و وہ ہر فقرا
لے مین ڈوبا ہوا وہ ہر فقرا

اس دریا اور تمام جنگل کی تا بہ کوہ سیاہ ملکہ مرواریدہ جادو شاہ جادوان کی طرف سے مالک ہے

اور اس دریا کے نیچے اس ملکہ کا مسکن ہی عمارت و باغ آراستہ ہزار جوبن ہی اور اس مکان نیو سواد
رشک بہشت شدّاد کے یہ دریاے گوہر بند ور سحر ملکہ نے جاری کیا ہی جس سے گذرنا دشوار
ہوا ہی کسلیے کہ طلسم کے گرد بہت طلسم واقع ہین ایسا نہ ہو کہ کوئی سرحد دار یکایک قلعہ ہوشربا پر
چڑھ آئے اسواسطے راہ بند کر دی ہی ہر جگہ چوکی بٹھائی ہی کہ طلسم ہوشربا بچا رہے الحاصل اسوقت
ایک مچھلی یاقوت رنگ نہایت شوخ و شنگ کنیز مروارید گوہر نگار سحر مچھلی بنکر دریا مین سیر کرنے
آئی تھی عمرو کے گانے کی آواز سنکر مشتاق ہوئی اور کنارے دریا کے پہونچکر پانی سے سر نکالے دیرتک
گانا سنا کی اور اپنا عشق یاد کرکے دریا کی پھر غوطہ مار کر چلی گئی اور سامنے ملکہ کے کہ وہ باغ مین مسند ناز
پر بیٹھی تھی پہونچی یہان بھی گانا ہو رہا تھا شغل بادہ کشی تھا کہ اس کنیز نے دست بستہ عرض کیا کہ اے
ملکہ آجتک آپ نے کڑوروں روپے صرف کیے مگر گانا جسے کہتے ہین وہ نہین سنا اسوقت ایک گویا
کہ نہایت بوڑھا ہی گلے مین بھی اسکے ویسی طاقت ہوگی جیسے جوانون کے ہوگی نہ ویسا حلق تالو ہی
لیکن اس ہنگام پیرانہ سالی مین بھی ایسا گاتا ہی کہ ناہید فلک دردوا سکے سے بے آبرو ہی
تان سین کی روح اسیر نثار ہونے کی آرزو رکھتی ہی بیجو آکر اگر اسوقت سنتا تو باؤلا ہو جاتا
اسکی بانسری سنکر کنھیا جی کو غش آتا کہ بیت قوالی سے نزد وصل دادہ + بجان از دست امید
وصل دادہ + صحرا کے چرند و پرند سب مست ہین نقد جان انعام مین دینے کو حاضر سر دست ہین
تعریف اسکی بیان سے باہر ہی اگر آپ سنین تو ابھی سِرّ اکہا ظاہر ہو کنیز کی گفتگو سنکر مروارید
نہایت مشتاق ہوئی اور بعد ناز دس بارہ کنیزان دمساز کو ہمراہ لے کر حجرے پر سوار ہوئی اور
سحر کے زور سے کنارے دریا کے آئی عمرو نے دیکھا کہ ایک حجرہ بہت پر تکلف بنا ہوا اور اسپر ایک
یم خوبی گوہر قلزم محبوبی سوار ہی گرد دس بارہ پری پیکرون کی قطار ہی کہ ہر ایک در یتیم صدف
دلبری ہی غیرت دہ حسن حور و پری ہی اور وہ اس طرف آتی ہی الحاصل جب قریب پہونچین ملکہ کو
بغور عمرو نے دیکھا اُسکے حسن طلسمات کا عالم پایا ایسا کسی محبوب کو طلسم عالم مین خوش خصال و العبد کرشمہ و
جمال نہ دیکھا تھا روئے تابان اسکا ماہ برج خوبی ابروے خمدار سے یہ ظاہر کہ مہر برج قوس مین آیا
حجرے مین وہ بیٹھی تھی یا مہر کا مسکن تھا بہت آب اُسکے رخسار صفا کے روبرو وہ دریاے گوہر نشان
بحر نیل بنا عکس رخ سے چشمۂ آفتاب پر فوق لے گیا بحر چشم حباب سے اسکی طرف ہزاران حسرت دیکھتا
اور اپنی بے آبروئی پر پھوٹ پھوٹ کر روتا واقعی اُسکے عکس رخسار سے یہ معلوم ہوتا کہ چشمۂ گوہر مین
آفتاب لہراتا ہے یا چاند غیرت سے بحر ندامت مین ڈوبا جاتا ہی نظم

حسن پیدا اس پری کے کی جو نگاہ | نظر آئی وہ شکل غیرت ماہ
واقعی آدمی ہے پریرو ہے | دلربا حسن چشم و ابرو ہے

اس ترقے سے تھی وہ مہ پارہ	کہ پھسلتا تھا پائے نظارہ
حسن و خوبی مین وہ بت مغرور	سر سے پا تک برنگ شعلۂ طور
مست صہبائے غمزہ و انداز	اٹھتا جوبن شباب کا انداز
جوبنون پر شباب امنگ کے دن	ستم انداز و ناز قہر کا سن

غرضکہ وہ مہ پارہ مشتاقانہ بقصد جلوہ جانانہ قریب ساحل باداے مستانہ ٹھہری اور گانا سننے
لگی عمرو نے اسکو قیافے سے شناخت کرکے سروقد کھڑے ہوکر تعظیم کی اور نہایت ادب سے تسلیم
کرکے دعا دی کہ اقبال اعلیٰ رہے سرکار کا بول بالا رہے جمشید سب کا سینبور ن کرکے چراغ
دودمان سامری روشن رہے دوست شاد ہون پامال دشمن رہے ملکہ نے اسکی گفتگو شایستہ
سنکر بمحبت تمام استفسار کیا کہ بڈھے میان تمھارا کہان سے آنا ہوا عمرو جواب دینے کے بدلے
چیخ مار کر رو دیا اور کہا اے ملکہ مین اس طلسم مین مدت سے رہتا ہون لیکن اس آخری وقت مین
اپنی حماقت سے جوان جورو کر بیٹھا اب وہ دن رات جھگڑا و انگوڑا بناتی ہے لڑائی فساد ہنگامہ مچاتی
ہے گھر مین رہنا مشکل کردیا داڑھی میری اسکا کھلونا ہے بڑ بلبل میرا خطاب دیا ہے کبھی کبھی خواجہ
خضر بھی کہتی ہے داڑھی نوچنے کی فکر مین رہتی ہے موے بڑھاپے پیٹے کہکر اسکو روتا ہے کھڑی کھاٹ
ہو کچھ بھی نہ کچھ ہوتا ہے مارے جلن کے اور رات دن کی دانتا کلکل سے دیس چھوڑ پردیس کی بھیک
اختیار کی اسکے منھ کو جھلسا دیکر نکل آیا اگر مین سچ کہون جب اس کمبخت کی پیاری پیاری باتین
یاد کرتا ہون تو جی بے قرار ہو جاتا ہے بیتاب ہوکر روتا ہون اور بانسری بجاکر گاتا ہون کہ بیت
دست سرکشی دادی عنانم ہرزہ و چند سرکشی چیزے ندانم + ملکہ اسکی باتون پر ہنسی اور بولی کہ اے
نادان جورو تیری تمھارا ہے تجھے اسکے جرتر نہین معلوم تو بوڑھا ہے وہ کسی جوان سے پھنسی ہوگی تیرا
رہنا بیوجہت نہین چاہتی ہے اور دوسرے یہ امر ہے کہ بیت زن کا ز مرد بے رفتار خاست + بس
فتنہ و جنگ از ان سرا برخاست عمرو نے یہ باتین سنکر تیوری چڑھائی اور بگڑ کر جواب دیا کہ
لے جانے جائیے ناحق میرے منھ سے بھی کچھ نکلے گا تو آپ برا مانیے گا ملکہ نے کہا ہم تیری بات کا
برا نہ مانینگے عمرو نے کہا مین آپ کو تو کہتا نہین لیکن آپکی ساتھ ہین ان مین سے کوئی میرے پاس
آئے تو مردمی میری ظاہر ہو جائے بھلا مردوئی جورو مین کیا ٹھکارا ہوگی آوارہ ہوئی ہین جو اسی
طرح خاک اڑاتی پھرتی ہین جنکے نہ کوئی ادھر ہے نہ گھر یہ کلمات سنتے ہی سب عورتین مارے
ہنسی کے لوٹ گئین ایک کنیز نے کہا دور موے مجھٹے و بڑا مردوا بنا ہے جورو کی خبر نہین انھین باتون
سے وہ تجکو جوتیان لگایا کرتی ہے عمرو نے کہا معلوم ہوا تو سب سے زیادہ مستانی ہے میرے کام کی ہے گھبرا
نہین میرے پاس اکیلے مین آنا یہ سنکر وہ کنیز لگی گالیان دینے ملکہ نے منع کیا اور کہا بڑے میان

کیا کہنا ہے تمھارے کمالات ظاہری اور باطنی سب کھل گئے کیا لطیفہ بیان کیا کہ آتے ہی مجکو ہنسا دیا
اب آپ کو تکلیف دیتی ہون کہ میرے غریب خانے پر قدم رنجہ فرمایئے دو گھڑی دل بہلایئے پھر چلے جایئے گا
مین بہت خوش کرونگی دامن امید گوہر دُر سے بھر دونگی عمرو نے کہا مین سب طرح حاضر ہون چاہیے
یہان کام لیجیے چاہے گھر لیجلیے ملکہ ہنسنے لگی اور کہا مجھے بھی لے نکلی عمرو نے کہا کیا مجال یہ کہکر قریب آیا
اور ملکہ کی از سر تا پا بلائین لین دعا مین دین ملکہ نے کہا کنیزون سے اشارہ کیا کہ انھون نے بغلون
مین ہاتھ دے کر بجرے پر عمرو کو بٹھایا ملکہ بھی سوار ہوئی اور لے کر چلی بیچ دریا مین جاکر کشتی نے چکر کھایا
ڈوب گئی لبعد لمحے کے جو آنکھ کھلی دیکھا کہ سامنے ایک باغ پُر بہار بنا ہے یاسمین و لالہ زار طرح طرح
کے گلدار اشجار سے بھرا ہے گل روئی بخش کارخانہ بہار مین اشجار غیرت دہ قامت یار ہین کہ

بمقتضاے نظم

ہر گل و گلشن پہ تھا جوش بہار — ہر طرف ابر بہاری تھی نثار
سائبان صحن گلشن تھا سحاب — جس مین تھی خط شعاعی کی طناب
اسکے نیچے سرو کے موزون ستون — سبز نے سید جسے تھے زمردگون ستون
کوندنا وہ برق کا ابر ادھر — نور کی جھالر تھی گویا جلوہ گر
جابجا گلبرگ تر فرش چمن — جادہ گر ہر سو بہارستان

فی الجملہ بارہ دری جو لبصر حسن و خوبی فرش مسند و شیشہ آلات سے آراستہ تھی وہان عمرو کو بٹھایا
ملکہ مسند ناز پر جلوہ گر ہوئی اور حکم دیا کہ ہان اے یہ کلانوت کچھ گا عمرو نے بجاکر گانے لگا سبکے
دل کو اپنا شیفتہ بناتا تھا جب یہ گاتا تھا کہ غزل

بلا مین دل کو پھنسا چکے ہین — پری کے پھندے مین آچکے ہین
فریب زلفون کا کھا چکے ہین — غضب کا جھٹکا اٹھا چکے ہین
بھلی لگے کیا بہار سنبل — خوش آئے کیا خاک نکہت گل
ابھی ابھی وہ شمیم کاکل — سنگھا چکے ہین سنگھا چکے ہین
کہان ہو کس نیند سو رہے ہو — سر مزار آکے یقین کر لو
اٹھا مین تم سے ہون گفتگو کو — فرشتے مجکو جگا چکے ہین
مقام بے شک سرور کا ہے — عجب یہ مضمون دور کا ہے
گمان جن پر کہ حور کا ہے — بغل مین انکو سلا چکے ہین
نہ دیکھ اے چاہ اس حرف کو — کہ فرق اس مین نہین سر مو
لگائین گے تجھ پہ تیغ ابرو — قسم وہ آنکھون کی کھا چکے ہین

ملکہ نے اسکے گانے سے خوش ہوکر بہت کچھ زر وگوہر انعام مین دیا عمرو نے عرض کیا کہ حضور میرا گانا آدھا ہی ہے اگر تھوڑی سی شراب مجھے عنایت فرمائیے تو جوانون کا مزا اسمین بڑھے مین پلائیے ملکہ نے ہنسکر کہا کہ تو مجھ سے بھی جگت بولنے لگا عمرو نے کہا حضور پھر صحبت مین ہنسنے بولنے ہی کا مزا ہے کنیزین بولین کہ گھر مین تو بیچارہ جوتیان کھاتا ہے یہان اسکا ذہن کھلا ہے عمرو نے کہا ارکھانے ہی کو سامری نے ہمین پیدا کیا ہے ملکہ خوب ہنسی اور کہا اسکے منھ نہ لگو جاؤ کشتیان شراب کی لاؤ کنیزین گئین اور کشتیان بادۂ ارغوانی و زعفرانی کی لائین عمرو نے سب بوتلون اور شیشون کو کھول کر الٹ پھیر کرنا شروع کیا اور نگاہ بچاکر سب مین بیہوشی ملائی پھر چوراسی گھنگرو انکی سنگار کر پاؤن مین باندھی منھ سے بجاتا گاتا ہوا پاؤن سے تال دیتا گاتا اور گت بھرتا ہوا بوتل بغل مین داب کمر سے پیمانہ لگائے ملکہ کی طرف چلا سب کو ایک حیرت ہوئی کہ یہ گویا کیا خوب ہنر ساقی گری کا جانتا ہے غرضکہ سامنے ملکہ کے عجب صورت سے پہونچکر ٹھہرا اور جام شراب سے بھر اسے کو لبون مین داب کر ہاتھ پر جام کو رکھا اور سامنے ملکہ کے لاکر یہ

شعر پڑھا کہ ؎

سرود مجلس جمشید گفتہ اند این بود	کہ جام بادہ بیاور کہ جم نخواہد ماند

ملکہ نے ہنسکر چاہا کہ جام لیکر پیے عمرو نے اسکو اچھال دیا اور پھر سر پر روک کر سامنے کیا کہ افسر کو سر سے شراب پلاتے ہین عمرو کی ان باتون سے فشار صرف جلاتے ہین ملکہ کو ڈانٹے کا ہے اور ملکہ کو اور زیادہ حیرت ہوئی آخر جام لیکر پی گئی گو جسکہ عالم محویت مین تھی انجام کا خیال بھولی جام پیتے ہی آنکھون مین سرسون پھولی مست ہوکر جھومنے لگی عمرو نے پھر چار سمت ناچنے کا دور باندھا اور جتنی عورتین تھین سب کو ایک ایک جام پلایا بعد کچھ دیر کے ہر ایک بیہوش ہوئی ملکہ بھی جھوم کر اٹھی چاہا کہ ساقی کے ساتھ ناچنے لگون لیکن ٹھوکر کھاکر گری عمرو نے اٹھکر دروازہ باغ کا بند کیا اور سب کے کپڑے اور زیور اتار کر مکان کا سب اسباب لوٹ کر نذر زنبیل کیا پھر ملکہ کو اٹھاکر ستون سے باندھ دیا نہ باندھا اور کوڑا اٹھاکر فتیلہ رفع بیہوشی سنگھایا لیکن زبان مین سوزن دیدیا جب آنکھ مرواریدکی کھلی اسکو وہی نشہ دیرینہ تھا گویا ہوئی کہ اے میر کلاونت کیا کہتا ایک اور بھر پیالہ دیگا عمرو نے نعرہ کیا کہ باش اے خبر از غفلت ہوشیار باش کہ منم عمرو بن امیہ یہ صدا سنکر اسنے آنکھ کھولکر جو دیکھا اپنے تئین بندھا پایا اور کلاونت سامنے کوڑا لیے کھڑا ہے التماس اشارہ سے پوچھا کہ یہ ماجرا کیا ہے عمرو گویا ہوا کہ خدا کے فضل سے تو مین مرد ملکہ مخمور یہان آکر پہونچا تجھے چاہیے کہ مطیع اسلام ہو اور محبت جمشید وسامری چھوڑ کچھ واسطہ لے اور تو خدمت ملکہ مہرخ مین جا ورنہ میرے ہاتھ سے ماری جائے گی جان تیری اسوقت جائیگی مرواریدنے ہر چند کہ پند و نصائح سنا مگر اثنا لئے سے یہی کہا کہ میری جان نام جمشید و سامری پر فدا ہے مطیع اسلام ہونا نہ گوارا ہے عمرو نے اول تو اسکی جوانی اور حسن پر رحم کھایا تھا مگر اب قلب سیاہ او دشمن سخت اپنا جب پایا حجت تمام کرکے سر اسکا جدا کیا پھر تو غل دشوار و تاریکی ہوئی عمرو نے جلد جلد سر

کنیزون کے کاٹے الحفیظ والامان بیرغل کرنے لگے آگ برسی پتھر پڑنے لگے دریاے مروارید غائب ہوا
مخمور نے جو یہ ہنگامہ دیکھا سمجھی کہ مروارید قتل ہوئی بس سحر پڑھتی ہوئی درۂ کوہ سے شادان و فرحان نکلکر دوڑی
دیکھی کہ ایک باغ سامنے ہے اور ملازمان مروارید لینا لینا کہتے ادہر ادہر دوڑے جاتے ہین اندر سے باغ کے
شعلے آتش کے نکلتے ہین یہ سمجھی کہ خواجہ اسی باغ مین سب کو قتل کر رہے ہین یہ معلوم کرکے بڑھے ہوا اُڑکر نارنج
ترنج مارنا شروع کیے پیکان تیر اور مار و کژدم برسائے ساحر گھبرائے کہ شاید فوج ساحران آگئی ہے بس گھبرا کر
بھاگے ادہر عمرو باغ سے باہر جو نکلا دیکھا کوسون تک اندھیرا ہے اور میدان آتش بہار ہو رہا ہے ساحر ہر طرف
بھاگے جاتے ہین بیر چلاتے ہین کہ افسوس مارا اس ملکہ کو کہ جسکا نام مروارید جادو و عقاب تم نے یہ ہنگامہ دیکھکر
چند حقہ آتشبازی مارے اور خنجر مارنا شروع کیا ادہر مخمور نے جیب تاک کر ناریل مارا اسکے سینے کو توڑ گیا
آخر جب سب بھاگ گئے اسوقت کچھ پڑے لاش ملکہ مروارید کی لپیٹ کر اڑا لے ہوسے سمت باغ سیب
چلے ان گولون سے رونے کی صدا آتی تھی مخمور اترکر پاس آئی اور کہا اے شہنشاہ عیاران یہ گولے نہین
بیر ہین سحر کے اب یہ شاہ جادوان کے سامنے جائینگے اور حال کہینگے اسکو دم بھر مین یہان آنا دشوار نہین
حضور کوئی آفت آئیگی آپ جلد یہانسے تشریف لے چلیے عمرو سمجھا کہ ٹھہرنے سے کچھ فائدہ نہین اسکے ہمراہ باتین
کرتا ہنستا بولتا بخیریت روانہ ہوا یہ تو ادہر جاتا ہے مگر لاش ملکہ مروارید کی سامنے افراسیاب کے
پہنچی بیر سامنے گم ہوکر رہے اور سب ماجرا ذکر بیان کرکے چلے گئے شاہ جادوان کو فکر و رنج ہوا در چاہا کہ
خود جائے مگر اہل دربار عرض پیرا ہوے کہ حضور بلاے جادو کو بھیجا ہے انکا راستہ دیکھیے تو پھر اور کچھ تدبیر
کیجیے گا اور علاوہ اسکے کسی نے کسی دن بندہ پردہ مفسد ضرور گرفتار ہوگا بادشاہ کو جانا نہ پایا نہین شہنشاہ طلسم
ان کے سمجھانے سے چپ ہو رہا اور ازبسکہ حیرت سے وعدہ کمک بھیجنے کا کر چکا تھا اسوجہ سے سحر پڑھا
ایک ساحر فیل آتشناک پر سوار اڑتا ہوا سامنے آیا اُسکو حکم دیا کہ اے طولان بن قہار فیل زور
جادو تم سب لشکر حیرت مین جاؤ اور فرقۂ باغیان کا خاتمہ کردو یہ حکم سنکر طولان سلام کرکے رخصت ہوا
اور اپنی جگہ پر آکر بارہ ہزار ساحر کی جمعیت سے نہایت اولوالعزمی کے ساتھ روانہ ہوا کہ ساحران نابکار بدشکال
سیب اژدہون پر سوار تھے نفیر سحر کے بجنے سے زمین و زمان مین تزلزل آشکار تھا قیامت کے آثار نمایان
تھے مردنکو زیر خاک نفخ صور کا انتظار تھا ہنگامہ محشر کو بھی اس غلغلہ کا خوف تھا اسوجہ سے پوشیدہ تھا بڑھے
ہوا یہ لشکر جاتا تھا یا طوفان شور بپا دہر سے نالۂ دہقان کا شور بپا تھا کہ بموجب ابیات

چنان شد ز گرد سپہ آفتاب / کہ آتش بر آمد ز دریاے آب
درخشیدن تیغ شد وین درخشت / تو گفتی زمین بر ہوا لالہ گشت
ز جوش سواران زرین کمر / زبس ترک زرین و زرین سپر
بر آمد یکے ابر چون سندروس / زمین گشت از گرد چون آبنوس

باین کروفر قریب لشکر حیرت بعد طے بُعد مسافت پہونچا حیرت نے خبر سنکر استقبال کر کے لشکر کو مقام بہتر مین اترو دیا طولان دربار مین جب آیا نذر دی ملکہ نے خلعت عنایت فرمایا دنگل قریب تخت شاہی بیٹھنے کو دیا ساقی مہر دیدار نے شراب آفتابی سے کام جان کو روشن کیا جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا اُسنے عرض کیا کہ حکم طبل رزم بجنے کا دیجیے تاکہ کل مین سب کا استیصال کردن قصہ کا انفصال کرون ملکہ نے فرمایا کہ تم ابھی آئے ہو ایکدو روز آسودہ ہو لیکر مقابلہ کرنا جلدی نکرو اُسنے اصرار کیا ناچار حیرت نے حکم نواخت نقارۂ رزم دیا ساحرون نے نفیر سحر بجائی یہ خبر ہرکارون نے جاکر ملکہ مہرخ کو پہونچائی اُدھر بھی نفیر سحر کو دم ملا ہر بہادر آگاہ ہوا سامان حرب کی درستی مین مصروف ہر سردار سپاہ ہوا ایسا غلغلہ برپا ہوا کہ آفتاب لرزتا ہوا میدان سے فلک کے بھاگا اور سپاہ شام نے قلعۂ مہر کا محاصرہ کیا کہ

نظم

چو بود تا شب نمودار شد — فرو رفت مہر و جہان تار شد
شب تار و شمشیر و گرد سپاہ — ستارہ نہ پیدا نہ تابندہ ماہ
ز بانگ تبیرہ زمین و سپہر — بلرزید و زیشان بپرید مہر

تمام شب تیاری جنگ مین بہادرون نے بسر کی جب عروس زلف شب کے چہرۂ پرنور شاہد روز کی روشنی ظاہر ہوئی اور نوبت نواز دہر نے طبل بازگشت لشکر زنگی شب مین بلند کی کہ بموجب نظم

چو خورشید بر کشور لاجورد — سراپردۂ زد ز دیبای زرد
چو بر زد سر از برج خرچنگ شید — جہان گشت چون روے رومی سپید
تبیرہ بر آمد ز ہر دو سرای — جہان شد پر از نالۂ کرنای
بر آمد دم نای و آوای کوس — زمین آسمان بر زمین داد بوس

دوم صبح بعد حشمت و جلال دونون لشکر میدان قتال مین آکر صف آرا ہوے اور تخت شاہان پر دو سوا قلب فوج مین ٹھہرے بعد ترتیب عسکر نصرت اثر مبارزان دلاور طالب پیکار ہوئے ادھر سے طولان اور ادھر سے مرزبان نکلکر مقابل ہوے چلے تاریل اور ترنج چلے آخر طولان نے اپنے فیل کو ہول دیا ہاتھی نے گھونسا خرطوم کا مارا مرزبان بیہوش ہوکر گرا اسے گرفتار کر لیا اور پھر نعرۂ ہل من مبارز کا اور ایک ساحر ادھر سے جاکر ہم نبرد ہوا بعد رد و بدل سحر کے اسکا بھی ہاتھی نے کام تمام کیا اسی طرح بہت ساحر قتل و اسیر ہوے ہاتھی کی وجہ سے ملکہ مہرخ بہت ہی متفکر ہوئی اور سرخ مو کو تنگ آکر جاکر مقابل ہوئی باہم تا دیر سحر سازی ہی اتنے ہاتھی سر پہونچی جلدی سے پانی نے ایک پھنکار ماری کہ سرخ مو بیہوش ہوگئی اُسنے جاکر اسے بھی گرفتار کر لیا مہرخ تخت پر عقاب سحر برائی اور سرخ مو پر آکر گری نیچے میں آکے بجلی اور ایک لا ہوائی ادہ کہ طولان ہاتھی سے کود کر الگ ہوا اور گورا ہاتھی کے مستک پر جو پڑا اسکا سر پھٹا اور تڑپ کر ہلاک ہوا یہ ماجرا دیکھکر طولان کو غصہ آیا اور فوج کو للکار کہ لینا اسکو جانے نہ دینا فوج کے ساحر عقاب اور شاہین و باز بنکر چلے اور تیر سحر بہت سے مہرخ پر لگانے لگے پھر تو ادھر کی فوج بھی

چلی اور دونون باہم لشکرین جنگ آغاز ہوئی مہرخ نے سرخمو کو سپرد لشکریان کیا اور آپ لڑنے لگی ساحر جو طائر بنے تھے انکو صید کرنا شروع کیا قفس تن سے جب طائر روح ساحرون نے پرواز کی بیرون کے غل سے کان پڑے آواز سنائی نہ دیتی تھی تاریکی اور آندھیون سے خاطر روزگار مکدر و تیرہ تھی برف باری نے گرمیان شعلۂ رزم کی سرد کی تھین سنگ باری نے تختیان آہن گدازون کی گرد کی تھین کہ بمقتضاے نظم

ز پیکان پولاد و پر عقاب	سیہ شد میان فلک آفتاب
ہمہ دست نیزہ گزاران زکار	فرو ماند از حرب و ترکاز زار
ہمان رستخیز و دم زمہریر	خروش یلان بود و باران تیر
کنون چون رخ روز شد تیرہ گون	جہان روی کشور چو دریای خون

یعنے شام تیرہ فام ظلمت گیر عالم ہوئی لشکر جنگاہ سے پھرے اور خیمہ گاہ مین آکر آسودہ ہوے لیکن طولان نے تامل نہ کیا آتے ہی پھر طبل جنگ بجوادیا مہرخ بھی خبردار ہوئی اور نائے ترکی کو دم ملا شور محشر آشکار رہا ساحر سحر خوان ہوے بہادر عازم میدان ہوے غرض رات بھر تیاری رہی صبحدم جب شاہ خاور نے تخت زرین پر جلوہ کیا اور شب تیرہ نے ناخن پنجۂ مہر سے رخسار اپنا خراشیدہ کیا کہ بیت چو خورشید پر زد زخرچنگ چنگ ٭ بدرید پیراہن مشک رنگ ٭ دو سپاہ ہر دو دار و دشت قتال ہوئی طولان نے اپنے سپہ سالار اژدر جادو سے کہا کہ تو اژدر بنکر میرے سامنے آکہ مین تجھپر سوار ہونگا اور جسوقت مین لڑنے لگون حریف مجھسے مخاطب ہوگا تو غفلت مین اسکو پاکر دم کھینچکر نگل لینا سپہ سالار یہ حکم سنکر بزور سحر اژدہا بنا اور طولان کاٹھ اٹھاکر اسپر سوار ہوکر وارد میدان حرب ہوا بعد ترتیب صفوف کارزار صف لشکر سے بڑھکر مبارزطلبی کی آج پھر سرخمو اُسکے مقابلے مین گئی پہلے نارنج ترنج چلا پھر اپنے بالونکی لٹ کھولی ستارے ٹوٹ کر گرنے لگے طولان نے اس سحر کا رد کیا کہ اندھیرا موقوف ہوا اور ستارونکو سرپنجون نے پیدا ہوکر روکا مگر اژدر نے اپنا دم کھینچا سرخمو مخاطب ہم نبرد سے تھی غفلت مین سنبھل نہ سکی اژدر کے منھ مین سماگئی اسی طرح چند سردار آئے اور دہن اژدر مین سماگئے اسوقت مہرخ نے بھی سردارون کی مدد کے لیے ساحرونکو بھیجا ادھر طولان نے فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیا پھر دونون فوجین بھڑ گئین دریاے فوج مین تلوارین لہرین لینے لگین سمت آب شمشیر نے ہستی کا پل ڈھا دیا بحر فنا کا کنارہ نظر آیا دو پہر کامل خوب لڑائی رہی سحر آزمائی رہی آخر نہ این را حظے نہ آنرا ظفر دونون طرف طبل بازان بجا مہرخ پھر کر خیمہ گاہ مین آیا طولان بارگاہ حیرت مین گیا حیرت از بسکہ زوجۂ شہنشاہ ساحران ہے ہر بار میدان جنگاہ مین نہین آتی ہے فی الجملہ اُسنے سارا ماجراے جنگ عرض کیا اور سردارون کا قید کرنا بھی کہا حیرت نے کہا ان سردارونکو ہمارے سامنے لاؤ اُسنے عرض کیا کہ لاتا ہون اور روانہ ہوا مگر حال سنیے

کہ اژدر جب جنگاہ سے پھر کر آیا تو اسنے خیال کیا کہ تیرے شکم مین سردار گھٹ کر مرجاینگے انکو نکالنا چاہیے
یہ سمجھکر انکو اگلا اور دم اپنی منھ مین داب کر حلقہ کرکے بیچ مین سردارون کو لیکر بیٹھا مگر اسکے اگلنے سے سحر
سردارون پر سے اتر گیا اور وہ بیہوش تھے اب جو ہوشیار ہوے اٹھکر اپنے لشکر کی طرف چلے
اژدر انکا سد راہ ہوا سرخمو اسوقت غفلت مین گرفتار ہوئی تھی اور یہ وے تھے وہ اکیلی تھی اب جو اُسنے اژدر
کو تنہا پایا ایک تیر سحر کا ایسا مارا کہ اسکے سینے کو توڑ گیا اور وہ تڑپ کر ہلاک ہوا شور اسکے مرنے
کا بلند ہوا تاریکی ہوگئی اسی تاریکی مین سرخمو وغیرہ اُڑکر بروے ہوا گئین اور وہان سے چرگو لے
اور بار فلفل وغیرہ مارنا شروع کیے لشکریان طولان دو چار ہلاک ہوے اور بھاگکر لشکر حیرت کی طرف
بھاگے اس طرف طلایہ دار کچھ سپاہ لیے محافظت لشکر کرتا تھا غل سنکر ادھر دوڑا یہ لشکری سمجھے کہ
ہمکو مارنے آتا ہی اور اسی نے شاید ہمارے لوگون کو مارا ہی بس یہ سمجھکر لڑنے لگے ادھر سے طولان قیدیونکو
لینے آتا تھا وہ یہ ہنگامہ دیکھکر سمجھا کہ شاید مہرخ میری فوج پر آگری ہی بس وہ بھی للکارنے لگا کہ ہان لینا جانے
نہ دینا اب بالکل فوج کو یقین ہوگیا کہ حیرت سے بگڑ گئی اور ادھر والونکو یقین ہوا کہ یہ لشکر شاید مہرخ
سے ملگیا ہی الحاصل گرشت خوار و دندان سگ باہم سحر چلنے لگا برقین گرنے لگین سرخمو وغیرہ تو اپنے
لشکر مین چلی آئین یہان بھی غلغلہ سنکر فوج تیار ہوگئی ادھر شور ہونے سے حیرت بارگاہ سے نکل آئی دیکھا
باہم فوجین لڑ رہی ہین پشتے کشتون کے بندھ گئے ہین لاشون کے انبار لگے ہین قلعہ اے تن کی بربادی
ہی سرون کے کنگرے ہر جگہ بنے ہین حیرت کی سمجھ مین یہ لڑائی نہ آئی اور بغضب تمام کچھ سحر ایسا پڑھا
کہ دونون لشکرون کے بیچ مین ایک دھوان پیدا ہوکر اندھیرا ہوگیا فوجین جدا ہوئین اسنے طولان
کو بلوایا اور ماجراے جنگ پوچھا اسنے کہا مجھے نہین معلوم لڑتے ہوئے فوج کو دیکھکر مین بھی لڑنے
لگا تھا الحاصل بعد تحقیقات حال مرگ اژدر اور سبب فساد ظاہر ہوا حیرت نے طولان کو بہت کچھ
لعنت ملامت کی کہ افسر ہوکر بغیر دریافت حال لڑنے لگا اور صدہا کو قتل کر ڈالا طولان کو اسکے برا بھلا
کہنے سے غصہ آیا اور گویا ہوا کہ سرخمو کی ذات سے یہ فساد ہوا ہی مین اسکو جاکر بارگاہ حریف سے
پکڑ لاتا ہون یہ کہکر بزور سحر اڑکر چلا ہلکارے جو بامر جاسوسی اس جگہ حاضر تھے وہ اس سے قبل خدمت
مہرخ مین گئے اور اسکے آنے سے مطلع کیا قران اتفاق سے اسوقت بارگاہ مین حاضر تھا اس نے
جو سنا کہ طولان آتا ہی اسنے ملکہ سے کہا کہ آپ مع سرداران نامی کے پوشیدہ ہو جائیے مین ایک
عیاری کرونگا مہرخ و بہار وغیرہ اسکے کہنے سے بزور سحر چھپ گئین اور اُسنے برق و ضرغام وغیرہ
عیارون سے کہا کہ تم اپنی صورت مثل بہار و مہرخ وغیرہ کے جلد بناؤ اور ساحر جو ایسے ویسے تھے
انکو بلاکر حکم دیا کہ تم بزور سحر صورت اپنی مثل سردارون کے بناؤ غرضکہ دم بھر مین سب صورتین تبدیل
کین اور اسی عرصے مین طولان بارگاہ مین آیا اور پکارا کہ کہان ہی سرخمو اسوقت اس سے

سامنے برق کرشکل مہرخ کھڑا آیا اور دست بستہ عرض پیرا ہوا کہ ہم سب اطاعت شہنشاہ کرتے ہیں اور قران نے بھی عرض کیا کہ ہماری خطا بھی شاہ جادوان سے معاف کرا دیجیے طولان یہ عذرات سنکر بہت خوش ہوا کہ یہ لڑائی میری وجہ سے فیصل ہوئی بس ہر ایک سے حکم دیا کہ اگر تم صفائی چاہتے ہو تو میرے خیمے میں چلو مہرخ و بہار نقلی دو ایک سردار اسکے ہمراہ چلے اور قران بھی ساتھ آیا اور اسنے چاہا ان سب کو خیمے میں بٹھا کر میں حیرت پاس جاؤن اور انکے آنے کا حال بیان کرون لیکن جانے نہ پایا تھا کہ قران نے اکیلا پاکر اسے بیہوش کیا اور برق نے چاہا کہ مار ڈالون لیکن قران نے کہا اے برق تم اسکی صورت بنو پھر تماشا دیکھو برق اسی کی ایسی صورت بنا اور باہر نکلکر اپنی سواری کا ہاتھی مانگا ساحر فیل در خیمہ پر حاضر لائے برق نے بموجب فرمایش قران گٹھری کی طرح طولان کو باندھکر باہر آکے ہاتھی پر دکھ لیا اور آپ سوار ہوا بس سوار ہوتے ہی افسران فوج کو للکارا کہ جلد لشکر تیار کرو انھون نے نفیر سحر بجائی اور صف باندھکر کھڑے ہوے انسے اسنے کہا کہ ملکہ حیرت سے مجھسے بگاڑ ہوگیا ہی تم میرا ساتھ دوگے یا حیرت کا ساتھ لشکر نے کہا کہ ہم آپکے تابعدار ہین اسنے کہا کہ لشکر حیرت غافل اترا ہوا ہی ان پر حملہ کرکے مار لو فوج حکم پاتے ہی لشکر حیرت پر جا پڑی وہ لوگ سب غفلت مین تھے ادھر سے تاریخ و ترنج پڑنے لگے خیموں مین آگ لگی دو چار و اصل جہنم ہوئے گھبرا کر بھاگے جلد جلد بہتون نے کمر باندھ اٹھکے لڑنے لگے ہنگامہ گیرودار برپا ہوا اسوقت برق نے طولان کو گٹھری سے کھولکر بٹھا دیا اور فتیلہ رفع بیہوشی ناک کے برابر رکھکر آپ ہاتھی سے کود گیا اور لشکر سے نکلکر الگ کھڑا ہوا اور قران بھی خیمے سے نکلکر الگ جا ٹھہرے لیکن طولان کی جو آنکھ کھلی اسنے دیکھا کہ لڑائی ہو رہی ہی ہر چند ہان ہان کرتا ہی مگر اس ہلڑ مین کون سنتا ہی ایک سے دوسرا بھڑا ہی شمشیر صاعقہ خصال خرمن ہستی جلا رہی ہی کمان و بان تیر سے غل مچا رہی ہی حیرت بھی غل سنکر خیمے سے باہر نکل آئی دیکھا طولان ہاتھی پر سوار ہی اور فوج اسکی لڑتی ہی از بسکہ اسکو خبر ملی کہ مہرخ و بہار وغیرہ اسکے خیمے مین آئی ہین بس اسکو صاف یقین ہوا کہ طولان انسے ملگیا ہی لہذا اسنے بھی فوج کے افسرونکو للکار کر لینا اس نمک حرام کو اب تو خوب گھمسان کی لڑائی ہونے لگی گوشت خرد و دندان سگ باہم کٹ مرے اوراق دفتر ہستی صرصر فنا نے الٹ دیے

ز نیزہ زبیکان ہوا تیرہ گشت　　ہمی آفتاب اندران خیرہ گشت
ز گرد سپہ روشنائی نماند　　ز خورشید شب را جدائی نماند
خروش سواران و اسپان بدشت　　ز بہرام و کیوان ہمی برگذشت
ز جوش سواران در زخم تیر　　ہمی سنگ خارا بر آورد پر
ہمہ تیغ و ساعد ز خون گشتہ لعل　　خروشان شدہ خاک در زیر نعل

دل مرد بد دل گریزاں ز تن	دلیران ز خفتان بریده کفن

حیرت نے جب جنگ آغاز کی تو یہ بھی خیال آیا کہ طرح کہیں بھروکا نہ کئی ہو یہ سمجھکر حکم دیا کہ اے شہاب تو جا اور طولان کو بچا شہاب جو وہان سے اس کی طرف چلا وہ سمجھا کہ حیرت نے اسکو میرے گرفتار کرنے کے لیے بھیجا ہی بس یہ جان کر یا تو یہ فوج کو منع کر رہا تھا شہاب پر تاخ تیغ مارنے لگا شہاب بھاگ کر حیرت پاس گیا اور کہا اے ملکہ یہ بیشک حریف سے ملگیا ہی اتفاق سے اسوقت ابرق کوہ شگاف آیا ہوا تھا حیرت نے اس سے کہا اے وزیر اعظم تم جا کر طولان کو پکڑ لاؤ ابرق حسب الارشاد چلا اور آتے ہی ایک چھڑی سحر پڑھ کر ماری طولان سحر بھول گیا ابرق کمر مین پنجہ ڈال کر اٹھالے گیا اور سامنے ملکہ کے لایا ملکہ نے حکم دیا کہ مار دو اس حرامزادے کو لگی جوتی اور لات اور گھونسا پڑنے ہر چند یہ چیختا ہی کہ ملکہ میری خطا نہین ہی مگر کوئی سنتا نہین جوتیان اور لاتمین پڑی جاتی ہین خوب پیٹا ابرق نے آخر سفارش کر کے چھڑا دیا یہ چھوٹا لشکر مین آکر طبل امان بجوایا اور اسیوقت کوچ کر کے دریاے خونروان سے اتر کر باغ سیب مین پاس شاہ جادوان کے گیا اور پکارا فریاد ہی ملکہ حیرت نے ایسا کچھ پٹوایا کہ سر پہ بال نہین رہے ملکہ لائق وزیری نہین ہی افراسیاب نے غل سنکر اسکو سامنے بلوایا اور حال سنکر کتاب سامری دیکھی متبسم ہو کر کہا کہ تم خوب لڑنے لگے ارے بیوقوف عیار تجکو دھوکا دے گئے پھر سب حال برق و قران کا شاہ طلسم سے بیان کیا اس نے کہا کہ مین پھر جاتا ہون یہ کہکر چاہتا تھا کہ جائے شاہ طلسم نے منع کیا اور کہا اب تم نہ جاؤ اس نے کہا کہ مین جاتا ہی عیارون کو گرفتار کرون گا شاہ نے کہا اب کی عیار تمھین زندہ نہ رکھین گے تم ٹھہرو مین تدبیر کرتا ہون یہ کہکر اپنا صندوقچہ سحر منگا کر ایک تصویر نکالی اور ایک ساحر عذار جادو نام کے حوالے کی اور کہا تم طولان کے ساتھ جاؤ حیرت سے کہنا کہ ان کو عیارون نے تنگ کیا ہی اب مین نے کئی سحر انکے ساتھ کر دیے ہین ان کی خاطر بہت کرنا اور اے ملکہ تم نے بہت برا کیا جو ان کو ذلیل کیا کوئی افسرون کے ساتھ اس طرح پیش آتا ہی اور اے عذار یہ تصویر مین نے پہلے بھی ایک ساحر کو دے کر بھیجا تھا اور اس نے کئی عیارون کو پکڑ لیا تھا لیکن پھر اس نے دھوکا کھایا آخر مارا گیا فی الجملہ تاثیر اس تصویر کی یہ ہی کہ جو عیار تمھارے سامنے آئے گا یہ تصویر اسکی اصلی بتائے گی تم جاننا کہ یہ عیار ہی اور اسکی یہ شکل جو بظاہر عورت یا اور کسی طور کی ہی عارضی ہے اصل شکل اسکی مثل صورت تصویر ہی بس اسکو تم گرفتار کر لینا عذار یہ کلمات سنکر اور تصویر لے کر ہمراہ طولان روانہ ہوا اور طولان مع اپنے لشکر کے کوچ کر کے دریا کے پار اترا اسوقت عذار اسکے آگے چلکر بارگاہ حیرت مین گیا اسنے اس کی تعظیم کی اس نے حکم شہنشاہ سے جو نسبت طولان تھا اطلاع دی حیرت نے سردار بہر استقبال بھیجے اور طولان کو استقبال کرا کے بلوایا اور خاطر سے بٹھایا بے اعتنائی جو پہلے اسکے ساتھ کی تھی اس کا عذر کیا اور ساقیان مہر تمثال حاضر ہوئے

دور جام بے اندیشہ انجام آغاز ہوا ناچ ہونے لگا اسوقت عذار نے وہ تصویر ملکہ کو دکھا کر خاصیت اسکی بیان کی اور کہا مین بارگاہ حریف مین جا کر عیارون کو پکڑ کے لاتا ہون حیرت نے کہا تم اس تصویر کی وجہ سے عیارون کو پہچانو گے لیکن وہان ساحران زبردست جو مقابلہ کرین گے ان کا کیا علاج کروگے اس نے ہنسکر کہا اے ملکہ مین مصاحب شہنشاہ ہون میرا کوئی کام کیا بنا لین گے حیرت نے کہا اگر ایسا ہی تو جاؤ کیونکہ ع ہر کسے مصلحت خویش نکو میداند عذار وہان سے اڑ کر چلا لیکن اس سے پہلے ضرغام یہان موجود تھا وہ سارا ماجرا تصویر کا دریافت کر کے گیا اور جا کر دربار مین خبر عرض کی وہان قران موجود تھا کس لیے کہ جب سے عمر گیا ہی یہ بارگاہ مین بہت رہتا ہی الحاصل قران معہ برق علیحدہ گیا اور کہا اے برق تم چھپ رہو وہ چھپ رہا قران دوڑ کر لشکر حریف مین گیا دیکھا ایک بڑھیا بھیک مانگتی ہی اسکو اسنے الگ بلایا اور کہا میرے ساتھ چل مین تجکو بہت سا مال دونگا وہ ضعیفہ اسکے ساتھ گئی درہ کوہ مین وہان قران نے اسکو بیہوش کر کے رنگ و روغن لگا کر برق کی صورت بنایا اور ہوشیار کر کے بہت سا مال و زر و گوہر دیا اور کہا تم چل کر بارگاہ مین بیٹھو جو کوئی پوچھے کہنا مین برق ہون اس کہنے سے مین تم کو بہت کچھ مال دونگا اور جو کوئی تم کو پکڑ لے جائیگا وہ بھی بہت کچھ دے گا اور اگر میرے کہنے کے خلاف ہوگا تو جان تمہاری جاتی رہیگی اس ضعیفہ نے جو مال وافر پایا اور آیندہ بھی ملنے کی امید پائی بس گویا ہوئی کہ جو آپ نے کہا ہی اس سے بڑھکر مین کرونگی غرض اسکو بہت کچھ سمجھا بوجھا کر بارگاہ مین قران لے کر آیا اور بمقام برق بٹھا کر آپ چلا گیا اور اہل بارگاہ سے کہتا گیا کہ جو کوئی برق کو پکڑنے آئے پکڑے جانے دینا تم لوگ کچھ نہ بولنا الغرض یہ تو چلا گیا اور بعد کچھ دیر کے عذار بارگاہ مین آکر اترا اور پکارا کہ کہان ہی وہ ناعیار برق وہ ضعیفہ پکاری کہ منم برق از بسکہ حلیے عیارون کے تمام طلسم مین منجملہ سب ساحر پہچانتے ہین اسنے برق کو جو بصورت اصل پایا تصویر دیکھنے کی احتیاج نہ سمجھا کیونکہ اگر کسی اور کی صورت برق بنا ہوتا تو یہ تصویر دیکھتا بس اس بڑھیا کو برق بنا ہوا دیکھکر پنجہ کمر مین ڈے کر اڑا اور یہان لشکر مین غل ہوا کہ لیے جاتا ہی مگر حسب تماشا قران کسی نے مقابلہ نہین کیا یہ سیدھا بارگاہ حیرت مین آکر اترا اور کہا مین لایا برق کو وہان طولان بیٹھا تھا اور وہ نہایت برق سے جلا ہوا تھا اس نے صورت دیکھتے ہی بغیر پوچھے ایک تلوار ایسی لگائی کہ برق نقلی کا سر کٹ گیا لاش کچھ اگر گھورے پر ڈلوا دی اور سر بارگاہ کے دروازون پر لٹکوا دیا اور نہایت خوش ہوا کہ مین نے دشمن سے اپنا عوض لیا یہ خبر طائران سحر نے لشکر مہرخ مین پہونچائی ہر ایک نے سنتے ہی اس خبر وحشت اثر کے پچھاڑ کھائی گریبان چاک کیا دامن ہر ایک کا جوش گریہ سے دامن سحاب بنا مگر مہرخ نے کہا کہ امین کوئی مستر قران نے عیاری کی ہی کیونکہ وہ رونے کو منع کر گئے تھے اب جزع فزع نہ کرو اور نظر بفضل کریم کارساز رکھو ہر ایک اسکے

سمجھانے سے خاموش ہوا اور ادھر قران نے برق کو بلایا وہ پاتو پوشیدہ تھا اب سامنے آیا اس نے کہا
تم اب شیر کی کھال پہنو اور بشکل ببر دہان بنکر تیار ہو برق حسب الارشاد عمل مین لایا یعنی
شیر کی کھال پہنکر گھنڈیان اسکی سینے تک لگا کر درست ہوا سابقاً جلد اول مین بیان کیا ہی کہ برق
کے پاس پوست سب جانورون کے مثل گربہ و سگ و شیر وغیرہ کے رہتے ہین اور اسکو جانور
کی صورت بننے مین بڑا ملکہ ہی چنانچہ ایک بار کتا بنکر عمرو کو پکڑ گیا تھا اور عمرو اس کو نہ پہچان سکا تھا
غرضکہ جب شیر بنکر تیار ہوا قران نے صورت اپنی ایک ساحر کی ایسی بنائی اور مہیب صورت یہ تھی
کہ تین سر ایک شیر کا دوسرا اژدر کا تیسرا آدمی کا بنایا ہر سر مین سانپ لپٹے کہ وہ زبان نکالتے
تھے کئی ہاتھ بنالیے کہ کسی مین مشعل آتشین لیے تھا کسی مین ترسول اور کسی مین تھال برنجی تھا جو لا بادلا
لگا گلے مین ڈالے دھوتی چمبری باندھے تھا غرضکہ اس شکل پر جب بنکر تیار ہو چکا برق پر جو بشکل شیر تھا
سوار ہوا اور ایک نامہ شاہ طلسم کی جانب سے مہری لکھکر اپنے پاس رکھا برق اسکو لیے دربارگاہ
حیرت پر لایا اسکو خبر ہوئی کہ ایک ساحر شیر پر سوار شہنشاہ جاودان کے پاس سے آیا ہی اس نے
استقبال کر کے سامنے بلایا قران نے سامنے آکر تسلیم کی اور نذر دی پھر نامہ پیش کیا حیرت نے
پڑھا لکھا تھا کہ اے ملکہ برق عیار مارا نہین گیا بلکہ ہم نے اس ساحر کے حوالے برق کو گرفتار کر کے
کر دیا ہی اب غدار سے کہنا جو یہ ساحر کہے اسکے بموجب کام کرے حیرت مضمون نامہ سے جب
مطلع ہوئی غدار سے کہا تم نے بھی دھوکا کھایا شہنشاہ لکھتے ہین کہ وہ برق نہ تھا جو مارا گیا غدار
نے کہا مین شہنشاہ کو تو جھوٹا نہین کہہ سکتا لیکن مین بارگاہ حریف سے جا کر پکڑ لایا ہون کیونکر کہون کہ
مین نے دھوکا کھایا یہ کلام سنکر نامہ دار نے کہا تم دیکھو گے برق کو مین بلا لاؤن مجکو شہنشاہ نے اُسے دیدیا
ہی یہ کہکر باہر آیا اور شیر کی کھال برق سے اتروا کر اپنے ساتھ اندر بارگاہ کے لایا حیرت نے کہا بھلا
شہنشاہ کی بات کہین جھوٹی ہو سکتی ہی غرض اب سبکو یقین ہوا کہ بیشک یہ نامہ دار فرستادہ شاہ جادوان
ہی بس غدار نے کہا اب کیا شہنشاہ نے فرمایا ہی لکھا ہے کہ نامہ دار کے کہنے پر عمل کرنا اس نے کہا
وہ بات علیحدہ کہنے کی ہی غدار اسکا ہاتھ پکڑ کر اپنے خیمہ مین لے چلا قضائے کار اثنائے راہ مین
عیارہ صبا رفتار ملی اور اسنے قران کو پہچانا صاف تو نہ کہہ سکی مگر بطور کنایہ کے پکاری کہ میان
صاحب ہمارا سلام ہی قران نے کہا کیون دھگڑے کو دیکھا جی تو اچھا ہی ان کلمات کو سنکر غدار سمجھا
کہ یہ عورت سمجھکر اس عیارہ سے ہنس رہا ہی یہ سمجھکر اُسکو لیے اپنی بارگاہ مین گیا اور ادھر صبا رفتار
نے جب دیکھا کہ میرا کنایہ غدار نہین سمجھا بس جلد چلی کہ جا کر ملکہ حیرت کو خبر کر دون اور جاکر سامنے
ملکہ کے عرض کیا کہ حضور نامہ دار نہین ہی وہ قران عیار ہی جو غدار کو لے گیا ہی جلد خبر لیجیے نہین غدار
مارا جائے گا حیرت نے کہا تو دیوانی ہی وہ شیر پر چڑھ کر آیا ہی اور نامہ مہری شہنشاہ کا لایا ہی لیکن

عیار بھی شیر بن سکتے ہیں یا تمین سراسپٹ بنا سکتے ہیں صبا رفتار نے کہا اسوقت اس شبہ مین نہ پڑیے اور عیاری کے فن کی تصریح نہ فرمائیے جلد وہان کی خبر منگوائیے حیرت نے اسکے کہنے سے ایک ساحر کو حکم دیا کہ جا اور غدار کی خبر لا وہ تو ادھر چلا مگر جب تک یہ آئے آئے وہان پہونچتے ہی قران نے کہا اے غدار مین تجھے قتل کرنے آیا ہون اسنے کہا کیون جواب دیا کہ حکم حاکم دیکھو نادہ کیا مارے چلے آتے ہین اسنے گھبرا کر اسکے کہنے سے پھر کر دیکھا قران نے جھک کر بغدہ مارا کہ سر پھٹ گیا اور تڑپ کر ہلاک ہو گیا غل و شور و تاریکی ہو گئی قران و برق بھاگ کر لشکر سے نکل گئے اور ساحر فرستادۂ حیرت جو آیا اسنے بھی یہ ہنگامہ دیکھا پلٹ کر ملکہ پاس گیا اور کہا وہان خاتمہ ہو گیا حیرت کو بڑا رنج ہوا لاش غدار کی اٹھوائی اور یہ زبردستی جو عیارون کی دیکھی طولان کا فرط خوف سے دم نکل گیا کہ واقعی ان عیارون کے ہاتھ سے جان بچنا مشکل ہے حیرت نے نامہ اس سب حال کا افراسیاب کو لکھا اور قران نے جا کر سب ماجرا شیخ سے بیان کیا اور برق کی گرفتاری سے ہر ایک رنجیدہ ہو رہا تھا اب اسکو دیکھکر خوش ہوا الحاصل یہ سب تو اس کیفیت مین ہین اور عمرو و مخمور دریا رسے مروارید سے گذر کر سمت کوکب روانہ ہین ان سب کو تو اسی حال مین رکھیے تتمہ داستان زلازل قاف ثانی

سلیمان امیر حمزہ صاحبقران کے لشکر نصرت اثر کے سنیے کہ مؤلفہ

بیا ساقیا جام برکف بنہ
بمطرب بگو دست بردف بنہ

بزاہد بگو توبہ را بشکند
کہ فصل بہاری دریخارسد

بیا صوم از بادہ افطار کن
زمے چہرۂ خویش گلنار کن

گدائے در میکدہ چون شوی
زمے دامن خویش را تر کنی

بیا بلبل گلشن داستان
یکے قصۂ نغز و نادر بخوان

بکن تیغ منقار را تیز تیز
بہ تحسین بیان خون دلہا بریز

بہر کلمہ صد تیر بر دل زنی
ز سوفار چون داستان سر کنی

ناوک اندازان نشانۂ داستان و خدنگ افگنان ہدف بیان تیر بیان سے تودۂ سخن کو یون نشانہ بناتے ہین اور قدر اندازان کلام فرط شوق سے صدائے زہ زہ اس طرح بلند فرماتے ہین کہ اول مین ذکر کیا گیا تھا پیکان کا کہ وہ لشکر لقا مین گیا تھا اور قتل ہوا تھا اب بھائی اسکا یعنی سوفار جادو فرستادۂ شاہ جادوان بکردفر تمام خدمت لقائے بدانجام مین پہونچا اس کا استقبال شیطان درگاہ بختیارک نے کیا جب یہ اس مردود کے سامنے گیا سجدہ کیا اور زد نگل پر بیٹھ کر رونے لگا اپنے بھائی کو یاد کرکے جان کھونے لگا بختیارک بھی اس کے ساتھ گریہ کنان ہوا یہانتک کہ یہ تو چپ بھی ہو رہا مگر بختیارک نہ چپ ہوا اسنے خود کہا کہ ملک جی اب صبر کیجیے فضل خداوند سے اپنے

بھائی کا بدلا ان مسلمانوں سے میں لونگا اور ایک کو جیتا نہ چھوڑونگا بختیارک نے کہا میں جو تجھسے زیادہ رویا تو سبب یہ ہی کہ دو آدمیون کو رویا ایک تو تمھارے بھائی کو اور دوسرے تمھین کیونکہ مین تم کو بھی مردہ جانتا ہون خداوند نے ان بندون کو قدرت ہی ایسی دی ہی کہ جو ان سے لڑتا ہی قتل ہی ہوتا ہی سوفار نے کہا مین بھی لک جی وہ ساحر ہون کہ دم بھر مین ادھر کی دنیا ادھر کردونگا لقا نے اسکا لاف و گزاف سنکر کہا اے بندہ مجکو غرور کسی کا پسند نہین ہی اسی وجہ سے جو آتا ہی وہ مارا جاتا ہی کس لیے کہ اسکو غرور ہو جاتا ہی کہ مین ایسا صاحب شوکت و زور ہون بس یہ مجکو ناپسند ہوتا ہی مین اسکو قتل کروا ڈالتا ہون سوفار اپنے دل مین ڈرا اور کہا یا خداوند مجھ سے خطا ہوئی معاف فرمایئے الحاصل اس نے توبہ کی اور ایک دن کسل راہ سے آسودہ ہوا دوسرے دن جب تیر شعاع آفتاب بصد آب و تاب ترکش مغرب مین قدر انداز روزگار نے رکھے اور زاغ شب نے باز سفید کے پیچھے سے بخوف واپس ہو کر پرواز کی کیفیت نظم

چو خورشید در جامۂ نیلگون — نہان شد چو زنگی شب اندرون
جہان گشت چون چہرۂ اہرمن — کشادہ سیہ مار گردون دہن

سوفار نے طبل بجنے کی درخواست کی لقا نے حسب خواہش اسکے حکم دیا کوس جمشیدی پہ چوب پڑی ہرکارے بارگاہ سلیمانی مین خبر لے کر گئے اور شہنشاہ گردون سریر چراغ لشکر اسلام سعد بن قباد کی خدمت مین پہونچکر مراسم آداب شاہی بجا لائے اور بہ ثنا لب کھولے کہ نظم

بندۂ در ہے تیرا اک اقبال — حاجب آستان ہے جاہ و جلال
جب تری تیغ صاعقہ پیکر — نکلے ابر نیام سے باہر
گو زمین کانپنے لگے بہرام — تھرتھرا جائے روح رستم و سام
زہرۂ خاک آب ہو جائے — رنگ گردون دون کو غش آئے

آج لشکر لقا مین سوفار جادو جو طلسم سے آیا ہی اسنے طبل جنگ بجوایا ہی ہرکارے یہ عرض کرکے کنارے ہوے اور شہنشاہ نے امیر سے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی فضل پروردگار سے کوس رزم پہ چوب پڑے امیر نے حسب الارشاد چالاک سے فرمایا کہ جاؤ اور طبل جنگ بجاؤ چالاک نے نقارہ خوانی سکندری مین آکر طبل سکندری پہ ڈال دیا جہان فانی مین غوغا سے اتنا ابھر گیا نظم

نہیرہ برآمد ز ہر دو سراے — جہان پر شد از نالۂ کرناے
چو رعد خروشندہ شد بوق و کوس — خور اندر پس پردۂ آبنوس

شیر بیشہ گان جرات و نہنگان قلزم شجاعت بجوش آئے مین بہر شکار رعد و غوطہ لگانے لگے سلح خانہ کھلگیا ہتھیار پسند فرمانے لگے سخنہائے مردانگی رلب شاد و بشاش سب سب جوہر تیغ نجم سپہر کو انکھین

دکھاتا تھا محراب خم کمان مین بہر حفاظت ہر بہادر چلہ چڑھاتا تھا شمشیر جانستان کو دیکھکر ترک فلک نے دانت نکالے تھے نہ ثوابت تھے نہ سیارے تھے صبح ہونے سب بھاگنے والے تھے دشت کین کو خون سے رنگین و پر بہار کرنے کی تیاری تھی اسی سے آب آہن کی آبیاری تھی صدائے نقیبان خوش الحان زمزمہ ہزار بنی تھی بلبلان گلستان شجاعت کھلے زخم کی محبت بیقرار کیے تھی کہانتک کھون رات بھر یہی ہنگامہ رہا جسوقت شیرہ شب سے طفل خونی پیدا ہوکر مہد فلک پر جنبان ہوا اور آغوش دایہ سپہر سے کودکان نجم نے کنارہ کیا کہ بموجب نظم

چو خورشید بر چرخ لشکر کشید　　شب تار تا زندہ شد ناپدید
خروشیدن آمد ز پردہ سرای　　ہمان نالۂ کوس با کرنای
ز پیلان نہادند بر پیچ تخت　　سراسر ز دیبای زربفت ہست
زبرجد نشاندہ بر تخت اندرون　　ز دیبای زربفت پیروزہ گون
بزرین ستام و جناغ دلنگ　　بزرین دوال و جرسہای زنگ
ہمہ افسر و پیلبانان بہ نگار　　ہمہ یک با طوق و با گوشوار
سپاہی برفت اندران دشت رزم　　کز ایشان ہمہ آرزو خواست رزم
سنانہا درخشان و جوشان سیاہ　　شدہ روی ہامون ز لشکر سیاہ

یعنے صبحدم امیر کشور گیر مسجد کو یا جل سے بعد فراغت طاعت آگے بڑھے دولت آسمان پناہ ظل سبحانی رو سے مع تمام سرداروں کے بادشاہ کو قلب لشکر کے کرکے وارد دشت مصاف ہوئے اس طرف سے لقا با فوج بیکران مع سوفار بے ایمان داخل میدان ہوئے صفین جمین سقون نے چھڑکاؤ کرکے گرد کو بٹھایا نقیبوں نے بہادروں کو مرنا یاد دلایا دنیاے فانی کو نا پایدار بتایا کہ بموجب ابیات

خلعت شاہانہ رکھتا ہے جو تن　　چار دن کے بعد ہوتا ہے کفن
ہے میں جسکے ہر عروسانہ لباس　　ہر وہ اُسکے دوش پر اسباب یاس
ایک بھی خندان نہیں ایسا یہان　　ہو نہ گریہ ساتھ جس کے توامان

لازم ہے کہ سر اسے فانی کو ہیچ دیوے جان کو مرنے کو زندگی جاوید سمجھو اس معرکہ میں نام کرو بڑی خوشی سے گردن پر تیغ کی دھار رکھو دلاور اس کلمات سے جوش شجاعت مین جھومنے لگے نقیب صفوف لشکر پر سناٹا چھایا ہوا دیکھکر ہٹ گئے سوفار نازد ستر اژدر کر وسط میدان مین آکر للکارا کہ ہے کوئی مرد میدان نبرد جو مجھ سے آکر مقابل ہو یا میں اُسکو ہلاک کرون یا دہ میرا قتل ہو ادھر سے شہنشاہ عراق بادشاہ سے اجازت لے کر سامنے اُس نابکار کے گیا اور پکارا کہ لا ضربت میدان اپنے حربہ کو کام مین دو یہ کہتے ہوا استادہ ہوا اور سب نے دیکھا کہ ایک عقاب تیز چنگال ہمسر طائر فلک اڑتا ہوا آیا اور

شہنشاہ عراقی کی کمر میں پنجہ ڈالکر لے اُڑا اسپر حنباس بہادر نے لنگر مارا اگر گشت سر کب پر قائم نہ رہا لٹکتا ہوا چلا گیا بعد اُسکے جانے کے پھر اُس نے سماز ظلمی کی منڈویل اصفہانی بادشاہ لشکر اسلام سے اجازت لے کر رو برو اُسکے گیا اور طالب ضرب ہوا اُسنے پھر سحر پڑھ کر تالی بجائی وہی عقاب آیا اور اُس کو بھی اُٹھا لے گیا اسی طرح بیس پچیس سردار پنجہ عقاب میں گرفتار ہوے اُس وقت امیر نے عزم میدان جنگاہ فرمایا گرگ بختیارک نے جب لشکر اسلام کا یہ ارادہ دیکھا خیال کیا کہ شاید صاحبقران نکلیں گے پس وہ اسم اعظم جانتے ہیں سوفار مارا جائیگا یہ سوچکر اُسنے طبل بازگشت بجوا دیا لشکر میدان قتال سے پھر امیر بھی رنجیدہ خاطر مراجعت پذیر ہوے ازبسکہ دن تمام نہ ہوا تھا اور امیر رنجیدہ خاطر بھی تھے سرداروں نے لشکر خیمہ گاہ کی طرف بھیجے اور آپ لگا کر امیر کو صحرا کی طرف لائے اس جگہ دامن کوہ میں گلہاے خود رو کھلے تھے دامن کوہ دامن گلچیں تھا یا رشک چمن تھا ابر بہاری کا شامیانہ تھا طاؤس زرین لباس کا رقص مستانہ تھا ہواے سرد کشتی جان کے لیے بادمراد تھی زمین وہاں کی شاہدان گل سے آباد تھی آتش لالہ وگل کا دھواں سحاب بنا تھا بجلی کا اس ابر میں کوندنا لب مسی آلود معشوق کا ہنسنا یاد دلاتا تھا طرفہ بہار تھی نسیم ہرسمت مشکبار تھی کہ نظم

جابجا نشیم ہے باد بہار — ہے وہ صحرا نمونۂ گلزار
برق سے ہے میان تجلی طور — سارا جنگل ہے نور سے معمور
گھر کے آیا ہے ابر دریا بار — جھینی جھینی سی پڑ رہی ہے پھوار
قہقہہ زن کسی طرف ہیں چکور — کہیں کویل کہیں پپیہے کا شور
گل خود رو پہ زور جوبن ہے — دامن دشت رشک گلشن ہے
ڈھاک پھولا ہی بوستاں آیا ہے — لالۂ کوہ رنگ لایا ہے

بس ایسے صحراے فرحت بخش میں پہونچکر لندھور نے کہا یا امیر اس وقت لطف صید افگنی ہے امیر نے فرمایا بہتر لندھور نے اپنا یا کر ملازموں کو حکم دیا کہ سامان شکار حاضر کرو لوگ لشکر میں گئے اور حکم سنایا اُسی وقت قراول بیلے جانوران شکاری کو لے کر روانہ ہوے باز دار عقاب و شاہین کو لے کر چیتا خیمہ و خرگاہ فرش شاہانہ سب روانہ ہوا دم بھر میں جملہ سامان درست ہو گیا نظم

تھا وہ صید و شکار کا سامان — سیکڑوں طائران صید کنان
وہ قراول بلا کے وہ صیاد — فن صید و شکار میں استاد
شاہباز ایک ایک برق نظیر — عازم صید طائر تقدیر
تیز پر وہ عقاب شاہین تھے — صید مرغ گمان پر ہیں تھے
وہ فلک سیر ایک اک بحری — قاتل صید بحری و بری

جوڑیان تازیون کی برق شعار
کوئی گلڈانک اور کوئی بودار

خیمۂ فلک فرسا دامن کوہ مین صحرائے سبزہ زار دیکھکر استادہ کرایا اور سب سردار شکار کھیلنے مین مصروف ہوے پھر تو یہ کیفیت تھی کہ بمقتضائے

نظم

کئی صیاد خلق صید افگن
صیدگہ مین اُڑاتے تھے توسن
زیب دوش ایک ایک کے وہ کمان
جسپہ قوس قزح بھی ہو قربان
کوئی ناوک فگن کمان ابرو
باندھتا تھا نشانۂ آہو
محو صیاد تھا ہر اک نخچیر
دنگ تھا مثل طائر تصویر

وہ بقیہ دن شکار مین بسر ہوا جب غزال رم خوردۂ ماہ جست وخیز کرتا ہوا صحرائے فلک مین آیا اور ساکن برج اسد دشت سپہر چھوڑ کر گوشہ مغرب مین گیا

نظم

کچھ وہ شب بھی عجب بہار پہ تھی
چاندنی زور ہی نکھار پہ تھی
شب نہ تھی دود آہ عاشق تھا
جلوۂ نور صبح صادق تھا

تمام سردار مع امیر اُسی دشت مین مسکن گزین ہوے اور سیر شب ماہ کرنے لگے ہر جگہ روشنی ہوئی قندیلین درختون مین لٹکائین میدان مین چاندنیان بچھوائین شغل بادہ کشی مین سردار مصروف ہوے امیر صنعت رنگارنگ صانع حقیقی دیکھکر حمد کرنے لگے ادھر تو یہ حال ہوا اُدھر اس طرف جب سوفار پھر کر گیا اُسنے بختیارک سے کہا ابھی تو دن باقی تھا تم نے طبل بازگشت کیون بجوادیا اسنے جواب دیا کہ امیر مالک باطل السحر ہین وہ تیرے مقابلے مین آنے والے تھے اُنکے ہاتھ سے بچنا دشوار تھا اس لحاظ سے مین پھر آیا سوفار نے کہا اگر یہ کیفیت ہی تو مین جاکر اسم اعظم بند کرتا ہون بختیارک نے کہا وہان جاؤگے تو بارگاہ سلیمانی مین سحر بھول جاؤگے اب یہ حیران ہوا کہ کیا کرون اس عرصہ مین ہرکارون نے آکر خبر کی کہ امیر مع سردارون کے جنگاہ سے پھر کر وارد دشت ہوے اور ہنوز اُسی جگہ مصروف سیر وتماشا ہین بس یہ سنتے ہی سوفار اُٹھا اور سوار ہوکر جانب صحرا روانہ ہوا جب قریب خیام واجب الاکرام امیر پہونچا ایک ملازم کو خدمت امیر مین بھیجا اُسنے روبرو آکر عرض کیا کہ مالک ہمارا سوفار جادو حاضر ہوا ہی امیدوار باریابی ہی امیر نے فرمایا مین فقیر آدمی ہون جسکا جی چاہے آئے یہ خانۂ بے تکلف ہی یہ کہکر دو ایک سردار بہر استقبال بھیجے کہ وہ آکر اُسکو لے گئے جب یہ سامنے پہونچا سلام کیا امیر نے دنگل بیٹھنے کو دیا پھر ساقی کو اشارہ کیا اسنے جام شراب گلفام اسکے سامنے کیا سوفار پیکر پینے لگا جب نشہ ہوا اسوقت امیر نے پوچھا کہ باعث تشریف لانے کا کیا ہی اُسنے کہا مین آپکو سمجھانے آیا ہون کہ خداوند لقا کو سجدہ کیجیے اور سرکشی سے باز آئیے امیر یہ کلمہ سنکر آگ ہوگئے اور فرمایا کہ مین اس مردود درگاہ خدا پر ہزارون لعنت کرتا ہون اور تم اسوقت میرے مہمان عزیز نہ ہوتے تو زبان تیغ سے ان باتون کا مزہ

جواب دیتا سوفار نے یہ کلام سنکر جواب نہ دیا بلکہ ٹال کر اور باتین کرنے لگا اور عین گفتگو مین اپنے حجرے
سے ایک جانور سرخ رنگ نکالکر چھوڑا کہ وہ اڑکر گرد امیر کے چکر مار کر پھر اسکے ہاتھ مین آگیا پس یہ اٹھا
اور کہا یا امیر مین آپ کو نوازش کرنے آیا تھا خیر آپ نہین مانتے تو آپ جانیے غلام رخصت ہوتا ہی امیر نے
پھر کچھ جواب نہ دیا یہ چلا گیا اور اپنی بارگاہ مین پہونچکر اکیلا ہو کے سحر پڑھنے لگا اور منتر سویۂ پر دم کرکے اسی جانور کے
منھ پر مارین پھر اسکو ایک شیشے مین بند کرکے اپنے حجرے مین وہ شیشہ رکھا اور بارگاہ لقا کی طرف روانہ ہوا
مگر جب امیر کے پاس سے وہ چلا آیا تو لندھور نے کہا یا امیر اس کافر کا آنا اور جانور اڑانا خالی از فساد
نہین چہرۂ پر فند آپ کا تبسم معلوم ہوتا ہی اسم اعظم کو پڑھیے امیر نے چاہا کہ پڑھون ایک حرف بھی یاد نہ آیا فرمایا کہ
بزور سحر اس مرتد نے اسم اعظم مجکو بھلا دیا ہی خیر وہ مالک حقیقی قادر و توانا ہی جو وہ چاہے گا وہی ہوگا سردارون
نے عرض کی کہ اب مناسب ہے حضور لشکر مین تشریف لے چلین کیلیے کہ بادشاہ جمجاہ وہان اکیلے ہین ایسا نہ
ہو کہ یہ کافر انہین کچھ رنج پہونچائے امیر نے کہا چلو فی الفور اسی وقت سوار ہو کر سب داخل لشکر ہوے
بادشاہ نے اسم اعظم بند ہونے کا حال سنکر رنج کیا اور عیاران لشکر نے بھی سب ماجرا سنا چالاک بن عمرو مع
چند عیارون کے چلا کہ اسم اعظم کسی طرح پھر اڑا لے اور ادھر جب دربار مین لقا کے سوفار پہونچا بختیارک
سے کہا مین اسم اعظم بند کر لایا اسنے کہا اسکو یہان نہ رکھو طلسم مین بھیجو اور کسی ساحر زبردست کو دے کر
روانہ کرو تاکہ وہ کسی مقام پر دھوکا نہ کھائے اسنے اپنے ملازمون مین سے طاؤس جادو نام ایک ساحرہ
کو تجویز کیا کہ یہ لیجائے گی اور اسنے بھی عرض کیا کہ مین باحتیاط تمام پہونچا دون گی اسوقت ایک نامہ
لقا نے افراسیاب کو لکھا مضمون یہ تھا کہ اے بندۂ مقبول بارگاہ خداوندی شاہ طلسم ہم تجھسے بہت خوش
ہین کیونکہ تو نے سوفار جادو کو ہمارے پاس بھیجا وہ ہمارا بندۂ برگزیدہ ہی اور ہم اس سے بہت راضی
ہین فی الحال اسم اعظم حمزہ اس نے بند کیا ہی اور وہ شیشہ مین رکھکر معرفت طاؤس جادو کے ہم تمھارے
پاس بھیجتے ہین لازم ہی کہ باحتیاط تمام اس شیشے کو ایسے مقام پر رکھنا تاکہ دسترس عیارون کا نہ ہو اور
اطلاعاً قبل پہونچنے شیشہ اسم اعظم کے بھیجتے ہین تاکہ ساحرون کو بھیجکر طاؤس کی مدد کرو اور بخیر و عافیت
اپنے پاس اسکو بلا لو اور کسی اور ساحر نامی کو یہان بھیج دو کہ سوفار تنہا نہ رہے نامہ تمام خداوند کا
سایہ ہمیشہ تم پر رہے اس نامہ کو بنا بر دستور کوہ عقیق پر رکھوا کر نقارہ بجوا دیا پنجہ پیدا ہوا نامہ اٹھا
لے گیا اور طاؤس وہ شیشہ لے کر روانہ ہوئی چالاک کہ صورت بدل کر بارگاہ مین آچکا تھا اس تمام
کیفیت سے آگاہ ہو کر عقب طاؤس چلا مگر وہ نامہ جو پاس افراسیاب کے بھیجا تھا پنجہ نے لا کر باغ سیب مین
پہونچایا شہنشاہ ساحران نے پڑھا سوفار کی تعریف دیکھکر بہت خوشنود ہوا اور ایسا سحر پڑھا کہ چرخ جادو
نام ایک ساحر کو خبر ہو گئی کہ شاہ طلسم بلاتے ہین وہ اسی وقت حاضر ہوا آداب بجا لایا شہنشاہ نے فرمایا تم
خداوند کے پاس جاؤ اور سوفار کی مدد کرو اور جواب مین نامے کے عرضی لکھی مضمون یہ تھا کہ حضور کا نامہ

عزت افزاے حقیر ہوا سوفار سے جو آپ خوش ہین تو یہ کمترین بھی نہایت خوش ہوا اب وہ دیدۂ مراعات
خسروانی کا ہماری امیدوار ہے بہت بڑا مرتبہ اُسکا کیا جائیگا جب وہ لڑائی فتح کرکے یہان آئے گا فی الحال
چرخ جادو کو اسکی مدد کے لیے بھیجتا ہون یہ بھی بلا کا ساحر ہے اس کے بعد آپ کو خود ظاہر ہو جاوینگے آگے
میرے حال پر ہمیشہ عنایت خداوندی رہے یہ عرضی چرخ کو حوالے کی اور خلعت رخصت عنایت فرمایا
یہ بارہ ہزار ساحران نابکار اپنے ہمراہ لے کر بتجمل بسیار روانہ ہوا اور بعد قطع منازل طلسم نکلکر کوہ عقیق
مین داخل ہوا ابر و غبار علامت آمد ساحر دیکھکر سلیمان عنبرین مو وغیرہ بہر استقبال قلعہ سے نکلے اور
پہنچ سے آکر ملاقی ہوے لشکر اُس کا اُتروایا یہ بارگاہ مین جب آیا سجدہ خداوند کو کیا عرضی افراسیاب
کی دی لقا نے عرضی پڑھکر خلعت اُسکو دیا یہ بیٹھا اور کہا سوفار اسم اعظم بند کرچکے ہین اور ایک لڑائی
بھی لڑ چکے ہین اب یہ آرام کرین اور میرے نام پر طبل جنگ بجے تاکہ مین لڑون اور کار دشمن تمام کرون
سوفار سے بختیارک نے کہا بہتر ہے آج شام کو طبل رزم بجوانا آج تم بھی کسل راہ سے آسودہ ہو
ہو یہ کہکر مسرور و خوش ہوے جبکہ زلف لیلاے شب ستارون سے پرافشان ہوئی اور لباس
ادصبا فروغ مشعل و چراغان سے آتشین بنا کہ بیت تیرگی ہر طرف نہین تھی نمود + آتش سی کا ملبہ تھا
دود + سر شام نقارۂ جنگ پر چوب پڑی بادشاہ اسلام کی خدمت مین ہرکارون نے خبر جاکر عرض
کی اُدھر بھی کوس سنگ زرین دزمان مین تھا پڑا اب یہانکی تو دونون لشکرون مین تیاری جدال و
قتال ہے مگر چالاک کی کیفیت سنیے کہ یہ جو عقب طاؤس مین چلا تھا تو اس نے دیکھا کہ وہ برابر ایک
کوہ سیاہ رنگ کے پہونچی اور اُس پہاڑ پر ٹھہری کہ ذرا دم لے لون تو آگے بڑھون وہان تختہ ہاے
لالۂ نافرمان کھلے تھے ہواے سرد چلتی تھی دل کو فرحت دیتی تھی یہ ساحرہ راہ کی تھکی ماندی آئی تھی
وہان بیٹھکر اونگھنے لگی ذہن مین گذرا اگر ایسا نہ ہو تو سو جاے اور شیشہ اسم اعظم پر کچھ آفت آئے لازم
ہے کہ اسکو احتیاط سے رکھدون اور تھوڑی دیر آرام کرلون کیونکہ طلسم مین جاتا ہے اور شاہ جادوان سے
ملتا ہے پھر سونا اور آرام خواب و خیال ہو جائیگا نہین معلوم کے روز اس مرحلہ مین گذرین یہ سوچ کر
اُسنے کچھ سحر پڑھا دفعۃً ایک طاؤس خوش رنگ اڑتا ہوا اسکے سامنے آیا اسے ایک رقعہ قلم سحر سے
بنام سیاہ جادو جو اُس پہاڑ کے [illegible] تھا لکھا مضمون یہ تھا کہ مین بحکم خداوند شیشہ اسم اعظم لیے ہوے
طلسم مین جاتی تھی تمھارے مقام پر پہونچکر آرام کیا چاہتی ہون تم میری خبر لیے رہنا تاکہ کوئی شیشہ
نہ توڑ ڈالے اور چند بوتلین شراب کی مع کسی قدر کھانے کے میرے لیے بھیجدو کہ جب سوکر اُٹھون کھا
پیکر روانہ ہون یہ رقعہ اُس طائر کو دیا اور وہ لیکر سیاہ جادو جو اسی کوہ کی حوالی مین ایک مقام پر
رہتا ہے اُسکے پاس گیا اور بعد جانے اس طائر کے اسنے شیشہ اسم اعظم ایک غار مین پہاڑ کے رکھکر
اژدہا مٹی کا ایک سانپ بنایا اور اُس پر سحر پڑھکر پھونکا کہ وہ زندہ ہو کر بصورت مار سیاہ نکلکر دہن غار

پہونچا جب خوب استحکام کر چکی اسوقت آپ آرام پذیر ہوئی چالاک نے یہ سب کیفیت دور سے دیکھی
خیال کیا کہ اب جو یہ قحبہ سوکر اُٹھے گی تو طلسم مین چلی جائے گی اور مین طلسم مین جا نہ سکونگا لازم ہے کہ اسی
جگہ اسکا کام تمام کردن یہ سوچکر اس نے صورت اپنی مثل ایک جوگی کے بنائی یعنی جٹا رایہ دمونڈ کر تسمہ
باندھی تسمہ اُسپر لگایا جھولا گلے مین ڈالا کشکول گدائی کے کرے مین تسمہ ڈال کر کاندھے سے لٹکایا
کڑا لوہے کا ہاتھ مین ڈالا اور وہان سے اُس جگہ جہان یہ ساحرہ سورہی تھی پہونچکر ایک شاخ
درخت تھام کر صدا کہنے لگا آنکھین بند تھین اور بہت زور سے چیختا تھا کہتا تھا کہ صدا

اس نگری سے کام نہین۔ خاص وطن کو جاناہی
بلبل کے چلے لوگن سے پھر یہان نہین آناہی
دینا دولت لوگ کٹم پر۔ ناہک جی بھٹکاناہی
بھگوت آٹھ پہر نا بھولے۔ ہر کو منہ دکھلاناہی

اسکے غل مچانے سے طاؤس کی آنکھ کھلی دیکھا ایک جوگی کھڑا صدا کہہ رہا ہی سمجھی کہ نوشتہ نامہ سیاہ جادو
کے پاس بھیجا ہی شاید اُس بستی مین خبر تیرے یہان ٹھہرنے کی ہوگئی ہی یہ مانگنے چلا آیا ہی یا یہین کا
رہنے والا ہی کہ جوگی اکثر پہاڑون پہ رہتے ہین بس یہ سمجھکر اُسنے کہا باباجی مین یہان سوتی ہون آپ ٹھہریے
کھانا آتا ہوگا بھوجن کیجیے گا یا کہین اور تھوڑی دیر بانگ آئیے پھر آجائیے گا چالاک نے کہا اچھا بچا
یہ کہکر اسی جگہ بیٹھا اور یہ پھر سونے لگی اس عرصے مین نامہ اسکا سیاہ جادو کے پاس پہونچا اُس نے
دو خوان کھانے کے اور ایک کشتی شراب کی نہایت تکلف سے مع گزک وغیرہ کے بھیجی اور لکھ بھیجا
کہ اسوقت آپ کے لکھنے کے بموجب مین سحر خوانی مین مصروف ہوتا ہون جو کوئی شیشہ اسم اعظم کو اُٹھانا
چاہیگا مجھے فوراً خبر ہوجائے گی اور اسی سحر کے لیے مین آپ حاضر نہ ہوسکا مجھکو معاف کیجیے گا اور جو
کچھ تیار تھا وہ بھیجا ہی گو آپ کے لائق نہین لیکن قبول فرمایئے گا خلاصہ یہ کہ وہ ساحر وہ کھانا لیکر پہاڑ
پر آئے یہان ساحرہ سوتی تھی اور چالاک بیٹھا تھا وہ سمجھے کہ یہ جوگی بھی اسی کے ساتھ ہی اور چالاک
نے جی مین کہا کہ ملکہ ابھی سوتی ہین انکو نہ جگاؤ جو کچھ لائے ہو مجھکو دو جادو وہ ساحر کھانا اور نامہ وغیرہ چالاک
کو دے کر چلے گئے اسنے اس سب کھانے مین بیہوشی ملادی اور شراب بھی آغشتہ سفوف بیہوشی کرکے
بیٹھا بعد کچھ عرصے کے ساحرہ اٹھی دیکھا کھانا رکھا ہی اور جوگی بیٹھا ہی اس نے کہا جوگی جی یہ کون لایا تھا اُس
وہ نامہ جو ساحر دے گئے تھے حوالے کیا ساحرہ نے پڑھکر معلوم کیا سیاہ جادو نے بھیجا ہی ما آپ بھوجن کیجیے جوگی
نے کہا بچا اچھا اور شراب پہلے جام مین بوتل سے انڈیل کر اسکو دی وہ بے دسواس پی گئی اُسنے اور
دو تین جام پے در پے اسکو دیے وہ سو کر اٹھی تھی خمار نیند کے پیتے پی گئی یکایک سر گھوما اور چکر کھا کر
گری چالاک نے فی الفور خنجر کھینچکر سر کاٹ ڈالا غل وشور برپا ہوا کہ مارا طاؤس جادو کو بعد کچھ
عرصے کے وہ ہنگامہ فرو ہوا وہ سانپ جو دہن غار پہ بیٹھا تھا اسکے مرنے سے ماش کے آٹے کا ہوگیا چالاک
نے چاہا کہ شیشہ غار سے نکالکر توڑ ڈالون لیکن ساحرہ سیاہ جادو کو اطلاع دے چکی تھی اُسکو پھرنے

خبر دی کہ کوئی عیار شیشہ لیے جاتا ہے پس وہ بیتاب نہ اپنی جگہ سے بزور سحر اُڑا اور ہنوز یہ غار مین نہ اُترنے پایا تھا کہ وہ آکر گرا سحر سے چالاک کو گرفتار کر لیا اور کہا تو نے بڑا غضب کیا کہ میرے یہان مہمان آئی تھی اُسکو تو نے قتل کیا یہ کہکر کچھ سحر پڑھا کہ دو ایک ساحر حاضر ہوے اُنسے کہا تم لاش اسکی اُٹھا ؤ اور آپ شیشۂ اسم اعظم لے کر اور چالاک کو گرفتار کیے سمت کوہ عقیق روانہ ہوا از بسکہ کئی عیار چالاک کے ہمراہ اسی فکر مین چلے تھے کہ اسم اعظم کو چھڑائیں پس جب یہ کوہ عقیق کے حوالی مین پہونچا وہان سمک عیار بھی تھا اسنے دیکھا کہ ایک ساحر شیشہ لیے اور چالاک کو گرفتار کیے لیے جاتا ہے یہ دیکھتے ہی اسنے صورت اپنی مثل ایک ساحر کے بنائی کمنو رچندن کے جسم مین لگائے جوالا مکھی کا گلے مین ڈالا دھوتی باندھی سانپ سر سے لپیٹے جٹائین بالون کی زمین تک لٹکائین بھبھوت رمائے جلد قریب اُسکے گیا صاحب سلامت کرکے پوچھا کہ شیشہ تو اسم اعظم کا ہے تمنے کہان پایا وہ اس پوچھنے سے سمجھا کہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے ملازم خداوند ہے جب تو شیشہ کا حال جانتا ہے پس یہ سمجھکر بولا کہ ہان ایسا کچھ احوال ہے اور سب ماجراے گذشتہ بیان کیا سمک نے حال لشکر مارے جانے طاؤس کے افسوس کیا اور کہا ذرا اس شیشہ کو مین دیکھون تو کیونکر اسم اعظم قید ہے اور اسم کیا چیز ہے ہوتا کیسا ہے اس نے اسکو اپنا رفیق سمجھکر شیشہ حوالے کیا اسنے لیتے ہی زمین پر دے مارا اور اوپر سے ایک پتھر مارا کہ وہ شیشہ چور چور ہو گیا اور جادو جو اس مین بند تھا وہ نکلا اُڑ گیا سمک شیشہ توڑکر بھاگا اور کسی گڑھے مین چھپ گیا سیاہ جادو شیشہ ٹوٹنے سے پہلے تو حیرت مین آگیا کہ یہ کیسا آدمی تھا جو ابھی دوستی کی باتین کرتا تھا اور ابھی دشمن بنگیا غرض بعد لمحے کے سوچا کہ یہ ساحر نہ تھا عیار تھا تاچار چالاک کو بغچہ مین داب کر اڑگیا اسوقت سمک سمجھا کہ اب نہ ہاتھ لگے گا چلکر امیر سے اطلاع کرو پس یہ لشکر اسلام کی طرف چلا یہان وہ وقت ہے کہ کوہستان کی طرف سے صبح گیتی افروز نے جلوہ گری فرمائی تھی اور زلف لیلاے شب نے درہمی و برہمی کی تھی کہ نظم

چو خورشید زد خیمہ بر پشت گاؤ	ز ناموں بر آمد خروش چکاؤ
ازان چادر قیر بیرون کشید	بدندان لب ماہ در خون کشید

سپاہ جنگی تیار ہو کر میدان کار زار مین آئی تھی امیر مع بادشاہ گردون کلاہ کے عازم دشت قتال تھے کہ سمک نے جاکر عرض کیا یا امیر کشور گیر حقیر نے جاکر شیشۂ اسم اعظم توڑا لیکن ایک ساحر خدمت لقا مین چالاک کو لے گیا ہے یقین ہے کہ وہ کافر اُسکو قتل کرے یہ خبر سنتا تھا کہ امیر نے اسم اعظم پڑھا دیکھا تو حرف بحرف یاد تھا بس گھوڑے پہ بیٹھکر سمت لشکر حریف روانہ ہوے پیچھے پیچھے کل سرداران نامدار مع فوج قاہرہ کے چلے وہان وہ زمانہ ہے کہ سیاہ جادو نے چالاک کو لاکر سامنے کیا ہے اور سب حال بیان کر چکا ہے اور لقا نے حکم دیا ہے کہ اسکو قتل کردو جلادو نے لاکر میدان مین چبوترے پر کہ بہت سے گھوڑ بوریاے ہلاکت بچھا کر چالاک کو زیر تیغ بٹھایا ہے جلاد حکم گردن زنی دریافت کر رہا ہے اور

چالاک درگاہ خدا مین رجوع قلب سے استغاثہ کرتا ہے کہ نظم

سب فنا ہین مگر ہے تجکو ثبات وحدہٗ لاشریک ہے تری ذات
جیہہ سا در پہ بادشاہین ترے تاج بخش شہان گدا ہین ترے
ہے کرم پر ترے یہ دل مسرور ورد ہے اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُور
آپ فرماتا ہے تو اے والی سَبَقَتْ رَحْمَتِی عَلیٰ غَضَبِی
تو مداوائے درد دل ہے مرہم زخم جان بسمل ہے
رحم تیرا اگرچہ ہو شامل ابھی ہو جائے حل مری مشکل

عین دعا مین نعرۂ صاحبقران بلند ہوا جلاد تیغہ پھینک کر بھاگا اس طرف بھی فوج مسلح و مکمل ہوکر عازم دشت وغا تھی امیر سے لڑنے لگی امیر اس بحر فوج مین نہنگ شجاعت تھے دریاے لشکر مین غوطہ لگا گئے ہمہ تن چشم بنکر لڑے زندگی حریف کی حباب آسا ہوگئی دایۂ اجل کنار عاطفت مین پسماندون کو اٹھانے لگی روح دامن جسم مین طفل کی طرح مچلگئی آخر تڑپ کر نکلگئی چشم زخم سے مفارقت روح مین تن آنسو بہاتے تھے بسمل بشکل خاطر عشاق بیقرار نظر آتے تھے امیر لڑتے بھڑتے قریب چالاک جا کر پہونچے اور اسم اعظم پڑھکر پھونکا ادھر سردار جو پیچھے امیر کے آتے تھے وہ فوج سے ساحرون کی لڑنے لگے زیست کا عرصہ تنگ تھا میدان محشر وہ دشت جنگ تھا بازار اجل گرم ہوا تھا سر کا سودا سستا تھا جوش فوج سے دریاے آہن موج مارتا تھا صحرا و کوہ خون کشتگان سے بہ ہو کر لالہ زار کی کیفیت دکھاتا تھا کہ نظم

دو لشکر بیکجا شدہ سخت کوش بگردون در افتادہ بانگ خروش
ز گرد سواران ہوا بست میغ چو برق درخشندہ پولاد تیغ
ہوا را تو گفتی ہمے بر فروخت چو الماس روی زمین را بسوخت
ز خون روے صحرا چو جیحون دوان ز بانگ سواران جہان پرفغان
چنان تیرہ شد روز روشن زگرد تو گفتی کہ خورشید شد لاجورد

آخر گرمی شعلۂ تیغ کی تاب سپاہ ناری نہ لا سکی دفعۃً لشکر ساحران قلعۂ عقیق مین بھاگ کر چلا گیا اور فوج مین طبل امان بھی بجوا دیا صاحبقران مظفر و منصور چالاک کو رہا کر کے پھرے اور داخل لشکر ہوے لشکر نے کمر کھولی سردارون نے بھی ذرہ اتاری راحت پذیر ہوئے آرام گیر ہوے اسی طرح وہ دن گذرا دوسرے دن ملقا بادل خستہ و شکستہ قلعہ مین داخل تھا کہ یکایک بہ سحر آیا اور اسپر ایک ساحر اخگر جادو نام سوار تھا وہ اتر کر سامنے خداوند کے آیا سجدہ کیا اور عرض پیرا ہوا کہ کمترین ملکہ نازک چشم جادو جو ایک در بند طلسم کی مالک ہے اُسکا بھائی ہے ملکہ بھی آتی ہین لیکن مین پہلے اس سبب سے حاضر ہوا ہون کہ مجھسے اور سوفار جادو سے دوستی ہے چاہتا ہون کہ کار دشمن تمام کردن دوستی

کا حق ادا کرکے اپنا نام کردن لقا نے اسکو سرفراز کیا اور سوفار نے اپنے پاس بٹھایا اچھا سامان راحت خیمہ و فرش وغیرہ درست کرا دیا جب کف چرخ نیلی سے یاقوت سرخ نکلکر درج مغرب مین گیا اور جوہری روزگار نے جواہر انجم کو درخشان کیا نظم

بدانگہ روشن جہان تیرہ گشت — طلایہ پراگندہ برگرد دشت
خروشے برآمد ز ہیش سپاہ — کہ اے نامداران گردان شاہ
میان بستہ دارید و بیدار بید — ہمہ در پناہ جہاندار بید

اخگر کے نام پر طبل جنگ بجوایا صدائے طبل زنگی کوس حق نیوش بادشاہ اسلام مین جب پہونچی ادھر بھی تیاری لڑائی کی ہونے لگی طبل سکندری کو چاشنی دی پھر تو دونون لشکر پر از خشم تھے پرشکن ابروان خشم تھے ساحر سحر جگاتے تھے بہادر تلوار اور سپر کھڑکھڑاتے تھے رات بھر یہی ہنگامہ رہا جسوقت اژدہائے شب نے مہرۂ نورانی کا اگلا اور ظلمت شب نے کنارہ کیا ابیات

سپیدہ چو از جائے خود بردمید — میان شب تیرہ اندر خمید
ہمی گشت لشکر گروہا گروہ — چو دریا بجوشید ہامون و کوہ
خروشیدن تازی اسپان بدشت — ز بانگ تبیرہ ہمے برگذشت
ہمہ نامداران جوشن وران — برفتند با گرزہائے گران

ایک طرف امیر مع شاہ اسلام دوسری سمت لقا مع ساحران نافرجام وارد دشت نبرد ہو کر صف کارزار کی درستی مین مصروف ہوئے بعد ترتیب صفوف افواج قاہرہ اخگر طالب مرد نبرد ہوا ادھر سے جوہان مشتی اجازت لے کر اُسکے سامنے گیا اسنے ایک نارنج مارا کہ وہ پھٹا اور دھوان نکلکر گرد اسکے ہو گیا وہ بیہوش ہوا اخگر نے گرفتار کر لیا اور پھر نہیب دی مثقال شاہ نے ایکبار گھوڑے کی باگ لی سامنے اُسکے جب پہونچا ایک تیر اسیر لگا اسنے ایسا سحر پڑھا کہ تیر نشانے تک نہ پہونچا راستے ہی مین جل گیا اور پھر ایک ناریل مارا کہ دھوان نکلا مثقال بھی بیہوش ہو کر اسیر ہوا اسی طرح چند سردار اسلامیون کے کئے اسیر کیے پر لشکر اسلام کا بند ہوا امیر نے قصد نکلنے کا میدان مین کیا مگر بختیارک پر ابند ہونے سے سمجھا کہ امیر کا اسم اعظم کھل چکا ہے وہ لڑنے آئین گے پس انکے ہاتھ سے اخگر کا زندہ رہنا دشوار ہے یہ سمجھکر طبل بازگشت بجوا دیا لشکر پھر خیمہ گاہ مین آئے اور عیار پھر عیاری چلے از بسکہ لقا بیچ لڑائی مین قلعہ کے اندر چلا گیا تھا اسوقت بھی جو پھرا تو قلعہ کے اندر چلا گیا لشکر بیرون قلعہ اُترا سردار خداوند کے ہمراہ گئے انھین کے ہمراہ ساحر کی صورت بنکر عیار بھی قلعے کے اندر داخل ہوئے لقا دار الامارت شاہی مین تخت خداوندی پر جلوہ افگن ہوا اور سردار ساحران سامری شعار دنگو نیر بیٹھے عیار صورت اپنی خدمتگارون کی ایسی بنا کر یعنی چپکن پہنکر پٹکا کمر سے کس کر سر پر پگڑی باندھ کر ہاتھ پر رومال تہ کیا ہوا

ڈال کر بارگاہ میں آئے اور پشت پر سرداروں کے کھڑے ہو کر گفتگو بیان کی سننے لگے اسوقت دورہ جام
ہی ارغوان تھا ہر ایک فرد مستی میں لاف وگزاف کرکے دم شجاعت کا بھرتا تھا سبکی گفتگو کے جواب میں
بختیارک نے کہا کہ تم جو چاہیے وہ اپنی جگہ پر کہو جب تک امیر سے سامنا نہیں ہوگا تم فتحیاب ہوگے
اور جب انسے مقابلہ ہوگا خداوند کی بہشت میں تم جاؤگے یہ کلام سنکر اخگر نے کہا میں جاتا ہوں اور جام عظم
بند کرتا ہوں یہ کہکر اٹھا اور کہا ایکبار بند کرکے میں سوفار کی طرح طلسم میں نہ بھیجونگا بلکہ ایسی جگہ رکھونگا کہ کسی
نہ معلوم ہوگا بختیارک نے جواب دیا کہ یہ شگون برا ہی کہ آپنے راز دل کہدیا عیار یہاں موجود ہونگے
انھوں نے سنا ہوگا وہ تمھارے سامنے جائینگے اور قتل کر ڈالینگے اس گفتگو میں ایک شخص کو اہل دربار
میں سے چھینک آئی اخگر جاتے جاتے ٹھہر گیا اور کہا ملک جی اگر حرامزادے عیار نطفۂ حرام میرے
پاس آئیں تو انکو ذبح کر ڈالوں نطفۂ حرام ہو اسنے کہا چالاک جو بشکل خدمتگار اسکی پشت پر کھڑا تھا اسنے اس
زور سے لات ماری کہ بیاوندھے منہ گرا چالاک نے گالی دے کر کہا حرامزادے عیاروں کو گالیاں دیتا
ہی بختیارک یہ کیفیت دیکھکر پکارا کہ مرشدزادے آپنے خوب کیا جو اس ولدالزنا کو سزا دی یہ
اسی لائق تھا چالاک نے جست کرکے ایک لات اسکے بھی ماری اور بختیارک لات کھاکر گویا ہوا کہ
میں ان لاتوں کے تصدق یہ کہاں میرے نصیب تھے لات اعلی نے مدد کی جو میں نے یہ لات کھائی
مرشدزادے دو ایک تو اور لگائیے اور اس قرمساق اخگر کو گالی دینے کی بھی اچھی طرح سزا نہیں ہوئی
ذرا دو چار جوتیاں لگاتے تو اچھا تھا یہ قربانیں بناتا تھا کہ سوفار و اخگر وغیرہ اٹھکر چالاک کی طرف جھپٹے
اور چاہا کہ سحر سے اسکو گرفتار کریں اور عیار جو خدمتگار بنے کھڑے تھے انھوں نے حباب بیہوشی تاک
تاک کر ناک پر مارے کہ ساحر بیہوش ہوے اسوقت چالاک نے جست کی اور بھاگ کر چلا لیکن کہتا
گیا کہ قسم ہی سر امیر کی آج سے کل تک اس اخگر کو مار ڈالونگا بختیارک نے کہا یہ مار ڈالنے ہی کے
قابل ہی لیکن میری کچھ خطا نہیں ذرا مجہپر کرم کیجیے گا غرضکہ یہ تو بکتا رہا اور عیار جست کرکے نکلے دروازے
پر حاجب وغیرہ جو ہمیشہ سے عیاروں کا دوہا مانے ہوے ہیں اسوقت بھی خوف جان سے طرح دے گئے
عیار سب نکلکر روانہ ہوے اور اخگر وغیرہ کو ہوشیار کرکے بختیارک نے اٹھایا اور کہا کیوں بدزبانی کا
مزا دیکھا اب تم زندہ نہ بچوگے مرشدزادے قسم کھاگئے ہیں اخگر نے کہا خیر دیکھوں تو وہ میرا کیا کرتا ہی
میں بھی قسم کھاتا ہوں کہ بغیر قتل کیے اسکے چین نہ لونگا اسی گفتگو میں اتفاقاً سرمنگ عیار کہ اور تو سب
عیار نکل گئے تھے یہ رہگیا تھا اور خدمتگاروں کی صف میں کھڑا تھا اس سے اخگر کے خدمتگار نے کہا میں
جاکر پیشاب کر آؤں تم رومال میاں کے سر پہ ہلاؤ سرمنگ نے کہا اچھا اور جاکر مگس رانی کرنے لگا کہ
بختیارک نے سر اٹھاکر دیکھا اور اس سے پوچھا تو کون ہی اسنے عرض کیا حضور کا خدمتگار ملک جی
نے کہا میں نے تجکو کبھی نہیں دیکھا وہ بولا کہ میں بیمار تھا عرصے کے بعد آیا ہوں ملک جی نے کہا تیرے منہ پر

بیاری ثابت نہین ہوتی اس نے جواب دیا کہ ملک جی آپ کو کیا معلوم اس جواب دینے سے بختیارک سمجھا کہ یہ بھی کوئی عیار ہی مگر ابھی ہٹ چکا ہی اس سبب سے چپ ہو رہا کہ عیار رنگ بدلے ہوے ہین مجھے آکر بار ڈالینگے اور ادہر سرہنگ بھی سمجھ گیا کہ یہ مجھے پہچان گیا یہ سمجھکر سامنے سے ٹلگیا اور باہر جاکر ایک فراش کی صورت بنکر اندر آیا فراشون کے میل مین ٹھہرا جب یہ سامنے سے چلا گیا اسوقت افراسیاب سے بختیارک نے کہا تھا یا خدمتگار یہ کہان اسنے کہا ملک جی تم یہ جو تقریر کر رہے تھے وہ مین نے بھی سنی مگر مین سحر پڑھتا تھا کہ دریافت کرون یہ کون ہی اس سبب سے نہین بولا اب مجھے سحر نے خبر دی ہی کہ وہ خدمتگار عیار تھا جس سے تم گفتگو کر رہے تھے اور اب وہ فراش بنا کھڑا ہی یہ کہکر کچھ سحر پڑھ کر دستک دی سرہنگ غافل کھڑا تھا بیحس و حرکت ہو گیا اسنے گرفتار کرا کے سامنے بلوایا اور کہا تو کون ہی سرہنگ بولا کہ مین چالاک ہون اس نے کہا نہین سحر میرا خبر دیتا ہی کہ نام تیرا سرہنگ ہی خیر تو کیا پرواہ ہی مین اسکو بھیجواکر جہان اور سردار قید ہین وہین قید کرایا اس ہنگامہ مین دن سارا تمام ہو گیا یعنے سرہنگ طلائے شب نے ترک روز کو بھگایا اور بارگاہ مغرب مین جاکر مہر والیے سلسلہ شعاع مقید ہوا نظم

	الغرض جب وہ دن تمام ہوا		آسمان پہ ظہور شام ہوا	
	اتنے مین طفل مہر ہوتے ہی شام		مہد شب مین گیا وہ بے آرام	

شام کو لقا کے خیال مین آیا کہ جب دربار برخاست ہوا افراسیاب خیمے مین بہر آرام جائیگا عیار قسم کھا گئے ہین وہان قابو پاکر اسکو آزار پہونچائینگے لازم ہی کہ کسی شغل مین اسے مصروف کر دون تاکہ یہ مجمع مین رہے اور جاگا کرے جب اسم اعظم بند کرلیگا اسوقت کام حریف کا تمام کر کے اسکو طلسم مین بھیجدونگا یہ سوچ کے بیٹھے بیٹھے پکارا کہ قدرت نے تقدیر کی آج باغ مینا مین سوفار اور سیاہ جادو وغیرہ ساحرون کی دعوت کی جائے اور قدرت بھی جلسہ ذوقی کی سیر دیکھین گے بس یہ حکم دینا تھا کہ سلیمان نے باغ مینا مین آراستگی کا حکم دیا کارپردازان خوش انتظام نے بہت جلد بندوبست کیا باغ کے درخت بادلے سے منڈھے سنگ مرمر کے تھالے نادر کار گلاب وکیوڑے سے بھرے ہر روش پہ بادلا کاٹ کر ڈالدیا اسکی چمک ایسی تھی کہ زمین رشک وہ انجم فلک تھی قمقمے نور کے گیند بلور کے اشجار مین آویزان کیے انکے اندر چراغ اس طرح جلتے تھے گویا انجم مین کسی گلرخسار کے جگنو چمکتے تھے روشنی کی وہ کثرت ہوئی تھی کہ ماہ فلک کو خوف ہوا تھا کہ لباس میرا کتان نہ ہو جائے بادصبا کو دھڑکا تھا کہ مجھے یہ روشنی لباس آتشین نہ پہنا دے نرگس گلشن کی اس رات کو اسطرح جھلکاتی تھی کہ چشم لیلی شب ذرہ باقی تھی جلسہ طرح کا سامان راحت مہیا تھا عجیب جلسہ تھا نظم

	نور مین ہر چمن تھا صبح امید		پھول ایک ایک تھا گل خورشید	
	چاندنی روکش سر تابان		موتیا غیرت در دندان	
	مثل خط شعاع سنبل تر		رشک رخسار حور عین گل تر	

حسن مین وہ ہر ایک گل سوسن سی آلودہ جگر خون کا دہن
جلوہ گر پریون پہ اسکے وہ ددب صورت سبزہ رخ محبوب
چاندنی کا فروغ ایسا تھا چشم نرگس کو نور بخشتا تھا
تھا سر نہر روشنی کا یہ اوج چاندنی تھی غبار کوچہ موج
روشنی عکس انگن آب مین تھی یا پری شیشۂ حباب مین تھی
سامنے اک چبوترہ ہموار اُس پہ تنگیرہ مثل ابر بہار
شیشہ آلات ساز اور آئین نصب ہر جا موافق آئین
فرش دیبا سے چین سے بھی شفاف سینۂ زاہدان کی طرح سے صاف
صدر مین موتیون کی اک مسند گاؤ تکیے وہ خوشنما بے حد
چاندنی رشک چادر مہتاب اطلس طور سے سوا پر تاب
زیب مسند ہوا لقا آکر گرد سب بیٹھے آکے جادوگر
گرد اُن کے مصاحبین تمام دست بستہ کھڑے تھے خدام
بیٹھتے ہی طلب کیا خاصہ اور بکاول نے چن دیا خاصہ
زیب دستارخوان کیا وہ طعام کہ معطر ہو جسکی بو سے مشام
پھر تو کچھ راگ کا ہوا چرچا عجب وقت تھا عجب جلسا
وہ غضب چھیڑ چھاڑ سازونکی خوش صدا مین وہ سے نوازونکی
کشتیان پھر شراب کی آئین قابین بھر کر کباب کی آئین
دور دور شراب ناب ہوا رشک سے آسمان کباب ہوا

یہ سب تو مصروف عشرت ہین مگر چالاک نے جو قلعہ سے نکلکر گیا خدمت امیر مین پہونچکر سارا ماجرا دربار لقا کا گذارش کیا پھر عرض رسا ہوا کہ یہ غلام قسم آپ کے سر اقدس کی کھا آیا ہے بہر قتل اخگر خیرہ سر جاتا ہے اگر مارا جاوے تو فاتحہ خیر سے یاد فرمائیگا اور اگر قتل اسکو کرکے پھر دنگا تو زیارت سے قدم اقدس کی مشرف ہونگا امیر نے فرمایا کہ تجکو خداے کریم کی حمایت مین دیا سپرد حافظ حقیقی کیا کسی سردار غیر ساحر کو نہ قتل کرنا کہ بہادرون کو زیبا نہیں ہے اور ساحر سحر کرتے ہین بدین وجہ تجکو قتل کا اختیار ہے یہ حکم پاکر چالاک اور عیارون کو بہر حفاظت لشکر تاکید کرکے ابوالفتح کو ساتھ لے کر چلا سر شام اس سبب سے کچھ روک ٹوک در قلعہ پہ نہ تھی یہ شہر مین دونون آئے اور دارالامارۃ شاہی پر پہونچکر دیکھا کہ کچھ ملازم اسباب عشرت لیے ایک طرف جاتے ہین انسے اجنبی کے طور پر پوچھا کہ ارے بھئی کہان چلے لوگون نے کہا باغ مین خداوند چاندنی مع تمام سردارون کے دیکھ رہے ہین وہین ہم بھی جاتے ہین یہ حال سنکر الفتین لوگون کے ساتھ باغ تک گئے وہان بہت بڑا اہتمام تھا بختیارک نے ملازمین کے نام مع

ولدیت اور سکونت لکھوا کر ساحرونکو دروازۂ باغ پر بٹھایا ہی اور کہہ دیا ہی کہ یہ ملازم جنکے نام لکھے ہین یہی اندر آنے پائین اور کوئی نہ آنے پائے اور انکو بھی بنگاہ سحر ڈال کر خوب پہچان لینا جب آنے دینا غرضکہ ان دونون عیارون نے لاکھ لاکھ قصد کیا کہ اندر جائین ممکن نہ ہوا اسوقت چالاک نے کہا مین قسم کھا چکا ہون اسی جلسہ مین گھسکر اس ساحر کو مارونگا یہ کہکر الگ ایک گوشہ مین گئے اور ابو الفتح نے کہا تم ایک ضعیفہ کی صورت بنو وہ بموجب ارشاد چالاک ایسی عورت بناکر جھکی ہوئی موے سر سفید چہرے پر جھریان پڑین چادر گاڑھے کی اوڑھے پائجامہ سوسی کا پہنے پانوین چمڑے کا جوتا پائچون مین گرہ لگی لکڑی ہاتھ مین عصاے پیری لیے سامنے آیا چالاک نے صورت بنا اسکی پسند کی پھر آپ ایک زن کم سن حسینہ دجبابہ بنکر تیار ہوا کہ اگر شاہدان تنگل وتنگول صورت زیبا ایسے نگار دلفریب کی دیکھین تو شرم سے مژگان کی چلمن درخانۂ چشم پر اپنے چھوڑین ابروان چشم ہمشکل سے عید قربان کے ہلال سے آنکھین خجل نہ حسن وجوانی مردمک چشم ہر ایک مشتاق رخ تابندہ آئینہ کو حیران بنائے زلف سیہ سودا زدگان الفت کو پریشان بنائے جبین کجبین جو ہر آئینہ سکندر ستائے اذنشان کے غیرت پروین داختر کہ نظم

پھنگ ہین السطور دفتر حسن | جادۂ شاہراہ کشور حسن
الکھڑیان قہر کی لگاوٹ باز | دلربا بات کا نئے انداز
سامری تاب کیا جو آنکھ ملاے | چشم ہاروت جنسے آنکھ چرائے
نشے کے لال لال وہ ڈورے | جن پہ نرگس سکر پڑتے ہین ڈولے
غیرت چشمۂ حیات دہن | روزن کوزۂ نبات دہن
بے نشان صورت کمر ہے دہن | دل قارون سے تنگ تر ہے دہن
چھاتیان ہین حباب آب گہر | نخل باغ شباب کے ہین ثمر
پیٹ زی مین غیرت مخمل | صاف مانند تختۂ صندل
تھرسے زیر ناف کا وہ ابھار | اور وہ تنگی [illegible]
سرو جس پر فدا وہ قامت ہی | ناز پرورد [illegible] ہے

ایسی صورت دلفریب بناکر کیسے ہی کوئی عیار چاہے کہ پہچان لون یہ بات جو شناخت کر سکے اور اس حسن وجمال پر از سرتا پا مرصع گہنا جواہر کا پہنا موتیون کا کنٹھا گلے مین اور شمرین ہاتھ مین پہنین واقعی وہ ید بیضا کو شرماتی تھین انگلیون کے چھلے پہنے پاؤن مین چھڑے اور پازیب جسکو دیکھکر ملک بھی کھائے فریب بازو پر جواہر کے اتنے بازار حسن بہنچے سکے اسی طرح غرق بحر جواہر ہوکر ایک چادر سفید سر سے پانک اوڑھے سب بدن چھپالیا اور بڑھیا کو آگے کرکے پیچھے چلا گلی کوچون کو

طے کر کے قلعے کے اندر جو سرائے تھی وہاں آیا بڑھیا نے پکار کر کہا کہیں اترنے کا ٹھکانا ملے گا بھٹیاری
اور بھٹیاروں نے بلانا شروع کیا ایک نے کہا بڑی بی ادھر آؤ ہم بہت اچھا مکان دیں اس میں
کوٹھری بھی ہے دوسری نے کہا میرے یہاں ٹھہرو مسافر کم ہیں تنہائی ہے چیز کی حفاظت رہیگی تیسری
نے آتے ہی بڑھیا کے ہاتھ سے گٹھری اور پٹاری یا کی لی اور کہا آؤ تمہیں بہت اچھی جگہ دونگی
کہ گوشے میں ہے تنہا نہ تمہارے ساتھ ہے پردہ بیگم غرضکہ یہ دونوں اسکے ساتھ جا کر کوٹھری میں ٹھہرے
بھٹیاری نے چراغ جلدی سے روشن کیا پانی کا گھڑا بھر کر رکھ دیا چارپائی بھی بچھا دی بڑھیا تکیہ کر
بیٹھی اور اس نازنین نے چادر اتاری بھٹیاری کی آنکھ فروغ حسن سے جھپک گئی گھبرا کر بغور
متحیر ہو کر دیکھنے لگی ایک کم سن عورت خوبصورت زر و زیور سے آراستہ دیکھی رعب سے کچھ نہ کہہ سکی جا کر
بھٹیارے سے کہا ارے مجکو بڑا تعجب ہے کہ یہ عورت جو بڑھیا کے ساتھ آکر اتری ہے نجانوں کوئی میر یا
شہزادی ہے یا رئیس کی بیٹی ہے میری عقل حیران ہے کہ بڑھیا کے ساتھ کیونکر آئی بڑھیا تو بٹھے حالوں سے ہے اور
وہ جواہرات پہنے ہے بھٹیارے نے کہا جا باتوں میں پوچھ تو کیا ماجرا ہے بس بھٹیاری پیٹ پکڑے
دوڑی آئی دیکھا تو بڑھیا پٹاری کھولے تمباکو کھا رہی ہے یہ بیٹھ گئی بڑھیا نے اسکو بھی تمباکو دی اور
کہا میں سوتی ہوں تھک بہت گئی ہوں بہتر ہے دو گھڑی رات رہے سے مجکو جگا دینا اور میں تجکو دو پیسے زیادہ
دونگی میرا حال کسی سے ذکر نہ کرنا بھٹیاری اس ممانعت سے سمجھ گئی کہ بیشک اسمیں کچھ بھید ہے لیکن
بظاہر بولی کہ نہیں میں بھلا کس سے کہونگی ہم لوگوں کا بی بی یہ طریق نہیں غرضکہ بڑھیا نے لیٹ کر لغیر خواب
لینے لگی اور اس نوجوان نے چپکے چپکے رونا شروع کیا بھٹیاری نے پاس آکر بلائیں لیں اور کہا بی بی
مودت کیوں ہو اس نازنین نے کہا میں مقسوم جلی نا نصیب کیا اپنا حال بیان کروں یہ بڑھیا محل میں
میرے جایا کرتی تھی دم دلاسا دیکر بھگا لائی میں ایک زمیندار کی بیٹی ہوں اور وہ گاؤں کا صرف
مالک نہیں ہے کئی اور بھی گاؤں ہیں تجارت بھی کرتا ہے بڑا مال اپنے پاس رکھتا ہے آج مجکو گھر چھوڑے
تیسرا روز ہے نہ گھر جا سکتی ہوں نہ کہیں اور میرا ٹھکانا یہ بڑھیا لگتی ہے اور میرا زیور اتار کر مجکو بیچنا چاہتی
ہے بہتر ہے اگر تم سے ہو سکے تو میرا الکہ یہ تم لو اور اس بڑھیا کے پھندے سے مجکو چھڑاؤ تو بھٹیاری نے
وہ الکہ لیا اور بہت خوش ہو کر کہا کہ بیٹی کو گھبرا نہیں میں ابھی اس بڑھیا کو سزا دلواتی ہوں یہ کہہ کر
بھٹیارے کی چھاتی پہ ہاتھ مار کر بولی کہ ارے ایسا اندھیر یہ ظلم ایک بھلے مانس اشراف کی بٹیا کو یہ
بڑھیا پھسلا کر بھگا لائی ہے وہ آٹھ آٹھ آنسو روتی ہے یہ الکہ مجکو دیا ہے اور ایسا کچھ کہا ہے بھٹیارے سارا
ماجرا سنکر بولا گھبراؤ نہیں دیکھو تو میں کیا کرتا ہوں یہ کہہ کر اسی وقت کوتوال قلعہ کے پاس گیا اور کہا
خدا حضور کو سلامت رکھے ایک بڑھیا ایک عورت کو بھگا لائی ہے سرا میں مع غلام کے یہاں ہے کوتوال
مع چند پیادہ سرا میں آموجود ہوا بڑھیا سو رہی تھی پیادوں نے [illegible] باندھ لیا بھٹیارے نے

چارپائی بچھا دی اور کوتوال صاحب بیٹھے اظہار لینا شروع کیا سرا کے بھٹیارے اور مسافر تمام تماشائی ہوئے بیادے ہٹاتے جاتے ہیں ہٹو کیوں بھیڑ لگائی ہے لوگ گھسے پڑتے ہیں کوتوال اظہار لے رہا ہے اول عورت جوان نے چیخیں مار کر رونا شروع کیا پھر وہی ماجرا جو بھٹیاری سے کہا تھا ظاہر کیا پھر بڑھیا سے پوچھا گیا وہ کوتوال کے پاؤں پہ گری اور کہا مجھسے خطا ہوئی یہ لڑکی جو کہتی ہے سچ کہتی ہے جب یہ اقبال جرم کر چکی کوتوال ہر چند کہ اس عورت کا حسن و جمال اور زیور بیمثال دیکھکر فریفتہ ہوا تھا مگر ساری سرا کے لوگ اس قضیے سے آگاہ ہو چکے تھے سوچا سامنے دیکھکر کے انکو لے چلنا چاہیے اور وہاں اس عورت کو مانگ لینا فی الحال چھپانے سے بدنامی ہے چرچا اس حال کا سلیمان عنبرین مو کو ضرور دیگا پھر وہ بری طرح پیش آئے گا بس ایسا کچھ سمجھکر ان دونوں کو لے کر جا با کر روانہ ہوا اس نازنین نے کہا میں کچھ مجرم تو ہوں نہیں جو کوتوالی چبوترے میں جا کر رہوں تمام عمر لوگوں کے طعنے سنوں کہ یہ ایسی ہیں جو تھانہ پر پکڑی گئی تھیں اور دوسرے وہاں کیسی بے کسی نہ بنے میں جوان جہان غیر مردوں میں بھلا میرا ٹھکانا کہاں ہاں اگر خداوند کے پاس لے چلو تو کوئی عیب نہیں کیونکہ اسکی زیارت کو سبھی آتے ہیں وہ پیدا کرنے والا ہے اس سے شرم کیسی یہ کہکر اس بھٹیاری کا آنچل پکڑ کر کہا تو تھا تو میری ماں کبھی کی ہے مجھکو اسوقت اکیلا نہ چھوڑ نہیں میری آبرو جاتی رہے گی بس بھٹیاری نے اسکو گلے لگا لیا اور کہا بیٹا میں تیرے ساتھ ہوں تو کیوں گھبراتی ہے اس نے چپکے سے کہا میں اور بھی کچھ تجکو دونگی بھٹیاری ایک تو محبت دوسرے لالچ میں آکر ساتھ ہوئی کوتوال اور بھی ناچار ہوا اور انکو لے کر سیدھا در دولت پہ آیا وہاں سنا کہ حضور اسوقت باغ میں ہیں اور ہنگامہ سرود گرم ہے یہ وہاں سے در باغ پر آیا سبکو ٹھہرا کر اندر گیا سلیمان کو مجرا کیا خداوند کو سجدہ کر کے دست بستہ سارا ماجرا معرض بیان میں لایا اور کہا وہ دونوں مع بھٹیاری کے حاضر ہیں تو بختیارک نے پہلے کوتوال کو بنظر فراست دیکھ لیا اور پتے نشان تمام شہر کے پوچھکر کہا کہ تجکو اسوقت تیرے آنے سے شبہ گزرا کیونکہ معاملات ملکی دن کے دربار میں پیش کرنا چاہیے نہ کہ اسوقت کوتوال نے عرض کی کہ وہ عورت بہت صاحب عصمت ہے کوتوالی میں رہنا گوارا نہیں کرتی ہے اور دیدار خداوند کی مشتاق ہے اور واقعی کمال درجہ خوبصورت ہے اور میں سرا میں یا کوتوالی میں اسکا رہنا مناسب نہیں سمجھا بس حاضر لایا ہوں بختیارک نے حکم دیا کہ اچھا سامنے لاؤ دیکھیں کیا کیفیت ہے اور افگر وغیرہ جو بیٹھے باتیں کر رہے تھے عورت خوبصورت سنتے ہی بولے جلد لاؤ کوتوال نے انکو روبرو بلایا اس نازنین نے دوپٹہ ہٹا کر خداوند کے گرد پھرنا شروع کیا اور سجدہ کیا بلائیں لیں یہ تو اس کرشمہ میں مصروف ہوئی لیکن افگر وغیرہ نے جو اسکے چہرہ زیبا پہ نظر کی دیکھا کہ ایک ماہ لقا حور آسا زینت دہ بزم خوبرویان سردار خوبان جہان راحت وہ جان عاشقان ہے جسکے ایک ایک تار مو کی قیمت میں ملک تاتار ختن

ارزان ہے کہ ابیات

روے تابان تھا اسکا گلشن نور　　صبح رخسار روکش رخ حور
موج دریاے نور تھی بینی　　عکس انگشت حور تھی بینی
کب وہ بینی تھی کعبۂ رو مین　　شمع روشن تھی طاق ابرو مین
بانکی بانکی ادا غضب باتین　　وہ اکڑ وہ تنی تنی گاتین
آنکھ مین سحر کی لگاوٹ ہی　　بات مین قہر کی بناوٹ ہی
یون بندھی ہی دوپٹے کی گاتی　　دل مین چبھتی ہی نوک چھاتی کی

افگر دیکھتے ہی فریفتہ ہوا اور بختیارک سے کہا اس کو مجھے خداوند سے دلوا دو بختیارک نے خداوند سے کہا کہ افگر اس پر مائل ہوا ہے اس کو حوالے کر دو لقا نے پہلے سنا پھر اس نازنین سے پوچھا پھر کوتوال کو رخصت کیا اور بڑھیا کو حکم دیا کہ تو بھی جا کر قید کر کوتوال بڑھیا کو لے کر چلا اور اس نازکبدن کو لقا نے اپنے پاس بلایا کہ اے بندی قدرت میرے پاس آ چالاک بہ ناز و انداز گونہ گون بدل دیگر بہزاران غنج و دلال قریب جا کر بیٹھا خداوند نے پیٹھ پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ ہم نے تجھ کو افگر کے ساتھ منسوب کیا کہ وہ ہمارا سپہ سالار قدرت ہے اس پری پیکر نے شرما کر نیچی نظر کر کے عرض کیا کہ حضور کو میرا اختیار ہے اس بھٹیاری کو کچھ انعام دلوا دیجیے میرا اکہ اس کے پاس سے لے لیجیے لقا نے افگر سے کہا اس کی فرمایش پوری کر دو اس نے کئی ہزار روپئے دے کر اکہ لے لیا بھٹیاری دعائین دے کر چلی گئی جب پھر تو دور شروع ہوا از بسکہ بختیارک وہان موجود تھا یہ چالاک سمجھا کہ شراب آغشتہ بیہوشی یہ پینے نہ دے گا اور اس وقت تو اس نے نہین پہچانا ہے مگر حرکات و سکنات سے یہ شیطان ہے ضرور پہچانے گا خیر کہ اس تدبیر سے تم آئے ہو کہ خیال بھی تم پر عیار کا نہین گذرتا مگر پھر بھی اس کے شر سے بچنا اچھا ہی یہ تجویز کر کے بدن چرائے آنکھین جھکائے دبکی ہوئی بیٹھا ہے اور کنکھیون سے افگر کو کبھی کبھی دیکھ لیتا ہے اور اسکا بھی یہ حال ہی بیت شرگین چتون بھری انکھیان خاک مین ہم کو ملا دینگی کیا یہ نگاہین تجھ بھی اوپر جا دینگی ہر چند کہ بیچین ہو رہا ہے مگر لجا جاتا ہے کہ خداوند سامنے ہین اسکو ہاتھ نہین لگاتا ہے اسوقت بختیارک اسکا میلان خاطر دیکھ کر گویا ہوا کہ بارہ دری مین جا کر آرام کر دمین اسکو بھی بھیجتا ہون اسنے کہا ملک جی یہ عورت ناکتخدا ہی اور یہان صد ہا آدمیون کا مجمع ہی ایسا نہ ہو کہ خداوند اس حرکت بیجا سے ناراض ہون سلیمان نے کہا یہی کہتے ہو یہ کون موقع ہی کہ ہزارون آدمیون کے سر پر غل و ہنگامہ مچا ہوا اور پھر اسی کو اپنی جورو بنایا اب تم کو مل چکی ہی جلدی کیا ہی صبح قریب ہی اپنے خیمے مین لے جانا جو چاہنا کرنا افگر چپ ہو رہا از بسکہ رات اتنے جھگڑے مین بالکل کم رہی تھی دم بھر مین وہ وقت آیا کہ عروس زرین لباس

مہر جہانتاب خاور سے نکلکر بقصد زینت و آرائش آغوش فلک مین آئی اور شاہد صبیح رخسار سحر نے صورت نورانی مشتاقان دہر کو دکھائی کہ نظم

سب کی آنکھون مین وہ شب عشرت | کٹ گئی صورت شب وصلت
ہوئی محمل نشین جو لیلے شب | چمکا قیس صباح کا کوکب

رات کو لقا بخیال اسکے کہ عیار افگر کو آکر قتل کرین باغ مین مصروف عشرت رہا تھا اور صبح ہوتے ہی سوار ہو کر معہ سرداران کے داخل لشکر ہوا اور افگر نے بھی محافہ مین معشوقہ کو سوار کرکے اپنے خیمے مین لا اتارا اور بختیارک نے آکر اسکے خدمتگار رہنمازین وغیرہ کو حکم دیا کہ خبردار تم اندر خیمہ مین نہ جانا ایسا نہ ہو کہ تم مین کوئی عیار ملکر چلا جائے تو پھر غضب کا سامنا ہو دور خیمہ سے پہرا چوکی مقرر کر دیا اور آپ سوفار کے خیمے مین آکر بیٹھا یہان سے بھی نوکرون کو نکالدیا اور اسکی حفاظت کے لیے خود ٹھہرا غرضکہ اس نے تو ایسا بندوبست کیا کہ واقعی ساحرون تک پہونچنا ہرکس کا دشوار ہو گیا مگر افگر نشے مین سرشار لیٹتے ہی اس ماہ پیکر سے لپٹنے لگا ہاتھ پکڑکر پلنگ پر لایا چاہا کہ لٹائے اس گلبدن نے کہا ٹھہرو تو یہ کہکر لہرا نکالا گلوری کھائی افگر سمجھا کہ یہ اگرچہ زیور وغیرہ پہنے ہے مگر لہرہ دیہات کی نشانی ضرور ہے یہ فاحشہ کن کا تو نام بھی نہ جانتی ہوگی الھڑ بھی ہے خوب نبھے گی یہ سوچکر بولا جانی ہمکو گلوری نہ دی اس ماہ وش نے گلی پان مین جواب دیا کہ جائی کسکا ناٹھر یہ خوب ہنسا اور کہا کہ قدر غضب معشوق بیرونی کی پچی زبان ہے سب کہتے ہین سحر اسکی زبان پر مجبور ہو کر پھر اس سے کہا ایک بیڑا ہمکو بھی دو اسنے انگوٹھا رکھ دیا اور اسکا منہ چڑھا کر مسکرا دیا یہ اس ادائے دلفریب پر بیچین ہو گیا اور لیکر لہرہ جبین کی پان یکبار رکھا گیا ادھر پیک حلق کے نیچے اتری ادھر بیہوشی اثر پذیر ہوئی بیہوش ہو کر گرا وہان تنہائی تو تھی ہی چالاک نے دم مین سر کاٹ ڈالا غل و شور ہوا اور دار و گیر کی صدا بلند ہوئی چالاک نکل کر بھاگا اور ہنگامہ سنکر بختیارک نے کہا اے سوفار وہ مارا العیاذ ممکن ہے کہ انکو گالی دے اور جیتا رہے سوفار بولا کہ چالاک تو قید ہے یہ کون آیا گویا ہوا کہ وہ سرہنگ قید ہے اسنے کہا تو افگر کے عوض اس کو اسیوقت قتل کر اسنے یہ سنکر پکارا کوئی ہے اتفاق سے عیاران اسلام تو اسی فکر مین رہتے ہین سمک ہر خدمتگار بنا کھڑا تھا بولا کہ حاضر اور جلدی سامنے آیا اسنے کہا ہم یہان سے سحر پڑھتے ہین کہ سرہنگ پر سے سحر کی قید دفع ہو جائیگی تم اسکو لاکر قتل کردو اور رقعہ داروغہ مجلس کے نام لکھدیا سمک لیکر گیا اور سرہنگ کو چھڑا کر لایا جب سامنے خیمہ کے پہونچا پکارکر کہا اے سوفار مین سمک لیے جاتا ہون سرہنگ کو یہ کہکر دونون بھاگے ساحر فوج کے تو عیارون سے خوفناک رہتے ہین کوئی نہ دوڑا یہ نکل گئے ادھر چالاک بھاگ کر چلا گیا مگر حال سنیے کہ ابوالفتح کو جو کوتوال لیکر قید کرنے چلا راہ مین اسنے کہا بیٹا مین بڑھیا قید کی تکلیف مین مرجاؤنگی میرے پاس بہت سا مال ہے لے لو اور مجھے چھوڑ دو یہ کہکر پوٹلی نکالکر جواہر کی دکھائی کوتوال کو لالچ آئی سمجھا کہ کون پوچھتا ہے چھوڑ بھی دے اگر کوئی

پوچھے کہ دیتا کہ بڑھیا تھی مر گئی پس یہ سمجھ کر اس نے وہ جواہر لے لیا اور بڑھیا کو چھوڑ دیا بڑھیا نے بلائین لین اور کہا واری الگ آؤ تو ایک چیز اور عمدہ دون وہ پیادہ دن کو چھوڑ کر تنہائی مین آیا اس نے وہان آکر پھر واری کہکر اسکی بلائین لیکر بات کرنا شروع کی مگر ہاتھ مین بیہوشی بھری تھی کوتوال صاحب بلائین لیتے ہی بیہوش ہوگئے اسنے الغرض سر اسکا کاٹ ڈالا اور پوٹلی جواہر کی لیکر بھاگا پیادے جب عرصہ ہوا تو آئے لاش اسکی پائی اٹھا کر کوتوالی مین لائے صبح ہو چکی تھی اور لقا وغیرہ لشکر مین جا چکے تھے لاش لے کر یہ بھی لشکر مین آئے اور فریاد کرنے لگے ادھر انگر کے مرنے سے شور وغل برپا تھا لقا رات بھر کا جاگا ہوا سوئے گیا تھا شور وغل سنکر جاگا اور حال دریافت کرکے پھر سونا چاہا فرط رنج سے نیند نہ آئی دربار مین آکر تخت پر بیٹھا سوفار وغیرہ سب سردار حاضر ہوئے عیارونکا ذکر ہونے لگا سوفار نے کہا طبل جنگ بجوائیے مین عوض انگر کا لون بختیارک نے کہا مقابلہ کرنے مین سامنا امیر کا ہوگا وہ مالک باطل السحر ہین سوائے بھاگنے کے نہ بن پڑیگا سوفار یہ سنکر چپ ہو رہا اور دلمین نیت کی کہ آج اسم اعظم لوح سینہ حمزہ پر سے محکوک کرنا چاہیے اسی فکر مین تھا کہ ناگاہ فلک کی طرف سے بجلی چمکی اور رعد گرجا بعد لمحے کے ایک ساحر بدسیر کریہ منظر کہ **بیت** دو چشم از پے سر دو چشمہ خون ۔ زدود دانش جہان تیرہ گون ۔ سامنے آیا لقا کو سجدہ کرکے مستفسر ہوا کہ بھائی میرا کہان ہے بختیارک یہ سنکر رونے لگا اور کہا وہ خداوند باختر کی بہشت مین سیر کرنے گئے ہین اسوقت وہ ساحر بھی رو دیا اور کہا تو سہی میرا نام مہنت جادو ہے کل ہی سب مسلمانونکو گرفتار نہ کرون بختیارک نے دل سے کہا آئی قضا اس حرامزادے کی مگر بظاہر نہایت اعزاز سے اسکو بٹھایا اور کچھ سمجھایا پھر لاشہ انگر کا اٹھایا اسی ہنگامہ مین وہ دن تمام ہوا یہانتک کہ گورستان فلک پر نبات النعش دکھائی دی اور شام سیاہ پوش ہوئی **نظم**

چو آمد شب و روز شد در نہان ۔ سیاہی گرفتہ سراسر جہان
یکی لشکر آراستہ چون عروس ۔ بہ شیران جنگی و آواے کوس

تیاری حرب لشکر ساحرانمین ہوئی صداے کوس و دہل نے فلک کا قلب ہول سے خالی کیا ہرکارے خدمت امیر مین حاضر ہوکر بعد دعا و ثنا کے عرض پیرا ہوئے کہ بقول **مؤلف ابیات**

شاہ گردون سریر ملک پناہ ۔ حکم تیرا ہو ماہی سے تا ماہ
ساحر آیا ہے ایک بدصورت ۔ خس دشت ضلال و بدخصلت
بھائی انگر کا ہے وہ مایۂ درد ۔ ہے برادر شغال کا سگ زرد
نام اس کا مہنت جادو ہے ۔ طالب حرب وہ سیہ رو ہے
جو سنا تھا وہ عرض کر دیا آج ۔ رہے قائم یہ تیرا تخت و تاج

شاہ لشکر اسلام نے یہ خبر سنکر نقارہ بجوایا پھر تو ادھر بھی یہ ہنگامہ برپا ہوا کہ بموجب ابیات

بدانگہ کہ دشمن جہان تیرہ گشت	طلایہ پراگند بر گرد دشت
خروشے برآمد ز پیش سپاہ	کہ اے نامداران گردون پناہ
میان بستہ دارید و بیدار بید	ہمہ در پناہ جہاندار بید
بہ بندید یکسر میان یلے	اباگرزہ و با خنجر کابلے

رات بھر اسی غلغلہ مین بسر ہوئی جسوقت کہ رایت نصرت آیت سحر نشان سحر نور افشان الٰہی وہر داور پنجہ خورشید امید تابندگی بر سر لواے فلک نظر پڑا کہ نظم

دگر روز چون بردمید آفتاب	بمردان کین اندر آمد شتاب
سپاہی نشستند بر پشت زین	سر پر ز کین ابروان پر ز چین
سپاہ اندر آمد بہ پیش سپاہ	شد از گرد ہامون چو کوہ سیاہ

امیر سے مسعود کے پاس مین جاناک سنے جاکر روانگی لشکر کا حال عرض کیا اسوقت آپ بھی مسلح ہوکر در دولت پر آئے تمام سرداریہان یکے بعد دیگرے آکر جمع ہوئے ناگاہ شاہ شاہان چراغ لشکر اسلامیان سر تاج خسروان جہان مصباح شبستان کیہان سعد بن قباد بن صاحبقران برآمد ہوئے ہر ایک نے مجرا کیا عبر حشمت کو گھیر کر سمت میدان چلے نقارہ ونکا بجنا روشنی کا جھلملانا نسیم سحر کا فرط خوف و رعب لشکر سے دبے پاؤن چلنا نقیبون کا منقبت پڑھنا لشکر کا ٹنگر چلنا جوانون کا اکڑنا عجب لطف دکھاتا تھا سپاہ ان تازی نژاد کا طرارے بھرنا غزال فلک کی چوکڑی بھلاتا تھا مختصر یہ کہ وارد دشت مصاف ہوکر میدان کو صاف کرایا لشکر دونو طرف پرا جمایا نقیب آگے آگے بڑھے لشکر مین کڑکا ہوا نشان کے پھریرے کھلے تہمتن اکفر اژدر کو اشارہ کر کے بیچ میدان مین آیا اور سحر کی نیرنگی دکھا کر اپنی زبردستی کا طالب ہمنبرد ہوا اسطرفسے مالاگرد فرنگی اپنے استرالاکیود کو اڑا کر روبرو گیا اس نے اُس کے مقابل ہوتے ہی کچھ ماش سحر پڑھ کر مارے کہ دست و پا اسکے کرخت ہوگئے اس نے کمر مین پنجہ دیکر زور کیا اور قاش زین سے اکھیڑ کر بروے زمین ٹپکا عیاران نقاب آئے اور باندھ کے لیگئے پھر اُس نے للکارا ادھر سے آلا گرد فرنگی بھائی مالا گرد کا مقابل ہوا اسنے بھی وہی رنگ دیکھا پھر اس نے نسیب دی کپی ارزال فرنگی نے گھوڑے کی باگ لی جب سامنا کیا وہی سانحہ اس پر بھی گذرا پھر اُس نے ڈانٹا نہنگ بچہ دریائی فرنگی اسکا ہمت دہ و مددگار ہوا مگر اُس کا نصیب بھی نہ یاور ہوا اسی طرح جو سردار رنگ فرنگ سامنے گیا اس نے ماش پڑھ کر مارے کہ ہاتھ پاؤن بے طاقت ہوئے باندھ لیگئے کہانتک بیان کرون تا شام یہی ہنگامہ گرم رہا نہ ادھر سے صلح کا پیام نہ ادھر سے کوئی مائل رزم ہوا جب پردہ شب تیرہ فام میدان آفاق مین برپا ہوا اور شہنشاہ گردون سریر بارگاہ مغرب مین گیا نظم

چو خورشید شد از جہان ناپدید — شب تیرہ پر دہ ز دامن کشید
ہوا نیلگون شد زمین آبنوس — بجنبید ہامون ز آواے کوس

طبل آسایش لشکروں میں بجا سب پھر کر خیمہ گاہ میں آئے اور آسودہ ہوئے لقا نے حکم دیا کہ ہمارے بندۂ قدرت یعنی حشمت کی دعوت کا سامان کیا جاوے اُسنے عرض کیا کہ خداوند میں محفل عشرت میں جب منجھوں گا اور دعوت آپ کی کھاؤں گا کہ جب کل مسلمانوں کو مار لوں گا یہ کہکر اپنی بارگاہ میں آیا سوفار کو بھی بلا یا دونوں اسم اعظم مجھکر بند کرنے کی صلاح کرنے لگے شراب و کباب سب پاس رکھ لیا عیاروں کے خوف سے خدمتگاروں کو بھی باہر نکال دیا تھا اپنے ہاتھ سے سارا کام انجام کرتے تھے اور سحر پڑھتے تھے لشکر میں گھا گھم ہو رہی تھی لقا اپنی بارگاہ میں ناچ دیکھتا تھا یہاں تو سب مصروف عشرت ہیں لیکن امیر کے یہاں چند سیدانداری میں بہت سردار قید ہیں اس وجہ سے سناٹا ہی غضنفر عیار آج پھر فکر میں ساحر دیکھی چلے ان میں سے چالاک بشکل ساحر پھرتا ہوا آیا دیکھا ایک خیمہ کے قریب پہرا چوکی اور کمال ہوشیاری ہی اسنے اسی طرف جانے کا قصد کیا جب اندر جانے لگا ساحروں نے روکا کہ تم کون ہو اور کہاں جاتے ہو اسنے کہا ہم ملازم سوفار ہیں انھوں نے کہا اندر جانے کی ممانعت ہی کچھ مشورہ ہو رہا ہی چالاک یہ سنکر چلا گیا اور تنہائی میں جاکر پریزاد کی طرح اپنی صورت بنائی یعنی چہرہ ایسا تابناک بنایا کہ ماہ دو ہفتہ کو بھی اس کے فروغ سے ہنگام دید خیرگی ہو زلف مشک فام کے روبرو شب دیجور کو تیرگی ہو دہن تنگ کے مقابل غنچۂ گلستان ارم کھسیانہ ہو کر ہنسے اور ریسور کرہ جائے زبان سوسن دہ زبان لال ہو کچھ بات نہ بن آئے چشم فتان کے سامنے نرگس شہلا شرمندہ ہو کر آنکھ چرائے **نظم**

دو برگ گلشن سوسن می سرشت — دو شمشاد عنبر فروش بہشت
بناگوش تابندہ خورشید وار — فرو ہشتہ شد حلقۂ گوشوار
لبانی ازطبر زد زبان از شکر — دہانش مکلل بہ در و گہر
زدانش خرد بود و تن جان پاک — تو گفتی کہ بہرہ ندارد ز خاک

شانوں پر جواہر کے پر لگائے زیور مرصع کار سے قامت قیامت زا کو مزین فرمایا تھال سونے کا میوے اور مٹھائی سے بھرا ہاتھ میں لے کر پشت خیمہ پر آیا اور جب خیمہ چالیس قدم باقی رہا اس طرح سبک ہو کر جست کی کہ خیمہ کو فترا کر بیچ میں اترا خیمے کے سوفار و حشمت نے آواز چھماکے کو سنکر جو دیکھا تو ایک پریزاد حور نژاد کو آسمان سے اتر کر زمین پر استادہ پایا محو جمال ہو کر کھڑے ہو گئے پری ایک خط ہاتھ پر رکھکر آگے آئی انھوں نے اسیر مہر شاہ جادوان کی بابت نامہ ہاتھ سے اُٹھا لیا اور لفافہ چاک کرکے پڑھنے لگے پری انکی نگاہ خط کی طرف دیکھکر جلو خانے خیمے میں چلی گئی انھوں نے نامہ میں یہ

معشوق دیکھا کہ ہم نے اس پری کے ہاتھ مٹھائی نذر سامری کی اور میوہ کہ خاص مسند پر سامری کے چڑھایا گیا تھا بھیجا ہے تاثیر اسکی یہ ہے کہ جو کوئی کھائیگا کوئی حربہ اور جادو سحر اسپر کسی کا تاثیر نہ کریگا اور حمزہ کا اسم اعظم بھی اثر پذیر نہ ہوگا یہ حال تارے سے دریافت کرکے جو سر اٹھایا اس پری کو نہ پایا سمجھے کہ وہ پری تھی ہی اب غائب ہوگئی ہے اگر پکارینگے تو آئیگی یہ سوچکر گویا ہوئے کہ اے پریزاد طلسم نسا سامنے آؤ عطیہ شاہ جادوان عنایت کرو چالاک یہ صدا سنکر حاضر خانے سے اس سبکی کے ساتھ اترا کہ کوئی دس گز زمین سے اونچی ہوکر پیٹے کی قنات سے کچھ فاصلے پر آکر اترا اور تھال لاکر سامنے انکے رکھدیا وہ بہت خوش ہوئے اور ڈنڈوت کرکے مٹھائی کھائی لمحہ بھر میں بیہوشی چھائی چالاک نے خنجر سے ہنست کا سر کاٹ ڈالا العیاذ باللہ شور محشر برپا ہوا صدا ملس مہیب آنے لگیں باہر جو لوگ پہرے پر تھے وہ فرط خوف سے بارگاہ خداوندی کی طرف بھاگے اور بختیارک نے لقا سے پہلے پوچھا تھا کہ سوفار کہاں ہیں اس نے کہا تھا کہ ہنست کے پاس ہیں اسوقت غل سنکر اسنے کہا ہاے دونوں مارے گئے اور اٹھکر بارگاہ ہنست کیطرف دوڑا یہاں سوفار پر چالاک نے خنجر مارا خنجر چار انگل اونچا ہوگیا پھر اسنے حملہ کیا ایک بالشت بھر خنجر اونچا ہوا اسنے پتھر مارا پتھر الگ گرا پھر اسنے اور تدبیر قتل کی چاہی تھی کہ بختیارک آپہنچا چالاک بمجبوری ہیبت کے بھاگا سامری بسبب خوف کے اسکے پیچھے نہ دوڑے یہ صحیح سلامت نکل گیا اور بختیارک نے سوفار کو ہوشیار کیا اور سب حال کہا اسنے ہوشیار ہوتے ہی سحر پڑھا کہ جو سردار ہنست نے قید کیے تھے وہ چھوٹ گئے تھے وہ مسحور پھر ہوگئے اور اسی طرح پیکان نے جو سردار قید کیے تھے وہ بھی سوفار کی قید میں لائے ہیں جب یہ لیجائے تو رہا ہوں غرضکہ بعد مسحور کرنے سرداروں کے اسنے بہت کچھ لاف و گزاف کیا کہ ملک جی دیکھو تو میں کیا کرتا ہوں یہ کہکر لاش ہنست کی اسکی فوج کے سپرد کرکے حکم دیا کہ اسکو پاس ملکہ نازک چشم جادو کے لے جاؤ پھر ایک تعزیت نامہ بھی اپنی طرف سے لکھ کر حوالے کیا فوج اسکی لاش اٹھا کر نالاں و گریاں روانہ ہوئی اور یہ فکر اسم اعظم کے بند کرنے کی کریگا ادھر چالاک نے جاکر امیر سے سارا ماجرا بیان کیا امیر نے اسکو خلعت دیا پھر مصروف عیش و عشرت ہوئے اب دونوں لشکروں کو اس حال میں چھوڑ کر کرتے ہیں شمہ حال شہریار کشور عیاری و تاجدار اقلیم مکاری یعنی عمرو بن امیہ ضمری بیان کرتا ہے

نظم

ساقی جو ترا اشارا پاؤں — سر آنکھوں سے میکدے میں آؤں
پھر شیش محل کی سمت جاؤں — پھر لال پری کو آکے تاکوں
غافل جو ذرا بھی تجھکو پاؤں — لے دختر رز کو بھاگ جاؤں
ساقی یہ سب تو دل لگی ہے — سن لے وہ جو تجکو دھن لگی ہے

پینے جام جہان نما دے
ہے ساغر مے بصورتِ ماہ
یہ ہوے قران مہر و مہ جب
ساقی مے آفتابی لا کے
پاؤن جو شراب آفتابی
بس جا کے یہ بادہ خواری تا کے

نیرنگ طلسم پھر دکھا دے
اور رات مین ہو آفتاب کو راہ
کوکب ہے یون بشکل کوکب
پہونچون کوہ اسد پہ جا کے
یون شیر طلسم پہ سواری
افسانہ سمجھ کہ دیر ہوئی ہے

سیاحان دشت سخن درہ نوردان جادۂ بیان لعل پارے کمیت قلم سے راہ طلسم یون طے فرماتے ہین اور منزل در منزل اس طرح جاتے ہین کہ جب اختر برج وفا ماہ آسمان شرم وحیا حسن گنجور یعنی ملکہ مخمور ہمراہ گوہر شاہوار بحر فطرت عمرو بامروت دریاے مروارید کو طے کرکے روانہ ہوئی تو بعد چند روز قریب ایک پہاڑ کے پہونچی اس کوہ کی صورت ہمہ تن از پنجہ و دہن شیر کی ایسی تھی چہار طرف شیر ہی کی شکل نظر آتی تھی گویا فرہاد روزگار نے ہر پتھر کو بصورت شیر تراشا تھا اسد چرخ بھی اسکو دیکھکر خوف کھاتا تھا جنگلی شیر دم دبا کر بھاگ جاتا تھا کلب کیبان کی مجال نہین جو اس جگہ آسکے اس فلک پیر کی طاقت نہین جو روباہ بازی دکھا سکے ثور فلک ہمیشہ اسکے خوف سے لرزان رہا ہے اسکی فوج گردون ترسان و ہراسان تجانہ روزگار مین چرخ نے سنگدلی دکھائی تھی کہ ہر پتھر کی صورت عراقی اور ڈراونی بنائی تھی ساکنان دنیا کو ایک لقمہ ہی کرنے کی تدبیر ہویدا کی تھی اسی لیے پتھر کی صورت شیر کی پیدا کی تھی خورشید اس کوہ سے سو بچا کر نکلتا تھا ڈرتا ہوا چلتا تھا

نظم

سر اندر ثریا کشیدہ کوہ دید
ہمین تا آسمان کرگس اندر گشد
کہ گفتی ستارہ بخواہد رسید
ز دریا نہنگ دم بر کشد

عمرو نے مخمور سے پوچھا کہ یہ کون مقام ہول خیز ہے کہ کوہ سیاہ سے بھی زیادہ وحشت انگیز ہے تو مخمور نے کہا اس کوہ کو کوہ اسد کہتے ہین شیران ثریا اسیر رہتے ہین یہ کہکر ایسا سحر پڑھ کر دانہ آتش کا عمرو پہ مارا کہ یہ بیہوش ہوگیا مخمور نے اٹھا کر ایک غار مین ڈال دیا اور دہن غار پوشیدہ کردیا اور دو ببر گنجور کے غار پہ بٹھا دیے اور ان سے بتاکید تاکید کہدیا کہ خبردار حفاظت کرنا کوئی خواجہ کو نہ بچانے پائے یہ کہکر آپ بے خوف و خطر پہاڑ کی گھاٹیان طے کرگئی وہ قلعہ کوہ پہ پہونچی اسکے پہونچتے ہی ایک ببر غران زمین سے نکلا اور گویا ہوا کہ آپ کون ہین جو یہان آئین اور دلمین کچھ خوف نہ لائین اس نے جواب دیا کہ ہماری خبر جاکر اپنے مالک سے کرو اور کہین انکے پاس سے جلد کہنا ملکہ مخمور ناظمہ طلسم آئی ہین آپ کی ملاقات چاہتی ہین وہ شیر یہ سنکر روانہ ہوا اور اسی کوہ پہ ایک مکان بنا ہے ببر جادو اسمین رہتا ہے وہ شیر وہان آیا اور پیام گذار ہوا ببر نے کہا ارے کیسے اس ملکہ کو وہ کا کیون حوصلہ

بتعظیم تمام بلا ارادہ بخدمت مخمور مین آیا پنجے جوڑ کر باادب تمام گویا ہوا کہ چلیے آپکو بلایا ہے مخمور اسکے ہمراہ
چلی اور اندر ایک مکان کے گئی سقف و مکان اسکے مطلا تھے مسقف اسکا چوب زمرد کا تھا دیوار و در جگمگاتے
تھے لیکن ہر جگہ پر تصویرین شیر کی بنی تھین اور پتھر کی چوکیان شیر دہان صحن مین بھی تھین شیر کی کھال کا
فرش سب مکان مین کیا تھا ایک چوکی پر ساحر شیر صورت بیٹھا تھا اور ایک شیر پاس اُس کے
کھڑا تھا یہ جو کھڑا تھا یہ بیابان آتش فشان جو کوہ اسد کے قریب ہے اُسکا مالک ہے اور یہ جو بیٹھا ہے
یہ اس پہاڑ کی حفاظت کرتا ہے مخمور نے وہان پہونچکر ہاتھ اُٹھایا دونون شیر پیکر بھی اپنی جگہ سے
اُٹھے اور اس سے ہاتھ ملایا اور کہا آپ نے کرم فرمایا تشریف رکھیے اور ہمین سرفراز کیجیے اور
مخمور نے کہا بیٹھنے کی فرصت کہان اس طرف عمرو تو نہین آیا مین کمبخت اُسکے تعاقب مین روان ہون اور وہ
گریزان ہے اس ساحر نے کہا اس طرف کوئی نہین آیا اگر آتا فی الفور قید ہوجاتا مخمور نے جواب دیا کہ میرے
سامنے وہ اس پہاڑ تک قریب آکر غائب ہوا ہے از بسکہ یہ جگہ تمھاری ہے مین اسکو تنہا ڈھونڈھ نہین سکتی
شاید مجھکو کوئی شیر نہ پہچانے اور در پے آزار ہو اس سے آپ کا میرے ساتھ چلنا اچھا ہے ببر جادو نے
کہا مین حاضر ہون جہان لیجیے مین سر آنکھون سے چلون یہ کہکر اُٹھا اور ہاتھ پکڑ کر چلا اس طرف سے تو
یہ روانہ ہوا ادھر بلاے جادو جسکو بادشاہ طلسم نے منع کیا تھا کہ اب نجاؤ اور اس نے نہ مانا
تھا دوبارہ بہر گرفتاری عمرو چلا تھا ڈھونڈھتا ہوا اسی جگہ پہونچی جہان غار مین عمرو کو مخمور نے ڈال دیا
ہے الغرض اس نے دیکھا کہ ایک غار پر دو پتلے بیٹھے ہین سمجھی کہ یہان کچھ بھید ہے جب تو یہ حفاظت
کرتے مین یہ سمجھکر اسنے سحر پڑھکر ان پتلون پر پھونکا کہ وہ جل گئے یہ غار مین اُتری عمرو کو بیہوش پڑے دیکھا
شکر سامری بجالایا اور کمر مین بنجہ دیکر غار کے باہر آیا چاہا کہ سر کاٹ کرکے جائے پھر سوچا کہ ایسا نہ ہو کہ
افراسیاب اس حرکت پر ناراض ہو جائے بس یہ نہین چاہتی تھا کہ لے جائے اسوقت مخمور و ببر وہان
پہونچے اور مخمور نے یہ ماجرا دیکھکر کہا اے ببر دیکھو وہ عمرو کو ایک ساحر پکڑے لیے جاتا ہے افسوس کہ تمھاری
عملداری سے غیر شخص پکڑے جائے اور تم سے کچھ نہ ہوسکے اب یہ شاہ جادوان کے پاس جاکر کیسی تعلی
کریگا اور شیخی ماریگا جسکی حد نہین اور ہم کو ذرا اس امر مین کد نہین مین کمبخت ناحق تمھارے پاس
گئی تھی اگر ہمین ڈھونڈھتی تو اچھی رہتی اب مجھکو بھی ذلت ہوگی شاہ کے روبرو ہمچشمون مین ندامت ہوگی
اس نے ببر کو ایسا گرمایا کہ اسکو غصہ آیا اور للکارا کہ باش او خیرہ سر تو کہان اسکو لیے چلا اور میری جگہ
مین کسلیے قدم تونے دھرا بلاے جادو نے اُسکے ڈانٹنے سے رک کر جو دیکھا تو مخمور کو ببر کے ساتھ
پایا پکار کر اے ببر جادو اس کے فقرے مین نہ آنا عمرو کی دوستی اور شہنشاہ سے اس نے بغاوت
کی ہے مخمور نے کہا اے ببر یہ اسکی جعلسازی ہے چاہتی ہے کہ مجھکو متہم کرکے تم سے لڑوادے اور آپ نکلجائے
اچھا تم اس سے کہو کہ عمرو کو مجھکو دے مین عمرو و مخمور دونون کو پاس شہنشاہ کے لیجاؤنگا بس اگر یہ دیدے

تو تم جاننا کہ یہ سچ ہی مجکو بھی پکڑ لیتا اور اگر نہ دے تو میرے قول کو صحیح جانکر اسکو جانے نہ دینا بر کو اسکا کہنا پسند آیا پکارا کہ اچھا تو عمرو کو میرے حوالے کر اور اپنی راہ لے میں ان دونوں کو شہنشاہ کے پاس لے جاؤنگا بلاے جادو نے جواب دیا کہ تجکو خبط ہو گیا ہے میں نے اسکے لیے خاک چھانی تجکو کیوں دوں میں کیا کمزور ہوں بر کو اس کلمہ پر غصہ آیا اور مخمور نے پھر تہیا دلایا کہ دیکھو میں نہ کہتی تھی کہ یہ کبھی نہ دے گا فقرہ کرتا ہے بر نے کہا تم دیکھو میں ابھی چھینے لیتا ہوں یہ کہکر ایک نارنج سحر پڑھکر مارا کہ وہ شق ہو گیا اور زمین سے وہی بر جو جبکی پاس پہاڑ کے اوپر کھڑا تھا نکلا اور غرا کر بلاے جادو نے اسکو آتے دیکھکر ایک بیضہ بیہوشی کا مارا چنانچہ وہ بیضہ آکر گرا اسی جگہ وہ شیر رک رہا پھر آگے نہ بڑھا بر جادو نے جب یہ ماجرا دیکھا فوراً زمین میں سما گیا اور بعد لمحہ بھر کے ایک ڈبیہ لیے ہوئے نکلا اور اپنی زبردستی جتانے کو وہ ڈبیا مخمور کے حوالے کی یہ اسلیے کہ میں ایسا ہوں کہ الگ کھڑا رہا اور غیر کے ہاتھ سے حریف کو قتل کر ڈالا غرض اس ڈبیہ کو دے کر کہا کہ اے مخمور اسمیں سیندور ہے طلسم کا اس سیندور کا ٹیکا اس شیر کے ماتھے پر دیدو اور حکم دو کہ بلاے جادو کو مار ڈال مخمور نے ڈبیہ کھولکر ٹیکا بر کی پیشانی پر دیا اور کہا کیا کھڑا دیکھتا ہے مار اسکو بر نے جاکر طمانچہ مارا کہ بلاے جادو گرا ہر چند اس نے جادو کیا کچھ نہ ہوا بر نے پیٹ پھاڑ ڈالا غل و شور اسکے مرنیکا برپا ہوا بر لاش اسکی اٹھا کر سمت شاہ طلسم نے چلے یعنی بگولے لاش کو اڑاتے ہوے لیے جاتے تھے جب لاش جا چکی مخمور نے سحر پڑھکر عمرو کو ہوشیار کیا عمرو ہوشیار ہوا اور اٹھکر چاہتا تھا کہ مخمور سے حال پوچھے مگر بر نے ایک دانہ مائی کا سحر پڑھکر مارا کہ زمین پر گر کر پھر لوٹنے لگا مخمور نے کہا اے بر تم نے اسیر سحر کیوں کیا میں اتنی دور سے مشتاق اسکی آئی ہوں اسکو میں لے جاؤں گی اس نے جواب دیا کہ اوسکارہ میں تیرا فریب سمجھا بلاے جادو سچ کہتا تھا کہ تو شہنشاہ سے پھری ہے خیر میرے ہاتھ سے کہاں جائیگی تجکو بھی مارے لیتا ہوں ورنہ اس دزد مفتری کا بھی سر کاٹونگا مخمور نے سارا جھگڑا اس لیے کیا تھا کہ کسی طرح ڈبیہ سیندور کی ملے جسکی وجہ سے بیابان آتشین میں راستہ پاے پس وہ ڈبیہ اسکو مل چکی تھی اب بر کب دبتی تھی پکاری کہ او ہرزہ گو کیوں تیری قضا آئی ہے سنبھل بر جادو نے بھی جھوٹے پر ہاتھ ڈالا مخمور نے ڈبیہ سے سیندور لیکر دوسرا ٹیکا ماتھے پر اسی شیر کے دیکر حکم کیا کہ لے اسکو پھر تو بموجب شکل کردگار تیار ہو آتش ور کا سہ اس شیر نے انگڑائی لی اور غرا کر چلا بر جادو نے ہر چند روکا صد ہا طور کا سحر پڑھا مگر اسکے ماتھے پر سیندور طلسم کا لگا تھا تاثیر اس کی یہ ہے کہ جسکے ماتھے پر دے مالک بیابان اسی کا کہنا کرے بس جاتے ہی ایسا طمانچہ بر جادو کے شیر نے دیا کہ وہ گر کر سرد ہوا العیاذ باللہ شور اسکے مرنیکا ایسا بلند ہوا کہ کوہ و دشت میں زلزلہ پڑ گیا جو جو اسکی سحر کی بنائی ہوئی علامت اس پہاڑ پر تھی سب غائب ہو گئی اور پہاڑ پر آگ لگی وہ مکان جل گیا مگر بر کوہ کہ بانیان طلسم نے بنایا ہے باقی رہا غرض لنگو سے اڑکر سمت شاہ طلسم لے چلے اب حال سنیے کہ اس

بسہ کوہ کے آگے ایک بیابان ہی کہ نام اسکا بیابان آتش فشان ہی یہ شیر اسکا نگہبان ہی جسکے پاس سپند دو ہو اسکا بانیان طلسم نے اسکو مطیع کردیا ہی یہ مالک سپند دو کو بیابان مین لے جاتا ہی جب سرحد بیابان پر پہونچتا ہی اُسکے آگے عملداری گیسوی کاکل کشا نام ایک ساحرہ کی ہی تم شیر کے سرحد پر آنے کی خبر رکھتی ہی جب یہ وہان پہونچتا ہی وہ کنیز کو بھیجکر پھیری کراتی ہی ذکر اسکا آگے بیان ہوگا اسوقت مخمور نے کہ رازسے اسکے متوقف تھی تیسرا ٹیکا ماتھے پر اس شیر کے دیا اور حکم کیا کہ ہم کو بیابان آتش سے نکال لے چل شیر فوراً سامنے آیا اور گویا ہوا کہ میری پیٹھ پر سوار ہو جیسے نہ ہو ہی چپ چپٹے چلیے مخمور معہ عمر کے سوار ہوئی اور شیر سب آگے کی راہ لی اسد کوہ کے درہ مین داخل ہوا اور دو روز تک برابر رات دن چلا گیا درہ مین بڑے بڑے غار تھے اژدر منہ کھولے ہر جگہ بیٹھے تھے عجب تنگ تاریک مقام تھا ہول خیز و وحشت انگیز تمام تھا خدا خدا کرکے وہ درہ تمام ہوا میسر سے وہ جب درہ فاد سے خورشید انور نے سر باہر کیا یہ سیاران منازل پیچ دشت طلسم بھی درے سے باہر ہوئے لیکن اس سے بدتر آفت مین پھنسکر دوسری مصیبت مین پھنسے یعنی بیابان آتش فشان مین پہونچے از زمین تا چرخ بریں سوائے آگ کے اور کچھ نظر نہ آیا صحرا کو کرہ نار پایا جو غار تھا وہ کرۂ آہنگر تھا ہر جگہ انبار اخگر تھا شرارے بلند تھے گویا آگ کے درخت آگے تھے زمین سے فلک تک آگ بھری تھی آتشکدۂ نمرود و زرد دشت کی کیا حقیقت تھی جو یہان گرمی تھی چنگاریان ازکر ہوا سے آگ گرتی تھی یا تارے ٹوٹتے تھے شیاطین کے بیان آتے جی چھوڑتے تھے سراسر جہنم وہ زمین تھی دوزخ ہاویہ سے بڑھکر کہین تھی لپٹ اس آتش کی شعلۂ عقل دانا جلاتی تھی ہوائے گرم یار و مزاجون کا صفرا بڑھاتی تھی جسم مین خون کھولاتی تھی بھبکا آگ کا بگولے کی طرح اٹھتا ایک ایک انگارا نعرہ انا سقر الساقلین کا بھرتا تھا

نظم

دست مژگان سے دیدۂ تر　　پنکھے جھلتے تھے مردمک پر
مچھلی تھی چھپی کف تمان مین　　بازو مین زمین مین آسمان مین
کوئی نہ علاج تشنگی تھا　　آب بحر آتشی تھا
خاکی سوئے مردمان آبی　　سورج کی تھی سر پہ آفتابی
ڈنتے سورج کی آنچ پاکے　　تل بن گئے چشم نقش پا کے

کنارے پر اس بیابان شرر ریز اور وادی آتش خیز کے ایک تالاب آگ سے بھرا نظر پڑا اور کنارے پر اس کے ایک زن حسینہ و جمیلہ شعلہ رخسار شمع عذار کہ بیت تھی سر بسر ایسی پیکر نور یہ جسکا کف پا تھا عارض حور یہ استادہ تھی جب وہ شیر کنارے تالاب کے آیا اس نازنین نے ایک کاغذ نکالکر مخمور کو دیا اسمین لکھا تھا کہ شیر کو اندر تالاب کے ڈالدے کچھ خوف و بیم نہ کر اس نے شیر کو تالاب کی طرف ہانکا وہ تو مطیع حکم تھا فوراً تالاب مین کود کر غوطہ مار گیا عمر نے دل مین کہا اب

بیشک خلعت ہستی جلا و تیار ربنا عذاب النار پڑھنے لگا نظر بد دفع بندہ نار و خاک تھی کشتی جان تہ گرداب ہلاک تھی ہیجان و غلطان غلطان و پیچان بڑی دور تک چلے گئے وہ تالاب آتشین اُنکے لیے گلزار خلیل بن گیا کہ جلنے سے محفوظ رہ گئے بعد کچھ دیر کے جب آنکھ کھلی اپنے تئین ایک میدان وسیع مین پایا اور سامنے ایک دیوار سر بفلک کشیدہ کو منزل لوح تک کھنچی دیکھا سد سکندر اس کے روبرو دکھیا یہ زبان فطرت سامنے اسکے فرد یا یہ اس شیر عجیب کراش دیوار مین ٹکر ماری کر سر ٹیکیا اور ہائے ہائے کہکر گویا ہوا کہ افسوس مجھ کمبخت نے یہ کیا کیا کہ دشمنون کو یہانتک پہونچایا یہ کہا اور تڑپ کر ہلاک ہوا اسکے مرنے سے وہ بیابان و تالاب سب برباد ہو گیا ایک جنگل ویران سا نظر آنے لگا اور سبزہ کوہ بھی دکھائی دیا اور شیر کے ٹکر مارنے سے اس دیوار مین ایک دروازہ پیدا ہوا اور نازنین نازک بدن دوسری اس جگہ پیدا ہوئی کہ یہ بھی ناز و انداز مین بلائے بے درمان تھی شکل حسینان جہان تھی یہ بھی کنیز ملکہ گیسوے کاکل کشا کی تھی اور وہ جو تالاب پر تعینات کر گئی تھی وہ بھی پرستار اسی کی تھی پس جیسا اوپر ذکر ہوا کہ جو شیر سرحد بیابان پر پہونچتا ہی تو یہ کنیز کو برائے رہبری بھیجتی ہی پس اول ایک کنیز بھیجکر یہان بلوایا لیکن بعد لمحہ کے اسکو خیال آیا کہ دیکھون کون اس طرف آتا ہی اور شیر طلسم کسکو لاتا ہی اگر شاہ طلسم کا کوئی عزیز ہو تو مین بہر استقبال جاؤن اور بنہایت تعظیم سے لاؤن یہ خیال کرکے ورق سامری نسخے کے نکالے اور غور سے دیکھے معلوم ہوا کہ مخمور نے سیند در طلسم پایا ہی اور ایسا کچھ ہنگامہ مچایا ہی سب حال جو کچھ مذکور ہو چکا ہی دریافت کرکے اسکو غصہ آیا اور ایک کنیز قاش جادو نام کو اس نے حکم دیا کہ جا عمرو اور مخمور کو پکڑ لا یہ وہی کنیز ہی جو دیوار سے نکلی ہی پس نکلتے ہی اُسنے للکارا کہ اے نکوکاران تم نے یہ دل پیدا کیا کہ یہانتک قدم رکھا مخمور و عمرو شیر نے جب ٹکر ماری تھی تو الگ کود کر کھڑے تھے اس کے نعرہ کرنے سے اور تو کچھ نہ بن پڑا عمرو نے جھپٹ کر جال الیاسی مارا اور اُسکو کھینچکر زنبیل مین ڈال لیا پھر ایک گوشہ مین جاکر اسکا چہرہ زنبیل سے نکالکر بیہوشی کو پلایا اور اسکو باہر نکالکر روبرو بٹھا کر رنگ و روغن عیاری سے اپنی صورت مثل اسکی صورت کے بنائی اور مخمور سے کہا تم میری صورت بزور سحر اور یہان سے چلو اس نے عمرو کی ایسی سحر سے اپنی صورت بنائی اور کپڑے اسی کے پہنے عمرو نے پیرہن اس کنیز کا پہنا اور اسکو پھر زنبیل مین رکھکر اس دیوار مین جو دروازہ پیدا ہوا تھا اس مین قدم رکھا اور آگے بڑھے کچھ دور چلے تھے کہ سامنے ایک قلعہ بلند نظر پڑا خندق گرد پانی سے لبریز تھی پل پر تختہ پڑا تھا قفلبند دروازہ کھلا تھا فصیلہائے قلعہ پر ساحر بیٹھے تھے کوئی شیر صورت کوئی اژدر چہرہ تھے ہیچ بار سے کنگرے فلک تلین ہر ایک عمدہ جادہ نوادری سنگ موسی کی سیاہ تھی اسپر جواہر کی پچی کاری لائق واہ واہ تھی نظم

تھا بلندی مین اسکا ہر پایہ		پایۂ آسمان کا ہمپایہ	

وہ طلائی برج جلوہ نما — ماہ کرتا تھا جس سے کسب ضیا
نور آگین تھی جو عمارت تھی — سرمۂ قوت بصارت تھی

یہ دونوں در قلعہ پر آئے وہاں چالیس ساحر بیٹھے تھے انھیں دیکھکر مستفسر ہوے کہ اے قاش جادو کہو کس کو لائیں عمرو نے جواب دیا کہ کور و کیا اندھے ہو دیکھتے نہیں کہ میرے سحر سے خود بخود ساتھ ساتھ عمرو چلا آتا ہے وہ ساحر ہنسکر چپ ہوے اور یہ دونوں اندر قلعہ کے چلے یہ قلعہ جادوگر اور جادوگرنیوں سے آباد تھا جابجا مسند بنے تھے تصاویر سامری و جمشید اسمیں دھری تھیں ترشی ہوئی بلور کی تھیں گلی کوچہ پختہ پتھر کے صاف بنے تھے چلنے والے بھی حسین و خوش پوشاک تھے دکانیں سجی سجائی تھیں محرابیں غیرت ابروان شاہدان بنائی تھیں جنس ہر طرح کی ان میں بھری جو چیز چاہیے ہوا فراط سے دھری سچ اگر وہاں جائے تو راہ بھولکر بہکتا پھرے غم در بدر بھٹکتا پھرے امن و امان کا جھنڈا گڑا تھا فتنہ و فساد کو دیس نکالا ملا تھا نظم

شاد آباد سب رعایا تھی — کو عشرت تمام دنیا تھی
شہر دیکھا کہ آدمی تو کیا — گر پری دیکھ لے تو ہو سکتا
واقعی تھا طلسم کا وہ دیار — سحر آگین تھے کوچہ و بازار

عمرو و مخمور سیر کرتے ہوے جاتے تھے کہ ایک جانب سے دو ساحر پیدا ہوے اور قریب آکر کہا کہ اے قاش چلو ملکہ بلاتی ہیں اس نے کہا چلی تو آتی ہوں کیا سر پر پاؤں رکھلوں یہ کہکر انکے ساتھ جلد تر روانہ ہوا اور دار الامارۃ شاہی میں آیا اس مکان کو زا الطلسم پایا لیکن ملکہ اسوقت دربار میں نہ تھی الگ ایک مکان میں شیر طلسم کے بلانے کو گئی تھی وہ ساحران دونوں کو وہاں لائے آپ دروازے پر ٹھہرے یہ دونوں اندر گئے دیکھا کہ تمام مکان پتھر کا بنا ہے ایک ایک سنگ ہمرنگ لعل و الماس لگا ہے درجے اس کے غیرت دہ درجہاے منازل فلک ہیں صفائی میں پرواز چمک دمک میں صحن خانہ صحن فلک کا جواب خلاصہ یہ کہ ہر کمرہ اسکا لاجواب و انتخاب کہ بقول شاعر

وہ سجا تھا بہ رنگ خلد بریں — صدقے کیجیے نگار خانہ چین
ہانڈیاں تھیں حباب نہر چمن — کنول انجم کی طرح تھے روشن
کہتے ہیں چلمنوں کو ذی ادراک — ہیں یہ عشاق کے دل صد چاک
تار ہاے شعاع خور ہیں یہ — عکس مژگان چشم حور ہیں یہ
شاخ گل سے تھے نازک اسکے ستون — صورت سرو باغ ہیں موزون
کھڑکیاں تھیں دریچۂ جنت — درجہ درجہ حدیقۂ جنت

سامنے کے ایوان میں مسند ناز پر بصد انداز ایک مہ پارہ حور لقا بدر سیما یعنی ملکہ کیسو کاکل کشا

بیٹھی تھی از سر تا پا جواہر کا زیور پہنے تھی لطافت اسکے عارض صبیح سے رونق و صفا سیکھتی تھی غازۂ رخسار سیم تنان کو گوری رنگت تو اسکی تازگی دیتی تھی کہ بموجب ابیات

نخواہم بست موے عنبرین را	گرہ در یک دگر زد مشک چین را
ز پشت آویخت مشکین گیسوان را	ز عنبر داد پشتی ارغوان را
کحل ساخت چشم از سرمۂ ناز	سیہ کاری بمردم کرد آغاز

عمرو نے سامنے جا کر سلام کیا اس نے کہا کیوں قاش کیا ہوا اسنے کہا حضور کے اقبال سے لائی ملکہ نے کہا وہ نمک حرام محمور کہاں ہے اس نے جواب دیا کہ وہ نہیں ملی ملکہ کو کچھ شبہ گذرا اور اس کے سامنے ایک آئینہ سحر کا رکھا تھا اسکو اٹھا کر دیکھا حال معائنہ ہوگیا کہ عمرو تیری کنیز قاش کی شکل ہے اور محمور بصورت عمرو ہے بس یہ معلوم کرتے ہی اسنے ڈانٹا کہ باش او دزد مکار میں نے تجکو جانا یہ کہکر ایک نارنج سحر پڑھکر مارا محمور نے دیکھا کہ بڑا غضب ہوا عمرو مارا جائیگا بس بہت جلد سحر پڑھکر نارنج کو ایک تھپکی دی کہ وہ الٹا پلٹ گیا لیکن ہاتھ محمور کا بھی مل گیا تھا محمور نے عمرو کے گلے میں ایک دوال ڈالدیا تھا کہ گیسوی کاکل کشا کا سحر تاثیر نہ کرے اور واقعی جب اس نے گولا سحر کا مارا عمرو کے پاس آکر گر پڑا اور تیر سحر کا مارا وہ بھی عمرو تک نہ پہنچا دو سحر اسکے خالی گئے بسبب دوال کے اثر پذیر نہ ہوئے اس وقت اس نے نعرہ مارا کہ لینا اسکو کنیزیں اسکی جوق جوق ہر سمت سے پیدا ہوئیں اور محمور و عمرو کو گھیر کر مارنے لگیں عمرو نے اسوقت خیال کیا کہ بھاگنی یہ عالم ہے بالفرض کنیزوں کو محمور مغلوب کر گئی فوج ساحران آکر گھیر لیگی مناسب یہ ہے کہ کوئی تدبیر کروں یہ سوچکر بیچ میں ان کنیزوں کے در آیا چونکہ سحر تو تاثیر نہیں کرتا تھا دوال کی وجہ سے اس نے حقہ ہائے نفتی جو داغ کر مارے تمام مکان میں دھواں پھیلا خصوصاً جہاں گیسوی کاکل کشا اور کنیزیں تھیں وہاں بالکل تاریکی ہوگئی عمرو نے جال الیاسی اس اندھیرے میں ملکہ گیسو پر مارا اور اسکو کھینچکر زنبیل میں ڈال لیا اور آپ گلیم اوڑھکر غائب ہوگیا وہاں محمور سے جنگ ہو رہی تھی کسی نے اسکا خیال نہ کیا اور اس نے بہت جلد معجزہ طلب کیا یعنے جلد اول میں مذکور ہوا ہے کہ عمرو کو تین دانے انگور روح الامین نے کوہ بوقبیس پر کھلانے تھے جسکی تاثیر یہ ہوئی کہ تین خصلتیں اسکو خدا نے عنایت فرمائیں ایک یہ کہ زبان ہر قوم کی جانتا ہے اور بولتا ہے اور دوسرے دم بھر میں بہتر صورتیں بدلتا ہے یعنی زنبیل پہ ہاتھ رکھکر خواہش کرے کہ میری شکل مثل اس شخص کی صورت کے ہوجائے بس ویسی ہی صورت ہوجائے گی اور تیسری صفت یہ کہ الحان داؤدی رکھتا ہے فی الجملہ اسوقت معجزے سے یہی خواہش کی کہ میری شکل ملکہ گیسو کی ایسی ہوجائے بس ویسی ہی صورت ہوگئی اس نے اس مکان کے گوشے میں جاکر ملکہ گیسو کو نکالکر بہت جلد پیراہن اسکا اور زیور اتارا پھر اسکو زنبیل میں ڈال کر وہی لباس اور وہی زیور پہنا اور گلیم اتار کر بیٹھا

اگر دیکھیں تو کنیزیں کسی طرف سے نارنج کسی طرف سے ترنج مار رہی ہیں اور مخمور سب کے سحر رد کر رہی ہے
وار کرنا نصیب نہیں ہوتا ہے نارنج پھٹتے ہیں شعلہائے آتش نکلتے ہیں مار و عقرب منہ پھیلا کر دوڑتے ہیں
عنقریب ہے کہ مخمور قید ہو جائے یہ دیکھکر بیچ میں آکر اس نے نعرہ مارا کہ اے کنیزان خبردار تم اسپر
ہاتھ نہ ڈالیو میں سمجھ لونگی کنیزیں اس کے منع کرنے سے علیحدہ ہوئیں اور عمر نے پاس جاکر تمغہ کو دکھایا
وہ سمجھ گئی کہ خواجہ نے عیاری کی بس فوراً ہاتھ باندھکر قدم پر گری اور عرض پیرا ہوئی کہ مجھے عمرو
نے بہکایا تھا اب معلوم ہوا کہ یہ زبردست ہیں مجھ سے کچھ نہ ہو سکے گا بس میری خطا معاف فرماکر
شاہ جادوان سے ملوا دیجیے گیسو نقلی نے سر اٹھاکر سینے سے لگایا اور فرمایا کہ دیکھو عمرو کیا مطلب
آشنا ہے کہ تم کو اس بلوے میں اور مجمع دشمن میں چھوڑ کر چھپ گیا ہے سنا ہے کہ وہ غائب ہو جایا کرتا ہے
مخمور نے کہا ہاں اسکے پاس گلیم ہے وہ اوڑھ لیتا ہے اور پوشیدہ ہو جاتا ہے لیکن آپ کے ملک سے
کہاں جائیگا ملکہ نے کہا کنیزوں سے دروازہ شہر کا جاکر حکم دو کہ بند کریں اور جابجا ہوشیاری
رکھیں عمرو بھاگ گیا ہے جہاں پائیں اسکو گرفتار کریں کنیزیں حسب الحکم گئیں اور وزیروں سے
ابلاغ حکم کنند کیا شہر میں ساحر متلاشی پھرنے لگے در شہر بند ہو گیا بے سند راہداری آنا جانا شہر
سے بند کیا گیا اس مکان پر بھی پہرا چوکی مقرر ہو گیا مخمور اور گیسو نقلی دونوں مسند پر بیٹھے کشتیاں
شراب کی منگوائیں بادہ احمر سے کام جان روشن کیا پھر مخمور کو لے کر دار الامارت میں آئے اور
خزانہ دار کو طلب کیا اور کہا اکو خزانہ دکھاؤں گی غرض کنجیاں لے کر کوٹھے کھلوائے پھر سب کو
ہٹا کر مال و اسباب جاکر زنبیل میں رکھا اور مکان مقفل کرا کر تخت شاہی پر آکر جلوہ فرما ہوا اور
جسطرح قلعہ نورانیہ میں ڈھنڈورا پٹوایا تھا کہ مہاجنان شہر مال سرکار میں جمع کر دیں کیونکہ عمرو
کے لوٹنے کا خوف ہے اسی طرح یہاں بھی منادی کر دی جب مال اور روپیہ جمع ہوا سب مال زنبیل
میں رکھا اور ایک دن بعد اس انتظامات کے وہاں رہکر وزراے سلطنت سے کہا ہوشیار رہنا
مخمور نے سحر سے تخت تیار کیا دونوں سوار ہوئے اور قلعہ سے نکلکر آگے بڑھے یہاں تمام رعایا
اور روسا شہر جانتے ہیں کہ ملکہ عمرو کو گرفتار کرنے گئی ہیں اسوجہ سے سب مطمئن ہیں اور یہ دونوں
جو یہاں سے روانہ ہوئے بعد قطع منازل و مراحل قریب ایک کوہ پر شکوہ کے پہونچے دیکھا
پہاڑ مثل کوہ البرز بلند ہے دامن کوہ میں سبزہ زار دلپسند ہے پہاڑ سے چشمے جاری ہیں جھرنا جھڑتا
ہے گیاہ سبز تمام مینا رنگ رویدہ ہے جوش فصل بہار ہے رشک قبہ خضراے فلک کوہسار ہے
گلہاے خودرو مثل چرخ انجم درخشاں ہیں خوشے غیرت سنبلہ سپہر ثریا آسمان صفحہ کہکشاں
ہیں طاؤس و کبک و تدرو دوڑ دوڑ کے گرد اور دامن کوہ میں جہاں جہاں خراماں ہیں رفتار
قیامت خیز شاہدان روزگار پر خنداں ہیں کہ نظم

زمین پرنیان و ہوا مشک بوے — گلاب است گوئی مگر آب جوے
علم آوردہ از شاخ شاخ سمن — صنم شد گل و گشت بلبل شمن
خرامان بگرد گلاں بر تدرو — خروشیدن بلبل از شاخ سرو

اور ایک طرف کوداس کوہ میں مجمع خلائق دیکھا کہ زن و مرد کا ہجوم بازار ایوان کی دھوم پڑی دکانیں لگی ہیں جنس ہاے گران مایہ ہر طرح کی رکھی ہیں تاجران ذی مرتبہ موجود ہیں تحفہ ہاے ہر دیار کے پاس نامعدود ہیں جادوگرنیاں ساریاں باریک باندھے زیور مرصع پہنے ہاتھوں میں تھالیاں سونے چاندی کی لیے چومکھین روشن کیے پہاڑ پر چڑھتی ہیں اور بہت سی پہاڑ کے نیچے اُترتی ہیں ہر ایک حسن میں انتخاب بتان دہر سے جو ہے وہ خورشید چہرہ ہے آفتاب تابان اُن کو دیکھ کر دامن کوہ میں منھ چھپائے نقاب سحاب شرم سے اپنے منھ سے نہ اُٹھائے کہ بمقتضاے ابیات

پری چہرہ بینی بہ دشت و کوہ — بشادی بہر سو نشستہ گروہ
ہمہ رخ بہ از گل ہمہ چشم خواب — ہمہ لب پر از بوے گلاب
ہمہ دشت بینی بہار استہ — چو بت خانۂ چین پر از خواستہ

عمرو و مخمور تخت سے اتر کر سیر کرتے ہوئے پہاڑ پر چڑھے دیکھا کہ یہاں ایک گنبد سونے کا ہے کلس اسپر یاقوت کا چڑھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ آفتاب نکلا ہوا ہے برج فلک کب اسکے ہمپایہ ہو سکتے ہیں مشعل ماہ کو اسکے فروغ کے سامنے لوگ اندھا اندھا جلنا کہتے ہیں گنبد آسمان روبرو اسکے نیلا پیلا ہے معمار عقل اسکی گلکاری دیکھکر چکر میں اور حیران ہیں کہ بموجب نظم

وہ صنم خانہ آج اے ذی جاہ — اک خدائی کا تھا پرستش گاہ
لقب اس کا ہے مشرق خورشید — ساحران کا ہے کعبۂ امید

گرد اس گنبد کے تخت دوکانداروں کے لگے تھے ان پر دوکاندار بیٹھے بتاشے اور کلاوہ اور ہار اور پھول اور دھوپ دیپ چندن وغیرہ چڑھانے کا سامان بیچتے تھے دروازہ پر گنبد کے بڑے بڑے گھنٹے لٹکے تھے اور مہنت وضع ساحر پجاری بیٹھے تھے سکے تمام جسم میں چندن لگا تھا مالا گلے سے ناف تک لٹکا ہوا تھا دھوتیاں تہمری باندھے آسنی بچھی تھی اسپر پالتی مارے بیٹھے تھے جو کوئی جاتا تھا پہلے ان کے قدم لیتا تھا پوجے کا سامان پیش کرتا تھا وہ گنڈی کھول کر پوجا کراتے تھے اور بہت ساحر سامنے اس گنبد کے درختوں کے نیچے اسی پر آنکھیں بند کیے جمشید کے دھیان میں گیان لگائے بیٹھے مالا جپتے ہیں کچھ لوگ ایک پاؤن سے کھڑے ہاتھ باندھے نگاہ گنبد سے بحسرت لڑائے دانت نکالے دعا مانگ رہے ہیں اور ہر طرف خلائق کا اژدحام ہے ڈمرو بجتا ہے بھجن ہو رہے ہیں ڈھول بجاتے پھرتے ہیں خوانچے والے آواز لگاتے پھرتے ہیں غول کے غول عورتوں کے گاتے

ہوے آتے ہیں بعض ان میں بکریا کرتے ہوے جاتے ہیں نوبتخانہ رکھے ہیں نوبت بجتی ہے دھونسے پٹتے ہیں
شور وغل ایسا ہے کہ کان پڑے آواز نہیں سنائی دیتی ہے عمرو نے مخمور سے پوچھا کہ یہ کون مقام ہے
جہاں یہ کچھ دھوم دھام اور اہتمام ہے مخمور نے جواب دیا کہ یہ گنبد سامری ہے اور مالک اس گنبد کا
ہوائی جادو نام ایک ساحر ہے بڑا ظالم واکفر ہے عمرو نے کہا چلو اندر اس میں ٹھگ کے بیٹھیں اور وہاں سے
بن پڑے تو دست برد کریں اس نے کہا آپ کی مرضی از بسکہ عمرو بشکل ملکہ گیسو تھا سامنے گنبد کے گیا
وہاں کے اتیت یہاں کر اُٹھے اور دعا دینے لگے عمرو نے کہا کنڈی کھولو کہ پوجا کریں انھوں نے دروازہ
کھولا اندر قدم رکھا جیسے ہی اندر گیا ایک آندھی گنبد سے پیدا ہوئی اور ایسی ہوا گرم چلی کہ عمرو بیہوش ہو گیا
اور باہر گنبد کے کسی نے ڈھکیل دیا اور صدا آئی کہ آجتک یہاں کسی مسلمان کا قدم نہ آیا تھا آج یہ مندر
بھی نجس ہو گیا خبردار لینا جانے نہ پائے یہ صدا سنکر ساحر پکڑنے دوڑے مخمور نے دیکھا کہ عمرو مارڈالا جائیگا
بس پنجہ بنکر جو گری اٹھا کر اڑی لینا لینا کا غل ہوا گر یہ سنا پھر کر کئی کوس نکلگئی اور صحرا میں پہونچکر
ایک غار تنگ اور جاے پوشیدہ دیکھکر چھپ رہی ہوائی جادو مالک گنبد اور چند ساحر ہر سمت
ڈھونڈتے پھرے جب کہیں پتہ نہ ملا ہوائی جادو نے سحر کا حصار گرد صحرا کردیا کہ نکل نہ جائیں اور آپ
سمت شاہ طلسم چلا پہلے قلعہ ملکہ گیسو میں پہونچا اور وزیروں سے بیان کیا کہ ملکہ تمھاری پکڑ گئیں اُنکی
صورت بنا ہوا عیار گنبد میں گیا تھا یہ خبر سنتے ہی اہل شہر اپنا اپنا مال ومنال غارت ہوا یہ سمجھکر بھاگنے
لگے اور یہاں سے بھی کرنی سب لشکر خدمت شاہ جادوان میں بھیجی ہوائی جادو وہاں سے جو
چلا تو بیابان آتش دیکھ کوہ بھی برباد دیکھا پھر قلعہ اور دریاے مروارید کو تباہ اور خشک پا کر
رو دیا الغرض کوہ سیاہ سے گذر کر مکانات حبشی اور قلعہ نورانیہ کو طے کرکے پہلے لشکر حیرت میں
پہونچا ملکہ کو سلام کرکے سارا ماجرا بیان کیا اور کہا مجھے انگوٹھی دیجیے کہ دریاے خونزدان پر کوئی
نہ روکے میں پاس شہنشاہ کے جاؤں حیرت نے انگوٹھی براے نشان اسکو دی اور مقامات مذکورہ
کے تباہ و برباد ہونے پر تاسف کیا اور ہوائی جادو وہاں سے انگوٹھی لے کر دریاے خونزدان پر آیا
انگوٹھی ہاتھ پر رکھکر پکارا کہ شہنشاہ مجھے اپنی خدمت میں بلوا لیے بس پکارتے ہی پنجہ اسکو اٹھالیگیا
اسوقت شاہ جادوان کے روبرو لاشیں بلاے جادو وہبر جادو وغیرہ کی آئی تھیں اور یہ ان کے
حال انکی مرگ کا کہہ رہے تھے کہ یہ پہونچا اور شہنشاہ کو مجرا کیا شاہ اس سے مستفسر حال ہوا کہ کہو کیا
ماجرا گذرا اسنے عرض کیا کہ میری صد میں عمرو و مخمور پہونچے گنبد سامری میں جاتے وقت خداوند
سامری نے فرمایا کہ لینا انکو میں پیچھے دوڑا اگر وہ بھاگ کر کہیں چھپ رہے ہیں صحرا کو محصور بحصار سحر کر آیا
ہوں کہ نکلکر چلے نہ جائیں اطلاع کرنے حاضر ہوا تھا آپ کتاب سامری دیکھکر بتلا دیجیے کہ وہاں کہاں
ہیں شاہ طلسم نے سب حال سنکر لاشوں کو ساحران کی جلانے کا حکم دیا اور کتاب سامری منگا کر دیکھی

اسوقت عرضی قلعہ گیسو کی بھی آئی شہنشاہ کو پڑھکر سخت پریشانی ہوئی پھر کتاب سے حال دریافت ہوا کہ ملکہ گیسو بھی اسیر ہو گئی ہے اور عمرو و محمور ایک غار میں پوشیدہ ہیں اور عمرو بیہوش ہے محمور اسکو ہوشیار کرنا چاہتی ہے یہ کیفیت دریافت کرکے کتاب بند کی اور سحر پڑھکر دستک دی ایک ساحر زمین سے پیدا ہو کر سامنے آیا اُسکو حکم دیا کہ اسے قاہر قہر چشم جادو تم ہوائے جادو کے ہمراہ جاؤ اور یہ انگوٹھی لیتے جاؤ جدھر اِس انگوٹھی کا نقش پھرا ہوگا اسی طرف عمرو و محمور ہونگے ان کو گرفتار کرکے لاؤ یہ کہکر بحرون کو حکم دیا کہ ان کو دریا پار پہونچاؤ اور خلعت دیکر رخصت کیا بحرے دونوں کو دریائے خون رواں کے پار پہونچا آئے یہ وہاں سے پھر لشکر حیرت میں آئے اور ملکہ سے تمام کیفیت بیان کی یہاں بصورت مبدل عیاران لشکر مہرخ موجود تھے انھوں نے بھی سب ماجرا سنا اور جاکر مہرخ سے بیان کیا کہ اب عنایت خدائے خواجہ اتنے مرحلے طے کرکے ہر کوہ سے گذر کے گنبد سامری پر پہونچے لیکن اس جگہ بیہوش ہو گئے ہیں اب دو ساحران کی گرفتاری کو جاتے ہیں یہ خبر سنکر سب مصروف دعا ہوئے کہ خدایا خواجہ کو شہر سے ان ساحروں کے محفوظ رکھنا سب دعا کرنے لگے برق فرنگی اُٹھکر چلا کہ میں دونوں کو راستہ میں مار ڈالوں اور استاد کو بچاؤں غرضکہ لشکر سے نکلکر صورت ساحر کی ایسی بناکر پہلے دریائے خون رواں کی طرف گیا پھر ادھر سے دوڑتا ہوا ان ساحروں کی طرف چلا وہ ساحر حیرت سے رخصت ہو کر صحرا تک پہونچے تھے کہ یہ دوڑتا ہوا پہونچا اور پکارا ذرا ٹھہر جاؤ وہ دونوں رُک گئے اس نے قریب آکر کہا کہ شاہ طلسم تم سے بہت خفا ہیں فرمایا کہ تم لشکر حیرت میں کس کے حکم سے گئے تھے اور جانے میں عرصہ کیوں لگایا اگر اسی طرح ٹھہرتے ہوئے جاؤ گے تو حریف کا گرفتار ہونا مشکل ہے یہ گفتگوئے عتابانہ سنکر وہ ساحر گھبرائے اور عذر پذیر ہوئے کہ بیشک ہم سے خطا ہوئی اب ہم کہیں نہ ٹھہرینگے اور بہت جلد جائینگے برق نے کہا اچھا ایک چیز اور بھی شہنشاہ نے دی ہے الگ چلکے لے لو وہ اُس کے ہمراہ درہ کوہ میں آئے اس نے ایک پھل نکال کر دیا کہا تو شہنشاہ نے فرمایا ہے کہ اس کے کھاتے ہی دم بھر میں پہونچ جاؤ گے انھوں نے وہ پھل لیکر کھایا اسی وقت بیہوش ہو گئے برق نے دونوں کے سر کاٹ ڈالے غل و شور برپا ہوا تاریکی پیدا ہو گئی صدا آئی کہ مارا قاہر قہر چشم و ہوائے جادو کو انکے مرنے کی مثل برق کے بجلی چمک کر گرے برق بھاگنے نہ پایا تھا کہ بجلی لاشے دونوں کے اور برق کو اٹھا لیگئے یعنی تو شاہ جادو وان کے پاس ان کو لے گئے اور وہاں عمرو کو ہوش آگیا محمور نے پہلے غار سے نکلکر دیکھا تھا کہ چار طرف اندھیرا تھا راستہ بند تھا اب عمرو کو جو ہوش آیا غار سے نکلکر دیکھا راستہ صاف پایا تخت سحر پر بیٹھکر شاد و خرم سمت منزل مقصد روانہ ہوئے لیکن بجلی مع لاشہ ساحران برق کو باغ سیب میں سامنے شاہ طلسم کے لائے برق کی توجہ سے آنکھیں بند تھیں پہونچکر جو آنکھ کھلی ایسا باغ پربہار اور طلسمی دیکھا کہ کبھی اپنی عمر میں نہ دیکھا تھا گلہائے رنگا رنگ کی بہار اور شجر پر از گل و اثمار

نیرنگی اس باغ طلسم کی دیکھکر فلک نیرنگی پرداز اپنی شعبدہ بازی بھولے گلزمین کی کیفیت ایسی بہار نرگس چشمان دہر کو دکھلائے کہ فرط خوشی سے ہاتھ پاؤن ہر ایک کا پھولے تعریف اس باغ کی جلد اول مین کئی مقام پر تحریر ہوئی اس وجہ سے اس جگہ اعادہ نہین کیا گیا اگر طول سمجھکر بہتر سمجھا الغرض اسی باغ کی بارہ دری مین تخت طلسمی بچھا بعد کروفر شاہ جادوان جلوہ گر تھا دربار مین ساحران نامی کہ ایک ایک ان مین سامری عصر تھا دنگل بہ دنگل اور کرسی بہ کرسی بیٹھے تھے برق نے آنکھ با ادب تمام شاہ کو سلام کیا اور دوڑ کر قدم پر گرا بادشاہ نے دونون ساحرون کی لاشین اٹھوا دین اور اس کو عتاب آمیز خطاب کیا کہ اے ناعیار بڑا غضب کیا تو نے کہ پرستار اور سیوک کو گنبد خداوند سامری کے مارا اب تیرے عذاب سے تجکو مارونگا برق نے نہایت عجز سے گڑگڑا کر اول زبان اپنی صفت وثنا مین بادشاہ طلسم کے کھولی کہ اے بادشاہ شاہان ساحران جہان تیرا مرتبہ فروغ افزاے آفتاب سماے طلسمات ہے علو پیدا کرنیوالی شاہان دہر کی تیری بات ہے

نظم

صبح سے حفظ شہ جو ہو مانوس ۔ دامن باد تند ہو فانوس
نہ فلک ایک گوشۂ ایوان ۔ ہفت انجم ایک غرفۂ بستان
جامۂ شعلہ ہو جو آب روان ۔ ایک میلا نہ اس کا ہو رویان
حفظ گستر اگر ہو عدل و امان ۔ برج مہتاب مین ہو فرش کتان
شحنۂ عدل گر نگہبان ہو ۔ کب رعیت کو خوف نقصان ہو
حلم تو یہ کبھی جو غیظ آجاے ۔ جسم ضرغام چرخ تھرا جاے
رعب سے تیرے ایسا ڈر جائے ۔ کہ تپ و لرزہ مہر آکر جلے

مین بھی تیری عنایت سے آج مالا مال ہو جاؤنگا سب رنج وملال بھول جاؤنگا میری خطا کچھ نہین ہے مجھے عمر نے دھوکا دیا ہے وعدہ کیا ہے کہ تو طلسم مین چلکر ساحرون سے مقابلہ کر مین تجکو ہزارہا روپیہ دونگا اے بادشاہ مجکو یہان لاکر تین روپیہ تنخواہ دیتا ہے اور سخت کام لیتا ہے اسی لیے مین ساحرون کو قتل کرتا تھا کہ کبھی تو گرفتار ہوکر شاہ طلسم کے پاس پہونچونگا پھر وہان عرض حال کرونگا بادشاہ کو اس حال مین اختیار ہے چاہے مجکو سرفراز کرے اور چاہے ہلاک کر ڈالے فی الجملہ آج بخت رسا نے رسائی کی کہ قدمبوسی شاہ شاہان حاصل ہوئی اب سرکار کو اختیار ہے کہ جو چاہے وہ میری نسبت کیجیے مین جانبازی کو حاضر ہون ان باتون سے بادشاہ کا غصہ کم ہوا اور برسر رحم ہو کر کہا کہ تو میری ملازمت کریگا اور دغا تو تجھ سے نہ ہوگی اس نے عرض کی مین جان سے تنگ ہون چار لڑکیان میری بیاہنے کو ہین عمر سے ایک کوڑی نہین ملتی بلکہ جو کچھ کماتا ہون وہ بھی چھین لیتا ہے اور مار ڈالنے پر دھمکاتا ہے واسطہ سامری کا کہ مجکو یا تو اس موذی کے پھندے سے

پھڑا لیے یا قتل کر ڈالے افراسیاب اسکے عجز و الحاح کو دیکھکر بہت خوش ہوا اور سمجھا کہ بیشک یہ
عمرو سے بیزار ہی اور واقعی عمرو لالچی اور بخیل بہت ہی اس کو کچھ نہ دیتا ہوگا یہ سمجھکر حکم دیا کہ اچھا ہم نے
تیری خطا کو معاف کیا اور اپنا ملازم فرمایا آج سے عیاری اس نا عیار سے کرنا اور گرفتار کرکے
حضور میں لا برق نے عرض کی کہ آپ ملاحظہ کیجیے کہ کیا کچھ میں نے عیاری کی اگر عمرو کا سر نہ کاٹ
لاؤں تو اپنا نام نہ رکھوں لیکن اے بادشاہ مجکو دو ہزار روپیہ ضرور دیجیے گا کہ میں لڑکیوں کو بیاہ
دوں شاہ اسکے اس کلام پر ہنسا اور کہا اے برق تو نے کبھی دو ہزار روپے بھی نہ پائے
جو اس طرح عاجزی سے مانگتا ہی برق نے کہا حضور میں اپنی تنگدستی کیا بیان کروں بمقتضائے
ع مرگ صاحب خانہ بر فاقہ جو مہمان رہگیا۔ بادشاہ نے کہا اس قدر مجکو سرکار سے عنایت ہوگا
کہ تو سلطنت کرے گا برق نے دانت نکالدیے اور خندہ و دندان نما کرکے پوچھنا استعجابا شروع
کیا کہ ہاں حضور میں مالدار ہو جاؤنگا ایک نوکر کام کرنے کو رکھوں گا اے بادشاہ ایسا ممکن
ہوگا کہ آٹھویں دسویں روز پلاؤ زردہ پکوا کر کھاؤں ہائے میرے نصیب ایسے کہاں جو ایک رات
فکر معاش سے خالی دل ہو کر بستر نرم پر سوؤں کیوں جناب ایسا ہوگا کہ ایک خوبصورت کنیز خرید
کرکے اس سے گرم صحبت ہوں یہ کہا اور پھر ایک ٹھنڈی سانس بھری اور آنکھوں میں آنسو
بھر لایا بادشاہ نے اسکی دلجوئی کی اور بہت کچھ دینے کا وعدہ فرمایا اور خلعت قیمتی کئی ہزار روپیہ
کا منگا کر عنایت کیا اس عرصہ میں دن بھی کم رہگیا بادشاہ نے دربار برخاست کیا سب ساحر اٹھ کر
اپنے اپنے گھر گئے اور شاہ طلسم برق کا ہاتھ پکڑ کر چمنستان میں گلگشت کرنے لگا اور نیرنگیاں
طلسم سحر کی دکھاتا جاتا تھا اور برق دیکھتا تھا کہ کوئی پھول ہنستا تھا اور اس میں سے پریوں کے
چہرے پیدا ہو کر قہقہے لگاتے ہیں اور کسی گل سے کلیاں نکلتی ہیں اور جب مسکراتی ہیں تو بجلیاں
چمک کر فلک پر جاتی ہیں کہیں اژدہا منہ کھولے بیٹھا ہی اور اس کے دہن سے شعلہ نکلا آتا ہی
پھر سرو آتشبار بن کر سرخ پھول پیدا کرتا ہی غرضکہ یہ عجائبات کہاں تک بیان ہوں ایسا ہی کم
بہت تماشا دیکھا پھر شاہ جادو وہاں لب نہر آکر بیٹھا اور سحر پڑھا ایک پتلا نہر سے نکلا اسکو حکم دیا کہ
جا کر صرصر عیارہ کو اٹھا لا پتلا گیا صرصر اپنے خیمے میں لشکر حیرت کی جا پر بیٹھی تھی کہ پتلا آکر اٹھا لے گیا
اور باغ میں لایا جب اسکی آنکھ کھلی بادشاہ کو سلام کیا مگر برق کو دیکھکر حیران ہوئی کہ یہ اس جگہ کیونکر
آیا اگر قید ہو کر آتا اس اعزاز سے نہ بیٹھتا یہ تو خلعت پہنے بادشاہ کے قریب بیٹھا ہی بس یہ سوچکر
بادشاہ سے عرض رسا ہوئی کہ حضور نے کیا سحر سے برق اپنے یہاں بنایا شاہ طلسم ہنسا اور بولا کہ
بنایا نہیں اصلی ہی اس نے میری اطاعت کی ہی صرصر نے کہا یہ موافقت دغا کرے گا آپ اس کے قریب
میں نہ آئیے گا افراسیاب نے کہا تو دیوانی ہے یہ کبھی ملا ہمدم الفت ہوا صرصر یہ سنکر الگ

برق کو لے گئی اور پوچھا کیوں برق یہ سچ ہے کہ تو عمرو کو چھوڑ کر شاہ طلسم سے ملگیا برق نے کہا استانی آج ہی تو فقرہ میں پڑا ہی بغیر قتل کیے اس حرامزادے افراسیاب کے باز نہ آؤں گا مار کر اس کو اپنے لشکر میں جاؤنگا صرصر یہ باتیں سنکر سر پیٹنے لگی اور پکاری کہ اے بادشاہ یہ بحوڑا ایسا کچھ کہتا ہے برق نے عرض کیا اے شہنشاہ یہ میری ہمیشہ دشمن ہے یہی چاہتی ہے کہ کوئی اس سرکار میں ملازم نہ ہو کس لیے کہ میرا فروغ مٹ جائیگا پس یہ باتیں اسکی براہ عداوت ہیں بادشاہ نے کہا میں خوب جانتا ہوں کہ یہ تیری دشمن ہے اور صرصر سے کہا کہ بھلا تجھ سے یہ میرے برائی کرنیکا اقرار کیوں کرتا ہے کس لیے کہ کوئی ایسا نادان بھی نہ کرے گا جسکے ساتھ برائی کرنا ہو اس کے ملازم اور ہواخواہ سے اپنا راز ظاہر کردے لہذا تو جھوٹی ہے اور رشک کرتی ہے صرصر سمجھی کہ بادشاہ بخوبی اس کے فریب میں آچکا ہے جو بات تو کہے گی یہ نہ مانے گا اور تیرے سامنے برق اسکو ضرر پہونچا لے گا فی الحال یہاں نہ ٹھہر اور چل کر ملکہ حیرت سے کہکر شاہ کی جان بچا یہ سوچکر عرض پیرا ہوئی کہ اے بادشاہ یہ ضرر دغا ضرور کریگا اور میں دخل دوں گی آپ کو برا معلوم ہوگا اس سے بہتر یہ ہے کہ مجھ کو دریا پار بھجوا دیجیے گا شاہ نے بچہ سحر کو حکم دیا کہ اسکو لے جا بچہ دریا پار پہونچا آیا یہ سیدھی خیمہ حیرت کی طرف چلی اور یہاں افراسیاب نے کچھ ایسا سحر پڑھا کہ پیلے کشتی شراب کی سامنے لائے برق کو بادشاہ نے حکم دیا کہ تو ہمارا مقرب درگاہ ہے شراب پلا تو غائب ہو گیا اور برق جام بھر بھر کر شاہ کو دینے لگا مگر سادی شراب دیتا تھا اور سیر باغ کرتا جاتا تھا اس وقت اس نے کہا اے بادشاہ اس باغ کے پھل دیکھنے کے ہیں کھانے کے نہیں ہیں شاہ نے کہا تم کھاؤ گے اس نے کہا ہاں مگر حضور جی چاہتا ہے کہ اپنے ہاتھ سے توڑوں اور آپ کو بھی کھلاؤں خود بھی کھاؤں بادشاہ نے فرمایا جا سامنے درخت سیب لگا ہے توڑ لا یہ گیا ہر چند کہ اس سیب سے شعلے نکلتے تھے اور جانور خوش رنگ بنکر اڑتے تھے لیکن اس نے کہا کہ حکم شاہ جادوان سے میں پھل توڑوں گا یہ کہکر کئی پھل توڑ لیے وہ شکل اصل سیب کے تھے مگر اس نے اتنی چالاکی کی کہ اپنے پاس سیب جو عیاری کے لیے آمیختہ بدارو بیہوشی ہیں وہ ہاتھ میں لے کر سامنے شاہ جادوان کے آیا اور اس باغ کے سیب اپنے پاس رکھ لیے فی الحال مصنوعی سیب تراش کر بادشاہ کو کھلایا اب شراب پلاتا ہے اور عوض گزک کے سیب کھلاتا ہے بعد کچھ دیر کے شاہ طلسم کو خوب نشہ ہوا اور بیہوشی نے تاثیر کی بولا کہ اے برق ہم ناچتے ہیں تم گاؤ اس نے کہا حضور پہلے آپ لنگا لنگا لیے جو گت ناچیے گا وہی گت بجاؤں گا بادشاہ یہ سنکر ناچنے لگا ہوا کا طمانچہ منہ پر لگا بیہوش ہو گیا برق نے خنجر کھینچکر مارا مگر بادشاہ طلسم کے بچے پیدا ہوئے اور خنجر میں لپٹ گئے اس نے خنجر پھینکدیا کلہ فلاخن میں پتھر مارا وہ بچوں نے پکڑ لیا اب یہ حیران ہوا اور جلد جلد گرد شاہ طلسم اس نے نالی سی کھود دی اور نقب ایسی بنائی کسوت عیاری سے

باروت کر بچھائی اور اپنی پگڑی سے کر بتی بھر بارود مین بھر کر فتیلہ سا بنا کر سینۂ شاہ طلسم پر ایک سرا اسکا پھینک کر پہونچایا اور دوسرے سرے مین چاہا کہ آگ لگا کر اڑا دے لیکن صرصر جو خیمہ حیرت مین جا کر پہونچی روکر گویا ہوئی کہ اے ملکہ جلد چلیے یہ کچھ سانحہ ہی بادشاہ ہلاک ہوا چاہتے ہین حیرت طاؤس پر بیٹھکر بزور سحر بہت جلد چلی اور اسوقت آکر پہونچی کہ برق فتیلہ مین آگ لگایا چاہتا ہی اس نے فوراً ایک سحر پڑھا کہ برق بے حس و بے حرکت ہو گیا اسنے آکر شاہ طلسم کو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا اور سب حال کہا اور بادشاہ نے نقب وغیرہ بھی دیکھی یقین ہوا کہ بیشک یہ دشمن سخت ہی صرصر سچ کہتی تھی بس حکم دیا کہ اے ملکہ تم اسکو لشکر مین لے جاؤ مین کل آکر اسکے ہوا خواہون کے سامنے دار پر کھینچونگا حیرت تخت سحر پر بیہوش کرکے برق کو ڈالکر اپنے لشکر مین آئی اور اسکو قید شدید مین مبتلا کر دیا ادھر افراسیاب باغ سیب سے لشکر سمت دربند فیروزہ کوہ آیا جب قریب دربند پہونچا حاکم وہان کا فیروز قہر نگار جادو بہر استقبال آیا شاہ کو قلعہ مین لے جا کر تخت پر بٹھایا یہان کے ساحران نامی حاضر تھے سب نے نذر دی دربار مین بیٹھے شاہ جادوان نے ایک ساحر ظالم جادو نام کو وہان کے حکم دیا کہ تم لشکر حیرت مین برق عیار وہان قید ہی اسکو اپنی حفاظت مین رکھو کل مین آکر اسکو قتل کرونگا اسلیے وہان بھیجتا ہون کہ عیار وہان بہت ستاتے ہین ملکہ سے حفاظت نہ ہو سکے گی یہ موتی میرے مارے کا تم لو اور اپنے منہ مین رکھکر پھر مجھے دیدو جب تم وہان مارے جاؤ گے یہ موتی کھینچ جائے گا مجکو خبر معلوم ہوگی کہ تم بھی کام آئے ظالم نے موتی لے کر اپنے منہ مین رکھکر بادشاہ کو پھر دے دیا اس نے اپنے پاس رکھا اور ظالم تخت سحر پر سوار ہو کر معہ چند ملازمین کے بحشم و خدم روانہ ہوا اور بعد قطع مسافت راہ لشکر حیرت مین پہونچا اس نے خبر اس کے آنے کی سُنکر پیشوائی کو چند سردار بھیجکر سامنے بلوایا اس نے آکر ملکہ کو سلام کیا نذر دی اور عرض کیا کہ شہنشاہ نے مجھ کو بہر حفاظت برق عیار بھیجا ہی حیرت نے اسکے لیے خیمہ استادہ کرایا اور برق کو طلب کرکے اپنا سحر اس پر سے دفع کرکے حوالے کیا ظالم لیے ہوے اپنے خیمہ مین آیا آپ مسند پر بیٹھکر مینخواری کرنے لگا اور برق کو ستون خیمے سے باندھدیا مگر طائران سحر اور رجاسیس لشکر مہرخ یہان موجود تھے نہلے کر بارگاہ مین سامنے مہرخ کے گئے اور بعد ادب زمین ادب کو لب سجود دیتے بوسہ دیکر عرض پیرا ہوے نظم

گر ترا مہر عدالت ہو
شعلہ و خس سے گرم صحبت ہو
آشیان سمجھے کبک پنجۂ باز
گرگ ہو گوسفند سے دمساز
آتش قہر جب تری بھڑکے
دل کافور سے اٹھین شعلے

مہتر مہتران و بہتر بہتران شاگرد رشید شہنشاہ عیاران ننگ بحر عیاری مہتر برق فرنگی قید ہو کر آئے اور ان کی حفاظت کو ظالم جادو نام ایک ساحر نامدار آیا ہی تنہا خیمہ مین لے کر بیٹھا ہی یہ کہہ کر جاسوس چلے گئے اور مہرخ نے چاہا کہ انفیر سحر کو دمے اور لشکر تیار کرکے نوج مخالفت پر جا پڑے برق کو

پھیر لائے لیکن جب عمرو گیا یہاں سے قران حاضر دربار بہت رہتا ہے اس نے ہیچ کو جانے سے منع کیا اور کہا جب ہم پکڑے جائیں اس وقت تم جا کر لڑنا اور ابھی تو ہم جاتے ہیں انشاءاللہ برق کو لاتے ہیں یہ کہکر روانہ ہوا اس اثنا میں وہ دن بھی تمام ہوا اور چنگر دلیل مشعل ماہ روشن کرکے حفاظت لشکر عجم کے لیے خیمہ در ہر چمن قیام پذیر ہوا ابیات

چو خورشید تابان ز گنبد گذشت	بجزن عرقہ شد کوہ و دریا و دشت
چو آمد شب و روز شد در نہان	سیاہی گرفتش سراسر جہان

قران ساحر کی صورت بنکر لشکر حریف میں پھرنے لگا دیکھا کہ خیمہ ظالم کے دروازے پر بڑا انتظام اور اہتمام ہے خدمتگار تک نہیں اندر جانے پاتا ہے پہرا چوکی جگہ جگہ ہے قران نے ہر چند تدبیر کی ممکن نہوا کہ اندر جا سکے ناچار پھر کر چلا مگر سوچا کہ اگر صبح ہو گئی اور لشکر افراسیاب آ گیا تو برق قتل ہو جائیگا یہ سوچکر خیمہ کی جگہ سے دور نکل گیا اور تنہائی میں بیٹھکر اپنی صورت ایک ساحر مہیب شکل کی ایسی بنائی یعنی آنکھیں چہرے میں مثل دیدہ گاو تھیں اور شعلے کی طرح چمکتی تھیں لب دونوں مثل پھلے شتر تھے دانت بڑے بڑے منہ سے باہر تھے سر بہت بڑا بصورت منار تھا کان ہر ایک مثل گوش فیل کہسار تھا دونوں نتھنے ناک کے دو غار نظر آتے تھے پیر درختوں کے ڈالے بڑے بڑے تھے قد عوج بن عنق کو پست کرے بلعم باعور کو زیر دست کرے کہ بجسم

بہ تن ژندہ پیل و بجان جبرئیل	بکف ابر بہمن بدل رود نیل
سپیدش مژہ دیدگان قیرگون	چو بسد لب و رخ بمانند خون

دونوں کنپٹیوں پر لوح جڑا ہوا اس پر بخط طلسم لکھا ہے کہ میں خدمتگار خداوند سامری ہوں اور ماتھے پر ایک تختی زبرجد کی لگی ہوئی اس پر یہ کندہ کہ میں بہتر از فرشتگان خداوند مستطیر بفن جادوگری ہوں ہاتھ میں ایک مشعل سلگتی ہوئی اسپر عود بیہوشی جلتا ہوا دوسرے ہاتھ میں ایک خط مہری شاہ نکالکر خنجر سے نقب کھودنا شروع کی اور کچھ عرصے میں اندر خیمے کے طبقہ زمین توڑ کر سر نکالا اور ظالم مسند پر بیٹھا پہرا دے رہا تھا اسکو بصورت مہیبناک دیکھ کر ڈرا اور اٹھ کھڑا ہوا قران نقب باہر نکلا اس نے سلام کیا قران نے قریب آکر نامہ بادشاہ دیا اس نے وا کر کے پڑھا لکھا تھا کہ ہم خداوند سامری کے گنبد پر گئے تھے خداوند تمہارا احوال سنکر اور تمہارے مستعد رہنے پر بہت خوش ہوئے اور اپنے خدمتگار کو ہمارے نامہ سمیت تمہارے پاس بھیجا ہے یہ تمہاری بھی حفاظت کریگا اور قیدی کو بھی نگاہ رکھے گا اپنے پاس اسکو بٹھانا تم اور یہ ملکر پہرا دینا الحاصل یہ مضمون پڑھ کر اس نے قران کو باعزاز تمام مسند پر بٹھایا قران نے کہا تم عرصے سے جاگتے ہو اب آرام کرو میں بیٹھا ہوں اور قیدی پر سے اپنا سحر دفع کر دو میں اپنے جادو میں اسکو مبتلا کروں اس نے کہا نہیں

مین بھی آپکے ساتھ جاؤنگا اور آپ کی خدمت کرونگا قران نے کہا اگر تم میرا کہنا نہ مانو تو پھر مین چلا جاؤن اچھا اگر تم آرام کرو تو اتنا کرو کہ قیدی میرے سحر مین قید کرا دو کیونکہ مین اسی واسطے آیا ہون اگر ایسا نہ کروگے تو مین جاکر کہونگا کہ میری حفاظت منظور نہین کرتے یہ تقریر سنکر ظالم سوچا کہ سحر اتارنے مین کیا ہے کیجیر اسکے سپرد کرنا چاہیے کیونکہ یہ خدمتگار ساری ہر اپنا رسوخ چاہتا ہے کہ مین بھی محافظون مین شمار کیا جاؤن بس یہ تجویز کرکے اس نے برق پر سے سحر دفع کردیا اب صرف وہ بندھا ہے مگر جادو سے جیسی حرکت نہین ہے بس جب قران سحر اتروا چکا تو باتین کرنے لگا اور مشعل اپنی میچ مین رکھلی اسپر وہ بیہوشی ڈالتا جاتا تھا اور دھوان اسکا اور خوشبو ناک مین ظالم کے جاتی تھی ایسا کچھ دیر مین تاثیر اسکی ہوئی اور ظالم بیہوش ہوگیا قران نے اٹھکر برق کو کھولا اس نے چاہا کہ مین ظالم کو مار ڈالون قران مانع ہوا اور کہا تم اس نقب کی راہ سے لشکر مین جاؤ اور بطور مخفی ملکہ مہرخ سے تو کہدیجیے کہ مین صبح کو تمہاری ایسی صورت بناکر ظالم کو افراسیاب کے ہاتھ سے قتل کراؤنگا پس جب تم کو قتل ہوتے سنے گی تو مہرخ لڑنے آئے گی اسکو آنے دینا یہان سے جاکر حال کہکر تم بھی چھپ جانا کہ شاہ طلسم جانے برق قید ہے یہ کہکر پیرہن برق کا لیکر اس کو رخصت کردیا برق وہان سے نکلکر لشکر مین آیا اور رات کا وقت تھا مہرخ داخل شبستان تھی یہ وہان آیا اور اس کو بیدار کرکے سب حال بیان کیا مہرخ بہت خوش ہوئی اور برق اسی جگہ پوشیدہ رہا ادھر قران نے ظالم کو بصورت برق بنایا اور ستون سے باندھکر پھر آپ ظالم کی ایسی شکل بنکر مسند پر بیٹھا وہ بقیہ شب بسر کی جسوقت کہ خازن نیرنگ طراز قدرت نے سیاہی شب کو نور سحر سے بدلا اور صورت ساحر شب کو رنگ سفیدۂ روزگار لگاکر بصورت برق بنایا کہ نظم

	سپیدہ بر آورد رخشان ستان		چو برگشت شب گرد کردہ عنان	
	درفش شب تیرہ شد در نہان		دگر روز چون گشت روشن جہان	

صبح ہوتے ہی حیرت تخت پر آکر بیٹھی اور ایک ساحر برائے دریافت خیر خیریت ظالم کے پاس اسنے بھیجا ظالم نے کہلا بھیجا کہ مین عافیت سے ہون اور قیدی بھی موجود ہے آپ میدان تیار کرلیجیے بعد شہنشاہ بھی آئے ہونگے اس عیار کے قتل مین عرصہ نہ فرمائیے ساحر یہ پیام لے کر گیا حیرت نے یہ سنکر سراپچے بارگاہ کے اطراف جلے دار استاد کرائی بارہ ہزار تسمہ کش جلادان قوی بازو دسیہ قلب بیر آکر حاضر ہوئے لشکر مین ڈھنڈھورا پٹا کہ جو شہنشاہ سے مخالفت کرے گا اسی سختی سے ہلاک ہوگا اور تمام لشکر مین غلغلہ برپا ہوا لشکری دوکاندار سب بہر تماشا گرد میدان سیاست جمع ہونے لگے اور یہ خبر لشکر مہرخ مین پہونچی کہ برق گردن سے مارا جاتا ہے مہرخ تو اس راز سے آگاہ ہوچکی تھی ضرور لیکن اس لیے کہ افراسیاب کو گمان واثق ہو کہ بیشک برق ہی قتل ہوتا ہے جب کو اسکے سب

طرفدار لڑائی پر آمادہ ہیں پس اس نے بھی نفیر سحر بجائی سب لشکر تیار ہوا اس نے باہر نکلکر سب کو یہ حکم دیا کہ میں خبر لینے جاتی ہوں جب تک کہ پھر کر نہ آؤں تم لشکر حریف پر خبردار حملہ نہ کرنا نہیں پر اپنی جگہ پر کھڑے رہنا فوج حسب الحکم ٹھہری اور یہ ملکہ بہار سے سارا ارادہ کہہ کر کہ لشکر صرف دکھانے کو آراستہ کرایا ہے تم سب کو روکے ہوئے کھڑی رہنا قران کی مدد کو جاتی ہوں یہ کہکر اڑ کر بزور سحر چلی گئی اور پردے ہوا قریب لشکر حریف جاکر ٹھہری میدان سیاست تیار دیکھا مجمع ساحران غدار دیکھا کوئی ان میں براہ دانش عبرت کرتا تھا کوئی بوجہ عداوت عشرت کرتا تھا بعض کا قول تھا کہ میاں دنیا کا یہی دستور ہے شب عشرت میں اگر شمع منور ہے تو صبح بلغہ ظلم

سے یہ دنیا سخت جائے تابکار	ایک حالت پر نہیں اسکو قرار
شام کو کوکب اگر تابندہ ہیں	صبح کے ہوتے ہی وہ شرمندہ ہیں
شمع کے سر پر اگر ہے تاج زر	بادِ صرصر سے ہے لرزاں اے پسر
خلعت شاہانہ جو رکھتا ہے تن	چار دن کے بعد ہوتا ہے کفن
بر میں جسکے ہے عروسانہ لباس	ہے وہ اسکے دشمن پر اسباب یاس

دیکھیے کل یہی عیار ساحران نامدار کو قتل کرتا تھا آج خود زیر تیغ ہے اس کے حال پر دریغ ہے غرض اسی ہنگامہ میں دیکھا کہ بارش گوہر ہونے لگی اور آمد افراسیاب ہوئی حیرت اور تمام سردار ساحران ذی تبار نے استقبال کیا تخت شاہ جادوداں میدان خونی میں آکر ٹھہرا ساحروں کی فوج نے پرا جمایا شاہ نے ظالم کو معہ قیدی طلب کیا قران لے کر سامنے آیا بادشاہ نے اسکی تعریف کی کہ خوب تم نے حفاظت فرمائی اب اس گنہگار کو ہوشیار کرو تاکہ اپنا حال خراب دیکھے قران نے کہا حضور یہ مکار ہے ہوشیار ہوگا کہیگا میں ہی ظالم ہوں شاہ طلسم نے کہا وہ سب کچھ کہیگا مگر میں نہ مانونگا کیونکہ اس کے مکر سے بخوبی آگاہ ہوچکا ہوں اصل ظالم نے غضب ہی کیا تھا کہ مجھے قید سے آزاد کیا ہوتا یہ میں ہو رہی تھیں کہ صرصر عیارہ آئی اور اسنے قران کو دیکھا اور حیرت سے کہا اے ملکہ مجھکو یہ ظالم جادو نہیں معلوم دیتا یہ کوئی اور ہے حیرت نے شاہ سے کہا کہ صرصر اسطرح کہتی ہے شاہ جادوداں نے جواب دیا کہ اے ملکہ یہ بیشک ظالم ہے کیونکہ اگر ظالم مارڈالا جاتا تو ایک موتی میں نے بہرِ نشان بنایا ہے وہ چٹخ جاتا یہ کہکر دھوتی مالے سے نکالکر ملکہ کو دکھایا اور سامنے رکھ لیا صرصر تو بہر ظالم پھر چلی گئی اور حیرت کا بھی شک جاتا رہا اس اثناء میں جلادوں نے پانی ظالم پر چھڑک کر ہوشیار کیا اور افراسیاب نے ایسا سحر کر دیا کہ اپنی جگہ پر سے ہل نہ سکے کیونکہ عیار ہے ایسا نہ ہو ہوشیار ہوکر بھاگ جائے غرضکہ جب مسحور ہوا وہ پکارا کہ اے شہنشاہ ظالم جادو ہوں قران نے کہا دیکھیے یہ اسکا مکر ہے افراسیاب ایسا جلا ہوا تھا کہ اسکے چیخنے پر اور زیادہ غصہ کیا اور جلاد کو حکم دیا کہ گردن

حکم کا ایک حکم میں دیتا ہوں کہ مار ہاتھ تلوار کا کہ گردن اسکی اڑ جائے جلاد نے جلد کو بلے کا خط اس کی گردن پر دیا اور آنکھ پر پٹی باندھی شاہ دیر کرنے سے اور زیادہ خفا ہوا جلاد شاہ کو ناراض دیکھ کر آمادہ قتل ایسا ہوا کہ تین حکم بھی نہ ہونے پائے اور مقتول سے کلمہ نے پینے کو بھی نہ دریافت کیا اور ایک ہاتھ ایسا مارا کہ سر کٹ کر دور گرا اور شور دار و گیر کا بلند ہوا تاریکی ہو گئی اور آواز آئی کہ مارا گیا ملجا جادو کو آگ پتھر برسنے لگے اسی ہنگامہ میں قران نے ایک دھول افراسیاب کے لگائی اور تاج لے کر نعرہ کیا منم قران وہ موتی نشان کا ٹوٹ گیا افراسیاب کو پہلے تو ایک حیرت ہو گئی کہ کیا ہو گیا مگر دھول کھا کر ایک چیخ ماری کہ لینا اسکو قریب تر جو ساحر کھڑے تھے وہ دوڑے اسوقت مہرخ پنجہ نگری اور اٹھا کر نگی وہ ساحر جو سحر کرنا چاہتے تھے ان پر اسنے بھی گولے سحر کے مارے دو ایک جادوگر ہلاک ہوئے اور زیادہ ہنگامہ ہوا شور مچگیا افراسیاب ایسا خفیف ہوا کہ بیہوش ہو گیا اور جب ہوشیار ہوا اٹھائیں ہو کر ظلمات میں جا کر ٹھہرا یہاں مہرخ لشکر میں قران کو لائی اور فوج لے کر چلی کہ جا کر لشکر حریف پر گرے مگر جب اندھیرا اور شور موقوف ہوا حیرت طبل امان بجا کر داخل بارگاہ ہوئی اس وقت قران نے مہرخ کو بھی پھیرا یا یہ اپنی بارگاہ میں آئی عیار و نکو خلعت دیا لشکر نے کمر کھولی سب عیش میں مشغول ہوئے قہقہے اڑنے لگے دور جام بادہ احمر شروع ہوا لیکن افراسیاب جو پردہ ظلمات میں گیا وہاں ایک قلعہ آباد ہے اور حاکم اس قلعہ کی ساحرہ ہے کہ نام اسکا ملکہ زہرہ جبین جادو ہے ساحرہ زبردست اور ذی حرمت ہے شاہ طلسم اسی قلعہ میں آیا اس نے خبر سنکر پیشوائی کی بادشاہ تخت پر آ کر ٹھہرا اور کہا اے زہرہ عیاروں نے بلکہ ناک میں دم کیا ہے اب تم جاؤ اور سب نمک حراموں کو سزا دو اس نے عرض کیا بہت اچھا غرضکہ بادشاہ چلا گیا اور زہرہ نے نفیر بجائی فوج اسکی تیار ہونے لگی بارہ ہزار جادوگر اور جادوگرنیاں سوار ہوئیں پریحر کی ہوا سیاہ ہو کر چلیں قرنا بجی علم جلوہ دکھلانے لگے بارگاہ میں اور خیمہ سراپردہ وغیرہ اژدروں پر سحر کے کسے گئے ایک تخت طلائی پر زہرہ لعبد کروفر سوار ہوئی گھنٹے اور ناقوس بجنے لگے فوج مثل دریا کے موج مار کر چلی رال و گوگل کے جلنے سے

دھواں ایسا بلند ہوا کہ دنیا سیاہ ہو گئی

ز تاریکی گرد و اسپ سیاہ — کسے روز روشن ندیدہ و ماہ
جہان بینی انگاہ گشتہ کبود — زمین گرد زاتش ہوا پر ز دود
ز نلبس بانگ اسپان و بانگ خروش — ہمے نالہ کوس گشتند گوش
درفشان بسیار افراشتہ — سر نیزہ ہا زابر بگذاشتہ
چو رستہ درخت از بر کوہسار — چو بیشہ نیستان بوقت بہار

اسی کروفر سے راہ ظلمات طے کر کے طلسم باطن میں آئی اور دریائے خونزواں سے گذر کر

قریب لشکر حیرت میں پہنچی یہ ایسی معزز ساحرہ ہے کہ حیرت خود اسکو کنارہ لشکر تک لینے آئی لشکر کو اتروایا بارگاہ اسکی نصب ہوئی یہ جاکر حیرت کے دربار میں بیٹھی ناچ ہونے لگا شراب پینے لگی جسوقت شب زنگار عذار نے زہرہ فلک کو ماہتاب سے مقابل کیا اس زہرہ نے بھی مریخ سے جنگ وجدل کا عزم فرمایا

کہ بمقتضائے ابیات

جہان گشتہ چون روے زنگی سیاہ		ز برج حمل تاج بنمودہ ماہ	
خروش آمد و نالہ کرناے		بہ تقدیر گردان لشکر ز جاے	

طبل جنگ بیدرنگ بجوایا ہرکارون نے جاکر بعد عادتنا کے مریخ صفت آنا زہرہ کا اور نقارہ حرب بجوانا بیان کیا ادھر بھی کوس رزمی پر چوب پڑی تیاری لڑائی کی اور آراستگی لشکر کی شروع ہوئی شعلہ تیغ کی چمک اس شب تاریک میں برق سحاب تیرہ پر چشمک زن تھی بلکہ آفتاب شجاعت طالع ہوا تھا اسکی کرن تھی چہرے بہادروں کے جوش جلادت سے گلنار تھے گلزار شجاعت میں شفق پھولنے کے آثار تھے جوہر شمشیر کا باغ کھلا تھا عدو کے لیے موسم خزان تھا منچلوں کا دل شگفتہ تھا ساحروں کے پیر بگیر بگیر کرتے تھے دشمن کی جان لینے کی تدبیر کرتے دمڑی کی صدا پر بسان طفل جادو کے پیر آگے کے طائر بنکے سامنے ہر مرکے خلاصہ کلام لشکری تو اس حال میں تھے مگر برق عیار بعد منکشف ظاہر ہوا تھا زہرہ کی فروغ اور بڑی چمک دمک سے آنا سنکر بہر عیاری چلا اور ایک ساحر کی سی صورت بنکر بارگاہ حیرت میں گیا دیکھا کہ زہرہ یہاں سے اٹھکر اپنی بارگاہ میں گئی ہے اور حیرت نعمتخانے سے کھانا اسکے لیے بھیجنا چاہتی ہے یہ اندازہ دیکھکر وہاں سے چلا از بسکہ وہاں بکاول اسوقت طلب کیے جاتے تھے اس نے ایک بکاول کو دیکھکر گھورا بکاول نے ساحر معزز کو بنگاہ غضب دیکھتے ہوے دیکھکر ڈرا عرض کیا کہ حضور میرا قصور اس نے کہا کہ کچھ تیری خطا ہی نہیں ادھر تو آ یہ کہکر ہاتھ پکڑکر کھینچتا ہوا الگ لایا اور وہاں آکر حباب مارکر اسکو بہت جلد بیہوش کرکے اسی کی سی صورت بنا اور پیرہن اسکا پہنکر اسے وہیں چھوڑکر ملکہ حیرت کے پاس آیا اس نے کھانا اور مٹھائی وغیرہ اسکے ساتھ کیا برق کھانا لیکر چلا راہ میں سب کھانا آغشتہ بداروی بیہوشی کرکے بارگاہ زہرہ میں آیا اور کھانا سامنے رکھا اس نے حکم دیا کہ دسترخوان بچھے برق نے کھانا دسترخوان پر چنا وہ ناز زہرہ چاہتی تھی کہ کچھ کھاے نوالہ اٹھایا تھا کہ زمین شق ہوئی اور ایک عورت نکلی اسنے انگلی دانتوں کے نیچے دابی زہرہ نے کہا اے زن سحر یہ کیوں انگشت حیرت بدندان ہے عورت نے کہا کھانے میں زہر ملا ہے یہ کہکر وہ عورت غائب ہوگئی اور زہرہ کو غصہ آیا سمجھی کہ حیرت نے زہر ملاکر کھانا بھیجا اسکو کسی کا عروج پسند نہیں وہ مجھ کو دیکھکر جل گئی بس ایسا ہم سوچ کر آپ ہی آپ بکنے لگی کہ ہوئی کیوں جلی کیا مجھے شاہ طلسم نے کچھ جاگیر دے نہیں دی ہے تو خود لڑنے مرنے کو آئی ہوں

سچ ہے اسکا دوست بھی خراب دشمن تو ہے ہی بر اپھر میری جوتی کو کیا غرض جو اپنی جان سے دون وہ جانے
اسکا کام جانے بندی کو ایسا لالچ نہین اور مین آئی ہی کاہے کو شہنشاہ کو خود غرض تھی جو مجھے لینے گئے
پھر بی بی صاحب کا جلنا بیکار تھا دوسرے میرے دشمن کچھ سوتا پا دیتے تو آئے نہین جو یہان کو جلن ہوئی وہ
اپنے دلمین سمجھی کیا مین غرض یہ بک رہی تھی کہ صرصر کے ہاتھ حیرت نے مٹھائی بھیجی وہ لیکر آئی
اور اس کو ہمدماغ دیکھکر مستفسر حال ہوئی اس سے کہا کہ کیا پوچھتی ہو تمھاری بی بی زہر ملا کھانا بھیجتی
ہین ارے لوگو کوئی مہمان کو بھی زہر دیتا ہے مین نے انکے ساتھ کون سی بُرائی کی ہے صرصر نے اسکے
کہنے سے کھانا سب دیکھا معلوم ہوا کہ زہر نہین بیہوشی ملی ہے کہا اے ملکہ خفا نہ ہو اس مین بیہوشی
ہے یہ کسی عیار کا کام ہے یہ کہکر نگاہ اٹھا کر اس نے دیکھا برق سامنے بصورت بجادل کھڑا تھا صرصر
نے پہچان کر کہا یہی ہے تو ہے برق سراسیمہ پھر اکر بھاگا اور جست کرکے نکلگیا زہرہ کا شک حیرت
کی طرف سے دفع ہوا اور یہ مٹھائی اور میوہ جو صرصر لائی تھی اسکو بھی زن سحر سے بلا کر پوچھا اسنے
کہا اس مین زہر ہرگز نہین یہ پوچھکر مٹھائی کھائی اور کھانا پھکوا دیا صرصر نے کہا اب مین جاتی
ہون آپ عیارون سے ہوشیار رہیے گا یہ چلی گئی اور زہرہ نے برائے حفاظت بارگاہ اپنی سحر بند
کی چار تیلیان چارون کونون پر بارگاہ کے بزور سحر کھڑی کردین ان سے حکم دیا کہ کسی کو اندر آنے
نہ دینا پھر آپ زمین کو سحر کرکے سنگلاخ بنایا اور بآرام تمام سو رہی برق نے ہر چند تدبیر کی مگر اندر جا سکا
اسی تردد مین سپیدہ سحری آسمان پر چمکا اور شاہد روزگار نے لباس زعفران زیب قامت فرمایا

کہ بقولے ابیات

	چو خورشید بنمود تاج از فراز ز درگاہ بر خاست آوای کوس		ہوا بر زمین نیز بگشاد راز زمین آہنین شد سپہر آبنوس	

روانہ لشکر جیل دذیل وارد دشت قتال ہوئے ایک طرف سے حیرت بصد حشمت مع
لشکر اور زہرہ کے میدان مین آئی ایک جانب سے ماہرخ سرداران عالی شان کو لے کر آ دہمکی ابیات

	دو شاہ دو کشور کشیدند صف تو گفتی زمین بر نتابد ہمے بر آمد چنان از دو لشکر خروش		ہمہ تیغ و گرز و خنجر بکف فلک راہ رفتن نیابد ہمے کہ چرخ فلک را بدرند گوش	

بعد ترتیب صفوف کارزار زہرہ بخت بڑھکر بیچ مین لشکرون کے آئی اور مرد میدان طلب ہوئی
ادھر سے ایک ملازم عشاق برجادو نے جاکر مقابلہ کیا اور نارنج سحر مارا زہرہ نے ایسا سحر پڑھا
کہ نارنج الٹا پھر کر سینہ پر اسکے جاکر پڑا اور پشت توڑ کر نکلگیا علامت مرگ ساحر ظاہر ہوئی اور زہرہ
پھر نعرہ زن تھی ادھر سے جو جاکر سامنے سحر کرتا تھا وہ پھیر دیتی تھی بعض مجروح ہوتا بعض کو جان سے

مارتی تھی جب بہت سے ساحر اسکے ہاتھ سے زخمی ہوے اور کام آئے اسوقت ملکہ سرخمو نے بنا طاؤس
اڑایا اور مہرخ سے اجازت لے کر اسکا جا کر مقابلہ کیا اس نے ایک مشت خاک اسکی طرف اڑا دی جس سے
آندھی سیاہ آئی سرخمو نے اپنی چوٹی کھول کر ہلائی کہ گھٹا گھنگھور گھر آئی بارش موسلا دھار برسا آندھی کا
غبار فرو ہوگیا زہرہ نے غصہ مین آکر اپنی جھولی سے ایک پتلا نکال کر چھوڑا کہ وہ پتلا تلوار پکڑکر جا پڑا
سرخمو نے پھر اپنے بالون کو پریشان کیا انمین ستارے نکلکر سمت فلک گئے اور چمک کر پتلے پر گرے کہ وہ
جلکر خاک ہوگیا یہ معاملہ دیکھکر زہرہ پر غضب طاری ہوا در سفینہ سحر ایک پڑھکر کھینچ مارا بضرب سرخمو
کے منھ پر پڑا اور اسمین سے دھوان نکلا [illegible] سرخمو نے سحر کیا مگر تاثیر نہ ہوئی اور دھوان آنکھون مین لگکر
اندھی ہوگئی زہرہ نے چھپکے [illegible] اس جنگ وجدال مین دن بھی آخر ہوچکا ایسی چشم
روزگار مین روشنی باقی نہ تھی اور سحر سے [illegible] سرخمو کے روز کی بینائی گئی ظلمت عالمگیر ہوئی

نظم

چو پیراہن زرد پوشید [illegible]	سوے باختر گشت گیتی فروز
ازانجا بیامد بہ پردہ سرے	ز بیگانہ پرداخت کردند جا سے

لشکر دونون پھر مقام فرودگاہ مین آئے [illegible] سودہ ہوے لیکن برق پھر عیاری کرنے چلا
ادھر زہرہ نے بارگاہ مین پہونچکر سرخمو کو نصب کرکے ستون سے باندھا اور آپ بیٹھکر شے
ارغوانی پینے لگی لیکن برق جو چلا تھا راہ مین صرصر سے ملی اور پوچھا کیون موئے مجرے کہان جاتا
ہے اس نے کہا استاد زہرہ نے بہت سر اٹھایا ہے اس کو قتل کرنے جاتا ہون صرصر نے کہا کیون
شامت آئی ہے وہ بڑی زبردست ہے اس نے جواب دیا کہ سب کی زبردستی ہمکو معلوم ہے سوا خدا کے
ہمارے نزدیک کوئی زبردست نہین صرصر یہ سنکر ہنست کرکے چلی گئی اور اس نے ارادہ کیا اسکا سبب
نہ جانا غرضکہ صرصر جاکر حیرت سے عرض پیرا ہوئی کہ اے ملکہ عیار سب لشکر مین پھر رہے ہین حفاظت
کامل طور پر کرنا چاہیے آیندہ آپ کو اختیار ہے حیرت نے تاکید زہرہ سے کرا بھیجی اور صرصر کا بیان
بالکل کہلا بھیجا زہرہ نے سارا اجرا سنکر دستک دی یہ تاثیر ظاہر ہوئی کہ جو کوئی بغیر اسکے بلائے
اگر سمت بارگاہ آئے سوجھنا موقوف ہوجائے ایک چادر سیاہ سامنے آئے یہ سحر کرکے پھر کچھ زیر ختم
کرکے پلنگ اسکا آگ کا بنگیا شعلے بھڑکنے لگے یہ اسی شعلے مین جا کر لیٹ رہی برق جو بشکل مبدل
پھرتا چلا آیا دور سے دیکھا سراپے بارگاہ کے لٹکے ہین اور شعلے بھڑک رہے ہین سمجھا کہ ادھر
جانے مین کچھ آفت ضرور ہے اسی فکر مین لشکر سے باہر نکلا وہان ضرغام عیار ملا اس سے کہا اے
برادر ذرا جاکے خبر تو لاؤ پھر مین سمجھ لونگا وہ چلا اور جب قریب بارگاہ پہونچا تو چادر سیاہ سامنے
آئی اور سوجھنا موقوف ہوا ناچار پھر آیا اور جب ادھر آیا پھر دکھائی دینے لگا اس نے برق سے

سب حال کہا برق کچھ سوچ کر ایک گوشہ مین گیا اور ملکہ نافرمان جادو کی صورت بنا اور وہان سے دوڑتا
ہوا جب قریب بارگاہ آیا چلایا کہ اے ملکہ زہرہ مجھکو اپنے پاس بلایئے اور میرے حال پر رحم فرمایئے زہرہ
اسکا چلانا سنکر بارگاہ سے نکل آئی دیکھا کہ ملکہ نافرمان کھڑی ہوئی فریاد کرتی ہے پس قریب آکر پوچھا کہ کیون آئی
ہو کیا ماجرا ہے اسنے کہا کہ آپ جانتی ہین کہ ملکہ سرخمو سے اور مجھسے کسقدر محبت و اتحاد ہے جب مین شریک
لشکر اسلامیان ہوئی تھی تو سرخمو مجھکو سمجھانے آئی تھی مگر بسبب میری الفت کے وہین رہ گئی اور ہر حال مین
میری شریک رہی اب جو وہ مقید ہوئی تو مین بھی آئی ہون کہ مجھکو بھی قید کیجیئے یا مجھکو اور اسکو دونون کو
شاہ طلسم مین لیجا کر خطا معاف فرمایئے ہم بدل مطیع و فرمانبردار ہین یہ کہکر زار زار بہ رنگ ابر نوبہار رونے لگی
زہرہ کو اسکے حال پر ترس آیا اور کہا اچھا بارگاہ مین چلو مین تمہارا امتحان لے لون تو شہنشاہ سے خطا
معاف کرا دون برق سمجھا کہ یہ بارگاہ مین جا کر نہین معلوم کیا امتحان کرے اس سے بہتر ہے کہ یہین اسکو مارے
یہ سوچکر کہا اے ملکہ اچھا چلو مگر ان کو تو منع کرو کہ یہ تو نہ آئین زہرہ نے یہ سنکر پیچھے پھر کر دیکھا برق نے
فوراً کمند ماری کہ گردن اسکی پھنسی اسنے گھبرا کر ادھر ادھر دیکھا برق نے فوراً بیضہ بیہوشی مارا کہ یہ
چھینک کھا کر گری اسنے بقوت تمام ایسا خنجر مارا کہ سر اسکا کٹ گیا غل و شور و تاریکی ہوگئی ساحر تمام دوڑے
اور حیرت بھی گھبرا کر چلی مگر سرخمو کی اسکے مرنے سے آنکھین اچھی ہوگئین اور چھوٹ گئی اٹھ کر چلی یہان
آکر دیکھا . . . ذ عقرب بجتے ہین اندھیرا ہے ساحر برق کو گرفتار کیا چاہتے ہین یہ دیکھکر تیغہ نکال(?)
گری اور برق کو اٹھا لے گئی ساحر کچھ دوڑے تھے کہ ضرغام نے حقۂ آتشبازی مارے وہ ایک کے
منھ جھلسے دوڑ کے اس عرصے مین سرخمو نکل گئی ادھر حیرت رنجیدہ دل کبیدہ پھر کر داخل بارگاہ ہوئی
فوج زہرہ لاش اپنی مالکہ کی اٹھا سمت باغ سیب گئی ادھر سرخمو لشکر مین برق کو لائی مہرخ نے
اسکو خلعت دیا سب خوشنود ہوے اور بعشرت تمام بیٹھے وہان شاہ جادوان مست نشۂ شراب
دربار مین بیٹھا تھا کہ ساحر نالان و گریان لاشہ لیے پہونچے اسنے غل سنکر سامنے بلایا اور حال پوچھا جب
سب کیفیت سنی کف افسوس ملے اور کہا ہاے ان عیارون نے کیا غضب کر رکھا ہے کوئی تدبیر بن نہین
پڑتی کیا کرون اور کیا نہ کرون یہ گفتگو ہے یہ سنکر ایک ساحر زبردست ماہر چہار چشم جادو نام
اٹھ کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ یہ غلام جاتا ہے اور تمام نمک حرامون کو سزا اسے معقول دیتا ہے یہ کہکر اسی وقت
نفیر سحر بجائی اور رخصت ہوکر معہ دس بارہ ہزار ساحر دنکے بڑے جوش و خروش کے ساتھ روانہ ہوا
اور دریا سے گذر کر لشکر حیرت مین پہونچا اور ملکہ سے کہلا بھیجا کہ مین اسیوقت لشکر حریف غارت کرنے
جاتا ہون آپ بھی آکر تماشہ دیکھین یہ پیام ایک ساحر لیکر چلا لیکن بقول سے ع تقدیر کے آگے کچھ تدبیر
نہین چلتی + وہ ساحر جو چلا راہ مین جانسوز عیار بشکل ساحر اسکو ملا اور اس نے دریاے خون روان
کی طرف سے ساحر کو لشکر کی جانب جاتے دیکھکر قریب آکر پوچھا کہ اے برادر کہان چلے اس نے سارا

[illegible] تمام سب آئے کا اور جا مست جانتے ہیں حیرت سے ہنا باین کی جا افسین ہے؟ خرابنا کہا چلو مین
[illegible] خدمت میں جاتے ہون غرض دونون چلے نزدیک و چیرات سے سنا تا تھا رو دمیں
[illegible] اسے بیہوش کرکے [illegible] چھپا دیا اور آپ دہان سے دوڑ کے اپنے لشکر مین گیا پھر قرا
[illegible] سرت کرچکی تھی یہ بیدرد حیثیت زمین گیا اور [illegible] کو بیہوش کرکے [illegible] کہا چھوڑ دیا
[illegible] آگئی اور سب سازادار [illegible] کہا ہمارے پاس جو بہت خیزون کو حکم
[illegible] کہ ایک ایک سے ہر ایک مرد اور خیمے مین جا بیٹے [illegible] بیٹھے ہو [illegible] طرح سے نکل کر
[illegible] سرت پر جا کر گیند زن تو [illegible] دہر مین [illegible] مہرخ رو دا ہوئی و خیمون مین بھی سرداران
[illegible] کرتے تھے جیلہ سردار سب سار [illegible] ہوے اور سب لشکر حیرت پر آگئے گوٹ لیے گئے اور
[illegible] دشت غافل [illegible] ہوا تھا ایک خیمون مین آگ لگی آگ دیکھ کر مارو عقرب بچے
[illegible] رہا سب حرتون قتل ہو رہے تھے مارے گئے غرض قیامت خیز ہنگامہ ہوا حیرت بھی بیدار ہوکر قتل ذ
[illegible] بیگمہ بڑی تیزآگ برس رہی تھی ادھر تو یہ معاملہ تھا وہان قاسم منتظر جواب ٹھہرا تھا کہ جا لنسول
اسکے سردار کی ایسی صورت خبر اسکے پاس گئی اور کہا چلیے کچھ فوج لیکے حیرت کی بگڑ کے خود لشکر
[illegible] سے لڑ رہی ہے بس ملکہ نے ذرا ہیر تا ابھی لشکر جلیت پر نہ جاوے ادھر آکر ان عیارون کو سزا دو ہے سنا
تھا کہ یہ اسی طرف چل نکلا یہان آکر جو دیکھا تو واقعی گنت پر بپا ہنگامہ محشر سا ہے بس یہ دیتے ہی
ملکہ [illegible] علامہ بجی فوج کے لشکر حیرت پر گرا اور ہزارہا کو قتل کرنا شروع کیا اور ایک ایسا
[illegible] کہ ابر آسمان پر گھر آیا اور اس مین سے شعلہاے آتش گرنے لگے خرمن ہستی جلنے لگا دریاے
آتش موجزن ہوا ہر ایک کو جا آن دشوار تھا حیرت نے شمعین سحر کی اور بہت مین [illegible] دشمن کر امین بہا
[illegible] جلد لگ کر دین لیکن حیرت نے قاسم کو لڑتے ہوے دیکھ لیا سمجھی کہ یہ بھی مہرخ کا شریک
ہوگیا بس منع اپنے سردارون کے اٹھی اور فوج پر اگری پھر وہ گنت بپا ہوئی کہ نقش تھا مردے
[illegible] سے نکل [illegible] بلکہ گور سینہ بہادران سے اور ان مرد زندہ ہو جب مین کے العیاذ باللہ دہ
[illegible] دن کا سامان سا مین جیت برق شمشیر کا [illegible] سرون کا برسنا ایک طوفان قدم مشکل تھا ہمت یہ

حال قاسم تھا کہ نظم

شب تار و شمشیر و گرد سیاہ	ستارہ نہ پیدا نہ تابندہ ماہ
میان آتش افروخت از ترک و تیغ	تو گفتی که بر کرد بارد ز میغ
چو دریاے خون شد سپہ زان گروہ	خروشے برآمد بلند از سپاہ
یکے حملہ کردند ہر سہ بہم	[illegible] بر خیره و از جوی شیر دژم
ہمی آمد از دشت آواے کوس	[illegible] تیرگون شد زمین آبنوس

جب چھٹا نخل خاک کرتی ہوئی قریب فوج پہونچی اور نہ پوچھو کہ اس سے ذات کی تڑپ کر سمت پلٹ
[illegible] وہاں سے جو سوار [illegible] کرتی اس [illegible] گئی وہ [illegible]
[illegible] وشور اس [illegible] بلند ہوا [illegible] سبب [illegible] انبوہ [illegible] سب
برہم کر [illegible] سے معاودت [illegible] بستی سے [illegible]
واہ [illegible] وہ وقت [illegible] تیغ تیز خورشید نیام
[illegible] شب [illegible] شد [illegible] نظم

[illegible] چہرہ [illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible] گشتند [illegible]

[illegible] صبح ہوتے ہی اپنے شہر میں آئی اور فوج قاہر [illegible] بڑی حیرت
جو تعجب تمام قتل کرتی ہوئی گو [illegible] آخر پھر آئی اور [illegible] بارگاہ میں اس عرصہ میں [illegible]
تو جیسے چالیس [illegible] تھا [illegible] اور اسی طرح [illegible] جب شہر [illegible]
عجب [illegible] دیکھ کہ [illegible] لاش پڑی ہر جان [illegible] فوج بہت ہی [illegible]
حیرت انتظام [illegible] آدمیوں کو [illegible] اس نے جا کر [illegible] کو سلام کیا [illegible]
[illegible] اور [illegible] احوال [illegible] اور کہا بہت جلد [illegible] کہ تمہارے [illegible]
قتل بھی ہو گئے شاباش [illegible] چاہیے تھا مگر پوچھا کہ تم کہاں رہ گئے تھے اس نے سارا حال یعنی [illegible]
کا دعوی کرکے اور اپنا پیام دے کر چلنا راہ میں ساحر کا [illegible] پھر اپنا بیہوش ہو جانا سب بیان کیا حیرت
نے یہ حال سنکر [illegible] لیا پھر اس شخص کو خلعت دیا اور ایک نامہ مشتمل [illegible] اور قتل [illegible]
[illegible] خدمت شاہ طلسم [illegible] کے [illegible] یہ ساحر بھی [illegible] در بار [illegible] پہونچا شاہ طلسم نے
[illegible] تخت پر بٹھایا تھا کہ یہ فوج ہزیمت خوردہ [illegible] پہونچی اور داد بیداد کی صدا بلند ہوئی [illegible]
[illegible] سے کیفیت معلوم کی کہ یہ ساحر [illegible] پہونچی اور [illegible] بیان میں [illegible]
بس افراسیاب نے [illegible] کو [illegible] لگا کہ کسی [illegible] دشت کو [illegible] تنبیہ [illegible]
روانہ کروں یہ تو اس فکر میں ہے اور عمر و مخمور گنبد [illegible] سے آگے جاتے ہیں لیکن اب بقیہ حال لشکر
لقا [illegible] گزارش کیا جاتا ہے وہ یہ کہ [illegible] جادو [illegible] مارا گیا تھا [illegible]
چپے تھے یہاں تک کہ طلسم ہوشربا میں ایک قلعہ ہے اور [illegible] اس قلعہ کی ایک ساحرہ نازک چشم جادو
نامی [illegible] کی بہن ہے اسکے پاس پہونچے [illegible] کیا [illegible] دونوں [illegible]
[illegible] کی لاش تو ہم لاتے ہیں [illegible] خبر [illegible] قتل ہوئے یہ سنتا تھا کہ نازک چشم بہت [illegible] قلعہ میں
[illegible] ہوا [illegible] بیہوش ہوئے [illegible] بیہوش ہوئے جادو [illegible]

لگین ہر ایک نے گریبان چاک کیے کہ بموجب ابیات

برافشاند بر تخت خاک سیاہ	بجیوان بر آمد فغان سپاہ
ہمی سوخت کاخ وہمی سوخت وی	ہمی ریخت اشک وہمی کند موے
میان را بزنار خونین ببست	فگند آتش اندر سراے نشست

آخر جب بھائیون کی ماتمداری سے فرصت پائی قلعہ کو ایک مشیر سلطنت کے سپرد کیا اور مع ملکہ گلابی چشم جادو اپنی دختر ملکہ نازک چشم تخت سحر پر سوار ہو کر جلی فوج ساحران ہمراہ ہوئی بڑے کروفر سے طلسم تک بہ آئی اور قریب لشکر پہونچی ہرکارے خبر اسکے آنے کی لے کر رو برو لقا کے آئے شرائط آداب و تعظیم بجا لائے یعنی ان کافرون نے اس منکر خدا کو بد دعا دے کر بزبان عجز والتماس اسطرح عرض کیا

کہ ابیات

کہ رابود زین سپس تخت تو	بچاک اندر آمد سر بخت تو
اگر پارۂ آہنینے بپاسے	بہرت لباید نماند بجاے

ملکہ نازک چشم با فوج گران آئی ہے اور داخل لشکر ہوا چاہتی ہے یہ خبر سنکر لوگ بہر استقبال بھیجے افسران فوج تعظیم کرکے لائے لشکر اسکا اترا نازک چشم نے خداوند کو سجدہ کیا سوفار اور بختیارک یاد کرکے لعنت و اختر کو بہت رو دے لقا نے تسکین و دلاسا دیکر حکم دیا کہ بزم عیش ترتیب پذیر ہو حسب الحکم رامشگران زرین لباس و ساقیان مہر دیدار بے عشرت اساس لے کر حاضر ہوے دورۂ ساغر شروع ہوا گویا اس بزم آسمان رفعت مین بالہ مہر و ماہ گردش پذیر تھا ناچ نے ناہید فلک کو دورہ کرنا بھلایا راگ نے رنگ ترنم مراد ین عشرت فتنہ دہر بٹھایا یہی ہنگامہ ایک دن اور ایک رات برپا رہا جب دوسرے دن گل آفتاب مرجھایا اور باد صباے شام نے کار نسیم سحر کرکے غنچہ ہاے انجم کو گلزار افلاک مین شگفتہ فرمایا کہ بموجب ابیات

کشیدند می تا جہان تیرہ گشت	سر میگساران زمے خیرہ گشت
بزد ناے رومین در بست کوس	بیار است لشکر چو چشم خروس
برین گونہ از جاے برخاستند	ہمہ شب ہمی چارہ آراستند

شام ہوتے ہی طبل جنگ بجا اس خبر کو جاسوسان لشکر اسلام نے دریافت کرکے خدمت بادشاہ لشکر اسلام مین اپنے تئین پہونچایا اور بہزاران ادب و توقیر زمین گیر ہو کر عرض پذیر ہوے کہ نظم

شاہ شاہان زمین ترے محتاج	سر افلاک پر ہو گوشۂ تاج
تیرا گلگون اگر کرے گلگشت	سبزہ گل ہو اسکی سم سے دشت

نازک چشم جو دوسرے لشکر حریف مین آکر طبل جنگ بجوایا ہے اور اپنے بھائیونکا قصاص لینے کا ارادہ

کیا ہی یہ لکھو کارزے کنارے ہوئے اور شاہ اسلام نے امیر کی طرف گوشۂ چشم سے ارشاد کیا امیر نے حکم کارسازی لشکر دیا چالاک نے طبل سکندری پر چوب لگائی نائے ترکی بیچ کیومرثی بوق و نفیر افراسیابی وغیرہ منوچہری جھانجھ جلاجل اسباب صاحبقرانی کے بلنے بجے دلاور تیاری جدال و قتال کرنے لگے جوہر شمشیر سے گلزار شجاعت سرسبز بنا ڈھالوں کے پھولوں سے گلستان جلادت کو پر بہار بنایا ہوا سے فتح و نصرت مثل نسیم اس حدیقۂ تہوری میں وزاں ہوئی سرخی چہرۂ شجاعت آگین بہادران گلہائے بوستان کو شرمندہ کرتی تھی جوانوں کا اکڑنا پھولنا جھومنا سرو آزاد گلشن تھی تلواروں کی چمک سے ظاہر تھا کہ نہر حدیقۂ شجاعت میں موجزن تھی اس طرف کو جوانان خنجرگزار نبرد آزمایان آزمودہ کار اسلحہ صیقل کرنے کمانداران قربان ہونے پر لبیس دم شجاعت کا بھرتے تھے نیزہ داران نیستان جرات کے شیر تھے تیغ زنان انتہا سے زیادہ دلیر تھے لشکر حریف میں جادوگر ہجوم کرتے تھے بیرونکا حال معلوم کرتے تھے ہنگامۂ قیامت زا برپا تھا یہ حال ہوا تھا

نظم

ہنر کار شد جادوے ارجمند — نہان راستی آشکارا گزند
ہمہ دل پر از کین و پرچین بروے — جز از جنگ شان نیست پیکار زوی
درخشیدن و آتش و باد خاست — خروش سواران و فریاد خاست
سپاہی کہ از کوہ تا کوہ جاے — بگیرند کو بند گیتی بپاے
اگر بر زمین بر زند گرز کین — بترسد زمان و بلرزد زمین

دم سحر جب شاہ خاور جھولی تار شعاع کی زر تارے کے تین ذال کر میدان فلک میں آیا اور ہندوی شب نے اصفہان سے زمانے کے رخصت ہو کر رہ ظلمات پر آسن مارا کہ

نظم

دگر روز کین گنبد تیز گرد — بگسترد بر چرخ دیباے زرد
زمین گشت از پاے پیلان ستوہ — نہ ہامون پدید و نہ صحرا و کوہ
چو گرد سپہ از میان بردمید — جہان رنگ خورشید شد ناپدید
جہان سر بسر زد شدہ تیرہ گون — ز گرد سپہ آسمان قیر گون

لشکر دونوں طرف کے گروہ گروہ وارد دشت قتال ہوئے سرداران اسلام بعد فراغ نماز سحر دست دوست پر ظل اللہ جہان پناہ کے آئے امیر ورد و وظائف سے فارغ ہو کر درگاہ باری میں دعائے فتح و ظفر بصد گریہ و زاری مانگنے لگے کہ اے باری وہ زبردست [illegible]

ابیات

اے مسیحائے درد بیماران — اے عطا پاش معصیت کاران
جس طرف دیکھو جلوہ گر ہے تو — رگ جاں سے قریب تر ہے تو
تو ہی ہر عیب سے مبرا ہے — تو ہی بیشک خدائے یکتا ہے

[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] تمام ترا … یہ وہ پوچھی ہے سب کی کار ز

[illegible] دشمن پر فتح و ظفر [illegible] ہے کہ چالاک نے پشت پر [illegible] کی امید [illegible] کر [illegible] عسکر [illegible] زمی از میدان حرب [illegible] لشکر [illegible] آراستہ [illegible] تبرکات پیغمبران سے قامت پر استقامت کو زینت دی چہرہ [illegible] پشت [illegible] سوار ہوئے اور در دولت حضور سلطان ذیشعور پر آئے یہاں چند دیر ٹھہرے تھے کہ [illegible] محل کی ڈیوڑھی کا پردہ جنبش میں آیا ایک سردار کھڑا ہوگیا سواری شاہ کشورستان کی برآمد ہوئی سب سرداروں نے تسلیم کی تخت شہنشاہ کا بیچ میں لے کر بصد ادب روانہ دشت [illegible] ہوئے [illegible] آگے نقیب بولنے لگے علمون کو جلوہ ہما علمدار پھریرے کھول کر بڑھے کہ

ابیات

چہ اسپان تازی بزرین ستام … چہ شمشیر ہندی بزرین نیام
چہ از جوشن و ترک رومی زرہ … کشادند بر بندہا را گرہ
کمانہای چاچی و تیر خدنگ … سپرہای چینی و زوبین زنگ
ہمہ یک سرہ پیش شاہ آمدند … بر تاسور تاج و کلاہ آمدند
چو رعد خروشندہ سر برق کوس … خور اندر پس پردۂ آبنوس

اسی شوکت سے دشت جنگاہ میں پہونچکر صف آرا ہوئے اس طرف سے لقا کا تخت ہاتھیوں پر کھنچا ہوا ابر کی ہی جادوگر مع لشکر آ پہونچے ناز کی چشم تخت سحر پر سوار ہمراہ ساحران غدار ایک سمت کو آکر ٹھہری صف آرائی ہوئی مورچے بندھ گئے جنگاہ میں لوگ ٹھہرے میمنہ و میسرہ و قلب جناح کی درستی ہوئی نقیب للکارے جو ہو نگہ کات

[illegible] … [illegible]
بہ نیرو درین دشت [illegible] … زرایشہ آراستہ [illegible]
کہ گیتی کیے نغز [illegible] … [illegible]

جب نقیب کنارے [illegible] ناز [illegible] اجازت گیر لقا سے ہوکر آگے بڑھی اور پکاری کر [illegible] سامنے جیپور مہندی بادشاہ اسلام [illegible] مقابلے میں گیا ناز [illegible] سحر پڑھ اکر جنگل کی طرف [illegible] گرد اڑی [illegible] ایک سوار [illegible] آئینہ بند گرز بردوش [illegible] ہوا اور سامنے جیپور کے آیا بعد گفتگو بیانیہ نیزہ بازی شروع ہوئی لعین چند لعنتوں سے جیپور نے نیزہ اسکے ہاتھ سے نکالا اپنا گرز اٹھاکر بر سر حاربہ ہوا اس

[illegible] دونون [illegible]

[illegible]

[illegible] ٹیک [illegible] دونون [illegible]

[illegible] گرزی [illegible]

اور آپ مرکب پر چڑھ کر مبارز خواہ ہوا ادھر سے حاذق شیر زبان [illegible]
وہی سانحہ گذرا مہر و افضل شیر دل سے بر دگیا کشتی مین قید ہوا اسی طرح کو چند [illegible]
فرزند شاہ دولت آبادی [illegible] بہت سے سرداران ہندوستان گئے اور [illegible] ہوے اسوقت
شاہزادہ نورالدہر نے چاہا کہ [illegible] یوسف لشکر سے جدا نہ ہوے تھے کہ خدا کی طرف سے
گرد اری کہ فلک [illegible] تیرہ و تار ہو گیا سر گرد آسمان سے لگا تھا سلطان و پہلوان شل [illegible]

ابیات

گرد از راہ صحرا یکی تیرہ گرد	برآمد کز و روز شد لاجورد
شد از خاک خورشید تابان نہفت	ز بس پیل و برگستوان [illegible]

جب ہوا نے دامن شگافتہ کیا آگے آگے ایک پہلوان [illegible] گردن بلند بازو قوی تن [illegible] پیل گرانمایہ
پر سوار پشت پر ایک لاکھ سوار جلتہ پوش چار آئینہ چند [illegible] رکاب بر کاب گھوڑے کی دم
سے دم اور سم سے سم ملائے ظاہر ہوے لشکر لقا مین طبل شادمانی بجا اور عنصر کو توپ نے کہا یہ خداوند
یہ شہسوار نامہ گوپی نام [illegible] غرض کہ سب [illegible] کر کے لائے اسکی فوج نے بھی نوبت بادشاہ
[illegible] نامہ سامنے لقا کے گیا اور عرض پیرا ہوا کہ اسلامیون کو [illegible] میدان
ہون کہ جنگ سحر سوختہ کی جاگے اور عجوبات [illegible] کرین جا کر سکے بادشاہ اور لقا [illegible]
عرض پذیر کرکے حکم دیا کہ [illegible] ان بندگان خوانی کو تماشا [illegible]
اڑا کر بہ سمت میدان چلا اور [illegible] سب کہ خداوند جلیل [illegible]
[illegible] سب نے [illegible] میدان [illegible] بازی گرنے [illegible] دکھان
[illegible] کہ عرق عرق ہو گیا اسوقت [illegible] لشکر اسلام کے
[illegible] دیکھتا تھا [illegible] تماشا [illegible]
[illegible] سے [illegible] اور مجھ سے شیر زبان کا مقابلہ [illegible]
[illegible] گراز [illegible] دکھین [illegible] لشکر اسلام مین
دست راست [illegible] وہ دکھانے لگے اور [illegible] بجنے لگے صدائے [illegible]

گاو دم بلند ہوئی اور شاہزادہ بہرام رزندہ زمردے ایمان نور دیدہ مومنان و مسلمانان گل گلزار خلیل الرحمان یعنے نور الدہر بن بدیع الزمان بن حمزہ صاحبقران نے اپنے مرکب کو صف سے باہر نکالا اور سامنے بادشاہ اسلام کے آکر پشت ہیون سے اترکر پایہ تخت کو بوسہ دیا اور ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ اے شاہ لعفت نشان اجازت میدان ہو بادشاہ نے جام کلہ عفریت پر از شربت قند و نبات عنایت کیا اور خلعت سے مخلع فرمایا اور سپرد یزدان پاک کیا شاہزادہ جام نوش کرکے مرکب بردبارہ سوار ہوا اور بسمت میدان چلا کہ ابیات

گرفتش سنان و کمان و کمند	گران گرز را پہلوے دیو بند
زتندی بجوش آمدش خون و رگ	نشست از بر بارۂ تیز تگ
بآوردگہ رفت چون پیل مست	چو کوہ زوان اسپش از جا بجست
برون آمد و راے ناورد کرد	بر آورد بر چہرۂ ماہ گرد

مرکب کی طراردن مین مقابل حریف جا پہونچا ناصر کو طلعت جہان آراے شہزادہ دیکھکر ایک محبت ہوئی اور کہا اے یل نامدار خداوند کو سجدہ کرے تو تیرے لیے سلطنت معین کیجائے اور میرے لشکر کی بادشاہی کرے شہزادہ نے فرمایا کہ اگر تو مجکو زیر کرے گا تو جو کچھ حکم دیگا قبول و منظور ہوگا اسوقت وقت جنگ ہے زبان شمشیر کو کام مین لا لب سوفار و دہان تیر سے ہمکو سمجھا ناصر یہ سنکر بیتہا آنکا ور گینڈا پیچھے ہٹا کر آگے بڑھا اور اس طرف سے شاہزادہ چلا ایک ٹکر مرکبون نے ایسی کھائی کہ یقین تھا سر پیچھا جائینگے سوار گر پڑین گے مگر سوار پشت زین پر قائم رہے اور گینڈا ناصر کا تھپیڑ کھا کر چھ قدم پیچھے ہٹ گیا اور اسی قدر گھوڑا شاہزادہ کا زور مین آکر ڈھکیا اس نے رانون مین مسلکے سامنا کیا اور نیزہ سینہ بکینہ شاہزادہ پر لگایا جنگ خاہوی

یکے تنگ میدان فرد ساختند	بکوتاہ نیزہ ہمی ساختند
نماند ایچ بر نیزہ ہندوستان	بجسپ باز بردند ہر دو عنان
بشمشیر ہندی بر آویختند	ہمی ز آہن آتش فرو ریختند
بزخم اندرون تیغ شد ریز ریز	چہ رزمے کہ پیدا کند رستخیز
گرفتند زان پس عمود گران	ہمی گرفتند آن بر بن این بران

جب اسلحہ درزی سے مراد دلی نہ حاصل ہوئی دوال کمرین دونون نے ہاتھ ڈالکر زور کیا آخر دونون زمین پر کود ے اور دامن گردان آستینین چڑھا کر مائل کشتی ہوئے نظم

ز اسپان جنگی فرود آمدند	ہشیر اردو با تیر خود آمدند
بہ بستند بر سنگ اسپ نبرد	برفتند ہر دو روان پر ز درد

ز شیران بہ کشتی بہا آویختند | ز تنہا خوے خون ہمی ریختند

اسی طرح وہ بہمن اور دہشت بہشت کشتی بصد درشتی رہی شام تک وہ زندہ پیل یا دو اہرمن مست کے سر ٹکراتے رہے جس وقت کشتی گیر فلک نے آمد پہلوان زنگبار شام سنی اور اکھاڑے سے چرخ کے نکل کر بارگاہ مغرب کی راہ لی کہ نظم

شب آمد یکے ابر شد پر سپاہ | جہان گشت چون روئے زنگی سیاہ
چو دریا سے قیر ست گیتی جہان | ہمہ سد شتائیش گشتہ نہان

رات ہوتے ہی ناصر نے شاہزادہ کو روک کر کہا کہ اے جوان مرحبا صد مرحبا تو خوب مجھ سے لڑا اب جا کار امروز بفردا آفتاب بہر آسائش ہمہ کل ہم تم پھر نصیب آزمائی کریں گے کہ بیت مبہم آزما بلندی کراست ، و زنیکار فیروز مندی کراست ، شہزادے نے جواب دیا کہ اے پہلوان ہمارا یہ دستور نہیں کہ بغیر حریف کے زیر کیے ہوئے یا بغیر زیر ہوئے اس سے میدان سے پھر جائیں کیونکہ آج جس طرح شام تک لڑے ہو اسی طور سے کل بھی لڑو دن گا یہ فیصلہ پھر کیونکر ہو گا بس میرا قول یہ ہے کہ کار امروز بفردا مگذار رات کو دن کر لینا شاہوں کے نزدیک کچھ دور نہیں اسی وقت تقدیر دیکھیں ع تا یار کرا خواہد و میلش بہ کہ باشد ناصر نے یہ تقریر سنکر کہا اچھا کیا میں بھی آپ سے بازی کب رکھتا ہوں لیکن کچھ کھا لی ہوں تو لڑوں شہزادے نے فرمایا کہ اچھا کھاؤ اس نے ملازمین کو پکارا اور کھانا طلب کیا ملازم اس کے مکان سے دودھ کے خوان اور میووں کے لائے اس نے ایک کاسہ شیر پیا اور چھلکے میووں کے لگئے شاہزادہ اکھاڑے میں ٹہلتا رہا کہ اس نے ایک طرف پھر کر دیکھا اور کہا آپ کچھ نہیں نوش فرماتے شہزادے نے فرمایا کہ ہمارے کھانے کو لخت دل اور پینے کو جگر ہی جب تک خدائے تعالے ہکو اس جنگ سے فراغت نہ دیگا کچھ نہ کھائیں گے اس نے یہ سنکر کاسہ پھینکدیا کہ میں بھی نہ کھاؤں گا کیونکہ آپ اگر زیر بھی ہوں گے تو کہنے کو ہو گا کہ بھوکا تھا گرفتار کر لیا یہ کہکر مقابل آیا دستی بصد زبردستی کھینچی کشتی شروع ہوئی ادھر سے امیر نے اس طرف سے لقائے جبار فرشی کنارے اکھاڑے کے روشن کرا کے درختوں میں گیند لٹکوا دیے لشکری اسی جا دیو پوشش بچھا کر بیٹھے خورد و نوش میں مصروف ہوئے اور سیر کشتی کی دیکھتے تھے مجمع خلائق تھا ہر ایک دیکھنے کا شائق تھا اسی طرح رات بھر کشتی رہی رات بسر کیا شبانہ روز باہم سر ٹکراتے رہے چوتھے روز جب شاہ انجم کشتی دیکھکر میدان فلک سے مراجعت فرما ہوا بادشاہ نگار شب نے پھر انفصال رزم عالم میں داخل فرمایا نظم

چو بے رزم تا شب بر آمد نہ کوہ | بجوزند تا ہمدوں از کین ستوہ
جہان گشت چون چہرہ اہرمن | کشیدہ سیہ مار گرد دن دمن

[illegible]

[illegible] اختیار کرے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] نور اللہ [illegible] امید [illegible]

[illegible] مجلس عشق [illegible]

[illegible] صدا

[illegible] تعلقات [illegible]

[illegible] قدم رکھنا [illegible]

[illegible] کیفیت [illegible] تختیاں [illegible]

[illegible] گیسو [illegible] چہرہ [illegible]

[illegible] نے پوچھا [illegible]

[illegible] ملک جی [illegible]

[illegible] مطلب [illegible]

بات کا [illegible] فرق [illegible]

[illegible]

[illegible] اگر [illegible]

[illegible] راست [illegible]

[illegible] بیٹھے [illegible]

[illegible]

[illegible] انجام کار [illegible] کا نشان [illegible]

[illegible] پوچھ لیا تھا [illegible] بیان [illegible]

صورت بدولت شہزادہ بصد مسرت پرچونگاہ پڑی اسکا سب جھلک کر سلام کیا شہزادہ بھی
انتہائی مشتاق ہر اس کے حسن کو دیکھکر گرویدہ ہوا کہ اے آپ نے تشریف لائیے کہ بازی زبان شہزادے
سے یہ خوشنود ہو کر بزم میں بیٹھی شہزادے نے ساقی کو اشارہ کیا اس نے جام شراب ارغوانی بھر کر دیا
اس نے چند ساغر پیا جب نشہ کا زور ہوا دل نے بوسہ یار کی خواہش کی ناصر کا دامن پکڑ کر بولی
کہ بہت صاحب تم ہم کو چھوڑ کر چلے آئے اچھا اب آؤ اور خدمت خداوند میں چلو ناصر نے ہنسکر
کہا کہ اے ملکہ محبوب بیت

کہاں وہ اہل وطن کی صحبت وطن کو چھوڑے ہوئی ہے مدت
کسی کسی کی نہ صورت نہ یاد کچھ کہیں کہیں کا

اب ہماری محبت اگر منظور ہے تو خداوند پر لعنت بھیج اطاعت اس شاہزادہ والا قدر کی اختیار کرو
ورنہ ہم کہاں ہمکو اپنا دشمن سخت سمجھو یہ سننا تھا کہ اسکو پاس ہوئی اور خداوند پر لعنت بھیجنے سے
ناراض ہو کر پکاری کہ اے او بیوفا تو نے بڑا غضب کیا کہ خداوند باختر کو میرے سامنے برا کہا اب
میں تجکو پکڑ کر لے جاؤں گی اور خداوند کا بیشاب پلا کر اپنے گروہ ساحران میں تجکو ملاؤں گی اگر
اس سے تجھکو انکار ہوگا تو وہ بدروز میرے ہاتھ کی قدرت دیکھیگا کہ خود عدم میں بھی نہ آرام پائیگا
یہ تو بتا کہ اتنے بڑے بڑے خداوند کبھی دیکھنے میں آئے تھے ان میں تو نے کیا برائی دیکھی جوان
کو مسلمانوں کا ساتھ دیا ناصر نے کہا او قحبہ دور ہو کیا بکتی ہے جا نہیں تو سزا اپنی اپنے کنار میں دیکھ
کی اس ڈانٹنے سے یہ ساحرہ جھلا کر اٹھی اور کچھ افسون پڑھکر دستک دی کہ ناصر زمین
میں دھنس گیا امیہ عیار نے یہ ماجرا دیکھکر کہا اے ملکہ یہ اپنے گھر میں آکر فساد کرنا اچھا نہیں ہم آپکو
مہمان سمجھکر طرح دیتے ہیں اس نے کہا تم اس مقدمہ میں نہ بولو کیونکہ ع رموز عاشقاں عاشق بداند
شہزادے نے فرمایا کہ اچھا تو نے شہوت پرستی کا جھگڑا نکالا جا دور ہو نہیں مار ڈالی جائے گی یہ کہکر
تیغ پر ہاتھ ڈالا نازک چشم نے کچھ سوچکر پڑھا ناصر زمین سے نکل آیا اور کہا آپ ... جھگڑا کرنے دیں
... ... ن سمجھانے آئی تھی ... ہوا کہ تمہیں تو ... وہ دگر ہو گیا ہے ... کا یہ
... نگاہ سے تکتی چلی یا کہ اگرچہ ... ... اسلام اور کیفیت ... ... یاران
اور ... خواہش پڑھی دل میں سوچ کہ خیمہ میں جی ... ... بھی دیکھ لوں ... ... ہوئی چلی
... عیار اس کے پیچھے ہو تا اس کو ... دیکھکر ایک ساحر کی ایسی ... صورت بنکر
پیچھے ... لشکر کفار گیا ... دوڑتا ہوا ... یا اور کہا اے ملکہ میں ملازم سوفار
جادو ہوں انھوں نے آپ کے یہاں آنے کی خبر سنکر مجھکو بھیجا ہے اور کہا ہے کہ جو مالک فوج و سپاہ ہو وہ
اس طرح آئے بس مجکو روانہ کیا کہ اگر کچھ فساد ہو تو آپ کی مدد کروں نازک چشم نے کہا مجھ سے

کون ایسا ہے جو فساد کریگا غرض دونون باتین کرتے چلے راہ مین ایک مقام تنہا دیکھ کر امیہ نے خاصدان نکالا اور اسکو وا کر کے ملکہ سے کہا کہ مجھکو پان کھانے کی بہت عادت ہے آپ بھی نوش فرمایئے راہ مین سوا اس شغل کے کیا ہے ملکہ نے ایک گلوری لے کر اسکے کہنے سے کھائی فوراً بیہوش ہوگئی امیہ پشتارہ باندھکر اسکا سامنے شاہزادہ نور الدہر کے لایا شہزادہ نے فرمایا کہ بقیہ شب اسکو قید رکھو امیہ نے پشتارہ سے نکالکر اسکو ستون سے باندھدیا مگر بیہوش رکھا کہ بھاگ نہ جائے چنانچہ رات بھر حفاظت تمام رکھا جسوقت زاہد خورشید صومعہ مشرق سے باہر آیا اور عابد قمر نے زنار ماہ سر بسجود مغرب کیا

چو تارک خمیدہ شد پشت ماہ
بنزدیک خورشید چون شد زشت

دنار یک زلف شبان سیاہ
برآمد پر از آب ورخ را بشست

امیر معہ سرداران کے مسجد کرپاس مین تشریف لائے اور بعد فراغت طاعت رب اکبر دربار مین آکر دنگل نادعنبر جناب آصف بن برخیا پر جلوہ فرما ہوے بادشاہ اسلام بھی برآمد ہوے اور تخت سلیمانی پر بیٹھے دربار کا نقارہ بجا تمام سردار حاضر ہونے لگے شاہزادہ نور الدہر معہ ناصر دربار مین آئے ناصر سے نذر دلوائی دنگل اسکو باتحت نور الدھر اسی ذیل مین کہ شہزادے کے سرداران جہان بیچھے مین عنایت ہوا اور شہزادہ اندر چہل ستون کے دنگل گوہر نگار پر متمکن تھا اسوقت امیہ پشتارہ ساحرہ کا لایا امیر حسب اتفاق آج بارگاہ حشامی مین بیٹھے تھے ساحرہ کو دیکھکر حکم دیا کہ ستون سے باندھکر ہوشیار کرو اور دعوت باسلام کرکے ٹھکانے لگاؤ امیہ نے باندھکر کے حسب الحکم ہوشیار کیا لیکن ہونے والی اس نے بھی سوزن زبان مین نہ دیا تھا ساحرہ کی جب آنکھ کھلی اپنے تئین بندھا دیکھا اور شاہ اسلام کو تخت سلطنت پر جلوہ گر پایا یہ دیکھتے ہی نگاہ غضب گھورنے لگی امیر نے سوال اسلام لانے کا کیا کہ اس نے سحر پڑھا بند جس سے بندھی تھی جل گئی اور یہ رہا ہو کر پکاری کہ معلوم ہوا یہ ان ہی عیار کے پھیر سے پر تم لڑا کرتے ہو یہ کہکر سحر پڑھکر دھوان بنی اور اڑکر بلندی پر گئی وہان سے ایک ناریل بارگاہ مین مارا شعلہاے آتش زمین سے نکلکر سرداروں پر چلے امیر نے اسم اعظم پڑھا کہ وہ شعلے بجھ گئے پھر اس نے ایک پیکان سحر مارا وہ بھی برکت اسمار الٰہی جل گیا اور امیر بھی دنگل سے تیر پھر کر کمان مین پیوستہ کرکے پکارے کہ باش او قحبہ کہان جاتی ہے ناز ک چشم نعرہ سنکر خائف ہوئی اور اڑکر چلی گئی ... سگاہ لقا مین بختیارک کہہ رہا تھا کہ رات گذر گئی اور ملکہ نے آمین کو ... [illegible] ... کر پہونچی اور سارا ماجرا گذشتہ بیان کرکے دنگل پر بیٹھی بختیارک نے تیل ... منگا کر سر سے اتارے نازک چشم ہنس پڑی اس نے کہا ہنستی کیا ہو بڑی خیر گذری وہان کا گیا کوئی پھرتا نہین اس جگہ کا جانا ملک عدم کا سفر ہے وہ لوگ بڑے زبردست ہین کون انکے بابر ہے تم واقعی نصیب کی اچھی ہو جو پھر آئی ہو یہ تقریر سنکر نازک چشم

غضبناک ہوئی اور بولی کہ ملک جی مین ابھی حمزہ کو معہ اس کے لشکر کے غارت کیے دیتی ہون یہ کہکر وہان سے
اُٹھی اور اپنی بارگاہ سے ایسا سحر پڑھا کہ راستہ بارگاہ کا ہر طرف سے بند ہو گیا یعنی جو کوئی قصد آنے کا کرے
تو تاریکی معلوم ہو ادھر نہ آسکے بعد اس بندوبست کے خون خنزیر سے نہا کر چو کا دیکر زمین کو لیپکر بیٹھی اور
گوگل دھوپ دیپ وغیرہ جلانے لگی منتر آغاز کیا پھر آردماش کے دو اژدہے بنائے اور ایک جانور
بنایا جانور سے کہا تو سر حمزہ پر جاکر چکر لگا کر اور پکار کر کہہ کہ مین تیرے قتل کرنے کو لے حمزہ آیا ہون
وہ یہ سنکر اسم اعظم پڑھے گا مین بند کر لونگی جانور یہ حکم سنکر جاندار ہو کر اُڑا اور سمت لشکر اسلام گیا
بعد اسکے اس نے اژدہون کو حکم دیا کہ تم بھی جاؤ اور لشکر اسلام کا کام تمام کرو اژدہے بھی غائب
ہو گئے اور یہ بھی بیٹھے بیٹھے زمین مین سما گئی اور لشکر اسلام کی جانب چلی اہل اسلام غافل اترے ہوئے
تھے کہ یکایک اژدر کنارے لشکر کے چلے شعلہاے آتشین منھ سے چھوڑنے لگے حرارت زہر سے
زمین کانپنے لگی اور مردمان لشکر سب شدت گرما سے بیہوش ہونے لگے ہنگامہ برپا ہوا اور خیمون
بازارون سے لوگ بھاگ کر طرف صحرا چلے لیکن جدھر گئے دو اژدہون کو قلاب آتشین چھوڑتے
پایا اور راہ کو بند پایا صورتین ان موذیون سے ایسی پیدا کہ یقین کہ زہرہ آب ہوتا تھا سرطان فلک
کا انکے خوف سے دل پانی پانی ہوتا تھا عقرب چرخ کو بعد ترس وہم اپنی جانکی نگہبانی کی پڑی نظم

چہ گویم از آن اژدہاے دژم	کہ ہشتاد گز بود از دم بدم
بدان جایگاہ بود چون آرامگاہ	نکردی زمیش برد دیو راہ
ہمی دود زہرش بسوزد زمین	نخواہد بدان ماند چرخ برین
ہمی آسمان کرگس اندر کشد	ز دریا نہنگ و دژم برکشد

غرض سر مین حرارت آتش زہر سے لشکر پھنکا پھلنے لگا تمام صحرا جلنے لگا زمین تفتیدہ ہوئی اور
گھاس جھلس گئی وہ آگ جو دہان اژدہان سے نکلی اسقدر بڑھی کہ تمام لشکر اس نے گھیر لیا
اہل اسلام آیۂ وافی ہدایہ قلنا یا نار کونی پڑھنے لگے بعضے ان مین وقنا ربنا عذاب النار پڑھتے
تھے بارگاہ سلیمانی مین شاہ اسلام اور سردار اور امیر جاکر ٹھہرے لشکری جہان تک سما سکے جاکر
وہین پناہ گزین ہوئے مگر ایک بارگاہ اور لشکر بہت بڑا ہزارون باہر رہ گئے اور ہلاک ہوئے
صداے الغیاث و فریاد بلند ہوئی امیر بارگاہ سے اسم اعظم پڑھکر سحر دفع کرنے باہر نکلے اسوقت
ایک جانور آکر گرد سر پھرنے لگا اور پکارا کہ حمزہ مین تجکو مارنے آیا ہون امیر نے اسم اعظم باواز
بلند پڑھا وہ طائر تو جل گیا مگر پس پشت نازک چشم گھات مین لگی تھی اس نے ایک جانور سرخ رنگ
چھوڑا کہ اس نے آکر گرد سر امیر چرخ مارا اور پھر کر نازک چشم کے پاس گیا اس نے پکڑ کر شیشہ مین
بند کیا اور پکاری کہ حمزہ بند کیا مین نے اسم اعظم اب لازم ہے سرکشی کو چھوڑ کر خدمت خداوندین

حاضر ہو اور سجدہ کر ورنہ آج کی شب اور آٹھ دن مہلت دیتی ہوں دم سحر ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگی
وہ چراغ ہستی بجھا دونگی امیر کے جتنے ہمراہی ہیں سب بیکل ہیں اسی وجہ سے بیہوش نہ ہوئے مگر اسم اعظم پڑھتے
تھے مبہوت کی طرح ہیں اسکو کچھ جواب نہ دیا اور آہستہ آہستہ چلکر بارگاہ میں جیسے آئے ادھر ساحرہ شیشہ
لیکر بارگاہ لقا میں گئی مگر ایک رات کی مہلت جو دے گئی ہے اسوجہ سے لشکر اسلام کے لوگ مرے
تو نہیں ہیں لیکن مصیبت کبری میں گرفتار ہیں کوئی فرط عطش سے زبان نکالتا ہے کوئی بیہوش ہے اگر
ہوائے گرم نے رگ نہال حیات گرمائے ہیں غنچہ دہن سبز بختان خشک ہیں اس گرمی سے گل کی
طرح مرجھائے تھے ہر سمت شور و غوغا برپا تھا پنہاں نہ تھا نظم

شعلے پیدا تھے پیرہن سے | آنچ رباں اڑتی تھیں بدن سے
زنبور کنول سے جل رہے تھے | پتھر سے شرر نکل رہے تھے
حالت جو سرشک کی بتر تھی | خستہ مژہ سے چشم تر تھی
مسدود تھی سیل کی روانی | قطرہ لب تیغ پہ تھا پانی
تشویش میں تھا جہان انس و جان تھی | ہونٹوں پہ صدائے الامان تھی

جو بارگاہ سلیمانی سے نکلتا تھا گرمی کی شدت میں تپتا تھا پکارتے دمبدم کی خبر لقا کو پہونچاتے تھے
ساحر خوشی کے مارے نعرے دمبدم مارتے تھے اسوقت نازک چشم جاکر پہونچی اور شیشہ اسم اعظم
دکھا کر عرض کیا کہ رات بھر حضور تامل فرمائیں صبح تک جتنے بارگاہ سلیمانی میں چھپے ہیں سب
نکلیں گے اور مسحور ہو جائینگے آپ لشکر سمیت جاکر سب کے سر کاٹ لیجیے گا لقا نے کہا یہی بہتر
ہم نے نوے ہزار سال میں کیکی ہے کہ صبح کو تمام باغیوں کو قتل کرینگے اسوقت جشن کیا جائے ساقی
حسب ارشاد ساقی و بادہ و مطرب جمع ہوئے انجمن عیش مرتب ہوئی عتاب طبلے پہ پڑی صدائے
مبارکباد بلند ہوئی ملکہ نازک چشم مست عشقیا رک نے کہا کہ شیشہ اسم اعظم اچھی طرح رکھو اور پھر ہم
عیش میں مشغول ہے اپنی دختر ملکہ گلابی چشم کو شیشہ دے کر کہا اے فرزند مجھکو اور کسی کا اعتبار
نہیں تم اسکو لے جاؤ شہنشاہ کے پاس پہونچا دو میری طرف سے بھی تسلیم کہنا اور سارا حال
کا کہہ دینا گلابی چشم تخت سحر پر بیٹھکر روانہ ہوئی یہ تو ادھر سے چلی اور ادھر اہل اسلام جو آفت میں
مبتلا تھے بلبلا کر درگاہ خدا میں استغاثہ کرنے لگے درد و گرد خدائے پاک کو پکارتے تھے کہ

ہمکو اس آفت سے بچا نظم

بحر تو مانند تجنہ مرجان | ہاتھ اٹھا کر سوئے درسجان
اے مددگار بیکس و ناچار | اے طرفہ ادہر غریب دیار
اے کشایندہ کار بستہ کے | ناخدا کشتی شکستہ کے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] زبردستان دشت [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] چنگال [illegible] دشت [illegible]

تذروان بچنگال باز [illegible] چکان [illegible] خون

گدا کی چشم دیکھتے ہی عاشق ہوئی [illegible] خرامان خرامان [illegible] گلگشت کرتی ہوئی [illegible] دل آرام زیب [illegible] دل محمود [illegible] کر دیکھا تو یہ معلوم ہوا کہ آفتاب [illegible] دشت [illegible] آہوے [illegible] دشت [illegible] دل [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

محمود [illegible] دشت [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] شراب [illegible]

پھر اس نے ساغر بھر کر شاہزادے کے سامنے پیش کیا شہزادے نے پوچھا کہ آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہے اور اس دشت کو قدم گل رنگ سے رشک ارم بنانے کا کیا باعث ہوا ہے ساحرہ نے مسکرا کر کہا کہ نصیب تیرا اے شخص یاور ہوا جو مجھ ایسی ساحرہ دختر ملکہ نازک چشم کے دل پر تیرے عشق کا شیدا اب تمام عالم زیر فرما تیرے کرونگی شاہ جادوان کا ہمسر بنا دونگی مادر نے میری اسم اعظم حمزہ بند کر کے اژدرہائے سحر سے تمام لشکر اسلام غارت کرنا چاہا ہے اور مجکو شیشہ اسم اعظم دیکر طلسم بھیجا ہے بس جب اہل اسلام میری مادر کے ہاتھ سے مارے جاینگے خداوند باختر یعنے لقا ہم لوگوں کا وہ مرتبہ کرینگے کہ کسی پیمبر کا بھی ایسا مرتبہ نہ کیا ہوگا شاہزادے نے جب سارا ماجرائے جنگ وغیرہ سنا چاہا کہ اس قحبہ کو واصل جہنم کرے لیکن عقل سلیم نے مشورہ دیا کہ ساحرہ ہے اگر غصہ جتاؤ گے تم کو بھی مسحور کریگی لازم ہے کہ اس سے باشتی پیش آؤ اور نرمی کر کے سختی جتاؤ پس یہ سوچ کر ہنسا اور کہا اے ملکہ زہے نصیب میرا جو تمہارا سا ادھر آتا ہوا یہ کہکر گردن میں باہیں ڈال دیں وہ شہوت پرست بھی لپٹ گئی شہزادے نے اسکو وہیں لٹایا اور آسن میں رانوں کو گانٹھا پھر ایک ہاتھ منہ پر پیار کے جی سے رکھا اور دوسرا گردن پر رکھکر اس زور سے گلا دبایا کہ آنکھیں نکل آئیں ہرچند تڑپی اور چاہا سحر پڑھے لیکن رانوں میں دبی تھی اور منہ بند تھا کچھ نہ کر سکی آخر روح نجس نے کسی اور طرف سے راہ نکلنے کی نہ پائی نفذ اسفل کی طرف سے سمت جہنم روانہ ہوئی شور دار وگیر برپا ہوا بڑی دیر تک تاریکی رہی صدا آئی کہ مارا گیا ہائے نازک چشم جادو کو کل ایک سو پچانوے ۱۹۵ برس کی عمر تھی ہنوز جوان بھی نہ ہوئی تھی ارے بیدرد سوتوں نے بڑا غضب کیا کہ اس نے کوئی پھول باغ عشرت سے بھی نہ چنا تھا یہ ارمان و ناشادی ماری گئی بعد اس ہنگامے کے برطرف ہونے کے شہزادے نے شیشہ اسکی جھولی سے نکالکر توڑ ڈالا لشکر اسلام میں سب مصروف دعا تھے کہ امیر کو اسم اعظم یاد آگیا اور بارگاہ سے نکلے اور سوار ہو کر بہت جلد قریب اژدہوں کے گئے اور اسم اعظم پڑھ کر دم کیا کہ وہ نابود ہو گئے بالکل وہ حرارت موقوف ہوئی جو لوگ کہ بیہوش پڑے تھے ان پر اسم اعظم پڑھکر دم کیا کہ وہ ہوش میں آگئے اس عرصہ میں جمہور شکارگاہ سے آیا اور امیر سے سب حال کہا امیر خوش ہوا اور امیر دربار میں آکر بیٹھے ہر ایک بادل شاد بدستور سابق اپنے اپنے کام میں مصروف ہوا ہرکارے لقا کے جو دمبدم خبر پہونچاتے تھے یہ سب خبر لیکر گئے اور عرض پیرا ہوئے کہ ملکہ نگاہی چشم اثنائے راہ میں جمہور کے ہاتھ سے ماری گئیں لشکر اسلام پر سے وہ آفت رفع ہوئی اب سب راحت پذیر ہیں بختیارک یہ سنتے ہی پکارا الصلوٰۃ بر محمد و لعنت بر لقا کیوں ملکہ جی خوش ہوئیں تم نے اقبال مسلمانوں کا دیکھا نازک چشم خبر مرگ دختر سنکر رونے لگی پھر تو یہ حال ہوا کہ بموجب بیانات

همہ بندگان موے کردند باز — کہ آن موے مشکین کمند دراز
کمند میان را بہ گیسو ببست — بناخن گل ارغوان را بخست
سراپا پریشان گسستہ کمند — خراشیدہ روے و باندہ نژند

آخر سب نے سمجھایا کہ اے ملکہ صبر کر خداوند کی مشیت مین کیا چارہ ہے لقا نے کہا اے بندی قدرت تونے ناصر کیلیے اسم اعظم بند کیا تھا کچھ ہمارے واسطے نہین کیا تھا ہمکو یہ ناگوار گذرا تیری دختر کو ہمنے قتل کرایا اب اگر تو ایسا کرے گی اور سوا ہمارے اور کی خاطر سے ہمارے بندونکو قتل کرنا چاہیگی تو ہم تجھکو بھی تورت کردینگے کیونکہ یہ بندگان مغضوب ہمارے پیارے بندے ہین جو کوئی ان مسلمانون کو ستائیگا تو برباد ہو جائیگا خیر ہم تیری دختر کو بروز نوروز زندہ کردینگے فی الحال ہمارے لیے ان مسلمان بندونکو قتل نہ کرنا نازک حشیمہ یہ کلمات سنکر خداوند کے قدم پر گری اور عذر خواہ ہوئی کہ بیشک مین گنہگار ہون اب ناصر کو کبھی یاد نہ کرونگی لقا نے اسکی دلجوئی اور دلداری کی یہ وہان سے روتی ہوئی اپنی بارگاہ مین آئی اور سیہ پوش ہوئی مگر تیاری سحر وغیرہ کرنے لگی فی الحال کچھ دنون اس ساحرہ کو یہ احقر چھوڑ مترجم مصروف ماتم اور سحر خوانی رکھتا ہے اور حال خسران مآل افراسیاب بدسگال لکھتا ہے راوی کا بیان ہے کہ بعد مرنے قاہر چہار چشم کے شاہ جادوان متردد و متفکر ہو رہا تھا کہ ناگاہ دو طائر سحر سامنے آئے دونون کی گردن مین نامے بندھے تھے شہنشاہ نے وا کرکے پڑھے ایک نامے مین لکھا تھا کہ اے شہنشاہ آپ غافل بیٹھے ہین اور عمرو و محمود سمت طلسم کوکب جاتے ہین اب قریب ہے کہ منزل مقصد پر پہونچین آپ کو ان کی خبر لینا چاہیے عرضیہ برادر مصور جادو دوسرے نامے کا مضمون یہ تھا کہ اے بادشاہ بادشاہان ساحران کنیز آپ کی صنعت سحر ساز کہ اس لونڈی کو حضور نے عہدۂ وزارت عنایت فرمایا ہے اپنے ملک سے بہ استیصال مخالفان جناب حاضر ہوئی ہے امیدوار ہے کہ اسکو اجازت حرب عنایت ہو چنانچہ دونون عرضیون کو پڑھکر افراسیاب بہت خوش ہوا اور جواب تحریر کیا پہلے خط کے جواب مین یہ لکھا کہ مین کوکب سے ڈرتا نہین اگر عمرو و محمود جائین گے تو میرا کیا ہوگا خیر تمہارے لکھنے سے مین ایک نامہ کوکب کو لکھونگا عجب نہین جو باغیون کو گرفتار کرکے بھیجدے اور انکا شریک نہ ہو یہ لکھکر طائر کے گلے مین باندھا وہ روانہ ہوگیا پھر دوسرے خط کا جواب لکھا کہ اے ملکہ صنعت تمہارے آنے سے مین بہت خوش ہوا اچھا جاؤ حیرت سے پوچھ کر کام نکلو اعدا کا تمام کرو یہ نامہ بھی طائر کے سپرد ہوا الغرض دونون طائر جا کے اپنے مالکون کے پاس پہنچے ایک تو نامہ پڑھکر چپ ہو رہا اور صنعت نے جواب پاکر کوچ کیا اپنے لشکر کے تین حصے کیے ایک حصہ فوج سالار جادو نام اپنے سپہ سالار کو دے کر مثل ہراولون کے آگے روانہ کیا اور دوسرا حصہ لشکر کا اور سردار کو دے کر پیچھے سپہ سالار کے بھیجا پھر بقیہ فوج کو مثل موج دریا کے اپنے ہمراہ لیکر کوچ کیا اس طریق سے لشکر چلا کہ ایک

لشکر کا سرا دوسرے لشکر سے ملا تھا سپاہ کا حساب حد و اندازے سے باہر تھا القصہ پہلے سالار جادو قریب
لشکر حیرت پہونچا طائران سحر نے خبر درود لشکر حیرت کو دی ملکہ نے سرداروں کو حکم دیا کہ بہر استقبال جائیں
سردار مصروف تیاری ہوئے لیکن اس بارگاہ میں جو آسیس لشکر مہرخ موجود تھے سب خبر دریافت کر کے
حاضر خدمت ملکہ موصوف ہوئے اور بعد مجرا و ثنا کے آنا لشکر صنعت بیان کیا مہرخ اس کے آنے کی خبر سنکر
لرز گئی رنگ رخ زرد ہوا گھبرا کر کہا خدا خیر کرے برق فرنگی نے کہا اے ملکہ تم گھبراؤ نہیں میں جا کر اس صنعت
کے لشکر کو دیکھتا ہوں اور اسکی اچھی طرح سے خبر لیتا ہوں مہرخ نے کہا تمہارا جانا بہتر نہیں وہ بڑی زبردست ہے
برق نے کہا ہمارے نزدیک سب پست ہیں خدائے تعالیٰ زبردست ہے یہ کہکر روانہ ہوا راہ میں ضرغام
عیار ملا اس سے سب حال بیان کر کے کہا میں عیاری کو جاتا ہوں تم بھی خبر رکھنا یہ کہکر چلا ضرغام بھی
دوسری راہ سے اسکے پیچھے ہولا برق جب صحرا میں پہونچا دیکھا کہ زیر دامن کوہ جھنڈے گڑے ہیں
گنج پڑے ہیں دور تک خیمہ و بارگاہ و خرگاہ آراستہ ہیں راؤٹیاں اور بے چوبے استادہ ہیں طبل بجتا ہے
کوتوالی چبوترا بنا ہے دکانیں لگی ہیں بٹھیاں اتری ہیں اہل حرفہ و پیشہ رعایا و برایا کا ہجوم ہے ساحروں
کی کثرت سے ہر سمت دھوم ہے برق ایک ساحر کی ایسی صورت بنکر داخل لشکر ہوا اور ایک شخص سے
پوچھا کہ بھائی میں رہنے والا فوج حیرت کا ہوں ناواقف ہوں تم بتاؤ کہ یہ لشکر کس کا ہے اور ملکہ صنعت
کا کونسا خیمہ ہے اس نے جواب دیا کہ اے شخص یہ لشکر سالار جادو سپہ سالار لشکر کا ہے اور اس لشکر
کی کیا حقیقت ہے اسی سے ملا ہوا اور ایک لشکر پیچھے اس لشکر کے اترا ہے اس لشکر کے بعد لشکر ملکہ
صنعت کا ہے یہاں سے تا گنبد نور فوج ہی فوج ہے اتنا بڑا مجمع ہے برق تو یہ کھڑا پوچھ رہا ہے اور
سالار جادو اپنے خیمے میں بیٹھا تھا ایک صندوقچہ سحر کا سامنے اس کے رکھا تھا اس کو وا کر کے دیکھ
رہا تھا کہ ناگاہ ایک صندوقچے سے چمک نکلی اور آفتاب کیسا چمکا روشنی ہوگئی اس روشنی میں صدا
آئی کہ اے سالار ہوشیار ہو کہ برق عیار آپہونچے یہ سنکر اس نے ایک ساحرہ سے حکم دیا کہ جاؤ برق فرنگی
عیار بازار لشکر میں کھڑا ہوا اس قطع کے شخص سے باتیں کر رہا ہے اسکو بلا لاؤ ساحرہ حسب الحکم برق کے
پاس آئی اور عرض کیا کہ ہمارے میاں نے آپ کو بلایا ہے برق یہ سنکر پہلے تو گھبرایا پھر یہ سوچا کہ چلو تو سہی
خدا مالک ہے غرض ہمراہ اس ساحرہ کے خیمۂ سالار میں آیا دیکھا اندر خیمہ کے شیشہ آلات سجا ہے فرش مکلف
بچھا ہے میز کرسی ڈنگل وغیرہ آراستہ ہیں آبدار خانہ میخانہ کے مقام پیراستہ ہیں ہزار ہا ساحر دروازہ پر
بعہدۂ خدمتگاری و بامید باریابی کھڑا ہے سامان سلطنت ہے بڑا کارخانہ ہے ایک ڈنگل زرنگار پر سالار
بیٹھا ہے روبرو صندوقچہ سحر رکھا ہے اسمیں پانی بھرا ہے یہ اکیلا بیٹھا ہوا اسی صندوقچہ کو دیکھ رہا ہے برق
نے جا کر سلام کیا اسکو دیکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا صندوقچہ بند کر کے الگ رکھدیا اور برق کا ہاتھ پکڑ کر کے
تپاک سے کرسی پر بٹھایا کہ بموجب بیت نگاہ ناز کہیں برق نہ کرجائے + کہو یہ دل سے کھٹکا ہو کر ذرا

تپاک کرے ہی فی الجملہ برق کے لیے سامان تواضع و مدارات مہیا ہوا شراب و کباب منگایا جلسہ رنگ
در باب دکھانے کا ارادہ کیا بعد اس خاطر داری کے گویا ہوا کہ اے برق میں نے آپ کو یہان آنے کی
اس لیے تکلیف دی کہ آپ مرد مردانہ اور شیر فرزانہ ہین جو کچھ مین کہونگا تسلیم کرین گے اور جادۂ راستی
سے قدم خلاف نہ دھرین گے فی الجملہ آپ جاکر ملکہ مہرخ کو سمجھا لیجے کہ آج تک جو ساحر آیا اور آپ
کے ہاتھ سے مارا گیا یہ سمجھ لیجیے کہ وہ اور طرح کا لڑنے والا تھا شہنشاہ کو تم سب کا غارت کرنا منظور نہ
تھا ہمیشہ کی پرورش اپنی یاد فرما کر رعایت فرماتے تھے مگر تابکجا مجبوری ملکہ صنعت سحر ساز جادو اپنے
وزیر کو بھیجا ہے بس ملکہ عالم سے لڑنا بادشاہ جادوان سے مقابلہ کرنا ہے مور ضعیف بیل دمان سے
کہین لڑ سکتی ہے اور پروانہ جان بھی دے جب بھی شمع کو نہین بجھا سکتا کیونکہ مین آخر کہ خود رواہم
کہان ملکہ صاحب اور کجا لشکر مہرخ آفتاب اور ذرہ کا سامنا یہ سمجھ کر مین تم بھی ملکہ موصوفہ کی
زبردستی بیان نہین کر سکتا

ابیات

شہ ساحران صنعت سحر ساز
کہ ہے آج شاہی مین وہ سرفراز
خداوند اور رنگ کشورستان
سرافراز جادوگران جہان
کسی کو ہو کب دعوی ہمسری
کہ ہر وقت کی اپنے وہ سامری
نہین ساحران جہان کی مجال
کرین سامنے اسکے کچھ قیل و قال

حاصل مرام اے برق تم سمجھا کر اپنی ملکہ کو ہلاک ہونے سے بچاؤ اور خیر اگر وہ لڑنے سے باز نہ آئے
تو اپنی جان آپ دے گی تم میرا اتنا کہنا مانو کہ عیاری کرنے نہ آؤ اور اپنے ساتھیون کو بھی منع کر دینا کہ
وہ بھی جسارت نہ کرین ورنہ روز بد دیکھین گے اگر ہزار جان لے کر ہمارے لشکر مین آئین گے ایک
بھی سلامت نہ لیجائین گے برق اس تقریر دلربا کو سنکر ہنسا اور دلمین سوچا کہ یہ کہان کے ہمارے
دوست مہربان ہین جو اسوقت مشفق ناصح بنکر کتاب پندنامہ پڑھتے ہین ظاہر ہوا کہ از حد
بیوقوف بدترا ز طفل ابجد خوان ہین خیر لازم ہے کہ ان کو اور زیادہ بیوقوف بناؤ اور نشانی لیکر
یہان سے اپنا راستہ لو پھر جیسا ہوگا سمجھ لینگے یہ تجویز کرکے گویا ہوا کہ اے مہربان واقعی آپ نے جو کچھ
فرمایا سراسر بہتر اور عین مصلحت ہے خالی از صواب آپ کا ارشاد نہین مین اپنے امکان بھر مہرخ کو
فہمائش کرون گا اور جنگ سے باز رکھونگا اور عیارونکو مانع ہونگا سچ ہے ایسا دوست شفیق تم سا
برادر مجھکو کہان ملے گا سچ تو یہ ہے کہ اتنے ساحر آئے مگر یہ دوستی کسی نے نہین کی جو کچھ کہ جناب نے
مہربانی ہم باشکستہ زادۂ حیران کی نسبت فرمائی سالار اسکی گفتگو سنکر بھول گیا اور کہا اے
برق آپ بڑے دانشمند ہین مین تمام عمر آپ کا ساتھ نہ چھوڑونگا اور ملکہ سے کہکر بڑا رتبہ
دمرتبہ کراؤنگا برق نے کہا یہ آپ کی عنایت ہے غرضکہ اسی گفتگو مین اتفاق سے سالار کو پیشاب

کی احتیاج ہوئی اُٹھ کر چوکی پر گیا مگر کہتا گیا کہ آپ تشریف رکھیے میں حاضر ہوتا ہوں برق سمجھا کہ یہ تو مسخرا ہے تم اپنا کام کرو یہ سمجھکر اُٹھا اور وہی صندوقچہ جو سامنے سحر کا رکھا تھا اُٹھایا پہلے تو سمجھا تھا کہ کچھ آفت اس سے ظاہر ہوگی مگر دیکھا تو اسی طرح بند ہے کچھ ضرر نہیں پہونچا ہے معلوم ہوا کہ جب یہ کلید سحر سے کھلے اور زمین ترکیب سے سحر پیدا ہوتا ہے وہی تدبیر کردی جائے تو اسمین سے سحر پیدا ہو کر کام دے بس یہ لے کر اس خیمے کے باہر نکلا یہان جو ساحر کہ حاضر تھے وہ سمجھے کہ سالار نے انکو باعزاز بلایا تھا یقین ہے کہ صندوقچہ دیا ہوگا یہ سوچکر کسی نے نہ روکا یہ نکلکر جب لشکر کے کنارے پہونچا اسوقت سالار جو کہ پیچھے آیا برق کو نہ دیکھا پہلے تو افسوس کیا کہ بڑا یہ عیار بدقسمت تھا جو چلا گیا نہیں تو میں بہت کچھ دیتا جب افسوس کرچکا غور جو کیا تو صندوقچہ سحر بھی نہیں پھر تو گھبرایا اور بدحواس ہوکر باہر آیا پکارا کہ وہ لے گیا ملازمین بھی کچھ اس جملہ کو نہ سمجھے مگر اس کے کلام کی پیروی کرنے لگے یعنے سب یہی کہنے لگے کہ ارے وہ لے گیا ارے وہ لے گیا کوئی یہ نہیں کہتا کہ صندوقچہ لے گیا سالار جدھر دوڑا جاتا ہے اسیطرف سب جاتے ہیں اور لے گیا لیگیا کا غل مچاتے ہیں برق نے جو غلغلہ سنا جلد لشکر سے باہر نکل گیا اور وہ مقام کوہستان تو تھا ہی یہ ایک درۂ کوہ میں جاکر چھپ رہا وہاں بھی سن رہا ہے کہ لینا گھیرنا گرفتار کرنا ظالم نے بڑا غضب کیا کہ لے گیا یہ تو غار میں مخفی ہے کوہ کے مگر ضرغام سے جو کہ آیا تھا وہ بھی اسکے پیچھے لشکر میں آیا تھا اسنے بھی یہ ہنگامہ دیکھا اور برق کو بھاگتے صندوقچہ لیے دیکھکر اسکو بھی دل کی سوجھی اور سوچا کہ یہی موقع ہے اس بیوقوف سپہ سالار لشکر کے مار ڈالنے کا یہ سمجھکر اپنی صورت تنہائی میں جاکر برق کی ایسی بنائی اور ایک طرف سامنے سے ساحروں کے بھاگ کر چلا سالار نے دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا تو میرا صندوقچہ کیوں لیگیا میں نے تیرے ساتھ کیا برائی کی تھی میں بلکہ ارادہ رکھتا تھا کہ تجھے زر و گوہر کے کئی صندوقچہ دوں اب اس صندوقچہ میں جو تو لے گیا ہے کچھ زر و جواہر نہیں ہے صرف سحر کرنے کا ہے وہ مجھے دیدے اور مجھ سے اس کے عوض میں بہت سا کچھ مال لے میں تجھکو ضرر نہ پہونچاؤنگا اور بہت کچھ دونگا برق نقلی نے جواب دیا کہ تو بڑا بیہودہ ہے کیسا صندوقچہ اور بالفرض اگر میں لے بھی گیا ہوں تو کیا دینے کے واسطے لیگیا ہوں جا اپنا کام کر ہم جو لے گئے وہ لے گئے اب نہ دینگے سالار نے یہ سنکر ایسا سحر پڑھا کہ ضرغام کے پاؤں زمین میں دھنس گئے اور زمین نے ایسا فشار دیا کہ بیقرار ہو گیا اور کہا سالار کیا چاہتا ہے اس نے کہا صندوقچہ دے اس نے جواب دیا کہ ایک شرط سے یعنی میں صندوقچہ غار میں ایک پہاڑ کے رکھ آیا ہوں اگر تو اکیلا میرے ساتھ چلے تو دیدوں کیونکہ ہم لوگوں کے رہنے کی وہ جگہ ہے اگر ہر ایک دیکھ لے گا تو برا ہے اس لیے تجکو تنہا لیے چلتا ہوں سالار نے یہ سنکر پھر سحر کرکے اسکو زمین سے چھڑایا اور بولا کہ اچھا چل دے افسران لشکر نے عرض کیا کہ یہ مکار ہے آپ

تنہا نہ جانے دیجیے سالار سمجھا کہ یہ سالار ہی اگر جانے مین تامل کریگا فوج کے سردار بظاہر تو باغی ہین لیکن
دل دیکھتے ہین سب بودا جائینگے یہ سمجھکر کہا نہین مین جاؤنگا کیا مین کچھ حلوا ہون جو کھا لے گا یہ کہکر
ساتھ ہوا ضرغام اسکو لیکر کوہستان مین آیا اور اس حماقت زندہ کو ازبسکہ دق کر کے مارنا منظور
تھا بدین سبب یکایک بیہوش نہ کیا لیکر چلا اسکو جاتے دیکھکر برق جو غار مین تھا اس نے بھی دیکھا
اور ایک ضعیفہ کی ایسی صورت بنکر یہ بھی بطور مخفی انکے پیچھے چلا غرض جب کوس بھر راہ طے کی اس
وقت سالار نے پوچھا کہ اے برق وہ مقام کونسا ہی جہان صندوقچہ رکھ آیا ہی اگر وہ بہت دور
تھا تو وہان کہا ہوتا کہ مین سوار ہوکر آتا ضرغام نے کہا مین کچھ نشہ مین تھا جب صندوقچہ
رکھنے آیا تھا اب جگہ یاد نہین آتی جہان رکھا ہی اسجگہ رکھا ہی اس جگہ کو بالکل بھول گیا ہون
چلیے ڈھونڈھتا ہون اگر ملگیا تو مال آپ کا ہی نہین تو مال ہمارا ہی جب یاد آئیگا تب آکر لے جائینگے
اسوقت ہم آپ دونون مجبور ہین سالار کو اس تقریر سے غصہ آیا کہا اگر صندوقچہ نہ دیا تو مار
ہی ڈالونگا ضرغام بولا کہ ہان یہ تو ہونا ہی ہی اگر نہ ملا تو مار ڈالنے کے سوا اور کیا ہی اچھا چلے
تو آئیے مجھ لیا جائیگا وہ ناچار اور تھوڑی دور گیا پھر اس نے استفسار کیا اب کہان ہی اس نے
کہا آج مجھے چھوڑ دیجیے مین اپنے گھر جاؤن کل میرے جب حواس درست ہون گے تو آکر ڈھونڈھونگا
سالار نے غضب مین آکر کہا ابے کیون باتین بناتا ہی مین ایک گھونسا مارونگا تیرا دم نکل جائے گا
ضرغام نے ہنسکر جواب دیا کہ چلو اچھا ہی میری جان گئی تمھارا مال گیا یہی سالار گھبرایا گویا
ہوا کہ بھائی بتا دو کیون دق کرتے ہو ضرغام نے کہا اچھا اگر صندوقچہ لینا ہی تو جیسے چلے آؤ ناچار
وہ پھر ساتھ چلا جب کچھ دور گیا جھنجھلا کر بولا کہ کیون تو نہ بتائیگا ضرغام نے کہا بتاتے ہین مرا
کیون جاتا ہی اسنے کہا تو یون نہ بتائیگا ضرغام نے کہا تو بھی یون کہنا نہ چھوڑیگا جبتک کہ سزا
نہ پائیگا سالار بولا کہ پھر شرط مار ڈالون ضرغام نے کہا کیون یہی بات ہی کہ ناک کاٹ لون سالار بہت
ہی خفا ہوا لیکن غرض بہت بری ہی جانتا ہی کہ اگر صندوقچہ نہ ملا تو صنعت کہے گی کہ جاتے ہی حربہ
سحر کا چھنوا دیا فوج والے بھی ہنسین گے کہ واہ ایک صندوقچہ نہ لے سکے لہذا یہان سے خالی
پھر کر جانا بڑی غیرت کی بات ہی جسطرح بنے لینا چاہیے یہ سوچکر پھر کچھ میل کی باتین کرنے لگا اور کہا
بھائی آخر وہ تم کیون نہین دیتے ہو مجھ سے جو کچھ کہو وہ مین دون اس صندوقچہ کے لینے سے تمھارا
کچھ بھلا نہ ہوگا ضرغام نے کہا اجی میان اتنے ہی کے لیے تمھین لائے ہین یا اور کسی کام کو مرد آدمی
آخر تم حیران پھرتے ہین چلو ڈھونڈھے دیتے ہین گھبراتے کیون ہو غرض اسی طرح اس کو لیے لیے
کئی کوس کا چکر دیا کہ پاؤن اس کے سوج گئے تھک کر بیٹھ گیا ضرغام نے کہا آپ بھی تھک گئے اور
مین بھی بہت ہلاک ہوا اب تو معاف کیجیے کل مین خود آپ کے لشکر مین لیکر صندوقچہ آؤنگا یہ کہکر

اٹھاکر چلا جائے سالار کو تاب نہ آئی سحر پڑھکر اس نے دستک دی کہ ضرغام کے پانون زمین نے
پکڑ لیے اور وہی کیفیت جو سابق مین لاحق ہوئی تھی اب بھی طاری ہوئی اور سالار نے جھولے سے
سحر کے منقل آتش نکالکر کوئلے سلگائے پھر خنجر کھینچکر چلا کہ تیری بوٹیون کے کباب لگاکر کھاؤنگا یہ کہکر چاہتا
تھا کہ بوٹی کاٹے اس وقت برق جو بڑھیا بنکر چھپا ہوا تھا سب ماجرا دیکھتا تھا یکایک ایک صندوقچے
سے کر ظاہر ہوا اور غل مچاتا ہوا اسکی طرف چلا کہ آگ لگاؤن تیرے صندوقچہ کو بھاڑ مین جائے موئے
تو جو جہنم کا کندہ ہو میرے بچے کی جان بھر تو سب کچھ ہو تو نے میرے فرزند کو کیا سمجھ کے باندھا ہے
صدقے کرون بھڑ دے اپنا صندوقچے سے تو ضرغام یہ باتین سنکر پہچان گیا کہ برق ہو مگر سالار نے
دھوکا دینے کو کہا کہ غضب ہوئے اس بڑھیا بدبخت صندوقچہ دینے دیتی ہو مین اپنی جان دیتا صندوقچہ
نہ دیتا سالار نے کہا یہ تیری کون ہو اس نے کہا ہم لوگ یہان مسافرانہ وارد ہین یہ بڑھیا کوستا
مین رہتی ہو ہم نے اسکو مان کہا ہو جو لاتے ہین اسکے پاس رکھواتے ہین یہ بھی ہمکو روٹی پکا دیتی ہو اور اسی جگہ
رہتی ہو اسوقت کسی کام کو نکلی ہوگی ہمکو دیکھکر صندوقچہ لائی ہو مین جانتا کہ یہ دیدے گی تو اسکے پاس رکھوا
اسی گفتگو مین بڑھیا نے قریب آکر کہا کہ ارے ظالم اپنا صندوقچہ لے سالار نے کہا یہ میرا صندوقچہ
نہین ہو بڑھیا نے کہا تو میرا گھر سامنے ہو وہان بہت سے صندوقچے رکھے ہین تو اپنا چل کر پہچان لے
سالار سمجھا کہ یہ عیار ہین نہین معلوم کتنا مال اس بڑھیا پاس رکھا ہو چلو ذرا چلکر دیکھو تو کہ کیا کیا ہے
یہ سوچکر بڑھیا کے ساتھ چلا اور ضرغام کو بھی ہمراہ لے لیا سالار جو دروہ تھا وہان آئے بڑھیا نے کہا
ادھر دیکھو وہ میرا گھر ہو اس نے پھر کر دیکھا ضرغام پیچھے تھا اس نے کمند ماری یہ گھبرا گیا بڑھیا سامنے
تھی منہ ادھر ہوتے ہی حباب بیہوشی مارا کہ یہ چھینک مار کر گرا بڑھیا یعنی برق نے سر کاٹ ڈالا
غل و شور و تاریکی ہوگئی اور لاش اسکی بگولے اڑا کر لیگئے ضرغام و برق صندوقچہ لے کر بھاگے
اور اپنے لشکر مین آئے مہرخ سے سب حال کہا تمام سردار سالار کے جانے دیکھکر اس پر خوب ہنسے
پھر عیارون کو خلعت دیا ادھر صنعت اپنی بارگاہ مین معہ تمام سرداران نامی کے بیٹھی تھی کہ لاش سالار
کی آگری اور بیرون نے حال اسکی مرگ کا بیان کیا صنعت نے لاش تو اٹھوا دی اور آپ اٹھکر
چلی بارگاہ مہرخ مین سب بآرام بیٹھے ہین کہ یکایک سر بارگاہ پر آفتاب چمکا سبکی آنکھین بند ہو گئین
پھر جو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ صنعت برابر مہرخ کے تخت پر بیٹھی ہو اور سراپا غرق دریائے جواہر ہے
ہر چند سن زیادہ ہو مگر بزور سحر کم سن بنی ہو اس طرح کا حسن و جمال رکھتی ہو کہ گویا شب اول
کا ماہ ہے

	نہ گوش آویزہ کردہ لولوئے تر کشیدہ قوس مشکین گوش تا گوش	[illegible]	

کلاہ لعل بر سر کج نہادہ	گرہ از کاکل مشکین کشادہ
ز اطراف کلہ ہر تار کاکل	چنان کز زیر لالہ شاخ سنبل
بہ بر کردہ قباہاے قصب تنگ	چو غنچہ نازک و چون نیشکر تنگ

غرضکہ اس نے مہرخ کا ہاتھ پکڑ کر کہا میں اسے تمام سال رجھیا سحر جانتا تھا ایسے سحر میری ادنی کنیز جانتی ہے اور برق سے کہا کہ تو نے جا کر جو اسکو مارا اور صندوقچہ لے آیا کیا اسی صندوقچہ پر خاتمہ ہو گیا اے بیوقوف یہ بھی میرا ادنی سحر تھا جو لشکر میں آنا میں ایسے صندوقچہ تجکو بہت دونگی اور ایک سپہسالار کے مارے جانے سے کیا ہوتا ہے ایسے بہت میرے نوکر ہیں اچھا تو اب تو یہ صندوقچہ اٹھا برق نے اسکے کہنے سے صندوقچہ اٹھایا وہ اسطرح ٹوٹ گیا جیسے حباب پھوٹتا ہے صنعت ہنس پڑی اور کہا ساری محنت تیرے چرانے کی اے برق برباد گئی یہ کہکر برق کو بہت کچھ سمجھایا جب اس نے کچھ جواب نہ دیا اس نے کہا خیر معلوم ہوا کہ یوں نہ مانوگے اچھا تو میں جاتی ہوں جسکو میرا سامنا کرنا ہو وہ رہے کسی ساحر نے اس بات کا جواب بھی نہ دیا لیکن برق نے کہا ہم سر میدان تجھ سے سمجھ لینگے گھر میں آئے ہوئے کو نہیں ستاتے صنعت نے کہا کہ کچھ ہو تو نہیں سکتا گھر آئے کا بہانہ بس تمھاری حقیقت دیکھ لی ایک سحر میں تم سب کو غارت کر دونگی برق نے کہا تو کیا میری حقیقت دیکھیگی ہم تو افراسیاب سے لڑتے ہیں تیری اصل کیا ہے صنعت یہ سنکر خندۂ دندان نما کیا اور انگڑائی لی پھر آفتاب جیسکا اب جو دیکھا تو صنعت نہیں ہے اسکے جانے کے بعد گھڑی بھر تک سب سردار سناٹے میں رہے پھر جو حواس درست ہوئے مہرخ سے کہا آپکو بدحواسی نہ چاہیئے ایسی ایسی باتیں بہت سی آئینگی یہ سب سمجھو کہ افراسیاب سے بڑھکر اس طلسم میں کوئی نہیں ہے اس سے لڑنا پھر ایک سے ڈرنا کیا ہے مہرخ نے کہا کہ یہ اسکے سحر کا باعث تھا کہ ہم ششدر ہو گئے ورنہ جان دینے کو آمادہ ہیں وہ مالزادی کیا ہے اسکے دیو سے نہ ڈرینگے ہاں سحر میں اسکی برابری نہیں کر سکتے برق نے کہا خدا مالک ہے یہ کہکر مصروف میخواری ہوئے ادہر جو اسپیان لشکر حیرت خبر دریافت کرکے گئے اور بعد گذارش صنعت شاہی ملتمس ہوئے کہ صنعت سے بارگاہ مخالف میں ایسی گفتگو ہوئی اور سالار مارا گیا حیرت نے یہ خبر سنکر کہا اب بڑی لڑائی ہوگی کیونکہ ملکہ صنعت شہنشاہ سے کچھ کم نہیں ہے اور بزرگ ہے بادشاہ کی یہ کہکر ایک نامہ خوردوں کی طرح لکھا مضمون یہ تھا کہ اے ملکہ آپ بارگاہ مخالفان میں گئیں مگر میں ہمہ تن چشم براہ انتظار ہوں یہاں نہ تشریف لائیں لازم کہ بفور ملاحظہ عریضہ قدم رنجہ فرمائیے یہ نامہ طائر کو دیا کہ لیجائے پھر سوچکر دو جادوگرنیوں کو دیا کہ تم جاؤ اور ملکہ کو باعزاز لیجاؤ جادوگرنیاں نامہ لیکر چلیں ہرکارے لشکر مہرخ کے خبر انکے جانیکی لے کر اپنی بارگاہ میں گئے اور سب کیفیت بعد آداب معروض بیان میں لائے مہرخ نے آنا صنعت کا سنکر کہا خدا خیر کرے [illegible]

برق نے کہا اے ملکہ ہم بھی صنعت کی بارگاہ مین جاتے ہین اور کچھ تدبیر کرتے ہین مہرخ نے کہا اے بہتر خدا کو مان کر ایسا قصد نہ فرمایئے برق نے کہا ہم بغیر فتح طلسم باز نہ آئین گے جان جاے یا رہے یہ کہکر اٹھا مہرخ کو تاب نہ آئی دو چیلے اژدہاش کے بزور سحر کے بنائے اور انپر بٹھا کر اڑادیے کہ جاؤ بطور مخفی برق کے رہ کر ان کے حال کو دیکھ کر ہم کو مطلع کرتے رہو چیلے اژدہوں پر عقب برق روانہ ہوے یہ تو سب جانتے ہین لیکن اب حال حیرت اشتمال مسافران بادیہ طلمات نورافشان کا ذکر کیا جاتا ہے

داستان پہونچنا رہگرارے منازل طلمات وسیاران دشت عجائبات کا طلسم کوکب مین اور خبر سنکر کوکب کا مرزبان وزیر کو بہر استقبال بھیجنا اور لیجانا اسکا باعزاز تمام عمرو کو قلعہ ہفت رنگ مین اور ملاقات ہونا بران شمشیرزن سے اور دعوت کرنا اسکا خواجہ کی اور رکھنا اپنے ملک مین اور نامہ لکھنا افراسیاب کا کوکب کو عیارون کا اس نامہ دار کو راہ مین سے مارڈالنا پھر بران کا جانا طلسم آئینہ مین اور ایرج پر عاشق ہوکر لوح طلسم مذکور دلادینا اور فتح کرنا ایرج کا طلسم کو اور پلیٹ کر جانا لشکر مین اپنے مارنا ملکہ نازک چشم کو اور سوفارہ کا مکر سے مسلمان ہوکر دغا کرنا پھر مارا جانا امیر کے ہاتھ سے لمؤلفہ

لگا ساقیا بزم دعوت کے خوان — کہ مہمان خانے مین آگئے ہین میہمان
پلا آفتابی کہ ڈھلتا ہے دن — جوانی کہان اور کہان پھر یہ سن
زمانہ خزان کا گیا ساقیا — چمن مین ہنسے سارے گل کھلکھلا
ہم بلبل و گل مین ہے ارتباط — ملے ہے گل سے یہ کہنہ رباط
سیہ رنگ سوسن کی ہے یہ بہار — کہ جیسے سواد شب زلف یار
بھرے یون ہین شبنم سے گل کے ایاغ — کہ جیسے چڑھائے ہین گھی کے چراغ
بہار آئی گلشن مین مہمان ہے — شہ گل کی دعوت کا سامان ہے

صبا تہنیت لاتی ہے بار بار — شہ گل کے آنے کا ہے انتظار
یہ ہے گلشن دہر میں انتظام — کہ ہیں سرو استادہ مثل غلام
پے تاکید گلشن میں ہر سمت سے — نہ سنبل پریشانی ظاہر کرے
نگہبانی گلشن میں نرگس کرے — گل اشرفی کا خزانہ کھلے
لیے ہاتھ میں ساغر لالہ فام — بنے لالہ ساقی گری میں غلام
چمن میں ہے اس طرح سبزہ اُگا — کہ فرش زمرد ہے گویا بچھا
ہمہ تان گلشن کریں اہتمام — سمن نسترن ہوں کنیزیں تمام
ہوا پھر جوان موسم روزگار — چمن میں ہوئی آ کے مہمان بہار
قبا ارغوانی کیے زیب بر — شگوفہ کا سر پر رکھے تاج زر
شہ گل بصد جاہ خندہ زنان — ہمہ تخت گلشن پہ جلوہ کنان
لگے ناچنے مل کے طاؤس سب — ہوئیں بلبلیں نغمہ خوان طرب
یہ کہنے لگے ہاتھ اٹھا کر چنار — بہ فیض ہوا اور بہ فضل بہار
خدایا شہ گل رہے خندہ زن — رہے زیر فرمان تخت چمن
مجھے بھی تو اے ساقی نوش لقا — شراب مصفا کا ساغر پلا
لگا کشتی مے کو دعوت میں آج — کہ مہمان تر و تازہ ہو خوش مزاج
مگر جام سے ایسا دے ساقیا — کہ جمشید ہوں اپنے ہی وقت کا
خط جام بھی ہو خط جام جم — عیان جس سے نیرنگ ہو دمبدم
پلا ایسے ساغر مجھے سربسر — کہ سیر ہفت کوکب کی آئے نظر
کریں جام سے دل میں پیدا ترنگ — کہ ہے دیکھتا قلعۂ ہفت رنگ
بیا جاہ از خوش مستی گزار — کیے قصۂ نغز نادر نگار
ز نقاش استاد فرخ رقم — چنین می نگارد دبیر قلم

مہمانان کاشانۂ عشرت و دلربایان خوان پر الوان مسرت و چاشنی یابان کلام نمکین و ذائقہ گیران طعام معنا میں میزبان خانۂ تمکین بیان سے مہمانسرائے خیال کو نعمت خانۂ صفحۂ خیال پر اس طرح بٹھاتے ہیں اور شیرین زبانی سے خامۂ قرطاس میں دعوت مضامین یوں فرماتے ہیں کہ جب مسافران جادۂ عجائبات بصد فرحت و سرور یعنی عمرو و مخمور غار سے نکل کر روانہ ہوئے آب نوشیتے اور رجائے نو ملاحظہ کرتے جنگل بیابان کف دست میدان جو کے مکان طے کرتے ایک صحرائے پر فضا کے قریب پہونچے عمرو نے مخمور سے پوچھا کہ کوکب کا باغ سیب کتنی دور ہے

مخمور نے جواب دیا کہ خدا اس مرحلے سے بچائے تو آپہونچے ہین اس منزل سے گزر کر آگے جائے سرو ہی
پکلام کرتے جب اور آگے بڑھے دشت سبزہ زار نظر آیا سراسر اس بیشہ کو نمونہ بہشت برین پایا
دوب سفید رنگ کو سون تک جمی تھی زمین سونے چاندی کی گنگا جمنی گو یا بنی تھی چشمہ پانی سے لبریز
نہرین لطافت بیز اگر دشت کی سرسبزی خضر کو نظر آئے اس جگہ کے تعشق سکونت پہ زہر کھائے
اگر نہر سے پانی کی صفائی سکندر دیکھے آب غیرت مین ڈوب کر کبھی آئینہ پر نظر نہ کرے صورتگری
مصور بہار سے نگارخانہ صحرا مین تصاویر بوقلمون کلہائے خوشرنگ کھینچی تھی گلزار ارژنگ چین
کو رشک سے شرمندہ بناتی تھین گل بوٹے زمین سے اس طرح اُگے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ قالین
گلدار کشمیری کوسون تک بچھے تھے ابر بہاری کا شامیانہ زرنگاری بنا تھا بجلی کا چمکنا جھالر کا تعیش
مروارید کا ملنا معلوم دیتا تھا درختون کی بیلین زلف سبز رنگان دہر کو شرماتی تھین کلیان پھولون کی
وہان معشوقان چمن وجنگل کو دہن دریدہ بناتی تھین ساونی پھولی تھی کلغا لگا تھا بہار لالہ وگل نے
دشت اخضر کو فلک مریخ بنا دیا تھا آتش گل کا دھوان بلند تھا سقف گردون مین کاجل پار کر چشم
رقاصہ فلک کو لگاتا نہایت پسند تھا ہر سمت کہساروں سے آبشار رہوتا جدول انہار کے کنارے
سبزے کا لہلہانا عجب عطف دکھاتا تھا وہان کے خوشون کو فلک مینا فام سنبلہ کی چوٹی سمجھکر سرپر
چڑھانے کو سر جھکاتا تھا باد دامن پھیلا کر زیور زمرہ کے لیے پھول چننا چاہتا تھا بموجب نظم

لہلہانا سبزۂ نوخیز کا　اور چلنا باد عطر آمیز کا
ہر طرف باد صبا کا گھومنا　اور وہ سرو سہی کا جھومنا
جادۂ مستانہ موج نسیم　ابر سے برسات تھا در یتیم
گو ہوا مین جلوۂ مستانہ تھا　ابر مین انداز معشوقانہ تھا
شوخی ابر بہاری کیا کہون　فرش گل پر وہ رنگاری کیا کہون
ہر طرف سے تھا عیان جوش بہار　ہر شجر پہ گل ہر اک پہ برگ بار

مخمور نے عمرو سے کہا یہ صحراے پر فضا لائق دید ہے مگر ٹھہرنا یہان عقل سے بعید ہے کیونکہ یہ سرحد
طلسم کا صحرا ہے اور فیل سر جادو نام ایک ساحر یہان رہتا ہے اس جنگل کے آگے ایک عین ڈانڈے
پر میری مادر گرامی قدر اسرار جادو نام رہتی ہے اسکے مکان کے بعد عملداری کوکب کی ہے ان
میری مجھ سے بہت خفا ہے از اسباب ایسا اسکو معتبر اور خیر خواہ جانتا ہے کہ سرحد پر اسی کو مقرر کیا
جبتک مادر میری راہ نہ بتائے گی طلسم سے نکلنا اور غیر طلسم مین جانا کبھی نہ ہوگا کوئی تدبیر سوچیے
اور میری مادر کو رام کیجیے یہ باتین کرتے تھے کہ دہنی جانب سے نعرہ کی صدا آئی اور کسی نے
پکار کر کہا کہ دری او نابکار گنہگار تو نے بڑا ستم ڈھایا جو اس دزد مکار گنہگار شاہ جمشید دوران

یہان تک پہونچا یا اب بموجب بیت اے دل کہ پا بکوے ہلاکت نہادۂ، باور مکن کہ سر بسلامت برون بری، میرے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی عمرو نے جو یہ للکار ناسزا سنکر دیکھا ایک ساحر فیل سر کو آتے پایا کہ چہرہ اسکا بالکل ہاتھی کا ایسا تھا ناک مثل خرطوم کے لٹکائے دو دانت بھونڈے سے لمبے ہوئے منھ کے باہر سے جوڑی فولادی چڑھی مثل دندان فیل بہت بڑے تھے فیل فلک سامنے سے اسکے گریزان تھا اسد چرخ اسکی مہابت و شوکت سے بھاگ کر گوشۂ افلاک مین پنہان تھا کہ بمقتضاے ابیات

<table>
<tr><td>سرش چون سر پیل و مویش دراز</td><td>دہن پر ز دندان ہا چون گراز</td></tr>
<tr><td>دو چشمش سفید و لباسش سیاہ</td><td>تنش را نشایست کردن نگاہ</td></tr>
<tr><td>ہمہ کار ہائے شگرف آورد</td><td>چو خشم آورد باد و برف آورد</td></tr>
</table>

عمرو نے اسکو آتے دیکھکر چاہا کہ بھاگ کر علیم ادھر سے لیکن پانون بھول گئے کہ ارادہ کیا اس نے جرسے بھین و حرکت کرد یہ مخمور نے بجا لاکے ایک گیند سحر کا نکال کر مارا فیل سر نے جادو پڑھکر دستک دی کہ گیند الٹا پھر کر اسی کے لگا مخمور بیہوش ہو کر گر پڑی اس نے آکر بدر سحر دونون کو پکڑ لیا اور مخمور کو ہوشیار کر کے کہا کیون اے شوخ چشم شہنشاہ نے تیرے ساتھ کیا برائی کی تھی جو تو عمرو کی شریک ہوئی مخمور نے جواب دیا کہ کیسا عمرو تو کیا بکتا ہی مین فرط محبت سے اپنی مان پاس آئی ہون اور اسی کو تلاش کر رہی تھی کہ تو نے گرفتار کر لیا دیکھ تو سہی میری مان کیا تیرا حال کرتی ہی تو نے مجکو بے وارثا سمجھا ہی فیل سر یہ سنکر ہنسا اور کہا او مچھو کری مجکو دم دیتی ہی ارے تیرا حلیہ سرکار سے جاری ہو نا ہی ہم مخالفان سحر اور لشکر دربند کو پہونچ چکے ہین کہ مخمور لیے ہوے عمرو کو طلسم نور افشان کی طرف بھاگی ہی جو کوئی اس کو پے گرفتار کر کے لا دے سرکار سے انعام پائے گا لہذا تو اب نہ بچے گی مین تیرا سر کاٹ کر لے جاؤن گا مخمور نے کہا اگر تو جانتا ہی کہ مین مسلمان ہون تو الحمد للہ بیشک نور ایمان رکھتی ہون تجھ سے جو کچھ ہو سکے کوتاہی نہ کر خدا ہی بزرگ ہی فیل سر اس کلمہ سے اور بھی زیادہ خفا ہوا اور دونون کو گھسیٹتا ہوا لے کر چلا یہ دونون ملبلا کر رجوع قلب سے درگاہ حق سبحانہٗ تعالے مین فریاد کرنے لگے نظم

<table>
<tr><td>اے تسلی دہ دل پر درد</td><td>اے طلا ساز رنگ چہرہ زرد</td></tr>
<tr><td>معرفت تیری کس طرح ہو بیان</td><td>عقل کل تک ہی اس جگہ حیران</td></tr>
<tr><td>تو جو چاہے محال ہو ممکن</td><td>دن تو ہو رات اور رات ہو دن</td></tr>
<tr><td>شجر تخم نخل باغ سبز [illegible]</td><td>[illegible] شب چراغ [illegible]</td></tr>
<tr><td>[illegible] روان ہو آب</td><td>[illegible] شب</td></tr>
<tr><td>[illegible] خباثت مین</td><td>کیون نہ کافی [illegible]</td></tr>
</table>

پھر دور وہ ساحران کو کشان کشان لے گیا تھا کہ دعا اُنکی درگاہ رب العزت مین مقبول ہوئی یعنی مادر مخمور جو اسجگہ سے آگے رہتی ہی ایسی ساحرہ بے بدل ہی کہ سرحدی فساد کو کبھی جو کبھی ہوتا ہے اُسکا فیصل کرنا شاہ جادوان کی طرف اسی کے محول ہی علم کہانت مین یکتاے روزگار ہی سحر مین جمشید کی یادگار ہی وہ پہلے ہی واقف تھی کہ دختر میری فلان وقت عمرو کو یہان لائیگی اور طلسم سے باہر جانا چاہے گی پس جب وہ دن آیا تو اپنی جگہ سے چلی کہ دختر کو گرفتار کراؤن اور سمجھا کے عمرو سے اسکو چھڑاؤن شہنشاہ ساحران سے خطا معاف کراؤن فی الجملہ تلاش کنان ادھر آنکلی کہ فیل سر ان دونون کو لیے جاتا تھا اور ظلم کرتا تھا اس نے دختر کو بحال خراب اسیر و دستگیر دیکھ کر رو دیا محبت مادری نے دل مین جوش مارا پکارا اس جادوگر کے آگے آئی اور گویا ہوئی کہ اس نالائق کو کہان لے جائیگا یہ دختر میری ہی اسکو مجھے دے کیونکہ اس بدنامی کو مین ہی سمیٹ سکتی ہون اور دوسرے کو اس کے قابل نہین جانتی اس ساحر نے کہا اے ملکہ مجھکو نامہ شاہ جادوان آیا ہے اس کے قتل کرنے کو شاہ نے تاکیداً تحریر فرمایا ہی مین سر ان کے کاٹ کر لے جاؤنگا تمھین نہ دونگا کہ تم اس کی مادر ہو قتل نہ کرو گی مفت مین بدنامی ہوگی اسرار نے بغضب کہا کچھ شامت آئی ہی مجھپر بھی حکومت کرتا ہی موے پاجی اپنا پاجی پن جتاتا ہی تیری بھی یہ لیاقت ہوئی کہ میرا مقابلہ کرے اور میرے کہنے کو نہ مانے ارے جنگلی ریچھ تجکو ہماری اطاعت کا شہنشاہ نے حکم دیا ہی یا خود مختار کیا ہے فیل سر نے کہا خیر خواہی کے وقت ادنیٰ اور اعلیٰ سب یکسان ہین جو کام جس سے بن پڑے وہی عالیشان ہی اسرار نے ہنسکر کہا کہ خوب بمصداق فرد این ندانست. که قدر ہمہ یکسان نبود + زاغ را مرتبہ مرغ خوش الحان نبود + تیری قضا آئی ہی یہ کہکر جھولے پر سحر کر ہاتھ ڈالا فیل سر خرطوم کا گھونسا بنا کر چلا اور ہوا دہ فوراً زمین مین سماگئی فیل سر نے اسی جگہ جہان یہ سماگئی تھی ایک ٹکر ماری زمین سے ہزارہا شرارے پیدا ہوئے چار طرف آتش پھیلنے لگی مگر اسرار اس کی پشت پر زمین سے نکلی اور گولا ایک سحر کا اس زور سے مارا کہ اس کے سر پر پڑا تو ٹکڑے پار نکلگیا اور پچھاڑ کھا کر زمین پر گرا ہزاروں شعلے سر سے نکلے صحرا مین آگ لگی وہ کارخانہ سرد ہو گیا شور و تاریکی ہوئی صدا آئی کہ مارا فیل سر جادو کو بعد اس ہنگامے کے لاش اسکی ہیرا اڑا کر سمت شاہ طلسم لے گئے مخمور و عمرو چھوٹے مخمور دیکھتے ہی ماں کے قدم پر گری عمرو بھی ہاتھ پھیلا کر ملنے بڑھا اسرار کو یہین پڑا بیٹی کو چھاتی سے لگایا اور عمرو سے ہاتھ ملایا رونے لگی اور گویا ہوئی کہ بیٹیا اچھا نہ کیا جو شہنشاہ ایسے مالک کو چھوڑا اس نے تجکو ملک و مال دیا تھا بڑا رتبہ کیا اب یہ خاک چھانتے پھرنا اچھا معلوم ہوتا ہی مخمور نے کہا کہ ای جان کے سر کی قسم مجکو بھر دے افراسیاب نے چنا لا لگایا اور ایسا مارا کہ سارا جسم میرا افگار ہو گیا تھا اب تک درد ہوتا ہی میری خالہ جان آپکی بہن ملکہ نسترن مجکو لے کر

بھاگیں اور لشکر عمرو میں لے آئیں نہیں تو مواجان سے مار ڈالتا پھر اس صورت میں میری کیا خطا ہے سچ تو یہ ہے کہ عمرو نے میری جان بچائی ورنہ ہلاک ہو چکی تھی اسرار نے کہا یہ کیفیت سب سن چکی ہوں اچھا بیٹی جو تقدیر کا لکھا تھا وہ پورا ہوا جو کچھ تو نے کیا وہ اچھا کیا یہ کہکر عمرو سے بطور بزرگانہ سفارش نسبت مخمور کے کرنے لگی کہ خواجہ یہ چھوکری بالکل بیوقوف ہے اور دنیا کا اونچ نیچ کچھ نہیں جانتی کمبخت ابھی میں اپنی ایڑی دیکھ کے کہتی ہوں جو دھوئیں تو برس میں ہے ثابت سحر پڑھنا بھی نہیں آتا ایک بار میرے یہاں آکر رہی تھی تو روز صبح کو اٹھکر روٹی روکر مانگتی تھی آپ اسکو اپنی کنیز سمجھکر حفاظت میں رکھیے گا اور دنیا کا نشیب و فراز سمجھا کر ادھر ادھر پاؤں نہ پڑنے دیجیے گا میں بموجب بیت ہے سوال دل سے بھی دختر عزیز٭ آپ اسکو جانیے اپنی کنیز عمرو نے کہا اے ملکہ یہ ہماری دختر کے برابر ہے بجائے فرزند کے اسکو میں جانتا ہوں تمھارے کہنے تک کیا ہے جو مجھ سے اس کی خدمت ہوگی بجا لاؤنگا اور ہر حال میں اس کا شریک رہونگا اسرار نے کہا کہ میں آپ کو اپنی جائے سکونت پر لے چلتی اور دعوت کرتی مگر موقع نہیں ہے کیونکہ لاش فیل سر کی خدمت شاہ طلسم میں جائے گی وہاں سے بازپرس ہوگی اب میں بھی کہیں چھپ رہونگی اور انشاء اللہ آپ کے لشکر میں موقع پاکر پہنچ جاؤنگی یہ کہکر ایک درہ کوہ میں دونوں کو لائی اس پہاڑ کی خوبی پر رفع فرازشار تھی بلندی اس کی سرتاج کوہسار تھی شیرین کوہ بیستون کو روبرو اس کے پشتۂ خاک جانئے اس کی بہار و فضا کے سامنے لیلے دشت نجد کو جائے ہولناک سمجھے کہ بیت یکے کوہ بودہ سرافراز تھا۔ سپہر لیست گفتی نہ خارا پر آب ٭ درہ کوہ میں ایک دریا جاری تھا پانی اسکا سات دھاروں میں سبز و سرخ و سفید و سیاہ وغیرہ رنگ کا بہتا تھا مخمور نے کہا خواجہ دریائے ہفت رنگ یہی ہے کہ تمام طلسم کے گرد بہا ہے اسکے پار بیابان ریگستان ملیگا پھر مکان لوحدار جادو کا پڑیگا مگر اس سمت کو یہ دریا آگے بڑھکر بہا ہے وہ تمام مقام طلسم ہوشربا کا ہے اور اسجگہ جو ہم آئے ہیں تو اس لیے کہ پار دریا کے عملداری کوکب کی ہے وہ ہم کو بلائے گا اگر خدانخواستہ اس نے ہمکو طلب نہ کیا تو بیابان ریگ وغیرہ طے کرکے لوحدار کی سرحد سے گزر کر پھر دریا ہی ملے گا اور ہم کو دوبارہ اترنا ہوگا یہ جگہ بہت نزدیک کی ہے اور آسان گزار ہے اور سمت سے گزرنا بہت دشوار ہے اور اس گھاٹ کو بھی ہم ہرگز نہ پاتے اگر ملکہ اسرار جادو موافق نہ ہوتیں یہ باتیں کر رہے تھے کہ اسرار نے بڑی دیر تک سحر پڑھا ناگاہ ایک کشتی طلائی رشک زورق سپہر دریا سے نکلی اور آپ سے آپ کنارے آکر لگ گئی اسرار مع مخمور و عمرو کے سوار ہوئی کشتی روانہ ہوئی اسوقت ساتوں رنگ کا پانی دھاروں میں ہوکر بہتا عجب لطف دکھاتا یہ ظاہر ہوتا تھا کہ آب قبائے ہفت رنگ متلون زیب بر کیے ہے یا عروس دہر کے رنگنے کو صباغ قدرت نے خم بحر میں رنگ تیار کر رکھے ہیں مچھلیاں سرخ رنگ

ہین اور سبز رنگ ہین سرخ و سفید مین زرد زرد مین سیاہ و سبز رنگ مین مختلف اللون شنا ور تھین ان سے عجائب و غرائب بہادر ہین قطار بقطار دریا کے ہر طرف درخت لگے تھے اور زمین سرخ رنگ بھی اور اس طرف جدھر سے سوار ہوے تھے زمین کا رنگ سبز تھا اسرار نے کہا جو مین نہ ملتی تو آپ کو یہ گھاٹ نہ ملتا کیفیت یہ ہے کہ اس دریا کے ساڑھے تین رنگ افراسیاب کے قبضے مین ہین اور ساڑھے تین کا کوکب مالک ہے بس جہان جہان اتارے کی جگہ ہے وہان ایک سردار ادھر افراسیاب کا ادھر کوکب کا رہتا ہے اور دریا کے اندر جو ساحر ہین اس مقام پر کے سردار کی اطاعت مین ہین اس کے حکم سے راستہ کردیتے ہین لہذا یہان کی مین مالک ہون تم پر جھکر کشتی اس جگہ کے ساحرون سے الگ کر آپ کو نصف دریا تک پہنچاتی ہون پھر آگے کوکب کے سردار کو اختیار ہے یہی باتین کرتے ہوے بیچ دریا مین جب پہونچے دیکھا کہ واقعی سات رنگ کے درمیان مین جو رنگ ہے اسمین خط باریک سا نظر آتا ہے گویا ساڑھے تین رنگ ادھر اور ساڑھے تین ادھر ہین بس اس خط کے پاس جاکر ناؤ ٹھہر گئی اور ایک مچھلی نے سر نکالا اسرار نے پکار کر کہا کہ اے مہر پرزاد ماہی اس کشتی کے قریب آئیے تو ایک بات راز کی ہے وہ عرض کرون مچھلی قریب کشتی کے آئی اس نے جھک کر کہا کہ عمرو عیار تمھارے بادشاہ کی طرف سے آتا ہے اور چونکہ میری شاہ طلسم مدد نہین کرسکتا اسوجہ سے مدد مانگنے تمھارے بادشاہ تک پہونچتا ہے تم اپنے متعلق ساحرون کو فقرہ دیکر اپنے مقام سے تمھاری سرحد تک لائی ہون اگر کہو تو اس پار اتار دون ورنہ تم آپ لیکے جاؤ ٹھہرنا اچھا نہین وہ مچھلی یہ سنتے ہی کچھ سوچی پھر کہا اچھلے جاؤ اس پار اتار کر پھر جانا اور پوچھا یہ دوسری کون ہے اس نے بتلایا کہ میری دختر مخمور ہے یہی میری کرکے خواجہ کو لائی ہے اسی کے باعث مین نے بھی تم تک عمرو کو پہونچایا ورنہ میرا بادشاہ اس کے گرفتار کرنے کی کوشش کر رہا ہے مچھلی یہ کل کوائف سنکر غوطہ مار گئی کشتی آگے بڑھی یہانتک کہ اس کنارے پہنچ کر ٹھہری اسرار نے کہا تو اب یہ زمین سرخ کوکب کے عمل مین ہے اب جائیے اور بروقت ملاقات بادشاہ کوکب میری خیرخواہی کا بھی حال کہہ دیجیے گا اور تسلیم کہہ دیجیے گا عمرو و مخمور اس کنارے پر کشتی سے کود گئے اور اسرار ناؤ لیکر پھری دم بھر مین اپنی سرحد پر پہونچکر غائب ہوگئی عمرو جب اس پار پہونچا کہا بیت

صد الحمد ٹھکانے لگی محنت میری ہوئی آج کی منزل مین مسافت میری

مخمور کا ہاتھ پکڑ کر خواجہ کا آگے بڑھی دونون سیر کرتے ہوے چلے کچھ دور گئے تھے کہ ایک سیب کے درختون کا باغ نظر آیا کہ شجر بار از اثمار کو سون تک لگے جو خزان و آسیب باغبان سے بری ہیں ثمر سے مراد مند کی طرح دست دعا اٹھائے ہوے کھڑے تھے مرغان خوش الحان درختون پر نغمہ سرائی کرتے تھے ہزارون غزالان دشت چوکڑیان بھرتے تھے آب صاف کی نہرین ہر سمت جاری صحرا مین تا نگاہ

پھولوں کی گلکاری نخل ہر ایک قامت نونہالان دہر کی اپنی راستی کے روبرو خمیدہ پشت بتلاتے سیب کے سامنے سیب ذقنان عالم پستان شرم سے چھپاتے کہ نظم

بدیدآن دل افروز باغ بہشت — جہنہائے او چون چراغ بہشت
بہر گوشہ چشمۂ گلستان — زمین سنبل و شاخ و بلبل ستان

عمرو نے مخمور سے کہا یہ کونسی جگہ ہے اس نے جواب دیا کہ یہی شاہ کوکب کا باغ سیب کہلاتا ہے اسکے آگے بیابان انارستان ہے انار ون کے اندر فوج شاہی ہے اور ان سیبون مین بھی یہی جادوگری ہے ہم تم یہان آئے ہین موکل یہان کے خدمت بادشاہ مین گئے ہون گے اور خبر ہماری عرض کرین گے جیسا حکم ہوگا وہ حکم ظہور مین آئے گا اسی کا ذکر رہے تھے کہ ایک جھونکا ہوا سے سرد کا آیا اور ہر درخت شل جھومیان باصفا یا بہ رنگ نوجوان سرشار نشۂ شراب کے جھومنے لگا ہزارہا سیب ٹوٹ کر زمین پر گرا اور انمین سے کچھ طائر نکلے اڑکر ایک سمت کو چلے عمرو و مخمور اسی طرح کے عجائب دیکھتے آگے بڑھے یہ تو اس صحرا مین سیر دیکھ رہے ہین لیکن حال کوکب کا سنیے کہ قلعۂ طلسم مین تخت شاہی پر جلوہ گر ہے حکیم ندیم مشیران سلطنت وزیران با تدبیر کا مجمع ہے ہر ایک سردار حاضر ہے اپنے اپنے عہدہ پر ہر ایک ساحر ہے وہ جادوگر جمشید کا استاد اور سامری کا استاد بیٹھا ہے جو ایک چشم زدن مین قلاب آسمان و زمین ملا دینے کا ارادہ رکھتا ہے دربار معمور ہے رعب و داب کا یہ دستور ہے کہ نظم

بیا یار آراستہ گاہ شاہ — نہادہ مسرپہ زگوہر کلاہ
یکے جام یاقوت پر مے بچنگ — دل و گوش دادہ بآوائے چنگ
ہمہ بزم گہ پر ز رنگ و نگار — کمر بستہ در پیش سالار بار
ہمہ پہلوانان خسرو پرست — بہ بادۂ خسروانی بدست
مے اندر قدح چون عقیق یمن — بہ پیش اندرون دستہ نسترن
پریچہرگان پیش خسرو بپاے — سر زلف شان بر سمن مشکسائے
غلامان رومی و چینی ہزار — ہمہ باطوق و با گوشوار
ہمہ بستہ دامن یک اندر دگر — بہ نزدیک شاہنشۂ نامور

بیابان سیب سے جو طائر اڑے تھے وہ دربار مین آکر حاضر ہوئے اور انسان بنکر بصد ادب دعا بادشاہ کو دے کر زمین ادب کا بوسہ دے کر صفت شاہی کرنے لگے کہ نظم

ترا باد جاوید تخت و کلاہ — کہ شائستہ تاجی و زیبای گاہ
دل ما یکایک بفرمان تست — ہمان جان ما زیر پیمان تست
زمین و زمان خاک پائے تو باد — ہمان تخت پیروزہ جاے تو باد

عمرو و محمور داخل باغ سیب ہوئے انکی نسبت کیا حکم ہوتا ہی کوکب نے فرمایا کہ مجکو ان کے آنے کی خبر
اہل دربار سے معلوم ہو چکی تم مین سے ان کو کوئی نہ روکے ہم جیسا مناسب سمجھین گے آکر حکم دینگے
طائر اڑکر چلے گئے اور بادشاہ نے مشیر دن سے فرمایا کہ عمرو عیار کے بارے مین تمھاری کیا صلاح ہی
مشیر دن نے عرض کیا کہ حضور راے اقدس واعلی مین گذرے وہی اولے ہی بادشاہ نے ہنسکر کہا
کہ ہمارے طلسم کے کاہن لکھ گئے ہین کہ عمرو عیار آئیگا اور اس کی وجہ سے طلسم ہوشربا کا حاکم ہمارے
ہاتھ سے مغلوب ہوگا ہمیشہ سے چشمک اس سے اور ہم سے چلی آتی ہی اب یہی وقت کینہ نکلنے کا ہے
مشیر دن نے عرض کیا کہ بیت عقل شہ ہی خرمن بے انتہا + خوشہ چین اسکی ہی سب خلق خدا +
لیکن ہم جانتے ہین کہ آپ کاہنون کے نوشتے کو منگا کر ملاحظہ فرمائیے جو کچھ لکھا ہو وہ کیجیے فرمایا کہ
اچھا کاہن جادو کو بلاؤ لوگ دوڑے اور کاہن جادو کو جو نجوم علم مین اپنے وقت کا جاماسب ہی
حاضر خدمت کیا بادشاہ نے فرمایا کہ زائچہ اور کنڈلی جو تم نے ہماری تیار کی ہی وہ لاؤ اور اسکے
حکم سناؤ کاہن نے زائچہ بادشاہ نکالا اور سامنے بادشاہ کے پیش کیا بادشاہ نے فرمایا کہ تمھین
باآواز بلند پڑھو اس نے پڑھا اول تو حساب سیارگان یعنی زحل مشتری وغیرہ ودورہ سبع سیارہ
لکھا تھا اور انکی نظرات تثلیث وتسدیس وتربیع ومقابلہ وغیرہ کا حال تحریر تھا بعد ازان آنا
عمرو کا اور شراکت کرنے سے اسکے بہتری پانا اہل طلسم نور افشان کا مسطور تھا چنانچہ جملہ حال
اہل دربار سنکر شاد ہوے اور کوکب نے کاہن جادو کو خلعت دے کر رخصت کیا اور چاہتا
تھا کہ عمرو کے بلانے کو کسی کو بھیجے اسوقت ایک ساحرہ ماہ جادو نام کہ رفیق بادشاہ ہی عرض پیرا
ہوئی کہ اے شہنشاہ کیوان کلاہ گردون بارگاہ بموجب بیت یون ہوا گویا رفیق خوش خصال +
عرض کے قابل ہی اک میرا سوال + بادشاہ نے فرمایا کہ جو کچھ کہنا ہو عرض کر اس نے التماس کیا کہ
میرے ذہن مین یہ بات نہین سماتی ہی کہ عمرو کا ایک خدا ہی اور مسلمان خود ہی کہتے ہین کہ خدا
واحد ولاشریک ہی پس جب اس خدا کا کوئی شریک ہوا تو مثل مشہور ہی کہ اکیلا ہنستا بھلا نہ روتا
تقدیر کیا کرتا ہوگا اور خدائی کا انتظام کب کر سکے گا اے شہنشاہ ہمارے پورے دو سو خدا ہین
وہ سب ملکر تقدیر زبردست کرینگے پھر عمرو کا خدا اکیلا ہی پورے دو سو سے مغلوب ہو جائیگا
اور اکیلا خدا کا ایسا کہ جو نظر مردم سے پوشیدہ ہی کبھی کسی نے اسکو دیکھا نہین عمرو اس کے
پاس جاکر عرض نہین کر سکتا فی الجملہ ایسے مجبور کی شراکت کرنا اور اپنے دین وآئین مین فرق
ڈالنا خلاف عقل ناقص ہی اس احقر کے اور کوئی عاقل اس بات کو پسند کرے گا کب شہنشاہ
افراسیاب جادو ایسے ساحر سے ایک ساربان زادے کی شراکت کرے گا کس لیے کہ
افراسیاب سے ہمیشہ مالکان طلسم نور افشان مغلوب رہے ہین اور منجملہ طلسم ہوشربا یہ طلسم بھی

اسیکا ہی ایک ملک سرکار کی یہ شوکت البتہ ہی کہ آپ برابر والے افراسیاب کے کہلاتے ہین ورنہ براہ انصاف آپ ہی غور فرمائیے کہ کوئی ہی مقابل اسکے جتنے طلسمات مثل طلسم ہزار برج طلسم آئینہ و طلسم سوسن سب قبضۂ افراسیاب مین ہین آج اس بادشاہ عالی بارگاہ کا یہ رتبہ و مرتبہ ہی کہ بموجب بیان کے

بندگانش تاجداران اند و زرو کوی او
ہر قدم تاج سر افتادہ بر خاک رہے
تاب ظلم او ندارم استغفر اللہ چون کنم
من گدائے بیکسی او بادشاہ کشورے

حاصل کلام جب ایسا بادشاہ پر شوکت و جاہ وقت جنگ میدان مین آئیگا تو کل طلسمات کے بادشاہ اپنی اپنی فوج سے اسکے ساتھ ہونگے اور اُسکے عدو پر حملہ کرین گے پھر وہ آتش فساد کسی آب تدبیر سے منطفی نہ ہوگی اور یہ سیل فتنہ کسی پشتۂ فطرت سے نہ رک سکیگی اس صورت مین مناسب نہین کہ بادشاہ اسکندر رتش افراسیاب کے دشمن عمرو کو اپنے طلسم مین جگہ دین بلکہ لازم ہی کہ عمرو کو باندھکر خدمت شاہ جادوان مین رو، نہ فرمائین کہ ممنون ہوکر نئے سر سے دبستان الفت مین دیوان محبت کا سبق پڑھے اور میدان تعشق مین گوے مودت کھیلے اور علاوہ اسکے اے بادشاہ افراسیاب مالک ہفت بلا ہی اگر ایک حجرہ کھولدیگا تو اس مین سے جو آفت نکلیگی اسکو کوئی نہ روک سکیگا اب اس کمترین نے از راہ ترقی خواہی و دولت سگالی جو کچھ لائق حال چند گاہ دارا دربان تھا گزارش کیا میری گستاخی اپنی رحمدلی سے معاف کرکے اس عرض پر غور کیجیے کوکب نے اسکے التماس کو سنکر ایک خندۂ دندان نما کیا اور فرمایا کہ شوکت افراسیاب کی اور صاحب ملک و مال ہونا اسکا جیسا کہ بیان کیا راست و درست ہی لیکن جب تقدیر برگشتہ ہوجاتی ہی بجز ذلت ہی حاصل ہوتی ہی کیا تو نے نہین سُنا ہے کہ بمقتضائے ابیات

فلک کو دیر مہر از دور بین ست
درین گشت سرائے این ست
یکے را بر کشد چون خور بر افلاک
یکے را افگند چون سایہ بر خاک
خوش آن دانا بہر کارے دیانت
کہ از کارش بگیرد اعتبارے

اور طلسم ہوشربا کا حاکم گو کہ زبردست ہی مگر جب طلسم کشا سے طلسم فتح کریگا اسوقت اسکی زبردستی کچھ نہ چلیگی اور خداے عمرو کا ہر چند کہ اکیلا ہی مگر سب سے زبردست ہی کہ اُس نے عمرو ایسے شخص کو فطرت کامل اور عقل سالم عنایت کی ہی جس سے خداوند زمرد شاہ لقا بھی عاجز ہین اور یوسف دو سو خداوند کی تقدیرین رد ہوئے ایک تدبیر عمرو باطل ہین دیکھو اس طلسم ہوشربا مین اگر اسنے ہزار ہا بندگان سامری و جمشید کو مار ڈالا افراسیاب کا ملک خالی کر دیئے اور رمضانی طلسم طے کرکے میرے طلسم مین آگیا ہوتے دو سو خداؤن نے اسکا کچھ نہ بگاڑا یہ کہکر کوکب نے دبیر کو طلب کرکے حکم دیا کہ میری جانب سے میری دختر ملکہ بران شہرزادن کو نامہ لکھا جائے مضمون یہ ہو

کہ اے فرزند شہنشاہ عیاران عمرو عیار تشریف لائے ہین تم اپنے وزیر کو بہر استقبال بھیجو اور قلعۂ ہفت رنگ مین جو تخت گاہ طلسم ہے بلا کر دعوت کرو کیونکہ اس طلسم کی حکومت و سلطنت تمہین کرنی ہو یہ کام بھی تمہارے حوالے ہے اس تقریر کو جو نامہ لکھتے مین اسوقت بادشاہ زبان پر لایا ماہ جادو نے سنا اور ایک ساحر اپنے ہمسر خورشید جادو نام کی طرف مسکرا کر دیکھا خورشید نے چپکے سے کہا کہ اے برادر کیا ہنستے ہو جمشید خیر کرین بادشاہ کا ہمارے ایمان برگشتہ ہو گیا دین مین فرق آ گیا اب وہ لچھر ترک مسلمان عمرو یہان آئے گا اور اذان اور نماز اس طلسم مین ہوگی ہمارے خداوند لات سامری اور زردشت و سامری وغیرہ ناراض ہو کر چلے جائین گے ہم دربدر مارے مارے پھرینگے طلسم سے برکت جاتی رہے گی بربادی اور تباہی آئیگی خورشید نے اس طرح سے یہ سب باتین کہین کر ماہ دونے لگا اور حیارت کرکے دست بستہ سامنے شاہ کے جا کر عرض رسا ہوا کہ شاہ عالیجاہ میرا عرض کرنا پذیرا فرمایئے اور اپنے خداؤن کو ایسے لچھر کو بلا کر ناراض نہ کیجیے کوکب نے جواب دیا کہ عمرو تو بڑا کتہ گر آج اسکی شوکت دیکھیے گا اور اس کے ہنرہائے شائستہ کو غور کرے گا ماہ نے التماس کیا کہ اسکی شوکت ہی کیا اگر مجھکو حکم دیجیے تو ابھی مار ڈالون کوکب نے یہ بات سنکر ایک قہقہہ مارا اور کہا تم جس کی تعریف کرتے ہو اس افراسیاب نے تو کچھ علاج اس کا کر نا نہ جانا تم جاتے ہی مار ڈالو گے اچھا جاؤ ہم نے اجازت دی سر کاٹ لاؤ ماہ نے کہا بہت خوب ابھی گیا اور سر لے کر پھر آیا کوکب نے کہا تم ساحر بیہودہ غیر ساحر مزاق تو یہ ہے کہ ہوشیار کرکے اسکو قتل کرنا اس نے جواب دیا کہ اس کے ساتھ مخمور ساحرہ ہے وہ لڑے گی گھڑی لڑکی آخر میرے ہاتھ سے ماری جائے گی ہان خوف یہ ہے کہ اس لڑائی مین عمرو بھاگ جائے گا کوکب نے کہا ہم مخمور کو اس کے ساتھ سے الگ کیے لیتے ہین تم بیابان زرین مین ہمارے طلسم کے جاؤ وہان وہ تم کو اکیلا ملے گا اور کوئی اس کے ساتھ نہ ہوگا ماہ نے کہا بہتر ہے مین اب نعرہ کرکے اسکو اسیر کرونگا یہ کہکر سمت بیابان زرین روانہ ہوا مگر عمرو و مخمور جو باتین کرتے چلے آتے تھے یکایک اس بیابان سے نکلکر ایک جھیل کے قریب پہونچے آب صاف شفاف سے وہ بھری تھی کنارے اس کے گھاس ہری ہری لگی تھی ہزارہا درخت سرکشیدہ و بلند سونے و چاندی کا لگا تھا صناعان چابک دست نے بہشت کا جواب اتارا تھا تنے درختان ارجمند کے گنگا جمنی طلائی و نقرئی بنے تھے پتے زمرد سبز کے تھے گوہر کے ثمر نظر آئے تھے شاہد بہار زیور مرصع کا پہنے تھے سونے مین زرد اور موتیون مین سفید بنی تھی کہ بمقتضائے ابیات

چنارش را قدم بر دامن سرو — حمائل دستہا در گردن سرو
نشستہ گل ز غنچہ در عماری — بنقش نار دن را چتر داری
چمن نارنج را این صحن میدان — بجفت نارنج و شاخش گوئے چوگان

دران میدان کہ خالی بود آفت — ربودہ از ہمہ گوئے لطافت
پستان رانگان پستان انجیر — پئے طفلان باغ از شیرہ و شیر
بر ہر مرغ کے انجیر خوردہ — دہان بردہ چو طفل شیر خوارہ

اس صحرائے بہار آگین ونزہت قرین کے بیچ میں ایک چبوترہ طلائے احمر کا ہشت پہل تعمیر ہوا تھی بیٹھنے کی جائے جوان وپیر تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ تخت جمشیدی گستردہ ہے عمرو کو وہ تختۂ خاک اور چبوترہ بہت پسند آیا اور از بسکہ یہ عیار ثانی سلیمان تھا اسکو تخت سلیمانی جانکر مع مخمور کے قریب چبوترہ پہونچا وہاں پہونچتے ہی ایک صدا تڑاقے کی آئی اور چبوترہ زمین سے اکھڑ کر اونچا ہو گیا مخمور سحر بھولی اور خواجہ بھاگ نہ سکے جب بلندی پر پہونچے وہ چبوترہ بیچ سے پھٹ آدھا ادھر اور آدھا ادھر ایک پر مخمور دوسرے پر عمرو الگ الگ روانہ ہوگئے اور ٹکڑے چبوترہ سے دونوں دونوں کو دو طرف سے چلے دونوں کی خاطر میں فراق یکدیگر بہت شاق ہوا مگر چارہ کچھ نہ تھا ناچار تن بہ رضینا بالقضا دے کر چلے پہلے عمرو کا حال سنیے کہ جس ٹکڑے پر یہ سوار تھا وہ بنگاہ مخمور سے ایک طرف جا کر چھپ گیا اور لمحہ بھر میں اس سے ایک مقام پر آکر زمین پر پہونچا عمرو نے دیکھا کہ یہ صحرا بالکل زرین ہے اسکی سونے کی زمین ہے اس پر درخت یک لخت جواہر کے لگے ہیں اور لعل و گوہر سے سب بھلے پھولے ہیں عروس دہر کو مشاطۂ قدرت سر سے پانک گہنے میں لادے تھی یا زمین سے دولت قارون کی اگی تھی زمین کی چمک سورج کی ضیا کو شرماتی تھی چشم پیر فلک کو خیرہ بناتی تھی گل سرخ جو پتوں کے بیچ میں کھلا تھا گوش شاہد بہار کا کرن پھول معلوم ہوتا تھا برگ زمردین کے بیچ میں گلہائے احمر کی بہار کا یہ رنگ تھا گویا کندن پر پنا کر دیا تھا رگ گل تار نگاہ حور سے بہتر سوزن تھی چہرۂ حور سے روشن زیادہ تر لالہ و جام نگارین جواہرین غنچۂ بہار نخل ہر ایک نخل قامت سیم تنان خورشید رخسار سنبل تر کے روبرو گیسوے حور پریشان بلکہ جوہر آئینۂ سکندر حیران چشم نرگس شہلا چشم مہر و ماہ پر چشمک زن گل اشرفی کے نزدیک روبرو دینار طلائے مہر بے چلن نسرین و نسترن کی سفیدی دیکھکر قمر کا سینہ فرط غیرت سے داغدار خوشہائے انگور پر عقد ثریا و پروین دیدہ و ان کا دل نثار عجائب غرائب طلسمی بہار ابیات

گل ارغوان کی تھی ایسی بہار — کہ ہو جیسے گلگونہ روئے یار
جواہر سے تھا دشت سارا بھرا — نہ زر گل کا اس جا یہ توڑا نہ تھا
زمین کا وہاں کی یہ تھا احترام — فلک کا ذرا تم سنو انتظام
بنا تھا زمرد کا اک آسمان — ستارے تھے ہر وقت جسمیں عیان
کہیں مہر تاباں تھا نکلا ہوا — حرارت کا جسمیں اثر کچھ نہ تھا

مگر تھا وہ سورج برنگ سحاب — برستے تھے اس مین سے در خوشاب
برس کر جو گرتے زمین پر گہر — جواہر کے اس جا سے اُگتے شجر
گلو بھی چمک یون تھی پھیلی ہوئی — شفق جیسے گلشن مین ہے پھولتی

عمرو چبوترے سے اُتر کر نخل طلائی کے نیچے ٹھہرا وہ ٹکڑا چبوترے کا غائب ہوگیا خواجہ کو اُس عجائبات کے دیکھنے سے بشکل آئینہ حیرت تھی اور نظارہ کوکب کی عظمت تھی فی الجملہ مخمور ایسے رہبر کا جو ساتھ چھوٹا تھا اور جانتا تھا کہ یہ راہ طلسم کی ہے بغیر واقف کار کے آگے بڑھنا مناسب نہین بس اسی جگہ ٹھہر کر سیر وکیفیت مین صحرائے جواہرین کے مصروف ہوا ناگاہ جس درخت کے نیچے بیٹھا تھا اسکا ایک پتا ٹوٹ کر گود مین گرا اس نے دیکھا کہ زمرد کا پتا ہے اور یاقوت کے حرف اسپر منقوش ہین یہ دیکھکر اس کو اٹھایا کہ دیکھون کیا لکھا ہے جب اُٹھا کر پڑھا لکھا تھا کہ ای باغبان گلشن عیاری آپ کے بارے مین ماہ جادو نام ساحر ذی احترام سے اور بادشاہ سے اہل طلسم کے بحث ہوئی ہے اور ماہ جادو آپ کے قتل کا بیڑا اٹھا کر چلا ہے اسی جگہ کہ نام اس کا بیابان زرین ہے آیا چاہتا ہے ہوشیار رہیے عمرو نے یہ عبارت پڑھی یہ بات دیکھکر چاہا کہ پتا زنبیل مین رکھون اور آپ فکر عیاری کرون پتا ہاتھ سے چھوٹ کر اڑا اور پھر درخت مین جا کر لگ گیا عمرو دلمین حیران تھا کہتا تھا الٰہی کیا اسرار ہے کیا عالیجاہ اس بادشاہ کی سرکار ہے گر بال اسکا پانی کا مال ہے کر ایک پتا سرکے کیا مجال ہے مجھکو یہ پتا نہ لینے دیا اس سے بڑھکر اور کنگ وردنی پن کیا ہوگا اور یہ کون ایسا میرا دوست یہان ہے جس نے ماہ جادو کے آنے کی خبر دی یہ عنایت بغیر ملاقات مجھ پر فرمائی کہ بیت چہ لطف بود کہ ناگاہ رشحۂ قلمت ۔ حقوق خدمت ما عرض کرد بر کرمت ۔ خیر جو کوئی ہوگا معلوم ہو جائیگا لیکن تم ہوشیار رہو یہ تجویز کرکے ایک تاج زمرد نگار زنبیل سے نکال کر سر پر رکھا اور دھوتی زردوزی چادر کی باندھی جواہر کے بت گلے مین ڈالے بت جواہر کے کنپٹی سے شانے تک باندھے جھولا بادلہ کا اسباب سحر رکھنے کا گلے مین لٹکایا منقل آتشین کو سلگا کر سامنے رکھ لیا ترسول زمین مین گاڑ دیا اس ہیئت سے ساحر معز صورت بنکر بیٹھا بعد لمحہ کے ماہ جادو اڑتا ہوا آکر پہونچا اور اول تمام صحرا مین بیک نگاہ دوڑا کر عمرو کو تلاش کیا کہین نظر نہ آیا ایک درخت کے نیچے تاج پہنے ساحر کو بیٹھے پایا سمجھا کہ یہ بھی کوئی عہدہ دار سرکاری ہے بس سحر سے دریافت کرکہ عمرو کس جگہ ہے یہ سوچکر چاہا کہ سحر کرون پھر خیال آیا کہ پہلے اس ساحر سے چلکر پوچھو اگر یہی بتا دے تو پھر کیا سحر کی ضرورت ہے غرضکہ عمرو کے پاس آیا اول صاحب سلامت کی پھر اون کو پکارا کہ بھائی تم کب سے یہان بیٹھے ہو عمرو نے کہا بڑی دیر سے اور میرا تو یہان مسکن ہے شاہ کی طرف سے بہر حفاظت صحرائے زرین یہ حقیر

تسمین ہو ماہ نے کہا کہ پھر تم کو کچھ معلوم ہی کہ عمرو عیار یہان آیا تھا یا نہیں عمرو نے منہ بنا کر جواب دیا کہ وہ آیا بھی اور شاہ
کوکب نے اسکو بلا بھی لیا یقین ہی کہ دربار میں پہونچ گیا ہوگا کیا تم اس کے لینے کو آئے تھے ماہ نے کہا کہ نہیں
بھائی بادشاہ کا ایمان پھر گیا ہی خداے نادیدہ کی پرستش کیا چاہتا ہی مین عمرو کو شرط کرکے قتل کرنے آیا
ہون یہ کہکر جو کچھ گفتگو بادشاہ سے اور اس سے ہوئی تھی وہ سب حقیقت بیان کی پھر کہا کہ بھلا جسکی طرف
بادشاہ ہوگا وہ کب ہاتھ آئیگا دیکھیے اپنے سچے ہونے کے لیے مجکو تو ادھر روانہ کیا اور عمرو کو بلا لیا اب
ایسی دھوکے بازی سے سامری کی پناہ کرنقول حافظ چہ جاے من کہ بلرزد سپہر شعبدہ باز ۔ ازین حیل کہ در انبانۂ
بہانہ تست ۔ اچھا مین جاتا ہون اور در بار ہی مین اسکو مارونگا یہ کہہ کر پرواز کرکے روانہ ہوا اور چشم زدن
مین اندر دربار کے سامنے شاہ کے آیا یہان عمرو کو نہ پایا حیران ہر سمت کو دیکھتا تھا کہ بادشاہ نے کہا
کہ کہو سر عمرو کا لائے اس نے عرض کی کہ حضور نے تو مجکو ادھر بھیجا اور اس رند کو آپ بلا لیا شاہ نے
فرمایا کہ تو مجھے بھی جھوٹا بناتا ہی اس نے کہا کہ میری کیا مجال ہی لیکن محافظ بیابان زرین مجھ سے
کہتا تھا کہ شاہ نے اس کو بلا لیا شاہ نے یہ سنکر ہنسکر فرمایا کہ او بیوقوف محافظ کہاں وہی عمرو عیار
ہی ورنہ وہ چاہتا تجکو مار ڈالتا اے ماہ مین یہ کہے دیتا ہون بیت اک آتا خوشی کا آتا ہی ۔ ایک
آفت سی گھر مین اٹھتی ہی ۔ اگر عمرو تجکو مار ڈالے گا تو مین شنوائی نہ کرونگا تو اپنا خون اپنے ہاتھون
سے کرتا ہی عمرو کی اس مین کچھ خطا نہین ماہ یہ تقریر سنکر عمرو کی فطرت پہ حیران ہوا کہ واقعی مین پاس کھڑا
رہا اور اُسے نہ پہچان سکا لیکن دل کڑا کرکے عرض پیرا ہوا کہ اے بادشاہ مین نے اپنا خون بحل کیا اب
اس ناعیار کو مارے لیتا ہون یہ کہکر الٹے پیر پھرا اور عمرو کے پاس آیا عمرو نے کہا کیون پھر کیون آئے
اس نے نعرہ کیا کہ باش او رند مکار تو نے بڑا غضب کیا کہ روبروے بادشاہ مجکو ذلیل کرایا فقرہ
دے کر الٹا پھیر دیا اب تجھکو کب چھوڑتا ہون بس اتنی مہلت تجھے دونگا کہ گھڑی بھر مین تو اپنا حربہ
درست کرلے یہ بھی اس لیے کہ بادشاہ سے وعدہ کرچکا ہون کہ عمرو کو ہوشیار کرکے مارونگا یہ کہکر
کچھ سحر پڑھکر اس جنگل کو سحر بند کردیا کہ عمرو یہان سے کہین اور بھاگ نہ جائے اور آپ نظر سے پوشیدہ
ہوگیا اس کا چلا جانا عمرو کو غنیمت ہوا فی الفور ایک قیدی زنبیل سے نکال کر بیہوش کرکے کبھی عیاری
لمحہ بھر مین اپنی ایسی صورت بنا کر وہی لباس اسکو پہنا کر ہوشیار کیا اور کہا اے شخص مین خداوند
لات اعلےٰ کا بیک ہون بڑی مشکل سے تجکو عمرو کی قید سے چھڑا کر بحکم خداوند عمرو کی ایسی صورت تیری
بنادی اب جو کوئی تجھ سے پوچھے کہنا مین عمرو ہون خداوند نے سلطنت کے عمرو کی ہی وہ تجھ کو دین گے
بشرطیکہ تو اس امتحان مین پورا اترے اگر تو اپنے تئین عمرو نہ ظاہر کرے گا تو خداوند آپ ہی
قتل کر ڈالین گے اس قیدی نے رہائی پاکر خوش ہوکر کہا جیسا آپ فرماتے ہین ویسا ہی مین کرونگا
عمرو اسکو بٹھا کر آپ گلیم اوڑھکر غائب ہوگیا لیکن وہ جنگل مسحور بہ سحر تھا کہین اور نہ جاسکا وہین

ٹھہرا رہا بعد ازاں ماہ جادو پھر آیا اور نقلی عمرو سے کہا کہ مین تجھکو مہلت بھی دے چکا اور ہوشیار کر چکا اب وعدۂ شاہ کوکب پورا ہو گیا اے سنبھل وہ قیدی یہ گفتگو سنکر پکارا کہ کیا بکتا ہے منم عمرو لیکے یہ نعرہ سنتے ہی ایک گولا فولادی مارا اس نقلی عمرو کے سر پر پڑا کہ سر ہزار ٹکڑے ہو گیا تڑپ کر مر گیا وہ قیدی عمرو نے غیر ساحر لات پرست زنبیل سے نکالا تھا اسوجہ سے علامت اسکے مرنے کی کچھ برپا نہ ہوئی ماہ بہت خوش ہوا اور سر کاٹ لیا لیکن دل سے کہتا تھا کہ شاہ کوکب ایسی عیار کی تعریف کرتا تھا کہ ایسا ہے اس نے تو ہاتھ بھی نہ ہلایا اور کچھ بھی اس سے نہ ہو سکا کہ بموجب بیت

اک عمر سے ہمین جو قیامت کا خوف تھا ٭ وہ چلتے پھرتے حشر کا دھڑکا نکل گئی ٭ خوب ہوا کہ بادشاہ کا وہین بھی رہا اور افراسیاب سے لڑائی بھی نہ ہوئی ورنہ بڑا کشت و خون ہوتا ظاہرا یہ معلوم ہوتا ہے کہ سامری کو اس طلسم کی بربادی منظور نہ تھی اس وجہ سے عمرو کو بے دست و پا کی طرح میرے قابو مین کر دیا اور نہ ایسا شخص اور کچھ نہ کر سکے یہ عنایت سامری ہے کہ بیت کیا رام اس بت کو باتون مین جا کر ٭ بتائی برہمن نے ساعت کچھ ایسی ٭ یہ سوچتا ہوا دریائے فکر مین غوطہ لگائے دو ہی قدم آگے چلا تھا کہ بروئے ہوا ایک شعلہ سا چمکا اس نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو ایک پریزاد ہوا سے اتر کر زمین پر آئی معلوم کیا کہ کنیزان کوکب مین سے شاید یہ ہے بس اس نازنین کے قریب گیا دیکھا کہ آفتاب تابان گویا زمین پر اتر آیا ہے اسی کی طلعت پرنور دیکھکر مہتاب نے سینے مین داغ کھایا ہر ہر تار مو مین موتی پروئے ہین یا شب تار مین تارے چمکتے ہین گو چہ زلف مین ہزار ہا روشن دل پڑے بھٹکتے ہین گیسو اسکے دام الفت تھے گرفتار اس مین اہل محبت تھے کہ بموجب بیت انجمن کو دل کی دام محبت بنا گیا ٭ دھیان انکے گیسوؤں کا بڑا جعلساز تھا ٭ روی تابان بسان آفتاب تابان لب لعلین برنگ یاقوت رمانی درخشان کہ فرد لب لعلین ہین ترے لعل یمن سے بہتر ٭ مشکبو زلف ہے تاتار ختن سے بہتر ٭ سیب زنخدان پر گلزار جنت قربان صراحی گردن سے مے سرخ کی طرح عرق پان کا نمایان ساعد و بازو دست بمثل عالم شکم و ساق و بازو نرم مثل سحاب و سنجاب و قاقم از سر تا پا شعلۂ نور بلکہ شمع طور ریان شرر طور بھی اس کے حسن کا فروغ سنکر افسردہ ہوا کہ ایک مدت ہوئی آج تک نہین اٹھا کہ بمقتضائے نظم

زہے شراب لب ت مایۂ طربناکی
نمودہ نرگس مستت ہزار بیباکی

گذر بدامن پاکت نہ کردہ باد صبا
کجا شگفتہ گلے در چمن بدین پاکی

بیک کرشمہ کہ کردی ہزار دل بردی
تبارک اللہ ازین چابکی و چالاکی

نشستہ ام برہت چون غبار دی زہم
کہ ناگہان بکشی دامن ازمن خاکی

جواب تلخ شنیدن ز لعل می گوئت
چو تلخی می تاب آورد فرحناکی

ماہ جادو اس نازنین کو دیکھتے ہی فریفتہ جمال ہوا اور بمنت تمام اس گلنام سے کہا **نظم**

اے زبہار تازہ تر تازہ بہار گیتی — وہ چہ نگار طرفہ تر طرفہ نگار گیتی
ہست رخ تو ماہ کو کبے تو شاہ حسن — ماہ کدام کشورے شاہ دیار گیتی
لالہ و سرو این چمن منفعل اند پیش تو — سرو کدام گلشنے لالہ عذار گیتی
خستۂ رنج فرقتم کشتۂ درد حسرتم — من بمیان محنتم تو بکنار گیتی

وہ گل پیرہن بجواب ان باتون کے مسکرا کر زبان پر لائی کہ یہ تعریف آپ نے اپنے گھر والیون کی فرمائی بندی تو اس لائق نہین مجھکو شاہ کوکب نے آپ کی خبر لینے بھیجا تھا فرمایا تھا کہ جاکر دیکھو عمرو دو ماہ سے کیا گذری فی الجملہ مین تم کو سر عمرو کا لیے ہوے دیکھتی ہون معلوم ہوا کہ وہ مارا گیا بس یہی حال مین جاکر عرض کیے دیتی ہون کہ ماہ صاحب سر دشمن کا لیے حاضر ہوا چاہتے ہین ماہ نے کہا اے حور نژاد ہم بھی دربار شاہ مین جائینگے اور تم بھی وہین چلتی ہو ہم تم ساتھ ہی نہ چلین ایک سے دو بھلے اس حور پیکر نے مسکرا کر جواب دیا کہ چل سے پرے مردوے ذرا ہوش مین آ جا مین فریب تیرا سمجھتی ہون تیری باتین میرے ناخونون پر ہین کچھ بندی ایسی گدھی نہین لو صاحب یہ موا مردوا مسٹنڈا مین اکیلی دھان پان سی عورت اس کے ساتھ چلون بھلا سن تو اگر راہ مین تجھ پر شیطان چڑھے تو مین نگوڑی کدھر کی نہ رہی تو تجھکو جیسر غو کرے سے ترے منہ کو جھلسا سات پھیر دن کا ہوس ماہ ان باتون کو سنکر فرط خندہ زنی سے لوٹ گیا پھر اپنے تئین سنبھال کر اس پریوش کا ہاتھ پکڑا اور کہا ہمسے جب میت
پھیری جو نظر تم نے تو سب پھر گئے مجھ سے + کچھ اور ہی آن ہو گئی دنیا ابھی کچھ اور +
ہان مین بغیر ساتھ لے جائے نہ رہونگا نازنین نے بگڑ کر کہا دیکھون تو کیونکر لے جائیگا نا صاحب مین نہ جاؤنگی جو کوئی سنے گا یہی کہے گا کہ بوا تم ٹھی تھین جنگل بیابان سنسان مین مردوے کے ساتھ چلی گئین کیا تم نہ جانتی تھین کہ اکیلے مین سب کچھ کر گذرے گا پھر مین لاکھ قسمین کھاؤنگی کسی کو یقین نہ آئیگا سب یہی کہین گے کہ بہانہ بازی کرتی ہے یہ رنڈی خود ہی مستانی تھی جب تو یہ جوان جہان ہوکے مردوے کے ساتھ چلی گئی مین ایسے چلنے کے قربان جس سے آبرو مین فرق آئے بندی ایسی اوماتی نہین تم جاؤ اپنے کام لگو میرے فراق مین نہ پڑو ماہ اس کی دوبارہ تقریر سنکر مر ہی گیا اور
بیکار اُڑو ناز سے اترا کے چلنا قہر تھا + ٹکڑے ٹکڑے ہو گرد اس محشر گیا +
یہ کہکر اس رشک قمر کا ہاتھ پکڑ کر کہا ہم سے قسم لے لو جو ہم تمھین بے طریق ہاتھ لگائین اس غنچہ دہن نے کہا لے بس بس اپنے اڑھائی چاول الگ گلاؤ ہاتھ بے طریق اپنی اماں کے جاکر لگاؤ اور سنو میرے صاحب کسی کی مجال ہے جو مجھے بری نگاہ سے دیکھے آج تک اتنا سن آیا سرکار کی نوکری مین ہزارون جگہ اکیلی دوکیلی ملکہ پر ان جیسین جم جسم اُن کی سلامتی مین جاتا ہے بھلا کوئی کہہ تو دے کہ اس شخص کو ہم نے کسی سے

ہنستے دیکھا تھا اور میاں اگر ہمارا بھی جاب کرنے کو تو کوئی کیا ہے سو تو جھپا مین بچھتین آج تک تو
سامری نے بچایا ہے اس گفتگو مین ماہ نے اپنی طرف کھینچی واضح ہو کہ یہ بزاد عمرو ہے جو عیاری کرنے
آیا ہے لیکن پہلے ماہ جادو نے بھی مہلت کچھ دیر کی دی تھی اس وقت عمرو بھی گفتگو کو طول دے رہا
ہے کہ مجھکو کہنے کو ہوگا کہ اتنے عرصہ تک مین تجھ سے ہمکلام رہا اور تیرے پاس کھڑا تھا اگر تو پہچان
نہ سکا اگر تو نے مجکو مہلت دی تھی تو مین نے بھی اتنا عرصہ لگایا کہ شاید تو پہچان لے لیکن تو میری
صورت مصنوعی پر السا فریفتہ تھا کہ ذرا بھی تمیز نہ کر سکا فی الجملہ ماہ نے اسکا ہاتھ کھینچا اس نے
اپنا ہاتھ کوٹا کہ بیچ ہی مین نگوڑی کیون آئی تھی میری تو غضب مین جان پڑگئی جس بات سے سدا
مین ڈرا کی جمشید قسم آخر وہی سامنا ہوا لیکن یہ تجربہ ہے اے مین ابھی اپنی ملکہ سے کہکر دھرے تاڑو اور
کوئی مجھے ہاتھ لگائے تو دیکھے پھر تو دیکھو مین کیا کرتی ہون اچھا چلو مین ساتھ چلتی ہون دیکھون تو کیا کرلیتا ہے
یہ کہکر ساتھ چلی راہ مین خاسدان نکال کر اس گلبدن نے گلوری کھائی اور ماہ کے بغیر مانگے آپ ہی انگوٹھا
دکھا دیا ماہ اس کی اداؤن کو دیکھ کر سمجھ گیا کہ یہ انکار اس کا عین اقرار ہے کہ سے اٹھاتا ہے تصور پردہ
اور حیرت گرائی ہے + جو محو یار ہو جائے کشاکش درمیان کیون ہو + چھیڑتا چل یہ سوچکر اس نازنین
سے کہا ہمین بھی گلوری دو اس نے کہا منھ بنواؤ ماہ نے کہا نہ دو ہمارے پاس عطر ہے ہم بھی نہ دین گے اسنے
کہا دکھین ماہ نے جھولے سے سحر کی شیشی نکال کر دکھائی اور کہا لو ہم تمھاری طرح بخیل نہین اس سیمبر نے
ہنسکر کہا مجھے کیا کرنا ہے میری محرم لبانے کو خواصین عطر کی شیشیان انگیا مین رکھ دیتی ہین اور نہ
میرے عطردان مین بھی عطر بہت ہے یہ کہکر اندر دوپٹے کے ہاتھ ڈالا پھر ہاتھ دوسرا ماہ کی آنکھون
پر رکھدیا کہ سامری قسم میرا دوپٹا ہٹا ہے میری محرم پر آنکھ نہ ڈالنا یہ کہکر خوب زور سے آنکھین اپنے
ہاتھ سے بند کین اسپر بھی کہتی جاتی تھی کہ یا سامری جو میرے تئین ننگا دیکھے اس کے دیدے ختم
ہوجائین غرضکہ اس حیلے سے آنکھین بند کرکے عطر بیہوشی زنبیل سے نکالا اور آنکھین کھول دین کہا
لو عطر موجود ہے مونے عطر کی بھی یہ اصل ہے کہ جسپر کوئی اترا سے اور سات پردہ مین چھپاسے یہ کہکر
شیشی ماہ کے ہاتھ مین دی اس نے سونگھی چھینک آئی اور بیہوش ہوگیا اس نے زبان مین اسکی سوزن
دیا اور درخت سے باندھ کر ہوشیار کیا جب وہ ہوش مین آیا عمرو نے کہا اے ماہ دیکھا عمرو کو اب کیا کہتا
ہے شناخت مین پروردگار کی ماہ جادو یہ کیفیت دیکھکر پہلے تو حیرت زدہ ہوا پھر مسلمان ہونے سے
انکار کیا عمرو نے خنجر کھینچکر چاہا کہ سر کاٹ لون اسوقت زمین سے ایک تیلا نکلا اس نے ہاتھ پکڑ لیا
آواز آئی کہ اسے گلچین صدقے عیاری مرحبا یہ نالائق اپنی سزا کو پہونچگیا اس کو قتل نہ کرنا چاہیے
کہ میرا رفیق ہے یہ صدا سنکر عمرو و ماہ دونون بیہوش ہوگئے تیلے نے ان دونون کو اٹھا کر ایک مرغ
زار میں بہار سے پہونچا یا اس باغ مین ایک بنگلہ پر تکلف تھا دونون کو لاکر وہین رکھا آنکھ عمرو کی

کھلی دیکھا پتلا بلورین کھڑا ہی اور ماہ بیہوش پڑا ہی یہ دیکھکر حیرت تھی کہ دفعتاً پتلے نے دست بستہ عرض کیا کہ شاہ نے آپ کو سلام شوق کہا ہی اور عیاری کی تعریف فرمائی ہی کہا ہی کہ بس امتحان ہوچکا اب اس متعرض ماہ کو میرے پاس بھیجدیجیے اور آپ اسی باغ مین فروکش ہوجیے سب سامان راحت حاضر ہوگا کسی طرح کا رنج نہ پہونچیگا عمرو نے ماہ کو حوالے کیا پتلا لے گیا اور سامنے بادشاہ کے لایا شاہ نے ہوشیار کرکے پوچھا کہ کیون اے ماہ جادو عمرو کا سر لائے ماہ کی جو آنکھ کھلی سامنے بادشاہ کو دیکھا بہت شرمندہ ہوا اور عرض کیا کہ واقعی آپکا فرمانا راست ہے عمرو عیار آفت روزگار دید بلا ہی دم بھر مین عورت بنتا ہی دم بھر مین مرد کبھی کچھ اور کبھی کچھ نیرنگ بازی دکھاتا ہی اُسکا مقابلہ کوئی کہین کر سکتا کہ بیت ترسے رفتار کے فتنون سے دنیا بھر گئی ساری + کہین آنے کا رستہ ہی نہین ملتا قیامت کو + اب مین اس کا معتقد ہوا اور وہ نامہ جو ملکہ بُرّان کے لیے آپ نے لکھا ہی مجکو دیجیے کہ خدمت ملکۂ عالم مین لے جاؤن اور عمرو کو استقبال کرا کے بلاؤن کوکب نے نامہ جسکا ذکر اول مین کیا گیا اسکو دیا کہ یہ لے کر روانہ ہوا اس قلعہ سے کہ جہان بادشاہ رہتا ہی شہر ہفت رنگ دور ہی درمیان مین ایک دریا بہتا ہی اس طرح کہ جیسے طلسم ظاہر و باطن کے درمیان دریاے خونخوار طلسم ہوشربا مین ہی اور جسطرح دریا پر جاکر ساحر عرض کرتا ہے کہ افراسیاب مین حاضر ہونگا ویسے ہی یہان پر ان کو ادھر کا جانے والا پکارتا ہی اور اس طرف سے جو آتا ہی کوکب کو پکارتا ہی پنجے پیدا ہو کر اٹھا لے جاتے ہین ماہ نے حسب دستور کنارے دریا کے پہونچکر پکارا ایک مچھلی جس طرح سے دریاے ہفت رنگ سے ماہی پر یزاد نکلی تھی ویسی ہی پیدا ہوئی اور ماہ کو سوار کرکے اپنی پشت پر اس پار لے گئی جب اس کنارے پر پہونچا پنجہ پیدا ہوا اور لے کر چلا شہر ہفت رنگ کو طے کرکے جبتک ہوا سات دریا راہ مین ملے سب پنجے نے طے کیے اتفاقاً ملکہ قلعۂ ہفت رنگ سے موتی باغ مین سیر کرنے کو گئی ہین اور موتی باغ دریاؤن کے پار ہے اور موتی باغ کی بارہ دری اتنی بلند ہی کہ اسکے اوپر کے درجون پر سے یہ ساتون دریا بہتے ہوے نظر آتے ہین غرضکہ پنجہ ماہ کو لیے ہوے موتی باغ پر آیا اس نے کبھی یہ باغ نہ دیکھا تھا آج دیکھا کہ چار دیواری اس باغ کی چاندی کی ہی در باغ پہ دروازہ سونے کا لگا ہی ہزار ہا موتی جڑا ہی پردہ زردوزی کا پڑا ہی پردہ چشم عاشقان کا پردہ ہی کہ بیت وہ پردہ کیا جو پردے سے پردہ ذرا نہ ہو + وہ شرم کیا حیا سے جو تجھکو حیا نہ ہو ماہ اندر باغ کے آیا یہ باغ بھی نزہ طلسمات کا پایا تعریف بصراحت تمام بروقت آنے عمرو کے بیان ہوگی مختصر یہ کہ بیچ مین باغ کے بارہ دری موتی کی بنی تھی ہزارون دروازے کی چوڑی چڑھی تھی سب در کھلے ہوے تھے اوپر کے درجون سے وہی ساتون دریا نظر آتے تھے بارہ دری کے گرد چھبیس بنگلے بنے تھے اور چھبیس برج آراستہ تھے برجون کے سامنے گمگیر سے مخمل کے

کارچوبی دموتی دجواہر کی جھالر کے استادہ تھے ان کے جواہر کے بیچ مین بارہ دری کے شہ نشین پر کئی سو زنے کا تخت بچھا تھا اور تخت کے گرد اگرد ہزارہا دنگل وکرسی جواہر کار آراستہ تخت پر ملکہ بران شمشیر زن جلوہ فرما تھی اور ہزارہا انیس مدبران سلطنت وغیرہ دنگلون کرسیون پر بیٹھے تھے پس پشت تخت سات ہزار خواص دریاے جواہر مین غرق عہدے لیے کھڑی تھین اور سامنے تخت کے سات ہزار غلامان مہرصورت حور پیکر غلمان منظر زرین لباس زرین کمر دست بستہ حاضر تھے لیکن سب برنگ تصویر چپ اور سر گردن جھکائے رعب سے بات کرنا کیا ایک دم سے آنکھ نہ ملاے ناچ سامنے ہوتا تھا دور شراب ارغوانی وزعفرانی تھا کہ ماہ سامنے آیا مجرا کیا آداب بجا لایا اور بعد ادب دبزبان عجز ملکہ کی دعا وثنا مین مصروف ہوا کہ ابیات

منت بناز حبیبان نیاز مند مباد　　وجود نازکت آزردہ گزند مباد
سلامت ہمہ آفاق در سلامت تست　　بہیچ عارضہ شخصے تو دردمند مباد
درین چمن چو درآید خزان بیغمائی　　رہش بسرو سہی قامت بلند مباد
دران بساط کہ حسن تو جلوہ اندازد　　مجال طعنہ بدبین بدپسند مباد
جمال صورت معنی ہمین ہمہ تست　　کہ ظاہرش دژم و باطنت نژند مباد
ہرآنکہ روی چو ماہت بچشم بدبیند　　برآتش تو بجز جسم او سپند مباد

ملکہ نے اسکو رفیق شاد کوکب جان کو خلعت سرفرازی دیا اور باعث آنے کا استفسار کیا ماہ نے نامۂ بادشاہ لانے کا حال عرض کیا میرزان وزیر ملکہ کا سندیل وزارت بیٹھے پایۂ تخت کے قریب حاضر تھا اُسنے لے کر ملکہ کے روبرو پیش کیا ملکہ نے اول زر نثار کرایا پھر سر پر رکھا آنکھون سے لگایا بعد اسکے لفافہ چاک کرکے مطالعہ فرمایا مضمون مندرجہ سے واقف ہوکر میرزان کو حکم دیا کہ جاؤ اور نہایت تعظیم سے عمرو بن امیہ تشریف لائے مین باغ بیابان انارستان مین ہین انھین اسی باغ مین لے آؤ ایک دعوت انکی اس جگہ کی جائے گی جبتک شہر ہفت رنگ آراستہ ہوگا اور خواجہ بھی بیرون طلسم کی سیر کرین گے پر اندر قلعہ کے قدم رنجہ فرمائین گے وزیر یہ حکم محکم قضا شیم ملکہ عالم سُنکر آداب بجا لایا اور باہر آکر بارہ ہزار ساحران نامی کو لباس اور اسلحہ سے آراستہ کرکے تخت طاؤسی پہر سواری خواجہ ہمراہ لے کر بڑے ساز وسامان سے روانہ ہوا علمہاے زنگاری کے پھریرے کھل گئے نقارے شاہی بجنے لگے کئی ہزار کنیزان مہر دیدار حور جمال ہمراہ اور عہدے ہاتھون مین لیے تخت کے ہمراہ تعین نہایت تجمل اور شوکت سے یہ سب تو چلے لیکن عمرو نے جو ماہ جادو کو ہمراہ قبلہ طیور کر دیا تھا اور ٹھہر رہا تھا سوچا کہ اس باغ مین چلکر سیر کرون پس تمام باغ مین پھرا یہ تماشا دیکھا کہ یہ باغ دشت زرین طلسم سے کہین بڑھ کر ہے کہین زمرد نگار سرو موزون ہے کسی جا یاقوت کا لالۂ احمر

آفتاب اپنی شاخہائے شعاع زرین کو وہان کے درختون کی شاخون پر نثار کرے نخل کہکشان بہ ورشبہ درختان پُر اثمار بے برگ و بار نظر آئے خوشۂ سنبلۂ فلک وہان کی شاخون اور شگوفون پر سو جان سے نثار زبان پر نسبت الشہ بنا تا حسنا ہر بار اس باغ کا یہ ادنی شگوفہ ہی کہ کدیور روزگار نے اسکی سرسبزی پر رشک کہا کر گلہائے مہر و ماہ کو مع گلہائے انجم سبد فلک مین لگایا سامنے ہوا خواہان کے لایا اُنھون نے مہ و مہر کی جو بے ضیائی اس پہولون کے روبرو جو باغ مین ہی ناپسند فرمایا یعنے ماہ کو داغی اور آفتاب کو نہایت گرم بتلایا گلہائے انجم آج تک وہان کے پہولون کے سامنے ارزان ایسے ہین کہ کوئی خیال مین بہی نہین لاتا اس باغ کے اشتیاق مین فلک ہمیشہ چکر لگاتا ہے مگر ایک شگوفہ بہی نہین پاتا ہے

کہ بموجب ابیات

حکم رانی پر ہوا ہمسر سلیمان بہار — عشق پیچان بنگیا طغرائے فرمان بہار
روشنی ہوے جو آنکہونمین تو سیر باغ ہو — لالۂ آتش زبان ہی شمع ایوان بہار
زلف سنبل کو سمجھیے گوش گل کو جانیے — نرگس شہلا کو کہیے چشم فتان بہار
شاخ گلبن پر یہ طفل غنچہ سے ظاہر ہوا — نے سواران چمن ہین مرد میدان بہار
آب جو لیتی ہین صفائین سینۂ اشراقیان — ہر گل خوشبو ہی افلاطون یونان بہار
لالہ و گل سے ہنوز آباد ہی بزم چمن — سرو شمع سبز ہی سنبل شبستان بہار

عمرو سیر کرتا ہوا در باغ پر آیا یہان پہلوے در مین زینہ بنا تھا اس پر چڑھ گیا دیکھا کہ سامنے در باغ کے جہان تک نگاہ کام کرتی تہی انار کے درختون کا جنگل لگا تھا ہزار ہا انار مثل پستان شاہدان قامت شاہد شجر سے ہویدا ہی اور ہر انار شق ہو گیا ہی دانے اس کے دندان سبز رنگان دہر کو شرماتے ہین درخت مثل حلہ پوشان کے سرسبز نظر آتے ہین دبان باغبان روزگار یہ تہا مین اس دشت کی آب نخل درمان جاری ہی چادر بے کش اس دشت کی باد بہاری کہ

نظم

نوجوانان چمن استادہ ہین چالاک و چست — نغمہ زا ہین نالہائے عندلیب خوش بیان
ابر ہی کہیلون پر برق ہی بیتاب حال — چہچہے ہین طائران خوش نوا کے ہر زبان

عمرو بہی اس باغ دلکشا کی سرسبزی دیکھکر آیہ وافی ہدایہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل زبان پر جاری کرتا اور کبہی دعنت نضارت آگین کے تماشے سے جنت وعدن تجری من تحتہا الانہار پڑہتا کہ ناگاہ سامنے سے نشان ہاتھیون پر نمودار ہوے ڈنکے بجتے سنائی دیے شترسوارون کے پرے نظر آئے یہ ایک بار ماہ کے ہاتھ سے زک پا چکا تھا بموجب مثل دودھ کا جلا چھاچھ پہونک کر پیتا ہی سمجھا کہ ماہ کو تو بتلا لے گیا ہی وہ یہان کا سردار ہی اب دوبارہ فوج لے کر تیری گرفتاری کو آتا ہی یہ سمجھکر اسی جگہ رنگ در و غن عیاری لگا کر ایک بڑھیا کی ایسی صورت بن کر چادر محمودی کی اوڑھی اور مثل ضعیف

عورتوں کے جابجا دست و گوش میں سادہ سادہ زیور الماسی پہنا ہاتھوں میں پٹریاں اور سر میں کہربا سے
شمعی کی باندھیں کانوں میں ایک ایک بالی ڈالی گلے میں ہیکل جسکی تختیوں پر نام سامری و جمشیدی وزردشت
وغیرہ کندہ تھے پہنی اور گھڑا ایک زنبیل سے نکالکر شربت گھولا بیہوشی آمیز کی اور گھڑے کوسر پر لے کر
نیچے اترکر آگے بڑھا کہ یہ فوج جو آتی ہے اُسکو نذر سامری کا شربت پلاؤں اور بیہوش کرکے ماردوں جو
بچ جائیں گے اُن کو حقۂ آتشین مار کر بھگادونگا جیسا کچھ ہوگا دیکھ لونگا غرضکہ گھڑا لیے ہوے ایک
درخت انار کے نیچے آیا یکایک اُس درخت سے ایک انار ٹوٹ کر زمین پر گرا اور شق ہوا ایک پتلا بالشت
بھر کا اس میں سے نکلا گویا چشمۂ بہار سے پھل پیدا ہوا لمحہ بھر میں وہ پتلا جوان خوش رو حسین طرحدار بنگیا
لباس مرصع زیب قامت کیے تھا اس نے خواجہ کو سلام کیا عمرو نے دعا دی کہ سامری عمر دراز کرے برخوردار
ہو پھر کہا کہ بیٹا میں بڑھیا یہ شربت سامری کی نذر کا لائی ہوں تم بھی ذرا سا چکھو تو وہ جوان ہنسا اور کہا
کہ خواجہ آپ مجکو دم دیکر بیہوش کیا چاہتے ہیں آپ کو معلوم نہیں کہ یہ بیابان انارستان ہے جتنے انار
اس میں لگے ہیں ان سب میں فوج شاہ کوکب ذیشان ہے یہاں آپ ہی کا ایسا کسی کا اقبال ہو تو آسکے
ہم کو آپ کے آنے کی خبر مل چکی ہے اور حکم اطاعت کرنے کا دیا گیا ہے نہیں تو یہاں سے جانا غیر ممکن تھا
جس طرح گور میں مُنگے رہتے ہیں اس طرح سے فوج اناروں سے نکلتی اور حضور کو جانے نہ دیتی میں
آپ کو اطلاع دینے انار سے نکلا ہوں کہ یہ فوج جو آتی ہے یہ میرزان وزیر ملکہ بران آپ کے
لینے کو آتا ہے جلوس شاہانہ ہمراہ لاتا ہے حضور کو چاہیے کہ ان سے بڑے تپاک سے ملیے نہ کہ ان کے
قتل کی فکر کیجیے عمرو نے جب یہ کیفیت اس جوان سے سنی کہا پہلے سے تو نے مجکو اطلاع کیوں نہ دی
میرا شربت سب خراب گیا وہ جوان ہنسا اور کہا اس کے عوض جو فرمائیے وہ حاضر ہو عمرو نے کہا
کچھ مجکو محتاج سمجھا ہے یہ کہکر شربت کا گھڑا زنبیل میں رکھا کہ پھر کہیں کام آئیگا وہ جوان پھر پتلا بن کر انار
میں چلا گیا اور انار درخت میں جا کر لگا عمرو وہاں سے بہت جلد اندر باغ کے آیا اور بارہ دری
میں پہونچکر جلد جلد فرش تاقم و سنجاب زنبیل سے نکالکر تمام بارہ دری میں بچھایا مسہریاں آراستہ کیں
دنگلہاے جواہر کار گستردہ کیے مسند میں غرق پر تکلف موتیوں کے جھالر کی بچھائیں ایک تخت کئی سوز بینہ
کا بیچ میں دنگلوں کے بچھایا اور یہ سب سامان چند جن بچوں کو زنبیل سے نکالکر آن واحد میں درست
کرایا راوی کہتا ہے کہ جب ملک سبائل جہاں لقا خدائی کرتا تھا اور یہ ملک اُسکا تخت گاہ تھا وہ
اہل اسلام نے جب فتح کیا اور لقا بھاگا تو عمرو نے اسکی بیشتوں کو جس میں جواہر کے لاکھوں درخت
تھے اور اسباب نادرہ عجوبۂ روزگار بہت تھا توڑ کر زنبیل میں رکھا ہے بس وہی اسباب اس جگہ
نکال کر آراستہ کیا اور آپ وہ خلعت و تاج گوہر نگار جو ملکہ آسمان پری نے دیا ہے زیب قامت کیا
اس میں ایک ایک موتی برابر بیضۂ مرغ کے لگا تھا اور ایسا جواہر ٹکا تھا جو کبھی جوہری فلک نے چشم

مہر و ماہ سے بھی نہ دیکھا تھا باوجود کہ لعل بدخشانی حرارت آفتاب سے پیدا تھا مگر اس خلعت کا ایک ایک لعل رشک دے کر آفتاب کو جلاتا تھا غرضکہ تاج لعل و گوہر سر پر اور قبائے سلیمانی در بر دہ قبائے زرین شاید تار خطوط شعاع مہر سے یا تار نفس مہر طلعتان سے کرسی گئی تھی گوٹ اسکی شفق دامن سحر کو شرمندہ بناتی تھی اپنے رو برو ملجی بناتی تھی کہ بمقتضائے ابیات

حلہ استبرق و ابر پشمین	بر میں ایسا تھا کہ دیکھا ہی نہیں
جسکی قیمت ہے خراج سلطنت	رونما جس کا تھا باغ سلطنت
سر پہ اُسکے تھا مرصع ایسا تاج	رونما جس کا ہو دنیا کا خراج

باین زینت و آرایش اس تخت فلک رفعت پر جلوہ گر ہوا اس اثنا میں میر زان وزیر تجمل شاہی کو در باغ پر چھوڑ کر آپ مع چند مقربین کے اندرون باغ قدم زن ہوا اور ہر سمت کو خواجہ کی تلاش کرنے لگا یعنے عمرو جو آئے ہیں تو کس جگہ ہیں غرض سب بنگلوں میں پھر کر قریب بارہ دری جو آیا دیکھا کہ چلمنیں پڑی ہیں اُس نے ڈرتے ڈرتے چلمن کو اُٹھایا عمرو کو دیکھا کہ تاج کئی سو کنگرے کا پہنے جسکی کلغی میں جوڑی گوہر شب چراغ کی لگی ہے قبا وہ بر کہ جسپر نگاہ نہیں ٹھہرتی ہے دربر کیے تخت پر جلوہ گستر ہے دربار شاہانہ آراستہ ہے دنگل کرسی میز بے انتہا ہے کوئی اور نہیں نظر آتا ہے لیکن عمرو کرسیوں کی طرف ایسا مخاطب ہے جیسے کوئی ان پر بیٹھا ہے مگر دکھائی نہیں دیتا ہے وزیر کے ہوش پران ہوئے اور سمجھا کہ عمرو بھی شہنشاہ جلیل القدر ہے بڑے ساز و سامان سے آیا ہے فوج بطور مخفی ساتھ لایا ہے فی الجملہ وزیر باادب تمام سامنے آیا اور دست بستہ زمین تفاخر کو لب عجز سے بوسہ دے کر بعد بجا آوری آداب دعا و ثنائے شہریاری میں بہزاران آرزو و نیاز مصروف ہوا کہ نظم

تا سایۂ مبارکت افتاد بر سرم	دولت غلام من شد و اقبال چاکرم
شد سالہا کہ از سر من بخت رفتہ بود	از دولت وصال تو باز آمد اندرم

بعد فراغ مراسم ثنا و صفت عرض پیرا ہوا کہ اے شہنشاہ عیاران ملکہ بہاران نے سلام نیاز کہا ہے اور مجھے بھی خدمت ملازمان عالی میں بھیجا ہے عذر کیا ہے کہ ایک سر ہزار سودا امور سلطنت سے چھٹی نہیں ورنہ حضور کو لینے آتی کس لیے کہ بمقتضائے ابیات

آن کف پا بر زمین چیست ای سرو سہی	چشم آن دارم کہ دیگر پائے بر چشمم نہی
تا سر از جیب خجالت بر ندارد آفتاب	خیمہ بر دامان صحرا زن چو ماہ خرگہی
مہر وی بر اوج خوبی فارغ از بیم زوال	با تو خورشید فلک را نیست تاب ہمسری
گر بہالی رہ فلک ساز و گدای درگہت	بر سر کوی تو یابد منصب شاہنشہی

اسید کہ سوار ہو کر قدم رنجہ فرمایئے ملکہ عالم مشتاق ملاقات ہیں آج موتی باغ مین چلکر آرام کیجیے اور ہماری آبرو بڑھایئے کل شہر ہفت رنگ مین داخل ہو جیے گا عمرو نے یہ التماس وزیر سنکر آگے بلایا اور گوشہ چشم سے بیٹھنے کا اشارہ کیا وزیر بیٹھ گیا عمرو گلیم اوڑھ کر غائب ہو گیا وزیر حیران ہوا کہ یہ شخص جن ہے یا بشر ہے واقعی مرد باہنر ہے عمرو ایک ملازم کی ایسی صورت بنکر اور خلعت پر زر کشتی مین لگا کر سامنے وزیر کے لایا اور کہا شہنشاہ عیاران اپنے لشکر مین پوشاک بدل رہے ہین برآمد ہوا چاہتے ہین آپ کو یہ خلعت مرحمت کیا ہے وزیر نے خلعت پہنا مگر سمجھا کہ معتبر اس شخص کے ہمراہ فوج جنیان ہے غرضکہ عمرو خلعت دے کر اور ہجگہ کا سب اسباب یعنی تخت و کرسی وغیرہ لیجا کر کے نظر سے غائب ہو گیا بعد لمحہ کے صورت اصلی بنکر اور دوسری طرح کا لباس زیب قامت فرما کر ظاہر ہوا وزیر با ادب کھڑا ہوا اُسکو حکم دیا کہ آنکھیں بند کرلے تاکہ میرے ملازم اسباب اٹھالین اس نے حسب ارشاد آنکھیں بند کرلین عمرو نے جال مار کے تمام اسباب نذر زنبیل کیا وزیر نے جو آنکھ کھولی ذرا بھی اسباب نہ دیکھا یقین واثق ہوا کہ عمرو فوج جناتون کی ہمراہ لایا ہے بس اس نے تخت طاؤس حاضر کیا خواجہ سوار ہوے طبل و نقارے بجے صدائے طرقوا پیدا ہوئی باغ سے سواری آگے بڑھی باد بہاری جلو مین چلی نقارچی زرنگار نقارون کو بجاتے اس کے پیچھے شتر سوار سانڈنیان اڑاتے پھر خاص بردار غول باندھے پلٹنین اور رسالے باجے جنگی بجاتے چلے بعد انکے طفلان قمر پیکر لوٹے تخلخون کے اور منقلہاے عود وعنبر لیے عود ہرکی کا لپٹا ڈالتے دشت کو رشک دشت تتار بناتے گذرے پھر تخت عمرو کا برآمد ہوا چار سو پریزادان طلسم کی چتر زربال ہما کا لیے مگس رانی کرتی ہوئی دو کئی ہزار خواص آنچل پلو کے دوپٹے اوڑھے حسن مین یگانہ دہر جواہر کا زیور پہنے چنگیر دان و عطر دان و اوگال دان وغیرہ عہدے ہاتھون مین لیے کہار قدم با قدم تخت اٹھائے اس طرح سے کہ تکان نہ ہو روان ہوے اور بارہ ہزار ساحر باز و بط و فیل سرخاب دیو تیار و اشتر پر سے سحر سوار تخت کو گھیرے ابر پیدا کرتے موتی برساتے سواری کے جلو مین آتے تھے نقیب آگے آگے صدا ہاے ادب و تفاوت لگاتے تھے بڑھے عمرو دولت شیران بہادر کہکر للکارتے تھے اس دبدبے کے بموجب نظم

بچے گھوڑے صدہا نقیب و چوبدار　　اور پیادے بے عدد بیحد سوار
سیکڑون حاضر غلام ماہ رو　　دست بستہ صف کشیدہ سو بسو
غرق لعل و در مین از پا تا بسر　　زرق و برق ایسے کہ خیرہ ہو نظر
کہتے جاتے تھے یہ ہردم چوبدار　　اے جوانو جلد تر ہو ہوشیار
جلد ہو جاؤ دو طرفہ دو قطار　　ہون پیادے آگے اور پیچھے سوار
باادب آہستہ نہ بیش و نہ کم　　ایک سان جلدی بڑھاؤ تم قدم

سواری شہنشاہ عیاران کی روان ہوئی جسکی حشمت بہرام فلک پر ہیبت چاکری نگران تھی شہر ہفت رنگ کو دہنے ہاتھ کی طرف چھوڑ کر سیر و نجات طلسم دکھاتے باہر باہر موتی باغ مین سے کر آسئے اب بیان سے جو کوئی اندر قلعہ کے جانے کا ارادہ کرے تو وہی ساتون دریا جنکا ذکر اول ہوا کہ راہ طے کرکے آیا تھا پڑتے ہیں گے غرض کہ جب سواری موتی باغ کے قریب پہنچی وزیر نے آگے بڑھکر کے دروازہ کھلوایا کیونکہ ملکہ ہیرا ان وزیر کو بھیجکر سمت قلعہ ہفت رنگ بہر تیاری سامان دعوت خواجہ گئی تھی ملازمون کو برائے خاطرداری وخدمتگزاری چھوڑ گئی تھی اس وقت وزیر کے پکارنے سے دروازہ وا ہوا اور سو کنیزین مہ پارہ و سمن اندام گلدستے ہاتھون مین لیے اندر سے باغ کے نکلین کہ ایک ایک حسن مین رشک حور تھی سراسر لمعۂ نور تھی کہ بمقتضائے

ابیات

رسیدند خوبان ز درگاہ کاخ	بدست اندرون ہر یکی گل و شاخ
بپارۂ دلفروز و با گوشوار	ز دیبائے گوہر چو باغ بہار
دو رخسار چون لالہ اندر چمن	سر جعد زلفین شکن بر شکن

ان پری پیکرون نے وزیر سے عرض کیا کہ ملکہ عالم نے حکم چلتے وقت کیا تھا کہ اندر باغ کے ہمارے مہمان کو موتیون کے تخت پر سوار کرکے لانا اور موتیون کی پوشاک پہنانا چنانچہ یہ تخت گوہر نگار اور یہ پوشاک آبدار حاضر ہے وزیر نے کشتیان خلعت مروارید کی اور تخت ان سے لے کر خدمت مین عمرو کی حاضر کیا اور ان کنیزون نے جو وزیر سے کہا خواجہ سے بھی عرض کیا عمرو نے ہنسکر کہا اے وزیر ملکہ نے مجھے محتاج سمجھا مین صاحبقران کا بھائی ہون جسکی بہ وجہ ملکۂ آسمان پری ہے یہ کہکر ایک کنیز جو سب سے زیادہ ملکہ کی طرف سے سفارش کر رہی تھی اسکو گھورا اور کہا ارہ تو جا تیری گردن مارون وہ کنیز سمجھی کہ اصل مین یہ مہمان عزیز بادشاہ طلسم ہے اگر حکم دے گا تو ضرور میرے قتل مین کسی کو تامل نہ ہوگا یہ سمجھ کر فرط دہشت سے گر پڑی جتنے لوگ تھے ہمراہ سب کے سب اسی طرف متوجہ ہوگئے اور نگاہ ہر ایک کی اس کنیز کی طرف تھی عمرو نے سب کی نگاہ دوسری سمت کرکے گویہ فقرہ کیا ہی فوراً گلیم اوڑھ کر غائب ہو گیا وزیر وغیرہ نے اس کنیز کو اٹھوا کر جو تخت کی جانب دیکھا عمرو کو نہ پایا جان نکل گئی کہ شاید خواجہ ناراض ہو کر چلے گئے ملکہ ہیرا ان ہم لوگون کو مار ہی ڈالے گی کہ تم نے خواجہ سے کیون گستاخی کی بس پریزاد طلسم سے کہا کہ ہر سمت جاکر ڈھونڈو اور ساحرون کو حکم دیا کہ تلاش کرو دونون ہر طرف دوڑے اور دور دور اڑ گئے مگر کہین نشان نہ ملا ناچار پھر آئے وزیر مضطر ہو رہا تھا کہ یکایک خواجہ تخت پر ظاہر ہوئے وزیر نے دیکھا کہ موتیون کا تاج سر پر دھرے جامہ گوہر آگین پہنے بڑے بڑے موتیون کا کنٹھا اور تمام در خوش آب جسم پر آراستہ فرمائے ہین قبا کمر سے لگی ہے ہر انگشتری کے نگینہ کی قیمت باج سلطنت سے بڑی ہے آگے بازو دن پہ نگینہ مہر و ماہ

سے بہتر بالے گوہر کے عقد ثریا کو رشک دینے والے بے آبرو دنیا نیوالے اس سجادطے کو دیکھ کر وزیر نے باادب عرض کیا کہ حضور کہان تشریف لے گئے تھے فرمایا کہ لشکر عمزہ مین گیا تھا وہین سے آتا ہون وزیر اور زیادہ بدحواس ہوا کہ کہان یہ مقام اور کہان کرہ عتیق لشکر صاحبقران خلاصہ کار عمرو بھی عجائبات اور غرائبات دکھاتا اور اپنی وقعت کا ان کے ملک دل پر سکہ بٹھاتا بہ تجمل تمام داخل باغ ہوا اور جہان بران تمشیر زن تخت پر بیٹھی ہر اس جگہ تخت خواجہ کا نصب ہوا اس نے دیکھا کہ ملکہ یہان نہین ہے اور اہل دربار چند آدمی بھی ہین زیادہ نہین صرف وہ مقام نہایت آراستہ ہے باغ طلسم نہایت زیبایش سے پیراستہ ہے خواجہ نے وزیر سے پوچھا کہ ملکہ کہان ہین اس نے جواب دیا کہ شہر مین سامان دعوت حضور مہیا کرنے گئی ہین آپ یہان آج تشریف رکھیے اور سیر دیکھیے کل ملکہ سے ملاقات ہوگی عمرو اس وقت تخت پر جلوہ گر تھا چار سمت بیک نظر دوڑانے لگا وہان سے قلعہ کی طرف دریا موجزن تھے ایک سمت صحرا مین جست کنان غزال وہرن تھے سامنے جو موتی باغ تھا سب موتی کا باغ تھا نرگس شہلا کی آنکھ مین موتی کوٹ کوٹ کر بھرے تھے زلف سنبل پر چاندی کے جگنو بنا کر ڈالے ہین یا محبوب نے زلفون مین جگنو پالے ہین درختہاے گل حمرا یاقوت رخشندہ کے بنائے تھے شگوفے نیچے کی طرف زمرد کے اور میوہ غنچون کے یاقوت کے لگائے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ معشوقان سبز رنگ مسکراتے ہین غنچہ موج تبسم شوریدگان فصل بہار پر چلاتے ہین زمین پر ہر جگہ موتی بچھے درختون پر لڑیان موتی سے گوندھ کر پڑی تھین سر ہر شاخ سے لٹکی تھین عروس بہار کے سہرے کا جلوہ دکھاتی تھین جال موتیون کے درختون پر پڑے تھے موتیے کے تختے پھولے تھے گویا اصل موتی ہی لگے تھے کہین کیتکی کا پھول کٹورا سا کھلا تھا قطرہ ہاے شبنم سے بڑھ کر موتیون سے بھرا نظر آتا تھا کیا اس طلسمی کی تعریف ہوسکے وقت تحریر خامۂ درفشان کا منہ موتیون سے بھرا تھا اسوجہ سے بولنا اسکو دشوار ہوا ہے کہ بمقتضاے قول مؤلف **نظم**

بزم گلشن گلون سے تھی آباد | کہین قمری تھی اور کہین شمشاد
بوے گل سے بسا ہوا گلشن | تھا معطر گلون کا پیراہن
سنبل باغ زلف کھولے ہوے | موتی کج بال تھے پروے ہوے
گرد گلبن کے تھے گل سوسن | خط رخسار شاہدان چمن کے
صاف ظاہر تھی عقل سے یہ بات | دن کو گھیرے ہوے ہے کالی رات
نخل ہر ایک نخل قامت یار | رگ گل موے گیسوے دلدار
چشم بد دور نرگس مخمور | تھی بعینہ برنگ دیدۂ حور
غیرت نخل طور وان کے شجر | رشک پروین چرخ سارے ثمر

سامنے خواجہ کے پریزادان طلسم حاضر ہوئین اور ناچنے لگین جام مے سرخ فام گردش مین آیا جلسہ چنگ در باب حسن بتان رقص سمن بران مست کن جان ہر شیخ و شاب تھا کہ

نظم

بشستند پایش بمشک و گلاب	گرفتند از ان پس بخوردن شتاب
نہادند خوان خورش گوناگون	ہمی ساختندش فزونی فزون
پرستندگان ایستادہ بپاے	ابا بربط و چنگ و رامش سراے
بہ نیاز مین کردہ طاؤس رنگ	ز دینار و دیبا چو پشت پلنگ
چہ از مشک و عنبر چہ یاقوت زرد	سراپردہ آراستہ سربسر

اس اثنا مین گل آفتاب عالمتاب کہ بور روزگار نے سبد فلک سے اٹھا کر خاک مغرب مین چھپا دیا چمن آسمان گلہاے انجم سے بہار آگین ہوا گلشن چرخ مین چاندنی کا پھول کھلا کہ بموجب ابیات

جب گل آفتاب مرجھایا	وقت گلگشت باغ کا آیا
صبح عشرت سے کم تھی کچھ وہ شام	عیش و عشرت سے دل کو تھا آرام

شام ہوتے ہی درختون مین قندیلین آویزان ہوئین نورانی ثمر ہر شجر مین لگے گیند بلور کے لٹکائے گئے بارہ دری مین ہانڈیان حبابی کنولہاے جواہر آگین روشن ہوے سقف بارہ دری پر مگیرے زرتار کے نیچے چاندنی دیکھنے کو شمس سپہر عیاری مسند پہ جلوہ فرما ہوے چار سمت اس جگہ سے دریا بہتے نظر آتے تھے مثل رفتار معشوق لہراتے تھے باغ مین سمن اندام سیمین تن خواصین اور غلام مقیش اڑانے لگے زمین کو ہمسر چرخ برین بنانے لگے گلہاے خوشبو کی بھینی بھینی بو دماغ شاہدان گلشن معطر کرتی تھی زلف سنبل بوے گل سے ایسی بسی تھی کہ مشام سبزہ رنگ ش... معنبر کرتی تھی ماہ تابان کی چمک برگ اشجار زمردین پر پڑی تھی یا شاہد بہار چاندی کی بالیان پہنے تھی زمین و زمان نور ریز تھا عجب جلسہ عشرت خیز تھا کہ بمقتضاے ابیات

زجنبش لمعہ ہاے نور در ظل	دف گل را شدہ زرین جلاجل
عنادل زان جلاجل نغمہ پرداز	درین فیروزہ کاخ افگندہ آواز
ز باد و سایۂ بیدش ہزاران	طپیدہ ماہیان در جویباران
صبا جعد بنفشہ تاب دادہ	گرہ از کاکل مشکین کشادہ

یہان تو یہ سامان راحت و فرحت خیز ہی مگر ملکہ جو قلعہ ہفت رنگ مین تشریف فرما ہوئی حکم دیا کہ تمام شہر آئینہ بند ہو سامان دلپسند ہو ہر ایک کا مار لباس زرین پہنے مکانون پر چاندی سونیکا مصقل کیا جاے نقش دیگر جواہر کار ہو مذہب و مطلا کوچہ و بازار ہو ہوئی باغ و دو قلعہ مذکور کے مابین جو دریا واقع ہوے ہین اور بارہ دری سے دکھائی دیتے ہین انکے گھاٹ بھی طلائی اینٹ

نقرئی نہین ناؤ بجرے مورپنکھی طاؤس سان زرین چہرے کے چہرے درست ہوکر کنارے لگائے جائین
چنانچہ حسب الحکم ملکۂ عالم تمام سامان کارپردازان سعود شیم نے درست فرمایا یعنی کنول ہاے زرین
دریا مین چھوڑ دیے اور رنگیرے زربفتی کنارے کنارے فرسنگہا فرسنگ استادہ ہوے قبا ہاے
خیمہ قبہ فلک سے سرکشی جتانے لگے اپنے روبرو سر اسکا نیچا کردیا خمیدہ قامت بنانے لگے ناچ بارگاہ کو
مین ہونے لگا دریا بھی فرط خوشی سے موج مین آیا مستون کی طرح سے جھوم کر لہرایا حباب چشم تماشائے
بحر تحیر مین ڈوبے تھے اور آنکھین پھاڑ پھاڑ کر بدیدۂ حیرت یہ سیر دیکھتے تھے فرط مستی و مسرت سے
دریا بھی ببلا نکلا تھا حباب نہ تھے بحر کے دل کا حوصلہ نکلا تھا عمر دک نہان ہونے سے آبرو پائی
ہر ایک صدف بہر نثار گوہر آبدار لائی تھی کہ لمؤلفہ

لب جو تھا معشوقون کا اژدحام — تماشائی تھے اس جگہ خاص و عام
لب آب تھین بارگا مین کھڑی — چمک جنکے قبون کی گردون پہ تھی
کہین جھاڑ روشن تھے بلور کے — کہین گیند لٹکے ہوے نور کے
پڑے اس طرح تیرتے تھے کنول — شگفتہ ہو پانی مین جیسے کنول
ستارون کا جو عکس پانی مین تھا — نگر دی تھین گردون نے آنکھین بچھا
طوائف قمر طلعت رشک حور — لگے نور کے صورتین رشک نور
لیے ساز ہاتھون مین سب خوبرو — کھڑی صف بصف بر لب آبجو
بجاتی تھین قانون دہین و رباب — ہر اک جوش مستی سے تھی بے حجاب
جوانی کا عالم منڈھی گاتیان — وہ ابھری ہوئی سینون مین چھاتیان
وہ رقص جل پھر وہ آفت کی تھی — قیامت تھی دامن مین انکے چھپی
کبھی ناچ انکا جو یاد آئے گا — تو پانی سے طوفان ہوگا بپا
ہر ایک مورپنکھی جواہر جڑی — پڑی ہر طرف بحر مین تیرتی
سواران پہ شہزادیان خوبرو — سمن برگل اندام دبا آبرو
لیے ماہجبنین ڈانڈ رشک بلور — کہ شیدائی ہو جن کے قامت پہ حور
مگر چہرے عمدہ نزاکت بھرے — کڑے دونون ہاتھون مین انکے پڑے
وہ پہنے ہوے لہنگے زربفت کے — کہ لہنگے تھے جو اطلس سرخ سے
لگے گھنگھرو ڈانڈ دہنین تھے پرنول — جو چھم چھم کی کھینے مین دیتے صدا
ملک گریہ گاتی تھین وہ بار بار — کہ سیان لگا دے مرا بیڑا پار

جب دو پہر رات کے قریب زمانہ گذرا ملکہ بران نے خوان پر الوان نعمتہاے گوناگون سے

تلو کر کے روانہ کیے اس تجمل سے کہ روشن چوکی آگے بجتی سے چوبدار ذکر تے کہ گرد و غبار کھانے پر نہ پڑے نور سے پوش کشتیون پر پڑے گئے خوانون پر کسے بساول و چوبدار آگے آگے اہتمام کرتے کہ نظر بد سے طعام محفوظ رہے ملکہ کی مہر ہر خوان پر لگی ہوئی آب خاصے کی ہر ایک صراحی برف کی جھلی اسی اہتمام و انتظام سے بکاول ساتھ بنگون پر منقلہائے آتشین لدی پتیلیان دم پر لگائے جواہر کے ظروف بار کرائے باغ مین لائے دسترخوان دیبائے رومی کا گسترده کیا میرزا ان نے دست بستہ ہو کر خواجہ کو لا کر بٹھایا عرض کیا کہ ملکہ نے کہا ہے کہ ماحضر گو آپ کے لائق نہین اور کچھ تکلف بھی نہین کیا گیا جو آش تیار تھا وہی نان خشک کے ہمراہ بھیجا ہے گر ادش کیجیے گا باعث میرے فخر کا ہوگا اور آج تو تنہا نوش فرمایئے کل انشاء اللہ اس میزبان غریب سے جو کچھ نان جو بن ممکن ہوگی قبول کیجیے گا آپ کو قسم ہے خدا کی کچھ تکلف کو راہ نہ دیجیے گا عمرو نے کہا کہ مجکو بناتی یہ نہ بیچارہ مرد غریب اس لائق کب ہون یہ سب ان کی مسافر نوازی ہے بیت از جرعۂ تو خاک زمین قدر لعل یافت + بیچارہ ما کہ پیش تو از خاک کمتریم + بلکہ میری طرف سے عرض کر دینا کہ بموجب

ابیات

باز آے ساقیا کہ ہوا خواہ خدمتم	مشتاق بندگی و دعا گوی دولتم
من کز وطن سفر نگزیدم بعمر خویش	در عشق دیدن تو ہوا خواہ غربتم

حاصل مرام بعد سفرہ گستری طعام لذیذ و خوشگوار چنا گیا وزیر نے آفتابہ اٹھا کر طشت زرین و ابریق جواہرین سے ہاتھ دھلایا آپ سرپر مروحہ جنبانی کرنے لگا اور خواجہ نے خاصہ نوش فرمایا بکاول اور دار و غہ باورچی خانے کو بعد کھانا کھانے کے کئی ہزار روپیہ زنبیل سے نکال کر انعام دیا لیکن سینہ مین دل ہلنے لگا کہ یہ کیا فیاضی کی چند روز مین ایسی بخشش محتاج کردیگی غرض دسترخوان بڑھا خواجہ نے وزیر کو بھی خدمتگزاری میں خلعت دیا سواری حاضر ہوئی سوار ہو کر دریا کی طرف بہ سیر رخ کیا وزیر نے وہی تجمل جو سابق مین ذکر ہوا ہمراہ سواری کر دیا اور آپ خدمت ملکہ مین گیا تقریر عمرو گزارش کی اور حال عجائبات دکھانے خواجہ کا یعنی خلعت دینا اور غائب ہوجانا اور سامان کرد فر جو کچھ اول سے اس وقت تک دیکھا بیان کیا ہیرا ان نے کہا عمرو کے پاس زنبیل اور گلیم اور بہت سے اشیاء نادرہ ہین ان باتون کا اس سے سرزد ہونا کچھ تعجب نہین تردد کرنا بیجا ہے یہ گفتگو کر رہی تھی کہ وزیر یزداد ان نامہ کوکب لائے ملکہ نے بعد ادائے مراسم پڑھا لکھا تھا کہ اے فرزند آج تمام ناظمان طلسم اور حاکمان دربند کوہ و صحرا وغیرہ ہر ایک کو پروانے بھیجے کہ صبح تک تمہاری خدمت مین وہ سب حاضر ہوجائین ان کو ہمراہ لے جانا اور خواجہ کی ملاقات کرانا ہر ایک سے نذر دلوانا اور اپنے گھر مین جو اسباب ہو اس سے

تکلف نہین کرتے یہ نہ جاننا کہ مین شہزادی ہون اور عمرو ایک شاطر ہے عمرو کی وہ قدر ومنزلت کرنا کہ اس کے سامنے کنیز بنجانا کیونکہ عمرو وہ شخص ہے کہ جسکو چاہے شاہزادی بنادے وہ تاج بخش شاہان ہے دیکھو مہرخ کو اُسنے بادشاہ بنادیا اور دیکھو افراسیاب کا مقابل ٹھہرادیا بس خبردار وہ امر نہ کرنا جس سے ہم ناخوش ہون کوئی دقیقہ اس کی تعظیم مین فروگذاشت نہ ہو یہ نامہ پڑھکر ملکہ نے جواب لکھا کہ اے پدر بزرگوار مین جیسے آپ کی کنیز ویسے ہی خواجہ کی انشاء اللہ جیسا حضور نے تحریر کیا ہے اس سے بڑھکر مین بجالاؤنگی یہ عرضی نامہ داروں کو دے کر رخصت کیا اور کہا کہ دریا کے کنارے آتشبازی نصب کی جاوے اور ہماری سواری بھی تیار رہے کہ قریب صبح خواجہ کو لینے جائینگے یہ کہکر منشیون کو یاد فرمایا اور ان سے ارشاد کیا کہ نامے شاہان طلسم کو اور پروانے عالمون کو شقے مالکان دربند حسب المطلب ترقیم کرو مضمون یہ ہو کہ تم سب بنابر حکم ہمارے اور بادشاہ طلسم کے اسی وقت بجاہ وحشم تمام مع ملازم وخدام کے حاضر ہو اور ہمارے ساتھ چل کر شاہ عیاران کو نذر دو اور استقبال کر کے قلعہ میں لاؤ اس امر مین تاکید اکید اور قدغن مزید سمجھو جو کوئی تعمیل حکم نہ کرے گا مغضوب درگاہ سلطانی اور معتوب نگاہ خسروانی ہوگا دبیران عطارد تحریر نے بموجب فرمان ملکہ طلسم توقیع وقیع جہان مطاع وعالم مطیع تسطیر کیے ملکہ نے مہر اپنی ثبت فرماکر کچھ ساحرون ذیعہ تیلون کو کچھ پریزادان طلسم کو جس جس کے ہاتھ بھیجنے کا موقع تھا روانہ فرمائے اور بنابر ارشاد آتشبازان صنعت پردازین از آتشبازی جو روز سامنے ملکہ کے چھوٹتی تھی وہ لے کر اور جلد جلد کچھ اور اپنی چابکدستی سے تیار کر کے وزیر کے ہمراہ روانہ ہوے اور کنارے دریا کے کوسون تک یہ چرخیان گاڑ دین اور رہتابین بانسون مین باندھ کر نصب کین قلعہ آتشبازی ایک طرف ایستادہ ہوا سرو کا درخت کہین گاڑ دیا آتشبازی کا ٹٹارا کہین نصب کیا تفصیل اسکی کیا کی جائے ہر جگہ مناسب بہتر درستی کر کے انتظار کرتے تھے کہ یکایک خواجہ بجرے پر سوار ہوے جلترنگ بجنے لگا وزیر نے حکم آتشبازی چھوڑنے کا دیا آتشبازون نے کھلا کے آتشبازی سے دریا کو رشک گلزار بنادیا کہ ابیات

ہوئی روشنی ایسی مہتاب کی
رخ مہ پہ چھٹنے ہوائی لگی

لب آب چھوٹین جو وان چرخیان
طیان ابر دریا مین تھین بجلیان

ہوے پھول ہر رنگ کے آشکار
فلک جن کی نیرنگیون پر نثار

جو یاد اُن کی گردش کا آتا ہے حال
تو چکراتا ہے چرخ اتبک کمال

اناروں سے یون گل ہوے آشکار
کہ آئی گلستان مین فصل بہار

فلک سے برسنے لگا آب زر
زمین سے ہوے پیدا زرین شجر

کہین سرو آتش ہوا شعلہ بار
کہین رقص طاؤس زر کی بہار

ہوائی ہوا پہ لگی چھوٹنے
فلک پر سے تارے لگے ٹوٹنے
ہوئی پھلجھڑی اس طرح گل فشان
لب بحر تھا تختۂ گلستان
زمین اسطرح سے ہوئی شعلہ ور
جدھر دیکھئے نور تھا جلوہ گر
ہوا ایسا شرمندہ اُس نور سے
نہین شعلہ اُٹھتا ہے اب طور سے

ہر اک بجرے اور کشتیون پر ناچ ہونے لگا جلترنگ بجنے لگا دور شراب ارغوانی شروع ہوا سو جنگی عمرو کی دریا مین ہر سمت پھرنے لگی یہ تو سیر دریا مین مصروف ہوئے مگر شاہ کوکب نے دربار سے اُٹھکر تنہائی مین جا کر ایک پتلا بصورت عمرو ماش کے آٹے کا بنایا اور پیر سحر کا اس مین بٹھایا کچھ اسکو سمجھا کر لباس فاخرہ پہنا کر تخت زرین پر بٹھایا اور سرحد طلسم دوم پر ایک باغ ہے کہ جواہر باغ اُسکا نام ہے وہان بھیجدیا وہ پتلا اس باغ کی بارہ دری مین بصد تمکنت تخت پر جلوہ گر ہوا تھا کہ ملکہ کا چبوترہ کا مخمور کو جو عمرو سے جدا کر کے چلا تھا اسی باغ مین لایا اور زمین پر اترا مخمور اُسپر سے اتری وہ چبوترہ غائب ہو گیا یہ آگے چلی باغ نہایت پر بہار دیکھا ہر روش کو بہر روش عمدہ و قطعہ دار دیکھا غنچہ و گل دس بیس نہین ہزار در ہزار سوسن وہ زبان کا کیا شمار گل ہزارہ داودی صد برگ بیشمار عنادل بر سر شاخسار نغمہ زن کہین بہار مین ونسترن یہ کیفیت اس باغ کی دیکھتی ہوئی بارہ دری کے برابر آئی وہ بھی بے نظیر نظر آئی جواہر اس کی چار دیواری مین لگا کیا تھا اور موتیون کی جھنجھریون مین لٹکایا تھا روزن جھنجھری کا چشم معشوق سے بہتر تھا موتی کے لٹکنے سے موتی آنکھ مین بھرے تھے نہین نہین ہر روزن پستان وہان پر گہر تھا پردہ ہائے زنبوری پڑے تھے سراسر جواہر دوزی کے تھے مخمور نے پردہ اٹھایا عمرو کو تخت جواہرین پر جلوہ گر پایا شادان و فرحان آگے بڑھی وہ پتلا بھی تخت سے اٹھا اور یہ کہتا ہوا آگے بڑھا کر بیت بیا بیا کہ دل و جان من فدائے تو باد + سریکہ بر تن من ہست خاکپائے تو باد + دونون بغلگیر ہوئے اور جا کر تخت پر بیٹھے مخمور بولی کہ خواجہ آپنے ہماری خبر دو دن تک نہ لی پتلے نے کہا مصلحت یہی تھی اس نے کہا پھر فرمائیے کہ بادشاہ سے یہان کے ملاقات ہوئی پتلے نے جواب دیا کہ ابھی نہین مگر استقبال کر کے مجکو یہان فرد کش کرایا ہے اور مدد دینے کا وعدہ فرمایا ہے اب ہم تم یہان رہین اور نظر بفضل کردگار رکھین دیکھین کہ خدا کیا سامان کرتا ہے اور پردۂ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہے شعر آخر از غیب دری بر رخ ما بکشاید + دیگران گر نکشایند خدا بکشاید + مخمور اس پتلے کو عمرو سمجھ کے اس باغ مین فرد کش ہوئی اور یہان عمرو مصروف عیش و راحت ہے ہر طرح لب دریا سامان نشاط ہے جلسۂ عیش و فرحت و انبساط ہے خیال مین ہے کہ جب ملکہ برّان سے ملاقات ہوگی تو حال مخمور کا پوچھونگا اور سعی کر کے بلواؤنگا فی الجملہ جب آتشبازی چھوٹ چکی اور سیر دریا کر چکے اسوقت خواجہ کو سب کارپرداز اسی باغ مین لائے اور

بالائے بام مسند پر بٹھایا پچھلی رات باقی تھی رقاصون نے بہاگ گایا سمان بندھ گیا جام متواتر پیے دماغ گرم ہوا یہ تو اس راگ و رنگ مین مشغول ہوئے تھے مگر فلک شعبدہ باز نیا رنگ لایا یعنی نامے جو ملکہ ہیران نے مالکان دربند کو برائے طلب بھیجے تھے وہ تمام بادشاہون اور ناظمان طلسم کو پہونچے سب نے بموجب حکم کے تیاری کی کشتیان جواہر اور گوہر کی بہر نذر ہمراہ لین فوج کو حکم دیا کہ مسلح ہوکر ساتھ چلے چلد آپ بھی پوشاک نفیس زیب جسم فرما کر سواریون پر سحر کی سوار ہوئے اور خدمت ملکہ مین حاضر ہونے لگے منجملہ ان ناظمون کے ناظم کوہ فولاد کا حاکم چرخ روئین تن نام ساحر ذی احترام کے پاس بھی جادوگرنیان فرستادہ ملکہ نامہ لائین چرخ ایوان شاہی مین تخت حکمرانی پر جلوہ گر تھا اور سترہ سو ساحر دست ادب بستہ حاضر تھے شب کا دربار تھا کرسی و دنگل پر تمکن فوج کا ہر سالار تھا گھنٹے اور ناقوس در ایوان پر بجتے یساول و حاجب بیٹھے تھے جادوگرنیون نے عرض کرا بھیجا چرخ نے استقبال کر کے بلایا اور نامۂ ملکہ لے کر آنکھون سے لگایا سر پر رکھا نثار کیا اور نامہ دارون کو مقام برتر پر بٹھایا پھر نامہ وا کر کے پڑھا مضمون سے واقف ہوتے ہی رنگ چہرہ کا تبدیل ہوگیا نہایت غصہ آیا مگر براہ دور اندیشی ضبط کر کے نامہ دارون کو خلعت دیا اور عرض کیا کہ مین بھی آتا ہون یہ کہکر انہیں رخصت کیا جادوگرنیان تو چلی گئین لیکن اہل دربار نے اسکو منغص دیکھکر بادب تمام پوچھا کہ کیون حضور ایسا کچھ نامہ مین کیا لکھا تھا جس نے آئینہ خاطر بادشاہ مکدر کر دیا اس نے آنکھون مین آنسو بھر کے زانون پر ہاتھ مارا اور کف افسوس ملکر کہا کہ کیا بتاؤن غضب ہوگیا طبقۂ زمین طلسم الٹا چاہتا ہے دین پوسنے دو سو خداؤن کا مٹتا ہے وہ چور دغا باز مکار جس نے ساحرون کے گھر بے چراغ کر دیئے ساربان زادہ دشمن ساحران راندۂ درگاہ خداوند لقا اس طلسم مین بھی آیا ہے ملکہ ہیران نے سب ناظمون کو اسے نذر دینے کے لیے بلایا ہے ایسا رتبہ اس نالائق عمرو کا کیا ہے کہ خود اسکو لینے جائینگی رنڈی ناقص العقل مشہور ہے مگر شاہ کوکب کی عقل مین بھی فتور ہے کہ اس مکار کے گھر مین آگیا ہے اپنا ملک برباد کیا چاہتا ہے پہلے اسکو جانور عجیب سمجھکر افراسیاب کے دام سحر سے ملکہ ہیران اٹھا لائی تھی اب اسکی یہ آبرو بڑھائی کہ جسکا حد بیان نہین مجکو افسوس آتا ہے کہ پیر کا بھی برباد گئی بیت سینہ ام ز آتش دل در غم جانانہ بسوخت + آتشے بود درین خانہ کہ کاشانہ بسوخت

ہم سے یہ تو کبھی نہ ہوگا کہ جادین اور سامنے اس مکار ہرزہ گرد کے گردن جھکائین ہمارا تو یہ ارادہ تھا کہ لشکر کشی کر کے حمزہ اور اس کے تمام لشکر کو قتل کرین اور ان مسلمانون کو خانہ کعبہ تک زندہ نہ رکھین بلکہ پردۂ دنیا سے نام انکا نیست و نابود کر دین کہ جنہون نے خاندان ساحران برباد کر دیا غرضکہ یہ کافر بہت کچھ بکا جھکا پھر ایک تدبیر سوچکر حکم دیا کہ فوج ساری تیاری کرے کیونکہ حکم حاکم مرگ مفاجات ہے مین جاؤنگا اور تمام رفیق میرے تیار رہون دربار برخاست کیا جائے اسکے کہنے کے بموجب سب

مصروف درستی و روانگی ہوئے اور یہ خود بزور سحر غائب ہو گیا یہان عمرو بیٹھا ناچ دیکھ رہا تھا کہ یہ آکر پھر بچا اور بروے ہوا ٹھہر اسحر الیسا پڑھا کہ ہوا سے سرد چلی اور سب کی آنکھیں بند ہو گئیں عمرو بھی تکیہ پر سر رکھکر سو گیا یہ ہوا سے اترا اور بغچہ مین خواجہ کو دا بکر اٹھا اور لیے ہوئے سیدھا اپنے قلعہ مین آیا اور اپنے بھائی کو کہ فولاد رو مین تن کہلاتا ہو بلاکر خواجہ کو دکھلایا اور کہا میری صلاح یہ ہو کہ تم فوج اور تمام ملازمین کو اور کشتیان نذر کی لے کر خدمت ملکہ مین جاؤ اور میرا نام لینا کردہ بھی آتا ہی مین اس دزد کو مخفی کر کے آؤنگا جب لوگ ڈھونڈھ کر تھک جاوینگے اور ہنگامہ اسکے گم ہونے کا فرو ہو گا اسوقت سر اسکا کاٹ کر خدمت شاہ جادوان مین لے جاؤنگا اور شاہ کو کب بھی آئندہ اس کام سے خوش ہو گا کہ اس کا دین مین بچاتا ہون ابھی گو کہ یہ اسکے نزدیک برائی ہو مگر آگے احسان مانے گا بھائی نے اسکے جواب دیا کہ اسے برادر تمھارا چلنا خدمت ملکہ مین ضرور ہو کیونکہ باغ مین لوگ ہوشیار ہو کر تلاشی اس دزد کے ہون گے اسوقت جو حاضر نہ ہو گا ملکہ اسی پر گمان بدی کرنے کا کرین گی پس اسکو یہین کہین چھپا دو اور میرے ساتھ چلو اسکو یہ راے پسند آئی اور ایک صندوق مین بند کر کے برابر ایوان شاہی کے ایک غار تھا اسمین عمرو کو رکھا اور وہین غار لکڑیون سے ڈھانک دیا اندر محل کے اسواسطے نہ رکھا کہ مبادا کوئی عورت یا خادمان محل مین سے کوئی اس صندوق کو کھولے اور یہ مکا چھوٹ جائے تو پھر بڑی ہنسی لازم آئے اور فی الحال ہر ایک کو اس راز سے آگاہ کرنا منظور نہین جو کہدیا جائے کہ یہ صندوق نہ کھولنا لینا اسی جگہ چھپا دو پھر آکر سمجھ لینا غرض کہ وہان صندوق رکھکر جاہتا تھا کہ چلے اسوقت عمرو کو ہوش آگیا کیونکہ جب یہ باغ سے خواجہ کو لے کر چلا تو سحر بیہوشی سب پر سے اسنے دفع کر دیا سب وہان ہوشیار ہو گئے لیکن عمرو صدمہ متوجہ ہوا سے بیہوش رہا اب کہ اس نے صندوق مین لٹایا جسم نے آرام پایا ہوش آیا اپنے تئین صندوق مین بند پایا غل مچانا شروع کیا برخ نے آکر پھر پٹرا کھولا اور کہا کہ او غدار تو نے ساحران سامری عہد کو مار کر یہان بھی قدم نحوست شیم رکھا اور چاہتا ہو کہ دو بادشاہ بندگان جمشید کو باہم لڑا دے اور اس گھر کو بھی برباد کرے اب بمقتضاے ابیات

تو بہ تقصیر خود افتادی ازین در محروم	از کرمی نالی و فریاد چہ امید اری
اے دل خام طمع شرمی ازین قصہ بدار	کار ناکردہ چہ امید عطا میداری

عمرو نے کہا بھائی میرا قصور کیا ہو اور تمھارا میں نے کیا گناہ کیا ہو مین تمھارا مہمان عزیز ہون مجھکو گرفتار کرنا کب روا ہو کہ بیت سنم غریب دیار و تو ای غریب نواز ۔ دمے بحال غریب دیار خود پرداز ۔ اس نے کہا نام میرا برخ رو مین تن ہو ملازم بادشاہ ہون نہین چاہتا کہ یہ سرکار برباد ہو جائے اسی قصور پر تجھکو لایا ہون کہ تو کیون یہان آیا ہو عمرو نے کہا اگر تو ملازم بادشاہ ہے تو

بڑا نکرام ہی کہ خلاف مزاج بادشاہ کام کرتا ہی ✦ بیت ✦ خلاف رائے سلطان رائے جستن ✦ بخون خویش باید دست شستن ✦ اگر تجکو روپیہ کی ضرورت ہو مجھ سے لے اگر معشوق خوبصورت چاہیے ہو وہ بھی حاضر ہی زمانے کی چیزین تجکو دے سکتا ہون اور علاوہ اس کے سمجھنا چاہیے کہ اگر تمھارا بادشاہ ہماری مدد کرے گا دنیا مین کیسی ناموری تم لوگون کی ہوگی کہ طرزمان کوکب نے کیا جوانمردی کی ادنی کو اعلی کیا اُس شخص کو مارا جسکو ترک فلک بھی مغلوب نہ کرسکا غرض آدمی کو نام ہی چاہیے کہ ✦ بیت ✦ خیال تن پرستی چھوڑ فکر حق پرستی کر ✦ نشان رہتا نہیں ہی نام رہجاتا ہی انسان کا ✦ تجکو چاہیے کہ مجھکو چھوڑ دے اور اس فراق مین نہ پڑ نہین پچتائے گا مین وزیر اعظم حمزہ ہون وہ حمزہ جو لقا کو بھگاتے پھرتے ہین اگر میرا ایک رویان بھی میلا ہوا تو نہیں معلوم حمزہ تیرا کیا حال کرین گے تیری ذریات کو بھی باقی نہ رکھین گے خلاصہ کلام عمرو نے کبھی لالچ دیا اور کبھی دھمکایا کہ یہ تجکو کسی طرح چھوڑ دے مگر وہ بر سر رحم نہ ہوا اور بولا کہ اسے دزد مین تیرے مکر مین نہ آؤنگا صبح قریب ہی ملکہ پاس ہو آؤن تو تجکو راہ عدم دکھاؤن یہ کہکر خواجہ کو صندوق مین بند کرکے ایسا سحر پڑھا کہ سارا جسم بے حس ہوگیا صندوق کو مستحکم کرکے اُسی جگہ رکھکر آپ مع اپنے بھائی کے خدمت ملکہ مین روانہ ہوا اس اثنا مین ساحر چرخ نے صندوق مشرق سے جواہر مہر جہانتاب کو نکال کر فروغ بخش افلاک کیا اور ظلمت شب کو غار عدم مین محصور فرمایا کہ ✦ نظم ✦

چو اندر گذشت آن شب و گشت روز	بتابید خورشید گیتی فروز
برج بره تاج بر سر نهاد	از و خاور و باختر گشت شاد

قریب سحر باغ مین ملازمان ملکہ کی آنکھ کھلی عمرو کو نہ پایا ہر سمت تلاش کیا مگر کہین پتہ نہ پایا نالان و گریان خدمت برادران مین حاضر ہوے ملکہ سوار ہوکر کنارے دریا کے بارگاہ مین داخل ہو چکی تھی سردار و ناظم ممالک جمع ہوتے جاتے تھے عمرو کے استقبال کی تیاری تھی کہ ملازم گئے اور عرض پرداز ہوے کہ حضور خواجہ سلامت کو کوئی لے گیا یا کچھ اُن کے مزاج کے خلاف گذرا کہ وہ خود تشریف لے گئے یہان کہین تشریف فرما نہین ہین برادران نے کہا خواجہ ہمارے یہان مدد طلب کرنے آئے تھے ہم نے بظاہر تو کوئی برائی نہین کی جو وہ ناراض ہوتے معلوم ہوتا ہی کہ کوئی دوست افراسیاب کا یہان رہتا ہی قابو پاکر پکڑ لے گیا ہی خیر معلوم ہوجائے گا یہ گفتگو ہی تھی کہ فولاد و چرخ دونون بہ تجمل تمام داخل ہوے ملکہ کو تسلیم کی پھر دیکھا کہ یہ کس کی تلاش ہو رہی ہی برادران نے کہا شاہ عیاران تاج بخش شاہان تشریف لائے تھے گم ہوگئے ہین چرخ نے جواب دیا کہ کوئی ساحر افراسیاب کا یہان آکر لے گیا ہوگا ملکہ نے کہا بہر خوش افراسیاب کا ساحر یہان آتا اور ہم کو خبر نہ ہوتی راہ طلسم کیونکر طے ہوتی بغیر حکم ہمارے کوئی ڈھونڈھے پر تو آ نہین سکتا نہ کہ موتی باغ مین سے خواجہ کو لیجاتا

اس نے عرض کیا تو عمرو آپ ہی کہین چھپ رہا ہی یقین ہو کہ شل طلسم ہوشربا یہان بھی غدر مچائے ملکہ نے فرمایا کہ
وہ مہمان عزیز ہے اُس کی ذات سے یہ امید مجکو نہین کہ برائی کرے یہ کہکر ایک عرضی خنجر کو واقف گم ہونے
عمرو کی کوکب کو لکھی ہلکارے طلسم کے خدمت اقدس مین لے گئے اور عرضی ہو بجائی کوکب از بسکہ روشن ضمیر
اسی وجہ سے کہلاتا ہے کہ واقعات طلسم پر اُسکو آگاہی ہوتی ہے مگر اس صورت مین اگر پہلے سے غور کرے اور
اگر غفلت مین کوئی کام کر جائے تو جب یہ پوجا وغیرہ کرکے دریافت کرے اُسوقت ظاہر ہو اس وقت
جو خواجہ کے گم ہونے کا حال عرضی مین پڑھا ساحرون سے کہا پہلے طلسم مین تلاش کرو پھر مین کوہ آئینہ پر جاکر
مراقبہ کرکے بتلادونگا لوگون نے کہا حضور شاہ طلسم ہوشربا کا کوئی رفیق آکرلے گیا ہوگا کوکب نے ہنس کر
جواب دیا کہ بچون کی طرح باتین نہ کرو وہان کا ساحر آتا اور ہم کو خبر نہ ہوتی غرضکہ جواب عریضہ بدین تحریر
کیا کہ جلد تلاش کرو ملکہ نے نامہ پڑھکر طائران سحر اور پریزادان طلسم و ساحران نامی اور چیلے وغیرہ
ہر سمت طلسم مین روانہ کئے کہ وہ سب بھیس بدلے اور طلسم وغیرہ و کوہ و دشت و بحر و بر چھاننے لگے ملک
ملک وہ وہ بدہ پھرنے لگے اور بہت سے پردے ہوا اُڑ کر ڈھونڈھتے تھے تھوڑے مچھلیان بنکر دریاؤن
مین غوطہ لگاتے سراغ رسانی چاہتے تھے جب اس طرح کی تلاش ہونے لگی چرخ کو تردد ہوا اور سوچا ایا
کہ ایک تو بادشاہ روشن ضمیر ہے دوسرے حد کی تلاش ہو رہی ہے اس صورت مین عمرو کا پوشیدہ رہنا
غیر ممکن ہے مجکو ایسی امید نہ تھی کہ ایسی تلاش ہوگی اب لازم ہے کہ یہان سے جاکر اسکو مار ڈالون کہ مرغ
سر بریدہ بانگ نمید ہد اگر بعد کو اپنا نام بھی ظاہر ہوگا تو کہدینا کہ بوجہ جوش حرارت مذہب اور
از راہ دولت خواہی بادشاہ ایسا کیا یقین ہے کہ بادشاہ انجام کار سوچ کر سزا دہی سے باز رہے
اور اگر ایسا نہ ہوگا تو جلا وطن کرنا شاہ افراسیاب کے پاس جانا یہ سمجھ سوچکر ملکہ سے کہا
مین ایک کام رکھتا ہون بھائی کو بھی لیے جاتا ہون دم بھر مین حاضر ہونگا اور اپنے ملک مین
خواجہ کو تلاش بھی کرونگا ملکہ کو اسکی گفتگو سے ظنہ بدی کا گذرا تھا لیکن اس
وقت اضطراب تھا اسکو اجازت دی یہ مع اپنے بھائی کے روانہ ہوا فوج کو مین چھوڑا مگر ادھر کا
حال سنیے کہ جہان عمرو صندوق مین بند تھا وہان بیرون قلعہ سے ہوشیار جادو نام ایک چور نے
نقب لگائی تھی اور اسی غار مین جو نقب رکھا تھا کہ یہان سے محل بادشاہی قریب ہے چوری کرونگا
اور اگر کچھ ہنگامہ ہوگا تو اسی غار مین سے چھپکر نکل جاؤنگا چنانچہ بعد چلے جانے چرخ کے وہ چور براہ
نقب غار مین آیا یہان صندوق رکھا دیکھا دل مین سوچا دوسرا چور شاید یہان آیا تھا مال اپنا رکھد
گیا ہے مجکو خوب ملا چور کے گھر مین در پیٹھا چرلے کوئی اور ملے کس کو سچ ہے بموجب بیت سببہ مپرس
کہ چرخ ازچہ سفلہ پرور شد * کہ کام بخشی او را بہانہ بے سببی ست * غرض لالچ مین آکر اس صندوق
کے قفل کو توڑا اور ڈھکنا کھولا عمرو بصورت اصل اس مین پڑا تھا لباس پر زر پہنے تھا چور ڈر گیا

معلوم ہوتا ہے یہ کوئی بلا ہے عمرو نے اس کو خائف دیکھکر بزبان تسکین کہا کہ اے محو حیرت تو کچھ خوف نکر
میں آدمی ہوں مجکو ایک ساحر بند کر کے چلا گیا ہے چور نے کہا پھر کیا چاہتے ہو کہا مجھے اپنے سحر سے
چھڑا دو تو اپنی حقیقت بیان کروں میرے جسم میں طاقت نہیں جو اٹھوں چور کے پاس غسل جمشیدی کا
[illegible] وہ پھر ملتا ہے سحر اس پر سے اتر جاتا ہے وہی پانی اسپر چھڑکا عمرو سے سحر اتر گیا صندوق سے
نکل کے وہیں غار پر آیا جال مار کر صندوق بھی لیا چور یہ چالاکی دیکھکر حیران ہوا اور غار سے نکلکر
[illegible] تمہارا نام کیا ہے تم بھی چور معلوم ہوتے ہو آنکھ تمہاری کہے دیتی ہے عمرو نے کہا برادر جو ہم
وہ تم [illegible] سے ایک تاج نکالکر پہنا پھر اس سے کہا یہ تاج تمہیں دونگا اور میں ایسا چور ہوں
[illegible] زمین [illegible] دفینہ جانتا ہوں اندھیرے میں سارا مال دیکھ لیتا ہوں جہاں رکھا ہو نکال لاؤں سب صندوق
[illegible] جہاں تم نہ جا سکے سماؤں چور نے کہا ہماری سنگت کرو گے اس نے کہا ہاں لیکن
[illegible] ہے یہاں سے نکل چلو پھر سمجھ لیا جاوے گا چور نے کہا وہ صندوق تم نے کیا کیا جواب
[illegible] غائب کر دیا اور ہم بھی غائب ہوے جاتے ہیں یہ کہکر گلیم اوڑھ کر غائب ہو گیا چور کے حواس
[illegible] اور سوچا کہ ایسے کے نزدیک مال لے آنا کتنی بڑی بات ہے کہ جب چاہے غائب ہو کر رات
[illegible] مال لائے یہ جان کر پکارا کہ بھائی کہاں ہو اب ظاہر ہو معلوم ہوا کہ تم بڑے چور
ہو عمرو [illegible] اور کہا برادر تمہارا نام کیا ہے اس نے کہا ہوشیار جادو عمرو نے کہا ہمارا نام ہے
[illegible] یہ سنتا تھا کہ چور کی جان نکل گئی اور گھبرایا کہ عمرو عیار کا بہت بڑا رتبہ ہے تمام طلسم میں اسکی
آمد کا غلغلہ ہے تو نے ناحق اس کو رہا کیا عمرو نے اسکو بدحواس دیکھکر کہا گھبراؤ نہیں ہم سے چرخ نے
برائی کی ہے ہم اس کو مار کر تمہیں یہاں کا حاکم کریں گے چور قدم پر گرا عمرو نے کہا میری تلاش میں چرخ
یہاں آئے گا اس غار میں مال جو کچھ رکھا ہوے آؤ اور مجھے دیدو پھر آگے بڑھ کر لے لینا بلکہ جو تمہارے
پاس ہو وہ بھی دے دو کہ میں غائب کر دوں تمہارے کام آئے گا چور نے جو کچھ مال تھا اس کو دیدیا
اس نے لے کر زنبیل میں رکھا پھر نقب میں کود کر دونوں قلعہ کے باہر نکلے از بسکہ صبح ہو چکی تھی قلعہ سے
دھوبی نکل کر گھاٹ کو جاتے تھے ان میں سے ایک دھوبی اکیلا پیچھے رہ گیا تھا عمرو اس کے برابر
جا کر حباب بیہوشی مارا اور اسکو بیہوش کر کے چور سے کہا بیل اور لادی لے کر تم چلے جاؤ میں کہیں
چھپ رہوں میں تلاش کروں گا چور بیل لے کر چلا گیا اور عمرو نے اس دھوبی کو اپنی ایسی صورت بنایا
لباس پہنایا اور آپ ساحر کی ایسی صورت بنکر اس گدھے کو لے چلا ادھر سے چرخ اور بجائی
اس کا بارادہ قتل عمرو آتے تھے راہ میں ملاقات ہوئی عمرو نے سلام کیا اور کہا یہ شخص قلعہ سے
نکلکر بھاگا تھا میں نے چور سمجھکر پکڑا ہے انھوں نے اس کے کہنے سے جو دیکھا تو عمرو کو پایا بہت خوش
ہوے اور سمجھے کہ یہ کسی وجہ سے چھوٹ کر بھاگا ہوگا اس کے ہاتھ لگ گیا خوب ہوا سامری نے

خبر کی یہ جاتا تو نہیں معلوم کیا ہوتا غرضکہ عمرو سے کہا تو نے بڑا کام کیا ہماری جان بچائی تیرا نام کیا ہے کہا
مکار جادو نام پوچھکر بھائی کو بھیجا کہ جاکر غار مین دیکھ آؤ وہ گیا وہان صندوق بھی نہ پایا آکر بیان کیا کہ غار
مین کوئی بھی نہین اب یقین واثق ہوا کہ بیشک عمرو بھاگا ہوگا اس سحر نے پکڑ لیا ہے بس اُس ساحر سے کہا
اس دزد کو زمین پر ڈالدے کہ ہم سر کاٹین اُس نے اُس گاذر کو ڈالدیا یہ دونون خنجر کھینچکر چلے عمرو
نے پشت کی طرف سے کمند ماری دونون کی گردن پھنسی یا تو آگے کو بڑھے تھے یا پیچھے کو کھنچے اور
گھبرا کر بھرے تھے کہ سنہ پر بیضہ ہے بیہوشی پڑے دونون بیہوش ہو گئے عمرو نے خنجر سے فولاد کا سر
کاٹ چاہا وہ رویئن تن تھا اس نے زنبیل سے ایک پتھر نکال کر نیچے سر کے رکھا اور ہتھوڑا اجناب
داؤد کا لے کر سر پر مارا کہ سر پھٹ کر بھیجا پاش پاش ہوگیا غل وشور وتاریکی ہوگئی عمرو سمجھا کہ ایسا
نہ ہو کہ قلعہ کے ساحر غل سنکر دوڑین اس وجہ سے بسبب جلدی کے چرخ کو زنبیل مین
ڈالکر بھاگا اور غل سنکر چور جو چھپا تھا دوڑکر آیا عمرو اُس سے ملا وہ یہ حال دیکھ کر بہت ڈرا اور
حیرت ناک ہوا پھر خوشامد کی راہ سے عرض پیرا ہوا کہ میرے گھر چلیے عمرو اس کے ساتھ اس کے
گھر آیا ایک گانون ویران سا تھا اُس مین مکان کچا بنا تھا مگر بے تکلف تھا چور نے لاکر فرش بچھایا اور
عمرو کو وہان بٹھایا شراب وکباب موجود کیا یہ تو یہان ٹھہرے مگر ملازم بران کے ہر طرف ڈھونڈھ
کر خدمت ملکہ مین گئے اور عرض کیا کہ ہمین کہین پتہ نہ لگا ملکہ نے اپنے باپ کو لکھ بھیجا کوکب نے
جب سنا کہ عمرو نہین ملا نزور سحر غائب ہوگیا اور کوہ بلور اس طلسم مین ہے بتخانہ بنا ہے بادشاہ
اس کی پرستش کرتا ہے اُس بتخانہ مین جاکر ایک پتلا جو بلور کا ہے اور تخت طلا پر متمکن ہے اسکو سجدہ
کیا اور پوچھا کہ عمرو کا حال بتلا ئیے وہ کہان ہے وہ پتلا یہ سنکر غائب ہوگیا بعد لمحہ پھر کے آیا اور گویا
ہوا کہ عمرو چور کے گھر مین اُس گانون مین ہے اور چرخ کے لے جانے کا حال اور فولاد کو زنبیل مین
رکھ لینا اور بھائی کو مار ڈالنا سب بیان کر دیا کوکب سارا ماجرا سنکر وہان سے اپنی جگہ پر آیا اور
بران کو نامہ لکھا کہ عمرو نے ایسا کچھ کیا اب ہوشیار چور کے مکان مین ہے تم وزیر کو بھیجکر ہمارا
ایک باغ اس حوالی مین ہے اُسی باغ مین خواجہ کو پہونچا دو کہ کسی طرح کی تکلیف نہ ہو پھر تم مالکان دربند
وغیرہ کو ہمراہ لے جاکر بتجمل تمام استقبال کرکے لاؤ بران کو جب یہ نامہ پہونچا اس نے اُسی وقت
وزیر کو روانہ کیا وہ ہوشیار کے مکان پر آیا اور عمرو سے ملا ملکہ نے زبانی کوکب جو کچھ سنا تھا عرض
کیا کہ خواجہ آپ کے غائب ہو جانے سے بڑا تردد تھا شکر خدا کا کہ آپ کا حال معلوم ہوا اب آپ
میرے ساتھ چلیے ملکہ بھی آیا چاہتی ہین کچھ دیر باغ مین آرام فرمائیے یہ کہکر تخت پر سوار کیا اور
لے کر چلا چور بھی ساتھ ہولیا اُسی باغ مین جس کا پتہ کوکب نے دیا تھا وزیر لایا یہ باغ بھی جنت
نظیر تھا نہایت دلپذیر تھا گلہائے خوشبودار اور میوؤن سے بھرا سراسر ہرا بھرا ہر جگہ تعریف کرتا

خوف ناتمامی قصہ سے مختصر بیان اچھا ہے پس اُس باغ کی بارہ دری مین عمرو کو فروکش کیا ملازم بہر خدمت مقرر ہوے سامان عشرت بہم حاضر کیا پھر باغ کے داروغہ کو تاکید اکید بہر خدمت گاری کی کہ خبردار کوئی تکلیف خواجہ کو نہ ہو غرض بہت کچھ انتظام کرکے وزیر خوش تدبیر ملکہ کے پاس پھر آیا ملکہ نے کشتیان تحفہ و ہدیہ پیش کرنے کی تیار کرائین بادشاہان دربند کو حکم دیا کہ جب سب جمع ہو لین تو مجکو خبر کرنا کہ سوار ہو کر خواجہ کو لینے جاؤن گی چنانچہ یہ سامان استقبال اور داخلہ خواجہ کا قلعہ ہفت رنگ مین آیندہ عرض کرون گا مگر اب حال مہرخ کے لشکر کا سینئے کہ برق عیار ہمراہ جادوگرنیون کے جو نار حیرت سے کر چلی تھین روانہ ہوا تھا جادوگر بنا ہوا اُنکے پیچھے زمین پر نگاہ سے مخفی دوڑتا جاتا تھا جب کچھ دور وہ نکل گیئن اُن مین سے ایک کو پیشاب کرنے کی ضرورت ہوئی زمین پر دونون اترین درہ کوہ مین رفع احتیاج کو گئی اور دوسری ٹھہری رہی برق بہت جلد اُس کے پاس آیا اور کہا وہ دیکھیے آتے ہین ساحرہ حیران ہوئی کہ کون آتے ہین مگر پھر کر دیکھنے لگی برق سے کمند ماری اُس نے ادھر منہ پھیرا اس نے حباب بیہوشی مار کر اس کو بیہوش کر دیا اور جلدی کپڑے اُس کے اُتار کے غار مین چھپا دیا اور اُسی جگہ آپ بیٹھکر صورت اپنی مثل اس کی شکل کے تبدیل کرنے لگا اس عرصہ مین دوسری ساحرہ پیشاب کرکے آئی اور اپنی ساتھ والی کو ڈھونڈھنے لگی برق نے پاؤن کی آہٹ ہوتے پکار کر کہا کہ بہن ذرا ٹھہرو مین آتی ہون یہ سنکر وہ سمجھی کہ یہ بھی حاجت رفع کرتی ہوگی پس ایک جگہ بیٹھ گئی برق بخوبی تمام صورت بدل کر غار سے نکلا اور اُس کے پاس آیا دونون اٹھکر پہنچے وہ ساحرہ عازم ہوئی کہ اڑکر چلون اس نے کہا کہ اڑنے سے شانے تھک گئے اب پیدل چلو یا تم جاؤ مین آتی ہون وہ ساحرہ بنظر اس کے پیدل چلی بہا تک کہ بعد قطع راہ لشکر صنعت مین پہونچے دیکھا کہ سات لاکھ ساحران غدار کا مجمع ہے بازار ین لگی ہین کٹورا کھنکتا ہے گرم بازاری ہے دکانون کی گفتگو خرید اروبیوپاری خوبرو سپاہیون کے بستر سے لگے ہین سوارون کے گھوڑے بندھے ہین لین اور لشکر مین گھما گھمی ہے بارگاہین ہجرا ہین خیمہ لاجواب ہین یہ دونون سیر کرتے بارگاہ صنعت کے قریب پہونچے حاجب دربان وہان حاضر تھے انھون جاکر آنا ان کا عرض کیا صنعت نے دونون کو بلوایا انھون نے اندر جاکر دیکھا کہ تخت آراستہ ہے دنگلون پر ساحر بیٹھے ہین شیشہ آلات سے بارگاہ سجی ہے آئینہ لگے ہین ملکہ تخت پر جلوہ گر ہے خلاصہ یہ کہ بڑا کروفر ہے انھون نے مجرا گاہ پہ مجرا کیا صنعت نے انکو آگے طلب کرکے نامہ لیا تعظیم کرکے پڑھا مضمون سے واقف ہوکر جواب لکھا کہ میرا صندوقچہ سحر عیار چرا لے گیا تھا مین اس کے لینے کو بارگاہ باغبان مین گئی تھی اور جلدی کے سبب سے آپ کی خدمت مین نہین پہونچی اب حاضر ہون گی لیکن شاہزادیون کو ایسی غفلت نہ چاہئے کہ عیار کے ہاتھ نامہ بھیجین مین اس عیار سے سمجھ لون گی آپ کو اطلاع کردی کہ پھر ایسی غفلت

نہ فرمائیے گا یہ لکھکر اس ساحرہ کو دیا اور خلعت دے کر رخصت کیا برق نے چاہا کہ مین بھی روانہ
ہون اس سے کہا کہ تم آج ہمارے مہمان ہو کل چلے جانا برق اپنے دل مین خوش ہوا کہ اب دیکھا
اس مالزادی کو کہان جاتی ہے اس کے روکتے ہی ٹھہر گیا اس نے کرسی بیٹھنے کو دی یہ بیٹھا
اور وہ ساحرہ نامہ لے کر چلی اور خدمت حیرت مین پہونچی جواب نامہ دیا حیرت نے پڑھا
اس وقت ساحرہ اور عیار پہچان پانچون حاضر تعین عیار کا نامہ دار کے ساتھ جانا سنکر سب
کو حیرت ہوئی اور کہا یہ عیار ہے کیسے ہین ایسے بہادر نہین دیکھے لیکن صنعت بھی آفت کی
ہے اُس نے بنگاہ اول پہچانا غرضکہ تاکیداً حیرت نے پھر لکھا کہ اے ملکہ تم نے عیار کو خوب
پہچانا اب اس بدذات کو چھوڑنا نہین مار ہی ڈالنا یہ لکھ کر طائر سحر کے گلے مین باندھ کر بھیجا
کہ جلد لے جائے طائر سے کر آن واحد مین صنعت کے پاس پہونچا اُس نے نامہ لیکر پڑھا
طائر کو روانہ کر دیا یہان حیرت نے بزور سحر دریافت کیا کہ وہ ساحر جسکی صورت بنکر عیار گیا ہی کہان
ہی معلوم ہوا کہ غار مین ہی چنانچہ ساحر بھیجکر اس کو غار سے اُٹھوا منگوایا اتفاق سے ضرغام عیار برائے
خبرگیری بارگاہ مین حاضر تھا یہ سب خبرین دریافت کرکے مہرخ کے پاس آیا اور سارا ماجرا برق
کی عیاری کا بیان کیا اس اثناء مین دو پتلے جو مہرخ نے برائے تحفظ برق ساتھ کر دیے تھے آئے اور
کہا مہتر صاحب اس وقت صنعت کے پاس بیٹھے ہین مہرخ تو حال سن چکی تھی کہ صنعت پہچان گئی
ہے اور ضرغام نامہ آنے کا ماجرا بیان کر چکا تھا بس سمجھی کہ برق مبتلائے آفت ہوا یہ سمجھ کر بہار کو
لشکر کے سپرد کیا اور آپ اُڑکر روانہ ہوئی لیکن اُدھر صنعت نے برق کو خلعت دیا اور ارباب
نشاط کو بلایا ناچ ہونے لگا سترہ سو ساحر کرسی پر بیٹھا تھا دورہ جام شراب آغاز ہوا ملکہ نے بعد
لہو کے حکم دیا کہ دربار برخاست ہو برق کو ٹھہرا لیا کہا تم ہم کو شراب پلاؤ اس لیے کہ حیرت بھی
تمھاری خاطر کرتی ہے ہمکو بھی مدارات تمھاری لازم ہے برق یہ سنکر خوش ہوا کہ اب اسکی موت آئی اور
عرض کیا کہ اے ملکہ جیسے ہم حیرت کے تابعدار ویسے ہی آپ کے غرضکہ ساقی بنے جام و صراحی لیکر
شراب پلانے لگا پہلے تو جام سادہ دیا دوسرے مین نگاہ بچ کر بیہوشی ملائی اور دینے لگا صنعت
ہنسی اور گویا ہوئی کہ یہ جام اس ساقی کو دیدو اُس نے کہا آپ پیجئے مین اسکو اور دیتا ہون اس
نے کہا جو ہم کہتے ہین وہ کرو اس نے وہ جام ناچار ہوکر ساقی کو دیا کہ وہ پیکر بیہوش ہوگیا صنعت
نے اُس کی جانب گھورا اور کہا کیون ہم نے تو تمھاری خاطر کی اور تم نے یہ بدذاتی کی ہے خنجر سے
مار ڈالون برق سمجھا کہ یہ پہچان گئی چاہا کہ جست کرے ... مگر دیکھا تو زمین پانون پکڑے
ہے ناچار کھڑا رہا اس نے کہا کہ اب بتا کہ تیرا کیا حشر ... برق نے کہا تو اپنی خیر منا میرے
اور بھائی بغیر مار ڈالے تجکو باز نہ آئین گے اور مین چھوٹون گا تو لشکر مین تیرے آگ لگا دون گا

صنعت نے اس کی سخت کلامی سے ناراض ہوکر قفس آہنی منگایا اور اس مین بند کر کے ساحرون کو طلب کیا
اور حکم دیا کہ اس نابکار کو ملکہ حیرت پاس لے جاؤ میرا سلام نیاز عرض کرنا اور کہنا مین منتظر ہون کہ عمرو
کوکب پاس گیا ہے اور مجکو کتاب جمشیدی سے ظاہر ہوتا ہے کہ کوکب نے بڑی اس کی خاطر کی ہے اب
لڑائی بہت بڑی ہوگی اسی وقت مین بھی جنگ آغاز کرون مگر آپ اس عیار کو جو چاہے وہ کیجئے یہ پیام
دے کر پنجرا روانہ کیا جادوگرنیان اور ساحر نہایت بندوبست سے چلے مگر مہرخ جو اڑ کر روانہ
ہوئی تھی اس نے راہ مین ان کو مع قفس پایا مگر قابو نہ ملا جو برق کو رہا کرتی آخر ساتھ ساتھ چلی مگر
الگ الگ بچی ہوئی ساحر بارگاہ حیرت مین پہونچے پیام صنعت بیان کیا اور پنجرہ دیا آپ پھر کر
چلے آئے وہان صرصر موجود تھی برق کو دیکھ کر ہنسی اور کہا آپ کا مزاج اچھا ہے برق نے کہا اسوقت
ہم قید مین ہین کل سبکو مزاج کا مزا بتا دین گے صرصر نے کہا آج بچ جاتا تو بتاتا برق نے کہا آج
حیرت کے ماتھے جائے گی حیرت کو ان باتون سے غصہ آیا اور فوراً حکم دیا کہ اس کو پنجرے سے
نکالو ساحرون نے پنجرے سے نکالا اس نے کہا جلاد کو بلاؤ جلاد بنا بر آنکہ عیارون کے ہاتھ
سے قتل ہوتے ہین خوف کے مارے بلانے سے آتے نہین ملکہ نے جب غصہ سے بلایا ایک
جلاد حاضر ہوا اور برق کو باہر بارگاہ کے لایا چبوترہ نکہت کا بنا یا بوریا قدامت کا بچھا کر برق کو بٹھایا
حیرت نے سراپچے بارگاہ کے اٹھوا دیئے تھے سامنے تخت پر بیٹھی ۔ ہی جلاد نے تینون حکم
پوچھ کر تیغہ تول کر چاہا کہ ہاتھ مارون اس وقت ایک پتھر آکر جلاد پر پڑا کہ سر اس کا اڑ گیا
کیونکہ جانسوز بشکل مہمل موجود تھا اس نے پتھر مارا جلاد کے مرنے کا غلغلہ جو ہوا حیرت نے حکم دیا
کہ اور جلادون کو بلاؤ اور مجمع کو ہٹا دو کہ عیاران مین ملکر چلے آتے ہین ملازمین نے سب کو ہٹا دیا
اس وقت حیرت نے ایک ساحر تہم جادو نام سے کہا کہ تم کہا کرتے تھے مین نے تلوار پر باڑھ
رکھوائی ہے مسلمان ملے تو اسکو مار کر باڑھ کی آزمائش کرون اس وقت اس عیار پر آزماؤ تہم جادو
یہ سنکر اٹھا اور تیغہ تولتا ہوا چلا برق سے کہا جو کچھ ہوس دل کی ہو نکال لے کہ پیمانہ عمر لبریز ہو گیا
ہے برق نے جواب دیا کہ اے مکار عمر تیری پوری ہو گئی ہو گی ہم تو طلسم توڑین گے افراسیاب کو مارینگے
تہم کو غصہ آیا اور چاہا کہ تیغہ مارے وہان بصورت ساحر قران بھی حال گرفتاری برق سن کر آگیا
تھا جیسے ہی اس نے ہاتھ اونچا کیا تھا کہ اسنے تاکر بغدا مارا ٹانگون سے نکل گیا غل و شور اسکے
مرنے کا بلند ہوا ساحر بارگاہ سے اٹھ کر دوڑے اسی غلغلہ مین مہرخ جو ساتھ گھات ڈھونڈھتی آئی
تھی پنجہ بنکر گر پڑی اور برق کو اٹھا کر لے اڑی قران نے دو چار جادوگرنیون کو اسی ہنگامہ مین
قتل کیا اور زیادہ تاریکی اور غدر ہو گیا یہ بھی ایک سمت سے نکل گیا ملکہ حیرت نے جلد سحر کر کے
وہ ہنگامہ برطرف کیا اور ساحرون کو حکم دیا کہ جلد دوڑو اور اس لے جانے والے کو مع قیدی کے

گھیرو ساحراڑکر جھپٹے لیکن مہرخ جو سناٹا بھر کر چلی اپنے لشکر کے کنارے جو پہنچ گئی کسی نے نہ پایا سب پھر آئے اور عرض کیا کہ وہ نکل گئی حیرت نے کہا خیر ابھی مقابلہ مین کسی کو جیتا نہ رکھونگی اس گفتگو مین تھی کہ ابریق کوہ شگاف وزیر دوم افراسیاب ملکہ پاس آیا ملکہ نے تعظیم کرکے بٹھایا اسنے ملکہ کو متفکر دیکھکر حال پوچھا اس نے کیفیت رہائی برق بیان کی ابریق نے کہا مین نے سنا ہے کہ عمر طلسم کوکب مین پہونچ گیا اور اس نے شاہ سے ملاقات کی شاہ نے وعدۂ مدد دہی کیا ہے اب وہ فوج کثیر لیکر آئیگا پس لازم ہے کہ جبتک وہ آئے آئے ہم مہرخ کا کام تمام کردین اور اسد کی میعاد کے دن چھوٹتے ہین اسکو بھی مار ڈالین یہ تقریر سنکر ملکہ نے کہا تم سچ کہتے ہو مین اس مضمون سے شہنشاہ کو مطلع کرتی ہون دیکھون کیا فرماتے ہین یہ کہکر عرضی شاہ طلسم کو لکھی اور جملہ کوائف رہائی برق اور گفتگوے ابریق اس مین درج کرکے طائر سحر کے گلے مین باندھکر بھیجی طائر عرضی باغ سیب مین لایا شاہ طلسم نے لیکر پڑھی چاہتا تھا کہ کچھ لکھے اسوقت پنجہ سحر نامہ لقاے کر پہونچا اس نامہ کو جو لے کر پڑھا لکھا تھا کہ یہان ملکۂ نازک چشم نے آکر ہم کو بہت خوشنود کیا لیکن ان کی مدد کے لیے کسی اور کو بھیجنا چاہیے کہ وہ اور سوفار تنہا ہین ایسا نہ ہو کچھ پیچ پڑ جائے شاہ نے یہ دونون نامہ پڑھکر اول حیرت کو لکھا کہ اے ملکہ تم گھبراؤ نہین مجکو سب حال عمرو کا معلوم ہے مین بند و بست قرار واقعی کرونگا اور میرا کوکب کچھ نہ کر سکیگا مین اسکے روبرو عمرو اور اسکے تمام لشکر کو غارت کر دونگا یہ لکھکر طائر کے گلے مین باندھکر اڑا دیا طائر ملکہ پاس پہونچا وہ نامہ پڑھکر چپ ہو رہی اور ادھر مہرخ بارگاہ مین برق کو لائی تخت پر جلوہ گر ہوئی حکم ترتیب جلسۂ عشرت دیا باطمینان تمام بیٹھی اس طرف کو صنعت اپنے لشکر مین بارادۂ جنگ ٹھہری ہوئی ہے مگر اب حال افراسیاب بیان ہوتا ہے کہ اس نے نامۂ لقا پڑھکر ایسا سحر کیا کہ ایک پتلا زمین سے نکلا اسکو حکم دیا کہ جا اور ملکہ آفت شمشیر زن جادو کو بلا لا پتلا یہ حکم سنکر غائب ہو گیا بعد لمحہ کے ایک ابر سرخ رنگ برسے ہوا پیدا ہوا اور زمین پر اترا اس ابر پر ایک ساحرہ سوار تھی زر و زیور سے آراستہ ساحرون مین ذی وقار تھی اس نے بادشاہ کو بادب تسلیم کی اور پایۂ تخت کو بوسہ دیا بلاگردان ہوئی بادشاہ نے دست شفقت اسکی پشت پر رکھا اجازت بیٹھنے کی دی وہ مجرا کرکے کرسی پر متمکن ہوئی بادشاہ نے فرمایا مین نے تمکو اس لیے بلایا ہے کہ خداوند باختر کا نامہ بنابر طلب مدد آیا ہے پس تم لشکر لیکر جاؤ سوفار و نازک چشم وہان ہین انکی اعانت کرو اور خداوند کی زیارت کرو یہ بیان سنکر وہ ساحرہ اٹھی اور سلام کرکے رخصت ہوئی بادشاہ نے خلعت عطا فرمایا خلعت پہنکر اپنے قلعے مین آئی اور بارہ ہزار ساحر کا لشکر تیار کراکر سمت کوہ عقیق بصد جاہ و حشم تخت سحر پر بیٹھکر روانہ ہوئی ابیات

بپوشید زربفت شاہنشہی — بسر برنہاد آن کلاہ مہے
خرامان برآمد ز پردہ سرائے — درفشی درفشان بسی او بہاے

بهر سو همی راند چندان سپاه ۔ که گفتی جز او در جهان نیست شاه
همه کوه و دریا و راه درشت ۔ بدل آتش جنگ جویان بکشت

اسی تجمل سے بعد طے مراحل قریب طلسم آئینہ کہ طلسم ہوشربا کے طلسمون مین سے ایک طلسم وہ بھی ہے اور حاکم وہان کی ملکہ آئینہ دار جادو ہے اور اس طلسم کی سرحد آدھی طلسم ہوشربا مین ہے اور نصف طلسم کی زمین طلسم نورافشان مین ہے مالکہ طلسم آئینہ دونون بادشاہون یعنے کوکب و افراسیاب کو خراج دیتی ہے چنانچہ یہ ساحرہ وہین پہونچی خیال مین اس کے آیا کہ اے آفت تجھ سے اور ملکہ آئینہ دار سے بڑی دوستی ہے اس سے ملتی چل کس لیے کہ مقابلہ کرنے مسلمانون سے جاتی ہے اور وہ لوگ کشندۂ ساحران ہین شاید ملکہ آئینہ دوستی کا پاس کر کے کوئی تحفہ اپنے طلسم کا مجکو دے جس کے باعث سے تو مسلمانون کو غارت کرسکے یہ سوچکر افسران فوج سے حکم دیا کہ تم لشکر لے کر خدمت خداوند مین چلو مین بھی آتی ہون افسر بنابر حکم کوچ کر گئے اور یہ خود تخت اڑا کر سمت طلسم مذکور چلی یہانتک کہ داخل طلسم ہوئی وہان کے ساحر جو تھے اس کی آمد و رفت سے آگاہ تھے اور اسکو پہچانتے تھے کسی نے روکا نہین یہ راہ طلسمات قطع کر کے قلعہ طلسم مین آئی قلعہ بہت آباد تھا ہر ساحر دلشاد تھا عمارتین طلسمی بنی تھین کوٹھیان لاجواب نظر آتی تھین دوکانین سجی تھین دوکانداروں کی پوشاکین رنگین تھین یہ بازار سے گذر کر دار الامارت شاہی پر آئی یہان دربانون کا ہجوم تھا حاجب دربانون کا شمار نامعلوم تھا اُس نے اپنے آنے کی اطلاع کرائی ملکہ آئینہ یہ خبر سنکر تا در ایوان سے لینے کو آئی اور اندر لے جا کر تخت پر برابر اپنے بٹھایا ارکین سلطنت نے نذر دی ملکہ آئینہ نے بڑی گرمجوشی ظاہر کی مزاج پرسی فرمائی اس نے جانا اپنا بہر جنگ مسلمانان کہہ کر بیان کیا کہ مدت سے مین نے تم کو دیکھا نہ تھا ادھر آنکلی مشتاق دیدار ہو کر تمھارے پاس آئی ہون یہ میری آخری ملاقات ہے تم نے بھی سنا ہوگا کہ خدا پرستون سے جو لڑتا ہے زندہ نہین رہتا مجکو سامری بچائینگے تو پھر تم سے ملونگی نہین تو جانی بلا کے منہ مین ہون آج کی ملاقات غنیمت سمجھو ہم تمھین دیکھین تم ہم کو کہ بیت شب ہجران رسیدہ محنت بسیار پیدا شد ؎ بیالے بخت کاری کن کہ مارا کار پیدا شد ؎ آئینہ نے اس کی تقریر سنکر کہا ہین گھبراؤ نہین آج دعوت کھاؤ کل جب جانے لگو گی مین تمھارے ساتھ ایک سوا اس طلسم کا کرون گی کہ وہ کسی کے ہاتھ سے مارا نہ جائے گا اور دم بھر مین سب مسلمانون کو مار ڈالے گا آفت یہ بات سنکر بہت خوش ہوئی اور شام تک دربار مین رہی جسوقت خسرو انجم تخت فلک سے اُٹھکر شبستان مغرب مین گیا اور شب کے دربار مین ہر انجم چرخ روبروے خسرو ماہ حاضر ہوا کہ نظم

چنین گفت پنهان شده آفتاب ۔ شب آمد شده وقت آرام خواب
بخواب اندر آمد سر روزگار ۔ زخوبی و از راه آموزگار

سر شام دربار برخاست کر کے آئینہ دار اپنے باغ مین آئی آفت کی دعوت کا سامان مہیا کیا

شراب وکباب چلے چنگ ورباب برپا ہوا اس وقت عرض بیگی نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ ملکہ نازک چشم تشریف لاتی ہین اس نے یہ خبر سنکر استقبال کرایا نازک چشم کا حال سنیئے کہ جب سے ناصر کوہی جانستان ہو گیا اور دختر اس کی گلابی چشم ماری گئی اس کو فکر ہوئی کہ طلسم آئینہ میرے ملک کے نزدیک ہو وہان چل کر کوئی تحفہ طلسمی لاؤن ہور اسکے ملک کے قریب ہونے سے آئینہ دار اس سے ایسی محبت رکھتی تھی کہ اس کی جان بچانے کی تدبیر اس نے کی ہو کہ ساحر نامی جو طلسم کے ہین انکو جمع کر کے جسم اس کا سحر بند کرایا ہو کہ کسی حربے سے یہ ماری نہ جائے کیسی ہی کوئی تدبیر کرے لیکن اس کی موت نہ آئے پس اس کے جسم کو سحر بند کر کے ایک تلوار ساحرون نے بنائی ہو کہ اگر یہ قتل ہو تو اسی تلوار سے قتل کی جائے اور وہ تلوار آئینہ دار نے اپنے طلسم مین باحتیاط تمام رکھی ہو کہ جو کوئی طلسم فتح کرے اور وہ تلوار پالے اسوقت نازک چشم ماری جائے اور اسی طلسم مین شاہزادہ قاسم اور ملکہ نرگسی چشم جن کا عشق جلد اول مین مذکور ہوا قید ہین کیونکہ اسی طلسم کے ایک جانب کو قلعہ حنظل جادو کا ہو اور اس کے شوہر زنار زلا افگن نے پتلا سحر کا بصورت قاسم مار کر ڈالدیا تھا اور قاسم کو پکڑکر اس طلسم مین قید کرا دیا ہو غرض استقبال کر اسکے نازک چشم کو بھی بلوایا اور شریک انجمن کیا جام شراب کا دور شروع ہوا ناچ ہونے لگا نازک چشم ملکہ آفت سے ملی دونون نے اپنی اپنی سرگذشت کہی آفت نے اپنا بھیجنا مدد کے لیے شاہ جادوان کا بیان کیا نازک چشم نے حال جنگ مسلمانان کہا رات بھر یہی حرف وحکایات کہہ کر بسر کی شمع محفل ان کی دل سوزی تھی اشک حسرت بہایا کی آئینہ نے بہت چاہا ان کی تشفی کی دم سحر جب آئینہ آفتاب عکس گیر عالم ہوا اور شاہد روز نے بیدار ہو کر منہ آئینہ مہر مین دیکھا کہ نظم

چو شب بگذشت شمع سرگران را	شکست انگریہ چشم خوفتگان را
نقاب از لالۂ سیراب بکشاد	خمار آلودہ چشم از خواب بکشاد

ملکہ آئینہ سوار ہوئی اور ان دونون کو اپنے ہمراہ قلعہ طلسم سے نکلکر ایک کوہ مین آئی اس جگہ ایک حجرہ پتھر کا تعمیر تھا قفل اس مین برابر ان شتر کے لگا تھا حجرہ ساخت مین بے نظیر تھا آئینہ نے سحر پڑھ کر حجرہ کھولا اس مین بارہ ہزار پتلا طلسمی بند تھا ایک پتلا باہر نکالا وہ مرکب بلورین پر سوار تھا خود بھی بلور کا تھا اور بالشت بھر کا قد رکھتا تھا جب حجرہ کے باہر نکلا بڑھ کر مثل سوار کے مع مرکب ہو گیا اس نے اس کو حکم دیا اے سوار طلسمی تم ملکہ آفت کے ہمراہ جاؤ اور خدا پرستون سے مقابلہ کر کے ان کو گرفتار کرو اور ملکہ موصوف کے سپرد کیا اس پتلے نے یہ سنکر گھوڑا اٹھایا اور ایک سمت کو چلا گیا آئینہ نے آفت سے کہا کہ بہن اب جاؤ اور میدان مین کھڑے ہو کر جب پکارو گی کہ اے سوار طلسمی آؤ یہ سوار آئے گا اور تمہارا کہنا کرے گا اور کسی سے زیر نہ ہوگا اور نہ کسی حربے سے مارا جائے گا ہان وہ شخص اسکو قتل کر سکے گا جسکے پاس اسی طلسم کا تیغہ ہو گا آفت یہ سنکر بہت خوش ہوئی

اور ناز ک سے کہا چلو یہ سوار کافی ہے اب تم کچھ نہ مانگو آئینہ نے کہا بہن تم کو کیا احتیاج ہے تم کو پہلے ہی مین سحر بند کرا چکی ہون جب تک وہ تیغہ جس سے تم ہلاک ہو سکتی ہو کسی کے پاس نہ ہوگا تمھاری قضا نہ آئے گی ناز ک چشم یہ کلام سنکر سمجھی کہ یہ سچ کہتی ہے اب چلکر سوار طلسم سے اپنے معشوق کو گرفتار کرون اور مسلمانون کو مارون غرض دعونون آئینہ سے بغلگیر ہو کر رخصت ہوئین اور تخت سحر پر بیٹھکر چلین یہانتک کہ طلسم سے باہر نکل کر اور طلسم ہوشربا کی سرحد سے گذر کر داخل لشکر لقا ہوئین اور بارگاہ مین پہونچکر خداوند کو آفت نے سجدہ کیا یہان پہلے سے لشکر اس کا آچکا تھا بختیارک نے متصل لشکر ساحران ناز ک چشم اتروایا تھا آمد آفت کی خبر سنکر بارگاہ استادہ کرائی تھی کہ آفت سجدہ کر کے بہر آرام اپنی بارگاہ مین آئی اور جب ساحر روزگار نے شعلۂ آفتاب کو منطفی فرمایا اور ظلمت شب کو خیمۂ عالم مین قیام پذیر کیا کہ ابیات

درین بستان سرای پر نظارہ نماند باز جز چشم ستارہ
ز شہپر مرغ شب خنجر کشیدہ زبانگ صبح نای خود بریدہ

شام کو بارگاہ لقا مین پہونچکر آفت نے حکم نواخت طبل جنگ دیا ساحرون نے نفیر سحر بجائی جلادرون نے کوس حربی پر چوب لگائی زمانے مین ہلچل پڑی ہرکارون نے خدمت ہمایون بادشاہ اہل اسلام مین حاضر ہو کر خبر عرض کی کہ اے شہریار ابیات

دل ما یکایک بہ فرمان تست ہمان جان ما زیر پیمان تست
تن و جانت یزدان نگہدار باد دلت شادمان بخت بیدار باد

طبل جنگ لشکر اعدا مین بجا ہے آفت نے آکر آفت برپا کرنا چاہا ہے شاہ اسلامیان نے یہ خبر سنکر بایماے صاحبقران نامور حکم نواخت کوس حربی دیا طبل سکندری کو جاسنی ملی کام جان بہادران کو ذائقۂ شجاعت یاد آیا شیرینی حیات سے تلخی مرگ کو بہتر سمجھے روے ساحر شب آئینہ شمشیر مین ایسا عکس پذیر ہوا کہ روشن ہو گیا جوہر تیغ اس شب تار مین اس طرح کھلا کہ جیسے پرند مشکین پر مانی و بہزاد کے نقش و نگار رخیط گلزار بنے ستھے خامۂ تیغ نے خط تقدیر عدو مین تیرہ بختی کے کیے تھے سرتا سرخ چہرے دیکھکر جرات شعارون کے خنجر گذار سپہر بیان میں خون کھاتا تھا نظر آتا تھا خلاصہ یہ کہ رات بھر تیاری اس طرح رہی کہ نظم

یلان لشکر سر فرازان بہ جنگ ہمہ نیزہ و تیغ ہندی بہ چنگ
ہمہ یک سر از جای برخاستند بسان پلنگان برآراستند
ہمہ بانان سر افشان شدند چو ناہید و ہرمز درخشان شدند

آخر نہیب شمشیر و نعرہ شیر گیر بہادران تہور قرین و جلالت آگین سے حاملۂ شب کا حمل ساقط ہوا

اور طفل نورانی چہرۂ خورشید دایۂ روزگار نے بطن مشرق سے جنا کر آغوش فلک مین دیا کہ **نظم**

چو خورشید رخشان گستردپر — سیہ زاغ پر بد نہفت سر
بہ مشتگیر چون بردمید آفتاب — سر جنگ جویان بر آمد ز خواب

امیر وظیفۂ سحری مین مصروف تھے بہادر لشکر کشتی سے مالوف تھے انبوہ فوج ظفر موج کے پرے دشت قتال کو جاتے تھے سردار دردولت پر حاضر ہو کر جبہ سا تھے کہ چالاک بن عمر خدمت امیر نامور مین آیا امیر جبین نیاز کو بدرگاہ بے نیاز رکھکر عرض کرتے تھے کہ بار آلہٰ مجکو فتحیاب کر دشمن کو ذلیل و خوار شتاب کر اے قاضی الحاجات **نظم**

بخورد آب وروے سروتن بشست — بہ پیش جہان آفرین شد نخست
بزاری بہ نالید بر بے نیاز — نیایش ہمی کردہ بر چارہ ساز
بنالید بر کردگار جہان — بزاری ہمے آرزو کردہ آن
بیزدان بنالید کاسے کردگار — بدین کار این بندہ را پاس دار

چالاک نے اس حال مین دیکھکر آمین کہی صاحبقران نے سجادہ لپیٹا اور اسکی طرف دیکھا استفسار فرمایا کہ کیا ماجرا ہے اس نے عرض کیا کہ ہیبت ہوئی فوج تیار اے شہریار + گئی سوے میدان پئے کارزار یہ خبر سنکر امیر بھی سلح سنجوگ سے درست ہوے اسلحہ لگا کر چُست ہوے برآمد ہو کر اشقر پر سوار ہوے اور جلو خانۂ شہنشاہ گیتی ستان مین آئے یہان آمد سلطان ذی حشم کا دم بھر مین غلغلہ ہوا اسباب جلوس و تزک کھلنے لگا ہزار ہا خواجہ سرا زیرک و دانا اہتمام کنان نظر آیا پھر طفلان ماہ طلعت کا پرا نکلا گلخون کے لوٹے لیے عود و عنبر سارا کا بخور کرتے ظاہر ہوے طلائی نقرئی پنج شاخے اور فانوسین جواہر کار خدمتگار لیے آگے بڑھے اسوقت جلو خانہ رشک دہ جواہر خانہ تھا تماشائی اپنا اور بیگانہ تھا سردار قرینے سے صف باندھکر مجرا گاہ پہ ٹھہرے تھے کہ تخت طاؤسی شہنشاہ عالمگیر بصد توقیر کہاریان اٹھائے پیدا ہوئین کہاریون نے تخت بدلوایا سردارون نے بصد ادب گردن کو بہر تسلیم جھکایا اور تخت شاہی کو گھیر کر میدان کا راستہ لیا **نظم**

بقلب اندرون شاہ شاہنشہان — بگردش یکے لشکر بیکران
بلرزید گیتی ز بار گران — زبس کوہ آہن گران تاگران
زبس گرد لشکر جہان تار شد — نگر مہر رخشان گرفتار شد
از آواز گردان بتر قید کوہ — زمین آمد از نعل اسپان ستوہ
تو گفتی جہان سر بسر آہن است — و یا کوہ البرز در جوش است

میدان مین پہونچکر ٹھہری تھی کہ دوسری طرف ساحرون کے پرے کالی کالی بیرقین کھلے کھولے بڑھے

تھالیاں ہاتھوں میں اٹھائے ظاہر ہوئے سواریاں انکی روے ہوا سے اترکر زمین پر آئین اور تخت سرداروں کے آگے بڑھ کر کھڑے ہوے پرے جم گئے سب کے آگے لقا ابے لبارا ندۂ درگاہ خدا ہاتھی پرسوار گردا سکے ناقوس نواز گھنٹے بجاتے ناقوس پھونکتے تھے بجے سامری و جمشید کی بولتے تھے زال و گوگل کے شعلے اٹھتے دھواں بلند تھا غرضکہ سواران نابکار ہزار در ہزار صف کش ہوے دونوں طرف سے بیلداروں نے پست بلند میدان کو ہموار کیا سقے آبپاشی کرگئے روے شاہد ارض. صفا میں صورت آئینہ بنا صف آراؤں نے صفوف حرب کو آراستہ کیا گھوڑی کی دم سے دم اور پٹھے سے پٹھا سم سے سم ملا دیا بہادروں کا شانہ سے شانہ پیادوں کا پاؤں سے پاؤں ایک کر کے دیوار آہن اور سد سکندر صف لشکر بنا دیا تخت بادشاہوں کے قلب لشکر میں قائم ہوے نقیب آگے بڑھے سرود نوازوں نے سرود بجایا گویوں کے لڑکوں نے رغبت جنگ دلاوروں کو دی مذمت دنیاے فانی کو سنا کر

نظم

چنین است کردار چرخ بلند	بدستی کلاہ و بدیگر کمند
چو شادان نشیند کسی با کلاہ	بہ چشم کمندش رباید کلاہ
چرا مہر باید ہمی بر جہان	چو باید خرامید با ہمرہان
یکی دائرہ آمدہ چنبرے	فراوان درین دائرہ داورے
نہ ہر پادشاہ و نہ ہر بندہ را	شناسد نہ نادان نہ دانندہ را
شکاریم یکسر ہمہ پیش مرگ	سری زیر تاج و سری زیر ترگ

آج روز نام و ننگ ہے عرصہ زیست تنگ ہے داد شجاعت دینے میں دریغ نہ کرو جب نقیب پکارے آفت نے نازک چشم سے کہا بہن تم کو سامری کے سپرد کیا میں جاتی ہوں اور نصیب آزماتی ہوں اس نے جواب دیا کہ جمشید کے حوالے کیا وہ سامنے لقا کے آئی تخت سے اتر کر سجدہ کیا اور دست بستہ اجازت حرب چاہی لقا نے کہا اے بندی قدرت ہم نے تجکو اپنے ید قدرت کے سپرد کیا بختیارک بولا کہ خداوند تیری موت اپنی مٹھی میں لیے ہیں تو ماری نہ جائے گی بے خوف جاکر مقابلہ کر آفت یہ سنکر بہت خوش ہوئی اور وسط میدان میں ہوکر نیرنگی سحر کی دکھانے لگی درخت زمین سے پیدا کیے کبھی آگ برسا کر صحرا کو جلایا کبھی پہاڑ کی طرف سے دریا کو جاری کیا آخرکار نعرہ مار کر لے فرقہ منحرفان تمھاری قضا دامنگیر ہو آؤ میرے روبرو کہ تم کو راہ عدم دکھاؤں یہ نہیب جب لشکر اسلام نے سنی اول ناصر نے مرکب اڑایا اور سامنے تخت شاہی کے آیا عرض کیا سر نثار کرنے کو جی چاہتا تھا بارے مراد بر آئی اس قحبہ کی سزا دہی کو غلام جاتا ہے اجازت چاہتا ہے بادشاہ نے فرمایا تم مہمان عزیز ہو کرم کرو لڑنے نہ جاؤ شہزادۂ نورالدہر نے بادشاہ سے سفارش کی کہ

غلام نوازی فرمائیے بہادرون میں آبرو نہ رہے گی یہ نکلا ہو تو تصدق ہونے کی اجازت دیجیے شاہ نے اسکو خلعت دیا اور فرمایا سپرد یزدان پاک کیا ناصر نصرت قرین شادان و فرحان مرکب پر آیا اور چلا گھوڑا اسکا طرارہ بھر کر روان ہوا کہ نظم

کمیت اسپ بودہ در انگام زن	سم او ز فولاد خارا شکن
چو پیلان بزور و چو مرغان بپر	چو ماہی بہ بحر و چو آہو بہ بر
چو آتش بپا مد ز کوہ پیل زور	جو کوہے روان کرد از جا ستور

آفت نے اس ستور دستگاہ کو جوش و خروش سے آتے دیکھکر صدا دی کہ اے سوار طلسمی آ دیہ کہنا تھا کہ صحرا کی طرف سے بگولا گرد کا پیدا ہوا اور ایک سوار دلیر بسان شیر غران نعرہ زنان آکر پہونچا اس نے حکم دیا کہ جا اور مسلمانون کو باندھ لا سوار مقابل ناصر ہوا اور نیزہ مارا اس نے بھی نیزہ کو روک کر نیزہ لگایا بیت سبک نیزہ بر نیزہ انداختند + کہ از یک دگر باز نشناختند + بعد رد و بدل طعنہائے چند نیزے مانند خلال ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اسوقت دونون نے قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا کہ نظم -

برو دست و آن تیغ بران کشید	ز گرد سواران جہان ناپدید
بکمین اندرون تیغ برہم شکست	سوے گرز بردند یکبار دست
سواران چنان گرز زد ہمچو کوہ	کہ از زخم ادگشت ناصر ستوہ
بزین اندر از زخم بیہوش گشت	بخاک اندر افتاد و خاموش گشت

جب گرز سے ناصر بیہوش ہو گیا سوار نے شکنجہ باندھکر سپرد لشکر لقا کیا اور آپ مرکب پر چڑھکر پھر مبارز خواہ ہوا ادھر سے شہزادہ نورالدہر نے اجازت لیکر عزم میدان کیا لشکر کے علم جلوہ دکھانے لگے طبل و نقارے اس طرح بجے کہ طنطنہ گردون سے غلغلہ ظاہر ہوا شہزادہ کا مرکب کوہ پیکر دہامون شکوہ مثل برق و باد چلا کہ نظم

ز زخم فلک گاہ و ماہی ستوہ	بجستن چو برق و بہیکل چو کوہ
یکے کوہ چون کوہ وادی سپر	بصحرا ہو یدچو مرغے بہ پر
در آمد بزین چون گہ بے ستون	گرفتش یکے نیزہ چون ستون
عنان را بہ پیچید دیگر فت راہ	ہمی شد بہ تیزی چو ابر سیاہ

سوار طلسم نے شہزادہ پر بھی حملہ کیا اور نیزہ دری اور شمشیر بازی شروع ہوئی کہ بیت گہے تیغ زدگاہ گرز گران + چنین تا فرو ماند دست سران + آخرکار شہزادہ نامدار بھی مغلوب ہوا اور اس نے اسیر کرکے لشکر میں بھیجا اور پھر نیب دی کہ کوئی اور سامنے آئے ادھر سے سرداران شہزادہ نورالدہر

نکلنا شروع ہوے شام تک سوا سو سوار یکے بعد دیگرے نفیل بن گیاہو رونوح بن گیاہو رخوانی شام وغیرہ جاکر اسیر ہوے جس دم نیزہ دار فلک نیزہ خطی شعاع لے کر سمت کاشانہ مغرب گیا اور میدان فلک میں لشکر انجم کا داخلہ ہوا

نظم

زجنبش مرغ و ماہی آرمیدہ ۔ حوادث پاے در دامن کشیدہ
ستادہ از دہل کوبے دہل کوب ۔ ہجوم خواب دستش بستہ بر چوب

شام کو سوار طلسمی مرکب اٹھاکر سمت صحرا چلا گیا اور آفت نے طبل آسایش بجوادیا دونوں لشکر پھرے اسیر اور شاہ اسلام بادل پر درد داخل بارگاہ ہوے سپاہ نے کمر کھولی عیار بہر عیاری روانہ ہوے اس طرف آفت ہنستی ہوئی نازان و خندان مع نازک چشم کے اپنے لشکر کو گئی لقا نے زرنثار کرایا بارگاہ میں پہونچکر حکم دیا کہ جشن نوروزی کیا جاے اُسی وقت ساقیان مہرو یار و پری تمثال جام و صراحی جواہر نگار لے کر حاضر ہوے اور طوائفان شعلہ رخسار رشک دہ لعبتان لندن و چین رقص کرنے لگیں مجلس مثل مجلس انجم فلک ترتیب پذیر ہوئی کہ

ابیات

برفتند و خوان مے آراستند ۔ سزاوار رامشگران خواستند
ز بہرجد طبقہا و فیروزہ جام ۔ پر از نافۂ مشک و پر عود خام
ہمہ پیکرش سرخ کردہ بزر ۔ بروبافتہ چند گونہ گہر
زمین باغ گشت از کران تاکران ۔ زشادی و آواز رامشگران

اسی جشن میں بختیارک نے کہا اے ملکہ آفت جو سردار کہ ملکہ نازک چشم و سوفار و مہنت و دیگر وغیرہ نے قید کیے ہیں وہ سب موجود ہیں اور آج تم نے سوا سو سردار گرفتار کیے ہیں مجکو یقین ہو کہ سب کی نگہبانی نہ ہو سکے گی اور عیاران اسلام اسی فکر میں ہیں آج تک بہت حفاظت سے قیدی رہے مگر اب عرصہ گذرا ہو ان کو پتہ مل گیا ہوگا چھڑا لے جائیں گے پس لازم ہو کہ سب کو راہ عدم دکھاؤ کثرت اسلامیان کچھ تو کم ہو آفت نے کہا کہ جی میں اس فکر میں ہوں کہ حمزہ کو بھی پکڑ لوں تو سب کو قتل کروں یہ کہکر ایک رقعہ اس مضمون کا کہ میں نے سوار طلسم سے اتنے سوار قید کرائے لکھ کر ملکہ آئینہ کو بھیجا ایک ساحر نامے کر روانہ ہوا اتفاق سے سیارہ بن عمر عیار شہزادہ قاسم بامر جاسوسی اس مقام پر موجود تھا جب سے آقا اسکا قاسم گشتہ سحر ہوا ہو اسی فکر میں بصورت مبدل رہتا ہو کہ شاید لشکر ساحران میں کسی سے حال شہزادے کا معلوم ہو اس وقت ساحر نامہ بر کے ہمراہ ہوا کہ دیکھوں یہ نامہ کہاں لیے جاتا ہو وہ ساحر جو چلا خوف سے عیاروں کے کچھ دور تو اُڑ کر گیا پھر نظر سے غائب ہو گیا سیارہ حیران پریشان لشکر کی طرف پھرا لیکن راہ بھول کر کوہستان میں جا پڑا ہر سمت متلاشی راہ پھرنے لگا اب حال سنیے کہ شاہزادہ ایرج بن قاسم جن کا ذکر جلد اول میں کیا گیا

کرخم مین اپنے باپ کے بہر شکار نکلے تھے اور انکو پنجہ اٹھا لے گیا تھا اور آندھی کی ہوا مین عیار گون کا شاپور ایک طرف چلا گیا تھا اس وقت کوہستان مین ایک جگہ ٹھہرا ہوا تھا کہ آواز پانون کے آہٹ کی سنی آنکھ اٹھا کر دیکھنے لگا جب سیارہ قریب پہونچا پکارا کون ہی سیارہ نے آواز پہچان کر کہا کہ کیا بھائی شاپور ہین اس نے اقرار کیا سیارہ دوڑ کر لپٹ گیا دونون باہم باتین کرتے چلے یہ تو روانہ ہوے ہین مگر اب ذکر شاہزادہ ایرج سنیے اور فتح طلسم آئینہ کا حال بیان کیا جاتا ہی

آغاز طلسم آئینہ اور ذکر رہائی شہزادہ قاسم اور مارا جانا آفت شمشیر زن و سوفار و ناز ک چشم کا اور عشق ایرج کا ملکہ پران شمشیر زن سے ہونا اور لشکر اسلام کا پھر آرام کھینچنا للمولفہ

وصل بہار آئی رندون کی یہ دعا ہی / دے جام ارغوانی ساقی ترا بھلا ہی
اندی گھٹا مین اودی طاؤس ناچتے ہین / بدمست جھومون پر ساقی براجتے ہین
جھونکا ہوا کا آیا ابر سیاہ چھایا / بجلی لگی کڑکنے پانی جھمک کے آیا
مستون نے پھر پکارا ساقی کو یہ صدا کی / کشتی مے روان ہو رحمت ہوئی خدا کی
ساقی وہی سما پھر آنکھون مین پھر رہا ہی / دے پھول مجکو جلدی ٹھنڈی چلی ہوا ہی
جام و پیالہ کیسا چلو ہی میرا بھر دے / دریا دلی سے ساقی سیراب مجکو کر دے
تلچھٹ ہی دیدے مجکو کر لیوین نشہ پانی / پیری مین لوٹ لیوین کیفیت جوانی
سنبھلین بھٹین گرین ہم چلتے ہین لڑکھڑا کر / پیر مغان کے دم لی پھر خیر ہم منائین
مدہوش ایسا کر دے تجھکو اور رنگ لاؤن / بیکارون ایسی بیندی زاہد کو کچھ سناؤن
ہمکو نہ جاہ پکڑ افسانہ لکھ رہے ہو / مشتاق سب ہین بیٹھے جلدی زبان کھولو

آئینہ بندان صورت خیال و صورت نمایان آئینہ حال شاہد آئینہ رخسار کو آئینہ خانہ احوال طلسم آئینہ مین اس طرح بٹھاتے ہین اور آئینہ تحریر مین پیکر دلفریب معشوق داستان یون دکھاتے ہین کہ جب شہزادہ ایرج نوجوان کو پنجہ اڑا کر چلا حسب اتفاق قریب ایک پہاڑ کے اسکا گذر ہوا وہ پہاڑ سیرگاہ ملکہ صنوبر مرصع پوش جادو ہی وہ ملکہ نقاب چہرے پر ڈالے سیر مین مصروف تھی کہ نگاہ اس کی پنجہ پر پڑی دیکھا ایک نوجوان آفتاب رخسار کو پنجہ لیے جاتا ہی شعشعہ حسن و جمال سے اس کے روے ہوا منور و روشن ہے روے تابان اسکا انجمن روزگار مین نور ریز بیان شمع انجمن ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ آفتاب فلک سے اتر کر بروے ہوا بھاگا ہوا جاتا ہی ستارہ ٹوٹا ہوا نظر آتا ہی اس کو یہ ماجرا دیکھ کر تعجب ہوا اور کچھ

سحر پڑھکر سمت فلک پھونکا پنجہ شہزادے کو لیے ہوے کوہ پر اتر آیا اُس نے پھر ایسا سحر پڑھا کہ پنجہ تو غائب ہوگیا شہزادہ متوجہ ہوا سے بیہوش تھا پڑا رہا صنوبر اس شمشاد باغ خوبی کے پاس آئی صورت زیبا دیکھکر غش ہوگئی دیکھا کہ ایک صنوبر قامت و گلرخسار بیہوش پڑا ہی باغ دہر مین قد اس کا نخل تمنا ہی گوش گل کو زبان بلبل سے اسی گل کے افسانہ حسن کے سننے کی آرزو ہی سنبل تر اُسی کے زلف معنبر کی خوشبو سے پیچیدہ ہو کر صبا سو گھکر ژولیدہ مو ہی نرگس ہمہ تن چشم ہوکر اسی کے دیکھنے کی خواہش رکھتی ہی باد صبا اسکے لیے آوارہ پھرتی ہو لالہ اسی کے عشق مین دل داغدار ہی سرو کو اسی کی غلامی درکار ہی آزادی سے بیزار ہی کہ بمقتضاے ابیات

ببالا چو سرو و چو خورشید روے	چو عنبر بگو گرد گل مشکبوے
یکے بوستان بود اندر بہشت	ببالاے او سرو دہقان کشت
دو چشمش زبان گو دو ابرو کمان	تو گفتی ہمی بشگفد ہر زمان
ببالا ز سرو سہی برتر است	چو خورشید تابان بدو پیکر است

یہ تماشاے حسن بیمثال کر رہی تھی کہ شہزادہ کی آنکھ کھلی دیکھا ایک نقابدار سرہانے کھڑا ہی لباس مردانہ پہنے ہی مگر عورت معلوم ہوتا ہی یہ دیکھکر اُٹھ بیٹھا اور اُس نقابدار سے پوچھا کہ آپ کون ہین کیون مجھکو طلب کیا ہی نقابدار نے کہا پنجہ لیے جاتا تھا مین نے اس سے چھڑایا ہی آپ میری دعوت کھا کے آسودہ ہو لیجیے تو مجھکو سپاہ گری کا مزہ ہی ہمارے آپ کے مقابلہ ہو شاہزادے نے فرمایا کہ تم نے مجھکو پنجہ سحر سے چھڑایا احسان کیا تم محسن ہو چکے مقابلہ کرنا تم سے ناروا ہی اور اگر براہ راستی بھی بہلایا چاہتے ہو تو مین سب طرح چاق و چست ہون ایک صدمہ سوج ہوا کا تھا وہ بھی برطرف ہوگیا اب کوئی کسل نہین آؤ مقابلہ کرو نقابدار یہ سنکر انکو ایک میدان مین اس کوہ کے لایا اور اپنے ملازمون کو طلب کرکے دو گھوڑے جنکو دیکھکر توسن فلک بھی چال بھولے منگائے شہزادے کو سوار کیا اور آپ بھی سوار ہو کر برسر مقابلہ آیا اور تیر کمان مین پیوستہ کرکے لگایا کہ ابیات

کمان را بزہ کرد و بگشاد بر	تبند مرغ را پنج تیر ش گذر
بر آیرج تگر تیر باران گرفت	چپ و راست جنگ سواران گرفت
نگہ کرد ایرج و آمد بہ تنگ	برافشفت و تیر اندر آمد بجنگ
عنان برگرائید و برداشت اسپ	بیامد بکردار آذر گشسپ
ززین برگرفتش بہ کردار گوے	کہ چوگان زبا داندر آید بروے
چو آمد خروشان بہ تنگ اندرش	بجنبید و برداشت خود از سرش
رہا شد ز بند زرہ موے اوے	درخشان چو خورشید شد روے اوے

بدیدار او مبتلا شد دلش | تو گفتی کہ درج بلا شد دلش

شہزادے نے اُس کی صورت حور تمثال دیکھ کر عشق کیا اور زمین پہ آہستہ سے اُتار دیا معلوم ہوا کہ نقاب اُس کے چہرے سے نہیں اُٹھی بدلی سے دھوپ نکل آئی ہے گوہر گرانمایہ درج خوبی و سفینہ اختر تابندۂ فلک محبوبی کہ آفتاب و ماہ اس کی غلامی کی آرزو رکھکر داغ اپنی پیشانی میں رکھتے ہیں شب و روز خواہش دیدار میں اسی کے مشکوے عصمت کے چکر لگاتے پھرتے ہیں شاہد بکارت اس کا گوشۂ شرم و حیا سے باہر نہ نکلا تھا کوچہ سنبلستان گیسو میں دور باش غرور عصمت سے نسیم صبا کو چلنا نہ ملتا تھا لائق اورنگ شاہی دلبری تھی شایان حسینان دہر کی افسری تھی زیبائش تاج ارجمندی تھی افسر سپاہ حسن و دلبری تھی

نظم

ز سرتا بپایش بجز دایہ عاج | بمہ رخ چون بہار بالا چو ساج
میان سفت سیمین دو مشکین پرند | سرش گشتہ چون حلقہ ہای کمند
زخانش چو گلنار و لب ناروان | سرین پرش رشتہ دو ناردان
دو چشمش بسان دو نرگس دو باغ | مژہ تیرگی بردہ از پر زاغ
دو ابرو بسان کمان طراز | برو تو ز پوشیدہ از مشک ناز
اگر راہ جوئی ہمہ روے اوست | دگر مشک بوئی ہمہ بوے اوست

شہزادہ دلدادہ و فریفتہ عجب ہوا وہ قمر رخسار خورشید ابرو چلی تھی ہنسکر گویا ہوئی کہ بس ہمارے آپکے مقابلہ ہو چکا چلیے اور جام مے کو لب میگون سے لگا کر ہمارے کنیز کو منھ لگا کر سرفراز فرمائیے شہزادہ اس کے ہمراہ روانہ ہوا پہاڑ پر ایک محل ستون نادر بنا تھا فرش تکلف وہاں بچھا تھا تخت عاج گستردہ تھا دونوں تخت پر آکر جلوہ گر ہوے کنیزان سمن بدن و گلرخسار حاضر تھیں جام و صراحی لے کر شراب پلانے لگیں شہزادے نے میکشی سے انکار کرکے کہا جب تک تمھارا مذہب و ملت ظاہر نہ ہوگا ہم کو تم سے ہمشرب ہونا زیبا نہیں طریقہ بد دینی اچھا نہیں ملکہ نے کہا اے شہریار میں دختر بلند اختر زرومان جادو ہوں کہ وہ بھائی ملکہ حنظل کا ہے اور ملکہ حنظل کی دختر ایک مسلمان پر عاشق ہو کر نکل گئی تھی اب وہ مسلمان کہ نام اُس کا قاسم ہے طلسم آئینہ میں قید ہے شہزادہ اپنے باپ کو زندہ سنکر خوشنود ہوا اور کہا اے ملکہ میں اسی مسلمان کا جسکو تم قیدی کہتی ہو بیٹا ہوں اور وہ نبیرہ حمزہ صاحبقران ہے اگر تم کو ہم سے محبت ہے تو دین سامری و لقا پرستی ترک کرکے خدا پرستی قبول کرو ورنہ ہم تمھارے عدو ہیں ہم سے ہاتھ اُٹھاؤ ملکہ از بسکہ دلدادہ و شیدا ہو چکی تھی گویا ہوئی کہ مجھکو آپ کا فرمانا بدل منظور ہے عشق میں جان اور ایمان نذر کرنے کا دستور ہے غرضکہ مع تمام خواصوں و انیسوں کے مطیع الاسلام ہوئی اور کہا جب طلسم آئینہ فتح ہوگا کلمہ پڑھونگی

غرضکہ میکشی آغاز ہوئی ہنگامہ رقص وسرود بپا ہوا پہلو مین دلدار لب پہ جام بادۂ گلنار بہ عشرت
تمام بیٹھے لیکن ملکہ خنطل جو اسکی پھوپھی ہے اپنی بیٹی کے غم مین مبتلا رہتی ہے اس وجہ سے کبھی کبھی ملکہ کو دیکھنے
آیا کرتی ہے یا اپنے پاس بلایا کرتی ہے اس وقت بیٹی کی محبت نے بہت ستایا خون کا جوش آیا پس عوض
دختر کے چاہا کہ بھتیجی کو بلاکر پیار کرون اور اس کے دیدار سے خرسند ہون یہ سوچ کر ایک ساحر
مریخ جادو نام سے کہا کہ قلعہ رومانیہ مین جا اور ملکہ صنوبر کو لے آ وہ ساحر حسب الحکم چلا اور قلعہ
مذکور مین پہونچکر رزمان ملکہ کے باپ سے پیام اس کی بہن کا کہا اس نے کہا کہ ملکہ اپنی سیرگاہ
مین پہاڑ پر گئی ہین وہان سے بلاکے لے جا مریخ وہان سے پہاڑ پر آیا یہان شہزادہ اور ملکہ باہم
سرگرم نشاط تھے فرہاد و شیرین یک جا بصد انبساط تھے یہ معاملہ دیکھکر آنکھوں مین خون اتر آیا اور
نعرہ زن ہوا کہ باشید اے ننگ خاندان یہ کیا رسوائی ہے جو تم چھوکریون نے تمام عالم مین شہرت بھیائی
پھیلائی ہے یہ کہکر ایسا سحر پڑھا کہ ملکہ سحر بھولی اور شہزادے کے دست و پا کی طاقت جاتی رہی پھڑپ کر
جو گرا دونون کو پنجہ مین داب کرلے اڑا اور سوچا کہ خنطل کے پاس ان کو لے چلو وہ جو چاہے کرے
یہان ایسا نہ ہو کہ باپ ملکہ کا فرط محبت سے بیٹی کی حمایت کرے پس سمت نرگسی کوہ روانہ ہوا
اور ایک مقام پر تھک کر اترا کہ دم لے لون تو چلون ادھر سے قضارا شاپور وسیارہ آتے
تھے اور دونون ساحر کی ایسی صورت بنے ہوئے تھے اس نے ان کو دیکھ کر پوچھا کہ تم کون ہو عیارون
نے کہا جو تم وہ ہم تم کون ہو اس نے سب حقیقت کہی کہ بجائی گھر ساحرون کا ان چھوکریون نے برباد کر رکھا
ہے مسلمانون سے عاشقی کر کے ستم ڈھایا ہے یہ کہکر شہزادہ اور ملکہ کو دکھایا کہ مین ان کو گرفتار کیے خنطل
کے پاس لیے جاتا ہون عیارون نے جو اپنے شہزادے کو گرفتار دیکھا اور سارا حال گرفتاری قاسم
سنا بہت خوش ہوے کہ دونون شہزادون کا حال معلوم ہوا پس اس ساحر سے بظاہر التفات کر کے
کہا اے برادران مسلمانون کو جہان پاؤ مار ڈالو مین تو اس کو مار ڈالتا مگر تمھارے پیچھے جو کھڑے
ہین وہ منع کرتے ہین ساحر گھبرایا کہ میرے پیچھے کون کھڑا ہے اور پھر کر دیکھنے لگا شاپور نے
کمند ماری یہ گھبرا کر ادھر پلٹا سیارہ نے بیضہ بیہوشی مارا وہ بیہوش ہو کر گرا عیارون نے سر
کاٹ ڈالا غل و شور مچا تاریکی ہو گئی صدا آئی کہ مارا مریخ جادو کو بعد تھوڑے عرصے کے جب وہ تاریکی
دور ہوئی ملکہ اور شہزادے نے رہائی پائی اور عیارون سے ملکر بہت خوش ہوے پھر عیارون
نے کہا اے ملکہ یہ ساحر تمھارے بلانے کو آیا تھا ایک ہم مین سے اس ساحر کی ایسی صورت بنتا ہے
اور تم تخت سحر تیار کر دو ایک ہم مین تمھاری خواص کی ایسی صورت بنے گا اور تمھارے ساتھ جاکر
خنطل کا کام تمام کرے گا تا کہ شہزادہ چھوٹے اور سب کام بن پڑے غرضکہ سیارہ ملکہ سے حلیہ
ایک خواص کا پوچھکر ویسی ہی صورت بنا اور کہا شاید میری صورت پر شبہہ کرے خنطل پوچھے کہ یہ کون ہے

تو کسنا مین نے نیا نوکر رکھا ہی یہ سمجھا کر شاپور بصورت مرغ تیار ہوا اور اس کا لباس پہن کر ملکہ کے
ساتھ تخت سحر پر بیٹھکر چلا شہزادے سے کہا آپ یہین ٹھہرین جس وقت کہ ہم کو بہت عرصہ ہوا آپکو
آکر خنظل سے مقابلہ کرنے کا اختیار ہی فی الجملہ ان کو چھوڑکر مع ملکہ چلے اور کچھ دیر مین پہونچے خنظل
چشم براہ انتظار تھی کہ ملکہ نے جاکر تسلیم کی اس نے گلے سے لگایا اور پیار کرکے آغوش مین بٹھایا ملکہ نے بعد
تھوڑی دیر کے اپنی خواص سے کہا کہ وہ میوہ جو ہم پھوپھی جان کے لیے لائے ہین حاضر کرو خواص یعنی سیارہ
نے ایک قاب مین عمدہ میوہ چن کر پیشکش کیا صنوبر نے کہا پھوپھی اماں یہ میوہ بہت نایاب زمانہ ہے
آپ بھی کچھ نوش فرمائیے خنظل نے اسکی خاطر سے کچھ دانے انگور کے کھائے ملکہ نے یہاں جو ملازم
اور خواصین خنظل کی تھین ان کو بھی وہ میوہ کھلایا بعد لمحہ بھر کے سب بیہوش ہو گئین عیارون نے
بہ اتمام حجت خنظل کو اٹھاکر ستون سے ایوان کے باندھا زبان مین سوزن دے کر ہوشیار کیا
اس کی جب آنکھ کھلی دیکھا مین بندھی ہون اور صنوبر سامنے کھڑی ہی اشارے سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا
ہی عیارون نے کہا ہم دونون عیار ہین اور یہ ملکہ شریک اہل اسلام ہو چکی ہی اب تجھکو بغیر قتل کیے
ہم نہ جائینگے جان بچانا اگر منظور ہی تو اسلام اختیار کر اور شہزادۂ قاسم کو بھیجدے ورنہ کوئی دم
مین راہ عدم دیکھے گی خنظل یہ حال سنکر سمجھی کہ بیشک ان خداپرستون کا دین زبردست ہی ان سے
جان بچانا دشوار ہی دوسرے دختر پر تو یہ سانحہ گذر ہی چکا تھا اب بھتیجی سے بھی فراق ہوگا لازم ہی
کہ اطاعت کرو اولاد بھی ملے گی اور ملک و جان و مال و آبرو بھی رہے گی یہ سوچ کر اشارے سے
کہا کہ مین نے اطاعت اختیار کی عیارون نے فوراً کھولا زبان سے سوزن نکال لیا اسنے عیارون سے کہا کہ مین مطیع الاسلام ہوئی
بعد فتح طلسم کلمہ پڑھونگی عیارون نے کہا شہزادہ ایرج صحرا مین ٹھہرے ہوے ہین انکو بلانا چاہیے خنظل نے اپنے ملازمون کو جو بیہوش پڑے
تھے ہوشیار کر دیا اور انہین سے ایک کو حکم دیا کہ شہزادہ کو اٹھا لاؤ وہ بزور سحر عیارون سے پتہ پوچھ کر روانہ ہوا
ایرج منتظر عیاران ٹھہرے ہوے تھے کہ ساحر آکر پہونچا اور عرض کیا کہ چلیے حضور کو ملکہ خنظل نے بلایا ہے
یہ کہکر تخت سحر پر بٹھاکر قلعہ مین لایا خنظل نے اٹھکر تعظیم دی اور مسند پر بٹھایا جتنے ساحر نامی تھے
ان کو بلاکر اپنا راز ظاہر کیا کہ مین نے اطاعت اس شہزادۂ عالی وقار کی اختیار کی اگر میرے
ساتھ تعین رہنا ہو تو تم بھی تابعداری اسلام کی کرو سب ساحر حسب ارشاد اس کے مطیع ہوے
اس نے انجمن عشرت ترتیب دی کشتیان شراب کی قابین گزک کے لیے کباب کی حاضر کین شہزادۂ
عالی نژاد نے فرمایا کہ اے ملکہ تم طلسم آئینہ سے میرے باپ کو بلا بھیجو اور یہان جلا کر رہا کرکے رکھو
اس نے اسی وقت ایک نامہ محبت آگین ملکہ آئینہ دار کو لکھا کہ اے بادشاہ طلسم براہ عنایت
آپ میرے قیدیون کو میرے پاس بھیجدیجیے کس لیے کہ مین ان کو طلسم ہوشربا مین بھیجکر شاہ جادوان
پاس قید کراؤن گی اور وہین میرا غم بھی ہی مجبور اطمینان رہے گا یہان رکھنے مین مسلمانون کا لشکر

نزدیک ہی کھڑا تھا یہ لکھکر دو ساحروں کو دیا اور در بارۂ اخفاے راز تاکید اکید کرکے روانہ کیا ساحر گئے اور بخدمت ملکہ آئینہ میں پہونچے نامہ باادب تمام پیش کیا اس نے نامہ پڑھکر قیدیوں کو بلاکر ان کے حوالے کیا اور کہا کہدینا مجھکو تمھاری دوستی سے کام ہے جہاں تمھارا جی چاہے قید کرو میرے طلسم کا قیدی ہی نہیں جو مجھے اس کے بارے میں کچھ کد ہوتی بلکہ اس کے یہاں رہنے سے مسلمانوں کی چڑھائی کا ڈر بات دغدغہ جاتا رہا ساحر پیام سنکر اور قیدیوں کو تخت سحر پر ڈالکر روانہ ہوے اور کچھ دیر کے بعد خنظل پاس پہونچے اس نے شہزادے پہ سے قید سحر دفع کی ہوشیار کیا بدیع اور عیاران کو لپٹ گئے اور بال ناخن جو قید میں بڑھ گئے تھے دیکھکر رونے لگے آخر قاسم نے حمام کیا اور خلعت فاخرہ زیب جسم کرکے محل میں پہونچکر دیدن بخش ہوے اور فرزند کو گلے سے لگایا صنوبر پر دست شفقت رکھا پھر سیارہ کو حکم دیا کہ ہمارے ساتھ مقبل بھی قید تھا اسکو بلانا چاہیے خنظل نے یہ سنکر کہا وہ بھی حاضر ہیں اس عرصے میں مقبل بھی نہادھو کر داخل مجلس ہوا شہزادے نے فرمایا کہ تم جاؤ اور ہمارے سردار جو غم والم میں مبتلا ہیں اُن کو مژدہ دو اور لشکر ترتیب پذیر ہو مقبل یہ حکم سنکر بیرون قلعہ آیا یہاں بعض سردار تو لباس قلندری پہنکر غم میں شہزادے کے فقیر ہوکے سامنے قلعہ کے بیٹھے تھے اور بعض ان تیلوں کے ساتھ رونے بیٹنے مشغول ہو گئے تھے لشکری تمام پراگندہ حال تھے مقبل نے جاکر ہر ایک کو ڈھونڈھکر مژدہ رہائی شہزادہ کا دیا سب نے سجدہ شکر کیا لشکر تیار ہونے لگا خیمہ خرگاہ و منگا کر استادہ کیے شہزادے کو اطلاع دی شہزادے نے برآمد ہوکر ہر ایک سے ملاقات کی اور بارگاہ تشریف فرما ہوے اس اثنا میں ملکہ نرگسی چشم کی خنظل نے جاکر بلائیں لیں گلے سے لگایا پھر حمام کراکے خلعت فاخرہ پہنایا زر و زیور سے آراستہ اور ہودج زرین میں بٹھا کر شہزادے کے پاس بھیجا ملکہ کو شہزادے کے ملنے کی از حد خوشی تھی اُدھر شہزادہ فرط شرم سے معشوق کو بلا نہ سکتا تھا مگر دل مضطر خواہش دیدار رکھتا تھا اسی انتظار میں تھا یکایک نظم

عماری بہا و نو آراستہ	پس پشت او اندرون خواستہ
زہودج برآمد یکے ماہ نو	جہاں آراستہ شاہ بر گاہ نو
زمشک سیہ کردہ بر گل نگار	فرو بستہ بر غالیہ گوشوار

آنے سے ملکہ کے قاسم محظوظ ہوکر داخل شبستان ہوا مجلس انبساط مرتب ہوئی دورۂ جام مئے گلگون ہوا دف دفے کی صدا بلند ہوئی یہ اس طرف جلسہ عشرت جمائے خرم و خنداں ہیں اُدھر قلعہ میں صنوبر و بدیع نوجوان ہیں شبانہ روز شیدائے یکدیگر داد نشاط و عشرت دیتے رہے روز چہارم جب محفل انجم شبستان روزگار سے برخاست ہوئی اور ساقی ازل نے جام زرنگار خورشید کو میکدۂ مشرق سے مے کر انجمن عالم میں گردش پذیر فرمایا کہ بمقتضائے نظم

سر روز ش ہمہ داشت مہمان خویش	بہ سرفرازان و یاران خویش
چو خورشید بند دسر از تیر کوہ	جہان را بیفزود فر و شکوہ
ہمہ باندر آمد ہمہ بہرہ	جہان چون مے نندشد یکسرہ

اس سحر کو شہزادہ ایرج نے عزم کیا کہ اس قلعہ کی حوالی میں شکار کھیلے اور سیر میں مصروف ہو پس ملکہ حنظل سے اپنا ارادہ بیان کیا اُس نے سامان صید افگنی درست کرایا شہزادہ صنوبر کو قلعہ میں چھوڑ کر مرکب تازی نژاد پر سوار ہو کر شہر سے صحرا میں آیا باز تیز پرواز کو جانوران پر چھوڑا اور صحرا کو جانوران درندو چرند سے خالی کیا ابیات

درندہ شیران زمین شد تہی	پرندہ مرغان رسید آگہی
بہر طرف مرغ و نخچیر بود	اگر کشتہ گر خستہ تیر بود
زشاخ گوزنان دمہ در رمہ	زمین بیشہ گشت ماچین ہمہ
زبازان ہوا بچہ ابر بہار	زخون تذروان زمین لالہ زار
دمان باز و یوزان بہ آہو بر	بکین ساختہ ہر کہ در پردہ
نیاورد ہر جائے خرگوش سگ	ستوران بخون غرق ماندہ زتگ
گرفتہ سو کبک شاہین شتاب	زخون کردہ چنگل عقیق عقاب
فتادہ خوطیل طغرل بار	گریزان زگرد سواران ہزار

جب آفتاب عالمتاب نصف النہار پر پہونچا حرارت ہوائے گرم سے دل سنگ بھی نرم ہونے لگا شہزادہ ایک پہاڑی پر زیر درختان سایہ دار بیٹھا اور شغل بادہ کشی کرنے لگا اور سیر سبزہ زار میں مصروف تھا مگر وہ پنجہ جو پہلے شہزادے کو اٹھا کر چلا تھا اور راہ میں صنوبر جادو نے اس سے چھین لیا تھا وہ پنجہ ملکہ بلور جادو نے کہ خود دختر ملکہ آئینہ دار جادو مالک طلسم آئینہ ہے اس نے بھیجا تھا اسلیے کہ ملکہ مذکور بھی سیر کنان اس جگہ کہ جہاں ایرج نخچیر کشی کر رہے تھے آئی تھی اور فریفتہ ہو کر گئی تھی پس اس نے پنجہ سحر بھیجکر شہزادے کو لیے آتا چاہا تھا وہ پنجہ خالی پھر کر گیا ملکہ چشم براہ انتظار تھی یاد معشوق میں بیقرار تھی آنکھیں جانب در نگران یہ بیت ورد زبان بیت وعدہ خلاف یار سے کہنا پیام ہے + آنکھوں کو روگ دے گئے ہو انتظار کا + اسی رنج ہجر میں طرفہ یہ ستم ہوا کہ پنجہ سامنے آیا اور بشکل انسان متشکل ہو کر حال کہا کہ میں شہزادے کو لاتا تھا راہ میں ملکہ صنوبر دختر زردمان حاکم قلعہ زرد مانیہ نے چھین لیا یہ خبر سنتا تھا کہ ملکہ کو غصہ آیا رنج فرقت نے کلیجہ کھایا بیتابانہ زبان پر لائی فرد + اے غم تری اب خوشی کہاں تک + کمبخت لہو تو ہو گیا دل + اسی بے قراری میں اپنی وزیرزادی ملکہ حور چہرہ جادو کو بلایا اور فرمایا کہ تو نے یہ گستاخی صنوبر کی دیکھی کہ میرے بلائے ہ

شخص کو اس نے چھین لیا ہر چند کہ مجھے اس مردود سے کچھ مطلب نہیں وہ نگوڑا چاہے آئے یا نہ آئے مگر غصہ تو یہ ہے کہ ای جان کے جتنے خراج گذار ہیں انکو یہ حوصلہ ہوا کہ اب مقابلہ کرنے لگے اس ضد پر قلعہ زردمانیہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گی میں بھی اپنے نام کی ہوں اتنی سی بات پر آفت ڈھاؤں گی تو لشکر جلد درست کر اور میرے ہمراہ چل حور چہرہ نے یہ تقریر سنکر بلائیں لیں اور عرض کیا کہ بی بی ملکہ صنوبر کو یہ معلوم ہوگا کہ حضور نے اس شخص کو بلایا ہے وہ کسی اور سے نکے بیچ کو بھیجی ہوگی ورنہ یہ اس کی مجال نہ تھی کہ جو ایسی شوخی کرتی اب میں جاتی ہوں اور شہزادہ مطلوب کو لیے آتی ہوں یہ کہکر بزور سحر اُڑ کر چلی اور ملکہ فراق زدہ ہجر انتظار آمد جانان میں بیتاب تصویر کھینچی کبھی فرط یاس و بیتابی سے یہ پڑھتی کہ بیت ہائے رے [illegible] وائے ناکامی + آرزو دل سے منہ چھپاتی ہے + اور ایک نظر کے دیکھے سے تصویر میں جو صورت [illegible] طرح نہ آتی تھی تو [illegible] فرماتی تھی کہ شعر ہماری آنکھوں میں آؤ تو ہم [illegible] تمہیں ہوا [illegible] کہو کہ جان [illegible] خیال محبوب جو دیدۂ دل میں جلوہ گر ہوتا تو [illegible] شکایت [illegible] تاکہ زود رفتہ آتش [illegible] سے ہوگئے پنہاں + پر آنکھ سے مری مشتاق نظر نہیں جاتے + [illegible] کہا ہے کہ بیت [illegible] نہیں آتا انہیں شوخی سے قرار + تصویر میں وہ آ [illegible] اور کبھی کہتی [illegible] دیکھیے حور چہرہ انہیں لاتی ہے یا نہیں بھلا [illegible] لائے گا کہ شعر پس فنا بھی ہماری [illegible] اُمید پہ شاید کہ نامہ [illegible] کہ یہ لکھ پرواز اشتیاق شکایت اور [illegible] دلدار [illegible] ادھر حور چہرہ [illegible] اول قلعۂ زردمانیہ میں آئی زردماں سے [illegible] تمام حال [illegible] کا پوچھا اس نے [illegible] یہ تو نہ کہا کہ ملکہ نے پر اسے تلاش [illegible] اور [illegible] تیری دختر نے چھینا [illegible] کر گویا ہوئی کہ میں ملکہ صنوبر کے [illegible] کو آئی تھی زردماں نے کہا وہ اپنی بہو [illegible] خنظل [illegible] پاس گئی ہیں یہ سنکر حور چہرہ رخصت ہوئی اور نرگسی کوہ پر آئی یہاں لشکر شہزادہ [illegible] کا اُترا تھا سمجھی کہ یہاں تو نہ کا لشکر پڑا ہوا [illegible] ہے اس جگہ [illegible] میں عرصہ ہوگا خنظل اپنا دُکھ کہنے لگی اور ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پہونچی ہے آنکے حیلے سے صنوبر شہزادے کو اسی حویلی میں لیے چھپ کر بیٹھی ہے پس یہ تجویز کرکے ڈھونڈھتی ہوئی چلی اور تجسس کناں آخر اس جگہ پہونچی کہ جہاں شہزادہ ایرج شکار کرکے پہاڑ پر بیٹھا صرف تجویز ری تھا اس نے پاس جانا مناسب نہ جانا کہ شاید شہزادہ چلنے سے انکار کرے پس ایسا سحر پڑھا کہ برق شعلہ بار چمکی سرداران شہزادہ جو پاس بیٹھے تھے اُن کی آنکھ خیرہ ہوئی اور یہ بچہ [illegible] کہ جو گری شہزادے کو لے کر روانہ ہوئی بعد جانے شہزادے کے ملازم ہوشیار ہوئے اور شور و غل کرنے لگے آخر وہاں سے ملکہ خنظل پاس آئے اور حال گم ہوجانے

شہزادہ کا کہا صنوبر بے قرار ہوئی اور ڈھونڈھنے چلی ادھر حنظل نے ساحروں کو روانہ کیا کہ شہزادہ کو تلاش کرو ایک طرف سے شاپور عیار تجسس میں چلا مگر حال شہزادہ کا سنیے حور چہرہ نے ان کو لاکر ایک پہاڑ پر اُتار دیا اور آپ وہاں سے خدمت ملکہ میں آئی ملکہ نے اس کو بشاش و خندان دیکھکر معلوم کیا کہ گل مراد اس نے چنا ہے اور گوہر مقصد پایا ہے تجاہل کرکے استفسار کیا کہو کہاں گئی تھیں کیا کر آئیں اس نے مسکرا کر جواب دیا کہ جو کچھ کیا ہے وہ اب ظہور میں آتا ہے بیان اُس کا کرنا بیجا ہے ملکہ کو رہا سہا شک بالکل دفع ہوگیا اور یہ جگہ اسکی سیرگاہ ہے ہر طرح کا اسباب عشرت یہاں مہیا ہے سامان تیاری انجمن آرائی میں مصروف ہوئی اور اُدھر شہزادہ کی آنکھ کھلی دیکھا ایک پہاڑ پہ بنگلہ پر تکلف بنا ہے چمنستان پر فزا لگا ہے ہر بوٹا اس گلستان کا روئے خرمی آگین شاہدوں کو شرماتا ہے تازہ بہاری حسن سبزہ رنگان خاک میں ملاتا ہے گل بصد تجمل زیب و سادہ چمن کہیں بیلا کہیں جعفری کہیں نسرین و نسترن کوسوں تک سبزہ زار گل خودرو کی انوکھی بہار تدرو کہساری کوہ کے دامن اور دانگ پر خراماں طاؤس ان زمین بال جھاڑ چمان رواں نہروں نے بھکر گرد کدورت خاطر دھوئی قطرۂ شبنم ہر گلشن میں اسی جگہ کے عشق میں ۔ دلی تھی عیسی دم مسیح نفس ہوا کا چلنا خضر راہ عشق کے مردہ دلوں کو زندہ جاوید بناتا تھا ابر کہساری سبز و زرد و سرخ پہاڑ پر چھایا تھا قوس و قزح نے اپنا رنگ ایک جمایا تھا نہیں نہیں فلک پیر کسی کمان ابرو پر قربان ہوا چاہتا تھا سور کی جھنگھار کسی خوش گلو کا کوکنا یاد دلاتی تھی طاؤس رقصاں کی رفتار دل پامال کیے ڈالتی تھی کہ بموجب

ابیات

کہ در بوستانش ہمیشہ گل ست | بکوہ اندرون لالہ و سنبل ست
ہوا خوشگوار و زمین پرنگار | نہ سرد و نہ گرم و ہمیشہ بہار
نوازندہ بلبل بباغ اندرون | گرازندہ آہو براغ اندرون
ہمیشہ نیاساید از جستجوے | ہمہ سالہ ہر جاے انگشت شوے
گلاب ست گوئی بجویش روان | ہمی شاد گردد ز بویش روان
دی و بہمن و آذر و فرودین | ہمیشہ پر از لالہ بینی زمین

شاہزادہ سیر بہار میں مصروف تھا کہ سامنے بنگلہ کے اس کے گلشن حسن کی بہار دیکھی قدوہ فتنہ خیز نظر آیا کہ بے ساختہ یہ مطلع پڑھا مطلع ترقی دوگے تم کب تک قد بالائے قامت کو + نکالو دوسرے کیا تم دونوں عالم سے قیامت کو + زلف شکین شکن در شکن گل سے رخسار پر عکس افگن جیسے مار گرد چمن بلکہ یہ حال ہے کہ بیت کیا تماشا ہے کہ سے کر آئینہ کو ہاتھ میں + دیکھ کر وہ زلف اپنی آپ بل کھانے لگے + روئے تابان کی چمک کے سامنے نیر اعظم لرزاں

آئینۂ سکندر حیران کہ کیونکر جب بیت ہو گیا پر تو رخسار سے کچھ اور ہی رنگ ، میں نے منھ چوم لیا تیرے تماشائی کا ، ملکہ اس صورت دلفریب کو دیکھکر ششدر رہ گئی انیسوں جلیسوں نے عرض کیا کہ اب تو یہ آہوے صحراے حسن دام میں آیا ہی گھبرایے نہیں خدا نے روز وصل دکھایا ہی ہم جاتے ہیں اور اس کو یہاں لاتے ہیں یہ کہہ کر روانہ ہوئیں ایرج نے دیکھا کہ بنگلہ کی طرف سے گلرخان سیمیں بدن وگل پیرہنان نازنین ذقن آتی ہیں حسن میں مہر و ماہ کو شرماتی ہیں کہ بیت کنیزان چارہ گر در عشوہ و ناز ، ہمہ دستان تا و جلوہ پرداز ، شہزادہ بھی آگے بڑھا ان ماہ پیکروں نے قریب آکر پوچھا کہ اے نوجوان تیرا کہاں سے آنا ہوا کیونکہ یہ وہ مقام ہی کہ جہاں پرندہ پر نہیں مار سکتا ملکہ بلور جادو کی سیرگاہ ہی ایرج نے کہا میں گم کردہ راہ ہوں خود حیران ہوں کہ کس نے میری خواہش کی ہی اور غلبہ حرص و شہوت سے مجھ کو پریشان کرکے یہاں بلایا ہی شاید تمھیں مستانیوں نے یہ شعبدہ بنایا ہی تو یہ تخریب ہی میں کبھی تمکو کونگا بھی نہیں وہ سب اس کلام سے قہقہہ مار کر ہنسیں اور بولیں کہ کیا مردوا باتیں بناتا ہی عورتوں کا مکر مشہور ہی لیکن اس نے انکے بھی کان کاٹے ایک بولی کہ نام خدا اسے ایسے تھے ہیں کہ راہ نہیں جانتے ہیں دوسری نے کہا مکاری تو دیکھو کہتے ہیں کہ میں آپ سے نہیں آیا کوئی انکو گود میں اٹھا لایا ہی تیسری نے کہا کسی کی بلا کو کیا غرض تھی جو انکو اٹھا لاتا ذرا اپنی صورت تو آئینہ میں دیکھو پھر ایسے خوبصورت کبھی نہیں ہو جو کوئی ریجھا ہوگا چوتھی ہنستی ہوئی پاس آئی اور شہزادہ کا ہاتھ پکڑ کر بولی کہ اس بھیکے شلجم سی صورت پر اتنا اترانا اچھا نہیں ہاں جو آئے ہو تو ہماری ملکہ پاس چلو وہ مہمان نواز ہیں تمھاری خاطر کرینگی لیکن میاں یہ نہ سمجھنا کہ کسی اور لالچ سے تمھیں بلاتی ہوں تمھاری غریبی پر ترس کھاتی ہوں ایرج ان باتوں سے ہنسا اور گویا ہوا کہ تمھیں تو لاکھ برس بھی نہ پوچھتا اگرچہ تمھاری ملکہ کا بھی چاہا ہی تو خیر چلتا ہوں انھوں نے اس تقریر پر تیوری چڑھائی اور منھ بنا کر کہا چل مردوے تو اس میں آ منھ دھو اٹھی باتیں کسی کی بھی مالزادی سے کریو صاحبو کیا ہماری شامت ہی جو ان کی شکل پر ریجھینگے میں سچ کہوں مجھے تو بھوتنے دیدہ دن بھی میاں تم نہیں بھاتے ایک ان میں سے پھر تڑخ کر بولی اے بوا جتنا تم اس مردوے کو منھ لگاتی ہو یہ جانتا ہی جو میرے وہ راجہ کے نہیں اور زیادہ اتراتا ہی دوسری نے کہا سچ تو ہی اس کا مزاج تو ساتویں فلک پر ہی تیسری بولی چلی بھی آ اسکو آنا ہو گا آپ ہی آئے گا چوتھی نے پھر شاہزادے کی طرف دیکھ کر قہقہہ مارا اور کہا اے آؤ چلے آؤ ہمارا کہنا مانو نہیں تو پچھتاؤ گے شہزادہ بھی ہنستا ہوا ان کے ساتھ چلا اور بنگلہ میں آیا جس کو نسیم بنگلے کو رشک برج آسمان پایا دیکھا کہ ایک حور وش نازک اندام بیٹھی ہی جو ہوا کے جھونکے سے مرجھائی جاتی ہی رضوان اس کے رخسار پہ گلہاے بہشت نثار کرنے کو بھیجتا ہی مگر وہ تصدق کے بھی لائق نہیں جانتی حوریں رخسار اپنا تلووں سے ملاتی ہیں لیکن اس کے کف پا کو کب پاتی ہیں لب جانبخش کا اس کے چشمۂ حیوان سامنا نہ کر سکا سکندر نے ہر چند چاہا مگر اس نے منھ نہ دکھایا از خجالت سے

پردہ ظلمت میں چھپایا علامت اپنے تئیں مخفی کیا چاہ ذقن اگر زاہد صد سالہ دیکھے یقین ہے کہ مطیع ہو کر پانی بھرے گلوے نازک پر عالم گلا کٹائے شانوں کو دیکھکر دل نشانہ تیر بلا ہو جائے سینہ حسن کا گنجینہ اُس پر چھاتیاں سنگ دونا کے دل سے سخت گولائی میں نارنگی سے بہتر شگر رشک۔ رخسار جو صفا میں غیرت بخش شعلہ طور کمر جو ہر آئینہ رخسار ہو شان سے زیادہ باریک تر آنکہ جو بہ جی کی بہ دفتر حسن پہ مہر لگی ہے ساق پا شمع طور ہے کف پا کے لو بر دو نور تحریر لور ہے کہ بموجب

نظم

قدش نخلے ز رحمت آفریدہ — بہ بستان لطافت سر کشیدہ
فرو آویختہ زلف سمن سائے — فگندہ شاخ گل را سایہ بر پائے
فلک در بر جایش کردہ تعیین — نمادہ از جبینش بوت سیمین
ز طرف لوح سینش نمودہ — دو نون سرنگون از مشک سودہ
بزیر آن دو نون طرفہ دو صادش — نوشتہ کلک صنع اوستادش
ز صد نون او را حلقہ میم — الف واری کشیدہ بینی از سیم
فزودہ براءت صفرمان را — یکے دہ کردہ آشوب جہان را

زیور الماس میں غرق طلات حسن میں مرصع پاتا فرق فرد نز نکہت سے پشواز اتار ڈالی تھی پائجامہ زر بفتی پہنے تھی کرتی جالی مقیش کی گلے میں گھماس کی اوڑھنی سر پر حسن کی کھیتی ہری تھی

نظم

چو غنچہ پاچہ لے تنزہ در بر — لباس نو بنو پوشیدہ در بر
مرتب ساختہ بر تن پیرہن را — ز گل پر ساختہ دامان سمن را
ز دو سینہ دو ساعد دیدہ رونق — ز زر کردہ دو ماہے را مطوق
رخش مے داد با ساعد ندائے — کہ حسنش گیر دانہ مہ تا بجائے

شہزادہ یہ حسن داداد دیکھکر کلیجہ پکڑ کے بیٹھ گیا اور تا دیر جلوہ جمال نے آئینہ وار حیران بنایا جب کچھ ہوش میں آیا دیکھا انجمن عشرت آراستہ ہے بنگلہ پری سے زیادہ سجا ہے کہ بموجب

نظم

فضائے صفہاش صبح اقبال — فضائے خانہاش گنج آمال
مرصع چل ستون از زر افراختہ — ز وحش و طیر زیبا شکلہا ساختہ
بپائے ہر ستونے ساختہ از زر — غزالان از مشک اذفر
ز طاؤسان زرین صحن او پر — ہمائے مرصع در تبختر
میان آن درختے سرکشیدہ — کہ مثلش چشم تا دہر نہ دیدہ
زمین آراستہ فرش حریرش — جمال افزود از زریں سریرش
قنادیل گہر پیوندش آویخت — ریاحین بہر عطرش درہم آمیخت

کشتیاں شراب ناب کی چنی تھیں صراحیاں طاقوں پر رکھی تھیں جام زرنگار آراستہ مہوشان پیمانۂ عشق کے منھ چڑھے ہوئے قدح مہر وماہ ساغر جم سے بڑھے ہوئے ملکہ نے شہزادہ کو اپنا فریفتہ دیکھکر مسند زرین پر بٹھایا اور جام بادہ سرخوش سے بھر کر دیا شہزادے نے پینے سے انکار کر کے سوال اسلام لانے کا کیا ملکہ نے ہنسکر کہا کہنا آپ کا بہر صورت قبول ہے خاطر مہمان کرنا میزبان کا معمول ہے شہزادے نے جب اس کو مطیع اسلام کر لیا اس وقت دور جام دمادم چلنے لگا رقاصہ طلب ہوئی ناچ ہونے لگا جلسۂ عشرت جما بہار پر سبزہ زار ابر سیاہ کا لطف سرد ہوا کی کیفیت لالہ زار کی بہار بغل میں معشوقہ گلرخسار و طرحدار یہ سامان دین و دنیا کی یاد بھلائے جو رگردون کا نام عنقا رکھے شہزادے کو بعشرت بٹھائے تھا تمر پیکرون کا ناچنا دیکھکر پیر فلک گردش جو اڑا تھا کانادیان کا قوالہ آسمان لے ہوش کھوئے ناہید سپہر کو دیوانہ بنا آتا تھا یہ حال کر

غزل

آمد بہار و خوش شدلم از شگفت بوئے گل	آن یہ کر مے کشم دو سہ ز دنے بجوئے گل
این دم کر بوسے دلکش گل مید ہد نسیم	بس دلکش ست گشت گلستان شبیے گل
خوش آنکہ یار باشد و من در حریم باغ	من سوے او نظر نکنم او بسوے گل
ویدآن دورخ ہلالی وآسودہ نشست	از جستجوے لالہ و از گفتگوے گل

شہزادہ اسی نشاط و عشرت میں زیب و سادۂ مسرت تھا کہ ملکہ گرفتار کو برا معلوم ہوا بازی تازہ بروے کار لایا یعنی وہ ساحر جو نامہ آفت لے کر ملکہ آئینہ کے پاس جاتا تھا اور اُس کے ساتھ سیارہ عیار روانہ ہوا تھا چنانچہ سیارہ توشاپور سے ملا اور وہ ساحر نامہ لیے آئینہ دار پاس پہونچا نامہ اُسکے حوالے کیا اس نے نامہ پڑھا حال گرفتاری سرداران اسلام پڑھکر بہت خوش ہوئی اور نامہ دار کی دورو زدعوت کر کے رخصت کیا جواب لکھا کہ بہن آفت تمہارے فتحیاب ہونے سے میں بہت خورسند ہوئی ایک روز توقف کرو میں اپنی بیٹی بلور کو بلا کر ملک و مال سپرد کرے تو ان گی اور سرداران مقید اسلامیان کو قتل ہوتے دیکھوں گی حتی الامکان میرا انتظار کرنا اگر نہ آؤں تو قتل کر ڈالنا نامہ دار یہ تحریر لے کر ادھر گیا ادھر اس نے اپنی دختر کو نامہ لکھکر ساحر کو دیا کہ جا اور ملکہ بلور جادو پہاڑ پر سیر [illegible] گئی ہوئی ہے اُن کو پہونچا ساحر وہ خط لیے اُسوقت آگر پہونچی کہ ایرج ملکہ کو گود میں لیے جام پیے [illegible] تھا اور [illegible] اور حسن ملاحت میں رشک جان کو جاتی [illegible] شہری عفیفہ وہ اس ساحر نامہ دار [illegible] خط میں دو اور جواب لے کر [illegible] ملکہ نے پوچھا کیا ہے کہا یہ نامہ [illegible] بھیجا ہے [illegible] ہم خداوند لقا پاس جایا چاہتے ہیں

وہاں زیارت خداوند بھی کریں گے اور سوار طلسمی سوا سو سردار حمزہ کے پکڑ لایا ہے علاوہ اُن کے اور سردار
بھی پہلے سے قید ہیں اُن سب کا قتل دیکھیں گے پس تم کو چاہیے کہ سیرگاہ سے پھر آؤ اور سلطنت طلسم چندے
سنبھالو یہ مضمون پڑھ کر ملکہ نے جواب لکھا کہ اے جان کل میں حاضر ہوں گی آج میری طبیعت بہت سست ہے
معاف فرمائیے گا پس یہ جواب کنیزوں نے جا کر نامہ دار کو دیا وہ لے کر پلٹ گیا اور یہاں ملکہ نے بھی طرح ایرج
کہہ دیا تھا کہ میں مطیع اسلام ہوں کچھ زیادہ تصریح تو اسکی ہوئی نہ تھی بلکہ ملکہ یہ بھی نہ سمجھی تھی کہ اسلام کسے کہتے ہیں
معشوق نے جو کہا کہہ دیا تھا قبول ہے اس وقت نامہ میں حال گرفتاری مسلمانان دیکھ کر خوشنود ہوئی اور کہا
شکر ہے سامری کا خوب ہوا جو یہ موے دشمن خداوند پکڑے گئے اور مارے جائیں گے یہ کلمہ ایرج
نے جب سنا آگ ہو گیا اور حال پر اہل اسلام کے بے اختیار آنسو نکل آئے ملکہ نے ان کی یہ کیفیت دیکھ کر
پوچھا کہ کیوں تم نے رو دیا شاید تم یہ جانتے ہو کہ میں اب چلی جاؤں گی اے شہزادے کل میں اپنے ہمراہ تمہیں
لے جاؤں گی اے جان چلی جائیں گی مکان اکیلے ہو کہ تم وہاں رہنا ایرج نے یہ کلام سن کر [illegible] خدا تیری صورت
اب مجھ کو نہ دکھائے اور تیرے سایہ سے اللہ بچائے کہ بیت کیا کیا کہ ملکہ نے [illegible] سے بھاگ
سایہ سے بھی دور ہٹ گئے ملکہ معشوق کے خفا ہونے سے رنجیدہ ہوئی دوپٹہ سے آنسو شہزادہ کے پونچھتی
تھی اور کہتی تھی آخر مجھ کو کس نے کیا سچ کہو بتاؤ تو میری خطا کیا ہے ایرج نے کہا تم مسلمانوں کی اسیری
سنکر خوش ہوئیں اور وہ میرے جد و آبا ہیں میں نبیرۂ عالمشاہ بن حمزہ ہوں افسوس ہے کہ یہاں پڑے رہو
اور لشکر اسلام تباہ ہو جائے اب یا یہاں خود جا کر ان ساحروں کو تیغ [illegible] ماروں [illegible] لشکر سے اٹھا دونگا
اور اگر بس نہ چلے گا تو خنجر مار کر مر جاؤں گا تم اب اپنے گھر جاؤ میں سمت لشکر امیر جاتا ہوں یہ کہکر اٹھا ملکہ نے
دوڑ کر دامن پکڑ لیا اور کہا [illegible] مجھے مار کے جاؤ کہ میرا یہ حال ہے بیت جنس رسوائی کے ہم کو تک نہ تھے +
یہ پر اسود ا ہمارے سر چڑھا + شہزادے نے دامن جھٹک کر ہاتھ چھڑا دیا اور چل نکلا ملکہ [illegible]
[illegible] اور کہا کہ فرد قابل عفو ہیں [illegible] عصیاں ہوں + [illegible] کر تیک پشیمان ہو لوں
شہزادے نے کہا اے ملکہ اب یہ رو کتا ہے کہ بموجب بیت ستم ہے بعد تباہ آپ کی ہواخواہی + نہ خاک
[illegible] اب خاک [illegible] جب [illegible] تم نے دیکھا کہ [illegible] رو کر کہا کہ آپ میرا قصور
معاف [illegible] اور مجھ سے [illegible] زمین وہ چیز [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] اور وہی تلوار [illegible] صبح [illegible] وغیرہ

سب کو واصل جہنم فرمائیگا لیکن اتنا خیال رہے کہ کوئی اسیر سلسلۂ الفت پہاڑ پر سر ٹکراتی ہو جلد آئیے گا مجھ کو بھول نہ جائیے گا شہزادے نے کہا مجھکو تمہارا راستہ نہ ملے گا ملکہ نے کہا آپ صحرا مین اگر قریب نرگس کوہ ٹھہریے گا مین جا کر لے آؤنگی شہزادہ ان باتون سے رام ہوکر پھر مجلس نشین ہوا اور ملکہ سے اقرار اطاعت اسلام دوبارہ بطور استحکام لیا ملکہ نے ہنسکر کہا کہ بیت غضب ہے اسکی مسیحائی تلون خیز * ہزار مرتبہ مارا جلا جلا کے ہمین * غرض کہ پھر وہی جلسۂ انبساط تھا وہی ہنگامہ نشاط تھا اسی عرصہ مین وہ دن آخر ہوا یعنی پیام آمد شاہد شب سنکر حرارت غضب خسرو خاور کم ہوئی اور فرط غیظ سے کانپتا موقوف ہوکر ایوان مغرب مین باآرام متمکن ہوا نظم

شب آمد عاشقان را پردہ راز
توان این کار در شب گیر کردن
شب آمد بیدلان را غصہ پرداز
کہ روز شب کہ توان تدبیر کردن

ملکہ نے طعام لذیذہ خوشگوار شہزادہ کو کھلایا اور کنیزون کو بہر خدمتگاری تاکید بلیغ فرمائی آپ بھی دیر تک خاطر مین مصروف رہی جب دو پہر رات آئی ایک کنیز کو ہمراہ لیکر تخت سحر پر بیٹھکر روانہ ہوئی اور راہ طلسم کے پہونچکر اپنی مادر پاس نہ گئی سیدھی خزانے کی طرف پہونچی چنانچہ مادر نے اسی کو سب امورات طلسم کا مدار المہام کیا ہے کنجیان خزانے کی اسی کے پاس رہتی ہین بس کو کھول کر اندر گئی اور ایک صندوق کو کھولا جسمین چار تلوارین رکھی تھین کہ وہ سب طلسم کی ہین ان مین سے ایک تلوار سواران طلسمی کے قتل کرنے کی ہے اس نے وہی تلوار اٹھائی پھر وہان سے دوسرے مکان مین گئی وہان طلسم کا گھوڑا بندھا تھا جو دم بھر مین منزلون جاتا ہے جہان کا ارادہ راکب کرے دم مین پہونچاتا ہے اس مرکب وادی پیما کو کھول کر زین ولگام سارا اسباب اسکا لے کر اس پر سوار ہوکر مکانات بند کرکے پہاڑ کا راستہ لیا پچھلی رات کو شہزادہ پاس آ پہونچی اور دونون شیدا باہم لپٹ کر سو رہے شب وصل تو چھوٹی ہوتی ہی ہے بہت جلد صبح ہوگئی اور تیغ مہر سپہر فلک پر چمکی نظم

چو برداشت پردہ ز پیش آفتاب
چو خورشید زد عکس بر آسمان
سپیدہ برآمد بپا بود خواب
پراگندہ بر لاجورد ارغوان

شہزادے اٹھکر نماز سحر پڑھی اور کمر بعزم روانگی باندھی ملکہ بیتاب ہوکر پکاری کہ بیت مگر جانے کا ارادہ ابھی سے نہ کیجیے ہوئے میرے درد دل کی چمک تیز سحر نہین * غرضکہ وہ تلوار شہزادے کو دی کہ اس سے تہیب کر فرمائی اور گھوڑا طلسمی کھینچکر سوار ہوا اور ملکہ سے رخصت ہوکر چل نکلا ملکہ فراق کشیدہ وہان سے بنگلے مین آئی غم یار مین زہر دل پیتی چلائی اور منہ لپیٹ کر پڑ رہی پھر ایک کنیز سے حکم دیا کہ امی جان پاس جاکر عرض کر آ کہ مین آج بھی حاضر نہ ہونگی کل سے زیادہ ماندی ہون کنیز خدمت ملکہ آئینہ مین گئی پیام ملکہ کہا وہ دختر کی علالت سنکر مضطر ہوئی اور سوار ہوکر پہاڑ پر آئی یہان ملکہ

تب مشق رکھتی تھی بہو بیٹے پڑی تھی اُس نے درحقیقت اُس کو بیمار پایا کہا اے فرزند تمھارا کوسا پنڈا ہے اب بیمار پڑ نہ رہو طلسم مین چلو جیب سے اپنا حال کہو ملکہ نے کہا مجھے آب و ہوا وہان کی راست نہین اور زیادہ بیمار ہو جاؤن گی آئینہ نے کہا مین خداوند پاس جاتے کو تھی اب نہ جاؤن گی تم اچھی ہونا تو میرے پاس چلی آنا یہ کہہ کر طلسم مین آئی اور عزم رفتن مُلک کیا ادھر ایرج بہ سمت لشکر میلے مرکب طلسم اُن کے اما دے کے بموجب اُسی جانب چلا اور لشکر مین لقا کے جب آئینہ نہ پہونچی تو باقیماندہ سرداردن کو آفت سے گرفتار کرنا چاہا پس آج کی رات طبل جنگ بجوایا بر رات بھر تیاری حرب مین بہادردن نے بسر کی ہر لشکردم سحر میدان مین پہونچکر صف آرا ہین بادشاہ اسلام اور امیر آمادہ مرگ اور ہمیا قضا ہین کس لیے آفت نے سوار طلسم سے امیر کو بھی گرفتار کرنا چاہا ہے جانتی ہے کہ سوا طلسم پر اسم اعظم نہ چلے گا اگر اسم اعظم سے طلسمی تحفہ باطل ہوجاتا تو پھر لوح طلسم کی ضرورت نہ ہوتی غرضکہ طبل دبلوق بج رہے ہین نقیب للکارتے ہین علم لشکر کے جلوہ دکھاتے ہین صفوف میمنہ و میسرہ وغیرہ درست ہین دلاور چالاک وچست ہین سوار طلسم بیچ میدان مین آکر سلح شوری کر رہا ہے اُس وقت ایرج جوان قریب لشکر پہونچا وہان دونون لشکروں نے دیکھا کہ صحرا کی طرف سے گرد اُڑی بختیارک سمجھا کہ کوئی اور ساحر آتا ہے لقا سے کہا یا خداوند اب تو خوب تقدیر آپ سے پھری ہے اُس گرسنے ہنسکر جواب دیا کہ میری مشیت مین کس کو دخل ہے جب چاہون ان بندگان خوابی کو غارت کردون ہنوز یہ کلام ناتمام تھا کہ دامن گرد شگافتہ ہوا اور رو دے تابان ایرج دکھائی دیا نظم

که آمد سوارے ز صحرا چو گرد بزیر اندرش بارہ رہ نورد
ببالا شود ہمچو سرو بلند بدست اندرون گرز و بر زین کمند
ببازو قوی و بہ تن زورمند ستارہ در آرد بچرخ بلند

لشکر اسلام مین علمون کو جلوہ ملا سرداران ذوفرجان بے استقبال دوڑے ایرج نے بادشاہ کے سامنے آکر تسلیم کی اور اجازت حرب لیکر رخ سوے جنگاہ کیا بختیارک نے کہا یا خداوند تقدیر اُلٹ گئی آپ کے نواسے کے تیور بُرے معلوم ہوتے ہین اور سوار طلسمی سے کہلا بھیجا کہ مبارزطلبی کرے اس نے نعرہ زدا ایرج مرکب طلسمی داب کر چلا بمقتضاے ابیات

نشست از بر اشقرے ہمچو باد تو گفتی ز رخش است بیم یاد
بہ پیش سپاہ اندر آمد دلیر بغرید بر سان غرندہ شیر
ورآمد بمیدان چو آن جنگ جوے ربود از سر ترک بر سان گوے
یکے تیغ زد بر سر اسپ اوے نگہ در ز در دا ندر آمد رسے

سوار طلسم نے بھی درست سنبھل کر نیزہ مارا شہزادے نے نیزے کو سنان نیزہ پر کھٹا برابر سے

جنگ شروع ہوئی پر کالے آتش کے سنانہائے نیزہ سے نکلنے لگے گھوڑے گشت کرنے لگے یہ حال تھا کہ ابیات

همه باستان سرافشان شدند — چو تاهیده هر مرد رخشان شدند
بزد یک مردان گه گیر و دار — یکے با یکے خوب در کارزار

شہزادے نے بکوشش بسیار نیزہ اُس کے ہاتھ سے نکالا اُس نے گرز اُٹھا کر مارا گرز کو گرز پر روکا نظم

کشیدند شمشیر و شد دشن دگرز — دلاور سواران با فسر د بند
یکے گرد تیرہ برانگیختند — بدانگہ کہ باہم بیاویختند

آخر بعد تمام حربون کے سوار طلسمی نے تلوار ماری شہزادے نے گھوڑا اُڑا کر اُس کے زیر بغل جا کر تلوار کو خالی دیا ہنوز وہ جھونک سے سنبھلنے نہ پایا تھا کہ تیغہ طلسمی کھینچکر شہزادے نے لگایا نظم

برآریخت آن شاہ جنگی سوار — بزد بر سرش تیغ زہر آبدار
ز سر تا میانش بدو نیم کرد — دل رزم جویان پر از بیم کرد

تیغہ طلسمی نے اُس سوار کے دو ٹکڑے کیے آفت کی جان نکل گئی لشکر اسلام میں مسلمانوں نے تکبیر کہی طبل و نقارے بجے بختیارک ہاتھی پر کھڑے ہو کر اذان کہنے لگا اور نقا کو لشتہ دیتا جاتا تھا نازک چشم اور آفت نے جھلا کر سواروں کو حکم دیا کہ ہاں لینا ان خدا پرستوں کو بھیڑ بکھا کی طرح چار سمت سے سپاہ گھر آئی امیر نے بھی گھوڑے کی باگ اٹھائی اُدھر سے نقا کا ہاتھی بڑھا اُدھر سے بادشاہ اسلام کا تخت آگے چلا نازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار تلوار و تیرہ لے کر چلے سوار گھوڑے اُٹھا کر لشکر حریف پر جا پڑے دونوں لشکر غٹ پٹ ہو گئے تلوار چلنے لگی چمک خنجر جانستان کی چشم خورشید کو خیرہ کرنے لگی گرد سپاہ کینہ خواہ سے دیدہ جہان پر غاش جو تیرہ ہوا گرز کی صدا نے دل کوہ کو آب کر دیا ژوبین و تیر کا مینہ برسنے لگا کہ بمقتضائے ابیات

برآمد خروش دہ و دار و گیر — چو باران ببارید ژوبین و تیر
زمیں تیرہ و تیغ زہر آبدار — ہمی تیرہ بر چشم خنجر گذار
بپیوست گردے چو ابر سیاہ — کہ تاریک شد روے خورشید و ماہ
ہوا گشت از نیزہ چون بیشہ — دل ہر سوارے در اندیشہ
زمیں خون کر شد ریختہ بر زمین — یکے لالہ زار شد آن دشت کین
ز پیکان الماس او پر عقاب — بتابید رخشان رخ آفتاب
فلک را ز گرد سواران نثار — گرفتہ ہوا کرگس گوشت خوار

اس معرکہ زد و کشت میں پہلے سب سے نعرہ ایرج بلند ہوا تھا جس سے لرزان فلک ز درمند تھا نعرہ

منم ایرج آن شاہ عالی گہر	کہ جدّ من ست حمزۂ نامور
ز تیغم فتد لرزہ در کوہ قاف	سر جنگجویان کنم در مصاف

آفت نے اور تمام ساحرون نے بڑے بڑے سحر کے پہاڑ اکھیڑ کر لشکر پر گرائے شہزادہ نامور پاس تیغہ تھا اور امیر اسم اعظم الٰہی باواز بلند پڑھتے جاتے تھے وہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر لشکر ساحران پر گرتے تھے اور ہر ایک سحر پلٹ جاتا تھا جس سے لشکریان لقا مرتے تھے اسی ہنگامہ مین ایرج قتل و غارت کرتا ہوا تخت لقا کے قریب پہونچا آفت نے اُس وقت گھبرا کر طبل بازگشت بجوایا لشکری میدان سے پھرے اور اپنے اپنے مقام پر چلے امیر نامور ایرج فرخندہ سیر کے سر پر سے زر نثار کرتے ہوئے بارگاہ مین لائے حکم جشن دیا تمام بہادر شراب ارغوانی سے دماغ تازہ کرنے لگے ناچ دیکھتے راگ سنتے تھے ادھر آفت و لقا سوار طلسم کے قتل ہونے سے بخاطر کبیدہ بارگاہ مین آکر بیٹھے اور بختیارک نے چھیڑنا شروع کیا کہ کیون ملکہ سچ کہنا کس کروفر سے سوار طلسم کو اس مسلمان نے مارا ہے تو اُس کے ہاتھ کی صفائی کا قائل ہون کہ بیک ضربت دو پرکالے اُس کے کیے آفت نے پوچھا کہ یہ جوان کون تھا اس نے جواب دیا پوتا علمشاہ کا پروتا امیر کا تھا وہ مہینہ بھر سے کہین گیا ہوا تھا آج آیا تو اس شد و مد سے آیا آفت نے کہا ملک جی ہم تم سے چھپاؤن کیون ایک طلسم آئینہ ہے وہان سے اس سوار طلسم کو لائی تھی یہ کہکر تمام حال ملکہ آئینہ کا بیان کیا بختیارک نے کہا بس معلوم ہوا وہان کوئی عورت اس جوان پر عاشق ہوئی اور اس نے کوئی تلوار دیدی جس سے اس نے سوار طلسم کو مارا یا کوئی خط اس سوار کے جسم مین ہوگا اسکا حال کہدیا ہوگا کہ اُسی خط پر تلوار مارنا یہ سوار مرجائے گا بس اس جوان نے ویسا ہی کیا اچھا کہو اب تمہارا کیا عزم ہے آفت نے کہا جبتک زندہ ہون لڑے جاؤنگی مگر تم نے بات قاعدے کی کہی بیشک ایسا ہی کچھ پیچ سوار طلسم پر پڑا اچھا مین ایک لڑائی ان مسلمانون سے اور لڑوں تو طلسم مین جاؤن یہ کہکر دربار سے اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آئی اور سحر کرنے لگی تھالی سامنے رکھکر نیواکنڈے سلگا کر گیار کرتی تھی ڈمرو بجاتی تھی آخر ایک سوار مع مرکب و اسلحہ ماش کے آٹے کا اس نے بنایا اور اس کو حکم دیا کہ اے سحر کے سوار جب تجکو بلاؤن حاضر ہونا اور مسلمانون سے مقابلہ کرنا یہ حکم دیکر اُسی انگیاری مین اسکو ڈالدیا کہ وہ سوار جل کر غائب ہوگیا یہ تدبیر کرکے اس نے ایک دن جنگ بسبب خستگی لشکر موقوف رکھی جب دوسرے دن سوار طلسم فلک عرصہ گاہ عالم سے پھر کر مغرب مین گیا اور آئینہ قدرت نے آئینہ نمائے دہر مین آئینہ ماہ کو بمصداق صفا ظاہر کیا کہ

نظم

چو خورشید تابندہ برگشت زرد	سیہ شد جہان چون شب لاجورد
برآمد ز در نالۂ گاؤدم	خروشیدن کوس رویینہ خم

حکم سے آفت بموجب صداے نقارہ جنگ بلند ہوئی ہرکارون نے جاکے بادشاہ اسلام سے خبر عرض کی اُدھر بھی شور نائے ترکی بپا ہوا ہر ایک دلاور سامان حرب کرنے لگا فوجین جمع ہونے لگین سوارون کی وہ کثرت ہوئی کہ روے زمین نعل سے مرکبون کے چھپ گیا سردارون کے پرچم سے روے ہوا سرخ نظر آتا تھا ہتھیارون کی کھڑکھڑاہٹ سے دل سنگ آب ہوتا تھا تلوارون کی چمک سے ترک فلک کا دل کانپتا تھا طول اس جگہ بجا ہی آخر کار شب بجوہی سلامان رہا دم سحر جب خورشید انور نے اسپیں خاکدان تیرہ و تار عالم کو منور فرمایا اور بصد جاہ و جلال اورنگ چرخ نیلگون الفاک کو زینت طراز کیا کہ ابیات

چو تیغ تپش برکشید آفتاب / سر جنگجویان برآمد ز خواب
ز درگاہ برخاست آوای کوس / زمین قیرگون شد ہوا آبنوس
ز جوشِ سواران و از گرد پیل / زمین شد بکردار دریاے نیل

امیر نامدار سحر سے چوکھٹ دردولت پر آئے بادشاہ جب برآمد ہوے سب سردارون نے مجرا کیا اور تخت کے ہمراہ رخ جانب جنگاہ کیا اس وقت شہنشاہ اسلام کی عظمت پر گردون نثار تھا یہ رعب وداب آشکار تھا نظم

جہاندار با کاویانی درفش / کے رفت با تاج و زرینہ کفش
ہمی بر شد آواز شادان تا دو میل / بہ پیش سپہ اندرون کوس و پیل
یکے گرد بر شد کہ گفتی سپہر / بدریاے قیر اندر اندر دو چہر
نہ بُد بر زمین پشہ را جاے گاہ / نہ اندر ہوا باد را ماند راہ

اسی جاہ وتجمل سے دشت مین پہونچکر صف کھینچی اس طرف کو فوج ساحران لیے آفت آئی لقا تخت نکبت پر سوار گرد تمام کو ہیون کی قطار لشکر کے بیچ مین آکر ٹھہرا البعد صفوف آرائی اور درستی میدان حرب نقیبون نے نقابت کی اور مذمت دنیا سنائی جب یہ بھی کنارے ہوے بہادر جوش تہور سے بیخود ہو گئے آفت نے اجازت حرب خداوند سے لیکر عزم دشت نبرد کیا اور وسط میدان مین پہونچ کر دستک دی پونڈلا گرد کا اُڑا اور ایک سوار مسلح و مکمل آکر جنگاہ مین سلح شوری دکھانے لگا آفت نے پکار کر کہا کہ اے خدا پرستو تم سواران خداوند کو ہلاک کرتے کرتے گھبرا جاؤگے یہ فوج غیب سے خداوند نے طلب کی ہر آؤ مقابلہ مین یہ نہیب سنا تھا کہ لشکر اسلام سے نعمان بن منذر نے بادشاہ کے پایہ تخت کو بوسہ دے کر اجازت لی اور مرکب اُڑا کر سامنے آیا سوار سحر نے تگا ورزنی کی اور نیزہ اٹھا کر حملہ آور ہوا بعد چند طعن کے نیزے ٹوٹے سوار سحر نے تلوار کھینچکر خبردار کہکر ضرب کی نعمان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن تلوار سپر سے گزر کر خود و بلغہ عرق چین زرہ ٹوپ کو کاٹ کر کاسہ سر مین در آئی اس بہادر نے داستانہ مارا کہ تیغہ جھنا کر سر سے نکلا اور خون کی چادر چہرہ پر پڑ گئی

سر پر نہ پڑ دین کے لگ گیا سوار سحر نے کمر بند میں ہاتھ ڈال کر قاش زین سے اٹھا لیا اور اسیر کرکے حوالے لشکر کے کیا پھر نعرہ مبارز طلبی کیا یہ کیفیت دیکھ کر دست چپ کے لشکر میں علم جلوہ گری پہ آئے اور شہزادہ ایرج نے مرکب طلسمی اڑا کر سامنے تخت شاہی کے آکر اجازت حرب و ضرب لی اور گھوڑا چمکا کر سوار سحر کے سامنے آکر ضرب مانگی اُس نے وہی تیغہ خونچکان برسر شہزادہ ذیشان لگایا شہزادے نے گھوڑے کو کاوے پر لگا کر تیغہ خالی دیا اور تیغہ طلسم کھینچ کر کمر کو تولا کر سر پہ مارا اس نے بھی سپر کو سامنے کیا سپر کو تلوار کاٹ کر خود وغیرہ سے گذر کر کلہ جبڑے کو کاٹتی ہوئی اوجھر جھوجھ سے گذر کر پشت مرکب پر آئی لیکن مثل برق مرکب بھی دو پرکالے کرکے زمین میں در آئی لشکر اسلام میں اللہ اکبر کا نعرہ بلند ہوا نقارے بجے آفت گھبرا گئی اور فوج کو للکارا کہ لینا اسکو فوج چار سمت سے لینا لینا کہہ کر آگری شہزادہ نہنگ آسا اُس دریائے لشکر میں غوطہ زن ہوا لشکریان اسلام بھی جا پڑے اور کشتی حیات مخالفان طوفانی کرنے لگے پھر تو یہ ہنگامہ برپا ہوا کہ

ابیات

دران تیغہائے سران ۔ گرائیدن گرزہائے گران
تو گفتی کہ آہن زبان دارشے ۔ ہوا گر زبان ترجمان دارشے
یکے باد برخاست وگرد سیاہ ۔ لشبد روشنائی ز خورشید و ماہ
سپرہائے بر تودہ گشتہ بود ۔ ز خون خاک سنگ ارغوان گشتہ بود
دسیں نیزہ وگرز و گوپال و تیغ ۔ توگفتی ز ہے سنگ بارد ز میغ
نہان شد بگرداندرون آفتاب ۔ پر از خاک شد چشم پران عقاب

آفت نے پھر طبل بازگشت بجوایا جنگ موقوف ہوئی بہادر پھر کر خیمہ گاہ میں آئے اور آسودہ ہوئے امیر نے آج بھی ایرج پر سے بہت کچھ تصدق اتارا اور مصروف عشرت ہوئے ادھر آفت جو پھر کر گئی سب ساحر وغیرہ تو بآرام مسکن گزین ہوئے لیکن یہ سمت طلسم چلی اور بعد طے مسافت راہ طلسم کے اندر پہونچی وہ نشان طلسم تو سمجھی آگاہ ہیں کسی نے روکا نہیں یہ قلعہ میں پہونچکر ایوان شاہی کے متصل جب آئی ملکہ آئینہ دار نے خبر سنکر استقبال کرایا اور اس کو اپنے پاس بلایا اُسنے سامنے پہونچکر سلام کیا اُس نے ہاتھ پکڑ کے پاس بٹھا لیا اور کہا ہیں مزاج اچھا ہے کہو ہمارے سوار کا حال پہلے تم نے لکھا تھا کہ مسلمان اسیر ہوئے ہیں میں نے دیکھی بیکہ چوکری کی طبیعت ماندی ہوگئی کہ طور جادو کی اس وجہ سے نہ آسکی آفت نے جواب دیا کہ اے ملکہ تمہارے سوار نے غدر مچایا تھا بہت سے سردار گرفتار کیے تھے جس کو ہاتھ مارتا تھا وہ زخمی ہو جاتا تھا اس کے ضرب کی تاب نہ لاتا تھا تیسرے دن میں طبل جنگ بجوا کر نکلی تھی کہ صحرا کی طرف سے یہ دو تا حمزہ کا آیا اور مقابل سوار ہوا اور بیک ضرب شمشیر اس نے سوار کے دو ٹکڑے کیے یہ سننا تھا کہ آئینہ کے حواس بگڑ گئے اور گھبرا کر کہا ہیں کیا کہتی ہو

آفت نے کہا میں سامری کی قسم سچ کہتی ہوں اور تمہارے سوار کے علاوہ ایک پتلا میں نے بنایا تھا اُسکو
بھی اُس نے قتل کیا میری عقل حیران ہے کہ یہ کیا معاملہ ہے اسی لیے میں تمہارے پاس آئی ہوں کہ کچھ حال
دریافت کروں آئینہ بولی کہ میں نے بہت بڑی حرکت کی سوار طلسم کو تمہارے ساتھ بھیجا یہ سوار اس
واسطے ہیں کہ کوئی آفت جب طلسم پر آئے اسوقت اُن سے کام لیا جائے تم نے آئین طلسم میں فرق کیا
کیا حرکت ناشائستہ کی دیکھیے طلسم میں کیا ہوتا ہے نہیں یہ کہکر اٹھی اور کہا تم ٹھہرو میں آتی ہوں یہ کہکر خزانہ
میں جا کر قفل توڑا کر دیکھا تو صندوق میں تین تلواریں ہیں چوتھی تلوار جس سے اس کی اجل تھی نہیں ہے حیران ہوئی کہ
یہ تلوار کون لے گیا یہ خزانہ میری دختر نگ طور کے سپرد ہے سوائے اس کے اور کوئی یہاں آتا نہیں گیا مجھے اس لڑ
کی سے پوچھنا چاہیے کہ تلوار کیا ہوئی یہ سوچ کر خزانہ سے نکلی اور چاہا کہ دختر کو بلائے پھر خیال آیا
کہ آفت بیٹھی ہے مبادا لڑکی نے کچھ شرارت کی ہو اسوقت وہی مجرم ٹھہری تو میری بدنامی ہوگی یہ سوچکر چپکی
آکر بیٹھ رہی آفت کی طرف سے منھ پھیر لیا آفت نے اسکے چپ ہونے سے پوچھا کہ بہن تم نے مجھے کچھ جواب
نہ دیا تم تو کھنچی ہوئی منھ پھیر کر بیٹھ رہیں اے تو بہ کچھ آدمی بات ہی کا جواب دیتا ہے غصہ کیا کہ چپ
ہو رہیں آئینہ یہ سنکر تیوریاں چڑھا کر بولی کہ بہن حواس بجا رہیں جو کوئی دوست ہاتھ دیتا ہے تو کیا ہاتھ کاٹ لیتے ہیں تم انگلی
پکڑتے پہنچا پکڑتی ہو تم کیا اب یہ کہ طلسم پر آفت آئی اگر تم ایسی ہی بودی تھیں تو کاہے کو گھر سے نکلیں افراسیاب
سے کہا ہوتا کہ اور کوئی جاتے میں ڈرتی تھی نہیں بھولی ہوں اور اگر آئی ہو تو کیا میرے ہی بھروسے
پر اے لوگوں کا بھروسہ کیا بھروسہ تو سامری کا بھروسہ ایک تو سوار طلسم قتل کرایا اب طلسم خالی کرایا
چاہتی ہو بہن ایسی دوستی سے میں درگذری تم کیا میرے برتے پر آئی ہو ایک تو میں نے یہ بیوقوفی کی
کہ اسوقت تمہاری بہ جواسی دیکر رہنا تھا نہ بھیجتی سوار طلسم ساتھ کر دیا آئین طلسم میں فرق ڈالا اب
دیکھیے کیا ہوتا ہے طلسم رہتا ہے یا نہیں بہن اب سے آپ گھر سے آئیے میں نے تو کان اینٹھے اب کسی کے
کہنے سننے میں نہ آؤں گی آفت نے جو یہ کلمات سنے غصہ آیا اور بولی کہ بہن اتنی ٹیڑھی نہ ہو تم نے تو کہاں
طوطے کی طرح پھیر لی جیسے ان تلوں میں تیل ہی نہ تھا تمہارا سوار کیا حقیقت رکھتا ہے لوگ تو دوستی میں
سر کٹوا دیتے ہیں تم اتنی سی بات پر پھری جاتی ہو احسان جتا جتا کے مارے ڈالتی ہو تو جو کوئی اوچھے
کا احسان لے آئینہ نے کہا بس لیجیے حقیقت اتنی ذرا دیکھ گھبرائی ہوئی آئی تھی اگر سوار نہ جاتا تو گور
کے برسے جاتی اچھا پھر اسکا کہنا کیا جواب سنی جب جانوں کہ تم مسلمانوں کا تو بنا سر آفت طیش میں
آکر اٹھی اور کہا سامری کی قسم بے مروت ہو بات نہ کرائے اچھا بی بی تم نے مجکو سوار کیا دیا کہ جلا لیا
میں حرامزادی خود سمجھتی ہوں کہ تمہارا سوار کیوں گیا تھی یہ کہکر وہاں سے چلی دل سے کہتی ہوئی کہ
اب چلکر جو شہنشاہ افراسیاب نے سحر بتلایا ہے اس کو جاری کر کے ایرج کو پکڑ اور مار ڈال
سب کے دانت کھٹے نہ کر دیئے سچ تو ہے کل تو اپنا بل اور کا ہو جائے جل غرضکہ ایسے ہی منصوبے

کرتی ہوئی طلسم سے نکلی لشکر میں آئی اور فرط رنج سے دربار میں نہ گئی ایک رات اور ایک دن سحر کرتی رہی ڈمرو بجا کر اپنی بارگاہ میں آئی ناچاقی اگیاری کرکے جوت گھڑی کی بیرون کو بلا کر موہن بھوگ کھلایا کی افراسیاب کا بنایا ہوا سحر خوب جگایا جب دوسرے روز آئینہ فلک ساحرۂ شب سے مکدر ہو کر طلسم مغرب میں گیا اور سیہ منظر لیل نے چراغہائے کہکشان فلک پرستاروں کی جوت کو قائم کیا کہ نظم

چو شب خیمہ زد بر پرند سیاہ
درو فرش سیمین بگسترد ماہ
نہان گشت قندیل زرین فروز
برافروخت شب شمع گیتی فروز

آفت بارگاہ لقا میں آئی اور حکم نواختن نقارہ حرب دیا لشکر ساحران نے نفیر سحر بجی بختیارک نے کہا ملکہ تم نے اپنے تمام پر طبل جنگ بجوایا ہی میرا دل دھڑکتا ہے اب بھی کچھ نہیں گیا ہے طلسم میں جیسے جادو میں نے کہا لگتی یا سر نہیں یا سر دیتی نہیں یا پیٹ کل نہیں یا اریج نہیں ان سب باتوں کو جواسیس نے لشکر اسلام نے سنا اور خدمت امیر میں حاضر ہو کر بعد دعا و ثنا کے عرض کیا کہ بیت خدا رکھے سردار کو برقرار عدو پھر ہے آمادۂ کارزار امیر نے خبر سنکر حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی بعنایت یزدان پاک کوس رزمی بجے بموجب ارشاد لشکر میں طبل جنگ بجی ہر ایک دلاور ہوشیار ہوا امیر حسب دستور برخاست کرکے بادشاہ کر شبستان میں پہونچے آئے تیاری میں اسباب جدال کے مصروف ہوئے عیار تو جوہر تیغ کی چمک چشم سیارگان کی طرح آنکھیں نکالے تھی سان نیزہ نیزۂ کہکشان کو دیکھے جاتے تھی سپروں کی سیاہی باوجود کثرت چراغان لشکر شب تار سے زیادہ تاریک تھی جادۂ شجاعت تلوار کی باڑھ سے زیادہ باریک تھی جرا کمر کستے تھے بہادر موت کے نام سے ہنستے تھے شمع خیال شجاعت روشن کرکے انجمن آرائی کی تھی تلواروں کی صفائی کی تھی اسلحہ کی جھنکار سرود کی آواز تھی دل کی تپش رقص کا انداز تھی ناموری کے نام پر فرش ہوئے جاتے تھے عروس شجاعت سے عہد مواصلت چاہتے تھے آہن کی دعوت میں عدو کا گوشت کھلانے کی تیاری تھی دل دجگر کی دشمن کے سویرے سویرے نہاری تھی برائے نوش دشجاعت کے جو دے تھے شربت پلائی تھی نقد جان دینے کو مجتمع تھے کمانیں جھک کر مجرا کرتی تھیں تیر شجاعت کے پہلو لڑنے کی تدبیر بتاتے تھے کلہ بکلہ نئی سکھاتے تھے کمندوں نے بہادروں سے رشتہ جوڑا تھا تلوار کی باڑھ کا ڈورا رشتۂ جان دشمن بنا تھا کہ بمقتضائے ابیات

سواران جنگی جہان و دلیر
خروشان و جوشان چو درندہ شیر
بہ تیر و بہ نیزہ و گرز و بہ تیغ
بگفتند دارم نہ جان را دریغ
بہ بندیم دامن بہ دامن وردن
بہ خنجر ز دشمن بر آریم خون
اگر صد ہزارند و گر یک سوار
بگیریم بر آریم از ایشان دمار

الغرض کہ رات بھر یہی ہنگامہ دونوں طرف تھا لشکر آمادہ جنگ ذرہ بکف تھا آفت اور جملہ ساحرکنان لے

دریا کے جاکر ٹھہرے تھے ڈمرو بجتا تھا بوم بوتا تھا پونوں کے سناٹے تھے بہ شراب و خون خوک چاٹتے ہوئیں بھوگ کی چاٹ پر آتے تھے مسان کی مٹی تیلی کے کولھو پر سے اُتار کے کمہار کے چاک پر چڑھا کر گردش بخت کے دفع کی تدبیر ٹھہراتے تھے آفت کوٹے کی سیاہی مُنھ پہ ملے تھی سیہ بختی اپنی ادر بڑھا نا چاہتی تھی ڈھولا سامنے بجا کر لونا چماری کو بلا کر سنا تی تھی کہ بتقلب سے ابیات

کبھی لونا چماری کو بلاتی — کبھی ہیرا دن کو تھی حاد اطلاقی
کبھی کرتی تھی کچھ افسون بیرنگ — ظفر دشمن پہ تا پائے دم جنگ
بھجن گاتی کبھی ڈنڈوت کرتی — برہنہ ہو کے تھی ہر دم مٹکتی

جب رات اسی کرشمہ سازی میں بسر ہوئی و دوزنہ آئینہ رخ مقوس میں کہ ندا ہو روزگار نے تیر شعاع مہر پیوستہ کیا اور فشانہ باغ سیہ شب اُڑا یا زنگ روز نے چہرۂ خون آلود شمس دکھایا کہ نظم

چو خورشید تابان بر آمد بچرخ — ز جوئن مہر خشان در آمد بچرخ
ہمہ دشت کہسار گر ما گرفت — زمانہ زخود رنگ صفرا گرفت

لشکر دونوں جانب سے بیرق بیرق اور تجق تجق وارد دشت قتال ہوئے امیر ذلیفہ ناز سحر سے زست کر کے اشقر پہ سوار ہو کر در دولت پر آئے بادشاہ عالم پناہ بصد حشمت وجاہ بر آمد ہوئے زنانہ سامان سواری کا مہر گیا کہار دن نے تخت بدلوایا ہر ایک کا مجرا و سلام ہوا ہتھ وسو ذو نوسین میناکار آگے، دشمن اشک رہ سو گلدستوں پہ نجشا خون کے جوبن اگر سوز و عنبر سوز دو دو سوزنے کے لوٹے طفلان مہر دید اسے لیے دو دیکی کا بگٹ جھوکنے بخلون سے دشت کو رُز از شک بناتے چلے افیرون کی صدائے گوش چرخ کو کر کیا ہیروں ہجہان کی آواز نے دل میں اثر کیا سوار اور سردار دن کے غٹ پیادون کی قطار میں آگے بڑھیں سنانہائے بیز دمکنے لگیں ستارے گو یا سوا نیزے پر اُتر آئے تھے یار وزگار غدار نے دیسے نکالے تھے انقارہ دوہل کی آواز سے زمانہ کا قلب ہول کھا کر خالی تھا یہ مقدمہ حالی تھا کہ ابیات

درفشے بہ سیمرغ دالاسفید — کشیدہ سرش سوئے تابندہ شید
پس پشت پنجہ ہزار از یلان — پیادہ ہمہ تنگ بستہ میان
زدر وز یاقوت و لعل و گہر — کلاہ و قبا و ز تاج و کمر
ہمائے سپہری بگسترد پر — ہمی بر سرش داشت سایہ فر
غو کوس بر چرخ دہ بر کشید — پی خاش دشمن سپہ بر کشید

اسی تمت وجاہ سے دشت حرب گاہ میں پہونچکر ٹھہرے تھے کہ اُس طرف سے لقا گمراہ کیس ہاتھی زنجیرہ بند پر تخت کھچواکر سوار ہوا لشت پہ ساحران غدار کا پرا سوار دن اور کوہیوں کا مجمع ہوا اٹھے گرد فتنے میدان نبرد میں آیا پست و بلند ارض غبار کو بیلداروں نے درست کیا صفوف لشکر کھچ آیا

ترتیب دینے لگے امیر لعبیدہ سالاری آگے بڑھے تخت بادشاہون کے قلب لشکر مین قائم ہوئے آفت د
سوفار وناز کشیم تہاتے سحر پر سوار میدان مین آئے نقیبون نے صدا دی بہادر دن کا دل بڑھایا
شجاعت کا وقت یاد دلایا کہ بموجب نظم

ہوا باغ دنیا کی ہے وہ بُری — کہ کھلنے نہین دیتی دل کی کلی
سموم آسا چلتی ہے باد بہار — کہ ہے آتش گل برنگ شرار
گلستان کے عالم پر ایسا چلا — دل لالۂ باغ داغی ہوا
کہان مین وہ مردان شمشیر زن — بزرگان نامیان لشکر شکن
کہان ہے وہ پیل رستم نامدار — کہ حسرت زمیان جنگی سوار
نہین برزد گیو کا کچھ پتا — کہان سام و نیرم مین سو چودا
ہوئے سب کے سب جا کے پیوند خاک — شجاعت سے باقی رہا نام پاک

آج تم بن ادے عروس شہادت لو گے خون زخم سے رنگین کردار بہار گلزار شجاعت زخم بلکہ کر دکھلاؤ
باٹ نے خزان ناموری لگا دو یہ کہا نقیب ہٹے نہ در مرنے پر ڈٹے آفت ساحرون سے رخصت
ہوکر لقا سے اجازت لے کر میدان مین نکلی اور ایک ناریل سمت فلک اچھالا تمین ہزار بارش
لشکر امیر گری آگ کا مینہ برسنے لگا امیر نے اسم اعظم الٰہی با واز بلند پڑھا کہ وہ بجلیان اور آگ
پلٹ کر لشکر لقا پر گری آفت نے دستک دے کر وہ آفت دفع کی اور پکاری کہ اے ایرج نوجوان
مین خود تم سے لڑنے آئی ہون سوا تمہارے اور کسی کو نہین چاہتی آؤ میرے سامنے ایرج نعرہ
سنکر سامنے بادشاہ کے آئے اور اجازت لے کر اپنے سردارون سے رخصت ہوکے سمت میدان
چلے مرکب طلسمی طرارے بھرتا ہوا سے بائین کرتا فرزی اور انتھزن سے دیتا روانہ ہوا کہ ابیات

نگاور سمندے کہ جستن چو برق — شدہ غرق آہن زسم تا بفرق
صبا را کہ تنگ مشق از آہو بود — بگردن قطاس از دم او بود

جب مقابل آفت پہونچا اُس نے وہی ناریل جو پہلے اچھالا تھا اس وقت بھی زمین پر مارا کہ وہ پھٹا
اور دھوان آندھی کی طرح پیدا ہوا اور شعلہ لگنے لگے اکٹھا ہوکر گرداگرد ایرج کے پھیل گیا شہزادہ کو اس
دھوئین سے چکر آیا اور تیغہ چھوٹ کر الگ گرا گھوڑے سے بھی گر کر پشت بزمین ہوا آفت نے تیغہ
اٹھا کر ساحرون کو دیا اور مرکب بھی گرفتار کرایا لشکر اسلام سے سردار بہر حمایت شہزادہ چلے
تھے کہ وہ پنجہ بن کر گری اور شہزادہ کو اٹھا کر لے اُڑی لشکریون کو للکارا کہ جو لوگ آتے مین ردکو
ان کو لشکر لقا بھی حملہ آور ہوا دونون لشکر بڑھ گئے تلوار چلنے لگی نقارہ دہل سے دماغ ترک تک
بھر گیا ابر تیغ سے خون برسنے لگا زمین پر شنگرفی فرش بچھا سر و دست دپاے بہادران کے ڈھیر

ہو گئے کہ نظم

ازین سو دزان سوزانان شدند	بزم اندرون سخت کوشان شدند
غو کوس با نالہ کرنائے	دم نائے سرداد و ہندی درائے
ہوا پر شد از تیرہائے خدنگ	ببارید گرز و نبالید سنگ
زگرد سواران و از پر تیر	سر کوہ شد ہمچو دریائے قیر

کچھ دیر شمشیر زنی ہوئی تھی کہ آفت نے خیمہ میں پہونچکر کہا کہ میں دشمن کو پکڑ لائی اب کیا ضرور مقابلہ کرنا لقا نے طبل بازگشت بجوایا لشکری جنگاہ سے پھرے اور خیمہ گاہ میں پہونچکر کمر کھولی امیر اور بادشاہ بارگاہ میں آئے عیار بہر خبرگیری ادہر روانہ ہوئے ادھر آفت نے شہزادے کو قید سخت میں مطوق و مسلسل کرکے بارگاہ لقا میں پہونچایا لقا جنگاہ سے پھر کر آیا تھا اور مصروف عیش و عشرت تھا کہ قید شہزادہ کی آئی اور آفت نے بختیارک سے کہا میں اسکو قتل کرنے لائی ہوں اس نے جواب دیا کہ تو خود عقلمند ہے تجھکو کون سمجھائے آتے ہی جلدی کرنا نہ چاہیے کہ وقت پھر ہاتھ آتا نہیں [illegible]

[illegible] نظم

[illegible]

غرضکہ میدان خونی تیار ہو چکا ساحر ایرج کو کشان کشان وہاں لائے لقا سامنے آکر تخت پر بیٹھا اور
شہزادہ کو روبرو طلب کرکے سوال کیا کہ اے بندۂ قدرت مجھکو سجدہ کر شہزادہ نے فرمایا میں تجھ پر
اور تیرے پرستاروں پر کر ور لعنت کرتا ہوں اور ہیچا تو ذوالامان پر جب قید ہوا تھا امیر
سے سفارش کرکے میں نے تجھ کو بچایا تھا اور تو مسلمان ہو کر میرے ساتھ سے بھاگ گیا اب یہاں پر
خدائی بگھارتا ہی کیا کہوں سحر میں گرفتار ہوں نہیں تو تبلا دیتا لقا کو ان باتوں سے غصہ آیا اور
حکم دیا کہ جاؤ اس بندہ بے ادب کو اور قتل کرو جلاد شہزادے کو زیر دار لائے لیکن عیار جو بہر
خبر آئے تھے وہ سب کیفیت دریافت کرکے خدمت امیر میں آئے جملہ حال بیان کیا امیر کے فرط
رنج سے کلیجے میں بشدت درد تھا بہر اعانت شہزادہ جا نہ سکے مگر اور سردار بیقرار ہو کر اٹھے اور
بارگاہ سے نکلکر مرکبوں پر سوار ہوے لشکر نے جلد جلد کمر باندھی علمشاہ و لندھور و مالک وغیرہ
جو سردار کہ گرفتار ہونے سے بچے تھے آمادہ حرب و پیکار روانہ ہوے فوج بیکران کے رہی ساتھ
چلے لیکن وسواس و خناس عیاران لقا یہ خبر دریافت کرکے گئے اور عرض پیرا ہوے کہ لشکر اسلام
بہر حمایت ایرج آتا ہی یہ خبر سنکر آفت نے جادوگروں کو حکم دیا کہ میدان سحر بند کرو کسی مخالف کو آنے
نہ دو جادوگر حسب حکم سحر کرنے لگے آگ دھتورے کے پھل اچھلنے لگے چنگاریاں اڑنے لگیں
آفت نے بھی ایک گولا فولادی مارا زمین پر کہ وہ شق ہوا اور اس میں سے شعلہ ہائے آتش نکلکر ہر سمت
پھیل گئے اور ایک حصار دیوار آتش میدان کے گرد ہو گئی اس اثنا میں علمشاہ وغیرہ جا کر پہونچے فرط محبت ایرج سے
کلیجوں میں آگ لگی تھی بے محابا گھوڑے اس آگ میں ڈالدیے آتش کے شعلے ایسے بلند ہوے کہ تا کمر نار پہونچے اور
مرکبوں کے سُم جلے لوٹے پلٹ کر بھاگے ہر چند ان بہادروں نے زور کیا مگر نہ رکے آخر سب نے ناچار ہو کے چاہا پیدل
جائیں لیکن سمجھے کہ راہ میں جاکر خاک ہو جائیں گے ایرج تک نہ جا سکیں گے جان بیکار جائیگی بس اس جگہ سے
پیچھے ہٹکر ٹھہرے اور دست دعا بدرگاہ خدا بلند کرکے بصد گریہ و زاری ایرج کے لیے دعا کرتے تھے خمسہ

الٰہی تو فیاض ہے اور کریم
مقدس معلّیٰ منزہ عظیم
الٰہی تو غفار ہے اور رحیم
نہ تیرا شریک اور نہ تیرا سہیم
ازلی ذات والا ہے یکتا قدیم

اے خالق انس و جان ایرج کی جان کا تو ہی نگہبان ہے یہ سب تو معروض کیا چاہتے گر اب شمہ حال بیکسی قتیل
شمشیر انداز یار دکشتہ تیغ ناز دلدار ذبح خنجر ابرو ... طور جادو کا سنیے کہ اوس گلعذار بہاری رخصت کرکے
جب وہ دن تمام ہوا اشتیاق ہوا ملت جانان میں زیبائش آرائش سے کام ہوا لباس اور زیور سے
آراستہ ہو کے باغ و مکان کو پیراستہ کرکے انتظار ... میں منتظر تھی کہ شب ... ذرا منھ کو دکھا یار
کہ نرگس بنکر نکلے میں خاک چمن سے ترے حیران کی ... چہرہ اور کچھ تیز دن کو بھیجا کہ جاؤ شہزادے کو

غرض یہ نرگس گروہ آئے ہوں گے لے آؤ کنیزیں گئیں اور پھر آئیں کہ اے ملکہ وہاں کوئی بھی نہیں یہ سنتا تھا کہ بصورت آئینہ حیران رہگئی اور وہ رات تڑپ تڑپ کر ہجر یار میں بسر کی رو رو کے سواد شب غم دھو کر سفید چادر سحر کی جب بیقراری ستاتی تو یہ لب پر لاتی کہ بمقتضاے ترکیب بند

مجھے اے دوست تیرا ہجر اب ایسا ستاتا ہے ... کہ دشمن بھی مرے احوال پر آنسو بہاتا ہے
پریشانی یہ بیخوابی یہ بے چینی دکھاتا ہے ... نہ دل لگتا ہے گھر میں اور نہ صحرا میں بھاتا ہے
اگر کچھ منہ سے بولوں تو مزا الفت کا جاتا ہے ... گریں بیکار رہتا ہوں کلیجہ منہ کو آتا ہے
مرا در زیست اندر دل گر گویم زبان سوزد ... وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد

کہوں کس سے ترا یک ہمت اندیشے لگے گھاؤ
لیے دشمن سینے کو کس بدمہ کروں آباد

جب چشم ہجران دیدہ و انتظار کشیدہ کی طرح چشم سفید ہوتی دن بھی دیدار دلدار سے ناامید ہوتی دن بھر سو سو طرح کے بناؤ کرتی لیکن تیرگی بخت صورت یار کے عوض سیاہی شب ہجر دکھلاتی مضطربانہ یہ زبان پر لاتی کہ ترکیب بند

مجھے اس شوخ چنچل نے عجب اپنا حسن دکھلایا ... دکھا کر اک نظر چلتا ہوا اسکے جو تڑپایا
گرا میں ہوکے بیخود یوں پری کا جیسے ہو سایا ... پھر آئیں ہوش جب آیا تو دل سینے میں گھبرایا
بہت سا سمجھ کر میں نے تو اپنے دل کو سمجھایا ... تمنا دل نے ہر گز ڈھونڈھنا ہی اسکا ٹھہرایا
کشیدم نالہ وز شوق پیراہن قبا کردم ... برائے جستن او صبر و تسکین را رہا کردم

بھینٹ بھی جائیں کبھی میں نہیں آنسو لے
ہو کوئی ایسا میت جو متیم سند رہتا ہے

آخر بیان کئی روز شہزادہ مصروف جنگ رہا اور ملکہ پر رنج سے عرصہ زیست تنگ ہوا شہزادہ مقید ہوا ملکہ کو بیقراری نے ستایا کبھی اُٹھتی اور کبھی بیٹھتی گاہے بستر غم پر پیچ و تاب کھاتی مثل اسپند جو دل جلتا تھا آہ کے ساتھ دھواں نکلتا تھا یہ حال حور چہرہ وزیرزادی نے اُسکا دیکھا عرض کیا کہ داری موجب بیت بت غم نہ کھا عشق کا اے اسیر نہیں جگر آزار ہو جائے گا اے بی بی میں قربان گئی ذرا دل کو سنبھالو پروردگار دن پھر لائے گا جو شہزادہ آکر صورت دکھائیگا اُسکے سمجھانے سے اور زیادہ تپش دل بڑھی اور رو کر بولی کہ اے گیان اگر تو میری زندگی چاہتی ہے تو ایک نظر نہیں جا کر دیکھ آ جو چہرہ اُس کے رخ دیکھنے کی تاب نہ لائی دل مثل دود آہ عاشق سحر شہر کر بلند ہوئی دم بھر میں لشکر اسلام میں پہونچی یہاں عجیب غریب دیکھا کہ ہر شخص مصروف دعا ہے لب پر نالہ دگا ہے سامنے میدان میں حصار آتش کھنچا ہے سردار دین کا مجمع ہے اس نے حیران ہو کر زن دل سحر وضع تبدیل کی ایک سقہ کا بن اشک حسرت بہار با تھا اس سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے اُس نے کہا کہ

ایرج کو آفت پکڑے گئی ہے ان کی گردن ماری جاتی ہے لشکر اسلام ہرگز بہ سبب حصار آتش اندر نہیں جاسکتا اس لیے ہر ایک روتا ہے اور دعا کرتا ہے حور چہرہ یہ سنکر وہاں سے اڑی گرد دل سے کہتی ہوئی کہ اب تو جیتی ہوں وہ اس کو قتل ہو جانے دے جھگڑا فیصل کرو ورنہ گھر آئینہ دار کا برباد ہوگا اسی سوچ میں خیال آیا کہ مطلوب کے مرنے سے ایسا نہ ہو ملکہ بھی مرجائے عوض خیر خواہی کے تیرا بھی سر جائے یہ سوچکر بدحواس و مضطر باعجلت ملکہ پاس پہونچی ملکہ اس کا ہاتھ پکڑ کر الگ لے گئی اور مستفسر ہوئی کہ کہہ وہ کیا کرتے تھے میں جانتی ہوں کسی معشوق پاس بیٹھے ہونگے اچھا تو گئی تو شرمائے الگ اٹھکر آئے کچھ مجکو پوچھا یا نہیں حور چہرہ یہ تقریر سن کر رونے لگی اور کہا بی بی تم کس کو پوچھتی ہو شہزادے قتل ہوا چاہتے ہیں ان کے دشمن جکڑے بندھے تلوار کے نیچے بیٹھے ہیں یہ سنتا تھا کہ جی سنسنایا کلیجہ منھ کو آیا پوچھا اری مفصل کہہ کیا ماجرا گذرا اے افسوس مجھ نانصیب نے ناحق انھیں جانے دیا حور چہرہ نے ساری حقیقت کہسنائی ملکہ آتش محبت میں جبکی دل کی تپش زیادہ بڑھی اور اٹھی کہ دیکھوں تو یہ ماں زادی آفت کیونکر قتل کرتی ہے حور چہرہ نے کہا اری یہ کیا کرتی ہو کہاں جاتی ہو جانے بھی دو وہ مردوے کس کے ہوتے ہیں اور کس کے ہو سکتے ہیں کیوں گھر غارت کرتی ہو اپنے تئیں تمسخر کرنا اچھا نہیں بس جو ہونا تھا ہو گیا ملکہ نے جھنجھلا کر کہا اری کیوں اپنی شامت ہی ہو ماجرا کسی کی جان جائے اور کوئی تماشا دیکھے ارے کمبخت خدا بھی ہے جلا میں کیونکر رہ گئی دو دن انھیں دیکھتے یہ نہ ہوگا میں کسی کو ساتھ تو لیے جاتی نہیں پھر روکتی کیوں ہے چل ہٹ اے میرا تو خون خدا اے دنیا دریا میں کانپ گیا کچھ مردوے کی محبت نہیں فرض خدا راہ کا سودا ہے حور چہرہ سمجھی کہ یہ نہ رکے گی ناچار بولی لو میں تصدق جو جی میں آئے وہ کیجیے ملکہ اسی وقت اڑی اور طلسم کے ایک بیابان میں آئی وہاں چار پہاڑ چھوٹے چھوٹے تھے اور ان کے بیچ میں ایک مکان بنا تھا اس نے اس مکان کا قفل کھولا اندر جاکر ایک حجرہ کو وا کیا اس حجرے کے اندر ایک صندوق سنگ کا رکھا تھا اس صندوق کو چاہا اٹھائے اس عرصے میں حور چہرہ اور کنیزیں بھی آئیں ان سب نے ملکہ اس صندوق کو اٹھا کر اور باہر مکان کے لاکر تخت سحر پر رکھا ملکہ نے مکان بند کر دیا آپ تخت پر بیٹھی اور سحر پڑھکر مع صندوق تخت کو اڑا کر چلی اس جلدی کے ساتھ رواں تھی کہ جیسے نسیم تیز رو باغ میں چلتی ہے پیچھے پیچھے تمام کنیزیں اور حور چہرہ بھی تھیں دل سے کہتی تھیں کہ دیکھیے کیا فتنۂ عشق میں سرشار ہے کہ کچھ خبر انجام کی نہیں ماں سنے گی تو کیا ہوگا ایک بولی اری عشق بڑی بلا ہے اس نے قیس کو مجنون کیا ہے غرضکہ یہ باتیں کرتی روانہ تھیں لیکن ملکہ ان سے پہلے طلسم سے نکلکر جائے قتل ایرج پر پہونچی وہ وقت ہو گیا کہ حکم قضا دے چکا ہے تیسرے حکم کے جلاد منتظر ہیں شہزادے نے کلمۂ طیبہ زبان پر جاری کیا ہے کہ ملکہ نے پہونچکر اپنا جوڑا کھولا اور ایک گولا بلور کا نکالا اسپر سحر پڑھکر اس آتشی حصار پر مارا فوراً ایک لکہ ابر پیدا ہو کر گنبد عقیق سے تا حصار آتش گھر کر کے برسنے لگا اس زور شور سے برسا کہ جیسے دریا

بہا دیے وہ آتش سرد ہوتی گئی مجتبیٰ ک نے کہا اے آفت ذرا دیکھ تو کیا آفت آئی اس نے گھبرا کر اوپر دیکھا اور چلا کر کہا پہچانا میں نے یہ کہکر سحر پڑھنے لگی ملکہ بلور نے نعرہ کیا کہ منم بلور جادو اور وہاں سے تلوار بن کر مثل برق چلی آفت جلد بذور سحر زمین میں سما گئی ملکہ بلور زمین پر پہونچا مجسم بصورت انسان ہوئی اور تاریخ ترنج مارنے لگی ساحر ہلاک ہونے لگے جلا د تلوار چھینک چھینک کر بھاگے اس عرصے میں آفت بھی زمین سے نکلی اور ساحروں کو پکاری کہ یک لحظہ دیکھتے ہو اس کو ایک لاکھ ساحر ملکہ پر آگرا ترسول بیسول وغیرہ ہزارہا حربے سحر کا ہر ایک نے پیدا کیا شعلوں سے ہر طرف سے گھر اسر پر پتھروں کا مینھ برسنے لگا ملکہ نے سحر پڑھکر دستک دی کہ چالیس سپر بن سر پر آئیں پھر ملکہ نے جلد اس صندوق کو جو اپنے ہمراہ لائی تھی کھولا اس میں چالیس ہزار پتلا طلسم کا بند تھا وہ پتلا ہر ایک صندوق کھلتے ہی باہر نکلا اور پھر کر شکل انسان ہوا اور خنجر و تلوار کھینچکر ساحروں پر جا پڑا ساحر ہر چند تاریخ ترنج مارتے تھے مگر تیلوں کو کچھ اثر ہوتا تھا اور انھوں نے ہزارہا کو کاٹ کر ڈالدیا ادھر حور چہرہ اور کنیزیں آگ میں اُسطرف جب وہ آگ حصار کی دفع ہوئی سرداران لشکر اسلام سوار ہوکر آگئے پھر تو ساحروں میں ہر غل مچا تنگ بہادروں میں چھپا مردوں کی آواز کا شور ہوا نعرہ دار وگیر بلند تھا دھوان تاریخ و ترنج سے کلکر چشمہ روزگار کو تیرہ کیے تھا فلک کجرفتار اپنی گردش یہ دیکھکر بھولا تھا ہند وسے چرخ کا رنگ سیاہ ہوا تھا تلوار بھڑک کر چلی تھی گویا مقراض گردن و جان تیغ بنی تھی بہرام فلک کا دل خوف سے آب تھا راستہ امن ملنے کا نایاب تھا کرتیر پر چل پڑی تھی گاؤ زمین ڈگمگاتی تھی سحر سے چار طرف اندھیرا تھا ہر طرف تیرہ و تار کا نقشہ تھا کہ بمقتضاے

نظم

ہمہ جادوان جادوے ساختند
ہی ور ہوا آتش انداختند
یکے جادوے بر نشستہ بشیر
بہالا بلند دست سحر دلیر
بیک دست بودیش مار بزرگ
بدست دگر اژدہاے سترگ
نمود آنچنان کاسپ و مرد سپاہ
ہمے آتش افروخت در رزمگاہ
برآمد یکے باد و ابر سیاہ
ہمے تیر بارید ازان بر سپاہ
خروشے برآمد ز اسلامیان
ببستند خون ریختن را میان
ہمہ بر گرفتند یکسر خروش
ہوا پر خروش و زمین پر ز جوش
زکشتہ چو دریاے خون بر زمین
بہر گوشۂ ماندہ اسپے بزین

ملکہ بلور کے پتلوں نے ہزاروں ساحر قتل کیے اور ملکہ خود لڑتی ہوئی قریب ایرج پہونچی اس کو قیدی پاس پہونچا دیکھ کے آفت بلبلا کر دوڑی اور لشکریوں کو سحر سے ہٹا کر سامنے ملکہ کے آئی ڈانٹا کہ او بیچاری چھوکری تو بھی یہ لیاقت رکھتی ہے کہ میرے قیدی کو چھڑا لے یہ کہکر طمنچہ مارا ملکہ بلور نے سحر

پڑھا کہ دو پنجے پیدا ہوئے پنجہ پنجون نے پکڑ لیا بلور نے اُسوقت پنجۂ کھینچ کر مارا آفت نے سحر کی سپر سامنے کی مگر
پنجے نے سپر کو کاٹا آفت نے جلدی سے سر اپنا پیچھے کر لیا ہاتھ آگے تھا اُسپہ پنجہ پڑا کہنی پر سے ہاتھ کٹ گیا
بلور دوسرا پنجہ لگایا چاہتی تھی کہ آفت اُڑکر بھاگی نازک چشم یہ مقابلہ دیکھ کر چاہتی تھی کہ ملکہ بلور پر جا پڑے مگر
سوچی کہ یہ شہزادی طلسم کی ہے ایسا نہو تو ہاری جائے یہ سوچکر یہ بھی بھاگی پھر تو سب ساحرون مین بھگدڑ پڑ گئی ملکہ بلور نے
اسی ہنگامہ مین ایسا سحر پڑھا کہ پتلے طلسمی پھر پھٹ کر صندوق مین آگئے اور اس نے شہزادہ ایرج پر سے قید
سحر دفع کی اُسوقت لقا نے فوج کو للکارا کہ ہان روکو اسکو کرہی اور فوج جو ذاتی لقا کی ہے وہ تلوارین اُٹھا
چلے مگر اہل اسلام جو ڈٹے رہے تھے وہ اُنکے سد راہ ہوے ملکہ بلور نے اسی گرمی جنگ مین سحر پڑھکر شہزادے
کو بیہوش کیا اور کمر مین پنجہ دیکر سمت فلک پرواز کی بلندی پر جا کر پکاری کہ اے سرداران اسلام مجھے شہزادے
کا خیال کرنا مین انکی دوست ہون جو لیے جاتی ہون کنیزان بلور نے جو یہ معاملہ دیکھا فوراً حور چہرہ نے صندوق
پتلون کا تخت سحر پر رکھا اور پیچھے پیچھے ملکہ کے راہی ہوئی یہان سب ادھر ہوا تھا لڑائی جاری ہی
تھی کہ بختیارک نے طبل بازگشت بجوا دیا اس لیے کہ جب قیدی چھوٹ گیا اور ساحر تاب جنگ نہ لائے
تو لشکری بھی نہ لڑ سکیں گے غرضکہ جب طبل امان بجا اہل اسلام شادان و فرحان اپنے مقتولون کو اُٹھوا کر
قیام گاہ مین آئے اور لاشین دفن کرا کر بارگاہ مین داخل ہوے بادشاہ سے حال جنگ کہا سب شہزادے
کے زندہ رہنے سے خوشنود ہو کر جلسہ جنگ در باب شراب کباب مین بیٹھے اُدھر لقا شکست خوردہ اپنی
بارگاہ مین آیا ساحران فرار شدہ بھی جمع ہونے لگے نازک چشم و سوفار دربار مین آئے آفت کا پتہ نہ معلوم
ہوا کہ کدھر گئی بختیارک نے کہا شاید ملکہ آفت طلسم آئینہ مین گئین غرضکہ یہ بھی قیام پذیر ہین لیکن احوال
اس شہباز صیدگاہ عشقبازی و طائر فرخ فال مرغزار کرشمہ سازی دلدادۂ و رنجور ہمہ تن بور کا سنیے کہ شہزادے
کو لے کر جو چلی قلعہ کوہ عقیق کے اطراف مین ایک صحرائے سبزہ زار مین پہونچی اندر طلسم کے نہ گئی حور چہرہ
مع کنیزون کے عقب مین جو آتی تھی اُس نے عرض کیا کہ اے ملکہ اس صحرائے لطافت خیز مین ذرا ٹھہر لیجیے
دم لے لین اور مشورہ کر لین تو پھر چلین گے ملکہ یہ سنکر ایک بیابان وسیع اور جھیل لہرائی ہوئی دیکھ کر اُتری
عجب بہار اُس دشت خرم کی دیکھی کہ سامنے چھوٹی چھوٹی پہاڑیان مثل گلدستون کے گھاس بوقلمون
سے لدی فرش سبزہ صحرا پر رکھی تھین خیمہ ابر بہاری مین سورج کی چمک قمقمے پر رنگ دکھلاتی تھی قوس
و قزح ریسمان سرخ نظر آتی تھی ہر شجر مثل انجمن آرائیان خیمہ نشاط بزم فروز تھے گل شگفتہ رو ہو کر خندہ
زن بسان شمع روشن و دلسوز تھے جھیلون پر بگلے اور مرغابیان اور قازین وغیرہ بیٹھی تھین ہرن پاڑھے
چیتے جنگل مین پھرتے تھے ہوا ٹھنڈی چلتی تھی محبوب گلعذار سے گرمجوشی کرنا یاد دلاتی تھی کہ

مقتضائے ابیات

روان آب بسیار در رود بار		لب جو نبایست ہمہ گل بیاس	

دو صد سرو بن دید و بید و چنار　　دکانے زدہ خضر اندر کنار
چمن در چمن دید سرو سہی　　گرانبار شاخ و ترنج و بہی
بر سیب لعل و رخ برگ زرد　　تن شاخ کو ز دوم باد سرد
بخ نار ہم سیب شنگرف گون　　بدن در خم تیغ و بران زخم خون

ملکہ نے وہاں ٹھہر کر ایرج کو ہوشیار کیا اُس نے جب آنکھ کھولی ملکہ کو بالین پر پایا اُٹھکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا تم نے میری رہائی کے لیے کیوں تکلیف کی اے ملکہ اگر ساحروں کی لڑائی نہ ہوتی اور تم آتیں تو میں ناراض ہوتا کیونکہ ہمارے یہاں عورت کا لڑنا روا نہیں ملکہ نے کہا میں تو ابھی مطیع الاسلام ہوں مثل اور ساحروں کے لڑی تو کچھ مضائقہ نہیں یہ کہکر حور چہرہ کو خبر کے لیے بھیجنا اور اُسکا آکر آپ کو قید میں دیکھکر جانا اور اپنا بیتاب ہوکر آنا بیان کیا آمین حور چہرہ نے کہا ملکہ اب کدھر چلیے گا کہاں کا قصد ہے ملکہ نے کہا کیا کہوں کوئی جگہ خیال میں نہیں آتی اگر طلسم میں جاتی ہوں تو مقرر میری ماں ضرر پہونچائے گی کیونکہ آفت زخمی ہوچکی ہے دوسرے میری ماں سے جھگڑے گی حور چہرہ نے کہا یہی مجکو بھی اندیشہ ہے ایرج یہ باتیں سنکر بولا کہ اے ملکہ تمہارا کدھر خیال ہے اب تم میرے ساتھ لشکر میں چلو امیر تمہارے آنے سے بہت خوش ہونگے دوسرے یہ کہ لڑائی کی تھمی ہندی ہو میری بارگاہ میں چلکر آرام کرو تمہیں طلسم میں جانے سے کیا غرض حور چہرہ نے عرض کیا کہ حضور شہزادے سچ کہتے ہیں لشکر میں جلد چلیے ایسا نہ ہو کہ کوئی آفت برپا ہو ملکہ اُسی وقت اُٹھی کہ بہتر تو ہے شہزادے کو تخت سحر پر بٹھاکر پرواز کی لیکن وہ صندوق تینوں کا چلتے وقت کھول دیا کہ چیلے ان میں سے نکلکر سوار ہنے اُن سے حکم دیا کہ تم سب طلسم میں جاؤ وہ حسب الارشاد سمت طلسم گئے اور یہ سب لشکر کی طرف روانہ ہوئے جب لشکر اسلام نزدیک رہا شہزادے نے فرمایا کہ اے ملکہ تم یہاں مجھے اُتار دو اور تم ٹھہری رہو میں جاکر تمہارے آنے کی امیر سے اطلاع کردوں ملکہ نے ایک درہ کوہ کے قریب تخت اُتار آپ ٹھہری اور شہزادے کو رخصت کیا ایرج وہاں سے لشکر میں آیا لوگ فرط عشرت سے اسکو دیکھکر دوڑے شہزادہ سب سے ملا پھر بارگاہ میں داخل ہوا بادشاہ کو مجرا کیا امیر نے گلے سے لگایا اور احوال رہائی دریافت کیا اُس نے حال بلور جادو کا ابتدا تا انتہا بیان کرکے عرض کیا اب وہ ملکہ درہ کوہ میں موجود ہے حکم ہو تو لے آؤں امیر نے اُسی وقت ایک سکھپال جواہر نگار اور کنیزوں کے لیے پالکیاں طرحدار درہ کوہ کی جانب روانہ کیں اور سامان تزک و جلوس مثل چتر اور نقارہ اور خاص بردار اور نواب ناظر خواجہ سرا وغیرہ بھیجے شہزادہ بھی مع اپنے سرداروں کے اور سامان جلوس اپنا ذاتی لیکر سوار ہوا یہانتک کہ درہ کوہ میں جا پہونچا ملکہ کو سوار کیا پھر تو بڑے تجمل سے سواری روانہ ہوئی کہ سکھپال میں پردے جواہر دوز بندھے نشان آگے کھلے نقیب بولتے ڈنکا بجتا چتر سکھپال پر گردش کرتا مرد ہے عصے سونے

چاندی کے بیسے پایہ سکھپال تھامے کہاریان سرون پر مچھلیان لگائے مورچھل جھلتی لباس پر زر پہنے گہنے سے لدی سردار نیزہ دار ننگی تلوارون کا سایہ کیے پیادون کے جلو مین بڑھے زر و جواہر لٹتا بڑے کروفر سے لشکر مین داخلہ ہوا بارگاہ ایرج مین سواری اتری ملکہ گیتی افروز مادر ایرج اور ملکہ خورشید خاوری مادر قاسم اور ملکہ رابعہ زربفت اطلس پوش مادر شہزادہ علمشاہ بیبیان امیر کی اور بہوین وغیرہ سب مشتاق ہو کے آنے کی اس بارگاہ مین جمع تھین جب ملکہ اتری سب نے بلائین لین اُس نے بھی ہر ایک کو تسلیم کی گیتی افروز نے پانی اُتار کے پیا پھر سب بیبیون نے گہنا اُتار کے پہنانا شروع کیا کسی نے رونمائی مین کنگن اور کسی نے کڑے ہیرے کے پہنائے پھر جلسۂ عشرت شروع ہوا مجرائی ڈومنیان ہر ایک شہزادی نے طلب کین کہ وہ اپنے گانے اور ناچ کے سامنے زہرۂ فلک کو بے سُرا اور ہیچکارہ بتانے لگین خاطر اہل انجمن لُبھانے لگین کہ

نظم

برآورد رامشگر فورسے	زوہ چنگ بر جامۂ کاسلے
ہوا ابربست از بخور عبیر	بخندیدہ و بنالیدہ زیر
پرستار صہبا زدہ ماہ رو	طرازان لبتان طراز ندہ ہو
ہمہ غم بادہ شمرند باد	بجام دمادم گرفتند یاد
ز شادی ہمے در کف رودزن	شگوفہ شگافند شد در چمن
ہمے در آمد بآواز رود	ہمے خواند این خسروانی سرود

اس اثنا مین خبر ہوئی کہ امیر بہو کو دیکھنے آتے ہین بلور نے یہ خبر سنکر سر سے پا تک دوپٹے سے بدن چھپالیا گھونگٹ زیادہ نکال لیا سر زانو پر جھکا کے ادب سے بیٹھی سب بیبیان امیر کے استقبال کو اٹھین جب امیر بارگاہ مین آئے ملکہ نے شرم سے اٹھکر مجرا کیا اور رومال سے ہاتھ چھپا کر نذر دی امیر نے سر سینے سے لگالیا اور بھاری جوڑا مع ایک سوا کیس کشتی زیور الماسی کے ہمراہ لائے تھے وہ منھ دکھائی مین دیکر فرمایا کہ اے فرزند مین شکر کرتا ہون خداے پاک کا کہ تو نے اطاعت پروردگار عالم کرنا قبول کیا اب کلمہ پڑھو اور ادیان باطلہ پہ لعنت بھیج ملکہ نے مع تمام اپنی کنیزون کے بصدق دل کلمہ زبان پر جاری کیا اور سحر کرنے سے توبہ کی امیر خوش ہو کر رخصت ہوے بعد تھوڑی دیر کے اور سب بیبیان بھی اپنے اپنے مقام پر گئین ملکہ بارگاہ مین تخت جواہرین پر متمکن ہوئی سامنے چنگیرین گلدستے وغیرہ چن دیے گئے

امیر نے باہر جاکر ڈالیان میوون کی اور طعام لذیذ اور خوان مٹھائی کے بھیجے شہزادہ ایرج بھی خبر سنکر کہ ملکہ اکیلی ہے داخل بارگاہ ہوا اور پہلوے دلدار مین بیٹھکر داد عشرت دینے لگا مگر آفت جو شکستہ حال وابستہ ملال لڑائی سے بھاگ کر چلی سیدھی طلسم آئینہ مین پہونچی ملازمان ملکہ آئینہ نے دیکھا کہ آج آفت کا ایک ہاتھ کٹا ہوا تمام جسم پر لہو کی چھینٹین پڑی ہین پیرہن تار تار بدحواس گھبرائی ہوئی آئی ہے

یہ حال دیکھکر پوچھنے لگی کہ حضور مزاج کیسا ہی اُس نے کہا مین آئینہ سے حال کہون گی جلد بتلا دُودہ
کہان ہین انھون نے کہا کہ اپنے باغ مین تشریف فرما ہین آپ تو اُن کے برابر کی ہین بے تامل تشریف
لے جائیں یہ سنکر آفت سیدھی باغ مین آئی از بسکہ پہلے کچھ رنجش آئینہ سے ہوگئی تھی اس وقت جو آسکے
اس کو دیکھا مثل مشہور ہی کہ گھر آئے کتے کو بھی نہین ہانکتے آئینہ اٹھی اور استقبال کرکے اس کو لائی حال
ابتر بہت دیکھا جسم خونچکان ہاتھ کٹا ہوا چہرہ پر غبار ملال یہ حالت مشاہدہ کرکے اگلی باتون کو زبان
پر نہ لائی اور براہ دلسوزی مستفسر ہوئی کہ بہن یہ کیا حال ہی اس نے جواب دیا کہ آپ کی بیٹی کا یہ سارا
کرتوت ہی مین پہلے ہی سمجھی تھی جب تم مجھ سے بگڑی تھین کہ یہ لی بھگت ہی بہن جو تم کو مسلمانون کا ساتھ دینا
تھا تو مجھ سے پہلے ہی کہدیا ہوتا یہ کیا کہ اپنی صاحبزادی کو بھیجکر میرا ہاتھ کٹوایا اور بنی بنائی لڑائی کو
بگاڑا مین جانتی ہون کہ ایرج کو اول بھی تمھین نے بھیجا تھا ہاے افسوس کیا زمانہ آلگا ہے
کہ نہ کسی کو برادری کا پاس ہی نہ ایک دین ہونے کا خیال ہی آئینہ اُس کی تقریر شکایت آمیز سنکر کچھ بھی کہ
یہ کیا کہتی ہی ہنسکر بولی کہ رنڈی جب تو آتی ہی نخرہ بگھارتی ہوئی آتی ہی تیری خفگی میرے سر آنکھون پر کوئی
مرے پہ طوفان لیتا تو جیتے جی مین کیا جانو کیسے مسلمان کہان میری بیٹی کہان لڑائی وہ بیچاری ماری
دکھیا سیر گاہ مین اپنی پڑی ہی مین خود دیکھ آئی جیسون بخار چڑھا ہی سر تو اٹھاتی نہین مین دعائین مانگتی
ہون کہ سامری نے ایک چھپڑا دیا ہی کہین جی جاے اب اس کو نام سامری سے برس ان گنا شروع
ہوا ہی تم آئی ہو اُسپر بہتان جوڑتی ہوئی مفصل کہو کہ میری بیٹی نے کیا تمھارے کلیجے مین چٹکی لی ہی آفت
نے کہا ایک تم نخی ہو اور ایک تمھاری بیٹی اری کیا باتین بنائی ہی جاکے دیکھ تو وہ چالیس ہزار اس
جتلا کے کہگئی اور یہ آفت برپا کی سب احوال مفصل کہدیا بس سنتے ہی آئینہ غصے سے کانپنے لگی اور
کہا مین تم ٹھہرو مین آتی ہون آفت نے کہا چلو مین بھی چلتی ہون غرض دونون باغ سے باہر نکل کر
کچھ دور باہر چلی تھین کہ پتلے طلسمی جنکو ماہرخ نے چھوڑ دیا تھا آکر پہونچے اور عرض کیا کہ ملکہ نے ہم کو
رد دیا پھر اس جانب بھیجدیا آئینہ کو آفت کے کہنے کا یقین واثق ہوا اور پتلون کو لے کر اُسی بیابان
مین جہان سے بلوے گئی تھی اور پتلون کو بزور سحر صندوق مین بند کرکے حجرے مین رکھا پھر وہان سے
سیر گاہ ملکہ کی سمت آئی یہان بالکل سناٹا پایا آفت نے کہا بیشک مسلمانون کے پاس گئی ہوگی اور کہین نہ گئی
تم میرے ساتھ چلو مین پتا لگادون گی آئینہ اُس کے ساتھ ہوئی اور قریب لشکر اسلام ایک پہاڑ پر آکر
ٹھہری آفت وہان سے ایک طائر کی ایسی صورت بنکر اڑی اور سیدھی بارگاہ ایرج پر آکر ٹھہر آئی کیون
کہ یہ لشکر مین رہتی ہی بارگاہ مین سردارون کی جاتی ہی غرضکہ اس بارگاہ مین ملکہ کو تخت پر پہلوے ایرج
مین بصد عیش جلوہ گر پایا وہان سے پھر کر آئینہ پاس آئی اور حال کہا اور صلاح دی کہ اتنا دن جو باقی ہے
صبر کرو کس لیے کہ حمزہ باطل السحر ہی تم نہ لاسکو گی اس وقت آئینہ نے کہا مین بادشاہ طلسم ہون میرا حمزہ

کیا کرے گا بغیر لوح طلسم میں قتل نہ ہوں گی آفت نے کہا یہ سچ ہے لیکن لڑائی تو بڑھ جائے گی آئینہ سمجھی یہ اچھا کہتی ہے کیا ضرور ہے لڑنے اور قضیہ بڑھانے سے سہل میں کام نکالنا چاہیے یہ سوچ کر اس وقت تک وہاں ٹھہری رہی کہ ساحرہ شب جو پردہ جہان میں مخفی تھی ظاہر ہوئی اور شاہد روز نے صورت زرانگیں چھپائی کہ نظم

	همی بود تا گشت شب لاجورد		بدانکه که خورشید برگشت زرد	
	شب تیره انگند زورق در آب		چو کشتی بساحل کشید آفتاب	

رات کو آئینہ نے قصد چلنے کا کیا آفت نے اس کو اس وقت تک روکا کہ جب تک آدھی رات نہ آئے جب زلف لیلائے شب تا بہ کمر پہنچی دونوں اڑکر سمت لشکر اسلام چلیں لشکر میں طلایہ پھر رہا تھا بیدار باش و ناظر باش کی صدا بلند تھی آئینہ نے سحر پڑھا کہ طلایہ دار بیہوش ہو گیا ہوا سرد چلی بارگاہوں میں سردار عیار غافل سو گئے صرف وہ لوگ جو بارگاہ سلیمانی میں تھے ہوشیار رہے ایرج کی بارگاہ میں باری دار وغیرہ کنیزیں جتنی تھیں سب بیہوش ہو گئیں اس وقت آفت کے بتلانے سے آئینہ بارگاہ ایرج میں اتری یہاں دونوں شیدائے یکدیگر لیٹے پڑے تھے ملکہ کی کرتی چڑھ گئی تھی تعظیم دست ایرج میں تھے پائنچے چڑھے تھے ران سے ران گتھی تھی زلف عنبر فام قریب دماغ تھی کہ نظم

	لگ تکیے تھے آفتاب و ماہتاب		دیکھا تو وہ دونوں کرتے تھے خواب	
	سائے کے بغل میں چاندنی تھی		ہم بستر آدمی پری تھی	
	ہر جون پہ سے چاندنی تھی سرکی		سرکی تھی جو محرم اس قمر کی	

یہ حال دیکھ کر آئینہ نے بغضب تمام دوڑ کر اور ملکہ کو پکڑ کر پہلوئے دلدار سے الگ کیا ملکہ کی آنکھ کھلی پنجہ مادر مثل پنجہ ملک الموت پایا پکاری کہ اے شہزادے خدا حافظ و ناصر یہ کنیز آپ پر تصدق ہوئی اس صدا سے شہزادے کی آنکھ کھلی ملکہ کو اسیر دیکھ کر بعجلت تمام اٹھا اور تیغہ جگر کش صندلی پر سے اٹھا کر دوڑا اس وقت آفت کہ شہزادے سے جلی ہوئی تھی ڈانٹ کر آگے بڑھی کہ خبردار کہاں جاتا ہے شہزادہ کو غصہ بے حد تھا کمر کو بتلا کر سر پہ ہاتھ مارا آفت نے چاہا کہ سحر پڑھوں سحر بسبب تیغہ کے یاد نہ آیا اور تیغہ سر پہ جھکتا ناگون سے نکل گیا غل اس کے مرنے کا بلند ہوا آگ پتھر برسنے لگے اندھیرا ہو گیا اسی اندھیرے میں آئینہ ملکہ کو لے کر بلند ہو گئی ہر چند ملکہ روئی پیٹی چلائی کہ شہزادے کو اشعار فراق انگیز پڑھ کر اور کلمات الوداع کہہ کر بلایا مگر کسی نے اس ہنگامہ میں نہ سنا ایسا غل برپا ہوا کہ امیر بیدار ہو کر بارگاہ سے نکل آئے دیکھا کہ لشکر پہ اندھیرا چھایا ہے اور فلک کے قریب ایک آفتاب سا چمکتا چلا جاتا ہے یہ دیکھ کر اسم اعظم باواز بلند پڑھا کہ وہ تاریکی دور ہوئی لیکن آئینہ مالک طلسم ہے اس پہ کچھ اثر نہ ہوا وہ مثل آفتاب چمکتی ہوئی یہ جا وہ جا ملکہ کو لے کر روانہ ہو گئی لشکری کچھ دور دوڑے تیر بہت کھینچے

مارے مگر کچھ نہ ہوا ناچار ہوگئے اس طرف نازک چشم وغیرہ شور سے جاگ اٹھے تھے انھوں نے بھی سنا کہ آفت شمشیر زن ماری گئی اور بلور کو آئینہ نے گتی مرگ آفت کا حال سنکر ساحر رونے لگے اور اس کے ساتھ کے ساحروں نے قصد شبخون لشکر اسلام پر کیا نازک چشم مانع ہوئی کہا تم سب میرے ساتھ رہو میں مسلمانوں سے بدلا لونگی ساحر سب تامل پذیر ہوے گریبان ایرج نے جو شوق سے بارگاہ خالی دیکھی چشم گریان سے دریا آنسو کے بہا دئے لبیان شمع سوزان کے حال پر دل جلا اس قدر رویا کہ دست و پا ٹھنڈے ہو گئے پھر جو ہوش آیا بستر غم پر پچھاڑیں کھانے لگا دیوانہ وار بیقرار ہو کر اس شمع عذار سے لو لگاتا اور یکتا کہتا

تجھی میں رہتا ہی دھیان میرا نہ سکھ ہے دل میں نہ نیند رتیان
ترا ہی لیتا ہوں نام ہر دم جیسے ہیں سمرن میں جیسے بتیان
کہیں سے آ مل تو مجھ سے پیارے جو میرے دلکو ٹک آئے چینان
تمھاری آسا لگی ہی بس دن تمھارے درشن کو ترسیں نینان
دلارے سندر اتو مجھے ابھرن رنگیلے موہن انوکھے لالا ہو تو

اسی بیقراری میں خیال آیا کہ افسوس جب تم قید ہوے تو وہ اسیر سر پنجہ تقدیر تاب نہ لائی چلے طلسمی لے کر تم کو چھڑانے آئی اب وہ قید ہو گئی اور تم بیٹھے رہو مبادا اس کی ماں لے جا کر قتل کر ڈالے گی تو کیسی بڑی نامردی ہی خلقت کہے گی جو سنے گا وہ یہی کہے گا کہ عورت نے تو یہ مردمی جتائی اور مرد سے بدتر از زنان بات کی بس یہ سوچکر مرکب جرات کو بنا بر دستور کے ہر شاہ و شہریار کے دربار لشکر میں کھچا ہوا استادہ رہتا ہی ان کے یہاں بھی تیار رہتا اسکی پشت پر بیٹھکر صحرا کا راستہ لیا دل سے کہتا جاتا تھا کہ اے بخت واژون وائے گردون دون کہیں ایسا نہ کرنا کہ اس ناشاد کو پر ارمان زیر خاک چھپا دینا کلنک کا ٹیکا میری پیشانی پر نہ لگا دینا اور کبھی کہتا افسوس

ترکیب بند

نہ تھا معلوم یہ الفت میں کہ غم کھانا بھی ہوتا ہی
جگر کی بیکلی اور دل کا گھبرانا بھی ہوتا ہی
سسکنا آہ کرنا اشک بھر لانا بھی ہوتا ہے
تڑپنا لوٹنا بیتاب ہو جانا بھی ہوتا ہے
کسی پر اپنے پھر اپنے کو دکھ پانا بھی ہوتا ہی
کف افسوس کو مل مل کے پچھتانا بھی ہوتا ہی
گر دانستم از روز ازل داغ جدائی را
نیکردم بدل روشن چراغ آشنائی را

جو میں ایسا جانتا کہ پیت کرے دکھ ہوے
نگر ڈھنڈھورا پیٹتا کہ پیت نہ کریو کوے

اسی دھن میں ہادی یا گرس کو پر چلے وہاں حنظل و صنوبر ہوں گی وہ بجز بی طلسم آئینہ میں پہونچا دیں گی اور تدبیر فتح طلسم بھی بتائیں گی یہ سوچکر جانب نرگس کوہ راہی ہوا وہاں کا حال سنئے کہ صنوبر و شاپور شہزادے کو ڈھونڈھنے چلے تھے ہر طرف ڈھونڈھ کر جب پتہ نہ ملا پھر آئے اور حنظل پاس ٹھہرے لیکن صنوبر عاشق

جمال شہزادہ ہجر فراق کی تاب نہ لائی روز دو کوس چار کوس گرد اگرد جنگل کے جہان سے شہزادہ گیا تھا پھرتی ہے اور مطلوب کو ڈھونڈھتی ہے جب آفتاب بلند زیادہ ہوتا ہے دھوپ مین یہ گل رخسار برنگ گل مرجھاتی ہے گر چہرہ تمتما جاتا ہے تو رخ تابندہ سے سورج شرما جاتا ہے وہ اُسکے پھول سے گالون پہ پسینہ آنا یہ معلوم ہوتا ہے کہ گلاب کا عرق کھنچا ہے جب اس دھوپ مین بھی شہزادے کو نہین پاتی ہے تو بیقراری سے زبان پر لاتی ہے کہ دوہا دھوپ پڑت دھرتی تپت اور پھیکا گھام ۔ دوڑی ہکت جات ہون تیو نہ چھوٹ سیام ۔ اسی طرح آج رات کو جو شہزادہ سمت نرگس کوہ چلا ملکہ صنوبر کو زیادہ تپش دل نے ستایا رات بھر اشتیاق مین جاگا کی خاطر حزین دید مضطر جذبہ عشق کا اثر فرط بیتابی سے یہ سبب ہے کہ دوہا پیتم بن کو موہے کیسو مان گمان ۔ بن دیکھے وا روپ کے کلپت مورے پران ۔ اسی ہجر و بیخوابی مین وہ رات بسر کی تشنہ بستر دیا کی جب معشوقہ پروین دیران نے چشم مردم دہر سے منہ چھپایا اور آفتاب تابان بسان دل سوختگان شاہد روز کو میدان افلاک مین ڈھونڈھنے آیا

نظم

چو خورشید بر زد سنان از نشیب	شتاب آمد از عشق اندر وریب
بدرید پیروزہ پیراہنش	بہ پید آمد آن لعل رخشان تنش

صنوبر شہزادے کو ڈھونڈھنے چلی جب جنگل مین پہونچی نسیم سحری نے گلہاے زخم دل شگفتہ کر دیے اور پھولون نے صحرا کے داغہاے خاطر فراق کشیدہ زیادہ بڑھائے وہ صبح کا وقت غنچون کا پھولنا چہرہ رنگین گلعذار یاد دلاتا تھا جانورون کی زمزمہ سرائی نالہ دل کی گواہی تھی دل شیون کرنا چاہتا تھا تو بیقرار و بیتاب ہو کر یہ کہتی تھی کہ بمقتضاے

مسدس

منزل پہ اگر رہے تو اشک ریزان	صحرا مین گذرے تو خاک بیزان
جون صید زخمی ہر سو گریزان	القصہ آخر افتان و خیزان

رفتیم و بردیم داغ تو بر دل
صحرا بصحرا منزل بمنزل

اسی طرح بلبلاتی صحرا مین پھرتی تھی کہ یکایک سامنے سے ایرج پیدا ہوا صنوبر بیتابانہ دوڑی اور پکاری کہ بیت بیا تا نقد جان را بر فشانم در رہ اے تو ۔ بنہ یار بر سرم تا سر نہم بر خاک پاے تو ۔ شہزادے نے مرکب روکا اور اُسکو اپنے ہمراہ لیا یہانتک کہ قلعہ مین ملا حنظل پاس آئے وہ اُٹھکر بلا گردان ہوئی اور پوچھا کہ حضور کہان تشریف لے گئے تھے ایرج نے حال عشق ملکہ بلور از ابتدا تا انتہا بیان کیا اور فرمایا کہ مین بغیر طلسم درہم برہم کیے نہ آؤنگا اور اسی وقت جاؤنگا حنظل نے کہا مین از طلسم تو نہین جانتی مگر آپکی جانبازی کو حاضر ہون شہزادے نے فرمایا تم صرف مجکو راہ بتا دو پھر مین سمجھ لونگا کیونکہ مجکو کسی کی مدد نہین درکار ہے حامی میرا پروردگار ہے حنظل یہ کلام سنکر اسی وقت ساتھ ہوئی شاپور عیار نے عرض کیا

مین بھی ساتھ چلون گا اور سیارہ بھی یہان کچھ کام کو آیا تھا اس نے بھی کل کیفیت سنکر قاسم جو یہان موجود ہین
جاکر کہی قاسم نے فرمایا کہ اے سیارہ تو بھی شہزادے کے ساتھ جا وہ اگر ہمراہ ہو اصنوبر کو بہر انتظام قلعہ خنظل
نے یہین چھوڑا اور شہزادہ کو مع عیاران تخت سحر پہ بٹھا کر قلعہ سے سمت طلسم آئینہ راستہ لیا بعد قطع راہ
ایک صحرا کے کنارے پہونچے وہان تک کوہ بلند مرتفع منزلون تک چلا گیا تھا اور کوہ کے اس طرف سرحد طلسم
آئینہ تھی خنظل نے عرض کیا کہ اب آگے طلسم کی سرحد ہے مین وہان نہین جا سکتی آئینہ آپ کی مرضی شہزادے
نے اسکو مع عیارون کے اسی جا چھوڑا اور آپ تنہا درہ کوہ کی طرف روانہ ہوا یہ تو اندر طلسم کے جاتے
ہین مگر اب قدرت کردگار دیکھیے اس طلسم کا پہلے ذکر ہو چکا یعنی نصف قبضہ کوکب مین ہے اور نصف کا مالک فرامینا
ہے چنانچہ جب شہنشاہ عیاران عمرو نامدار کا داخلہ طلسم کوکب مین ہوا تھا تو بیان کیا گیا تھا کہ استقبال
کرنے اور نذر دینے کے لیے سب مالکان دربند کو نامہ پہونچا تھا بران کی طرف سے پس منجملہ ان نامون کے
ایک نامہ ملکہ آئینہ کو بھی آیا کہ جلد یہان آئے میرے ہمراہ بہر استقبال عمرو چلیے چنانچہ نامہ پڑھکر آئینہ
نے اپنی بہن شعلہ دار کو خدمت بران مین بھیجا ہے چنانچہ وہ وہان حاضر ہے اور یہان آئینہ جب اپنی دختر
ملکہ بلور کو پکڑ لائی طلسم مین پہونچکر دو طمانچے زور زور مارے اور کہا اے امان بیٹی تجکو مسلمان ہوکر
کرنا تھا نانصیب کمبخت غارت ہوئی ناشدنی تیرے جیسے کتا نہ جیسے سامری تجھے نہ غارت کرے
یہ تو نے کیا کیا کہ تمام برادری مین ناک کٹوا دی اری چینی بھر پانی مین ڈوب مر کہ بقول ناظم

زسر تاج فرہنگ بفگندۂ — زتن جامہ شرم برکندۂ
گمنام گہر بود سنگ آمدی — یقیم ہمہ نام و ننگ آمدی
کنون سوسنت دردمندی گرفت — گلت رنگت لالہ نژندی گرفت
نگارے بدی چون بہار بہشت — نمانی کنون جز بہ پژمردہ گشت

غرضکہ بہت سا کچھ بک جھک کر اس خوف سے کہ یہ کہیں پھر نہ بھاگ جائے قید خانے مین بھیجدیا وہ قید خانہ
اس طرح کا تھا کہ ایک باغ بہت عمدہ لگا تھا ایوان طلسمی اسمین بنا تھا ایوان مین تخت طلائی پر بلور کو لاکے بٹھایا
اور پانون مین زنجیر سونے کی ڈالدی اور ایک شیر کو بزور سحر صحرائے طلسم سے بلایا زنجیر اس شیر کی گردن مین ڈالکر
پایہ تخت سے باندھ دیا اور کہدیا کہ اے شیر اس عورت پاس جو کوئی بغیر حکم میرے آئے تو کھا لینا اور
اس عورت کی حفاظت کرنا یہ کہکر چند خواصان خاص کو پہرے کے لیے مقرر کرکے آپ اپنے مکان مین آئی
اور ایک خط بہن کو لکھا مضمون یہ تھا کہ اے بہن شعلہ دار یہان مسلمانون سے اور ہم سے بگڑ گئی بھانجی تمہاری
مسلمان ایرج نامی پر عاشق ہوئی مین نے بلور کو قید کیا ہے اب عاشق اسکا یقین ہے کہ طلسم پر چڑھ آئے گا
بڑی لڑائی ہوگی تم کو چاہیے کہ جلد ہمارے پاس آؤ دیر نہ کرنا تھوڑا لکھا بہت سمجھنا یہ خط ایک ساحر کو
دیا کہ وہ طلسم کوکب مین لے گیا یہان بران عمرو کو لینے جانا چاہتی ہے اور عمرو ہوشیار چور مکان

سے نکلکر باغ مین استقامت پذیر ہے بہار ان کے حکم سے جادوگران درتبہ جمع ہوتے جاتے ہین باغ کا ہین استادہ ہین
شہر ہفت رنگ کے گرداگرد طلسم ہر کہ یہ نامہ دار شعلہ دار کی بارگاہ دریافت کرکے وہین پہونچا اور شعلہ دار وہ
نامہ پڑھکر متفکر ہوئی پھر خیال مین آیا کہ ملکہ بران سے اطلاع کرنا چاہیے کیونکہ ملکہ تو مسلمانون کے عیاشکی امداد
حرست کرتی ہین اور مسلمان اُن کے طلسم کو برباد کرنا چاہتے ہین کیا عجب ہے کہ جو ملکہ اس خط کے مضمون سے آگاہ ہو کر
نامہ مسلمانون کو لکھین اور بخاطر ملکہ مسلمان طلسم آئینہ مین نہ آئین میری بہن کا گھر برباد ہونے سے بچے غرضکہ
وہ خط لیے ہوئے اندر قلعہ کے دار الامارہ شاہی مین آئی یہان بران سریر سلطنت پر جلوہ فرماتی کہ اس نے
جاکر تسلیم کی پھر دست بستہ عرض رسا ہوئی کہ یہ خط میری بہن نے لکھا ہے اہل اسلام طلسم برباد کیا چاہتے ہین
حضور ان کو لکھین تا وہ فساد سے باز آئین اور مجکو میری بہن پاس جانے کی اجازت دین ملکہ نے یہ تقریر
سنکر ایک قہقہہ مارا اور فرمایا کہ ارے نادان ہم شریک اہل اسلام کے ہوگئے ہین اگر ہمارا ابھی طلسم برباد
ہوجائے جب بھی ہم کچھ نہ کہین اب تو جا اور لوح طلسم ہماری طرف سے جو مختار جادو دان ہے
اُسکے پاس ہر اُس سے طلسم کشا کو دلانے اور آئینہ دار سے کہدینا کہ خبردار خلاف حکم ہمارے نہ کرے
اگر جادۂ اطاعت سے قدم ذرا بھی ہٹایا تو اپنی سزا اپنی کنار مین دیکھے گی شعلہ دار یہ باتین سُنکر
گھبرائی مگر کیا کرسکتی تھی ملکہ سے منت پذیر ہوئی کہ حضور خفا نہ ہون مین اسی طرح اپنی بہن سے کہون گی یہ
کہکر وہان سے رخصت ہوکر مع اپنے ملازمین کے سمت طلسم آئینہ چلی جب یہ جاچکی ملکہ بران کو خیال آیا
کہ ابھی عمرو کے لینے جانے مین عرصہ ہے کیونکہ مالک در بندہ کی کے جمع ہورہے ہین بس ایک احسان یہ بھی
خواجہ پر کرنا چاہیے کہ لوح طلسم آئینہ ایرج کو دلانا چاہیے ہرچند کہ شعلہ دار جاکر آئینہ دار سے حکم سنا ئیگی
لیکن شاید افراسیاب ہر شاید اس طرف عرضی لکھے اور افراسیاب سے مدد طلب کرے لوح طلسم کشا کو نہ
دے تو ایرج کو بڑی مشکل پڑے اس لحاظ سے مجکو چلنا چاہیے اور لوح دار سے لوح طلسم لے کر طلسم کشا کو
دینا چاہیے یہ تجویز کرکے چاہتی تھی کہ چلے پھر خیال مین آیا کہ تو ایرج کو پہچانتی نہین لوح لے کر
کہان پھرے گی چاہیے کہ مرقع تصویر منگا کر دیکھ لے پس یہ خیال آتے ہی حکم دیا کہ
مرقع شاہان جہان لاؤ ملازم حسب ارشاد حاضر لائے ملکہ نے تصویر نواسۂ لقا کے فرزند قاسم جادوی غلام
نسل صاحبقران شہزادۂ ایرج نوجوان ڈھونڈھ کر نکالی اس تصویر پر جیسے ہی نگاہ پڑی صورت تصویر
چپ اور سن ہوگئی نگار خانہ دل مین مصوری عشق حیرت نے نقشہ جمایا دیوانگی کا خاکہ ہاتھ آیا جسکی تصویر تھی
اُسے مصور ھو الذی یصورکم فی الارحام نے بے مثال بنایا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ مصور رشک مانی و
بہزاد نے اور نقاش کامل استعداد نے اس تصویر مین رنگ بہار بہشت منگا کر لگایا تھا اور زلف شکبار
جوزا سے ہو بہو قلم بنا کر نقشہ کھینچا تھا یا گردہ مہتاب تابان مین غبار جناب یوسف جہان کرکے اُتارا
تھا پھر بھی ہر عضو پر عجز قصور اپنا لکھ دیا تھا کہ جیسی اصل تھی ویسی مجھ سے نقل نہ ہو سکی نہ پیکر دلفریب

غارتگر صبر و شکیب حسن کو حور و جنان دیکھکر فریب کھائے اور پری کو ایسا سکتہ ہو جائے کہ شکل تصویر ہر دم محو دیدار رہے بموجب خمسہ

چہرہ ہی ترا نور کی تنویر کا نقشہ
یا آنکھ ہی ترے حسن جہانگیر کا نقشہ
اور مصرع قد حشر کی تفسیر کا نقشہ
مانی نے جو دیکھا تری تصویر کا نقشہ
بس بھول گیا اپنی وہ تحریر کا نقشہ

ترچھی ہے نظر تیر مگر نوک سنان ہے
آفت کی ہے تلوار قیامت کی کمان ہے
جس تیر کا مارا ہو ہر پیر و جوان تک
اُس ابروئے خمدار کی صورت سے عیان ہے
خنجر کی ہے بہت دم شمشیر کا نقشہ

ملکہ کا دیکھتے ہی اس تصویر کو وہ نقشہ ہو کر دل سے خیال ننگ و ناموس جاتا رہا اور بے ساختہ آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور پکاری کہ خمسہ

عجب اتفاق ہے خود بخود مرے دست سے شیشہ نکل گیا
ادھر آہ شعلہ زبان ہوئی اُدھر اشک آنکھ سے ڈھل گیا
پڑی آگ عمر کی وہ تن میں کہ برنگ شمع پگھل گیا
چلی سمت غیب سے اک ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا
مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہیں سو ہری رہی

آخر اُسی عشق سے تو ملک میں اٹھکر ایوان کے اندر گئی اور ایک کنیز کو اپنے ہمراہ لے کر آراستہ تو پہلے ہی سے ہو چکی تھی تخت سحر پر بیٹھکر بزور سحر چلی اور جلد اپنے طلسم سے جسطرح سے کہ طلسم ہوشربا سے طلسم آئینہ ملحق ہے اسی طرح اس کے طلسم سے بھی ملحق ہے نہان سے بھی جو چلے تو یہ سنو کہ طلسم ہوشربا طے کرے جب طلسم آئینہ میں پہنچے بلکہ طلسم ہوشربا سے جسطرح لوگ آتے ہیں اسی طرح یہان سے بھی جا سکتے ہیں کیونکہ نصف طلسم آئینہ ادھر بھی ملا ہے فی الجملہ ملکہ سیدھی صحرائے طلسم آئینہ میں آکر ٹھہری اور کنیز کو حکم دیا کہ لوح دار یعنی لحتار جادو کو بلا لا وہ کنیز اندر طلسم کے گئی لوح دار ملکہ کی مطیع و منقاد ہے سبب اس کا یہ ہے کہ جب طلسم آئینہ کا حصہ بنا اس وقت میں کوکب و افراسیاب بجہت ہم مذہبی کے دوستی رکھتے تھے افراسیاب نے کہا کہ بادشاہ طلسم آئینہ اے کوکب میری طرف سے مقرر ہو کیونکہ میں مالک جملہ طلسمات اطراف کا ہوں کوکب نے کہا اگر تم سارے طلسم پر قبضہ کر لو تو میں کیا کروں بادشاہ میں اپنی جانب کا کروں گا غرضکہ کئی روز تک یہی جھگڑا رہا آخر اس امر پر اکابران طلسمات نے جمع ہو کر فیصلہ کیا کہ بادشاہ طلسم افراسیاب کی طرف سے مقرر ہو اور لوح دار طلسم کوکب کی جانب سے مقرر کیا جائے در صورتیکہ بادشاہ طلسم اطاعت میں کمی کرے تو کوکب لوح طلسم کی لے اسکو مغلوب کر دے اور خراج لے لے کیونکہ افراسیاب اگر چاہے کہ سب طلسم لے لوں تو بغیر لوح نہ لے سکے جب یہ فیصلہ ہو چکا افراسیاب سمجھا کہ لوح طلسم بغیر طلسم کشا بالکل بیکار ہے کوکب لوح سے کام نہیں لے سکتا وہ سامری پرست ہے لوح پڑھی نہ جائے گی اگر

طلسم کشا جب پیدا ہوگا وہ بھی میرا دشمن اور کوکب کا بھی مددگار ہوگا پس اس کے طرف وار پاس رہی تو کیا اور میرے جانب دار پاس رہی تو کیا مقدم سلطنت طلسم ہے بس یہ سوچکر اس نے اس فیصلے کو منظور کیا اسوقت آئینہ دار اُسکی طرف سے بادشاہ ہوئی اور نوصدار کی ملکہ مختار جادو مطیع کوکب کو ملی یہی باعث ہے کہ ملکہ آئینہ طرف داری ساحران ہوشربا کی کرتی ہے اور دم محبت شہنشاہ افراسیاب کا بھرتی ہے غرضکہ کنیز فرستادہ بران مکان نوصدار جاتی ہے وہاں پہونچی ایوان رفعت نشان اُس کا بہت آراستہ تھا اور وہاں سے پہ ساحروں کا پہرہ تھا کنیز مذکورہ اپنے آنے کی خبر کہلا بھیجی نوصدار تو مطیع کوکب ہے اس نے باعزاز تمام بلایا اس نے جا کر دیکھا کہ ایک ساحرہ مسند پہ باعزاز تمام جلوہ گر ہے ڈرا کرنہ فرہی کنیز نے سلام کرکے عرض کیا کہ ملکہ بران ذی شان تشریف لائی ہیں صحرائے طلسم میں تشریف رکھتی ہیں آپ کو یاد کیا ہے یہ خبر سنکر نوصدار بہت خوش ہوئی اور اسی وقت مع چند کنیزان وہنسیان خوش آئین کے کشتیان بہر نذر جواہر کی لے کر ہمراہ کنیز چلی اور صحرا میں پہونچکر دیکھا کہ ملکہ عالیہ ایک تخت پر زیر سایہ سحر پربہار بیٹھی ہے گویا جنگل میں بہار آئی ہے نوصدار نے جا کر تسلیم کی اور گرد پھر کر تصدق ہوئی عرض کیا لونڈی کے غریب خانہ میں قدم رنجہ کیوں نہ کیا اس دشت پرخار کو قدم گلرنگ سے رشک جنان فرمایا ملکہ نے فرمایا کہ اے نوصدار میں تیرے یہان اگر آتی آئینہ کو خبر ہو جاتی مجکو بھی سزا دینا اُسے درکار ہے اس لیے آج لوح طلسم لینے آئی ہوں کیونکہ آئینہ کو میں نے بلوا بھیجا تھا وہ حاضر نہیں ہوئی معلوم ہوتا ہے کہ اس کو کچھ غرور ہوگیا ہے لہذا اسے سزا دینا لازم ہے نوصدار یہ سنکر بہت خوش ہوئی کس لیے کہ بسبب بادشاہ ہونے کے آئینہ ہمیشہ نگاہ حقارت سے اسکو دیکھتی تھی اور اسی وقت کی منتظر تھی ملکہ کے لوح مانگتے ہی اس نے عرض کیا کہ واری لوح تو آپ کے حصے ہی میں ہے اسکا مانگنا کیا میں ہمیشہ اس احتیاط کے مارے کہ ایسا نہ ہو آئینہ چرا منگائے لوح اپنے گلے میں رکھتی ہوں لیجیے حاضر ہے یہ کہکر گلے سے اُتار کر مع کشتیہائے زر نذر دی ملکہ نے لوح لی اور نذر معاف کی اپنے ہاتھ کا کنگن انعام میں دیا اور سرفراز کرکے اس کو رخصت کیا جب وہ جا چکی ملکہ نے اختر مراد پیدا نکال کر اسکی لوح کا میں ایک پتلا فوراً اس کی تاثیر سے پیدا ہوا اس سے استفسار کیا کہ جلد بتلا ایرج نسل طلسم کہاں ہے وہ پتلا گویا ہوا کہ خدا حضور کو سلامت رکھے دہنہ طلسم پہ جو کوہ ہے اُس کے درے میں طلسم کشا داخل ہوا ہے یہ کہکر پتلا غائب ہوگیا ملکہ نے اختر جوشن میں رکھ لیا اور وہاں سے اس صحرائے طلسم کیطرف جو آغاز طلسم کے کوہ پاس ہے روانہ ہوئی یہ تو اس طرف سے چلی اور اُدھر سے ایرج جب جنگل کو چھوڑ کر داخل درہ کوہ ہوئے دیکھا کہ درہ میں بالکل اندھیرا ہے شہزادے نے یا ودود زبان پر جاری کیا اور خدا خدا کرکے اس کو طے فرما کر قدم آگے بڑھایا ایک جنگل سبز و خرم نظر آیا کہ دل نے بہار عین کا لطف پایا ہر سمت اُس دشت مسرت افزا میں ندیان مثل خاطر پرشوق و اضطراب عاشقان جوش و خروش سے رواں تھا طرہ یان

ہر ایک بیدار رشک دہ زلف مسلسل سبز رنگان انجمن کا خاطر عشاق کی نفاق درختان سر کشیدہ و بلند اکڑ دو سرو زمین گل قامت عناز یار سے زیادہ خوشنما پھل ان کے بہ از عقد ثریا گلزار رنگین مینا فام کی خیرت دہ ملک زنگاری باغبان قدرت و گلبند اصل حکمت کی نئی نئی طرح کی صناعی اور رنگ برنگ کی گلکاری کہین سبزہ اپنی لہلہاہٹ کے رو برو سنبلہ چرخ کو پژمردہ بناتا کہین طائر خوش نوا موسیقار کو بے سر ا اور زاغ آواز خطاب فرماتا شگوفہ ہائے گلہائے بوقلمون اس طرح بستہ تھے کہ غنچہ ہائے خاطر آشفتہ شگفتہ فرماتے تھے گلگون پائے شاہد بہار مین نظر آتے تھے اس صورت سے درخت کلیون مین لدے تھے کہ شاخون کے سر جڑ دوں سے مل گئے تھے ثمردار درخت یک بخت کام جان بیمار دشت کو پر ذائقہ کرتے تھے وہ لطافت رکھتے تھے کہ انگلی کے اشارے سے ٹپکے پڑتے تھے کوسون تک عالم بہار تھا خزان کا وہان کم گذار تھا کہ

نظم

یکے بیشہ دید اندران پہن دشت	کہ گفتی بر ادر کشاید گذشت
زبس رنگ و بوی وز آب روان	تو گفتی کزو تازہ گردد روان
ہوا خوشگوار و زمین خوب رنگ	ز برگان زمینش چو پشت پلنگ
درختان بسیار و آب روان	ہمی شد مل سالخوردہ جوان
بیاراستہ ہمچو باغ بہار	سراسر پر از رنگ و بوی نگار

گل نودمیدہ گلزار صاحبقران شہزادہ ایرج نوجوان سیر کنان اس مرغزار مینوشان مین روان تھا کہ دور ایک دیوار یاقوت رمانی کی نظر آئی پچھلا پہر دن باقی تھا شہزادہ کو گمان ہوا کہ مہر جہانتاب تہ آب ہو گیا ہے اسی وجہ سے لباس ارض وغیرہ ارغوانی نظر آتا ہے یہ سوچکر آگے بڑھا یہ نہ معلوم تھا کہ پیر فلک کی آنکھون مین خون اترا ہے کسی گلرخسار کی محبت مین اشک خونین رولائے گا۔

ملاقات ہونا شہزادہ ایرج اور ملکہ بران شمشیر زن سے اور عاشق ہو کر دونون کا کنایۃً اظہار محبت کرکے باہم گفتگوے عشق آمیز کرنا پھر لوح دیکھ ملکہ کا بدرد و غم رخصت ہونا اور شہزادے کا ہجر مین بیقرار ہوکر رونا پھر فتح طلسم آئینہ کا جانا اپنے لشکر کی طرف بلور جادو کو لے کر لمؤلفہٗ

ہان ساقیا دے وہ مے مجھے تیز	جس کا کہ ہو نشہ عشق انگیز
ہان مطربا وہ غزل سنا دے	دھن عشق کی دل کو جو لگا دے
وہ آنکھون مین نشہ سیری چھائے	جو صورت یار کو دکھائے

در پیش ہے اک نئی ملاقات / نازل ہوا چاہتی ہے آفات
دل رنج کا پھر بنے گا مسکن / پھر داغون سے سینہ ہوگا گلشن
پھر دکھ مین فراق کے پھنسین گے / پھر حال پہ اپنے سب ہنسین گے
پھر جوش پہ ہوگی وحشت دل / پھر تھامنا دل کا ہوگا مشکل
فرصت نہ ملے گی غم سے ہم کو / رونا ہے نئے الم سے ہم کو
کاوش پہ جو ہوگی وحشت دل / ہو جائے گا گھر مین رہنا مشکل
پھر سامنے آئے گی تباہی / چھائے گی نظر مین پھر سیاہی
پھر شعلۂ غم جلائے گا دل / پھر تڑپین گے ہم بشکل بسمل
فرصت کہان اشکباریون سے / مہلت کہان دل فگاریون سے
بیتاب رہین گے مثل سیماب / آنکھین محروم لذت خواب
دم بھر کی ہے دن کے گھٹنے مین دیر / ساقی ہوا چاہتا ہے اندھیر
ہو جائیگا اک پری کا سایہ / زلفون کا بڑھے گا سر مین سودا
گیسو ہون گے کمند الفت / آزادہ دل کو بند الفت
ہے طائر دل کو زلف پھر دام / پھر صبح بہار کی ہے اب شام
ہان ساقیا کر تو مہربانی / دے آج شراب ارغوانی
پھر ہم کہان اور کہان یہ جلسہ / پھر رند کہان کہان یہ بادہ
بس جانہ یہ نابجا حکایت / لازم نہین عشق کی شکایت
ہے تیر بلا کا دل نشانہ / لکھیے اک عشق کا فسانہ
کنون بر شگفتی یکے داستان / بپیوند از گفتۂ باستان

عاشقان شاہد رعنائے مضامین و مشتاقان عروس زیبائے کلام رنگین بعشوہ طرازی معشوق خامہ پیکر نادر زمانہ جان تحریر کو نظر دشت نوردان محبت مین اس طرح جلوہ گر فرماتے ہین اور وادی بے پایان الفت مین معشوقۂ زیبا صورت داستان کو کشان کشان یون لاتے ہین کہ جب سیاح دشت طلسمات ایرج خوش صفات اس دیوار کی طرف ششدر ہو کر چلا یہانتک کہ نزدیک اس کے پہونچا دیکھا کہ دیوار سر بفلک کشیدہ ہے اسی کی سرخی سے لالون لال تمام صحرا ہے زینت طراز دہر نے شاہ بہار کو پھول گلنار پوش بنایا ہے درختون پر اس کی سرخی کا عکس چھایا ہے اس دیوار کو نقش بر دیوار حیرت سے بنا پا بگل ہو کر کھڑا ہو رہا دل سے کہتا تھا کہ یہ کس سکندر منش نے سد کھینچی ہے آئینہ دار حیران تھا کہ یاقوت کی حد کھینچی ہے اسی فکر مین تھا کہ عشق فتنہ گر نے رخنہ پردازی کی تڑاقے کی صدا آئی اور

دیوار مین در پیدا ہوا اس طرف ایک مکان عالیشان نظر آیا کہ جو آرایش و زیبایش رشک فزاے قصور جنان تھا سامان عیش و راحت سے بصد تکلفات آراستہ نہایت پیراستہ کہ بموجب **نظم**

سراسر ہمہ کاخ و ایوان و باغ ۔ ہمی تافت ہر سو چو روشن چراغ
بہر گوشہ گنبدے ساختہ ۔ سرش را بابر اندر افراشتہ
ز سنگ و ز گچ ساختہ وز زر خام ۔ و زان گوہرے کس ندانیم نام
خوش و خرم و خوب آراستہ ۔ بہر جاے گنجے پر از خواستہ
یکے تخت زرین ستادند پیش ۔ ہمہ پایہا چون سر گاو میش
بدو در ز پیروزہ کردہ نگار ۔ بہ دیبا بیاراستہ شاہوار

اس تخت جواہر آگین پر ایک عنبرین گیسو خورشید رو کو جلوہ گر پایا کہ ہر تار زلف اُسکا سودا کیش عقل زلیخاے مصر محبت دلیلاے محمل الفت ہر لمعہ آفتاب رخ تابندہ تا شعاع مہر رفعت ہر اس طرح کا جواہر کار زیور وہ مرصع طراز زیور حسن پہنے ہر کہ کبھی شاہزادہ تو کیا پیر فلک نے بھی نہ دیکھا ہوگا ایسا حسن دلاویز گردون کے سات پشت کو بھی نظر نہ آیا ہوگا جفا مین اس ستم جو ناز پرور کی جور گردون سے کہین بڑھ کر نازک مزاجی مین طبیعت خود پسند اُسکی ٹوٹے ہوے شیشۂ دل عشاق سے نازک تر آئین حسن خوبی کی جوہر آسمان رعنائی و زیبائی کی درخشندہ اختر ساقی ازل نے بادۂ ناب دلبری سے اسکو پرخمار و سرشار کیا تھا باغبان حقیقی نے چمن رنگین جمال کو اُسکے ہمیشہ پربہار بنایا تھا طور زیبائی کی تجلی تھی حرمت بان لیلے تھی نور دیدہ کا شانۂ وفا کی شمع پر نور ناز و ادا مین یگانہ آفت زمانہ بانی صد جور و ستم ستودہ شیم قامت پر قیامت نار سے مسیحائی پیدا تھی پیشانی چہرہ نورانی مژگان خنجر بران ابرو نازک سنان زہرہ شمائل آئینہ رو مشتری خصائل سمن بو دست رنگین حنا آلودہ خون صد بہار سے بہتر گلرخان فرخا کیا جنان کے گلزار سے اسیر کاکل سیاہ دلربائی شہنشاہ مغرور کشور بیوفائی دارو ے درد اشتیاق مرہم زخم جان فراق حسن مست متوالی پہلو مین اُف اُف کرنے والی کہ اُس کے حسن کی نسبت یہ کہنا رواہی کہ **ابیات**

یکے ماہ وش بود کز دلبری ۔ پری را بسخ کردہ از دلبری
شبستان گلستان بدیدار اوے ۔ دو زلفین مشکین و گلنار روے
سخ رو شنش آتش آبدار ۔ سر زلف او عنبر نامدار
کمند افگنان بستہ گیسوئش ۔ کمان ابروان کشتہ ابروئش
دل آشوب دلبند آفاق بود ۔ بخوبی چو ابروے خود طاق بود
بچہرہ چو زہرہ فرشتہ فریب ۔ دل از چشم جادوے او ناشکیب

بلا را بلندی و بالائے روئے ‫ ‫ دو گیسو سر از حلقہ تا پائے اوئے
بہر شست کان زلف دلخواہ داشت ‫ ‫ پریشان و شوریدہ پنجاہ داشت
بتش مردہ را باز دادی روان ‫ ‫ ز دیدار او پیر گشتی جوان
حدیث دہانش چو آمد پدید ‫ ‫ سخن در بیانش بہ تنگی رسید
شدہ سال آن سرو آراستہ ‫ ‫ سہ چار دو از ماہ تو کاستہ
جہان چون بمردیش ہمتا نبود ‫ ‫ بمانند مردیش یکتا نبود
بمیدان جنگ از برون آمدے ‫ ‫ بمردی ز مردان فزون آمدے
بروئے بمردی و پا در رکیب ‫ ‫ نہ دلہا قرار و نہ جانہا شکیب

شہزادہ سیف نے اس بت دلفریب اور صنم با زینت و زیب کو دیکھکر دل سے صبر و شکیب کھویا حالت دل مضطر دگرگون ہوئی غشی طاری ہونے لگی بمشکل اپنے تئین سنبھالا اور پکارا کہ بیت کس کس نے ہم کو روکا اُس در پہ ہم جو پہونچے ہا لغزش نے پاؤن پکڑے دربان نے ہاتھ کھینچا یہ صدا اس عاشق دیدار نے جب سنی شہزادے کی جانب نگاہ کی پہلے تصویر دیکھی تھی اب اصل صورت جانان نظر آئی ایک جوان خورشید جمال کو دیکھا جو نہانی راز کا بھیدی شب وصل کا نا امیدی ہنسکر چھیڑنے والا ستم اٹھانے سے منھ پھیرنے والا راتون کا جگانے والا وصل کے انکار پر روٹھ جانے والا محبت کا پتلا عشق کا نقش زینت چار بالش الفت سراپا وجاہت کی صورت لب شیرین کا ذائقہ مند خانہ حُسن کے لوٹنے مین چاق و چوبند متاع حسن پر دانت لگائے ہونٹھ چوسنے کی آرزو مین منھ پھیلائے در استغنا کا فقیر بوسون کا سائل حسینون کا امیر دلگی پر مائل دشت عشق کا جوگی نہر کاردگی عقیق کو نیلم بنانے والا ہونٹھون پر دانت لگانے والا جسکے پہلو مین نہ ہونے سے دل کو شور و شین انتہا کا بیچین شوخ طرار چلبلا ذرا سی بات پر قسمین دینے والا نمک محبت سے مزے لوٹتے ہوئے شوریدہ سری پر آمادہ ہزارون دل الجھے کروڑون نگر حسن کے برباد کیے قید الفت مین پھنسا انسانیت سے چھوٹے ہوئے معشوقون کی آنکھون کا تارا دل و جان سے زیادہ پیارا پریزادون کا پتلا مہ جبینون کا کھیل نازنینون کے دل کا رکھ رکھاؤ ہم دکھوائی سے شکیب عاشق پُرفریب معشوق بازیب کر

نظم

دام دلہائے مہ جبینان تھے ‫ ‫ گیسوئے پیچدار کے پھندے
مہر سیما و آفتاب جمال ‫ ‫ رخ تھا حور و شکل پری تمثال
عاشقی مین وہ قیس کا اُستاد ‫ ‫ دل لگانے کے سو طریقے یاد
تھے جو ہم صورت کمان ابرو ‫ ‫ یاد تھا اُن کو سب نیا جادو
کھینچنے مین کمان کو بہر فن ‫ ‫ دل کو وہ کھینچتے تھے اپنی طرف

چشم پرفن جو دیکھے سحر بھری ۔ سامری بھولے اپنی جادوگری
سرخ ڈوروں سے صاف یہ اظہار ۔ دل خونین دلوں سے ہے رشتہ دار
گال گل بوستان خوبی کے ۔ جن پہ رو سے پری بھی پڑھتے
لب پہ جلادی اور مسیحائی ۔ کبھی مارے جلائے ہنس کے کبھی
دہن تنگ چشمۂ حیوان ۔ بلکہ جان بخش عاشقان جہان
اسکا چاہ ذقن نظر جو آئے ۔ یوسف دل کو چاہ میں ڈھونڈھ لائے
شرم سے پھیر کے گردن اپنی اٹھا کے ۔ وہ تو گردن اس کی دیکھ جو پائے
مہ جبین عشق دوش میں غم نوش ۔ پھرتے ہیں ... مارے خانہ بدوش
ہاتھ ہیں وہ غضب کی چالاکی ۔ نقد جان لوٹتے ہیں بیباکی
لیکے دل ہاتھ دل میں حسینوں کا ۔ صاف رستہ جیبوں کا ہے سنا
سب حسین عشق میں اس ترنجے پر ۔ بیار ہے اور ہین اسکے سینے پر
شکم صاف رشک عارض حور ۔ لوح سیمین و تختۂ بلور
کس لیے موئے کمر کو نسبت دون ۔ تار تشبیہ نگاہ پر رکھ دون
تار تنویر نور طور رہے یہ ۔ پاک ... جو رہے یہ
ساق پا اسکے مثل آئینہ ۔ صاف ایسے کہ ... کا سینہ
پاؤں میں چال وہ قیامت زا ۔ حشر ہر ہر قدم پہ کردے بپا

ملکہ سینے پر ان جو لوح دستے آئی تھی یا اسی نے دیوار پہ قوت نہ دی تھی اس وقت سراپا سے پری تمثال شہزادہ بیمثال دیکھکر غش ہوگئی کنیز جو ہمراہ آئی تھی اٹھے شہزادہ کی طرف اٹھ کر سکے گلاب چھڑکا جب ملکہ کو ہوش آیا کنیزوں کو فرمایا کہ اس شخص سے جاکر دریافت کرو کہ تم کون ہو کہاں سے آئے ہو کنیز حسب فرمان خدمت ایرج میں آئی تسلیم کی اور پیام ملکہ زبان پر لائی شہزادے نے فرمایا کہ کہدینا کہ یہاں کاروان ناکام تمام ہوچکا اس بے اعتنائی سے خوب آپکا نام ہوچکا ماشاءاللہ تم کڑی کمان کا تیر ہو ہم نخچیر اگر دام عشق میں اسیر ہوئے کبھی شہنشاہ تھے شاہوں کے شاہ تھے اب جنگل مسکن ہے افسوس میرہ حمزہ ہیں اور یہ بیکس ہے سب نے ساتھ چھوڑ دیا یگانہ و بیگانہ نے رشتۂ الفت توڑ دیا اب خدائے واحد ہمراہ ہے لب پر نالہ و آہ ہے کنیز نے یہ قصہ پر درد سنکر کہا میاں تم نے اتنا بڑا سبق پڑھا کہ مجھے ایک بول بھی یاد نہ رہا خیر میں جاتی ہوں اور ملکہ سے جو کچھ یاد رہے گا کہہ سناتی ہوں یہ کہکر ہنستی چلی گئی اور ملکہ سے جاکر عرض رسا ہوئی کہ دارئی جوان نے تو وہ دکھ اپنا کہا اور ایسا باتوں کا تانتا لگایا کہ مجھ نگوڑی کی کچھ سمجھ میں نہیں آیا اب خود بلا کر پوچھیے ملکہ نے کہا اچھا بلا لا کنیز پھر آئی اور کہا چلیے آپ کو بلاتی ہیں شہزادہ اسکے ساتھ سامنے ملکہ کے گیا ملکہ نے

شہزادے سے کہا تشریف رکھیے اور قدم رنجہ فرمانے کا سبب بتلائیے شہزادہ اجازت پاکر پہلو میں ملکہ کے جا بیٹھا اُس نے شرما کر سر نیچا کر لیا گویا گیا ہوا دل پہلو میں پھر آگیا آہستہ سے فرمایا کہ آپ کی چالاکی کے صدقے اچھا فرمائیے کہ آپ کیا مطلب رکھتے ہیں شہزادے نے فرمایا کہ اے ملکہ حال مبتلائے فراق بہت تباہ ہے اسکا خدا گواہ ہے ملکہ نے کہا تو آپ کے سایہ سے خدا بچائے ذرا آہٹ کے بیٹھیے ایسا نہ ہو کہ مجھ پر کہیں پرچھاواں پڑ جائے شہزادے نے کہا مجھ سے میرا سایہ خود بھاگتا ہے وہ تنگ راحت ہوں کہ آرام میرے نام سے کانپتا ہے ملکہ نے جواب دیا کہ تمہاری ملاقات کیا گویا جی کا جنجال ہوئی میں آپ کو بلا کے خوب نہال ہوئی شہزادہ بولا کہ بس اب نہ ٹالو ہماری طرح آئینہ پیار کرو عاشق کے کہنے کا اعتبار کرو ملکہ جواب دہ ہوئی کہ جی خوش اچھی تو آپ اور دکھڑا کہتے تھے اب نام خدا سے میرے گلے کا ہار ہوئے خوب پاؤں پھیلائے اے صاحب تم جس پر مرتے ہو وہی تم کو مبارک رہے ایک کو تو قید الم سے چھڑا لو جب دوسری پر آنکھ ڈالو یہی شرط الفت ہے کہ ایک تو اسیر دشمن رہے اور عاشق اسکا دوسرے سے مزے اڑائے واہ واہ آپ کا بھی عشق دیکھا شہزادے نے کہا اے بحر الفت وائے دریائے محبت واسطہ خدا کا تسکین دل بیتاب کر میری جانب ایسا نہ خطاب کر دل کا حساب لے ابھی تعداد اپنے سوال کا جواب لے جس کی الفت میں صحرا نورد ہوں نہ اُس کو چھوڑونگا نہ تیرے عشق سے منھ موڑونگا میں اسی لیے پیدا ہوا ہوں کہ سختیاں ہمیشہ سہونگا ملکہ نے یہ سنکر ایک قہقہہ مارا اور کہا یہ شرکت اچھی نہیں کہ بموجب بیت میں اس طرح کا دل لگاتی نہیں ہوں یہ حرکت بندی کو بھاتی نہیں شہزادے نے جب نام دل لگانے کا سنا ملکہ سے لپٹ گیا اور پکارا کہ اے حور شمائل اے راحت دل پری رکھائی سے عشق درہم برہم ہو گیا دیکھ تو میرے دل کا کیا عالم ہو گیا جانی میں دل نازک تیرے مزاج سے زیادہ رکھتا ہوں بے پروائی سے مر جاؤنگا جی سے گزر جاؤنگا دیکھو تو میرا دل کیا مزے دکھلاتا ہے بنا خریدار کیا رنگ لاتا ہے ملکہ نے کہا صاحب سنبھلیے بہت بڑھنا اچھا نہیں ہو خیر میں کہے دیتی ہوں کہ ہاں میں بھی تم سے نسبت رکھتی ہوں بس اب زیادہ عشق نہ جتاؤ بک بک کر میرا مغز نہ پھراؤ تمھارے دم نے پر کلیجہ کانپتا ہے جی ہانپتا ہے شہزادے سے کہا یارے آپ کو رحم تو آیا میرے جذبۂ دل نے اثر دکھلایا ملکہ یہ سنکر چپ ہو رہی شہزادے نے کچھ چھیڑ چھاڑ نہ کی ملکہ نے کشتی شراب کی کھینچکر جام شراب بھرا اور شہزادے کو دیا شہزادے نے فرمایا کہ اے غارتگر ہوش دختر رز تیرا دین کیا ہے ملکہ نے ہنسکر کہا کیا کافر پرستی اور ستمگاری اپنے مذہب میں روا ہے جو کوئی ہم سے دل لگائے وہ ہمارے محراب ابرو کا ساجد بنے ہمارا آئین اختیار کرے شہزادہ یہ کلام سن کر سن ہو گیا پھر دل سے کہا گو اس کی محبت میں جان بھی جائے لیکن دین اسلام میں رخنہ نہ آئے یہ سوچ کر چاہتا تھا کہ اٹھے ملکہ اسکے سبب سے ناراضی پہچان کر ہنسی اور کہا صاحب آپ خفا نہ ہوں میں شریک عمرو عیار ہوں اور وہ میرے گھر میں آج کل تشریف فرما ہیں مجھکو مطیع اسلام سمجھیے اور شراب نوش کیجیے یہ سنتا تھا کہ شہزادے نے فارغ ہو پیمانہ بادہ احمر

بشاشت سے سرخ ہو گیا اور جام ملکہ کے ہاتھ سے لے کر پیا دور جام احمر شروع ہوا اس عرصے میں بزم پر نور انجم افلاک میں ساغر گردش پذیر ہوا اور جام زرین آفتاب کو ساقی ازل نے طاق مغرب میں دھرا کہ

ابیات

چو خوردند و گشتند از باده مست — کشادند از باده بر باد دست
ہمی تا کہ خورشید پوشیدہ چہر — ستارہ درخشان شدہ بر سپہر

بران نے وہ دیوار یاقوت نگار سحر کی مٹادی اب کوسوں تک وہی دشت پر فرح افزا جس کا ذکر اول ہوا نظر آنے لگا اور سبزہ پر فرش چاندنی کا عجب روپ دیتا تھا زمرد پر بلور کو جیسے بچھایا تھا نہر چاہ اور چشموں کی تراوٹ گرمی کی فصل یونہی سی خنکی صحرا کا سناٹا محبوب گلعذار کے ساتھ شغل مے خواری سبحان اللہ اس مزے کو کوئی شوریدگان دشت محبت کے دل سے پوچھے وہ چاند پہ لکۂ ابر کا آجانا دشت میں نور کے تڑکے کا عالم چھانا پھر چاندنی سے دشت دور نکار چمکنا عجب کیفیت دکھاتا کہ

مسدس

صحن میں واہ واہ زور کھلی تھی چاندنی — چاند بلور میں لیتا تھا اور کھلی تھی چاندنی
آیا تھا یار گلبدن بن کے بادلہ زری — بجلی تھی تار تار میں مہر کی جھلک نئی نئی
بوس و کنار و جام سے عیش و طرب تھی خوشی — آئیں کہیں سے یک بیک مرغ سحر نے بانگ دی

صبح دمید و شب گذشت آہ چنین بجا نرفت
رشتۂ سحر سہ کنید یار بدین بہانہ رفت

کیا ہی مزے سے عیش کی رات تھیں کامیابیاں — چھوٹی تھیں ماہتاب کی نہر میں ماہتابیاں
آگے جتنی تھیں صف بصف کیسی بھری گلابیاں — آنکھوں نشوں کی مستیاں یار کو نیم خوابیاں
سینوں میں اضطرابیاں آنکھوں میں بیحجابیاں — آئیں فلک نے رشک سے ڈالیں یہ کچھ خرابیاں

صبح دمید و شب گذشت آہ چنین بجا نرفت
رشتۂ سحر پہ کنید یار بدین بہانہ رفت

رات بھر شغل بادہ کشی رہا شہزادہ اُس ماہتاب تاباں کو بغل میں لے لذت بوس و کنار حاصل کرتا یاران سے ران ہمسری کرتی رہی بوسوں نے مسی ہونٹوں کی چھڑائی آخر وہ وقت آیا کہ شاہد روز کے عارض پر نور پر مشاطہ قدرت نے گلگونہ شفق ملا اور لب سحر پر کہ مسی مالیدہ سواد شب تھے لالی چھائی کر بموجب

نظم

چو شب را امید سیاہی نماند — شہ زنگ را بادشاہی نماند
رخ فرخ آفتاب سپہر — بیاراست روئے زمین را بمہر

ملکہ صبح ہوتے ہی آنکھوں میں آنسو بھر لائی اور مثل نسیم سحر آہ سرد بھرنے لگی شہزادے نے بھی اپنی حالت

تباہ کی ملکہ نے فرمایا کہ اے نوجوان میرا راز کسی سے نہ کہنا میں دختر کوکب روشن ضمیر بادشاہ طلسم نور افشاں ہوں مجھکو لوح طلسم آئینہ دینے آئی تھی یہاں دام محبت زلف گرہ گیر میں اسیر ہوئی خیر یہ محبت اپنی جتانا یادرکھنا یہ لوح حاضر ہی اور طلسم فتح کرکے اپنے لشکر میں پھر جاؤ نظر بفضل کریم کارساز رکھنا دہ خدائے لایزال جب کبھی ہم کو ملائے گا تو پھر دیدار میسر آئیگا ایک طور تم سے ملنے کا نکلا ہی کہ باپ میرا شریک عمرو ہوا ہی جو فلک کو برا نہ معلوم ہو اور عمرو سے اور میرے باپ سے دوستی رہے پھر البتہ تم سے ملاقات ہوگی اور نہ ہم کہاں اور تم کہاں دیکھیے اس عشق کا کیا نتیجہ ہوتا ہی جان جاتی ہی یا محبوب ملتا ہی یہ کہکر سارا حال عمرو کا پہلے جال سے اٹھا لانا اور پھر دوبارہ مخمور کے ساتھ اسکا آنا حال جشن اور سامان دعوت وغیرہ مہیا کرنے کی کیفیت بیان کی پھر روکر کلمہ افتراق زبان پر لائی غم مفارقت سے بیتاب ہوکر رونے لگی شہزادے نے اُس مہ پارہ کو گلے سے لگایا فرمایا کہ بموجب ابیات

بعد میرے کیوں نوید وصل یار آنے کو تھی　　دو دن ہی بس گئے جسمیں بہار آنے کو تھی
آسمان پھرتا رہا ہی مضطرب وعدے کی رات　　کونسی مجھ تک خوشی پروردگار آنے کو تھی
میرے مرنے کی خبر سنکر کیا مشکل سے ضبط　　آنکھ ہر خون پر ہنسی بے اختیار آنے کو تھی
صبر آتا دیکھکر ظالم نے پھر تڑپا دیا　　میری قابو میں طبیعت ابکی بار آنے کو تھی

اے مہجوروں کی تسکین دینے والی اے مشتاقوں کی خبر لینے والی ہماری دل افگاری مبارک ہو ہمیں بیقراری مبارک ہو ہمیں اس جنگل میں جب تڑپینگے کون اُٹھائیگا تجھے یاد کرکے جب روئینگے کون سمجھائیگا اب ہمکو گلستان جدائی کی بہار نے کھلنا ہی فصل خزان میں لطف لالہ زار دیکھنا ہی سینہ داغ اندوہ سے نیا رنگ دکھائیگا ہر تختۂ لالہ باغ کو شرمائیگا ساعد نازک آپ کا یاد کرکے جسم برنگ شاخ شجر لاغر ہوگا ساق نہال قامت کو یاد کرکے عکس درخت خشک کا نقشہ ظاہر ہوگا کیوں اپنا رخسار رشک گلشن دکھایا اے عندلیب حدیقہ ناز کیوں برنگ بلبل مجھ کو تڑپایا کہ استخوان میرے ابھی سے لبان شمع روشن سوز فراق سے جلتے ہیں منھ سے بات کرنے نہ دھوئیں نکلتے ہیں سچ ہی آپ کا کچھ قصور نہیں تقدیر میں یہی تھا کہ بموجب نظم

عیب نکلا جو ہنر پیدا کیا　　ہم نے کھویا جس قدر پیدا کیا
اے زہے سرمایہ رنج و الم　　ہم نے تجھ کو عمر بھر پیدا کیا
کھوئے دیتا ہی مجھے دنیا سے وہ　　جسکو میں نے ڈھونڈھ کر پیدا کیا
ہائے رے میں واہ کیا کہنا مرا　　رنج ان کو چھیڑ کر پیدا کیا

نگار نے یہ حکایت عشق زبان شہزادہ دلدادہ سے سنکر کہا کہ اے معشوقوں کے منانے والے ہر بات پر صدقے جانے والے نازنین مزاج معشوقوں کے سرتاج شمری تمہیں جب ہم کو یاد آئیگی تو تڑپا تڑپا آنسو شب بھر میں بہا لائیں گی تم تو گلشن ہجر کی بہار دیکھ کر دیوانہ پن کی گردونگے بلبل مثال دشتیوں کرکے بعد یاس

دل پر آرمان کی بھڑاس بھی نکالو سگے ہم مثل طائر اسیر قفس فراق گلزار عشرت سے دور ریاض وصل کے مشتاق دل ہی مین گھٹین گے حسرت سے ایک ایک کا منھ دیکھین گے کچھ کہہ نہ سکین گے جب تیری صورت کا خیال آئے گا خواب مین بھی دیکھنا محال ہو جائیگا غنچہ سربستہ کی طرح خاموش رہینگے دل پرخون مین دانون کے جوش رہین سگے دل کہین اور ہم کہین یہ سامان بےخبری نظر آتے ہین کیا کہین بہت پچھتاتے ہین نظم

تیر سے خدنگ ادا کا وہی نشانہ ہوا
کہ جسکے عشق مین تو آفت زمانہ ہوا
عدو کی ٹھوکرین کھانے کو ہاے دل میرا
عدو سے آگے ترا سنگ آستانہ ہوا
پیچ پہ نہ سوچے کہ مجھ پر گذر گئی کیا کیا
کہین نہ دفعۂ فرقت مرا فسانہ ہوا
فرشتون کو بھی کیا میری آہ نے تسخیر
یہ کیا بلا ہے کہ اک تو ہی آشنا نہ ہوا
بچا ہوا تھا جو کچھ تیری چال سے فتنہ
بدل کے رنگ وہی گردش زمانہ ہوا
بنا نہ آئے گی صیاد بن کے لے گلچین
کبھی چمن مین اگر میرا آشیانہ ہوا

اے دلبر یہ قصۂ فرقت مختصر نہ ہوگا اچھا خدا حافظ وناصر شہزادہ یہ کہہ کر سکر پکارا کہ بمقتضاے مسدس

ابھی نہین نام و سنتے تھے ہم جدائی کا
دیا فلک نے ہمین بھی یہ سم جدائی کا
وہ سے نہ دیکھا تھا درد والم جدائی کا
برا ہے مرگ سے ایک ایک دم جدائی کا
غضب ہے قہر ہے یار و ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلاے سم جدائی کا

ملکہ روتی ہوئی تخت پر بیٹھکر اور طرح شہزادے کو پکار آخرکار روانہ ہوئی یہ محو دیدار بہمہ تن ہمہ وصل لداے نرگس دار اس وقت تک ٹکٹکی باندھے رہا کہ جبتک تخت اس پری کا بلند ہوا تھا جب سامنے سے وہ بلقیس دوران پنہان ہو گئی اس سلیمان بزم ماتم آسمان پیغم ٹوٹ پڑا انسان شبنم فرش خاک دشت پر گرا اور مثل گوہر بحر چشم عاشق گوہر جان کو خاک مین ملاتا تھا دامن صحرا کو بھگوتا تخت دل آہ کے ساتھ لب پر لاتا تھا جب زیادہ بیتابی ستاتی تو مضطرب ہو کر یہ خطاب فرماتا تھا کہ مسدس

جب سے تمکو لیگیا ہے یہ فلک ظلم کہین
ہم پہ جو گذرا ہے گذرا وہ کسی پر کم کہین
جی تڑستا ہے کہین اور چشم پر نم ہے کہین
نے تسلی ہے نہ دل کو چین ہے آرام کہین
چھوٹ جاوین غم کے ہاتھون سے جو نکلے دم کہین
خاک ایسی زندگی پر ہم کہین اور تم کہین

ادھر ملکہ اشک ریزان و نالہ کشان ہوئی داغ عشق پر دل آہ برلب بصد رنج و تعب وان بھی سرگرم فغان تھی وہ صبح کا وقت اور تخت کا بلند ہونا نسیم سحر کا چلنا غنچہ نو شگفتہ سا خاطر حزین کو کھلاتا تھا کسی دل رنگین کا مسکرانا یاد آتا تھا آفتاب کا طالع ہونا شاہد مہر کا دیدۂ پرخون دکھائی دیتا تھا روے سحر

پسمردگی چھائی تھی وہ دھوپ نہین نکل آئی تھی کلیان پھولون کی خاموش لب صورتی نظر آتی تھین آنکھین نرگستان مین گھورتی نظر آتی تھین جب پپیہا پی کہان کہتا تھا ملکہ کا جی کہان قابو مین رہتا تھا سورہ کی چنگھاڑ شیون و فریاد عاشق کا مزا یاد دلاتی کوئل کی کوک دل مین ہوک اٹھاتی اس کشتۂ فرقت پر غش طاری ہوتا جب ذرا ہوش مین آتی تو قلزم دیدۂ پرنم سے سیل خون بہاتی اور یہ فرماتی کہ **خمسہ**

لڑی ہے آنکھ اک شوخ حسین سے
سمندر جوش مارے گا زمین سے
لہو رونے کا چشم پاک بین سے
لپیگی سیل خونش عرش برین سے
ٹپکتا ہے یہ میری آستین سے

وہ شہزادے کا پیار کرنا اور بوسے لینا جب یاد آتا تھا تو رہے تاب کہ یارا غم چھپا جاتا تھا بسان گل مرجھا جاتی تھی جو غنچۂ حیاتی کہ لگی تھی دل بیقرار پہلو مین دلدار کو ڈھونڈھتا تخت اڑا کر طلسم کی طرف جاتی مگر سحر الشان زبان سے نکلتا تخت شہزادے کی طرف چلتا کنیز ہمراہی کی عرض کرتی کہ دارا ہی ادھر چلیے تو چونک جاتی اور اسی صحرا کی طرف جان لیے خشیدہ کو چھوڑ اہیر منھ کر کے فرماتی **خمسہ**

بچھیگا زمین کو دامن کی فرش خواب کوئی بھی
بہائیگا نہ آنکھون سے کبھی خوناب کوئی بھی
نہ اس ظلم و ستم کی لا سکیگا تاب کوئی بھی
جفا سے اسکی ٹھہر سکیگا نہ لے تو آب کوئی بھی
رہین گے دیکھ لینا کوسے جانان مین پڑے ہون

آخر اسی طرح بصد آہ و زاری و بہزار بیقراری طلسم مین پہنچی اور صدر عزت پر بیٹھکر تیاری استقبال عمرو مین مصروف ہوئی مگر اس طرف مجروح خنجر ادا و ندلوح تیغ جفا ایرج دلدادۂ دلربا کا حال بیان ہوتا ہے کہ یہ غنچۂ دل ملکہ دیکھ کر غم دل فرقت کا سبق مین نے کر مع لوح طلسم آگے چلے وہ نور کا تڑکا ہے کہ ٹھنڈی ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی روسپید آہ سرد بھرتا ہے سرد مہری فلک نے کافور سحر کا مرہم بہر زخم دل جگر بنایا ہے سوزش داغ دل کے لیے آفتاب کا پھایا چڑھانا چاہیے وہ بہاتا جنگل اس نگر کے جانے سے سونا سونا ہو گیا تھا ہر کوہ فرہاد کی طرح سر سے جوے خون بہاتا تھا جب آفتاب کا عکس آتشبار قلعہ کوہ مین نظر آتا تھا شہزادہ جوش وحشت مین دامن صحرا کی دھجیاں اڑاتا تھا جب بشکل قیس غبار برباد کرتا تھا نخل ہرا یک جوب تابوت کشتگان تیغ مفارقت کا بنتا تھا ہر رنگ جور شاہد بہار سے رنگ عاشق بابچہ ملتا نظر آتا تھا شگوفہ مثنا یار گلعذار کا کھلا کر یاد دلاتے ردنی صورت بنا کر رلاتے جو چشمہ تھا وہ جوش گریہ زمین کا نشان دیتا اوس درختون سے ٹپکتی یا ہر نخل روتا تھا جو شجر دشت دنبل یک دیگر نظر آتا تھا یہ مہجور جانتا کہ محبوب سے یہ بھی رخصت ہوتا ہے گریہ زار کا بغلگیر ہونا اسکو بھی یاد آتا تو رو کر خطاب فرماتا کہ بموجب **غزل**

پھر ہوئے جفا روٹھ گیا ہے وہ لالہ
کیا جانیے کس حال مین ہوئے گا عزیزو
اے داغ مبارک ہو تجھے منصب والا
دل آج مرا سلمہ اللہ تعالے

رگ رگ ترے ہجر میں اے رشک مسیحا
مرتا ہوں مرے اب کوئی جینے کی دوا لا

شاید کہ سوارات کو سینے میں مرا دل
نے آہ نہ زاری نہ دم سرد نہ نالا

وہ آپ سے روٹھا نہیں ملنے کا نظر آہ
کیا بیٹھا ہے چل پاؤں پہ جا در اسکو منالا

آخر آفتاب کی تمازت زیادہ ہوئی کچھ ہی دور راہ طے کی تھی کہ بار مفارقت نے بٹھا دیا تھک کر ایک جگہ بیٹھ رہا فرش خاک پہ لوٹنے لگا اور باد صبا سے یہ کہتا تھا کہ بمقتضائے غزل

اے باد مشکبو بگذر سوے آن نگار
بکشا گرہ ز زلفش و بوئے من بیار

با او بگو کہ اے مہ نا مہربان من
باز آ کہ عاشقان تو سردند از انتظار

دل دادہ ایم مہر تو از جان خریدہ ایم
برما جفا و جور فراقت روا مدار

اے دل مباز با غم ہجران و صبر کن
اے دیدہ در فراقش ازین بیش خون مبار

بارے خیال دوست بہ پیش نظر کنیم
چون بر وصال یار نداریم اختیار

اسی رنج و الم میں جب تیسرا پہر ہوا اور سہانا وقت صحرا میں تھا درخت ہرے ہرے گلہائے زخم داغ دل کو تازگی دینے لگے یہ بیچارہ یاس و حرمان کا بار دوش امید پہ اٹھا کر آگے بڑھا اگر لوح ملنے سے یہ ماجرا گذرا کہ وہ نہ طلسم پہ پہنچنے درہ کوہ میں جو سیّارہ و شاپور کھڑے تھے گویا ہوئے کہ اے حنظل ہم بھی طلسم میں جاتے ہیں کیونکہ شہزادہ فتاح طلسم ضرور ہی پھر ڈھونڈتا پھرتا ہے رفاقت کا یہی مزا ہے کہ ہر حال میں انسان شریک رہے حنظل نے کہا اگر تم جاتے ہو تو میں بھی چلتی ہوں یہ کہہ کر مع عیاروں کے داخل درہ کوہ ہوئی اور بعد طے مسافت راہ اس جنگل میں پہونچی کہ شہزادہ اور ملکہ جہان ملاقی ہوئے تھے دیکھا کہ ہار ٹوٹے پڑے ہیں شراب کی بوتلیں اور جام اوندھے ہیں گویا اہل انجمن کی یاد میں سر جھکائے کچھ سوچتے ہیں پھول لالے کے داغ دل دکھاتے ہیں زبان حال سے کہہ رہے ہیں کہ اسی جگہ سے کسی کو داغ دل نصیب ہوا ہے بیت جابجا پھول یہ لالے کے نہیں صحرا میں جم گیا خون ٹپک کر ترے سودائی کا حنظل نے کہا اے سیّارہ یہاں معلوم ہوتا ہے کوئی بیٹھا تھا یہ کہہ کر خاک اٹھا کر سونگھی اور خوش ہو کر کہا کہ شہزادے کے قدم مبارک کا پتا ملتا ہے غرضکہ تخت سحر پہ بیٹھکر بعجلت تمام چلی اور ایک جگہ پہ پہونچکر صدائے نالہ و فریاد اس نے سنی کہ کوئی مجنون دشت الفت کراہتا ہے غم دل زبان پہ لاتا ہے اس نے کان لگا کر سنا تو یہ سنائی دیا کہ مسدس

پہلے لگا کے دل کو مرے تو نے اپنی چاہ
جب مر چکے ہم آہ کی تو نے اپنی راہ

سمجھے ترا فریب ہم اے شوخ کجکلاہ
اچھی یہ تو نے رسم نکالی ہے واہ واہ

دیدار مے نمائی و پرہیز مے کنی
بازار خویش و آتش ما تیز مے کنی

حنظل اور عیار اسی جگہ اترے شہزادے کو شعر عاشقانہ پڑھتے جاتے دیکھا حنظل اور عیاروں نے رو برو آکر تسلیم کی اور مزاج پوچھا شہزادے نے کہا حالت طلسمی تحیر طاری ہے اسی وجہ سے یہ بیقراری ہے لوح طلسم بفضل خدا ہے میں نے پائی ملکہ بران دختر کوکب نے بھجوا دی اس لیے کہ عمرو کا کوکب شریک ہمارا ہے سارا حال جو زبانی ملکہ کے سنا تھا بیان کیا یہ نہ بتایا کہ ملکہ خود آئی تھی اور میں اسپر عاشق ہوا ہوں یہ اس لیے نہیں کہا کہ ملکہ چلتے چلتے منع کر گئی تھی کہ میرا راز ظاہر نہ کرنا الحاصل لوح ملنے سے کہ حنظل خوش ہوئی اور سمجھی کہ یہ لوگ بڑے صاحب اقبال ہیں اسی طرح شاہ جادوان کو بھی یہ قتل کریں گے غرض یہ سب ملکہ مع شہزادہ ایک جگہ ٹھہرے اور مصروف راحت ہوئے یہ حال سنیے کہ جب تک بران صحرائے طلسم میں رہی اس صحرا کے محافظ ساحر والبتہ سحر ملکہ سے تھے جب ملکہ چلی گئی اسوقت بسبب لوح کے شہزادے کا کچھ کر نہ سکے مگر خدمت آئینہ بار میں گئے اور مجرا کر کے عرض پیرا ہوئے کہ اے بادشاہ عالیجاہ طلسم کشا صحرائے طلسم میں داخل ہوا اور جب سے صحرا میں آیا ہے ہم لوگوں پر عجب سانحہ گذرا کہ سحر فراموش ہو گیا اور جب گھر سے نکلے تھے تو سوا ایک دیوار سرخ یاقوت کے اور کچھ نہ دیکھتے تھے مگر جب وہ دیوار اسوقت ہوئی تو ہماری نگاہ میں باہر آنے سے تاریکی نظر آتی تھی حاصل یہ کہ کسی طور سے ہم طلسم کشا کا حال دریافت نہ کر سکے آج ہمکو سحر بھی یاد آیا اور ہم نے اسکو گرفتار کرنا چاہا مگر اس کے پاس لوح طلسم ہے ہم کچھ نہیں کر سکتے باقی خیریت ہے یہ سنتا تھا کہ آئینہ بدحواس ہو گئی اور چاہتی تھی کہ خود جائے اسوقت بہن اسکی شعلہ دار جو طلسم کوکب سے چلی تھی آکر پہونچی اور بہن سے ملی حال پوچھا آئینہ نے کل کیفیت بیان کر کے مستفسر ہوئی کہ بہن ملکہ بران کا حال کہو کہ وہ کس طرح ہیں شعلہ نے کہا کیا حال اُن کا پوچھتی ہو وہ شریک مسلمانان ہوئیں عمرو عیار وہاں آیا تھا اسی کے استقبال کو تمام ناظم بلائے گئے ہیں بڑی تیاری ہو رہی ہے تحفہ اور خط میں نے دکھلایا تھا ملکہ کو اُنھوں نے مجھکو تاکید حکم دیا کہ جا لوح ایرج کو دلا دے اس کیفیت کو سنکر آئینہ اور زیادہ گھبرائی اور کہا معلوم ہوا کہ لوح طلسم کشا کو ملانے لوحدار سے دلا دی محافظان صحرا ابھی عرض کر گئے ہیں کہ لوح اس کے پاس ہے اے بہن تم جاکر دریافت تو کرو کہ لوحدار کس فکر میں ہے میں فکر گرفتاری طلسم کشا کرتی ہوں شعلہ دار اسکے کہنے سے لوحدار کے مکان پر گئی اُسے تعظیم کر کے بٹھا دیا حال پوچھا اس نے سارا حال بران اور عمرو کا بیان کیا لوحدار تو واقف ہو چکی تھی یہ سب مفصل دار حال سنکر گویا ہوئی کہ اے بہن شعلہ دار سنو ہم کو اور تم کو لازم ہے کہ طلسم کشا سے چلکر ملیں کیونکہ ایک تو مسلمان صاحب اقبال ہوتے ہیں دوسرے کوکب ایسا بادشاہ جب ان کے شریک ہو گیا پھر اس طلسم کا بچنا مشکل ہے شعلہ دار نے کہا آئینہ مجکو مار ڈالے گی لوحدار بولی کہ جب لوح طلسم کشا پاس پہونچیگی تو آئینہ کیا کر سکتی ہے پھر اسمیں کیا طاقت رہے گی ہاں افراسیاب سے مدد طلب کرے اور وہ خود آئے تو شاید آئینہ لڑ سکے سو افراسیاب کا مقابلہ کرنے کو کوکب موجود ہے میں بہن تمھارے بھلے کو کہتی ہوں اگر تم کو جان و مال اپنا بچانا منظور ہے تو میرے ساتھ چلو اور میں جو تم جانتی ہو کہ آئینہ سے مطیع کوکب ہوں جسکا

وہ شریک ہے اسکی مین بھی شریک ہون شعلہ دار کو سمجھانا اس کا پسند آیا اور سوچی کہ یہ سچ کہتی ہے بس گویا ہوئی کہ اچھا
اے نوحدار جو تم نے کہا مجھے منظور ہے نوحدار نے کہا تو اسی وقت میرے ساتھ چلو اور خدمت طلسم کشا مین
چلکر ٹھہرو کیونکہ کچھ دیر مین بموجب ہدایت لوح کے طلسم کشا آیا چاہتا ہے اور جب وہ یہان آجائیگا اس
غدر مین ایسا نہو کہ ہماری بھی جان جائے شعلہ دار نے کہا اچھا چلو نوحدار نے اپنے ملازمین کو تمام مکان
سپرد کیا اور ان سے کہا کہ مین ایک کام کو جاتی ہون تم ہوشیار رہنا یہ کہکر کچھ زر و جواہر لے کر مع شعلہ کے
اسی صحرا کی طرف جہان ملکہ نے اسکو بلایا تھا چلی خیال مین گذرا کہ طلسم کشا دشت طلسم پر جو صحرا ہے اس جا ہوگا
یہ سوچکر اسی طرف روانہ ہوئی اس جنگل تک پہونچی کہ راہ مین ایک درخت کے نیچے چند آدمیون کو بیٹھا
پایا ان کی سمت چلی یہان ادھر **خنطل** نے جو دیکھا کہ جادوگر آتے ہین شہزادے سے کہا کہ آپ الگ ہو جائیے
چند ساحر آتے ہین انکا حال معلوم کرتی ہون کہ کون ہین یہ کہکر آگے بڑھی اور ایک تارنج سحر کھینچ کر مارا
نوحدار نے دستک دی کہ تارنج زمین پر گر کر سما گیا اور اس نے پکار کر کہا کہ بارادۂ اطاعت ہم آتے ہین
کوئی دشمن نہین ہین بلکہ ہم ملازمان ملکہ **بران** ہین یہ سنا تھا کہ شہزادے نے **خنطل** کو منع کیا اور آپ آگے
بڑھے نوحدار نے دوڑ کر سر پاؤن پر رکھ دیا شہزادے نے سر اسکا سینے سے لگایا پھر شعلہ دار کی ملازمت
ہوئی جب یہ دونون حلقۂ اطاعت مین آچکین نوحدار جادو عرض رسا ہوئی کہ حضور نے تامل درباب طلسم شکنی
کیون فرمایا ہرچند کہ آپ کا آئینۂ اقبال تو زنگ غبار ملال نہین کر سکتا ہے لیکن دشمن کو مہلت دینا نہ چاہیے شہزادے
نے اس کے کہنے سے وضو کیا اور لوح طلسم کو دیکھا اس مین کچھ معلوم نہوا واضح ہو کہ لوح طلسم کی شکل قرعۂ رمال
کے موافق ہے جیسا کہ اربعہ عناصر سے علم رمل وضع کیا گیا ہے ویسے ہی طلسم بنانے کا حال اور اس کے باطل کرنے
کا ماجرا حکما نے لوح طلسم مین رکھا ہے مثال اسکی یہ ہے کہ چار نقطہ اس طرح پر دے (⁘) ان کو اس طرح
پر منقسم کیا کہ اول نقطہ آتش دوسرا باد تیسرا آب چوتھا خاک پس ان ہی چار نقطون کو چار مین ضرب دیا
تو چار چوک سولہ ہوے سولہ شکلین علم مین بنا کر قرعہ مین کندہ کین اور ان شکلون کو تمام عالم سے حسب مزاج
عناصر منسوب کیا یعنی آتشی شکل کو مشرق سے منسوب کیا اور مزاج گرم سے اور بیماریون مین صفرا سے
قس علیٰ ہذا جو اشیا کہ آتشی ہین اس شکل کو انہی سے نسبت دی اور اسی طرح بادی شکل کو بادی چیزون
سے اور آبی کو آبی چیزون سے اور خاکی کو خاکی چیزون سے نسبت دیا پس رمال جب قرعہ پھینکتا ہے
جس طرح کی شکلین قرعہ مین آتی ہین ویسا ہی حال دریافت کرتا ہے کہ گو بظاہر وہ ایک چھوٹا سا قرعہ ہوتا ہے
مگر تمام عالم کا حال اس سے آئندہ زمانہ کا بتا سکتا ہے ویسے ہی لوح بھی حکما نے بنائی ہے کہ طلسم کے رب النوع
بھی ہوتے ہین اور اسکے ہر چیز کی پیدائش [illegible] اطلاع رکھتے ہین پس لوح مین کچھ نشان ایسے بنا دیے
ہین جس سے حال یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس شخص سے یہ طلسمی مرحلہ از شعبدہ باطل ہوگا طلسم کشا کے دل پر
خداے تعالیٰ نے ان خطوط کو اور نکات کو ظاہر کر دیتا ہے کہ وہ اس حال کو دریافت کرکے طلسم توڑتا ہے

اور سوائے طلسم کشا کے اور کوئی نہیں پڑھ سکتا جسکی قسمت میں وہ طلسم فتح کرنا ہوگا اُسی پر حال لوح ظاہر ہوگا اور یہ
بھی قید ہے واسطے فتاح طلسم کے کہ وہ شخص نسل پیغمبر سے ہو اور اپنے وقت کا صاحبقران عصر ہو اور ہر علم سے
واقف ہو اور مثل رستم و اسفندیار ایسے ہزار پہلوان کا اپنے جسم میں زور رکھتا ہو جب طلسم فتح کرسکتا
ہے اور پہلے رجوع بعالم غیب کرکے معلوم کرے کہ میں توڑنے والا اس طلسم کا ہوں یا نہیں اگر بشارت ہو
کہ ہاں یہ طلسم تم فتح کرسکو گے اسوقت قصد اس کا کرے اور اگر منجر بہ بشارت نہ ہو تو ہرگز عزم نہ کرے
اسلیے جب اسد کو طلسم ہوشربا میں امیر نے بھیجا تھا تو خواجہ بزرجمہر سے دریافت کرلیا تھا کہ طلسم ہوشربا
کی فتح کس کے نام ہے جب خواجہ بزرجمہر نے اسد کا نام بتلایا سوقت امیر نے بھیجا اور امیر کے بیٹے ہر علم
سے ماہر اور شجاع اور نسل پیغمبر جناب براہیم سے ہیں الغرض آتا ہوں میں مطلب پر کہ شاہزادہ ایرج
نے جب دیکھا کہ حرف لوح ظاہر نہ ہوئے خیال میں گذرا کہ تونے بشارت عالم الغیب سے نہیں پائی شاید
فتاح طلسم نہیں ہے پس آج رات کو عبادت صانع طلسم عالم کرکے فیضیاب بشارت سے ہونا چاہیے
یہ سوچکر چاہا کہ مصلّے بچھائے پھر خیال میں آیا کہ اگر تو فاتح اس طلسم کا نہ ہوتا تو یہ سامان بہم نہ پہنچتا یعنے
یکایک لوح نہ ملتی تیغہ سحر دستیاب نہ ہوتا شہزادی طلسم کی تیرے عشق میں قید نہ ہوجاتی یہ سب آثار
فتح طلسم کے ہیں اور اسی کو بشارت غیبی سمجھنا چاہیے پس یہی سوچ رہا تھا کہ نوحدار نے بڑھکر دست بستہ
عرض کیا کہ حضور کے چہرۂ اقدس پر آثار فکر و تردد کے پائے جاتے ہیں اس کا کیا باعث ہے شہزادے نے
فرمایا کہ اے نوحدار میں نے لوح کو دیکھا تو اس میں کچھ ظاہر نہیں ہوتا اسی فکر میں ہوں کہ کیونکر طلسم توڑوں
نوحدار نے یہ سنکر عرض کیا کہ داری یہ طلسم سخت زیادہ ہیں بانیان طلسم نے لوح یہ بنا کر اُسکو تاریک کردیا
ہے اور اسکی لاگ یہ رکھی ہے کہ سمت مغرب ایک دریا ہے اس دریا پہ جاکر لوح کو جب طلسم کشا دکھائے تو
اس دریا سے مچھلی نکلے گی کہ نام اُسکا ماہی شکیل طلسم ہے واقعی اسم بامسمّی ہے پس جب وہ مچھلی باہر دریا سے
آئے تو اس کے دو ٹکڑے کرے اور اُسکے خون سے لوح کو دھوئے تب لوح میں حرف پیدا ہوں گے یہ
کنیز از بسکہ نوحدار بھی اس وجہ سے حال جانتی تھی تاب ایسا ہی کہتے کہ اُسی دریا کی جانب روانہ ہوجیے
شہزادہ یہ بیان سُنکر بہت خوش ہوا اور بموجب اُس کے بتلانے کے اُسی جانب چلا یہ سب بھی ملکر
ہمنورد سحر اُسکے اور عقب شہزادہ چلے عیار بھی دونوں پراگندہ ہوکر بطور مخفی چلے شہزادہ سیر طلسم کرتا کہیں
کوہ کہیں دریا کسی جا دشت پُر فضا دیکھتا ہوا روان تھا آخر بعد قطع منازل و طے مراحل اُسی دریا پہ گذر ہوا
کہ جس کا پتہ نوحدار نے بتایا تھا ایک دریائے زخار و قہار کو دیکھا کہ ایک ایک موج اس کی بسان کوہ
بلند ہوتی ہے حباب نہر سے آنکھیں نکالے ہیں گرداب گردش بدبختان یاد دلاتے ہیں بوجہ تلاطم گھبرائے ہوئے
دل کی طرح جوش مارتے ہیں جیسے دل کو گھلاتے ہیں حباب اس کے رشک حباب آسمان غنچۂ خورشید مہ برو
اسکی عظمت و جلال کے لرزاں فرط ندامت سے برج آبی میں جاکر سرد ہوجاتا چہرہ اسکا تمام زرد ہوجاتا

بلکہ اسی دریا مین غیرت سے ڈوبا نظر آجاتا تا جانوران آبی اس تلاطم زخار کے کنارے بیٹھے اتنے بڑے تھے جو نسر سپہر کو شکار کرتے بلکہ انکے خوف سے کرگس فلک اور سیمرغ قاف آشیانہ اور گھونسلے سے چرخ برین کے باہر نہ نکلتے ماہی زمین روبروے نہنگ دلتنگ ہوکر زیر زمین پوشیدہ سرطان فلک مقابل سرطان سہاچا عکس آسمان کا جو اس بحر مین ظاہر ہوتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ یم بے پایان آسمان غیرت سے پانی مین ڈوب گیا ہے کہ بمقتضاے ابیات

وہ تھا بحر پرجوش قہر خدا — کہین اسکا پیدا کنارہ نہ تھا
روانی مین تلوار کی جیسے دھار — مسلسل ہر اک موج تھی مثل مار
کہین اسکا دیکھا ہو اکبار جوش — تو ہے رعد کے دل مین پیدا خروش
اگر جوش پر آکے ہو وہ روان — تو بہتی پھرے کشتی آسمان
اسی بحر کا سن کے قہر و عذاب — ہوا ہے سمندر کا دل آب آب

ایرج اس تلاطم بے پایان کے کنارے ٹھہرا تھا کہ حنظل و بوحدار و شعلہ بہو تجھین اور عیار بھی آئے اور بوحدار نے عرض کیا کہ اے شہریار کوئی دم مین آئینہ یہان آئے گی اور بکھیڑا مچائے گی آپ عیارون سے فرمایئے کہ صحرا مین پراگندہ ہوکر صورت بدل کریں اور آپ کے حال کو دیکھتے رہین وقت بد پر آپ کے پاس آجائین اور مجکو شاہ کوکب نے ایک سحر بتایا تھا کہ شاید مجھسے طلسم ٹوٹ بھی جاتی ہے تو بند رام سحر کے احاطہ بنانا اور اسمین مجبور رہنا تجکو گرفتار نہ کرسکے گا بس مین کنارے اس دریا کے کسی مقام پر احاطہ سحر بناکر مع حنظل و شعلہ کے اسمین بیٹھون گی جب آپ طلسم فتح کرین گے اس وقت حاضر ہونگی شاہزادے نے یہ راے پسند کی اور اسکو اجازت دی بوحدار وہان سے چلی اور ایک جگہ محکم و استوار دیکھکر ترسول سے گرداگرد اپنے دور تک گنڈلا کھینچا اور اسمین بیٹھکر سحر پڑھنا شروع کیا کچھ دیر مین وہ گنڈلا چار دیواری سنگ سیاہ کی بنکر تیار ہوا اور ایسا ایک حصن حصین فلک تمکین بنا کہ در و دین شاہ ارجاسپ چین بھی سامنے اس کے پست و نابکار تھا کہ ابیات

یکے کاخ بد تارک اندر سماک — نہ از دست رنج و نہ از آب خاک
حصارے ز سنگ ست نزدیک کوہ — بر از سبزہ و آب دور از گروہ
چنان قلعہ اندر سرا اندر سحاب — کہ بروے نپرید پران عقاب
یکے راہ بروے وے ساختہ — لبان سپہرے برافراختہ

اس حصار مین بوحدار اور وہ دونوں ساحرہ مقید ہوئین اور عیار بھی جنگل مین جاکر صورتین بدل شاہزادہ کی خبرگیری کرنے لگے بیٹنے قریب اسی دریا کے پھرنے لگے یہان تو یہ ماجرا گذرا اور ادھر جب شعلہ دار کو گئے ہوئے عرصہ گذرا آئینہ نے کتاب طلسم آئینہ نکالی اسمین دیکھکر معلوم کیا کہ طلسم کشا سمت دریاے عجب

جاتا ہے لوحدار نے لوح اسکو دیدی ہے اور شعلہ نے اطاعت کی ہے یہ دیکھتے ہی اس پر غضب طاری ہوا اور اُسی وقت نفیر سحر بجائی افسران فوج سے حکم تیاری لشکر دیا تین لاکھ ساحر غدار بازو بیلہ دفیل و اسپ و ابر سحر تیار ہوکر سوار ہوا بیرقین اڑنے لگین آندھیان بڑے زور و شور سے پیدا ہوئین دال و تیل کے شعلے اُڑنے لگے دمرو اور نفیر و ناقوس بجنے لگے سامری و جمشید کی جے کی صدا بلند ہوئی آئینہ بھی تخت سحر پہ جھمکر بصد قہر و غضب چلی کہ بموجب ابیات

جہان شد پر از نالۂ کرنا ے	ز نالیدن سنج و ہندی درا ے
ہمے رفت لشکر گروہا گروہ	نہ بد دشت پیدا نہ دریا نہ کوہ
شمار سپاہ آمدش صد ہزار	ہمہ شیر مردان و آہن گذار
ز دریا بہ دریا نبد ہیچ راہ	ز اسپ و ز پیل و ز ہیون و سپاہ

شہزادہ یہان لوح کا دو ٹکڑا کر کے دریا میں ڈالا چاہتا تھا کہ یکایک صدا ے دہل و نقارہ سے زمین مین تزلزل آشکار ہوا اور پردے ہوا دریا ے آہن موج مارتا نظر پڑا اپنے دیکھا کہ آئینہ تخت پہ سوار تاج شاہی اور لباس فرمان روائی سے آراستہ آتی ہے اور تین لاکھ ساحر پشت پا اسباب سحر اور آلات حرب سے درست رواں ہین روے آفتاب چھپا ہے اسقدر کثرت لشکر کی پائی جاتی ہے ہر ایک ساحر مکار و غدار ہے سحر مین جمشید روزگار ہے کانون مین کنڈل ڈالے ہین صورت ہیبتناک ہے منھ کالے ہین سحر مین آفت کے پرکالے ہین کہ بقول ابیات

ہر اک قدرۂ دودۂ سامری	ہر اک حاکم کشور ساحری
سیہ اُن کے منھ جیسے ہو کالی رات	ہر اک اہرمن صورت و بدصفات
ملے منھ پہ اپنے عبیر و گلال	پیے نشہ آنکھین کیے لال لال
سیہ منھ پہ سرخی کی ایسی پھبن	کہ ہو چاند کو جس طرح سے گہن

شہزادہ ان کو دیکھکر ٹھہرا تھا کہ آئینہ تخت سے اتر کر دست بستہ سامنے آئی اور براہ مکاری گویا ہوئی کہ اے شہریار گردون وقار میرے طلسم کو باطل کرنے سے کیا فائدہ آپ اُس مچھلی کو نہ نکالیے مجھ سے باج و خراج لیجیے اور مجکو اپنی کنیز جانیے ملکہ بلور کو بھی مین نے چھوڑ دیا یقین ہے کہ خدمت مین آئین آپ میرے ہمراہ قلعہ طلسم مین تشریف فرما ہوجیے تاکہ عقد ملکہ کا آپ سے ہوجاے شہزادے نے یہ تقریر سُنکر خیال کیا کہ جب بادشاہ طلسم اطاعت کرتی ہے تو پھر کیا ضرور ہے کہ محنت طلسم شکنی گوارا کیجیے اور اُسکے ملک کو برباد نہ کیجیے یہ سوچکر چاہتا تھا کہ آئینہ کے ساتھ جائے اُسوقت عیار جو ساحر بنے ہوے پھر رہے تھے فوج آتے دیکھکر قریب شاہزادہ آئے اور گفتگوے آئینہ سنکر پکارے کہ اے شہزادے اگر یہ براہ اطاعت آتی تو فوج ساتھ نہ لاتی معلوم ہوا کہ فقرہ دیتی ہے اگر بلور کو چھوڑ دیا تھا تو ساتھ

کیون نہ لائی اچھا اس سے کہیے کہ تو شہر مین مچھلی نکال لون اور لوح دھو لون تو تیرے ساتھ چلون یہ کہکر عیار
غائب ہوگئے اور شہزادہ ہوشیار ہوگیا اور آئینہ سے جو کہا عیار کہہ گئے تھے وہ سمجھی کہ یہ اب نہ گرفتار
ہوگا بس افسران فوج کو للکارا کہ گرفتار کرو اسکو فوج شہزادے پر چلی اور شہزادے نے جلد لوح کو
دریا مین ڈالا لوح دریا مین پڑنے سے ایک شور دفعۃً پیدا ہوا اور بہت سے پتلے برد کمان لیے نکلے اور فوج
پر تیر افگنی کرنے لگے کہ فوج کا بڑا خسارہ کا اور ایک مچھلی دریا سے نکلی کہ جسکو دیکھکر اژدر [illegible] کا زہرہ آب
ہوجاتا حوت فلک کلمۂ الامان زبان پر لاتا اگر دیکھتا وہ مچھلی [illegible] اژدہا [illegible] ثور فلک کا پتا
شہزادے نے لوح دریا سے نکالی اور مچھلی [illegible] کے ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتے اور لب ساحل
سیل خون جاری ہوئی شہزادے نے لوح [illegible] شور بلند ہوا بعد لمحہ کے جو دیکھا تو
لوح مثل خاطر صافی دلان منور و روشن ہے اور [illegible] طلسم آئینہ کی خون ماہی سے
صیقل ہوئی اب صورت مطلب اُسمین نظر آنے لگی [illegible] لوح روشن ہوئی وہ پتلے جو لڑتے
تھے پھر دریا مین کود کر غائب ہوگئے لشکر [illegible] شہزادہ پر حملہ آور ہوا شہزادے نے لوح کہ
اُسمین حمد الٰہی اول و نعت رسالت پناہی [illegible] ظاہر تھے جس سے یہ معلوم ہوا کہ
فتاح طلسم و اسے سیارہ دین عجائبات جسپر [illegible] دریا کے دیکھتا اُس دعا
کو کہ دعا کے قمر ہی پڑھکر اُس فوج کی جانب پھونکی [illegible] ہوا اور لوح کو [illegible] قمر
مین تماما اور قمر کا برج سرطان ہے اور قمر کا [illegible] پر تسرت ہے اور قمر [illegible]
ہوا بمقابلہ مشتری بعد ہی تھی اور مشتری [illegible] سبب مچھلی کے [illegible]
اور اُسکے خون سے لوح کے دھونے کا حکم تھا [illegible] قوس کی [illegible] جو پتلے دریا سے
نکلے تھے اب تاثیر مقابلہ مشتری ختم ہوئی [illegible] شاہزادے نے دعا جو [illegible]
لوح پر لکھی تھی جلد جلد یاد کرکے پڑھی اور لشکر کی طرف [illegible] دریا کو تلاطم ہوا اور اس قدر
بڑھا کہ لشکر ڈوبنے لگا آخر ساحر پرواز کرکے [illegible] سحر کرنے لگے لیکن بسبب لوح
کے شاہزادے پر تاثیر نہ کی اور پھر اُس نے دعا پڑھی [illegible] دریا سے [illegible] سراپا [illegible]
پہنے سفید لباس قامت رعنا پر آراستہ [illegible] کہ سب کے ہاتھ مین آئینے [illegible]
بالائے فلک گئین اور ساحرون کو وہ آئینہ دکھاتی [illegible] دیکھا [illegible] ہوکر دریا مین گرا
اور ڈوب گیا یہ کیفیت آئینہ دار دیکھ [illegible] تاب استقامت نہ لائی [illegible]
ہوئی فوج مین بہت لوگ غرق بحر فنا ہوے [illegible] دیکھکر [illegible] لشکر [illegible] شہزادے
نے گوہر مقصد پایا [illegible] آئینے لیے [illegible] زمین جا کر [illegible]
نے لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین معلوم ہوا کہ برج ثور مین [illegible] اور اسی مین قمر [illegible]

پریاں آئینے لیے نکلی تعین اب تجھے چاہیے کہ یہی دعاے قمر بساعت قمر پڑھکر اور درود مسعود جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجکر دریا میں پھونکنا تاثیر قمر سے کشتی ہلال سا چمکتی ہوئی کنارے سے از خود آئیگی اسپر سوار ہوکر پار دریا کے جانا کسی طرح ہراس دل پہ نہ لانا اور پار دریا کے پہونچکر پھر لوح کو دیکھنا خبردار غفلت نہ کرنا کس لیے کہ یہاں کا ہر ایک گل تیرے لیے خار ہے جو گنج ہے وہ مار ہے جو دوست ہے وہ دشمن در پے آزار ہے شاہزادہ حسب ہدایت لوح ٹھہر رہا اور خیال کیا کہ آج دن دوشنبہ کا تھا پس اول ساعت قمر کی تھی بعد اس کے زحل کی پھر مشتری کی پھر مریخ کی پھر شمس کی بعد اسکے زہرہ کی بعد اس کے عطارد کی بعد عطارد کے قمر کی دوسرے دور میں ساعت ہوگی اور ہر ستارہ دو گھڑی تیس پل اپنا عمل رکھتا ہے اس حساب کے بعد نصف النہار یہ دو گھڑی تیس پل کے ساعت قمر آغاز ہوگی پس یہ حساب کرکے منتظر رہا جب آفتاب وسط السمار سے گزرا اور بعد پہر ایک گھنٹہ یا ساعت قمر آغاز ہوئی دعاے قمر پڑھکر دریا پر دم کی بحر میں تلاطم ہوا اور ایک کشتی بسان ہلال چاندی کی چمکتی ہوئی اس سمت سے دریا کے پیدا ہوئی اور چکر کھائی قریب ساحل آئی یہ گوہر بحر شجاعت معدن زورق میں در آیا وہ کشتی ہوا کی طرح دوسرے کنارے کی طرف چلی اور دم بھر میں اُس پار پہونچی اس شناور قلزم حباب نے جست کی اور ساحل مقصد سے ہمکنار ہوا کشتی سے اُتر کر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اے آشناے یم بے پایان طلسمات اس کنارے پر دم بھر توقف کر اور سیر دشت سے دل بہلا بعد ساعت قمر ساعت زحل آغاز ہوگی اسوقت قدم آگے اٹھانا قریب ایک پہاڑ کے گذر ہوگا وہاں اژدر نظر آئیگا یہ اسماء زحل جو حاشیہ پر لکھے ہیں سامنے اس پہاڑ کے پڑھنا پھر قدرت خدا کا تماشہ دیکھنا شہزادہ حسب ہدایت لوح دو گھڑی کنارے دریا کے ٹھہرا جب ساعت قمر تمام ہوئی اور ساعت زحل سے دورہ ساعت آغاز ہوا یہ آفتاب سپہر طلسم بعد جلال آگے بڑھا کچھ دور جاکر ایک کوہ پر شکوہ دیکھا کہ رفعت میں ہمسر چرخ برین تھا ہیبت ناک اُسکی زمین پر دورہ ہر ایک بسان قعر دوزخ منھ کھولے غار دہان کے مثال اژدر دہان نظر آتے تھے کوہ کے بالکل سیاہ جہنم سے زیادہ تاریک پر چڑھنے کی راہ مثل صراط بال سے باریک کہ بمقتضاے

نظم

کبھی آہ مظلوم سے گرد رہے ۔ فلک اُسکے دامن میں آکر چھپے
جو دوزخ کی تاریکی میں ہو قصور ۔ تو اُس کوہ سے لینے آئے ضرور

درے میں اُسکے ایک اژدھا منھ کھولے بیٹھا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ جہنم کا در کھلا ہے کہ بمقتضاے

نظم

بکردار دوزخ بیکے غار دید ۔ تن اژدر از تیرگی ناپدید
بتاریکی اندر یکے کوہ دید ۔ سراسر شدہ غار از دو تاپدید
برنگ سیہ روے و چون شیر مست ۔ جہان پُر ز بانگ سے و پہنا ے اُسے

شہزادے نے اژدر کے سامنے شہر کی اسماء زحل پڑھنا آغاز کیا جب وہ اسم تمام ہوا ایک مرد پیر دوسرے درے سے کوہ کے نکلا اور پکار کر کہا اژدر طلسم یہ بیشک طلسم کشا ہے اسکی اطاعت کرنا اچھا ہے یہ کہہ کر قریب شہزادے کے آیا اور عرض پیرا ہوا کہ اے شہریار آپ کوہ دوار میں آپ کا تابعدار ہوں ہمیشہ اطاعت گذاری کرونگا مگر لوح طلسم آپ مجکو دین پھر مجھ سے جو جی چاہے وہ کام لیں شہزادے نے اس کو توان یا تو ان کا کچھ جواب نہ دیا مگر لوح طلسم کو دیکھا اسمین ظاہر ہوا کہ یہ پیر تاثیر زحل سے ہے اور کار زحل بکاری ہے اور زحل وقمر باہم دشمن ہیں اس وجہ سے لوح کو شرف قمر سے بنی ہوئی ہے مانگتا ہے تو اس سے کہہ کر اے پیر مرد جب تم اس اژدر کو مار ڈالوگے اس وقت لوح پاؤگے شہزادے نے یہ دیکھکر اس پیر سے کہا کہ آپ اگر مجھ سے محبت رکھتے ہیں اور اطاعت کرنے کا وعدہ کرتے ہیں تو مجکو بھی آپ ایسے بزرگ سے محبت ہوگئی ہے آپ ایسے بزرگ کو لازم ہے کہ اس اژدر مان کو کہ یہ موذی ضدائی مار اس پر دشمن قوم انسان ہے مار ڈالیے تو پھر لوح مجھ سے لیجیے اس پیر نے کہا کہ پہلے آپ لوح دیجیے تو مین اُسکو ہلاک کروں شہزادے نے فرمایا کہ چہ خوش آپ میرے کون ہیں جو مین آپ کو پہلے لوح دیدوں قاعدہ ہے کہ جب انسان مزدوری کرتا ہے اسوقت اجرت مانگتا ہے دیوانی پہلے سے خواہاں اجرت ہوتا ہے تم میرے کب کے رفیق ہو اور مجھ سے تم سے علاقہ کونسا ہے سواے آج کے اور کبھی کی ملاقات وصاحب سلامت بھی نہیں پھر میں صاحب تین لوح پہلے کیوں دوں ہاں تم میرا کام کردو مجھ سے لوح اُسکے عوض میں لو پیر مرد یہ کلمات سنکر معقول ہوا اور ایک بلندی پہ جاکر سنگ گران اٹھاکر سر اژدر پر اس نے مارا کہ وہ اژدر سر پھٹکر ہلاک ہوگیا بھیجا اُس کا پاش پاش ہوگیا تمام پہاڑ میں تاریکی ہوگئی دیر تک زمانہ سیاہ رہا جب وہ اندھیرا مٹا وہ بڈھا شہزادے پاس آیا شہزادے نے روشنی ہوتے ہی لوح کو دیکھا تھا اسمین لکھا تھا کہ وہ پیر مرد جب اژدر کو مار کر آئے اور طالب لوح ہو کہنا لوح حاضر ہے لیجیے لیکن اتنا کیجیے کہ اس اژدھے کو پھاند جائیے اور اس دریا مین کہ یہاں سے تھوڑی دور ہے میرے ساتھ چلکر غوطہ لگائیے پھر لوح لیجیے غرضکہ اس پیر نے آتے ہی کہا کہ اے طلسم کشا مین آپ کا کام کر آیا اب لائیے لوح مجھ کو دیجیے شاہزادہ نے کہا لیجیے مجکو دینے سے کب انکار تھا مگر اے پیر اس اژدر کو پھاند کر میرے پاس آئیے اور میرے ساتھ چلیے آگے دریا ہے وہاں حمام کیجیے کیونکہ لوح ایسی متبرک چیز ہے نہانا چاہیے اور جس کو انسان قتل کرتا ہے پھر دفع خونخواری کے لیے اس کی لاش کو پھاندتا ہے بس یہ دونوں کام آپ کو کرنا ضرور ہیں جائیے اور دیر نہ فرمائیے پیر یہ سنکر اژدر پھاندنے گیا اور شہزادے نے پھر لوح کو دیکھا اس مین لکھا کہ اے شکنندۂ طلسم زحل وقمر ہر چند کہ دشمن ہیں مگر از راہ عناصر دوست ہیں یعنی زحل کا مزاج خاکی ہے اور قمر کا مزاج آبی ہے اسی سبب سے یہ پیر مکار تمھارا کہنا مانتا ہے اب جو یہ آئے تو اسکو اپنے ہمراہ اسی دریا پہ کہ جہاں سے تم آئے ہو لے جانا اور اسکو نہلانا

جب یہ غوطہ مار کر دریا سے نکلے گا تو گھوڑا بن جائے گا باعث اس کا یہ ہے کہ قمر کو زحل پر بسبب سعدیت کے غلبہ ہے یعنی قمر سعد ہے اور زحل نحس ہے پس سعد نحس پر غلبہ رکھتا ہے فی الجملہ جب یہ گھوڑا بنجائے تو ان درختوں پر جو کنارے دریا کے لگے ہیں دیکھنا ساز و لگام وغیرہ ملے گی مرکب کو کھینچکر سوار ہونا اگر یہ کچھ شوخی کرے تو خوب مارنا یہ تم کو ایک سمت لے جائے گا اور منزل مقصد تک پہونچا دے گا شہزادہ لوح سے یہ حکم سنکر ٹھہر اٹھا کہ وہ پیر اژدر کو چھانٹ کر آیا شاہزادے نے فرمایا کہ اے اب تشریف لے چلیے اور دریا میں نہائیے پھر لوح لیکے گلے میں پہنے پیر ان کے ساتھ ہوا اور قریب دریا پہونچکر شہزادہ ٹھہرا اور پیر دریا میں کود کر غوطہ لگانے لگا اور باہر نکلا بدن میں سوزش ایسی پیدا ہوئی کہ کنارے پر لوٹنے لگا آخر گھوڑا بہت عمدہ کوہ کفل کوہ سرین بنکر تیار ہوا شہزادے نے درختوں پر سے ساز و یراق اتارا اور مرکب کے منہ میں لگام چڑھائی اس نے شوخی اور اچھل کود کرنا شروع کیا شاہزادے نے دو گھونسے پسلی پر ایسے مارے کہ وہ کانپ کر تھم ہا شہزادے نے اسکو کھینچ کر درست کیا اس وقت سامنے صحرا کی طرف سے ایک بڑھیا پیدا ہوئی کہ فرط لقاہت سے سر اسکا ہلتا تھا اور بال جیسے روئی کا گالا سیاہ کپڑے پہنے لاٹھی پکڑے قریب آئی اور کہا کیوں بیٹا جو تمہارے ساتھ نیکی کرے اس کے ساتھ یہی کرتے ہیں کہ مارتے ہیں شاہزادے نے کہا کہ ایسا بھی ہوتا ہے مثل چلی آتی ہے کہ گدھے کو ار مار کر گھوڑا بنالیتے ہیں وہ بڑھیا لگی منتیں کرنے شہزادے نے لوح کو دیکھا اسمیں معلوم ہوا کہ بڑھیا سے کہدو کہ میں تھک گیا تھا بضرورت اس کو گھوڑا بنا لیا ہے کوئی ہرج نہیں ایسا ہوتا ہے آدمی سے کام نکلتا ہے تم گھبراؤ نہیں یہ سامنے باغ نظر آتا ہے وہاں جا کر اسکو آدمی بنا دیا جائے گا تمہارا جی چاہے میرے ساتھ چلو اسی کے ساتھ چلی آنا شہزادے نے لوح سے یہ مضمون معلوم کر کے اس بڑھیا سے کہا کہ بڑی بی کیا قباحت ہے جو میں نے اس کو گھوڑا بنایا ہے کچھ میں نے تو لیا نہیں اس کے حق میں اور بہتر ہوا کہ تنگی گئی اور فراخی آئی خوش رفتاری سکھا دونگا بد چلن تھا چال اسکی بنا دونگا جو چاہتا تھا وہ کہ بیٹھا منہ میں لگام چڑھائی سراسر اسکے ساتھ میں نے نیکی کی اگر تم کو برائی ثابت ہوئی ہے تو میں ابھی باغ تک جو آگے ہے اس کو لے جاؤنگا وہاں جا کر آدمی بنا دونگا تم بھی ساتھ چلو اس کو لیتی آنا یہ کہہ کر جست کر کے اس مرکب پر سوار ہوا اور پیچھے پر دو مہمیں کوڑے ایسے لگائے کہ وہ بلبلا کر ہوا سے باتیں کرتا چلا وہ بڑھیا بھی پیچھے پیچھے چلی اب یہ آفتاب سپہر طلسم اس دور زحل میں مرتبہ کیوان جاہی پر پہونچا رخسار تابان کی ضیا سے دشت کو نورانی کرتا لسان سریع التکبیر فلک عجائبات تھا لوح قمر گلے میں ڈالے توسن زحل پر سوار رہ نورد صحرائے ظلمات تھا یہانتک کہ بعد کچھ دیر کے ایک باغ سامنے سے دکھائی دیا قریب پہونچا دیکھا حصار باغ زمرد نگار ہے دروازہ ایک ڈال زمرد کا تراشا ہوا نہایت عمدہ اور قطعدار ہے زنجیر اس کی سبز رنگان دہر کو سلسلہ محبت میں لیتا ہے سیر کرے حلقہ اس کا حلقہ گوش کرے پا بہ زنجیر کرے خضر اس حصار میں آکر بڑی چاہ سے صومعہ اپنا بناویں جنگل کی راہ بھول کر بستر اٹھا لیں شہزادے نے دیکھا کہ در باغ بند ہے لوح کو

دیکھا معلوم ہوا کہ مرکب سے کہو اُتر کر اندر باغ کے لیجائے اگر اُتر کر لے جائے گا تو کہنا کہ آدمی بناؤں گا اور اگر وہ لے جائیگا تو آدمی نہ بناؤں گا شہزادے نے مرکب سے کہا کہ پہلے بیان جو تم کو آدمی بننا ہو تو اُتر کر اندر چلو اور اگر حرمزدگی کروگے تو مار ڈالونگا اور آدمی نہ بناؤنگا مرکب یہ سنکر پہ پیدا کے دیوار باغ اُڑ کر اندر آیا جیسے ہی آیا دروازہ اُترا کر گرا شہزادہ کود کر پشت مرکب سے الگ کھڑا ہوا مگر دروازہ گھوڑے پر گرا کہ وہ مر گیا شہزادے نے بقوت تمام دروازہ اُٹھا کر الگ پھینکا اور گھوڑے کو نکالا دیکھا کہ وہ مر گیا تھا شہزادے کو اسکے مرنے کا رنج ہوا مگر لوح کو دیکھا اس میں لکھا کہ اے فاتح طلسم یہ باغ منسوبات زہرہ سے ہے اور زہرہ اور زحل باہم دوست ہیں اس مرکب کو یہاں کسی طرح موت نہیں ہے فی الجملہ کار زحل بکاری اور حیلہ ساز پھر اس نے دم چرایا ہے تم اس سے کہو کہ اے مرکب تو کیا دم چراتا ہے میں خود تجھکو مارے ڈالتا ہوں یہ کہکر اسکو چمکارنا یہ جی جائیگا شہزادے نے بموجب تحریر لوح مرکب کو چمکا کر پکارا وہ جی اُٹھا اسکو کچھ میوہ کھلایا باغ کی نہر کا پانی پلایا پھر اسکو باندھ کر آپ باغ کی سیر میں معروف ہوا دیکھا کہ گلشن نگارین ایسا سرسبز ہے کہ زرد رو سپہر نے بھی یہ سبزی نہ دیکھی ہوگی ہوا وہاں کی ہوا خواہ بہار تھی طرفہ ظرف گل کھلانے پر تیار تھی نئے نئے شگوفے باغبان بہاریہان لیکر آیا تھا فلک اخضر نے نیا شعبدہ بازی گری کرکے دکھایا تھا کہ سنبل کی بیل سرو پر چڑھی تھی گویا سرو قامتان اور خوشنما قدون کی زلف رسا بڑھ گئی تھی چمن نرگس قریب تاک انگور لگی تھی گویا چشم معشوق کسی کی آڑ سے جھانکتی تھی تاکتی تھی سوسن کی اوداہٹ سبزی کی ٹٹی سے اسطرح ظاہر تھی کہ جیسے کوئی معشوق پردۂ زنگاری سے مستی ملکر منھ نکالے نوجوانان گلشن دہر کے دھوکے میں رہا یا چاہتا ہے تیجہ مرجان بر سر سنبل اس طرح چھایا تھا کہ زلف شاہد حسین سنوارتا تھا غنچے مٹھیان باندھے کھڑے تھے گویا زر گل چھپائے تھے جام لالۂ احمر یاقوت نگار ایسے تھے کہ جس کے دیکھنے سے بہاران باغ کے ساغر چشم بادۂ تراوت و نزارت سے مملو ہو جائیں آنکھوں میں مستی آجائے دل وہاں کی سیر سے زہے ایسی بیخودی چاہے

نظم

ہمہ سالہ روز خوش بہاران بدی — گمان چہ رخ گلعذاران بدی
جہانی ز پیرے شدہ نوجوان — ہمہ سبزہ و آبہائے روان
زمین ہمہ پر از سبزہ و آب نم — شد آراستہ ہمچو باغ ارم

شہزادہ سیر اس بہار جانفزا کی دیکھتا قریب بارہ دری کے اس باغ کی پہونچا وہ بارہ دری سراسر طلسم کی تھی کیا صفت اس کی لکھی جائے حوروں کا قصر جنان چھوڑ کر اس جگہ رہنے کو جی چاہے کہ ابیات

ایسا چمک رہا ہے تجلی سے یہ مکان — جس سے بلور کی بھی چمک شرمسار ہے
ایسے ہلال اسمین سنہری ہیں دلپسند — ہر بار جنکے خم پہ مہ نو نثار ہے
گرد انکے جالی اور مجر ہے درفشان — جو نقش اسمین ہے وہ جواہر نگار ہے

پر دست بادل نگار پڑھتے تھے خاطر بستہ کی گرہ کھولتے تھے شاہزادہ ہنوز اسکے اندر قدم زن ہوا تھا کہ وہ غبار جو ساتھ آئی تھی غل مچانے لگی اور باغ پر چھائین کھانے لگی کہ دوڑو چور اس مکان مین آیا ہے سب مال غارت کیا چاہتا ہے شاہزادے نے دیکھا کہ اُس کے شور کرتے ہی سامنے سے بارہ ہزار ساحر آلات حرب سے آراستہ مرکبون پر سوار ظاہر ہوے اور اُنکے آگے آگے ایک ساحر سیہ فام کریہ منظر تھا کہ سیاہی اُسکے چہرہ نحس کی سواد زحل کو خیرہ کرتی تھی مار سیاہ کو پیچ و تاب مین لاتی تھی موشہاے صحرائی ہار مین گندھے ہوے اُسکے گلے مین پڑے چار ہاتھ اور چار پاؤن اس طرح سے کہ دو پاؤن اصلی مثل انسان کے اور دو کمر کے برابر سے پیدا ہوکر تا بزانو پہنچے ہوے ایک ہاتھ مین ترسول ایک مین مشعل آتشین لیے اور دو ہاتھون سے چوہے کی دم تھامے جو ہے شکل اُسکے منھ سے چور چور کرتا آتا ہے شہزادہ نے اسکو مع فوج آتے دیکھکر لوح کو دیکھا ظاہر ہوا کہ یہ جو ساحر آتا ہے زحل صورت ہے دشمن لوح ہے کہ مقابلے مین زحل کے لوح بھی ہارتی ہے پس یہ باغ منسوبات زہرہ سے ہے اور زہرہ و زحل باہم دوست ہین اگر یہ اندر باغ کے آجایگا تو مارا نہ جایگا کیونکہ زحل کو خانہ زہرہ مین بسبب اسکی دوستی کے عروج ہے پس لازم ہے کہ غور کر تو ساعت قمر مین چلا تھا بعد اُسکے ساعت زحل ہوئی بعد زحل کے اس وقت ساعت مشتری ہے تو باہر باغ کے جاکر تیر و کمان سے اس ساحر کا مقابلہ کر اور اگر ساعت مشتری نہ ہو تو باہر باغ کے نکلنا اور کسی جگہ اپنے تئین مخفی کرنا یہ ساحر باغ مین آکر تجھکو ڈھونڈھے گا پھر نکلکر جانے لگے گا اس وقت اس سے مقابلہ کرنا یہ لوح کا حکم دیکھکر شاہزادے نے حساب کیا تو بقدرت خداے تعالےٰ وہ ساعت مشتری ہی تھی کس لیے کہ یہ زحل کی ساعت مین آئے تھے اور دو ڈھائی گھڑی باغ کی سیر مین گذر چکی تھی پس مشتری کی ساعت معلوم کرکے شاہزادے نے باہر باغ کے قدم رکھا اور تیر بہ کمان مین پیوستہ کرکے اس ساحر کو ڈانٹا کہ باش اے خیرہ سر تیرہ روزگار اس نے یہ نعرہ سنکے ترسول پکڑ کر حملہ کیا شہزادے نے شست دشت کمان کھینچکر بار کی اور تاک کر اس کے ہدف سینہ پر کینہ پر تیر لگایا کہ توڑ کر پشت سے پار گذرا کہ بمقتضاے

ابیات

بہ بالید چاچی کمان را بدست　　بجرم گوزن اندر آورد شست
ستون کرد چپ راہ خم کرد راست　　خروشش از خم چرخ چاچی بخاست
چو سوفارش آمد بہ پہلوے گوش　　ز چرم گوزنان برآمد خروش
چو پیکان ببوسید سر انگشت او　　گذر کرد از مہرۂ پشت او

تیر کے پڑتے ہی وہ کافر گرا اور شور و غوغا اس لشکر مین بلند ہوا تمام لشکر تیغ و نیزہ و تبر و گرز لیکر لینا لینا کہتے چلے شہزادے نے تیغ کو نیام سے کھینچا اور اس لشکر پر آگرا ابھی تو شمشیر صاعقہ خصال مثل برق شعلہ بار ہوئی خرمن ہستی کو جلانے لگی زمین وہان کی برنگ سنگ مرجان سرخ ہوئی خون کی

ندی بہی کہ

نظم

سبک ایرج رزم زن کان بدید — چو شیر ژیان نعرہ ہا برکشید
میان سپہ اندر آمد دلیر — ہمے بر خروشیدن نرہ شیر
دوانیدہ و ران دشت جولان نمود — زمانے ہنرہاے مرداق نمود
زخون خاک میدان گمین گشت سیر — زشمشیر شیران نمیرست شیر
کمند از کمین بر زجان میگرفت — دگری روان زان روان میگرفت
گہے سوے چپ شد گہے سوے راست — بگردید و از ہر کسے کینہ خواست
بہر سو کہ مرکب برانگیختے — چو برگ خزان سر فرو ریختے
فرو رفت و بر رفت روز نبرد — ز ماہی بہ خون و بر ماہ گرد

شام تک اسی طرح سے شمشیر زنی رہی یہان تک کہ تیغ شعلہ فام آفتاب سپر زنگاری سپہر سے اٹھا کر نیام مغرب مین ترک روز نے رکھی اور ہندوے شبی مع فوج انجم آمد ہوئی کہ

نظم

شب عنبرین ہندوے نام او — شفق دردوے آشام از جام او
مہ نو ز راہ سر افگندگے — بگوش اندرون حلقہ بندگے

شاہزادے نے شام ہوتے ہی لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ ساعت مشتری مین تو باغ سے نکلا تھا اب مریخ کی ساعت گذری کہ کار مریخ جنگ و جدل ہے ساعت شمس آگئی ہے اسوقت تو اس فوج سے نکل جا کہ بارہ ساعت دن کی پوری ہو گئین یعنی دوشنبہ کا دن اول ساعت قمر سے دن آغاز ہوا تھا تیس گھڑی مین شمس پر دور پورا ہو گیا اب یہ تجھکو فوج نہ دیکھے گی جا کر باغ مین آرام کر اس رات کا خاتمہ ساعت مریخ پر ہوگا یعنے صبح منگل کا دن اول ساعت مریخ ہوگی اور یہ لڑائی ساعت مریخ مین آغاز ہوئی اسی کی ساعت پر ختم بھی ہوگی رات بھر یہ فوج باہم لڑیگی شہزادہ حسب ہدایت لوح اس فوج سے گردتا ہوا باہر نکلا اور نگاہ لشکر سے غائب ہو گیا کسی نے اس کو نہ دیکھا یہ داخل باغ ہوا اور رات کو عبادت خالق مین بسر کرتا رہا از بسکہ وہ باغ منسوبات زہرہ سے تھا اس باعث سے اسکو خیال ملکہ بہار بہت آتا تھا عشق سینے مین جوش مارتا تھا باغ منسوب گل اس گلبدن کی یاد دلاتے تھے غنچہ ہنسکر یاد دہن مین لاتے تھے جب بیقراری زیادہ ستاتی تو یہ غزل لب پر لاتا تھا کہ

غزل

نالہ تا چرخ نہ پہنچا دل سودائی کا — نام جینے نہ چڑھا صفحہ مین سودائی کا
قیس نے ڈھنگ نہ پایا دل سودائی کا — چرچا نہ کیا کسی نے مری رسوائی کا
آئینہ ٹوٹ گیا کس کی خود آرائی کا — پڑ گیا لوٹ مین نظارہ تماشائی کا
بیکسی آپ سے باہر نہین جانے دیتی — مجھ سے آباد ہے عالم مری تنہائی کا

نکل جاتی ہے گر پانؤں کے نیچے سے زمین / پر قدم ہل نہیں سکتا شب تنہائی کا
ہم مسیحا کے جلانے سے کہیں جیتے ہیں / دین کسی اور کو دعوا تری گویائی کا
درد سر کھو نیکو آئے تھے ترے در پر ہم / کھینچلے اور نیا روگ جبین سائی کا
لوٹ لے شوق سے اے صدمۂ فرقت مجکو / پاسبان کوئی نہیں ہے شب تنہائی کا
دھوپ بھی بھاگتی پھرتی ہے سیہ روزون سے / ڈر ہے پڑ جائے نہ سایہ کسی سودائی کا

رات بھر اسی جوش و خروش میں بسر کی جسوقت کہ طلسم کشاے اورنگ گنبد مغرب سے طلسم سپہر میں آیا اور روے زمین پر قبضہ کرکے طلسم ظلمت فلک کو فتح فرمایا کہ نظم

دم روز چون چشمۂ آفتاب / بجنبید و بیدار شد سر ز خواب
تو گفتی کہ بر گشتی لاجورد / بگسترد خورشید یاقوت زرد

صبح کو بعد ادائے نماز شہزادہ گردن کش و سر فراز باغ کے باہر برآمد ہوا گویا آفتاب برج سنبلہ سے نکلا دیکھا کہ وہ فوج اسی طرح لڑکر سب کٹ گئی ہے کوئی دو چار سوار باقی ہیں اس وقت تیغہ کھینچکر شہزادے نے اُن پر حملہ کیا وہ تاب حرب شہزادہ نہ لاسکے رو بفرار لائے جب کوئی حریف باقی نہ رہا شہزادے نے دیکھا کہ وہ بڑھیا اور وہ گھوڑا بنا ہوا بڈھا بھی غائب ہوگئے اُسوقت لوح کو دیکھا ظاہر ہوا کہ بعد ساعت مریخ ساعت شمس ہوگی پس اس ساعت بھر باغ میں توقف کر جب یہ ساعت تمام ہوگی تو ساعت زہرہ کا آغاز ہے پس اس ساعت میں زیر نجم بیٹھکر یہ اسماء جو حاشیہ لوح پر لکھے ہیں برائے تسخیر موکل زہرہ میں پڑھنا کہ موکل اُسکے تسخیر ہوکر پوشاک طلسمی لائیں اور اسلحہ طلسمی حاضر کریں کیونکہ آگے تجھسے اور بادشاہ طلسم سے مقابلہ ہوگا اور وہ بغیر اسلحہ طلسم قتل نہ ہوگی یہ مضمون معلوم کرکے شاہزادہ اندر باغ کے آیا اور ساعت شمس تک اس بوستان روح پرور کی سیر دیکھا کیا جب ساعت زہرہ آغاز ہوئی وضو کرکے چمنستان میں نیچے ایک درخت سایہ دار کے بیٹھکر عمل زہرہ کا آغاز کیا اب کچھ دیر شاہزادے کو مصروف عمل خوانی یہ کمترین مترجم رکھتا ہے اور حال لشکر ظفر پیکر صاحبقران عالیجاہ اور لقاے گمراہ کا لکھتا ہے لمؤلفہ

کدھر ہے تو اے ساقی تند خو / لگا پھر مرے منھ سے لاکر سبو
کہاں تک مصلے پہ بیٹھا رہوں / کہاں تک میں واعظ کی باتیں سنوں
ہے تر دامنی بہتر اس بات سے / کہ رو دون گنہ کے مکافات سے
از ان آب رنگین بنزدیک من / بہ از انکہ نفرین کند پیر زن
کرامت دکھانے مجھے جام کی / حمیت مجھے آئے اسلام کی
وہ بادہ پلادے مجھے تیز و تند / کہ ہو دے نہ تیغ زبان میری کند
رہے بادہ پر میری طبع روان / رہے تیز تیغ قلم کی زبان

امڈے کر جو فوج کی بھی گھٹا / کھلیں گے مرے زخم بے انتہا
مجھے بھی پلا بادۂ لالہ رنگ / دکھاؤں بہار گلستان جنگ
کہوں لے سخن گو سے بیدار مغز / کہے داستان بہار اے نغز

پرچم کشایان رایت خامہ تحریر نصرت قرین و علمداران لشکر فیروزی اثر مضامین شقہ قبولے داستان کو معرکہ بیان مین باہزار صباے تحریر اس طرح اڑاتے ہین اور صفوف کار زار افسانہ طرازی میدان قصہ نگاری مین یون آراستہ فرماتے ہین کہ جب آفت شمشیر زن ماری گئی اور نازک چشم نے اس کی فوج سے وعدہ کیا کہ مین اہل اسلام سے عوض اس کا لونگی چنانچہ ایکدن یہ دربار مین بیٹھی تھی کہ بختیارک نے اسکو ترغیب جنگ دلائی کہا کہ ای ملکہ تمہارے آنے سے سو نار کا لڑنا بھی موقوف رہا اور طلسم سے بھی کوئی اور ساحر افراسیاب نے نہ بھیجا نازک چشم نے خفا ہو کر کہا کہ ملک جی کیا مین منع کرتی ہون آپ جس کو جی چاہے لڑوائیے اور طلسم سے بلوائیے بلکہ مین جاتی ہون نہ یہان رہونگی نہ خلل اندازی کرونگی لقا یہ کلام سنکر بولا کہ لے بندی قدرت مجکو آزردہ نہ ہونا چاہیے شیطان تجھ سے ہنستا ہے اس نے یہ عذر خداوند کا سنکر سجدہ کیا اور شام تک مصروف میخواری رہی جب طاق مینا فام آسمان سے شیشۂ آفتابی آفتاب میکدہ مغرب مین رکھا گیا اور ساغر سیمین ماہتاب انجمن انجم مین دور پذیر ہوا

نظم

چو خورشید سر سوے خاور نہاد / شب از تیرگی تاج بر سر نہاد
خروش بر تیرہ ز میدان بخواست / مے خاک با آسمان گشت راست
از آواز صنج و دم کرناے / تو گفتی بجنبید میدان ز جاے

یعنے لشکر سے نازک چشم کے طبل جنگ بجا سمع ہمایون بادشاہ اسلام مین صدا اسکی آئی اور ہرکارون نے بھی خبر عرض کی اس طرف کو بھی نقارہ اسکندری پر چوٹ پڑی رات بھر تیاری آلات حرب بہادرون مین رہی اس طرف ساحر سحر جگاتے رہے بوقین بجاتے رہے لڑنے والون نے اس شب کو اس قدر صاف کیا کہ چمک تلوارون کے ہر طرف سفیدہ سحر کا گمان ہوتا تھا آئینہ آفتاب عکس افگن نظر آتا تھا زنگی شب تیرہ رو منہ چھپا کا چاہتا تھا شمشیر زن تیغ حوصلہ جنگ پر رکھ دیتے تھے ارمان کی باڑ دھر رکھتے تھے خنجر گذار نیام سے نکالکر یہ کہتے تھے کہ اسی طرح ارمان بھی نیام دل سے شجاعت کے نکلینگے غرضکہ چار پہر رات یہی ہنگامہ رہا جب دم کوس رحیل عسکر شب کی صدا آئی یعنے صبح کی نوبت بجی اور سواری سلطان خاور کی بصد تجمل میدان فلک مین آئی کہ ابیات

چو روز درخشان برآورد خاک / بگسترد یاقوت بر تیرہ خاک
چو آن جامۂ شیر لنگند شب / سپید و بخندید و بگشاد لب

امیر مسجد کر پاس سے در دولت پر آئے بادشاہ عالیجاہ بھی برآمد ہوئے ہر ایک کا مجرا ہوا سواری

شاہ نصفت نشان کی سوے دشت کارزار باسپاہ چلی گرد سپاہ سے روے روز روشن سیاہ تھا سر گرد تا بماہ تھا

نظم

ز گوش و زگرز و ز تیغ و ز گرد ۔ سیہ شد زمین آسمان لاجورد
بیامد نشست از بر پیل شاہ ۔ نہادہ بسر بر زگوہر کلاہ
یکے تاج بر سر ز زر و گہر ۔ بچنگ اندرون گرزہ گاؤ سر
ز جوشن آب و زر و زبرجد کمر ۔ بیازردہ بارہ ز یاقوت و زرد
یکے مہرہ در جام در دست شاہ ۔ بکیوان رسیدہ خروش سپاہ
تو گفتی بدام اندرست آفتاب ۔ دگر گشت خشتم سپہر اندر آب
ز دریا دگر گونہ برخاست موج ۔ سپاہ اندر آمد یکے فوج فوج
ہزاران بپس پشت او سر فراز ۔ عنان دار با نیزہ ہاے دراز
تو گفتی کہ گیتی ہمہ زیر اوست ۔ سر سروران زیر شمشیر اوست

اسی کروفر سے میدان نبرد میں پہونچکر ٹھہرے کہ آسمان پرکہ ہاے ابر سیاہ ہوے اور بجلیان چمکتی نظر آئین کالی کالی بدلیاں اڑتی دکھائی دین سواریان ساحرون کی میدان مین اترین ہاتھی پر لقا سوار ہمراہ کئی لاکھ ساحر نابکار ظاہر ہوا اور رزمگاہ مین پہونچکر حکم صف کشی دیا ساحرون نے صف کھینچی نازک چشم بھی آگے تخت بڑھا کے کھڑی ہوئی اس طرف بھی میمنہ و میسرہ وغیرہ درست ہوا قلب لشکر مین تخت شاہی ٹھہرا امیر مع فوج سپہ سالاری چالیس قدم آگے بڑھکر کھڑے ہوے علم اژدہا پیکر کے چھتیس شقہ معدی کرب نے سر پہ کھول دیے ان میں سے صداے یا صاحبقران آنے لگی میدان مین خوشبوے مشک وغیرہ پھیلی نقیب بولنے لگے کرڈکیت کرڈ کا کہتے تھے نازک چشم تخت سے اُترکر سامنے لقا کے گئی اور سجدہ کرکے اجازت خواہ حرب ہوئی اس گبر نے کہا مین نے اپنے ید قدرت کے سپرد کیا جا اور کام حریف کا تمام کر یہ سنکر اس نے رخ سمت میدان کیا اور جاے مصاف پر پہونچکر سحر کی نیرنگیان دکھانے لگی پھر شور مبارز طلبی بلند کیا اسطرف سے علمشاہ نوجوان سناستہ بالا کبود قرنی کو دست چپ کی طرف سے لشکر کے نکالا کل دست چپ کے طرف کی فوج پیادہ ہو گئی اور علم لشکر جلوہ پذیر ہوے شہزادہ والاجاہ قریب تخت شاہ آکر دست بستہ اجازت حرب کے خواہان ہوے بادشاہ نے خلعت دیا اور سپر خدا کیا شہزادہ مرکب پر دوبارہ بیٹھکر روانہ ہوا اور بسرعت تمام تو مقابل نازک چشم پہونچا اس نے کچھ سحر پڑھکر دستک دی اور کہا کہ اے شہزادے مجھ سے کیا مقابلہ کرتے ہو اپنے خدا کو بلچالو اور جاؤ اس کی خدمت مین حمزہ کے بہکانے مین نہ آؤ یہ سننا تھا کہ شہزادے کی عقل بزور سحر زائل ہو چکی تھی مرکب اڑاکر سمت لقا راہی ہوے اور اس کے ہاتھی پاس جاکر ٹھہرے نازک چشم نے پھر نقیب دی اس طرف سے جمہور سپر خواندہ امیر نے بادشاہ سے

اجازت لے کر باگ اٹھائی جب روبرو اُس قحبہ کے پہونچا اُس نے سحر پڑھکر دستک دی اور اُسنے بھی وہی کہا جو علمشاہ سے کہا تھا یہ بھی اسی طرف چلے گئے ادھر پھر یہ للکاری کہ اور جسکو دعویٰ ہو وہ آئے اس طرف سے سرداروں نے جانا شروع کیا اور مجبور ہو کر اطاعت لقا کرنا اختیار کیا غرضکہ ایک سو بیس سردار یونہیں جا کر مسحور ہوئے اُس وقت امیر نے چاہا کہ میں مقابلے کو جاؤں مگر بختیارک سمجھ گیا کہ میدان قرق ہوا ہی حمزہ آیا چاہتا ہی اُس نے فوراً حکم دیا کہ طبل امان بجے کیونکہ آج دن تھوڑا سے خداوند فرماتے ہیں اب مقابلہ کل ہوگا بموجب اس کے حکم دینے کے طبل آسایش پر چوب پڑی لشکر سلیمان سے بھرے بادشاہ رنجیدہ و خاطر حزیں بارگاہ میں سرداران لشکر مدت سے قید ہوتے چلے آتے ہیں اس سبب سے اب بہت کم باقی رہگئے ہیں کیونکہ مہنت و اخگر و سوفارہ وغیرہ ہر ایک کی لڑائیوں میں قید ہونا بیان ہو چکا ہی ابتک رہائی نہیں ہوئی چنانچہ آج بھی ایک سو بیس سردار پر آفت آئی لیجئے لقا بھی پھر کر بارگاہ میں آیا نازک جشم نے اُن سرداروں کو زندان میں بھیجدیا اس لیے کہ حمزہ مالک باطل سحر ہے وہ ایسا نہ ہو ان پر سے اثر سحر اُتار دے غرضکہ تمام ساحر لعشرت تمام بیٹھے سامنے خداوند کے ناچ ہوا کیا جب رات زیادہ گئی دربار برخاست کر کے لقا آرام کرنے گیا نازک جشم بھی اپنے خیمہ میں آئی اور سحر پڑھا کہ جو کوئی آئے مجکو خبر ہو جائے بیرچہ کے نگہبانی کرنے لگے ادھر تو یہ استحکام تھا اُس طرف لشکر اسلام میں عیاروں نے جب بادشاہ کو رنجیدہ دیکھا چاہا کہ جا کر اس ساحرہ کو ماریں اور سرداروں کو چھڑالائیں غرضکہ چالاک و ابو الفتح و سرہنگ و تیرک خطائی چار عیار چلے اور راہ سے چاروں الگ الگ ہو گئے اتفاقاً ابو الفتح کو راہ میں ایک خدمتگار ملا کہ اسکی ڈکری دو پہر رات گئے کی تھی چنانچہ اسی وقت اپنی جگہ سے سمت بارگاہ ملکہ نازک جشم ڈکری بدلوانے جاتا تھا اس نے اسکو پکارا کہ کون جاتا ہی خدمتگار نے نام بتایا ابو الفتح اُسکے قریب میں آیا اور کہا بھائی وہاں نہ جاؤ ملکہ نے سب کے آنے کی ممانعت کی ہی خدمتگار نے دیکھا کہ ایک ساحر معزز مجھسے خبر کہتا ہی شاید ایسا ہی ہو مستفسر ہوا کہ بھائی ممانعت کی کیا وجہ ہی اُس نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا آؤ میں تمھیں تماشا دکھاؤں وہ حیران ہو کر اس کے ساتھ چلا ایسے مقام پہ اسکو لا یا کہ جو لا لشکر کا ادھر نہ آئے غرضکہ وہاں اسکو حباب مار کر بیہوش کیا اور اُسکی ایسی صورت بنکر کپڑے اس کے پہنکر اور اسکو کسی غار میں ڈالکر آپ دربارگاہ پہ آیا اور لمحہ بھر ٹھہر کر اندر گیا جیسے ہی اُس نے اندر قدم رکھا نازک جشم کو سحر نے خبر دی کہ یہ ابھی جو خدمتگار آیا ہی یہ عیار ہے یہ لنگڑی پہ سے خبر سنکر اٹھی اور ابو الفتح سے آنکھ ملا کر کہا کہ اسے آفتابہ اٹھا لے میں جبکی پہ جاؤں گی اس نے آفتابہ اٹھا لیا وہ اٹھکر اس کے پاس آئی اور ہاتھ پکڑ کر بولی کہ تو بہرے رستے کہاں گیا تھا سامنے کیوں نہ حاضر رہا اس نے کہا حضور میرے پیٹ میں درد تھا رفع اشتباہ گیا تھا یہ سنکر وہ ہنسی اور چپکے سے کہا کیوں اپنی جان دینے آیا

جا چلا جا اب نہ آنا میں ایک چپت دیتی ہوں پھر آئیگا تو مار ڈالوں گی ابوالفتح یہ سنکر بھاگا اور باہر بارگاہ
کے پہونچکر بعض عیاری صحرا میں آیا وہاں چالاک ملا اس سے سب حال کہا کہ بھائی اس طرح اُس قحبہ
نے مجھکو پہچان لیا چالاک نے کہا برادر تم قسمت آزمائی کر آئے اب ہم جاتے ہیں یہ کہکر جس طرح کی صورت
ابوالفتح بنا تھا ویسے ہی صورت اپنی بنائی اور بارگاہ ساحرہ کی جانب چلا یہاں بسبب اس کے کہ سحر کا
بندوبست ہی اس وجہ سے پہرا چوکی نہیں ہے طلایہ پھرتا ہے مگر روک ٹوک نہیں ہے یہ سیدھا بارگاہ میں چلا
گیا پہرے نے پھر خبر دی کہ عیار آیا ہے نازک چشم نے دیکھا تو وہی عیار ہے جو پہلے آیا تھا مستفسر ہوئی کہ اب تو
کیوں آیا یہ دوڑکر پاؤں پر گرا کہ اے ملکہ واللہ میں تجکو خیال آیا کہ ایسے بامروت بھی کم دیکھے ہیں اور نیز ایسے
بہادر نظر سے گذرے کہ دشمن کو قید کرکے پھر چھوڑ دیں لہذا میں تو بیچارہ تیری شمشیرزنی کی دیکھ کر عاشق
ہو گیا اب لشکر اسلام نہ جاؤنگا تیری ہی اطاعت میں رہوں گا خداوند سے خطا میری معاف کرا دیجیے گا اور اپنے
پاس مجکو رکھیے گا نازک چشم اپنی تعریف سنکر خوش ہوئی اور کہا تم بھی بہت اچھے آدمی ہو تمھارا بڑا مرتبہ کیا جائیگا
یہ عنایت دیکھکر چالاک سلام کرکے بیٹھ گیا جب نازک چشم مطمئن ہو کر لیٹ رہی اس نے بیٹھے بیٹھے پردا اٹھا
بیہوشی شمعوں پر ڈالنا شروع کیے کہ دوسرے شمعوں کی دھواں بیہوشی بلند ہوا اور نازک چشم کی بھی ناک
میں گیا اس نے اس کی طرف پھر کر دیکھا اور سحر پڑھا کہ ہاتھ پاؤں اُس کے بیحس و حرکت ہو گئے مگر ساتھ ہی
چھینک اسکو بھی آئی اور بیہوش ہو گئی چالاک مجبور بیٹھا رہا کیا کرے کہ دست و پا قابو میں نہ تھے اُسوقت
نیرک پشت خیمہ پر بعض عیاری پہونچ چکا تھا سراگچہ چاک کرکے اندر بارگاہ کے آیا چالاک نے کہا
اے برادر بروقت تم آئے میں بیہوش کر چکا ہوں تم قتل کر ڈالو نیرک خنجر کھینچکر چلا کہ اس کے دو ٹکڑے
کرے مگر اس سحر پیر تو نگہبانی کر رہے ہیں ایک پیر نے نیچے جھککر خنجر پکڑ لیا اور دوسرے نے اُس کو بھی
پکڑ کر پہلوے چالاک میں بٹھا دیا اس نے کہا بھائی ہم بھی پھنسے اب کیا کریں اس اثنا میں سرسنگ
بھی سیاہ پوش بنا ہوا اتفاقات سے بارگاہ کے اندر آیا چاہتا تھا کہ چالاک سے پوچھے کہ پاؤں اُس کے بھی زمین
میں جم گئے اس نے بھی کہا کہ اے برادر ہم بھی اسیر ہوئے اب تینوں عیار غل مچانے لگے خبر دوڑ ملکہ کو جو دو
سے گھیراہی ساحر جو دور دور ملکہ کے حکم سے اُترے ہوئے تھے وہ دوڑ آئے اور جگانے ملکہ کو پانی چھڑک کر
ہوشیار کیا اس کی جب آنکھ کھلی تین عیار گرفتار دیکھے ہنسی اور کہا کہ کیوں موذیو اب بتاؤ کہ تمھارا کیا
حال کیا جائے خیر جب میں تمھارے سرداروں کو ماروں گی اُسوقت تم کو بھی قتل کروں گی یہ کہکر حکم دیا
کہ زندان میں ان کو لیجاؤ ساحران کو بھی قید خانے میں لے گئے اور جہاں سردار قید ہیں وہیں اسیر کیا
غرضکہ جب رات گذر گئی اور سپیدۂ سحر نے باخترت پھیلنا شروع کیا کہ بیت چہ بگذشت یک چند گردون
سپہر درخشندہ خورشید نمود چہرہ صبح کو لقا تخت نکہت پر بارگاہ میں بیٹھا تمام لقا پرستوں اور ساحروں اور
نجومیوں سے دربار معمور ہوا نازک چشم بھی حاضر ہوئی سجدہ کرکے دنگل پر بیٹھی عیاروں کا شب کو گرفتار ہونا

کہا بختیارک سارا ماجرا سنکر گویا ہوا کہ اے ملکہ تم بڑی صاحب نصیب ہو جو عیار گرفتار ہوئے اب انکو زندہ نہ رکھو اس نے کہا ملک جی آج طبل جنگ بجوا کر حمزہ کو اور بادشاہ کو کل پکڑ لاؤن تو پھر سب کو راہ عدم دکھاؤن بختیارک نے کہا حمزہ کا جسکے مقابلہ نہیں ہوا اس وقت تک خیر ہی ادھر اس کا سامنا ہوا اور تم نہیں بیٹھ کہا مین آج اسکی بھی تدبیر کرتی ہون یہ کہکر اور تادیر ٹھہر کر اپنی بارگاہ مین آئی ایک جگہ لیپ کر سحر کرنے بیٹھی ہگیار کی بہت کھڑی کرکے منتر پڑھنے لگی ملازمون کو خوف عیاران سے باہر نکالدیا تھا یہ تو اس کام مین مصروف ہے اور بارگاہ لقا مین جشن ہو رہا ہے ناچ اور شراب کا جلسہ ہے ہر شخص فرط عشرت سے مست و لایعقل بنا ہے لشکر اسلام مین بادشاہ سریر جہانبانی پر متمکن ہین اور باقیماندہ سردار حاضر دربار ہوکر گرد شاہ حلقہ نگین ہین امیر بھی مسجد سے آکر دنگل آصفی پر جلوہ گستر ہوئے ہین کہ ابو الفتح نے تمام حال رات بھر کا عرض کیا بادشاہ نے اسیری عیار ان پر افسوس فرمایا پھر نظر بفضل کریم کارساز کرکے چپ ہو رہے جب دن زیادہ آیا نقاب ناظر نے آکر عرض کیا کہ حضور کے دوست شاد دشمن پامال رہین ملکہ گردیہ بانو اور شہزادہ بدیع الزمان نے عرض کیا ہے کہ بسبب مفارقت فرزند کے میرا حال نہایت پریشان ہے چنانچہ حضور آج یہین خاصہ نوش فرمائین اور میرے حال زار کو بھی دیکھین کچھ کیفیت طلسم کی مجھ سے بیان کرین تاکہ دل کو تسکین ہو زیادہ اقبال و دولت کی ترقی رہے یہ حال خواجہ سرا سے سنکر امیر اٹھے اور بارگاہ سے نکلکر شبستان گردیہ بانو کی طرف چلے جب بارگاہ پر پہونچے ملکہ نے خبر سنکر استقبال کیا اور دروازہ پر آکر ہاتھ پکڑ کر پائین کرسی سے چلی اور مسند زرنگار پر لاکر بٹھایا کھانا طلب ہوا سامنے کھانا لگا نگین جلسہ ناہر و یہان سے شبستان مثل گلستان پر از رنگ و بو نگار خانہ چین کو اسکے دیکھنے کی آرزو

نظم

گرفت آن زمان دست شوہر بدست	برفتند ہر دو بکردارست
سوئے خانۂ زرنگار آمدند	بہ آن مجلس شاہوار آمدند
بہشتی بہ آراستہ پُر ز نور	بپیوستہ رہائے در پیش حور
ابا بادہ و طوق با گوشوار	ز دیبا و گوہر چہ باغ و بہار
عقیق و زبرجد ز در ریختند	ز مشک و عنبر برآمیختند
بیاراستے چینی بیاراستند	طبقہائے زرین بپیراستند

ملکہ نے بعد کھانا کھانے کے حال طلسم پوچھا امیر نے ملکہ کی تسکین فرمائی اور کہا لڑائی طلسم مین ہو رہی عمرو تدبیر کرنے سنا ہے کہ اور کسی طلسم مین گیا ہے تم گھبراؤ نہین بیٹا تمھارا مع الخیر آیا چاہتا ہے یہ فرما ہمراہ ملکہ دروازہ تک شبستان کے آئے پھر ملکہ کو رخصت کرکے آپ جانب بارگاہ سلیمانی روانہ ہوئے وہان ملکہ نازک چشم کا سحر پورا ہو چکا تھا امیر بارگاہ سلیمانی تک نہ پہونچے تھے کہ سحر نے تاثیر

کلیجے میں شدت درد کی ہوئی اسی جگہ مگر تھام کر بیٹھ گئے پیادل چوبدار خدمتگار جو ساتھ تھے انھوں نے غلغلہ
کیا پہلوان عادی درگہ سالار بارگاہ دروازہ بارگاہ پر بیٹھا تھا اسنے جاکر بادشاہ سے عرض کیا شاہ اور
تمام سردار دوڑے آئے پہادار پر ڈال کر سمت بارگاہ سلیمانی لے چلے امیر کے چہرے کی رنگت نہایت
متغیر ہو یقین ہو کہ روح قالب سے پرواز کر جائے اور بیہوش ہیں سردار بارگاہ سلیمانی میں اسلیے نہ لاسکے
کہ وہاں دربار عام ہو ہر وقت افسران فوج کی آمد و رفت ہو اثر دہام ہو امیر کو زیادہ بےچینی ہوگی پس
بارگاہ خاص متصل بارگاہ سلیمانی تھی اس میں لاکر پلنگڑی پر لٹا دیا اور خواجہ بزرجمہر کے بیٹوں کو بلوایا
خواجہ زادوں نے آکر بادشاہ کو نذر دی پھر تختی پر قرعہ پھینکا اور بہ نیت صحت امیر زائچہ کھینچا جب اہ
شکلیں رمل کی سولہ گھر میں رمل کے بھر چکے تو خانہ بیماری اور صحت پر نظر کر کے خوض کرنے لگے بعد سعادت
و نحوست اشکال دریافت کرنے کے سر اٹھایا اور کہا کہ ان پر سحر کیا ہو اور سحر نے انبیا تک پر اثر کیا ہو
یہ تو مالک اسم اعظم ہی ہیں اور اگر مالک اسم اعظم نہ ہوتے تو ہلاک ہو جاتے کچھ دن علیل رہکر اچھے
ہو جائینگے ان کو بارگاہ سلیمانی میں لے جائیے وہاں سحر اتر جائیگا اور ہر طرح سے اچھے رہینگے مگر ایک غفلت
مزاج پر ایسی طاری ہوگی کہ جس کے باعث سے اسم اعظم نہ پڑھ سکیں گے یہ بیان خواجہ زادوں کا سنکر
سب نے جانا کہ اسم اعظم بھلانے کے لیے نازک چشم نے سحر کیا ہو غرضکہ خواجہ زادوں کو خلعت دیکر رخصت
کیا اور امیر کو بارگاہ سلیمانی میں لائے دعائیں اور آیتیں صحیفۂ ابراہیمی کی پڑھ کر دم کیں کہ درد جگر موقوف
ہوا اور امیر نے آنکھ کھولی بعد کچھ دیر کے اچھے ہو گئے مگر طبیعت کی وہ کیفیت ہو کہ جیسے کوئی کچھ بھول جاتا ہے
چہرہ پر اداسی ہو چپ بیٹھے ہیں اگر کوئی کہتا ہو کہ یا امیر اسم اعظم پڑھیے تو اسکو کچھ جواب نہیں دیتے بہاں
یہ کیفیت ہو اور ادھر نازک چشم سحر کر چکی اور اسکو بھی حالت امیر کی کیفیت بہ سحر کے تبلا چکے اس وقت
اس نے کچھ نقش سامری کے لکھے اور ان کو شیشے میں بند کر کے اپنے حجرے میں وہ شیشہ رکھا لیا اور
اس سحر کی یہی لاگ رکھی کہ جبتک اس شیشے میں سے یہ نقش نکالکر چاک نہ کیے جائیں اس وقت تک
امیر کی ویسی ہی حالت رہے جیسی اب ہو غرضکہ جب یہ درستی ہو چکی دو پہر کو آرام بہ یہ ہوئی اور سہ پہر
کے دربار میں بارگاہ لقا میں آئی سجواری کیا کی جب شام تیرہ فام کے بال پکڑ کر ترک روز نگار نے پیرا
پردہ ظلمت سے باہر نکالا اور لب ماہ نے دندان انجم سے قرص کا نسہ خورد و نوش کیا کہ بمقتضائے نظم

ہمہ روز آں ساز گردش بود درآمد دم نالہ کرنا ے	چو پرداختہ شد ہنگام شام برفتند پیلان جنگی زجاے

نازک چشم نے فیر سحر بجائی ساحروں میں تیاری جنگ شروع ہوئی ہلکاروں نے بادشاہ اسلام کو خبر
دعا وثنا کے ارادہ کفار سے مطلع کیا اس طرف نقارہ حرب بجا بہادروں میں صدائے طبل جنگی آواز
کوس رحیل سنائی دی ہر طرف سے انتشار و پریشانی پھیلی کہ دیکھیے کل انقلاب فلک کیا صورت دکھاتا ہے

کس کو تخت سلطنت دیتا ہے اور کس کو تختہ تابوت پر سلاتا ہے کس لیے کہ مالک اسم اعظم آپ میں نہیں ہیں اور سردار بہت سے قید میں ساحروں سے سامنا ہے غلبے کیسے تھے کہ کل ہی لڑائی کا سامنا ہے دشت تیرہ خاک کو خون سے رنگین کر دینگے پیکر مردگان سے تختہ زمین کو گلزار خانہ چین کر دینگے نام عدو کا نشان مٹا دینگے نقشہ فتح و ظفر جما دینگے ہر طرف سے دلاوران سپاہ جمع ہونے لگے دل بادل اُمڈنے لگے اس دریاے لشکر سے وہ ابر سیاہ جوش مار کر اُٹھا جو تیر و شمشیر برسائے گا زمین کو دریاے خون بنائے گا اس طرف ساحر اور لقا پرست خوشی کرتے تھے اور ہتھیار تن پر سجتے تھے کوئی ساحر توے کی سیاہی منہ پر ملتا تھا آگ اسکی رکھتا تھا کہ جب وہ شخص منہ کالا کرے ان کی رات ہو جائے سیاہی لشکر حریف پر چھا جائے کوئی ساحر چھپکلی کی دم کاٹ کر اور اُس کے سامنے برہنہ ہو کر ناچتا تھا جبتک وہ تڑپتی تھی آپ بھی اوندھا سیدھا ہوتا حرکات بیہودہ کرتا اسلیے کہ جب اُس دم کی بتی بنا کر چراغ دشمن کروں حریف بھی وہی حرکات کیے جو میں نے اسکے سامنے کیے ہیں غرضکہ چار پہر رات یہی ہنگامہ رہا جب دم مثل خط پیرامانان جنگ روے روزگار دشمن ہوا اور حوصلہ بہادران کی طرح آفتاب دل کوہ خاور سے نکل کر آیا

ابیات

چو بنمود خورشید رخشان کلاہ — بپوشید سپر گشت رخسار ماہ
بترسید ماہ از پئے گفتگوے — نجم اندر آمد بپوشید روے

دم سحر بانی سردار و دولت شاہ جہاہ پر حاضر ہوے امیر بنا بر عادت قدیمہ کے سجدہ کر پائیں نبات غوغاے لشکر سنکر برآمد ہوے اشقر حاضر تھا سوار ہو کر جلو خانہ بادشاہ میں آئے شاہ نصفت نشان اسی خیال سے کہ امیر بھی اس میں سویرے برآمد ہوے اور تخت شاہی پر تاج رکھکر آلات حرب سے آراستہ ہو کر مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوے سرداروں نے مع ایک امیر خبر ان کو سلام کرتے دیکھکر ہاتھ اُٹھایا پھر مرکب شاہ کے برابر اپنا گھوڑا کر لیا سرداروں نے ان دونوں کو قلب لشکر میں لے کر قدم سمت میدان بڑھایا نقارے بجنے لگے علمداروں نے پھریرے علموں کے کھولدیے پھر تو اس گرد نے لشکر چلا کر ترک فلک بھی جسکو دیکھکر چکر میں آگیا کہ

ابیات

ہمی رفت آن شہریار و بصف — یکے تیغ ہندی گرفتہ بکف
یکے چتر ہندی زبر تا بپاے — گرفتہ ہمہ چتر بر ہماے
بیامد سوے میمنہ سی ہزار — سواران گردن کش و نیزہ دار
سوے میسرہ سی ہزار دگر — کمان برگرفتند و چینی سپر
پس پشت و دست چپ و دست راست — ہمی رفت یا از آن سو کہ خواست
ہمی تاز و چندین سوار دلیر — سرافراز ہر یک بکردار شیر
برفتند و برخاست آواے کوس — ہوا تیرہ گون شد زمین آبنوس

جب جائے مصاف پر پہونچے دیکھا کہ مقابل فوج ساحران اور سیاہ زرہان بڑے شان و شوکت سے داخل دشت ہوا اور دشت ہوا فوج ساحران سے سیاہ ہو گیا نازک چشم نے آہنگ صف آرائی کرائی اور فوج ساحران مثل دریا جاری بعد ترتیب لشکر نقیب پکارے ترغیب جنگ بہادروں کو دے کر للکارے کہ خبردار ہمت نہ ہارنا سر جائے مگر شجاعت میں فرق نہ آئے سر کھو ہو کر عدو کو مارنا جب یہ کہہ کر نقیب ہٹے نازک چشم طاؤس سحر پر سوار ہو کر خداوند کو سجدہ کرکے وسط میدان میں آئی اور مبارز خواہ ہوئی ادھر بہادروں میں سے کوئی نہ نکلا تھا کہ امیر کے دل میں اسی عالم بدحواسی میں یہ ترنگ آئی کہ خود بمقابلہ اس ساحرہ کے چلنا چاہیے پس اشقر کو مہمیز کرکے روانہ ہوئے تمام سردار دوڑے اور عرض کیا کہ آپ کہاں جاتے ہیں ہم جان نثار کس دن کے لیے ہیں امیر نے سرداروں کو بنگاہ غضب دیکھا اور ادھر بادشاہ نے بھی سرداروں سے کہا کہ آئین لشکر اسلام کے خلاف ہے کہ کوئی بہادر قصد جنگاہ کرے اور اس کو اجازت نہ ملے اب ان کو نہ روکو ان کے لیے دعائے فتح و ظفر درگاہ خدا سے طلب کرو سردار تمام رکے اور بادشاہ عالیجاہ تاج ہاتھوں میں لے کر بخشوع و خضوع رخ جانب کعبہ اکرم کرکے خدائے قادر و توانا کی درگاہ میں دعا کرنے لگے اور سردار آمین کہتے تھے کہ

نظم

تو ہے معبود یکتا دو جہان کا | تو ہے خالق زمین و آسمان کا
تو ہی ہے حاکم ارواح و اجسام | تو ہی ہے باعث آغاز و انجام
جو تیرے فیض سے ہر شے ہے موجود | ترے ہی حکم میں ہے بود و نابود
امیر لشکر اسلام یا رب | بچے اس ساحرہ کے سحر سے اب

دعا ان کی بدرجۂ استجابت پہونچی یکایک فلک پر ایک بجلی چمکی اور تاریکی دونوں لشکروں میں ہو گئی سب کی آنکھیں بند ہو گئیں پھر جو آنکھ کھلی پشت اشقر پر امیر کو نہ پایا اور وہ سیاہی بھی دفع ہو گئی اہل اسلام حیران ہوئے کہ یہ کیا ماجرا گذرا پھر خیال میں آیا کہ نازک چشم نے سحر سے گرفتار کر لیا ہے مگر نازک چشم نے پکار کر کہا کہ اے مسلمانان تم نے بھی ساحر وغیرہ کمینگاہ میں رکھے ہیں کہ وقت پر وہ تم کو بچالے جایا کرتے ہیں خیر امیر میرے ہاتھ سے کہاں چھپ کر جائینگے مسلمانوں نے یہ سنکر لعن و طعن کی کہ او قحبہ کار اسلامیان دغا شعاری نہیں ہے یہ کام تمہیں جادوگروں اور شیطان پرستوں کا ہے کہ مکاری کرتے ہو نازک چشم کو یہ کلمہ سنکر غصہ آیا اور ایک نارنج سحر پڑھکر سمت آسمان اچھالا وہ برسے ہوا جاکر شق ہوا اور اس میں سے دھواں نکلا باعانت ہوا وہ دھواں مثل ابر اہل اسلام پر چھا گیا اور تمام لشکر میں تاریکی ہو گئی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ معلوم ہوتا تھا اسی تاریکی میں اس نے اور ایک نارنج مارا کہ پھر ایک ٹکڑا ابر پیدا ہوا اور اس میں سے پتھر اور گولے فولادی برسنے لگے لشکر اسلام میں تہلکہ پڑ گیا بہادروں نے سپروں کا سر پر سایہ کیا اور چترہائے سپر سر پر بادشاہ کے اڑ گئی اب یہ حال ہے کہ انجمن عالم میں

شمع آفتاب صرصر حادثہ نے گل کردی ہر زمانے مین مثل قلب بے دین سیاہی ہر وہ پریشانی ہو کر شاہد روز نے مثل زن سوگوار بال اپنے کھول دیے مین یا آہ • مظلومان کا دھوان اسس دشت مین یا چاہ بابل سے دھوان نکر پھیلا ہر فلک زنگاری نے آج ہی تو ظلم کرنے کا حوصلہ نکالا ہمہ جہنم کا در کھلگیا ہر العیاذ باللہ اس تاریکی مین یہ اور اندھیر ہوا کہ پتھر اور رگوڑے برستے تھے فلک سنگدل کے جور سے لوگ جان بچا نہ سکتے تھے بہر طرف سمت بارگاہ سلیمانی بھاگتے تھے کچھ ہاتھی اور اشتر ون کے پیٹ کی آڑ مین ٹھہرے تھے بعضے صحرا سے غار اور تنہ ہاے درختان کو ماوا و ملجا بنا ے تھے جیسے شیر کچھار مین یا اژدر غار مین رہتا ہر یا طاؤس زیر برگ چھپتا ہر اس طرح اہل اسلام چھپے تھے اور اس آفت مین دمبدم زندگی ہوتی تھی کہ بمقتضاے نظم

یکے خیمہ زد بر سر از دود تار	سیہ شد جہان چشمہا گشت تار
ز گردون بسے سنگ بارید و خشت	پراگندہ گردید لشکر بہ دشت
خور و خواب و آرام گر تنگ شد	ز گیتی کرہ و ے زمین سنگ شد
تہہ شد بسے مردم و چارپاے	یکے راند بر خنگ جنگی بجاے
ہمہ گنج تاراج و لشکر اسیر	بماند دولت نیز برگشتہ پیر
بسے راہ صحرا گرفتند پیش	ز درد شہنشاہ و دل گشتہ ریش

بادشاہ اسلام دست بقبضہ شمشیر تھے مگر بوجہ تاریکی مجبور ہو کر پشت دست کاٹتے تھے آخر مصروف دعا ہوئے کہ اے خداے برحق تو بمصداق تولج اللیل فی النہار و تولج النہار فی اللیل چاہے تو رات کو دن اور دن کو رات کر دے امیر سے یہ بلا دفع کر ہمکو فتح عطا کر اس دعاے مقلب القلوب نے قلب تاریک چشم پھیر اپنے دن بھر تو یہ آفت اس نے برپا رکھی جب مثل بخت شوم نجتان اصل مین وقت تاریکی شب آیا اور آفت نے یہ آفت دیکھکر خوف کو رچشم ہونے سے غار مغرب مین اپنے تئین چھپایا نظم

مدیر وادی بود کز روی دشت	خروشے بر آمد کہ سر تیرہ گشت
کہ شد روز تاریک و بیگاہ گشت	ز جنگ یلان دشت کوتاہ گشت

شام ہوتے ہی نازک چشم نے رد سحر اپنا کیا اور جہان روشن ہوا وہ سنگباری کم ہوئی اسنے پکار کر نسیب دی کہ اے اسلامیان دیکھا تم نے قدرت خداوند لقا کو کہ دن رات ہو گئی تھی اگر آج تم نے مشورہ کر کے اطاعت اکر خداوندی نہ اختیار کی تو اس سے زیادہ روز سیاہ دیکھو گے اور برے حال سے مارے جاؤ گے لنذھور جانشین امیر کو یہ لاف و گزاف برا معلوم ہوا وہ پکارا کہ اے تیرہ بخت ایسے ایسے قرآن صعب لشکر اسلام پر بہت آچکے ہین تو کیا کہتی ہر انشاء اللہ تعالے اس گرز گران سے تیرا سر کوٹ مین پچکا دون گا یہ کہکر گرز ستر وسو من کا اٹھایا اور اسکو ہاتھ بلند کرکے دکھایا اسنے ایک پڑھا یا

جھولی سے خاک کی نکالکر اُسکی جانب اڑادی اُسکے ہاتھ کو جنبش ہونا موقوف ہو گئی جس طرح اونچا تھا اسی طرح بلند رہگیا اور اس نے ہنسکر کہا کہ بس گرز زنی تو نے دیکھی بہتر یہ ہے کہ خداوند کو آکر سجدہ و کورنش میں چھوٹنے دیتی ہوں پھر بغیر قتل کیے باز نہ آؤں گی یہ کہکر سحر پڑھا کہ ہاتھ اسکا مثل اصل ہو گیا اور اس نے طبل امان بجوادیا بادشاہ اسلام نے دیکھا کہ لشکر سب تباہ ہو گیا ہے ایک لاکھ آدمی جان سے اس پتھر کے برسنے میں ہلاک ہو گیا ہے اور کئی لاکھ زخمی پڑا تڑپتا ہے بہت سا لشکر بھاگ گیا ہزار ہا شتر و اسب و فیل کام آیا ہے جہاں تک نگاہ کام کرتی ہے مردہ ہی مردہ آدمی نظر آتا ہے یہ حال دیکھکر اشک حسرت گرائے اور اشقر دیوزاد کو تلاش کیا اُسکا لاشہ میدان میں نہ ملا سمجھے کہ جب امیر کوئی لیگیا اور دھوکا ہوا تو اشقر صحرا کی طرف غم میں اپنے راکب کے نکل گیا ہوگا غرضکہ بادشاہ نے کئی ہزار کیا لاکھوں بیلدار طلب کرکے گڑھے کھدوا کر گنج مقتولان کرایا اور جانوروں کی لاشوں کو بھی کوہستان میں گڑوا دیا اسلیے کہ زاغ و زغن ان کا گوشت کھائیں گے اور انکا ہجوم دیکھکر سب دین ہنسینگے کہ اہل اسلام کے یہاں لاشیں چیل کوے کھاتے ہیں غرضکہ پہر رات تک اسی کام میں مشغول بدل رہے جب میدان لاشوں سے پاک ہو چکا اس وقت نالان و گریان بارگاہ میں تشریف لائے اسوقت اہل لشکر کی گریہ و زاری دیکھی نہ جاتی تھی خصوصاً وہ عورتیں جن کے وارث مارے گئے تھے اس طرح بلک بلک کر روتی تھیں کہ دل سنگ آب ہوتا تھا ایک ہنگامِ عظیم برپا تھا کسی نے بال پریشان سنبل پریشان کیے تھے کسی نے طمانچوں سے رخسار ریحان سوسن نیلے بنائے تھے کوئی گریبان برنگ گل چاک کیے تھی منہ پر خاک ملے تھی کسی کی فغان تا بہ آسمان پہونچی تھی کسی کی فریاد سے زمین کی چھاتی دہلی تھی کہکشان کا سینہ شق تھا ستاروں پر فلک کے دیدۂ پرخون کا گمان تھا یا فلک کے آنسوؤں کا شبہ ہوتا تھا خلاصہ یہ کہ زمین و آسمان روتا تھا کہ

ابیات

خروشے برآمد چنان از سپاه | کہ خورشید بر چرخ گم کردہ راہ
پس پردہ با کودک و مرد و زن | گمے ڈیا زار و بر انجمن
خروشیدن نالہ و آہ بود | بہر برزنے ماتم شاہ بود
سران سر نہادند یکسر بخاک | جہان جا بجا کردہ زین دیدہ چاک
زمین سر بسر لرزہ اندر گرفت | بزرگان ازین ماندہ اندر شگفت

بادشاہ صف ماتم پر بیٹھے تھے خادمان محل کا رونا پیٹنا سنکر روتے تھے اُسوقت خواجہ زادے بھی بربنائے تفتیش حال و بدستور شراکت رنج و ملال آئے تھے اُنھوں نے بادشاہ سے عرض کیا کہ اے شاہ گردون بارگاہ بنا بر ترقی خواہی اور دولت سگالی ہم عرض کرتے ہیں کہ دن لشکر اسلام کے بیت بخت میں ستارے سب بنظر دشمنی آگئے ہیں سعد ستاروں کو حضیض ذلت و وبال ہے جو ستارہ ہے وہ نظر تثلیث سے

مقابلہ مین جا پڑا ہی سب کا حال بُرا ہی آپ مع لشکر کے کوچ کر جائیے اور تا ظاہر ہونے امیر کے مخفی رہیے انشاء اللہ امیر بفتح و فیروزی نہایت شان و شوکت سے آئینگے اور بہت جلد دشمنون کو آکر راہ عدم دکھائینگے بادشاہ نے فرمایا کہ استغفر اللہ یہ کبھی نہ ہوگا کہ مین دشمن کو پشت دکھاؤن اور میدان نبرد سے ہٹ جاؤن لٹنے سے منہ چھپاؤن مین وہ ہون کہ بموجب بیت زنت ست بر آسمان زندہ کس ✦ ہمان بہ کہ در جنگ کوشیم و بس ✦ خواجہ زادون نے جب دیکھا کہ بادشاہ میدان سے قدم نہ ہٹائینگے براہ خیر خواہی پھر عرض پیرا ہوئے کہ اے شہنشاہ بیت سرت سبز بادا و جان درست ✦ مباداکیانی کمرگاہ سست ✦ اگر آپ تشریف نہ لے جائیے تو ناموس امیر اور جملہ سراپردگیان عصمت کو ہمراہ کسی سردار عالی نژاد کے کسی جائے امن مین بھیجدیجیے اور اثاثۂ صاحبقرانی مثل بارگاہ اور علم اور جھانجھ و نفیر وغیرہ کو بھی روانہ کر دیجیے کیونکہ خدا نکردہ اگر کوئی اور زمانہ پیش آیا ناموس کے آبرو جانے کا خیال ہے اور اثاثۂ صاحبقرانی کے برباد ہونے کا اندیشہ ہی بادشاہ کو یہ رائے دینا انکا پسند آیا اور اسی وقت کرب غازی کو بلا کر فرمایا کہ بارگاہ سلیمانی وغیرہ لے کر مع ناموس کے یہان سے چلے جاؤ اور سات کوس پر یہان سے ایک پہاڑ ہی سنگ مرمر کا سفید وہان ٹھہرو شہزادہ کرب از قبیل داروغہ بارگاہ سلیمانی ہی اسکو کچھ عذر بن نہ آیا کیونکہ اگر جانے مین تامل ہوگا تو خوف تاراجی بارگاہ و ناموس ہی اس لحاظ سے اتالا بارگاہ کا بار کرا کر اور سب عورتون کو سوار کرا کے اسی رات کو سمت کوہ مرمر روانہ ہوئے بادشاہ بارگاہ مین حضرت دانیال کے تشریف فرما ہوئے رسالہ دار کیدان اور مشیران سلطنت وغیرہ برائے زینت و شوکت حاضر دربار رہے عیار بہت سے برائے حفاظت ناموس ہمراہ کرب گئے اور بہت سے یہان حاضر ہے اس جگہ تو یہ ماجرائے غم واندوہ ✦ ہا لیکن اس طرف جو نازک چشم پھر کر گئی لقا کی بارگاہ مین بصد عشرت و نگل یہ جلوہ فرما ہوئی اور حکم جشن مسرت دیا ناچ ہونے لگا شراب ارغوانی کا دور چلنے لگا وہ جشن نشاط جو جمشید نے بھی نہ کیا ہوگا یہان آغاز ہوا وہ محفل انبساط جو کیخسرو و کیقباد نے بھی آراستہ نہ کی ہوگی یہان ترتیب دی گئی اس خوشی کا بیان اندازۂ ترقیم سے باہر ہی یہ اشعار حسب حال جشن کے ہین کہ

ابیات

سران سپہ را سراسر بخواند ✦ بخوان گرانمایہ شان برنشاند

سزاوار شان گفت ناخواستہ ✦ بیاورد و گنجور آراستہ

ہمہ بوم از دیبۂ رنگ رنگ ✦ ز گوہر منقش بہ پشت پلنگ

نوائے مغنی و آواز رود ✦ روان را ہمیداد گفتی درود

ز خوبان ہمہ بزم گہ چون بہشت ✦ ز گلگونی رخوان بر او لالہ کشت

ہم اندر بر کار زر نگار ✦ بہ نگار رامش گرفتند کار

اسی عشرت مین بختیارک نے نازک چشم کی صورت دیکھ کر رونا شروع کیا اس نے گھبرا کر پوچھا کہ ملک جی خیر تو ہے کیون روتے ہو اس نے جواب دیا کہ تم کو روتا ہون افسوس کہ یہ صورت خاک مین ملجائے گی ہاے یہ پیارا نقشہ طعمۂ آتش ہوگا ہے ملکہ مسلمانون کی ایک دن شکست ہوتی ہے تو دوسرے روز مددان کی آسمان سے مثل باران کے پیدا ہوتی ہے اور زمین سے یسان مور جگان ظاہر ہوکر عدو کو خاک مین ملاتی ہے تمنے بادشاہ لشکر اسلام کو زندہ ناحق رکھا کل لشکر کا آج ہی خاتمہ کرنا تھا اب امیر کو جو کوئی اٹھا لیگیا ہے وہ ان کو بعزت تمام یہان لائیگا اور وہ اگر تم کو قتل کرینگے کوئی بیٹا پوتا امیر کا کہین سے آئیگا اور لڑائی کو فتح کریگا بہر صورت ہم بھیسر بھاگتے پھرینگے خداوند کو زحمت ہوگی اسباب لوٹ مین برباد ہوگا ایسا کچھ سامان نظر آتا ہے مین جو کہتا ہون اسمین کچھ فرق نہ ہوگا نازک چشم یہ تقریر سنکر ہنسی اور کہا ملک جی کوئی ایسا پردۂ دنیا مین ہے جو مجھ کو قتل کرے میری قضا پیدا نہین ہوئی بادشاہ کو جب میرا جی چاہے گا قتل کرون گی مثل مشہور ہے کہ زدہ را نتوان زد اچھا تمھاری خاطر سے مین توقف نہ کرون گی کل ہی سب کا خاتمہ کردون گی طبل جنگ بجواؤ اگر خوف کھا کر بادشاہ حاضر خدمت خداوند ہوے تو بہتر ہے اور اگر نہ آئے تو سزا اپنی اپنے کنار مین دیکھین گے یہ کہہ کر حکم دیا کہ کوس حربی پر چوب پڑے بموجب فرمان عیار دوڑے اور نقارخانہ جمشیدی مین جا کر طبل بجا یا صدا اس کی تمام ساحرون کے کان مین پہونچی پھر تو نفیر اور جلاجل اور قرنا وغیرہ بجنے لگین

نظم

	شد از گرد خورشید رخشان سیاہ		تیرہ برآمد زغبار دوسپاہ	
	دل نامدار پُر اندیشہ شد		سپرہا بدست اندرون بیشہ شد	
	مر آن رزم را بزم پنداشتند		بفرمود تا لشکر آراستند	

یہان کلباد و گلباد عراقی نسیم بن عمرو و قیسم بن عمرو بصورت مبدل حاضر تھے چنانچہ ان چارون عیارون نے یہ کلمات لاف وگزاف اس ساحرہ کے سنے باہم مشورہ کیا ہم مین سے دو عیار خدمت بادشاہ مین جا کر حال نواخت طبل جنگ بیان کرین اور دو یہین ٹھہر کر اس قحبہ کو جس طرح ہو سکے گرفتار کرین الغرض کہ دو عیار تو روانہ ہوگئے اور دو ٹھہرے ہوے تھے کہ نازک چشم کو پیشاب کرنے کی ضرورت ہوئی کنیز سے اس نے حکم دیا کہ آفتابہ چوکی پر رکھ آئے عیارون نے جو یہ سنا بارگاہ سے نکلکر اسکے پہلو مین چوکی لگی تھی اور قنات کھڑی تھی آئے اور اسی قنات کے پس پشت چھپ رہے اس عرصے مین ایک کنیز آفتابہ لیے اور دوسری روشنی دکھاتی ہوئی اور نازک چشم چوکی پر آئی کنیزین بابر دروازہ پر ٹھہرین اور یہ رفع احتیاج کرنے لگی عیارون نے سراچہ چاک کر کے ایک طرف سے ایک نے اور دوسری طرف سے دوسرے نے منھ نکالا نازک چشم نے پہلو کی طرف آہٹ جو پائی پھر کر دیکھا اور کہا تو کون ہے اور ادھر کے پہلو پر سے دوسرے نے کمند ماری اسنے ادھر پھر کر دیکھا کہ ساتھ ہی بیضۂ بیہوشی

ناک پر مارا کہ اُسکو چھینک آئی اور بیہوش ہوگئی عیاروں نے اُسی جگہ اُس کو مثل گٹھری کے باندھکر سر پر رکھا
اور وہان سے نکلکر روانہ ہوے ازبسکہ ساحر کی صورت بنے ہوے تھے لشکری سمجھے کہ ملکہ نے کچھ کہین بھیجا
ہوگا اس وجہ سے مزاحم نہ ہوے اور یہ بےخوف و خطر لشکر سے نکلکر اپنے لشکر مین آئے اور خدمت شاہ مین
پہونچکر لشتارہ رکھدیا اور عرض کیا کہ ایسا کچھ لاف و گزاف کرکے اس بیہودہ نے طبل جنگ بجوایا تھا کہ
ہم پکڑ لائے بادشاہ نے ان کو خلعت دیا اور فرمایا کہ ستون سے باندھکر اس کو ہوشیار کرو عیاروں نے
اس کو باندھا اگرچہ قسمت جو بری پڑتی سوزن زبان مین ورنا بھول گئے فتیلہ رفع بیہوشی دیدیا بارگاہ سلیمانی
بھی نہ تھی کیونکہ وہ ہمراہ کرب جاچکی ہے بس جیسے ہی اُسکو ہوش آیا اور اپنے تئین بندھا پایا آنکھ بند کرکے
کہا کہ شاید خواب دیکھتی ہون بادشاہ نے فرمایا کہ اے نازک چشم کیا کہتی ہے شناخت خداے تعالی جلشانہ مین
یہ کلمہ سنکر وہ چونکی اور سمجھی کہ قید ہوآئی ہون بس ایک قہقہہ مارا اور ازبسکہ زبان قابو مین تھی ویسا سحر پڑھا
کہ رسن جل گئی اور اس نے پرواز کی بلندی پر جاکر پکاری کہ لے اسلامیان یہ بی سزا مین نے پائی کہ جو تم کو
زندہ چھوڑ دیا تھا سچ ہے دشمن پر رحم کرنا کسی وقت مین اچھا نہین خیر اب صبح کو ملک الموت کا اور تمھارا
سامنا ہے یہ کہکر اپنے لشکر مین آئی یہان جب اس کو بیت الخلا مین عرصہ ہوا تھا تو کنیزین متلاشی ہوئی
تھین اور بختیارک بھی مطلع ہوا تھا بارگاہ تک مین نوحہ دشمنون کا ہنگامہ برپا تھا کہ یہ جاکر پہونچی اور سب
حال بیان کیا سب خوش ہوے اور بختیارک نے کہا اے ملکہ تم بڑی قسمت کی زور آور ہو جو بچ آئین
ورنہ کوئی آج تک اُنکی قید سے چھوٹا نہین اس نے کہا مکن جی تم سچ کہتے تھے یہ مسلمان سرکشی سے باز نہ
آئینگے کل مثل حرف غلط انکو صفحہ ہستی سے مٹادونگی اور فسانہ نقش برآب بحر زندگی سے کنارے
لگادونگی یہ کہکر بزور سحر بجوت عیاران غائب ہوگئی اور بادشاہ نے کہ اول خبر نواخت کوس رزم
سن چکے تھے یہان بھی حکم طبل بجنے کا دیا اور فرمایا کہ دیکھون کل مشیت ایزدی مین کیا گذرتا ہے کہ بیت
بیچارہ ندانم بعالم کہ زیست * ندانم بدانگہ کہ باید گریست * بنوبت طبل جنگ پر چوب پڑی لشکر مین ہل چل
پڑی جو لوگ بزدل تھے وہ رات ہی سے بھاگ گئے بلتین اور رستے بطور تھی کوچ کر گئے کہ میان جان
ہے تو جہان ہے نوکری اور کہین مل رہیگی تلوار کی آنچ ہم سے نہ سہی جائیگی جو بہادران روزگار شجاعت شعار
تھے اُنھون نے غسل کیے اور کفن سر سے باندھے مشت خاک اٹھاکر گریبان مین ڈالی کہ یہی خاک مدد ہوگی اپنے
اپنے اعتقاد کو تازہ کرکے ایک دوسرے کو گلے لگا کر وداع ہوے اور لڑکر مرنے پر دل کو آمادہ کیا شمشیر بازی کو
جانبازی سمجھا کہ مثل اطفال خورد سال کل اس سے بازی کرینگے بارے کھیلنے سے دہان زخم ہنسینگے لب
سوفار اور کلہ گرز سے شاباش کی صدا سنینگے ہر طرف اس حسینہ خاکی کے گرد وندے خون سے رنگین کرینگے
بوٹے جھونکے نیا مین گے چار دیوار عناصر کو ڈھا مین گے نفس ہی ہوا بناکر کھلونے کر دینگے اپنے سامنے
مٹی کو دلیون کا پتلہ سمجھین گے غرض تا بہی گفتگو ہمت تھی یہی آرزو جان دینی کہ بخت ور دز بان ہر صاحب

تھے ہتھیار صاف ہوتے تھے سامان مصاف بجتے تھے ہنگامہ برپا تھا کہ ابیات

خروشے بہ آمد ز اسلامیان / بر بستند بر کین ہر دو میان
چنین گفتگو داشتند آن ہمہ / کہ اے نامداران و مردان ہمہ
بہ بندید دامن بدامن درون / کہ از دشمن خود بریزیم خون
اگر ما بدین پور رنگ آوریم / ہمانا کہ نیکو بہ تنگ آوریم
بہ پیکان بدوزیم زرہ بر تنش / ببندیم ستوران بجوی سرش
ز خونش ہمہ خاک گلگون کنیم / برد آتش شمشیر بیرون کنیم
خروشی آمد از دشت آوای مرد / کہ گفتی بدرید دشت نبرد

غرضکہ تمام رات یہی غلغلہ رہا جب زوال ساحر شب کا زمانہ قریب آیا اور آفتاب بسان نور اسلام پیشانی زاہد سحر تابندہ ہوا کہ مقتضائے ابیات

چو از تیرہ شب آن زمان در گذشت / سپہر و ستارہ دگرگونہ گشت
شہنشاہ جنگی درآمد بہ کین / بدین لشکر گشن و شیران چین
یکے تاج زرین نہادہ بسر / چو خورشید تابان بدرد گہر
بپوشید جوشن چو پیل دمان / ببست از پئے جنگ فتح میان

صبح ہوتے ہی باقیماندہ سردار در دولت شاہ جمجاہ پر حاضر ہوئے بادشاہ شبستان میں تشریف اس شب کو نہ لے گئے تھے دیکھا تو ہوشیار مسلح و مکمل بیٹھے دعائے فتح و نصرت خدا سے مانگتے ہیں سرداروں نے مجرا کیا بادشاہ انکو دیکھکر پشت مرکب پر سوار ہوئے باجے جنگی بجنے لگے بڑے کر و فر سے سمت بارگاہ چلے جب وارد دشت قتال ہوئے دیکھا کہ گرد تیرہ و تار اڑی اور سپاہ عدو نمودار ہوئی لقا تاج کئی سو کنگرہ کا پرانزدر دہما ہر سر پر رکھے قبا زر دو پہنے ہاتھی پر زیر چتر جواہر نگار بیٹھا اور فرط عشرت سے ہنستا ہوا آتا ہے لشکر بڑی چمک دمک سے ساتھ لاتا ہے جو کوئی ہے وہ اپنی بنا جوابا پڑھتا ہے اور قہقہہ مار کر خندہ کرتا ہے گرد سیاہ سے آسمان و زمین تاریک ہے بہ نحوست شمار کروڑ ہا ساحر ایک طرف سے ساحر کرشمہ میں ناچتے اچھلتے ہیں غول کے غول اور پرے کے پرے ہیں غرضکہ جانبین سے تعبیہ برابر کرنے شیب و فراز دشت کے اور بعد تھمنے غبار اس خاکدان پست کے صفوف فوج ترتیب پذیر ہوئیں اور نقیب نقابت کرنے لگے اس اثنا میں نازک چشم بی بعبے جواپیدا ہوئی اور میدان میں ٹھہری لقا کو سجدہ کیا اور اجازت حرب لے کر جمعی بادشاہ کو پکاری کہ بھیجیے کسی کو میرے سامنے بادشاہ نے خود چاہا کہ میں بمقابلہ جاؤں لیکن لندھور نے اپنا ہاتھی صف دست راست سے نکالا اور شاہ سے اجازت لے کر چلا ہاتھی اُسکا مثل شب وصل عاشق رواں ہوا اور مقابل اُسکے پہونچا پھر گرز کو چرخ دیکر لیٹا اک لے جیا جو ضرب رہتی ہو نکال اُس نے یہ سنکر پڑھ داشنہ ناخن کے سحر پڑھ کر

مارے کہ تمام میدان میں اندھیرا ہو گیا ایک کو دوسرا نظر نہ آتا تھا مگر بسبب سحر کے لندھور کو ساحرہ دکھائی دیتی تھی اور
وہ لندھور کو دیکھتی تھی بس جب وہ سحر کر چکی اس نے چاہا کہ گرز لگاؤں ساحرہ نے کہا اے لندھور یہ لمبا اور موٹا ڈیل
لے کر مجھ عورت سے لڑنے آیا ہے شرم نہیں آتی یہ کہکر ماش سحر کے مارے کہ ہاتھی کے پاؤں زمین میں جم گئے لندھور
ہاتھی پر سے کود کر زمین پر آیا اور پکارا کہ اے گیسو بریدہ تیرا مارڈالنا پہلوانان زمانہ سے بڑھکر ہے کیونکہ پہلوان میں یہ
قدرت کہاں ہے جو تو آفت کر رہی ہے اور تجھکو خود شرم نہیں آتی جو تو مردوں کا سامنا کرتی ہے یہ کہکر گرز جلد دے کر
مارا ساحرہ تخت پر سے بزور سحر اڑ گئی گرز تخت کو چور چور کر کے زمین پر پڑا کہ خاک اڑی اور ہو دوست تک غار
پڑ گیا لندھور نے نعرہ مارا کہ زدم و پست کردم ساحرہ نعرہ سنکر زمین پر اتری اور پکاری کہ کرا زدی و پست
کردی حریفہ تو اینک رسیدم یہ کہکر اب کی ایسا سحر پڑھا کہ لندھور بیہوش ہو کر گر پڑا اُس کو گرفتار کر کے
حوالے اپنے ساحروں کے کیا اور سحر پڑھ کر وہ تاریکی دور کی اور نعرہ مبارز طلبی کیا بادشاہ اسلام
کی جانب سے مالک اژدر نے مادین عربی کی باگ لی اور شاہ سے اجازت مانگی شاہ نے حوالہ خدائے
تعالے کیا یہ سپہ سالار دست چپ ہے کل علم جلوہ دکھانے لگے خلاصہ یہ کہ بڑی عظمت سے سامنے
ساحرہ کے آیا اور طالب حرب ہوا اس نے پہلے ایک ترسول مارا اسنے اسکو رد کر کے ایک نیزہ اسکے سینہ
پر کینہ پر لگایا یہ بہادر فن نیزہ بازی میں اپنے وقت کا صاحبقران ہے اگر پہاڑ پر نیزہ مارتا تو وہ بھی چھد جاتا
مگر ساحرہ کے سینہ پر سے نیزہ اچٹ گیا اور اس نے سحر پڑھکر دم کیا یہ بھی بے دم ہو کر گرا ساحر آئے اور
باندھ لے گئے اُس نے چاہا کہ اور کسی کو بہر جنگ طلب کرے بختیارک گھبرایا کہ ایک ایک سے
مقابلہ کرنے میں عرصہ ہوتا ہے ایسا نہ ہو کہ کچھ فساد پڑے پس کہلا بھیجا کہ اے ملکہ حکم خداوند ہے کہ ان مسلمانوں کا جلد
خاتمہ کیا جائے نازک چشم کو جب یہ پیام پہونچا اسنے سحر پڑھکر دستک دی کہ مثل روز گذشتہ کے پھر تاریکی
پھیلنی آغاز ہوئی لشکر اسلام نے جو یہ ماجرا دیکھا سمجھے کہ کل کی طرح سے پھر آج آفت میں مبتلا ہوں گے یہ
سوچکر تلواریں کھینچکر لشکر ساحران اور نقار پر جا پڑے اس طرف سے انھوں نے بھی حملہ کیا ایک دریا میں تھا کہ
جوش مار کر مل گیا تلواریں لہرانے لگیں سپریں سنگ پشت نظر آنے لگیں غوغائے مردم تلاطم سحر زخار کا شور تھا
بادل سپاہ گری کا گھنگھور تھا زرہ پوشوں کے بازو کی مچھلیاں دام میں تڑپتی نظر آتی تھیں بیروں کی سوزنیں
لبان کا سہ حباب دکھائی دیتی تھیں اس عرصہ میں وہ سیاہی کل لشکر پر چھا گئی اور ساحرہ اور ساحروں کے
سحر سے آگ پتھر برسنے لگے لشکریان اسلام بیہوش ہو گئے بعضے رہرو ملک عدم ہوئے بعضے بیدم
ہوئے ابیات

کسی کے لگا سحر کا ایک ترنج
ہوا کوئی بیہوش با درد و رنج

دھواں چھا گیا مرکز خاک پر
غبار زمین پہونچا افلاک پر

ہوا اس طرح روز روشن سیاہ
کہ بخت سیہ جس سے مانگے پناہ

ہوئی گرمی سحر کی ایسی تاب	کہ بیتاب تھی جان ہر شیخ و شاب
ہوا سنگدل اس طرح چرخ پیر	کہ پتھر برسنے لگے اور تیر
پہاڑ اور زمین پر تڑپنے لگے	در بحر جرأت تھے غلطان ہوئے
رواں خامۂ تیغ سے خون ہوا	ورق سرخ تھا صفحۂ خاک کا

بادشاہ اسلام نے پائے شجاعت جما دیے اور ہزاروں کو قتل کیا مگر سحر سے ناچار ہو گئے یعنی بیہوشی انپر بھی
طاری ہوئی شاہان جلیل القدر جو بادشاہ کو گھیرے ہوئے تھے وہ بھی بیہوش ہونے لگے اس وقت
لشکر میں بھگدڑ پڑی اس اندھیرے میں ایک کی دوسرے کو خبر نہیں جسکا جدھر منھ اٹھا بھاگ نکلا القدرت خدا
مرکب خنگ سیہ قیطاس کہ یہ گھوڑا باغ ابراہیمی سے امیر کو ملا تھا اور امیری اسپر سوار ہوا کرتے تھے جب
سے اشقر دیوزاد امیر کو ملا اس مرکب کو بادشاہ کی سواری کے لیے مقرر کر دیا تھا الغرض یہ گھوڑا معجزہ کا ہے
اس نے جو اپنے راکب کو اپنی پشت پر سست دیکھا سمجھا کہ راکب میرا پشت پر سے میری گر جائے گا پس
نہایت شائستگی سے کہ تکان نہو بادشاہ اسلام کو اس ہنگامہ سے لیکر چلا اور جہاں تک تاریکی تھی
کمال ہوشیاری سے قدم زن رہا جب اندھیرے سے قدم باہر رکھا سنبھلکر سمت صحرا روانہ ہوا مگر
عیاران لشکر اسلام اس سحر کے ہنگامے سے پہلے ہی نکل گئے تھے صحرا میں پراگندہ ہو کر فکر عیاری کر رہے تھے
جب لشکر میں بھگدڑ پڑی جو اس تاریکی سے بھاگ کر صحرا میں آیا عیار اس کو سمت کوہ مرمر لے گئے کہ وہاں
کرب مع ناموس ہیں غرضکہ بادشاہ کو بھی عیاروں نے دیکھا کہ مرکب انکو درحالت غشی لیے ہوئے
جاتا ہے یہ دیکھکر عیار قریب مرکب آئے اور اس کو چمکارا گھوڑے نے لیقبب انکی جانب دیکھا عیار دوڑ
کر روتے ہوئے مرکب سے لپٹ گئے اور خنگ نے بھی پہچانا کہ یہ لشکر اسلام کے ملازم ہیں بس گردن
ڈالکر کھڑا ہو رہا عیار اسکو مع بادشاہ لیکر کوہ مرمر پر آئے اور اندر بارگاہ سلیمانی کے شاہ کو
لاکر تخت پر لٹا دیا بعد لمحے کے عظمت بارگاہ کے باعث سحر اتر گیا اور بادشاہ کی آنکھ کھلی کرب سے
مجرا کیا اور بادشاہ زخم رسیدہ بہت تھے تمام جسم فگار تھا انکے لیے جراحان شفا دست کو بلوایا زخم دوزی
ہوئی تیمارداری میں لوگ مشغول ہوئے جو جو بھاگ کر آئے ہیں انکا بھی علاج ہوتا ہے لشکر میں مجمع ہوتا جاتا
ہے یہاں تو یہ کیفیت واقع ہے مگر اس طرف تا دیر وہی تاریکی آفت سحر کی برپا رہی آخر یہ گمان ہوا کہ اس تاریکی
میں ہماری فوج باہم نہ لڑنے لگے اس سبب سے نازک حشم نے سحر کا رد کیا کہ وہ آفت آگ پتھر برسنے اور
اندھیرے وغیرہ کی مٹی دیکھا کہ لشکریان اسلام میں کوئی باقی نہیں ہے سب بیہوش پڑے ہیں اور اکثر بیجان
ہو گئے ہیں حکم دیا کہ جو مردہ ہیں انکو تو رہنے دو باقی جو بیہوش ہیں انکو پکڑ لو ساحروں نے بحکم ستمگر سبکو گرفتار
کر کے باندھ لیا اور اس نے سحر سے اس جگہ ایک حصار باندھ دیا کہ کوسوں تک احاطہ دھوئیں کا کھینچ گیا
اور اس جگہ سب قیدی چھوڑ دیے کہ نہ یہ نکل سکیں اور نہ کوئی ان کو چھڑانے آسکے ساحروں کا پہرا

مقرر کر دیا جب یہ انتظام ہو چکا حکم دیا کہ بارگاہ اسلامیان اور خیمہ و خرگاہ سرداران پر قبضہ کرو ملازمان لقا نے وہاں پہرا کر لیا یہاں اُن کے لشکر کی بازار میں بند تھیں دوکاندار اہل حرفہ و پیشہ سب فراری تھے عجب رد تھی تھی کہ خامہ دو زبان کی زبان بیان سے قاصر ہے غرضکہ جب اردوے اسلام غارت ہو چکا اور لشکری سب قید ہو چکے سردار تو پہلے ہی سے اسیر تھے نازک حشم نے بادشاہ کی تلاش کرائی جب میدان میں بادشاہ کو بیہوش نہ پایا سمجھی کہ نکل گئے پس اُسنے طبل آسایش بجوایا اور لشکریوں میں سے ساٹھ ہزار سوار کو حکم دیا کہ کمر نہ کھولے طلایہ پھرے کہ باقیماندہ حریف کی سپاہ ایسا نہو کہ غفلت میں ہم پر آپڑے بموجب حکم فوج حسب تعداد مذکور تیار رہی اور باقی نے کمر کھولی لقا مع سرداروں کے اپنی بارگاہ میں نہ گیا بارگاہ شاہی میں آیا اپنے سرداروں کو خیمے سرداران اسلام کے عنایت کیے اور آپ بجاے بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ گر ہوا اس بارگاہ میں تخت سلیمانی نہیں ہے تخت طاؤسی ہے اس تخت پر یہ ناہنجار بیٹھا گویا سگ ہما یوم کا آشیانہ بنایا شعر اسکی نسبت سعدی علیہ الرحمۃ کا مجھکو یاد آیا کہ بیت کس نیاید بزیر سایہ بوم * ور ہما از جہان شود معدوم * خلاصہ کلام نازک حشم نے بجشن ہی حکم درستی مجمع انبساط دیا اس فتح کی خوشی میں نقارے بجنے لگے سردار لباس زرق و برق پہن کر حاضر دربار ہوے نذریں گذرنے لگیں ارباب نشاط حاضر ہوے صداے مبارکباد بلند ہوئی آوازہ کامرانی اور شادمانی سے قلب زمین و آسمان پُر ہو گیا در و دیوار کوہ و دشت سے صداے عشرت پیدا ہو گئی ہر وقت ہر طرف سے یوں آواز سازہاے ترنم مسرت کی سنائی دیتی تھی کہ جیسے بند مکان گونجتا ہے پریان قمر پیکر و مہوشان سیمبر رامشگران مہرو بیدار و رقاصان شعلہ نما اس طرح رقص کرتے تھے اور زمزمہ سرا تھے کہ چتر طاؤس مینا فام فلک بلا گردان نثار تھا ناہید چرخ کا دل بیقرار تھا ساقیان نور طلعت حور صورت جام بادہ رشک زہرہ کاسہ خورشید و غیرت دہ قدح ہلال کا شراب مفرح دے پر سروران انجمن کو پلاتے تھے نیا کرشمہ دکھلاتے تھے کہ آفتاب کو ماہتاب پر نور کے دائرہ میں اُتارتے تھے بادہ خواروں کو دیوانہ بناتے تھے یہ تماشا گلابی و ساغر کے الٹ پھیر کا دم دکھاتے تھے

نظم

سہانا تھا وہ بزم عشرت کا سان | کہ اس بزم کو بزم جنت پہ ناز
بڑھا موج بادہ کا اسقدر جوش | بلا سے کے تھا قہقہوں کا خروش
دکھانے لگا چرخ نیرنگیاں | بنی فلک سے کشتی آسمان
لگے پھیرنے خوبان عالم تمام | لیے ہاتھ میں جام خورشید فام
وہ رقص بتان ایسا کچھ بھا گیا | کہ ہر چرخ اُسی شوق میں ناچتا
وہیں کی ہر کلبانگ عشرت سنی | کہ مستی نہیں ہر گلگون کی ہنسی
اسی رقص کی ہر ہوا لگ گئی | چمن میں صبا پھرتی ہے ناچتی

سرداران لشکر کو منصب و جاگیر و زر و مال انعام میں بٹ رہا تھا لقا طرہ پیغمبری افراسیاب کو بھیجا چاہتا
تھا مگر بختیارک نے عرض کیا کہ ابھی بادشاہ اسلام باقی ہیں انکو بھی پکڑ لیجیے تو ملکہ نازک چشم کو زوجہ
قدرت بنائیے نور قدرت پیٹ میں انکے اتاریے اور افراسیاب کو طرہ پیغمبری بھیجیے آپ اچل کر باختر
میں تخت خدائی پر بیٹھیے اس نابکار کو یہ بات پسند آئی اور ساحرہ سے کہا کہ بادشاہ اسلام کا اور بارگاہ
سلیمانی کا کچھ پتہ معلوم نہ ہوا کہ یہ سب کہاں ہیں ساحرہ نے ساحروں کو اور طائران سحر کو بند و سحر روانہ کیا
جا کر اطراف میں اس نواح کے تجسس کرتے ساحر طائر بنکر اڑے اور طائر سحر کے بھی چلے کچھ دیر میں پتہ لگ گیا
یعنے کوہ مرسات ہی کوس بیان سے تھا کچھ ساحر ادھر بھی پہونچے اور جمعیت اہل اسلام وہاں دیکھکر
خدمت نازک چشم میں آئے بعد ادائے دعا و ثنائے شہریاری حال مقام لشکر اسلام بیان کیا بختیارک
نے یہ ماجرا معلوم کرکے کہا کہ اے ملکہ دشمن کو مہلت دینا اچھا نہیں اور علاوہ برین عیار موقع پاکر اپنا کام
کر جاینگے میری رائے یہ ہے کہ آج ہی بقیہ لشکر اسلام کا بیکار فنا کردو نازک چشم انکے دم دلانے سے
اسی وقت اٹھ کھڑی ہوئی اور رسالہ ہزار سوار اور کچھ ساحر بہر حفاظت خیمہ خرگاہ وغیرہ چھوڑ کر باقی
لشکر کو حکم تیار ہونے کا دیا جلد کمر بندی ہوئی آپ مع لقا سوار ہوکر چلی سپاہ سے جنگل بھر گیا کوہ و دشت میں
زلزلہ پڑ گیا سموں سے گھوڑوں کے جگر گاؤ زمین کا دہلنے لگا قرنا و بوق کا وہ شور بلند ہوا کہ پردہ ہاے
گوش ترک رود گا پھٹ جائے تو عجب نہ تھا الحاصل بعد کچھ عرصہ کے قریب لشکر فیروزی اثر اہل اسلام
پہونچی عیاروں نے وہاں سے لشکر ساحران دیکھکر خدمت شہزادہ کرب میں اپنے تئین پہونچایا اور سارا
ماجرا بیان کیا شاہزادے نے بادشاہ سے عرض کیا حضور زخمی ہیں ناموس کے پاس بالاے کوہ تشریف لیجائیں
غلام جان نثاری کو حاضر ہے بادشاہ نے فرمایا کہ جب تک میری جان تن میں ہے پاؤں میدان شجاعت سے
نہ ہٹاؤنگا اور پشت دشمن کو نہ دکھاؤنگا کرب یہ کلمہ سنکر ناچار ہوا اور بادشاہ اسی حالت زخمداری
میں آمادہ حرب و پیکار ہوے عیاروں نے جو یہ ماجرا دیکھا خیال کیا کہ بادشاہ اب کی شہید ہو جائینگے
اور کرب اگر کام آگیا تو ناموس امیر کا بھی کوئی سنبھالنے والا نہ رہے گا بس یہ سوچکر تھوڑا سا عطر بیہوشی
اپنے جسم پر ملا اور بادشاہ اور کرب سے عرض کیا کہ غلامان جانباز بہر عیاری جاتے ہیں شاید کام آئیں
تو فاتحہ خیرست فراموش نہ فرمائیے گا اور اسی وقت آرزو رکھتے ہیں کہ حضور سے بغلگیر ہوکر رخصت ہوں
یہ عرض عیاران سنکر بکمال بشاشت بادشاہ و کرب انکو گلے سے لگایا بیہوشی نے تاثیر کی دونوں
بیہوش ہوگئے عیاران کو لیکر پہاڑ پر چڑھ گئے اور کئی ہزار عیاروں نے ملکر کے دوسرا پردہ و قنات خیمہ
بارگاہ سلیمانی پہاڑ پر الگ الگ کرکے چڑھا دیا پھر سب لشکریوں کو حکم دیا کہ پہاڑ پر جسقدر آسکیں چڑھ
آئیں اور باقی صحرا و کوہستان میں جاکر پوشیدہ ہوں جو بدمعاش ان خس بخبیر سے دفع ہوگا اور ہمارے
فتح ہوگی سب کو بلالینگے اور اگر ہم لوگ ہلاک ہوگئے تو تمہارے حق دعاے مغفرت کریں اور اثر

ہونے کا پھر اختیار ہے غرضکہ بموجب حکم عیاران جو لشکر کہ جمع ہوا تھا کوچ کرکے جدھر جسکے جی مین آیا چلا گیا اور عیاران نے پہاڑ پر چند خیمۂ بارگاہ سلیمانی استادہ کرکے جو لوگ اوپر چڑھ آئے تھے لشکریون مین سے ان کو اور چند خیمون مین ناموس کو اور ایک مین بادشاہ و کرسب کو رکھا اور گھاٹیان پہاڑ کی روکین سنگ اندازی اور تیر اندازی کا سامان کر دیا بانہ ہاے عیاری سے آراستہ ہوئے یعنی تو بڑون مین پتھر بھرے ہاتھون مین حقہ ہاے نفتی چڑھائے گھاٹیون مین حباب بیہوشی دبائے کمندین بازؤون پر لپیٹے کمانون مین تیر جوڑے ہوئے سرکوہ پر ٹھہرے اُدھر خیمون مین عورتین روے مشکین و زلف عنبرین کھول کر گودیان پھیلا کر دعا مانگتی تھین کہ اے میرے کریم اے غفور الرحیم اس بلا کو ہم پر سے رفع کر دے خداوندا تیرے کرم کے امیدوار ہین کہ نظم

تو ہی مالک ہے اے سلطان عالم	کہ ہے قبضہ مین تیرے جان عالم
تری ہر چیز مین قدرت عیان ہے	کہین ظاہر کسی شے مین نہان ہے
طفیل پنجتن اے رب کونین	مٹا دے غم کا دل سے شیون و شین
مناجاتی کی جو ہے اس کو بر لا	تجھے واضح ہے سب کچھ حال دل کا
مرے دشمن الٰہی خاک ہو جائین	جگر دل انکے تن مین چاک ہو جائین
مرے مالک مری فریاد سن لے	مرادون سے طبیعت شاد کر دے

غرضکہ جتنے عرصہ مین یہ انتظام یہان ہوا اتنی ہی دیر مین فوج عدو مثل مور و ملخ آ پہونچی اور ساحرہ نے آتے ہی کوہ کو گھیر لیا اور ایک طرف سے ساحرون نے دوسری طرف سے سپاہیون وغیرہ نے حملہ کیا عیارون نے خدنگ دل دوز اور حقہ ہاے نفتی مارنا شروع کیے ایسے حقے مارے جو آگے بڑھا اسکا منہ جھلس گیا اور ہزارون کا سینہ تیرون سے غربال کیا فوج کا رخ پھیر دیا دھاوا مشین منو ناز کی نے یہ حال دیکھکر غضبناک ہوئی اور سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک لکہ ابر گرجا کر سر کوہ پر آیا اور اسمین سے سیاہی پیدا ہو کر پھیلنے لگی عیارون نے یہ چالاکی کی کہ اسی اندھیرے مین پہاڑ سے اتر کے جو لوگ کہ آگے بڑھ آئے تھے انکو قتل کرنا شروع کیا اور کئی ہزار کو مار کر گھاٹیون مین پہاڑ کی چھپ رہے مگر اتنے عرصہ مین وہ سیاہی تمام پہاڑ پر پھیل گئی اور بالکل تاریکی ہوگئی سواے خیام بارگاہ سلیمانی تمام پہاڑ پر اندھیر ہو گیا اس وقت لشکریون نے پھر حملہ کیا از بسکہ وہ وقت اس لشکر کے آنے مین آچکا تھا کہ خشت زرین آفتاب رواق نیلی فام آسمان سے ٹوٹ کر غار مغرب مین گری اور رات مثل ماتم زدگان سیاہ پوش و ماتم کنان پیدا ہوئی کما قیل ابیات

شبے تیرہ بود مانند قیر	ستارہ نہ پیدا نہ بہرام و تیر
ز تیرگی شب بود چہرہ دل دو نیم	کہ گشتے دل شیر از وے دو نیم

ساحروں نے اس خوف سے کہ ہر چند بالاے کوہ بھی تاریکی ہے اور ابر سحر چھایا ہے گر عیار بارگاہ سلیمانی مین مختوا ہنگے
حملہ کیا اور نازک چشم و بختیارک سمجھے کہ رات کو عیار آفت برپا کر دین گے اور علاوہ اس کے اسلامیوں
کے قید ہو جانے سے مطلب تھا وہ یہان قید نہ ہوے پہاڑ ہی پر مقیدون کی طرح رہے صبح کو سب کے سر
کاٹ لیے جائین گے بس ایسا کچھ خیال کر کے حکم دیا کہ یہین بارگاہ مین استادہ ہون بموجب ارشاد کے بارگاہین
اور خیمے وغیرہ آراستہ ہو گئے فوج پہاڑ کو گھیر کر اتر پڑی افسر داخل ہوے لقا مع ساحرہ بارگاہ نکہت
اشتباہ مین متمکن ہوا وہی جلسہ عشرت اور شغل مے خواری آغاز کر کے خوشی کرنے لگا ادھر اہل اسلام اس
شب پر تعب مین محصور بر سر کوہ تھے عاجز اہل بستوہ تھے ایک تو تاریکی رات کی دوسرے سیاہی سحر کی
وہ پر ہول شب تھی کہ جس سے سیاہی بھی خوف کھاتی تھی صداہاے ہولناک دیو بیم و دہشت آگین ہر سمت سے
پیدا اور توپون کا ہلک کرنا پہاڑ کا دل آب آب کرتا تھا ہر طرف سناٹا اور سائین سائین کی آواز
آتی تھی روح تن مین گھبراتی تھی شب مرگ انسان بھی ایسی نہ ہوگی جیسی وہ کالی رات تھی پلنگ درندہ
کی طرح پھاڑے کھاتی تھی کہ بمقتضاے

نظم

شب تیرہ دل مثل دیو سیاہ | کہ تھی شامت عاشقان کی گواہ
کھلے غم سے تھے خوبرویونکے بال | شب تیرہ مین تیرگی تھی محال
صدا ہر طرف تھی یہی ہاے ہاے | خدا جانے کیا ہم کو صورت دکھاے
کوئی مثل سنبل کے بکھرے بال | پڑی رنج مین اک طرف تھی نڈھال
پریشان کوئی زلف منھ پر پڑی | گہر آنسوؤن کے پروتی لڑی

یہان لشکر اسلام اسیر رنج و محصور اعداے ساحرون کے یہان جلسہ مسرت برپا ہے دیکھیے صبح کو کیا ماجرا
گذرتا ہے انکو اسی حال مین چھوڑ کر اب ذکر فتاح طلسم آئینہ ایرج نامور بیان کیا جاتا ہے کہ یہ زیر شجر باغ مین
بیٹھے اسم پڑھ رہے تھے اور دوران اسم خوانی ہزارہا اشکال مہیب موکیل کی نظر آئین کبھی کبھی اژدر دہان
منھ کھولے ظاہر ہوا اور کبھی دریاے زخار کو قریب تر پایا لیکن شہزادہ مطلق خوف زدہ نہ ہوا اور اسم
پڑھے گیا یہان تک اسم تمام کیا اسوقت دو مرصع تھلیان ہاتھ مین اور جام بلورین پانی سے لبریز ہتھیلی پر
رکھے اور دو سقے مشک پانی سے بھرے کمر پر سنبھالے شہزادے کے پاس آئے اور ان حمالون نے
دست بستہ عرض کیا کہ آپ حمام کرین شہزادے نے لوح کو دیکھا اس مین ظاہر ہوا کہ یہی موکل اسم ہذا
مین تم ان سے کہو کہ اگر مجکو نہلاتے ہو تو پوشاک و ہتھیار طلسم کے بھی میرے لیے لاؤ شہزادے نے حسب
نوشتہ لوح انسے لباس اور اسلحہ طلب کیا انھون نے اقرار کیا اور دو شخص نظر سے غائب ہو گئے اور وہ
اسی جگہ ٹھہرے رہے بعد لمحہ بھر کے وہ دو آدمی جو غائب ہو گئے تھے کشتیان پوشاک اور سلاح کی لیے
حاضر ہوے شہزادے نے لوح کو دیکھا اس مین ظاہر ہوا کہ ان سے کہو کہ پہلے لباس شکر ادا

ہتھیار لگاکر دیکھوں کہ میرے جسم پر ٹھیک و درست ہیں یا نہیں بعد کو پھر حمام کرونگا شہزادے نے اُس سے یہی کہا اور پوشاک طلسمی بھی پہنی ہتھیار لگائے پھر لوح کو دیکھا اُس میں معلوم ہوا کہ ان سے گھوڑے رنگین جادو و مالک کو اس باغ کے حاضر کرو شہزادے نے اُنسے کہا و پاکر رنگین کو پکڑ لاؤ یہ سنکر وہ سب نظر سے پوشیدہ ہوئے اور کچھ دیر میں ایک ساحر کو گرفتار کیے سامنے لائے شاہزادے نے بموجب تحریر لوح اس ساحر کو قتل کرنا چاہا اُس نے عرض کیا کہ اسے طلسم کشا میں اس دن کی خبر رکھتا تھا آپ مجکو قتل کرنا چاہتے ہیں مگر بس اپنی جان بچانے کے لیے آپ کے دادا یعنی امیر کو میدان [illegible] اڑا لایا ہوں اگر آپ مجکو رہا کردیں تو میں امیر کے پاس آپ کو لے چلوں شہزادے نے لوح کو [illegible] میں لکھا کہ یہ سچ کہتا ہے اس کے ساتھ جاؤ اور امیر سے ملاقات کرو یہ معلوم کرکے شہزادہ اُسکے ہمراہ [illegible] لوح سے کچھ اسم ایسا پڑھا کہ وہ موکل اسم کے غائب ہوگئے شہزادہ اس ساحر کے ساتھ اس باغ [illegible] گیا کہ وہاں ایک حجرہ بنا تھا اور دروازہ اُسکے مقفل لگا تھا اس نے قفل کھول دیا اور شہزادہ [illegible] گیا کہ اس حجرہ میں ایک تخت بچھا ہے اس تخت پر ذرق لوکا شہ آراستہ [illegible] امیر جلوہ فرما ہیں شہزادے نے سر اپنا قدم پر جھکایا امیر نے سر کو سے کر سینے سے لگایا وہ پاس اپنے بٹھایا دریافت [illegible] فرزند تم نے اپنے باپ شہزادہ قاسم کا کچھ پتہ پایا شہزادے نے عرض کی وہ گرفتار کوہ [illegible] ہیں یہ کہکر کل احوال طلسم کا بیان کیا پھر وہاں سے مع امیر کے باہر آیا اور لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اس ساحر سے کہو مجکو فوج طلسم کے مقام پر پہونچادے شہزادے نے اس سے یہی درخواست کی وہ ہمراہ چلا اور پشت کی طرف باغ کے ایک دروازہ لگا تھا اسکو کھولکر آگے بڑھے ایک کوہستان میں پہونچے کہ وہاں چشمے جاری تھے اور حجرہ مقفل تھا اس کو دا کیا اس میں وہی صندوق جو بلکہ بلور سے گئی تھی رکھا تھا اس کو اٹھاکر باہر لائے اور کھولکر چالیس ہزار پتلا بلور کا مرکبوں پر سوار نکلا اور جھکر مثل انسان کے ہوگیا شہزادے اور امیر کے لیے بھی رنگین جادو سواری لایا یہ بھی سوار ہوئے بموجب لوح کے اس فوج طلسمی نے اطاعت کی آگے آگے امیر اور پیچھے باتوقیر پس پشت چالیس ہزار سوار دلاور باگرز و خنجر و تیر لیے بڑے جاہ و حشم سے روانہ ہوئے کہ **نظم**

سپہ را بیاراست خود بر نشست — پئے گرز بر خاش دیدہ بدست
ستمر دند بر میمنہ سی ہزار — زدوار و کار آزمودہ سوار
فرستادہ بر میسرہ ہمچنین — سواران جنگی و مردان کین
پس پشت ایشان یلان سینہ بود — سپاہی کہ در جنگ دیرینہ بود
بزد تا سے رومین و بر شد خروش — زمین آمد از نعل اسپان بجوش

یہ تو اس تجمل و شوکت سے روانہ ہوئے مگر آمد کے دو بودار پر سے شکست کھا کر گئی تھی تم امیر لشکر کشی اور قتل شاہزادہ کرتی تھی جب کچھ تدبیر نہ بن پڑی تو مجبور ہو کر عرضی افراسیاب کو لکھی اس میں سب

کیفیت حال بربادی طلسم مندرج کیا اور ایک ساحر کو دے کر روانہ کیا وہ ساحر طلسم ہوشربا میں گیا اور خدمت ملکہ حیرت میں ہو چکر بعد بجا آوری مراسم تعظیم و تکریم عریضہ پیش کیا اُسنے عرضی پڑھکر مع عرضی اُس ساحر کو باغ سیب میں بھیجا اُسنے افراسیاب کو تسلیم کی اور عرضی دی بادشاہ نے عرضی ملاحظہ کرکے مشیران سلطنت سے اس امر خاص میں مشورہ کیا کہ طلسم آئینہ کے بارے میں کیا کیا جائے مشیروں نے عرض کیا کہ وہ طلسم شرکت میں کوکب کے ہے وہ شریک عمرو ہوا ہے وہ اس مقدمہ میں دخل نہ دیگا اب رہے اہل اسلام اُن سے آپکے دونوں جگہ مقابلہ ہو رہا ہے یعنے کوہ عقیق پر ساحر جاتے ہیں اور یہاں مہرخ سے بھی لڑتے ہیں تیسری جنگ سے کیا فائدہ آئینہ کو یہاں بلا لیجے جب مسلمان مارے جائینگے اس وقت طلسم اسکا حوالے اسکے کیجیے گا یہ رائے شاہ جادوان کو پسند آئی اور عرضی کا جواب لکھا کہ اے ملکہ آئینہ تم یہاں چلی آؤ میں سمجھ لونگا بس یہ جواب اس ساحر کو دیکر دریائے سحر کے پار اترواد یا وہ وہاں سے پاس آئینہ کے آیا جب اس نے جواب عرضی پایا از بسکہ دل میں مزا سلطنت کرنے کا بجز انتقام آرزو ہوا نے پابند بلا کیا ملک و مال چھوڑ کر جانا گوارا نہ کیا کہ بیت ہم خواستہ خود بدو نام و ننگ ترسید دانش نہ فرجام بد ہمہ بس افسران لشکر کو بلا کر فرمایا کہ ایک لڑائی سلطنت کی میں طلسم کشا سے اور لڑونگی تم میں سے جسکو جان دینا ہو وہ میرے ساتھ چلے اور جسکو آرام منظور ہو وہ چلا جاوے سب نے عرض کیا کہ ہم جان بازی کو حاضر ہیں غرضکہ تین لاکھ کا لشکر درست کرکے اژدرپہ چڑھکر روان ہوئی کچھ ہی دور قلعہ سے نکل آگے بڑھی تھی کہ شہزادہ جو اسطرف سے آتا تھا اثنائے راہ میں مقابلہ ہوا دونوں لشکر باہم تلواریں کھینچ کر ملگئے شہزادے نے حسب ہدایت لوح اُن پتلوں کو حکم جنگ دیا انھوں نے فوج آئینہ کو قتل کرنا شروع کیا امیر و ایرج لڑنے لگے رنگین جادو حفاظت امیر کرتا تھا اور یا سحر بسبب لوح کے سحر تاثیر نہ کرتا تھا طلسمی پتلوں نے ہزاروں کو بیجان کیا تھا اور آئینہ جادو نے بھی اُس میدان کو میدان رستخیز قیامت بنا دیا تھا آگ برسا کر صدہا پتلوں کو جلا دیا تھا جب ذکر رسول مارتی تھی دو چار کے کلیجے چھید لیتی تھی داد شجاعت میدان دیتی تھی دریا خون کے بہائے تھے ایکطرف شہزادے نے لاشوں کے ڈھیر لگائے تھے کہ بموجب نظم

زبس نالۂ بوق و بانگ سپاہ　　شدہ گوش گردون کر و دل سیاہ
یکے بزم بد دشت گویا نہ رزم　　دلیران دران بادہ خواران چو بزم
غو کوس شان زخم بربط سرائے　　دم گاؤ دم نالۂ کرنائے
روان خون چو مے نالہ شان بم و زیر　　پیالہ سر خنجر و نقل تیر
بہر گوشہ کشتہ افتادہ خوار　　کہ شد بستہ بر تازی اسپان گذار
زبس کشتہ و سر فگندہ نگون　　چو دریا ہمی رفت بر دشت خون

آتش جدال و قتال نے خانہا ئے تن جلا کر روحوں سے ویران کر دیئے تھے برق تیغ شعلہ فام نے

غرض یہی چاہتا تھا خاک ہو کے بہادرنما پریشان کر دیے تھے اسی ہنگامہ میں شہزادے نے لوح کو دیکھا اس میں واضح
ہوا کہ جب تک آئینہ کو نہ مارو گے فتح نہ پاؤ گے بہتر ہے کہ چھپ کر اس کے پاس جاؤ اور لوح اس کو دکھاؤ
نگاہ اس کی خیرہ ہو گی اس وقت فوراً تلوار اس کے سر پر مارو تاکہ ہلاک ہو جاوے ورنہ اگر بچ جائے
تو آفت برپا کرے گی شہزادہ یہ حکم لوح دیکھ کر مصروف جنگ رہا اور جب غول میں لشکر کے پہونچا
مرکب پر سے کود ا آئینہ نے جو گھوڑا اس کا خالی دیکھا نعرہ کیا کہ اے بہادران طلسم کشا زخمی ہو کر گھوڑے
سے گرا ہے جلد اس کا سر کاٹ لو اور لوح طلسم چھین لو یہ کہکر آپ اژدرے سے کود کر خوشی خوشی چلی اُدھر
سے شہزادہ آتا تھا راہ میں سامنا ہوا شہزادے نے لوح سامنے کر دی آنکھیں اسکی بند ہو گئیں اور سحر
فراموش ہوا شہزادے نے چمک کر تلوار ماری کہ سر پر بیٹھکر تا ٹانگوں سے نکل گئی دو ٹکڑے ہو کر وہ گری شور دار
و گیر برپا ہوا بڑے بڑے پہاڑ اپنی جگہ سے اکھڑ کر ٹکرانے لگے زمین میں غار پڑ گئے چشمے طلسم کے خشک ہو گئے
آندھیاں اٹھیں بعد کچھ دیر کے آواز آئی کہ افسوس مارا گیا اے شخص تونے کہ نام میرا آئینہ جادو تھا
زمانہ بھی روشن ہوا اور اس صدا کے آتے ہی فوج ساحران میں بھگدڑ پڑی بقیۃ السیف نے چادر امان
ملکی ایرج نے ہاتھ رد کا افسران لشکر نے خدمت میں حاضر ہو کر رکاب کو بوسہ دیا اور اتا المطیع کا دم بھرا شہزادے
نے ہر ایک کو سرفراز فرمایا اور دیکھا کہ وہ طلسمی پتلے اب نظر نہیں آتے معلوم ہوا کہ وہ وابستہ طلسم تھے بعد مرگ
بادشاہ طلسم وہ بھی غائب ہو گئے غرضکہ شہزادہ آگے روانہ ہوا تھا کہ دو شخص معزز وضع پیدا ہوئے اور پاس
آکر یہ عرض کیا کہ مبارک ہو طلسم فتح ہوا ہم خزانہ دار طلسم ہیں چلیے اور مال لیجیے شہزادے نے ان کو ہمراہ لیا
اس عرصے میں حنظل و شعلہ دار و ستیارہ و شاپور رد لو عدار اپنے احاطہ سحر سے نکلکر حاضر ہوئے
اور تسلیم کر کے مبارکباد فتح طلسم دی اور نذر گذرانی شہزادہ سب کے ہمراہ وہاں سے چلا اور داخل طلسم
ہوا یہاں رعایا تمام فراری تھی لیکن عمارتیں عمدہ بنی تھیں دکانیں مثل عاشق مہجور خالی پڑی تھیں بازاریں
ویران تھیں گلیاں سنسان تھیں شہزادہ تمام مقام ملاحظہ فرماتا دارالامارۃ شاہی میں آیا اور دنگل
شوکت پر متمکن ہوا حکم آبادی شہر دیا منادی نے ندا کی کہ بشرط اطاعت حاکم وقت اہل شہر کو قتل و غارت
سے امان ہے یہ صدا سنکر اکابران طلسم و رعایا وغیرہ حاضر ہونے لگے نذریں گذرنے لگیں تمام شہر
اسلام آباد ہوا القصہ دیر ساحری کے مندر وغیرہ منہدم کیے گئے مسجدیں اور خانقاہیں تعمیر ہوئیں
شہزادے نے کسی کو سرفراز کیا اور کسی کو جان سے مارا غرض جب یہ سب انتظام ہو چکا تو حنظل سے پوچھا
کہ تمام طلسم فتح ہوا مگر ملکہ بلور کا پتہ نہ ملا اس کو تلاش کرنا لازم ہے یہ کلام سنکر اکابران طلسم نے عرض کیا کہ
حضور ایک باغ میں ملکہ قید ہیں وہاں تشریف لے چلیے ملکہ سے ملاقات ہو گی شہزادہ اسی وقت روانہ
ہوا اور شہر کے اندر ایک باغ تھا کہ سراسر میووں سے بھرا سر سبز ہرا نظر آیا چار بارہ دری چار کونوں
پر تعمیر خوبی میں آپ ہی اپنی نظیر پردہ ہائے زنبوری ہر ایک میں پڑے جنگی ڈوریوں میں مُقیش کے پھندنے

لگے شہزادے نے اندر جانا چاہا تھا کہ اندر سے چند کنیزیں میلا کچیلا لباس پہنے ظاہر ہوئیں اور شہزادے کو سلام کرکے ایک بارہ دری کی طرف لائیں پردہ اس کا اٹھایا شہزادے نے دیکھا کہ سامنے تخت بچھا ہے اور اس پر زنجیر طلائی پہنے ملکہ بلور بیٹھی ہے ایک شیر پایۂ تخت سے بندھا ہے اس سے کہہ رہی ہے کہ اے شیر تو مجھ کو کھا لے کہ فراق شہزادہ دلدار مرگ سے بدتر ہے کہیں یہ دم نکل جائے تو روح خواب عدم میں آرام پائے شہزادہ یہ سنکر رو دیا اور دیکھا کہ ملکہ کی آنکھوں میں حلقے پڑ گئے ہیں لباس خاکستری ہو گیا ہے چہرے پر خراش ناخن جا بجا ہے یہ دیکھتے ہی بیتابانہ آگے بڑھا وہ شیر جو بندھا ہوا تھا حملہ آور ہوا شہزادے نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ لوح سر پر اس شیر کے لگا دے پھر قدرت خدا کا تماشہ دیکھ۔ یہ شہزادے نے جب وہ زنجیر توڑ کر اور طمانچہ تیار کرکے آگے بڑھا لوح کو اس کے سر پر مارا وہ قلابازی کھا کر گرا اور پھٹ کر ہلاک ہو گیا شہزادے نے بڑھ کر زنجیر پائے ملکہ کو دفع کیا اٹھ کر گلے سے لپٹ گئی دونوں بلک کر رونے لگے منہ اشکوں سے دھونے لگے غم فراق زبان پر لائے اپنے اپنے دکھڑے سنائے آنکھوں سے دریا بہائے کہ بمقتضائے مثنوی

بغل کھول کر پھر تو آپس میں مل	وہ رویا کیے دیر تک متصل
بیان دونوں اپنا جو کرنے لگے	در اشک سے چشم بھرنے لگے
گلے مل کے رونے لگے زار زار	کیا اپنے تن من کو اس پہ نثار
پہ اس تخت کے گرد پھرنے لگا	بلا اس کی لے لے کے گرنے لگا
کہی سرگذشت اپنی اس دم تلک	کہ اس طرح پہونچے ہیں ہم تم تلک
اُدھر اشک خونیں ادھر چشم نم	اُسے اس کا غم اور اسے اُس کا غم
نہ وہ رنگ اس کا نہ وہ اسکا حال	تن زرد زرد اور رخ لال لال
ہم دو خزاں دیدہ گلزار سے	ملے جیسے بیمار بیمار سے

آخر سب نے عرض کیا کہ بی بی شب فراق جامع المتفرقین نے مبدل بہ سحر وصال کی اب خدا تم کو نہ رلائے یہ روز جدائی پھر خدا تم کو نہ دکھائے اب ہنسی خوشی کی باتیں ہوں رونا دھونا موقوف کرو کہ بیت

بس اب کچھ خوشی کی کرو گفتگو خدا پھر رلائے نہ تم کو کبھو

غرض حاصل مرام ملکہ گلفام ہمراہ شہزادہ روانہ ہوئی اور محل میں پہونچ کر حمام میں گئی نہا دھو کر باہر آئی اور لباس و زیور سے بعد تزئین داد آرا استہ ہو کر بہتر از ماہ و خورشید بنی حسن کی چمک ضیائے مہر کو شرمندہ کرتی

کہ مثنوی

دوبارہ کیا اس نے اپنا سنگار	چمن میں نئے سر سے آئی بہار
نہا دھو کے نکلی عجب آن سے	کہ الماس نکلے ہے جوں کان سے

نہانے سے نکلا عجب اسکا روپ
نکل آئے بدلی سے جیسے کہ دھوپ

جلانے کو عاشق کے دکھلا پھبن
لیا سرخ اس گل نے جوڑا پہن

اسی رنگ کے ساتھ کا سب لباس
تصور میں ہو سرخ جس کے قیاس

بھبھوکا سا تن اور مہنو کی دمک
کہ جوں شعلہ آتش سے اٹھے بھڑک

نکیلی وہ اٹھی ہوئی چھاتیاں
بھری اپنے جوبن میں اتراتیاں

گلے کی صفائی وہ کرتی کا چاک
ترائتے کی انگیا کسی ٹھیک ٹھاک

وہ کنچن سی اسمیں بھبھین لال لال
بھری رنگ سے قمقمے کے مثال

نیلاہٹ وہ بھبنی کی اس سے نمود
کہ جوں سرخ چہرے پہ خال کبود

شاہزادہ سے ازبسکہ عقد ہو چکا تھا اور خیمہ شاہزادے سے ملکہ کو آئینہ پکڑ لائی تھی اسوقت ملکہ پاس آکر شہزادہ خلوت آرا ہوا اور دیر تک جلسہ انبساط رہا جام شربت وصل پیا پھر برآمد ہو کر ہمراہ خزانہ داروں کے کوٹھے جا کر کھلوائے اور جائزہ اسباب لیا چالیس ہزار خفتان زرین بادلہ نگار اور بارگاہ آئینہ یعنی آبگینے کی اور دنگل اور اسلحہ اور مرکب اور پانچہزار عرادے زر سرخ و جواہر کے اور کئی سو جوڑیاں نقاروں کی سیمیں و طلائی اسمیں سے نکلیں اور ایک صندوق میں سے دو تلواریں ملیں ایک کے قبضے پر لکھا تھا کہ اس تلوار سے قضا ملکہ نازک جسم کی ہے اور دوسری تلوار قاتل ساحران جہان تھی اس صندوق میں چار تلواریں تھیں پہلے بیان ہوا کہ ایک ملکہ بلور رہبر قتل سوار طلسم لیگئی تھی اور ایک موکل اسم کی پوشاک کے ہمراہ شہزادے پاس لے گئے تھے جس سے آئینہ باری گئی اب دو باقی تھیں وہ بھی ملیں شہزادہ اُنکے ملنے سے خوش ہوا اور دار الامارۃ میں آکر سامان روانگی کیا سب مال طلسم بار کرا کر مع خیمہ و خرگاہ آپ بھی قاصد روانگی ہوا ملکہ بلور کو اس جگہ کی سلطنت پر بڑے امیر سے خلعت حکومت دلوایا تاج شاہی پہنایا اور رنگین کو افسر کیا شعلہ دار کو نائب بنایا لوحدار کو وزیر سلطنت مقرر کرکے ملکہ حنظل اور سیارہ کو خلعت دے کر حکم دیا کہ قلعہ نرگس کوہ میں جا کر یہ بہ نوا شہزادہ قاسم کو مژدہ فتح دیں اور ملکہ صنوبر کو انکے ہمراہ سمت لشکر اسلام روانہ کریں حنظل حسب ارشاد مع سیارہ روانہ ہوئی یہاں شہزادہ قاسم اترا ہوا تھا کہ یکایک سمت طلسم آئینہ اندھیرا ہو گیا اور غبار سیاہ اڑا صداے مہیب آئی بعد کچھ دیر کے وہ ہنگامہ دفع ہوا وہ پہاڑ وغیرہ نظر سے غائب ہو گئے اور ویران نظر آنے لگا قاسم نے مقبل سے فرمایا کہ شاید طلسم آئینہ ٹوٹ گیا اور فرزند میرا کامیاب ہوا یہ فرما رہا تھا کہ سیارہ و حنظل نے آکر مژدہ فتح دیا قاسم نے سجدۂ شکر کیا اور جلد جلد کارسازی لشکر فرما کر ملکہ صنوبر و نرگس حبشی ہم ہمراہ لشکر مع سیارہ پیشہ و خدم کوچ فرمایا کہ نظم

نہ گردان جنگی نہ نام آوران
کہ چون قتیل ستیز و تیماس خان

گزین کرد از آن نامداران سوار	دلیران جنگی دہ و دو ہزار
سپہ در پیادہ دہ و دو ہزار	گزین کرد آن اژدر کارزار
بفرمود تا جملہ بیرون شدند	ز پہلو سود دشت و ہامون شدند
وزان جا بنگہ کوس بر پیل بست	بگردان بفرمود و خود بر نشست

پس اسی جاہ و جلال سے سمت لشکر اسلام روانہ ہوا اور اس طرف ایرج نے چند ساحرون کو حکم دیا کہ جاؤ اور لشکر اسلام جس جگہ اترا ہے وہان سے اشقر کو لے آؤ زنگین نے عرض کیا کہ اشقر صحرا مین ہوگا کیونکہ جب مین امیر کو اٹھا لایا تھا تو لشکر پہ بڑی تباہی تھی یہ کہکر سب حال بربادی عسکر نصرت انجام اسلام بیان کیا شہزادہ کو غصہ آیا اور جلد درستی لشکر کرکے مرکب پر سوار ہوا اور امیر کو ایک تخت پر سوار کرکے ساحرون نے اس تخت کو اڑایا یہ اس لیے کہ جب امیر کوہ قاف پر گئے تھے اور انکو میمون دیو اور لاقیسا پری کہ اشقر کے ماں باپ تھے اور انکو ملکہ آسمان پری نے اس جرم مین قتل کیا کہ وہ دونون امیر کو پردہ دنیا کی طرف لاتے تھے پس جب وہ مارے گئے تو اشقر کو امیر نے اپنا بیٹا کیا اور اس سے وعدہ فرمایا کہ سوا تیری پشت کے اور کسی پر سوار نہ ہونگا چنانچہ ایکبار امیر فیل لندھور پر سوار ہوے تھے تو اشقر خفا ہو کر دریا مین گر گیا تھا اور جب کنارے نکلا تو مادیان بحری سے جفت ہو گیا اس سے بچہ پیدا ہوا کرہ جن اشقر کہ جو شہزادہ ایرج کے ہان ہے حال اسکا تو شیروان نامہ اور ایرج نامہ کے دفترون مین درج ہے غرضکہ شہزادہ بہ تمکنت و جاہ اس عظمت سے چلا کہ آگے آگے فیلون پر الم جلوہ دکھاتے اور کئی سو نقارے بجتے بیچ مین مرکب پہ یہ شہریار گرد بہادرون کے پرے سواران طلسم ہمراہ بارگاہ لدے خزانہ کا منہ کھلا علم شہی کا سر پہ سایہ شاپور عیار رکاب تھامے ہمسکر باتین کرتا صداے ترا پیدا کہ ابیات

بفرمود تا برکشیدند نای	سپہ اندر آمد ز ہر سو بجای
برآمد یکے گرد و برشد خروش	ہمے کر شدی مردم تیز گوش
سنانہاے الماس در تیرہ گرد	ستارہ ست گفتی شب لاجورد
ہمہ غرق در آہن و سیم و زر	سپرہاے زرین و زرین کمر

اس طرف سے شہزادہ قاسم اور اس جانب سے یہ دونون سمت اسلامیان روانہ ہوے مگر اہل اسلام کا حال سنیے کہ رات بھر بیدار بکروٹ رہے جب کوہ خاور سے آفتاب نے سر بلند کیا اور توسن فلک پہ سوار ہو کر خونت سیارگان پر حملہ آور ہوا کہ ابیات

ازان رود گر آئینہ از غبار	برون آمد و شد جہان زرنگار
فلک بر ادرین بام نیلی سرشت	در ایوان فگندند زرینہ خشت

صبح ہوتے ہی نانک حشم و لقا بافون گران سوار ہو کر سامنے پہاڑ کے دیکھا کہ جا بجا ستادہ ہیرا

چھپا بیٹھا ہے عیار بھی گھاٹیاں چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں پہاڑ پر سے رونے کی صدا آتی ہے یہ حال دیکھ کر فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیا اور سحر سے ایسا دھواں تیز کر دیا کہ پہاڑ پر فوج چڑھتے ہی نظر نہ آتی تھی اور ساحرہ خود بھی مع گروہ ساحران اڑ کر چلی کہ سب کو جا کر باندھ لاؤں غرضکہ سامری و جمشید کے نعرے بلند کر کے فوج نے دھاوا کیا پہاڑ پر سے عیاروں نے بارگاہ سلیمانی کے درجوں میں ٹھہر کر پتھر اور تیر مارنا شروع کیے اور سب نے بلبلا کر استغاثہ بدرگاہ بے نیاز کریم کارساز کیا کہ بیت ترا آسرا ہے یہاں اے رحیم بچا لے ہمیں دشمنوں سے کریم + دعا کرتے ہی از حکم عزیز بے بدل و برضائے سبحان لم یزل دامن دشت سے گرد اڑی کہ سپہر وار تیرہ و تار ہو گیا نازک چشم گرد کو دیکھ کر رکی اور بختیارک نے ہاتھی پر کھڑے ہو کر گرد کی طرف دیکھا اور کہا کہ آئیے آئیے بسم اللہ بسم اللہ بیشک اس ساحرہ قحبہ نے سر اٹھایا ہے ماتی ہی نہیں واصل جہنم اسکو فرمایئے لقا نے یہ سنکر کہا او شیطان کیا بکتا ہے اس نے کہا جلد بھاگیے وہ آگئی تقدیر پلٹ گئی نازک چشم ماری گئی یہ کہہ رہا تھا کہ نازک چشم اس کے قریب آئی اور کہا ملک جی کیا بکتے ہو اس نے کہا آج تک تمہاری زندگی تھی آج تم مردہ ہو اگر بچ جاؤ تو مجھ کو شیطان نہ کہنا مسلمانوں پر کبھی ایسی آفت نہ آئی تھی جواب آئی آخر ان کی صدا نے مدد کی اسی گفتگو میں یکایک دامن گرد شگافتہ ہوا اور شہزادہ قاسم نظر آیا کہ زرہ یاقوت زرنگار پہنے جیسے آفتاب تاباں میان شفق تاباں مرکب کوہ کفل اڑاتا برچھا ترچھا کنوتی پر مرکب کے رکھا ترکش مثل دم طاؤس برابر کمر کے لگا کمان کیانی سے دوش پر یہ ثابت کہ آفتاب برج قوس میں آگیا ہے بلکہ بادہ چرخ کبود اس پر قربان ہوا ہے کہ ابیات

بپوشید بس ہفت پارہ حریر	یکے خود چار ش زرہ دلپذیر
ہمان جوشن و خود غیب زر زر	بپوشید در زیر شان چون زبر
کمندے و گرزے و نیزہ بدست	بہ اسپ تگاور روان بر نشست
پر از گرد شد روے ماہ از زمین	پر از خاک شد کام ماہی ز گرد
ز بانگ یلان مغز ہامون بخست	ز انبوہ جان راہ گردون بہ بست
ز گرد سیہ خنجر جنگیان	ہمی تافت چون خندہ زنگیان

پس آن پست سواران جرار مقبل وفادار آتے ہی نعرہ زن ہو کر لے فرقہ ساحران اشرار دست خود را تہہ دار کہ ماہر سید یہ کہکر مرکب اٹھا کر فوج پر آ پڑا تلوار کھینچی بجلی چمکنے لگی خنجر برسنے لگے پہلے ہی حملہ میں بہت سے تیرہ واصل جہنم ہوئے بختیارک نے ساحرہ سے کہا کیوں خدا کو دیکھی کہ اب مسلمانوں کی مدد آسمان کو لگا لگ گیا خیریت اسی میں ہے کہ بھاگ چلو نازک چشم پر یہ کلمات سن کر غضب طاری ہوا وہ آگے بڑھی فوج کو للکارا ادھر سے قیماس خان و اماس خان وغیرہ سرداران شہزادہ آپڑے تیر چلے گرز و خنجر چلے تیغ گلوگیر ... در شور برپا ہوئے بمقتضائے ابیات

ہمہ پر شد از عاج بس خروش / جہان آمد از نالۂ رویین بجوش
جہان گشت برگرد آورد روے / بہر خواست دریا ز ناورد جوے
زمین ہمچو کشتی شد از موج خون / گہے راست جنبان گہے سرنگون
کمان ابر و بارانش الماس بود / سر و مغز پر جمدش وسواس بود
ز بس کشتہ گشتہ ز ہر دو گروہ / ز خون خواست دریا و از کشتہ کوہ
نہ پیدا بد از خون تن رزم کوش / کہ فولاد پوش ست با نقل پوش

نازک چشم تڑپ کر بروے ہوا گئی اور پکاری کہ اے **قاسم** تیرے دادا کو میں بھگا چکی ہوں اور سب سردار پکڑ لیے ہیں تو میرا کیا کرے گا شہزادے نے یہ کلمات سنکر ایک خدنگ دل دوز اس پر لگایا کہ اس کے سینے پر پڑا مگر اُچٹ گیا اور وہ جو تڑپ کر وہاں سے گری شش بلا سے ناگہانی **قاسم** پر آئی اور پنجہ میں دابکر لے اڑی لشکر میں لائی قید سحر میں مبتلا کرکے بیہوش کر دیا اور پھر آگے بڑھ کر ایسا سحر کیا کہ دھواں اس لشکر پر بھی چھا گیا اور ہر ایک مبارز بابگل ہو کر اپنے مقام پر کھڑا رہ گیا سوجھنا بھی آنکھوں سے موقوف ہوا پس اُسنے اپنے لشکر کو جنگ سے منع کرکے حکم دیا کہ ذرا تامل کرو وہ سب رکے اُسنے **قاسم** کو سامنے طلب کرکے کہا کہ اب بھی کچھ نہیں گیا ہے خداوند کو بارادت تمام سجدہ کر **قاسم** نے زبان میں طعن کھولی اس نے جھلا کر پھر قید کیا اور ایک ساحر کو سامنے پہاڑ کے بھیجکر کہلا بھیجا کہ اہل کوہ سے کہو کہ حاضر ہو کر اطاعت کریں بادشاہ اسلام کے اگر سجدہ کرنا منظور کریں تو خداوندانی بڑی عزت و حرمت فرمائیں گے اور ملک و مال عطا کرینگے وہ ساحر روبرو کوہ کے جاکر پیام گذار ہوا یہاں **قاسم** کی آمد دیکھکر عیار خوش ہوے تھے اور سمجھے تھے کہ شہزادہ کوئی تحفۂ طلسم لایا ہوگا اور ساحروں کو قتل کرے گا یہ سمجھکر بادشاہ اور کرب کو ہوشیار کیا بادشاہ یہ سانحہ دیکھکر آراستہ ہوکر چاہتے تھے کہ پہاڑ سے نیچے اتریں کہ اسوقت خبر گرفتاری **قاسم** پہونچی نہایت درجہ صدمہ ہوا اس اثنا میں پیام ساحرہ شاہ کو پہونچا فرمایا کہ جواب ان باتوں کا سخت اور درشت لکھکر تیر میں باندھکر نیچے پھینکو و نامہ تیر میں باندھکر جواب ان کلمات کے پھینکا یا مضمون یہ تھا کہ او قحبہ تو کیا بکتی ہے میں **لقا** پر لعنت کرتا ہوں اور خدا پر شاکر ہوں انشاء اللہ عنقریب تو ماری جائیگی غرض جب یہ جواب ساحر نے جاکر **نازک چشم** کو دیا وہ آمادۂ حرب کھڑی ہوئی تھی پھر فوج کو درست کرکے چلی اور ادھر عیاروں نے عرض کیا کہ اے بادشاہ بارگاہ سے باہر نکلنے کا راستہ نہیں ہے دھواں سحر کا چھایا ہی پہاڑ سے اتر نسکیں گے باہر نکلتے ہی گرفتار ہو جائیں گے اس سے لازم ہے کہ ہمیں اس قحبہ کو آنے دیں اور اسی جگہ سے لڑیں شاہ اور کرب یہ سنکر مجبور رہے کہ واقعی جب پہاڑ کے نیچے نہ جا سکے تو پھر باہر نکلنا بیکار ہے اس سے یہی بہتر ہے کہ یہاں ہوش و حواس کے ساتھ رہیں اور جب فوج یہاں آجاوے تو اپنی جان دیں فی الجملہ یہ تو آمادۂ مرگ یہاں ٹھہرے اور زیر کوہ **لقا** و **نازک چشم** شادان

وہ جوان آکر حملہ آور ہوئے بھگدڑی اُنمین برپا ہوئی کہ ساحر پہاڑ پر چڑھنے لگے اور عیار پتھر لگاتے تھے عورتین دعا کر رہی تھین کہ یکایک صحرا سے گرد اڑی بختیارک پکارا کہ اے ملکہ دیکھو اجل کا پیام دمبدم آتا ہے بوسے دیتے ہین کہ ابھی ستارہ تمھارا گردش کھا گیا ہے تمھارے لیے فنا ہے نازک چشم نے کہا تو شیطان ہے ہر دم بیہودہ بکتا ہے یہ کہہ رہی تھی کہ اگر اُس گرد کو ہوا نے برطرف کیا اور سامنے سے سواری زبدۂ خداپرستان شاہزادہ ایرج نوجوان کی پیدا ہوئی کہ مرکب طلسمی زیر ران بگھدری کرتا طرارے بھرتا آتا ہے پشت پر فوج کثیر کا مجمع ہوا ایک جوان چلتہ پوش چار آئینہ بند دوش بدوش روان شاپور عیار رکاب تھامے باتین کرتا آتا ہے جب قریب پہاڑ کے پہونچا سامان جنگ دیکھ کر سمجھ گیا کہ اہل اسلام پر وقت تنگ ہے پس ایک نعرۂ کوہ شگاف بلند کیا کہ ارے خیرہ سران

نعرہ

چو دریا بر آورد از کینہ جوش — کفے بر لب آورد و برزد خروش
من آن شاہ گیتی ستان ارجم — کہ از من بلرزد تن شاہ جم
دم اژدہا گیرم اندر مصاف — نشاید بہ گرز من این کوہ قاف
ہمی چرخ را زیر پا آورم — بہر رزم مردے بجا آورم

یہ نعرہ کر کے تیغ کھینچکر لشکر عدو پر آ پڑا اسکے ساتھ فوج طلسمی ہر بار تلوار ایسے تہلکہ ڈال دیا سنانہائے نیزہ اُس تاریکی دود سحر مین پیکان انجم چرخ لاجوردی چمکتی تھین روحین قفس تن مین پھڑکتی تھین تلوار اسکی زبان خون کی پیاسی تھی دہان تیر لب سوفار چاٹتی نظر آتی تھی چہرے مبارزون کے خاک پر خون مین آلودہ سے پڑے تھے مصور مرگ نے نگارستان جنگ مین خاکے کھینچے تھے روے زمین مُرقع خانہ تھا زندگی پر حرف آنے کا بہانہ تھا تقدیر کا لکھا بہادری شمشیر آگے آیا تھا موت کے کلمنون پر زرہ دستون کو جلنا پڑا تھا لوح پیشانی خط غبار سے لکھی گئی تھی طغرا نگار اجل نے حیات کی مد کی کشش مختصر کھینچی تھی قضا کے دائرہ مین نقطہ دار ہر ایک گھیرا تھا فوج کے لام کو الف تیغ نے الف بنا کر لا یعنی نیست کر دیا تھا جوانون کے چہرے جو دفتر شجاعت مین صاد تھے وہ نون تلی سے نقطی کر دیے تھے خلاصہ یہ کہ کشتون سے کلک شمشیر نے صفحۂ دشت بھر دیے تھے دامن صحرا مین سرون کے نقطے دیے تھے

نظم

برآمد خروش از دلیران جنگ — یکے حملہ کردند ہمچون پلنگ
کشیدند شمشیر زہر آبدار — فتادند در دامن کوہسار
بکشتند چندان دران خارہ سنگ — کہ از خون زمین گشت پشت پلنگ
بہر سو سرے بود در خاک و خون — تن بدسگالان ہمہ سرنگون
چو مرغے کہ او دانہ چیند ز خاک — ربودند از ان بدتنان جان پاک
فگندند در دشت یک یک بہ تیغ — کہ البتہ گردید بر جسم تیغ

اسی گرمی حرب مین نازک چشم بغیظ و غضب تمام ایرج پر آپڑی اور ایک نارنج سحر پڑھ کر مارا شہزادے پر
بسبب لوح اور تحفہ وغیرہ کے کچھ اثر نہ ہوا نارنج شق ہو کر الگ گرا شہزادے نے وہی تلوار جس سے اُسکی قضا تھی
کھینچکر نعرہ کیا کہ بیت ہی تیرہ بینم دل و ہوش تو ہی گور بینم بآغوش تو، نازک چشم تو جانتی تھی کہ میری قضا بغیر تیغ
طلسمی نہین ہی پر بیچارہ کیا کرے گا بس اُسنے سر اپنا سامنے کر دیا گویا قضا کو سر آنکھون سے قبول کیا سر تسلیم جادہ
فرمان مرگ پر رکھا شہزادے کی تلوار جو سر پر پڑی ناگون سے نکل گئی العیاذ باللہ زمانہ مین آفت عظیم آئی
وہ سیاہی جو عالمگیر ہو رہی تھی دفعتًا غائب ہوگئی اور آسمان سے تیر برسنے لگے شور قیامت خیز برپا ہوا بے اختیار
پکار اُٹھے واہ واہ کیا کہنا ہاتھ کی صفائی اسکو کہتے ہین کہ تسمہ بھی لگا نہ رکھا خداوند جابر تقدیر گر نہ کیجیے نہین تو
یہی حال آپ کا بھی ہوا چاہتا ہی تو اسا حضور کا بہت ست چھٹ نظر آتا ہی لقا نہایت رنجیدہ ہوا اور
سوفارہ کو للکارا کہ رے اس بندۂ بے ادب کو وہ آگے بڑھا اور بغضب بسیار للکارتا ہوا قریب شہزادے
آیا اور ایک ناریل مارا شہزادہ پر تو سحر اثر نہین کرتا ہی وہ بھی خالی گیا اُس نے ترسول مارا شہزادہ
نے رد کر کے کمر مین ہاتھ ڈالکر اسکو اژدر پر سے اٹھا لیا اسوقت فوج کوہی اور ساحران وغیرہ کو لقا نے
نہیب دی کہ ہان روکو اُسکو وہ سب جھپٹے ادھر سے مبارزان مرد میدان سر و تن کے خریدار جان کے خواہان دوڑ کر
غٹ پٹ ہوگئے ہلچل پڑگئی بڑے جھگڑے سے تلوار چلنے لگی لیکن ساحرہ کے مرنے سے تاریکی جو واقع ہوئی عیار پہاڑ پر پہونچ گئے
کہ ساحرہ دار البوار مین پہونچی بادشاہ کو مژدہ دیا بادشاہ مع کرب اور جو سپاہ کہ بالاے کوہ موجود تھی اسکو ہمراہ لیکر پہاڑ پر سے اتر
آئے اور عرصہ مین تخت پر امیر سوار آکر پہونچے اور مارے جانے سے ساحرہ کے وہ بیہوشی جاتی رہی اسم اعظم یاد آیا کہ یہان پہونچکر
ایک نعرہ کوہ شگاف اللہ اکبر کا کیا نعرہ صاحبقرانی کی صدا جو تھٹ کو پہنچ جاتی ہی اُسکو نعرہ سنکر سب ادھر سے دوڑ اور خدمت امیر مین آیا امیر
سوار ہوے اور لڑنے لگے مگر تازہ ماجرا سنیے کہ سرداران اسلام جو زمانہ دراز سے یعنی پہلے ساحر شل اژدر و عقاب و مہنت
وغیرہ کے ہاتھ سے گرفتار ہوے تھے اور سبکو اسی قحبہ ساحرہ نے اپنے سحر مین کر لیا تھا اور خود بھی سردارونکو مقید کیا تھا چنانچہ اسکے
مرتے ہی وہ سب ہوشیار ہو گئے اور قید سحر انکے جسم پر سے دور ہوگئی بس اپنی قید توڑ تاڑ کر وہ باہر نکلے اور جو عیار قید تھے وہ بھی چھوٹ آئے
اور بہر حفاظت مقام فرودگاہ پر ساٹھ ہزار سوار نازک چشم چھوڑ آئی تھی باہر جا پہنچے ازبسکہ یہ سردار دیو بند و دلکش رستم سے
کہین بڑھکر ہین وہ سوار تاب جنگ نہ لا سکے بھاگ کھڑے ہوے یہ بھی ان کے تعاقب مین چلے اور لقا کے
لشکر مین سردار سب شریک اپنے لشکر کے ہوے اور اول کہا گیا تھا کہ نازک چشم سے جب بادشاہ نے
شکست کھائی تھی تو اُس نے وہ لوگ جو میدان مین بیہوش اور نابینا ہو گئے تھے اُن کے گرد احاطہ سحر کر دیا
تھا الحال وہ احاطہ سحر بھی دفع ہوگیا اور لشکری ہوشیار ہو کر چلے اور اگر زیر کوہ شریک رزم ہوے اور
لشکر قاسم و مقبل جو ابھی تازہ گرفتار ہوا ہی وہ بھی لڑنے لگا شہزادہ قاسم بھی قید توڑ کر نکلا اس ہجوم
کے ہونے ہی لشکر ساحران باقیماندہ فرار ہوا اور بختیارک نے فیلبان کی پگڑی اچھال دی کہ اسے جلد
ہاتھی بھگا کیا خداوند کو قتل کراے گا فیلبان نے ہاتھی بھگایا اور فوج نے بھی جھرمٹ کھایا بھگدر

لشکر مخالف مین پڑی اور اسلامیون کی فوج پیچھے چلی ایرج نے سوفار کو حوالہ شاپور عیار کیا کہ اسنے اسکو حباب مار کے بیہوش کیا اور زبان مین سوزن دے کر مقید کر کے لشکر مین رکھا شہزادہ زد و کشت کرتا ہوا عقب لشکر حریف چلا تھا پہلے اس جگہ آیا کہ جہان اہل اسلام کا لشکر تھا کیونکہ وہ مقام بھی یہ قبضہ مین کر چکا تھا غرضکہ وہان پہونچکر ٹھہرنا چاہا تھا کہ وہ فوج ظفر موج نے آتے ہی حملہ کیا یہ پھر بھاگا اور اپنے مقام فرودگاہ پر آیا یہان پڑاؤ پر بھی غازیان دینداررنے نہ پڑنے دیا اس جگہ کو بھی چھوڑ کر فرار ہوا اور قلعۂ عقیق کوہ کے اندر چلا گیا اہل اسلام نے تا بہ قلعہ پیچھا نہ چھوڑا جب یہ قلعہ مین جا چکا اور در قلعہ بند کر لیا پل تختہ اٹھوا لیا اسوقت اہل اسلام پھرے اور اس کے اردو پر آکر گرے تا دیر بارگاہ و بازارین و خیام وغیرہ لوٹے بعد غارت وغیرہ کے آگ خیمون مین لگا دی اور پھر فتح و فیروزی اپنے مقام خیمہ گاہ پر آئے بارگاہ سلیمانی پہاڑ پر سے سنگوا کر استادہ کی ناموس امیر و سرداران بھی داخل سراپردۂ عصمت ہوے امیر و بادشاہ و جملہ سردار بارگاہ سلیمانی مین رونق افروز ہوے بادشاہ نے تخت پر جلوس فرمایا اور حکم دیا کہ بازارین لشکر کی آراستہ ہون اسی وقت منادی نے ندا کی ڈھنڈورا پٹا کہ خلق خدا کی ملک بادشاہ کا حکم صاحبقران بہادر کا دشمن بھاگ کر قلعہ بند ہوا ہے در امن و امان کھلا ہے اہل اسلام جہان جہان مخفی ہین وہ آئین اور آرام سے مسکن گزین ہون ساحر فی النار ہوے یہ صدا سنتے ہی فوج فوج جو شغاب جبال مین پنہان تھی آنے لگی اس عرصہ مین رعایاے انجم جو بارگاہ چرخ سے بخوف مہر درخشان فراری تھی پھر کر آباد ہوئی اور بازار فلک کی رونق افزائی زیادہ تر نظر آئی کہ بمقتضاے

ابیات

چو خورشید برجاے مغرب رسید ۔ رخ روز روشن شد ناپدید
برون رفت خورشید مشعل زباغ ۔ فروزان شد از ماہ انجم چراغ

اسی رات بھر مین وہی سامان جو پہلے تھا درست ہو گیا بازارین کھلین رعایا برایا آباد ہوئی خلقت دلشاد ہوئی سب سردار حمام کر کے لباس فاخرہ پہنکر بارگاہ مین رونق افروز ہوے محل مین برمحل رت جگے اور کونڈے صحنک وغیرہ ہونے لگین لاکھون روپیہ کا تصدق اتر گیا آپس مین گلے ملکر مبارکباد دیتے تھے دربار مین بادشاہ نے جشن ہونیکا حکم دیا تھا طائفے رقاصاؤن کے حاضر تھے ساقیان گلعذار جام مے پلاتے تھے مجرائی نغمہ عشرت سناتے تھے

نظم

خوشی مین کیا یان تلک زرنثار ۔ جسے ایک دینا تھا بخشے ہزار
جہانتک کہ سازندے تھے سانکے ۔ دھنی دست کے اور آواز کے
لگے گانے اور ناچنے ایکبار ۔ جہانتک کہ تھے گائک و رتت کار
لگے بجنے قانون و بین و رباب ۔ بہا ہر طرف جوے عشرت کا آب
لگی تھاپ طبلون کی مردنگ کی ۔ صدا اونچی ہونے لگی چنگ کی

کمانچون کو سارنگیون کو بنا — خوشی سے ہر اک ان کی طرزین ملا
ستار و مچنگ پردے بنا کر درست — بجانے لگے سب وہ چالاک و چست

کئی روز تک یہی جلسۂ طرب برپا رہا اور اسی زمانۂ عشرت آگین میں امیر نے سوفار کو سامنے طلب فرمایا اور ستون بارگاہ حشامی سے بندھوا کر سوال اسلام کیا اس مکار و غدار نے اشارے سے اقرار کیا کہ میں مسلمان ہوتا ہوں امیر نے سوزن زبان سے نکلوا لیا اور کھلوا دیا وہ دوڑ کر قدم اقدس پر گرا اور عرض پیرا ہوا کہ جو آپ کے دین میں آنے کیلئے امیر نے کلمۂ طیب ارشاد کیا یہ دل میں کینہ رکھکر طوطے کی طرح کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا امیر نے اس کو خلعت دیا یہ بھی رہنے لگا اس طرف لشکر سوفار رنجیدہ و پریشان حال قلعہ میں کئی روز تک ساکن رہا جو جو فرار ہو گیا تھا وہ بچے کھچے دس پانچ روز میں پھر آکر جمع ہوئے اور لاکھوں مارے گئے تھے جو بچے تھے جب وہ آچکے تو سلیمان نے خداوند کو تسکین دی اور پھر عرضی افراسیاب کو لکھی اس میں حملہ و کوائف جنگ درج کر کے تاکید و درخواست کی کہ بہر امداد خداوند بہت جلد کسی کو بھیجیے کیونکہ یہاں کوئی باقی نہیں رہا سوفار بھی زندہ گرفتار ہو گیا ہے اور یہ بھی رقم کیا کہ درصورت عدم مدد رسانی عتاب خداوند کا ڈر ہے کہ خداوند آجکل ہم بندوں سے ناراض بہت ہیں غرضکہ اسی عرضی کو حسب دستور پہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوا دیا پنجہ عرضی اٹھا لے گیا سب لقا پرست تو بانتظار جواب عریضہ مستور بیٹھے لیکن سوفار جو بمکاری مسلمان ہوا ہے اسکا حال بیان کیا جاتا ہے کہ امیر نے اسکا بڑا مرتبہ کیا ہے خیمۂ زرنگی رہنے کو ملا ہے تجویز یہ ہے کہ بادشاہ جشن سے فرصت پائیں تو کوئی ملک حضور سے لیکر اسکو دلائیں ادھر تو یہ پرورش ہے مگر بموجب مصرع ع اصل بد از خطا نکند + اسنے یہ تدبیر کی کہ بادشاہ کئی روز کے بعد جشن جاگے ہوئے تھے ایک خیمہ میں آکر آرام پذیر ہوئے بس موقع اس نے پایا قریب خیمہ آکر ایسا سحر پڑھا کہ خادم خدمتگار بیہوش ہو گئے یہ اندر خیمہ کے آیا کیونکہ بادشاہ اس لیے بارگاہ سلیمانی سے الگ آئے تھے کہ وہاں مجمع زیادہ ہے نیند نہ آئے گی فی الجملہ اس نے سحر سے شاہ کو بھی بیہوش کیا اور پنجہ میں داب کر اڑ گیا اپنے لشکر کی طرف یہ سوچکر نہ گیا کہ عیار پتہ لگا لے جائیں گے صحرا میں سیدھا آیا اور ایک پہاڑ کے درے میں غار تیرہ و تار دیکھکر اس میں شاہ کو رکھا اس یوسف مصر سلطنت کے غار میں پہونچنے سے وہ غار یا تو بسان دیدۂ یعقوب اندھا تھا یا روشن ہو گیا اور اس گنجینۂ کنز صاحبقرانی کو اس مار خونخوار نے اس طرح مخفی کیا کہ براہ سنگدلی ایک پتھر دہن غار پر رکھکر بند کر دیا اور ایسا سحر کر دیا کہ وہ غار نظر مردم سے نہاں ہو گیا پھر آپ لشکر اسلام میں آکر اپنی جگہ پر رہنے لگا وہاں رات بھر خدمتگار وغیرہ بیہوش پڑے رہے جب غار مشرق سے شاہ خاور نکلا اور ہر ایک انجم فلک نشیب عدم میں بطور شاہ اسلام مخفی ہوا

نظم

چو شب تیرہ آخر شدہ روز شد — کہ خورشید زرنگ فیروز شد

جہان گشت از مہر روشن چو ماہ ۔۔۔ دوان آمدند آن چو در خیمہ گاہ

صبح کو سوفار نے دسحر پڑھا کہ خدام ہوشیار ہوے اور اندر خیمہ کے گئے بادشاہ کو پلنگ پر نپایا شور و غوغا مچا لشکر مین غلغلہ ہوا محلات مین جب خبر گئی کہرام پڑگیا امیر یہ حال سنکر بیقرار ہو گئے تخت سلیمانی پر غش آگیا سردار و عیار سب پچھاڑین کھانے لگے امیر فرماتے تھے کہ بموجب

نظم

ہوا گم وہ یوسف پڑی یہ دہوم ۔۔۔ گیا خاوران محل کے ہجوم
کہا شہ نے دان کو مجھے دو بتا ۔۔۔ عزیز و جہان سے وہ یوسف گیا
بتا یا بیت وہ یہان سے گیا ۔۔۔ کہا ہاے بیٹا یہان سے گیا
عجب بحر غم مین ڈبویا مجھے ۔۔۔ غرض جان سے تو نے کھویا مجھے
کرون اس قیامت کا کیا مین بیان ۔۔۔ زنان پہ ہر دم تھا شور و فغان
شب آدھی وہ جس طرح سوتے کٹی ۔۔۔ رہی تھی جو باقی وہ روتے کٹی

امیر نے بعد جزع و فزع بسیار کے عیارون کو بلا کر تاکید شدید فرمائی کہ جلد بادشاہ اسلام کی خبر لاؤ عیار بغرض عیاری روانہ ہوے اور صورتین بدل کر قلعہ عقیق مین آبنود رو ندکے ہمراہ چلے گئے کیونکہ قلعہ کا دروازہ بختیارک نے کھلوا دیا ہی یہ جانتا ہی کہ امیر قلعہ پر حملہ نہ کرینگے اور انتظار طبل جنگ بجنے کا فرمائینگے غرضکہ بیراجی کی دروازہ پر تھا عیار اہل حرفہ و پیشہ کے ہمراہ جب قلعہ مین گئے تو دگانا وغیرہ کی صورت بنکر بارہ دری مین پہونچے یہان لقا تخت طلائی پر بیٹھا تھا سردار حاضر دربار تھے مگر کچھ ذکر گرفتاری بادشاہ اسلام نہ تھا عیارون نے ہر طرف اس قلعہ مین چرخ مارا ایک آدھ سے اجنبی بنکر پوچھا بھی مگر کہین سراغ نہ لگا سمجھے کہ قلعہ مین کوئی نہین لایا ناچار جس طرح گئے تھے اُسی طرح پھر آئے اور کوہ و دشت وغیرہ سب چھان ڈالا جب کہین پتہ نہ لگا مجبور ہوے اور عرض کی کہین سراغ نہین ملتا امیر نے فرمایا کہ پانچہزار اشرفی انعام مین دونگا جو پتہ لگا لیگا قاسم نے فرمایا کہ ایک ہزار اشرفی مین بھی دونگا اور اسی طرح سب سردارون نے دینے کا وعدہ فرمایا چالاک عیار نے کہا یا امیر کچھ اشرفیون پر کیا ہی ہمارے خود دل سے لگی ہی مین تین روز کا وعدہ کرتا ہون کہ پتہ لگاؤنگا اور اگر اس عرصہ مین پتہ نہ لگا تو مین بھی منھ نہ دکھاؤنگا یہ کہکر بانہاے عیاری لگا کر روانہ ہوا اور گئی روز تک ڈھونڈھتا پھرا جب کہین پتہ نہ لگا مایوس پھرا اور دل سے کہا تو تین روز کا وعدہ کر آیا تھا اب کیا جا کر منھ دکھائیگا یہ سوچکر ایک تختہ سنگ پر بیٹھ کر فکر کرنے لگا آخر دل مین یہ خیال گذرا کہ سوفار لشکر اسلام مین تازہ وارد ہی اور پیشانی اس کی کچھ تاریک نظر آتی ہی کیا عجب ہی کہ محبت لقا سامری وغیرہ کی اس کے دل سے گئی ہنوز راحیل کر اُس سے تو پوچھ دیکھ تو کہ کیا ہوتا ہی کہ بمقتضاے بیت

منظور ہو کبھی جو ترا امتحان مجھے ۔۔۔ وہ رنگ لاؤن جس کا نہ ہو کچھ گمان تجھے

یہ سوچکر اپنی صورت

ایک مہنت کی ایسی بنائی کان مین کنڈل ڈالے جٹا مین بالون کو جکڑ لٹکا مین سارا جسم خاک سے بھرا دست پناہ ہاتھ مین لیا لوہے کا کڑا ہاتھ مین پہنا لنگوٹا اس طرح باندھا کہ موے زہار باہر نکلے رہے پھر وہان سے لشکر اسلام مین آیا اور اتنا دن جو باقی رہا تھا ٹھہرا جب دریاے اخضر پہ مہندوے فلک اشنان کرنے ظاہر ہوا اور قمر کی تھالی پوجا کرنے کے لیے گھاٹ انجم سے بھرنا چاہی دن گذرا رات آئی کہ

نظم

ہمی بود تا شمع گردان سپہر	دگر گونہ تر شد بآئین وچہر
چو خورشید گردندہ بیرنگ شد	ستارہ ببرج شب آہنگ شد

چالاک خیمہ سوفار کے در پر آیا یہان بعنایت خدا چوبدار خدمتگار اور علاوہ اس کے سب سامان عمدہ امیرانہ مہیا ہی اس نے ایک چوبدار سے کہا جاؤ اور کہدو کہ سامری اور جمشید کے باغ سے ایک مہنت آیا ہی جمعدار نے چوبدارون کے جا کر سوفار سے عرض کیا اس نے کہا اے چوبدار مین مسلمان ہون مجکو جمشید و سامری سے کیا غرض جاؤ کہدو کہ ملاقات نہ ہوگی چوبدار یہ سنکر چلا تھا کہ اس کو جوش مذہب سامری آیا اور بہانہ کرکے کہا اچھا بلا لاؤ دیکھون تو وہ کیا کہتا ہی چوبدار پھر چلا تھا کہ اس کو خیال آیا کہ یہان اکثر مسلمان میری ملاقات کو آتے ہین ایسا نہ ہو کہ کوئی آجائے اور مہنت جی کو زک پہونچائے یا تیرے لیے کچھ برائی ہو اس سے بہتر یہ ہی کہ الگ اُس سے ملاقات کرے یہ سوچکر چوبدار سے کہا کہ جمعدار یہان نہ لاؤ تم اپنے خیمہ مین اُس کو لیجا کر بٹھاؤ مین آتا ہون چوبدار وہان سے باہر آیا اور مہنت صاحب کو لے کر اپنے خیمہ مین پہونچا مقام عزت پر بٹھایا بعد کچھ عرصے کے سوفار بھی آیا اور مہنت جی سے ملاقات کرکے خوشنود ہوا اور کہا آپ نے بڑی کرپا اور دیا کی جو مجھ پر کرم کیا لیکن مین مسلمان ہون آپ مجھ سے کچھ سروکار نہ رکھیے مہنت نے ہنسکر کہا کہ مین جمشید کے باغ مین رہتا ہون اور مجکو اکثر خداوند درشن دکھاتے ہین غرضکہ مجکو سب کے دل کا حال معلوم ہی اور کل تک خداوند کو دھوکا تھا کل مجھ سے فرمایا کہ ہمارا بندہ خاص مسلمان ہوگیا تھا مگر نہین وہ بادشاہ اسلام کو پکڑ لایا ہی مسلمان نہین ہوا ہی تدبیر مین اپنے دین افزائی کے ہی تم جاؤ اور اعتقاد کے درست اور ہماری محبت کے حیلے سے ملاقات کرو بس مین بنا بر حکم خداوند تمھارے درشن کو آیا ہون واقعی تم بڑے مذہب کے رکھنے والے پختہ مزاج خاص بندے جمشید کے ہو اس وقت خداوند اپنے باغ مین ہین اور وہ باغ ایسا ہی کہ بارہ ہزار دریا قدرت سے جمشید کی بہرہ ہی اور بارہ ہزار پہاڑ ایک جگہ آگیا ہی اسکے بیچ مین خداوند ایک مندر بنائے بیٹھے ہین اس مندر کی چوبیس ہزار گنبدی ہی ہر ایک گنبدی سے ہزارون شعلے اور لوین نور کی نکلتی ہین اور لاکھون ستارے ٹوٹ رہے ہین اور سامنے مندر کے جو درخت لگے ہین انمین پھل بصورت انسان ہین اُن درختون کا جو پتا گرتا ہی طائر بنکر اڑتا ہی اور درخت پر بیٹھ کر نام سامری کی

جاپ کرتا ہے پس مین ایسی جگہ کا رہنے والا ہون تمھارے دل کا حال بخوبی جانتا ہون اور سوا اسکے تمام زمانے کا حال مجھپر ہویدا اور روشن ہے سوفار یہ باتین سُنکر دنگ ہوگیا اور سناٹے مین چپ بیٹھا رہا چالاک سمجھ گیا کہ یہ حرامزادہ بادشاہ کو لے گیا ہے پس خفا ہوکر اٹھا اور کہا مین خداوند سے جاکر تیری شکایت کرونگا تو نے میری باتون کا کچھ جواب نہ دیا بلکہ مجکو دیوانہ سمجھا کہ مین بکا کیا اور تو چپکا بیٹھا رہا سوفار نے کہا جو آپنے فرمایا اسکا مین کیا جواب دون جانتا ہون سب سچ ہے اور خداوند سب کے دل کا حال جانتے ہین کیونکر بیان کرون یہان لاکھون دشمن ہین قبول دینا اچھا نہین خیر جو کچھ مجھسے ہوسکے گا وہ دیکھ لیجیے گا کہ یہان رہکر مین کیا کرتا ہون ہنت نے جواب دیا کہ بہتر ہے نہ بیان کرو مگر یہ چاہتا ہون کہ شاہ کو باغ جمشیدی مین لیجا کر رکھون کہ پھر کوئی اُس کا پتہ نہ پائے بلکہ تم جس کسی کو لشکر اسلام سے چرالایا کرو مجکو اسکے رکھنے کی جگہ بتادیا کرو مین وہان سے لیجایا کرون سوفار نے یہ سنکر کہا اچھا تو پھر آپ شاہ کو لے جایئے یہان سے کچھ دور پر ایک غار ہے کوہستان مین اور پتھر دہن غار پر ہے اس مین بادشاہ بند ہے یہ کہکر کما حقہ پتہ بتادیا اور کہا وہ بے آب ودانہ مرگیا ہوگا مین نے اس پر خاک جمشیدی چھڑک کر بیہوش کردیا ہے اور غار نظر مردم سے مخفی کردیا ہے چالاک نے یہ سنکر چاہا کہ اسکو مار ڈالے مگر کچھ سوچکر تامل کیا اور کہا مین جاتا ہون تم ایسا سحر پڑھو کہ مجکو غار نظر آئے اور پتھر سرک جائے کہ مین بادشاہ کو اسی طرح بیہوش سامنے خداوند کے لے جاؤن اس نے کہا اچھا جایئے آپکو وہ مقام نظر آئے گا یہ کہکر سحر پڑھ کر دستک دی اور آپ خیمہ مین چلا آیا ہنت چلا گیا اور اسی غار پر حسب نشان آیا پتھر اس کا ہٹایا بادشاہ کو غار سے نکالا اور کاندھے پر لاد کر بارگاہ مین لایا امیر بارگاہ حشامی مین تھے جب بادشاہ کو اس حال مین پایا فرمایا کہ بارگاہ سلیمانی مین لے چلو اور پانی اسم اعظم کا چھڑکو کہ حضور والا ہوشیار ہون چالاک نے کہا آپ انھین ہوشیار نہ فرمائین بلکہ جس نے ان کو بیہوش کیا ہے اُسے بلوائین اگر بارگاہ مین جائینگے اور ہوشیار ہونگے تو ان کی رہائی کا غلغلہ ہوگا وہ مجرم ساحر بھاگ جائیگا آپ انھین چھپا رکھیے اور سوفار کو طلب کیجیے امیر نے بادشاہ کو ایک صندوق جالدار مین کہ ہوا لگتی رہے رکھا اور چوبدار بہر طلب بھیجا کہ اس نے سوفار سے جاکر کہا کہ خداوند نعمت اس وقت امیر بہت خوش ہین اور حضور کو یاد کرتے ہین فرمایا ہے کہ یہان آؤ تو شب ماہ کی کیفیت بھی دیکھتے جائین اور بادشاہ کو بھی ڈھونڈھین سوفار یہ پیام سنکر وہان سے چلا اور جب خدمت امیر مین آیا امیر نے خلعت دینے کا حکم دیا اور باعزاز تمام بٹھایا اس اثنا مین چالاک وہی ہنت کی صورت بنا ہوا سامنے آیا سوفار کے ہوش اڑگئے گھبرا کر چاہا کہ بھاگ جاؤن چالاک نے کمند ماری کہ گردن اسکی پھنسی امیر نے اسم اعظم بآواز بلند پڑھا کہ سحر نہ کرسکا چالاک نے سوزن زبان مین دیا اور ستون بارگاہ مین باندھ دیا پھر صندوق سے بادشاہ کو نکالا اور کہا جلد ان کو ہوشیار کر اس نے تھوڑی خاک خوف جان سے نکالکر چھڑک دی کہ شاہ ہوشیار ہوگئے

اور ان کی تیمارداری ہونے لگی مگر سوفار سے سوال کیا گیا کہ ابھی بھی اگر بصدق اسلام قبول کرے تو بچ جائے اُس نے اشارہ سے کہا کہ مین نام جمشید پر فدا ہون امیر نے جلاد کو بلا کر حکم گردن زدنی دیا ذوالخمار علوی جلاد نے اسکو زیر تیغ بٹھا کر اور کوئلے کا خط گردن پر دیکر آنکھ مین پٹی باندھی اور تین حکم پوچھ کر سر اسکا تن سے جدا کیا تا دیر تاریکی اور غل و شور رہا بعد اسکے زمانہ روشن ہوا لاش اسکی کھینچوا کر مزبلے پر ڈالدی اور سر کنارے لشکر کے درخت مین لٹکوا دیا اور بعشرت تمام بیٹھے تھے کہ یکایک بیرون بارگاہ رونے کی آواز آئی وہ صدا سنکر چالاک باہر آیا دیکھا کہ ایک شخص ساحر وضع زخمون مین چور کھڑا رو رہا ہے اس نے پوچھا تو یہان پر کیون آیا ہے اور کس لیے روتا ہے اس نے کہا مین ملازم نازک چشم ہون وہ قتل ہوئی اسکو یاد کرکے روتا ہون اور اسلیے یہان آیا ہون کہ اہل اسلام مجکو بھی مار ڈالین گے چالاک نے کہا تجکو لازم ہے کہ دین اسلام اور ملت بیضا قبول کر اور تیرے زخم بھی ابھی اچھے ہو جائین گے یہ کہہ کر کچھ کلمے وحدانیت پروردگار مین کہے کہ زنگ کفر اسکے آئینہ دل پر سے دور ہوا اور کہا مجکو خدمت امیر مین لے چلو چالاک اسکو روبرو امیر کے لایا اس نے تسلیم کرکے سر قدم پر رکھا آپ نے براہ شفقت و نوازش سر اسکا سینے سے لگایا اور کلمہ بتایا کہ وہ از سر صدق مسلمان ہوا پھر مرہم سلیمانی منگا کر زخمون پر لگایا کہ وہ سب اچھے ہو گئے پس اسکو سوفار کا خیمہ رہنے کو دیا اور سپرد اسکو چالاک کے کیا اس نے شاگردی اختیار کی اور ایک انگوٹھی دی چالاک نے حال انگشتری پوچھا اُسنے کہا مین لاش پر نازک چشم کی جا کر رو رہا تھا اسکے ہاتھ سے یہ انگوٹھی اتار لی تھی تاثیر یہ ہے کہ جس کے پاس یہ انگوٹھی ہو سحر اسپر کسی کا اثر نہ کریگا چالاک نے وہ انگوٹھی لیکر پہن لی اور وہ ساحر رہنے لگا مگر اس طرف جو ساحر زندہ بچے تھے وہ بھاگ کر سمت طلسم گئے اور نامہ لقا پہلے جا چکا ہے افراسیاب باغ سیب مین بیٹھا تھا کہ نجیہ نے نامۂ خداوند پہونچایا اس کو پڑھ کر کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ نامۂ حیرت طائر سحر لیکر آیا اس کو پڑھا لکھا تھا کہ سنئے شہنشاہ سنا جاتا ہے کہ عمرو کی بڑی خاطر کوکب کے یہان ہو رہی ہے آپ اسد کو مار ڈالیے کہ کمر لشکر عمرو ٹوٹ جائے ورنہ جنگ عظیم کا سامنا ہے شاہ طلسم یہ نامہ پڑھ کر ہنسا اور کہا مجکو یقین نہین کہ کوکب مجھ سے بگاڑے خیر مین پہلے اس کو نامہ لکھتا ہون اگر عمرو کو اس نے باندھ کر بھیجدیا تو بہتر ہے ورنہ اسکو بھی سزا معقول دونگا یہ کہکر ایک نامہ منشی سے لکھنے کا حکم دیا منشی نے مداد عنبر سے پارۂ پرنیان پر ایک نامہ بخط طلسم لکھا مضمون اس کا یہ تھا۔

نامۂ شاہ افراسیاب بہ تہدید و عتاب سمت کوکب روشن ضمیر ۔ للمؤلفہ

سر نامہ ہے وصف سامری کا — گوسالہ کیا تھا جس نے گویا
جمشید و لقا کی کیا صفت ہو — دیتے وہی جان ہین ساحرون کو
بعد ان کے ہوئے ہین جتنے معبود — ہے وصف سے وصف انکا افزود

اس وصف کو چھوڑ کر بآداب — کچھ لکھتا ہے حال دل بہ بیتاب
اے افسر فرق سربلندان — سلطان شہان خود پسندان
سرتاج شہان ہفت کشور — گردون شہنشہی کے اختر
سردفتر داوران دوران — سرطبقۂ سروران ذی شان
سرچشمۂ بخشش و مروت — مجموعۂ الفت و محبت
آب رخ بحر تاجداری — رنگ گل باغ شہریاری
خورشید سپہر بادشاہی — خوشبوے گل جہان پناہی
آرایش تخت ارجمندی — زیبایش تاج سربلندی
ہو فضل کا سامری کے سایہ — ہم مرتبۂ فلک ہو پایہ
تحریر کریں بیان کا کیا حال — ہر ایک بشر کا ہے بُرا حال
بدلی ہوئی یاں کی کچھ ہوا ہے — چھائی غم و رنج کی گھٹا ہے
اندھیر ستم سے آج کل ہے — ہر ایک کی تاک میں اجل ہے
ہر سمت تلاطم اک پڑا ہے — ہر شہر میں شور جا بجا ہے
طوفان عظیم تر اٹھا ہے — خشکی میں جہاز ڈوبتا ہے
ایسی ہوئی دفعتہً ہے ہلچل — اشراف حزین ہیں شاد ارذل
عیار کچھ ایسے ہیں مسلمان — ہم گو ہیں دعیائے نادان
کچھ چھو کر یان ہمارے یان کی — بہکا کے شریک کی ہیں اپنی
اس بات پہ ہے ہنسی کچھ آئی — وہ ہم سے مقابلہ ہیں کرتی
ذرے کو ہے مہر سے لڑائی — دریا پہ کنوئیں کی ہے چڑھائی
پشے کو ہے فیل مست سے جنگ — روباہ سے کب ہو شیر دل تنگ
کب مور ضعیف ہو سلیمان — کب ہمسر دیو ہوگا انسان
ظلمت کا اب ارادہ یہ ہوا ہے — رتبہ مرا نور سے سوا ہے
ہے پشت زمین کو اُن کا دھیان — بڑھنے کا چرخ سے ہے ارمان
از راہ عنایت و نوازش — میں نے نہیں جنگ کی ہے خواہش
جس روز عتاب میرا ہوگا — سن لینا جو حال اُن کا ہوگا
دم بھر میں ملے گا خاک میں نام — جز خواب عدم کہاں پھر آرام
تھی تم سے قدیم رسم الفت — اس واسطے سب لکھی حقیقت

سُنتا ہوں کہ ایک دزد عمرو نام — پہونچا ہے تمہارے پاس ناکام
بد دین ہے مفتری ہے مکار — کر لینا اُسے وہان گرفتار
جو ہم مین وہ تم ہو فرق کیا ہے — آپس مین فساد کب روا ہے
سب نے بہکایا تھا بہت کچھ — غصہ مجھے آیا تھا بہت کچھ
لیکن مین بجاہ و دولت و مال — برنا ہون پر عقل مین کہن سال
پر عقل سے کچھ نہ کام لیتا — غصہ کو اگر نہ تھام لیتا
تم رہتے نہ وہ طلسم رہتا — جز خاک کچھ نہ جسم رہتا
سچ ہے جو فلک تباہی چاہے — پھر خاک سے خاک بن نہ آئے
آہو کا عدو جو شیر ہوئے — کیا آنکھ ملا سکے وہ اس سے
گنجشک پہ حملہ ور ہو گر باز — کیا تاب جو کر سکے وہ پرواز
جاندار و اجل کا سامنا کیا — مٹی مین ہوا کا تھامنا کیا
دریا کی طرح اُمڈ کے لشکر — تیار تھا چلنے پر سراسر
اک سیل فنا وہان پہ جاتی — مین کیا آتا قضا ہی آتی
اگلی الفت جو یاد آئی — کی حلم نے غیظ پر چڑہائی
روکا لشکر کو خود بھی ٹھہرا — تم کو الطاف نامہ لکھا
لازم ہے تمھین بھی مشفق من — بننا تم بھی نہ میرے دشمن
فی الفور عمرو کو بھیجدینا — بدنامی نہ اپنے سر پہ لینا
ہے مجکو یقین کہ تم بھی اے یار — الفت کی ہو رسم سے خبردار
ہو صاحب حلم و صاحب ہوش — آئے گا مجنون کا کچھ جوش
دشمن کو ہمارے قید کر کے — احسان ہم پہ نیا کروگے
بس ختم ہے اشتیاق نامہ — چلنے سے رکا کمیت خامہ
رفعت پہ رہے ترا ستارا — آباد رہے طلسم سارا

یہ نامہ منشی ندرت طراز نے تھکر شاہ کے روبرو پیش کیا بادشاہ نے عنوان نامہ پر مہر کرکے ملفوف بکیسۂ زر پیچ فرمایا اور ایک ساحر ذی رتبہ کے حوالہ کیا کہ پاس کوکب کے لے جائے پھر چند تحفہ و تحائف دے کر رخصت فرمایا اور وہ ساحر نامہ لے کر جب چلنے لگا اُس سے فرمایا کہ تو اُس راہ سے نہ جانا جدھر سے عمرو گیا ہے بلکہ اُس راہ کو اختیار کرنا جہان مولسری کے درخت سرحد طلسم پر لگے ہین اور دو چیلے درخت پر بیٹھے ہین جب وہان پہونچنا تو کہنا کہ مین نامہ شاہ دوران لایا ہون دو چیلے

تجکو بہت جلد پاس کوکب کے لے جائین گے اُدھر سے کہ جدھر سے عمرو گیا ہے جانے مین عرصہ ہوگا غرض سمجھا بجھا کر روانہ کیا نامہ دار نامہ سر سے باندھ کر روانہ ہوا کہ حال اُسکا آگے بیان ہوگا بعد جانے نامدار کے افراسیاب مدد بھیجنے کی لقا پاس فکر کرنے لگا اور حیرت کو لکھ بھیجا کہ اے خاتون مین نامہ کوکب پاس مین نے بھیجا ہے جواب آئے تو اسد کو قتل کرون تم جب تک مصور سے کہو کہ یا مرشد آپ کب تک چلہ مین رہینگے لازم ہے کہ ان نمک حرامون کو سزا دین یقین ہے کہ مرشد زادے جنگ کر کے سبکو غارت کردینگے اور مین بھی ساحران نامی مذکور عقب مین بھیجونگا اطمینان رکھو یہ لکھکر عیار سحر کے گلے مین باندھ دیا کہ وہ روانہ ہوا اور شاہ فکر کمک رسانی مین رہنے لگا اُدھر حیرت پاس جب نامہ پہونچا پڑھ کر خرسند ہوئی اور بموجب تحریر شاہ کاربند ہوئی ان کو تو اس حال مین چھوڑیے مگر اب حال ملاقات عمرو و بران سنیے

داستان ملاقات ہونا عمرو سے بران کی اور مخمور اصلی کا عمرو پاس آنا اور کوکب کا عمرو سے ملنا اور وعدہ مدد دہی کرنا پھر حال نامہ دار افراسیاب اور جواب نامہ دینا کوکب کا اور حال مقابلہ مصور مہرخ سے اور عیاریان کرنا عیارون کی اور مدد بھیجنا افراسیاب کا لقا کو اور بہر جنگ مہرخ ساحران نامی کو روانہ کرنا مولفہ

پیمان شکنی نہ کرنا ساقی | میخوارون سے کچھ ہے وعدا ساقی
مہمان کی چاہیے مدارات | دل توڑنے کی نہ کیجیے بات
میخانہ بہ رنگ آسمان ہے | جس جا دیکھو نیا سمان ہے
شیشے مے سرخ کے چنے ہین | سیخون پہ کباب بھن رہے ہین
بھٹی پہ ہین بادہ خوارون کے ٹھٹ | کھولے ہوے ساقنین ہین گھونگھٹ
آنکھون مین ہے نشہ سب کے چھایا | دل مین ہے نیا مزا سمایا
پھرتی ہے نگہ مین صورت یار | ایسے مین غضب ہے ہجر دلدار
منہ دختر رز بہت لگی ہے | میخوارون سے ہوتی دل لگی ہے
پیمانے بھی مینگے منہ پہ چڑھتے | قہقہ قہقہ ہین شیشے کرتے
ساقی تجھ سے ہے چشم امید | مین ذرہ ہون لطف تیرا خورشید

مے پی کے ترا ہوئیں ثنا خوان | بلبل کی طرح ہوں نغمہ سنجان
ایسے میں نہ مجھکو بھول جانا | کیفیت میکدہ دکھانا
اک جام سے بھی نہ رکھنا محروم | ہے لطف کی تیرے چار سو دھوم
تاکیں جو دختِ رز کو آ کر | ہو لینا خفا ہمارے اوپر
وصل بنت العنب تو ہو گا | پی جائیں گے سُن کے جو کہے گا
صہبائے خودی سے مست ہوں میں | توبہ کب مے پرست ہوں میں
ہاں پیر مغان وہ مے مجھے دے | تو مجھ کو مطیع اپنا کر لے
وہ جام پلا دے رند کو آج | جو نشہ کے اوج کی ہو معراج
بیعت کرے مجھ سے آ کے زاہد | میخوار کو پھر کہے نہ فاسد
سب بھولے وہ اپنی وعظ و فریاد | بس آیہ داشر ہوا رہے یاد
دے بھول تو مجھکو جام گل میں | افسانہ لکھوں سرور گل میں
از رشحۂ ابر خوش بیانی | سیراب شود گل معانی

تریبالش دہندگان کاشانۂ مہمانی۔ وزینت افزائے خانۂ دعوت ومیزبانی۔ محفل آرایان۔ افسانہ بیان وافسانہ طرازان جادو زبان۔ بیاوری خامۂ میزبان قصر مضامین کو مہمانان تحریر سے اس طرح رونق افزا فرماتے ہیں اور الفاظ معنی کو چار بالش افسانہ پر بقصد عزت یوں بٹھاتے ہیں کہ گل گلزار عیاری و رونق بوستان طرازی یعنی عمرو بن امیہ ضمری اسی باغ میں جو ملکہ کے گھر کے پاس جو واقع ہے فروکش ہیں لیکن ادہران جب طلسم اینہے بپھر کر آئی تمام قلعہ ہفت رنگ کی آرائش کرا کر سوار ہوئی اس کے سوار ہوتے ہی تمام نامداران دربند طلسم بھی سوار ہوئے مثل ان کے کہ طولان بن قاہر ماہی خوار۔ طوفان آسمان نشین۔ توسن بن خرسان کی سنگ انداز۔ مشیر بن نعمان کوہکن۔ ترسان بن خونخوار رویین تن۔ طول بن آزار اژدر خوار۔ کلال بن قہر خرس دندان۔ ازرین کوہ پیکر فیل سوار۔ مرزبان بن زلزلہ قہر کن۔ توس بن مانوس شیر افگن۔ ملکہ نسیم بن صبا۔ ستارہ چشم تحمیست بن کوہ فیل پیشانی۔ ملکہ یاقوت گہر دہان۔ ملکہ شیرین دہان۔ نیشکر لب۔ ملکہ سنبل تاج گیسو دراز۔ ملکہ غزال چشم پیوستہ ابرو وغیرہ

غرض کہاں تک بیان کیا جائے کئی ہزار ناظم و ناظمہ سوار ہوئیں اور ملکہ آ کر دریا کے کنارے شہر سے باہر استادہ ہوئی اور مرزان وزیر کو بھیجا کہ جا کر خواجہ کو سوار کر کے سیر دریا و دشت دکھاتا ہوا لائے وزیر خوش تدبیر مع جلوس شاہانہ اور کئی ہزار ساحران نامی سے تخت رواں لے کر روانہ ہوا ادہر عمرو مشتاق ملاقات ملکہ ہو کر باغ کے کوٹھے پر آیا تھا کہ یکایک سامان سواری سامنے سے پیدا ہوا اور وزیر کو

تے دیکھا پس جلد بام سے اتر کر بارہ دری مین آیا اور لباس خسروانی سے اپنے تئین آراستہ کیا تاج لعل و گوہر سر پر رکھا یاقوت کا کنٹھا گلے مین پہنا کہ ہزارہا چاند اُس مین نصب تھا ستارے الماس کے قبا پر ٹکے ہوئے تھے دیدۂ خورشید کو خیرہ کرتے تھے غرضکہ جب اسطرح آراستہ ہو چکا اُس چوبدار کو بھی خلعت پر زر دے کر رخصت کیا اس اثنا مین وزیر در باغ پر آیا اور سواری کو ٹھہرا کر آپ باغ مین داخل ہوا اور سامنے خواجہ کے آکر دست بستہ التماس کیا ملکۂ دوران مشتاق ملاقات فرخندہ آیات حضور لب دریا آکر ٹھہری ہین امیدوار ہون کہ آپ بھی سوار ہو کر گلزار خاطر ملکہ کو گل ملاقات سے رونق و تازگی دیجئے یہ سنکر عمرو مسکرایا اور بصد تکلیف اٹھکر ہمراہ وزیر آیا دیکھا کہ ہزارہا کنیزان مہ پارہ اسباب تزک لیکر ڈیوڑھی مین تخت روان جواہر نگار موجود ہے سامان شاہی بہر استقبال حاضر ہین ان سب نے مجرا و تسلیم کی اور نذر لیکر چلے خواجہ نے فرمایا کنیزان کی نذر ہمنے معاف کی قلعہ مین پہونچکر نذر لینگے غرضکہ تخت پر سوار ہوئے چلے۔ کو ایک مرکب پر سوار کیے سواری آگے بڑھی جلو مین ہر ایک ناظم و ناظمہ چپ و راست گوہر نثار ہونے لگا نقیب صدائے طرقوا دینے لگے دشت سخن ن کے لوٹنے سے اور شمیم عنبر و اگر و عود سے بستان زلف مہوشان مہکنے لگا گلاب و کیوڑے کا چھڑکاؤ شرم سے گلرخون کو عرق عرق کرتا ہوا وہان ایسی معطر ہوئی تھی کہ دماغ رنگین رخان دہر کو پسانی تھی باغ مین جاتے ہوئے اتراتی تھی پھولون نہ سماتی تھی جسقدر سواری آگے بڑھتی تھی زمین کی تقدیر چمکتی تھی زر و جواہر کا ہر جگہ انبار تھا اٹھانا لوگون کو دشوار تھا

برابر برابر گھوڑے سجے سوار
ہزارون تھی وان ہاتھیون کی قطار

سنہری رو پہلی وہ عماریان
شب و روز کی سی طرحداریان

چمکتے ہوئے بادلون کے نشان
سوارون کے غٹ اور رسالون کی شان

ہزارون ہی اطراف مین پالکی
جھلابور کی جگمگی نالکی

کہارون کی زربفت کی کرتیان
اور انکے دہے بادلن کی پگڑیان

بندھی پگڑیان تاش کی سر بسر
چکاچوند مین جس سے آنسے نظر

وہ ہاتھون مین سونے کے موٹے کڑے
جھلک جسکی ہر ہر قدم پر پڑے

وہ ماہی مراتب وہ تخت روان
وہ نوبت کا وہ لہکا جیسے سمان

وہ آہستہ گھوڑون پہ نقارچی
قدم با قدم با لباس زری

بجاتے ہوئے شادیانے تمام
چلے آگے آگے یونہی شادکام

سوار و پیادہ صغیر و کبیر
جلو مین تمامی امیر و وزیر

مرصع تھے سازون سے کوتل سمند
کہ خوبی مین روح القدس سے دوچند

چلے پایۂ تخت کے ہو قریب
بدستور شاہانہ تھی جو ترتیب

غرض اس طرح سے سواری چلی … کہ تو کہے باد بہاری چلی

اسی جاہ و جلال سے کنارے دریا کے پہونچے یہاں مور پنکھیاں اور بجرے جواہر کے پڑے تھے چنانچہ تکلفات یہاں کے اول بیان کیے گئے مکرر لکھنا باعث طول فسانہ ہے غرضکہ طلائی بجرے پر تخت طاؤسی لگا ہوا تھا عمرو اُس پر رونق افروز ہوا گرد تمام کشتیاں اور بجرے شہزادیوں کے اور بیچ میں خواجہ کا بجرا مثل ہلال فلک چمکتا ہوا چلا پانی دریا کا ایسا صاف تھا کہ مچھلیاں چاندی کے پتر کی طرح جھلکتی تہ آب نظر آتی تھیں غوطے ادھر اُدھر لگا جاتی تھیں آگے چوبدار کشتیوں پر سوار اہتمام کرتے جاتے کنارے کنارے سوار و پیدل چلے آتے اسی طرح جب اس پار پہونچے ملکہ تخت پر سے اتر کر چلی ایک حور رشک افزا جہان کو پردہ دنیا پہ دیکھکر تعجب کیا اور صورت دیکھ کر درود پڑھا عمرو آپ بھی بجرے سے اتر کر آگے بڑھا اُدھر ملکہ نے سر اپنا پئے سلام جھکایا اس طرف خواجہ نے فرزند کہہ کر ہاتھ بڑھایا اور سر کو سینے سے لگایا عمرو زبان مدارات بیان کو صفت و ثنا اور دعائے بزرگانہ میں وا کیا گوہر سخن کو اس لعل درج شہریاری پر سے نثار فرمایا نظم

دعائیں لگا دینے بے اختیار … کہا خوش کرے تجھکو پروردگار
کہ تیری خوشی سے ہے سبکی خوشی … مبارک تجھے روز و شب کی ہنسی
نہ آئے کبھی تیرے خاطر پہ میل … چمکتا ہے جبتک فلک پر سہیل

ملکہ نے بھی تعریف کرنا آغاز کی کہ آپ نے اس ویران کدہ کو اپنے قدم سے آباد فرمایا سر مجھ عاجزہ کا فلک تفاخر پہ پہونچایا زہے نصیب اس سرزمین کے جس پر قدم فلک رفعت آپ کا پہونچے اور سے اوج بخت اس صاحب خانہ کا کہ جس گھر میں حضور رونق افروز ہوں نظم

من بندہ کمین و تو سلطان کشوری … روئے بچشم لطف بریں بندہ بنگری
جان و دل ست صورت جسم لطیف تو … روح مجسمی و حیات مصوری

غرض تا دیر بڑی گرمجوشی سے تپاک ظاہر کرکے عمرو دونوں سوار ہوئے اور اسی تجمل و شان سے شہر کی طرف چلے بعد کچھ عرصے کے وہ شہر نظر آیا اسکو بہتر از روضۂ جنان پایا دروازہ طلائی لگا اس پر گوہر کی ایسی سجاوٹ تھی کہ گویا ایک ڈال گوہر کا تھا چار دیواری شہر کی صفا میں بہ از ماہ و اختر تھی بلندی دروازے میں سد سکندری تھی شکاف لگا ہیں اور تصاویر بوقلموں و سیاری مصوران چابکدست اُس پر منقش کھینچ گیا بولا چاہتی تھیں پتھر کو ایسا صاف کیا کہ آئینہ بھی زنگ غیرت میں اسکو دیکھکر منہ چھپاتا تھا تار نگاہ رگ سنگ جگر وہیں رہ جاتا تھا نگاہ ناظرین اُسکی تماشائی ہوئی تھی کہ پتلیاں پتھرائی جاتی تھیں بلکہ اُسکی آب و تاب میں ڈوبی نظر آتی تھیں کہ بسبب موج دریا کے تڑپتی دیوار عکس رخسار حور تھی دیوار و دروازے پہ بھی ہزاروں ساحروں کا مجمع تھا ملکہ کے آتے ہی سب نے جھک جھک کر تسلیم کی سواری داخل شہر ہوئی اس شہر کا

کیا کہنا قدرت خدای نظر آگئی جب وہان کی عمارت پر نظر کی ایک ایک مکان قصور بہشت طلائی و نقرئی ہر ایک حشمت ہر ایک روزن اس کا حلقۂ چشم خوب رویان تھا ہر ایک سائبان غیرت بخش سائبان آسمان تھا طاق ... ق چرخ نیلی فام ہر ایک طاق پر قربان بازارین ہر طرف آراستہ و پیراستہ دکانین غرفہ ہائے جنان ... رجبہ سواد کان دار رشک مشتری زہرہ شمائل مشتری ہر ایک فلک قدر وسبان بدر کامل ہر ... ران لین دین مین مشغول اجناس گران بہا اور اشیائے نادرہ روزگار دیے بہا دگرانمایہ کا کیا وصف کیا جائے قیمت انکی ایسی نہین جو کوئی نام لے کرا

ابیات

مثل بازار مصر ہر بازار	یوسف وقت ساکنان دیار
شہر دیکھا کہ آدمی کو کیا	گر پری دیکھ لے تو ہو سکتا
شادمانی ہے اہل شہر تمام	محو عشرت تھے صبح سے تا شام
حسن مین ایک ایک ماہ جبین	غیرت لعبتان لندن و چین
ہر طرف شعلہ روسمن اندام	شکل طاؤس دلبک گرم خرام
وان تو بیکار آسمان کا ہے دور	گردش چشم مہوشان کا ہو دور
جو کہ محمل نشین ہے لیلی ہے	ایک معمورہ تجلی ہے
حاجت مہر و مہ نہین وان ہے	رات دن نور حسن تابان ہے
صورت آسمان ہے اسکی زمین	سنگریزے ہین غیرت پروین
یوسفستان ہے وہ نواح دیار	کوچہ کوچہ ہے مصر کا بازار
روکش خلد ہے ہر ایک دکان	ہین دکاندار غیرت غلمان
مشتری کا ہجوم ہے ہر سو	خود فروشی کی دھوم ہے ہر سو
جنس ہوش و خرد گران وان ہے	ایک سودا جنون کا ارزان ہے
سرد مہری کے دل جلے ہین فگار	ٹھنڈی سانسون کا گرم ہے بازار
ہر جگر سوختہ جدھر جائے	سکہ داغ دل بجھا لائے
ہے جو ایک ایک طبلۂ عطار	اُن مین ہے داروے دل بیمار
پھول والے گلے کا ہوتے ہین ہار	کوچہ کوچہ ہے کوچۂ گلزار
ہے ہر اک گلفروش البیلا	پھول والون کا زور ہے میلا
کیا کھری صورتون کے ہین صراف	دلبری کے چلن مین ہین حراف
کس غضب کی نگاہ رکھتے ہین	خوب کھوٹا کھرا پرکھتے ہین
ہین طرحدار کتنے میوہ فروش	پستہ لب پہ اُنکے ہر یہ فروش

جان دیتے ہیں سے کے شاہدان چمن
رشک لیلی ہے ایک اک کنجڑن
دلفریب انکا ہے غضب جوبن
بانکی بانکی ادا غضب باتیں
جب کہیں بیچنے نکلتی ہیں
ہر گھڑی کہتی ہیں وہ غمزے سے
سستی ہیں ہو گئے چیز دیتے ہیں
جنگ نوشوں کی اک طرف ہے بہار
شام سے صبح صبح سے تا شام
دائرہ اور چکارہ بجتا ہے
کہتے ہیں ساقنوں سے ساغر نوش
دید وادید بھی ادھر ہو جائے
گر بگڑتی ہے گاہ بنتی ہے
ساقنیں جتنے جب پلاتی ہیں
نشہ بڑا ایک دم لگاتا ہے
بی بی ساقن کے دم کی خیر ہے
یک جانب کھلا ہے بزازہ
کسی بزاز سے کہیں یہ حال
سیٹھ جی اتنے اٹھے ترچھے ہیں
جیسی دینا دلائے گر عنگوان
دن کا لک سے کہہ رہا ہے کوئی
[illegible] مرشد کی جیسی مرضی ہو
کتنے شیریں ادا ہیں حلوائی
چاشنی گیر عشق خود بھی ہیں
شیرۂ جان کی وہ مٹھائی ہے
وہ شکر پارے ایسے ہیں شیریں
ہر دکان رشک نان نعمت ہے

بیچ ڈالے ہیں سیب سیب ذقن
جنس کے بدلے بکتا ہے جوبن
ناسپاتی ہے انکا سیب ذقن
وہ اگر [illegible] تنی تنی گاتی ہیں
دل کو تلووں سے ملتی چلتی ہیں
کھاتے ہیں ہیں انار بستان کے
ہم تو نظروں میں تول لیتے ہیں
ساقنوں کی دکانیں ہیں گلزار
نشۂ بادہ کا چھلکتا ہے مدام
[illegible] ایک ایک اچھلتا ہے
آنکھ بھی گردش [illegible] ہیں بیہوش
ہم نمک [illegible] یہ [illegible] ہو جائے
جنگ نوشوں کا [illegible] ہے
ماشقوں سے [illegible] اڑاتی ہیں
ایک شور [illegible] اٹھتا ہے
ہم ہی محروم دم بخیر رہے
[illegible] ہیں کیا کرنا
دو [illegible] جھگڑتے ہیں [illegible] لال
واجبی [illegible] سکھ کا مول کرو
نفع [illegible] کھاتے ہیں ہے کیا نقصان
[illegible] آپ سے سوا ہی ہو
[illegible] آپ ہی کے بھی ہو
شغل شیریں ہے انہیں رعنائی
[illegible] ان کی [illegible]
جیسے [illegible] سے جبان پیا ہے
چاٹ سے منہ کھائے گر شیریں
[illegible] سر [illegible] حلاوت ہے

تماثیل ہیں مہر و مہ سے روشن تر / رشک تار شعاع مہر چنور
کس قدر خوشگوار حلوا ہے / صاف لذت میں من و سلوی ہے
دل عاشق ہے ایک ایک جرس / ہے وہ زنجیر رشک تار نفس
غل مچاتے ہیں خوانچے والے / دیکھ پچتاوے گا نہیں کھائے
ذی حلاوت بہت گرارا ہے / پھلوں کے لیے بنایا ہے
ہونٹھوں سے لوٹے خستہ ایسا ہے / شور بوسہ صدا سے پیدا ہے
نوجوان نوجوان پری ستے / آبرو ریزہ دلبری سے
وہ مصفا سڑک وہ انکا جاڑ / آب گوہر کا چار سو چھڑکاؤ
رات دن جمگھٹا ہے میلا ہے / مہر و مہ کا کٹورا بجتا ہے

غرضکہ شہر کی آرائش دکھاتا ملکہ دکھاتی سترہ سو نازنین سرخ پوش دست راست کی طرف اور اٹھارہ سو گل پیرہن سبز پوش دست چپ کیطرف چنور بال ہما کے لیے مروحہ جنبانی کرتی ہوئی سامنے سے گذریں ہزار غلامان زرین لباس اگر سوز ہاتھوں میں لیے سوا ان یہ سامان دیکھکر فلک پیر حیران در و بام پر زن و مرد کا ہجوم تماشائیوں میں سواری دیکھنے کی دھوم بعض جگہ ناچ ہوتا کسی جگہ سوانگ اور تماشہ نذر و جواہر خوانچہ پر سے لٹتا قدم بقدم سواری رواں اب کیفیت سنیے کہ بران تو عمرو کے ساتھ آئی ہے اور دوسری بران جو اصلی ہے وہ اپنے مقام پر بیٹھی مرقع سحر میں حال سواری کا دیکھ رہی ہے یہاں تک کہ سواری جلوخانہ بادشاہی میں داخل ہوئی عمرو نے ایک مکان رفعت میں برتر از آسمان دیکھا کہ جسکا ہر منزلہ منزلت میں تارک چرخ چارم سرافراز کیے تھا اور ہر کنگرہ اوج میں کرسی کا ہمپایہ تھا ہر ایک دیوار معماء عقل کی خرد سے عمدگی میں کہیں اوج مراتب دانشمندان کے مرتبہ سے برتر زمین صاف و شفاف روح زاہدان سے لطیف آئینہ مہر روبرو اس کے کثیف مرات رخسار آئینہ رویان اسکے مقابل کہاں ارض جنان کی پوشیدگی سے شرمندگی اس کی عیان ہر سمت کمرے اس میں تعمیر تھے سراسر بے نظیر تھے چمک دمک میں براز ماہ منیر تھے فرش ستھرا اور صاف بچھا تھا اسباب شاہانہ ہر کمرہ سجا تھا کہ بمقتضائے

نظم

وہ سجا تھا برنگ خلد بریں / صدقے کیجے نگار خانہ چین
شاخ گل سے تھے نازک اسکے ستون / صورت سرو باغ تھے موزون
کھڑکیاں تھیں دریچۂ جنت / در حجرہ درجہ حسد غرفۂ جنت
وہاں کے پردونکو کس سے نسبت دوں / پردہ چشم عندلیب کہوں
گوش عشاق کے ہیں وہ پردے / چشم مشتاق کے ہیں وہ پردے

ہانڈیاں تھیں حباب نہرِ چمن
کنول انجم کی طرح تھے روشن

اس مقام پر صنعت سفید پوش نام محلدار حاضر تھی کہ اُسکا دودرہ توند کا نکلا ہوا اور پانجامہ و کرتا سفید پہنے ہاتھوں میں الماس کے کڑے شیر دہان بنے گنگا جمنی کام عصے پر کیا ہوا نگینے جڑے اور بلور کا عصا ایک ڈال تراشا ہوا تمام کرکھڑی ہوگئی اور ایک کشتی جسمیں کئی سو الماس کے اور یاقوت کے نگینے تھے خواجہ کو تسلیم کرکے نذر دی قرق زنجیر کو پھر ہٹایا پردہ مرضع کا اٹھایا سواری اندر اس قصر دارالامارہ کے وارد ہوئی یہاں مقام صدر پر تخت شاہی گستردہ تھا کہ یہ تخت طاؤسی کئی سو زینے کا تھا گرد اُسکے کرسیوں اور دنگلہاے جواہر نگار کا دودرہ بندھا تھا فرش تاقم و سنجاب بچھا تھا تاج شاہی تخت پر رکھا تھا اور جملہ شاہزادیاں و سکار پرداز ان سلطنت اُن دنگلوں پر متمکن ہیں وہ سب شہزادیاں ہیں جو طلسم میں کئی کئی ملکوں کی مالک ہیں اور جو سواری کے ساتھ ہیں وہ ناظم اور قلعہ دار ہیں فی الجملہ یہاں جو شہزادیاں کرسی سوجاں تھیں مثل ملکہ گلگونہ نسرین بدن و ملکہ شوخ چشم و ملکہ مہ جمال و ملکہ نرگس چشم و ملکہ خونخوار قہر نگاہ و ملکہ گوہر دندان زمرد پوش و ملکہ خورشید بلا انگن و ملکہ حور چہرہ سحر نگاہ و ملکہ نازک دہان کاکل کشاد و ملکہ خوش اندام یاقوت پوش و ملکہ سلیمان زرین ہیکل و ملکہ آشوب زرد چشم و ملکہ خوب رنگ ماہ طلعت و ملکہ تاجدار مہر لقا و ملکہ محبوب نارنجی پوش و ملکہ سلطان شعلہ افگن و ملکہ مبہوت گیسو کشاد و ملکہ راہزن تاجدار و ملکہ ماہ رخسار خوش ادا و ملکہ بہاے تاجدار و ملکہ کاکل دراز کوہ جاہ قامت و ملکہ محراب ابرو و ملکہ سواے سیہ چشم ملکہ مجمر تاجدار و ملکہ عنبر تاجدار و ملکہ قلاب دریا یاری و ملکہ فیروزہ رخ و ملکہ سرکش و ملکہ فرجام و ملکہ اقرار و ملکہ عمران و ملکہ صدف و ملکہ مروارید و ملکہ گوہر بدن و ملکہ اقداس بن العاس و ملکہ محکم و ملکہ حکام و ملکہ عارض و ملکہ عذار گل پیرہن اور چند مشیر منتظم سلطنت مانند کاہن جادو و کفیل جادو و قائم جادو و ارقم جادو و داہرمن جادو و امثال جادو و طغیان جادو وغیرہ سب نے تعظیم کی اور نذر دی خواجہ نے یہ سب نذریں قبول کیں اور دے دیکر زنبیل میں رکھتے گئے سب حیران تھے کہ یہ روپیہ باہر کرکے ہاتھوں سے جاکر کہاں غائب کر دیتے ہیں حاصل کلام اب جو سواری آگے بڑھی اُس طرف بہاران اصلی نے تاج جواہر نگار سر پر رکھا اور مسجّع سحر ہاتھ میں لیا سو اسوکشتی بھر نذر ہمراہ لیکر تا بدر دروازہ مہیے استقبال روانہ ہوئی ادھر دارالامارہ میں تخت کے پیچھے کی طرف محلسرا کا دروازہ اُسکا پردہ زنبوری ہم تھی پر کھچا اُسوقت عمر زمان وزیر نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور ملکہ وہاں تشریف لاتی ہیں اگر مناسب جانیے تو اتر پڑیے عمرو نے دل میں کہا کہ بہاران موجود ہی اب کونسی ملکہ آتی ہے یہ سوچکر چو بیچ کر دیکھا بہاران نقلی کو ساتھ نہ پایا سمجھا کہ یہ اولوالعزمی ملکہ نے مجھے دکھائی تھی کہ ہم شبیہ اُس کی مجھے لینے گئی تھی اب وہ تا بدر دروازہ خود آئے گی یہ تصور کر کے ہواد

پردے اترا تھا کہ یکایک ملکہ مع ستر و تیر ناز نین گل اندام کے جیسان ماہ چہار دہم سات دلانت ہوئی اور خواجہ کے سامنے بعد سلام اُس تیر قامت نے قد اپنا مثل کمان خم کیا عمرو نے اپنی بیٹی کہکر قریب بلاکر سر سینہ سے لگایا اور فرمایا کہ تم نے کیوں تکلیف کی میں تو آتا ہی تھا ملکہ نے وہ سوا سو کشتی نذر دی عمرو نے جنسکر نذر زنبیل کی اور اپنے پاس سے روپیہ و جواہر وغیرہ نکالکر ملکہ پر سے نثار کیا ملکہ نے صفت و ثنا خواجہ کی کرنا شروع کیا کہ آپ کی بزرگانہ محبتوں کا میں کیا شکر ادا کروں اور کون زبان لاؤں ملک کی یا جن کی جس سے صفت و ثنا کروں کہ

نظم

دو بجا دو بخشاد و آواز داد	کہ شاد آمدی اے جوان شاد شاد
در دو جہان آفرین بر تو باد	بر آن کس کہ او چون تو فرزند زاد
شب تیرہ از روے تو در گذشت	ز روے جہانی دل افروز گشت
شوم پیش یزدان ستائش کنم	چو یزدان پرستان نیایش کنم

عمرو نے یہ کلمات تحسین سنکر کہا کہ اے دختر اوصاف حمیدہ کہ تیرے تھا رے منجملہ اُس سے کس برح اور تعداد کو شمار و حساب میں لاؤں کہ جس سے زیادہ و بتلاؤں کہ بموجب

نظم

چو ما صد ہزاران فدائے تو باد	خرد را آفرینش رہ داے تو باد
سر نرگسانت پر از شرم باد	رخانت ہمیشہ پر آزرم باد
اگرچہ دلم دیدہ بربستہ	نخواہم زدن جز بفرمانت دم

المختصر باہم کلمات صفت و ثنا کہکر ملکہ نے ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا اور سے کراتہ چلی ہزار ہا زن مہر طلعت الماس پوش و زمرد پوش مرصع جنبانی کرتی ہوئی ساتھ تھیں عمرو نے جیسے ہی قدم محل میں رکھا گویا زندہ بہشت بریں میں داخل ہوا دیکھا کہ عجب بوستان لگتے بجلا بھولا ہے چمنستان جواہر کار سراسر بہار لگے ہیں روش دتا تگی ہشت میں ہر پھول دہانکار شدہ خاطر رندوں نظر آیا ہر ایک درخت اشجار گلزار جنان کی عمدگی میں شاخسانے نکالتا تھا سنبل پر پیچ سے ظاہر تھا کہ سودا زدگان محبت زلف سا کا حوصلہ سب اپنا جمع ہوگیا ہی پا تار نظر شدہ یدگان گیسوے جانان اگتے ہیں درخت صاؤنی کے اسطرح ہوئے تھے کہ تھامے ان کے شاہدان گلاب پوش کے مہندی ملنے کے طاس تھے نرگس نہ تھی چشم تماشائی مصد حیرت تکتی باندھے ہر گل کی طرف یہ پاس تھی سرو ہر ایک ستون کہ زمردین قصور بہشت تھا باغ شداد و ریرہ اس بوستان کے سراسر زشت تھا غنچہ بہان سے دل تنگ نہ تھے زرد گل مٹھیوں میں لئے لٹانے پر تیار گوش گل تا شنوا انہیں بلبل کا نغمہ اُن سے کان کو درکار گلوں کی ہنسی وج تبسم غنچہ دہان و رنگین بیان کو شرارتی سوسن کی اُو دا ہٹ سی لیدہ بوں نازک دہنوں سے دھو نگیں اڑاتی برگ سبز پر ندے بھول کا وہ جوبن تھا جیسے زمرد پر نیلم جڑا تھا بزم رنگین لبان کو

سوسن نے مجلس حیران خطاب دیا تھا نہرون بیان کی تسنیم و نار معین کی تعیین تھین لب گرد انہین انکی رنگین
تھین اس طرح اترا کر موجین اٹھتی تھین کہ جیسے معشوق کنائی کاٹ کر چلتا ہے کنارے اون کے ہزارے
گلاب افشان اور اسکا پانی سنگ سرخ یاقوت حمرا پر گرتا گویا پانی بھی نہر کے فراق مین اشک خونین
روتا سامنے بارہ دری بنی تھی واقعی طلسم تھی آگے اسکے نگیرہ کنی ہزار چوب الماس تراش کا استادہ
تھا اس مین فرش بلور کا بچھا تھا شیشہ آلات جواہر نگین بصد نسرد تمکین سجا تھا کہ بمقتضاے نظم

بہارے ست خرم بمانند بہشت	ہمہ خاک عنبر زہر سو سرشت
سپہر برین کاخ و میدان دست	بہشت برین پیش خندان اوست
بنفشہ و گل و نرگس ارغوان	سمن شاخ سنبل گران تاگران
سوخانہ زر نگار آمدند	بدان مجلس شاہوار آمدند

یعنی خواجہ کو زیر نگیرہ برابر اپنے ملکہ نے تخت پر فروکش کیا اسوقت کل ناظمان طلسم اور شہزادیان جو یہان
آنے کے لائق تھین انکی نذر گذری اور گوہر و زر و جواہر کے طبق نثار ہوے خادمان محل نے لوٹے پھر سب شہزادیان
جو دست بستہ سامنے کھڑی تھین عمرو نے انکی نسبت ملکہ سے کہا کہ ان کو حکم بیٹھنے کا دے ملکہ نے حکم دیا کہ وہ سب
کرسیون پر جلوہ گر ہوئین اور ساقیان مہ جبین پیمانہ جواہر نگار لیے حاضر ہوے کشتیان شراب مصفا کی
لائے ملکہ نے ایک جام بھر کر دست نازک سے سامنے عمرو کے بڑھایا کہا یہ بادۂ محبت ہے اسے نوش
فرمائیے میرا رتبہ بڑھائیے عمرو نے زبان پر عذر کھولی اور کہا اے ملکہ مین نشہ بادۂ زہد سے مخمور ہون
شراب پینے سے معذور ہون ملکہ از بسکہ صحبت مسلمانان سے بسبب ملاقات ہونے ایرج کے واقف ہو چکی تھی
سمجھ گئی کہ یہ مجھکو ساحرہ سمجھکر شراب نہ پئین گے بس یہ تو مطیع اسلام ایرج کے پاس ہو چکی ہے جھکے سے کان
مین عمرو کے ظاہر کیا کہ آپ شوق سے شراب نوش کرین مین مطیع اسلام ہون اس لیے ظاہر نہین کرتی
ہون کہ ایسا نہ ہو کہ بدنام ہون عمرو یہ سنکر خوش ہوا اور جام لے کر دست ملکہ سے بیک جرعہ درکشیدہ کیا
پھر تو دور جام دمادم و متواتر چلنے دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا ہر ایک کا کاسۂ سر خم تھا اس دور مین
سے ایک پیالہ بھی اگر پیر گردون کو ملجاتا تو ہمیشہ سرخوش رہتا طرز جفا بھول جاتا اس عشرت کدہ کے
رو برو بزم جم صحبت فقیرانہ تھی عجب کیفیت کی انجمن رندانہ تھی مغنیان خوش جمال و زہرہ پیکر و
نازنینان حور تمثال و ترنم ریز قانون و بین و رباب و چنگ و دف و دائرہ الغوزہ وغیرہ سب ساز
درست کرکے اس گت سے بجاتی تھین کہ اہل محفل کو مست و دیوانہ بناتی تھین کوچک سے بزرگ تک
عشاق ناہید سر اپنا تھا جو گیا ہے راگ اختیار کرنے مین جنگلے کی دھن دل کو تھی دماغ مین مستی نے ٹھیکہ
کھایا تھا رقاص اس طرح ناچتے تھے کہ اہل بزم کی نگاہین بندوق تھی گویا سمند تو سے لیتے تھے پھر چرخ
اپنی گردش بھولا تھا لٹ ناچ ناچا تھا عوض رنج دینے کے عشرت بخشتا تھا ہمانے ہنستے ہوے باغ خبیر

ناچتے پھرتے تھے مطرب ترانہ سنج اس طرح گاتے تھے کہ تانسین کے گانے کو مدھم بناتے تھے یہ جو اسی گانے کے خیال میں پاؤں رہا ہوا تھا اسی رقص و سماع کے خیال کرنے سے دل وجد میں آکر حال لاتا ہے خوشی سے کلیجہ کا اچھلنا وہ بھی انداز رقص آج تک بتاتا ہے کہ بتقاضائے لمؤلفہ

عجب جلوۂ حسن جانانہ تھا | کہ بزم سلیمان وہ کاشانہ تھا
نہ پایا کبھی جم نے یہ مرتبہ | کہ جو آج اس بزم عشرت کا تھا
لگے بجنے قانون و بین و رباب | کھلا عیش و عشرت کا ہر سمت باب
ہزاروں قمر چہرہ زرین جمال | فن موسیقی میں بہت باکمال
دف و نے بجاتی تھیں ہر اک گھڑی | کہ ناہید چرخ غش ہو گئی
وہ دیپک کا راگ ایسا تھا لاجواب | فلک پر تھا سوزان دل آفتاب
دل زہرۂ چرخ میں آج تک | پڑی شعلۂ راگ کی وہ چمک
کہ جو کوئی گانے کا رکھے خیال | تو ساعت میں ہو کے وہ باکمال
وہ محفل کے پیمانے کا گھومنا | لب رند مے نوش کو چومنا
بطے لگانے لگی قہقہے | وہ آپس کی چہلیں تھیں وہ چہچہے
وہ تھی بزم کچھ ایسی آباد شاد | کہ آتا ہے فردوسی کا قول یاد
بدہ ساقی نوش لب جام جم | کہ بزداید از دل زمے زنگ غم
ازین پنج شین رسے رغبت متاب | شب و شاہد و شہد و شمع و شراب
کہ امروز روز یست با فر و داد | کہ از میہمان ست بان شاد
بیا راست ایوانہا چون بہشت | گلاب و مے و مشک و عنبر سرشت
فشاندند بر سر ہمہ مشک و زر | کہ شد از گلاب آن ہمہ خاک تر

غرضکہ اسی جلسۂ نشاط آگین میں عزیزداران کوکب کی آمد ہوئی اور ہر ایک نے بہ تجمل تمام پہونچکر خواجہ کو سلام کیا اور شریک محفل انبساط ہوئے انھیں لوگوں میں عمرو نے ایک دختر نیک اختر کو دیکھا کہ پانچ سو کنیزان مہ جمال اور لونڈیان مہرتمثال کے بیچ میں جیسے جواہر معدن میں یا نور کے ہالے میں قمر ہوتا ہے قریب آئی کوئی پانچ برس کا سن رکھتی ہوگی مگر حسن میں متاع خوبی و گوہر گنجینۂ حسن و محبوبی تھی گھیتلا جوتا پہنے گلے میں کرتا آب رواں کا پائجامہ کے پائنچے چھوٹے رومال ناک پونچھنے کا کرتے کے بند سے بندھا بالوں کی مینڈھیاں گندھی ہوئیں ناک میں بلاق پڑا آنکھوں میں کاجل گہرا لگا گالوں تک بہا ہوا ایک مے تی کی تھنی پہنے اماں جان امی جان پکارتی ہوئی جب قریب تر ان آئی اس نے گود میں اٹھا لیا اور کہا میری جان تم نے خواجہ سلامت کو تسلیم نہ کی یہ سنکر وہ اٹھی اور ننھے ننھے ہاتھوں سے جھک کر تسلیم کی پھر

پلٹ کر بران کی گود میں بیٹھی ابجد لیے کے ملکہ کی گود سے لوٹ مار کر عمرو کے قریب آئی اُس نے اُس کو پچکار کر
گود میں اُٹھا لیا اور پیار کیا پھر ایک مشت عمر کر جواہر زنبیل سے نکالا اور اُسکو دیا کہ بیٹا لو تم اس سے
کھیلو دعا ایک بار اور مٹی سنبھالتی ہوئی کھڑی ہو گئی اور ناک جو بہہ آئی تھی کہنی سے چاہتی تھی کہ پونچھے
بران نے رومال سے پاک کر دی اور وہ ستلا ستلا کر باتیں کرنے لگی کہ ہم کیا کریں ہماری امی جان ہم بہت
سے واہ تم اس کے لالچی ہو یہ وہ کہی رہی تھی کہ ایک کھلائی نے اُسکا منہ چڑھا دیا اُس نے بھی کھلائی کا
منہ چڑھا دیا کھلائی اب منہ چڑھائے جاتی ہے موقوف نہیں کرتی تب بران نے جلد سحر پڑھا کہ اُس کھلائی
کا وہ حال موقوف ہوا اُس لڑکی نے چاہا کہ پھر منہ چڑھاؤں بران نے طمانچہ اُٹھایا کہ سامری قسم
مارا کے تیرا بھرتا نکالونگی مانتی نہیں خواجہ بیٹھے ہیں اُنکا کچھ لحاظ نہیں ساری عقل و رہم برہم ہو گئی
جاتی ہے تو نچلی نہیں بیٹھتی یہ غصہ دیکھ کر وہ لڑکی بسورتے منہ بنا کر گود میں بیٹھ گئی عمرو نے پھر اُس کو
چمکارا اور ملکہ سے کہا کہ آپ گھڑکیے نہیں کیا ہوا بچہ ہے اُس نے منہ چڑھا دیا تو خفا نہ ہو جیسے پہلے
کھلائی نے اُس کا منہ چڑھا دیا تھا بران نے کہا خواجہ آپ واقف نہیں ہیں یہ بھتیجی شاہ کوکب
کی ہے ملکہ مجلس جادو اس کو کہتے ہیں یہ ساحرہ بے عدیل و بے نظیر ہے اور ہمیشہ پانچ برس کی لڑکی
بنی رہتی ہے اور سحر بھی لڑکیوں کے کھیل کا کرتی یعنی گڑیاں کھیلتی ہے منہ چڑھاتی ہے مگر جو یہ کرتی ہے وہ ہی
حریف بھی کرتے ہیں تجکو ماں کہتی ہے اس وقت اس نے کھلائی کا منہ چڑھایا اگر میں دفع سحر نہ کرتی تو وہ
ہمیشہ چڑھانا نہ موقوف کرتی اس لیے میں نے اس کو روکا کہ شاید آپ سے یہ کوئی گستاخی نہ کرے عمرو
یہ تقریر سنکر حیران ہوا اور اُس لڑکی نے بران کے گلے میں ہاتھ ڈال کر کہا کہ میری امی جان سچ بتائیے
کہ یہ کون ہیں بران نے کہا کہ بیٹا یہ ریش تراشندۂ کافران و سر بریدۂ جادوگران سارا خطاب لے کر
خواجہ کا نام لیا مجلس یہ بات سنکر اچک کے گود میں عمرو کے جا بیٹھی اور کہا خواجہ موندی کاٹے افراسیاب
کی تمہیں سے لڑائی ہے عمرو نے کہا ہاں مجلس نے کہا ہماری ایک لونڈی جنین جادو نام وہاں بھاگ گئی
ہے عمرو نے جواب دیا کہ ہاں کس کی بڑی عظمت افراسیاب نے دی ہے لکھ طلسم خطاب عنایت ہوا ہے یہ سنتا
تھا کہ مجلس کو غصہ آیا اور بولی کہ ماں زادی کو ابھی پکڑوا بلاتی ہوں موتی کو دلی لگے ہیں عمرو نے کہا بیٹا
جانے دو گئی گزری چیز کا رنج نہیں کرتے بران نے کہا خواجہ یہ بہت بڑی ساحرہ ہے جو کہ سحر ہم نے دس دس
برس میں سیکھا وہ اس نے شبانہ روز میں حاصل کیا ہے تم اس کی کیفیت دیکھو عمرو چپ ہو رہا اور
مجلس نے اپنے گلے سے مالا اُتارا اور ایک موتی اس میں سے توڑ کر ہاتھ پر رکھا اور پھر تلا کر سحر پڑھا
کسعہ دانہ پر دے ہوا اڑ گیا بعد لمحے کے ایک پتلا زنجیر آتشین ہاتھ میں لیے پیدا ہوا اور اُس نے سامنے
آ کر سلام کر کے عرض کیا کہ مجھے کیا حکم ہوتا ہے مجلس نے کہا ہوے میں تجھ سے کہتی ہوں کہ جلد جا اور جنین
قحبہ کو پکڑ کر لے آ اسے سنا تو نے میرے اچھے پتلے تجھے سامری جیتا رکھے جلدی آنا دیر نہ لگانا

چلا اُس کی باتوں سے ہنستا ہوا روانہ ہوا اور اُڑ کر چلا بعد اُسکے جانے کے پھر گانا ناچ وغیرہ آغاز ہوا
اس اثنا میں شاہد زرین لباس شب نے زلف مشکین دام کھولی بزم عالم میں آکر جلوہ گر ہوئی اور
زینت طراز دہر نے کہکشان سے مانگ عروس چرخ کی سنواری نظم

شب تیرہ چون زلف آتابدار ہمہ تاب او زلف را خواب داد
پدید آمد آن پردۂ آبنوس برآسودہ گیتی زآوائے کوس

شام ہوتے ہی تمام بارہ دری میں روشنی ہوئی اور باغ میں قنادیل بلورین شکالی رنگین سرو چراغان اپنا فروغ
بہار دکھانے لگی نہروں میں کنول روشن کر کے ڈالدیے بجرے پڑ گئے جلترنگ بجنے لگا خواجہ کو لے کر
ملکہ بجرے پر سوار ہوئی اور کیفیت پانی کی دکھانے لگی وہ سبز و سرخ وغیرہ ہر رنگ کے گلاس جو گردون
پر عکس افگن تھے تو عجب طرح کے گل بوٹے پانی میں نظر آتے تھے چادر آب منقش و رنگین تھی شاہد آب
کی ہر صنعت زیور سے مزین تھی جہاں کہیں پانی گھومتا تھا وہاں کنول بھی گرد گھومتے تھے اُس وقت کی
بہار قابل دید تھی گویا شعلہ رو لباس رنگا رنگ زیب جسم کیے گردش کھاتے تھے کنارے کنارے
کنیزان گردوں گوش مرصع پوش جلترنگ کے ساتھ اشعار بہار انگیز گاتی تھیں فوارے سرگرمی پر آمادہ
سرو قدوں کے قامت رعنا کا لطف دکھاتے تھے غرضکہ تا دیر سیر آب میں مصروف رہے پھر بجرے سے
اتر کر بارہ دری میں آئے یہاں سب طرح کا سامان عشرت مہیا تھا مسند زر پر جلوہ گر ہوئے یکایک
وزیر نے دست بستہ عرض کیا کہ خاصہ تیار ہے حکم ہوا کہ لاؤ اول کنیزان مہرو سیما سرو دے کر روانہ ہوئین
اور مطبخ خانے سے خوان کسوا کر مہر سے وزیر داروغہ کے جب خاصہ چلا سرود بجنے لگا اور تعریف ملکہ
میں گانا شروع ہوا مرصع چینیانی ہر خوان پر ہونے لگی کہ پشہ و مگس سے محفوظ رہے غرضکہ بڑے
تجمل سے کھانا آیا اور دستر خوان دیبا و اطلس کا بچھا پھر اغذیۂ لطیف و گوناگون کو مہر توڑ کر نکالا
پہلے تک چشنی کے کئی خوان سب کھانے سے نکالے اور دستر خوان چنا گیا پھر ہاتھ دھلوا کر خواجہ اور ملکہ
نے کھانا تناول فرمایا بعد فراغ کھانے کے محفل انبساط میں بیٹھے اُسوقت دو ساحر معزز پردے سے ہوا
پیدا ہوئے اور سامنے آن کر ملکہ کے آداب بجا لائے اور دو کشتیاں طلائی تورہ پوش زردوزی
اُن پر پڑے تھے سامنے ملکہ کے پیش کیں کہ یہ بڑے حضرت نے بھیجی ہیں بہران نے تورہ پوش اُن کے
اُٹھائے عمرو نے وہ جواہر جو کبھی نہ دیکھا تھا اُن میں پایا اور ایک نامہ بھی اُس میں رکھا تھا اور موتی کے
ملے انگوٹھیان لال و الماس کے تاج گوہر نگار نورتن اُسکے زمرد و یاقوت کے رکھے تھے بہران نے وہ
نامہ اُٹھا کر پڑھا لکھا تھا خواجہ نے جواہر پر وہ قاف ملاحظہ کیا ہے اس جواہر کی کیا حقیقت ہے لیکن
میری جانب سے کہنا کہ اس تحفۂ محقر کو قبول فرمائیں کہ بموجب بیت صائب چہ ذرہ است کہ جان را
فدا کنم • اے صد ہزار جان مقدس فدائے تو • اے فرزند عمرو حسن کو چاہیے بادشاہ بنادے تم اسکی

تعظیم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرنا کہ میری خوشنودی اسی مین ہی خبردار اپنی شہزادی ہونے کا غرور نہ کرنا
خواجہ کو شہزادیون سے کام لینا عار سمجھتے ہین اور سرداروں شہزادیان اُن کی خدمتگذاری کی آرزو رکھتی
ہین اور لکھا تھا کہ نامہ دار افراسیاب کا سرحد طلسم جہان مولسری کے درخت لگے ہین پہونچ چکا ہی اُسکو
طلب کرلو اور نامہ پڑھکر جواب باصواب بنالیں یہ نامہ پڑھکر بران نے عمرو کو دکھایا یہ بھی بہت خوش
ہوا اور بران نے کہا جواہر یہ علٰحدہ رکھدو کہ مین خواجہ کو اپنے بدلے کے ساتھ دونگی عمرو نے جو یہ کلام
سُنا خیال کیا کہ اگر یہ جواہر رکھوائے گی تو کشتیان سونے کی پھر جائین گی اور دوسرے اس رکھنے رکھانے
سے کچھ تغلب و تصرف ہو جائے اس سے ابھی وصول کرنا چاہیے یہ سوچکر گویا ہوا کہ اے ملکہ یہ تحفہ ہائے
مہربان کا عطیہ و فرستادہ ہی اس کو ہم رکھنے نہ دینگے کہ یہ نشانی اُسکی ہی یہ کہکر سب کشتیان
جال مار کر نذر زنبیل کین پھر بات بنانے کی راہ سے کہا کہ مین نے غلطی کی جو کشتیان رکھ لین لو مین
نکالے دیتا ہون تمھین رہنے دو ملکہ نے کہا کہ آپ کو قسم ہی اپنے دین و مذہب کی کہ آپ میرے کہنے کا
خیال نہ کرین اور کشتیان اپنے پاس رکھین عمرو نے کشتیان رکھ لین اور کہا اے ملکہ تم اور تمھارے
باپ وہ خلق رکھتے ہین کہ مین تعریف نہیں کرسکتا کہ بمقتضاے بیت خوش دولتے ست خرم و خوش خسرو
کریم * یارب ز چشم زخم زمانش نگاہدار * اور اے ملکہ قاصد افراسیاب جو پیام لایا ہی مین بتلائے
دیتا ہون وہ پیام یہ ہی عمرو مفتری ہی اور مکار ہے ہم تم ایک مذہب رکھتے ہین اُس کو پکڑ کر یہان بھیجدو
یہ بیان سنکر بران نے کہا خواجہ ہم آزماتے ہین کہ نامہ مین یہی لکھا ہی یا کچھ اور اگر یہی مضمون ہی تو واقعی
آپ معاملات ملکداری مین بہت رائے سلیم رکھتے ہین اور بادشاہون کو ادراک مطالب پر ایسا ہی
عبور چاہیے جیسا کہ آپ کو حاصل ہی یہ گفتگو کرکے اُن ساحرون کو رخصت کردیا اور ملکہ نے خوابگاہ
پھر خواجہ درست کرائی پلنگڑی جواہرین پر بارہ دری مین خواجہ نے آرام کیا تکیے رکھدیے گئے کنیزین
چپی کرنے لگین ملکہ علٰحدہ دوسرے درجہ مین آرام پذیر ہوئین وہ تھوڑی سی رات بہت جلد گذر گئی اور
وہ زمانہ آیا کہ بربط نواز دہر نے دائرہ آفتاب بعد آب و تاب غلاف خاور سے نکالا اور کاسہ فلک کی

پیشوا زرفتار دوار کو تاراکہ بمقتضاے ابیات

دگر روز چون سیمگون گشت زاغ | پدید آمد آن زر درخشان چراغ
چو پنہان شد آن چادر آبنوس | بگوش آمد از دور بانگ خروس

دم سحر عمرو نے بیدار ہو کر وضو کیا اور نماز صبح پڑھی ملکہ نے خوابگاہ کی ڈالیان بھیجین پھر ہمراہ اپنے
لیکر دارالامارۃ مین آئی اور بعد مجرا و سلام کے کارپردازان سلطنت کو حکم دیا کہ کچھ ساحر یہان سے
سرحد طلسم پر جائین اور نامہ دار افراسیاب آیا ہی اُس کو لے آئین بمجرد حکم بحکم ملکہ ساحر روانہ ہوئے
قاصد قریب درختان مولسری پہونچ چکا تھا کہ ساحرون نے پہونچکر عرض کیا کہ چلیے حضور مین آپ کی یاد ہی

وہ نامہ دار ہمراہ ساحران بعجلت تمام اڑ کر چلا اور بعد قطع مسافت راہ قلعہ ہفت رنگ میں پہونچا یہاں کی آرائش و زیبائش دیکھ کر عقل دنگ ہو گئی سمجھا کہ یہ سامان بہر دعوت عمرو ہے غرضکہ دار الامارۃ شاہی میں جب پہونچا یہاں کا کر و فر دیکھ کر سمہ ان کا رہ گیا یعنی عمرو بابر ملکہ کے تخت شاہی پر جلوہ گر تھا اور ہزار ہا ساحر معزز اور ناظم طلسم حاضر تھا ساقی خوش ادا اور طوائف مہر لقا حاضر تھے جلسہ انبساط مہیا تھا قاصد بموجب قاعدہ رسم تعظیم و آداب کر کے آگے بڑھا ملکہ نے دنگل آہنی مجھے کر دیا یہ فرد کش ہوا ساقی کو اشارہ ہوا کہ اس نے جام دیا نامہ دار نے ساغر پیا جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا پکارا کہ منم نامہ دار ملکہ نے کہا لاؤ نامہ کس کا لکھا ہے قاصد نے کہا یہ نامہ شاہ جادوان مالک طلسم ہوشربا افراسیاب جادو کا ہے اور مجھکو حکم ہے کہ شاہ کوکب کے ہاتھ میں نامہ دوں اور جواب لوں ملکہ نے چاہا کہ ان باتوں کا جواب سخت دوں مگر عمرو نے کہا کہ اے ملکہ یہ ایلچی ہے جیسا اس کے مالک نے کہہ دیا تھا ویسا بجا لایا آپ اس کو پاس شہنشاہ رفعت نشان کے بھیج دیں یہ کلمہ عمرو نے اس لیے کہا کہ قاصد کوکب پاس جائے اور دیکھوں کہ اس نے کیا جواب دیا اسکا ما فی الضمیر بھی دریافت ہو جائے گا کہ میری طرفداری کرتا ہے یا افراسیاب کی غرضکہ ملکہ نے نامہ دار کو ٹھہرایا اور ایک عریضہ بعجز و انکسار تمام لکھا مضمون یہ تھا کہ اے شہنشاہ عالیجاہ گردوں بارگاہ یہ عریضہ خواجہ کے کہنے سے آپ کو لکھا ہے اس لیے قاصد امیدوار باریابی اور رو برو حاضر ہو کر زبان فیض ترجمان سے جواب نامہ کا سننا چاہتا ہے زیادہ حد ادب یہ عریضہ ایک ساحر کے ہاتھ خدمت کوکب میں بھیجا کوکب اس وقت تک عمر طاؤس کوہ فیروزہ پر کھیلنے گیا تھا وہ ساحر پہلے در دولت پر گیا اور وہاں سے حال دریافت کر کے کوہ فیروزہ پر پہونچا اور بادشاہ کو تسلیم کر کے نامہ دیا شاہ نے پڑھکر تحریر کیا کہ اے فرزند نامدار کو بھیج دو ساحر واپس آیا اور ملکہ کو حکم شاہ مجری دیا اس نے چند ساحروں کے ساتھ نامہ دار کو روانہ کر دیا اور آپ مع خواجہ داخل عشرت کدہ ہو کر مصروف بعیش ہوئی لیکن قاصد جب کوہ فیروزہ پر پہونچا دیکھا کہ کوہ سب فیروزہ کا ہے اور اسپر کوسوں تک سبزہ ہے بھیڑوں کی بہار ہے گھاس زمرد کی لگی ہے اسپر پھول الماس و لولوے کے ہیں سراسر نور کے بیچ میں ہر پھول کے عقیق زرد کی پنکھڑی صناع قدرت نے لگائی ہے نامہ دار اس بہار کو دیکھتا اور آفریں مالک پر اس طلسم کے کرتا جاتا تھا کہ چالیس بنگلے اسکو زمرد کے نظر پڑے ان کے آگے سائبان زربفتی کھنچے تھے اور ہر بنگلے میں کرسیاں جواہر کی بچھی تھیں ان پر طاؤس نیلم و زمرد کے ترشے ہوئے رکھے تھے ان بنگلوں سے جب اور آگے بڑھا ایک بارہ دری یاقوت کی دیکھی کہ اس کی توصیف اگر لکھی جائے تو داستان ناتمام رہے اس بارہ دری میں تخت یاقوت پر کوکب جلوہ گر تھا گرد تمام سردار سرداران ذی وقار کا دورہ بندھا ہزار ہا غلام زریں لباس حاضر تھا کہ

نظم

یکے کاخ و ایوان و فرخندہ دید — کہ انساں کسے این ندید و شنید
بیک دست ایوان یکے طاق دید — ز دیدہ بلندی او نا پدید

نہادہ زعاج اندرون تخت و زر	نشاندہ بہر پایہ در و گہر
بران تخت فرشی ز دیبائے روم	ہمہ پیکرش گوہر و بندش بوم
نشستہ بران تخت با تاج دار	ببالائے سروے برخ چون بہار
ز دیدار او مشتری تیرہ بود	خور از رنگ رویش ہمان خیرہ بود
بر تخت زرین یکے زیر گاہ	نشستہ برو پہلوان سیاہ
ز اوراق پرستندہ بر گرد تخت	بتان پری روی فرخندہ بخت
پرستار باشد دو دہ ہزار	ہمہ پاک با طوق و با گوشوار

نامہ دار نے یہ کر و فر دیکھکر مجرا گاہ پر ٹھہر کر سر جھکایا اُسنے شاہ و ساحران بادشاہ مہابلی سلطان جہان قاصد افراسیاب نگاہ رو بر وکیا بادشاہ نے سر اُٹھایا قاصد نے مجرا کیا آنکھ سے سلام لیا پھر اشارہ نزدیک آنے کا کیا قاصد قریب گیا نامہ پیش کیا شاہ نے دست زبردست سے منشی کے حوالے کیا منشی جادو طراز نے نامہ وا کر کے پڑھنا شروع کیا جب سب حرف بحرف پڑھ چکا باستماع عالی منش مضمون پر مطلع ہو کر چین بر جبین ہوا اور قاصد نے وہ تحفہ و ہدیہ وغیرہ پیش کیے دست ناقبول دراز کیا پھر نامہ کو دنگل آہنی عمدہ عنایت ہوا اور حکم بیٹھنے کا دیا قاصد سلام کر کے بیٹھا بادشاہ نے منشی گہر ریز کو حکم دیا کہ ایک نامہ ہماری طرف سے اس خط کے جواب میں ترقیم کرو مضمون اُسکا پُر مذاق ہو اور سر نامہ خدائے نادیدہ مسلمانان اور توصیف جناب پیغمبر آخر الزمان لکھنا ہر چند کہ میں اہل اسلام نہیں ہوں مگر اس مضمون کے لکھنے سے افراسیاب کو شرکت مسلمانان ثابت ہو جائے گی اور پھر حوصلہ کسی طرح کی تحریر کا باقی نہ رہیگا راہ نامہ و پیام بند کرنے کی اس سے بہتر تدبیر اور نہ ہو گی منشی عطارد رقم نے حسب الحکم مرکب سواد دیدہ زحل کو دوات میں حل کر کے پارہ حریر پر ایک نامہ بصد تو قیر بجواب اس نامہ کے تحریر کیا

نظم

ہم انگہ ز گنجور قرطاس خواست	ز مشک سیہ سودہ انفاس خواست
یکے نامہ بنوشت چون بوستان	پر از گل بسان رخ بوستان

پاسخ نامۂ افراسیاب بقہر و عتاب از جانب کوکب لمولفہ

قلم لکھتا ہے پہلے حمد باری	کیے دریا ہوا پر جنے جاری
رواق گنبد خضرا میں اُس نے	کیے روشن چراغ میں اختر ونکے
کیا پُر نور اس خاک سیہ کو	فروغ اس نے دیا ہے مہر و مہ کو
اُسی سے ہم نشان امن پستی	اُسی سے ہے بہار باغ ہستی

خدا کے بعد وہ ہادی ہمارے کہ جو ہیں چرخ رسالت کے مہ تارے
محمد آفتاب چرخ اسلام چراغ آفرینش روح اجسام
شہ لولاک ممتاز دو عالم معظم آستان فخر آدم
بہار گلشن ایجاد وہ ہین کہو عالم آباد وہ ہین
ہوا ہے نور ان حضرت کا پیدا ہوئی کل کائنات اس سے ہویدا
خدا کی ہوگی اس عالم پہ رحمت قدم رنجہ کرینگے جب کہ حضرت
پس از توصیف سرور انبیا ست لکھا جاتا ہے یہ نامہ بالفت
کہ اے شاہ جہان سلطان ذی جاہ ترے رتبے کے آگے کوہ ہے کاہ
بہار بوستان شہریاری گل زینت فزائے تاجداری
چراغ افروز بزم عقل و تمکین فروغ افزائے علم سحر آگین
ہلال آسمان سحر سازی فلک تمکین سپہر نیرنگ بازی
درخشان اختر اوج شرافت دُر افشان ابر دریا بار رحمت
شہ افراسیاب آسمان جاہ کہ خوشہ چین خرمن جسکا ہے ماہ
لکھا جاتا ہے تم کو بعد تسلیم ادا کرکے حقوق رسم تعظیم
نزول نامۂ حضرت ہوا آج پنہایا سرفرازی کا مجھے تاج
سراسر وہ محبت سے بھرا تھا عجب مضمون دور آگین لکھا تھا
رذالت کا بیان تھا اسمین اکثر زمانے کی شکایت تھی سراسر
مجھے پڑھکر ہنسی آئی بہت سی اڑا اک قہقہہ دربار مین بھی
کہ حضرت اسطرح عاجز ہوئے ہین کمینے بھوت بنکر سر چڑھے ہین
لکھا تھا یہ بھی اسمین مشفق من تحمل مجھکو ہے بر حال دشمن
بجا ہے آپ کا فرمانا اے شاہ کہ قصر حلم سے ہوتا ہے کوتاہ
تحمل ہی یہان پر چاہیے تھا مثل سچ ہے کہ مرتا کیا نہ کرتا
زمانے کے نرالے کچھ ہین نیرنگ سنی تو ہوگی مور و فیل کی جنگ
غرور و کبر کب زیبا یہان ہے کہ جور چرخ مشہور جہان ہے
گدا کو بخشتا ہے بادشاہی کبھی سلطان کو دیتا ہے گدائی
کسی سے ہے عروس زیست ہم آغوش جنازہ ہے کسی کا بار بر دوش
کسی کے بر مین شاہانہ ہے پوشاک پڑا ہے بے کفن کوئی تہ خاک

فلک کی دشمنی کا ہے جو کھٹکا
عداوت کا فلک کی پا کے کچھ بھید
سحر دم صبح کو گر خندان دیکھی
دل لالہ مین داغ اس نے دیا ہی
سر و نے گرچہ آزادی ہے پائی
شگفتہ کرکے رد سے گل کو اُسنے
فلک کے جور سے ہو کر پریشان
دہان غنچہ ہے حیرت سے خاموش
خزان کا دیکھ کر از بسکہ سامان
ہوا عیب جور گردون کا یہ فتنہ
تو رشک ہے حضرت سراسر
عمرو کو سمجھے ہو مکار و غدار
پڑے گی چاند پر ڈالے سے کب خاک
فلک کے سمت جو تھوکے گا شاہا
کہان تم اور کہان عیار عالم
کہان گندم نمائی جو فروشی
عمرو پشت پناہ مومنان ہی
خیال خام ہے یہ اُن کی نسبت
خدا جس کی مددگاری کرے گا
اُنھون نے کلبۂ احزان کو سب سے
بچایا ہے اُنھین خود مین نے آکر
مجھے الفت جو تم سے ہے کماہی
سفارش آپ کی کرتا عمرو سے
وگرنہ خانۂ ایمان صعب شکن کا
ارادہ ہے کہ آئین اُطرف کو
معاذ اللہ اجل پھر جس کو تاکے
کرے سیل فنا جس گھر کو برباد

تن باغ جہان بھی ہے لرزتا
لرزتا ہے ہمیشہ سے تن بید
ہے شبنم آٹھ آٹھ آنسو ہے روتی
کدورت کا گل چراغ اُسنے کیا ہی
چمن قید محبت مین ہے قمری
دیا ہے خار و غم بلبل کو اُسنے
ہے سنبل باغ مین با موے عریان
خزان کے غم سے سوسن ہے پریشان
ہوا ہے دیدۂ نرگس بھی حیران
تو پھر بیجا ہے کیا اے شاہ والا
عدو کو جاننا اپنے سے بدتر
سراسر ہے حماقت کی یہ گفتہ
کہان عرش اور کہان یہ خاک ناپاک
تو وہ اپنے ہی رخ پر تف کرے گا
کہان جنت کہان نار جہنم
کہان بالی فلک پر سنبلہ کی
عمرو شاہنشہ شاہنشہان ہے
کرے آن کو مدد لینے کی حسرت
بھلا اُسکو مدد کیا کوئی دے گا
اعطا کی روشنی آتش پرستان کے
کہ اُن سے دست بستہ پھر کہا یہ
محبت کا جو اُٹھا یہ تقاضا
کرے بیجا ملک دشمن کے منہ سے
جدا تا ان تہمتن تیغ زن کا سر
الٹ دین ایک دم مین ان کی صف کو
ہدف سے کب بچے تیر قضا کے
وہ کیا بادی دیو اور ان کی بنیاد

ڈرین لشکر کی کثرت سے نہ جنگی — کہ اخگر ایک ہے خرمن کو کافی
ہجوم بزدلان سے کیا ہی حاصل — بھلا کب شعلہ و خس ہون مقابل
مجھے رہ رہ کے آتا ہے یہی یاد — ہوا افسوس گھر خصمت کا برباد
محبت سے لکھا جاتا ہے حضرت — کہ اب بھی چھوڑ دیجیے کبر و نخوت
دگر نہ پھر کہان افراسیابی — نہ کیجیے موت آنے مین شتابی
زیادہ کیا لکھون اے سعقق من — بنایا دوست کو خود تم نے دشمن
خدا توفیق نیکی کی تمھین دے — تمھارا ملک و مال آباد رکھے

منشی بدائع طراز نے خامۂ نزرت نگار اس مقام پر روک کر نامہ مشک ختامہ روبرو شاہ پیش کیا جو کچھ مضمون گھٹانے بڑھانے کا حکم ہوا وہ درست کر کے صاف کیا پھر عنوان نامہ پر مہر بادشاہی ثبت ہوئی اور کیسہ گوہر آگین رکھکر قاصد کے حوالے کیا اور رخصت فرمایا نامہ دار آزردہ خاطر شاہ کو سلام کر کے روانہ ہوا ساحر پہلے قلعہ ہفت رنگ مین لائے ملکہ مضمون جواب نامہ سے مطلع ہوئی اور عمرو بھی بہت خوش ہوا ساحرون نے حسب الحکم ملکہ قاصد کو سرحد طلسم تک پہونچا دیا وہ بعد قطع منازل باغ سیب مین پہونچا شاہ جادوان نے اس عرصے مین بہر جنگ مرخ ایک ساحر معزز طلسم تارآفت جادو نام کو طلب فرمایا ہے اور وہ بارہ ہزار ساحرون سے حاضر ہوا ہے ہنوز اسکو کچھ حکم نہین دیا ہے کہ قاصد آکر پہونچا شاہ کو آداب بجالایا اور جواب نامہ کا پیش کیا افراسیاب نے منشی کے حوالے کیا اُسنے حرف بحرف پڑھکر سنایا مضمون پر اطلاع پاکر غیظ و غضب سے شاہ طلسم کانپنے لگا اور پشت دست کاٹنے لگا پھر براہ نخوت اور بات بنانے کے لیے ہنسکر گویا ہوا کہ دیکھیے کوکب اپنا عمرو سے ڈرا کہ اپنا دین چھوڑ کر بیدین ہو گیا بس ایسے کی بات کا برا ماننا کیا مین اب اُس پر لشکر کشی کرتا گر وہ خود ہی لڑنے آتا ہے اب مین اُسکو سزا اے معقول دونگا اہل دربار نے براہ خوشامد تائید کلام کرنا شروع کی کہ حضور کوکب کچھ اور زرک بے ایمان ہو گیا تامہ بھی حضرات نادیدہ کی تعریف مین لکھا ہے آپ سحر وہ بھول جائیگا پھر آپ کا مقابلہ کیا کر سکے گا اول تو یون ہم مرتبہ ملازمان جناب نہ تھا پھر جا کہ سحر فراموش کر کے مقابلہ کرے کیا جان رکھتا ہے اُس کی شامت آئی ہے شاہ طلسم اُن باتون کو سُن کر خوش ہوا اور تار سے کہا تم جادو لشکر مرخ سے جنگ آغاز کرو مین قتل اسد کی تدبیر کرتا ہون تار یہ سنکر آداب بجالایا خلعت رخصت عنایت ہوا یہ باہر آیا اور بارہ ہزار اپنے ہمراہی ساحر درست کر کے اژدہے پر چڑھکر بتجمل تمام روانہ ہوا جب یہ جا چکا تو نامہ حیرت آیا کہ اے بادشاہ سنا گیا ہے کہ آپ کے قاصد کا کچھ رتبہ مثل کوکب نہ تھا عمرو کا بڑا مرتبہ ہے کوکب ارادہ لشکر کشی رکھتا ہے آپ غفلت نہ کرین اسد کو قتل کر ڈالیں آگے آپ کی جو مرضی مین جانتی ہون کہ جب جنگ عظیم کا سامنا

ہوگا اس وقت اسد ہلاک نہ ہو سکے گا یہ نامہ پڑھکر بادشاہ نے اہل دربار سے کہا کہ دیکھو جو کوکب نے لکھا ہے کہ وہ میری بی بی نے دیہہ میں بیٹھے بیٹھے بتلا دیا ان کو مکاری میں بہت سلیقہ ہے غرض تعریف کرکے نامہ کا جواب لکھا کہ اے ملکہ تم گھبراؤ نہیں میں نے زنار کو بہر استیصال لشکر باغیان تمہارے پاس بھیجا ہے یہ ساحر معزز ہے اس کی خاطر کرنا حال نامہ کا بھی وہ تم سے بیان کرے گا اور لشکر دشمن کا بھی خاتمہ کر دے گا میں نامہ سب ناظمان طلسم کو بھیجتا ہوں وہ سب جمع ہوں تو انتظام طلسم کشا کروں یہ نامہ طائر سحر کے گلے میں باندھکر بھیجا طائر قبل پہونچنے زنار کے پہونچا ملکہ نے نامہ گلے سے کھولکر پڑھا اور حال آمد زنار معلوم کرکے ساحر استقبال کے واسطے بھیجے زنار بعد قطع مسافت راہ جب قریب پہونچا استقبال کرکے لیگئے اُس نے لشکر اپنا ملحق لشکر ملکہ خیرت اتروایا آپ سامنے ملکہ کے آیا تسلیم کی نذر دی ملکہ مذکورہ نے خلعت عطا فرمایا اور کل زرین پر بٹھایا ساقی نے حسب ایماء ملکہ موصوفہ جام شراب دیا اُس نے بادہ خواری کی جب نشہ ہوا اسوقت ملکہ مسطورہ نے حال نامہ کوکب کا بھیجنے کا استفسار کیا اُس نے جو کچھ جواب وہاں سے آیا تھا اُسکو مفصل وار بیان کیا ازبسکہ عیار لشکر مہرخ برائے خبرگیری بہ شکل مبدل یہاں رہتے ہیں انھوں نے بھی کل کیفیت سنی اور بہت خوش ہوئے کہ الحمد للہ جس سینے محنت ہمارے اُستاد نے گوارا کی تھی وہ مراد بر آئی فی الجملہ زنار بیٹھا شراب پیا کیا اور ناچ دیکھتا رہا جب سواد شب سے مہر قمر صفحۂ روزگار پر ثبت و روشن ہوئی اور فرمان عزل عامل روز نشی دہر نے جاری فرمایا

ابیات

همی گفت گردون شتاب آمدش	شب تیرہ را دید تاب آمدش
برآمد یکے زود کشتی زآب	بمالید رنج و بیالود خواب

سر شام اُس نے حکم طبل جنگ بجانے کا دیا نقارۂ جنگی گرجنے لگا عیاران لشکر اسلام خبر لیکر بارگاہ میں آئے ملکہ مہرخ کو تسلیم کرکے زمین ادب کو بوسہ دیا دعائے عمر و دولت دے کر اس طرح حال بیان کیا

نظم

کہ ہموار شاہِ جہاں شاد باد	سخنگوے دانا جہت ہمراد باد
تو بیدار باش و جہاندار باش	خردمند باش و بے آزار باش

شاہ عیاران کوکب کے یہاں پہونچے اور وہ بدارات پیش آیا افراسیاب کا نامہ دار گیا تھا اس کو جواب سخت وہاں سے ملا بے نیل مرام وہ پھر آیا شاہ جادوان نے غضبناک ہوکر ایک ساحر زنار جادو نام کو بھیجا ہے اس نے بمقابلہ مملکت پناہ طبل جنگ بجوایا ہے یہ خبر سنکر تمام سردار شاد ہوئے کہ خواجہ کی شفقت کام آئی پھر یہاں بھی کوس حرب پر چوب پڑی دربار سویرے سے برخاست ہوا ہر شخص اپنے مقام پر آکر درستی اسباب حرب و ضرب کرنے لگا سحر کی جاگ سنترونکے جانب شروع ہوئی

جدھر کہ تیلوار کی جھنکار تھی جدھر سنو کلو اجھیر دن تار سنگھ کی پکار تھی اُس طرف زنار کے لیے خیمہ نصب تھا استاد و مواد وہ بھی بارگاہ سے اُٹھ کر خیمہ میں آیا اور سحر جگانے لگا لشکر میں بھی اُس کے یہی سامان تھا مگر برق فرنگی وغیرہ عیاروں نے باہم مشورہ کیا کہ یہاں عمرو موجود نہیں ہیں اور زنار کو زبردست سمجھ کر شاہ طلسم نے بھیجا ہے مبادا کل ہمارے لشکر میں کچھ ضرر پہونچا تو اچھا نہ ہوگا پس چاہیے کہ ہم لڑائی سے پہلے کچھ تدبیر کریں یہ مشورہ کرکے باہم جانسوز کو برائے حفاظت لشکر چھوڑ کر صحرا میں آئے اور رفیق بھائی قِران بھی آیا اُس سے اپنی رائے ظاہر کی اُس نے کہا اچھا تم دونو جاؤ میں بھی آؤں گا یہ سنکر ضرغام و برق چلے گئے ساحران لشکر حریف کی ایسی بنا کر چلے دیکھا کہ لشکر عدو میں ہجوم ہو رہا ہے ڈھمر و بجتا ہے تیاری ہے جادوگر ہر ایک مصروف ہے ہتھیاروں کی درستی سے مالوف ہے یہ ہر سمت پھرے لیکن تدبیر بن نہ آئی اور رات بھی تھوڑی رہ گئی اُسوقت دونوں الگ الگ ہوکر مایوس اپنے لشکر کی طرف چلے کہ اتفاق سے برق کا گذر جانب خیمہ سپہ سالار زنار ہوا اس جادو نام کے ہوا اور وہ خیمے سے نکلکر براے تربیت و نگاہداشت لشکر ایک سمت جاتا تھا برق نے اس کو تجویز کیا اور دوڑ کر اُس کے پاس آیا اور کہا حضور ادھر تشریف لائیے ایک تماشا میں آپ کو دکھاؤں اُس نے پوچھا کہ تو کون ہے اُس نے کہا کہ میں لشکر حیرت کا ایک ملازم ہوں اس وقت آپ کے لشکر میں آیا تھا دو عیار ایک درخت کے نیچے بیٹھے تھے میں نے چاہا کہ گرفتار کروں مگر ہم لوگ ان عیاروں سے ایسی زک پا چکے ہیں کہ میرا حوصلہ اُن پر ہاتھ ڈالنے کا نہ پڑا کیونکہ میں اکیلا تھا بس اگر آپ چلیں تو ملکر اُن کو پکڑ لیں یہ تقریر سنکر وسواس خوش ہوا کہ اگر عیار ہاتھ آگئے تو لڑائی بالکل فتح ہے میرے مالک کی بڑی ناموری ہوگی غرض شادان و فرحان اُس کے ساتھ چلا اور جب لشکر سے نکلکر صحرا میں آیا برق نے کہا دیکھیے وہ جو سامنے درخت ہے وہاں پر بیٹھے ہیں یہ اُس طرف دیکھنے لگا اُس نے حباب بیہوشی مار کر وہ منھ پر پڑا اور وہ اُس کے غبار سے بیہوش ہوا برق نے اُسکو خوب بیہوش کرکے کپڑے اُتار لیے اور اُس کی کمر میں کمند باندھ کر درخت پر چڑھ کر اوپر کھینچا پھر کسی شاخ سے مضبوط باندھ دیا اور آب رنگ و روغن لگا کر اُسی کی ایسی صورت بنکر اُس کے خیمہ میں آیا اور منتظر وقت ٹھہرا کہ حال اسکا بیان کیا جائے گا مگر ضرغام جو یہ سن پھر اس نے ایک ساحر کے بستر پاس جاکر پکارا کہ اے برادر جلدی چلو کہ سپہ سالار صاحب تمھیں بلاتے ہیں وہ ساحر افسر کا نام سنکر اسکے پاس آیا اور کہا سپہ سالار صاحب کہاں ہیں لشکر حیرت سے نکلکر کسی کام کو صحرا میں آیا تھا وہاں ایک افسر کھڑے تھے مجھ سے کہا ہمارے لشکر سے ایک شخص کو بلا لو کہ ناپ سپہ سالار بلاتے ہیں میں اُن کے کہنے سے آیا ہوں اور کچھ نہیں جانتا ہوں یہ بیان سنکر وہ ساحر سمجھا کہ صحرا میں شاید درستی سحر کے لیے گئے ہوں گے یا کسی عیار کو دیکھ کر گرفتار کرنا منظور ہوگا پس بوجہ تنہائی ایک آدمی کو بلایا ہوگا یہ سوچکر اس کے ساتھ ہوا کہ اچھا چلو

خضر غلام اُس کو صحرا مین لایا اور بیضۂ بیہوشی مارکر اُس کو بیہوش کرکے غار مین ڈالدیا اور آپ اسی کی ایسی صورت بنکر وہی لباس اُس کا پہنکر اُسکے پڑاؤ پر آکر ٹھہرا اور منتظر وقت عیاری کرنے لگا لیکن جب یہ دونون قران سے رخصت ہوکر چلے تھے تو وہ بھی بہر عیاری چلا حسب اتفاق ایک خدمتگار زنار کا اُسکو کنارے لشکر کے ملا اُس نے اُس سے پوچھا کہ کہان جاتے ہو خدمتگار نے کہا زنار بادشاہ حیرت سے الگ ہوکر اپنے خیمہ مین گئے ہین انھین کا ملازم ہون پیچھے رہ گیا تھا اب مالک کے پاس جاتا ہون قران نے کہا بھائی ہمین بھی کہین نوکر رکھا دو بیکار ہین تمھین دعا دین گے اس نے پوچھا کہ تم کیا کام کرتے ہو کہا رکابداری اور دیکھو یہ کیسے پھل بنائے ہین ملکہ حیرت کے باورچی کیلیے تحفہ لیے جاتا ہون یہ کہکر ایک پھل کمر سے نکالا اور کہا لو اس کو کھاکر دیکھو خدمتگار بیچارہ غافل از فریب عیاری وہ پھل تھوڑا سا کھا گیا اور کچھ دور چلکر بیہوش ہوا قران اس کی صورت بنکر اور اُس کے لباس سے تبدیل ہوکر اُس کو درخت سے باندھکر آپ در خیمہ زنار پر آکر ٹھہرا اور گھات عیاری کی سوچنے لگا از بسکہ رات کم تھی کچھ ہی دیر مین وہ وقت آیا کہ باغبان قدرت نے گلشن فلک سے گلہاے کواکب چن لیے اور باد صرصر سموم آساے غنچہاے نجوم پژمردہ کرکے غارت کیے کہ بمقتضاے ابیات

چو روشن شد آن چادر شب رنگ	سپیدہ برآورد از تخت چنگ
نہان شد آن چادر لاجورد	جہان شد ز دیدار خورشید زرد

رات بھر دونون لشکرون مین تیاری رہی تھی صبح ہوتے ہی سرداران نامی ساحران گرامی سوار ہوکر بارگاہ کے در پر موجود ہوئے ملکہ حیرت دعا درگاہ خدا مین کرکے تاج شاہی اور لباس فرمانروائی پہنکر برآمد ہوئی ایک سمت ملکہ بہار بصد آرایش نمودار ہوئی تخت ان دونون کے فیل سحر پر کسے گئے چھتر پھرنے لگا گرد ہاؤ سان زرین بال پر چار دیگر تیار ہوئے اور سب ساحر نامور اپنے اپنے سحر پر بیٹھے نفیر سحر بجانے لگے نقارے جنگی گڑگڑانے لگے غرض جلوس سے سواری بادشاہ کی میدان جنگ کی طرف روانہ ہوئی بموجب ابیات

بر آن پیل چار دگر تخت شاہ	ابا دودمانہ خسرو لشکر پناہ
بہ بالاے شنو بہ رخ چون بہار	رخ تیز بانشدہ شہریار
ہمہ لشکرش کمر آراستہ	کشیدہ ہمہ تیغ پیراستہ
ابا جوشن و خود بستہ میان	بتازی سپاہان بر ستوران
ز یاقوت و ز گوہر شاہوار	ہمہ جامہ و آلت کارزار
ہمان تخت زرین و انگشتری	دراز سپہ اندر جہان مہتری
بدشمن روان لشکر انگیز شد	چو دشت سپاہش بکین تیز شد

المختصر میدان مین پہونچکر حکم کشتی دیا تھا کہ ادھر لشکر حریف مین ملکہ حیرت سحر کے بنگلے مین مسند زر پر بیٹھی ہوئی اور بنگلہ پرواز ہوا اڑتا ہوا اندر بنگلے کے جادوگرنیون کا گروہ ملکہ مجمع سپاہ ساحران ہوا یون پر سوار بڑے تزک و احتشام سے جانب کارزار آکر ٹھہری ادھر زنار بھی خیمہ سے نکل کر سوار ہوا قران جو بشکل خدمتگار بنا تھا جہان اور خدمتگار تھے وہین جاکر ٹھہرا اور کہا میدان جنگ مین ہم لوگون کا کیا کام ہے جب میان پھر کر آئین گے اس وقت ان کی خدمت ہم کیا کرین گے اور ضرغام جو ایک ساحر کی صورت لشکریون مین سے بنا تھا لشکر کے ساتھ ہو لیا لیکن برق جو بصورت وسواس سپہ سالار ہے اس نے اپنے رفیقون اور ماتحت ساحرون سے حکم دیا کہ ایک اژدر بزور سحر میری سواری کے لیے بناؤ کہ خوب چست و چالاک ہو اس وقت ایک ساحر نے عرض کی کہ حضور مین اژدہا بنتا ہون آپ مجھ پر سوار ہون اور مجھ سے بھی کام لینا ... جدھر آپ چلین گا برق نے اسکو ایک مشت زر نکال کر دیا اور فرمایا کہ ... ہم کو خوش کرین گے وہ ساحر یہ سنکر براہ خوشامد ایک اژدر مہیب کی صورت بنا اور برق ... سوار ہو کر چلا لشکر بارہ ہزار ساحرون کا اگر اس نے ترتیب دیا اور سپر پشت اپنے سب ... اژدہا منہ سے شعلہ آتشین اژدھے کے پیدا ہمراہ زنار یہ بھی چلا زنار جتنا ... تھے سحر کے گلے مین ڈالے سانپ جسم مین لپیٹے بصورت مہیب اژدر پر سوار ... ہزار ساحران نابکار ہمراہ لیے نفیر بجاتا دادگاہ مین آیا وہ ساحر بھی سب زشت رو اور خبیث صورت بد سیرت تھے کہ ہر ایک کے ہونٹ زہار رنگ ہونٹون سے باہر چہرے اپنے خوک و خرس کے بزور سحر بنائے ترسولون پر ماران سیاہ لپیٹے تھے ... ہاتھ مین ان مین جو کہین روشن کیے ... جب وہ چانولی اور ماش مارتے انہین سے سحر طرح طرح کے ظاہر ہوتے رزمگاہ مین صف بستہ ہوئے ع

تنش زشت و بینی کزو در دست زند | بد اندیش و کوتاہ و دل پر ز درد
دو چشمش کژ و تیز دندان بزرگ | براندر دون کژ زده همچو گرگ
نہان بد دل و سفلہ و بے فروغ | سرش پر ز کین و زبان پر دروغ

غرض جب یہ بھی داخل میدان جدال ہوچکے اس عرصے مین یہان میدان پاک و صاف ہو چکا تھا تخت شاہان قلب لشکر مین ٹھہرے تھے صفون کے جگہ بیٹھے تھے تاریخ ترنج اچھلتے تھے نقیب پکارتے تھے کہ دنیا مین ہر ایک کو فنا ہے مگر جادہ رشتہ شمشیر راہ ملک بقا ہے جو تلوار کی دھار پر راہ چلا منزل پر پہونچ گیا زندہ جاوید ہوا اور جو کوئی اس راہ سے بھٹکا وہ زندہ در گور مردہ نام و ننگ ٹھہرا یہی گو یہی یہ میدان ہے مردی و نامردی کا امتحان ہے کہ بیت بجز شادمانی و جز نام نیک + ازین زندگانی نیابی تو لیک + نقیب یہ کہکر جب ہٹے زنار تو آ پہونچا ہے اس نے اژدر اڑا کر

ملکہ سے اجازت رزم لے کر میدان میں اپنے تئین پہونچایا اور کچھ سحر سازی دکھا کر مبارز طلب ہوا لشکر
صہرخ سے ایک ساحر نامی سماد جادو نام مقابلہ میں گیا زنار نے ایک گولہ فولادی سحر پڑھکر مارا اس سماد
نے رد سحر پڑھا کہ گولہ اُلٹا پھر گیا زنار نے ابکی غصہ میں آکر ایک ناریل سحر کا مارا سماد نے ہرچند رد سحر کیا
مگر ناریل نہ پھرا اور اُس کے بازو پر پڑا کہ بازو ٹوٹ کر ہاتھ بیکار ہو گیا یہ معاملہ دیکھکر اور ایک ساحرہ
کینہ انگیز جادو ملازم ملکہ سرخمو دوڑی اور سماد کو ہٹا کر آپ مقابل ہوئی زنار نے اب کی ناریل سحر کا
مارا کینہ سے بھی رد سحر نہ ہوا اور ناریل سینہ پہ پڑا توڑ کر پشت کی طرف سے نکل گیا بہیروں نے اُسکے
غل مچایا اور زنار نے پھر مبارز طلبی کی ادھر سے سرخمو اجازت لے کر چلی جب سامنے پہونچی زنار نے
پھر ناریل سحر کا مارا اسنے انگلی سے اشارہ کیا کہ ناریل کٹ گیا زنار کو غصہ آیا اور اسنے ایک نارنج نکال کر سمت فلک اچھالا
اور پھر اس نارنج کو آپ ہی روکا اور پھر اچھالا یہ حرکت دیکھکر صرغام جو لشکر میں [illegible] کھڑا تھا سمجھا کہ یہ نارنج تین بار
اچھالنے سے جو نکلے گا تو یقین ہے کہ سرخمو سے رد سحر نہ ہو سکے اور وہ ایسا ہے کہ ہلاک ہو جائے بس نارنج نہ
نکلنے دو یہ سوچکر اُس نے تیسری مرتبہ نارنج اچھالا صرغام نے [illegible] فوج کے اپنے تئین پوشیدہ کر کے
ایک پتھر ایسا مارا کہ نارنج پر پڑا وہ ٹوٹ کر زمین پر گر پڑا کیونکہ وہ سحر ایسا تھا کہ جبتک تین بار اچھلکر نہ
نکلے سحر پورا نہ ہو صرغام نے اس میں فرق ڈالدیا غرضکہ زنار نے نارنج پر پتھر پڑنے سے حیران ہو کر کہا
کہ اے سرخمو کیا تیرے ساتھ سحر کے پتلے ہیں سرخمو کو پہلے تو تعجب ہوا کہ یہ کیا امر ہے کہ پھر اس نے بھی دھوکا دینے
سے کہدیا کہ ہان میرے ساتھ کئی سو پتلے ہیں اس نے کہا تو اچھا اب اس سحر کو رد کر یہ کہ کر ایک تیر نکالا اور
اس کے پیکان پر سحر پڑھ کر کمان میں پیوستہ کر کے چاہتا تھا کہ لگائے صرغام نے اب کی پتھر ایسا تاک کر
مارا کہ تیر و کمان دونوں کٹ گئے یہ بہت حیران ہوا اور دل میں سمجھا کہ یہ بہت بڑی ساحرہ ہے اُدھر
صہرخ وغیرہ نے بہت تعریف کی کہ اے ملکہ سرخمو کیا کہنا ہے جانسوز جو لشکر میں کھڑا تھا اس نے کہا اے ملکہ
یہ صرغام چھپا ہوا لڑ رہا ہے صہرخ کو بڑا تعجب ہوا زنار کو تیر کٹنے کا بڑا غصہ آیا اور ترسول پکڑ کر چاہا کہ
جا پڑے اُس وقت برق جو سپہ سالار بنا ہوا ہے اس کو خیال آیا کہ اگر یہ جائے گا تو سرخمو گرفتار یا قتل
ہو جائے گی اب اس کافر کو روکو اور جو عیاری تجویز کر چکے ہو وہ آغاز کر کے اس کو جہنم رسید کرو یہ سوچ کر
اس نے اژدر سے کہا زنار کے پاس مجھکو بھیج وہ اڑکر سامنے زنار کے آیا اور سپہ سالار نقلی نے دست بستہ
عرض کیا کہ اس ساحرہ نے زبردستی بہت دکھائی ہے ناموری حضور کی اس میں ہے کہ آپ کا ملازم اُس کو زیر
کرے میں امیدوار ہوں کہ مجھکو اجازت حرب دیجیے کہ میں اُس کو باندھ لاؤں زنار نے کہا تجھکو سپرد خداوند
سامری کیا یہ حکم سنکر اژدر اُڑکر میدان میں پہونچا اور پکارا کہ اے ملکا تو نے میرے مالک کو بہت عاجز کیا
تھا اب اس حرب کو یہ کہکر ایک نارنج کچھ پڑھ کر مارا سرخمو نے رد سحر پڑھا کہ یہ نارنج اثر نہ کرے از بسکہ نارنج
عیاری کا تھا سحر کا ہوتا تو رد سحر کام آتا ہرچند وہ تسکین دیتی مگر کچھ نہ ہوا نارنج آکر منھ پہ پڑا اور وہ غش ہو کے

دیکھا کہ اس میں سے ایک شعلہ چمکا اور دھواں نکلا سرخموش مثل مردے کے بے حس ہو کر گرا طاؤس سے گرگی نے
ساحروں کو اپنے حکم دیا کہ وہ باندھ کر لے گئے اور اس نے نفیر غیب دی ابھی ملکہ نافرمان رو برو آئی اور
پکاری کہ لاحول بہ سحر اس نے ایک ناریل چھڑ دے کر وہ نافرمان بھی سحر پڑھ پڑھ کے پھونکتی مگر کچھ نہ ہوا
ناریل جا کر منھ پر پڑا کہ شعلہ چمکا اور یہ بھی بیہوش ہو گئی جادوگروں نے آکر باندھ لیا اور پھر اس نے پکارا
کہ آؤ میرے سامنے ادھر سے طاؤس نکلی اسکے منھ پہ گلدستہ مارا کہ منھ پہ پھلجھڑیاں اس کی بکھریں اور
وہ بیہوش ہوئی گرفتار کر لیا وجہ گرفتاری یہ ہو رہی ہے کہ طرفداران اسلامیاں پہلے آپ سحر نہیں کرتے ہیں
اسی سے حریف طلب کرتے ہیں اور ناریخ و ترنج وغیرہ بیہوشی آمیز سے بیہوش کر رہا ہے ادھر جانسوز اور
ضرغام سے تو مشورہ ہو چکا تھا ہی اسوقت اس طرح لڑنے سے وہ بھی پہچان گئے ہیں کہ یہ برق عیار ہے
پس وہ بھی کچھ ہمارا کہ نہیں کرتے ہیں الغرض اس نے تیسرے پہر تک تیس چالیس ساحرہ اور ساحر گرفتار
کیے اس وقت بہار نے چاہا کہ میں جا کر لڑوں برق ارادہ بہار معلوم کر کے سمجھا کہ یہ آئے گی تو کل باغ و
بہار کا کرے گی میری عیاری کھل جائے گی پس یہ سمجھ کر پکارا کہ اے فرقہ بکواس اب دن کم رہا ہے اس وجہ
سے طرح دیتا ہوں اگر تم نے اطاعت شاہ جادوان نہ کی تو ہر ایک کو کل راہ ملک فنا دکھاؤں گا سب
کو خواب عدم میں سلاؤں گا ادھر سے سب نے جوابات سخت و درشت دیے مگر برق میدان سے پھر گیا
زنار نے بہت تعریف کی کہ اے سپہ سالار میں کیا کہوں اور اس کی خاطر سے طبل بازگشت بجوا دیا
لشکر دونوں پھرے مہرخ رنجیدہ و دل کبیدہ مراجعت کر کے داخل بارگاہ ہوئی ادھر حیرت سپہ سالار پر نثار
کرتی ہوئی اپنی بارگاہ میں آئی تشریف لا کر کھولی خلعت بہت بھاری حیرت و زنار نے سپہ سالار کو دیا پھر
عیش میں مصروف ہوئے اتنا وقت بارگاہ ملکہ میں زنار بیٹھا رہا اور سپہ سالار لاف و گزاف کیا کیا کہ کل
ملکہ میں کل سب اسیروں کو پکڑ لاؤں گا اور بہار کو وہ جوتیاں لگاؤں گا کہ بھیجا نکل آئے گا سب
تعریف کر رہے ہیں کہ آپ ایسے ہیں لیکن بہار کا نام لینے سے حیرت دل میں برا مانتی ہے کہ یہ مجھے طعن کی
لیتے گویا یہ در پردہ کہتا ہے کہ تمھاری بہن پہ کیا میں سبقت لے گیا تم پر عذاب آیا خیر میں یہ بھی تعریف
کر رہی میں ناچ ہو رہا ہے حاصل یہ کہ بسبب فرزند رشید سے دختر کشائی سب نے حساب کچھ لیا اور
رقم انجم کو کتاب سپہر چرخ پایا کہ بمقتضائے ابیات

چو پیدا شد آن جادوی فتنہ گر	ز رخشان شد اختر بہ رنگ ز دل
معنی ہمہ ساحران برداشتند	بنام جہاندار بنواختند

زنار ملکہ سے رخصت ہوا کہ میں دن بھر کا خستہ ہوں اب جا کر آرام کروں گا ملکہ نے کہا اچھا جائیے مگر
قیدیوں کو اسی طرح رکھیے گا اور سپہ سالار کو اپنے پاس سے جدا نہ کیجیے گا کہ عیار ان کی فکر میں ہوں گے
اگر ملا پائیں گے تو زندہ نہ چھوڑیں گے اور آپ بھی بہت ہوشیار رہیے گا اس نے کہا بہت خوب

اور مع سپہ سالار اپنے خیمہ میں آیا مجلہ سرداروں کو طلب کر کے اپنے خیمہ کے برابر ایک قنات کھچوا دی اُس میں
قید کیا اور دیا سحر کر دیا کہ جو کوئی قنات پاس آئے تو بیہوش ہو جائے اور زمین کو بھی سنگ لاخ بنایا
کہ نقب کوئی عیار نہ لگا سکے اور راہ اس قنات میں جانے کی اپنے خیمہ کے اندر رکھی وہ سراپچہ
قنات کی طرف کھلوا دیا کہ سامنے سے قیدیوں کو دیکھتا رہوں گا جب یہ بند و بست کر چکا تو ایک
خدمتگار کو پکارا قران بھی بشکل خدمتگار تھا یہی حاضر ہوا کہ سب سے پہلے سامنے آیا اس سے کہا تم دروازے
پر حاضر رہو کچھ کام ہوگا تو بلا لیا جائے گا اور سب نوکروں سے کہا جاؤ آج تمھاری نوکری معاف ہے خبردار
یہاں نہ آنا سب چلے گئے اور یہ سپہ سالار کا ہاتھ پکڑ کے اندر بارگاہ کے گیا مسند پر بٹھا کر کشتی شراب
و ساغر سپہ سالار کے حوالے کی کہ تم بھی پیو اور مجھکو بھی دو سپہ سالار نے سلام کر کے روبرو سے منہ پھیر کر
شراب پلانا شروع کی ایک آدھ جام تو تھا کہ بیہوشی دیا جب اُس کو نشہ ہوا اُس وقت سمجھا کہ اب [illegible]
سحر جام پر نہ ڈالے گا بس بیہوشی ملا جام زیادہ بھی پیا یہاں تو یہ کیفیت ہے لیکن صرصر عیارہ آج کی جنگ
میں نہ تھی یہ طلسم باطن میں کسی کام کو گئی تھی شام کو پھر کر آئی اور سامنے حیرت کے ہو کر تسلیم کر کے ٹھہری
تھی کہ ملکہ نے کہا اے صرصر آج کی جنگ قابل دیکھنے کے تھی تازہ یہ آیا ہے اُس کے سپہ سالار نے
ایک ایک تاریخ میں سرداران مہرخ کو اسیر کیا اور شہزادیان طلسم [illegible] نافرمان وغیرہ [illegible] اس کا
تاریخ تک رو نہ ہو سکا بڑی لڑنے والی تھیں مگر ایسی ذلت کے ساتھ قید ہوئیں کہ مجھکو بیان کرتے شرم
آتی ہے کچھ اُن سے ہو ہی نہ سکا وہ سپہ سالار اکیلا ہوگا مجھکو اندیشہ عیاروں سے ہے تو جا اور اس کی
حفاظت کر [illegible] اور شراب میرے یہاں سے لیتی جا کہتا ہے یہاں کی کوئی چیز کھائے پئے نہیں مبادا پہلے
ہی کسی عیار نے اُس میں بیہوشی ملا دی ہو اس سے یہاں کی شراب پئے صرصر یہ حال سنکر متعجب ہوئی اور
اشتیاق پیدا ہوا کہ جا کر دیکھوں تو وہ کیسا ساحر ہے جس نے یہ کار نمایاں کیا ہے غرض کشتی شراب کی اور میوے لے کر
چلی جب در خیمہ تاتار پر پہونچی دیکھا کہ ایک خدمتگار بیٹھا ہے اور قران نے بھی اس کو دیکھا چاہا کہ روکے مگر سمجھا
کہ یہ تم کو یہاں آنے کی جانے دو اگر کچھ فریب ہے تو [illegible] اس وقت سمجھ لینا یہ سوچ کر اس کو گردن جھکا کر کہا آئیے
سامنے آ کر خدمتگار نے سلام کیا یہ سلامت اندر خیمہ کے گئی دیکھا سپہ سالار [illegible] شراب پلا رہا ہے اس [illegible]
سامنے رکھا اور میوہ دیکر [illegible] کہا ملکہ نے فرمایا ہے یہ شراب پیو اور عیاروں سے ہوشیار رہنا یہ کہہ کر [illegible]
گیا تو [illegible] اس وقت اس نے سپہ سالار [illegible]
[illegible]
[illegible] سرداران [illegible] سب [illegible]
[illegible]
[illegible]

نکلجائیگا لازم ہے کہ در خیمہ پہ خدمتگار [illegible] اُس کو بلا کر عیار کو سحر سے پکڑ ڈالوں یہ سوچکر برق کی باتوں کا
جواب سچ سچ دیتی ہے یہ اُسکے پاؤں پکڑتی اور یہی کہتی ہوئی کہ جو آپ کہتے ہیں سچ ہے سچ ہے خیمہ کے باہر
نکلی خدمتگار سے کہا جلدی آ عیار اندر ہے پکڑ لے خدمتگار نے کہا حاضر اور آسکے ساتھ جلدی سے
اندر آیا اس نے پہلے للکارا کہ اے [illegible] برق اب کہاں جائیگا برق نے جلدی سے ایک لات
کھڑے ہوکر زنار کے ماری کہ وہ توسن [illegible] شراب کی طرح لنڈھک گیا اور یہ جھپٹ کر چلا کہ اس ساحر
کو جیسے صرصر لائی ہے حباب مار کر گرادے [illegible] صرصر اس ساحرہ سے پکاری ارے دیکھتا ہے اور سحر نہیں پڑھتا
ہے اس کو پکڑ لے اس ساحرہ نے یہ [illegible] کر صرصر کو گود میں اٹھا لیا اور کہا اُستانی میرا بھی سلام ہے
اتنی جلدی کیوں کرتی ہو زنار کو [illegible] گھبراؤ نہیں صرصر نے یہ سنکر جو غور کیا خدمتگار کی بجائے
قران پایا بس دم نکل گیا اور کہا [illegible] بند و بست کر رکھا ہے برق بھی یہ حال دیکھکر خوش ہوا
اور کہا اے قران آج تو جی چاہتا ہے [illegible] کسی کی بھی ناک کاٹ لیں کہ یہ بہت اچھلتی پھرتی ہیں پھر جو یہ کچھ
شرارت کرینگی تو ہم کہیں گے [illegible] احوال اور انکی ناک کٹنے سے اوروں کے بھی کان ہوجائینگے
پھر کیا منھ اور اسکا ان کسی کا جو ہمارا سا [illegible] قران نے کہا کیوں استانی کیا کہتی ہو ناک کاٹ لیں صرصر
نے کہا ارے موذی میں تمکو اپنی ایڑی چوٹی پر سے صدقے کروں ناک اُسکی کاٹو جو تمھاری استانی ہو لو
سوت غارتیوں کو دیکھو ایک تو چوری دوسرے سینہ زوری یہ کہکر چاہتی تھی کہ غل مچائے قران نے
گیند عیاری کا منھ میں دیدیا اور ستون خیمہ سے باندھکر برق کو اشارہ کیا کہ اس نے سر زنار کا کاٹ ڈالا
اور قران نے دوڑ کر اپنے سرداروں کی زبان سے سوزن کھینچ لیے زنار کے مرنے سے شور و غل بلند ہوا
تھا اور قیدی رہا ہو چکے تھے سوزن زبان سے نکلتے ہی سحر پڑھکر سب اٹھے اور لشکر زنار پر تیغ
مارنا شروع کیے العیاذ باللہ یک تو مرگ زنار سے آفت عظیم برپا تھی آگ پتھر برستے تھے دوسرے
انھوں نے ہنگامہ برپا کردیا قران نے نکلکر ایک حقہ آتشین ذات الرخیمہ پر مارا کہ خیموں میں آگ لگی اور اوپر
سے بھی شعلے گرتے تھے تاریکی شب حد سے افزون تھی غیرت ہاموں تھی فوج زنار غفلت میں بہت
سی ماری گئی جو ساحر ہلاک ہوتا تھا اور زیادہ شور مچاتا تھا باقی ماندہ لشکر گھبرا کر رو بفرار لایا بجانب لشکر
مہرخ نے شبخون مارا ادھر قران نے یہ چالاکی کی کہ بصورت ساحر کی تو بنا ہوا تھا لشکر حیرت میں دوڑ گیا
اور پکارا کہ ہوشیار ہوجاؤ فوج زنار کی بگڑی ہوئی تھیں آتی ہے طلایہ داروں نے جب یہ صدا سنی قرنا بجائی
پلٹنیں جلد تیار ہوئیں فوج آگے بڑھی ادھر سے یہ خستہ و شکستہ چلے آتے تھے حیرت ان کو دشمن
سمجھ کے لڑنے لگی اور یہ اس کو فوج مہرخ سمجھ کر بھڑ گئے گھمسان کی مار ہونے لگی سحر چلنے لگا
ہونا چاری کی پکار ہونے لگی ماشہ [illegible] کے چھرے گولیوں کا کام کرتے تھے آگ دھتورے کے پھل
بجلیاں بنکر گرتے تھے ہوا سے بجلی [illegible] گرتی تھی سرکشوں کے خرمن جان کو جلاتی تھی تلواریں رد و برد

منزل فانی کی راہ کاٹتی تیغین مار [illegible] صدائین [illegible] کشتی حیات قلزم آہن پر چڑھی تھی آب تیغ کی ندی بڑھی تھی دریائے ہستی کو شمشیر [illegible] تھا دل مین بیر کر کلیجہ کا لہو چاٹتا تھا غول ساحرون کے تہ و بالا نظر آتے تھے شاہد تیغ کے کرشمے [illegible] رنگ کا [illegible] تھے تیغ معشوق کی طرح تلون مزاج تھا [illegible] نظم

چمکنے لگی برق جان [illegible] تیغ	[illegible] زندگی بید ریغ
وہ تیرون کی سن سن [illegible]	[illegible] کے اغرون کی وہ [illegible] ہو
ہوا مین سمایا تھا [illegible]	[illegible] مین جہان سینے بید اغریو
شب تیرہ مین تیغ تھی [illegible]	[illegible] مین جیسے بجلی طپان

حیرت غلغلہ سنکر باہر نکل آئی ادھر برق [illegible] کہا استانی جاؤ تماشہ دیکھو ہم دوش [illegible] کو اڑا دیا اور حیرت [illegible] شاگرد جناب برق مغفرتی [illegible] کیا عمر [illegible] اس کو برا بھلا [illegible] نافرمان وغیرہ [illegible] لشکر [illegible] یہان حیرت [illegible] کل کیفیت معرض بیان [illegible] ملکہ [illegible] لیا پھر [illegible] کہ کل لشکر کے کان مین اسکی صدا [illegible] باہم جنگ موقوف کی [illegible] افسران لشکر [illegible] بارگاہ مین چلی گئی فوج زنار [illegible] اور افسران لشکر حیرت بارگاہ مین سامنے [illegible] کے گئے ملکہ نے چالاکی عیاران [illegible] زنار [illegible] پھر اسی حال کا نامہ افراسیاب کو [illegible] اس ہنگامہ مین رنگ چہرۂ ترک شب خوف [illegible] بیرنگ اشک چکیدہ یعنی مہر دامن روز مین ڈھلکا نظم

چو بر زد سر از چشمہ [illegible]	نہان [illegible] شب چون [illegible] روی سفید
نشست جاندار بر تخت عاج	زبر زور [illegible] بر سرش تاج

دم صبح تخت شاہی پہ جلوہ گر ہوئی سردار حضور [illegible] ہوکر [illegible] تھے اُن کی نذر گذری عیارون نے آکر سب حال بیان کیا ان کو خلعت عطا ہوا ارباب نشاط حاضر ہوئے جلسۂ عشرت آغاز ہوا ادھر زنار کی لاش اس کی فوج نے اُٹھائی اور جایا چاہتی تھی کہ یہ عجب کیفیت ہوئی کہ وسواس سپہ سالار زنار جسکو برق درخت سے باندھ آیا تھا [illegible] اس کی بیہوشی اتر گئی اور چونکہ اس کی زبان مین سوزن تھا اس سبب سے تڑپکر اپنے تئین کھول نہ سکا صبح کو جب کاہش اور بہیرم فرورش صحرا مین آئے اس نے ان کی آواز سنکر جسم کو جنبش دی کہ جیسے [illegible] اور گلے سے بھی کچھ صدا نکالی کہ وہ لوگ ڈرے اور کہا معلوم ہوتا ہے اس درخت پہ کوئی [illegible] بھاگ گئے مگر کچھ جی کڑا کرکے

اُس درخت کی طرف دیکھنے لگے اس نے دانت نکالے اور منت کی کہ مجھ کو کھول دو ایک اس میں سے
لشکر کا گھسیارا تھا وہ کچھ سحر بھی جانتا تھا درخت پر چڑھ گیا اور اسکو کھول کر زبان سے سوزن نکالی کہ یہ
اُترکر درخت سے اترا اور ایک کپڑا اُن سے مانگ کر باندھا پھر اپنا حال بیان کر کے وعدہ کیا کہ تم لشکر
میں آنا میں بہت کچھ تم کو دونگا وہ سب خوش ہوئے اور یہ وہاں سے لشکر میں آیا سرداران زنار نے
جو اُسکو دیکھا سمجھے کہ یہ وہی عیار ہے جس نے زنار کو مارا ہے اور ہم کو لڑوا دیا ہے کیونکہ حیرت سے سن چکے تھے
کہ سپہ سالار کی صورت بنکر عیار آیا تھا یہ سمجھکر باہم کہا کہ اگر اس عیار کو گرفتار کر کے ماریں شاید اب یہ کوئی
تدبیر میں آیا ہے غرضکہ چلے تو یہ سب آہستہ آہستہ رستے ہوئے اسکے جب نزدیک پہنچے اور یہ ان کو روتا دیکھکر متعجب
ہوا کہا ارے یارو یہ کیا ماجرا ہے وہ بیساختہ اسپر جا پڑے اور جوتی اور دھپ اور لات اور گھونسے مارنے
لگے یہ ایسا گھبرایا کہ سحر بھی بھول گیا پکارا کہ ارے واسطہ جمشید کا مجھکو کیوں مارتے ہو ادھر سے
شور تھا کہ خوب ہمارے پاس آگیا اب کہتا ہے کیوں مارتے ہو دوسرا کہتا تھا حرامزادے یہ تیرا ہی
بس چلا ہے تیر ایسا لاکر اور مار و حرامی کو جو تھا ایسا ہی مار ڈالنے کے ارادہ سے غرض ایسی باتیں کہتے تھے کہ
جسکا ابتدا خبر کچھ نہ تھا اور دھول دھپ جوتا پیزار جھانپڑ اور لیپا مارد سو رکو لگنے لگے اور پانچ جوتی ہیت
تیرہ کی کیوں نہ تیری ایسی تیسی کر آج ہی تو ہاتھ لگا ہے خبردار چھوڑنا نہیں کی صدا بلند تھی اور جوتیاں
پڑتی تھیں غرضکہ ایسا مارا کہ اس غریب کو بیدم کر دیا تھوڑی ہی اوجھی ہو گئی آبرو واسطے ڈر سے بھاگ کے
جاتی رہی یہ غلغلہ جو بلند ہوا حیرت نے صرصر سے کہا ارے جاؤ دیکھو تو یہ کیا ماجرا ہے وہ ادھر سے چلی اور
یہ سب ٹانگ پکڑ کے گھسیٹتے ہوئے چلے اور اس کو جب ہوش آیا پکارا دہائی ملکہ حیرت کی ارے بچے
ارے ڈالتے ہیں دہائی افراسیاب کی یارو کیا غضب ہے میری جان گئی یہ سنکر پھر سب نے جوتا اٹھایا کہ
صرصر آگئی اور کہا ٹھہر جاؤ بتاؤ کیا ماجرا ہے سب نے کہا دیکھتی نہیں ہو یہی تو وہ ہے جس نے ہمارے مالک کو
مارا ہے صرصر نے قریب آکر بنگاہ عیاری دیکھا اور کہا یہ عیار نہیں ہے اس کو چھوڑ دو اور ملکہ پاس حاضر
کرو یہ سب اس کو سامنے ملکہ کے لائے اس نے حال پوچھا اس نے کیفیت اپنے بیہوش ہونے اور
پہنچنے اور باہر ہونے کی معروض بیان زمین لایا اور رونے لگا ملکہ یہ حال سنکر پشیمان ہوئے کہ ناحق ہم نے اپنے
افسر کو مارا اور حیرت کو کچھ اس کے حال پر ہنسی پھر اپنے اوپر یہ خرچ خلعت منگا کر دیا اور بہت
تسلی و تشفی دی پھر کہا کہ میں امیر شاہ کے پاس سے جاؤ [illegible] سب میں کسی کو منہ دکھاؤنگا سید ھا
اپنے گھر جاؤنگا کہ [illegible] لشکر کے سامنے میری عزت گئی [illegible] تمہاری [illegible] نہیں ہوئی ہماری
ہوئی ہے سب تجھ پر ہماری غفلت کا ہے اس کو سمجھ [illegible] معذرت کی اور
اُس کے ہمراہ [illegible] زنار کے [illegible] منگا [illegible] ساحر جس کو قران
[illegible] اس کر شریک [illegible]

سوار ہوئے یہ سب خبریں دربار میں مہرخ کے بھی پہونچیں سب ہنسنے لگے اور برق کی فطرت پر آفرین کرنے لگے لیکن سپہ سالار صاحب خجالت زدہ بعد قطع راہ باغ سیب میں پہونچا شہنشاہ کو خبر ہوئی اس نے سامنے بلوایا اور نامۂ حیرت پڑھا اس کے حال پر ہنسی آئی مگر ضبط کرکے افسوس کیا اور کہا تم اپنے ملک کو جاؤ بہار خداوند زمرد شاہ کا غضب آیا ہوا ہے کہ ہمارے لشکر پر یہ آفت آئی ہے اور تضحیک ہوتی ہے یہ حکم سنکر سپہ سالار رخصت ہوگیا اور شاہ نے بغضب تمام کچھ سحر پڑھا کہ زمین باغ سیب کی تھرائی اور پھٹی پیدا ہوئی اور شاہ کو اس نے تسلیم کی شاہ نے حکم دیا کہ اے وہم جادو تم اپنے بھائی گمان جادو کو جاکر پئے استیصال باغیان بھیجدو وہ پرچا لیکر یہ حکم سنکر غائب ہوگئی بعد تھوڑے عرصے کے ایک ساحر پیدا ہوا اور عرض کیا حکم ہوتا ہے کہا جاؤ لشکر اسلام نمک حراموں کا برباد کرو عیاروں سے بچتے رہنا ساحر سلام کرکے اپنے مقام پر گیا اور ایک لاکھ بیس ہزار ساحر ساحری وقت جیسے روزگار کو اپنے ہمراہ لے کر پرکتاس برادر خناس دجال کا نواسا اور تاجداری کا پوتا شہپال وزردہشت کا یادگار بدکردار اژدر آتش بار پر سوار ہوکر روانہ ہوا شاہ جادوان نے مشعر بحالات روانگی فوج حیرت کو نامہ لکھ بھیجا اس نے سردار استقبال کو بھیجے یہ گمان بے ایمان قریب پہونچا لوگ استقبال کرکے لے گئے اس نے ملکہ کو جاکر نذر دی اور دنگل پر بیٹھا لشکر اس کا اترا عیار بصورت مبدل خبر دریافت کرکے اکٹھے ہوے اس نے بھی اُس وقت تامل کیا کہ جب تک دن باقی رہا جس وقت کہ رفتار شعاع مہر نے [illegible] دھرنے اُتارا اور ربط رکو ظلمت کے کمل سیاہ شب جوگی نے بچھایا کہ

چو شمع جہان شد نجم اندرون	بیفشاند زلف شب قیر گون
تیرہ برآمد ز ہر دو سرا	بدان نرم خورشید بہ نہمای

سر شام طبل جنگ بجنے کا حکم دیا نقارہ حرب پر چوب پڑی عیاروں نے جاکر ملکہ مہرخ کو خبر دی وہ مقام اس گجر کا سنکر ششدر ہوئی اور کہا خدا خیر کرے یہ بڑا ساحر ہے سرداروں نے عرض کیا کہ اے ملکہ خدائے پر زور قوی و توانا ہے اس پر تکیہ کیجیے اور حکم طبل جنگ بجنے کا دیجیے غرضکہ ادھر سے بھی کوس جنگی گڑگڑایا لشکر میں غلغلہ بلند ہوا دربار سے اُٹھکر سردار خیموں میں آئے عروس تیغ [illegible] جوہر سے اُس شب سنواری گئی غلاف میں سے کیا نکلی گھونگھٹ سے دشمن نے منہ دکھایا شرم کر سر جھکایا قامت رعنا غضب کا کاٹ بے تحمل قامت اعدا پر جب [illegible] چپ چڑھے گی جوڑا اتہانہ خوش سے [illegible] کاٹنے کی غضب کی تیغ جل اور رفتار دکھانے گی مزا رون کے نواسون [illegible] جہان اس پر لوگ [illegible] کر شیلے مرتے اسی کی محبت کو دم [illegible] رہے گی الغرض یہی ہنگامہ [illegible] جبر و نوبت لشکروں میں رہا [illegible] دم جب داغ خاطر مشتاقان [illegible] سینہ [illegible] ہوا اور نسیم قرب [illegible] سانس [illegible] تا بیت [illegible] داغ [illegible] ترحم چراغ [illegible] مہرخ [illegible] بجول عمر نصرت [illegible] ہمراہ لے کر میدان [illegible]

وقتال مین آئی اس طرف سے حیرت بعید فرہنگ فوج ضلالت ساتھ لیے وارد میدان تیرہ ہوئی آتش رزم سرد ہوئی آنے سے لشکرون کے گیتی گرد برد ہوئی خاک تیرہ کا ستارہ اوج پر آیا ہر ذرہ نے سر اٹھایا ذرے ہوا مین تق گرد کے ساتھ اس طرح پیچ کھاتے تھے کہ شاہان ملک شجاعت کے سر پر چتر زری پھرتے نظر آتے تھے گھوڑون کی ٹاپون سے قلعۂ خاک اڑ گیا تھا یا روزگار غدار نے اپنے دل کا غبار نکالا تھا ہتھیارون کی چقاچاق اور گھوڑون کے تھمون سے گنبد آسمان وزمین مین غرانے کی صدا پیدا تھی گوش ترک فلک مین کری ہویدا تھی اسی روز سے ایسا بہرا ہوا ہے کہ مظلومون کی فریاد نہین سنتا ہے دلاورون کی نگاہ خونخوار ایسی نگاہ پر چڑھ گئی ہے کہ چرخ کو عادت خونخواری کی پڑ گئی ہے الحاصل صفین لگین کرنا ہو نہی نفیر دم بند کرنے لگی نقیب للکارے گھوڑے سناٹے مین آئے زاغ و زغن منڈلائے معلوم ہوا کہ رن پٹے گا سرون کا ڈھیر لگے گا جادوگرون کے تخت ہوا سے نیچے اترے سامری کی جے کے نعرے بلند ہوئے مرتج دگوگل کا دھوان فلک تک پہونچا منترون کے جاپ پڑھنا سر دیکھا گمان بے ایمان ساحرون مین دھنتر جنگ جیپال کی پون کا تماشا اپنی فوج کو الگ لیے اپنے سے بہتر کسی کو نہ جانتا تھا گھوڑا اٹھا بعد ترتیب صفوف لشکر حیرت سے اجازت لے کر میدان مین آیا اور ایک سحر ایسا کیا کہ شعلہ زمین سے پیدا ہو کر آسمان کی طرف گیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ سقف گردون کو جلا دیگا دل خورشید مین آگ لگا دے گا یہانتک کہ وہ شعلہ نظر سے ناپید ہوا بعد لمحے کے بہت باریک کاجل فلک سے گرنے لگا نہین معلوم کہ چراغ آفتاب کی لو کا یا راتھا یا شعلۂ سحر کا دھوان چھت پر چرخ کے جگیا تھا وہی گرتا تھا جب وہ کاجل دیدۂ دہر مین خوب گہرا لگ چکا یعنے بہت سا جمع ہو گیا پرچھائیون کی طرح اسمین سے پتلے پیدا ہونے لگے کہ وہ پتلے کبھی مشرق کی طرف پرتو انداز تھے اور گاہے مغرب کیجانب سایہ پرداز بعد ظہور ان پتلہا سے ہمراہ مثال کے گمان نے مبارز طلبی کی اس طرف سے ایک ساحر اندیشہ جادو نام نے چرخ سے اجازت لے کر اژدر بڑھایا اور بہ سر مقابلہ آیا طالب حرب ہوا گمان نے سحر پڑھا کہ وہ پرچھائیان دوڑ کر لپٹ گئین اندیشہ نے بے اندیشہ سحر پڑھ کر دستک دی کہ خاطر بداندیش مین اندیشہ پیدا ہوا یعنے گمان ہوا کہ پتلیان جسطرح لپٹ گئی ہین اگر یہ بھینٹ دے کر چھیڑ دون گا تو میرے لپٹ جائین گی پس بہتر یہ ہے کہ اس سحر کو باطل کر دون یہ سوچکر اس نے کچھ ایسا سحر پڑھا کہ وہ پتلے اس کاجل مین پھر سما گئے یہ سحر دیکھ کر بہار نے باواز بلند تعریف کی کہ واہ سبحان اللہ کیا معقول سحر کیا ہے یہ کلمات تعریف سنکر گمان سمجھ گیا کہ یہ اس کا سحر تھا جو مجھکو اندیشہ پیدا ہوا ورنہ کوئی اپنا سحر آپ مٹاتا ہے پس یہ سمجھتے ہی غضبناک ہو کر سحر پڑھا کہ اندیشہ کو گرمی معلوم ہوئی بعد لمحے کے قلب الٹ گیا خیالات فاسد ہونے مرتب ہونے درست نہ رکھا اخلاط فاسدہ بخارات غلیظ دماغ وقلب مین معدے سے پہونچے صفرا و سودا بلغم خون خلط ہو کر جنون کی صورت پیدا ہوئی اژدر سے اتر کر کبھی روتا کبھی ہنستا

سمت صحرا روانہ ہوگیا بعد جانے کے پھر اُس نے بیانہ طلب کیا اور پھر ایک ساحر ادھر سے گیا گمان نے دستک دی کہ پھر وہی پتلے پیدا ہو کر لپٹ گئے ہر چند اُس نے تاریخ تریخ مارے کچھ نہ ہوا اور اُن پتلوں نے اس کو پچھاڑ کر تھوڑا کاجل آنکھوں میں لگا دیا پھر جو اس کی آنکھ کھلی دیکھا کوئی پتلا نظر نہیں آیا لیکن درخت لگے ہیں اُن پر پریاں بیٹھی ہیں بعض اُن میں ناچتی ہیں پھر ناچتے ناچتے اڑ کر ایک سمت چلیں یہ ساحر بھی اسی طرف چلا اور کہتا جاتا تھا کہ واہ واہ کیا تماشہ ہے اسی طرح جنگل کی طرف چلا گیا گمان نے پھر دوسرا طلب کیا اور ایک ساحر سامنے گیا اُسکی بھی آنکھوں میں پتلیوں نے لپٹ کر کاجل لگا دیا دیدہ دانستہ دیوانہ بنایا اُسکو بھی عجیب و غریب تماشہ نظر آیا یہ بھی ناچتا کودتا صحرا کو گیا اسی طرح جو اس کے سامنے گیا گمان اُس کا چمک نہ رہا کاجل آنکھوں میں لگتے ہی دیوانہ بنا اور جنگل میں شام تک گئی سو ساحر صحرا نورد ہوئے جب دیدۂ شاہد روزگار نے سواد شب کا کاجل لگایا اور فلک پر ستاروں کی گردش کا نیا تماشہ نظر آیا کہ ہیبت اُتاری مہر نے جب چادر نور ہوئی بزم فلک انجم سے معمور ہوئی شام کو لشکر گمان میں طبل بازگشت بجا ایلات و گزاف کر کے پھر آ کے کل سب کو دیوانہ بنا دوں نام و نشان سب کا مٹا دوں گا غرض لشکر اپنی جگہ پہ آ کر قیام پذیر ہوئے حیرت کے یہاں جشن شاہانہ تھا اور رنج و اندوہ کا فسانہ تھا گمان شراب خواری کرتا ہے جب سرشار ہوا حکم دیا کہ طبل جنگ بجے میں اُن بکھیڑوں کو چین نہ لینے دوں گا کل خاتمہ کر دوں گا غرض نفیر سحر پھونکی تہرخ نے سنی نقارہ جنگ بجا اور پھر لشکر میں شب دیرینہ کا ایسا سامان ہونے لگا لشکر مسلمانان میں تردد و تشویش تھا دم دھاکنے کی تدبیر کرتے تھے بہادر دم شجاعت کا بھرتے تھے ہوم ہوتا تھا جیوت کا دیا جلتا تھا کسی طرف تھپال زر زردہشت کی پکار تھی کہیں لونا چماری کی کلیجے کھانے پر تیار تھی مردے کی ہڈیوں کے ملے جپتے تھے تلسی کی پرستش کرتے تھے کھوپڑی مرد کی سیندور سے رنگی تھی پھول دھتورے پیپل برگد کے جلتے تھے ہر جنتر منتر کے پاٹھ کرتے تھے گنڈے خون کے کھینچے تھے اگیاری پہ ہاتھ سینک کر منہ پر ملتے تھے خاک اگیاری ماتھے پر ملتے تھے بخت دشمن کو خاک سیاہ بتاتے تھے سحر کی لاگیں تھیں دھوئیں [illegible] اگنی تھیں ڈمرو کی صدا سے ہنڈسے جہاں گھبرایا تھا نجم اپنے اوپر چڑھا پایا تھا [illegible] کئی ستارے کرتے تھے آج کی رات وہ دن اپنے دیکھنا پڑے تھے سنگل کے ساتھ راہ و کیت کا قران تھا فلک کو خوف تھا کہ کل حشر برپا ہوگا اپنی بربادی کا گمان تھا ایک طرف بہادر تلوار کے دھنی تیغوں کو صاف کرتے تھے شمشیر تیز کے جوہر کھلتے تھے واقعی موت کے دفتر کھلے تھے سواد جوہر سے زندگی پہ حرف آنے کا گمان تھا جیسے کاٹنے کا نشان تھا سپروں کی گھٹا کالی تھی ضیاء تیغ ہلالی تھی نئی بھرتی اور طرفہ بجالی تھی مرنے لڑنے کے حوصلے تھے نامردی سے طبیعت خالی تھی ہنگامہ رستخیز گرم تھا پتھر سے سخت تر دل نرم تھا الغرض

چمک تیغ الماس پیکر کی تھی	سراسر دمک آب گوہر کی تھی
بہادر جوشن بڑھانے لگے	کمانوں پہ چلے چڑھانے لگے

عروس شجاعت پہ قربان تھے — کسی پر مرے دل میں ارمان تھے
کیا صاف یوں جوہر تیغ کو — چمک جیسے گردوں پہ تاروں کی ہو
علم ہر رسالے میں تھے یوں گڑے — کہ تھے پانوں گاڑے دلاور کھڑے
پھریروں کے اڑنے سے تھا یہ نشان — کہ ہر کشتی جنگ کا بادبان
سپر دور میں دو رخ جیسے پری — چمک میں ہر اک ہیولا ماہ جبین
فروغ مہ نو ہوا آشکار — چمکنے لگا خنجر آبدار
کچھ اس شب کو پیدا نیا ڈھنگ تھا — طلسمات و افسون و نیرنگ تھا
کیا ساحروں نے یہ سامان جنگ — بنائے تھے جادو سے نار و پلنگ
کہیں ڈھول بجتے کہیں بانسری — کڑھائی کہیں شیخ سدو کی تھی
کوئی جوگی جیپال کو مانتا — یون دوڈ کو تان کرتا نتا
کوئی کر کے ڈنڈوت اٹھا گر سا — کوئی سامنے بت کو پوجا کرے
کوئی بولے تھے سامری جی کی جے — انھیں پر لگی آس اس جی کی بر
کسی نے کھڑی کی تھی جادو کی جوت — کوئی دیکھے آبٹ کے ہوتم ہوت

لشکروں میں تو یہ سامان تھا گمان بارگاہ سے اٹھ کر اپنے مقام پر آیا اور سحر پڑھ کر روک دی تھی کہ کوئی عیار نہ آئے عیار بھی صورت بدلے اس کی گھات میں پھر رہے تھے مگر جب اس کے خیمہ پاس جاتے تھے آنکھوں سے سوجھنا موقوف ہوتا تھا پھر آتے تھے آخر مایوس ہو کر اور تو پھر آئے مگر ضرغام خدمتگار کی صورت بنا کے خیمہ میں چلا ہی گیا ہر چند کہ نابینا ہو گیا مگر سوچا کہ کچھ تدبیر کروں گا غرض اندھا تو ہو ہی رہا تھا ایک گوشہ میں لیٹ رہا وہاں دس بارہ ساحر گمان کے خدمتی حاضر تھے اُنھوں نے اس کو دیکھا اور ایک نے اس کے قریب آ کر لات ماری اور کہا تو کون ہے اس نے کہا میاں کوئی یوں حال پوچھتا ہے اب تیری یہ سزا ہے یہ کہا [illegible] کمند ماری چاہتا اس کمند کے ساحر کی گردن میں پڑے مگر اس نے سحر پڑھا کہ جل گئے اور شور برپا ہوا [illegible] بھی جاگ پڑا اور ضرغام سے پوچھا کہ تو کون ہے [illegible] کہا میں حضور کے خدمتگار کا بیٹا ہوں [illegible] حاضر ہو گیا تھا اپنی عوض [illegible] بھیجا ہے اس نے [illegible] کیا یہ کیوں نہیں کہتا کہ میں عیار ہوں [illegible]

[illegible]

[illegible] جرأت میں آگے حیران تھا
[illegible] سے بچ سے نجم [illegible]
نکل آیا گردوں پہ مہر منیر

[illegible]

مسلح ہوئے سب جوان سپاہ ۔ چلے ہیں سنور کے سوئے رزمگاہ
ہوا تخت مہرخ بصد عز و شان ۔ سوئے دشت قلب سپہ میں رواں
چلے تخت کے گرد ساحر تمام ۔ مسلح مکمل بصد احتشام
جو طاؤس پر ساحرہ تھیں سوار ۔ ہنر کرتی تھیں سحر کے آشکار
کسی نے لگائی تھی جنگل میں آگ ۔ کسی نے بنائے تھے جادو کے ناگ
سواران جنگ آزما کی وہ شان ۔ شجاعت شعار و جلالت نشان
ہوا میں نشان سرخ اڑنے لگے ۔ دل دہر میں شعلے اٹھنے لگے
اسی طرح جب پہونچے میدان میں ۔ صفیں جم گئیں ان کی آن میں
ادھر لشکر حیرت کینہ جو ۔ ستمگار و بدطینت و تندخو
نشان کالے کالے لیے ہاتھ میں ۔ دغاباز مکاری کی گھات میں
صف آرا ہوا آکے میدان میں ۔ پڑا زلزلہ دشت و میدان میں
نقیبوں نے دی یک بیک یہ صدا ۔ جوانو یہ ہے معرکہ جنگ کا
لڑائی میں جانیں لڑاتے رہو ۔ نمک خوار و تلواریں کھاتے رہو

جب نقیب کنارے ہوئے گمان برادر شیطان نے اندر بڑھایا اور مبارزخواہ ہوا جو اس بے ایمان کا ہم نبرد ہوا وہی اندھیرا اس نے کیا یہ کاجل دیدہ تہ سے پیدا کرکے پتلیوں سے آنکھ میں دلوا دیا ساحران مہرخ نے تماشائے عجیب و ماجرائے غریب چشم سحر آگین سے دیکھا اور ہر ایک دیوانہ وار ہنستا روتا ناچتا کودتا سمت صحرا روانہ ہوا جب کئی سردار اسی آفت میں مبتلا ہو چکے گمان نے نقیب دی کہ اے نکوہاں میں ایک ایک کو کہاں تک زیر و زبر کرونگا ہوشیار ہو جاؤ کہ تم سب کو ایک ہی مرتبہ آوارہ دشت ادبار کرتا ہوں یہ کہکر ایسا سحر پڑھا کہ آندھی آئی اور جھونکے ہوا کے لشکر مہرخ پر پڑے لشکریوں پر حالت دیوانگی طاری ہوئی رسالے اور پلٹنیں نعرہ ہائے ہو کرتے صحرا کی طرف چلے اور ساحران نامی نے سحر پڑھکر اپنے گرد حصار کیے کہ گنبد تھے کے ان کے گرد بن گئے ہوا ان گنبدوں میں نہ جا سکی اور انھیں نہ دیوانہ بنا سکی ملکہ بہار نے سحر پڑھکر دستک دی کہ پریزاد پنکھیا پھولوں کی ہاتھ میں لیے فلک کی طرف سے آئی اور ملکہ کو جھلنے لگی اس کی ہوا کے سامنے ہوائے سحر نے بہار پر تاثیر نہ کی اور ملکہ مہرخ نے ایسا سحر پڑھا کہ کچھ پتلیاں ایک چتر زریں لیے زمین سے نکلیں اور ملکہ کے سر پر گردش دینے لگیں اس کے سبب سے یہ بھی دیوانہ پن سے محفوظ رہی باقیماندہ ساحران نامی گنبد ہائے سحر میں مخفی تھے پس ملکہ بہار سامنے مہرخ کے آئی اور عرض کیا کہ مجھکو اجازت ہو کر اس حرامزادے کو سزا دوں یا اپنی جان آپ پہ نثار کردوں مہرخ نے یہ کلمہ سنکر اسکو گلے لگایا اور تسکین دی

عنایت کے کچھ کلمات کہکر خلعت رخصت دیا بہار اپنی افسیون سے رخصت ہو ہی تھی اور میدان میں جایا چاہتی تھی کہ حیرت کی نظر اُس پر پڑی سمجھی کہ یہ میری لڑنے آتی ہو دل سے کہا غضب ہوا اگر وہ آکر بڑی گمان کو دیوانہ بنائیگی مقرر آفت عظیم لائے گی اور اگر وہ خود مغلوب ہوئی تو گمان مجھپہ لات زنی کریگا اس سے بہتر ہو کہ آج جنگ نہ کرون اور دوسرے دن میں خود اُس سے لڑکر گرفتار کرلون باقی کو گمان قید کرے یہ سوچکر حکم دیا کہ طبل بازگشت بجے فوراً کوس اُن پر چوب پڑی مہرخ نے خدا کا شکر کیا کہ بات بنگئی یہ وقت ٹل جائیگا پھر خدا جانے کل کیا ہو غرض کہ گرفتاری فوج سے غمگین پھری اور داخل بارگاہ ہوئی جو لشکر کہ بچا تھا اُس نے بستروں پر پہونچکر آرام کیا ادھر گمان بھی مراجعت کرکے ملکہ کے ساتھ چلا مگر ابھی دن بہت باقی تھا اُس نے ملکہ سے کہا کہ یہ آپ نے کیا کیا بنی ہوئی لڑائی خراب کردی طبل امان بجوا دیا ملکہ نے کہا کہ میرے سر میں درد شدت سے تھا اس سبب سے میدان میں نہ ٹھہر سکی خیر کیا ہوا تم تو عنایت سامری سے اپنا ثانی نہیں رکھتے ہو سب کو برباد کردینا اس نے عرض کیا تو حضور تشریف بسمت بارگاہ لے جائیں مجھکو شکار کھیلنے کا بہت ذوق ہو آتا دن میں شکار کرونگا حیرت نے جواب دیا کہ یہاں عیاروں کا بہت بڑا خوف رہتا ہو جو آج تک آیا عیاروں نے مارڈالا آج سرداران حریف گرفتار ہوے ہیں عیاروں کے دل سے لگی ہوگی آپ کو میدان پاکر ایسا نہ ہو کہ گزند پہونچائیں اس نے کہا سب کتنے عیار ہیں کہا پانچ گروہ ایسے ہیں کہ جنھوں نے حواس خمسہ منتشر کردیے ہیں سب اُن سے ناچار ہیں شش جہت میں دھوم ڈال رکھی ہو یہاں کی عیاریاں ان کے مرتبے کے مقابل عشر عشیر بھی نہیں گمان نے کہا ایک اُن میں کا کوکب پاس گیا ہو اور دوسرے کو کل میں نے گرفتار کیا ہو میں باقی رہے وہ میرا کیا کرلینگے اور میں اسی واسطے شکار کو جاتا ہون کہ وہ میری تلاش میں آئیں اور انھیں بھی میں دیوانہ بنا دون یہ تو میں بھی جانتا ہون کہ خواہ بارگاہ میں رہون یا کہیں جاکر ٹھہرون عیار آئینگے ضرور پھر جیسے یہاں اُن کی حفاظت کرنا ویسی ہی جنگل میں بلکہ لشکر میں کثرت مردم سے پہچان انکی مشکل سے ہوگی اور صحرا میں بآسانی ہاتھ لگ جائیں گے حیرت نے کہا تم خود دانشمند ہو جو مناسب سمجھو وہ کرو یہ کہکر آپ داخل بارگاہ ہوئی اور گمان لشکر ساحران کو حکم آرام کرنے کا دیکر مرکب بادرفتار پر سوار ہوا باندار قراول بہلیے وغیرہ چند لوگون کو ساتھ لیا کہ شام تک تو پھر آؤن گا زیادہ انکو ساتھ لینا کیا ضرور ہو غرض یہ تو سمت صحرا روانہ ہوا گویا صیاد سمت صیاد اجل چلا کہ مصرع

صید را چون اجل آید سوے صیاد رود •

یہاں خود صیاد کا طائر روح سمت دام مرکب چلا ہو فی الجملہ یہ تو جاتا ہو مگر عیاروں کا حال سنیے کہ جب مہرخ بارگاہ میں آکر تخت پر بیٹھی عیار بھی بہ امید تسکین وہیں حاضر ہوے اس وقت بہار نے کہا یہ مُردوا گمان آج میرے ہاتھ سے بچ گیا کل اس کو میں دیوانہ بناؤن گی اور خدا نے چاہا تو صحرا کی خاک چھنواؤن گی اے ملکہ مہرخ آپ کچھ رنج نہ فرمائیں شراب

ہیں ناچ دیکھیں میں سحر تیار کرنے جاتی ہوں یہ کہکر چاہتی تھی کہ اپنے خیمے میں جائے اُسوقت **برق** صیاد نے کہا اے ملکہ **بہار** بیکار آپ تکلیف کرنے جاتی ہیں اگر آج ہم جینا چھوڑ دینگے جب تو آپ میان گمان کو دیوانہ کیجیے گا اور اگر ہمیں فی النار کر دینگے تو کس سے رہئیے گا بہار ہنسی اور کہا خیر بہتر ہے دیکھیے کس کے حصے میں یہ آتا ہے **برق** نے کہا تخلیہ ہو تو ایک بات کہوں اُسی وقت دربار برخاست ہوا **مہرخ** و **بہار** رہ گئی **برق** نے عرض کیا کہ شاہ **گمان** شکار کو گیا ہے میں جاتا ہوں اور سوداگر بنکر ایک درۂ کوہ میں اترتا ہوں آپ کچھ لوگ بھیجدیں کہ وہ صورت بدل کر میرے کاروان کو لوٹ لیں پھر میں اس نابکار کو مار ڈالوں گا **بہار** نے کہا اچھا میں صورت بزور سحر قزاقوں کی ایسے بنا کر لوٹ لوں گی غرض یہ مشورہ کر کے **برق** باہر نکلا **جانسوز** سے کہا تم کچھ ساحر ایک درۂ کوہ میں لیجاؤ اور یہ سامان جلد وہاں پہونچاؤ جانسوز مشکر نے دس بیس کنیزان **بہار** کو لے کر چلا مگر اس طرح سے کہ بہت سے اشتران پر خالی صندوق لدے اور چند خیمے بر اپنے بیلوں پر بار اور اسی طرح کا سامان بسیار کاروانیان درست کر کے درۂ کوہ میں پہونچا خیمے بر لب جوئبار استادہ کر دیئے آگے خیموں کے صندوق پھیلا کر رکھدیئے فرش ستھرا اور صاف بچھا دیا مسند پر خواجہ بازرگان کا گماشتہ جانسوز بیٹھا اُدھر **برق** نے صحرا میں پہونچکر زنبیل بجائی **قران** صدا سنکر آیا اُس سے کہا آپ خواجہ بازرگان بنکر درۂ کوہ میں جائیے میں نے یہ تدبیر کی ہے سب حال اس سے عیاری کا کہدیا یہ فوراً عمامہ سر پر شیر و شکر کا باندھکر عبائے شجری پہنکر انگشتریاں در و لعل و الماس کی زیب انگشت کر کے پٹکا ململ چشم کا کمر سے باندھ کر عصائے تلخ بادام ہاتھ میں لے کر ایک چشمہ آنکھ پہ لگا کبیر السن بن کر چلا کہ ڈاڑھی تا بہ سینہ رنگت چہرہ کی سرخ و سفید ہاتھوں پر جھریاں پڑیں رگیں نکلی ہوئیں اس صورت سے انہیں خیموں میں جا کر یہ بھی ٹھہرا اور **برق** ان سے ہٹ کر ایک درۂ کوہ میں ٹھہرا اب کہ حال اس کا بیان ہوگا لیکن یہ کاروانی ایسا جنگل سبزہ زار دیر از صید و شکار دیکھ کر اترے ہیں کہ ہر شاہ و شہریار ادھر بہ اسے تفریح ضرور آتا ہے قراول دیکھیے عرض کرتے ہیں کہ ادھر چلیے تو شکار ملے گا اور فرحت بھی دل کو ہو گی چنانچہ **گمان** بھی جب داخل دشت ہوا اس سے بھی صیادوں نے یہی عرض کیا کہ اُس طرف چلیے یہ اُسی طرف روانہ ہوا جب درۂ کوہ سے نکلا دیکھا کہ ایک کاروان اترا ہوا ہے اشتر چر رہے ہیں بیل پھر رہے ہیں گھوڑے بندھے ہیں خیمہ کھڑے ہیں مال و اسباب کے صندوق رکھے ہیں سامنے خیمہ کے تخت بچھا ہے اُس پر ایک شخص کہ سوداگر کا گماشتہ معلوم ہوتا ہے شراب میٹھا پی رہا ہے دیکھ کے اس نے اپنے ایک ملازم سے کہا کہ جاؤ اور دریافت کرو کہ یہ کون ہیں ملازم اس کا گماشتہ پاس آیا وہ اٹھ کر کھڑا ہوا سلام کیا پاس اپنے بٹھایا جام شراب دیا اس نے پیا اور کہا ہمارے مالک **گمان** جادو شکار کو آئے ہیں مصاحب بادشاہ طلسم ہیں تحقیق دیکھکر پوچھتے ہیں کہ تم کون ہو اور

کہان سے آئے ہو گماشتہ نے عرض کیا کہ ہم لوگ تاجر ہین خواجہ تاجران ہمارے خیمہ مین ہین ٹھہرا دیے
آتے ہین کل ملکہ حیرت سے سند راہداری لے کر دریائے سحر سے اترین گے اور خدمت شاہ طلسم مین جائین گے
مگر اس وقت آپ سے مصاحب شہنشاہ کی تشریف آوری کا حال معلوم ہوا ہے آپ چلیے مین خواجہ
سوداگران کو لے کر حاضر خدمت ہوتا ہون وہ ساحر یہ کیفیت سنکر چلا گیا اور گمان سے جا کر سب
حال بیان کیا وہ سنکر چاہتا تھا کہ آگے بڑھے اس اثنا مین دیکھا کہ خواجہ بازرگان مع چند غلامون
کے کشتیان نقد و جواہر کی لے کر حاضر ہوا اور تسلیم کرکے نذر دی اس نے اس مرد مسن کو دیکھ کر مزاج پرسی
کی اور کہا آپ کا اسم مبارک کیا ہے خواجہ نے کہا مجکو خواجہ جمشید سامری پرست کہتے ہین اب حضور میرے
خیمہ مین تشریف لے چلین اور مجکو سرفرازی کا خلعت دین اس نے کہا اے خواجہ مجھ سے اور دشمنان شاہ
سے مقابلہ ہے صرف اتنا دن مہلت کا ہے اور مجھ کو شکار کا ذوق ہے پھر فرصت نہ ہوگی اس لیے چاہتا ہون
کہ آج صید افگنی کرون اب تم لشکر مین کل آؤ گے تو بات کو ہم اچھی طرح ملین گے خواجہ نے عرض کیا کہ بہت اچھا
مگر مجھ پر نظر عنایت رہے اس نے خواجہ کی دلجوئی کی اور آگے روانہ ہوا جب کوئی دو کوس یہان سے
ایک سمت کو شکار کھیلتا نکل گیا کاروانیون پر قزاق آگئے آگ خیمون مین لگا دی خواجہ بازرگان مع
اپنے رفقا کے ہتیار باندھ کر نکلا اور باہر آکر دیکھا کہ مرگ کہائے ترکی پہ بڑے قد و قامت کے تنومند جوان
سوار ہین ڈھاٹے ان کے بندھے ہین چہرون پر اپنے خون ملے ہین صورتین خونخوار ڈراونی بنا کے چوڑی چوڑی
تیغین باندھے ہین کچھ سوار کچھ پیادے ہین یہ دیکھتے ہی خواجہ بازرگان نے بھی تلوار کھینچی اور اپنے
ساتھیون کو للکارا وہ کچھ بھاگ گئے اور رہزنون سے لڑنے لگے جناب زرگری شروع ہوئی دکھلانے
کی راہ سے ہمراہی خواجہ تاجر شمشیر مارتے تھے لیکن قزاق فرستادہ ملکہ بہار تھے سحر پڑھ دیتے تھے کہ ضرب
جسم کو جانبین کے زخمی نکرتی تھی سحر سے تلوارون کی دھار باندھ دیتی تھی کہ کاٹتی نہ تھی شور فریاد
کاروانیان اور ہائے وائے قطاع الطریقان تا بہ فلک پہونچی تھی آفتاب گردون پر ٹھہرا تا تھا
آگے قدم نہ بڑھاتا تھا کہ میرا سونا بھی لٹ جائے گا فلک گنجینۂ گوہر اختران چھپانے گھبراتا تھا
کہ غارت ہوگا جب کاروانی دہائی افراسیاب کی اور دہائی ہے ملکہ حیرت کی غل کرتے تھے دشت
مین خوف سے دھوپ تھراتی تھی کوسون تک اس شور و غوغا کی صدا جاتی گمان دو کوس پر یہان
سے صید افگنی کر رہا تھا اس نے جو صدائے پا آفات سنی کیونکہ میدان کی وجہ سے یہ معلوم ہوا کہ قریب تر
کہین ہنگامہ برپا ہے پس اس نے ایک ساحر سے کہا کہ یہ شور کیسا ہے جلد جاؤ خبر لے کر آؤ ساحر حسب الحکم
اڑا اور آواز پر چلا جب کاروان کے قریب آیا تو دیکھا کہ صندوق مال و اسباب کے کھلے پڑے ہین
اور خیمے جل رہے ہین اشتر اور رقا وغیرہ قزاقون نے پکڑ کر اسباب سے لادے ہین اہل قافلہ بھاگ گئے
ہین کچھ ہلاک ہوئے ہین رہزن شادان و فرحان اب جایا چاہتے ہین یہ دیکھ کر حال وہ ساحر دوڑا اور

چاہتا تھا کہ روک کر رہزنوں سے مقابلہ کرے لیکن ڈرا کہ مبادا تو بھی مارا جائے کیونکہ تو اکیلا ہے اور یہ رہزن ساحر بھی ہیں ایسا نہ ہو کہ تجھ پر غالب آئیں پرائے واسطے اپنی جان کھونا اچھا نہیں یہ سوچکر روانہ ہوا اور گمان پاس پہونچکر عرض کیا کہ وہ سوداگر جو آپ پاس آیا تھا اُس کو ڈاکوؤں نے لوٹ لیا میں نے دور سے خیمے جلتے دیکھے اور رہزنوں کو لوٹتے دیکھا معلوم نہیں کہ خواجہ بازرگان مارا گیا یا زندہ بھاگ نکلا یہ خبر گمان نے جب سنی تاجر کے حال پر افسوس کیا اور اُسی وقت مع اپنے ساتھیوں کے چلا یہاں ملازمان ملکہ بہار جو رہزن بنکر آئے تھے وہ سب جانور اور اسباب لیکر لشکر اسلام چلے گئے اور چند پتلے ماش کے آٹے کے زمین پر ڈالکر روانہ ہوگئے وہ پتلے بزور سحر بصورت کاروانیان بنائے تھے اور گلے کاٹ کر زخم لگا کر ڈال دیے تھے جب گمان یہاں آ کر پہونچا اس قزاقوں میں کسی کو نہ پایا دور گرد اُڑتے ہوئے دیکھی اُس گرد کی طرف اڑا لیکن دور تک گیا مگر وہ گرد آگے بڑھتی گئی یہ نہ پہونچ سکا رہزن نکل گئے اب تعاقب ان کا بیکار جانکر پھر آیا اور کاروان کو جو دیکھا تو بالکل تباہ و برباد پایا اونٹ وغیرہ بھی جل گئے پھرتے تھے خیموں کی جگہ راکھ کے ڈھیر تھے خواجہ بازرگان کی اور اُسکے گماشتے کی مع چند رفیقوں کے لاش پڑی تھی خاک و خون میں بھری تھی پوشاک بھی کسی کے جسم پر باقی نہ تھی ایک ایک لنگی بندھی تھی اس مصیبت کو اور مرگ عالم غربت پر تاجر کے یہ رو دیا اور بہت افسوس کرتا رہا کبھی اس کا حاضر ہو کر نذر دینا اور منت کرنا یاد کر کے ہاتھ پر ہاتھ مارتا اور کبھی اس کی غربت پر دست تاسف ملتا اسی بیچ میں لاشۂ تاجر پر گرا اشک ۔ یہ آن تھا کہ یکایک درۂ کوہ سے صدائے فریاد سنائی دی کہ جیسے کوئی زن سوگوار نالہ زن ہے گرفتار صدمہ آلام وغم ہے دل تنگ بھی اُس کے آواز حزین سے آب ہے آبشاروں میں پیدا اضطراب ہے ندیوں کے دل میں جوش ہے ہلا گردون میں پیدا خروش ہے اس درد سے کوئی مصیبت کی ماری دکھیاری روتی ہے کہ دامن دشت اشک حسرت سے بھگوتی ہے بگولے نہیں اڑتے ہیں صحرا اس کے حال پر خاک اُڑاتا ہے جنگل غم سے نیلی پوش نظر آتا ہے ۔ گمان نے اس آواز غمگین پر کان لگائے تو یہ سنائی دیا کہ کوئی کہتا ہے بیت پشتہ نہیں کچھ یہ جان کا اے عرش سنبھل جا + اے اندیشے گا موج اشک کا دریا ابھی کچھ اور + یہ آواز سنکر اُسی سمت چلا اپنے ساتھیوں کو وہیں چھوڑ کر بہ تعجیل تمام درۂ کوہ میں آیا وہاں کسی کو نہ پایا جب درۂ کوہ سے باہر نکلا ایک درخت کے نیچے زن جو طلعت حور صورت کو بحال زار یہ کہتے پایا کہ بیت نالے بھی سماتے نہیں اب جیب سے نیچے + کیا تنگ ہے اللہ مصیبت کدہ اپنا + اس پریوش کی مصور آفرینش نے بے مثال تصویر کھینچی ہے انوکھی بات ہے کہ شتی پیشانی اور دن کی ہنسانے والی مد دی ہر نہ جلوۂ رخسار جس کی ضیا سے بدر منیر شرماتا ہے وہ نور چہرۂ غیرت مہتاب کہ جسکے روبرو آفتاب ایک قرص زرد نظر آتا ہے کہ بیت مطلع حسن ہے رخسار خود آرائی کا + شعلۂ طور ہے جلوہ تری زیبائی کا + یہ حسن وجمال وہ چہرہ آتش ہے سے لال ہے لیکن کاہیدہ مثال ہلال ہے زلف مسلسل اُس چہرہ رنگین پر بکھری خاطر سودا زدگان محبت کو

پریشان کرتی تھی گویا گلشن سرخ پر گھٹا گھنگھور چھائی تھی نہین نہین زلف کی نسبت یہ بیت مناسب حال
یاد آئی کہ بیت سر سرا آلود حسینون کی نگاہین ہین تمام + رخ پہ بکھری ہوئی یہ زلف گرہ گیر نہین +
چشم فتان سے فتنہ نمائی پیدا نگاہ کی گردش پر بجلی شیدا کہ فرد بجلیان لوٹ ہین ادا اون پہ + غمزہ چشم
یار کیا کہنا مسیح ہے بجلی نے یہ ادا کہان پائی اُس کی برق نگاہ کی یہ معجز نمائی کہ جسپر نظر پھرا اس نے ڈالی
اس کی خرمن جان پر بجلی گرائی اور جس پر سے نگاہ محبت اُٹھائی اُس کی جان برق جانسوز فرقت نے جلائی
سبحان اللہ رخسار برنگ گلشن زلف نبان سو اب چمن اُس مین نگاہ کی بجلی چمکنا اور چشمہ چشم سے آنسوؤن
کا بہنا باغ مین جھڑی مینھ کی لگی نظر آتی تھی سرستان تھا نہ چشم مخمور کو کیفیت دکھائی تھی کہ بیت وہ سرمہ
بھری آنکھین فتنہ ہین کہ جادو ہین + کتنون کو جگا رکھا کتنون کو سلا رکھا + پلکون پر آنسو مثل دُرِ خوش آب
بکھرے تھے قطرہ شبنم کے سبزہ گلزار پر جمے تھے عکس چشم سرخ سے یہ ظاہر تھا کہ شعر اس رنگ سے جھکے ہیں
پلک پر کہ کہے تو + ٹکڑا ہے ترا اشک عقیق جگری کا + غرضکہ کیا اس گل رعنائے خوبی کی خوبصورتی کا اظہار
ہو جسپر صدقے باغ دہر کی بہار ہو مرض عشق لاعلاج کا وہ علاج تھی شربت صحت کا زجاج تھی روح قالب
حور ملائک فریب چشم حسن کے نور مژہ بھیلی آنکھ رسیلے لب جان بخش کا مسیحا تشنہ چاہ زنخدان چشمہ خضر
حسن آب صفا کا پیاسا دہن تنگ باغ نزاکت کا غنچہ چہرہ خوش رنگ گل گلزار تمنا صفا نے اوج رعنائی
طاؤس ہمایون چمن زیبائی نکہت نافہ وفا ہے گلشن دلا قامت سے قیامت شرمندہ کہ بیت دونون
عالم ہوئے تہ و بالا جھکے پڑے ہین کیا قیامت کے ہو کف پا اُسکے رخسار معشوقان سے نرم تر گدگدی سے یہ ظاہر کہ شعر گداب سے
سو ہزم ہے کیا خاک قدم ہو ناتوان زار جو دان گرتے ہین سو جاتے ہین + الحق اس کم سن کی نسبت یہ کہنا روا
ہے کہ فرد شوخیان درجوانی ہین قیامت ہونگی بچپنے ہی مین وہ آفت ہین غضب ڈھاتے ہین اس حسن و ادا
پر ایسا کچھ رنج پہونچا ہے کہ منھ ڈھانک کر رو دتی ہے اور کہتی ہے کہ بیت صحرائے لق و دق مین
سُلگتی ہون آپ ہی آپ + وہ آگ ہون گیا ہے جسے کاروان چھوڑ + کمان اس آفت جان پر اس
آفت رنج کو دیکھ کر قریب گیا اور پکارا کہ بیت ہم مصیبت زدہ گر دمین تمھارے در پہ + نہ پسیجے کبھی
دل آپ کا واللہ صنم + آج کیا صدمہ پہونچا ہے جو اس طرح بلک کر روتی ہو منھ اشکون سے دھوتی ہو وہ
نازنین اپنے رنج مین مبتلا کچھ اس کا خیال نہ رکھتی تھی آواز اس کی سنکر آنسو پونچھ کر دیکھنے لگی آنسو
آنکھون مین بھرے تھے یا کاسہ نرگس مین قطرہ شبنم دھرے تھے نہین نہین آنکھون مین موتی کوٹ کوٹ
کر بھرے تھے غرضکہ وہ آہوے صحرائے مصیبت اُسکو دیکھکر رم خوردہ ہوئی یعنے سہم کر بیساختہ
اٹھی اور ایک سمت بھاگی اُس وقت اس کی رفتار کا یہ حال تھا کہ فرد نازسے اترا کے چلنا تھر تھرا کے
گرے ہو کر دامن محشر گرا + کمان بزور سحر بہت جلد اُس کے پاس گیا اور اُسکو روک کر گویا ہوا
کہ اے درد آشنا دردِ فراق واے مجنون مسکن طبع عشاق یہ کیا تیرا حال ہے کون سا صدمہ ملال ہے

اس ماہ سیما نے ڈر کر جو کلام کیا لکنت نے زبان کو فرط نزاکت سے تھام لیا کہ شعر بات بھی منھ سے نکلتی ہے تو کچھ دب دب کے ہے تنگ اس درجہ دہن ہے کہ وہ ہکلاتے ہیں + آخر دل کو تھام کے بصد اشک فشانی زبان سے گہر بار ہوئی کہ اے شخص زار تزدلیدہ موزلف صورت پریشان عزیز تنگ آمدہ سوگوار پدر و برادر کا کیا حال پوچھتا ہے میرے زخم دل کو کسی سوزن تدبیر کی مجال نہیں جو سی سکے اور کوئی مرہم ایسا نہیں جو اچھا کرے کہ بیت جہان نے منھ مرے زخم جگر سے موڑ لیا + یہ بیکسی ہے کہ سوزن بھی رشتہ دار نہیں + میں دختر خواجہ بازرگان ہوں باپ میرا بہر ملک عدم ہوا مجھ ناشاد کو اس صحرا میں تنہا چھوڑ کر بموجب شعر نہ پوچھ حال میں وہ چوب خشک صحرا ہوں + لگا کے آگ جسے کاروان روانہ ہوا قزاقوں نے متاع جان کو لوٹ کر اپنی راہ لی میں نقد زیست کو غنیمت جان کر بھاگی کہ زندہ ہی مگر مردہ سے بھی بدتر ہوں سوگوار پدر ہوں گمان تو اس کے بیان پر بہت رویا اور وہ گلبدن بھی رونے لگی گمان نے زبان پہ تسکین و دلداری کھولی کہ اے ماہ پیکر باپ تمھارا میرے پاس آیا تھا اور مجکو نذر دی تھی مجھکو اس کے مرنے کا بڑا صدمہ ہے میں مصاحب بادشاہ طلسم ہوں رہزنوں کو ڈھونڈھوا کر قتل کروں گا تمھارے باپ کے خون کا عوض لوں گا اب تمکو لازم ہے کہ میرے ساتھ چلو صبر کرو رنج و الم کو جانے دو دنیا میں ایسے سانحہ بہت ہوتے ہیں اے بی بی مردوں کو ہمیشہ کب جیتے ہیں وہ نازک اندام اسکے سمجھانے سے اور زیادہ چیخیں مار مار کر رونے لگی اور بولی کہ اے شخص تو اپنی راہ لے میں اپنی جان دونگی اور اپنے رہرو دن پاس جاؤنگی یہ کہکر بیتابانہ اٹھی اور بیابان گرد باد خاک اڑانے لگی کہ بمقتضائے

نظم

اے کشیدی گاہ آہ سوزناک | افشاندے گاہ بر سر مشت خاک
نالہ میکردے چونے کہ متصل | گاہ میکردے فغان جان گسل
گاہ چون ریگ روان رفتی زجا | گاہ سوئے دشت میکردی ندا
گہ شجر را میکشیدی در کنار | گہ بسوئے دشت میکردی فرار
گاہ غار کوہ را می داد زیب | گاہ چون سیل آمدی سوی نشیب

گمان دوڑ کر اس ماہ پیکر کے قدم پہ گرا اور عرض پیرا ہوا کہ اے جان جہان میں تمام عمر غلامی کروں گا دم محبت کا بھروں گا آخر جنگل میں اکیلے رہنا اور اپنے جسم کو طعمۂ دد و دام بنانا کیا حاصل چاہیے کہ چاہنے والے کی قدر کرو اس کو اپنا کر رکھو اور اس کی آبرو رہے اس بیقرار نے جواب دیا کہ ایک شرط سے میں تیرے ساتھ چلتی ہوں کہ جب تک مجھ پر رنج و الم طاری رہے اور دل کو میرے بیقراری رہے اس وقت تک مجکو ہاتھ نہ لگانا اور کسی امر کا ارادہ نہ کرنا اس نے اقرار کیا کہ اگر سامری چاہے گا تو ایسا ہی ہوگا اور اس پہ کیا موقوف ہے میں خلاف مرضی تیرے کوئی کام نہ کروں گا اس مضطرب الحال نے

جب اس نے یہ قول و قسم لے لیا کہا اچھا میرے باپ کے لاشے کو اپنے آدمی سے کہکر دریا مین پہونچا دے کہ وہ خدمت سامری مین پہونچ جائے جلانے اور دفن کے کرنے مین عرصہ ہوگا اس نے یہ کلام سنکر اپنے ملازمون کو بلا کر وہ پتلے سحر کے جو بصورت مقتولان پڑے تھے سمت دریا بھجوائے اور آپ مرکب کو سائیس کے سپرد کرکے تخت بزور سحر بنا کر اس پریزاد کو بٹھا کر سمت خیمہ گاہ روانہ ہوا ہر چند یہ پریوش مہتر برق عیار ہی مگر اس کو عیار کا گمان بھی نہین کیونکہ سارا ماجرا کاروان کا اپنی آنکھ سے دیکھا ہی دختر تاجر اس عیار کو بصد یقین جانتا ہی بلکہ اس مرتبہ اعتقاد بڑھ گیا ہی کہ اگر کوئی کہدے کہ یہ عیار ہی جب بھی اسکو باور نہ آئے اور برق نے اس واسطے یہ تمام سامان کیا ہی کہ جانتا ہی اس ساحر کو کہ گمان اور خیال ساحرہ کا یہ درست نہین رکھتا ہی پس ایسا نہ ہو کہ اس کے اپنے مین کسی صورت سے جاؤن اور سحر سے خیال کرے تو مجھکو پہچان لے گا اب اس نے ایسا دھوکا کھایا ہی کہ عیار کا کوسون خیال دل سے دور ہی غرضکہ یہ بیدایمان اس نازنین کو لے کر داخل خیمہ ہوا اور مسند زر پر بٹھایا تخلیہ کرایا کسی کو وہان ٹھہرنے نہ دیا اس عرصے مین قیس رفتہ بیابان دہر سے سمت نجد مغرب روانہ ہوا اور لیلے شب نے ناقہ ظلمت کو صحراے عالم مین روانہ کیا کہ مولفہ

ہوئی ظلمت شب کی جب تیرگی ۔۔۔ کواکب مین پیدا ہوئی روشنی
ہوا ناقہ لیلے شب روان ۔۔۔ بنا جادۂ رہ خط کہکشان

سر شام تمام بارگاہ مین شیشہ آلات روشن ہوا اور چنگیر جوگھڑ دے عطر دان وغیرہ سامان راحت بہ معشوقہ حاضر کیا کشتیان شراب و کباب کی سامنے رکھین آپ سامنے بیٹھ کر گلچینی اس کے باغ حسن کی کرنے لگا ملکہ حیرت پاس کہلا بھیجا کہ آپ طبل جنگ بجوائیے آج مین بارگاہ مین حاضر نہ ہونگا ایک ساحرہ پیام لے کر ملکہ کو وہ پاس گیا اور پیام اسکا ادا کیا ملکہ نے پوچھا کہ کیون مزاج کیسا ہی جو یہان نہین آئے پیامبر وہ نے سارا ماجرا تاجر اور اس کی دختر کا بیان کرکے کہا اسی کے ساتھ صحبت آرا ہین یہ کہکر رخصت ہوا حیرت کو سب حال سنکر ماجرائے تاجر پر افسوس ہوا اور عیار کا اسکو بھی شک نہ گذرا کیونکہ وہ ترکیب ہی ایسی عیار دن نے کی تھی غرضکہ صرصر حاضر تھی اس سے کہا کہ کچھ تو نے یہ کیفیت سنی اب ہماری ایسی بدعملی ہو گئی ہی کہ دن دہاڑے ڈاکہ پڑتا ہی تو جا اور دختر سوداگر کو دیکھ آ بلکہ گمان سے کہنا کہ ملکہ بھی تاجر زادی کی ملاقات کو آئین گی صرصر نے کہا یہ بات میرے کچھ قیاس مین نہین آتی مین جاتی ہون یہ بھی عیاری ہی وہ دختر تاجر کوئی عیار نہ ہو ابھی خبر مین جاتی ہون جیسا ہوگا معلوم ہو جائے گا یہ کہکر چلی لیکن ادھر میان برق اپنے محسن ساختہ پر گمان کو لبھا رہے ہین کبھی نیچی نگاہ کرکے مسکراتے ہین اور کبھی آپ ہی آپ روٹھ جاتے ہین تیوری چڑھاتے ہین کہ بیت کچھ تبسم سا لب ناز دہ نیچی نظرین وہ کس اداؤن سے شب وصل وہ

شرمائے ہین + گمان کا دل بیقرار ہی خواہان وصل دلدار ہی جب دست اندازی کرنا چاہتا ہے
وہ بگڑتی ہی ڈھیلے ہاتھ سے طمانچہ منھ پر لگاتی ہی کہ پہلے منھ یہی اقرار کیا تھا کہ مین بغیر مرضی کوئی بات
نہ کرون گا یہ اس ادا سے اور زیادہ شیدا ہوتا ہی اور کہتا ہی کہ بیت حیا آئینہ کو بھی روبرو آنے نہین
دیتی + ترستی ہی رہین گی تیری آنکھین تیری صورت کو + آخر جب زیادہ بیقرار ہوا سوچا کہ اس گلفام
کو شراب بہت سی پلاؤ یقین ہی کہ مست ہو کر راضی بوصال ہو جائے یہ سوچکر کہا اے راحت دل مین
کبھی اطاعت سے سرتابی نہ کرون گا اپنے عہد سے منحرف نہ ہونگا تم شراب پیو ایک جام مجھکو بھی دو
اپنا دل خوش رکھو وہ مہ جبین یہ کلام سنکر مسکرائی اور شرماکر آنکھ سے آنکھ لڑا کر گردن جھکا چپ ہو رہی کس
بیت گریہی ہین جو مین تیری تو صورت آفرین + کیا کہے گا تجکو ظالم روز محشر دیکھ کر + پھر کشتی شراب
آگے کھینچکر جام بادہ احمر لبریز کر کے اپنے لبون تک لائی لیکن ڈوپٹے کا گھونگھٹ نکال کر آنکھ کر لی کہ
مین تیرے سامنے نہ پیون گی اور اسی آڑ مین جام مین دارو بیہوشی ڈال کر ہاتھ اس کی مست
بڑھا دیا کہ یہ ہماری جھوٹی شراب تم بھی پیو گمان مالامال بہت ہی ہو بیساختہ وہ ساغر لے کر پی لیا
اس ساقی ماہ صورت نے کئی جام بیہوشی آمیز اور اس کو دیے اب اُس کے اُٹھنے کی دیر ہی کہ اٹھے
تو مردہ صد سالہ ہی سرشار و بیخود بنا بیٹھا ہی کہ اُدھر سے صرصر قریب اُس کے خیمہ کے پہونچی
مگر دو عیار یعنے قران و جانسوز جو تاجر دکماشتہ بنے ہوئے تھے وہان سے صورت بدل کر اُسی
لشکر مین پھر رہے ہین اور منتظر ہین کہ برق اُسکا کام تمام کر کے نکلے تو ہم اور کچھ ہنگامہ برپا کرین یہ
ٹھہرے ہین کہ صرصر کو جاتے دیکھا قران سمجھا کہ یہ کچھ فتور کریگی از بسکہ صورت ساحر کی بنائے ہوئے
دوڑکر قریب صرصر آیا اور بغیر کچھ کہے سنے اُس کو گود مین اُٹھا کر لے کر چلا وہ حیران ہوئی کہ یہ کیا
ماجرا ہی پھر سمجھی کہ یہ قران عیار ہی یہ سمجھکر ساحر جو لشکر کے تھے ان کو پکاری کہ ارے تم دیکھتے ہو یہ بد
مجھکو پکڑے لیے جاتا ہی اور چھڑاتے نہین ساحر دوڑے تھے کہ قران نے ان سے کہا تم جانتے
نہین یہ خود عیار ہی مین نے پہچان کر گرفتار کیا ہی اُس کے دم مین نہ آنا نہین چھوٹ جائے گا ساحر
یہ کلام سنکر رُکے اور باہم کہا کہ عیار پہچانے نہین جاتے ساحری جانتے ان مین کون عیار ہی
لازم ہی کہ اس امر مین دخل نہ دین غرضکہ کوئی نہ بولا اور قران اس کو لشکر سے نکال کر آگے بڑھا
کہ اُستانی آج مار ڈالون گا صرصر نے کہا تجھے شرم نہین آتی کہ مجھکو اُستانی کہتا ہی اور میرے
جسم کو ہاتھ لگاتا ہی اور مجھکو قتل کرنے چلا ہی قران نے کہا کبھی ایسا اتفاق ہو جاتا ہی کہ مادر کو
گود مین انسان اُٹھاتا ہی کچھ قباحت نہین مین تم کو استانی جان کر گود مین لیے ہون خدا نہ کرے
کوئی اور خیال مجھکو ہو صرصر نے کہا اس عیاری کی سند نہین تو نے مجھکو بھی بے بس کر دیا اگر مین
وہان پہونچ جاتی تو گمان کو قتل نہ ہونے دیتی قران کو یہ طعنہ اُسکا بُرا معلوم ہوا اور اس کو

چھوڑ دیا کہ استانی جاؤ سو تم سے ہو سکے قصور نہ کرو یہ چھوٹ کر روانہ ہوئی قران بھی خیمہ گمان کی طرف چلا لیکن صرصر نے صورت ایک جگہ ٹھہر کر جانسوز کی ایسی بنائی کیونکہ ایک بار زنار کے خیمہ میں یہ برق کو پکڑ نہ سکی تھی پس صورت بدل کر پشت خیمہ پر آئی اور سراچہ کو چاک کر کے جو اندر پہونچی برق سمجھا کہ یہ جانسوز ہی اٹھکر گمان کو دو لات مار کر گرا دیا اور اس سے کہا کہ اے برادر تم کیوں آئے میں اسکا کام تمام کر چکا ہوں صرصر نے کچھ جواب نہ دیا اور پاس پہونچکر ایک حباب بیہوشی مارا برق چرخ کھا کر گرا اس نے اسکی مشکیں باندھیں اور چاہا کہ ستون سے باندھ دوں تو گمان کو ہوشیار کر دوں مگر یہ باندھ رہی تھی کہ قران بھی در خیمہ پر پہونچ گیا یہاں چند ساحر پہرے پر بیٹھے مگر حکم سے گمان کے دور کھڑے تھے کیونکہ عورت کو اندر خلوت نشین جانتے تھے قران نے ان سے کہا کہ مجھکو حیرت نے بھیجا ہے بہت ضروری کچھ کہنا ہے ساحروں نے کہا کہ وہاں نہ جاؤ میاں ہمارے مزے میں ہیں اس نے کہا میں در خیمہ پر پکاروں گا اگر وہ مجکو بلائیں گے تو جاؤنگا یہ کہکر جلد در خیمہ پر آیا اور بے محابا اندر داخل ہوا دیکھا کہ صرصر نے برق کو باندھا ہے اور گمان کو ہوشیار کر رہی ہے یہ دیکھکر للکارا کہ استانی میں آ پہونچا صرصر خنجر پکڑ کر دوڑی قران نے اول خنجر اس کا رد کیا اور جلد اس کے پاس پہونچکر ایک طمانچہ مارا کہ کیوں پھر شوخی ایسی کرے گی ہاتھ آغشتہ بدارو بیہوشی تھا صرصر طمانچہ کھاتے ہی بیہوش ہو کر گری اس نے برق کو کھولا اور اسکو باندھ دیا برق جو ہوشیار ہوا اس نے سب حال کہا پھر صرصر کو بھی ہوشیار کر دیا کہ مرنا گمان کا دیکھے غرضکہ ملا ڈاسا سیخ گرم کر کے اس خیال سے کہ شاید گمان روئیں تن ہو منھ اسکا چیر کر وہ سیخ پلا دیا کہ دل و جگر اس کے جل گئے صدائے گیر و دار برپا ہوئی آندھیاں آئیں عیار جست کر کے چلے تھے کہ صرصر پکاری ارے موئے مجھکو تو کھول دو واہ تو تمھاری مراد پوری ہوئی قران سمجھا کہ یہاں ساحر آئیں گے ایسا نہ ہو کہ اس کو عیار سمجھکر قتل کر ڈالیں یہ سمجھکر اسکو کھول دیا کہ یہ بھی جست کر کے عیاروں کے ساتھ بھاگی قران نے کہا جاؤ حیرت بالزادی سے یہ سب حال کہدینا یہ کہکر کے بھاگے اور ادھر لشکر کی صدا ہائے ہائے کو سنکر جانب خیمہ دوڑے عیار تو اس ہنگامہ میں اور تاریکی میں نکل گئے اور ساحروں نے لاش گمان کی اٹھائی اور صرصر نے جا کر ملکہ حیرت کو خبر دی کہ اس طرح گمان مارا گیا ملکہ یہ خبر سنتے ہی جلد باہر نکل آئی کہ عیار آج پھر جنگ مغلوبہ نہ کرادیں لیکن سرداران لشکر مہرخ اگر اس فوج میں قید ہوتے تو رہا ہو کر لڑتے عیاروں کی بن آتی پس سردار دیوانہ وار صحرا نورد تھے عیار کچھ نہ کر سکے اور سمت دشت روانہ ہوئے وہاں تمام سردار گمان کے مرنے سے ہوش میں آگئے تھے کہ عیاروں نے جا کر سب کو اپنے ہمراہ لیا اور لشکر میں لائے ادھر ملازمان بہار جو بوٹنے گئے تھے حاضر ہوئے برق نے بہار سے کہا کیوں ملکہ تم نے کتنا بے لگاؤ اس ساحر کو مارا بہار نے اس کو

خلعت دیا سردار آگرشب کے دربار مین دنگلون پر متمکن ہوئے مہرخ نے جشن فرمایا ساقی ومطرب ورقاص حاضر ہوئے جلسۂ انبساط آغاز ہوا اُس طرف حیرت بسان شبنم اشک حسرت سے رویا کی رات بھر ایک سمت عیش وراحت دوسری جانب رنج ومصیبت کا سامان رہا جب ظلمت رنج کی طرح خاطر مہر سے تیرگی شب دور ہوئی اور سحر نے بسان سرور خندان منھ دکھایا کہ بموجب ابیات

تاج زرین بسر جو ہوئی اسطرح پھبن　　یون نمودار ہوئی مہر درخشان کی کرن
ظلم سے تیرگی شب کے تھی دنیا اندھیر　　عدل سے خسرو خاور کے ہوئی پھر روشن

حیرت نے نامہ اِس تمام ماجرائے حیرت انتما کا لکھکر افراسیاب پاس بھیجا وہ سحرگاہ سریر جہانبانی پر خواب شیرین سے اُٹھکر بیٹھا تھا کہ نجیہ سحر نے نامہ پہونچایا نامہ پڑھکر اُسکو بہت غصہ آیا بہ رنگ زلف پریشان ہوکر پیچ و تاب کھایا پھر اہل دربار سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ ان نمکحرامون پر کس کو بھیجون جو جاتا ہی عیارون کے ہاتھ سے مارا جاتا ہی کہان سے ایسا ساحر لاؤن جو اِس جہان کا رہنے والا نہو آسمان پر رہے اور عیارون سے بچے اہل دربار نے عرض کی کہ کوئی ایسا ساحر جائے جو جامۂ انسانی مین نہو بلکہ کسی اور بھیس مین رہے تو شاید عیارون سے بچے شاہ جادوان نے کہا ایک تدبیر خیال مین آتی ہی یعنے جب مین کوہ نیلم پر گیا تھا تو ایک ساحر ظالم جادو کو لایا تھا وہ تو مارا گیا مگر اُس کا بھائی اظلم اژدر نشین جادو تمام ہی کہ ہمیشہ شکم اژدر مین رہتا ہی وقت ضرورت یا وقت جنگ باہر نکلتا ہی نہین تو شکم اژدر مین ہمیشہ اُس کا مسکن ہی فی الجملہ مین اُس کو بلا کر بھیجتا ہون سب نے اس کلام کی تائید کی کہ بہت بہتر ہی شاہ طلسم نے ایک نامہ لکھکر اپنے کسی ملازم کے ہاتھ بنابر طلب ساحر مذکور روانہ کیا غرض حسب الطلب ساحر آیا سب نے دیکھا کہ چالیس اژدہے پیچھے اور آگے ایک اژدر مہیب صورت پیدا ہوئے اور ہر اژدر کے پیٹ سے ایک ساحر نکلا سب سے آگے جو اژدر تھا اس مین افسر اژدر نشین خود سر تھا سب نے بادشاہ کو سلام کیا اس نے سب کو خلعت دئے اور افسر سے کہا کہ تم جا کر نمکحرامون سے مقابلہ کرو اور جملہ حال عیارون کی فطرت کا کہہ کر حکم دیا کہ خبردار ہمیشہ شکم اژدر مین رہنا اور عیارون سے اپنے تئین بچانا ساحر بحکم شاہ گوش جان سے سنکر اژدر مین سما کر روانہ ہوا اوسکی مہابت سے فلک بوذی چکراتا تھا خدا کی مار زبان پہ لاتا اژدر بڑھے ہوا آتش کے منہ سے شعلہ آتش نکلتے یہ ظاہر تھا کہ قہر خدا قوم جناب یونس پر آیا ہی آفتاب گردون پہ تھرایا ہی بردست ہوا کوئی جانور خوف سے نہ اُڑتا تھا بلکہ سیمرغ کوہ قاف مین چھپا تھا نسر طائر کو طعمۂ اژدر ہونے کا ڈر تھا کہ بموجب

قطعہ

گر کوہ چون غریدن اژدر شنید　　جنگل دراز دیش اژدر ورد دید
نفقت بردن آمدہ انذیرابر　　سور سر اقیل پے صید بر

سپہ فکنہ بدید انہمہ عظمت وشکوہ — لرزہ برافتاد بہ اندام کوہ
وقت ہمانست کہ سیمرغ قاف — کم زند از قلہ لاف وگزاف

با این عظمت و شکوہ وہ افعی مجسم لشکر حیرت ضلالت شیم کے قریب پہونچا ملکہ کو شاہ جادوان بذریعہ نامہ مطلع کر چکا تھا اُس نے استقبال کرایا اور ایک میدان مین سب اژدہون کو ٹھہرایا کہ وہ گنڈلیان مار کر بیٹھے اور اُن کے کھانے پینے کے لیے چند خیمہ اسی میدان مین استادہ کر دیے خدمت کے لیے چند ملازم چیدہ و منتخب کر کے معین کر دیے مگر ان کو بھی تمغے اور سحر کر دیے کہ عیارون کی پہچان رہے اور ان سے کہدیا کہ جب اظلم اژدر سے نکلے اور تم کام کے لیے جاؤ تو سحر کر دکھا دینا باقی سحر کو چھپائے رکھنا کسی سے اس راز کو نہ کہنا غرضکہ انتہا درجہ کا انتظام کر کے بعد فراغ اظلم اژدر سے نکلا اور بارگاہ حیرت مین جا کر بیٹھا سب نے اس کی صورت نحس کو دیکھ کر خوف کھایا کہ بہت اژدر چالیس اس کے پیچھے گرد و شیطان کا وہ ایک ہی تماشا گرد و دن بھر میخواری کرتا رہا اسی وقت مار آسمان نے من اپنا دہان مغرب مین رکھا اور دشت عالم مین اندھیرا پھیلا اژدر شب تیرہ نے مہرہ ماہ رکھ کر اس چاٹنا شروع کیا کہ نظم

در گذشت آن روز شب آمد پدید — لشکر از مشک و عنبر در رسید
شمع کافوری بر آتش سوختند — ہم نوالش را ہوا افروختند

قریب شام اس نافرجام نے طبل جنگ بجوایا طائران سحر خبر لے کر سامنے مہرخ کے آئے اور بعد دعائے و ثنائے بادشاہی کے حملہ ساحرون کے آنے کا اور طبل رزم بجنے کا حال عرض کر کے کنارے ہوئے مہرخ نے خبر سنکر فرمایا کہ یہ ساحر بھی زبردست آیا ہے خدا اُس کے شر سے ہم کو بچائے اچھا ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ حرب بجے بنابر حکم ملکہ عالم یہ عالم ہوا کہ بمقتضائے ابیات

گشت ز نقارہ صدائے بلند — زندہ بمان زندہ بمان بے گزند
واشدہ زنیسان دہن کرنا — بازبدہ با بدہ بادعا
دشمن این خانہ جگر خون بود — دون بود دون شد بود دون بود
غلغلہ کوس بکیوان رسید — آب شدہ زہرۂ دیو سفید

دربار سویرے برخاست ہوا سردار خیمون مین آ کر تیاری حرب و ضرب کرنے لگے لشکر دشمن سحر کی درستی ہونے لگی اظلم حیرت سے رخصت ہو کر خیمہ مین آیا اور روا اردو غنہ مطبخ سے معرکہ دیکھ کر کھانا کھا کر عَلَم اژدر مین جا بیٹھا لشکر دن مین رات بھر اژدر ہائے نیام سے مثل افعی زہر دار تلوارین نکلین اور زہر مین بجھائی گئین یہ وہ ناگنیان ہین جن کے کاٹے کا منتر نہین ایک ہی پھنکار مین سنپا کے مین جسم پر سر نہین اسی کی چمک کی لہر دیکھ کر مار فلک کے دل پہ سانپ لوٹتا ہے اسی

لوہے کا پانی نیزوں اُچھالتا ہی اسی مین قہر کا کاٹ ہی یہ وہ موزی ہے اعدا ہی جسکو لہو چاٹنے کی چاٹ ہی غرض
اس رات کو ہر طرف مار ا ری پکار رہی ساحرون مین بہی را حہ باسد کی دُہائی کی گہار تھی جنگل کے جنگل جانورون
سے سحر کے بھر دیئے تھے یہانتک کہ نسیم گھوڑون کی ٹاپ [illegible] کے سانپ نظر آتے تھے نگاہ مین جادوگرون
نے زہریلی بنائی تھین آنکھ بھر کر دیکھتین اور زہر چڑھتے دو پوٹین نگاہون پہ چھائی تھین مردم دیدہ پہ ایسا زہر
چڑھا تھا کہ جدھر دیکھو بس ہو یا ہوا نظر آتا تھا خلاصہ یہ کہ جب جہم دہر سے زہر شب رفع ہوا اور مہرۂ آفتاب
بصد آب و تاب جسم سپہر پہ لگایا گیا نظم

انداختہ سحر بجہابان دگر کمند	آمد برون ز مستی وزد دست کش زند
مختل دماغ دست شدہ از خلش نسیم	سوزندہ از شعلۂ گل ہمراش چون سپند

صبحدم مہرخ دہبار بصد جاہ و حشم تخت سحر پر سوار ہو کر مع فوج ساحران و لاوران سمت دشت روان
ہوئین جلو مین جادوگرنیان جبین اُس وقت اُس ملکۂ ذیشان کی شوکت و حشمت کا زبان جلال سے
بھی بیان غیر امکان ہے کہ نظم

سر پہ اک نور دہرے سپہ جری کی کلاہ	ڈہال کاندھے پہ پڑی ہاتھ مین شمشیر دودم
زرہ حضرت داؤد گلے مین اُس کے	جبروت اُسکا فریدون فر و جمشید حشم
لمعۂ نورجبین اُسکے سے طالع جون مہر	سب کا بے سکے مین موجود صنا دید عجم
اُسکے افواج کے گھوڑون پہ کیا خوب جہا	تو دہ فلک ہے تھے بیچ تے مین مثل ضیغم
اسکی شمشیر کی برش کی ہو کس سے تعریف	گہاٹ پر جسکے رہا خون ہی اعدا کا جم
حلق دشمن کیلئے زہر بہری اُسکے ساتھ	جہاٹ اک یہ پہ الماس ہی او کاسہ ستم
ہر دو ثعبان نہین شعلہ نشان خون آشام	شکل برق و شفق صاعقہ و موج یم

حاصل ہ اُدہر جاسے مصاف پر پہونچکر ٹھہری تھی کہ اس طرف سے حیرت بصد کبر و نخوت فوج ساحران لیے میدان
مین آئی پریشے چمنے لگے بجلیان گرین جنگل کے درخت جلے بادل سحر کے برسے گرد و غبار صاف ہوا تیار دشت
مصاف ہو اُس وقت اژدہے ایک طرف سے پیدا ہوے کہ باہم کتھے لڑاتے اور کلہ ہاے آتش چھوڑتے آتے
اژدہے سے اُن کی دھوپ تک سبز نظر آتی تھی باہم لپٹے بیٹھکا رہا سنتے تھے جب دشت مین پہونچے یہان
صفین درست ہو چکی تھین وہ اژدر جس کے پیٹ مین الظلم ہی سامنے حیرت کے آیا اور اُس سے باہر نکل کر
اجازت حرب لے کر پھر اژدہے کے اندر سمایا اور اسی طرح وسط میدان مین پہونچا قلاب آتشین چھوڑتے
کر سر سمت آتشکدہ بنگئے دھوان اُن شعلون کا ایسا پھیلا کہ لشکر مہرخ اندھا ہونے لگا دھوئین سے عاجز
ہو کر ہر ایک یا دو ورد پڑھتا تھا مگر بارد ت وارجاد مصیبت مین گرا تھا جادوگرنیان زہرہ صورت سحر
پڑھ کر برج بنکے چھپے ہوئی تھین فوج مین کھلبلی پڑ گئی تھی اُسوقت مہرخ کو کچھ بن نہ آیا جنگ مغلوبہ کا حکم دیکر

تخت اپنا آگے بڑھایا ساحران نامی مثل ملکہ بہار و نافرمان وغیرہ کے دو دسحر سے عاجز نہ ہوسے تھے ترسول اور ناریل پکڑ کر اژدہون پر جا پڑے اُس طرف سے چالیس اژدہے جنکے پیٹ مین ساحر تھے منھ پھیلا کر چلے اُس وقت وہ میدان عصائے جناب موسیٰ ہوتا تو فتح ہوتا شعلہا ے دہان اژدران سے زمین کرۂ ناری ہوا شعلہ بار تھی اُن شعلون سے دھوان ایسا نکلتا تھا کہ تمام عالم دھوان دھار ہو گیا تھا لشکریان نے نارنج و ترنج مارنا شروع کیے ہر سمت سے گولے سحر کے لگاتے تھے بجلیان گراتے مگر اژدرون پر اثر نہ کرتی تھین اور اژدر دم کھینچکر سپاہیون کو نگل لیتے تھے اس ہنگامہ مین ملکہ بہار نے ایک گلدستہ مارا کہ ہواے سرد کے جھونکے پیدا ہوے اور اس ہوا نے دھوئین کو برطرف کرنا شروع کیا آمد بہار ہوئی آغاز کیفیت لالہ زار ہوئی مگر افضلم کا نام جو اژدر نشین ہی اور یہ اژدر میں رہتا ہی اس سبب سے سحر بہار نے تاثیر نہ کی کیونکہ یون تو ہر ایک ساحر بزور سحر اژدہا بن جایا کرتا ہی اس پر کیا خصوصیت تھی جو شاہ جادوان نے بھیجا ہے بس یہی اس کے لیے شرف ہی کہ اژدر سحر مین رہتا ہی اور اس اژدر پر سحر نہین اثر کرتا ہی فی الجملہ اس نے سحر بہار کے آثار معلوم کر کے ایسی پھنکار ماری کہ شعلۂ آگ نکلے اور چمنستان سحر بہار جلنے لگے سحر جو ردہوا ملکہ بہار پر غش طاری ہوا خواصین ہوادار پر ڈال کر لے بھاگین اُس کے ہٹنے سے اژدر منھ پھیلا کر چلے معاذ اللہ وہ شعلۂ زہرناک کی لپک ایسی نہ تھی کہ کسی کو تاب رہتی جسم جلنے لگے جادوگرنیان نازنین گلفام بیتاب ہو گئیں حرارت سحر سے بیتاب ہو گئین زہر افعی کا اثر ایسا پھیلا کہ اس چرخ موذی کا بھی جسم نیلا ہو گیا سبزہ نہ تھا اثر سم جسم ارض مین سرایت کر گیا تھا خضر تک زہر مہرہ ڈھونڈھتے تھے دل کوہ کسے بھی نیلا نیلا پانی بہتا تھا اژدہے منھ کھوٹ اسلحہ نظر آتے تھے کہ میدان مین غار دور سے دکھائی دیتے تھے ایسے ہنگامہ آفت خیز مین فوج حیرت نے بھی حملہ کیا بجلیان گرا کر ترسول و نیول پکڑ کر مار مار کرتے آگے بڑھے فوج مہرخ مین بھگڈر پڑ گئی لشکر بہت سا اندھا ہو چکا تھا اور باقی اس امید پر کہ بار ہا آفت آئی ہی پھر خدا نے فضل کیا ہی ٹھہرا ہوا تھا اس حملہ کرنے سے وہ بھی بھاگا اُس وقت وہ سردار جو بڑے بہادر تھے لڑنے والے سر سبجت تھے ملکہ ساتھ رہ گئے اور ملکہ مہرخ نے پاے شجاعت مستحکم کیا ہزار ہا کو اس نے بھی مارا اس وقت عجب غلغلۂ آفت محشر بپا تھا کہ اژدہم سے صدہا ساحر میں لاشوں کا میدان مین پڑا تھا اور ہزار ہا لاشہ نظر آتا برق سحر چمک رہی تھی رعد جادو چنگھاڑتا پھرتا تھا مان اُس کی برق تڑپ تڑپ کر گر رہی تھی دھوان سحر کا چھایا تھا آفتاب تاریکی سے گہنایا نظر آتا تھا ہیرون کی صدا باسے سیب کا شور نیا تھا کہ بموجب لمولفہ

ہوا اس طرح کھل تی تھی پیچ و تاب	اٹھی جاتی تھی جان ہر شیخ و شاب
دھوان سحر کا تھا یہ چھایا ہوا	کہ غار زمین چاہ بابل بنا
چمکنا وہ رہ رہ کے دہان برق کا	جلا تا تھا دل خسرو شرق کا

چمکنا اندھیرے مین بجلی کا تھا — کھیلک کے منھ پر گلال ہے ملا
کہین دوڑتے پھرتے تھے اژدہے — دہن مثل قعر جہنم کھلے
ہوا سے جو انگارے تھے گر رہے — ملک آتشین تیر تھے مارتے
ہوا تھا فلک اسقدر سنگدل — برستی تھی ہر سمت پتھر کی سل
کوئی مر کے گرتا تھا عجب جادوگر — تو گوش فلک غل سے ہوتے تھے کر

اس قیامت کبری مین مہرخ اژدر بنکر اُن اژدہون پر جا پڑی اور ایسے شعلہ ہاے آتش بار دہن سے نکالے کہ وہ اژدہے پسپا ہوئے اس وقت افلام بشکل اژدر سامنے آیا اور پکارا کہ اے نمک حرام اب کہان جائے گی کیا قدرت سامری کی ہے کہ تو ہمارا سامنا کرتی ہے مہرخ نے جواب دیا کہ او نامرد ازلی تو مجھ عورت سے اتنی بڑی فوج لے کر لڑنے آیا اور پھر اژدر سحر مین چھپکر مقابلہ کرتا ہے اسی منھ پہ دعوی سحر کرنے کا رکھتا ہے دم شجاعت کا بھرتا ہے یہ کلمہ مثل ناوک دلدوز اُس کے دل پر لگا وہ کہا مین اکیلے کیا تجھ سے لڑتے ڈرتا ہون اچھا آج مین پھر جاتا ہون کل اکیلا میدان مین آکر تجھکو باندھ کے لے جاؤن گا ملکہ نے کہا اکیلا آئیگا تو وہ جوتیان کھائے گا کہ ہمیشہ یاد کرے گا اُسکو اور زیادہ غصہ آیا اور اپنے اژدرون کو لے کر پھرا ملکہ حیرت پاس آکر کہا کہ طبل بازگشت بجوائیے مین آج نہ لڑون گا اُس نے کہا کیون بنی ہوئی لڑائی بگاڑتے ہو جی ہارتے ہو اب باقی کون ہے صرف مہرخ کو مع چند سردارون کے پکڑ لینا ہے اُس نے سب حال مہرخ کے طعنہ دینے کا بیان کیا حیرت نے کہا اُس نے تجھکو فریب دے کر اپنی جان بچائی ہے اس وقت دھوکا نہ کھا نہین پچھتائے گا غرضکہ بہت سمجھایا مگر اُس نے اپنے غرور مین نہ مانا آخر حیرت نے بخاطر اُس کے طبل بازگشت بجوایا اور لشکر لے کر پھری مہرخ نے سجدہ شکر خدا کیا کہ آبرو رہ گئی جو سردار کہ باقی تھے اُن کو لے کر پھری جو زہر سے سوج گئے تھے ان کو اٹھوا لیا اور داخل بارگاہ ہوئی لشکر کو بالکل برباد دیکھا کہ سب بھاگ گیا ہے بازار مین ویران ہین جو سردار کہ قید ہو گئے ہین اُن کی بارگاہ مین جگہ سنسان پڑی ہے یہ حال دیکھ کر اشک حسرت گرائے اور ارادہ جان دینے کا مصمم کر کے سحر تیار کرنے کی فکر مین تھی اُس وقت عیار کہ لشکر کا حال ابتر دیکھ کر چلے گئے تھے طبل امان کی آواز سنکر آئے بادشاہ لشکر کو بہت پریشان دیکھا سب نے تسکین و تشفی کی کہ اے ملکہ ہم جاتے ہین اور کام اس نابکار کا تمام کرتے ہین یہ کہہ کر روانہ ہوئے اُس طرف افلام پھر کر گیا تھا اژدر کہ سردارون کو نگل گئے تھے اُنھون نے ان کو اگلا اور حیرت نے حکم دیا کہ ان سب کو اُسی زندان مین لیجا کے قید کرو جہان ضرغام عیار جسکو گمان نے گرفتار کیا تھا قید ہے تاکہ وہ بھی اپنے سردارون کا حال سقیم دیکھے اور اپنی رہائی سے مایوس ہو غرض سب کو لے جا کر قید کیا یہ سب سحر زدہ تھے اور بیہوش ہین جب یہ قید ہو چکے اور لشکر پھر چکا افلام دربار

بٹھا رہا بلکہ ہی کے ساتھ کھانا کھایا پھر عرض کرکے کہ طبل جنگ آپ بجوائیے گا میں بھی اکیلا اژدروں کا پتہ لگا کر
اپنی جگہ پر آکر لشکر اژدر میں مشہور رہا مگر عیار چور روانہ ہوئے تھے یہ صحرا میں آئے اور برق نے کہا کہ پہلے میں
جاتا ہوں تم دونوں میری خبر رکھنا یہ کہہ کر چلا اس کے بعد قران و جانسوز بھی ایک طرف بصورت مشعل دار
ہوئے لیکن برق شکل ایک ساحر مہیب صورت کی ایسی بنا کر گشت کرتا ہوا اس جگہ آیا جہاں اژدہے
میدان میں رہتے ہیں یہاں دیکھا کہ اژدہے خاک میں لوٹ رہے ہیں خوش فعلیاں کرتے ہیں اور ان کے
منہ سے جو شعلہ نکلتا ہے اس شعلے سے تصویر پیدا ہوتی ہے وہ تاریخ و تیغ متواتر اچھال کر غائب ہو جاتی ہے
پھر اور تصویر پیدا ہوتی ہے ترسول چار طرف گڑے ہیں گگل مرچ سیندور چندن دھوپ دیپ وغیرہ جلتا ہے
ترسولوں پر اژدہے لپیٹے ہیں پھر آگ کے جلتے ہیں برق یہ تماشہ کھڑا دیکھتا تھا کہ یکایک اژدہے کے اندر
سے ایک ساحر سیہ فام خناس سیرت دیو صورت نکلا یہ اس کی صورت نحس دیکھ کر اول تو خائف ہوا
اور چاہا کہ بھاگ جاؤں مگر دل کڑا کر کے کھڑا رہا وہ اس کے قریب آکر للکارا کہ ارے تو کون ہے
برق نے بھی ویسا ہی جواب دیا کہ اب کیا پہچانتا نہیں جو تو ہے وہ ہم ہیں اس نے کہا ہم چالیس
اژدر نشین ہیں اکتالیسواں ہمارا افسر ہے تو کہاں سے آیا ہے اچھا اگر تو ہم میں سے ہے تو اژدر تیرے
رہنے کا کہاں ہے برق اس تقریر سے ناچار ہوا مگر تیزی سے جواب دیتا ہوا پیچھے تڑپ کر پچاس قدم
پر جا گرا یہ کہتا ہوا کہ اژدر بھی ہے تجھے کیوں بتلائیں اس ساحر نے جو اس کو پیچھے بھاگتے دیکھا سمجھا کہ یہ کوئی
عیار ہے بکا کہ باش اے مکار پہچانا میں نے تجھ کو برق اتنے عرصہ میں کہیں کا کہیں ہو رہا مگر بہ سبب
میدان ہونے کے سامنا تھا وہ ساحر سمجھا کہ اگر یہاں سے سحر کروں مبادا یہ بھی ساحر ہو کود پھاند کر نکل جائے
بس قریب چلوں یہ سمجھ کر پیچھے دوڑا برق یا تو بھاگا جاتا تھا یا اس کو آتے دیکھ کر سوچا کہ اگر یوں ہی میدان میں
بھاگے جاؤ گے تو وہ سحر پڑھ کر کچھ کرے گا لازم ہے کہ کہیں چھپ رہو یہ سوچ کر ادھر ادھر دیکھا چونکہ میدان
تو تھا ہی اور لشکر سے بھی فاصلہ تھا ایک غار وہاں نظر آیا یہ اس میں اتر گیا وہ ساحر جو پیچھے آتا تھا اس نے
دیکھا کہ یا تو عیار سامنے جاتا تھا یا غائب ہو گیا پہلے تو یہ سمجھا کہ وہ بھی ساحر تھا جو در سحر چھپ گیا مگر جب
غار کے پاس آیا سوچا کہ اس میں اتر گیا ہوگا یہ سوچ کر جھانکنے لگا تو برق نے وہاں حلقہ کمند کا لگا رکھا تھا
وہ اس کے گلے گردن میں آگیا اس نے چاہا کہ سحر پڑھ کر اس کو جلا دوں مگر برق اتنی مہلت کب دینے والا
تھا اس نے گردن پھنستے ہی اس زور سے جھٹکا مارا کہ حلق تالو سے چپک گیا اور آنکھیں نکل آئیں
سحر پڑھنے کے بدلے لڑھکتا ہوا ڈھلک کر غار میں گرا برق نے فوراً خنجر سے سر کاٹ ڈالا العیاذ باللہ
ہنگامہ دار و گیر برپا ہوا آگ پتھر برسنے لگے بعد لمحہ کے آواز آئی کہ مارا شراب خوار جادو کو یہاں
تو ہنگامہ مچا لیکن اژدر اس کے رہنے کا میدان میں جل گیا اور ساحروں نے وہاں بھی غل مچایا کہ ظلم ہوا اور سب
ساحر گھبرا کر اژدروں سے باہر نکل آئے اور ایک دوسرے سے پوچھتا تھا کہ ارے میاں خیر تو ہے

لیسے باختہ حواس ہوے کہ اپنے ساتھیون کو نہین شمار کرتے یہ تو حیران کھڑے ہین کہ کوئی آئے تو اس
سے پوچھین یہ عمل کیسا تھا اور ان سب کو اپنے سحر پر ایسا ناز ہی کہ یہ مطلق گمان نہین کہ ہم مین سے
کوئی مارا گیا ہی غرضکہ یہ تو ٹھہرے ہین مگر وہان برق نے صورت اپنی مثل شکل صرصر کے بنائی اور کچھ حسن
اپنا ایسا دیا لا کیا کہ صرصر نے خواب مین بھی یہ صورت بنائی ہوگی کہ ہیبت روز ازل سے آج تلک صنعت
آفرین ممکن نہین کہ جیسے تجھے دیکھتا ہو چنانچہ تم گے حال اس کے حسن کا بیان ہوگا اس وقت
بعجلت لاف اس ساحر کی اٹھا کر اسی میدان کی طرف چلا یہان سب ساحر حیران کھڑے تھے کہ آواز
خلخال پا ان کے کان مین آئی دیکھا کہ ایک عورت بناز و ادا اس طرف آتی ہی کہ جس کی چال کو دیکھ کر یہ کہتا
دیبا ہی کہ ہیبت بلا سے ہو پامال سارا زمانہ نہ آئے انھین پائون رکھنا سنبھلکر ہو لمائے عشاق روندتی
جب قریب آئی عجیب صورت اس ماہ آسمان زیبائی کی دکھائی دی **نظم**

گئی آنکھوں کے نیچے برق اک کوند　　سمند ناز نے ڈالا وہین روند
کہا دل نے یہی دیکھی جو وہ مانگ　　کہ ہی یہ رات آدھی کچھ دعا مانگ
حواس و ہوش سب کے ہوگئے تار　　ہوئے سب مانگ جیسی مین گرفتار
پھر آنکھوں سے آنکھین لڑ گئین خیر　　عجائب نرگستان کی ہوئی سیر
نظر آیا وہ مکھڑا سیب کا سا　　بندھا کچھ دل وان آسیب کا سا
یہ رخسارون مین مسک فریبی تھی　　ہوئی جس سے خجل اکثر بہی تھی
کہو اسکی جبین کو کس طرح چاند　　کہ اس سے لاکھ حصہ چاند تھا ماند
سہانا تھا کچھ ایسا روپ اس کا　　کہ سایہ چاہتی تھی دھوپ اس کا
برنگ گل نزاکت مین بھری تھی　　کہ بس جو بات تھی اسکی پری تھی

یہ سب ساحر اس سراپا فتنہ انگیز کو دیکھ کر دنگ کھڑے تھے کہ اس نے اظلم کو تسلیم کی اور لاش سامنے
ڈالدی اس نے استفسار کیا کہ یہ کیا ماجرا ہی اس گلفام نے کہا بجا ہے یہ آپ ہی کا رفیق ہی جو مارا
گیا ہی اس کلمہ سے اس کو ہوش آیا اور کہا ہان سچ ہی یہ شراب خوار جادو کی لاش ہی اب سب افسوس کرنے
لگے اور اظلم نے پوچھا کہ کچھ معلوم ہی یہ کیونکر مارا گیا اس نے عرض کیا کہ عیار لشکر حریف صحرا مین اسکو
قتل کر رہا تھا الہ مین آکر پہونچی مگر کام اس کا تمام ہو چکا تھا مین لاشہ اٹھا لائی ہون اظلم نے کہا اس عیار
کو کیون نہ گرفتار کیا اس نے کہا حضور مین صرصر عیارہ شاہ جادوان کی ہون اور سحر نہین جانتی ہون
وہ عیار تھا مجھکو دیکھکر نکل گیا ہر چند مین دوڑی مگر ہاتھ نہ آیا اچھا اب ہوشیار رہیے گا مین جاتی
ہون یہ کہکر کمر کو سے کا عالم دکھا کر اس طرح چلی کہ فردِ خرام ناز تھا را بھی ایک آفت ہی زمین پاؤن
تلے سر پہ آسمان نہ رہا اظلم نے دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا اس لیئے کہ یہ ساحر رہنے والا کوہ نیلم کا ہے اس نے

نام البتہ سُنا ہی صرصر عیارہ کا کیونکہ ہمیشہ اژدر مین رہتا ہی اور یہان جب سے آیا ہی کچھ دیر کے لیے
بارگاہ حیرت مین گیا تو کچھ خیال تو کیا نہین کہ عیارہ کون ہین اس وجہ سے اچھی طرح آگاہ نہین کہ صرصر
کس مرتبہ کی عیارہ ہی اور کیسی صورت رکھتی ہی اس وقت اس کے حسن دلاویز کو دیکھ کر غش ہو گیا اور سمجھا
کہ یہ عیارہ تو ہی ہی اس کو بادشاہ طلسم سے مانگ لون گا آج اپنی خدمت مین اس کو لانا چاہیے پس
اسی وجہ سے اُس نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا بیت گئے میری نظرون سے خوبان عالم پسند آ گئی تیری صورت
کچھ ایسی • صرصر نے یہ سنکر تیوری چڑھائی اور کہا میاں ہوش مین آؤ خشاؤن سے جاکر ایسی باتین کرو
اے صاحب مین سارے طلسم مین ہمیشہ پھرتی ہون جو ایسی بد دماغی ہوتی تو کاہے کو میری آبرو بچتی زمانہ
ایسا بد نظر کوئی مردوا مین نے نہین دیکھا یہ کہہ کر انگڑائی لے کر جوبن کو اس طرح دکھایا کہ وہ ابھرا ہوا جوبن
دل گدگدانے والا نظر آیا یہ ساحر بیچین ہو گیا اور پکارا فردوسلتا ہر کوئی دل یا الٰہی غیر محرم کی غضب ہے
پرائے پردے مین ابھرنا اُن کے جوبن کا • پھر اس آفت جان کا منت پذیر ہوا کہ اے جان عالم اتنا
خفا نہو ہم کو بھی اپنا جان نثار سمجھو اُس عربدہ جو نے کہا آپ جان اپنی کسی گھر والی پر دیجیے مجھ سے
یہ چونچلا نہ کیجیے یہ کہکر انگوٹھا دکھایا کہ سوے تیرے دیدون مین خاک میں اور تیرے قابل • اظلم اس
ادا کو دیکھ کر مر گیا اور اس ماہ پیکر سے لپٹا اس نے کہا ہان ہان دیکھو مین چیختی ہون سامری قسم اگر مجھکو
ہاتھ لگایا تو تیری جان اور اپنی ایک کر دون گی لوگو یہ اندھیر تو دیکھو دن دہاڑے یہ مردوا سب کے
سامنے مجھکو لپٹے پڑتا ہی کیا بیعزتی ہی چولھے منہ آگ لگے ایسی ہستی کو • اظلم اس کے خفا ہونے سے اور بھی
ہو گیا وہ ایک باتین اس طرح کی کہ یہ مردوا سب کے سامنے لپٹے پڑتا ہی سنکر سمجھتا ہی کہ یہ ناز کرتی ہی
اور وہ نازنین بھی خفگی لگاوٹ آمیز کرتی ہی غرضکہ یہ باتین اُس کی سنتے ہی اظلم لپٹا تو تھا ہی گود مین
اُٹھا کر خیمہ کی طرف لے چلا وہ عشوہ گر تڑپتی ہوئی اور کہتی ہوئی کہ دیکھو بہت پچھتاؤ گے جو مجھے اکیلے
مین لے جاؤ گے میری آبرو تو جا چکی غیر مرد کا ہاتھ لگ چکا ہی مگر تمھاری بھی جان جائے گی مجھکو کم نہ
سمجھنا مین کوئی ایسی ویسی نہین ہون دُھرّے اُڑا دون گی ارے ایسا نہ ہو کہ کوئی عیار آ جائے
موئے تو اژدرہے مین گھس رہ مجھکو چھوڑ دے • اظلم نے ایک نہ سُنا اور اندر خیمہ کے اس کو لایا کہا عیار
یہان آئے گا تو کیا کرے گا کہ بیت جب یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہی • ہوئے تم دوست
جس کے دشمن اُس کا آسمان کیون ہو • غرضکہ اس کو مسند پر بٹھایا اور خیمہ صرف اس کے کھانے پینے
کے لیے تو مقرر ہی کیا گیا ہی جو دو ایک آدمی بہر خدمت تھے انھون نے اس کے آتے ہی تیغ اپنے
اپنے دکھائے اس نے کہا تم باہر جاؤ اور دور جاکر ٹھہرو جب بلاؤن اُس وقت آنا وہ سب
باہر گئے اور اُس کے رفیق جو اژدہون مین رہتے ہین وہ بعد اُس کے بہ شکم اژدر مین سما گئے جب تخلیہ
ہوا یہ نازنین کہ برق عیار ہی دل مین سوچا کہ دو بار یعنی زنانہ اور مردانہ کو یہ قتل کرنے آئے تھے

تو صرصر اگر خلل انداز ہوئی تھی اور اب بھی ضرور آئے گی اور لشکر بیان سے قریب ہی تمھارے آنے کی
خبر حیرت کو ممکن نہیں کہ نہ پہونچے پس وہ یا خود آئے گی یا کسی کو بھیجے گی لہذا لازم ہے کہ ایسی تدبیر کرو تاکہ وہ
جو آئے تو ذلت پائے اور یہ ساحر بچنے نہ پائے یہ سوچکر چار طرف بھونچکا ہو کر دیکھنے لگا اُس وقت یہ
حال تھا کہ بیت کبھی وہ آنکھ اودھر کبھی شوخی سے اُدھر ٭ اک جگہ پاؤں ٹھہرتا نہیں ہرجائی کا ٭ اظلم نے یہ
حال دیکھ کر کہا کہ اے نازک بدن تم حیران چار طرف دیکھتی ہو اُس نے کہا تم کو کیفے عزے سے مطلب ہے
تمھیں کیا چاہیے کسی کی جان جائے یا عزت رہے میں عیار ہوں عیاروں سے لشکر حریف کے ہمیشہ اڑا
کرتی ہوں اور وہ بھی میری تاک میں رہتے ہیں جہاں میں جاتی ہوں وہاں پتہ لگا کر وہ بھی پہونچتے ہیں اظلم
نے کہا یہاں آئیں گے تو میں موجود ہوں مجال نہیں ہے جو آئیں اس نے جواب دیا کہ ان کو تم پہچان نہ سکو گے
وہ میری صورت بنکر آئیں گے اور مجھ کو عیار بتائیں گے اپنے تئیں صرصر کہینگے پس تم میرے دشمن جان ہو جاؤ گے
اور ادھر عیار مجکو تم سے سرگرم محبت و اختلاط دیکھ کر سب میں بدکارہ و آوارہ مشہور کرینگے یہ کہہ کر
رونے لگی کہ ہائے سامری کیسی میری جان مصیبت میں پڑی کہ جان بھی گئی اور عزت بھی یہ کہکر اس انداز سے
اُٹھا کر ٹہلا اور حیرت زدہ صورت بنائی کہ اظلم کی جان پر بن گئی اور ہاتھ پکڑ کر ٹہلنے سے الگ کرنے لگا نزار و
منت کرکے قسمیں کھانے لگا کہ اے یار دلنواز اگر عیار افراسیاب بھی بنکر آئے گا جب بھی میں اُسکو
گرفتار کروں گا چاہے وہ شاہ طلسم اصلی کیوں نہ ہو اور اگر وہ تیری صورت بنکر آئیگا تو بڑی سزا پائیگا
غرضکہ برق نے حفظ ماتقدم کرکے خوب اُس کو پکا کیا اور ناز و کرشمہ کرنے لگا اس نے اس کو سرگرم اختلاط
دیکھ کر بوسہ لینے کے لیے منھ بڑھایا اس نے ایک طمانچہ جمایا اور کہا منھ بنواؤ اس نے طمانچہ کھا کر ہنس دیا
اور کہا اے جانی واے مایۂ زندگانی بیت جو دل لیا ہے تو پھر عذر کیا ہے بوسہ میں ٭ کہ لین دین ہے یہ نقد
کچھ اُدھار نہیں ٭ اس غارت گر جان نے جواب دیا کہ فرد دل تیرا اور آرزو میری ٭ جان صدقے ہو
ایسی حسرت کے ٭ اظلم نے یہ سنکر کہا کہ اے ستمگر میں اپنا حال کیا بیان کروں کہ شعر مرے دل کے خون
کو کیا دیکھتے ہو تمھارے ہی یہ گل کھلائے ہیں ٭ یہ کہکر چاہا کہ لپٹ جاؤں اس زیب انجمن نے اپنے
تئیں سرکایا اور جب یہ گرنے لگا تو ہاتھ سے روک کر کہا کہ ذرا سنبھلو ایسے بیخود نہ ہو وہ پھر سنبھلکر
بیٹھا اور گویا ہوا کہ ٭ جو رہا اپنے بہت تھا ناز اس کو بھی مگر ٭ ہوگیا مضطر تجھے جب سے ستمگر دیکھ کر ٭
اب بیان تو یہ ہنگامہ ناز و انداز گرم ہے مگر وہ ساحر جن کو اپنے خیمہ سے باہر کر دیا تھا اُن میں سے ایک
بارگاہ ملکہ حیرت میں گیا اس لیے کہ اس کو صرصر کی آوارگی دیکھ کر حیرت ہوئی کہ ایسی فاحشہ ہوگئی
جو ہر ایک سے آشنائی کرتی ہے پس سوچا کہ ملکہ سے جاکر سب ماجرا بیان کروں غرضکہ جب یہ ملکہ پاس
آیا اس نے پوچھا کہ کیوں آئے اس نے سب حال صرصر کا بیان کیا صرصر اصلی وہاں حاضر تھی وہ
لگی بیان دینے اس ساحر نے کہا کہ میری کیا خطا ہے آپ جاکر دیکھیے میں جھوٹ کہتا ہوں یا سچ حیرت نے

بھی کہا کہ ہاں سچ ہے کوئی عیار تیری صورت بن کر یہاں گیا ہے جو اس نے دیکھا ہے کہتا ہے اس بیچارے کی
کیا خطا ہے اب تو جا اور حال دریافت کر کہ کیا ماجرا ہو۔ یہاں صرصر نے کہا بی بی دو مرتبہ مجھ کو ذلت ہو چکی ہے
میں نہ جاؤں گی کس لیے کہ وہاں عیار میری صورت بنکر گیا ہے اور اعظم اس پر عاشق ہوا ہے اگر میں گئی اور
فرض کرو کہ عیار کو میں نے پکڑ لیا مگر وہ اعظم تو میری صورت پر عاشق ہے وہ مستی میں بھرا بیٹھا ہوگا اگر
مجھ کو دبا بیٹھا تو میری تو موتی کی سی آبرو پہ پانی پھر گیا حیرت نے کہا نہیں پھر تم نے عیاری کیوں سیکھی
تھی جو اتنا ڈرتی ہو آبرو ویسے بیٹھی رہتیں عمل اب باتیں نہ بنا جلد خبر لا صرصر ناچار تابعدار دوڑی
ہوئی چلی مگر ادھر ادھر دیکھتی ہوئی کہ راہ میں کوئی عیار نہ ملے ہر چند کہ دو عیار یعنے قران و جانسوز
کہ عیاری میں لشکر کے ہر طرف پھر رہے ہیں مگر اس پر ان کا پنجہ قابض نہ ہوا اس لیے کہ یہ دوڑتی ہوئی
بہت ہوشیاری سے در خیمہ اعظم پر آئی یہاں ان ساحروں نے جو خدمتی لوگ ہیں دیکھا کہ ایک تو
صرصر اندر ہے اور دوسری یہ اور آئی ہیں یہ دیکھ کر پکارے کہ بی بی ذرا ٹھہرو ایک تمہاری صورت کی
اور اندر ہے ہم کو کچھ فریب معلوم ہوتا ہے ہم خبر کرلیں تو جانا یہ سنکر صرصر رکی اور ایک ساحر نے پردہ
پاس خیمہ کے جا کر کہا کہ حضور ایک صرصر اور آئی ہے یہ آواز سنتے ہی برق نے اعظم کے گلے میں ہاتھ
ڈالدیے اور کہا کیوں سراجی اس وقت مجھ سے وصل کرنے کو چاہتا ہے اس نے دل میں کہا کہ اب یہ
مست ہوئی بے اختیار گلے سے لگا لیا اور کہا اے جان من میں تجھ پر ہزار جان سے فدا ہوں اس نے کہا
اب اس عیار کی تو خبر لے جو میری صورت بن کر آیا ہے میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ میں بدنام ہو جاؤں گی آخر
وہی سامنا ہوا اب میں پوشیدہ ہوئی جاتی ہوں اس کو بلا کر گرفتار کرے اعظم کو اس وقت صرصر کا
آنا بہت برا معلوم ہوا لیکن کیا کرتا کس لیے کہ ایک شخص تو آیا چاہتا ہے کیونکر عورت سے بہتر ہو مخفی
ناچار معشوقہ کو تو پلنگڑی کے نیچے چھپا دیا اور پکارا آجا تب اس کے بعد ملازم نے صرصر کو اجازت دی
وہ اندر خیمہ کے گئی اس کو سلام کیا دیکھا تو یہاں اور کوئی نہیں چار سمت حیران ہو کر دیکھنے لگی کہ وہ عیار
جو میری صورت بنکر آیا ہے کہاں ہے یہ تو حیرت میں ہے اور سا اعظم تو پہلے تماشا دیکھتا تھا اس نے وہی صورت اسکی
دیکھی جیسی عورت اس کے پاس چھپی ہوئی ہے سمجھا کہ بیشک یہ عیار میری معشوقہ کی صورت بن کر آیا
ہے یہ سمجھ کر پکارا کہ اے صرصر آؤ بیٹھو یہاں صرصر نے اس کو غلیان مستی میں دیکھا کہ بیتاب ہے آنکھیں
سرخ ہیں سمجھی کہ جو پاس گئی اور یہ داب بیٹھا پس ایسا کچھ سمجھ کے پیچھے ہٹی اور کہا مالک نے کہا ہے کہ وہ جو میری
صورت بن کر آیا ہے وہ عیار ہے اعظم نے دیکھا کہ یہ پیچھے ہٹی جاتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ مجھ سے ڈر کر یہ عیار
ہے بھاگا چاہتا ہے بس اب تو بالکل یقین ہوا کہ یہ ضرور عیار ہے اور اسی وقت سحر پڑھ کر پھونکا کہ صرصر
بیحس و حرکت ہو گئی اس نے اٹھکر باندھا اور کہا او نا عیار تو مجھے بھی ایسا ویسا ساحر سمجھا تھا جو دھوکا
دینے آیا تھا دیکھ تو میں کس عذاب الیم سے تجھ کو ہلاک کرتا ہوں صرصر چیخنے لگی کہ ارے کیوں دھوکا کھاتا ہے

میں اصلی صرصر ہوں جو اس نے ایک نہ سُنا اور مارنا شروع کیا اُس وقت صرصر نقلی یعنی برق بھی پلنگ کے نیچے
سے نکلا اور پکارا کہ اور مارے اس ناعیار کو یہ لوگ بڑے حرامزادے ہیں یہ کہہ کر آپ بھی آکر مارنے لگا اور
طمانچے اور لاتیں اور جوتیاں خوب ماریں جب اظلم فرش پر جا کر بیٹھا برق زد و کوب کرتا ہے جب یہ جا کر بیٹھتا
ہے اظلم اُٹھ کر مارتا ہے ہر چند وہ چیختی ہے کوئی سماعت نہیں کرتا بلکہ یہ چپکے سے برق نے کہا کہ اُستانی تم نے
میری کئی عیاریوں میں رخنہ پردازی کی اب یہی سزا تمھاری ہے بلکہ میں آج تمھاری ناک کٹواؤں گا۔
صرصر وہ شیر جاتی ہے کر چیخے اور کہے کہ دیکھو یہ مجھے اس طرح کہتا ہے برق طمانچے مارنے لگتا ہے اور غل
مچاتا ہے کہ اس کا کہنا سمجھ میں نہیں آتا غرضکہ صرصر کی آدھی چوٹی پٹ گئی اور مار پٹنے سے بدن نیلا ہو گیا
کیونکہ یہ شہزادی معشوقہ نازک اندام جب طمانچہ اس پر پڑا رخسار گلرنگ گل تھا گل سوسن بن گیا پیراہن
ٹکڑے ٹکڑے بال سر کے نچے برق نے جسم پائیں پر ضرب کم لگائی تھیں کہ یہ برہنہ نہ ہو جائے غرضکہ جب
صرصر نے دیکھا کہ آج برق مار ڈالے گا جس طرح تو پھنس گئی ہے پس اس نے اشارے سے منت کرنا شروع
کی کہ مجھ کو رہا کرا دے میں تیرے مقدمہ میں نہ بولوں گی برق کو اسکا مار ڈالنا بھی منظور نہیں تھا اور
اس نے عجز بھی کیا پس اس نے اظلم کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ جانے دو یہ عیار اپنی سزا کو پہنچ گیا ہم تم
اس کے ساتھ مزے کریں پھر اس کو مار ڈالیں گے اظلم اس گفتگو سے تو بہت خوش ہوا اور آکر مسند پر بیٹھا
برق نے چاہا کہ اس کو شراب پلا کر سامنے صرصر کے مار ڈالوں یہ تو یہاں ٹھٹھا لیکن وہاں صرصر کو جو صدمہ
پہنچا ہوا حیرت نے بزور سحر حال دریافت کیا ساری کیفیت صرصر کے بندھنے اور پٹنے کی معلوم ہوئی
بیتاب ہو کر اٹھی کہ میں خود جاؤں جیسے ہی چلی تھی کہ چھینک ہوئی وسواس آیا کہ تو گئی اور اظلم تیرے
ساتھ بھی اسی طرح پیش آیا تو آبرو جاتی رہے گی اور اگر تو نے اس کو مار ڈالا تو شاہ طلسم سے رنج ہوگا شہنشاہ
اپنے رفیق کے مرنے سے ناراض ہوں گے یہ سمجھ کر سمک جادو نام اہل دربار میں سے ایک ساحر کو حکم
دیا کہ تم جاؤ اظلم سے کہنا کہ جسکو تم نے باندھا ہے یہ صرصر اصلی ہے اور جس کو لیے بیٹھے ہو وہ عیار ہے یہ حکم
سمک سُنکر بزور سحر اڑا اور خیمۂ اظلم میں آکر اترا اظلم سمجھا کہ پھر کوئی عیار آیا مگر سمک پکارا کہ او نالائق
کیوں دیوانہ ہوا ہے یہ جو تیرے پاس بیٹھا ہے یہ عیار ہے اور جس کو تو نے باندھا ہے یہ صرصر ہے اظلم یہ سنکر
ہوشیار ہوا اور برق تکنے لگا کہ آگئے ان عیاروں کو ہوئے کیا کیا بہروپ بنا کر آتے ہیں اسے اظلم یہ
بھی عیار ہے اظلم اٹھا کہ میں سمک کو بھی پکڑ لوں مگر سمک ساحر زبردست ہے اس نے سحر پڑھا کہ عیار تو
پہلے ہی بے حس ہو گیا اور اظلم پر بھی بیہوشی طاری ہوئی اس نے بھی سحر پڑھا کہ اس پر سے بیہوشی رفع ہوئی اور
سوچا کہ عیار کی یہ مجال نہیں جو ایسا سحر کر سکے یہ سوچ کر اس نے خود سحر پڑھ کر برق کے منہ پر پھونکا کہ
رنگ روغن عیاری چھوٹ گیا اور شکل اصلی ظاہر ہوئی یہ حال دیکھ کر سمک کے پاؤں پر آ گرا اور
کہا واقعی میں غلطی پر تھا آپ میرا قصور معاف فرمائیں یہ کہہ کر برق کو اس نے باندھا اور صرصر کو کھول ڈالا اور

منت پذیر ہوا کہ بی بی میری خطا معاف کرو صرصر نے کہا تو ساحر ہو کر اندھا تھا کہ تو نے مجھکو بے عزت کیا
اب ہمت تیرے خیمے میں نہ آؤنگی یہ کہہ کر وہ تو چلی گئی اُدھر ساحر نے سمک سے کہا کہ تم اس عیار کو خدمت ملکہ میں
لے جاؤ میں اژدر میں جا کر مخفی ہوں قسم دو جو باہر نکلوں سمک نے کہا یہ مقدمہ عیاروں کا ہے تم کسی اور
کے ہاتھ بھیجو میں اس بیچ میں نہ پڑونگا اُس نے کہا تو اچھا تم جا کر ملکہ سے کہنا کہ اُس کے قتل کرنے کی
نسبت وہ حکم بھیجیں تو کہ میں اُس کا سر کاٹ ڈالوں سمک نے کہا ہاں یہ ہو سکتا ہے یہ کہکر چلا جب
دروازے پر پہونچا یہاں قرآن عیار موجود تھا اُس لیے کہ ان دونوں عیاروں نے صرصر کو اس خیمے میں جاتے
دیکھا تھا پس اُس کو تو نہ پایا لیکن آپ ساحر بنکر آئے اور کہا ہم کو حیرت نے بھیجا ہے ملازموں نے کہا
ٹھہریے اندر مار پڑ رہی ہے ہم اب موقع عرض کرنے کا نہیں پا سکتے غرضکہ یہ ٹھہرے رہے اور سب حال
صرصر کا دیکھا اب جو برق گرفتار ہوا یہ بیقرار ہوئے کہ اس اثنا میں سمک خیمے سے نکلا حیلہ
قرآن نے کہا کہدینا کہ اظلم مارے گئے سمک یہ کلام سنکر حیران ہوا کہ یہ کیا کہتا ہے قرآن جست کر کے
بھاگ کر نظر سے غائب ہو گیا سمک سمجھا کہ یہ بھی عیار تھا یہ جان کر بخوف عیاران اژدر کو روانہ ہوا لیکن
قرآن سب گفتگو اظلم کی سن چکا تھا اس نے صورت بہت جلد اپنی مثل سمک بنائی اور پشت خیمہ
پر آ کر جست کر کے اندر گیا اظلم نے اس عرصے میں خنجر کھینچکر برق کو ذبح کرنا چاہا ہے صرف انتظار حکم
حیرت کر رہا ہے سمک نقلی کو آتے دیکھا ازبسکہ صرصر کو پکڑ کے ذلیل ہو چکا ہے اس کو سمک اصلی سمجھکر
گویا ہوا کہ کیوں بھائی پوچھا تھا ملکہ نے اس کے قتل کرنے کا حکم دیا قرآن نے کہا یہاں آؤ دیوار ہم
گوش دارد چپکے کہا ہے سن تو وہ برق کو چھوڑ کر اُس کے پاس آیا قرآن نے کہا دیکھو در خیمہ سے کون جھانکتا
ہے وہ اُدھر دیکھنے لگا قرآن نے جھک کر سر پر اس زور سے بغدا مارا کہ سر اُس کا شق ہوا تیورا کر گرا
اس نے سر کاٹ لیا غل و شور اور تاریکی ہوئی وہ اژدرہے جو میدان میں پھر رہے تھے وہ اسی کے
سحر کے بنائے ہوئے تھے سب جل گئے اور زمین جو ساحر تھے نکلکر گھبرا کے بھاگے ملازم وغیرہ خیمہ چھوڑ کر
ایک طرف نکل بھاگے کہ یہ کیا آفت آئی عیار یعنی قرآن و برق خیمہ میں آگ لگا کر نعرے کر کے بھاگے
ہنگامہ برپا ہوا کہ مارا اظلم اژدر نشین کو یہاں تو یہ ہنگامہ ہوا وہاں صرصر اور سمک ملکہ حیرت سے
سب حال کہہ رہے تھے کہ یکایک غلغلہ برپا ہوا ملکہ نے گھبرا کر کہا ارے خبر تو لو یہ کیا ماجرا ہے لوگ چلے تھے
کہ ملازم اور ساحر بھاگے ہوئے آئے پکارے کہ اے ملکہ اظلم مارے گئے ملکہ نے زانو پر ہاتھ مارا افسوس
کر رہی تھی کہ یکایک پھر غوغا بلند ہوا یعنے جب یہ ساحر مارا گیا تو سردار جو قید تھے اور انھیں کے ساتھ
ضرغام عیار بھی قید تھا وہ سب رہا ہو کر اٹھے اور لشکر حیرت پر گولے سحر کے مارنے لگے لشکری
بھی ہوشیار ہو کر کمر بندی کر کے آمادہ جنگ ہوئے لیکن سرداران تیغ ترنج سے غفلت میں دو تین سو
کو مار کر اپنے لشکر کی طرف چلے گئے اور یہ غل جو حیرت نے سنا ساحروں کے مرنے سے بیرون کا شور تھا

یہ گھبرا کر باہر نکل آئی دیکھا لشکر مسلح و مکمل ہے مگر حریف کوئی نہیں ہے اس نے افسروں کو بلا کر حال رہا ہونے
لشکریان مخالف کا سنا اور فوج کو اترنے کا حکم دیا پھر آپ بارگاہ میں گئی اور لاش اعظم ملعون منگائی اُن
ساحروں کو سمت شاہ طلسم روانہ کیا اور لاش کے ساتھ عریضہ مشتمل بر حالات قتل اُس کے لکھ کر بھیجا اس
طرف سب سردار مع عیاروں کے خدمت مہرخ میں آئے ملکہ نے ہر ایک کو خلعت دیا اور جشن کیا جلسہ
عشرت آغاز ہوا مگر ساحر لاش اور عریضہ حیرت لیے ہوئے دریائے خون رواں کے آئے شاہ جادوان
طلسم باطن میں کنارے ایک دریائے زخار کے شکار ماہی کھیلتا تھا اور وزیر امیر افسران لشکر خدمت
میں حاضر تھے سترہ سو نازنینان حور چہرہ و قمر رخسار زر و گوہر جواہر میں غرق پیمانے لیے کاروبار کے
لیے سامنے کھڑی تھیں عجب دریا میں پڑے تھے ناچ ہوتا تھا ہر گردا گرد ڈالے تھے شست پڑی
تھی خلاصہ یہ کہ عجب عشرت کی گھڑی تھی یہ ساحر حال بادشاہ کا دریافت کر کے اسی دریا پر آگئے
اور عرضی دی لاش دکھائی بادشاہ کما حقہ حقیقت حال پر آگاہی پا کر غرق بحر غم ہوا اور سارا ہنگامہ
عشرت مبدل بہ ماتم ہوا کف افسوس ملکر کہا کہ ہائے غضب کیسا اندھیر ہے عیاروں نے برپا کر رکھا
ہے اب کس کو بھیجوں اور کیا کروں یہ کلمات تاسف سنکر باغبان قدرت نے عرض کیا کہ
حضور کچھ رنج نہ فرمائیں غلام جانبازی کو حاضر ہے شاہ جادوان نے کہا اگر اسی طرح دشمنوں سے لڑائی کا
سامان رہا تو مجھکو خود لڑنے جانا ہوگا بس تم لوگ رکن سلطنت ہو میرے ساتھ چلکر وہ نام کو اسی دن
کے لیے رکھا ہے مگر اے باغبان میں یہ حیران ہوں کہ منصور مرشد زادے نے ہمیشہ چلہ کشی میں گذرانی
تصویریں کھینچا کیے پھر ان سے آج تک مطلب برآری نہ ہوئی میں نے تو اس لیے ان کو بلایا تھا کہ کام
دشمنوں کا تمام کر دیں گے مگر جب وہ لڑتے ہیں ذلت اُٹھاتے ہیں اب اس جنگ کو انھیں کے محول
کرتا ہوں اور خود فکر قتل طلسم کشا کرتا ہوں اگر اب بھی کچھ اُن سے نہ ہو سکا تو ان کو رخصت کر دوں گا کیونکہ
بیت امتیاز خوب و زشت اپنے زمانے میں نہیں ہو ایک سا ہر آہوے مست و سگ دیوانہ آج کل
باغبان یہ تقریر بادشاہ کی سنکر خاموش ہو رہا اور شاہ نے ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ اے خاقان من
تم مرشد زادے سے میری جانب سے کہنا کہ آپ کا چلہ کب پورا ہوگا اور مقابلہ کس زمانے میں کیجیے گا
فی الحال جب تک میں تیاری قتل اسد کروں حضور حریف سے جنگ کر کے استیصال دشمنان کریں
اب یہ جنگ آپ ہی کے سپرد ہے میں اور بھی ساحر ہمراہ رکاب جناب ہونے کو بھیجوں گا یہ نامہ تیلا سحر کا
لے کر حیرت پاس آیا اُس نے جب بارگاہ میں منصور آیا اس کو دکھایا وہ نامہ پڑھ کر لاف و گزاف
کرنے لگا کہ شاہ مجھکو طعنہ آمیز نامہ لکھتے ہیں واقعی مجھ سے چلہ کشی میں دیر ہوئی کہ میں لڑا نہیں اکیلا
اُن کا جاتا ہے لیکن ایک ستمگر میں نے تیار کیا ہے کہ سب عیاروں کو ہنیوں کی طرح درختوں میں لٹکا دوں گا
یہ تو بیٹھا فخر کرتا تھا اور عیاروں کا حال سنو کہ اعظم کو مار کے جب بارگاہ میں آئے گئے بعد خیر و خبر کہنے لگے

باہم مشورہ کیا کہ بارگاہ حیرت میں چلکر دیکھیں اب کیا سامان ہے اور کون ہم سے لڑنے آتا ہے غرضکہ روانہ ہوئے ان میں سے برق خدمتگار کی صورت بنکر بارگاہ میں آیا اور سر پر مصور کے رومال جھلنے لگا اس اثنا میں نامہ آیا جب اس نے نامہ پڑھ لیا اس نے بھی پشت پر تو لکھا ہی تھا سب مضمون دریافت کر لیا اور جب مصور نے لاف زنی کی اس نے کہا اب کیا جھک مارتے ہو جو خدائے تعالیٰ چاہے گا وہ ہوگا تو عیاروں کو درخت میں کب لٹکا سکے گا یہ کلام مصور نے جو سنا چاہا کہ غصہ کرے دیکھے لیکن صرصر حاضر دربار تھی اور مار کھا چکی ہے اس وجہ سے خوف زدہ تھی اس نے حیرت سے کہا کہ یہ برق عیار ہے جلد گرفتار کیجیے برق اس کا اشارہ دیکھ کر جست کرکے یہ کہتا ہوا سراپچہ پھاند گیا کہ دیوانی ہوئی ہے ہم کب ہاتھ آتے ہیں یہ کہہ کر بھاگتا ہوا اپنے لشکر میں آیا اور مہرخ سے نامہ آنے کا حال اور تقریر مصور سب بیان کی بہار نے کہا اے برق اتنے ساحروں کو تم نے مارا اس بھڑوے کو میں سزا دوں گی ہر چند کہ یہ قتل تو نہ ہوگا لیکن دیوانہ نہ بنایا تو نام اپنا بہار نہ رکھا مہرخ نے کہا ہیں ہم تم ملکر اس کو سزا دیں ایک دن تم دیوانہ بناؤ ایک دن میں سیدھی کروں بہار نے کہا اچھا میں سحر تیار کرنے جاتی ہوں کیونکہ وہ ہوا نبیرہ سامری ہے مقابلہ اس کا سخت ہے ابھی سے فکر کر رکھوں یہ کہہ کر دربار سے اٹھ گئی اور مہرخ بھی فکر تیاری سحر کرنے لگی لیکن وہاں جب برق جواب سخت دیکر بھاگا مصور نے پوچھا کہ یہ کون بے ادب تھا جو اس طرح کے کلام کر گیا حیرت نے کہا کہ سوائے عیاروں کے اور کون ہوگا برق عیار تھا جو آپ کو جواب دے گیا کہوں یہ پیچھا ہی نہیں چھوڑتے ہمزاد کی طرح ہر وقت ساتھ رہتے ہیں مصور نے کہا اب میں سب کو غارت کیے دیتا ہوں آپ میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے میں بھی سحر تیار کرنے جاتا ہوں یہ کہکر اٹھ گیا اب یہ جب تک سحر تیار کرے اس وقت تک حال مہمانان طلسم کوکب یعنی عمرو و محمود کا ذکر ہوتا ہے کہ **فرد** لکھوں اک نئے رنگ کی داستان + عمرو کے ہو گئے نے کا جس میں بیان + زمزمہ پردازان مقال و ترنم سرایان حال اس طرح نغمہ سنج عشرت بعد مسرت ہیں کہ سرشار مئے الفت یعنی ملکہ محمور ہمراہ نقلی عمرو کے بعد عشرت و سرور ایک باغ میں ساکن ہے اور عمرو اصلی ہمراہ ملکہ بران زینت فزائے انجمن ہے تمام شہزادیاں اور رقاصان ملک حاضر ہیں دور جام بادۂ احمر متواتر میں نلج ہر سو سامنے ہوتا ہے تماشا طلسم کا خواجہ کو دکھایا جاتا ہے مجلس اگر روز خواجہ کی گود میں بیٹھی رہتی ہے اور تتلا تتلا کر باتیں کرتی ہے ایک دن جب شبستان دہر سے گل خوش رنگ مہر پژمردہ ہوا اور چاندنی کا پھول گلشن فلک پر پھلا عالم خاک کو خلعت نور عنایت ہوا کہ **ابیات**

چڑھا اس جوش پر دریائے مہتاب — کہ کوسوں تک پھرا سیلاب سیماب
ڈھلکنے یوں لگے سب برج پکے — کہ ہوں جس طرح چاندی کے ٹھلکے

بران نے خواجہ کو چبوترہ پر جو بیچ باغ میں تعمیر ہے جواہر کار و بے نظیر ہے لاکر فرش مکلف پر بٹھایا

گرد اس چبوترہ کے کرسیون پہ شہزادیان محفل آرا ہوئین سامنے پریون کا مجمع تھا عجب طرح کا باغ رشک بہشت گلبد نون کے جماؤ سے لگا تھا کہ جس پر خاطر رضوان بھی فریفتہ اور شیدا تھی لمولفہٖ

وہ جلسہ گلرخون کا اور وہ باغ
دل رضوان مین جسکے عشق کا داغ
جواہر کار نورانی تھا وہ فرش
چمک جسکی زمین سے لیکے تا عرش
ضیا افروز محفل روشنی تھی
جو چشم مہ کو دیتی خیرگی تھی
عجب وہ انجمن اک نور کی تھی
ہر اک گلرو کی صورت حور کی تھی
کوئی نازو ادا مین تھا یگانہ
کوئی تھی آفت جان زمانہ
کسی نے لب پہ تھی لالی جمائی
دل گلشن مین آتش تھی لگائی
کسی نے اوڑھکر دھانی دوپٹا
ملا یا خاک مین سبزے کا دل تھا

غرضکہ اسی جلسۂ عیش و طرب مین چند ساحر فرستادۂ شاہ کوکب آئے خواجہ کو تسلیم کی اور چالیس کشتیان پیشکش کین عرض کیا کہ شہنشاہ کوکب نے بھیجی ہین وہ کشتیان جواہر اور میوے سے بھری تھین خواجہ نے وہ جواہر زنبیل مین رکھا اور میوہ کچھ آپ کھایا اور کچھ جلیس کو کھلایا پھر کہا یہ تحفہ ہاے دوست کا یادگار رہے گا یہ کہہ کر میوہ بھی زنبیل مین رکھا اُس وقت عجب سماں بندھا تھا جام شراب اور رقص بتان نے ہر ایک کو محو حیرت کیا تھا اس وقت مجلس کہ خواجہ سے کمال گستاخ ہو گئی تھی گود مین بیٹھے بیٹھے گردن مین ہاتھ ڈال کر گویا ہوئی کہ میرے پیارے پیارے چچا میرے اچھے اچھے خواجہ مین تمھارے صدقے ہو کر مر جاؤن مین نے تمھارے گانے کی بہت تعریف سنی ہے اور بانسری بجانے مین تم اپنے وقت کے کنھیا ہو ہمین بھی اپنا گانا سناؤ یہ کہہ کر تتلا کر بہت کرنے لگی کہ یا اللہ کیا ہوگا جو آپ گائیے گا کچھ منہ کے موتی ٹوٹ جائین گے یہ کہتی جاتی ہے اور چٹکی ہے ننھے ننھے ہاتھون سے بلائین لیتی ہے مہران نے یہ حال دیکھکر گھرکا کہ کیون تو خواجہ سلامت کو دق کرتی ہے تیری کچھ شامت تو نہین آئی ہے اپنے برابر والا بھی کوئی ٹانگ برابر کی چھوکری اور ان کو کہا ہے گانے کی فرمائش کرے مجلس گھرکنے سے بسور کر رونے لگی خواجہ نے کہا اے ملکہ آپ بچون کو گھرکا نہ کیجیے مجکو لڑکون کا رونا بہت شاق گذرتا ہے مہران نے یہ ترحم بر حال مجلس دیکھکر موقع جسارت فرمائش سرود پایا عرض کیا کہ یہ چھوکری تو یون باز نہ آئے گی جب تک آپ کچھ نہ فرمائین گے یہ روٹھ جائے گی اس کی خاطر سے اور نیز مجھ کنیز کے عرض کرنے سے کہ یہ حقیر وہی کمال کی مشتاق ہے آپ کچھ شغل فرمائیں اور سر مجھ میرا آسمان پر پہونچائین کہ فرد نسیم فضل و کرم مین تیرے وہ ہے بو باس جو نہ پہونچے گرد کو جس کے کبھی نسیم سحر عمرو نے یہ منت کرنا دیکھکر کہا کہ اے ملکہ مین رنجیدہ خاطر از دست افراسیاب ہون فکر سے بیتاب ہون اس حال مین مجھ سے گایا نہ جائے گا انشاء اللہ بعد فتح طلسم ہوشربا مین آپ کی دعوت

اور اپنا گانا بھی سناؤں گا ملکہ نے کہا کہ آپ کو اختیار ہے لیکن یہ لڑکی رونا موقوف نہ کرے گی رو کر جل
مرے گی امید کہ اس کی خاطر سے آپ بھی کچھ گائیے اور مجھکو ممنون منت فرمائیے کہ بیت ز نوای کریم
خلقی بسعیہ شاد باشد دل بحسن گدای زچہ نامراد باشد، یہ کہکر طبلچی کو اشارہ کیا کہ وہ عمرو کے گلے
سے چھٹی اور بلائیں لینے لگی اس کو بھی رحم نہ آیا آخر سازندوں کو ساز ملانے کا حکم دیا اور زنبیل سے
وہ بانسری جواہر جڑی جو پردہ قاف میں ملکہ جوہر اختر جبین نے دی تھی نکالی اسوقت بران
نے کہا خواجہ آپ کے گانے کا بیان لطف نہ دے گا چلیے ہم آپ کو نیرنگ طلسمات دکھائیں اور گانا
سنتے جائیں یہ کہہ کر اٹھی اور بارہ دری میں باغ کی آئی بارہ دری میں تین درجے بنے تھے ان میں
سب شہزادیوں اور ناظمان طلسم کو اٹھایا اور آپ خواجہ دست گرفتہ نشین پر بیٹھی سامنے اس کے
دو درجے اور بنے تھے ان کے دروازے بند تھے ملکہ نے ان تینوں سے ایک دروازہ کھلوا دروازہ
کھلتے ہی نسیم روح پرور کا جھونکا آیا کہ دماغ جہان معطر ہو گیا عمرو نے دیکھا کہ اس درجے میں ایسا
گلشن غیرت دہ گلزار شداد بنا ہے کہ جس کے صحن میں رنگ رخسار شاہد بہار پریدہ ہر گل گلزار
جنت وہاں کے گلوں پر گریبان چاک کریں سعدی کی سبزی دیکھکر سبزہ رنگان دہر حسرت سے بے رنگ
بلبل غزل خوان چمن گلشن شہرین وہاں کی اپنی اداؤں و صفات گر ہو بصورت اشک چشم غم رسیدہ بنائیں سرو
اس جگہ کے شمشاد و قامتان روزگار کو غلام بھی نہ بنائیں بلبل قمری طوق محبت میں اسیر کر کے دنیا
سے آزاد فرمائیں نگاہ چشم نرگس شہلا سے وہ رنگ مستی ٹپکتا تھا گویا جام بادہ چھلکتا تھا دامن نگاہ سے
گلستان دہر کے جو گل اس گلشن کے روبرو گر گئے تھے تو قوت کے پھول جھڑ گئے تھے سبحان اللہ عکس
فروغ لالہ حمرا کا سینہ کو بدہ نور کیا تھا کواکب کو نور سے معمور کیا تھا کہ نظم

دور بہ گہہ شقائق نعمان کشیدہ سر　　از بہار بر تو خود در چمن فگند
افروخت شعلہ لالہ احمر چو در چمن　　از باغ در گذشت خزان مثل ریو مند
گسترد فرش سبزہ زمرد بہر طرف　　وضع شگوفہ ز ارچمن گشت دلپسند
زد دست وش عنادل بستان نغمہ زن　　مشغول در مسائل پائز ندو درس شند

عمرو اس باغ کو دیکھکر متحیر تھا کہ ملکہ نے اسی درجہ کا دوسرا دروازہ کھلوا خواجہ نے دیکھا کہ اس دروازے
سے کوہستان طلسم نظر آتے ہیں زمرد کوہ یاقوت کوہ فیروزہ کوہ وغیرہ سب دکھائی دیتے ہیں ان پر
جواہر کے مکان اور جنگل بنے ہیں سبزہ لہلہا رہا ہے طائران خوش الحان زمزمہ پیرائی کرتے ہیں مور جھنگھارتے ہیں
پپیہے اور کوئل کوکیں مارتے ہیں کہ بمقتضائے لمؤلفہ

در بلور کا تھا ایسا نور　　جل بجھا جس کے غم میں کوہ طور
وہ یاقوت دشت سبزہ تھا　　چرخ اخضر پہ مہر ہنستا نکلا

طائرون کی صدا تھی خوش آہنگ
سبزۂ دشت تھا وہ خوش آئین

نخل طوبیٰ سے رکھتے تھے پیوند
سنبلہ بھی ہو جس کا خوشہ چین

بعد دیکھنے کوہستان کے اسی درجہ کا تیسرا دروازہ ملکہ نے کھولا یہان سے سارا قلعہ ہفت رنگ نظر آیا کہ بازار ین دکھلائی دیتے ہین سماں یاد دل شاد پر مست پھرتی ہی غرضکہ اسی طرح ہر دروازہ ملکہ نے دونون درجون کا وا کیا اور ہر ایک مین نیا تماشا نظر آیا کسی مین صحراے پربہار دیکھا کسی مین دریاے زخار پایا عمرو نے دین تعجب کیا کہ آہا اس مختصر سرا مین تمام طلسم موجود ہی کیا قدرت رب ودود ہی حاصل یہ کہ ملکہ مسند پہ کہنی رکھکر بیٹھی اور خواجہ نے مطرب سے اوگانی سلب خواجہ کا منھ دیکھ رہے ہین کہ دیکھین کیا کرتے ہین بیکسو اس نے ست نوازی کرنا آغاز کی اور یہ غزل آتش کی اس طرح گائی کہ ساری بزم محو ہو گئی

غزل

بادشاہ وقت اپنا دل دیوانہ آج
داغ سودا ہمکو دیتا ہی جنون شاہانہ آج

تیرے کوچہ کا ہی خانہ خراب انسان آج
شیخ کعبہ چھوڑتا ہی برہمن بتخانہ آج

جلوہ حسن پری دکھلا رہی ہی فصل گل
عقل کل کیسے اسے ہو کوئی ہی دیوانہ آج

آمد آمد اس سراپا نور کی ہے بزم مین
شمع اڑ جائے جو ہاتھ آئے پر پروانہ آج

ہوشمین کہتے ہین ذکر عشق یوسف عیش ہے
مین کہون تو حسن جمال یار کا افسانہ آج

طوق سلاسل مین پریشان خانہ زنجیر مین
وقت کا اپنے سلیمان ہی ترا دیوانہ آج

مجھسے دریا نوش کو ساقی پلاتا ہی شراب
دیکھتا ہون مین بھی ظرف شیشہ و پیمانہ آج

بیت مرشد کی دعا مانگے وہ بت پڑھتا نماز
کس طرف جا کر دل دیتا ہی سجدہ شکرانہ آج

وصل کی شب ہے کہان ساقی کفت پرجر
مین تمھین پیالہ دون تم مجکو دو پیمانہ آج

دیکھین تو کیونکر بسر ہوتی ہی شمشیر شب
بعد مدت ہو تمھین آیا ہون مین دیوانہ آج

نزع کی مشکل بھی آسان ہو گئی آتش مدام
شاہ مردان سے طلب کرتے ہین شکرانہ آج

اس گانے سے اہل انجمن کیا شجر و در و طائر و غیرہ سب سناٹے مین آ گئے نہرون سے مچھلیان کنارے آکر بسان ماہی بے آب لوٹنے لگین بیرن جھومنے لگین جانور ان گلشن خوش الحانی بھول کر ادھر کان لگائے تھے اور بعض آشیانہ سے گر کر تڑپتے تھے بلبل کی زبان بند تھی دم تسلسل راگ مین پابند تھی گل صد برگ کا رنگ زرد ہوا تھا چشم نرگس حیران تھی زلف سنبل پریشان تھی داؤدی اکھان داؤدی سنکر سفید ہو تی تھی گویا نہ ہونے سے پشیمان تھی لالہ کا دل داغدار تھا ہوتیا گوہر شاہوار بننے پہ کیا ہو اوجہ کا منھ موتیون سے بھرنے پہ تیار تھا بیلا اپنا البیلا پن بھولا تھا راگ سنکر ایسا سرد ہو گیا جو لاتھا سرو کو سکتہ تھا ہر شجر بے رنگ مجسمہ ہو گیا بنا تھا

نظم

اٹھی دل سے بہار کے ہوک | صحرا صحرا میں پڑ گئی کوک

جنگل میں بچ گیا جو منگل | دادق گونج اٹھا تمام جنگل

اچھلا سیمرغ بھی ہوا پہ | بالیدگی آ گئی ہما پہ

رگڑیں بتوں نے ایڑیاں وان | توڑیں لاکھوں نے بیڑیاں وان

دریا کے منھ پہ آ گیا کف | باندھی مرغابیوں نے اک صف

لی باد بہار نے جھرجھری | سانس ایک بھری صبا نے گہری

جب تھم نہ سکی ہنسی وہ مطلق | سینہ ہوئے ہر انار کے شق

نیلا سوسن کا ہو گیا رنگ | تبدیل چمن کا ہو گیا رنگ

انواع طیور میں ہوا غل | پٹی ہر شاخ گل سے سنبل

گل شبو نے بھرا دم سرد | صد برگ کا چہرہ ہو گیا زرد

جو سرو پہ بیٹھی فاختہ تھی | سو وہ بھی حواس باختہ تھی

رقصاں طاؤس خوشنما تھا | ایسا ہی قصہ ہما تھا

جاری ہوئی اک نشاط کی نہر | لہرا اٹھی سرور کی نہر

بعد کچھ عرصے کے خواجہ نے بانسری زنبیل میں رکھ لی اور چپ ہو رہے۔ بران و مجلس وغیرہ تادیر اشک ریزاں عالم محویت میں رہیں جب ہوش میں آئیں مجلس اٹھ کر لپٹ گئی اور کہا خواجہ از برائے خدا نیم بسمل نہ چھوڑیے اب کی پھر گائیے یہ کہہ کر منت کرنے لگی عمرو سمجھا کہ یہی وقت اپنے حال بیان کرنے کا ہے سمجھ کر تھوڑی دیر پھر گایا اور نے کو ہاتھ سے رکھ کر گویا ہوا کہ خاک گاؤں میرا فرزند شہزادہ اسد تو قید ہے خدا جانے میرے ہمراہیوں پر افراسیاب نے کیا آفت کی ہوگی یہ کہہ کر اشک آنکھوں میں بھر لایا بران نے تسکین دی کہ انشاء اللہ آپ کے مع فوج قاہرہ والد میرے اس موذی کی سرکوبی کو بھیجیں گے اور میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گی عمرو نے کہا اے ملکہ آپ کے تفقدات سے مجھے ایسی ہی امید ہے لیکن میرا دل اس وجہ سے اور زیادہ گھبراتا ہے مخمور جو ہر وقت مجھکو تسکین و تسلی دیتی تھی وہ بھی یہاں آکر چھوٹ گئی ملکہ نے کہا میں ابھی آپ کو اس سے ملائے دیتی ہوں اور اسکو بلائے لیتی ہوں یہ کہکر حکم دیا کہ مخمور کو حاضر کرو ساحر دوڑے اور اسی باغ میں جہاں عمرو کے ہم شبیہ پاس مخمور تھی پہنچکر عرض کیا کہ چلیے آپ کو ملکہ بران نے بلایا ہے مخمور یہ پیام سنکر سمجھی کہ مجھکو ساحرہ نے اپنا ہم پیشہ اور معزز جان کر پہلے طلب کیا ہے جب تو جا کر سفارش خواجہ کی کرے گی تو ان کی بھی طلب ہوگی یہ سوچکر نقلی عمرو سے کہا کہ خواجہ دیکھیے ہم سے اور تم سے اب کب ملاقات ہوتی ہے خواجہ نقلی نے جواب دیا کہ تم چلو میں ابھی آ رہونگا یہ تخت سحر پر سوار ہوئی کہ یکایک ایک آواز آئی کہ پشت باغ کی طرف کا دروازہ

ہوا کہ اے مخمور دیکھو تخت پر سوار نہ ہو اس نے یہ آواز سنکر استعجاب کیا اور تخت سے اتر کر در پشت باغ وا کیا
اندر گئی دیکھا یہاں بھی دربار لگا ہے پریزادوں کا مجمع ہے شہ نشین پر بادشاہی میں ہمراہ بہران عمرو بیٹھا ہے
حیران ہوئی کہ ایک عمرو کے پاس سے میں آئی ہوں اور دوسرا یہاں موجود ہے پھر سمجھی کہ بادشاہ طلسم یہاں کا
ہے کر عجائبات دکھاتا ہے وہ عمرو نہ تھا یہ عمرو اصلی ہے اور مجھے پہلے بہلا دیا گیا ہے غرض شکر ہے کہ محنت ٹھکانے لگی
غرضکہ آگے بڑھی اور سامنے ملکہ کے آکر سلام کیا عمرو اٹھکر ملا اس کی خاطر سے ملکہ اور سب اٹھ کر
بغلگیر ہوئے پھر بہران عزیز جان کر برابر اپنے بٹھایا مخمور نے کہا خوب ہے ابھی ہم تم ایک جگہ تھے اور یہاں تم اس
طرح بغلگیر ہوئے جیسے بہت دنوں سے جدا تھے عمرو نے یہ بات سنکر تعجب کیا اور کہا جب سے تم جدا ہوئے ہو
سے الگ ہو میں تجھے آج ملاقات ہوئی ہے یہ کہکر اپنے آنے کا سب حال بیان کیا مخمور نے کیفیت اپنی ظاہر کی
جب دونوں غرق بحر تعجب ہوئے بہران نے کہا خواجہ میرے باپ کو آپ کا استقبال مجھکو مع ناظمان طلسم
بھیجکر کرانا منظور تھا اس لیے ان کو الگ کر لیا تھا کیونکہ یہ ایک ناظم طلسم ہوش ربا تھیں اس جلال و عزت
سے پیشوائی ان کی نامناسب سمجھی گئی یہ تقریر سنکر عمرو خاموش ہو رہا ملکہ مجلس نے کہا کہ ملکہ مخمور کی صورت
دیکھکر مجھکو یاد آیا کہ میں نے چپلا جنین اپنی لونڈی کے پکڑنے کو بھیجا تھا وہ ہنوز اب تک نہ آیا نہیں معلوم کیا
ماجرا گذرا یہ کہکر اپنی ماں عمران جادو سے کہا کہ بابی اماں ایک پتلا آپ بنا کر خبر کو بھیجئے دیکھیے وہ کیا
خبر لاتا ہے اس کی ماں نے بموجب اس کے کہنے کے پتلا آرد ماش بنایا اور سیمرغ کا اسمین بٹھا کر روانہ کیا بعد
اس کے جانے کے عمرو نے مخمور سے کہا کہ ہم کو یہاں کا ایک ساحر پکڑ کے گیا تھا یہ کہہ کر حال چرخ وغیرہ کا
بیان کیا چرخ کا نام سنکر بہران نے کہا خواجہ آپ نے خوب یاد دلایا وہ چرخ جو آپ کے ساتھ آیا تھا دارالامارۃ
شاہی میں میرے ملازموں نے قید کیا ہے اس کے بارے میں کیا ارشاد ہوتا ہے عمرو نے کہا اس کو ملک
چرخ رد میں تن عنایت کرکے رخصت فرمائیے ملکہ نے کہا چرخ کو نکلئیے تاکہ دیدار اُس کا دیکھا جائے
عمرو نے اسکو زنبیل سے نکالا سب کو بڑا تعجب ہوا کہ عمرو کیسے زندہ آدمی نکالتے ہیں غرض سب نے
دیکھا کہ چرخ کی زبان میں سوزن دیا ہے لنگوٹی بندھی ہے سارا جسم ننگا ہے اور بیہوش پڑا ہے بہران نے
فرمایا کہ سوزن نکال لیجیے اور اس کو ہوشیار کیجیے عمرو نے کہا سوزن نکالنے سے یہ ساحر ہے ضرر پہنچا
یا بھاگ جائے تو میں نہیں جانتا ملکہ نے کہا کیا مجال جو میرے سامنے سے کہیں جا سکے خواجہ نے اسکو
ہوشیار کیا اور سوزن نکال لیا اس کی جب آنکھ کھلی عمرو کو دیکھ کر چاہا کہ بھاگ جاؤں یہ ان سنا ایک
پھول گلاب کا گلدستوں میں سے جو بہر زینت بزم رکھے تھے اٹھا کر مارا اور حکم کیا جانے نہ پائے اس پھول
کی پنکھڑیاں بکھر کر چار طرف سے بسان تیر آتشین اسپر چلیں وہ بھی ساحر زبردست ہے اس نے سحر پڑھکر
دم کیا کہ وہ پنکھڑیاں مرجھا کر گر پڑیں پھر تو وہ غصہ ملکہ کو آیا کہ ایک پاؤں سے کھڑی ہوگئی منہ مثل گل گلاب
سرخ ہو گیا لب نازک برنگ برگ بید تھرانے لگے آنکھیں لال ہوگئیں مشابہ مردم یاقوت بدخش ہوئے

اور دونوں ہاتھ سر سے بلند کیے جیسے کوئی انگڑائی لے اس وقت اس سفاک عالم کے حسن کی یہ کیفیت تھی کہ بیت ہاتھ ہے بالاے سر و روے منور کے گرد + ڈھنگ دنیا سے جدا ہے تری انگڑائی کا + ہاتھ بلند کرتے ہی چار سو چیلے تیر و کمان لیے ہوا سے اترے چرخ بزور سحر اڑ کر بلند نہ ہوا تھا کہ تیر چار سو ایک ہی مرتبہ چیلوں نے مارے جسم سارا اس کا غربال ہو گیا وہ خطا گرفتہ گوشہ گیر دامن اجل ہوا پیر اس کے جلانے لگے ملکہ نے لاش اس کی کھنچوا کر پھنکوا دی اور چند کشتیاں خلعت کی درست کرا کے مع تاج مرصع اور فرمان حکومت کے جوہر کے پاس بھیجیں ملازمان ملکہ جب جوہر کے پاس لائے وہ منتظر تھا کہ دیکھیے خواجہ سے کب ملاقات ہو اس وقت خلعت دیکھ کر پوچھا کہ یہ کیا ہے ملازموں نے عرض کیا کہ خواجہ صاحب نے یہ خلعت و فرمان حکومت قلعہ چرخ آپ کو بھیجا ہے ہوشیار بہت خوش ہوا اور کچھ ساحر نامور ملکہ کے حکم سے اس کو تاج حکومت پہنا کر تخت پر بٹھا کر روانہ ہوئے یہاں تک کہ قلعہ مذکور میں لے جا کر تخت فرمانروائی پر بٹھایا سرداران فوج کو فرمان ملکہ سنایا افسران نے لشکر کے جب ساحران معزز کو ہمراہ دیکھا سمجھے کہ اگر ہم سرکشی کریں گے ان سے لڑ نہ سکیں گے اور دوسرے بادشاہ طلسم سے لڑائی پڑ جائے گی پس یہ سمجھ کر حاکم بادشاہ طلسم کی اطاعت میں سرگرم ہوئے منادی نے ندا کی جو بادشاہ حال کا مطیع نہ ہو گا قتل کیا جائے گا سب اکابرین قلعہ مسطور حاضر ہوئے نذریں گذرنے لگیں چنانچہ یہ جوہر تو یہاں کی حکومت پا کر عیش کرتا ہے مگر بران خواجہ نے مخمور کو اندر بارہ دری کے لے کر بٹھایا اور خاطر داری کرنے لگی مخمور سے یہ پوچھا کہ کیوں تم نے افراسیاب کو کیوں چھوڑا اور خواجہ کی رفاقت کس لیے اختیار کی مخمور نے عرض کیا کہ میرا یہ رتبہ کہاں جو خواجہ کی رفاقت کروں بران نے کہا خواجہ ایسی خوبیوں کے آدمی ہیں کہ ہر ایک ان سے محبت کرتا ہے اچھا مخمور اب بتا کہ ہمارا باپ زبردست ہے یا افراسیاب مخمور نے کہا دادی میں کیونکر افراسیاب کو کم زور کہوں کیونکہ دشمن کیسا ہی ذلیل و خوار کیوں نہ ہو لیکن اپنے سے زبردست اور اپنے طرفداروں سے زور آور اس کو جاننا چاہیے کہ بیت جو نہ سمجھا اپنے دشمن کو قوی + کام میں اس کے پڑے گی ابتری + بران کو یہ جواب اس کا پسند آیا اور ہنس کر کہا واہ واہ خوب تم نے باتوں میں افراسیاب کو زبردست بتایا مخمور نے جواب دیا کہ حضور میں نے اس کی زبردستی دیکھی ہے جو دیکھا ہے وہ کیوں نہ کہوں آپ کے یہاں آئی ہوں اگر جانتی ہوتی پہلے سے تو بزرگی اور حقارت میں بہ نسبت آپ کے اور افراسیاب کے تمیز کر سکتی اس کے پاس حجرہ ہفت بلا ہے لوح دار طلسم ہے آپ کے یہاں بتلائیے کیا کیا چیز عمدہ ہے بران نے کہا ہمارے طلسم میں گنبد سامری ہے جو ساحران عالم کی پرستش گاہ ہے میرے پاس اختر مردارید سامری ہے جو ہزاروں سحر دم بھر میں پیدا کرتا ہے مخمور نے کہا تو آپ کا اور افراسیاب کا برابر مقابلہ ہے خدا ایسا کرے کہ وہ مواغارت ہو اور آپ اس پر فتح پائیں اور اے ملکہ دوران آپ نے جو خواجہ کو ٹھہرا رکھا ہے

یہ عیش اس کے لیے بدتر از تیغ ہے کیونکہ مہرخ وہاں اکیلی ہے اگر وہ کام آئے تو آپ کے لیے اور خواجہ کے لیے
بڑی بدنامی ہے کیونکہ سب کہیں گے عمرو لڑ نہ سکا بھاگ گیا اور کوکب نے دربردہ دوستی شاہ جادواں
کرکے عمرو کو بچایا۔ کھابران نے یہ تقریر سنکر فرمایا کہ تم سچ کہتی ہو مگر میں مزاج میں اپنے باپ کے دخل نہیں
رکھتی خواجہ کا جانا بغیر ان کی ملاقات نہ ہوگا اور ملاقات ہونے کا تقاضا نہیں کر سکتی مخمور نے کہا خیر جبتک
کمک کچھ بھیجیے ملکہ نے کہا ہاں یہ ہوسکتا ہے اور چاہا کہ ایک ناظم ملک کو بہر روانگی حکم دے اس وقت عمرو
نے کہا اے ملکہ آپ پہلے دو ساحر خبر لینے کو بھیجیے کہ میرے لشکر کا حال دیکھ آئیں اگر کچھ امر نوع دیگر
خدانخواستہ ہو تو مجھکو روانہ کر دیجیے گا ابھی بغیر اجازت اپنے باپ کے مدد نہ بھیجیے ملکہ نے کہا بہتر ہے
اور دو ساحروں کو حکم دیا کہ جاؤ لشکر مہرخ کی خبر لاؤ ساحر روانہ ہوئے اب یہ ساحر تو لشکر کی خبر کو جاتے
ہیں لیکن حال لشکر کا سنیے کہ بہار و مہرخ دونوں آمادہ جنگ مصور اور سحر کی تیاری میں مصروف ہیں ادھر
مصور بھی بارگاہ سے لشکر سحر درست کرنے آیا تھا اسی رات کو کہ جس شب بران کے یہاں عمرو نے نے نوازی کی
ہے حیرت نے چاہا کہ طبل جنگ بجواؤں اس لیے مصور سے کہلا بھیجا کہ آپ طبل جنگ بجوانے کو فرما گئے تھے
میں حکم نواختن کوس حرب دیتی ہوں مگر آپ سے اجازت چاہتی ہوں یہ پیغام سنکر مصور خود حیرت
پاس آیا اور کہا اے ملکہ ابھی آپ تامل کریں مجھکو شاہ جادواں نے نامہ میں طنز کی عبارت لکھی تھی اس وجہ سے
چاہتا ہوں کہ یکہ و تنہا بارگاہ حریف میں جا کر سب کو پہلے سمجھاؤں اگر نہ مانیں تو گرفتار کر لاؤں حیرت نے
کہا در حقیقت یہ ایسے ہی ہیں نبیرۂ سامری کے آگے چند ساحروں کا پکڑ لینا کیا بات ہے لیکن تنہا آپ کی بلا
جائے ملازم موجود ہوں تو کیوں آپ اکیلے جائیں اس نے جواب دیا کہ اے ملکہ نام میرا اسی بات میں ہے
اب مجھے نہ روکیے یہ کہکر پکار کر کہا جو عیار کہ یہاں بشکل مبدل لشکر حریف کے ہوں وہ جا کر خبر کر دیں کہ
خداوندزادے اکیلے تمھارے قتل کو آتے ہیں یہ کہہ کر چلا حیرت بھی چپ ہو رہی کہ آج اس کا کمال
دیکھوں اور عیار جو یہاں حاضر تھے وہ بھی چلے اور یہاں آکر ملکہ مہرخ سے حال اس کے آنے کا بیان کیا
اس نے بہار سے کہلا بھیجا کہ جس کے لیے تم سحر تیار کر رہی ہو وہ اکیلا آتا ہے بہار اپنے خیمہ میں اگیار
کرکے سحر پڑھ رہی تھی اور ایک پتلی ماش کے آٹے کی بنا کر زعفرانی لباس پہنا کر جنگیر پھولوں کے گجرے کا اسکے
ہاتھ میں دیا تھا اور گہنا پھولوں کا اُسے بھی پہنایا تھا پھر اس کو بھینٹ دے کر وعدہ وقت پر جلانے
سکانے کو آگ میں جلایا تھا کہ خبر آمد مصور رسی فوراً اندر بارگاہ کے آئی اور وہ ڈنگل پر بیٹھی تھی کہ ہرکاروں
نے بعد دعا و ثنا کے عرض کیا کہ مصور لباس رزم پہنے چھڑی ہاتھ میں لیے قریب بارگاہ پہنچ گیا ہے یہ خبر
سنتے ہی بہار نے جلد کر دستک دی وہاں مصور چلا آتا تھا کہ یکایک آواز جھانجھ کی سنائی دی اس نے
سر اونچا اٹھا کر دیکھا تو ایک نازنین سمن اندام کو تخت سحر پر سوار پایا کہ روشنی گلاسوں کی گرد تخت کے
ہے اور وہ شعلہ حسن بیچ میں مسند ناز پر بیٹھی ہے حقیقت میں مسند نشین انجمن دلبری و رونق ماہ منظری

یہ دیکھکر منصور ٹھٹکا اور وہ تخت پر آیا اس نے دیکھا کہ یہ غارت گر تاب و تواں لباس زعفرانی پہنے ہے جیسے عشق میں چہرۂ عاشقاں زرد ہے دلہن عاشق کے درد ہی ہوتے کا عطر سارے جسم میں لگا ہے فتنہ برپا کرنے والا ہے نسیم بہار کا دماغ بسانے والا ہے جگنو پھولوں کی تور سے پوشش پڑا دست نازک میں لیے ہے غنچہ خاطر عاشقاں شگفتہ کیے ہے شکل و شمائل میں وہ ماہ چہاردہ آسمان زیبائی دلبری خود ہے سراپا چشم بد دور نور ہے آفتاب اس کی جبین نورانی دیکھ کر جھکا آتا ہے نہیں اس جبین پر صدقے ہوا چاہتا ہے مانگ اس کی موتیوں سے بھری ہے یا تاروں سے رات بھری ہے کانوں میں گہرہائے آبدار آویزاں اس پہ زلف سیہ کا آجانا گویا ناگنی انڈوں پر بیٹھی تھی نہیں نہیں یہ بیہودہ تشبیہ ہے کیا گہر کی بالی کان صباحت کے حلقہ بگوش اختیار کی ہے چشم خمارین کے ڈورے رگ گل سے سوا نازک تھے دم محبت میں اسیر کر لیتے تھے خال سیاہ قریں چشم یا کوئی مست میخانہ میں پیلے خم سے لپٹ رہا تھا ناک خود بینی کی ناک تھی خاطر عشاق اسی کو پیار کرکے غمناک تھی گالوں ایسی گدرائی تھی کہ نہال حسن میں پھل آئے تھے ہونٹھ ایسے چوسنے کے قابل تھے کہ عاشق انھیں دیکھکر ہونٹھ چاٹیں کام و دہان انھیں لذتوں پر مائل تھے دھواں دھار دھڑی مسی کی جمی اور مسکراہٹ سے شرم عوض سرخی کے رچی دہن تنگ آرزوے جان و دل خاطر تمنا کی طرح گم تھا زبان منھ میں تھی یا نزاکت سمٹ کر سمائی تھی اسی کا سکہ بٹھا کر

نظم

وہ ظالم کے مسی آلودہ دنداں ۔ جھلک میں موتیوں سے تھے دو چنداں
پڑے ہونٹوں میں تھے ایسے دمکتے ۔ کہ یوں جوں رات کو جگنو چمکتے
یقیں ہوا اس کو جو دیکھے دلستاں ۔ کہ بیشک یہ ارم کا ہے گلستاں
بنے دو پستان سونے کے بیان میں ۔ کہ سونے کے کلس ابھر عیاں ہیں
زبس تھا صاف سینہ پیٹ بھی صاف ۔ بدن آئینہ ساں براق شفاف
شکم پر دو شکنوں کا ذکر کیا تھا ۔ فقط وہ عکس خوبی کا پڑا تھا
ستارہ سی دمکتی تھی پڑی ناف ۔ بھلا کوئی کرے کیا اسکا اوصاف
وہی تو حسن کے چشمہ کی تھی سوت ۔ نہ تھی وہ ناف تھی اک بہ اگتی جوت
یہی کہتی تھی اس کو دختر رز ۔ کہ ہے یہ تو بعینہ جامے ہونز
کروں کچھ اور اعضا کا میں کیا ذکر ۔ کہ ناحق کی بھلا آتی کہاں فکر
زہے مضمون عالی دماغی ۔ چڑھا دیں بلبلیں اس کو چراغی
سپرس از بند شلوار از دگر ہیچ ۔ حکایتہا ست انجا پیچ در پیچ
لگا کر ناخن پا سے وہ تا فرق ۔ سراسر حسن کے دریا میں تھی غرق
غرض وہ شوخ اسکی پلکے آہٹ ۔ لگی دکھلانے اپنی چلبلاہٹ

یعنے تخت سے اتر کر خراماں خراماں مصور پاس آئی یہ اس کو دیکھکر جو جال ہو چکا تھا حیرت زدہ ہوکر رہگیا
اس آئینہ رو نے آتے ہی ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کیوں اے بیوفا یوں بھی کوئی اس طرح بھول جاتا ہے کہ بیت
آہ ازان شوخ کہ تا سر نشود خاک درش ٭ بر سر عاشق بیجان نفتد گذرش ٭ مصور اپنے دل میں حیران ہوا
کہ یہ کون نازک بدن غنچہ دہن ہے جو محبت ظاہر کرتی ہے لیکن پوچھ نہ سکا کہ یہ زیادہ بے مروت کہے گی
اور گلہ کرے گی کہ یہ پہچانتے بھی نہیں یہ سوچکر اس کی باتوں کا دیباہے اس نے جواب دیا کہ اے مایہ آسایش
و آرام فرد تا نہ ہو دلبر کی جانب سے کشش ٭ عاشق بیچارہ کیا کر سکے ٭ اچھا اب یہ شکایت جانے دو مجھ
تم یہاں ٹھہرو میں ان نمک حراموں یعنے مہرخ وغیرہ کو پکڑ لاؤں تم آپ کو اپنے لشکر میں لے چلوں وہ
پریزاد یہ کلمہ سنکر ہنسی اور کہا خیر میں ایسی مستانی ہوں جو ان کے انتظار میں یہاں کھڑی رہوں جب لوٹ کی
فتح کر کے آئیں گے تو مجھے لے چلیں گے اے صاحب ذرا ہوش پکڑو ذرا حواس درست کرو کیا میں
اپنے بس میں ہوں جو کھڑی رہوں لو یہ تحفہ حاضر ہے دیکھ لو اور مجھکو رخصت کرو یہ کہکر وہ چنگیر آگے
بڑھایا مصور نے اس کو ناراض ہوتے دیکھکر رخسار نازک پہ ہاتھ پھیرا اور کہا اے جان جہاں خفا
نہ ہو یہ بتلا دو کہ تم کون ہو اور یہ تحفہ کس نے بھیجا ہے اس نے اس کلمہ پر ٹھنڈی سانس بھری اور کہا
او بیوفا جب تو پہچانتا نہیں تو ہم کیا اپنا نام بتائیں اور تحفہ کا حال چنگیر کھولنے سے ظاہر ہو جائیگا
مصور اس کی لگا منتیں کرنے اس نے کہا صاحب تم میرے پیچھے کیوں پڑگئے ہو استکا مقدمہ ہے دیکھو
میں بدنام ہو جاؤنگی یہ تحفہ لے لو اور اپنے کام پر جاؤ پھر کبھی سامری چاہینگے تو ملاقات ہو جائیگی
مصور یہ کلام سنکر سوچا کہ دیکھو تو چنگیر میں کیا ہے اور وہ کون ایسی رشک چمن ہے جسنے باین تکلف
ایسے پریزاد کے ہاتھ تحفہ بھیجا ہے یہ سمجھ کر اس نے چنگیر کا تورہ پوش اٹھایا دیکھا اس میں ہار اور گجرے
پھولوں کے عطر سے بسے رکھے ہیں یہ کہہ کر متفسر ہوا کہ یہ کس نے بھیجے ہیں اس گلعذار نے کہا ان
پھولوں کو سونگھو اور آنکھوں سے لگاؤ پھر آپ ہی اس کا حال معلوم ہو جائیگا جسنے بھیجے ہونگے
مصور سمجھا کوئی ساحرہ مجھ پر عاشق ہے اس نے یہ بھیجا ہے اور نازنین سے حال چھپایا ہے ان پھولوں میں
کچھ سحر کی لاگ رکھی ہوگی جب تو اس کو سونگھے گا خود بخود تیرے قلب پر نام و نشان اس پردہ نشین
چشم مصور کا منکشف ہو جائیگا یہ سمجھ کر گجرا ہاتھ میں باندھ لیا اور ہار گلے میں ڈالے پھولوں کو
سونگھ کر آنکھوں سے لگایا یہی سحر تھا بہار کا کسی طرح یہ پھول سونگھ لے پس پھر آپ میں نہ رہے گا
اور اسی واسطے یہ زن سحر نام نہ بتاتی تھی کہ ایسا نہ ہو نام بہار سنکر اس کو عدو سمجھے اور پھول نہ سونگھے
اب جو پھول اس نے سونگھے اور ہار گجرے پہنے اس نازنین نے ایک قہقہہ مارا اور کہا نام اس تحفہ
بھیجنے والے کا معلوم کیا اگر نہ معلوم کیا ہو تو پھولوں کی پتیاں دیکھو اس گل باغ رعنائی نے ورق گل پر
شاخ نرگس کا قلم بنا کر تھین نام لکھا تھا مصور تو دو میتاب ہو چکا تھا اس کے کہنے سے مجموعہ اوراق گل کو

پریشان کرکے درس طغرا سبزہ نارجن محبت پڑھنے لگا تیون پر یہ لکھا پایا کہ ملکہ بہار جادو نے یہ غنچہ خوش اندام کنیز کے ہاتھ مصور جادو کو بھیجا ہی اور کنیز کو بھی ان کا خدمت کے لیے مقرر کیا ہی بس یہ سنتے ہی تالیاں بجانے لگا اور پکارا کہ بہشت باغ میں آگئے ہیں وان سے گل رعنا ابتک ہے جس جگہ سایہ پڑا اقامتِ رعنائی کا + یہ کہکر اس غنچہ دہن پر جو تحفہ لائی تھی دست ہوس بڑھایا اور ہاتھ پکڑکر اپنی طرف کھینچا وہ درحقیقت ایسی نازک تھی کہ اس کے ہاتھ لگاتے ہی ٹوٹ گئی یعنی زمین پر گرکر سر الگ پاؤں الگ ہاتھ الگ سب جوڑ کلی کی طرح بکس کر پھول کی پنکھڑی کے مثال الگ الگ بکھر گئے مصور نے ایک نعرہ مارا کہ ہائے یہ کیا غضب ہوا اے جان مجھکو یہ نہ معلوم تھا کہ تو ایسی نازک ہی یہ کہکر اس کا سر چھاتی سے اٹھاکر چاہا گلے لگاؤں مگر وہ سر کیا تھا کاسۂ حباب تھا اس کے چھوتے ہی پانی ہوکر بہہ گیا اور اسی طرح جس اعضا کو اس نے ہاتھ لگایا وہ پانی ہوا جب وہ صورت رنگین اور نقشہ نگارین سامنے سے بلبلے کی طرح لٹ گیا بلبل نمط یہ بھی فغان دشیون کرنے لگا کہتا تھا میں تو وہی لون گا ہائے میں تو وہی لونگا اسی طرح بکتا ہوا وہی لونگا دہی لونگا کہتا ہوا پھرتا تھا اور حبیب زیادہ تر اس دل آرام کی صحبت یاد کرکے بیقرار ہوتا تو بے تابانہ یہ اشعار زبان پر لاتا کہ بموجب

ابیات

کوچے سے یار کے نہ صبا در پھینک اسے　　مدت کے بعد آئی ہے خاک اپنی راہ پر
قسمت کی خوبی دیکھیے اس شاہ حسن کو　　دعوی کا ہوا فقیر کا مجھ داد خواہ پر
میں کشتی شکستہ دریائے عشق ہوں　　روتا ہے ناخدا مرے حال تباہ پر
یاد آگیا ہے سبزہ جو مژگان یار کا　　بوسے دیے زمین دیدہ مردم گیاہ پر
گوشے بتان کے پردے چھپٹے اسکے شوپ　　رحمت خدا کی اپنی اثر دار آہ پر

غرضکہ اسی طرح تا دیر بیتاب و آشفتہ حال پھرا اور اس طرف ملکہ بہار نے سراپچہ بارگاہ کے اطراف میں سردار اسکا حال پریشان ونزار دیکھ کر ہنسنے لگے اس طرف چند لشکری جمع ہوگئے جب یہ کہتا ہی میں وہی لون گا سب پوچھتے ہیں اسے میان کیا لوگے یہ کچھ جواب نہیں دیتا سوائے اس کہنے کے کہ وہی لون گا آخر لشکر کے لڑکے تالیان بجانے لگے کوئی کہتا نے گا خبطی ہے کا کوئی پکارتا کہ بھئی دل لگی نہ کرو اب بلا دیے گا ضرور کوئی کہتا اچھا آؤ ہمارے ساتھ ہم دلا دین کوئی بولتا کہ ادھر دیکھو یہ لوگے کوئی کہتا دیکھو وہ آئی یہی لوگے نہ کوئی ہنستا ہوا پاس آتا اور کہتا کہ ارے بھئی تمھاری بی بی کو بلا دین یہ ایک ایک کو کھسیا ہوکر مارنے دوڑتا وہ سب متفرق ہو جاتے جب یہ ٹھہر جاتا اور بیقراری کرتا تو پھر سب جمع ہو جاتے دھبکا یہ نیرہ ساحری ہی ہر چند کہ سحر سحر ہی مگر غضب کا ہوا اور سوچا کہ ملکہ بہار کو جاکر پکڑ لا اسی سے میرے معشوق کا پتہ ملے گا یہ سوچکر چاہا کہ بارگاہ میں جائے لیکن ان تجردن وغیرہ کا اثر تو یہ ہی کہ انسان عاشق بیمار ہوتا ہی بس اسی دل کا خیال [illegible] سوچا کہ اگر تم گئے اور بہار ایسا لڑکے

اس لڑائی مین یہ گجرے اور پھول ٹوٹ گئے تو نشانی بھی اس گلبدن کی برباد ہوئی اس سے بہتر یہ ہے کہ گجرے وغیرہ جل کر اپنے لشکر مین رکھ آؤ اور پھر آکر مقابلہ کرو یہ سمجھ کر پھرا اور کہتا چلا کہ مین تو وہی ہون گا لڑکے تالیان دیتے ساتھ چلے کوئی کہتا لو لو ہر دم یہی کہتا جاتا ہر کوئی کہتا واہ بے چڑیا کے کیا دھن لگائی ہے ہم تو وہی ہین گئے غرضکہ ایک قصہ برپا ہے جیسے اتو یا دیوانے کتے کے پیچھے تالیان دیتے ہین اس کے فوج اطفال ساتھ کرا اور یہ کہتا جاتا ہے کہ ابیات

ابیات

ہون وہ دیوانہ مرے ہاتھ مین دفتر محشر — سو جس نامۂ اعمال گریبان ہوگا
ایک پر پروے بنائی یہ ہماری صورت — سیکڑون پریون مین کیا حال سلیمان ہوگا
دست وحشت تو سلامت ہے نہ خورشید و — ایک جھٹکے مین نہ دامن نہ گریبان ہوگا
ہین وہ ذبح جو انداز یہ جلادی کے — ملک الموت کو بھی موت کا ارمان ہوگا
صبح نے پائی کہان رونق سی جامہ دری — پردۂ صبح مین میرا ہی گریبان ہوگا
آج ہے دست رفوگر مین گریبان میرا — کل مرا ہاتھ رفوگر کا گریبان ہوگا
اک ذرا جوش پہ آئے تو یہان غیرت عشق — ہمنشین وصل کا اٹھا انھین ارمان ہوگا

الحاصل جب یہ لشکر اسلام سے نکل گیا لڑکے اور لشکری پھر آئے اور یہ دشت لشکر مین پہونچے وہان بھی یہی حال ہوا اور غلغلہ سنکر حیرت نے پوچھا کہ یہ کیا غل ہے ملازم دوڑے اور خبر لے کر گئے کہ مرشد زادے کہتے ہین کہ مین تو وہی ہون گا اور لشکر کے لونڈے تالیان بجاتے آتے ہین حیرت یہ خبر سنکر متعجب ہوئی کہ اسی اثنا مین دربار مین آیا اور پکارا کہ اے ملکہ حیرت مین تو وہی ہون گا دربار مین ایک قہقہہ اڑا کہ ملکہ نے سب کو گھڑکا اور کہا آئیے اے مرشد زادے وہی بیٹھے مسعود یہ سنکر کرسی پر بیٹھا ملکہ نے دیکھا کہ ہار پہنے ہے گجرا ہاتھ مین بندھا ہے سمجھ گئی کہ یہ سحر مین میری بہن ملکہ بہار کے مبتلا ہے دل مین بہت خوش ہوئی کہ میری بہن نے مرشد زادے کو دیوانہ کر دیا اگر بظاہر کہا کہ صاحبو مین انھین منع کرتی تھی کہ اکیلے نہ جاؤ انھون نے نہ مانا دیکھو آخر اس شخص کے سحر مین مسحور ہوئے کہا ایک ہی شوخ و چنچل ہے اب اس سحر کا رد شاہ جادوان کے سوا اور کوئی نہین جانتا جب یہ گجرے اور ہار مرجھا کر ان کے پاس سے دفع ہون تو یہ ہوش مین آئے صورت نگار نے جو اسکی یہ تقریر سنکر رونے لگی اور ہزارون سحر پڑھ پڑھ کے پھونکے مگر پھول مرجھا اور نہ مسعود کا دیوانہ پن گیا ناچار صورت نگار نے ایک قاصد خدمت شاہ طلسم مین بھیجا اسنے سب حال جا کر بادشاہ سے کہا بادشاہ طلسم باغ کے دربار مین باغ سیب کے اندر تھا یہ حال سنکر غضبناک ہوا اور ہاتھ بڑھایا سیب کے درخت سے ایک سیب ٹوٹ کر ہاتھ مین آگیا اسکو کاٹ کر آدھا آپ کھایا اور آدھا سحر پڑھ کر قاصد کو دیا اور ایک نامہ بھی لکھ کر قاصد کو حوالہ کیا مضمون نامہ کا یہ تھا کہ اے حیرت تم بیس برس سے ہماری معشوقہ ہو مگر افسوس کہ ایک ذرا سا سحر اس چھوکری بہار کا تم سے نہین اتر سکتا معلوم ہوا کہ تم کو اس بات کا رشک ہے کہ مین جو بہار کو پیار کرتا ہون تو تم مجھ سے قسم لے لو جو مین نے آج کل

اس کا نام بھی لیا ہو غرض اب نصف سیب کو جو ہم نے بھیجا ہے کھا لینا اور سحر مصور کا اتار دینا تیلز پاس
وسیب سنکر حیرت پاس آیا اس نے جب مضمون دریافت کیا سیب کھا لیا اور ہنسکر کہا اسے
صورت نگار میں سحر اتارتی ہوں اگر تمہارے سمیان کے عوض اور کوئی ہوتا تو شاہ جادوان اس سحر کا توڑ
کبھی نہ بتلاتے لیکن یہ مرشدزادے ہیں اتنے جان تک نثار ہے یہ کہکر ایک پاؤں سے کھڑی ہوگئی
اور سحر پڑھکر بدے ہوا بھونکا منھ سے شعلے نکلنے لگے جسم خاکی میں دہن نے کرۂ نار کی صورت پیدا
کی بخارات گرم منھ سے ایسے نکلے کہ دماغ روزگار میں حرارت ہویدا ہوئی ہوا سے گرم کے جھونکے
نہ تھے مادہ سرسام سرد ہر عاقلہ مسالنین گرم زمانہ بھر تاعق تنفتر ہو کہ ایسی ہوا گرم چلی کہ وہ گجرے
اور ہار وغیرہ بہار کے خزان رسیدہ گل کی طرح مرجھا کر خشک ہوگئے مصور بیہوش
ہوگیا پھر جو ہوشیار ہوا کہا میں کس حال میں ہوں صورت نگار نے سب کیفیت اس کے دیوانے
ہونیکی بیان کی اور اسنے خود بھی دیکھا کہ ملکہ حیرت ایک پاؤں سے کھڑی ہے اور لاٹ شعلے کی بنی ہے
اس کو کمال شرم آئی جب حیرت سحر اتار چکی تو آپ بھی بصورت اصل ہو کر بیٹھی اور کہا اسے
مرشدزادے میں آپ سے منع کرتی تھی کہ تنہا نہ جائیے آپ نے نہ مانا آخر اس شوخ دیدہ بہار نے
یہ بے ادبی آپ کی جناب میں کی اگر آپ کی جگہ کوئی دوسرا ساحر ہوتا تو ہرگز یہ سحر اس پر سے نہ اترتا ایک
بار شہ بلیا اور قہر وغیرہ پر یہ سحر بہار انتخیہ ہوا تھا وہ شہر ناپرسان میں آکر غش کرنیکا تھا شہنشاہ ساحران نے اسکو
مار ڈالا اگر سحر اس پر سے رفع ہو سکا مصور نے اپنی دیوانگی کا حال سنکر کہ یہ کیفیت میری تھی کہ میں تو دہی
ہوں گا کہتا ہوا بیابان آیا تھا بت غصہ آیا بیساختہ فہمائش کرنے پر حیرت کے غضبناک ہو کر کہا کہ اسے
ملکہ اگر بارگاہ حریف میں جا کر صرف تنے پکڑ کرے جوتیاں مارتا چلی پکڑ کر کھینچتا ہوا اس گیسو بریدہ
بہار کو آپ کے سامنے نہ لایا تو مجھ کو مصور نہ کہیگا یہ کہکر اور بہت کچھ برا بھلا بہار کو کہا کیا حیرت
از بسکہ بہن بہار کی ہے اسکو یہ لاف زنی نہایت بری لگی اور سمجھی کہ یہ ابھی اپنی سزا کو نہیں پہونچا
میں مفت ناحق سحر اتارا خیر اب جو یہ جاتا ہے مانع ہونا نہ چاہیے بہن میری کچھ علاج نہیں جو کچھ کھا لیگا اور اسکی
بد یہ دیوانہ ہوا تو سحر بھی اتارنا مناسب نہیں یہ سمجھکر بظاہر تائید اس کے کلام کی کرنے لگی کہ واقعی آپ
ایسے ہی ہیں اچھا جائیے اور جلد پکڑ کے لائیے مصور اٹھکر چلا تھا کہ اس کی زوجہ نے کہا اب رات زیادہ
گئی ہے اگر آپ بستر خواب سے بہار کو پکڑ لائے سب یہی کہیں گے کہ رات کو چوروں کی طرح سے مصور
پکڑ لائے اور اس وقت بارگاہ میں فوج اور سردار وغیرہ کوئی نہ ہوگا مردانہ آپ نے ارادہ گرفتاری کا
فرمایا ہے وہ اس وقت ممکن نہیں یہ تقریر زوجہ کی سنکر یہ رکا اور اپنی بارگاہ میں پھر آرام سے اپنی زوجہ
کے گیا حیرت بھی خوابگاہ میں گئی جب مصور قدرت نے رنگ سفیدۂ صبح و سرخی شفق سحر تصویر دہر
میں بھرا اور رخ سپہر پر شبیہ مہر کو کھینچا کسا بیات

نقاش ازل نے قلم صنع سے کھینچی ورق چرخ پہ خورشید کی تصویر
بے شمع خود بزم جہان میں تھا اندھیرا پیدا ہوئی پھر مہر جہانتاب کی تنویر

حیرت وکھرج اپنی اپنی بارگاہ میں تخت حکومت پر جلوہ فرما ہوئیں مرصع بارگاہ تعداد پر سرداران سے دوجانب معمور ہوا کرسی نشینان درگاہ شاہی بصد کروفر جلوہ گستر ہوئے دور شراب ناب وطبلہ چنگ ورباب آغاز ہوا مصور نے بیدار ہوکر اول پرستش سامری کی پھر حیرت پاس آیا اور کہا میں بہار ز کو گرفتار کرنے جاتا ہوں حیرت نے کہا سامری کے حوالے کیا یہ سنکر وہ روانہ ہوا لیکن جو اسیس لشکر عمرو بطور مخفی حاضر تھے وہ اس سے پہلے بارگاہ میں آئے اور زمین عظمت کو لب عجز سے چوم کر عرض پیرا ہوئے کہ اے ملکہ نظم

ہے عدل تیرے عصر میں اتنا کہ بر فلک بارہ برج نظم ونسق سے ہیں منتظم
یزدان پرست فضل نے تیرے کیا اسے تھا وہ جو کوئی معتکف خلوت عدم

مصور خود سر نے ایسا کچھ لاف وگزاف کیا ہے اور بہر گرفتاری بہار آتا ہے یہ کہہ کر کنارہ کش ہوئے اور ملکہ نے بہار کی طرف دیکھا اس بہار باغ حسن نے مسکرا کر گلفشانی فرمائی کہ آپ بیٹھی رہیے کوہ وہ باغ سبز دکھاؤں کہ یاد کرے اور وہ آسیب پہونچاؤں کہ پھر نظر نہ آئے یہ کہکر وہ رنگ افزاے گلشن نشاط اٹھی کنیزان یاسمن بدن اس کے ہمراہ چلیں اور باہر بارگاہ کے پہونچکر ایک میدان صاف وپاکیزہ میں ٹھہری چار گلدستے جھولی سے نکال کر مشرق مغرب جنوب شمال ہرسمت ایک ایک پھینکدیا یکایک ہر سمت سے سیاہی پیدا ہوئی ایسا کہ تمام لشکر اسلامیان کی نگاہ میں اندھیرا چھا گیا کچھ معلوم نہ ہوتا تھا بعد ایک لحظہ کے جہان تیرہ منور و روشن ہوا سب نے دیکھا کہ معمار سحر دنیرنگ نے چار دیواری نقرئی وطلائی دم بھر میں تعمیر فرمائی ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی لگائی ہے بہشت بریں کی نقل بنائی ہے ہر دروازہ اس احاطہ میں زبرجد کا لگا ہے سبز رنگان دہر کا نصیب کھلا ہے اس طرح کھلا ہے گل بوستان رعنائی اس حصار نقرئی وطلائی میں بکمال نازو ادا اور زیبائی داخل ہوئی اندر اس حصار کے باغ سحر ایسا تھا کوئی مثل کہتا ہے کہ چیز ایسی عمدہ ہے کہ سحر معلوم ہوتا ہے یہاں اصل میں سحر کا کارخانہ تھا پھر اس گلستان روح پرور کا وصف کیا ہو سکے مختصر یہ کہ نزہت انگیز ونیرنگ سے بھرا تھا شاخہاے گل پر ہر رنگ طائر بہار نے آشیانہ بنایا تھا گلوں نے نمک خندہ سے تو دیدگان الفت کے زخم دل پر نمک چھڑکا تھا بلکہ خندہ رنگین سے حدیقہ دہر کو چھکا بنایا تھا شوخی کو خاک میں ملایا تھا رنگ گل تازنگاہ گلدستہ طرازان محبت سے بھی نازکتر تھا شبنم پڑیاں پھولوں کی بہاے معشوق گلرو کی سے کہیں بہتر سبنات پر قطرہاے شبنم پڑے تھے یہ ظاہر تھا معشوق گلعذار نے بال بال میں موتی پروئے تھے نہیں نہیں لعبتان فرنگ نے بالوں پر پوڈر چھڑکا تھا تماشائی دلستان فریب نجم مہجان تھی بافریبن نے دست نازک میں بیت لیا تھا ساغر گل بادہ طراوت سے معمور تھا بیان غنچون رنگ دہان جانان محبوب

کلیون کے کرون سے شاہد نکہت نکل کر باغ مین گلگشت کر رہی تھی یعنی بھینی خوشبو پھیلی تھی گلون کا ہولے جنبش کرنا یہ معلوم ہوتا تھا کہ دورہ ساغر بادہ گلگون ہے یا گردش چشم میگون ہر گل لالہ بہر کیف جان مستانہ سامانہ یعنی نشانی پیمانہ میخانہ یاسمن پر رخ صبح معشوقان نثار تھا نرگس مست چشم فتان یار کا گلہاے سرخ وسفید سے مذہب ومطلع رخ شاہد بہار تھا سبز زنگاری کا عکس سیاہ گل نرگس پر پڑا تھا چشم نرگسی معشوق مین سرمہ دیا تھا کوئی پھول نرگس کا جو سرنگون تھا تو معشوق شرگین کا آنکھین جھکا کر شرمانا یاد دلاتا تھا سنبل پرپیچ کا رخ گل پر آکر لہرانا رخ شاہد بہار پر گویا زلف کا الٹنا تھا سرو ہر ایک قد موزون حور نرگس تھلا بشکل چشم مخمور تاک انگور بسان مست کھڑے ہو کر محو مستی وا بست تکیہ گاہ دہشت پناہ سر مستان خمخانہ دہر تھی روش ہری بھری روش ہمہ جواہر کشا بچھا پڑا تھا نہرین سچ زن ہزارے کے فوارے ساون بھادون نام کنارے کنارے نہرون کے چڑھے جواہر بہاری کو شرماتے بوے گل کی ہمدم باد صبا عناب کو دیکھ کر بوسہ لب معشوق یاد آتا المولفہ

تھی خیابان مین بہار اس جوش پر	کر رہی تھی جس پہ گل بلبل نثار
بوے گل سے ایسا چمن اتراتا تھا	عرش پر بہونچا دماغ روزگار
سرو گل قامت موزون کی شکل	تھا قد معشوق بھی جس پر نثار
طائران خوش نوا تھے نغمہ سنج	شاخسار گل بہ گلبانگ ہزار
خندۂ گل کی صدا تھی اس طرح	قہقہے جیسے لگائین گلعذار
تھی صبا کی ہر طرف اٹکھیلیان	بڑھ رہی تھی ابر سے ہلکی پھوار
تھے شجر اعلیٰ بوستان جنان	دیکھنے آئے تھے گلشن کی بہار
رنگ سوسن کی اُداہٹ دیکھ کر	تھا لب معشوق کو مسی سے عار
گسنے جو مار دست گلشن اس طرح	جو ہوئی سوسن چمن مین آشکار

بیچ مین اس گلشن نگارین کے چبوترہ جواہر کا مربع بنا تھا گیرو با سلک گوہر استادہ تھا سامنے بارہ دری بیل دلاجواب جواہر جڑی تعمیر تھی شہ دلنشین سانچے مین نور کے ڈھلی بے نظیر تھی پردے زنبوری پڑے تھے اندر بارہ دری کے چپر کھٹ مرصع پایوں کا شیشہ آلات سجا فرش تاش ومنجاب بچھا مسند بے تکلف پر تکیہ زردوزی کام کے دھرے نقرۂ نور کے عالم دکھاتے لنگر جیسے گھڑے ئی گرہ بند کے گڑھے عطردان رکھے راحت کا سامان جمع دیا ہر چیز بے انتہا کہ بموجب المولفہ

اس طرح کی بنی تھی بارہ دری	شش جہت مین تھی بے نظیر وہی
شیشہ آلات سب سجا اس مین	نور کا کارخانہ تھا اس مین
شیشہ آلات کی وہ رونق تھی	رنگت رخ زہرہ فق تھی

مہر و مہ جنپہ تھے نثار وہ جھاڑ
قد و قامت مین آستین تھے پہاڑ

فرش و نایاب و پاک عمدہ نفیس
جان پاکان دہر کا تھا انیس

مسندین ایسی کچھ بچھی تھین
روح پاکیزہ حال دنیا تھین

اس طرح کا سجا تھا میخانہ
مست ہو جاے جان رندانہ

ساغر مے مثال دیدہ حور
ہر ایک جسکی تاک مین تھا ضرور

دختر رز کی شوخیون پہ واہ
جان زاہد تھی غش معاذ اللہ

جو گھرونے عطر دان مہیا تھے
عیش و راحت کے جملہ سامان تھے

وہ راحت جان بہار یعنی ملکہ بہار طرحدار اس چبوترے پر باغ کے کرسی جواہر نگار پر بیٹھی اس وقت حسن و ادا پر اس غارت گر جان عشاق کی بہار گلشن نیرنگ بھی ہزار جان سے فدا تھی خواصان زرین کمر زرین لباس عمدے ہاتھ مین لیے گرد اس گل کے بلبل نمط استادہ تھین اور ملکہ پیشانی پر افشان چنے بزم انجمن فلک برہم کرکے تاب آفتاب کو اپنی جبین کے ساتھ رشک سے جلاتی تھی سواد زلف پھیلا کر جہان کو تیرہ و تار بنانا چاہتی تھی وہ روے رنگین اسکا گلستان سحر تھا کہ بہار جان فزاے گلشن عالم و فضاے بہشت برین اس پر ہزار دل سے شیدا بلکہ اُس کی خوبی پر یہ حال تھا بیت بھیڑ مین پڑ جاے تانکہ اس رخ پر نور پہ + چڑھ کے بیٹھے ہین کلیم اللہ کوہ طور پہ + اس خوبی و ادا سے وہ مایہ ناز سنہری پوشاک زعفرانی زیب قامت کیے لالہ و گل کو آگ مین جلاتی زیور جواہر مین سے جسم نازنین مزین تھا عجیب جوبن تھا نظم

دونون رخسارے ہین وہ ایک فرنگی فانوس
شمع کافوری حسن آئینہ ہوئی ہر روشن

پر کسی چشم خماری کا ہے گویا دورا
ہے غلط فہمی اگر کہیے اسے غنچہ دہن

نظر آئے مسی آلودہ دندان اُسکے
حسن کے سین کے دندانے ہو جیسے احسن

کبھی دانتو مین دبائی تھی جو اُسنے انگلی
حسن نے اُسکے کیا کار زبان سوسن

صبح محشر کے یہی سر پہ بلا لائے گی
کچھ قیامت ہے نمونہ اسکی بنا من گردن

کیا کرون اس بت کافر کے کچ کی تعریف
ہاے وہ اُسکا ابھار اور اُٹھتا جوبن

نیم بشگفتہ کنول چشمہ خوبی کے دو
گول گول ابھرے ہوے جیسے جوانی کی پھبن

وار بار آن کے بیٹھے ہین جو اسکو ی
ہے یہ سونے کی کٹوری بیچ مین در پلے جن

پھیر جاتے تھے وہ در پلے نزاکت گویا
کہ بیاض چھاتی نے رکھے ہوے تھے پردن

غرضکہ وہ ماہ سپہر سحر و نیرنگ گلاب کی چھڑی جواہر کے ستارے جڑے ہاتھ مین لیکر کرسی پہ جلوہ گر ہوئی اور مظفر جو روانہ ہوا تھا سیدھا بارگاہ مہرخ مین آیا وسط مین کھڑے ہوکر للکارا کہ کہان ہے وہ مردار یعنی بہار کسی نے

کچھ جواب نہ دیا مگر مہرخ نے کہا اے مرشدزادے آپ تشریف لائیے ملکہ بہار تو اپنے باغ مین گئی مین اس نے
کہامین اس گیسو بریدہ کو پکڑنے آیا ہون باغ اُس کا کہان ہی مجھے بتادو اور تم سب بھی اگر اُس کی حمایت کرو
دیکھو کس طرح اُسکو کھینچے ہوائے جاتا ہون مہرخ یہ سنکر بولی آپ ایسے ہی ہین اچھا چلیے ہم بھی آتے ہین ان کا
باغ بیچ لشکر مین سر راہ ہی کچھ چھپا نہین چلے جائیے مصور بتعجب تمام وہان سے پھرا اور اُڑکر چلا بیچ لشکر مین
پہونچکر جو ہر سمت جویا ہوا وہ باغ بہشت آئین جس کا ذکر ابھی لکھا گیا ہی نظر آیا بے ساختہ اُس گلشن مین چلا جب
اندر پہونچا ہوائے سحر جسم مین لگی بہار باغ نیرنگ دیکھنے لگا بموجب ع اس باغ کی وہی ہوا ہی + ہوا لگتے
ہی مزاج بدلگیا افسون اُس بہار نے سودے کا خلل کیا بہار اسی واسطے پہلے سے باغ سحر لگا کر بیٹھی تھی کہ یہ
ساحر زبردست ہی اگر مقابلہ مین آجائے گا پھر سحر لوہا نہ کرنے دیگا اور سحر کامل ہو جائے گا تو پھر وہ رد نہ
کرسکے گا پس اب جو یہ آیا مسحور سحر ہوا اور سیر کرتا ہوا جب اور آگے بڑھا سامنے اس تو بہار افسون
کو دیکھا اُس کے حسن کی بہار دیکھکر جھومنے لگا اور اسی حالت وجد مین یہ غزل پڑھنے لگا غزل

سبزہ کیا خاک شہیدان سے تری تاک اُگے	جائے گل چاہیے دانۂ دل صد چاک اُگے
کیا تعجب کہ جہان منتظر اُس کے رہ مین	جائے نرگس جو وہان دیدۂ ادراک اُگے
سایۂ قامت لیلی نہ پڑے اور افسوس	تربت قیس کی تہ سے خس و خاشاک اُگے
آہ نکلے دل پرداغ سے انشا تو وہین	تختۂ لالہ تہ گنبد افلاک اُگے

ملکہ بہار نے اس کو محو حیرت دیکھکر کچھ سحر پڑھا کہ بارہ دری سے ایک پریزاد رشک شمشاد صندوقچہ
ہاتھون مین لئے پیدا ہوئی اور سامنے ملکہ کے وہ صندوقچہ پیش کیا اس گنجینۂ حسن نے اُس کو کھولا اور اس مین
سے ایک پتلی نارنجی رنگ کی نکلی اور نکلتے ہی فوراً ایک معشوق شوخ و شنگ غارت جان نام و
ننگ بنگئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ مانگ اس کے بالون کی موتیون سے بھری ہے یا تارون بھری رات
آدھی جبین پر اسکے جبین پڑی تھی یا کاتب قدرت نے جمال و جلوہ کی تحریر لکھی تھی آنکھین تھین یا
منشی حقیقی نے دفتر حسن پر دو ہرے صاد کئے تھے بینی کے الف نے غلام کر کے حسینان جہان آزاد
کئے میم دہن میم سر مستی محبت تھا رنگینی لب سے یہ ظاہر کہ ساغر بادۂ احمر سے بالب بصد عشرت
تھا دندان دندانہ سین سلک گوہر بعض گردن صباحت مین بیاض سحر کی ہمسر کہ بمقتضائے نظم

شاہدے عاشق نوردے مہوشے	شوخ و شنگے دل کشے عاشق کشے
آفت جان غمزۂ جادوگرش	ہمچو ساحر سامری صد جا گرش
بود صد بتخانہ در ہر ناز او	خاطرے دیوانہ از انداز او
در جبین آفتاب آئین او	موج دریائے محبت چین او
بعد مشکین گشت مستش سجدہ کرد	ہندوے آتش پرستش سجدہ کرد

خاک زیر چشم او از خویش گم	ہندوے افتادہ دریاے خم
شوخیش یک یوسف گل پیرہن	مردے افتادہ در چاہ ذقن

پس اس پتلی نے جو ایسی آفت دل عشاق بنی تھی ملکہ نے چنگیر پھولون کا اٹھا کر دیا کہ مرشدزادے تشریف
لائے ہین اُن کے پاس لے جاؤ اور یہان بلا لاؤ وہ غیرت گلزار چنگیر لے کر چلی ادھر یہ شعر عاشقانہ پڑھ رہا
تھا مگر صندوقچہ کھولکر پتلی نکلتے اس نے جو دیکھی سمجھا کہ بہار مجھکو دشمن جان کر سحر تجویز کرتی ہے بس یہ سمجھ کر گرز
فولادی اس نے بھی نکالا اور اُچھال کر روکا اور چاہا کہ لگاؤن یکایک پہلو سے آواز آئی کہ میری طرف
دیکھو کیا کرتے ہو اس نے ہاتھ روکا اور پیچھے پھر کر جو دیکھا اُس پتلی کو جو سراسر نور تھی ملکہ حور مین قصور
ہوگا یہ بے قصور تھی آتے دیکھا پایا تو آمادہ حرب ہوا تھا اُس کی نگاہ سحر آگین نے تسخیر کر لیا پکارا بیت
ایک خلق منتظر ہے تیری جلوہ گاہ مین ۔ تار نگاہ صرف ہوئے تیری راہ مین ۔ اس شوخ حیا ننگ نے آتے ہی
ہاتھ پکڑ لیا اور کہا چلیے میرے ساتھ یہ چپکا ساتھ ہوا سامنے بہار کے وہ لائی بہار نے پوچھا آپ مجھ سے
لڑنے آئے ہین یا آشتی کرنے اس نے کہا لڑنے کو بہار نے جواب دیا کہ ہم بھی موجود ہین مگر آپ میرے
باغ مین آئے ہین مجھ کو لازم ہے کہ مین کچھ تحفہ پیش کرون یہ کہکر اُس پتلی سے اشارہ کیا کہ اُس نے چنگیر
کھول کر سامنے کیا دیکھا کہ اُس مین گلاب کے پھول ہین اُن کی خوشبو سے دماغ بس گیا اور وہ نازنین بھی عطر مین
ڈوبی ہوئی تھی اُس کی خوشبو نے اور زیادہ فتنہ برپا کیا اس نے ایک پھول لے کر سونگھا اور بہار نے اُس پتلی سے
کہا کہ تو چلی جا وہ اس انداز سے بصد خرام ناز چلی کہ فرد اس ادا سے چلے وہ حشر کے دن ۔ فتنے بس بس گئے
قیامت کے ۔ مصور کو تاب باقی نہ رہی بنگاہ حسرت دیکھنے لگا خوف ملکہ سے کچھ کہہ نہ سکا بہار نے کہا
آپ نبیرہ جمشید و سامری ہین اگر اس کو پسند کیا ہے تو یہ حاضر ہے لیکن آپ اگر مجھ سے لڑنے کو کہتے ہین تو
بسم اللہ مین حاضر ہون لچھ نہ سے کم نہین ہون اور اگر اُس نازنین سے محبت ہے تو آپ کی کنیز ہے مصور نے کہا
مین اسکا عاشق ہون نہ بہار نے کہا مین آپ کی بی بی ملکہ صورت نگار سے بہت ڈرتی ہون اس نے
کہا مین اُس بالزادی کو خوب جوتیان مارون گا بہار نے اس پتلی کو پکارا کہ اے نازک بدن آ وہ پھر
آئی ملکہ نے کہا مرشدزادے سے دار و مدار کرو اور انکی اطاعت مین رہو اس نے یہ حکم سنکر اس کا
ہاتھ پکڑ کر کہا چلیے بہار نے کہا جایئے بارہ دری مین آرام کیجئے اور یہان سے کہین نہ جایئے گا مصور خوشی
خوشی اس رشک قمر کو لیکر بارہ دری مین آیا اور مسند پر بیٹھکر شراب پینے لگا ادر ملکہ بہار باغ سحر سے
اٹھکر بارگاہ مین ... پاس آئی اور کہا مین مصور کو قید کر آئی ... یہ سحر ... آپ سے ... دیکھ گا ہان
افراسیاب اگر جانے گا تو یہ سحر اتار دیگا اور جب یہ سحر دفع ہوگا ... گا اور ... سر مین
درد ... ایسا ہوگا کہ بیہوش رہون گی تم میری کنیز ... سے ... اسکو لیجائین
... نے یہ سنکر کہا کہ اگر ایسا ہے تو تم ابھی چلی جاؤ اسوقت ... دیا ... شاید کچھ فتور

پڑے اس سے ابھی جاتا ہون سلامت ہو بہار نے کہا اچھا اور مع اپنی کنیزون کے سمت کوہ آرام روانہ ہوئی وہ مقام ہمیشہ سے اس کے رہنے کی جگہ ہی حال اس کا بیان کیا جائے گا یہ تو ادھر گئی اور ہرکارون نے جا کر ملکہ حیرت سے سب خبر کی کہ مرشدزادے کی نسبت زبانی بہار ہم نے سنا ہی کہ وہ باغ سحر مین قید ہو گئے اور ملکہ بہار جانب کوہ آرام گئی حیرت نے کہا اسی دن کا ڈر تھا یہ سحر ساحران عالم مین سے کوئی ایسا نہین جو اُتار سکے شاید شاہ طلسم جانتے ہون صورت نگار یہ تقریر سنکر رونے لگی اور کہا مین بھی اُسی قید مین جاتی ہون حیرت نے کہا شوہر تیرا آپ مین نہ ہوگا وہ مار ڈالے گا اس نے کہا بلا سے مین اپنی جان دونگی حیرت نے کہا بی بی تھارے میان کو بہت سمجھایا تھا لیکن ان کے غرور نے انھین خراب کیا اور سنو صاحب میری بہن کچھ مجھ سے کم نہین صرف اتنا فرق ہی کہ مجھکو مصاحبت شاہ جادوان مین سحر زیادہ یاد ہین خیر تمھاری خاطر سے مین چشمہ سامری پر جا کر پانی لاتی ہون شاید اس سے سحر اترے یہ کہہ کر پرواز کرکے چلی کچھ دور جا کر ایک سحر پڑھا کہ طاؤس اڑتا ہوا آیا اور اس کو سوار کر کے لے چلا کچھ دور گئی ہوگی کہ ایک پنجہ کمر مین پڑا اور اس کو اٹھائے گیا آنکھ اس کی بند ہو گئی اب جو آنکھ کھلی شاہ طلسم کو ایک بنگلے مین سونے کے بیٹھا پایا اس نے سلام کیا شاہ نے کہا کہ اسوقت مین سیر کو آیا تھا اس پہاڑ پر کہ سحر نے خبر دی کہ تم کہین جاتی ہو مین نے بلا لیا کہو کہان جاتی تھین اس نے سب حال مصور کا بیان کیا شاہ نے کہا اے ملکہ دیکھو تمھاری بہن نے فتور کیا ہی حیرت نے کہا مین بھی اس سے عاجز ہون آپ اس کو مار ڈالیے یہ کلمہ سنکر شاہ جادوان نے ایک ٹھنڈی سانس بھری اور آہ کر کے کہا کہ کوئی بھی اپنی ماہ مہر حسن کو قتل کرتا ہی حیرت یہ سنکر چپ ہو رہی اور شاہ نے ایک پنجہ آردماش کا بنا کر سحر پڑھا کہ وہ پنجہ اڑا اس سے کہا جا مصور کو باغ سحر بہار سے اٹھا لا پنجہ روانہ ہوا اور میان مصور اس تیلی سے مشغول بوس و کنار ہی گود مین لیے بیٹھا ہی اور کہہ رہا ہے کہ

بیت

جس کا سر ہوگا دم نزع تری بالین پر ۔ کنج مرقد مین وہ کس چین سے سوتا ہوگا ۔

اسی نشاط مین تھا کہ یکایک پنجہ آ کر گرا اور اس کو اٹھا کر لے چلا یہ پکارتا ہوا اور لٹکتا ہوا کہ ارے ظالم یہ کیا غضب کرتا ہی میرے معشوق سے مجھکو جدا کرتا ہی ہاے میری جان ہاے میری یار وفادار پنجہ نے ایک نہ سنا اور اس کو لیکر وہ بلند ہوا وہ تیلی سحر جسپر یہ فریفتہ تھا اس کے پیچھے اڑی اور پکاری کہ کیون صاحب یہی شرط وفا ہی کہ مجھ ایسی آرام جان اور رفیق کو تنہا چھوڑے جاتے ہو بیمروتی کر کے منہ موڑے جاتے ہو اس نے معشوق کا بیتاب ہونا اور شکوہ کرنا سنکر کہا اے انیس و ہمدم

بیت

اختیار ہی تو نہین آپ سے جو دوستی ہی + سخت ناچار ہون مین عالم مجبوری ہی +

آخر یہ تیلی اور زیادہ اڑ نہ سکی اسی باغ مین گر پڑی اور پنجہ بلند ہوا مصور رنج سے بیہوش ہو گیا پنجہ اُسکو سامنے شاہ طلسم کے لا یا بعد کچھ دیر کے اس کی آنکھ کھلی اٹھ بیٹھا افراسیاب کو بھی نہ پہچانا یہ کہتا ہوا چار طرف دوڑنے لگا کہ ہاے کیا تھا اور کیا ہو گیا ہاے یہ میری جان کہان گئی کس ظالم نے اس کو مجھ سے جدا کیا ارے کوئی واسطہ سامری کا اُسے بلا دے یار دامن راحت دل سے مجھکو ملا دو اور کبھی دیوانہ وار

بآواز یہ کہتا کہ غزل

دردا کہ یار مارا دردے عجب رسیدہ	ہم دل ز دست رفتہ ہم جان بلب رسیدہ
آن ماہرو کہ با من شبہا بروز کردی	رفتست دور فراقش روزم بشب رسیدہ
کے باشد آنکہ بینم از دولت وصالش	اندوہ دور رفتہ عیش و طرب رسیدہ
مشکل کہ در قیامت بینند اہل دوزخ	اینہا کہ بر تو برمن از تاب تب رسیدہ
غیر از طلب ہلالی کارے مکن درین رہ	ہر کس رسید جائے بعد از طلب رسیدہ

شاہ جادوان نے اس کا حال دیکھکر کہا کہ افسوس وہ شوخ منچلی کیا ستمگر ہے یار اُدلدار ہے جس نے یہ سحر کیا
ہے اس کلمہ کو سنکر حیرت نے تیوری چڑھائی اور کہا اُسکے عشق میں پھر تم بھی اسی طرح ناچو مجھے کیوں ہو شاہ طلسم
اُسکے ناراض ہونے سے چپ ہو رہا اور سحر پڑھکر کہ اے سامری شیشہ آب چشمہ جمشید حاضر ہو اسکے
کہتے ہی ایک ننہا شیشہ آپ سے آپ اڑتا ہوا آیا بادشاہ نے اس شیشہ سے پانی لیکر چھینٹا مصور کے منہ پر
لگایا کہ وہ بیہوش ہو گرا تھا جو ہوش آیا بادشاہ طلسم کو اس نے سلام کیا اور بیٹھا بادشاہ نے فرمایا کہ اے مرشد زادے
آپ کو میری بی بی نے تنہا جانے کو منع کیا تھا مگر آپ نے نہ مانا اور اپنا حال کرایا آپ تو واقف ہیں کہ وہ آفت
روزگار بہار ساحرہ بے بدل ہے اور مدت سے میرے پاس رہکر اس نے سحر یاد کیا ہے اس سحر کا رد کرنا مجھے بھی
یاد نہ تھا اگر چشمہ جمشید کا پانی ممکن نہ ہوتا آپ کا دیوانہ پن نہ جاتا مصور نے سب کیفیت اپنی سنکر جواب دیا
کہ اے شہنشاہ آپ ملاحظہ کیجیے گا کہ سہ روز کی سحر سازی اگر جو میدان میں ہر نہ اتاری تو آپ کو خبر ہو سامری
نہ کہو یا افراسیاب نے کہا اب اکیلے نہ جایئے گا نہیں بہت پچھتایئے گا اس نے جواب دیا کہ یہ ممکن نہیں جبتک
اُس خانمان خراب کو نہ پکڑ لاؤنگا چین نہ لونگا یہ کہا اٹھا کہ اب لشکر میں جاتا ہوں سحر تیار کرکے لڑنے جاؤنگا
شاہ طلسم سمجھا کہ یہ مرد بزرگ ساحران ہے زیادہ منع کرنے سے ناراض ہوگا بس یہ سمجھکر چپ ہو رہا لیکن اُس کا
ذلیل ہونا یعنی اپنی ذلت جو ان کے تامل نہ کر سکا ایک پتلا کاغذ کا بنا کر کچھ سحر پڑھا کہ وہ جاندار ہوا اُس پتلے سے
حکم دیا کہ مرشد زادے کی جاکر نگہبانی کرو جو کوئی آفت آئے تو انہیں اٹھالانا پتلا بطور مکھی اڑتا ہوا اس کے
ساتھ چلا ملکہ حیرت بھی رخصت ہو کر لشکر میں آئی اور مصور بھی بارگاہ میں پہونچا پتلا بر سے ہوا ٹھہر رہا یہان
بی بی مصور کی رو رہی تھی اس نے جو شوہر کو دیکھا اٹھکر لپٹ گئی اور بہت روئی یہ بیٹھا دو تین جام شراب سرخ کے
پیے جب نشہ ہوا اٹھا کہ میں بہار کو پکڑنے جاتا ہوں بی بی اس کی منت کرنے لگی کہ صاحب اسطرح سامری کا
اب نہ جاؤ اس نے بی بی کو جھڑکا کہ مجھکو نہ روک اب تو مجھسے اور بہار سے بگڑی آگے پھر کرے بڑا ہے دیکھوں کہان
تک اُس کی سحر سازی ہے یہ کہہ کر اٹھا صورت نگار چھینیں مار کر رونے لگی اور یہ پھر آیا اور کہا کہ صاحب
مجھکو بھی اپنی طرح چھوڑ یہان پہنا کر جتا بھجو زوجہ نے اس کی کہا کہ صاحب میں لڑنے کو منع نہیں کرتی لیکن
طبل جنگ بجوائیے بر سر میدان مقابلہ فرمایئے اکیلے نہ جایئے یہ سنکر بخاطر اپنی زوجہ کے توقف پذیر ہوا اس

عرصہ میں نیرنگ طراز دہر نے اپنا سحر دکھایا کہ گلہاے انجم کا باغ صحن فلک میں لگایا اور آفتاب نگہ بے عاشقان یا مثل برگ خزان دیدہ زرد ہوا کہ **نظم**

نہ تھی ظلمت شب دھوان ہدم کا	گھٹا جب جہان میں اندھیرا ہوا
گھڑی جوت کی ہندوے چرخ نے	جلائے ستارون کے اسنے دیے

شام ہوتے ہی حکم طبل جنگ بجنے کا دیا نفیر سحر کو دم علاہ کار سے دوان دوان بارگاہ ملکہ مہرخ ذیشان میں آئے اور ملکہ کی ثنا و دعا دے کر حال نواخت نقارہ رزم معرض بیان میں لائے ملکہ مذکور نے فرمایا کہ ذرا کوئی خبر لائے کہ باغ سحر بہار بنا ہی یا نہیں لوگ گئے اور آکر عرض کیا کہ باغ لگا ہی لیکن مصورکو بجہ لیگیا تھا شاہ طلسم نے ہوشیار کر دیا ہی اور برسر فساد ہی ملکہ نے کہا خیر اب میری باری ہی مین نے وعدہ کیا تھا ملکہ بہار سے کہ ہم تم ملکر اس کو دیوانہ بنا ئینگے چنانچہ دوبارہ دیوانہ کرچکین اب وہ نہین ہی تو یہ میرے حصہ کا ہی عیار جو حاضر تھے انھون نے کہا اے ملکہ اُستاد ہمارے نہین ہین ایسا نہو کہ آپکے لڑنے سے وہ ہم پر آکر خفا ہون بس ہم آج رات کو جا کر اُس کو گرفتار کیے لاتے ہین یہ کہہ کر یہ بھی چلے اور مہرخ نے حکم نواخت کوس حرب دیا نقارہ جنگی گڑگڑایا دربار برخاست ہوا ساحر سحر جگانے خیمون مین آئے بہادر ہتھیار درست کرنے لگے مہرخ بھی الگ جا کر مصروف سحر خوانی ہوئی اور گیارہ کرکے جوت کا دیا جلایا عمدہ و نایاب سحر درست کرنے لگی بعد کچھ عرصے کے ایک نیل گاو آرد ماش کا بنایا اور سحر ایسا پڑھا کہ وہ زندہ ہوکر گرداگرد یارے کے پھرنے لگا اس نے سیندور کا ایک گھروندا بنایا اور ایک پتلی آٹے کی بنا کر اس گھروندے مین رکھی وہ بھی زندہ ہو گئی اس نے وعدہ کیا کہ وقت پر کام دینا پھر گھروندا مٹا دیا اور نیل گاو بھی غائب ہو گیا ملکہ نے آرام فرمایا لشکرون مین رات بھر تیاری و درستی اسباب جنگ رہی چمک شمشیر جوہردار کی اُس شب تار مین مثل انجم جہرے پہ پھیلی تھی گویا افشان آلودہ پیشانی لیلی تھی خم و چیم ودم کی تاز معشوقان تیز طبع یاد دلاتی تھی ہزارون گلے کٹوتی تھی قامت رعناے نوجوان اسکو دیکھ کر اپنی ہستی کھوتے تھے بہادر دم اس کا بھرتے چشم زخم سے لہو روتے تھے ایک طرف ساحرون کے سحر نے چشم دہر کو تیرہ کیا تھا چراغ زندگی بجھا رکھا تھا اگیارکا دیا جلا رکھا سامری کی روح چکر لگا رہی تھی جمشید کو بلا رہی تھی ٹونا چماری ڈمرو کی صدا پر سر جھٹکتی جھومتی تھی یون بھجن گا نیوالے کا منہ چومتی تھی ڈھلے بانسری بجنا ساحر افلاک کو باد دہ مہر تھا تا تھا تھالی برنجی لے کر منہ دے جہرخ اگیار نے دریاے اخضر کے بہر اشنان ... اہتاب ... زنگار ... پر ... و ... یہ کہ رات بھر یہی سامان رہا نخوغاے سحر ساحران اعدا رسے دماغ ... دیشان تھا ... آواز ... سنائی دیتی تھی بیرون کی آمد بھینٹ لیتی تھی سر ... تھا

اگلے ... ب ... د ...	... سر پہ ہر اک کے بھوت

	کسی نے جلائے اکا سے دیے		کوئی جو کمین چار روشن کیے	
	بُلاتا تھا بیٹھا ہوا اپنے بیر		کوئی کہہ رہا تھا گیرو گھیر	
	کوئی بیٹھا جمشید کا دم بھرے		کوئی کھوپڑی کے جادو پڑھے	

اسی طرح رات بھر سامان رہا جب دم تیرگی شب مشکفام کا ہشل طرہ تابدار معشوق سمٹ کر جوڑا سر روزنگار پر بندھا
ادھر وہ صبح شاہد بہار مشتاقان عالم کو دکھائی دیا کہ نظم

	نکل آیا مشرق سے جب آفتاب		ہوا پھریرہ روشن جہاں خراب	
	چلے دونوں لشکر بعزم نبرد		پڑی روئے خورشید پر اڑ کے گرد	

لشکر کینہ خواہان بعزم نبرد وارد دشت مصاف ہوئے افراسیاب بھی گرد فرت تخت زرین پر سوار گرداگرد
سردار جائے کارزار پہ پہونچکر ٹھہری ادھر مصور بھی بیدار ہو کر براے رفع احتیاج بیت الخلا چلا عیار
رات بھر اسکی فکر گرفتاری میں پھرے تھے اور قابو نہ پایا تھا اس وقت ضرغام اس کے خیمہ کی قنات سے
لپٹا کھڑا تھا اور صبح ہو جانے سے مایوس ہو کر پھرا چاہتا تھا اب اس کو عازم سمت جاے ضرور دیکھ کر
اس نے لوٹ ماری اور بیت الخلا کے پیچھے جو قنات استادہ ہی اس کی پشت پر اپنے تئین پہونچایا مصور
بھی چوکی پر آیا خدمتگار لوٹا رکھکر باہر ٹھہرا اور وہ چوکی پہ بیٹھا ضرغام نے پشت پر سے قنات کو چاک
کرکے اس پہ کمند ماری اس نے گھبرا کر مڑ کر دیکھا اس نے بیضہ بیہوشی ناک پر مارا کہ وہ چھینک مار کر بیہوش ہو گیا
اس نے اندر جا کر چادر عیاری میں اس کا پشتارہ باندھا اور سازی لشکر سمت میدان روانہ تھا صبح کا
وقت سب غافل تھے اور ہنگامہ بھی تھا یہ اس کو لے کر بھاگا راہ میں پشتارہ اُس کا بھاری ہوتا چلا سمجھا
کہ اس حرامزادے کو میں لیجا نہ سکونگا کیونکہ یہ مرشد ساحران کہلاتا ہے ضرور دیکھو آفت آئے گی پس سر
اس کا کاٹ لے یہ سمجھکر اس نے پشتارہ زمین پر رکھا چاہا کہ سر کاٹ لے وہ پنجہ بنکر جو تپلا کہ افراسیاب
نے معین کیا ہی گرا اور اس کو مع ضرغام کے اٹھا لے گیا اور سامنے شاہ طلسم کے لایا اس نے پشتارہ
کھول کر مصور کو نکالا اور پانی چھڑک کر ہوشیار کیا لیکن اس کی گردن و کمر وغیرہ میں کمند کے پھندے
پڑے تھے اٹھ نہ سکا شاہ طلسم نے ضرغام سے کہا کہ او نابکار اب کہہ کہ تجھکو کس عذاب الیم سے ماروں
اس نے جواب دیا کہ آپ کو اختیار ہی چندہ بہر صورت مطیع اور آپ کا فرمان بردار ہر شاہ نے کہا میں ایسے
فقرے تم عیاروں کے بہت سن چکا ہوں اچھا تو مرشد نما دے سے کمند تو نکال دے ضرغام سمجھا کہ اگر میں
کمند نہ نکالونگا یہ سحر سے جلا دیگا کمند بھی جائے گی دیکھو حصول نہ ہوگا یہ سمجھکر اس نے سرا کمند کا پکڑ کر
جھٹکا مارا کہ کمند کے سب حلقے کھل گئے اور مصور رہا ہوا شاہ جادوان نے کہا مجھے یہ عیارہین نادر
کیا عمدہ ان کے پاس اسباب عیاری ہی یہ تعریف سنکر ضرغام نے سلام کیا کہ ... بردان ہین مین کس لائق
ہوں شاہ سے تو یہ باتین ہو رہی تھین لیکن مصور ... در اصل ... آگاہ ہوا کہ یہ عیار

مجھکو پکڑ لایا ہے بس گولا فولادی لے کر بغضب تمام سامنے چلا شاہ جادوان نے اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اسے
نابکار حرام نمک دست بچا مین تیرے ہاتھ سے جل بکا ہوں عیار اور ساحر تجھ کو کیسا کیسا ذلیل کرتے ہین
تجھے شرم نہین آتی کہ پہلے عیار تجھ سے تصویر چھین لے گئے بہار نے دو مرتبہ دیوانہ بنایا وہان تو نے کچھ غصہ
نہ دکھایا یہ بیچارہ عیار جو مقید و بدست و پابستہ پکڑا ہی تو اس پر تو گولا مارتا ہے جادو رہو اور قساق حرامزادہ بیہودہ
مصور بادشاہ طلسم کے برا بھلا کہنے سے اور گھڑکنے سے رونے لگا لیکن اس عرصہ مین **حیرت** رخصت ہو کر سمت
لشکر جا چکی تھی ورنہ بادشاہ کو مانع ہوتی اکیلے مین شاہ جادوان بہت کچھ بکا جھکا جب **مصور** بہت رو دیا
اس وقت بادشاہ بھی خائف ہوا کہ یہ اولاد سامری کی ایسا نہ ہو کہ میرے لیے بددعا کرے اور تیرے ایمان مین
فرق آیا کہ تو نے مرشد زادے کو گالیان دین یہ سوچکر اٹھا اور پاؤن پہ **مصور** کے سر رکھدیا باشت پذیر ہوا
کہ مین نشۂ شراب سے بیخود تھا آپ میرے کہنے کو خاطر عاطر مین جگہ نہ دیجیے گا اور براہ کرم و عنایت بزرگانہ
خطا ہاے گذشتہ پہ میری قلم عفو پھیر دیجیے گا غصہ مین انسان باؤلا ہوتا ہے مین نے بہت برا کیا جو آپ ایسے
بزرگ کی خدمت عالی مین گستاخانہ کلام کیے یہ کہہ کر خلعت گران مایہ و نادر عطا کر دیا اور رخصت کرنا چاہا
یہ حال دیکھ کر **ضرغام** نے کہا کہ ہٹ تیری ناسمجھی بادشاہ کی ایسی تیسی حرامزادے نے پھر خلعت دیا تو
اپنے ہی گھر دکھنشال کو دیا اور ہم نے جو یہ کی کہ جس وقت یہ گرفتار کر لائے اور اگر تیلانہ اس کو اٹھا لاتا
تو اب تک کب کے جہنم مین پہونچا چکے ہوتے تو اتنے بڑے کام پر ہمین کچھ بھی نہ دیا واہ واہ کیا انصاف کیا
ہے **افراسیاب** پہلے تعریف ان عیارون کی کر چکا تھا اور اس وقت اس کے نڈر ہو کر کلام کرنے پہ خفیف ہوا
اور ایک خلعت بہ زر طلب کر کے اس کو بھی دیا کہ ہو جب **مطلع** خیال کیجیے کیا آج کام مین نے کیا جب اس نے
دی مجھے گالی سلام مین نے کیا بعد خلعت دینے کے بچہ سحر کو بلا کر حکم کیا کہ دریاے خون رواں پاس
اس کو اُس پار اُتار دے اور سحر اپنا رفع کر دیا بچہ سحر نے کرا اڑا اور پار دریا کے پہونچا گیا اِدھر **مصور**
بھی رخصت ہو کر چلا اور لشکر مین آیا یہان **صورت نگار** اس کی زوجہ نے جب ڈھونڈھا اور نہ پایا
تو خود فوج لے کر میدان جنگ مین گئی تھی اس ارادے سے کہ **مہرخ** نے میرے شوہر کو پکڑ والیا ہی اُسکو
چلکر قتل کرون ایک طرف سے **حیرت** سوار ہوئے ہوتی تھی لیکن اس نے حال گم ہونے **مصور** کا سنکر تامل کیا بلکہ
صورت نگار کو بھی منع کرا بھیجا کہ آج لڑائی موقوف رکھو اُس نے نہ مانا اور اپنی ذاتی فوج لے کر میدان مین
آئی بعد ترتیب صفوف لشکر نقیب للکارے کڑکیت پکارے کر دلاور وہمت نہ ہارنا دشمن کو سر کم
ہو کر مارنا جب کڑکیت ہٹے بہادر مرنے پہ تلگئے **صورت نگار** نے بیچ میدان مین آکر چند سحر دکھا کر
مبارز طلب کیا ہنوز کوئی اُسکے مقابلہ کو نہ آیا تھا کہ **مصور** آکر پہونچا اور ہر دو لشکر میدان مین صف آرا
دیکھ کر سمجھا کہ بی بی مری لڑنے کو آئی ہے از بسکہ یہ گالیان کھائے ہوئے آیا ہے غصہ مین بھرا ہوا تھا آتے ہی
فرط غضب سے ایک گولا آہن پر پھر کر **مہرخ** پہ مارا **مہرخ** گولا آتے دیکھکر تخت پر سے بزور سحر اڑگئی گولا تخت پہ

پڑا کہ وہ چور چور ہو گیا مہرخ نے سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک عقاب سفید زین پر زر وغیرہ سے درست اُڑتا ہوا آیا یہ اُس پر سوار ہوئی اُس وقت مصور نے دوسرا ناریج مارا ملکہ سرخمو نے بھی کہ ایسا نہ ہو مہرخ زخمی ہو جائے اس سبب سے سینہ سپر کر کے سامنے آگئی ناریج آکر اُس کی ران پر لگا کہ حیران ہوئی اور زخمی ہو کر پھری اس کا ہٹنا تھا کہ صورت نگار نے ایک تیر آتشین مہرخ پر مارا اس نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ ایک چلہ قرولی لیے ہوئے پیدا ہوا اور وہ تیر اُس نے کاٹ دیا پھر اُس نے بھی ایک تیر مثل شہاب ثاقب اُس زوجہ شیطان پر مارا اس نے ہر چند سحر پڑھا مگر تیر نہ پھرا آخر وہ اپنے طاؤس پر سے اُڑ گئی اور تیر آکر طاؤس پر پڑا کہ طاؤس مثل طاؤس آتشبازی جلکر خاک ہوا دوبارہ مہرخ نے اُس کو اُڑتے ہوئے بڑھے ہوا جو پایا ایک ناریل ایسا مارا کہ وہ گولے کی طرح چلا صورت نگار نے ناریل دیکھکر دستک سحر کی دی کہ ایک سحر کی سپر سامنے آگئی مگر وہ ناریل سپر کو توڑ گیا اور اُس کے سر پر جا کر لگا اُس نے بہت جلد رد سحر پڑھا نہیں کاسہ سر ترق جاتا اس پر بھی ایسی ضرب لگی کہ سر پھٹ گیا اور یہ بیہوش ہو کر گرنے لگی ملازمون نے جلد دوڑ کر ہوا پر سے اُتار کے ڈالا اور خیمہ کی طرف لے گئے مصور نے جو بی بی کا یہ حال دیکھا تلوار سحر کی کھینچکر لشکر مہرخ پر جا پڑا دو دریائے لشکر موج مار کر چلے فلک چکرایا طبقات ارض تھرائے سحر کی بجلی چمکی بادل گھر آئے شور و شور قیامت خیز بلند ہوا طنبور و نفیر سحر و جلاجل و نقارہائے جنگی گڑگڑائے ہنوز نوبت بازگشت نہ پہونچی تھی کہ خیمہ میں جا کر صورت نگار ہوشیار ہوئی پوچھا کہ شیرہ سامری کہاں ہیں لوگون نے عرض کیا کہ لڑ رہے ہیں یہ سنتے ہی وہ چیخنے لگی کہ جلد اُن کو بلا دو نہیں تو میں جان دے دونگی کیونکہ مجھکو ان کا اکیلے لڑنا گوارہ نہیں دو بار زک پا چکے ہیں ملازم اس کے غل مچانے سے دوڑے اور مصور پاس آکر کہا کہ حضور جلد چلیے ملکہ کے زخم کاری لگا ہے حال ان کا بہت بُرا ہے یہ سُنکر اس نے ایک چیخ ماری اور روتا ہوا طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا اور ادھر مہرخ بھی شادان و فرحان فوج لے کر پھری لشکر خیمہ گاہ میں آکر اُترا مہرخ بارگاہ میں آکر سریر جہانبانی پر بیٹھی سرخمو کی ران کا علاج ہونے لگا مرہم سحر لگا گیا اس وقت ضرغام بھی آیا اور خلعت دکھا کر حال شاہ جادوان و مصور تمام و کمال بیان کیا سب اس کی دلیری پر ہنسنے لگے اور ملکہ نے بھی خلعت دیا وہان سے حال بارگاہ مصور دریافت کرنے پھر روانہ ہوا یہ جب لشکر میں پہونچا دیکھا کہ شہاب جادو فرستادۂ حیرت برائے دریافت حال جنگ آیا تھا پھرا جاتا ہے یہ بھی صورت خدمتگار سی بنکر اس کے ملازمون میں ملکر داخل بارگاہ حیرت ہوا شہاب نے حیرت سے عرض کیا کہ مرشدزادے آئے اور بوجہ زخمی ہونے اپنی بی بی کے لڑنا موقوف کر کے داخل بارگاہ میں ملکہ سنکر خاموش ہو رہی لیکن مصور نے آکر بی بی سے پوچھا کہ مزاج کیسا ہے وہ اُٹھ بیٹھی اور کہا مجھکو تمھاری سلامتی درکار ہے میں سب طرح اچھی ہوں یہ کہکر مرہم سحر زخم پر لگایا اس نے کہا صاحب تم نے بُرا کیا میں تو لڑ رہا تھا حیلہ کر کے بلا لیا آج میں سب کا خاتمہ کر دیتا خیر اب چلو ملکہ حیرت کی بارگاہ میں

ناں دیکھیں یہ کہکر مع زوجہ سوار ہوکر بارگاہ حیرت میں آیا اور دو بجگل پر بیٹھا ساقیان مہ لقا حاضر ہوئے تاج سامنے ہونے لگا دور جام ارغوانی شروع ہوا جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا اُس نے حیرت سے کہا ملکہ مجھکو شاہ جادوان نے پتلا بھیجکر مع عیار کے اُٹھا منگایا تھا چنانچہ مجھکو خلعت دیا اور سرفراز فرمایا اور عیار کو جو مجھے پکڑ کے گیا تھا خوب گالیاں دیں اور زد و کوب کرایا اگر میں نہ بچاتا تو قتل کر ڈالتے میں نے عرض کیا کہ میں سب کو بند رسحر قتل کرونگا آپ چھوڑ دیجیے بادشاہ نے میری خاطر چھوڑ دیا ازبسکہ ضرغام وہاں موجود تھا اس نے الٹا بیان اس کا سنکر کہا جھوٹے پر لعنت ابے گالیاں مجھے ایسے کھاتے ہیں دیکھو ہم کو یہ خلعت لیکر وہاں سے آئے اور تو بیٹھا رہا کیا یہ کہہ کر چاہتا تھا کہ بھاگے حیرت نے کہا تجھے قسم ہے کہ نہ بھاگنا مجھ سے سب حال کہتا جا یہ ٹھہر گیا اور جملہ کیفیت سامنے آکر بیان کرکر خلعت شاہ جادوان کا دیا ہوا دکھایا اُس وقت مصور ایسا ذلیل ہوا کہ رونے لگا اور چاہا کہ ضرغام کو پکڑے مگر حیرت مانع ہوئی کہ جب شہنشاہ نے اس کو خلعت دیا اور تعرض نہ کیا تو مجھکو بولنا لازم نہیں اور ضرغام کو اشارہ کیا کہ وہ جست کرکے نکل گیا مصور نے کہا کہاں جائے گا آج عیار اور سردار حریف کو زندہ نہ رکھوں گا اگر ایک بھی بچ جائے تو اپنا نام نہ رکھوں یہ کہکر فرط غضب سے اُٹھا کہ پکڑے لاتا ہوں حیرت نے کہا آپ کو اختیار ہے ہم تو سمجھاتے سمجھاتے تھک گئے آپ نہ مانیے تو کیا کیا جائے صورت نگار نے کہا میں جانے نہ دونگی اگر گئے تو جان دیدونگی اس نے کہا اے بی بی اگر اس وقت تم نے مجھکو روکا تو میں اپنے تئیں اور تمھیں ہلاک کردونگا یہ کہہ کر روانہ ہوا زوجہ اس کی مجبور ہوکر رونے لگی آخر اور تو کچھ نہ بن آیا باہر نکلکر نفیر سحر بجائی کہ لشکر میں کمر بندی ہوئی یہ فوج لے کر چلی اُدھر مصور پہلے ہی باہر آکر مرکب پر سوار ہوکر چلا تھا قریب لشکر مہرخ پہونچا ہرکاروں نے خبر مہرخ کو پہونچائی کہ ضرغام کے ہاتھ سے ذلیل ہوکر نہایت غیظ و غضب سے مصور ادھر آتا ہے مہرخ نے یہ خبر سُنکر جلد نفیر سحر کو دم دیا فوج کا ہر سردار مسلح و مکمل ہوا پلٹن اور رسالے درست ہونے لگے کہ بموجب

نظم

چو برخاست آواے کوس از درش	بپوشید جوشن ہمہ لشکرش
بزد نائے روئین بر پشت پیل	جہان شد ز لشکر چو دریائے نیل
بگردان لشکرش آواز کرد	کہ اے نامداران و مردان مرد
ہمہ رزم را دل پر از کین کنید	تن دشمنان جاے شدمین کنید
ہمہ ... کین ... و جنگ را	ہمہ تیز کردند چون جنگ را
... شد ... اسپان ... تنگ	ز تیر و ہوا گشت پشت پلنگ
... ہمہ ... شکست	سر کوہ ... ترک و جوشن شدست

... پہنچی ... بغیر مارے خبث کے صورت نگار فوج لیے ہوئے آئی

کہ بیت تو گفتی نہ شب بود پیدا نہ روز ٭ نہان گشت خورشید گیتی فروز مصور تو پہلے سے آچکا تھا
اُس نے لشکر کو جانے بھی نہ دیا ایک تاریخ سحر پڑھکر لشکر مہرخ پر لگایا کہ وہ تاریخ بالا ہوا جاکر شق ہوا اور
ہزارہا تیر و پیکان اُسمین سے نکل کر لشکریون پر گرنے لگے ساحر وغیرہ ہزار ہا زخمی ہوے ادھر کے لشکر
نے بھی جنبش کی اور لینا لینا کہکر چلے اس نے دوسرا تار یل مارا کہ گھٹا گھنگھور گھر آئی اور مینہ کی طرح سے مار
کژدم برسنے لگے جسکو انھون نے کاٹا وہ پانی کی طرح بہگیا اس عرصہ مین صورت نگار نے بھی فوج کو
للکارا کہ ہان لینا اب تو دو لشکر باہم مل گئے شور آفت زا بپا ہو یہ حال تھا کہ **نظم**

سپاه اندر آمد بگرد سپاه	یکے بانگ برخاست از رزمگاه
سراسیمه شد مست از دار و گیر	برآمد یکے ابر و باران و تیر
ز تیغ و ز گرز و ز کوس و ز گرد	سیه شد زمین آسمان لاجورد
تو گفتی مدام اندر ست آفتاب	دگر گشت جسم سپہر اندر آب

مہرخ نے یہ زور شور دیکھکر تصور کیا مصور آج شکست دے دیگا یہ غور کرکے بسان شیر غضبناک آگے
بڑھی اور کچھ خاک جھولی سے نکال کر سحر دم کرکے اس ابر پر جس مین مار و عقرب برس رہے تھے پھینکدی
خاک پڑتے ہی وہ ابر ٹکڑے ٹکڑے ہوکر اڑ گیا اور سب ٹکڑے لشکر مصور پر گرے کہ وہ فوج پسپا ہوکر تعاقب
مصور ہوگئی اس وقت مہرخ زمین پر اتری اور اُسی طرح کہ جس طور کا حصار اگیا ر کرکے بنایا تھا درست
کرکے سحر پڑھا کہ فی الفور ایک نیل گاؤ صحرا کی طرف سے جست کرتا ہوا آیا اور گرد مہرخ پھرنے لگا اس نے
کہا کہ جا مصور کو مار نیل گاؤ کان علم کرکے سینگ اُٹھا کر دوڑا مصور مہرخ کی طرف گھوڑا اُٹھا کر
چلا کہ گاؤ نے آکر سینگ مارے اور مرکب کو سینگون پہ اُٹھا لیا مصور کود کر الگ کھڑا ہوا اور دوسرا
مرکب منگا کر جلد سوار ہوکر نیل گاؤ پر حملہ کیا نیل گاؤ گھوڑے کو پھینک کر جنگل کی طرف بھاگا ہر چند
روکنا چاہا نہ رکا مصور نے اس کے تعاقب مین گھوڑا اُٹھایا لشکری پیچھے دوڑے اور پکارے حضور
کہاں جاتے ہین لیکن اس نے سناٹے مین گھوڑا دوڑانے کے کچھ نہ سنا اُدھر ملکہ مہرخ نے نقارہ پر جھکر دستک
دی اور پکار کے کہا کہ شکار نیل گاؤ کا مبارک ہو جائیے اب پھر کر نہ آئیگا یہ کہہ کر چاہا کہ لشکر پر اس کے
حملہ کرے صورت نگار نے جلد طبل بازگشت بجوادیا لشکر دونون پھرے اور داخل خیام ہوے
صورت نگار بستر درد متفکر اس امر سے کہ یہ نیل گاؤ کیا تھا اور شوہر میرا کیون اس کے پیچھے گیا
بارگاہ حیرت میں آئی اور سب حال لڑائی کا بیان کرکے کہا مجھے یقین ہے کہ شوہر میرا نبیرہ سامری
ہے کسی کے سحر سے ہلاک نہ ہوگا لیکن عیارون سے البتہ خوف ہے اے ملکہ کسی کو بھی خبر بھیجنا چاہیے
کہ عیار ضرر نہ پہنچا سکین حیرت نے سارا ماجرا سنکر گردن جھکائی اور کہا بی بی ہر چند کہ تم نبیرہ سامری
کی زوجہ ہو سامری کی کہلاتی ہو لیکن سحر کا طریقہ نہین جانتی ہو اب عیار تمہارے میان کو زک پہونچا کے

کیا کرینگے یہ نیل گاؤ اس طرح کا سحر ہے کہ اسی سے بچنا مشکل ہے مہرخ بادشاہ سنکر کچھ تو سمجھ کر بولی ہے ایسی دیسی
تھوڑی ہے یہ سحر کسی سے نہ اترے گا تھوڑے عرصہ میں یہاں تمہارے تھیں مارنے آتے ہوں گے شاہ جادوان
کو جلد لکھ کر بھیجنا چاہیے وہ شاید رد سحر کریں ورنہ اور کوئی نہیں کر سکتا میں اسی دن کے لیے سوچتی تھی اور منع کرتی
تھی صورت نگار یہ باتیں سنکر رونے لگی اور حیرت نے سب حال مصور کے رہنے کا اور نیل گاؤ کے
پیچھے جانے کا شاہ ساحران کو لکھ کر بھیجا پتلا سحر کا نامہ لے کر باغ سیب میں آیا بادشاہ طلسم تخت حکومت پر
جلوہ گر تھا کہ نامہ پہونچا نامہ پڑھتے ہی زانو پر ہاتھ مارا الہی یہ کائنات کے سحر ہمارے بتلائے ہوئے ہماری
ہی فوج پر ہوتے ہیں یہ افسوس کرکے باغبان وزیر کی طرف مخاطب ہوکر کہا اے دستور دانا یہ سحر مہرخ
کا وہ ہے کہ سارا عالم اگر دور کرے جب بھی دفع نہ ہو ماننہ میں خود جاؤں تو البتہ رد اسکا ممکن ہے باغبان
یہ تقریر سنکر عرض پیرا ہوا کہ حضور مجھکو حکم دیں کہ آپ کے عوض جاکر کام کروں افراسیاب نے کہا اس میں جان
کا خوف ہے اگر ذرا بھی کچھ فرق کروگے ہلاک ہوجاؤگے وزیر نے عرض کیا میری مجال ہے جو خلاف حکم بادشاہی
عمل میں لاؤں یہ عرض سنکر بادشاہ طلسم نے سحر پڑھکر دستک دی کہ زمین سے ایک پتلا کئی گز کا جسیم و
جسیم پیدا ہوکر سامنے آیا اور بادشاہ کو سلام کرکے ٹھہرا بادشاہ نے کہا کہ اے ملازم سامری مجھکو تھوڑی
سی روئی اس طرح کی جو لباس جمشید یا سامری میں بھری گئی ہو اور خداوند نے وہ لباس پہنا ہو اس میں
کی چاہیے وہ پتلا ہنسا اور گویا ہوا کہ اے شاہ تیرا ہی مرتبہ ایسا ہے کہ جو کچھ تو مانگے حاضر ہو سکتا ہے
یہ کہکر غائب ہوگیا اور بعد لحظے کے تھوڑی سی روئی لیے ہوئے حاضر ہوا شاہ طلسم نے وہ روئی لے کر پہلے سر پر
رکھی آنکھوں سے لگائی پھر سحر ایسا پڑھا کہ وہ روئی ہاتھ پر سے اڑکر سمت ہوا گئی اور ابر بنکر تیار ہوئی
ٹکڑا ابر سر پر بادشاہ کے آکر مثل چتر چھپنے لگا بادشاہ نے وزیر سے کہا کہ اب تم جاؤ ٹکڑا ابر ساتھ لو
اور جہاں مصور ہو اس ابر سے حکم کرنا کہ آب چشمہ سامری برسا دے یہ ابر برسے گا سحر دفع ہو جائیگا
باغبان یہ حکم سنکر اٹھا اور آداب بجا لاکر رخصت ہوا اپنے تخت پر سوار ہو کر چلا شاہ نے اس ابر
سے بھی حکم دیا کہ اس کے ساتھ جاؤ اور جو یہ کہے بجا لاؤ ٹکڑا ابر سر پر باغبان کے آکر چھایا اور یہ روانہ
ہوا زوجہ اس کی ملکہ گلچین جادو اپنے باغ میں تھی اس نے شوہر کے جانے کی خبر سنکر ایک پتلے کو
بھیجا کہ جانے اور وزیر مذکور کو یہاں بلا لائے تھا ایک بات سنتے جاؤ پتلہ راہ میں اس کو ملا اور پیام
کہا یہ اپنی زوجہ کے پاس آیا حال اس کے باغ وغیرہ کا جلد اول میں بیان ہوا ہے غرضکہ بی بی نے اس کی
سمجھایا کہ صاحب تم کو میں نے بار ہا منع کیا ہے کہ اس لڑائی میں عیار ہر ایک کے مارڈالتے ہیں تم دخل نہ دو
مگر تم مانتے نہیں ہو مناسب ہے کہ اب بھی باز آؤ کئی بار عمرو کے ہاتھ سے زک پا چکے ہو دیکھو منع کرنا
میرا مانو ورنہ پچھتاؤگے باغبان نے جواب دیا تمہارا کہنا سب صحیح ہے مگر نوکری کرکے انسان تابعداری
سے بچ نہیں سکتا مالک کے کام کو کہاں تک نہ جائیگا فی الجملہ باغبان تو بسبب سمجھانے اپنی زوجہ کے

موت تک یہان پہونچا آخر اس کو فہمائش کر کے روانہ ہوا اگر اتنے عرصے مین مصور نیل گاؤ کے تعاقب مین لشکر سے بہت دور نکل گیا اور ایک صحراے فرح افزا مین پہونچا کہ دامن دشت دامن گلچین گل دریا مین سے نظر آتا تھا چشمہ چہر ہر ایک جھیل دریا لہراتا تھا پچھلا پہر دن باقی تھا سہانا وقت سایہ ڈھلا جانورون کا مجموعہ بسیرا لینا نہایت لطف دکھاتا تھا کہ لمولفہٗ

دشت رنگین ہرا بھرا دیکھا
دامن کوہ پُر سبزہ دیکھا
چشمہ لہرا رہے تھے ایسے صاف
چشمۂ مہر و ماہ سے شفاف
دامن دشت دامن گلچین
روے جانان کی طرح سے رنگین
قیس کی روح نے بسایا تھا
رخ لیلے کا صاف نقشا تھا
سرد الفت ہر اک بگولا تھا
آہ عاشق ہوا کا جھونکا تھا

مصور اس جگہ سیر ورود شاد ہوا اور گاؤ بھی آہستہ آہستہ چلنے لگا غرضکہ گاؤ اس کو سیر دکھاتا ہوا ایک حصار کے قریب لایا اس صحرا مین وہ چار دیواری زمردی بنی تھی کہ واقعی عروس بہار کی حجلۂ عروسی تھی وہ گاؤ اس احاطہ مین چلا گیا یہ بھی اس کے فراق مین اندر قدم زن ہوا یہان چمنستان پُر بہار لگا تھا سبحان اللہ دل رضوان سیر کو اس جگہ کی لہراتا تھا سبزہ نوخیز وہان کا سبز رنگان دہر کی مژگان کو شرماتا تھا آنکھین ندامت سے جھکاتا تھا گلہاے سمن و نسترن نازکبدنان گلرنگ کو بلکہ سپیدی سے رنگ کے معشوق کو شرمندہ کرتے گل لعبۂ چمن زیب وہ دو سادہ گلشن تھے روش بڑی آراستہ سرو و شمشاد شل نوجوان نوخواستہ نرگس وہان بیمار نہ تھی تندرست تھی بلبل ہر شجر کی درست تھی لمولفہٗ

تھے نہ گل سے سب درخت نہال
شاخ ہر ایک وان کی مالا مال
تھا کسی جا جو پھول نرگس کا
اس سے تھا چشم منتظر کا پتا
عکس افگن تھے اس طرح اشجار
جیسے گلشن مین چھائے ابر بہار
لالۂ سرخ تھا کہین پھولا
داغ عاشق کے دل کا تھا نقشا
سنبل تر لبان شیفتہ سر
بال بکھرائے تھا وہان اکثر

سامنے چمنستان کے بارہ دری عالیشان تھی اوج مراتب مین برتر از آسمان تھی سقف و ایوان پر کنگرے مثل انجم سپہر بیرین جواہر کار روشن عجیب طرح کا جو بن اُس مکان کو چار چاند کیا ہزار چاند لگے تھے محراب درون کی ہلال آسا تھی دالان مین پردے پڑے تھے گوش گل کے پردون کی شان رکھتے تھے گلبدن اُن کا وصف سننے کو کان رکھتے تھے مصور چارون گاؤ کا سیر دیکھتا آگے بڑھا وہ گاؤ بھی بارہ دری کی طرف چلا اندر سے پردے کے دو ہاتھ تیر و کمان لیے نکلے اور سر کی آواز آئی تیر اس گاؤ پر لگا کر پڑا کہ وہ گرا اور پانی ہو کر بہہ گیا مصور اُن دونون پنجہ نگارین کو دیکھ کر بیتاب ہو گیا اور سوچا

اس پردے مین کوئی صیاد صید کن دلہاے عشاق ناشاد ہے دل چھین لینے مین بہت طاق اور مشاق ہے یہ سوچکر دل سے دست کھو بیٹھا ہوش و حواس سے ہاتھ دھو بیٹھا پردے کے پاس آکر پکارا کہ بیت جنگل نہین ہے آنکھین مجھسے دوچار کیجیے + وادی دل مین آکے سیر شکار کیجیے + ہاے او ظالم اظلم تو کون ہے کہ مین شکار کو آیا تھا میرے صید کو بھی شکار کیا اور میرے دل کو دریدہ تیر جفا کا نشانہ بنایا تیرے تیر کے ساتھ اپنا یہ حال ہوا ہے کہ فرد چاہتے ہین نفس کو توڑ سا ہے موانست کو چھوڑ + پھر ہون اسی طرف رواں آتش و باد و آب و خاک + جب اس نے یہ کلام کیے اندر سے آواز آئی کہ مرد دنیا مین بیوفا ہوتے ہین مطلب کے آشنا ہوتے ہین اسی لیے ہم نے آبادی سے منھ موڑا مجنون کردار جنگل اپنا مسکن بنایا رشتہ الفت اہل عالم توڑا منصور نے یہ سنکر کہا نظم

اس بندے کی چاہ دیکھیے گا ‌ ‌ اور اس کا نباہ دیکھیے گا
مین کیسی نباہتا ہون تم سے ‌ ‌ انشاء اللہ دیکھیے گا
ٹوٹین اشکون کی تل رہی ہین ‌ ‌ یہ قسمت و چاہ دیکھیے گا

اے جریدہ ساز و اے نیرنگ پرداز انجمن محبوبی مین بھی آپ کی اطاعت سے منھ نہ موڑون گا تمام عمر غلامی سے گردن نہ پھیرون گا یہ کلمات کہتا تھا کہ صدا آئی کہ بتون کو غلام ہوتے دیکھا ہے ایک تم ہی بائی ہو اچھا اندر آؤ کھرا بھی عشق دیکھین کیسا ہے منصور یہ سنکر شاد شاد پردہ اٹھا کر اندر آیا پردہ کیا اٹھایا کہ پردہ نام و ننگ اٹھ گیا ایک آفتاب محشر کو کہ پردہ ابر مین چھپی ہوئی تھی واہ ری جریدہ ساز کہ ہزارہا نیرنگیان جسکے ناخون رنگین تھین کہ ہاتھ دکھائے ہی کیا جادوگری کا کرتب یاد تھا کہ ایسے مکار کو دیوانہ کر دیا منصور کی آنکھ برق تجلی جمال سے خیرہ ہوئی واہ واہ زلف سیاہ کا قرین چشم آنے سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ ہندو برلب چشمہ شوخی اشنان کرنے آیا تھا نہین نہین آہوان ختن نے شمیم کاکل معنبر کو سونگھ اچھا تھا آنکھون کے لال ڈورے برق سپہر شرارت تھے نگاہ بجلی کی طرح کوندتی تھی صاعقہ کو سبزہ کی طرح روندتی تھی رخسار اس کے گلزار حسن کے گل تھے لب معجز نما نازکت مین گلبرگ جان بلبل تھے لب نازک کے قرین خال تھا نہین نہین اشتیاق بوسہ مجسم ہوا تھا عشاق کا خیال تھا مختصر یہ کہ وہ جان جہان عشاق کی جان تھی نظم

آستین کو جو ماہتاب نظر آئی تھی ‌ ‌ اسکی ساعد کے کینے کی تھی پھیلاوٹ
سینہ جون آئینہ شفاف شکم ایسا صاف ‌ ‌ جبین مخمل کی شکن تھی بسی پڑی تھی سنہری بیٹھ
سرو سبز اسکے وہ پست و نگٹے یا وادی جل ‌ ‌ سیلی ایسی ہی جوان جیسے کہ سنبل کی لٹے
قمقمے نور کی تھین اسکی پنڈلیں وہ دونون ‌ ‌ ہاتھ دیکھتے ہی ولی بچھ لجاہٹ
گرگ بادکشان رنگ ترے سے دونون ‌ ‌ دل یہ چاہے کہ تھین وحط کے لیٹے لپٹ

گدگداہٹ پہ اگر نات کی پڑ جائے نظر — ہیں کہ دست خیال اُس سے وہیں جائے لپٹ
ہو یقین دل کو کہ ہے حسن کے دریا کا بھنور — گھر کے ساری پچی الفت یہان آئی ہے سمٹ

مصور اُس کے حسن کو دیکھ کر حیران رہگیا اور اس آئینہ رو نے ہاتھ پکڑ کے کہا کہ صاحب آئے ہو تو بیٹھ جاؤ یہ کہکر پاس بٹھایا اُس نے جام بادہ گلرنگ لبریز کر کے کہا پیجیے یہ ساغر الفت ہمیں نوش کیجیے اور مجھسے عہد وپیمان کیجیے قول وقسم دیجیے کہ کبھی کسی اور سے دل نہ لگاؤنگا اور جو روپا کوئی آشناب میرے پاس ہوگی اُس کا سر کاٹ لاؤنگا مصور نے وہ جام اُس کے ہاتھ سے لیا اور کہا تجھ پر جب اپنی جان نثار ہے تو پھر اور کسی کی جان کیا حقیقت رکھتی ہے جورو کیا مردار ہے مین ابھی اُس کا سر لاکر تیرے قدمون پہ نثار کرونگا اور تمام عمر غلامی مین رہونگا کہ بیت گر دست دہد ہزار جانم در پاے مبارکت فشانم ✦ یہ کہکر وہ جام پی گیا اور منھ بڑھایا کہ اب اپنے لب شکر بار کا بوسہ دے کہ بیت از ان لب جان دہ کس را دگر خواہی کہ جان بخشی ✦ مرا بارے کہ من جان دادہ ام عمرے براے تو ✦ اُس ستمگار دلدار نے منھ ہٹا دیا اور کہا جب تم اپنی بی بی کا سر کاٹ لائے گے اس وقت اپنے مطلب دلی کو پہنچو گے شراب وصل سے سرشار ہوگے مصور یہ مژدہ جان بخش سنکر اُٹھا

اور یہ کہتا چلا کہ ابیات

من با تو بمیدم سخن دو قوم من یکیست — آنیست قول من کہ شنیدی سخن یکیست
صد بار اگر تو شوکت خوبان شکست یافت — خسرو ہزار خسرو دلشکر شکن یکیست

غرضکہ باہر آکے مرکب پہ سوار ہو گے بہم میز لشکر مین آیا بی بی اس کی بارگاہ حیرت سے آکر خیمہ مین اپنے بیٹھی تھی کہ یہ قریب خیمہ ٹھہرا اور دو چار کنیزین ترکنین حبشنین جو پہرے پر تھین انھون نے سلام کیا اُس نے سلام کے عوض اُن سے پوچھا کہ بالزادی جلد بتلاؤ وہ قحبہ صورت نگار کہان ہے کنیزین یہ کلمہ سنکر گھبرائین اور کہا حضور آپ ملکہ عالم کی نسبت یہ کیا فرماتے ہین اس نے کہا مین اُس حرامزادی کا سر کاٹ لے جاؤنگا کہ معشوق مجھ سے راضی ہو یہ کلام جو کنیزون نے سنا گھبرا کر ایک اندر گئی اور بی بی سے کہا آپ بیٹھی کیا کرتی ہین میان پھر سڑی ہو کر آئے ہین آپ کے مارنے کو کہتے ہین صورت نگار تو حیرت سے سن چکی تھی کہ مصور سڑی ہو کر آئے گا یہ خبر سنتے ہی سمجھی کہ یہ وہی معاملہ ہے بس بیتابانہ بارگاہ سے نکلکر بھاگی سحر بھی نہ کیا کیونکہ جانتی ہے کہ شوہر میرا مجھسے زبردست ہے ایسا نہ ہو کہ مجھکو ہلاک کرے غرضکہ اُس کو بھاگتے شوہر نے اسکے دیکھا اور پکارا کہ او فاحشہ بیسوا کھڑی تو رہ کہان مجھ سے بچکر جائے گی یہ کہکر پیچھے دوڑا صورت نگار سر پہ پاؤن رکھکر بھاگی افسران لشکر نے جو یہ حال دیکھا چاہا کہ روکین مگر باہم کہا کہ میان بی بی کے مقدمہ مین دخل نہ دینا چاہیے یہ سوچکر سب رکے اور یہ پیچھے ہر ایک طرح اُس کے چلا آخر یہ مردود عورت قریب پہنچ گیا اُس وقت صورت نگار دہشت جان سے گر پڑی اور سر پیشواز الٹ گئی بند ازار ٹوٹ گیا کنیزین پروانہ وار اُس شمع انجمن ساحری پہ آگرین اور پیشواز درست کی دیکھا تو اُس کا پیشاب خطا ہو گیا ہے اُسی طرح

منہ میں پیشاب کی پچکی ہوئی کنیزیں اُس کو اُٹھا کر لے بھاگیں مصور نے بڑھ کر دو ایک کو زخمی کیا لونڈیاں بڑا چلا کہتی ہوئی بھاگیں کہ یہ موا آپ سے گذر گیا ہے گوڑ مارے کو بڑھاپے میں چوچلا سوجھا ہے گھڑی گھڑی سحر کی چلیوں پر عاشق ہوا آتا ہے ایک بولی کہ اس بوکٹ بابے واسے کہ نام عاشقی کا بھرنا ہے چھوٹے منہ نہیں اچھا لگتا دوسری بولی کہ نگوڑا مارے سے لڑنے کو کس نے کہا تھا کہ وہاں دمبدم جاتا ہے اور سڑی ہو کر آتا ہے تیسری بولی قربان ایسے لڑنے کے جب پھرے تو گھڑی والوں پہ جوتا ہے کیا مہرخ اور بہار کے سامنے نانی مرتی ہے وہاں سوا اسے ہاتھ باندھنے کے اور کچھ نہیں ہوتا ہے غرضکہ ایک ہنگامہ عظیم برپا ہے یہ ہر ایک کو سگ دیوانہ کی طرح مارتا پھرتا ہے لوگ بھاگتے پھرتے ہیں لشکر میں کمر بندی ہوئی ہے کہیں ضرر نہ ہو بچا سے جو کوئی ادھر سے نکلتا ہے لوگ منع کرتے ہیں کہ ادھر نہ جاؤ ایک سڑی آتا ہے دور دور سے لوگ ڈھیلے اور پتھر مارتے ہیں لونڈے ایک طرف تالیاں دے رہے ہیں لو لو ہو دھتا ہے کا شور بلند ہے جب یہ آگے بڑھتا ہے لوگ ساتھ ہوتے ہیں لڑکے کہتے ہیں جاتا ہے لینا جاتا ہے جب پیچھے پھرتا ہے سب بھاگتے ہیں جب اُس کے کوئی ڈھیلا لگتا ہے یہ کہتا ہے بیت زخم پہ چھڑکیں نہ کیوں طفلان بے پروا نمک * کیا مزا ہوتا اگر پتھر میں بھی ہوتا نمک حیرت نے جو یہ غلغلہ سنا پوچھا کہ یہ کیا غل ہے ہنوز کوئی خبر نہ لایا تھا کہ کنیزیں صورت نگار کو پیشاب میں لت پت لیے ہوئے پہونچیں حیرت نے دیکھا کہ سب بدحواس اور صورت نگار کا پائجامہ ناف سے نیچے اترا ہوا ڈوپٹہ کہیں جرم کہیں کچھ عجب عالم ہے اس نے پوچھا کہ کیا ہوا سب یہی کہتی ہیں کہ وہ آگیا کوئی یہ نہیں کہتا کہ مصور آگیا اور ہوش میں آکر صورت نگار تخت کے نیچے چھپ رہی اور حیرت باہر نکل آئی لڑکوں اور لشکریوں کو روکا اور آپ قریب آئی کہا اے مرشد زادے آپ کس کو مارتے پھرتے ہیں جاسوس نے بصورت مصور دیکھ کر حیرت کو پہچانا اور کہا اے ملکہ میں اُس فتنہ صورت نگار کو ڈھونڈھتا ہوں حیرت نے کہا آئینے میں آپ کا اُس کا سامنا کر دوں مصور اُس کے ساتھ بارگاہ میں آیا اور کرسی پہ بیٹھا مگر نہایت مضطرب ہے کہیں بی کو کسی طرح پاؤں تو سر کاٹ کر معشوقہ پاس لیجاؤں ہر لحظہ کرسی سے اُٹھتا ہے حیرت روکتی ہے کہ صاحب ٹھہرو میں نے لوگ گرفتار کرنے کو بھیجے ہیں وہ آیا چاہتی ہے یہ کہہ کر روکتی ہے اور سحر پڑھ پڑھ کر پھونکتی جاتی ہے کچھ نہیں ہوتا ہے اور عیاروں نے یہ سب خبریں مہرخ سے کہی ہیں وہاں سب بیٹھے قہقہے لگا رہے ہیں تعریف ہو رہی ہے کہ اے ملکہ سبحان اللہ کیا سحر کیا ہے مہرخ کہہ رہی ہے کہ اس سحر کا لطف جب ہے کہ دولی لباس سامری کی بادشاہ طلسم کو غصے اور وہ بھی خود ہی عاجز آئے فی الجملہ مصور پھر گھبرا کر اُٹھا اور کہا اے ملکہ جلد بلوا اُسی اس حرامزادی کو کہ میں سر کاٹ کر اپنی معشوقہ پاس لے جاؤں حیرت نے کہا اچھا بلواتی ہوں لیکن اُس کے مارنے سے کیا حاصل ہے اس نے کہا اس میرا کے جینے میں کھٹکا رہے گا اور دوسرے فرمائش محبوبہ سے ناچار ہوں کہ اس نے سر مانگا ہے حیرت نے کہا میں بغیر قتل صورت نگار تمہاری معشوقہ کو بلوائے دیتی ہوں اور چاہا کہ کسی زن حسینہ کو بلوا کر اسکا دل اس کی طرف مخاطب کر دوں

لیکن اُس نے کہا کہ میں بغیر قتل کیے اپنی زوجہ کے باز نہ آؤں گا افسوس کہ معشوقہ کبھی نہ کبھی ایک ادنیٰ کنیزک کا سر مانگے اور عاشق سے فرمائش پوری نہ ہو سکے یہ کلمات سنکر صورت نگار زیر تخت یہ حال ہوا کہ تھر تھر کانپنے لگی لیکن اور رونگی سنیے کہ عیار بعد خبر دینے اپنی مالکہ کے پھر اس کا تماشہ دیکھنے آئے تھے ان میں سے برق بصورت چوبدار یہاں کھڑا تھا اور صرصر بھی حاضر تھی اس نے صرصر کے بازو میں چٹکی لی جب اس نے پھر کر دیکھا اس نے چپکے سے کہا کیوں استانی کبھی تم نے طلسم میں ایسی لڑائی بھی دیکھی تھی یہ سحر بھی کرتے کسی کو سنا تھا صرصر نے یہ سنکر اس کو پہچانا اور خنجر کھینچا برق نے جو مردہ کھڑا تھا اُس کا بازو پکڑ کر سامنے کر دیا اور بچا لا کی آپ اُس کے پیچھے ہو گیا خنجر مردے پر پڑا کہ وہ دو ٹکڑے ہو کر گرا اور سب مردہ بون وغیرہ نے غل مچایا کہ اسے لینا یہ عیار ہے اس نے مارا ہے باہر کے ساحر یہ سمجھ کر دوڑے کہ شاید مصور مارا گیا ہے اور صرصر سمجھی کہ اس وقت عیار کے دھوکے میں تو پٹ جائے گی نکل بھاگ چلی آتا یہ سمجھ کر جست کر کے بھاگی حیرت کو یقین کامل ہوا کہ یہ عیار بشکل صرصر تھا پس اس نے سحر کیا کہ صرصر باہر جا کر ٹھہر گئی اُدھر سے جو ساحر دوڑے تھے وہ پکڑ کر اندر لائے حیرت نے حکم دیا کہ مار پڑے مردہ بے اور چوبدار وغیرہ مارنے لگے ہر چند یہ کہتی ہے کہ میں صرصر ہوں عیار وہ چوبدار بنا ہوا کھڑا ہے مردہ بے کہتے ہیں کہ دیکھیے ہائے بھائی کہ عیار بتاتا ہے اور آپ بچا چاہتا ہے یہ کہتے ہیں اور مار رہے ہیں اس وقت عیار بچیاں صبا رفتار وغیرہ چاروں آگئیں اور بسبب ساحرہ ہونے کے انھوں نے صرصر کو پہچانا اور حقہ ہائے تفنگ مردہ بون پر مارے کہ بارگاہ میں دھواں بیہوشی کا بلند ہوا حیرت گھبرا کر بزور سحر اڑ گئی کہ معلوم ہوتا ہے اور بہت سے عیار آگئے ہیں برق نے اس اندھیرے میں دو ایک ساحروں کو مارا غل اُن کے مرنے کا بلند ہوا اب تو لشکری بھی دوڑے اور مصور نے اٹھکر مارنا شروع کیا ترسول پنسول تیغ سحر چلنے لگا اب عیار بچیاں صرصر کو سنکر نکل گئیں اور برق بھی کنارے ہوا لیکن یہاں ہر ایک کی زبان پر نعرہ بلند ہے کہ لینا مارنا جانے نہ پائے جو آتا ہے وہ یہی کہتا ہے کچھ سمجھ پڑتا نہیں کہ کس کو ماریں بعض لوگ بھاگے جاتے ہیں دوکانیں لشکر کی بند ہوئی ہیں جو کوئی پوچھتا ہے کہ کیا ماجرا ہے کہتے ہیں کہ وہ آگ لگی اسی ہنگامہ میں حیرت نے بلندی پر سے دیکھا کہ عیار کوئی نظر نہیں آتا سمجھی کہ سب نکل گئے اس نے سحر پڑھا کہ وہ ہنگامہ ہٹا مینے لشکری لڑنے سے تھم گئے لیکن مصور ہنوز جب اس شخص کے کہ دیوانہ رہا ہو سے بس است نہیں رکتا ہے حیرت جلد اس کے پاس آئی اور کہا کہ تمہاری بی بی کے سر کٹنے میں یہ ہنگامہ ہوا ابھی طلوع سر اُس کا آیا ہے یہ سنکر وہ ساکت ہوا اور ملکہ نے کہا جلد شادی کرا دو لشکر میں امان ہوئی عیار بچیاں بھی بارگاہ میں آ کر ملیں ملکہ نے اُن سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا تھا انھوں نے کہا کہ اس طرح عیار نے وقت خنجر زنی مردے کو سامنے کر دیا تھا یہ کہکر ادھر ادھر دیکھا برق پھر صورت بدل کر آ کھڑا ہوا تھا اُس پر صرصر کی نگاہ پڑی کہا دیکھیے یہی ہوا تھا برق یہ کہتا ہوا بھاگا کہ ہم پھر دو چار کو مارنے آئے تھے حیرت دنگ ہو گئی اور کہا دیکھیے سامری ان موذیوں کے ہاتھ سے کب نجات دیتے ہیں یہ کہکر مصور کی دلجوئی میں مصروف ہوئی

اور برق نے جاکر حال سارے ہنگامہ کا مرخ سے بیان کیا یہاں تو یہ حال ہے لیکن ادھر باغبان جب اپنی زوجہ کو سمجھا کر روانہ ہوا اور دریائے سحر کے پار اترا اور جو تیغہ کہ بادشاہ طلسم نے دیا تھا اُسی سمت چلا اور احاطہ سحر کے قریب پہونچکر تخت سے اُتر کر اندر گیا جب چمنستان میں پہونچا پردے کے اندر سے آواز آئی کہ کون آتا ہے اگر مصور ہے تو ہمارا عاشق ہے آئے اور جو کوئی اور ہے تو میں تیر سے نشانہ اجل کرتی ہوں یہ کہہ کر تیر و کمان پردے کے باہر نکالا باغبان سمجھا کہ یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں اور مجھکو شاہ جادوان نے جو کچھ سمجھا دیا ہے وہ کرنا چاہیے خلاف اس کے کرنا خطا پانا ہے یہ سمجھکر جلد وہاں سے پھرا اور لکہ ابر نیساں کا اس کے سر پر سایہ فگن تھا اس سبب سے اس باغ سحر سے نکل آیا نہیں تو باہر آنا ممکن نہ تھا اور بتلاش مصور لشکر حیرت میں آیا کیونکہ پردے سے صدا سن چکا تھا کہ مصور عاشق ہمارا ہے سمجھا کہ وہ دیوانہ ہو کر لشکر میں گیا ہوگا الغرض اس وقت یہ آکر پہونچا کہ یہاں وہ ہنگامہ مٹ چکا ہے سب بیٹھے ہیں کہ اس کے آنے کی خبر سنکر ملکہ حیرت نے پیشوائی کو لوگ بھیجے اس نے آکر ملکہ کو تسلیم کی اور نذر دی پایہ چہارم تخت پر جگہ بیٹھنے کو ملی اور حیرت نے اس وقت ایک ساغر آب پر سحر دم کر کے مصور کو دیا کہ پیئے اس نے وہ پانی لے کر پھینکدیا اور کہا اے ملکہ خاک اس شخص کے سر پر جو معشوقہ سے وعدہ کرے کہ میں کسی کے ہاتھ سے شراب کا جام نہ پیوں گا اور پھر ساغر لے کر غیر سے پیئے بڑے افسوس کی بات ہے کہ فرد خواہم دمے کہ بجز یار نباشد ، من باشم و وے باشد و اغیار نباشد ، یہ کلمات سنکر باغبان نے کہا کہ اے مرشد زادے مجھکو بادشاہ طلسم نے بھیجا ہے اور کہا ہے کہ تم کو ساتھ لیجا کر تمھاری معشوقہ کو تم سے راضی کرادوں تم جانتے ہو کہ شاہ جادوان کے قبضہ میں جو کچھ طلسم میں ہے سب ہے میں جب اس کو زبان بادشاہی سناؤں گا وہ تم سے ضرور راضی ہوگی یہ کہہ کر اُٹھ کر آؤ چلو مصور سمجھا کہ صورت نگار تو ملتی ہی نہیں پھر اُس کے ساتھ چلو شاید مطلب نکل آوے یہ سوچکر بموجب مثل (دیوانہ بکار خویش ہشیار) اس کے ساتھ ہو لیا باغبان تخت سحر پر بٹھا کر بہلاتا ہوا کہ ابھی تم اس کے وصل سے کامیاب ہوگے تسکین دیتا ہوا قریب حصار لایا اور تخت سے اُتر کر کہا کہ اے مرشد زادے میں بغیر حکم تمھاری معشوقہ کے اندر نہیں جاسکتا ایسا نہ ہو کہ تم سے بھی ناراض ہو اس سے بہتر ہے کہ تم اندر جاؤ اور جب وہ کہے کہ سر لائے تو کہنا کہ ہاں دروازے پر سر آدمی لیے کھڑا ہے چلو دیکھو اور سیر چمن بھی کر دیں اس حیلے سے اسکو یہاں بلا لاؤ تو میں حکم بادشاہ اس کو سنا کر راضی کر دوں کہ پھر تم عمر اُس کے پاس رہو اور تم کو وہ کبھی جدا نہ کرے مصور کو یہ بات پسند آئی اور اندر گیا اُس پری نے پکارا کون آتا ہے اس نے نام بتایا اُس نے پردہ اٹھا کر اس کی جانب دیکھکے مسکرا کر پوچھا کہ کہو ہماری فرمائش لائے یا خالی ہاتھ پھر آئے اُس نے کہا بھلا میری کیا مجال ہے جو خلاف حکم آپ کے عمل میں لاؤں گیا اور لایا وہ قحبہ بھاگ گئی تھی اس سبب اس کے ڈھونڈھنے میں عرصہ ہوا جب ملی تو سر کاٹ کر لیا اُس نے کہا تو پھر لاؤ کہاں ہے اس نے کہا کہ میرا ملازم دروازے پر لیے کھڑا ہے وہیں جاکر دیکھ لیجیے

اور انکھین تلووں سے اپنے ملو گلگشت چمن کیجیے یہ سنکر وہ سراپا ناز بعد انداز پردہ اُٹھاکر نکل آئی اور اُسکا
ہاتھ آکر پکڑ لیا گلے مین باہین ڈال کر سمت دروازہ چلی باغبان نے دروازہ سے جھانک کر اس کو آتے دیکھ کر
لکہ ابر کو حکم دیا آب چشمہ سامری برسا دے ابر گرگراکر چمن پر چھایا اور ایسا چھینٹا زور سے پڑا کہ وہ نازنین
بھاگ کر بارہ دری کی طرف چلی تھی راستے ہی مین شرابور ہوگئی اور مصور سے پھر کہا او ظالم تو نے دغا کی یہ
کہکر جو گری کاغذ کی طرح گل گئی اور باقی جو صلا دھار پڑنے لگا دیوار ہائے حصار و چمنستان و بارہ دری وغیرہ
بالو کی دیواروں کی طرح بہہ کر ناپدید ہوگئین مصور بیچارے تو بچشم عبرت کھڑا ہوا یہ حال دیکھا کیا اور رو دیا کیا
کہ یہ مکان سرابگاہ ناپائدار مین حباب کی طرح تھا افسوس یہ کیسا مجبور بیکس ہون عاشق اس طرح پھوٹ کر
رویا جسکی آہ سرد ہوا بنکر ایسے ابر کو گھیر لائی جسنے یہ آفت ڈھائی غرضکہ جب وہ جگہ مع اس معشوق رعنا
کے برباد ہوچکی اور نگاہ دوراندیش کے سامنے سے وہ دھوکے کی ٹٹی اٹھی یہ بھی بیہوش ہوگیا باغبان نے
اس کو اٹھا کر اُٹھایا جب اسکی آنکھ کھلی دیکھا کہ پانی تھم گیا ہے اور زمین ایک صحرائے لق و دق مین ہمراہ باغبان
کھڑا ہوں یہ حال دیکھ کر مستفسر حال ہوا باغبان نے از ابتدا تا انتہا کیفیت اس کے مسحور ہونے کی بیان
کی اور کہا اس جگہ کی زمین دیکھو اس نے جو سمت زمین دیکھا معلوم ہوا کہ ایک گروندا لکبروں کا بنا ہے
اسمین سفید درے درختوں کے نقش بنے ہین اور ایک تصویر گاؤ اور پتلی کی بنی ہے اس نے کہا یہی گروندا
باغ مجھکو معلوم ہوتا تھا اور اسی تصویر پر مین عاشق تھا وزیر نے کہا اے مرشدزادے یہ سحر ایسا تھا
کہ شاہ تک اس سے عاجز تھے سامری نے تمہین بچایا اب چلو شاہ تمہین یاد کرتے ہین کہا مین بوجہ
ندامت کے شہنشاہ کے سامنے نہ جاؤں گا مجھ کو لشکر مین لے چلو تاکہ اپنی بی بی سے صفائی کر لوں۔
باغبان اس کو لے کر چلا اور لشکر مین آیا لشکریوں نے جاکر حیرت سے بیان کیا کہ مصور آتے ہین
صورت نگار بعد اُس کے جانے کے تخت کے نیچے سے نکلی تھی اب آتے جو سنا پھر تخت کے نیچے چھپ
رہی اور کنیزین بھاگین مگر باغبان اُس کو لے کر بارگاہ مین اترا اس نے ملکہ حیرت کو سلام کیا اور
اتر کر بیٹھا ہوش کی باتین کین سب خوش ہوئے صورت نگار بھی تخت کے نیچے سے نکلی مصور نے
اُسکے روبرو ہاتھ باندھے کہ اے بی بی تو میری خطا کو معاف کر مین نے بے وجہ تجھے گالیان دین اور قتل
کا درپے ہوا صورت نگار نے کہا مین اسی دن کے لیے منع کرتی تھی آپ نے نہ مانا اب یہ ذلت بہ ذات
اُٹھانا اچھا معلوم ہوتا ہے اب ہاتھ نہ باندھنا اپنا رہنے دو مین درگذری ایسے لاپ سے اگر یہ عہد کرو
کہ مین اکیلا لڑنے نجاؤں گا تو البتہ مین ملتی ہوں اس نے کہا اے ملکہ ابھی تو بیشک لڑنے نہ جاؤں گا
لیکن ایک سحر میرے باپ نے اپنے باپ سے یعنی سامری سے یاد کیا تھا وہ مجھکو بتلایا ہے اس سحر کو
مین تیار کرلوں تو ان ذلتوں کا بدلا لوں گا غرضکہ یہ عہد و پیمان کرکے سب داد عشرت دینے مین مصروف
ہوئے شرابخواری کرنے لگے اور ہرکاروں نے یہ سب خبرین جاکر ملکہ مہرخ سے عرض کین کہ اس طرح

باغبان نے آکر حال اپنا دیا مصور اچھا ہو کر آیا ہے ناچ ہو رہا ہے آج باغبان وزیر کی دعوت کی تیاری
ہو رہی ہے یہ خبر سنکر مہرخ نے کہا خیر خدا مالک ہے معلوم ہوتا ہے کہ فقیر لباس سامری شاہ طلسم کو دستیاب
ہو گیا جب ہی فقیر بغفلت مصور کے گوش ہوش سے نکلا یہ کلمات سنکر برق عیار کہ جو اس وقت موجود
تھا اپنی جگہ سے اٹھکر سامنے آیا اور عرض پیرا ہوا کہ جب آپ سے اور بہار سے شورہ مصور کے دیوانہ
کرنے کی نسبت ہوا تھا تو میں نے عرض کیا تھا کہ دوبارہ آپ لوگ اس کو سرشی کیجیے گا تو ہم بھی کچھ نہ کچھ
سزا دینگے اب بموجب اس قول کے نوبت تو گذشت نوبت ما رسید ہمارا حصہ اس وزیر باغبان
کو زک دینے کا ہے اور انشاء اللہ مع حیرت و مصور وغیرہ جتنے یہ ساحر ہیں سبکو اگر آج ذلیل نہ کیا
تو اپنا نام نہ رکھا کیونکہ یہ وزیر سحر استاد کے ہاتھ سے کئی بار ذلت اٹھا چکا ہے مگر باز نہ آیا آج ایسا اسکو
ذلیل کروں کہ پھر کبھی حرامزادہ ادھر رخ نہ کرے مہرخ نے جواب دیا کہ الحق آپ ایسے ہی ہیں اور ہم سب نے
آپ ہی لوگوں کی بدولت بعنایت خدا آج تک فتح پائی ہے اب کیا ضرور ہے کہ آپ تکلیف کریں اگر یہ وزیر
لڑے گا تو دیکھ لیا جائے گا ابھی چھیڑنا مناسب نہیں کیونکہ خواجہ سلامت نہیں ہیں ایسا نہ ہو کہ کچھ پیچ
پڑ جائے باغبان زبردست بہت ہے برق نے کہا اے ملکہ خدا تعالیٰ ہمارا قادر و توانا ہے اگر اس
وزیر کو سزا نہ ملیگی جسارت بہ جنگ و جدل کریگا اور پھر اُس نے آپ ہی کی قول و اقرار جو استاد سے
ہوئے تھے وہ سب بھول گیا انشاء اللہ العزیز میں اس کو ضرور واقعی سزا دیدونگا اور علاوہ بریں
قول مرداں جاں دارد آپ لوگوں کی باری ہو چکی اب ہماری باری ہے یہ کہکر بارگاہ سے نکلکر روانہ ہوا
اور اسیطرح سر دربار یہ گفتگو جو ہوئی تھی ہرکارونے لشکر حیرت کے جا کر سارا ماجرا حیرت سے
بیان کیا کہ اس طرح عیار نے دعویٰ کیا ہے باغبان نے کہا عیاروں کی موت آئی ہے حیرت نے کہا
راستہ بند کر دینا چاہیے باغبان نے کہا راہ بند کرنے میں معلوم ہوگا کہ ڈر گئے آپ آنے تو دیجیے اپنے
اپنے پاؤں سے لیکن جائینگے کس کے پاؤں سے یہ کہکر چپ ہو رہا اور حیرت نے حکم جشن کا دیا ہے کہ
آج کی رات لے وزیر تمہاری دعوت ہے کل جانا اس نے بھی قبول کیا ہے اسی وقت سے روشنی کی تیاری لشکر میں
ہونے لگی تھیا سو سو کنول کا سر بلند فرشی دورویہ سڑک کنارے سے استادہ ہیں پردے اور مرایچوں
بارگاہ شاہی کو آراستہ کیا اس اثنا میں دن تمام ہوا اور دشت عالم میں غیرہ ظلام ہوا عیار عالم آئے گوسے
آفتاب عالمتاب کو نشان عیاران کیسہ مغرب میں رکھا اور حقہ ہائے انجم کو میدان چرخ پر چھٹکا
کہ بمقتضائے

نظم

زمین اس وقت لگتی یوں بھلی تھی
کہ گویا ایک چاندی کی ڈلی تھی
درختوں کو دیا ماہ کی ضیا نے
دیے تھے بادلے کے شامیانے

شام سے تمام امراد وزرا افسر لشکر بارگاہ حیرت میں آکر بہار پر زر پر متمکن ہوئے ساقیان مہرسیا

جام بادہ احمر دینے لگے پری چہرگان یاسمن پیکر سامنے رقص کرنے لگیں گلبانگ عشرت بلند تھی رقص مستانہ اداؤن کا دور ساغر و پیمانہ ہوش رباؤن کا اہل انجمن کو لایعقل بنائے تھا چاندنی رات کا عالم شگوفون کی دھوم شمعون پر جیسے پروانون کا ہجوم یہ کیفیت تھی کہ بیت جھلکتے نہ تھے ہاتھ مین جام مے بدہن بادہ خوارون کے تھے ہنس رہے وہ یہان تو یہ حال ہی مگر برق جو روانہ ہوا تھا پہلے صحرا مین آیا زنبیل عیاری کی بجالی قران آداد پر اپنی جگہ سے اس کے پاس آیا اس نے اپنے اراده سے اُس کو مطلع کیا اور پھر یاسمن قران نے اس کو تعلیم کین کہ تم جاؤ مین اس صورت سے یہان پہاڑ پر بیٹھا ہون جو کچھ کہ قران نے بتایا ہی حال اُس کا آگے بیان ہوگا غرضکہ برق بموجب ہدایت قران روانہ ہوا اور صورت ایک خدمتگار کی اپنی بنکر اسی جلسۂ دعوت کی طرف چلا وہان حیرت نے خبر دعوے عیاران سکر صرصر وغیرہ عیار بچیون کو بنا بر احتیاط نگہبانی کا حکم بلیغ دیا ہی عیار بچیان ہر طرف بہ ہوشیاری پھر رہی ہین جب برق وہان پہونچا گھات مین ہوا کہ اپنا کام کرون لیکن صرصر کی نگاہ اس پر پڑی اُس نے پہچان کر ڈانٹا کہ موئے تو کیونکر یہان آیا برق نے کہا اور بھی کچھ کام ہی سوائے مار پیٹ کے باغبان کو مارنے آئے ہین صرصر نے کہا رہ تو جا مونڈی کاٹے ابھی پکڑوائے دیتی ہون اور حیرت سے کہنے چلی برق بارگاہ سے جلد نکل گیا اور اس نے جاکر حیرت سے کہا کہ برق آیا ہے حیرت نے اپنے ہاتھ سے ایک انگوٹھی اتار کر پھینکی کہ اے انگوٹھی اس بارگاہ مین جہان کہین عیار ہو گرفتار کر لا انگشتری ایک طوق آہنی بنکر چارطرف پھری مگر برق تو پہلے ہی جا چکا تھا کہین نہ ملا انگشتری پھر آئی اور پھر انگوٹھی ہوگئی ملکہ نے اٹھا کر پہن لی اور باغبان سے کہا کہ مین راہ یہان آنے کی بند کیے دیتی ہون عیار ابھی یہان آیا تھا کیا فائدہ جو اس نے صحبت کو پریشان کیا باغبان نے عرض کیا کہ آپ مالک ہین جو چاہیے کیجیے لیکن وہ آیا تھا تو آپ نے مجھے نہ کہا مین گرفتار کر لیتا اور اب کی آنے دیجیے پھر جو مجھ سے گرفتار نہ ہوسکے تو راہ بند کیجیے گا حیرت چپ ہو رہی لیکن برق اسی واسطے پہلے اس طرح آیا تھا کہ کوئی مجھ کو دیکھے اور ساحرون کو میرے آنے کی خبر ہو جائے کیونکہ ظاہر کرنے مین اس کا ایک مطلب ہی جس کا حال اب بیان ہوتا ہی چنانچہ برق جو بارگاہ سے بھاگ کر دکھا کر آیا جس صورت پر کہ بنا ہوا تھا اس کو دوسری ہیئت پر تبدیل کرکے جب دو چار آدمیون کو اندر جاتے دیکھا انھین مین ملکر چلا اور اندر آکر آدمیون ملازمون کے پیچھے پیچھے اپنے تئین پوشیدہ کیے ان خدمتگارون کی پشت پر پہونچا جو باغبان اور ملکہ کی پشت پر کھڑے رومال جھلتے ہین اب سامنے بیٹھنے والے بسبب کثرت ملازمان اس کو نہین دیکھ سکتے اور پشت بوجہ دیکھنے ملکہ کے کوئی ادھر سے اندر آتا نہین اور برق باطمینان کھڑا رہا اور جب رقاصہ گاتی ہوئی قریب باغبان آکر اس مقام پر طالب انعام ہوئی اُس وقت سب کی نگاہ جانب رقاصہ و باغبان تھی کوئی کسی طرف متوجہ نہ تھا انھین کو دیکھ کر سب ہنس رہے تھے برق نے قابو پاکر ایک خدمتگار کی

بغل کے نیچے سے ہاتھ نکال کر ایک رقعہ بخط طلسم لکھا ہوا اور اس پر مہر افراسیاب کی جوگی کی گود میں
باغبان کے ڈال دیا کسی کو خبر نہ ہوئی کہ اس نے کیا کیا اور یہ رقعہ مذکور ڈال کر آہستہ آہستہ پیچھے
ہٹ کر دہنے بائیں سراچہ وغیرہ اٹھے ہوئے تھے اسی طرف سے باہر نکل گیا اور دور جاکر منتظر وقت
ٹھہرا یہاں باغبان نے رقاصہ کو حکم انعام دینے کا دیا خدمتگار جو پشت پر کھڑا تھا اس نے
اس کو دو شالہ اُڑھا دیا وہ پھر اپنی جگہ پر ناچنے لگی اور باغبان نے بھی زانو بدلا آغوش سے رقعہ
پایا مہر بادشاہی دیکھ کر اسی طرح زانو کی آڑ میں پڑھا لکھا تھا کہ اے وزیر اعظم مرحبا کہ تم نے مصور
پر سے سحر دفع کیا تمھیں چاہیے تھا کہ ہمارے پاس آتے مگر اب جو ملکہ کی دعوت میں ہو تو خیر صبح کو ضرور
آنا زیادہ وہاں نہ ٹھہرنا اور اس وقت ہم نے کتاب سامری دیکھی تھی تمھارا حال معلوم ہوا کہ محفل عیش
میں بیٹھے ہو اور عیاروں نے دعوی عیاری کیا ہے بلکہ برق عیار فکر میں عیاری کی آچکا ہے لہذا تم کو
چاہیے کہ اس رقعہ کا حال کسی سے نہ کہنا سیدھے اُٹھ کر صحرا میں جانا لشکر کی دہنی طرف ایک پہاڑ
ہے اُس پر ہمارا بھیجا ہوا ایک جوگی بیٹھا ہے اُس کے پاس میوہ باغ زردشتی ہے تاثیر اس کی یہ ہے کہ جو کوئی
وہ میوہ کھائے عیار اُسکو بیہوش نہ کر سکیں اور اُس کی محفل میں کچھ عیاری نہ کر سکیں پس وہ میوہ
لا کر سب کو کھلانا اور فراغ خاطر سے جشن کر دو عیش دینا تمھارا نام بھی ہوگا کہ وزیر اعظم ایسے زبردست
ہیں کہ اُن کے سبب سے عیار کسی کا کچھ نہ کر سکے اور اگر رقعہ ہمارا دکھلا دو گے تو سب یہ جانیں گے کہ
وزیر سے کچھ نہ ہو سکا بادشاہ نے بچایا ہم کو تمھاری ہی ناموری منظور ہے کیونکہ لوگ تمھاری عظمت سے
ہماری بزرگی بھی جانیں گے کہ جسکا وزیر ایسا اُس کا بادشاہ کیسا صاحب رتبہ ہوگا یہ مضمون رقعہ
مسطور کا پڑھ کر یہ بہت خوش ہوا اور رقعہ کو جیب میں ڈال لیا سمجھا کہ یہ سحر بادشاہ تیری گود میں
رکھ گیا ہے بادشاہ کے سحر کو بخوبی یہ جانتا ہے کہ جس وقت جو چیز بھیجنا چاہتا ہے یہ سحر غائب ہو کر
پہونچاتے ہیں جس کو وہ اشیا بھیجے جاتے ہیں وہی جانتا ہے اور کوئی نہیں واقف ہوتا غرضکہ رقعہ جیب
میں رکھ کر یہ کھڑا ہو گیا حیرت نے پوچھا کہ اے وزیر اعظم کہاں کا ارادہ کیا اس نے کہا اے ملکہ میں نے
آپ کو راستہ بند کرنے کو منع کیا لیکن بعد کو اندیشہ ہوا کہ مبادا عیار آکر پریشان کریں اس سبب سے
میں ایک چیز لینے جاتا ہوں آپ ہوشیار رہیے میں ابھی آتا ہوں یہ کہہ کر بارگاہ کے باہر آیا اور اُڑ کر
اُسی پتے پر چلا جو رقعہ میں لکھا ہوا تھا جب لشکر سے باہر نکل گیا کئی کوس پر دہنی طرف جاکر ایک
پہاڑی ملی اس پر آگ روشن تھی یہ اس پہاڑی پر اُترا دیکھا کہ مرگ چھالا درخت کے نیچے بچھا ہے
سامنے اس کے کھپر جلتا ہے اور مرگ چھالے پر ایک جوگی جٹا دھاری بیٹھا ہے آنکھیں لال لال چہرے
سے غضب و جلال لوہے کی زنجیر کمر سے باندھے کڑے لوہے کے ہاتھوں میں پڑے حلقے اور کنڈل کانوں
میں ڈالے جٹا میں خاکستری بنائے شیر کی کھال کا کرتا پہنے دھونی رمائے بیٹھا ہے اس نے جھک کر اس کو

سلام کیا اور ڈنڈوت کرکے ہاتھ باندھے کھڑا رہا وہ جوگی کہ اصل مین قران ہر اور برق سے یہی مشورہ
اس نے بنایا تھا کہ تم جاکر بچھلاوہ رعنا وزیر کو یہان بھیجدو مین اسکو بیہوشی کا میوہ دیدونگا وہ جاکر کھلائے گا
سب بیہوش ہو جائینگے چنانچہ برق نے وہی کیا اب جو یہ ہاتھ باندھکر کھڑا قران بسبب عالی دماغی کے منہ سے
نہ بولا اس نے کہا حضور مجھکو میوہ باغ زردہشتی عنایت ہو قران نے کئی سیر جنگلی بیر کہ پیچ کے بیہوشی نمکین اور
شیرین اسمین تھی اور ایک رومال مین باندھکر مرگ چھالے کے نیچے رکھے تھے اس کے مانگنے سے اشارہ کیا کہ
یہ رکھا ہے لے اس نے وہ رومال مرگ چھالے سے نکال لیا اور شادان و فرحان تخت سحر پر بیٹھکر چلا دم بھر
مین بارگاہ حیرت مین آیا اور کہا مین وہ چیز لایا ہون کہ عیار سرنگین اور کچھ نہ ہوسکے حیرت بافراز سلطنت حال آنے کی
کہ سچ بتاؤ کہان گئے تھے اس نے کہا کہ مجھ سے شہنشاہ نے چیلے کی زبانی کہلا بھیجا کہ باغ زردہشت مین جاؤ اور
وہان کا میوہ لاؤ پس مین باغ زردہشت مین گیا تھا وہان کا میوہ لایا ہون تاثیر اسکی یہ ہر کہ عیار عیاری نہ کرسکین
گے سبکو کھانا چاہیے یہ گفتگو سنکر ہر چند عیار یہان حاضر تھین لیکن ذہن بھی نہ لڑا اور خیال بھی نہ پہونچا کہ اسمین
کوئی فریب ہر کیونکہ وزیر خود گیا اور وہ کہتا ہر کہ باغ زردہشت سے لایا ہون پھر دھوکا دہی کونسا باقی ہر مگر
اتنا بنابر احتیاط کیا کہ ملکہ حیرت نے سحر کی نگاہ اس پر ڈالی کہ شاید خود عیار وزیر کی شکل بنکر نہ آیا ہو جب
نگاہ سحر کیا وزیر کو فوراً معلوم ہو گیا کہ ملکہ مجھکو آزماتی ہر اس نے ہنسکر کہا کہ اے ملکہ آپ مجھکو کیا دیکھتی ہین مین
عیار نہین ہون ادھر صرصر وغیرہ عیار بچیون نے بھی بنگاہ عیاری اس کو دیکھا خوب پہچان لیا کہ یہ باغبان ہر
عیار نہین ہر اسوقت وہ میوہ طلب کیا اس نے رومال سے نکال کر حیرت کو زیادہ بنابر تعظیم و ادب سر پر
رکھا کھڑی ہوئی سب حاضرین محفل کھڑے ہو گئے اور میوہ سر پر رکھا پھر رومال کھولکر فی اسم پانچ پانچ بیر
تقسیم کریے اور تبرک سمجھکر خادم خدمتگار سب اہل بارگاہ کو دیے کہ کھالین اور محفوظ رہین ہوشیاران مین صرصر
وغیرہ عیار بچیون نے بھی لیکر کھائے اور سب کھائے کہتے جاتے تھے کہ ظاہر مین تو بیر معلوم دیتے ہین مگر واقع
مین عجب لذیذ میوہ ہر کہ سلونا بھی ہر اور میٹھا بھی ہر اور نہین معلوم کہ اسکا نام کیا ہر باغبان نے کہا اس کو میوہ
سیات کہتے ہین اور در واقع فریب بھی اس کا نام ہر سب بہت خوش ہوے اور کہا پھر ناچ دیکھنے لگے سب سے
پہلے صرصر کو نشہ ہوا اگر خیال بیہوشی کا تو تھا ہی نہین سمجھی کہ رات کے جاگنے اور گرمی سے سر مین درد ہو چلا ہے
اس مین رقاصہ نے جو دم رقص گردش کی ٹھوکر کھا کر گری گیند مہ اس کو بھی پھیر دیے تھے لہذا جب وہ گری تب
باغبان نے کہا کوئی نہ اٹھائے یہ الٹی ہو کر ناچے گی غرضکہ ملکہ حیرت کو بھی نشہ ہوا اور اس نے صورت نگار
کے سر پر ایک دھول ماری کہ حرامزادی اٹھکے ناچتی نہین صورت نگار نے بھی نشہ مین کچھ بات نہ سمجھا حیرت
کی چھوٹی بہن یعنی مصور رنگا چھڑانے باغبان سمجھا کہ یہ اپنی زوجہ کی طرفداری کرتا ہر یہ سمجھکر مصور سے لپٹ
پڑا اور اس کی ڈاڑھی پکڑ لی اس نے اس کے پٹے پکڑے دونون لڑتے ہوے گرے ادھر حیرت اور
صورت نگار بیہوش ہوئین ساحر نشہ مین شرابیون کی طرح تمام عمر کا حال اپنا بکنے لگے اور جمشید کی بیزار کر

بیہوش ہو گئے عیار بچیان بھی اسی عالم مین مبتلا ہین عجب کیفیت ہے غرضکہ جب سب بیہوش ہو گئے برق نے باغبان کو جاتے دیکھا اور صرصر قران پردہ دے کر چلا تھا کن رسے لشکر کے برق کو ملا اور کہا آؤ سب بیہوش ہو گئے ہونگے چلکر توڑ مین یہ مشورہ کر کے بشکل مبتدل چلے پہرے والون سے بچتے ہوئے جب قریب بارگاہ پہونچے یہان کے پہرے والے اور غلام سب بیہوش تھے عیارون نے جلد سراپردہ بارگاہ گرا دیے اور دروازے پر تکمہ لگا کر باطمینان اندر ٹھہر کر عیار بچیون کو بیرنگ در روغن عیاری کا لگا کر برق وضرغام وجانسوز وغیرہ کی صورت پر بنا دیا اور ان کو صفت بیہوش ان سے الگ لے جا کر لٹا دیا پھر بزم کے تمام ساحرون کی مع مصور باغبان کے داڑھی مونچھین بھوین بجا اپنا کا صفایا بتلا دیا سب مونڈ کر جادوگرنیون کے سر مونڈے لیکن حیرت کی جب نوبت آئی دیکھا کہ زمین جھکی عیار سمجھے کہ کچھ آفت آئے گی اس سبب سے اسکا سر نہ مونڈا باقی عیار بچیون کو چھوڑ کر سب کے سر مونڈ کر منھ سب کے کاٹ لیے ہاتھ مین جو تیان پہنا دین اور باغبان کو صورت حسینہ بنا کر مصور کے پہلو مین برہنہ لٹا دیا اور مصور کو بندر والی بنا کر ڈگڈگی ہاتھ مین دی اور تمام محفل کے کپڑے اتار لیے ایک ایک تہمد باندھ دی کہ ننگے نہ رہین وہ بھی صرف عورتون کے باندھ دی اور مردون کو یون ہی رکھو صرف عیار بچیان برہنہ نہین ہین ان کو مردانہ لباس مثل عیارون کے دیا ہے غرضکہ جب یہ سامان کر چکے باہم صلاح کی کہ اب جو جو کہ قتل ہو سکین ان کو مارنا چاہیے یہ مشورہ کر کے حیرت و مصور وغیرہ ایسے ساحرون کو جو قتل نہ ہو سکین گے رہنے دے کر باقی کو چاہا کہ خنجر کھینچکر گردن کاٹنا شروع کرین ہنوز کسیکو قتل کیا تھا کہ وہان شاہ جادوان نے بوجہ عرصہ ہونے باغبان کے کتاب سامری دیکھی وسب حال دریافت کیا عیارون کی چالاکی معلوم کر کے خود وہان سے چلا کیونکہ رات زیادہ گئی تھی کسی کو بھیجنا مناسب نہ سمجھا یہان عیارون نے دو چار کو ذبح کیا تھا اور شور ان کے مرنیکا بلند ہوا تھا اور لشکر کے افسر غوغا سنکر دوڑے تھے کہ دفعۃً تاریکی ہو گئی اور آواز بڑے زور سے آئی کہ شاہ افراسیاب عیارو یہ صدا سنکر جلد جلد چار اور قتل کر کے جست وخیز کنان روبفرار لائے مگر ایک رقعہ اپنے حال کا لکھا ہوا پھینکتے گئے یہان بادشاہ طلسم نے ایسا سحر پڑھا کہ ہوا تند ایسی چلی کہ جتنے شمع وچراغ گل ہو گئے تھے آپ سے آپ روشن ہو گئے اور برودت ہوائے سحر سے سب بیہوش ہوشیار ہوئے اول سب سے عیار بچیان ہوشیار ہوئین اور یہ ہنگامہ دشوار دیکھ کر چاہا کہ بھاگ جائین شاہ جادوان سمجھا کہ یہ عیار ہین اس نے سحر کر کے ان کو حبس وحرکت کر دیا اس اثنا مین اور بھی سب ہوشیار ہوئے مصور نے جو وزیر کو مثل زن حسینہ پہلو مین پایا جان جہان کہہ کر لپٹا اور بوسہ لیا وزیر نے بوسہ لیتے وقت اس کی ناک دانت سے داب لی اس نے چھینا شروع کیا کہ اے واسطہ سامری کا یہ کون سا غمزہ ہے بجا ہے کہ ناک کاٹتی ہے مین دل دون گا مگر ناک نہ دون گا اس ہنگامہ مین زوجہ اس کی چونکی اور میان کو غیر عورت سے لپٹتے دیکھ کر یہ بھی فرط رشک سے مصور کو دو ہتڑون سے مارنے لگی کہ چھوڑ دے اب یہ چھاتی پر مونگ دلنا

سب کے سامنے رنڈی کو دے پڑنا سیکھا ہی بیٹھے منہ تیری بیبی پر لعنت مصور رکے گئے ہیں جھولا نبد والوں کیطرح
پڑا تھا او سر ڈگڈگی ہاتھ میں بندھی تھی وہ جنبش اعضا سے بجتی تھی صورت ننگار کے ہاتھوں میں جوتیاں تھیں جب
وہ دوہتڑ مارتی تھی مصور کے سر پر پڑتی تھیں ایک طرف وزیر ناک کاٹے لیتا تھا اس ماجرے کو دیکھ کر
جتنے ہوشیار ہوئے تھے سب اپنا اپنا حال خراب دیکھتا بھول کر ہنس رہے تھے اور جو منہ پر تھوک لیجاتا تھا
رخسارہ پر جوتی پڑتی تھی بعض جو اٹھ کر مصور کو چھڑانے چلے تھے ننگے اچھلتے تھے ملکہ حیرت جو اٹھی تھی
بچشم حیرت یہ تماشا دیکھ رہی تھی بادشاہ طلسم تادیر ہوشیار کر کے یہ حالت دیکھا کیا اور دست تاسف
ملتا رہا آخر اس نے نعرہ کیا کہ باشید اے بیخبران چشم خود را وا کنید و حال خویش را تماشا کنید اس
نعرے سے سب مست سے غفلت ہوشیار ہوئے اور اپنے تئین برہنہ دیکھکر شرمائے وزیر نے ناک
مصور کی چھوڑ دی یہ بھی الگ ہوا غرضکہ سب اپنی ہیئت کو آئینہ میں معائنہ کیا اور لباس طلب
کر کے پہنے جب بادشاہ بہادر حیرت میں بیٹھا اور سب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے منہ کو ڈھاٹا باندھ کر
چھپائے تھے بادشاہ نے باغبان سے بعتاب کہا کیوں تجھ سے کب کہا تھا کہ تو یہاں آکر ٹھہرنا
آخر میرا کہنا ماننے کی سزا پائی اور یہ مصور تو بے غیرت ہوا ہی کچھ اس سے سوائے ذلت دلانے کے اور
نہیں ہو سکتا شاہ طلسم کے غضبناک کلمات کا کسی نے جواب نہ دیا آپ ہی خفا ہو کر چپ ہو رہا اور حکم دیا
کہ عیار جو میں نے گرفتار کیے ہیں ان کا سر جلد کاٹ لو الو سرا زنسکہ جلے ہوئے تھے حکم ہوتے ہی تلوار کھینچکر
بہر قتل اٹھے عیار بچیاں رنگین اور عرض پیرا ہوئیں کہ کچھ ہو رہ تو ان کو حکم ہو کہ وہ ہم کو تنہائی میں دیکھ لیں ہم
آپ کی عیار بچیاں ہیں آئندہ سرکار کو قتل کرنے اور بخشنے کا اختیار ہے بادشاہ کئی بار اپنے ملازموں کو اپنے
ہاتھ سے دھوکے میں قتل کر چکا ہی اس سبب سے قتل کرنے والوں کو مانع ہوا اور عیار بچیوں سے پتہ نشان
پوچھکر کچھ دیا یہ بھی لباس تبدیل کر کے رنگ و روغن چھڑا کر اصلی صورت بنا کر جانثار بار ہوئیں شاہ
طلسم نے ان سے کہا لعنت ہے تم پر کہ تم سے کچھ نہیں ہو سکتا دیکھو عیار ایسے ہوتے ہیں صرصر نے کچھ جواب
نہ دیا اور دل میں قائل ہوئی کہ واقعی مجھ کو گمان تھا عمرو کی نسبت وہ گلیم وغیرہ تبرکات سے کام لیتا ہے
اس وجہ سے ہم اس کی برابری نہیں کر سکتے مگر یہ گمان غلط نکلا شاگردان عمرو بھی بلائے روزگار ہیں وہ
عیاری کرتے ہیں کہ ہمارا ذہن بھی اس تدبیر تک نہیں پہونچ سکتا فی الجملہ جب بادشاہ نے انکو بہت لعنت
ملامت کی تو انھوں نے عرض کی کہ جو کچھ ہم اب کرینگے حضور ملاحظہ فرمائینگے اور اب ہم بھی تدبیر کرتے ہیں یہ کہکر
بہر فکر عیاری اپنی جگہ پر چلی گئیں اور افراسیاب ملکہ حیرت کو نصیحت و پند بہت سی کرنے کہ تم گھبرانا
نہیں میں ان نمک حراموں کے قتل کو ساحرہ بدست بھیجوں گا مجھکو منظور تھا کہ پہلے ان سب کو قتل کر لوں
تو اسد کو قتل کروں مگر نہیں اب پہلے طلسم کشا کو مارنا لازم ہے اور یہ بھی خیال ہے کہ کوکب کہے گا کہ میری
شرکت کی خبر سنکر عمرو کی غیبت میں اسد کو مار ڈالا شاہ جادوان مجھ سے ڈر گیا بس انتظار کرتا ہوں کہ

وہان سے بھی مرد آے تو طلسم کشا کو قتل کردن دیکھون کہ میرا کوکب کیا کر لیتا ہے اسلام مین کوکب کی کوئی حقیقت نہین جانتا وہ ایک مرد صحرائی ہے اور کوہستان و صحرا کی ہار سے جد و آبا نے سرداری اُس کے بزرگون کو دی تھی اب وہ بادشاہ بن بیٹھا ہے جس وقت میرے مقابل آئے گا سزاے معقول پائے گا یہ کہکر باغبان کو اپنے ہمراہ لے کر سمت باغ سیب گیا باغبان بھی چلتے وقت مصور سے کہتا گیا کہ ہم تم سے زیادہ ذلیل ہوے خمیدہ پیرہ بابدکر کیا قسمت کھاتی ہے مختصر یہ کہ شاہ و وزیر تو ادھر گئے اور مصور سحر تیار کرکے اپنے مقام پر جاکر چلہ کش ہوا حیرت خجالت زدہ اپنی جگہ پر ساکن ہوئی جنگ و جدال چندروز موقوف رہی اور جب ریش آسمان یعنی تیر تابان رخسار سحر پر نمایان ہوئی اور سواد ظلمت روے روزگار سے چھوٹا اگر سرخی شفق سحر عیار دھنے لگائی

نظم

برانداختہ بود آن شب دیر باز	چو خورشید بنمود تاج از فراز
شب تیرہ باشد بلند آفتاب	ہمی گفتگو داشت افراسیاب

صبح نے دربار کیا سرداران ذی رتبہ حاضر ہوے دربار معمور ہوا عیارون نے آکر ڈاڑھیان اور لباس ساحران حریف کا دکھایا اور ماجرہ شب گذشتہ بیان کیا ہر ایک مارے ہنسی کے لوٹ گیا قہقہے اڑے آخر سب باطمینان داد عشرت دینے لگے

داستان آنا پتلے کا مجلس جادو کے بہر گرفتاری جنین جادو وکنیز کے اور مارا جانا اس پتلے کا ہاتھ سے افراسیاب کے اور پھر نامہ بھیجنا افراسیاب کا کوکب کو اور مارا جانا نامہ بر کا ہاتھ سے بہار اور عیارون کے عمل مین کوکب کے اور ملاقات کرنا بہار کا نقلی عمرو سے اور دعوت کھا کر رخصت ہونا اور راہ بھول کر لشکر اسلام مین جانا اور عاشق ہونا بادشاہ لشکر اسلام پر اور مدد کے لیے بھیجنا کوکب کا بلور چاردست کو ہمراہ ہمشیرہ عمرو کے اور جنگ ہونا افراسیاب و بلور سے لمؤلفہ

دریاے کرم ہے تیرا جاری	اُس مین سے ختم لنڈھائے ساری

پھر رند ہین تیرے تشنہ سے — غفلت پھر دل پہ چھا رہی ہے
عینک پھر نشہ کی چڑھا دے — آنکھون کو طلسم پھر دکھا دے
اُس مے کے ہین رند تیرے طالب — جس سے کہ بر آئین کچھ مطالب
وہ مے کہ جو مثل تیغ ہو تیز — وہ مے کہ ہو ہر طبع شبدیز
وہ مے کہ ہون رند جس سے خون آشام — جس کا حرمت سے شیخ نے نام
جو آگ بھبھوکا سی بنی ہو — انگور سیاہ کی جنی ہو
جس کا ہو نام دختر رز — جس کا مستی ہی پہ ہے مرکز
قاضی کرتا ہو جس کی حرمت — جن رندان ہو جس کی صحبت
جس مین کہ بھرا غضب کا ہو لہر — شوخی بادہ کی جس مین ہو لہر
رگ رگ مین بھری ہو جسکے شوخی — دل مین آنکھون مین جا ہو جس کی
ساقی مجھ کو ہے کچھ بھی معلوم — عالم مین بہار کی ہے پھر دھوم
دنیا مین ہین جتنے دشت ویران — پھولون سے بھرے ہین انکے داماں
ہین پھول کے رند جو چھوڑے — گلشن مین ہین پھولون کے کٹورے
اس وقت مجھے جی سے پلا دے — تجھ کو اب غیب سے صدا دے
آئین مضمون نئے نئے پھر — جادو افسون نئے نئے سر
مضمون کہن کی فوج ساری — ہو بر طرفی مین اب کی باری
بھرتی مین نیا ہو سارا لشکر — جو شاہ طلسم کا ہو ہمسر
لکھون پھر جلسہ طرب مین — فوج مضمون بلاؤن اب مین
جلسہ ہو نیا نئی مدارات — مہمان نئے ہون اور نئی بات
پھر عشق کی آگ اک لگا دون — دو دل کو ملا دون مین ہنسا دون
استاد کی معتبر روایت — اے جاہ جبین کسند حکایت

نیشان افسون تحریر۔ دمقرران جادو تقریر۔ حاکیان حکایت عاشقی۔ وافسانہ طرازان فسانہ معشوقی سحر سازی خامہ جادو فن بصد تفنن اس طرح دکھاتے ہین اور عربدہ پردازی معشوقہ دلفریب تقریر کو جلوہ گاہ تحریر مین یون لاتے ہین کہ زمانہ قدیم مین ایک کنیزک جبین جادو نام خدمت ملکہ مجلس سے بھاگ کر طلسم ہوشربا مین آئی اور اُس نے سرکار افراسیاب مین سرفرازی پائی اب طلسم باطن مین ایک باغ دبستان اس نے بنایا ہے اس مین رہتی ہے ہمیشہ داد عیش و نشاط دیتی ہے فی العجلہ جب عمرو طلسم کوکب مین پہونچا اور بادشاہ طلسم مذکور کو شرکت عمرو کی منظور ہوئی تو اُس وقت خساد

کرنے کا کوئی پہلو نکالنا منظور رہا آخر یاد آیا کہ جنین کو پکڑ بلانا چاہیے اگر کل سنے گا تو موقع جنگ کے بحال
خوب ہاتھ آئے گا پس مخلس کو ادیا کیا گیا کہ وہ آغوش عمرو میں آکر بیٹھی اور بہر گرفتاری کنیزک مذکورہ چیلا سحر کا
اُس نے روانہ کیا چنانچہ وہ چیلا اُڑتا ہوا قریب دار العمارہ شاہ کوکب پہونچا وہاں ایک زنجیر آتش بیچ
ہوا کھینچی ہے اور جہاں تک نگاہ کام کرتی ہے وہی زنجیر نظر آتی ہے جو اس سے گذرے تو سرحد طلسم نور افشان
طے کرے اور بہت جلد طلسم ہوشربا میں پہونچ جائے دوسری طرف سے جانے میں برسوں گذر جائیں
اور راہ نہ پائے یہ چیلا اور دو ساحر جو خبر لینے لشکر عمرو کی چلے تھے اس زنجیر کے پاس پہونچکر آگے نہ
بڑھ سکے اور محافظان زنجیر نے جاکر بعد ادب کوکب سے عرض کیا کہ اس طرح چیلا اور ساحر قریب زنجیر
آئے ہیں بادشاہ نے حکم دیا کہ مخلس کی خاطر ہے جانے دو یہ کہکر ایک نامہ بران کو لکھا کہ اے فرزند
تم نے غلطی کی چیلا ایسا بھیجا کہ وہ مارا جائے گا اور خاطر ہی عمرو کی کہ یہ جنگ ہم نے اپنے ذمہ لی
اب ہم سے لڑائی کی بنیاد شروع ہے جو کوئی صاحب انصاف سنے گا وہ یہی کہے گا کہ افراسیاب
نے برا کیا یعنی ایک تو کنیزک کو بچھار رکھا دوسرے جو اُسکو لینے آیا اُس کو بھی مارا خیر اچھا کیا جو یہ
چیلا بھیجا یہ نامہ مع میوہ کی ڈالی کے ایک ساحر لے کر بران پاس آیا نامہ دیا اور کہا یہ میوہ خواجہ
صاحب کے لیے بھیجا ہے پڑھکر ملکہ ہنسی اور چپ ہو رہی خواجہ نے پوچھا ملکہ کیا ہنسیں بران نے کہا
خواجہ مبارک ہو آپ کو میرے باپ نے بدل آپ کی شرکت فرمائی اب تھوڑی دیر میں لڑائی شروع ہے
مخمور نے کہا شاید چیلا جو بھیجا گیا ہے اُسی سے چھیڑ شروع کی ہے مگر مجھ کو یہ خوف ہے کہ افراسیاب نے بڑے
سبل پھیلا رکھے ہیں دیکھیے جو اُس پر کوئی فتحیاب ہو ایک اس نے قلعہ ایسا بنایا ہے کہ چار درجے اُسکے
ہیں ایک درجے میں سامری کے ہفت دوسرے میں اژدر سوار تیسرے میں ببر سوار چوتھے میں برتین
سحر کی ہیں پھر اس قلعہ پر حملہ کرے کیا مجال رکھتا ہے بی بی وہ بڑا زبردست ہے بران نے کہا میں
ایسے قلعوں کو گھوڑ دوڑ سمجھتی ہوں اور رشت زلف کی سرکار کے اختر مردار یہ کا نکالا مخمور ہر چند کہ ساحرہ
زبردست ہے مگر اُس کے دیکھنے کی تاب نہ لائی آنکھیں بند کر لیں اور بران نے کہا اے مخمور یہ سینہ
ساحران عالم توڑتا ہے اور اب چیلے کا حال معلوم ہوسے تو پھر دیکھنا کہ کیا ہوتا ہے غرضکہ یہاں تو یہ ذکر
ہے اُدھر چیلا اجازت پاکر زنجیر پھاندا اور ساحر بھی چلے لیکن چیلا سمت طلسم باطن گیا اور ساحر بہر
خبر گیری لشکر طلسم ظاہر کی طرف روانہ ہوئے مگر پہلے چیلے کا حال سنیے کہ سیدھا باغ میں پہونچا جنین
چوکی پر بیٹھی منہ دھو رہی ہے کنیزیں آفتابہ اور طشت لیے حاضر ہیں کسی کے ہاتھ میں بیسن دانی ہے کوئی
جھبجی لیے کھڑی ہے جنین نے رخسار پر صابون ملا ہے اور پیڑیاں ہونٹوں پر سے لالی کی اور دانتوں
سے رنگینی مسی کی چھڑا رہی ہے کہ چیلا آکر پہونچا ایک کنیز نے اُس کو دیکھکر کہا اوئی تو کون اس کہنے سے
جنین نے بھی دیکھا رنگ سفید ہوگیا محبوب جادو اس کا معشوق بیٹھا تھا چیلے نے اُس سے کہا

میان ہمارا اسلام ہی وہ سمجھا کہ یہ تیلا شاید افراسیاب کا بھیجا ہوا ہی یہ سمجھکر بولا کہ آئیے بیٹھیے تیلا سیدھا
جنین پاس آیا اور کہا چل بالزادی تجھکو ملکہ مجلس جادو نے بلایا ہی اور فرمایا ہی کہ نہ آئے تو
جھونٹے پکڑ کے لانا یہ سنکر اُس نے کہا او صاحبو مین اب تک لونڈی بنی رہی ہان پہلے لونڈی تھی مدت
ہوئی کہ نکل آئی اب مجھسے کیا کام اچھا مین نامہ لکھے دیتی ہون لیجاؤ میری طرف سے عذر کرنا کہ وہ
باندی ہوگئی ہی تیلے نے کہا بالزادی قحبہ اب تو نامہ لکھنے کے قابل ہوئی اس نے منھ مین طمانچے لگائے کہ
اے تو یہ مین بھول گئی عرضی لکھے دیتی ہون تیلے نے جواب دیا کہ مین لیجانے اور لے آنے کا ٹھہرا تمھارا
پیادہ ہون یا تمھارے باپ کا نوکر ہون خیر معلوم ہوا تو یون نہ جاؤ گی یہ کہکر لپکا جنین نے کنیزون سے
کہا روکو اس کو چار طرف سے کئی ہزار عورتون نے آکر گھیرا اور نارنج ترنج وغیرہ تیلے پر پڑنے لگے
چنانچہ تیلے پر پڑا اس کے جسم سے شعلہ نکلا اور جاکر اسی عورت کے پڑا کہ جس نے نارنج لگایا تھا وہ جلنے لگی
اور تیلے نے جنین کے دوڑکر گھونسا مارا پھر وہ سانس بھی نہ لے سکی تڑپ کر مرگئی جنین نے بہت سحر
کیے مگر کچھ اثر نہ ہوا آخر بزور سحر وہ اڑی اور سمت افراسیاب بھاگی تیلا بھی پیچھے اس کے اڑا اور دریاے
خون رواں کا بارہ کوس کا بیان ہے میدان ہی اس کے بعد باغ سیب ہی اور اس میدان مین ہزارون
آفتین اور بلائین رہتی ہین انھون نے فریاد کرنا جنین کا سنکر تیلے کو روکنا چاہا مگر نہ رکا اور ان بلاؤن
نے کہا بھی کہ یہ مقدمہ دوسرے طلسم کا ہی ہمین اس مین دخل دینا نہ چاہیے ایسا نہ ہو کہ شاہ جادوان
کے خلاف گذرے پس یہ سمجھکر طرح دے گئین لیکن اس روکنے مین جنین باغ سیب مین پہونچ گئی
شاہ جادوان سیب کو سریر آرائے حکومت تھا اہل دربار ثبت تھے کہ یہ جاکر پہونچی سب نے دیکھا کہ دوپٹہ کہین
محرم چڑھی پائجامہ اترا پڑتا ہی سنبھالتی ہوئی بدحواس رنگ رخ زرد شانہ کھلا منھ پر صابون ملا چوٹی
آگے آرہی ہی یہ کہتی ہوئی کہ بچائیے بچائیے آئی ہی افراسیاب نے کہا اے غضب ہوا کوئی اس کو پکڑنے آیا
ہی اسمین یہ قریب آئی اور کہا اے شہنشاہ بچائیے مین چلی شاہ جادوان نے کہا ارے کون آیا ہی اس نے
کہا وہی آپ تو جانتے ہین شاہ نے کہا نام تو لے کہا حضور مجلس مجلس شاہ نے یہ سنکر کہا کچھ لوگ بہ استقبال
جائین کہ ملکہ مجلس آئی ہین ہنوز سخن ناتمام تھا کہ تیلا پہلے غرق آسمان ہوگیا تھا سیدھا باغ مین اترا اور
جنین نے دیکھکر کہا یہی ہی شاہ سمجھا کہ مجلس نہین آئی یہ سحر اُسکا آیا ہی یہ سمجھکر غضبناک ہوا اور تیلا آتے
ہی جنین کی کمر مین ہاتھ دے کرکے اڑا وہ پکاری کہ ہاے مین مفت مین چلی بیوی سنکر پھر باندی بنی افراسیاب
کو غصہ آیا اور پکارا کہ باش کہان لیے جاتا ہی یہ کہکر ایک گولا سحر کا کھینچ مارا تیلا اونچا ہو چلا تھا کہ گولا
اس کے سر پر پڑا سر پھٹ گیا اور جنین اس کے نیچے سے چھوٹی شاہ طلسم نے سحر کیا کہ ایک پنجہ سحر نے
اس کو سنبھال کر نیچے اتار دیا اس نے اپنے کپڑے ہوش مین آکر سنبھالے اور شاہ کے گرد پھر کی بلا گردان
ہوئی کہ آپ نے میری جان بچائی بادشاہ نے کہا تمھاری تو جان بچی لیکن ہم سے ادر کو کب سے

قرار واقعی فساد عظیم ہو گیا جو شخص کہ عقلائے روزگار مین سے حاضر دربار تھے وہ عرض رسا ہوے کہ وقع مین
حضور جھوٹ فرماتے ہین کہ ایک کنیزک کو دامن پناہ دینے سے آپ نے اس قدر پاسداری کنیزک کی فرمائی سمجھا
جو کوئی کہ کوکب پاس سفر دور و دراز و سخت و صعب طے کر کے گیا ہوگا اور طالب امداد ہوا ہوگا اور
اس نے اس کو پناہ دی ہوگی وہ کس مرتبہ اس کی پاسداری کرے گا شاہ یہ باتین سنکر سمجھ گیا کہ یہ
کنایہ عمرو کی طرف ہی یہ سمجھ کر گویا ہوا کہ تم سچ کہتے ہو یہ پہلی چھیڑ عمرو کی طرفداری کے لیے ادھر سے ہوئی
ہی مین نے برا کیا جو پتلا مار ڈالا کیونکہ قائل ہونے کی جگہ ہی اس نے اپنی کنیز کو پکڑ بلایا تھا مجھ بیرحم ظالم کو
نہ ستایا تھا اگر یہ کہیے کہ پرائے گھر زبردستی کیون جتائی تو وہ کہے گا کہ مین تمھارے گھر کو بھی اپنا ہی گھر
جانتا تھا جس طرح میرا جی چاہا مین مالک مثل تمھارے تھا اب تم نے مجھ کو غیر سمجھا تو مین بھی تمھین بیگانہ
جانتا ہون یہ کہکر مشیرون سے صلاح کی اب اس بارے مین کیا کرنا چاہیے انھون نے عرض کیا کہ
ہمارے نزدیک یہ بہتر ہی کہ حضور ایک نامہ مشتمل عذر اس کا لکھین کہ اے برادر یہ سب فساد عمرو
کا ہی ہمارا ارادہ تم سے بگاڑ کا نہین ہی تمھاری بھتیجی کا پتلا یہان آیا تھا اُس نے بہت سے ساحر میرے
یہان کے مار ڈالے اس پر بناچاری اُس کو مین نے مارا امید کہ اس رنج کو خاطر مین جگہ نہ دینا اور جنین
تمھاری کنیز مدت سے نکل آئی ہی اس سبب سے مین نے اُس کو رکھ لیا کہ وہ یہ گھر ایک ہی ہی اب تم چاہو تو مین
اُس کو بھیجدون اور تمھین بھی چاہیے کہ عمرو کو پکڑ کر بھیجو و فساد موقوف کرو یہ رائے مشیر دانا تدبیر نے جب
بتائی شاہ کو پسند آئی دبیر عطارد رقم طلب ہوا حکم تحریر نامہ دیا گیا یہان تو نامہ لکھا جاتا ہی مگر پتلے کا
جب سر پھٹا وہ پتلا تو جلگیا لیکن طائر خوش رنگ اُس کے سر سے نکلا اور جانب طلسم نورافشان فریاد
کرتا چلا یہان بران و عمرو وغیرہ بیٹھے ہین کہ طائر آکر چلایا ناچ ہو رہا تھا ملکہ نے اس کی فریاد سنکر
ناچ کو منع کیا اس طائر نے پکار کر کہا کہ مین آپ کے حق نمک سے ادا ہوا یعنی ہاتھ سے **افراسیاب**
کے مارا گیا یہ کہہ کر زمین پر گرا منھ سے ایک شعلہ نکلا کہ طائر بھی جلگیا مجلس جادو سے جو یہ دیکھا رونے لگی
اور کہا ای جان ہمارے پتلے کو جنین تجھ نے مارا اے ای جان خود مین ابھی جا کر آفت برپا کردونگی
بران نے اس کو گود مین لیا اور آنسو پونچھے اور کہا اے بیٹا جنین سوا کی یہ مجال ہی کہ تمھارے
پتلے کو مارے یہ افراسیاب کے ہاتھ سے مارا گیا ہی تم خود کیا جاتی ہو ہم بھی چلین گے اور والدہ بھی
چلین گے اب تو ان سے بگڑی ہی دیکھو کیا ہوتا ہی مختصر یہ کہ اس کو سمجھا کر نامہ شاہ کوکب کو پتلے
کے حال کا لکھا ایک ساحر نامہ لے کر گیا بادشاہ سریر حکومت پر جلوہ گر تھا جب نامہ پہونچا
پڑھ کر سنا اور جواب لکھا کہ اے فرزند خوب بات بن پڑی اب لشکرکشی کی تیاری کر دو اور
مین بھی خواجہ سے ملاقات کرونگا اور کثیر فوج بھیجونگا اور مجھ کو سب حال پہلے سے معلوم ہی بلکہ
عذر نامہ بھی افراسیاب نے لکھا ہی اُسکا بھی حال تمھین آگے ظاہر ہوگا جب یہ نامہ بران کو پہونچا

اس نے خواجہ کو دکھایا محمور بہت خوش ہوئی کہ بارے لڑائی خوب ہوگی غرضکہ اسی خوشی میں حکم جشن دیا اور سب مصروف عیش و عشرت ہوئے لیکن اس طرف کا حال سنیے کہ منشی بے بدل و بے نظیر تحریر نے حسب الحکم شاہ طلسم نامۂ عنبرین شمامہ سواد مشک رنگ سے بکف شعریت کی سرنامے میں تحریر جمشید و لقا سامری وغیرہ اس طرح آغاز کی

نامہ افراسیاب مشتمل بر عذر و تجاہل جانب کوکب روشن ضمیر مؤلفہ

[illegible]

لازم ہے بڑوں کا پاس کرنا — حد سے لائق نہیں گزرنا
رنگ گل کی چمن میں شوخی — گلشن سے جدا ہے گل کو کرتی
بلبل جو زیادہ چہچہائے — صیاد اسے دام میں پھنسائے
مچھلی کا کنار بحر اچھلنا — حد دریا سے ہے نکلنا
ہر چند کہ آئینہ ہو شفاف — ہو خیرہ صفت ہے عیب جو ہر دو صاف
جوہر کا نہیں ہے آنکھ کا خوب — انسان کو شرارتیں ہیں معیوب
لونڈی کا پکڑنا تھا جو منظور — کہلا بھیجا اتے حسب دستور
فی الفور اسے میں بھیجدیتا — جھگڑا ذرے نہ اپنے لیتا
اب بھی [illegible] گیا [illegible] عزت — حاضر ہے کنیز بہر خدمت
اس شرط سے گر عمرو کو پاتا — بھجوا دو پکڑ کے تم باکراہ
ہر چند کہ تم ہوے مسلمان — برباد کیا ہے دین و ایمان
لیکن بھی تم سے ہے پاسداری — لکھتا ہوں بہ عجز و انکساری
دست [illegible] ناسزا کے — لازم نہیں جھیپ بے حیا سے
آگے اب کیا لکھوں میں حضرت — جمشید کریں تمہیں ہدایت

یہ نامہ منشی نے تمام [illegible] بحضور شاہ مزین بہ مہر خاص کیا اور لفافہ کر کے سامنے شاہ والا کے رکھا بادشاہ ظلمت [illegible] دستک دی کہ بعد کچھ عرصے کے ایک ساحر ذی رتبہ اژدر پر سوار فلک کی طرف سے اتر کر سامنے آیا اور سلام کر کے ٹھہرا بادشاہ نے فرمایا کہ اے قرطاس جادو ہم نے اس لیے تمہیں بلایا ہے کہ یہ نامہ میرا شاہ کوکب پاس لے جاؤ اور جواب باصواب لاؤ اس ساحر نے عرض کیا کہ غلام آپ کا ہر چند کہ لیاقت نامہ واری دربار شاہان نہیں رکھتا ہے لیکن آپ نے جو ایسا منصب جلیل کو [illegible] تو آپ کے اقبال سے بجا لاؤں گا مگر جس طرح کہ خسرواں زیجاہ ایلچی بھیجتے ہیں یہ کمترین بھی فوج ہمراہ لے کر بشمت تمام تر جائے گا اور کسی سے دب کر عجز کے کلام نہ کرے گا جواب ترکی بہ ترکی ہر سوال کا دیگا اگر یہ منظور ملازمان عالی ہو تو مجھے بھیجیے ورنہ معاف فرمائیے بادشاہ نے فرمایا کہ میں بھی ایسا ہی آدمی چاہتا ہوں کہ وہاں جائے اور شوکت میری ظاہر کرے تم جسقدر چاہو لشکر ساتھ لو اور ہرگز کسی سے نہ دبنا بلکہ اگر جنگ آغاز ہو جائے تو مجھے خبر کرنا کہ خزانہ و لشکر بھیجا جائے گا اُس ساحر نے یہ سنکر پایہ تخت کو بوسہ دیا بادشاہ نے خلعت رخصت عنایت کیا خلعت سے مخلع ہو کر نامہ سر سے باندھا وہاں سے رخصت ہو کر اپنی جگہ پر آ کر حکم بہ ترتیب لشکر دیا اور بارہ ہزار ساحر چیدہ و منتخب اپنے ہمراہ لیے تختہائے ساحران منقش و

رنگین تھے جواہر پایون پہ نصب تھا نہایت پر تزئین تھے ساحرون کے بازوؤن پر بت بندھے تھے
مالہ ہاے مروارید سب پہنے تھے جھوٹی ہر ایک کی نذر لیتی تھی مرکبون کی ہیکلون مین جواہر کی گھنٹی تھی آگے
آگے طاؤس ساق زرین بال پر رفتار سے سیمین وطلائی لدے تھے ساحر بہ لباس عمدہ اُن پہ بیٹھے تھے پیچھے
ان کے چار دگرنیون کے پرستار سردریاے جوہر مین غوطہ مارے تاقوس جو گنگ ہیرقون کو جلوہ دیتی تھین اپنے
حسن پہ پیر گردون کو دم دیتی ساکنان عالم ہوا کے ہوش کھوتی تھین پیچ سیاہ کے چالیس اژدر پر تخت جواہر
آگین کسا ہوا اور قرطاس بصد آرائش و تزئین اس پہ بیٹھا ہوا گرد افسران لشکر ساحران نامور گھیرے
پس پشت خیمہ و خرگاہ سے اژدر و طائر سحر لدے بردے ہوا یہ لشکر اڑتا ہوا نہایت تزک سے روانہ ہوا

اٹھے لکہ ابر سحر آفرین | چھپا جس سے پردے مین مہر مبین
بجا مین اڑین سرخ جو جھنڈیان | گھٹا مین لگین کوندنے بجلیان
دہن اژدرون کے کھلے جب ہمے | پیاپے وہ شعلے اگلنے لگے
ہوا سے تھا شعلون مین یون پیچ و تاب | کسی دل جلے کو ہو جون اضطراب
اڑے تھے جو طاؤس دہان نگار | دل دہر مین داغ تھے آشکار
ہوا ایسا ڈمرو سے پیدا خروش | اڑے بند دے چرخ کے جس سے ہوش
بہم غول باندھے ہوے ساحران | چلے ساتھ اس کے بصد عز و شان

از انجا قرطاس اس ارادے پہ چلا ہے کہ مین جیا بات سخت دونگا یقین ہے کہ فساد ہو پھر اس صورت مین
کیا معلوم کہ زندہ رہون یا ہلاک ہو جاؤن لہذا لازم ہے کہ سب اپنے دوست اور رفقا اور اعزا
و خیر خواہ سے مل لون چنانچہ اس کے چند دوست اور عزیز لشکر حیرت کے افسرین اُن سے ملنے دینز اپنی
شوکت وہان کے لشکریون کو دکھانے کے لیے سمت طلسم ظاہر چلا جب دریاے سحر کے پار اترا حیرت
کو خبر ہوئی کہ ایلچی شاہ طلسم کا بہ حیثیت بدعا آتا ہے اس نے لوگ استقبال کو بھیجے کہ وہ با اعزاز اس کو
لے آئے ملکہ نے عزت سے بٹھایا اس نے عرض کیا کہ مین برسم قاصدی جاتا ہون لیکن عزم رکھتا ہون کہ
عمرو کو مار کر آؤن گا سردربار شاہ کوکب پران بزور سحر بعالم بکرپیٹ مین عمرو کے جاؤن گا اور دل
و جگر چھیدون گا حیرت نے کہا تم ایسے ہی خیر خواہ ہمارے ہو لیکن ایسا نہ کرنا اپنی جان نہ دینا ملک پیارا ہے
شہنشاہ سمجھ لینگے تم اپنی حفاظت ضرور کرنا اس نے کہا اگر ایک مین نہ ہوا نہ سہی وہ فساد کراسے والا تو نہین
رہیگا یہ باتین سنکر سب اہل دربار اس کی ہمت پہ آفرین کرنے لگے مگر جاسوسان لشکر مہرخ جملہ کیفیت معلوم
کرکے بارگاہ اسلامیان مین آئے اور بعد ادب زبان پر لائے کہ اے شہریار گردون وقار ایک ساحر
بعہدہ نامہ رسانی مامور ہو کر سمت کوکب جاتا ہے اور ایسا ارادہ فاسد رکھتا ہے یہ خبر سنکر سب افسر
بہر عمرو دست بدعا ہوے کہ حافظ حقیقی جان کا خواجہ کی نگہبان ہے مگر عیار جو موجود تھے اپنے استاد

اکی ضرر رسانی کی خبر نہ گویا ہوئے کہ اس نامدار کی شکست آئی ہے تم راہ ہی میں اس کو بہر و ملک
عدم کر دینگے خواجہ تک جانا کیسا راستہ میں پیام اجل پہونچا دینگے دشت جنون کی سیر دکھا دینگے بلکہ
برق نے ضرغام و جانسوز کو طلب کیا اور کہا اے برادر تم دونوں قران اس ساحرہ زاق کو قتل میں
جاتے ہیں شاید ہمکو عرصہ ہو جاوے تو لشکر سے تم خبردار رہنا یہ کہکر چلے اور سپرد بخدا کر کے روانہ ہوئے
میں قران سے ملاقات ہوئی اس نے سب ماجرا بیان کیا قران نے کہا میں بھی ضد آتا ہوں یہ
ان سے بڑھکر خدمتگاری کی ایسی صورت بنا کر شہر میں قرطاس نے [illegible] بارگاہ [illegible] چلا
کہ یہ آج مقام کیجے دوستوں سے [illegible] منزل مقصود [illegible] حیرت سے اجازت [illegible]
قرطاس اپنی بارگاہ میں آیا تھا کہ برق [illegible] اس نے صرصر و صبا رفتار کو دیکھا کہ [illegible]
کی ڈالیاں [illegible] ایک بارگاہ کی جانب جاتی ہیں [illegible] بارگاہ میں وہ سردار [illegible]
میوہ اس کے لیے لاتی ہیں [illegible] اور پھرتی سے اندر بارگاہ کے گیا کہ کسی نے نہ دیکھا
کہ کون اندر گیا صرصر نے [illegible] دیکھی کہ جیسے کوئی اندر گیا [illegible] قرطاس سے کہا کہ کوئی یہاں
اندر آیا اس نے کہا جانے دو تم وہم [illegible] دولت ہو چکی [illegible] میوہ دیکر [illegible] عیاری جو پڑھے گی
ادھر کو یہاں بولتا [illegible] قرطاس [illegible] بھیجی ہیں اس نے
خلعت دیکر رخصت کیا [illegible] دوستوں [illegible] افسران [illegible] بلوا [illegible] کا حکم دیا سب دوست
آشنا آکر جمع ہوئے ہر ایک سے [illegible] شراب شروع ہوا اتنے عرصے میں فرمان قضا
[illegible] خسرو سیارگان [illegible] قدرت سے صادر ہوا
یعنی [illegible] قدرت [illegible] خط [illegible] ستم [illegible] المولفہ

چھپا خورشید پیدا ہوئی شام	[illegible] دنیا کا انجام
کبھی [illegible]	دل انسان میں [illegible] درد

[illegible] رات تک جلسہ [illegible] قران [illegible] اور قرطاس نے
[illegible] سے حکم دیا کہ [illegible] بارگاہ [illegible] ملازم [illegible]
[illegible] برق [illegible] ایک [illegible] اگر [illegible] سب نوکروں نے اسکو
[illegible] دیکھکر قبول کیا [illegible] حیرت کے پاس سے آیا ہر [illegible] آرام گزین ہوا [illegible] چادر
[illegible] ایک [illegible] قرطاس [illegible] پلنگ پر [illegible] دستک دی [illegible] کہ جو [illegible]
[illegible] نوکروں میں [illegible] ہم پاس [illegible] خیمہ میں بے حالت
[illegible] اس نے جو کچھ رات گئے عیاری کے [illegible] کا قصد [illegible] سمجھ کر تیر چلا دو کیا ہی یہ سمجھ کر
وہاں جو لوگ تھے [illegible] کہا [illegible] رات گئے [illegible] دھاڑ [illegible]

رہتا تھا کچھ اس وقت وہی مرض دورہ کر گیا اتنا کہ بے ہوش ہو گیا کہ لشکر کا ایک آدمی اٹھے
اور بدقت تمام اس کو اٹھا کر باہر لائے برق سمجھا تھا کہ باہر ہونے سے سحر خیمہ سے اتر جائے گا اس خیمہ کو شاید سحر کیا
کیا ہے مگر نہیں باہر آنے سے بھی وہی حال رہا تا چار اس نے پیشاب کیا اور لوگ اس کو اٹھا کر لے گئے یہ چپ ہو کر
پڑ رہا اور رات بھر میں تدبیریں ہزار دوڑائیں کہ کسی طرح اچھا ہو جاؤں مگر ممکن نہ ہوا یعنی کبھی ساحروں سے کہا کہ بھائی
مجھ پر کوئی سحر پڑھ کر دم کرو شاید میں اچھا ہو جاؤں کبھی کہا کہ مجھ کو خیمہ سے باہر دور صحرا میں لے چلو کیا عجب ہے
جو وہاں کی ہوا مجھ کو راس آئے مختصر یہ کہ سب کچھ کیا گیا اچھا نہ ہوا آخر وہ وقت آیا کہ مرض سوداوی سے جسم دہر
نے صحت پائی اور داغہائے اجرام جسم فلک سے دور ہوئے چشم خورشید میں روشنی آئی کر لمؤلفہ

دیدۂ دنیا [illegible] ہو گئی	چشم خورشید جہان فروز جب روشن ہوئی
اہل دل پر صبح دم یہ سب روشن ہو گیا	دعوت [illegible] کمال صفا

صبح کو قرطاس خدا ناشناس [illegible] ملازموں کو بلا کر پوچھا کہ تم میں سے کسی کا دماغ تو نہیں بگڑا ہے
سب نے کہا کہ ایک شخص کہ ہم اس کو جانتے نہیں اس مرض میں مبتلا ہے اس نے کہا کہ اس کو اٹھا لاؤ ملازموں نے
جا کر برق کو اٹھا کر دیکھا تو یہ اس وقت بھاری زیادہ ہو گیا ہے کہ بیس پچیس آدمی مل کر لپٹ گئے اور بدقت اٹھا کر
سامنے لائے اس نے دیکھتے ہی کہا کہ میاں برق بندگی کیجیے مزاج اچھا ہے اس نے جواب دیا کہ اللہ کا شکر ہے
بہت اچھا ہوں آپ اپنی خیر منائیے اس نے کہا سنو اے برق میں نے اپنی زبردستی کا نمونہ تمہیں آج دکھا دیا
اب میں کوچ کرتا ہوں خبردار اب کوئی عیار میرے لشکر میں نہ آئے نہیں بغیر ہلاک کیے نہ چھوڑوں گا
یہ کہہ کر سحر پڑھا کہ برق بالکل اچھا ہو گیا اس سے کہا جاؤ یہ احسان یاد رکھنا برق رہائی پا کر باہر آیا اور
نادم و پشیمان بلا ارادہ میں اس کے چپنے مرے پہنچا ہوا قران ملا کیونکہ یہ بھی رات بھر فکر میں عیاری کے پھرتا رہا
برق نے اس سے تمام ماجرائے شبینہ بیان کیا قران نے حال سن کر کہا کہ اے بھائی اس ساحر نے اپنی
زبردستی ہم کو دکھائی ہے اب ہم بھی اپنی شوکت دکھائیں اور جہاں تک ممکن ہوگا ہم اس کو ماریں گے لازم ہے
کہ اس کے ساتھ چلو جہاں کہیں موقع ہو اس کو ہلاک کرو یہ صلاح کر کے عازم روانگی ہوئے ادھر بعزت
و شوکت قرطاس نے بھی کوچ کیا تخت سحر پر سوار ہمراہ ساحران ذی تبار کو لے کر روانہ ہوا دونوں عیار
بیچ زمین پر اس کی سواری کو دیکھتے ہوئے چلے اور تدبیر اس کے قتل کی سوچتے جاتے تھے یہاں تک کہ اس نے
لشکر حیرت سے دو منزل پر جا کر ایک صحرائے فرحت انتما میں نزول کیا اور بارگاہ استادہ کرا کے اترا
لشکر اس کے ساتھ کا اتر کر اپنی ضرورتوں سے فراغت حاصل کرنے لگا اور قرطاس وہ بارگاہ پر بیٹھ کر
میکشی کرتا اور سیر دشت دیکھتا جاتا تھا عیار بھی اس کے لشکر سے الگ جنگل میں آ کر ٹھہرے اور پھر برق
نے قران سے کہا کہ ہم اپنے لشکر سے دو منزل نکل آئے ہیں لازم ہے کہ آج اس کا کام تمام کر کے پھر چلیں ورنہ
[illegible] کے ساتھ اور [illegible] جانا ہوگا قران نے کہا کہ اچھا جاؤ اور [illegible] کرتا ہوں یہ اجازت لے کر اور

کوہستان مین جاکر کچھار وغیرہ اور سبزہ زار ہر جگہ ڈھونڈھتا آخر ایک جگہ بہت سے ہرن گھیرا کرتے دیکھے تو نظر آئے اس نے ایک کانٹا عمل تیز چھید کر وہان ڈالدیا ایک ہرن نے اس عمل کو کھایا کانٹا اس کے چھبا اس کانٹے مین کمند باندھی تھی اس نے کھینچ لی اور ہرن بھاگ گئے اس نے اس ہرن کو پکڑ کر بہت سا مجروح جا بجا سے کردیا پھر اپنی صورت بھی مثل ایک ساحر کے بنالی جھولی ڈال کے کھو جشیدن کی لگائی مورتین جمشید و سامری کی گلے مین ڈال کر اپنے جسم کو بھی رنگین وغیرہ بچا کر مجروح کیا اور نکلے خون کے جا بجا جسم پر جا کر اس ہرن کو لیے اس درہ کوہ مین آیا جہان سے لشکر قرطاس سامنے ہے اور بارگاہ مین سامنے قرطاس بیٹھا ہی پس اس جگہ آکر اس ہرن کو چھوڑا ہرن ہر چند کہ بہت زخمی تھا مگر خوف جان سے بھاگا اور از بسکہ پشت کی طرف برق تھا اس سبب سے سیدھا سمت لشکر قرطاس بھاگا برق پیچھے دوڑتا چلا اور سامنے بارگاہ کے پہونچ کر ہرن تک تیر مارا مگر آہو کے نہ پڑا اور آپ گر پڑا اور بیہوش ہوگیا قرطاس جو سامنے بیٹھا تھا اس نے دیکھا کہ ایک ساحر زخمی ہرن کے پیچھے آتا تھا یہان گر پڑا بس یہ دیکھکر اس نے خود ایک تیر ہرن کے مارا کہ وہ گرا اس نے ساحرون سے کہا کہ لینا اس ہرن کو لوگ دوڑے اور ہرن کو شکار کیا پھر قرطاس نے کہا کہ وہ جو ساحر جو سامنے زخمی پڑا ہے اس کو بھی اٹھا لاؤ لوگ گئے اسی طرح بیہوش برق کو اٹھا لیگئے اس نے پانی چھڑک کر ہوشیار کیا اور حال پوچھا اس نے کہا کہ مین لشکر حیرت مین ملازم ہون شکار کے لیے آیا تھا شیر نے گھوڑا میرا مار ڈالا اور مجھے بھی زخمی کیا آج اس ہرن کو مار کر اب کھانا چاہتا تھا اس نے بھی مجھے زخمی کیا اور از بسکہ مین زخمی تھا یہ مجھ سے شکار نہو سکا ادھر بھاگ آیا یہان آکر مین غش کر گیا قرطاس یہ سنکر خاطر پیش آیا زخم دوزی اس کی کرائی مرہم سحر لگایا پلنگ اپنے پاس بچھوا دیا اس ہنگام مین آہوے روز تیغ کہکشان فلک سے مجروح ہو کر رم خوردہ ہوا اور پلنگ شب نے دشت عالم مین اخلا کیا نظم

رخ دہر جسوقت کالا ہوا
نہان آنکھ سے پھر اُجالا ہوا
ہوا جو صیاد شب آشکار
کیا آہوے روز کو پھر شکار

رات کو کھانے پانی سے فراغت حاصل کر کے سونے کا قصد کیا مگر پہلے قرطاس نے باہر نکلکر دستک دی اور چار طرف چار ناریل سحر پڑھ کر پھینک دیے اس لیے کہ کوئی غیر نہ آئے پھر بارگاہ مین آکر آرام پذیر ہوا جب زیادہ رات گئی برق کہ پہلے ہی سے آچکا تھا اس پر سحر نے اثر نہین کیا ہی اس لیے کہ قرطاس نے یہ سحر کیا ہی کہ اب جو کوئی آوے تو نہ آسکے غرضکہ اس نے کفچہ مین بیہوشی رکھکر قریب جا کر بیہوش کرنا چاہا تھا کہ یکایک ایک پایہ پلنگ کا چٹخا اور اس مین سے ایک پنجہ پیدا ہوا اسکا ہاتھ پکڑ لیا اس نے چالاکی کر کے دوسرے ہاتھ سے دوشالہ اٹھانا چاہا کہ منھ کھول کر جناب نامدون اور بیہوش کر دون اس وقت دوسرا پایہ پلنگ کا چٹخا اور دوسرا پنجہ نکلا دوسرا ہاتھ بھی پکڑ لیا اس نے جھک کر دانت سے دوشالہ اٹھانا چاہا کہ منھ سے بیہوشی پھونکون اس وقت تیسرے پایہ سے پنجہ نکلکر دھکیل دیا برق

سینہ قرطاس پر گرا وہ اٹھ بیٹھا اس وقت برق کو کچھ بن نہ آیا پکارا کہ میاں قرطاس بندگی عرض ہے کہا تم نے کہ ہم کیونکر آئے اس وقت تمھاری قضا نہ تھی ورنہ مر تو گئے تھے قرطاس نے پوچھا کہ تم کون ہو اس نے جواب دیا کہ ہم ہیں برق اس نے کہا تم نے برا کیا جو ہمیں میرا کہنا نہ مانا اب کہو تمھارا حال کیا کروں برق نے کہا تمھیں اختیار ہے لیکن اب تم بچو گے نہیں اگر ہم مر گئے تو ہمارے اور عیار تمھیں بغیر مارے نہ چھوڑیں گے اس نے سحر پڑھکر بچون ست اسکو چھوڑ دیا اور کہا میں نے پہلے بھی اسی لیے چھوڑا تھا کہ مجھے آزار نہ پہونچے اور اب بھی رہا کردیتا ہوں خبردار اب یہاں نہ آنا ورنہ اب کی زندہ نہ رکھوں گا برق نے کہا خیر سمجھ لیا جائیگا اب کی ہم بھی بغیر پائے نہ جائیں گے یا اپنی جان دینگے یہ کہکر باہر آیا اور سمت صحرا چلا ادھر سے قران بشکل مبدل عیاری کرنے آتا تھا اس کو ملا اس نے سب حال کہا قران نے کہا یہ سحر زبردست نہ ہوتا تو برسم قاصدی بھیجا نہ جاتا بس معلوم ہوا کہ جب اس کے پاس جائینگے گرفتار ہوجائیں گے یہ بھی خدا کا شکر اور فضل ہے کہ مر کے بچے جو اس نے آپ سے تمھیں چھوڑ دیا اب تم نہ جانا آؤ چلو ایک جگہ ٹھہر کر آرام کریں کل کی منزل میں کچھ فکر کرینگے یہ کہکر ایک درہ کوہ میں جاکر آرام کیا جب رات گذری اور بارگاہ مشرق سے مسافر خاور کمر جادہ شعاع سے باندھکر رہگرای دشت سپہر ہوا

در سراپردۂ ظلمت شب و لشکر انجم سفری بود **لمولفہ**

سراپردۂ شب ہوا بار جب	گیا لشکر انجم سے کوچ شب
ستاروں سے افلاک کی بارگاہ	ہوئی آمد مہر [illegible]

صبح کو لشکر **قرطاس** میں طبل سفر بجا اور کوچ ہوا اس طرح بحشم و خدم ساری فوج روانہ ہوئی عیار بھی پیچھے پیچھے طائر سحر کے چلے وہ لشکر بردے ہو روانہ تھا اور یہ راست زیادہ روان تھا عیار بھی بلا کے دوڑنے والے ہیں شاگرد دوندہ بید رنگ **عمرو** کے ہیں اور فن عیاری سے علم مساحت اور زمین کا دور اور طول و عرض راہ بخوبی پہچانتے ہیں اس وجہ سے ان راہوں سے جاتے ہیں کہ برابر لشکر کے پہونچتے اڑے ہوئے اس طرح کہ کہیں قدم زمین سے لگا اور کہیں نہ لگا چلے جاتے ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک بگولہ گرد کا پیچ و تاب کھاتا ہوا جاتا ہے کہ **بیت** زمین سے نہ لگتے تھے چلنے میں گام + ہوا سے وہ اڑنے میں کرتے کلام + اسی طرح کئی منزل برابر آئے اس وقت ایک دشت پرخار میں گذر ہوا اور آفتاب بھی نصف النہار پر پہونچا اس صحرا میں اس شدت کی دھوپ پڑتی تھی کہ تمام کرہ نار تھا ہر ایک خار تھا در پے آزار تھا پتھر پہاڑ دن کے تپ رہے تھے شرارے نکلتے تھے ندیاں بڑھی تھیں کنارے خار و درخت لگے تھے نہیں وہاں ساحل کی زبان میں پیاس سے کانٹے پڑے تھے لب جوئبار تشنہ ایسے تھے کہ بیچ پڑی زبان بندھ گئی تھیں زمین تابناک ایسی تھی کہ میدان حشر کو شرماتی تھی ہوائے گرم دل دہر میں آگ لگائی تھی روئے نگار عذار آئی گرمی کا جھرایا ہوا سینہ

آتش ہو رہا تھا گرمی سے خاطر بن خاک جلا تا تھا زمین سے پیش آتا تھا پانی اس دشت میں نایاب تھا گوہر جان
ہر ذی حیات بے آب تھا آنکھ میں کسی کے سیل نمی مردم دیدہ کو تشنگی مروت کی بھی نہ تھی انتہا کی پیاس
تھی چشمہ چشم ڈبڈبا تا کیسا آنسو پینے تھے دیدے یوں کہ دیدے بہتے تھے نہ بارگرم پایا چھپا یا تھا گر چشمہ
آفتاب تک بے آب ہو گیا تھا چشمہ مہر و محبت بالکل سوکھ تھا دیون کے گھاٹ تلوار آبدار کھاٹ کیطرح
سوکھے گھاٹ اتارتے تھے انسان سے جو بات کرد نوکھی سنا سنے تھے لون کے جھونکے نفس گرم عاشقان تھے
جیسے فرشتوں کے پر نعرہ الامان تھے آفتاب سوا نیزہ پر اتر آیا دشت میں لون کا دھوان سحاب بنکر
چھپا یا تھا آگ برستی تھی یہ حالت تھی لمؤلفہ

تھی وہ دشت کی سموم خار
نہیں انکھوں کو جس سے عقرب یار
وادی کربلا سے وحشت خیز
اور شیطان بھی وہاں سے گریز
ہر بگولا تھا دیو آتش ناک
جل کے کالا ہوا تھا مرکز خاک
نفس آہ عاشقان تھی ہوا
زمین سے ملتا تھا دل جلوں کا پتا
ڈر کے طائر نہ کرتے تھے پرواز
ہر طرف سامعین کی آواز
کب درختوں کا ہو وہاں سایا
سر سے جن کا بھی سایہ سرکا تھا

اس دشت آتشناک میں پروردہ ہوا شمر جابجا دشوار ہوا آفتاب کی تمازت سے یقین تھا کہ ہر ایک
فی النار ہوا **قرطاس** شناس نے پڑھ کر حرارہ بنا کر اپنے لشکر پر محیط کیا مگر سب ہی تاب حرارت خورشید
نہ لاسکا آخر زمین پر اتر آیا اور آگے چلا عیاروں نے جو زمین پر لشکر چلتے دیکھا بالصورت مبدل عقب
فوج یہ بھی چلے اور باہم صلاح کی کہ اس صحرا سے ہو کر آگے ضرور کوئی مرحلہ طلسم اور جائے دشوار گذار
ہو گی پس وہاں سوا اس لشکر کے اور کوئی نہ جاسکے گا لازم ہے کہ کچھ تدبیر کریں یہ مشورہ ٹھہرا کر مسافروں
کی ایسی صورت بنے اور ملازمان لشکر مثل فراش و خدمتگار جو پیچھے جاتے تھے ان میں سے پانچ سات
آدمی ایک طرف جاتے تھے یہ بھی ان کے پاس آئے اور ساتھ ساتھ چلے انھوں دیکھا کہ دو ساحر
کمر باندھے دری کاندھے پر ڈالے لوٹا ڈوری لکڑی میں لٹکائے لکڑی کاندھے پر رکھے پاؤں گرد آلودہ
رخسار پر خاک پڑی پسینہ آیا ہوا ہمارے ساتھ آتے ہیں یہ دیکھکر وہ ان سے مستفسر ہوئے کہ بھائیو
تم کون ہو اور کہاں جاتے ہو عیاروں نے کہا ہم رہنے والے طلسم نور افشان کے ہیں طلسم ہوشربا میں
ہمارے عزیز رہتے ہیں ان کے پاس آئے تھے اور از بسکہ طلسمات میں غدر ہو رہا ہے عیار جہاں پاتے ہیں
مار ڈالتے ہیں اور علاوہ عیاروں کے زمانہ ایسا پرآشوب ہے کہ جابجا قطاع الطریق و رہزن پیدا ہو گئے
ہیں آپس کے ساحر ایک دوسرے کو ضرر پہونچاتے ہیں اس لیے ہم بہت دنوں ہوشربا میں رہے کہ کوئی قافلہ
تاجر و نکلا اگر ہمارے طلسم میں جاتے تو ہم ساتھ ہو لیتے تمہارے ہم بھی جانتے تھے یہ سرکار شاہ جادوان حشمت خدم

جاتے ہین یہ خبر سنکر ہم بھی روانہ ہوے چنانچہ اسی واسطے ہم تمھارے ساتھ ہین کہ بحفاظت اپنے گھر پہونچ جائین اُن سب نے یہ حال سنکر کہا کہ کیا مضائقہ تم ہمارے بھائی ہو ہم تمھاری خدمت کرتے چلین گے آؤ ہمارے شریک حال رہو عیار یہ سنکر باتین کرتے ساتھ چلے اور کچھ دور چلکر کہا کہ بھائی اگر پانی ملتا تو کھانا کھاتے کہ بھوکے ہین اُنھون نے کہا پانی ہمارے ساتھ ہے تم کھانا کھاؤ اُنھون نے جواب دیا کہ ایک شرط سے ہم پانی لیتے ہین کہ آپ لوگ بھی کھانے مین ہمارے شریک ہون وہ یہ کلام سنکر خفا ہوے اور بولے کہ کیا ہم پانی بیچتے ہین تم اس طرح بیگانہ وار باتین کرو تو ہمارے ساتھ نہ آؤ عیارون نے کہا آپ خفا نہ ہون ہم نے بھی آپ کو کھانے مین اسیلیے شریک کرنا چاہا ہے کہ ہماری آپ کی جدائی اور غیریت کسی طرح کی نرہے یہ کہکر ایک جگہ رکے اور کہا لشکر کو آگے چلنے دیجیے یہان ٹھہر کر کھانے سے فراغت ہو کے لحہ بھر مین لشکر کے ہمراہ ہو لینگے وہ لوگ اس خیال سے کہ یہ اکیلے نہ رہین کیونکہ ساتھ چلنے کا وعدہ کر چکے ہین ٹھہر گئے اور عیارون نے مٹھائی اور رکابیان کمر سے کھولکر تھوڑا تھوڑا آغشتہ بدارو بیہوشی انھین دیا اور سادہ آپ کھایا وہ سب کھا کر بیہوش ہو گئے انھون نے ان مین سے دو آدمیون کا لباس اُتار لیا اور دونون کو الگ لیجا کر خنجر سے زمین کھود کر دفن کر دیا اسلیے کہ یکایک مار ڈالنے سے شور و غل مچے گا غرضکہ بعد دفن کرنے کے انھین کی ایسی صورت بنکر وہان آئے کہ جہان اور پانچ آدمی بیہوش پڑے تھے انکو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا جب وہ ہوش مین آئے کہا نہین معلوم کہ اس کھانے مین کیا ملا تھا کہ ہمین سب کو بیہوش کر دیا اور وہ دونون مسافر کہان گئے عیارون نے کہا کہ سامری کا شکر کرو کہ جان بچی معلوم ہوتا ہے کہ وہ دونون ٹھگ تھے ہمکو مارا چاہا بیہوش کر کے مال ڈھونڈھا ہو گا جب کچھ نہ ملا تو جیتا چھوڑ گئے یا یہ کہ عیار تو ہمارے سردار کے پاس کئی بار آچکا ہے شاید یہ بھی عیار تھے کسی وجہ سے ہمین قتل نہ کر سکے کوئی آگیا ہو گا یا کوئی اور سبب ہوا ہو گا کہ وہ بھاگ گئے اور ہم بچے اب جلد لشکر مین چلو اور یہ پکوان زہر آلود ہے یہین رہنے دو یہ صلاح جب بتائی وہ سب دوڑتے ہوے سمت لشکر روانہ ہوے یہانتک کہ فوج مین آکر ملے عیار بھی ساتھ تھے غرضکہ بعد قطع مسافت بعیدہ ایک مقام پر اسی صحرا مین گذر ہوا کہ بہت سے مردے جل رہے تھے اور حرامسند اُن کے جلنے کی پھیلی تھی اور جابجا راکھ کے ڈھیر جلے ہوے مردون کے تھے اور ہزارون ہڈیان کھوپڑیان ہر جگہ پڑی تھین اور ایک احاطہ اُسی مرگھٹ مین بنا تھا کہ جسکی دیوارون مین صدہا طاق تعمیر کیا تھا اُن طاقون مین مردے کمر توڑ کر بٹھائے تھے اور خیمہ کی طرح طاق بنائے تھے اُن مردون کے کھانیکو ہزارہا گدھ اور چیلین اور کوے جمع تھے دیوارون پر اور درختون پر اور میدان مین ہزارہا اکٹھا تھے جابجا سر اور رنگین منقارون مین دابے پھرتے تھے گوشت سے بوقعرے درختون پہ بیٹھے تھے ایک دوسرے سے جب چھیننے کے لیے دوڑتا وہ اُڑتا گوشت چھوٹ گرتا بوٹیان برستی نظر آتی تھین ایسی جگہ کو دیکھکر روحین قالب مین گھبراتی تھین اندر سے احاطہ کے آوازین مہیب آتی تھین باہر مردے جلتے تھے ہوا سے شعلہ اُڑ کر سحاب کھاتے تھے جنگل بیابان تمام مرگھٹ مین تیرشہاب

کی طرح اڑکر گرتی تھیں اور وان خبیثات ہر سمت آگ اڑاتی پھرتی تھیں جو بگولا اٹھتا تھا بھرت آگ لیے معلوم ہوتا تھا
دھوان ہر طرف پھیلا تھا اس دھوئین میں شعلون کا لپکنا ہونا اور صداؤن کا ہیبتناک آنا شیاطینون کا دل
دھلاتا تھا کہ بمقتضے ابیات المولف

جابجا ابلیس تھی جگہ وہ ضرور
باتین آپس مین کرتے تھے مرشد
کوئی کہتا تھا دنیا مجھکو شراب
منہ سے شعلہ کوئی اڑاتا تھا

سایۂ رحمت خدا تھا دور
حال مرنے کا اپنے کہتے تھے
مانگتا تھا کوئی سور کے کباب
غول بنکر کوئی ڈراتا تھا

قرطاس وہان تخت سے اترا اور سحر پڑھنے لگا بعد لمحہ کے آندھی سیاہ آئی کہ دنیا تاریک ہوگئی پھر اسس
تاریکی سے ایک ساحرہ تیرہ نام ہیبتناک شکل پیدا ہوئی اس نے اس سے کہا کہ اے مہیب جادو محافظ
مرگھٹ مین شاہ طلسم کا ہمراہ لیے سمت کوکب جاتا ہون اس طرف کی مجھے دروازہ راہ تبھی دو کہ یہ راہ
بہت نزدیک کی ہے وہ اس راہ سے نہین گیا کہ جبسے عمرو گیا تھا اس ساحرہ نے کہا اس راستے سے
جانے کا حکم نہین ہر کہ وہ یہ راہ قبضہ مین ملکہ بہار کے ہے کوئی حکم شاہ طلسم نے خلاف اطاعت ملکہ
موصوف نہین دیا ہے حالانکہ وہ مدد شریک لشکر عمرو ہے مگر ان کے ملک و مال کی ضبطی نہین ہوئی سنکے کہا
افراسیاب اس کے ساتھ کو دم بھرتا ہے اس وجہ سے اس کے ملک کو نہین چھیڑتا ہے اور حیرت اس کی
بہن بھی عزیزداری کا پاس کرتی ہے لیکن تم مجھکو راہ دو گی تو شاہ طلسم خوش ہونگے ناراض نہ ہون گے اس
ساحرہ نے کہا مجھکو خلاف حکم شہنشاہ کرنا منظور ہے لیکن ملکہ بہار کی مخالفت گوارا نہین اس نے جب یہ
سنا اس سے کہا کہ تجھکو بہار سے کیا مطلب مین اپنی راہ چلا جاؤنگا اس مین تمھارا کیا نقصان ہے وہ ساحرہ
سوچی کہ یہ نامدار بادشاہ ہے ایسا نہ ہو کہ تیرے لیے قباحت ہو اگر یہ پہنچا دے گا تو بادشاہ بھی
راضی رہے گا اور بہار کے لیے بھی ضرر نہ ہوگا یہ سوچ اس نے کہا اچھا آؤ اور اس راہ چلے جاؤ یہ
اس کے ساتھ چلا اس نے جھٹ سے اپنے کنجی نکالی اور قفل اس احاطہ کا کھولا یہ مع لشکر اس کے اندر
قدمزن ہوا عیار بھی اندر گئے یہان ایک تالاب بیچ احاطہ مین بنا تھا جسمین ہزارہا غول تیرتا تھا پانی تالاب کا بالکل نیلا
تھا اس ساحرہ نے کہا کہ جسمین کود پڑو جسمین جسے حوالی کے ادام مین پہونچ گئے اسکے داہنے ہاتھ کیطرف جو راہ گئی ہے طلسم
نور افشان کے جانیکی ہے قرطاس اسکے کہنے سے تالاب مین کود اسکے پیچھے تمام لشکر اسکا ایک کے بعد دوسرا کودا یہانتک
دونون عیار بھی غوطہ زن ہوئے روستا دیر غلطان وپیچان چلے گئے پھر جو آنکھ کھلی تو صحرائے سبزہ زار اور درخت پر بہار مین گذر
ہوا کوسون تک زعفران کے کھیت لگے تھے رنگ خسارۂ عاشقان کا پتہ دیتے تھے نہین نہین عروس بہار سونے مین زرد تھی
وہ جگہ دیکھکر آنکھون مین سرسون پھولی تھی دور سے پیچ کی گرد تھی لعت دست بید مین زعفران کیا لگائی تھی گویا کسی چلدباز
نے ہتیلی پر سرسون جمائی تھی وہ سیر دیکھکر جسمین تھی ہنسی آتی تھی کہ زعفران کا کھیت دیکھا ہے وہان اصل مین زعفران کی کھیتی تھی یا کیفیت

دیکھ کر بہشت کی خبر رکھتا کیسا اپنی آپ خبر نہ رہی خود فراموشی ہوئی وہاں سے جب اور آگے بڑھے ایک پہاڑ سنگ مرمر سفید کا ایسا نورانی نظر آیا کہ جس کے رشک میں کوہ طور جگر سر پیٹتا عکس کوہ سے وہ رشک وادی ایمن تھا ہر قطع دشت نور کا گلشن تھا آفتاب کی گرمی و دھوپ اور پہاڑ کا عکس نورانی ملکر تمام دشت پر پرتو فگن تھا درختان صحرا تمام نقرئی و طلائی نظر آتے تھے شاہد بہار شب جو بن تھا مہتاب کی اس نور نے آبرو بڑھا دی تھی گوہر کی آب و تاب فرط صفا سے اس نور سے شرمندہ تھی ہر سمت کھلا سرخ رنگ اس نور میں عجب بہار دکھاتے تھے بلور کے درپا میں عقیق و یاقوت بہت نظر آتے تھے اس جگہ سیر وہ دیکھے جو شل ہوئی چشم حسرت تکتا ہو ہوس کا دل اس جگہ کے دیکھنے کی آرزو میں گم تھا اور ذکیفیت سامان بہار لائق آرائش تھا اس دشت میں نور پھیلا تھا یا دیدہ روزگار کی روشنی کا نمونہ تھا چمک اس سفیدی کی ہر دست تھا ہر سمت پھیلی تھی چشم مشتاقان کے لیے برق تجلی تھی دریا سے اور موجزن تھا آب رود پر چشمہ مہر روشن تھا درختوں کی سیاہی سے نور کا چھپنا تاروں کا زمین پر کیفیت کرتا نظر آتا تھا کھلا سے ہر کی سرخی اور کوہ کی سبزی سے طرفہ ماجرا تھا کہ نور دنا ر ایک جگہ روشن ہر زمین زمین معشوقان صحن چمن سے خندان رنگین چمن تھے دیدہ نرگس میں بھی نور آیا تھا ایسا ہر جگہ وہ نور سمایا تھا کہ بموجب لمؤلفہ

درختوں کے سایہ سے ظاہر تھا نور | تو یہ صاف پیدا تھا اس جا ظہور
کہ وہ سایہ تاریکی شب ہوا | عیاں اس میں یہ نور سے چاند کا
صباحت کہاں یہ رخ خوب کی | سفیدی تھی یہ چشم یعقوب کی
گل و غنچہ و برگ سب نور کے | تراشے تھے یہ نخل بلور کے
چمکتے تھے برگوں کے سارے ورق | زمیں داں کی تھی نقرئی اک طبق

غرض اس سے قریب اس کوہ نور آگین کے حکم قیام لشکر دیا حسب الحکم خیام نصب ہوئے اہل فوج اترے پچھلا پہر دن کا باقی تھا آفتاب کے نیچے ہونے سے دونی روشنی اس پہاڑ میں تھی دامن کوہ کی زمین نظر آتی تھی اسکا دل مشتاق سیر ہوا ایک مرکب پری پیکر پر سوار ہوکر بہر تفریح خاطر چلا اور کئی کوس تک سیر کرتا کوہ مرمر تک آیا اس وقت ایک پہاڑی نظر آئی کہ گلہائے بوقلموں سے دلہن کی طرح پھولوں کا گہنا پہنے تھی دامن میں اس ہزارہا چشمہ جاری تجری میں تھا الا نہر کی کیفیت ساری ہر درخت بار اثمار سے بستان سر فرازان جھکا بار احسان نزہت چمن آفرینش سے لدا ہوا اور انکی فرحت فزا ئے قلب مصفا ہے دشت نگارین وحشے گلزار نضارت آگین کہ زاہد صد سالہ بھی یہاں آکر طالب شراب ہو دل میں امنگ جوانی کی آئے نہایت بیتاب ہو مرغان بوستان کی نغمہ سرائی اور راغنون داؤدی صوت ہزار خاطر موسیقاریں اثر پیدا کرے سوز دل سے وہ بھی آہ کرکے جلے گل دبار وہاں کے بار رنج خاطر رنجیدہ کو مسکر مردہ دلوں کو جنبانے لب برگ جنبش ہوا سے ہلکر مژدہ فرحت سنائے خاطر گل سے گلچین کا خوف نکل گیا تھا قوت نامیہ کا

ایسا بھروسہ تھا بلبل کی خاطر شاد تھی صیاد کے ستم دباغبان کے جور سے آزاد تھی گل ہر ایک بجز ان تھا پھر عجب سامان تھا کہ لمؤلفہ

اُس دشت پہ سو بہار صدقے
عارض کے گلعذار صدقے
جو آتشین گل لگا ہوا تھا
عاشق کا وہ دل جلا ہوا تھا
شل قد یار رفتہ پرداز
ہر نخل میں جلوے کا یہ انداز
تھی نکہت گل جو پھیلی ہر سو
تبسم معشوق کی تھی خوشبو
سنبل ہمشکل گیسوے یار
دل پھٹ جانے پہ ہولی تھی بیتاب

اُس دامن کوہ مین چند گلرخسار رشک بہار نوخیز طرار تن سے سرسبز وہ گلزار گلگشت کنان برحمت مصروف سیر و تماشا تھین صورتین اُن نازنینان کی ملاحظہ کرنا تھین وہ قرطاس کو دیکھ کر پکارین کہ اس طرف کون آتا ہے یہ جگہ ہر کس و ناکس کی نہین آنے والا ہے تجھکو کہ اس نے یہ صدا سنکر جواب دیا کہ مین نامہ دار شاہ جادوان ہون عازم سفر افشان ہون آج اس دشت مین خیمہ کیا ہے کل ارادہ سفر کا ہے وہ غنچہ دہن دلتنگ ہو کر ہوا سے نالہ اُسکے آخر شگفتہ ہوئین کہ اسے بیداد گر بے خبر ادھر سے راہ ملنا محال ہے یہان آجتک کوئی آنے کی مجال ہے یہ جاے آرام ملکہ بہار نیک انجام ہے نام اسکا کوہ آرام ہے اس پہاڑ کی پشت پر باغ دلکشا ہے ملکہ عالم کی سیرگاہ ہے بعد باغ کے ملک و قلعہ ہے ملکہ لالہ فام بی اکمال ہے علالت بیان آئی ہین باغ مین تشریف رکھتی ہین اگر انکو تیرے آنے کی خبر ہو جائے گی بڑی آفت آئے گی اے شخص تجھکو لازم ہے کہ اپنی جان بچا جدھر سے آیا ہے اُسی طرف پھر جا اس نے جب یہ حال سنا اُن سے کہا راہ مین کسی کا اجارہ نہین پھر جانا مجھے گوارہ نہین ہو سکے بہار سے مین ڈرتا نہین کچھ ایسا حلوا نہین جو وہ کھا جائے گی تم جاؤ مین خود آتا ہون دیکھون کیا مرا کرتی ہے کنیزان بہار یہ نازکبدنین تھین اس کی گفتار ناشائستہ سنکر اپنی زلف کی طرح برہم ہوئین اور خبر کرنے ملکہ سے چلین وہان باغ مین بہار چند روز بیہوشی سے ہوشیار ہوئی تھی لیکن ابتک بیمار ہے کس لیے کہ جب سحر اسکا ٹوٹا تھا تو یہ بیہوش ہو گئی تھی حال اس کے لڑنیکا مصور سے اول بیان ہو چکا ہے اسی وقت سے یہ یہان آکے مقیم ہے غرضکہ کنیزین تو اس طرف چلین اور قرطاس سوچا کہ اگر یہ عورتین جا کر میرے حال کی بہار کو خبر دینگی وہ ساحرہ زبردست ہے اگر چڑھ آئیگی تو ضرور دیوانہ بنائے گی بس لازم ہے کہ غفلت ہی مین کام تمام کردون اگر اسکو قید کیا اور مخمور کو مع ہمرو کے کوکب کے یہان جا کر مارا تو گویا اس جھگڑے ہی کو مٹایا کیونکہ یہ لوگ رکن لشکر ہین ان کے نہ ہونے سے مرخ خوم ہو جائے گی یہ سوچکر چلا کہ شاید بھیجا جاؤن اور فوج تیار کرا کے ایسا ہو تو سوچا کہ ان کا کیا کام ہے ... ہو گا ... کے قلعہ کا ... سامان ... ہو گا ... اسی طرح چلنا چاہیے یہان سے پھر جا ...

فوج ساقہ لینے میں مصروف ہوگا جب تک وہ ہوشیار ہو جائے گی یہ تصور کرکے مرکب دمن چھوڑا اور مثل سحر پرواز
کرکے اس طرف کو جدھر کا پتہ زبان کنیزان سے سنا تھا چلا اور پس کوہ پہونچکر باغ رشک گلزار جنان دیکھا اور
بات پہچھ کر کنیزیں جو نہیں تھیں [illegible] دروازہ پر پہونچ گیا یہ بھی اڑتا ہوا بیچ باغ میں اترا دالان
بارہ دری کے چبوترے پر فرش زرنگار [illegible] مسند تکیہ لگائے ملکہ بہار بیٹھی تھی سامنے ہزارہا
گلدستہ [illegible] راحت [illegible] اشجار کی کیاریاں [illegible] جواہر خانہ شاہان
دہر کو شرماتی تھیں [illegible] دلوں کو ملال سے تھے
[illegible] شاہ جادوان تھا [illegible] درختوں کو [illegible]
[illegible] کہ سبز [illegible] قامت پردہ زرتار میں نہاں [illegible] مصرعہ

[illegible] بہشت نژاد
[illegible]
[illegible]
قامت یار تھا کہیں شمشاد
[illegible]

مرگیا [illegible] عشق میں شمشاد
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] عشق کا داغ

ملکہ بہار [illegible]
[illegible]

گلزار سارا شل اور اوراق گل صد برگ سے بے ہمہ تن سرد کو سکتہ آئینہ انہار جوانان چمن کا حیرت زدہ ہو کر منہ تکتا تھا سنبل کی پریشانی سوسن کی بے زبانی تھی بید طبری کو بھی زار الغرض ناتوانی تھی

نظم

گیا جب کہ وہ سرو سیمین بدن　　نظر خوار آنے لگے داغ سے
ترانے سے بلبل کا جی ہٹ گیا　　گلا دل کا جگر درد سے پھٹ گیا
تبسم گیا حزن سے غنچہ دل　　ہوا غم سے از بس لہو کیجے بھی ل
اڑا نور نرگس کی آنکھوں کا سب　　دست یاس سمن کے ماتم کی شب
لب جو کے اٹھنے لگی گرد گرد　　اڑا شرفی کا چہرہ رنگ زرد
لگی آگ لالہ کے دل میں تمام　　دیا خاک میں میناے عشرت کا جام
اکھڑ نا گئے سرو سب بیخ سے　　اڑائے گئے قمریاں سر پہ دھیا

اسی باغ کے قریب قلعہ حمادوہان کی حکومت بہار کی تھی وہ قریب تھا جسکا ذکر گشت کی جگہ ہوا تھا اسی قلعہ میں بستی ہر آئی رعایا برایا اسی قلعہ میں آباد تھی شاہ نے اپنی نعمت جمع کر کے دہ شکر جرخ میں سب یہاں نہیں ہے جب دم خبر گرفتاری ملکہ قلعہ میں پہنچی رعایا وغیرہ نے قصد کیا کہ جنگ برپا کریں پھر خیال کیا کہ بادشاہ طلسم کا یہ نامہ دار ہے اگر مارا ڈالا گیا تو اس قلعہ میں رہنا دشوار ہوگا آج تک شاہ جادوان سے عرض نہیں مگر اب ملکہ ضبط کرے گا اور دوسرے ہم لوگ رعایا بادشاہان کے ہیں ان سے دغا دینا ہمیں زیبا نہیں ملکہ جانے اور شاہ جانے یہ سوچ کر کسی نے عزم جنگ نہ کیا قرطاس بہار کو لیے ہوئے مع کنیزان وملازمان اپنے خیمہ میں آیا لشکر میں اسکے خوشی ہوئی کہ بہار کو گرفتار کر لایا ہر شخص نے دیکھا جلا عیار جو لشکر میں موجود ہیں الغرض نے بھی سنا نہایت غم ان کو ہوا اور قران سے برق نے کہا کہ اب مجھے تاب نہیں ہے میں جاتا ہوں اور اس موذی کو راہ جہنم دکھاتا ہوں قران نے کہا بہتر ہے برق نے ارادہ چھپنے کا کیا کہ صد طلب سفر نمائی دی کس لیے کہ قرطاس جب بہار کو خیمہ میں لایا تو قید آہن میں اس نازک بدن کو مبتلا کر کے ساحروں کے پہرے میں دیا اور ہوشیار کر کے کہا کہ اے ملکہ تمام شہنشاہ سے مخالفت کر کے تو نے یہ روز بد دیکھا بہار نے جواب دیا کہ او بیہودہ کیا بکتا ہے وہ تیرا شہنشاہ کیا مسخرہ ہے اگر پیشتر سے مجھکو تیرا آنا معلوم ہوتا تو مزا چکھاتی جس طرح تو نے فریب سے مجھکو گرفتار کیا ویسا ہی تیرا بادشاہ بھی جھوٹا دغا باز ہے اگر تجھکو حوصلہ جنگ ہے کچھ غیرت نام و ننگ ہے تو مجھکو رہا کر دے پھر تماشا دیکھ کہ کس طرح ہلاک ہوتا ہے اس نے یہ کلام سنکر چاہا کہ ملکہ کو قتل کرے پھر سوچا کہ معشوقہ شاہ طلسم ہے وہ ذہن حیرت کی ہے مار ڈالنا اس کا صلاح نہیں بس یہ سمجھ کر خیال کیا کہ ایسا نہ ہو اہل قلعہ یہاں کے کچھ فتور کریں لہذا اس نے ہر چند کہ دن باقی نہ تھا مگر لشکر کو حکم کوچ کا دیا لشکر میں کمر بندی ہوئی عیاروں نے تعجب یہ سامان دیکھا قران سے برق نے کہا کہ تم نہ جاؤ اور سواری پر سحر کی جلو ورنہ یہ سب چلے جائیں گے تو کچھ بن نہ پڑے گا رات کو تعاقب بھی نہ ہو سکیگا

برق حسب فہمائش اسی وقت چیخ مار کر بیہوش ہوگیا رنگ درخسار زرد دست و پا سرد ہوگئے قران نے دہ جو پانچ ساحر جن کے ساتھ یہ آئے تھے ان کو مدد کر بلایا اور کہا دیکھو ان کو درد گردہ ہوا ہے ان کے لیچلنے کی تدبیر کرو انھون نے بزور سحر تخت بنایا اور برق کو اس پر لٹایا قران نے کہا مین اپنی سواری پر نہ چلونگا اسی تخت پر سوار ہو کر چلتا ہون انکا خبر گیران رہونگا سب نے منظور کیا اور تیار ہو کر اپنی سواریون پر سوار ہو کر تخت کو اڑاتے ہمراہ لشکر چلے اس طرف قرطاس نے بہار کو مع کنیزان نہر دیدار کے تخت پر خوب گرفتار کر کے ڈال لیا اور حشم و خدم روانہ ہوا صبا بھی ساتھ تھے سیر دشت نزہت انتما کرتے جاتے تھے جب اس حد سے گذر گئے سورج بالکل غروب ہوگیا آمد شاہ ظلام اس خاکدان سیہ فام مین ہوئی کہ للمؤلفہ

خلعت زر تار پہنے شہ بدر روشن جبین — بام پر افلاک کے جس دم نظر آیا مجھے
نازِ معشوقانہ دیکھو اپنا عاشق جانکر — پردۂ شب مین چھپا شرما کے جب دیکھا مجھے

رات کو چاندنی نے کھیت کیا وہ صحرا کوہ براق سا چمکنے لگا قلعہ بہاڑ سے آگے بڑھ کر عجیب عجیب طرح کے پہاڑ اور جنگل مسکن ساحران غدار نظر آئے کہین ڈمرو بجتا تھا کہین بوم ہوتا تھا آستیان بجھاتے تھے کوہ پر دھونی رما ساحر بیٹھے تھے کسی جا دریا بے زخار بہتے تھے کہین طرح طرح کے گل کھلے تھے غرضکہ ایسی ہی کیفیت دیکھتے منزل لہا منزل اس رات کو چلے گئے آخر شب مہد سے فلک نے بتخانہ مشرق زرین سے بت زرین مہر نکالکر طاق مینا فام سپہر پر رکھا اور تار خط کہکشان کو گردن سے اتار اکبر سبب للمؤلفہ

دیکھیے کرتی ہے کب یہ گردش دوران قیام — اس سے سرگردان مین پھرتا ہوں بھی ہے صبح و شام
ہین مسافر ہمیشہ دیکھیے لیل و نہار — رات گذری دن ہوا پھر دن بھی آخر تمام

قرطاس شبانہ روز مین سیکڑون کوس نکل آیا اور قریب طلسم نور افشان پہونچ چکا ازبسکہ زیادہ چلنے سے خستہ و شکستہ بہت ہوا تھا صبح ہوتے ہی ایک صحرا کے سبزہ زار مین اترا بارگاہ نصب ہوئی یہ داخل بارگاہ ہوا لشکری بھی اتر کر داخل خیام ہوئے اور اپنی اپنی ضرورتین رفع کرنے لگے عیارون نے اپنے ساتھیون کو بلایا انھون نے برق کا مزاج پوچھا اس نے کہا اب اچھا ہون اور ہم دونون صحرا مین احتیاج رفع کرنے جاتے ہین یہ کہکر دونون روانہ ہوئے اور اسباب نظر سے کہ قرطاس کہین ٹھہرے تو عیاری کرین اسوقت ایک درہ کوہ مین بیٹھکر قران نے برق سے کہا کہ مین اول بہار کو چھڑانے جاتا ہون کیونکہ یہ زیادہ قیام بیان کرتے معلوم نہین دیتا پس بہار کو رہا کر لینا چاہیے تم ٹھہرو مین جاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا اسطرف قرطاس جب ترا مخانہ آراستہ کر کے شراب خواری مین مصروف ہوا کسلیے کہ نسیم سحر ٹھنڈی ٹھنڈی چلتی تھی نور کا تڑکا تھا اوس سبزے پر پڑی تھی درختون کا ہمہانا عجب لطف دکھاتا تھا پھولون کی خوشبو سے دماغ جہان معطر ہوا جاتا تھا چشمے جو موجزن تھے مرغابیان سرخاب غوطہ زن تھے قطرات شبنم سے کوسون تک دام مروارید سبزہ پر پڑا تھا پھولون کا کھلنا کلفت رنج مٹاتا تھا کہ ابیات

نظر مصروف تھی ہر دیدہ گل پر — عجب جوبن پہ تھے سب تحفہ تر

کوئی گل تھا بشکل جام لبریز	کہیں پتے تھے باہم شبنم آمیز
کسی کا رنگ مثل روئے جانان	کوئی نازک بدن کچھ زرد کا ہمسان
زمرد گون بہار برگ شاداب	لبالب نہر پر دامن چشمۂ آب

ایسی بہار جانفزا میں لطف میکشی تھا اس نے مینا سے انگور دیے اور راحت میں مصروف ہوا مگر قران جو روانہ ہوا تھا یہ نظر کردہ اسد اللہ الغالب ہے اس نے اپنے مولا کو یاد کیا اور پکارا کہ اے پروردگار واسطہ اپنے شیر کی عزت کا مجھکو زور بازو عطا کر بعد دعا کے جنگل میں جا کر شیر صحرائی کی تلاش کرتا تھا چنانچہ ایک جگہ بہت سرو نظر آئی وہاں شیر کی بو پائی اس نے نعرہ کیا صدائے نعرہ سے دشت گونج گیا اور ایک بیشہ ڈری سے شیر غران نکلا اس نے لپک کر ہاتھ اس کے گلے میں [illegible] جانا ہے سر طمانچہ اٹھا کر اس پر وار ہوا اس نے اس کو طمانچہ خالی دیکر اس کے سر پہ گھونسا مارا شیر بیہوش ہو کر آیا اور اس نے طمانچہ اور سے مارنا شروع کئے یہاں تک کہ شیر کو مسخر کر دیا اسوقت کسوت عیاری سے ایک دوا ایسی کہ [illegible] کبوتر کو شہد اور [illegible] گردا میں ملا کھلادو تو کبھی ترا اس گھر کا کہیں نہ دیکھا اور عاشق ہوتا ہے اس نے نکالی اور پارہ گوشت میں ملا کر سامنے شیر کے ڈالی اس نے کھاتے ہی اطاعت اس کی اختیار کی رام ہو گیا اور وہی گوشت لگا تھا اس نے توڑ کر شیر ایک زین پوست پلنگ کا باندھا اور منھ میں لگام دی پھر آپ صورت دیو شکل ساحر مہیب صورت کی بنائی چہرہ تا پشت سیاہ منھ پھاڑ کر کھلا زبان سرخ منھ سے باہر بہت بڑا دست دیا دار سانپ تمام جسم میں لپٹے [illegible] بچھو سیاہ رنگ پیٹ پر رینگتے ہاتھ میں [illegible] اس شیر پر سوار ہوا اور دو نامہ مہری شاہ طلسم سے بنا کر جھولی میں رکھے پھر وہاں سے لشکر قرطاس میں چلا جب اور شیر کبھی شوخی کرتا اور قصد گریز جنگل کرتا تو یہ ٹکڑا گوشت کا [illegible] اسکو دیتا کہ وہ اسکے مزے سے خوش ہو کر [illegible] کچھ دیر میں لشکر میں پہونچا جس نے اسکو دیکھا اطاعت ہوا اور سلام کیا [illegible] بارگاہ قرطاس میں آیا وہ شراب پیکر پلنگ پر آرام لیتا تھا کہ ملازم نے [illegible] شیر پر [illegible] قران کو اس ہیبت سے دیکھ کر کھڑا ہو گیا پکارا آئیے تشریف لائیے قران نے شیر پر سے اتر کر ایک نامہ شاہی اسکو دیا اس نے تھرا کے بادشاہ طلسم کی دیکھی نامہ کو شکوہ سے لیکر سر پر رکھا [illegible] پڑھا لکھا تھا [illegible] ہم نے کتاب سامری میں تمہارا احوال دیکھا [illegible] معلوم ہوا [illegible] بہت دور تک نکل گئے ہو خیال ہوا کہ [illegible] عمرو [illegible] ایسا نہ ہو کہ [illegible] لیجائے اور [illegible] قران [illegible] اس کے [illegible] لہذا ایسا سوچکر ایک نامہ بنام ناہر جادو مالک بیابان طلسم کے لکھا ہے کہ ہمارا نامہ قرطاس کے نام [illegible] اور [illegible] اپنے پاس رکھنا

پس اے قرطاس جسوقت نامہ تمھارے پاس نامہ لیکر آئیں تم قید اس مجرمہ کی ان کے حوالے کرنا وہ اپنی جگہ پہ
بحفاظت رکھیں گے جب تم نامہ اسی کر کے پھروگے قید لیتے آنا یا ہم طلب کر لینگے خبردار اس امر میں تامل نہ
کرنا زیادہ مراحم خسروانی کے امیدوار رہو یہ نامہ کا مطلب دریافت کرکے اس نے پوچھا کہ آپ کے پاس دوسرا نامہ
جو آپ کے نام آیا ہی موجود ہی قران نے وہ نامہ بھی نکالکر دیا اس نے پڑھا وہی مضمون تھا کہ اے ناہر تم قیدی
کو لیکر اپنے پاس رکھو جب یہ نامہ بھی پڑھ چکا اس کو مطلق گمان نہیں ہوا کہ یہاں عیار آئے ہونگے کیونکہ سرحد لہاتک
شکل آیا ہی اور جانتا ہی کہ میں ادھر آیا ہوں عیار میرے برابر کہاں چل سکتے ہیں غرضکہ گویا ہوا کہ اے مہربان حکم
شہنشاہ سے ناچاری ہی آپ اس مجرمہ کو لیجائیے مگر کچھ دیر کرم فرمائیے شراب پیجیے پھر چلے جائیے گا قران نے
کہا مجھکو تعمیل حکم بادشاہ کرنا تھا اور ایسی ہی سخت ضرورت تھی جو اپنی سرحد سے یہاں آیا ورنہ مجھکو حکم نہیں ہے کہ
کہیں جاؤں کیونکہ سرحد طلسم پر بڑے بڑے باغی خبر رہتے ہیں اور دوسرے آپ بھی مسافر ہیں ہمکو آپ کی دعوت کرنا
چاہیے مگر جب آپ مراجعت بفضل سامری کیجیے گا تو میرے مکان پر چلیے گا وہاں باطمینان ہم آپ صحبت آرا
رہیں گے اسوقت معاف فرمائیے قرطاس نے کہا بہتر ہی اور ساحروں سے حکم دیا کہ قید بہار مع کنیزان
حاضر کرو وہ ملکہ سوسن کو قید آہن میں گرفتار حاضر لائے قران نے کہا آپ اپنا سحر اسپر سے رفع کر دیں
میں سحر میں اپنے لیے لیتا ہوں یہ کہکر جھولی سے ایک ہار دو رنگوں کا نکالا قرطاس نے اپنا سحر دفع کر دیا اور
اس نے وہ ہار دو رنگوں کا گردن بہار میں ڈالدیا اور قید آہن بھی اتر دی بہار نے چھوٹ کر چاہا تھا کہ کچھ
سحر کرکے نکلجاؤں مگر بو رنگوں کی خوشبو سے بیہوشی طاری ہوئی قران نے اٹھا کر شیر پر رکھ لیا اور کہا کنیزوں کو چھوڑ
دو یہ آپ میرے پیچھے دوڑتی چلی آئیں گی میں سحر پڑھے دیتا ہوں انھوں نے کنیزوں پر سے سحر اتار لیا وہ
جب چھوٹیں اپنی مالکہ کو ایک ساحر کو لیجاتے دیکھکر عازم جنگ ہوئیں پھر خیال کیا کہ یہاں لشکر ساحران ہی
ایسا نہ ہو کہ کچھ نہ ہو سکے اور ہم پھر قید ہو جائیں لازم ہی کہ آگے بڑھکر سمجھ لیں پس یہ سوچکر جدھر ملکہ کو قران
لیچلا ادھر ہی چلیں اور قرطاس کو ظاہر ہوا کہ بیشک بہت بڑا یہ ساحر ہی کہ ایک بار میں تو اس نے اتنی بڑی
ساحرہ کو بیہوش کر دیا اور اس کی کنیزوں کو اس طرح بے بس کرکے لیچلا غرضکہ یہ تو تعریف کرکے بہر استراحت
اپنے خیمہ میں گیا اور قران ملکہ بہار کو صحرا میں لایا وہاں لاکر اسکو ہوشیار کیا ہار اتار لیا شیر سے اتارا
شیر کو چھوڑ دیا بہار کی آنکھ کھلی دیکھا کہ وہی ساحر ہی جس نے ہار پہنایا تھا سامنے کھڑا ہی اس نے چاہا کہ میں
کچھ سحر پڑھوں قران نے منھ پر ہاتھ رکھدیا اور کہا اے ملکہ میں قران ہوں تم نے اتنے دن ہمارے ساتھ
رہکر بھی فریب عیاری نہ دریافت کیا بہار یہ سنکر گلے سے لپٹ گئی اور کہا اے قران رحمتم ایسا بھیس
بدلے تھے کہ میری تو کیا لیاقت ہی میری جگہ پر خواجہ سلامت ہوتے تو ہرگز نہ پہچان سکتے یہ باتیں تھیں کہ کنیزیں
آئیں اور حال سنکر خوشنود ہوئیں اور ملکہ نے کہا کہ اے قران اب تم یہاں ٹھہرو میں اس قرطاس ناشناس کو
مزا چکھاؤں مع اس کے لشکر کے دیوانہ بناؤنگی قران نے کہا اے ملکہ مجھ میں کہوں وہ پذیرا کرو دشمنو

جنگ دو سردار دیو ہیں تم اکیلی ہو اور وہ لشکر ساتھ رکھتا ہے ساحر بھی زبردست ہے مبادا اُسنے پھر گرفتار کر لیا تو اچھا نہ ہوگا دوسرے یہ کہ تم عیاروں نے یہانتک اُسکا تعاقب کیا کہ اس جگہ پہونچے لشکر بھی چھوڑا اگر یہ ہم سے قتل نہو سکا تو عیاران امیر کے سامنے ہماری آبرو نہ رہیگی یہ ساحر ہمارے ہی حصہ کا ہے تم آئین دخل نہ دو بہار نے کہا کچھ تو ہمسے بھی دلی آرزو نکل جانے دو قران نے کہا جب ہم اسکو قتل کریں اُسوقت اس کے لشکر کو شکست دینا قتل و قمع کرنا ملکہ نے کہا اچھا مگر اے عیار دانا یہاں سے بعد فراغ عیاری کدھر کیونکر چلینگے کہ ہم کبھی اتنی دور نہیں آئے راہ میں ہزارہا ساحر طلسم کے رہگذار رہتا ہے اُنسے بچنا دشوار ہے دوسرے راہ نہیں معلوم اگر یہانسے کسی مرحلہ میں طلسم کے پھنس گئے تو بغیر فتح طلسم وہان سے رہائی غیر ممکن ہے قران نے کہا خدا مالک ہے تم ساتھ چلینگے ابھی تم بھی ہمارے ساتھ رہو یہ کہکر زنبیل عیاری بجائی برق جو کوہستان میں مخفی بیٹھا دوڑا آیا اور ملکہ بہار سے ملکر خوشنود ہوا پھر کہا اوا خلیفہ آپ جو دعوی کر گئے تھے وہ پورا کر لائے یعنی ملکہ کو چھڑا لائے اب میں اس ساحر کو مارنے جاتا ہوں خدا تعالی میرا ارادہ بھی پورا کرے کہ ہم سے فرصت ملے بہار نے کہا اے برق ہمیں بھی عیاری میں شریک کرلو برق نے کہا خدا کرے ہمارا شریک حال ہو عیاری بے لاگ اچھی ہوتی ہے بہار نے منت بہت سی کی اس نے ناچار ہوکر کہا کہ اچھا اپنی کنیزوں کو مجھے دیدو بس اتنی شراکت تمہاری کافی ہے بہار نے کہا خیر بہتر ہے قران نے کہا اے برق ابھی عیاری کو نجاؤ کسلیے کہ میں یہاں سے ملکہ کو چھڑا لایا ہوں وہ دھوکا کھا چکا ہے مبادا دوبارہ دھوکا نہ کھائے اس سے مناسب ہے کہ ایک منزل اور آگے بڑھ کر اسکو مارنا اسنے یہ سنکر کہا جیسی آپ کی مرضی ہو پھر چلیے کسی مقام سبزہ زار میں بیٹھکر بطور مخفی کھانے پانی سے فراغت کرلیں کہ راہ کے تھکے ماندے ہیں یہ سنتا تھا کہ سب اٹھکر روانہ ہوئے اور ایک مقام پر لب جوے سبزہ زار دیکھکر بہار نے سحر سے فرش پرتکلف گسترده کیا بیٹھے عیاروں نے میوہ شیرمال کباب وغیرہ نکالکر دسترخوان چنا مع ملکہ کھانا کھایا پھر شغل بادہ خواری شروع ہوا ادھر تو یہ حال ہے لیکن اُدھر جب قرطاس آرام کرکے اٹھا دوپہر دن آچکا تھا اس نے خیال کیا کہ اس دوپہر میں اور آگے بڑھکر اترنا چاہیے کیونکہ رات کو قیام کرنا بہتر ہے صبح کو چلینگے اگر رات کو آج چلے تو پھر دن کو ٹھہرنا ہوگا دوسرے یہ کہ رات کے سفر میں سو طرح کے ضرر ہیں ملک دشمن قریب ہے دن ہی کو چلنا چاہیے یہ سوچکر اسنے حکم دیا کہ نقارہ کوچ کا بجے وہ ساحر جنکے ساتھ عیار آئے تھے خبر سفر سنکر گھبرائے کہ ہمارے ساتھی تنبیہ سے گئے ہیں اب تک نہ آئے آخر انھوں نے بناچاری انکا لشکر جسکے یہ سب نوکر تھے اس سے اطلاع دی اس نے کہا یہ امر دو حالت سے خالی نہیں یا تو صحرا میں کسی نے انکو مار ڈالا یا وہ عیار تھے مگر اس امر کو پوشیدہ کرنا لازم ہے کیونکہ اگر قرطاس سنیگا تو اسکو بہت برا معلوم ہوگا کہ یہ لوگ بھی عیاروں سے ملے ہوئے ہیں جب تو ان کو بے خبر اور یہاں تک لائے وہ پانچ ساحر اُسکے سمجھانے سے چپ ہو رہے اور لشکر میں کوچ ہوا غلغلہ اور صداے طبل سفر سنکر عیار بھی صحرا میں خبردار ہوے اور ایک جگہ پوشیدہ ہو گئے جب لشکر اس راہ سے

گذر گیا ملکہ بہار نے تخت سحر بنا کر مع عیاران و کنیزان سوار ہو کر عقب لشکر راہ لی آگے آگے قرطاس پیچھے پیچھے
یہ روانہ تھے مقامات عجائب و غرائب صحرائے ہولناک سیر دامن کوہ و صحرا دیکھتے چلے جاتے تھے اسیطرح منزلہا منزل
جب نکل گئے تو ایک نہر پانی کی بہتی نظر آئی اس نہر کے پاس جب جانے لگے اسمین سے دھوان پیدا ہوا اور
تمام لشکر مین پھیل گیا قرطاس نے ہر چند سحر پڑھا وہ تاریکی دور نہ ہوئی یہ اُس جگہ سے اتر کر کنارے نہر کے آیا
اور پکارا کہ ملازم شاہ جادوان ہون نامہ لیکر جاتا ہون مجھے کسنے روکا ہے نہر سے آواز آئی کہ کون شاہ جادوان
ہے اسنے افراسیاب کو بتلایا نہر مین کسی نے قہقہہ لگایا اور کہا وہ تجھ ایسے حروف کا بادشاہ ہے ہم اسکا کہنا
نہ مانین گے ہمارا بادشاہ کوکب ہے یہانسے سرحد طلسم نور افشان آغاز ہے آگے جانے کا حکم نہین قدم بڑھانے سے
لازم احتراز ہے اسنے جب یہ سنا معلوم کیا کہ طلسم ہوشربا اُس نہر کے پاس سے ختم ہو گیا اب یہان سے راہ نہ ملیگی
چاہیے کہ جنگ کرو مگر سوچا کہ یہان لڑنا اچھا نہین ہے کوکب تک پہونچکر لڑنا چاہیے کہ عمرو تک دسترس
پہونچے یہ سوچکر اس نے بالحاح و زاری کہا کہ نامہ دار کو کسی نے روکا نہین سلف سے آجتک یہ امر ہوا نہین
مجھکو بھی راہ ملنا چاہیے نہر سے صدا آئی کہ مراکیون جاتا ہے دم لے عریضہ ہمارا خدمت ملکہ دوران سرتاج
شاہان جہان ملکہ بران مین گیا ہوا ہے وہان سے تیرے آنیکا جواب آیا چاہتا ہے اگر طلب ہوگا ہم راہ دینگے
ورنہ جانا مشکل ہے قرطاس یہ سنکر خاموش ہو رہا ادھر ملکہ بران ادیکر و زیب مسند عزت ہین کہ ایک ساحر
حاضر در دولت ہوا اور خبر ہوئی کہ ملکہ مروارید گوہر بدن جو خواجہ کو تدر دینے آئی تھی اور ابتک حاضر
دربار ہے اسکے نائب کیطرف سے اُسکے پاس عرضی آئی ہے یہ خبر سنکر مروارید نے عرضی طلب کی پڑھا لکھا تھا کہ
اے ملکہ نامہ دار افراسیاب کا ایلچی سرحد مین داخل ہوا چاہتا ہے آپ ملکہ بران سے اسکے بارے مین دریافت
فرما کے مجھکو حکم بھیجیے بموجب فرمان حضور ہم عمل مین لاؤن یہ عرضی پڑھکر اسنے بران کو دکھائی ملکہ نے فرمایا کہ
بادشاہ سے اجازت چاہیے اور چاہتی تھی کہ عرضی کوکب کو لکھے اسوقت ایک پتلا نامہ اُسکا خود لیکر آیا ملکہ کو دیا
اسمین لکھا تھا کہ نامہ دار کے آنیکی خبر ہمنے سنی ہے اسے فرزند نامدار کو روکنا نہ چاہیے کیونکہ مثل چلی آئی ہے کہ
ایلچی را نرواندے نیست پس اسکو اسیطرح وہ آتا ہے آنے دو یہ مضمون پڑھکر ملکہ نے اجازت دی مروارید نے عرضی
دستخط کرا کے خود بھی حکم لکھدیا کہ اسے گرداب جادو و طلسم نگہبان راہ دی نامہ دار ہے تم راستہ دیدو غرضکہ یہ عرضی
جو ساحر لایا تھا دستخط ہو کر اُسنے پانی دریا کر گرداب کو پہونچائی قرطاس ٹھہرا ہوا تھا کہ یکایک لشکر سے
تاریکی دور ہوئی اور صدا آئی کہ جاؤ اجازت ہے لشکر لیکر یہ نہر کے پار [illegible] اتر کر پہونچا اور کچھ دور جا کر وہ
دن تمام ہوا اسنے خیال کیا کہ اب سرحد طلسم مین [illegible] بادشاہ [illegible] یہان قیام کرنا چاہیے یہ سوچکر
ایک صحرائے سبزہ زار مین اترا مگر ملکہ بہار جو تخت اڑا کے پیچھے اسکے آتی تھی وہ بھی قریب نہر آکر پہونچی تھی
[illegible] نے دھوان نکلا اور آواز آئی کہ اب کون جاتا ہے بہار [illegible] آواز آئی کہ ملکہ
کوکب اس نے یہ سنکر معلوم کیا کہ یہان سے سرحد طلسم کوکب آغاز ہے [illegible] پکارا کہ اے سرحد دار

حلیہ بکو راستہ دو کہ ہم شاگرد رشید خواجہ عمرو ہیں اگر تمھارے روکنے سے ہمارا مطلب فوت ہوا تو ہم شکایت کرینگے تمھارے لیے برا ہوگا یہ کہنا تھا کہ پانی کو جنبش ہوئی اور رو رواں موقوف ہوا صدا آئی کہ جائیے جائیے ایکا ایکی پھر یہ بھی مع بہار تخت اڑا کر پار اترے اور وہاں کے صحرا میں جا کر ایک کنیز کو بھیجا کہ وہ طائر بنکر خبر لائی کہ لشکر قرطاس یہاں پر اترا ہوا ہے یہ خبر سنکر سب اسجگہ اترے جب بالکل اندھیرا ہوگیا یعنی شعلۂ مہر تابان دریاے کہکشان میں ڈوبی اور مہر تابان کو نہر استواے گنبد جانیکی اجازت ملی کہ نظم

غروب شمس کا پہونچا جو ہنگام ۔ نظر آنکھوں میں آیا سرمۂ شام
کرن خورشید کی دریا میں ڈوبی ۔ دیا ہر رنگ نے عکس کبودی

رات ہوتے ہی عیاروں نے کہا اے بہار اب تم کہیں جا کر مخفی ہو ہم اسکا کام تمام کردیں بہار نے کہا بہتر کنیزیں میری لینے کا آپ نے وعدہ فرمایا ہے انھیں چھوڑ جاؤں یا وہ بھی جائیں برق نے کہا چھوڑ جاؤ بہار کنیزوں سے لیکر جو مہتر صاحب کہیں بجا لانا آپ بزور سحر طائر خوش رنگ بنکر شاخ درخت پر جا کر بیٹھی کہ تماشہ عیاری کا دیکھکر خوشنود ہوں عیاروں نے بعد اسکے جانے کے کچھ صلاح کی قران تو سمت صحرا چلا گیا اور برق نے کنیزوں سے کہا کہ تم اپنی صورتیں بزور سحر بدل ڈالو کیونکہ قرطاس تمکو پکڑ لیگیا تھا وہ پہچانتا ہے کنیزیں حسب الارشاد سحر پڑھکر بصورت مبدل تیار ہوئیں پوشاک کی بھی وضع اور رنگ بدلا ہوا تھا جب یہ تیار ہو چکیں برق نے کہا بزور سحر یہاں اسطرح کا مکان مع فرش و مسند و اسباب عشرت مہیا ہو جائے کنیزان بہار تو ہمیشہ سے اسکی تعلیم میں رہی ہیں جو سحر سے باغ پر بہار بناتی ہیں برق کے کہتے ہی کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ باغ دلبستان اور قصر رفیع لائق شاہان و سامان عیش زینت بزم معشوقان اسی وقت بنکر تیار ہوگیا کہ اسکی نسبت یہ کہنا زیبا ہے

سراسر طلسمی کارخانہ ہے کہ ابیات

زمین اس جا کی جیسے روز روشن ۔ گمان تھا دھوپ کا پھیلا ہے دامن
وہاں سے سایۂ شب منزلوں دور ۔ بشکل آرزوے بخت مہجور
فلک کے عکس سے تارے نمودار ۔ منور جسطرح حسن رخ یار
صفائی میں مثال آب گوہر ۔ نظر میں نقش چین ہر ہر قدم پر
جبین بام و در سے تابش نور ۔ فروزاں جیسے دونوں عارض حور
کشیدہ دل نظر کے ساتھ حاصل ۔ وہاں جا کر پھر آنا سخت مشکل
درختوں میں عجب صورت کا انداز ۔ کہ جیسے شوخ کوئی یار طناز
نہایت نرم شاخیں برگ شاداب ۔ ہر اک تھالے میں موج گردش آب
ہوا و لالہ بہر وصل باہم ۔ کہ ملجاتے تھے شاخ و نخل ہر دم
مناسب فرش نورانی کنول تھے ۔ مگر مشتاق تکلیف اجل تھے

پلنگ آراستہ جس طرح محبوب	منقش تکیہ و چادر بہت خوب

غرض جب یہ سامان درست ہو چکا کنیزوں سے کہا کہ تم میں سے دو آدمی لشکر قرطاس میں جائیں اور
کہیں کہ یہ جگہ قبضہ میں ملکہ گلزار جادو و مالک بیابان گلزار کے ہے تمہارے اترنے سے زراعت و باغات
وغیرہ کی پائمالی و نیز دیگر اقسام کا ضرر پہنچنا متصور ہے پس تم یہاں سے اٹھکے دو دن ہٹ کر قیام کرو کل ملکہ
یہاں سے تمہارے مقام کرنیکی نسبت پوچھا جائیگا جیسا حکم ہوگا عمل میں آئیگا کنیزیں یہ حکم سنکر ابھی وقت مبدل
ارکر روانہ ہوئیں اور اتفاقیہ شب ماہ ہے قرطاس بارگاہ کے دروازے پر بیٹھا سیر دشت کرتا جاتا ہے اور شراب
پی رہا ہے مگر اترتے ہی سحر کر دیا ہے کہ کوئی غیر نہ آسکے کس لیے کہ ملک پرایا ہے تو اس طرح بیٹھا ہے مگر برق و کنیزوں کو
بھیجکر اور باقیماندہ سے کہا ہے کہ تم ٹھہرو میں آتا ہوں یہ کہکر آپ لشکر قرطاس میں آیا جیسے ہی اُسکی بارگاہ
کیطرف چلا ایک پرچھائیں پکڑنے دوڑی اُس نے پھیر کر کہا کہ اسے سیر سحر کے جا کر اپنے مالک سے کہدے کہ
برق عیار آیا ہے وہ پرچھائیں پھر گئی اور سامنے قرطاس کے جا کر گویا ہوئی کہ آپ نے مجھکو مامور کیا تھا کہ کسیکو
آنے نہ دینا ایک شخص غیر آتا تھا میں نے اسکو گرفتار کرنا چاہا اُسنے کہا کہدو کہ برق عیار آیا ہے یہ خبر سنکر یہ حیران
ہوا کہ وہ یہاں کہاں مگر پرچھائیں سے کہا آنے دے غرض برق اُسکے پاس گیا اسنے کرسی بیٹھنے کو دی اور
پوچھا کہ آپ کیونکر آئے اسنے کہا ہمارا تو یہ گھر ہے روز آتے جاتے ہیں استاد سے حکم احکام پوچھنے کے لیے روز مرہ
آنا ہوتا ہے یہ تقریر سنکر وہ سمجھا کہ کوکب بلا لیتا ہوگا بس گویا ہوا کہ پھر مجھے سرفراز کرنے کا کیا سبب ہے اُسنے
کہا اسلیے حاضر ہوا ہوں کہ آپنے دو بار مجھکو گرفتار کرکے رہا کر دیا آپ کہتے کہ عیار نے میرا احسان فراموش کردیا
لہذا پاداش میں اس نیکی کے میں آج آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ عیاری کرکے آپکو مار ڈالیگا یہ سنکر قرطاس ہنسا
اور کہا آپ نے مہربانی فرمائی مگر مجھکو کوئی مار نہیں سکتا یہ باتیں باہم ہو رہی تھیں کہ وہ دونوں ساحرہ جنکو
پہلے سے یہ بھیج چکا تھا اڑتی ہوئی آئیں جب زمین پر آئیں سامنے اُسکے اتریں پرچھائیں اُنکو بھی پکڑنے دوڑیں
وہ کنیزیں بہار کی ہیں انھوں نے سحر پڑھا کہ شعلہ زمین سے پیدا ہوکر پرچھائیں پر پڑا اُسکی روشنی سے وہ سایہ
دور ہوا قرطاس نے دیکھا کہ دو نازنین حسن میں بے نظیر لاجواب حسین صورتیں سلونی چہرے نگین چال میں کج ادائیاں کا ما
وصل میں گھگھو رنیاں سفاک جان تمنا لمجا سے حسرمان شیدا زبان خوگر انکار کانوں کو نالہ و فریاد سے نا دکار
بینی کو انتہا کی خودبینی دہن کو عادت نکتہ چینی نظر سوزدہ جگر لب ہیں آب حیوان کا اثر آنکھوں کو نگاہ ڈٹ یاد گریہ
بحکم عاشق ناشاد نظم

نہ کیونکر قتل کا اُسکے سبب ہو	کہ جب تیری نظر سوے غضب ہو
وہ عارض مہر تاباں جس پہ قربان	کریں گھر دل میں ایسے تیر مژگان
ہزاروں شوخیاں اور ناز پیہم	کہ جسکو دیکھکر ہو ضبط یہ ہم

وہ دونوں ادھر آئی ہیں یہ دیکھتے ہی پکارا کہ وہ صاحب تم بڑی کرامات شعلہ خیز ہو کہ میری پرچھائیں تک بھی

ستایا ان غارت فرمائے ہوش و شکیبائی نے جواب دیا کہ پوچھنے بیگ آرتا تو دیکھو ہمارے ہی گھر مین تو دھنا دیا
ہی اور رہین کو انکی ممانعت ہی اے صاحب یہ سرزمین بیابان گلزار ہی جسکی کہ مالک ملکہ گلزار ہی انکے حکم
سے تمھین مطلع کرنے آئے مین پیام یہ لائے ہین کہ زراعت کو لشکر سے خوف پامالی ہی آپ یہان سے لشکر
مقام کیجیے ہماری ملکہ نے تجویز نکالی ہی کہ اگر ان سے کل آپ کی نسبت پوچھکر حاکم سب دیا جائے گا
آج آپ کو یہان سے ہٹنا پڑیگا قرطاس کو یہ پیام سنکر غصہ آیا مگر سوچا کہ یہان فساد ہونے مین عمرو تک
بے اختیار ہی ہوگا یہ سوچکر ملائمت پیش آیا کہ ہوا ہو کہ آپ ناخفا ہوتی ہون ہم مسافر ہین مہمان نوازی شرط ہی آج آت
بھر ٹھہر کر صبح کو سمت قلعہ عفت رنگ کے چلے جائینگے ورنہ ہم اسی وقت چلے جاتے مگر راہ کی تکان سے خستگی
کمال ہی فیل زیادہ ہی حال ہی آپ ہماری طرف سے معذرت کر دیجیے کہ زراعت کو کچھ ضرر نہ پہونچیگا صبح کو
وہ چلا جائیگا کنیزون نے یہ سنکر بیدار کے روانہ ہوئین بعد انکے جانے کے برق نے کہا مین بھی رخصت ہوتا
ہون خبر نہ ملتی وہ کردی ہوشیار رہیے گا اسنے کہا مین سمجھا ہوشیار ہون آپ جائیے یہ بھی اٹھکر چلا اور
اسی باغ سحر مین آیا کنیزون سے کہا کہ اب تم مع جاؤ کہنا کہ ملکہ گلزار نے کہا ہی کہ اگر آپ ہمارا مہمان اپنے تئین
جانتے ہین تو بلا سے نقصان ہوگا ورنہ ہم ان پر خفا ہون گی ہم آپ کے مشتاق ہین یہان تشریف لائیے
دو گھڑی کے لیے ہم اپنے باغ مین تنہا آئے ہین آپ بھی آکر دل بہلائیے پھر چلے جائیے گا کنیزین حسب الحکم
دوبارہ روانہ ہوئین اور قرطاس تو زنانہ رخصے کے رنگ [illegible] کہ یہ ہوئی ہین وہ متفکر ہوا کہ اب کیا پیام
لائی ہین انھون نے حرف بحرف وہی کہا [illegible] اس نے سنکر خیال کیا کہ یہ شاید میرے مرتبہ سے پہلے
آگاہ نہ تھی اب رتبہ میرا اس نے جانا اور مجھکو طلب کیا ہی یہ اندیشہ اسکو بالکل نہین کہ وہ ملکہ نہین عیار
ہی کس لیے جانتا ہی کہ وہ عیار یہان تھے موافق جب کنیزین پیام لائین تھین اور اگر عیار ہوتین تو اٹھکر
نہ آتین اور میری پیر یہاتین [illegible] نہین سکتین یہ سوچکر ان سے کہا کہ مین اکسلمند ہون اسوقت معاف فرمائیے
صبح کو مین حاضر ہونگا کنیزون نے ہنسکر کہا نہین جیدارے مرد سے کوئی دماغ ہی کہ ہم ایسے ہین جسکو شہزادیان

[illegible]

کہ ہم وہ ہین کہ جب [illegible] ناز سے
[illegible] اب اسی

قیامت تک نہ کم ہو [illegible] جب گرے
[illegible] تک بھی نہ لیجئے [illegible] دل کی

ہو ورغضب سنو ہماری [illegible] مین [illegible] ہی نہین کرتے
اٹھی تو نکالا [illegible] اسی نے [illegible] اس کو خیال ہوا کہ
جیسے یہان رستے دیسے [illegible] حسینہ جوان تنہائی مین بلاتی ہی کیا عجب ہی جو اسکا اور کچھ مطلب
ہو [illegible] ایک تو شہزادی دوسرے غیر ملک کی یہان [illegible] نہین یہ رفاقت کریگی مدد وقت
جبتک ان سے [illegible] جانا چاہیے [illegible] کہ آپ [illegible] ہون مین چلتا ہون کنیزین پھر آئین یہ سنکر

اندر بارگاہ کے گیا لباس عمدہ پہنا عطر لگایا جواہر جابجا زیب جسم کیے خوب بن سنور کے ہمراہ کنیزان روانہ ہوا یہ تو
ادھر سے چلا اُسطرف برق رنگ دشمن عیاری رنگ گرکے تیل خوبرو کی ایسی صورت بنکر مسند تا بہ پس
بعد نداز جلوہ گستر ہوا ہر لیپ [illegible] سر سے تا قدم جا بجا ہر گاہ [illegible] پیرایہ آراستہ کیے ہر مانگ
سوزن سے بھری [illegible] ہزار [illegible] سے اُس کی صورت پر صدقے [illegible] سینہ شک
ست و انداز [illegible] کہ [illegible]

لیکنی تھی [illegible] کی ہر سو
نہایت تیز تھی شمشیر ابرو
مژہ کی برچھیاں تھیں [illegible]
نگاہ مست [illegible]
لب [illegible] [illegible]
نہ [illegible] دل [illegible]
وہ ابرو [illegible] خنجر [illegible]
[illegible]
وہ [illegible] صدقے روح [illegible]
[illegible]
دہن وہ تنگ جو پنہاں نظر سے
تصور [illegible] ڈھونڈیں [illegible]
وہ [illegible]
[illegible] دل [illegible]
وہ [illegible] اور وہ سینہ [illegible]
زمین [illegible]
وہ [illegible] نور [illegible]
کہ جنکی [illegible]
[illegible] خوش [illegible]
[illegible]
قدم سے تا بسر جس جا نظر جائے
نہیں معلوم [illegible]

[illegible] صورت [illegible] اور قران [illegible] یہ [illegible]
[illegible] شالی [illegible] اور لباس [illegible] بصورت بشکل ساحران تبدیل [illegible]
[illegible] کنیزان قرطاس [illegible] قران [illegible] کہا [illegible]
خبر [illegible] برق کو اطلاع دی [illegible] کنیزان [illegible]
[illegible] ایسا [illegible] قرطاس [illegible]
کہ ایک [illegible]
[illegible]
[illegible] ایک نمونہ ہر نگاہ [illegible] قیامت [illegible]
[illegible] عرق جسم [illegible]
میں ملنے کے [illegible] گریبان چاک صدا اُسکی جان بخش دل [illegible]
[illegible] شراب [illegible]

نظر آئی اُسے وہ مجمعِ نور — دیارِ ہوش جس سے منزلوں دور

بشکلِ آرزو پنہاں حیا میں — نہایت شوخ طرز مدعا میں

چمک کر برقِ شمشیرِ نظر کی — عیادت کے لیے آئی جگر کی

لحاظ تو یہ مثلِ زلف برہم — لبِ زاہد پہ شکر خندۂ غم

یہ بیہوش ہو کر قریب تھا کہ گرے مگر وہ ہوش ربائے جانِ حسرت و تمنا مسکرا کر قریب آئی اور دستِ رنگین سے ہاتھ اس سرمستِ بیخودی کا تھام کر لبِ جان بخش سے گہربار ہوئی کہ آئیے تشریف لائیے اللہ بڑا انتظار دکھایا ہاں سچ ہے کہیں مشتاق جو ہوا یا اسی سے اپنے منہ چھپایا یہ کہکر خندان خندان اُس گلزار میں کہ واقعی وہ سبز باغ تھا لیکر چلی جب یہ اندر آیا اُس باغ کو رازِ طلسم پایا وہ درخت تھے یا امیدیں سینۂ ارض کی برآئیں چمن سبز تھا یا سرسبزی کام دل شاد بہار تھا ہجومِ شوق دید نے اس سرد مقام پر گرمیاں جتائی تھیں جوشِ آرزوے بادہ پرستان اسی جا بر آئی تھی روحِ آرام یاں باقی تھی اسی جا کے اسباب عشرت و صفا عمارت پرجان گلہائے بہار پرخون پاکیزہ طفلستان دہر کو اُسکے تعشق میں جنون کرا **ابیات**

نظر آئے نہال سبز و شاداب — کہ جسکی دید سے خاطر ہو بیتاب

ثمر خوش رنگ پتے لہلہاتے — ہوا چلتی تو اک جوبن دکھاتے

نہال باغ سب عیش افشان — نگاہیں دیکھنے والوں کی قربان

مکان مثل دل عارف مصفا — پھسل جائے نظر وقت تماشا

مناسب ساز و سامان جابجا پر — کہیں گھونٹ بڑھو نہیں سب بچھڑا پر

چراغ و شمع کے جلوے وہ ہر سو — دلوں میں گھر کریں مانند جادو

کہیں ساقی کہیں مطرب کہیں ساز — کہیں معشوق نواز بس خوش آواز

قرطاس یہ کیفیت دیکھکر دنگ تھا سکتے کا رنگ تھا کہ ملکہ نقلی نے لا کر مسند پر بٹھایا پہلو میں آپ جلوہ فرمایا اسکا دل گم شدہ پھر سینہ میں آیا سمجھا کہ یہ سفر مجکو بہت مبارک ہوا یہ نازنین تصویر فریفتہ ہے غرض اُسکے بیٹھتے ہی ملکہ نے کشتی شراب کی کھینچکر جام بادۂ احمر جس میں بیہوشی ملی تھی بھرا اور مسکرا کر آنکھوں کو جسطرح کہ ساغر چھلک جاتے ہیں یا مست بہک جاتے ہیں گردش دیکر آگے اُسکے بڑھایا اسنے بھی کہ مست مے الفت تھا انکار نہ کیا بے تکلف پی گیا ساقی اجل نے صدا دی کہ جی گیا پھر تو یہ کیفیت تھی کہ **نظم**

طبیعت صورت مے جوش میں تھی — تمنا عزم نوشانوش میں تھی

ہجوم آرزو کہتا تھا لا جلد — جھکا شیشہ کہ آیا اور ہنگام

صدا آئی فراز آسمان سے — سفر ہے نامبارک اب یہاں سے

جب خوب اسکو نشہ ہوا گھبرا کر سرمست آنکھیں پھاڑ کر دیکھنے لگا اُسوقت قرآن جی باہر سے آ کر سر ملکہ نقلی پر

رومال جھلنے لگا اور برق نے اسکو بیہوش ہونے کے قریب دیکھکر کہا کہ کیون میان قرطاس مزاج کیسا ہے اُس نے کہا اے ملکہ درد سر از حد ہی اگر اجازت ملتی تو ذرا لیٹ رہتا پھر برق نے ہنسکر کہا کہ او مخرے بیہودہ تو نے مجھکو پہچانا کہ مین کون ہون ارے مین برق عیار ہون یہ سنا تھا کہ اُسنے گھبرا کر سحر کرنا چاہا مگر قران نے پشت کی طرف سے ایک لات ماری کہ لیسان بوچڑے یہ ڈھلک کر دور گرا اور بیہوش ہو گیا برق نے خنجر کھینچکر سر تن سے جدا کیا شور وغوغا عالم مین پھیلا اندھیرا ہو گیا صدا آئی کہ مارا اقرطاس جادو کو لشکر مین اُسکے بھی اندھیر اچھایا اور لشکری غوغا سنکر جلد جلد مسلح ہو کر دوڑے لیکن بہار جو طائر بنی ہوئی بیٹھی تھی اُسکے مرتے ہی اُڑی اور کنیز دق کو پکاری کہ جلد آؤ وہ بھی باغ وغیرہ برطرف کر کے پیچھے چلین عیار صحرا مین چلے گئے اور بگولے لاش قرطاس کو چکر دیتے جانب افراسیاب لیچلے اس اثنا مین لشکر لینا لینا کہتا ہوا بڑھا تھا کہ بہار نے اپنے جوڑے سے ڈبیا یاقوت رنگ نکالکر کھولی اور سحر پڑھکر دستک دی ڈبیا سے دھوان نکلکر مثل ابر تیرہ و تار تمام لشکر پر چھایا اور بجلی ایسی چمکی کہ سب کی آنکھین بند ہو گئین پھر جو آنکھ کھلی دیکھا کہ طرفہ ماجرا ہی یعنے چاندنی کھٹا مین نکلی ہی سامنے ایک چمنستان سبزہ زار لگا ہی سر سبزی سے خوش نصیبان زمانہ کو شرماتا ہی کہ بمقتضائے

ابیات

زمرد رنگ ہر برگ خوش اسلوب — شجر کی شاخ مثل دست محبوب
چمن کے پھول مثل عارض یار — برابر جلوہ گر ہر سو نمودار
کوئی گل مثل روئے ماہ بُراق — اُداہٹ مین کوئی مشہور آفاق
کوئی خون جگر کی طرح رنگین — کسی مین اور ہی صورت کی تزئین

بیچ مین اُس گلشن نگارین کے جو چبوترہ ہی وہان ایک خون کن جان صد تمنا جلوہ فرما ہی

نظم

کہ رشک حور ہر دہ صاحب جاہ — پری پیکر سمنبر غیرت ماہ
نظر مین تیز پان تیغ اجل کی — لب شیرین مین شیرینی عسل کی
غضب آنکھون مین مثل لیث لبریز — سنان ہر مژہ دل کے لیے تیز
نگہ پہونچی جو سوے سینہ صاف — نظر آیا کچھ اُبھرا طور شفاف
قریب تجلی پستان کو پائے — ہوس کچھ اور ہی مطلب سمجھائے
جو اُٹھتی لو تھی شمع ساق پاسے — تو گھرتا ابر مستی جابجا سے

گرد اس شعبدہ باز دلدار کے کنیزین گلرخسار ہاتھون مین عہدے لیے کھڑی تھین اُنگین رنگ مین جوانی کی بھری تھین تمام لشکر اُس گل رعنائے باغ حسن کی بہار دیکھکر اور ہوائے گلشن سحر سے مسحور ہو کر اپنی ہستی فراموش کر گیا خودی سے گذر گیا یہ خیال بالکل نہ رہا کہ

ابیات

نہین ہے یہ چمن شایان دیدار — یہان احسان سے ہوتا ہی گنہگار

فریب آمیز اس گلشن کی بو ہے — دغا ہے مکر ہے جو آرزو ہے
مقدر نے ہے وہ ساعت دکھایا — کہ فرق جسم و جان کا وقت آیا
چلے یہ شعر پڑھتے سب زبان سے — پھرے روتے ہوئے اپنے مکان سے
کہے جاتے نہیں رنج جدائی — دہائی ہے دہائی ہے دہائی
قریب باغ پہونچے بوسے جانی — خدا رکھے یہ تیری نوجوانی
زیادہ حسن کا ہے تو پیارے — رہے قربان جان حور پیارے
ابھی ہم پہ بھی ہوگی مہربانی — کہ ہو جنکو نظر لطف زندگانی

یہ صدائے آہ و واہ اُس راہزن شاہ راہ خرد نے لشکر خبیہ کنیزوں سے کہا کہ وہ سب در باغ سحر پر آئیں اور پکاریں کہ اے عاشقان منکر زبان ادھر آؤ پیام یار سن جاؤ لشکری شعر عاشقانہ پڑھتے نزدیک آئے اُس نازنین نے ایک ایک بار پھولوں کا انکے گلے میں پہنایا اور کہا کہ تمھاری معشوقہ نے فرمایا ہے کہ تمھیں شرم نہیں آتی ہے جو ایک کے سامنے دوسرا میری محبت کا دم بھرتا ہے میں اکیلی اور سب لشکر مجھپر مرتا ہے چاہیے تھا کہ تم میں سے ایک دوسرے کو رقیب جانتا اور ہرگز بغیر قتل کیے نہ رہتا وہ میرے عشق سے ہاتھ اُٹھاتا یا جان سے جاتا جب ایک شخص رہجاتا تو اسکو میں اپنے پہلو میں جگہ دیتی یہ بدنامی نہ اٹھاتی یہ سنتے ہی آتش نفاق ہر ایک کے سینہ میں شعلہ زن ہوئی آتش گل نے جان جہان میں آگ لگا دی آپس میں ایک نے دوسرے سے کہا کہ سنا بھی اگر میری معشوقہ کا نام اب تیری زبان پر آیا تو قسم ہے سر کے تیرے عاشق ن ہی کر میں مار ڈالونگا دوسرے نے بھی یہی جواب دیا کہ میں خود تجکو قتل کرتا ہوں کہ اب اُس آفت جان پر جان بہ نکلو اور زندگی سے ہاتھ دھو غرض باہم تکرار ہو کر ایک دوسرے سے لڑنے لگا سحر کی آگیں منتروں کے حربے چلنے لگے ترسول منسول تبرزین تیغ وغیرہ چلنے لگے صف مژگان پر سے صف کشی برودی معرکے کے لڑنے نے لڑائی دکھا دی جادوگری بھلا دی دم بھر میں صدہا سر اُس صف کے پر نثار ہو گئے نوجوان بہار باغ ہستی کھو گئے ہزار ہا جان سے اُس گلبدن پر قربان ہو گئے حسرت دا ارمان زیر زمین لے گئے

نظم

صدا دی طبل جنگی نے یہ ناگاہ — کہ ہوں مردان شیر افگن اب آگاہ
قریب آیا ہے وقت جان فروشی — دکھا دو اپنی اپنی گرم جوشی
کبھی کر بیٹ کہتے تھے یہ کڑکا — کہ ٹھوکی کھال گر دل کچھ بھی ہو کڑا
کھلے بیڑے پڑے شمشیر میں ہاتھ — کھنچیں تیغیں بندھا ہر غول کا ساتھ
یکایک ہر طرف سے برق چمکی — مبارک باد دی خواب عدم کی
جو تھے افزایش جرأت سے بیتاب — ہوئے رخسار اُن کے آتشیں تاب
لبوں پر آئے کف غیظ اجل سے — ارادے بڑھ گئے دست و بغل کے

مری معشوقہ ہو کر دے تقدیر — وہ ہو وے غیر سے جا کر بغلگیر
اگر باقی رہے گی جان تن میں — تو ہوگا لطف کچھ اس انجمن میں
کفن پہنو کہ جنگ مہ جبل ہے — ہوس اب گور سے دست و بغل ہے
جدا ہونے لگے پا و سر و دست — کوئی خستہ کہیں نشتر سے کہیں جست
کہیں سیلاب خون سے سرخ رہ تن — کہیں زخمی تنوں کی سرد آہیں
کڑکتی تھی برابر برق شمشیر — اجل تھک تھک گئی اپنے چلے تیر
گرے گردان شیر افگن زمین پر — کہیں تن سر کہیں توسن کہیں پر
پھر آخر حسرت جاہی نبندی — ہوئی حاصل فلک کو خود پسندی
ہوئی رخصت وہ شب بس بے ہنر کر — جمال صبح چمکا سنہر ہو کر

جس وقت تیغ تیز نہرت سے سر دیو شب کا جدا ہوا اور سپاہ ہیل کو معشوقہ صبح رخسار نے قتل کرایا دو لشکر سادرات بھر لڑ کر کٹ گیا عجب ہنگامہ ساحروں کے مرنے سے برپا تھا آندھیان آتی تھیں تاریکی میں پرندوں کا غل و شور محشر سے کم نہ تھا جب اجل ہوا دس پانچ فسر زخمی ہو کر بھیجے وہ سامنے بہار کے آئے ملکہ نے چند سحر پڑھ کا دستک دی کہ وہ باغ اور تمام آرائش سحر جاتی رہی انکے بھی گلو سے زمرہ جب اڑ کر غائب ہوئے افسر ہوش میں آگئے تمام لشکر کو مردہ پایا چراغ ہستی کو افسردہ پایا سمجھے کہ بہار سے سحر میں ہم گرفتار تھے قصد کر ارادہ قتل کا کیا نیزان بہار نام پکڑ کر ملکا رتی ہوئی آگے بڑھیں یہ زخمی بہت تھے خوف میں آکر بھاگے اور جانب افراسیاب گئے بعد انکے عیار دونوں تعریف کرتے ہوئے آئے کہ اے ملکہ سبحان اللہ کیا کہنا ملکہ نے کہا یہ کیا آدمی تو تھا کیا ہوں قرطاس کو آپ قتل کیا در نہ جان اسکو میرے لڑنے کا علم اب کہ لئے کمر علیا من سبب بہار تخت جواہر سوار کیا اور روانہ ہوئی برق نے کہا آخر تو جاتے ہیں اسطرف کی سیر کرتے آئیں یہ سنکر صاحبت آنی اور عرفت نے کب اور سمت کا راستہ پکڑا اور انواع اقسام کے جنگل اور کوہ وغیرہ دیکھتے عجائبات کی سیر کرتے سب روانہ تھے کہیں پہاڑ نظر آئے تھے کہیں پر دریا تھے

ابیات

کہیں سبزہ کہیں پھر شہر آباد — کہیں ویرانہ مثل صبح آزاد
کسی جانب کو کوہ آسمان جاہ — کہیں باہر درخت ایسے نہیں راہ

اسی طرح یہ چلے جاتے تھے کہ دور سے ایک بیابان نظر آیا سراسر آئین طلسمی کارخانہ پایا کہ موجب نظم

طلسمی اس کا تھا سب کارخانہ — وہ تھا پریوں کے رہنے کا ٹھکانا
درختوں میں اثر تھے سحر کے تیز — کٹوں کے جام تر شوں سے لبریز
برابر انکے جو غنچہ تھے لب بند — وہ حد سحر سے تھا اے خردمند

بڑھے یہ رفتہ رفتہ چند فرسنگ نظر آیا انھیں اک قلعۂ سنگ
کہ تابندہ ہے مثل مہر انور جڑے ہیں زر کے دیواروں میں پتھر
زمین شفاف رستے صاف ہر جا نہال سبز مثل باغ پیدا
درخت اکثر مگر سب کا جدا رنگ نہ ملتا ایک سے تھا ایک کا رنگ
کوئی بہتر زمرد سے بھی خوش آب کوئی مانند لال سرخ نایاب
ثمر کی جا گہر سب میں نمودار چمک پتوں میں جیسے عارض یار
وہ سب گویا بہ شکل آدمی زاد چمن خندان گلوں کے لب پہ فریاد
صدا اس غنچہ سے نغمہ ہویدا سر ہر شاخ سے بارش ہی پیدا
زمین جنبش میں مثل قلب بیتاب تلے اوپر کہیں پیمانۂ آب
قریب اک حوض اسمین خون لبریز کناروں پر کشیدہ خنجر تیز
کہیں پتھر کے انسان وہ بھی گویا کوئی پتلا ہنسا اور کوئی رویا

ایک بارگاہ زربفتی دروازہ قلعہ پر استادہ تھی کہ جو درازی و وسعت میں صحن آسمان کو شرماتی اس کے گرد آسمان جاہ سے ہٹکر بہت بڑا لشکر اترا ہوا تھا کئی لاکھ ساحروں کا مجمع تھا یہ دیکھکر قران نے کہا اے بہار تم ذرا ہٹو مگر قلعۂ طلسم نور افشاں کی جانب آگئیں ایسا نہ ہو کہ ہم قید ہو جائیں جلد یہاں سے چلو کیونکہ میرے لیے قید ہونا برا ہے جب تک استاد کو یہاں خبر ہوگی اور وہ کوہ سے کمک چڑھائیں اسوقت تک مین ہلاک ہو جاؤنگا بہار یہ سنکر وہاں سے سناٹا مار کے تخت اڑا لائی بہت دور نکلگئی اور ایک صندل کے جنگل مین پہونچی دیکھا کہ شاہد ارض رنگ کا اور سر کھونیکو ہزار بار شاخ صندل زمین پر سر اپنا رگڑتی ہے حرارت سودا زدگان دشت محبت کھونے کی تدبیر نئی ہے وہاں پہونچکر قلب محزون مسکن ہوا اور تخت اتار سیر کرنے لگے بوے صندل سے دشت مہکتا تھا ہزار ہا مار سیاہ درختوں سے لپٹا تھا کنڈلیاں سانپوں کی درختوں کے ٹہنے سے لپٹی یوں نظر آتی تھی کہ گویا حسب اس بیت کے **بیت** سیہ جوڑی بہ ست آن نگارے ۔ بشاخ صندلین پیچیدہ مارے ۔ وہاں کی سیر کر کے جب اور آگے بڑھے دیکھا کہ ایک دیوار سونے کی ہر طرف گھری آئی ہے فروغ جلوہ مہر دکھائی ہے ہزار ہا آفتاب چمکنے لگا ہر ذرہ کا ستارہ بخت منور ہوا کہ **بیت** مقابل آگیا اک قلعہ خوب ۔ طلائی جسکی دیواریں خوش اسلوب ۔ یہ محاصرہ ہوتے دیکھ کر بہار تخت پر سبکو بٹھا کر اڑی اور قندیل فلک بنگئی مگر جسقدر بلند ہوئی وہی دیوار طلائی سامنے نظر آئی ۔ ہائی نیائی ہزاروں طرح کے سحر کیے کچھ اثر نہ ہوا گھبرا کر عیاروں سے کہا کہ کسی نے قید کیا یہ کہکر زمین پر اتر آئی اور اپنے گیسو کی صورت پریشان اور آئینہ رخسار کیطرح حیران تھی اس عرصے مین ایک سیاہی فلک کی طرف آکر محیط عالم ہوئی رعد گرجا برق شعلہ فشاں چمکی اور ایک تخت پر ایک ساحرہ بصد عظمت و شان سوار قریب آکر

اسنے کہا کہ بی بی کسلیے پریشان ہو سر گریبان ہو ذرا سوچو تو کہ انسان اپنے بس آتا ہی اور پرائے بس جاتا ہے اب جسکے گھر آئی ہو وہ جب رخصت کریگا تو جانا ہوگا مثل مشہور ہی کہ آمدن بہ ارادت و رفتن بہ اجازت بہار نے پوچھا کہ یہ گھر کسکا ہی اس ساحرہ نے جواب دیا کہ شاہ عیاران جناب خواجہ عمرو کا ہے بہار نے کہا پھر وہ کہاں ہیں اسنے کہا آپ میرے ساتھ چلیے وہ بھی تشریف لاتے ہیں یہ آخر اس ساحرہ کے ساتھ روانہ ہوے وہ کچھ دور چلکر ان سب کو ایک باغ میں لائی کہ وہ گلشن ہزارون بہارین دکھاتا تھا اپنی بہار دیکھکر ایسا اتراتا تھا کہ پھولے نہ سماتا تھا مجلس سامان راحت اسمین مہیا تھا مکان بہت عمدہ اسباب نادرہ کاری سجا تھا اسمین بالاخانہ رشک بام آسمان تعمیر تھا اسپر تگیرہ کھنچا ہوا ہر یکی تصویر تھا زیر تگیرہ فرش مکلف پر اس ساحرہ نے انکو بٹھایا اور کہا آپ ٹھہریے میں خواجہ سے عرض کرنے جاتی ہون یہ کہکر چلی اور باہر آ کر باغ کے دروازے کو بند کرکے تخت پر بیٹھکر چلی گئی یہ تینون بالاخانہ پر بیٹھے سیر دشت طلسم میں مصروف ہیں مگر جس سرحد میں کہ لڑائی ہوئی اور قرطاس مارا گیا اس دشت کے ساحرون نے جاکر تمام ماجرا خدمت کوکب میں عرض کیا وہ بہت ہنسا اور ایک نامہ لکھکر بران کو بھیجا نامہ جب بران کو پہونچا اس نے پڑھا لکھا تھا کہ اے فرزند نامہ دار جو آتا تھا اسکو قران و برق نے اس طرح راہ میں مار ڈالا اور بہار جادو نے برون لشکر کو شکست دی اب بیابان صندل کے آگے ایک باغ میں وہ سب فروکش ہیں خواجہ صاحب سے کہنا کہ جی میں آئے تو جاکر مل آئیں ورنہ ہم انکی دعوت کرکے رخصت کیے دیتے ہیں خواجہ صاحب کے ہمشیرہ کو انکی تسکین کے لیے بھیجے دیتے ہیں یہ نامہ پڑھکر ملکہ عیارونکی فطرت پر ہنسی اور انکے حوصلہ پر آفرین خوان ہوئی کہ اس طلسم تک تعاقب ... بغیر قتل کیے نہ چھوڑا پھر عمرو کو وہ نامہ دکھایا خواجہ بھی بہت ہنسے پھر خیال کیا کہ شاید ملکہ کوکب آزردہ ہو بس تم بغیر حصول مطلب بران کے پاس سے جدا نہو یہ سمجھکر ملکہ سے کہا کہ اے ملکہ آپنے مجھ سے ایسی الفت کی ہے کہ کسی سے ملنے ملانے کو جی نہیں چاہتا ہے اچھا آپ لکھ بھیجیے کہ بادشاہ دعوت کرکے رخصت کردیں ملکہ نے بجواب نامہ عریضہ اسی مضمون کا لکھ بھیجا شاہ نے بموجب مرضی عمرو اسی ہمشیرہ کو خواجہ کے کہ جو حضور کے پاس بھیجا تھا طلب کرکے مع سامان دعوت حشم وخدم ہمراہ ایک امراے دولت کے روانہ کیا یہان بہار اور عیار بیٹھے دیکھتے تھے کہ یکایک ڈنکا بجتا سنائی دیا بالاخانہ پر کھڑے ہوکر جو دیکھا تو سامان سواری نظر آیا آگے آگے شتری و فیلی نقارے بجتے انکے بعد تخت پر ساحر سوار اہتمام کرتے پھر بہت سی پالکی نالکی جنپر جادوگرنیان لباس عمدہ پہنے سوار جسم پر ان کے زیور مرصع کاری کی بہار تکلین انکے بعد سقے آبپاشی گلاب و کیوڑہ کی کرتے رنگ کے خوشبودار ہونے نخلون کے لیے آگے بڑھ گئے پھر پیادہ ول چوبدار و خاص بردار لباس معقول سے آراستہ پیدا ہوے انکے بعد ایک تخت پر عمرو سوار جلو میں پیادہ بہاری خلعت زرتار پہنے جس سے زرین لباس مہر شرمسار تاج کج سر کنگرے کا رکھے جواہر سے جسم کو تزئین دیے روانہ ہوے صدا اے طرقوا سے ارض وغیرہ ہمراہی چاؤش دور باش کہکر للکارتے ہین

نقیب کچھ تفاوت سے پیش خداوند کے نعرے مارتے ہیں بڑے جاہ و حشم سے سواری جاتی ہے یہ کیفیت عیار دن نے دیکھکر کہا کہ استاد جاتے ہیں برق نے کہا میں تو پکارتا ہوں قران نے کہا کہیں ایسا دیوانہ پن نہ کر نا خلاف ادب ہے ادب سے آگے نہ بڑھنا یہ کہہ رہے تھے کہ سواری نکلگئی کچھ عرصہ میں وہی ساحرہ جو یہاں بٹھا گئی تھی مع چند ساحران ذی رتبہ کے آئی در باغ وا ہوا انکے سامنے پہونچکر ہر ایک ساحر گویا ہوا کر چلیے آپ سب کو خواجہ سلامت نے بلایا ہے بہار نے کہا ہم سمجھتے تھے کہ یہیں تشریف لائینگے یہ انھیں کے رہنے کی جا ہے اُس ساحرہ نے کہا کہ جی نہیں یہ اس غریب کے رہنے کا ٹھکانا ہے انکے لائق یہ کب جگہ ہے غرضکہ تخت پر سوار کر کے عیار وغیرہ کو ساحر لیچلے اب جو دیکھا تو وہ دیوار طلائی نظر نہ آئی اور کچھ دور آگے جاکر ایک باغ کی بہار دکھائی دی دروازے پر اُسکے عملے کے لوگ خدام و دربان و سیاول وغیرہ کا مجمع ہے یہ وہاں اترے سب نے اُنکی سلامی لی اور بڑھ بڑھ کر تسلیم کی یہ پھر داخل باغ ہوے وہ رسب رنج دل کے داغ تھے عجب بہار آگیں وہ گلشن نظر آیا جس سے دیدۂ دل نے سرور پایا سوسن سیہ رنگ وہاں سرمہ بعبارت آگیں چشم مشتاق گل روشنی میں نور دیدۂ عشاق نرگس مخمور برنگ دیدۂ حوریت سنبل کے پیچ عقدۂ سر بستہ آرزوے عاشقان سرو موزون سر بلند مثل مرادیابان

ابیات

گلون میں سب طرح کے رنگ پیدا	ہر اک میں تھا نیا جلوہ ہویدا
لبالب آب سے نہریں ہر اک سو	جو لیویں دل شائق سے قابو
نواز ن جا بجا مرغان خوشرنگ	ہر اک کے زمزمے کا کچھ نیا ڈھنگ
ہر اک بارہ دری کاشانۂ نور	میسر ہر کسی کو صحبت حور
نہایت باتکلف فرش سارے	کہ جس کے حسن پر پھسلیں نظارے
ہجوم ماہ رویان ہر قدم پر	ہوا سے شوق کے جھونکے برابر
مزاج شائقان حسن برہم	نظر کو دید سے فرصت بہت کم
ارادے شوخیون پر قصد چالاک	ہوس مغرور جوش شوق بیباک
ترنم زا صدا ہر نازنین کی	خلل انداز رسم کیش و دین کی

صحن گلشن میں تخت جواہر کار پر عمر و جلوہ فرما تھا چتر زرین سر پہ گردش کرتا تھا گرد کرسیوں پر امراو وزرا کا دور بندھا تھا ہزار ہا نازنین شوخ و شنگ عہدے ہاتھ میں لیے حاضر تھی صد ہا کنیز عزت دار و پر تمیز لباس مہرتابان بلباس زرین یہان فن عاشقی سے ماہر تھی رقص سامنے ہو رہا تھا ساز عشرت آواز بلند رہا تھا ان سب نے جاکر خواجہ کو سلام کیا عمرو تخت پر سے اُٹھا اور ہاتھ پھیلا یا پہلے آگر قران نے سر سینہ سے لگایا ہر ایک کو گلے سے لگا کر قریب تخت بصد عزت کرسی ہائے جواہر پر بٹھایا خواصین زرین کمر نازک اندام سب ایما ے عمرو کشتیان خلعت گران بہا کی تھیں بالا مروارید کے اور بہار سے

زیور سیمرصع تھالا مین و خلعت عیار ون اور بہار کو عنایت ہوے اور بہت سا جواہر بیش قیمت دیکر ہر ایک کو خوشنود کیا پھر حکم آغاز ہونے جلسۂ عشرت دیا فوراً ابطے کے قہقہے بلند ہوے بجرد جوش ہوس سے پیمانہ رواں تھا کشتی شراب چلنے لگی ساغر حباب شیشۂ دل نے ایک لمحہ مین یہ کیفیت ہوئی کہ بشکل زلف ساقی عنبر مزاج توبہ برہم ہوا چشم زہد مین مستی کا عالم ہوا کہ بموجب نظم

ہجوم سا غر گل رنگ ہر سو
ندا ئے زیر ظرف سے سخت دل جو
تر شح کیف کا آنکھو نسے پیدا
ہر اک اپنے سخن پر آپ شیدا
کہین بہکے ہوئے آغاز و انجام
کوئی مصروف دیدار دلارام

اسی لطف میکشی مین نازنینان فرخ دیدار نے سرود و ساز کو سنبھالا بادہ خوارونکو بہکا یا جلسۂ عشرت جمایا رقص نے دل بسمل کیے ابرؤن نے کار قاتل کیے حوصلے بڑھ گئے ارمان ترپنے لگے نظم

کوئی زہرہ صفت آمادۂ ناز
کیا اس جا کسی نے رقص آغاز
دم رقص اس طرح گھنگرو بجائے
کہ دادی ترانے یاد آئے
ملاتی تھین جو ساز رقص دو چار
تھے انکے اس ہنر مین ہاتھ تیار
کسی کے دست مین رنگین گلابی
بنی تھی ہے سے برج آفتابی
زبس تھی محتسب سے آمد شام
چھپا تھا آفتاب ارغوان فام
سیہ بال اپنے جب شب نے سنوارے
ہوئے پھر زینت مہتاب تارے

یعنی جسوقت براے تعظیم سیہ مست شب گردن شیشۂ آفتابی آفتاب خم ہوئی اور بستان ہوس میگساران شبنم سیل آرزو سے دامن رات کا تر ہوا سرشام ساقی و مینا و جام اس باغ کی ایک نہر پر جمع ہوا بادہ خوار ونکا گھٹا ہوا اور خدا کی رحمت سوا ہوئی کہ لب جو بجار کشتی رواں ہوئی کنارے نہر کے روشنی فردوس بخش دیدۂ مردمان آبی تھی ماہیونکو اس جلسہ دیکھنے کی بیتابی تھی شب ماہ مین باغ پر بہار روشنی سے خاطر تیرہ مین نمود اظہار نہر مین بجرے پڑے فوارے ہزار ہے آب افشانی کرتے سبحان اللہ عجب سیر عشرت افزا تھی جسپر جان ہزار بلبل دل فدا تھی کہ بموجب نظم

بنا تھا فرش سنگین ہر روش پر
کہین تھا گلشن قالین سے بہتر
رواں اک سمت چہ چشمۂ پرنور
خزانے انجمن فوارے کے [illegible]
ہزاروں آمنت میوہ دار اشجار
ہر اک تھا بلبل [illegible]
ارم [illegible] عشرت افزا
میسر [illegible]
ہوئے سب سیر وہان جب نوخیز
عجب [illegible]
کہ پہونچا اک گروہ ماہرویان
دیا رقص کا [illegible]

ملا کر ساز تا چین پھر وہ اٹھ کر　　قیامت تھی بپا تازہ زمین پر
لباس پر تکلف زیب تن تھے　　نہایت انکے پر زر پیرہن تھے
تصدق دل تھے گانے کی صدا پر　　فدا تھی زہرہ ہران کی ادا پر
ستارے ساغر دینا کے چمکے　　نصیبے شیشہ وصہبا کے چمکے

جب سن سیلی شب جوانی پر پہونچا نہر کے کنارے سے اٹھکر بارہ دری مین آگئے وہان نعمتخانہ تیار تھا غذائین لذیذ وعمدہ دسترخوان پر چنی گئین سب نے کھانے سے فراغت پائی نوبت آرام کی آئی ملکہ بہار کے لیے ایک کمرہ علٰحدہ سجا ہوا تیار تھا وہان جاکر یہ سہری پر جو لونگی لیٹی تنخے رکھے تھے اور جملہ سامان راحت مہیا تھے شمع مومی وکافوری روشن تھین عیار ایک اور کمرے مین کہ رشک دہ قصر جنان تھا جاکر آرام پذیر ہوے عمر وعلٰحدہ ان سب سے جاکر سویا مگر کیفیت سنیے کہ بہار جب سہری مین لیٹی کوئی نکھا جھلنے اور پاؤن دابنے کو نہ تھی اسنے دیکھا کہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا نرم اس کمرے مین آنے لگی باد بہار کو شرمانے لگی پھر ایک شمع کا پھول گرا اور اسکی لو مین سے آواز آئی کہ اے ملکہ آپ کہیے تو یہ لونڈی آکر پاؤن دبائے بہار نے یہ گرمی محبت اس شمع سے سنکر پوچھا کہ اے بی بی تم کون ہو بولے آواز آئی کہ کنیز آپکی شعلہ بدن ملکہ پران کی سہیلی بہار متحیر ہوئی کہ یہ کنیز شعلہ بدن شمع مین کیونکر آئی مگر گویا ہوئی کہ اچھا آؤ یہ کہتے ہی دیکھا کہ شمع تھرائی اور لو اسکی شق ہوئی شعلہ زمین پر گرا اور لوٹ کر ایک پریزاد حور پیکر ہمسر گل اندام بنا شرم سے گردن جھکائے شوخی آنکھوں مین چرائے سر سے پاتک نور رنگ مین مقابل شمع طور چہرہ مین انتہا کی گرمی باتون مین حد کی تیزی رخسار پر ہجوم آرزوے بوسہ کا غازہ دہن مین ذائقہ دشنام دہی پوشیدہ زینت بزم الفت جانے کہ صورت نظم

جبین سے تا بہ ناخن تبسم　　ہر اک انداز میں سو ناز باہم
سخن کی گرمیوں سے جان بیتاب　　سرور آنکھوں میں بے لوث مے ناب
تردد سے طبیعت منزلوں دور　　فدائے روئے روشن مجمع حور

جب وہ نازنین قریب آئی نہایت ملکہ بہار حیران حال تھی مگر اسنے باادب بیٹھکر پاؤن دبانا شروع کیے کہ یکایک سامنے جو گلدستے رکھے تھے اسکے سب پھول کھلکھلا کر بلسان معشوق غنچہ دہن ہنسے اور پھر آواز آئی کہ اے ملکہ اگر اجازت پائے تو یہ کنیز بھی آنے کہانی کہکر جی بہلائے بہار نے پوچھا کہ تم کون ہو آواز آئی کہ مین بھی لونڈی ہون پران کی سہیلی ہون بہار نے کہا کہ آؤ یہ کہنا تھا کہ ایک پھول ٹوٹا اور چند پنکھڑیان زمین پر گر کر لوٹین پھر جو دیکھا تو ایک بہار افزاے رنگ نشاط ذائقہ بخش جوش انبساط سراپا مزاج حسرت عشاق شیشۂ دل کی طاق امنگو نیز جسکی بہار نثار حسن پر گلزار لطف فرماے ایام

بڑھی کچھ دور اس ناز و ادا سے ۔ کہ جنبش قلب نے کی اپنی جا سے
ہزاروں شوخیاں اور ناز پیہم ۔ کہ جس کو دیکھکر ہو طبع برہم

غرض وہ گل پیرہن مسہری کے نیچے باادب آکر بیٹھی اور لب گوہر بار سے گلفشان ہوئی کہ اے ملکہ ایک بادشاہ تھا ہمارا لحقار اخدا بادشاہ اُسکو نوشیروان کہتے تھے مردمان دنیا اُسکے وقت مین شاد رہتے تھے ناظرین کو واضح ہو کہ اس گلبدن نے کہ نام اسکا گلزار شہر ہے یہ کہانی شروع حال نوشیروان اور امیر حمزہ کے پیدا ہونے سے کہنا شروع کی حال اسکا دفتر اول نوشیروان نامہ مین ہے یہان سارا دفتر لکھنے کی گنجائش نہ تھی صرف **طلسم ہوشربا** بیان کرنا منظور ہے اس باعث سے ترک بہتر سمجھا گیا فی الجملہ جب اس گل نے یہ کہانی یہانتک پہونچائی کہ ملکہ نگار دختر **نوشیروان** عاشق ہوکر امیر کے ساتھ نکل آئی اور اسکے بطن سے **قباد** شہریار پیدا ہوے اور قباد کا نکلنا تا **علمشاہ** سے لڑکر اور عاشق ہونا **ملکہ ماہ سیما** پر اور پھر اس ملکہ سے منعقد ہوکر پیدا ہونا شہزادہ **سعد بن قباد** اور بعد شہادت **قباد** حکمران ہونا سعد کا کل لشکر اسلام پر اس فصاحت سے بیان کیا کہ حال شان و عظمت حسن و جمال شہزادہ سعد سنکر بہار نے ایک تیر غائبانہ عشق کا کھایا اور ارمان وصال نے ہاتھ پاؤن نکالے وحشت گریبان گیر ہوئی گیسوے پیچان نے دل مین گھر کیا مسکن یار دل زار بنا تنہائی انجمن مین پھنسا رات کٹنا مشکل ہوئی نیم بسمل ہوئی ارادے ہوس کے بڑھ گئے زخم سینے مین گڑ گئے کہ **نظم**

ہوئی الفت جو اُسکی آتش افروز ۔ جگر پر آکے بیٹھا تیر دل دوز
الگ ہے سب سے انداز محبت ۔ بنی وہ صید شہباز محبت
دکھائی حسن نے اپنی کرامات ۔ دیا دل اپنا اُس دلبر کو ہیہات
طبیعت مین عجب تھی بیقراری ۔ بنی مژگان تر ابر بہاری

بیقرار نیند کا بہانہ کرکے چپکے چپکے رویا کی ادھر عیار جو کمرے مین گئے تھے اُنکی خدمت کیلیے بھی کوئی پردے کی تصویر پری بنی کوئی آئینہ کی تصویر حور چہرہ بنکر حاضر ہوئی رات بھر یہی صورت سیر کی ظاہر تھی یہانتک رنگ رخسارش بد شب کافور ہوا اور آفتاب بلسان عاشق بیقرار بہ رنگ زرد نکلا **نظم**

شب فرقت کا بدلا صبح نے رنگ ۔ ہوے پیدا سحر کے شرق مین ڈھنگ
ہوئی سرخی شفق کی کچھ نمودار ۔ نظر آئی نہ پھر کوسون شب تار

خواجہ عمرو کا منہہ آکر تخت پر جلوہ گر ہو [illegible] بہار بقصد ادب سلام کرنے حاضر ہوے اور تسلیم کرکے بیٹھے خواجہ نے حکم دیا اسوقت بھی آپ [illegible] سب حسب حکم حمام کیا [illegible] پوشاک کی [illegible] سوقت بھی [illegible] ہو کر جلسہ مین آکر بیٹھے ناچ ہونے لگا جام شراب گردش [illegible] حضور [illegible] عمرو

ت کہ جب خدا کے پاس چلے انہوں نے کہا پھر تم رخصت ہوتے ہیں کس لیے کہ لشکر اکیلا ہوگا ایسا نہ ہو کہ افراسیاب
کچھ فتور زیادہ کرے عمرو نے کہا [illegible] ہو نہ ہر چند کہ نہایت شاق ہے لیکن مجبوری سے منظور فراق
ہے اچھا جاؤ خدا کے سپرد کیا یہ کہکر خلعت رخصت تیسری بار عنایت ہوا کھانا اور شراب وغیرہ کھلا
پلا کر چند ساحروں کو [illegible] فرمایا کہ باغ کے شمالی دروازے سے انکو روانہ کردو ساحر انھیں لیکر
روانہ ہوئے عیار اور بہار سب اس گلزار کی سیر کرتے دروازہ مذکور تک پہونچے اس دروازے کو تمام
جہان کی عمارات عمدہ سے [illegible] ساحروں سے ملکر باہر نکلے دیکھا تو اب اس صحرا سے
[illegible] منزل در و دیوار طلائی [illegible] سکا پتہ نہ لگا غرضکہ تخت سحر ملکہ بہار
نے [illegible] عیار راہ میں بولے کہ اے ملکہ تم نے
پہچانا کہ [illegible] قران سے کہ استاد ہوتے تو فیاضی نہ کرتے تیس بار
نعمت [illegible] تھے یہ کوئی سحر کا پتلا کوکب کا تھا غرضکہ یہ تو سیر
کرتے رہ نورد منزل مقصد ہیں لیکن [illegible] قرطاس [illegible] ہوئے اور چند ساحر ہزیمت خوردہ از
دست بہار خدمت افراسیاب میں پہونچے حال [illegible] کو الف جنگ زبان پر لائے بادشاہ
کو غضب طاری ہوا [illegible] دربار کے چالاکی پر عیاروں کی ہوش پران تھے
اور بادشاہ کو بغضب [illegible] تھے الغرض اور کچھ تو بادشاہ سے بن نہ آیا سوائے
اسکے ایک نامہ [illegible] حیرت [illegible] گذشتہ کو لکھکر ترقیم کیا کہ دیکھتے ہی نامہ کے طبل جنگ بجوانا اور سحر
مصور [illegible] ملازم بہار نے قتل کیے ہیں یہاں میں سب مکر انکو
ہلاک کرنے [illegible] صرصر [illegible] کرنیکا [illegible] تھی اگر اسنے نہ کیا ہو تو لشکر سے ناک کاٹ
کے نکالدے یہ نامہ سحر کا پتلا لیکر [illegible] بادشاہ نے لاش قرطاس اٹھانے کا حکم دیا اور عازم ہوا
کہ لڑائی شروع ہو تو خبر [illegible] جب یہ نامہ حیرت کو پہونچا قتل ہونا نامہ دار کا
پڑھکر حیران ہوئی [illegible] نے بغیر قتل کیے نامہ دار کو چھوڑا العبد متحیر ہونیکے حکم
[illegible] صرصر کو [illegible] صرصر جب سے [illegible] اپنے خیمہ میں فکر عیاری کر رہی تھی کوئی صورت معقول
بن نہ آتی تھی اسی فکر میں تھی کہ مگر حیرت [illegible] سامنے آئی ملکہ نے بغضب
ارشاد کیا کہ دیکھ [illegible] قتل دشمن باز نہ آئے حکم شہنشاہ تیری نسبت
ناک کاٹنے کا آیا ہے صرصر [illegible] یہ تیرہ خطاوار ہے لیکن امید وار مراحم خسروی
سے ہے [illegible] ملکہ نے مہلت دی
[illegible] قران کی [illegible] جب آئینہ رکھکر
[illegible] شکل [illegible] قران کا چہرہ اسمین

ظاہر تھا سر مو فرق نہ تھا اپنے سر پر لگایا اور اسی طرح ہر اعضا پر عقوبت کے اعضا بدن کے لگالیے کہ قران دست وپا نہایت زبردست رکھتا ہی اسوجہ سے اس نے یہ تدبیر کی اور بعینہ تصویر قران جنگی جب یہ کسوت عیاری اور بعدہ وغیرہ درست کرکے تیار ہو چکی صرصر نے اپنی صورت بھی ویسی ہی بنائی اور ایک سر عقوی کا مثل صورت قرطاس بنایا کہ جسکا گلا کٹا ہوا معلوم ہوتا تھا اسی صورت سے یہ دونو اپنے خیمہ سے اس طرح چلیں کہ کوئی انکو نہ دیکھے خیمہ و بارگاہ کی قناتوں وغیرہ میں چھپتی ہوئی چلیں اسلیے کہ عیاروں و جاسوس شہر لیت کی نگاہ نہ پڑے غرضکہ اپنے لشکر سے دونوں نکلکر لشکر مہرخ میں پہونچیں لشکری انکو دیکھکر بہت خوش ہوے اور سمجھے کہ یہ دونوں بابا سر نامہ دار کا لینے گئے تھے وہی لائے ہیں غرضکہ یہ بارگاہ میں آئیں مہرخ انہیں دیکھکر شاد ہوئی اور تخت سے اٹھکر گلے ملی بہت تعریف عیاروں کی خلعت گران قیمت عطا کر دیے انکو کسیو معلوم نہیں کہ بہار [illegible] کے ساتھ تھی ورنہ اسکا حال مہرخ پوچھتی ہی جانا کہ سب عمدہ یہ سر نامہ دار لے آئیں خلاصہ بعد اعزاز و اکرام یہ عیار بیان کرتی ہیں کہ جب سے ہم رات بیٹھیں مہرخ نے حکم دیا کہ ساقی ذخل ساغر شراب لیے حاضر ہوے ان دونوں نے تمام ماجرا قتل کا بیان کیا کہ جو تنہا کی تھیں بیان کیا کہ ہم نے کس محنت و فطرت سے اسکو مارا یہ کہکر گویا دونوں کہنے لگیں کہ جب ہم مع کوکب پہونچے در قتل نامہ دار سے فارغ ہوے اور کوکب نے ہماری دعوت کی اس دعوت میں جو شراب ہم نے پی تھی وہ دربار بادشاہ اسلام میں بھی نہ پی گئی جب تک اسکا ماجرا ہم زبانی نہیں کہہ سکتے اسکا لطف ہم یاد کرتے ہیں آپ بھی چکھیں یہ وہی آئی ہیں اگر اجازت ہو تو نوش کی جئے کہ سبکو ایک ایک جام پہونچے [illegible] چیت کی حقیقت کیا ہے تم ضرور پیو دونوں انہیں اندر جام لیکر کسوتوں سے [illegible] سب کو پہنچا دیں مہرخ او رسر دار سب وہ شراب پی بہت تعریف کی انھوں نے [illegible] جام بے دیے اور کہا خوب تحفہ کیا یاد کرو گے کہ کبھی ایسی عمدہ شراب نہ پی تھی غرضکہ بعد تھوڑی دیر کے معلوم ہوا کہ سانپ ڈس گیا ہے [illegible] تھی اور گرنے لگے کسی طرح رہتے ہیں اور [illegible] گئی ہوئی سر پیچ اپنی اوپر ہو گئے اگ تن بدن میں سرداروں کا سر پھٹ دوا بیہوش انکا یعنی گردش سے دیکھتی تھی کہ یہ حالت نشہ ہے آپ خود غلط ہو کر اونڈھے منہ گرے عیار پہچان سکتے ہیں کہ ہم خنجر لیکر کہنے لگیں کہ سر کاٹ کر یہ لیں تو مہین اسکا بدلا لیں اسطرح وزیر [illegible] سا حر وقت تمام بخشیر دار نے بیہوش کیا تھا غرضکہ ہنوز کسی کا سر جدا کرنے نہیں پائی تھیں کہ یہ سبب سل [illegible] دوا جا کو [illegible] سے ہوے بال بیکار سکے دو جگہ بیری ہوے دو عیار [illegible] باقی ہیں انکا حال سنئیے کہ یہ تسخیر حسرت تک تھے اور لشکر کو چپ چپ سے خالی دیکھکر صرصر غار صورت تبدیل کی اور شتابانہ چلکر [illegible] ہوکر دونوں بارگاہ حیرت میں آئے اپنے صورت [illegible] کہا کہ [illegible] دشمنوں کا سر لانے کے سبب سے [illegible] خالی [illegible] میں بھی شرم ناک کٹوالوں عیار یہ سنکر سمجھے کہ مشکل ہمارے لشکر میں عیار بھی [illegible] سر دار [illegible] مہر [illegible]

گویا ہوئے کہ اے ملکہ ہم جاکر ابھی سر لاتے ہیں ایک کام سے یہاں آئے تھے یہ کہکر بارگاہ سے نکلکر بعجلت تمام
چلے دست بہ عالمد کرتے تھے کہ خداوندا ہمارے سرداروں کو حرکت سے بچانا ہم نے بڑی غلطی کی جو اکیلا چھوڑ کر
آئے الغرض یہ جب قریب بارگاہ پہونچے وہاں ہر ایک کی زبانی سنا کہ قران و برق آئے ہیں سر نامدار لئے
یہ عیار سمجھے کہ عیار بچیاں اسی ہیئت سے کہ جو مشہور اسوقت ہی آئی ہیں پس سراپچہ ضرغام بہانہ کے اندر آیا دیکھا کہ صرصر
خنجر لیے مہرخ کا سر کاٹا چاہتی ہے اسنے گوپھن میں پتھر رکھکر مارا کہ صرصر کی ران پر اس زور سے پڑا کہ وہ اس صدمے
سے گر پڑی یہ دوڑا کہ گرفتار کروں وہ دہشت جان سے ہرچند کہ اٹھنا دشوار تھا مگر بہر صورت اٹھکر بھاگی
اور صبا رفتار بھی سراپچہ سے نکل گئی ضرغام نے پکارا کہ لینا جانسوز ہنوز باہر ہی تھا دوڑا اور لشکری
انکے دوڑنے سے ڈرے مگر وہ صورت برق وغیرہ کی تھیں اسوجہ سے ساحر سحر نہ کر سکے انکی سمجھ میں نہ آیا
کہ یہ کیا معاملہ ہے اور کیا بھید ہے وہ دونوں نکل گئیں عیاروں نے تمام سرداران بارگاہ کو فتیلہ
رفع بیہوشی دیکر ہوشیار کیا اور ساری کیفیت بیان کی ہر ایک نے سجدۂ شکر حق تعالیٰ ادا کیا کہ اسنے
خلعت حیات دوبارہ عطا فرمایا اور اس شکریہ میں حکم طنبور عشرت دیا یہ سب بآرام مصروف عیش
وعشرت ہوئے اور عیار بچیوں نے جاکر حیرت سے سب حال کہکر عرض کیا کہ کنیزیں مجبور ہیں آپکو
اختیار ہے جو چاہے سزا دیجیے ہم اپنی خیرخواہی کر چکے ملکہ نے کہا کہ تمہاری صورت بنکر عیار شاید آئے تھے وہ
مجھسے تمہارا جانا عیاری سے انہیں سنکر جلدی گئے جب تو تم بیان کرتی ہو کہ عیار ہماری صورت بنے ہوئے
ہمارے کام میں خلل انداز ہوئے عیار بچیوں کو جب یہ حال ثابت ہوا کہا کہ اے ملکہ دوران یہ فرمائیے کہ
آپ ہی نے ہماری ساری محنت رائگاں کی ملکہ نے کہا بیشک مجھسے غلطی ہوئی کہ تمہاری صورت پر انکو
دیکھتے ہی راز کہہ بیٹھی اچھا اب تم جاکر اور فکر کرو میں شہنشاہ سے کہکر خطا معاف کرا دونگی عیار بچیاں سلام
کرکے چلیں اور دن سارا گذر چکا تھا عیار فلک یعنی مہر روز بعد دو سو بالا دوی عرصہ بہت سے مراجعت
کرکے خیمہ مغرب میں گیا اور عیارۂ شب نے سیاہ پوش ہوکر کہکشاں سے کر عالم میں داخل کیا نظم

اسی عرصے میں مہر عالم افروز	گرچہ تھا اس جہان میں رہ اندوز
ہوا اطراف مغرب کو روانہ	بڑھا سامان شب کا شامیانہ

شام کو حیرت نے مصور کو بلایا اور حکم شہنشاہ ساحران سنا دیا اسنے کہا ہر چند میرا ارادہ ابھی
لڑنیکا نہ تھا لیکن حکم شہنشاہ سے مجبوری ہے لڑونگا یا مر جاؤنگا آپ طبل جنگ بجنے کا حکم دیجیے حیرت
نے فوراً نقارۂ رزم بجوایا ہرکارے خبر لے کر بارگاہ شریک اسلامیان میں آئے اور دعا و ثنا کے بعد خبر عرض
کی مہرخ نے بھی نفیر سحر بجائی طبل و نقارۂ حرب گڑگڑائے تمام لشکر میں خبر جنگ معلوم ہوئی سردار دربار
سے خیموں میں آئے درستی لڑائی کے مصروف ہوئے سحر کی آتش بازی گرم ہو گئی آتش غضب سینہ میں
مشتعل ہوئی نامردوں کے منھ پر ہوائی اڑتی تھی شفق کی تیزی سب نے شمشیر چرخ زن بھی بہادر

مرنے پر تیار تھے نشۂ جرأت میں سرشار تھے **نظم**

بجا دونوں طرف سے طبل جنگی	ہوئی ہر جان کو قالب میں تنگی
نگاہیں پھر گئیں سینے ابھارے	سروں سے خود یہ کہکر اُتارے
کہ اے خالق زمان آبرو ہے	نہیں پروا مدد کرنے کو تو ہے
زبان پر تھے یہ الفاظ تمنا خیز	کہ ہم ہیں مدعی کے آبرو ریز
پڑے جسپر یہ تیغ برق آہنگ	لباس روح بھی ہو گور میں تنگ

یہی ہنگامہ دونوں طرف رات بھر رہا ئے نے سحر درست ہوئے دلاور چاق وچست ہوئے جسدم مزاج سرہنگ شب برہم ہوا اور مبارز سحر بصد دلیری قدم بڑھا کر عرصہ گاہ عالم میں آیا **نظم**

نوید صبح میں جب مرغ چہکے	نسیم عطر زا سے دشت لہکے
موذن بول اٹھا اللہ اکبر	کمر کسنے لگا ہر جنگ آور
کسی نے کچھ دعا مانگی خدا سے	کسی نے یون کہا سو التجا سے
کہ اے خالق مدد تیری تو درکار	اجل کا ہوئے جسدم گرم بازار
زمان آبرو دے فتح دنیا	نہ حاصل ہو کہین الزام لینا

فوج بصد عظمت وجلال لشکر پیکار و میدان قتال ہوئی ساحروں کی آمد نے سپہر نیلی فام کو سیہ تاب بنایا گرد سیاہ نے چشمۂ آفتاب کو گندلا کیا بحر پر جوش لشکر کا تلاطم تھا جہاز حیات تباہ ہونے کا غم تھا تلواروں کی چمک سے دھار اسیل فنا کا جاری تھی بجلیوں سے خرمن جان جلنے کی تیاری لشکر حیرت و مصور بڑے کروفر سے جب آکر میدان میں جم چکا نقیب للکارے کوکیت ڈھکر کیا ہے شور حشر برپا ہوا یہ ہنگامہ ہوا کر **نظم**

صدائے طبل جنگی کا ہوا شور	بڑھے دونوں طرف سے صاحب زور
جھنک شمشیر کی پہونچی فلک پر	لبوں پر آگئے دلہائے مضطر
صدا دی پھر نقیبوں نے یہ ناگاہ	کہ ہاں اے نامدارو تم ہو آگاہ
اجل کچھ دم میں ہوگی گرم بازار	مقام آبرو ہے ہاں خبردار
نہ پہچانے گا بیٹا باپ کو ہاں	رہیگا دل ہی میں ہر دل کا ارمان
نہ دے گی اتنی مہلت برق شمشیر	کہ دم لینے کی بھی حاصل ہو تاخیر
جو ہیں ماں باپ کے فرزند اصلی	شرافت پیشہ و دلبند اصلی
وہ نام اپنا کرینگے سر کٹا کر	نہیں پھیرینگے منہ میدان میں جا کر

جب کوکیت یہ کرما کا کہکر ہٹے ایک ساحر زبون ہیئت بد انجام سامری کیش جادو نام پرے سے نکلا

اور اجازت حرب حیرت سے لیکر میدان مین آیا شیطان کا سگا بھائی معلوم ہوتا تھا تیوری چڑھی دل مین بیرحمی بھری جلاد منش ستمگری مین ہلاکو عقل اتو مزاج نہایت بدخوصورت بھونڈی کھوپڑی اوندھی چہرے پر بیغیرتی چھائی اجل کی پیشوائی کو نکلا تھا یہ اس موذی کا نقشہ تھا نظم

بشکل پیل منزل ایستادہ — غضبناکی مین مالک سے زیادہ
سیہ رو مثل شیطان سخت بدکار — ازل سے طوق لعنت مین گرفتار
طبیعت مین بھری شہوت پرستی — چکان لب سے لعاب جوش مستی
جبین سے کرد کینہ دفن ہویدا — مگر تھا نطفۂ شیطان سے پیدا
قوی ہیکل بشکل گاؤ بے شاخ — بہت تھا بے ادب در سخت گستاخ
سلح شوری دکھا کر یون پکارا — کہ لڑنے کا ارادہ ہے ہمارا
کوئی ہے یان مقابل آ کے دیکھین — گرہ مین کیا ہے اسکے لانے دیکھین
جو تم مین مرد ہو آئے مقابل — کھلے کیفیت مقتول و قاتل

اس نہیب کو اس خودسر کی سنکر لشکر مہرخ مین علم جلوہ دکھانے لگے اور ساحرون کے سحر سے ہزار ہا نقارے بروے ہوا از خود بجے اور پھول سونے کے برسنے لگے ملکہ ہلال سحر افگن نازک بدن گلفام سیمین اندام فوج ستمگری جلو مین لیے غمزہ و ناز کا لشکر ہمراہ ظفر صورت فتح نشان بصد شوکت و شان نکلی چلی نظم

چلی اسطرح جیسے بے وفا یار — گھٹے جس طرح آرام گنہگار
وہ تھی قتل آشنا شمشیر ابرو — وہ تھے نوک مژہ تیر دو پہلو
وفا اسمین نہ کچھ جوبن مین اسکے — ستم لبریز تھا دامن مین اسکے
دل اسکا رحم سے نا آشنا تھا — کسی کا آشنا بھی تھا تو کیا تھا
ارادہ نہین تھا اسکے قہر آمیز — زبان وقت سخن گو یا شرر ریز
نگاہون مین تھا اسکے لطف کچھ کم — سواتنے واسطے تا دل ہو برہم
وفا اسکی فریب جانستان تھی — پے مشق ستم یہ امتحان تھی
برابر آکے بولی او اجل دوست — کہ مشتاق مدفن ہین ترے پوست
سنبھل ہشیار لا رکھتا ہی کیا وار — کہان ہے کم تیری یہ بیہودہ گفتار
یہ سنتے ہی ہوا ظالم غضبناک — کیا ہوار اپنا اس نے چالاک
ادھر سے یہ چمک کر جو پیکر — بڑھی مانند شیر حملہ آور
زمین پر وہ گرا اژدہے اکبار — نکالی سحر کی جھولی سے پرکار
زمین پر دائرہ سا اس سے کھینچا — پڑھے الفاظ سحر آمیز اس جا

اندھیرا ہر طرف عالم مین چھایا
نکل شیر اس کو سب نے پایا
بڑھی یہ جو رپیکر ن کے ناگن
چلین جو مین کھلے جادو کے سب فن
کبھی بنتا تھا وہ بچھو اور کبھی یہ
غرض طالب ہر اک صورت مین تھی یہ
پھر آخر بن کے اک شمشیر خون ریز
بسان برق روشن اور بہت تیز
چمک کر اسطرح سے آئی سر پر
کہ دو ٹکڑے ہوا وہ مرد خودسر

اس کے مرنے سے شور و غل برپا ہوا اور مصور کی آنکھوںمین خون اتر آیا کیونکہ وہ ساحر اسی کا ملازم تھا بس اسنے افسران لشکر کو للکارا کہ خبردار یہ قاتلہ جانے نپائے فوج اسکی چار طرف سے لینا لینا کہکر آگری اور مصورت سحر کی آتشبازی جو گڑوائی تھی اسمین آگ لگادی ایک جانب سے ادھر حیرت لاکھون ساحرون کو لیکر آگری مہرخ ہرچند کہ جمعیت سپاہ کم رکھتی ہر لیکن جمعیت دل سوا رکھتی ہر اسنے یہ انبوہ مخالف دیکھکر بہت جلد گنج مین ہوائی کے آگ لگادی اور تمام لشکر سے بڑھکر فوج عدو سے گتھ پٹ ہوگئی تر سول فیسول چلنے لگا آتشبازی مین سے ادھر کے جو شعلہ گرا پتلا آتشین بنا وہ آتش کے پرکالے کو گرز آتشین لیے لشکریون پر جھپٹے جسکے گرز پڑا وہ جلکر ٹھنڈا ہوا ادھر کی آتشبازی سے جو شعلہ نکلے وہ دیو آتشین تھے وہ ہی دیوان پتلونکو روکنے لگے چرخی نے چرخ مین جان ڈالی انار کے شعلہ فساد کی چنگاری بنے مہتاب نے نئی روشنی دکھائی کہ اندھیرا دھوئمین سے ہوکر چاندنی نکل آئی زخمیونکو زخم کھانیکی لذت ملنے لگی جسکے زخم اسکو چاند چاندنی نے مارا انہین نہین کسی ماہ رو نے مارا عروس شجاعت کے چہرہ کا فروغ جلوہ گر تھا کہ آتش سحر کا دلمین اثر تھا منہ سے ہر ساحر کے شعلہ آتشین نکلتے تھے خاکی ناری بنگئے تھے طبقہ خاک کرہ نار تھا اجل کا گرم بازار تھا ملک الموت کی شعلہ خوئی سے ہزارون ٹھنڈے رہرو ملک عدم ہوے ہزارون واصل جہنم ہوے ساحرون مین تو یہ آفت بپا تھی بہادرون مین شعلہ تیغ کی ایک خرمن ہستی کیلیے ایک برق بلا تھی غرضکہ ہر سمت تلوار کی چالاکی شور بجز مرگ بلند تھا بیزار حیات ہر ایک خود پسند تھا عرصہ ہستی تنگ ناچار ہر ارجمند تھا

دشت لاشون سے بھر گیا پاؤن ثابت قدمونکا گڑ گیا نظم

صدائے گرز سے پانی ہوے دل
ہوئے فرش زمین شیران کامل
زمین کانپتی تھی شکل قلب بیتاب
کمر تک آگیا خون مثل گرداب
ہزارون سر گرے روئے زمین پر
اجل تھک تھک گئی سرعت سے اکثر

آخر مصور و حیرت نے پاؤن جمادیے خود بڑھ بڑھ کر سحر کیے از بسکہ بادشاہ طلسم کی بی بی کا سحر کرنا کسی سے رد نہوتا تھا ادھر سے سردار جانبازی کرکے جہانتک ہوسکتا تھا رد سحر کراتے تھے مگر مجروح ہوگئے تھے لشکر ادھر کثیر اس طرف قلیل تیار سب موجود نہین جو کوئی تدبیر کرین فوج پسپا ہونے لگی

مصور پہلے کی ذلتین اٹھائے تھا اسنے چند تصویرین نکالکر زمین پر پھینکین کہ وہ انسان ہوکر تیر مارنے لگین تیر انکا بھی چالیس چالیس کا سینہ توڑتا تھا لشکر تمام نشانہ سہام بلا تھا حیرت نے ہزار ہا پری بھیجے تھے کہ وہ کسی کے پھیرے سے نہ پھرتے تھے جب یہ سامان فتح بہم پہونچا تھا تو اسنے ایک نامہ افراسیاب کو لکھا تھا کہ اے شہنشاہ کنیز نے بموجب حکم آپ کے کار لشکر حریف تمام کیا ہے آپ بھی تشریف لائیے اور حال زار اُنکا ملاحظہ فرمائیے یہ نامہ چلا سحر کا پیکر اُدھر گیا اور اسطرف لشکر پر وقت تنگ تھا مہرخ پلے ہٹ گائے ٹھہری تھی لب استغاثہ واکرکے خدا سے یہ التجا کی

نظم

یہ رو کر عرض کی ای میرے اللہ — ترے آگے ہین یکسان عاجز و شاہ
مری مشکل ہو آسان ایکدم مین — کہ ہے مختار تو ہر بیش و کم مین
امید زندگی ہے مجھکو مسدود — سوا تیرے سہارا کیا ہے معبود

تیر دعا ہدف مراد پہ پہونچا یعنی وہ ساحر جو ملکہ بران نے بھیجے تھے اور ذکر انکا اول کیا گیا کہ تیلا جبین جادو کو پکڑ لے گیا تھا اور ساحر خبر لینے لشکر دن کی آئے تھے چنانچہ منتظر اس امر کے ٹھہرے تھے کہ کوئی حال تازہ دریافت کرکے جائین اور ملکہ مذکور کو خبر کرین فی الجملہ جب طبل جنگ یہان بجا ساحر گئے اور حال آغاز جنگ بیان کیا ملکہ بران خبر سنکر متفکر تھی کہ نامہ کوکب آیا لکھا تھا کہ اے فرزند لاشہ قرطاس افراسیاب پاس پہونچا اور اُسکے حکم سے مصور نے ارادہ جنگ کیا ہے تم خبر نگاؤ نامہ پڑھکر ملکہ بران نے دو چیلے بہر خبر روانہ کیے وہ چیلے اسوقت آکر پہونچے کہ لشکر پر وقت تنگ تھا چیلون نے ہر صورت اپنے تئین ملکہ مہرخ تک پہونچایا اور کہا کہ ہم فرستادہ خواجہ عمرو ہین جو کچھ حال ہو بیان کیجیے ملکہ نے کہا کہ جو تم دیکھتے ہو یہی جاکر بیان کردینا عیان را چہ بیان ہمپر بڑا وقت پڑا ہے خواجہ پر تصدق ہوا چاہتے ہین چیلے یہ کیفیت دیکھ سنکر روانہ ہوے اور بہت جلد خدمت بران مین پہونچے سارا ماجرا بیان کیا عمرو یہ حال سنکر بیقرار ہوگیا اور کہا اے ملکہ اگر مہرخ کام آئی تو سارا لشکر پراگندہ ہو جائے گا پھر جمعیت ہونا غیر ملک مین دشوار ہے آپ مجھکو جلد روانہ کیجیے ملکہ نے حالت اضطرار خواجہ دیکھ ماجرائے جنگ سب کوکب کو لکھا کہ وہ عرضی جب کوکب کو پہونچی اُس نے سحر پڑھکر دستک دی ایک آندھی آئی بعد آندھی کے ایک ساحر تخت پر سوار ہاتھ اُسکے چار جسم سارا الموہ کا سراپا تیلا نور کا فلک پر سے اُترا تخت سے اُترکر بادشاہ کو سلام کرکے ٹھہرا تھا کہ زبان بادشاہ ذیشان ہوئی فرمایا کہ اے ملمور چہار دست تم خواجہ عمرو کیا تم باتوج گران اسی وقت طلسم ہوشربا مین جاؤ اور افراسیاب اگر رٹے تو اسکے باپ سے لڑنا مقصود کو ردر بہ دکھاؤ ملمور آداب بجالا کر روانہ ہوا اور بادشاہ نے بران کو نامہ لکھا کہ خواجہ کو اس طرف روانہ کرو حال اُسکا لکھا جائیگا کہ جسطرح ملکہ نے خواجہ کو روانہ کیا ہے مگر جبتک ملمور اور عمرو دہانے آئین بموجب تحریر حیرت افراسیاب شاداں و فرحان سوار ہوکر داخل لشکر ہوا اور

حال دیکھکر ایک نارنج سمت دشت نبرد پھینکا یکایک تمام عالم تار یک ہوگیا اور جسجگہ وہ نارنج گرا تھا وہانسے ایک میل فولادی نکلنا شروع ہوا اور بڑھکر شل ایک مکان بلند کے نظر آنے لگا چار طرف اس میل مین دریچہ ہائے طلائی بنے تھے شان ایزدی انسے نمایان بہتری مین ہمپایہ آسمان انکی کلانی پر نثار گنبد نیلی سائبان ہر دریچہ منظر بہرام کو شرماتا دروازہ ہر ایک غرفہ نگاہ معشوقان نظر آتا ہر روزنہ ہر ایک نگاہ ناز کو لبھاتا نظم

رفیع ایسا کہ قصر آسمان گرد	وسیع ایسا کہ گلزار جنان گرد
اپنے تھے بے نظیر انمین کائنات	مزین نقش دار عالی عمارات

ہر دریچہ مین ایک ایک گلفام سیمبر بصد انداز کرسی ناز پر جلوہ گر تھی اور میدان قتال کو دیکھ دیکھکر قہقہے لگاتی تھی صورتین ان پری پیکرون کی جادو کی تصویرین تھین نگاہین شراب الفت کا ساغر نظر آتی تھین زلفین انکی دل عشاق کی الجھن بڑھاتی تھین گیسو کمند الفت مژگان تیر محبت ابرو خنجر جانستان بہر عاشقان کمان دل خنجر قربان تیغ نگاہ کا ہر دل زخمی آنکھون مین ناتہا کی شرارت و سرمگی رخسار خون شہیدان سے تیغ تبسم سے رنگین دہان شیرین کو تلخی دشنام دی سے نمکین ذائقہ بخش جان عاشق حزین ابیات

شب ظلمات سے کالے کہین بال	بلائے آسمانی جس سے پامال
درازی مین کمند آہ کوتاہ	نہ پائی خضر نے ظلمات کی راہ
گل نرگس فدائے چشم فتان	سر نشتر شکن صف ہائے مژگان
چرائی دم مین شمشیرون نظر سے	بلا ازنے کو ہین ابرو کے پر سے
دل ابرو پہ تھے دو قضا کے	عجب جوہر قیامت کے بلا کے
وہ پیشانی مصفا تھی کہ واللہ	جبین سے آب تھا آئینہ ماہ
عذارون سے گل خورشید بے رنگ	دہن بے شل تھا غنچے سے بھی تنگ
ڈھلا سانچے مین تھا خوش ڈول چہرا	بنایا دست قدرت نے سراپا

ان جادو کی تصویرون نے خنجر موج تبسم گلہائے لشکر مہرخ پر روان کیا یعنی اسطرح ہنسین اور قہقہے لگانے لگین کہ تمام لشکری فوج دشمن سے مقابلہ چھوڑکر انکے محو دیدار ہوئے اور لشکر حیرت وغیرہ الگ ہوگیا اور یہ لشکری ان گل اندامون کے ہنسنے پر قہقہے لگاتے بیتابانہ اسی طرف چلے شور صدائے خندہ شادی مرگ بلند ہوا ہر دردمند خرسند ہوا سہارکباد مرگ شادی دیتے تھے ہنستے ہنستے کیلئے گیا اپنے حال زار پر روتے تھے ابیات

دہن خندان نگاہین جانب میل	اسی جانب کو تھی چلنے مین تعجیل
بظاہر عیش تھے خندہ وہین تھے	مگر سب طالب مرگ و کفن تھے
ہنسی سبکی ہوئی اور اضطرابی	روان تھے اسطرح جیسے شرابی

دیوانہ وار ہنستے قہقہہ لگاتے تمام زن و مرد زیر میل آکر ٹھہرے شعر عاشقانہ زبان پر ہر ایک کے جاری تھے نظم

ہوئی جادو کی پریونکی محبت	پکارے سب سنو اے مہر طلعت
دل شیدا تصدق تم پہ ایمان	حقیقت کیا ہے دلکی جان قربان

دو پریان اسیطرح انکے بکنے پر ہنسا کین یہ سب گلا کر دیل کے نیچے بیٹھ گئے اور ہنسنے لگے اب عجب تماشا اس میدان مین ہوا کہ ہر سمت قہقہہ کی آواز بلند تھی سیل نے کشت زعفرانی کی کیفیت پیدا کی تھی سر سیل پر قہقہے بلند تھے زیر سیل ہزار ہا آدمی کھڑا ہنس رہا تھا جسطرف سنیے سوا صداے خندہ کے اور کچھ سنائی نہ دیتا تھا دور حسرت کا ہجوم کھسیانے پن کی دھوم انکی ہنسی پر گلون نے ہنسنا فراموش کیا غنچہ دل تنگ ہو کر سر دریے نکالک ودری اپنے قہقہے بھولا گلہاے خندہ گلزار جان اس دشت مین کھلے تھے ہاتھ پاؤن پھولے تھے ہر شخص از خود فراموش دل پر عشرت سحر کا جوش زبان خروش کہ ابیات

کوئی جوش ہوس سے ہوکے بیباک	ہوا راغب برائے بوسۂ خاک
زمین کو مستیون مین چومتے تھے	کبھی سر کو اٹھا کے جھومتے تھے
کسیکو کوئی لیتا تھا بہ آغوش	کوئی کہتا تھا ہم خود ہین فراموش

افراسیاب نے طبل بازگشت بجوا دیا مصور حیرت تعریف کنان عرض کرنے پھرے کہ اسے بادشاہ ہمرتبہ سامری و جمشید کیا کہنا یہ سحر دیدہ نہ شنیدہ ہے آپ ہی کیواسطے لقا نے یہ مرتبہ دیا ہے واہ داہ شاہ جادوان نے ہنسکر کہا کہ یہ اسنے ایک منتر کی میرے تاثیر ہے مجھکو ان لوگونکا ستانا منظور نہ تھا ورنہ اپنا مقابل مین انکو سمجھتے ننگ پنا جانتا تھا ورنہ ابتک مدت کا انھین ہلاک کر ڈالتا آج ایسا ہی غصہ مجھکو آیا عجب یہ انکی ساحرین نے انپر کیا اب سب ہنستے ہنستے بیہوش ہوجاینگے کچھ احتیاج قتل کرنے کی نہین جو کوئی سخت جان کہ انہین نہ مر جایگا اسکو دار پر چڑھاؤنگا یہ کلمات سنکر سب بجا اور درست کہتے بارگاہ مین آئے لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوے تقاضاے فتح کے بیجے مال و متاع لشکر مہرخ پر علم قبضہ کرلیا ہوا افسر لشکر روانہ ہوے یہان جو محافظ تھے وہ خوف بادشاہ سے بھاگ گئے تھے خیام و بارگاہین خالی پڑی ہین بازار مین بند رعیت فراری تھی سبکو ضبط کرکے پھرے ہوگئے فوج کے افسر براے تلاش لشکریان مخالف بیقرار ہوے کہ جس کسی کو پائین گرفتار کرین ہزار ہا آدمی کوہ و دشت سے مقید ہو کر لائے گئے ڈھنڈھورا پٹا کہ مہرخ کی دوستی کا جو کوئی دم بھرے یا اسکے حال پر افسوس کرے فی الفور اسکو گرفتار کرو غرضکہ یہان تو ایک تلاطم ہے تمام لشکر زیر سیل کھڑا ہے اور بیٹھا ہنس رہا ہے حال عمرو صاحب کا قبال بیان کیا جاتا ہے کہ وہ کسطرح سے آتا ہے

مصاف اول فوج کوکب روشنضمیر و افراسیاب سے اور آنا بطور چہار دست کا بہ لشکر کثیر ہمراہ مشتبہ خواجہ عمرو کے

اور رہا ہونا لشکر مہرخ کا لمؤلفہٗ

ابھی ساقیا مجھ مین باقی ہے ہوش
ذرا کہدے پھر جاہ ساغر بجوش

مگر زعفرانی ہو ساقی شراب
کہ ہنستا پھرون پیکے مین بیحساب

صراحی لگانے لگے قہقہے
بھرون جام پھر خندہ جام سے

ملے پھول کا جام لب سے مرے
یقین ہے ہنسی پھر نہ میری تھمے

اگر دیکھ لون دخت رز کی پھبین
تو صدقے کرون اسپہ مین جان تن

بہت باکرہ کی ہے مجھکو طلب
اچھوتی رہیگی نہ بنت العنب

مرے دل پہ چھا جائے پھر بیخودی
بلا آکے مے جوش مستی مری

قدم آکے پیر مغان کے مین لون
حواس و شکیبائی مین نذر دون

کہان تک ہو ساقی کرم کا بیان
بہت تیرا ممنون ہون مہربان

پلا رند کو اور اک جام مے
کہ رخصت طلب تجھسے وہ آج ہے

ترا نام و اقبال ساقی بڑھے
زمانہ مجھے پھر شرابی کہے

اگر جوش مستی کی کچھ ہو مدد
دکھا دون مین توبہ کو پھر روز بد

شکست اسکو دم بھر مین ایسی ملے
مرے نام سے توبہ توبہ کرے

جلے میری صورت سے زاہد مدام
کرون اسکی دم بھر مین قلیا تمام

بس اے جاہ افسانہ گوئی کرو
نہ یون پیکے مے تم بہکتے پھرو

شگفتہ چو شد طبع در انجمن
دہان قلم شل گل خندہ زن

طالبان دیدار شاہد فسون و تحیران آئینہ جمال معشوق مضمون میخواران میخانہ سحر سازی و سرمستان شراب عربدہ پردازی گروہ گروہ میدان حیرت مین نیرنگی سحر طبع سے جمع ہو کر اس طرح خندہ زنی فرماتے مین کہ استعجاب سے بیان داستان پہ ہر ایک کے ہوش کھو جاتے ہین یعنی جب یہان لشکر مہرخ سحور سحر ہو کر برباد و تباہ ہوا اور کوکب کے یہان سے عزم روانگی خواجہ بہ عظمت و جاہ ہوا ملکہ تران نے نامہ اپنے باپ کا پڑھکر عمرو سے کہا کہ خواجہ خدا حافظ بڑا زبردست افسر ہمراہ کرکے پدر بزرگوار نے میرے آپکو رخصت فرمایا ہے لیجیے تشریف لیجائیے اور جنگ فتح فرمائیے عمرو یہ کلمات فراقیہ سنکر آنسو آنکھون مین بھر لایا اور کہا اے ملکہ مجھکو اپنے دل سے نہ بھلانا فراموش بالکل نہ فرمانا جدا ہونا تم سے شاق ہے خاطر مبتلائے رنج فراق ہے کاش ایسی مہربانی تم مجھپر نہ فرماتین دل کو نہ تڑپاتین

نظم

دھوئین نکلے لب گلگون ہوے تب
زبان کرنے لگی فریاد مطلب

کہ افسوس اے فلک پیر کج ادائی
نہیں ہون بندہ احسان فراموش
مگر ہے عیب رسم آشنائی
محبت کا ہے دل مین دمبدم جوش

برّان نے کہا خواجہ تمھاری جدائی مجھے بھی ناگوار ہے آپکے عقب مین انشاءاللہ مع لشکر کثیر مین بھی آتی ہون گھبرانا نچاہیے خوشی خوشی تشریف لیجایئے یہ کہکر اٹھی اور پکڑ کر ہاتھ لیچلی مخمور بھی ساتھ ہی اٹھی اور تسلیم رخصتی بجالائی ملکہ نے فرمایا کہ اے مخمور تمکو ابھی رخصت نہین ملی تم ٹھہرو جلدی نکرو اس نے کہا کہ حضور مین ہمراہ خواجہ آئی تھی تنہائی مین کیونکر بسر ہوگی زندگی دوبھر ہوگی برّان نے جواب دیا کہ خلاف مرضی بادشاہ کرنا اچھا نہین بغیر رخصت جانا کیا ضرور پاس خاطر میزبان مہمان کا دستور ہے مخمور مجبور رہکر چپ ہو رہی اور خواجہ کو ملکہ لیکر اس بارہ دری کے ایک کمرے مین علیحدہ لائی وہان کشتیان خلعت پر زر اور زر و گوہر سے مملو دھری تھین عمرو پر ملکہ نے کچھ ایسا افسون پڑھا کہ بیہوشی طاری ہوئی پھر جو آنکھ کھلی ایک باغ پر بہار مین اپنے تئین پایا سو کنیزین ماہ رخسار وہان حاضر تھین وہ شرط خدمت بجالائین خواجہ کو اس باغ کی بارہ دری مین تخت جواہر پر بٹھایا شراب و کباب جلسہ انتساب آغاز ہوا یہان تو سامان عشرت اقتران جمع ہے مگر برّان نے پھر کچھ سحر پڑھا کہ عمرو جو بیہوش ہوگیا تھا ہوشیار ہوا اس عمرو کے جسم پر قباے شاہی اور لباس فرمانروائی سے مزین و محلی کیا تاج گوہر سر پر رکھا نیچہ طلسمی کمر سے لگایا نہایت عمدہ جواہر کا اسباب ہر جگہ موقع و مناسب پر آراستہ کیا پھر باہر لیکر آئی یہان تخت طاؤسی جواہر نگار حاضر تھا طاؤس جواہر کے چارون کونون پر استادہ دم اپنی چتر کیے تھے جواہر بے نگینہ پایہ ہاے تخت مین جڑے تھے اس تخت پر خواجہ سوار ہوے اسوقت مخمور بادل رنجور پھر عرض پیرا ہوئی کہ مجھے رخصت ملتی تو اچھا تھا برّان نے کہا کہ اے بہن جانے مین اتنا اصرار نہ کرو کچھ دن رہکر چلی جانا اچھا باغ کی سیر سے دل بہلاؤ اور خواصون کو حکم دیا کہ انہین سیر کرالاؤ پانسو کنیزین بہرحال بموجب حکم اسکو لیکر چلین اور اسی باغ مین جہان عمرو مشغول عشرت کے ہے اُسے بھی لائین اسنے دیکھا کہ ایک باغ عجائب رونگار بنا ہے سراسر طلسم نظر آتا ہے اس باغ مین ایک مقام بہتر پر تخت زرنگار بچھا ہے عمرو وہان جلوہ فرما ہے اُسنے خواجہ کو سلام کیا خواجہ نے اٹھکر باعزاز پاس اسکو بٹھالیا اُسکے دلمین خیال آیا کہ ایک عمرو وہان روانہ ہو رہا ہے ایک یہان بیٹھا ہے کچھ عجب کارخانہ ہے معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ ابھی جاتے نہین وہ جو روانہ ہوتا ہے وہ بھی کوئی شعبدہ ہے اور جو یہان بیٹھا ہے یہ بھی کوئی اور ہے اصلی عمرو کو ملکہ برّان نے پوشیدہ کیا ہے اسیوجہ سے مجھکو رخصت نہین ملتی یہ سوچکر چپ ہو رہی لیکن ادھر خواجہ کے سوار ہوتے ہی ڈنکے پر چوب پڑی تخت ہاتھی پر کسا گیا چتر زرین سر پر پھرنے لگا تین سو علم جلوہ دکھانے لگے نشان مین لاکھ ساحر اور جبار کا طاہر تھا پرچم و پھریرے کھل گئے جنپر تعریف خدا و نعت پیغمبر لکھی تھی ہر علم کی توقیر بڑی تھی سترہ ہزار مرکب باد رفتار بازین بجام مرصع کار کوتل ہمراہ تھے دو ہزار فیل رعد آواز فلک شکوہ پر خیمہ ڈیرا لدا کئی ہزار ہاتھیون کی قطار جلو مین اُنپر امراے طلسم زرافشان

سوار بھی بیچ مین ہاتھیون کی طرح دار بھسونڈے اور سنگین رنگین آئینونکی شنک پر تزئین دیکھنے والے حیران تھے کی آن بان سے آگے بڑھے تھے کہ کئی ہزار سانڈنیان زنگولے بندھے گردنین گنگرو بڑے بڑے پڑے چھم چھم کرتی چلین بعض پر نقارے لدے زنبورچی بیٹھے بعض پر پیک طلسم سوار نہایت اقتدار سے نکلے پھر جود عنبر کے لوٹے لیے اور سکلے طفلان مہر و بدار بیدا ہوے سے گلاب کیوڑہ چھڑکتے چلے اور یساول و چوبدار خاص بردار لباس دردی سے درست گذرے کہ یکایک صداے طرقوا طرقوا سے گوش فلک کر ہوا نقیب نے صدادی کہ بڑھے عمر و دولت ادب تفاوت سے بڑھے آنیوپیش خداوند نعمت کا کا کاگیت کہتے ثنا خوانی خواجہ عمرو کی کرتے گذرے اسوقت وہ چالیس فیل زنجیر بند کیے ہوے نکلے جنپر موتیون کا بنگلہ پڑا تھا تخت کھنچا تھا خواجہ بصد کر و فر جلوہ فرماتے گرد تخت کے ہزار طائر زرین بال و پر کھولے حاضر کئی سو پریان طلسم کی مروحہ جنبانی کرتی تھی اور پریان بادب سامنے تخت کے بیٹھین ہاتھی چالیس آہستہ آہستہ روان تین لاکھ ساحران غدار بتیس و فیل و اشتر و اژدر پر سوار سنقلین سلگتین تھالیان برنجی چمکتی ترسول کی بھالین جو دلکو صدو کی چھید ڈالین آب و تاب دکھاتین ساحر نیرنگی سحر کی دکھاتے جادو گرنیان نفیس لباس پر زر جواہر کا زیور پہنے سب کے آگے بلور چہار دست اژدر پر سوار چار ہاتھ کا انسان دو ہاتھ کی مٹھیان بند دو کھلے جو کھلے ہاتھ بند کرتا اور بند ہاتھ کھولتا بلور کے ہزار چلے ہاتھ سے نکلتے اور ساحر لشکر دشمن سے لڑتے نیرنگ سحر کے جادو کے انسان بنانا اسکے بائین ہاتھ کا کرتب تھا خلاصہ یہ کہ بڑے کر و فر سے وہ لشکر تھا سارا لشکر فیل عجب کے گرد قلب مین تخت فلک رفعت مہر سپہر عیاری کو لیے جسکا یہ کر و فر تھا کہ

نظم

ہزارون اردلی مین خاص بردار ہزارون تھے روان ہمراہ سردار
لباس اُنکے بدن پر زعفرانی بھرا بیلون مین تھا سونے کا پانی
قباؤن مین وہ اُنکے صرف کمخواب تجمل تھا اشرفی بوٹے سے مہتاب
گروہ اُنکے عقب بھی حورگون کا ہر ایک خورشید اور مہتاب سیما
جوان ہر ایک بحسن روکش حور سراپا پیرہن جسمون پہ تھا نور
ہر اک پہنے مرصع کا زیور مقابل مین تھا ذرہ مہر انور
میان ناز و کرشمے تھے غضب کے مزین برچھیان ہاتھون مین سب کے
بہت تھے رشک گلگو نہر جو اسوار جو ابلق تھے روان گویا ہوا دار
سراپا تھا طلائی ساز اُن کا پری سے تھا الگ انداز اُن کا
ٹکے تھے دامن زرین پہ گوہر کہ پیدا قدرتی تھی آب جس پر
ہزارون حرف تھے الماس پارے خجل تھے روبرو جسکے ستارے
تجمل اور شوکت شان سے وہ چلا آخر کو اس سامان سے وہ

قلعہ ہفت رنگ سے بہ تجمل تمام نکلکر بہت جلد سرحد طلسم نورافشان طے کیکے سارا لشکر بزور سحر برہم باقی
چلا اور جبکہ کسی سرحدار طلسم ہوشربا نے اس لشکر جلیل کو دیکھا خیال کیا کہ فوج شاہ کوکب ہے ہمین امور
بادشاہ مین دخل دینا زیبا نہین ایسا نہو کہ خلاف بادشاہ ہو پس یہ سمجھکر روکنے سے باز رہے اور یہ لشکر
کسی جا ٹھہرا نہین کئی روز تک برابر چلا گیا اور قریب پشتہ رنگین حصار کے جہان لشکر مہرخ اترا ہوا تھا
پہونچا یہان سب سردار میدان کارزار مین گردسیل جمع مین بہت سے بیہوش ہین ازخود فراموش ہین جو ہوشیار
ہین وہ قہقہے لگا رہے ہین بیہوش ہوا چاہتے ہین عیار جو دو یہان ہین وہ بھاگے ہوئے ہین انھون نے دشت مین
اس لشکر کو آتے دیکھا اور ہاتھی پر خواجہ کو سوار دیکھکر شاد ہوئے استاد آئے استاد آئے کہتے دوڑے عمرو
نے پاس اپنے انکو بلا لیا اور سارا حال بربادی لشکر کا سنکر بلور کو حکم دیا کہ ہان اپنا لشکر افراسیاب کو بجبر
حکم ساحر نارنج و ترنج لیکر دوڑے اور اسطرف بھی ناظمان ملک کی عرضیان آچکی تھین خبرداروں نے آمد
لشکر کی خبرین پہونچائی تھین حیرت و مصور نے حکم دیا تھا کہ ہر وقت لشکر تیار رہے اور شاہ طلسم کچھ
دیر بارگاہ مین ٹھہر کر سمت ظلمات طلسم چلا گیا تھا خلاصہ یہ کہ اسوقت جو بلور مع لاکھون آگرا یہان پہلے
ہی فوج ساحران مسلح و مکمل کھڑی تھی دونون فوجین باہم ملگئین نارنج و ترنج چلنے لگا ابر سحر برسنے لگے سانپ
ہوگر کر کاٹتے تھے بیر غل مچاتے تھے شور برپا تھا چار سمت اندھیرا تھا بلور نے آگے بڑھکر مٹھیان بند کرکے
جب کھولین ہزارہا پتلے بلور کے ہاتھ سے گر کر تلوارین پکڑ کر مثل بہار زاں جا گرے اور بیچھر تو کشتون کے
پشتے بندھ گئے کیونکہ وہ پتلے کسی کے مارے نہ مرتے تھے نہ کاٹے کٹتے تھے اور مٹھیان بار بار بلور
جو کھولتا تو لکھو کھا پتلا پیدا ہو گیا تھا اس نے مارے تلوارون کے تہلکہ ڈالدیا تھا لشکر مین در آئے تھے
یہ آگے بڑھے تھے دشمن کے زور گھٹے تھے کماندار سہمے ہوئے تھے مصور و حیرت گوشہ گیر تھے ہرچند
چلاتے تھے فوج کو نعرے مارتے تھے مگر کچھ تدبیر نہ بن آتی تھی پتلا ہائے سحر کی چڑھائی تھی میدان ستم خون سے
لبریز تھا ہر ایک کو لڑنے سے گریز تھا موت حلقے مین گھیرے تھی عاقبت مثل کمان منھ پھیرے تھی قدرانداز
قضا اُٹھے تھے تیر پیام قضا لاتے تھے شمشیر شرربار ہزارہا ساحر فی النار ہیر دن کا شور کرنا آندھیون کا
زور زور دے چلنا العیاذ باللہ تڑپ تڑپ کر بجلیون کا گرنا طوفان گیر سحر ہستی بھاگے ہوئے امان تندرگی
طبل و دف و قرنا کا بجنا کڑکا ہونا دل ترک فلک کا دھلتا تھا یہ حال ہو کا ابیات

سپاہی چو دریائے جوشان بجنگ	ہمہ تیز کردہ بکینہ دو چنگ
سواران جنگی جوانان دلیر	خروشان و جوشان چو درندہ شیر
ز بانگ تبیرہ شدہ کرد گوش	ز گردان برفتہ ہمی مغز و ہوش
خروشیدن کوس و زخم درائے	جہان راہمی بردی بحر زجائے
ہمہ دشت تن بود بیدست و پائے	دلیران بدشمن نمودہ قفائے

اسی ہنگامۂ گیرودار میں عمرو اپنے فیل پیسے اُتر کر مرکب بادپیما پر سوار ہو کر قتل کرتا ہوا جانب سیل چلا اور رمی پیچے سے جو رہان نے طلسمی دیا تھا ہزار ہا ساحر مار اگیا اور یہ روتا بجرتا قریب جب پہونچا بیچ سیل پہ تیمچہ لگا یا تیمچہ پڑتے ہی ایک شعلہ چمکا در اُسمیں آگ لگی وہ مکانات اور دریچے اور نازنینان سحر جلکر راکھ ہو گئیں جسقدر کہ فوج بیہوش اور مسحور ہو کر ہنس رہی تھی وہ ہوشیار ہو کر لڑنے لگی سیل جلکر غائب ہوا ہر ایک فوج دشمن گرا ہر تو اسقدر خونریزی ہوئی کہ دامن دشت دامن معشوق گلنار پوش تھا جدھر دیکھیے انبار سرو دوش تھا گیاہ دشت مژگان خون چکان تھی ندی خون کی رواں تھی لوہا برستا تھا ابر فنا بار چھایا تھا سرو تیر نصرت وشکست کا سایہ تھا دو جھوٹی ہنگامہ رہا جسوقت وہ زمانہ آیا یعنے گروہ سپاہ دشور لشکر ظلمت پناہ سے آفتاب تابان تیرہ ہو کر رد بقرار لایا اور بردین ماہ کے گوش خروش نبرد سے بجرے نظم

نیا پھر رنگ لائی شام جادو ہوئی پیدا عجب جادو فگن شام	بڑا آیا نظر انجام جادو طلسم روز کو ڑا یہ کیا نام

قریب شام حیرت و منصور کے پاؤں میدان رزم میں نہ ٹھہرے اور فوج نے گھونگھٹ کھایا بھاگ کر سمت دریائے خونزوان گئی اس طرف خیمہ وخرگاہ مہرخ پر پیرا تھا وہ لوگ پہلے ہی بھاگ گئے اور بلور نے فوج کا تعاقب کیا مگر دریائے سحر بنا کر وہ نازنینان طلسم ہی وہاں جانا ناسب سمجھا طبل امان بجا کر پھرے اور بارگاہ وخیام دشمن پر قبضہ کیا عمرو نے حکم دیا کہ باقی نہ رکھو سب مال دشمن تاخت و تاراج کرو اسیوقت سب لٹگیا بارگاہوں میں آگ لگادی خزانہ کل ضبط کیا پھر طبل شادمانی بجاتے سرخوا ہیں پھرے ندد نثار کرتے تھے مہرخ خواجہ سے بغلگیر ہوئی عیار سب شاد ہوے بند غم سے آزاد ہوے بارگاہ میں دوبارہ رونق ہوئی ڈھنڈورا پٹا کہ خواجہ عمرو طلسم نورافشان سے تشریف لائے ہیں دشمن مغلوب ہوا اہل اسلام شریک بے خوف دہشت آئیں اور سا آباد ہوں رعیت فراری آنے لگی بازارین آباد ہوئیں لشکر بلور کا ایک عمدہ مقام پر اترا خواجہ کے حکم سے بلور چہار دست کیلیے بارگاہ زربفتی نصب ہوئی یہ اُسمیں فروکش ہوا حضرت عمرو بارگاہ مہرخ میں جملہ سردار زیب کرسی ودنگل ہوے مہرخ نے آمد خواجہ کی خوشی میں جشن کیا اور ایک میدان وسیع وسبزہ زار میں خیمہ وبارگاہیں نصب کرائیں سامان دعوت بلور مہیا کرایا بجرد علمہ کوسوں تک آتشبازی گڑ گئی خیام ذی احترام استادہ ہوے سرا پچے اُنکے برائے شاہ سیر و تماشہ اٹھا دیے گئے خیموں میں شیشہ آلات سے فروغ ہوا میدان میں جھاڑ روشن تھے درختوں میں گند لٹکے تھے ہلو اُنمان قمر پیکر ہر جگہ رقص کنان نشاط وسرور میں پیر و جوان چاندنی رات کا سمان فلک پر شعلہ ہ روشن مزرح انجم کی انجمن دشت دور کا چمکنا چشموں کا مواجی کرنا شاخ بلور کے جھومنے کا عالم دلی تماشہ جب یہ سامان جمع ہو چکا مہرخ بلور وغیرہ بصد سرور مسند ہاے پرزر پر آکر بیٹھے بادہ خواری شروع ہوئی مستوں کی ادا دو ساقیوں کا ناز وجہ ہیکل دل کا رکھ رکھاؤ جلسہ طرب کا جما اور رقص کی آمد

بشارہ کہ ادھر از شراب فرحت بیاد نظم

کوئی مسرور فیض انجمن سے ۔ صدا قلقل کی شیشون کے دہن سے
کسی کے لب سے چسپیدہ لب جام ۔ کوئی بیہوش محو خواب آرام
کسی کے ہاتھ مین دامان ساقی ۔ کہین غل ہم بھی ہین مہمان ساقی
کوئی نادم کہ مین نے توبہ کیون کی ۔ کسی کے لب پہ لب سُنتا ہون ایسی
وہ سامان جنسے ہو مسرور خاطر ۔ کیے موقع پر اپنے اپنے حاضر
طعام عمدہ کی تیاریان کہین ۔ کھلائے تازہ کھانے رنگین دین
صدا بلبلون کی پہونچی آسمان تک ۔ غزل ٹھمری کی لفظ آئی زبان تک
گلون سے نکلے شر آوازکے ساتھ ۔ لگے ہوتے اشارے ناز کے ساتھ

یہان توسب مصروف عشرت ہین لیکن حیرت جب قریب دریائے سحر پہونچی نئی بارگاہ اور تمام اسباب لشکر کا
از سر نو اس نے منگوا کر دریا سے کچھ ادھر ہٹ کے مقام کیا فوج ہزیمت خوردہ وغیرہ کے جمع کرنے مین
مصروف ہوئی اور عرضی اس ابتری حال لشکر کی شاہ جادوان کو بھی اسکے قرار پذیر ہونے سے تمام فراری
جمع ہونے لگے اور عیار بچیان جو ایکبار مہرخ وغیرہ کو بیہوش کرکے ناکام پھر گئی تھین دوبارہ پھر عیاری کو
چلین اور صرصر صورت ایک ساحر شریک مسلمانان کی اپسی بناکر روانہ ہوئی جب لشکر عدو مین پہونچی
سبکو مسرور و شادان پایا جشن کا سامان دیکھا اس ہنگامہ مین یہ بھی شریک ہوکر رفتہ رفتہ اسجگہ پہونچی
جہان مہرخ و عمرو وغیرہ بیٹھے ہین چنانچہ جب یہ وہان پہونچی قاصد ہوئی کہ خدمتگار وغیرہ کو بیہوش کرکے
شریک جلسۂ عشرت ہون اسی فکر مین تھی کہ عمرو پیشاب کے لیے اُٹھا اور کسی کو ساتھ نہ لایا اکیلا چوکی
پہ آیا مہرخ جانتی ہے کہ عیار ہمیشہ ہرجگہ تنہا جاتے ہین بنا بر عادت کے آفتابہ رکھنے کو خواجہ نے خدمتگار
نہین لیا یہ تو اسیطرح تاج دیکھا کی اور صرصر جو گھات مین لگی تھی عقب خواجہ چلی جب خواجہ چوکی پر جاکر
بیٹھے اُسنے پشت پر جو قنات آڑ کی لگی تھی اسکو خنجر سے چاک کرکے اندر پہونچتے ہی کمند ماری کہ گردن عمرو
کی پھنسی جس نے پھر کر دیکھا اسنے حباب بیہوشی مارا کہ ناک پر پڑا خواجہ کو چھینک آئی اور بیہوشی چھائی
صرصر بہت خوش ہوئی کہ بڑے عیار و فیلسوف روزگار کو پھانسا آج پیش شاہ طلسم میرا بڑا نام ہوگا کہ
ہمیت بعد مدت کے موافق ہوئی اپنی تقدیر ۔ آج وہ شخص پھنسا ہے کہ نہ تھا جسکا نظیر ۔ الغرض اُسجگہ تنہائی
پاکر اسنے چادر عیاری بچھائی اور پشتارہ باندھکر دوش پر رکھا از بسکہ سب مصروف عیش و سرور ہین کوئی
خبر نہ ہوا کہ یہ کیا لیے جاتی ہے اسنے اُس مقام جلسہ سے نکلکر راستہ پکڑا اور لشکر حیرت مین پہونچی وہ
انتظام جمعیت سپاہ کے سبب آرام پذیر نہ ہوئی تھی کہ اس نے جاکر پشتارہ سامنے رکھدیا ملکہ نے پوچھا کہ
کسے لائین عرض کیا کہ عمرو کو یہ سنکر وہ بھی بہت خوش ہوئی اور اسیوقت عرضی شاہ جادوان کو اس حال کی

لکھی بادشاہ طلسم کو عرضی محتوی بر حال شکست لشکر جو پہونچی تھی بظلمات سے تنگ پھر کر باغ سیب مین آیا تھا اور تدبیر مین تھا کہ کسی ایسے ساحر کو بہر جنگ روانہ کرون جو مقابل بلور ہو سکے کسلیے کہ اب لڑائی کوکب سے پڑگئی ہے ذرا سنبھلکر لڑنا چاہیے ہنوز کوئی تدبیر نہوئی تھی کہ عرضی دوسری حال قید ہونے عمرو کی پہونچی بہت خوش ہو کر جواب لکھا کہ اے خاتون مین صرصر کو بہت بھاری خلعت دیتا اور قیدی کو سامنے اپنے قید رکھنا بقیہ شب گذر جانے تو مابدولت آکر اسکو قتل کرین خبردار غفلت نہ کرنا کہ وہ چھوٹ جائے یہ نامہ پہنچ ملکہ پاس لایا اُس نے پڑھکر آہنگر بلائے اور قید گران مین عمرو کو مقید کر کے فرط خوف سے اسیطرح بیہوش رکھا کہ مبادا ہوشیار ہو اور مکر کر کے چھوٹ جائے لہذا غافل رکھنا اچھا ہے پس تخت کے پاس بیہوش کر کے عیارچیون سے پہرا دینے کا حکم دیا اور آپ بھی شب بھر بیدار رہی ادھر تو یہ کیفیت رہی اسطرف قیمخ نے دیر جو ہوئی چوکی پر خواجہ کو تلاش کیا وہان جو باب بیہوشی پڑا دیکھا اور پیترہ صرصر کا بنا دیکھا اسکا ماتھا ٹھنکا اُسیوقت لشکر تیار کر کے چاہا کہ دریائے سحر کیطرف جاؤن ضرغام و جانسوز دو عیار موجود تھے اُنھون نے کہا کہ اے ملک آپ تامل کرین ہم جاتے ہین اور استاد کو چھڑا لاتے ہین یہ کہکر روانہ ہوئے یہان وہ جلسہ طرب مبدل بغم ہوا ہر ایک کو نیا الم ہوا کہ بیت بہ تشکل بخت دشمن سب تھے مایوس ہو زبان پر دمبدم الفاظ افسوس ٭ ادھر عیار جو چلے قریب دریائے سحر لشکر حیرت مین آئے دیکھا کہ بارگاہ ملکہ کے دروازے پر عیارچیونکا پہرہ ہے کوئی خدمتگار بھی اندر جا نہین سکتا ناچار عیاری کرنے لگے مگر کوئی تدبیر پیش نہ ہوئی اور رات جو باقی تھی وہ گذری قید فروغ سے شب افروز چھوٹی پروانون کے لو لگی گرسوز و ساز سے فرصت ملی

ابیات

کہ وہ شب مثل دور صرصر تیز
جو تھی مانند معشوق دل آویز
ہوئی رخصت طرب بزم جہان سے
زمین پر نور برسا آسمان سے

صبح ہوتے ہی افراسیاب بادل بیتاب بقصد قتل عمرو لشکر مین آیا حیرت نے تعظیم دی بارگاہ مین لیجا کر بٹھایا اُسنے حکم دیا عمرو کو ستون بارگاہ سے باندھکر ہوشیار کرو صرصر نے کمند سے مضبوط باندھ دیا اور فتیلہ دفع بیہوشی سنگھایا کہ وہ ہوشیار ہوا اس آمد بادشاہ مین ہزار ہا ساحر بہر ملازمت حاضر ہوا تھا سراسیمہ اُٹھے تھے عیار بھی صورت بدلے ایک طرف کھڑے تھے اور چاہتے تھے کہ خواجہ کو چھڑا لین بلکہ جلاد بنکر قریب خواجہ جائین اور قید سے کسیطرح کھلوا کر لے بھاگین اسی فکر مین تھے کہ یکایک عمرو نے ہوشیار ہو کر شاہ طلسم کو گھورا اور بونٹھ چبائے افراسیاب نے للکارا کہ او دزد مکار اب کہہ کیا حال تیرا کیا جسے عمرو نے ہنسکر جواب دیا کہ دزد تو آپ ہوگا یا تیرا باپ ہوگا ہم تو شہنشاہ ہین ملازم شہنشاہ کوکب عالیجاہ ہین اے افراسیاب تیری عقل پر پتھر پڑے ہین تو مجھکو عمرو سمجھا ہے کہان بادشاہ عظیم الشان شہنشاہ عیاران جہان کہان مین حقیر و ناتوان اگر وہ تشریف لاتے تو انکے ساتھ ملکہ و دلاوران میدان یا بادشاہ خود آتے طبقہ طلسم تیرا الٹ دیتے تجکو سزائے سخت دیتے مین ایک ادنی ملازم درگاہ ملکہ کو رہون افراسیاب نے کہا اے مکار مین تیرے فقرون سے خوب آگاہ ہون اب تو ملازم

کوکب بنکر چھوٹا چاہتا ہی اُسنے کہا مجھے تو کوئی قتل کر ہی نہین سکتا سنبھل مین جاتا ہون افراسیاب یہ سُنکر
بغضب اٹھا کہ خود قتل کرے اُسنے پکار کر کہا کہ میری کنپٹیون کی طرف دیکھ تو مین جاؤن شاہ طلسم نے اُسکے کہنے
سے جو دیکھا تو دونون کنپٹیون پر لکھا تھا کہ یہ پتلا چینی کا ہی اسباب خود بینی کا ہی شیشہ خاطر دشمن چور کریگا عمرو
بنکر افراسیاب کو رنجور کریگا یہ پڑھکر شاہ متحیر ہوا تھا کہ اُس پتلے نے زور کیا ایک شعلہ پیدا ہوا مانند جلتی اور روہ
بسان برق تڑپا پھر رعد آسا ایک چیخ ماری کہ دل تمام ساحرون کے دہل گئے عیار بھی یہ حال دیکھکر حیرتناک تھے
مگر شاہ جادوان اور حیرت نے ہزارون سحر پڑھے کہ پتلے کو روک لین وہ چشم زدن مین قندیل فلک ہو گیا اور کہتا
چلا کہ مین تیرے روکے کب رکتا ہون اپنے مالک پاس جاتا ہون خیر میرا حال کھل گیا اب مین جا کر تیری سرکوبی
کو اصلی عمرو کو بھیجونگا یہ کہکر یہ جادہ جا نظر سے غائب ہو گیا افراسیاب کھسیانے ہو کر کہا کہ اے ملکہ حیرت
یہ پتلا تم نے پہچانا کہ کون تھا یہ خود کوکب صورت بدلکر آیا تھا میرے ہاتھ سے بچگیا ورنہ مارا جاتا حیرت نے
کہا کہ اے بادشاہ آپ سچ فرماتے ہین ورنہ یہ پتلا آپ سے نہ رکتا آپکے غلام ایسے ایسے پتلے بناتے ہین مجھے
بھی یقین ہی کہ یہ بیشک کوکب تھا سب ساحرون نے ملکہ کے کلام بیہودہ کی تائید کی کہ واقعی صحیح ہی کہ یہ خود
کوکب تھا اب اسکی شامت آئی ہی بہت ملازمان حضور کے سر چڑھتا ہی آخر تا بہ کجا ابھی اپنی سزا کو پہونچا
تھا خیر ابکی بچگیا تو ابکی سہی قضا ہی اسکی آئی ہی شاہ طلسم ان باتون سے خوشنود ہو کر خلعت ہر ایک کو دے کر
سمت باغ سیب گیا اور کہا کہ اگی مین بہت بڑے ساحر زبردست کو بھیجونگا اے ملکہ تم مقابلہ مہرخ مین جا کر
خیمہ کرو ملکہ مسطور بموجب حکم ترتیب لشکر کر کے روانہ ہوئی اور بمقابلہ اسلامیان آ کر اُتری یہ خبر ملکہ مہرخ کو ہوئی
اُسنے قصد کیا کہ جا کر روکے اور مقابلہ مین نہ اترنے دے لیکن سارے طلسم کا مالک شاہ جادوان ہی ہر ایک
مشیر نے سمجھایا کہ وہان سے ہٹا دینے سے فتح نہ ہو جائیگی پھر چھیڑ کرنا بیکار ہی غرضکہ یہ تامل پذیر ہوئی اور عیارون
نے آکر سب ماجرا بیان کیا کہ وہ خواجہ نہ تھے پتلا چینی کا تھا یہ معاملہ دربار مین گذرا یہان بھی سبکو سنکر حیرت
ہوئی اور مہرخ نے بلورسے بلا کر حال کہا پھر پوچھا کہ تم بتاؤ آدمی ہو یا تم بھی پتلا ہو دھوکے کی ٹٹی اُسنے قسم کھا کر
کہا کہ اے ملکہ مجھے خود یہ راز نہ معلوم تھا مین خواجہ کو عمرو اصلی جانتا تھا اور مین ملازم بادشاہ انسان ہون کوئی
پتلا نہین مہرخ نے کہا پھر جنکے ساتھ تم آئے تھے وہ تو گئے تمھارا کیا ارادہ ہی اُس نے کہا مجھکو میرے بادشاہ نے
یہ حکم دیا کہ افراسیاب سے جا کر لڑو اب جبتک دوسرا حکم مجھکو نہ ملیگا مین یہانسے نجاؤنگا اور تمھارا شریک
حال رہونگا مہرخ یہ سنکر مطمئن ہوئی اور بعشرت مصروف انتظام تھی مگر پتلا جو اُڑتا چلا ایک صبا سے بھی
زیادہ تیز رو تھا ایکدم مین ملکہ بران پاس آیا ملکہ نے بعد روانگی اُس پتلے کے عمرو و مخمور کو اس باغ
سے اپنے پاس بلایا تھا اور اسیطرح سے خاطرداری مین مصروف تھی عمرو کہہ رہا تھا کہ اے ملکہ تم نے مجھے رخصت
کیا تھا یہ کیا کہ مین یہانسے ایک باغ مین پہونچکر ٹھہرا ملکہ نے کہا یہ حال ابھی واضح ہو جائیگا انھین باتون مین
پتلا آکر پہونچا ملکہ نے کہا ارے پتلے تو نے بڑا غضب کیا کہ راز شہنشاہ ظاہر کر دیا پتلے نے کہا مین کیا کرون

یون عیاری مجھے کرنی ہوگی اور یون افراسیاب پیش آیا ملکہ بران کی یہ حال پہلے کو رخصت کیا اسیوقت نامہ بادشاہ کوکب آیا اسمین لکھا تھا کہ خواجہ کو ہمارا سلام شوق التیام کہنا اور کہنا کہ ہم نے اسی واسطے آپکو رخصت نہین کیا کہ آپ پر یہ زمانہ سخت و نحس ہے اگر آپ جاتے تو دشمن آپکے گرفتار رنج و مصیبت ہوتے بتلا آپکی صورت کا جسطرح تھم ہوا تھا وہی صورت آپکے لیے ہوئی آپ اطمینان رکھیے آپکے لشکر کا مین محافظ ہون یہ تمام کیفیت نامہ پڑھکر جو معلوم ہوئی عمرو کو بڑی حیرت تھی کہ مین یہین بیٹھا رہا اور میر ابشبیہ ساری لڑائی فتح کرکے چلا آیا یقین ہے کہ اب شاہ طلسم مغلوب ہوا اور ہمکو فتح نصیب ہو غرضکہ حال خیریت لشکر سنکر بعشرت تمام مصروف عیش و عشرت ہوئے لیکن اب حال لشکر امیر ولقائے بد خصال بیان ہوتا ہے **للمؤلف**

کیون چرخ کبھی وہ دن بھی ہوگا
میخانہ کا شحنہ ہو رند تیرا
خاتون محل ہو دخت انگور
وصلت سے ہون اسکے شاد رنجور
ہاتھون پہ رہے ہمیشہ ساغر
جمشید کی طرح ہو مقدر
سب ہون مئے سرخ رنگ سے تر
لبریز ہون مے سے سلتے ساغر
ساقی سب ہون غلام اپنے
رند و مے خوار نام اپنے
اسد ان پہ دل ہو اپنا راضی
جب ہاتھ مین آئے ریش قاضی
تو پہ اے جاہ یہ کہہ کیا
لکھو جلدی سے اب فنا نا

افسران لشکر سخن و لشکر کش مضمون فگن شمشیر خامہ سے اسطرح سیف بیانی دکھاتے ہین کہ ہر فقرے پہ دل لوٹ جاتے ہین یعنی **زمرد شاہ** راندۂ درگاہ الہ جب سے کہ نازک شیم قتل ہوئی مقابلہ موقوف کرکے انتظار آمد ساحرین تھا یہان **افراسیاب** بھی بوجہ رد کئے عمرو نامہ بھیجنے **کوکب** کے کم فرصت رہا کوئی ساحر بہر امداد ضداوند داخل نہین کیا غرضکہ جب عرصہ ہوا **سلیمان عنبرین مو** نے جانب کوہستان اپنے بھائی بند رشتہ دارونکو نامے لکھے کہ یہان آؤ ضداوند کی مدد کرو بنابر اسکے لکھنے کے **بہزاد کوہی** اور **فولاد کوہ تن** بھائی اُسکا کئی لاکھ کوہی ہمراہ لیکر بہر مقابلہ لشکر روانہ ہوا اور بعد قطع منازل قریب قلعہ کوہ عقیق پہونچا اُس دشت مین اسکا لشکر اُترا کہ یہان بسبب موقوف ہونے جدال اہل اسلام فرصت یاب ہین اور صید و شکار مین مصروف رہتے ہین قضا را پسر امیر شہزادہ **ہاشم تیغ زن** مع اپنے رفقا اور ملازم کے صحرا مین شکار افگنی کر رہا تھا ناگاہ ایک صید کے پیچھے چور روانہ ہوا اسجگہ پہونچا کہ جہان **بہزاد و فولاد** خیمہ زن تھے اُسکے ملازم شہزادے کو دیکھکر للکارے کہ ارے یہ جا ہے ادب ہے چلا تا ہے زمانہ یہان فروکش ہین ادھر آنے سے باز آ اُلٹا پھر جا شہزادے نے اُنکا روکنا نہ مانا وہ جب زیادہ غلغلہ کرنے لگے **بہزاد** شور سنکر بارگاہ سے نکل آیا اور قریب شہزادہ آکر گویا ہوا کہ اے اجل رسیدہ تو نے کہنا میرے ملازموں کا نہ مانا آخر دام مرگ مین پھنسا چاہتا ہے تو کون ہے شہزادے نے زبان کر مین بیٹا امیر کا ہاشم نام رکھتا ہون اور مین نے کیا خطا کی ہے جو مجھپر اسقدر عتاب آپ کرتے ہین اس نے ہنسکر

بیتاب اس نرمی و مدارات سے کہا کہ یوں تو میں بے ادبی تیری اسطرف آنیکی معاف کر دیتا مگر اب نہ چھوڑونگا کہ تو
مسلمان ہے اور پسر حمزہ ہے یہ کہکر مرکب طلب کر کے سوار ہوا اور سعد کا رستہ روکا شہزادہ بھی ناچار لڑنے لگا اُسنے
نیزہ سینہ بے کینہ شاہزادہ پر لگایا شہزادے نے نیزہ کو دستان پر لگا تھا اور چند طعن رد و بدل کر کے نیزہ
اُسکے ہاتھ سے نکال دیا اُسنے پکارا کہ او مسلمان تو نے بڑا غضب کیا کہ نیزہ میرے ہاتھ سے نکالا اب میری
تلوار سے نہ بچیگا یہ کہکر تلوار کھینچکر چلا لیکن اسیوقت قدرت خدا سے کوہستان کیطرف سے ایسی آندھی سیاہ آئی
کہ تمام صحرا میں سواے غبار اور اندھیرے کے کچھ نظر نہ آتا تھا شاہزادہ سمجھا کہ اس اندھیرے میں یہ تلوار لگنے کا
تو زخمی کر دیگا یہ سمجھکر گھوڑا اُٹھا کر پیچھے ہٹ گیا اور وہانسے بہت دور ایک سمت نکل گیا جب وہ آندھی دور ہوئی
اس کو بھی اور اُسکے لشکر کا پتہ نہ ملا ہر چند تلاش کیا کہ پھر ملے اور میں مقابلہ کروں تا کہ وہ یہ نہ کہے کہ میرے سامنے
سے بھاگ گیا مگر کہیں نشان نہ ملا ناچار اپنے لشکر میں مراجعت فرما ہوا اسطرف بہزاد وغیرہ بھی کوچ کر کے قریب
لشکر لقا پہونچا اُسنے خبر سنکر استقبال کرایا لشکر کو ہیکا باعزاز تمام اتروایا بہزاد اور فولاد بارگاہ میں
آکے خداوند کو سجدہ کیا نذریں دیں خلعت عنایت ہوے خلع پوش ہوکر دونوں بیٹھے دور جام شراب شروع ہوا
جب دماغ بادہ ناب سے گرم ہوے بہزاد نے نشہ کی ترنگ میں بختیارک سے کہا کہ میں مسلمانوں کا زور و قوت
آزما چکا پسر حمزہ ہاشم نام صحرا میں مجکو ملا تھا میں نے پکڑ کر خوب طمانچے مارے وہ منت کر کے جان بچا لیگیا
اور روتا ہوا بھاگا ورنہ مارا جاتا بختیارک یہ باتیں سنکر سمجھا کہ راہ میں ہاشم نے اسکو خوب پیٹا ہے یہ
بالعکس معاملہ بیان کرتا ہے یہ سمجھکر بظاہر ثناخوان ہوا کہ واقعی آپ ایسے ہی ہیں اب آپ حمزہ کو یوں ہی زیر
فرمائیگا یہ باتیں کر کے ناچ دیکھنے لگے لیکن ہلکارے لشکر اسلام کے بصورت مبدل براے خبرگیری حاضر
تھے اُنھوں نے بھی یہ سخنان دروغ سنے اور خدمت امیر میں آئے از بسکہ سر دربار کلمات ذلت ہاشم کا
بیان کرنا مناسب نہ تھا جب امیر مسجد کو کہ اس میں بہر عبادت تشریف لائے ہلکارہ خدمت امیر میں عرض پیرا ہوے
امیر وفور غیرت اور جوش شجاعت سے غضبناک ہوے لیکن تحمل کو کام فرمایا اور جب دربار میں آکے شہزادہ
ہاشم بھی دنگل پر دست چپ میں جلوہ فرما تھا اُسکی جانب دیکھکر فرمایا کہ اس بارگاہ میں وہ لوگ نہ آئیں جو طمانچے
کھاتے ہیں افسوس اُسے غیرت نہ آئی کہ اُسنے بہزاد کی مار کھائی نام بہزاد سنکر شہزادہ کو یقین آیا کہ یہ مجکو فرماتے
ہیں بس یہ سمجھکر دست بستہ عرض کیا کہ اے بد سگالی مقدار کسکو بہزاد نے مارا اور طمانچے کسنے کھائے امیر نے
جو حال سنا تھا وہ بیان کیا شہزادہ جوش تہور میں آکر کانپنے لگا اور باپ کے خفا ہونے پر آنسو بھر لایا اور بعد
لوگے کسی حیلہ سے اُٹھکر باہر بارگاہ کے آیا اکیلا مرکب بادپیما پر سوار ہو کر سمت لشکر لقا روانہ ہوا جب داخل لشکر
ہوا جس کسی نے دیکھا خیال کیا کہ روز جنگ و آشتی نہیں شاید کسی کام کو آئے ہیں یہ تصور کر کے کوئی مزاحم نہوا
اور شاہزادہ داخل بارگاہ ہوا درگہ سالار نے چاہا کہ روکے اسنے غصہ میں آکر ایک ایسی لات ماری کہ
درگہ سالار کا پیٹ پھٹ گیا اور ضرب لات سے اڑکر اندر بارگاہ کے جا کر گرا بختیارک نے یہ حال دیکھکر

کہا کہ صلوٰۃ بر پیغمبر خدا ملک بہزاد جسکے تم نے طمانچے لگائے تھے وہ آپہونچے یہ کلمہ سنکر سب اہل دربار سمت در نگراں تھے
کہ یکایک شہزادہ مع مرکب جلو خانہ سے بڑھا چوبدار لپکا دل دورہی سے ہان ہان لینا لینا کہتے رہے کوئی قریب
نہ آیا اُسنے تلوار سے فرق زنجیر کاٹ دی اور پردہ گرا دیا صحن بارگاہ مین در آیا اور پکار اکر سلام میرا اس بزم مین
اُسپر ہو جو ایک خداے لاشریک کو مانتا ہو اور اُسکے پیغمبر کا دین برحق جانتا ہو تمام لقا پرست یہ کلمات سنکر
اکڑے اور ریلی کرنے لگے بعض کان مین انگلیان دیکر بیٹھے کہ کفریت خداے نادیدہ ہم نہ سنین اور شہزادہ نے
للکارا کہ کون ہے تم سے وہ کاذب ابن الکذاب نامرد ازلی جو بہادرون پہ طوفان رکھتا ہی اور طمانچے کہتا ہی
کہ لگائے بختیارک نے یہ سنکر عرض کی کہ دیکھیے مین بڑی دیر سے منع کر رہا تھا کہ شہزادے کی شان مین ایسا
نہ کہو مگر اس حرامزادے بہزاد نے نہ مانا آخر اپنی سزا کو پہونچا اب کیسا چپکا بیٹھا ہی حضور رو برو گو وہ حاضر
ہی شہزادہ یہ سنکر پکارا کہ میا اٹھتا نہیں اب طمانچے نہیں لگاتا بختیارک نے کہا اتو نانی مرگئی اب کیا اٹھینگے
زبان سے طمانچے لگاتے لگاتے تھک گئے ہین بہزاد یہ سنکر بغضب تمام اٹھا اور تیغہ کھینچکر پکارا کہ باش او
طفل بے ادب کیا بکتا ہی وہان میرے ہاتھ سے بچگیا یہان قضا تیری لائی ہی شہزادہ نے اُسکو آمادہ حرب
دیکھکر گھوڑے سے کودکر قدم بڑھایا اُسنے تیغہ دوڑ کر لگایا اس بہادر نے نگاہ تلوار کی باڑھ سے ملا دی اور
چمکی دی کہ تیغہ پٹ ہوا فوراً اسکی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا مارا کہ تلوار چھٹ گئی تلوار پھینک کر ایک
طمانچہ اس زور سے مارا کہ سارا کبر و غرور دماغ سے نکلگیا خوب منہ کی کھائی گردن کی رگین ٹوٹ گئین سر نجس دور
جا کر گرا لاشہ زمین پر گر کر تڑپنے لگا تمام بارگاہ کے افسر اسکی شوکت و شہامت دیکھکر دنگ تھے سکتے کے
دلتنگ تھے کہ شہزادہ نے سر اُسکا اُٹھا کر فتراک سے باندھا اور جست کرکے پشت مرکب پر آیا پکارا کہ ہے
کوئی تم مین ایسا جو سر اسکا لے مجھ سے ورنہ یہ سر نجس مزبلے پر پھینکا جائیگا اور اہل اسلام کی ٹھوکرین کھائیگا
لقا اور تمام سردار پہلے تو خاموش تھے اور جانتے تھے کہ بہزاد اسکو مار لیگا لیکن اسوقت کا نعرہ سنکر خواب
غفلت سے چونکے اور بختیارک نے فولادے کہا کہ افسوس جسکا ایسا بھائی مارا جاے اور وہ بیٹھا
تماشا دیکھے اُسنے جواب دیا کہ ملک جی جیسا اُسنے کیا ویسا پایا مین اس امر مین دخل نہ دونگا اسنے یہ شہزادہ
سے کہا کہ حضور تشریف لیجائین یہان مع خداوند جشنہ مین سب نامرد ہین کون آپسے آنکھ ملا سکتا ہے
لقا نے یہ کلمہ سنکر افسرونکو للکارا کہ خبردار یہ بندہ سرکش جانے نپائے پھر تو بڑے بڑے زبردست سردار
سرگردہ روزگار دنگلون سے کودے شہزادہ شمشیر بکف تا بدرگاہ پہونچ چکا تھا کہ غل لینا لینا کا ہوا
باہر بارگاہ کے نکلکر شہزادہ بھی ٹھہرا افسرون نے چار طرف سے آکر گھیر لیا لشکر جو اترا ہوا تھا اُسمین قرنا
پھنکی فوج جلد تیار ہوئی افسر کئی ہزار آگرا تھا چار طرف تلوار پڑنے لگی شہزادے نے بھی نعرہ اللہ اکبر
بلند کیا اور ہمہ تن چشم بنکر لڑنے لگا تیغ غیرت کے جوہر دکھا دیے سرون کے ڈھیر لگا دیے العیاذ باللہ فوج کا
ریلا کرکے مثل موج دریا اُس اکیلے پر آتا اور اُس بہادر کا ہر سمت قتل کرتے ہوئے جانا یہ معلوم ہوتا تھا

کرکے آہن میں شناوری کر رہا تھا ہر ذی حیات تیغ دو دم سے اسکی حباب آسا زندگی کا دم بھرتا تھا لاشوں کے انبار میں بیدست و پا تمام سردار تھے نقشہ زیست خامہ شمشیر نے بگاڑ اتھا بار سر تن سے اُتارتا تھا قضا سروں پر کھیلتی تھی فلک ظلم کی نئی بازی گری تھی کہ

ابیات

ز گرد سواران جہان تیرہ شد — ز گرد اندرون دیدہ شان خیرہ شد
بروز اندرون روشنائی نماند — تو گفتی سپہر از روش باز ماند
ز پیکار ایشان نہان گشت مہر — ستارہ بگردون بپوشید چہر
دل جنگجویان شدہ پر ز خون — بہ شان بگیتی کسے رہنمون
ز خون سواران ہمہ خاک و سنگ — بہ آورد گہ شد چو پشت پلنگ

اس جنگ کی خبر ہلکاروں نے جاکر بادشاہ لشکر اسلام سے عرض کی بادشاہ نے امیر سے فرمایا کہ آپ جائیے شہزادہ ہاشم کی مدد فرمایئے اگر وہ شہزادہ مارا گیا تو شجاعت نہ دکھاتا راست دروغ آخر ظاہر ہوگیا دشمنوں کا خدا انکے لکر چلنے نہ دیا امیر شجاعت فرزند دلبر سکرو نیز ارشاد بادشاہ بالتوقیر بجالانے کو دنگل سے اُٹھے از بسکہ سپہ سالار تمام لشکر جرار اسلامیان کے امیر والاتبار ہی ہیں انکے اُٹھتے ہی پانچہزار پانچسو بیس دلیر سردار اپنی جگہ سے اُٹھا اور باہر آکر پشت مرکب پر جھکے بر سم یلغار لشکر مخالف پر جاکر نعرہ ہائے سرداران بلند ہوئے تہلکہ زمین و زمان میں پڑا ہاشم کی پشت قوی ہوئی بسان برق تڑپ تڑپ کر لڑنے لگا سرداران اسلام نے تیغ تیز سے اور گرمی ستیز سے دشت جنگ بازار آہنگران بنادیا صدائے گرز گران نے آہن کوبی کا پتہ دیا دشت لرزتا تھا لوہا برستا تھا خود پر تلوار کی جھنکار تھی تلوار سے قتل کرنے میں اجل شرمسار تھی یہ تن آزادہ سر گرا یہ زخمی ہوا وہ مارا گیا یہی ہر طرف پکار تھی کہ بموجب

ابیات

دو لشکر بکینہ در آویختند — ز بیگانگان خون ہمی ریختند
ہوا گشت از گرد چون تیرہ میغ — ہمی گرز بارید از ابر و تیغ
زمین کشتہ شد روی ہامون چو کوہ — نہ گیرندہ دار گردان ستوہ
سر نامداران بدریائے خون — شدہ غرق و نامہ بخیزان بدون
زمین گشتہ مانند دریائے چین — ز بس جوش لشکر بدان دشت کین
زمانہ شدہ خیرہ از کارشان — ز کوشیدن جنگ پیکارشان

بختیارک نے جب دیکھا کہ سپاہ اسلام آگئی لقا سے کہا کہ اب یہاں سے بھی بھاگنے کا آپنے ارادہ کیا یا آج جان دینے کا عزم ہے لحظہ بھر میں امیر گرفتار کر لینگے ہر دو دیوان کے سبب سے رکی ہوئی ورنہ فوج آگئی مدت ہوتی کہ بھاگ جاتی لقا نے کہا اچھا میں منتظر ہوں کہ دیکھیں کیا ہوتا ہے بموجب حکم کوس بازگشت لشکر پہ چوب پڑی فوج طالب امان ہوئی امیر نے ہاتھ رو کا سردار بھی رُکے ہاشم نے آکر پائے پدر پر سر رکھنا چاہا امیر نے سر سینہ سے لگایا بھر بیچ میں سرداران کے شہزادے کو لیکر زر نثار کرتے ہوئے پھرے

اور لشکر میں آئے پوشاک بدلکر بارگاہ میں بیٹھے سر بہزاد کا شہزادے کے حکم سے مزبلے پر پھینکدیا اور اس خوشی میں ایک دن اور ایک رات جشن کیا جب دوسرے روز تیغ شعلہ بار مہر کی تیزی کم ہوئی اور ابن اللیل مع انجم عرصہ فلک پر ظاہر ہوا کہ بمقتضائے

ابیات

رخ خورشید کی رنگت ہوئی زرد / حرارت بھی ہوئی کچھ دھوپ کی گرد
مہک اٹھی جو بوے مشک لے چور / ہوئی بالکل بہ شکل روز کافور

سر شام بادل ناکام غم پرور نافرجام میں فولاد نے حکم نواختن طبل جنگ دیا طبل بجنے کی خبر ہلکاروں سے لشکر امیر کے یہاں بھی طبل سکندری بجا دلاور خبردار ہوے دربار سے اٹھکر برائے درستی اسباب جنگ اپنی جگہ پر وہ صاحب نام و ننگ آئے دونوں لشکروں میں تیاری شروع ہوئی سلح خانے کھل گئے بہادر رُتلے پر تلگئے تلوار کمر سے لگی ہر ایک کے دل سے لگی تیر ترکش میں جا گزین ہوے کمند کے لچھے بہت اچھے شانوں پر پڑے عمود صورت بہبود دکھلانے نیزے سرکشی جتانے کمانیں گوشوں سے باہر نکلنے پر تیار کشیدہ خاطر اور کبیدگی اظہار گھوڑوں کے ہہمے بہادروں کے نعرے بلند نامردوں کے دل دردمند آفت کا سامنا مصیبت سب سے زیادہ جان دینا نقیبوں کی صدائے دنیا کی مذمت پیدا اور تمام بہادر عروس شجاعت پر شیدا کہیں تلوار کی چمک کہیں شعلہ جانستان تیغ کی لپک جس میں ہوش جلائی ہر سمت یہ صدا آئی نظم

کہ تم اک عمر سے ہو سب نمکخوار / کیے رکھتے ہیں ہم سب سے خبردار
رہے باقی اگر تم میں کوئی مرد / نہ لائے اپنے دل میں وہ ذرا درد
وہیں مر جائے یا اس کو مٹائے / طلاق اسپر ہی گر دھیان اور لائے
ہوئے حاضر سلاح جنگ سارے / ملے سب کو ہوئے پھر یوں اشارے
کہ ہم اب امتحان یارو خبردار / کمی ہونے نہ پائے آج زنہار
دیے سردار دل کو خلعت زر و سیم / جھکا ہر فرد بہر رسم تسلیم

رات بھر یہی ہنگامہ جانبین میں برپا رہا جب دم سحر تیغ رنگ نے خرمن ماہ و جسم شب بجو رنگ در زمانہ عذار نے رنگ فساد کا ڈھنگ نکالا کہ بموجب

ابیات

ہوا انجام شب اس گفتگو میں / اٹھے سب جنگ کی بہر آرزو میں
کہ جب نقش مکان کی سب نے حاصل / ہوا صحن زمین خورشید منزل

صبحدم امیر عبادت خالق قدیر میں مصروف تھے اور لشکر خیل خیل جانب جنگگاہ روانہ تھے بہادر رزم مالوف تھے کہ یکایک مہتر ابن مہتر چالاک بن عمرو نے خبر روانگی لشکر جانب نبردگاہ خدمت امیر عالیجاہ میں عرض کی امیر بھی سجادۂ طاعت پر سے اٹھے اور لباس جنگ جسم پر آراستہ فرماکر برآمد ہوے سردار بہر سلام حاضر تھے انکو ہمراہ لیکر اشقر دیوزاد اٹھاتے آستان عالیجاہ بادشاہ لشکر اسلام پہ آئے کچھ ہی دیر

ٹھہرے تھے کہ شاہ گردون پایگاہ مملکت پناہ کی آمد ہوئی اول پردہ زرنگار در شبستان چرخی پر کھچا جلوس سواری ہویدا ہوا کنولہاے جواہر آگین روشن کہاریونکا اٹھتا جوبن زیور کی نئی آن بان تھی تصدق جنیر جان تھی کہارون نے تخت شاہی بدلوایا ہر سردار نے مع امیر بہر تسلیم سر جھکایا پھر توڑنکا بجا علم آگے بڑھے باد بہاری رواں ہوئی سواری بادشاہ کی قلب لشکر مین اسطرح چلی کہ بموجب ابیات

صدا دی کوس شاہانہ نے ہر سو
بشکل موج بڑھے سب نے پہلو

بصد حشمت بصد شوکت بڑھا شاہ
چلا لشکر بھی پیچھے پیچھے ہمراہ

ہر اک کہتا تھا کریے جانفشانی
بشرط فضل حق اور زندگانی

سنا جب یہ ہوے محظوظ سردار
کہا صد آفرین یاران خونخوار

ہوئی گردون کو حاصل سربلندی
گھٹی مغرور دل کی خودپسندی

جو تھے افزائش جرأت سے بیتاب
ہوے رخشانے انکے اخترین تاب

بڑھے سردار لشکر اک طرف کو
پکارے واقفان جنگ ٹھہرو

اسیطرح جب وارد دشت مصاف ہوے دیکھا کہ گرد اڑی اور سپاہ مخالف کی آمد ہوئی لقا تخت پر سوار گرد فیل کوہون کی قطار فولاد آگے آگے کرگدن مست پر سوار میدان مین پہونچکر صف کشیدہ ہوے اور بعد صفوف آرائی جدال و قتال فولاد گینڈا اڑاکر اجازت لقا سے لیکر عرصہ نبرد مین آیا اور سلح شوری دکھاکر طالب نبرد مرد مقابل ہوا کلمات رجز بیت کچھ زبان پر لایا کہ ابیات

سکتے ہی تہمتن یون پکارا
کہ مین ہون صف شکن مرد صف آرا

مری تلوار کاٹے گی سر و تن
مسلمانون کے جی کا مین ہون دشمن

اسطرف سے صدا اسکی سنکر علم لشکر دست راست جلوہ فگن ہوے اور شہزادہ تورج نوجوان بن بدیع الزمان بن حمزہ صاحبقران بادشاہ عالیشان سے اجازت لیکر جانب میدان روانہ ہوا اور قریب فولاد جب پہونچا اُسنے گینڈا اپنے پیچھے ہٹاکر بیگادرماری کہ چار قدم مرکب رخش پیکر شاہزادہ والا گہر ہٹا اور کچھ قدم گینڈا اُس خودسر کا عقب چلا گیا دونون نے زانو مسلکر مرکب بڑھائے اور مقابل آئے شہزادے نے بزبان نرمی و مدارا اُس کو خطاب فرمایا کہ اے مرد خودسر نظم

نہین ہم کرتے اپنا وار پہلے
لگا تو ہمپہ اک تلوار پہلے

نہین کچھ جانتا تو جنگ کے ڈھنگ
بدلتا ہے فلک دیکھ اور ہی رنگ

لگا شمشیر ٹھہر دیکھ او سیہ مست
کہ کیونکر تجکو کرتے ہین ہم پست

نہ گھبرا موت تیرے سر پہ آئی
کہا جب یہ تو تیغ اسنے چلائی

شہزادہ نے تیغہ اُسکا سپر فراخ دامن پر روکا مگر بازو پر قوت تھا تیغہ سپر کو کاٹکر خود و بلغہ زرہ ٹوپ کو

تماشہ کرسر میں در آیا شہزادہ نے داستان شجاعت کے باب دم شمشیر میں لگائے کہ تلوار جھنکر سر سے نکل گئی اور جادر خون بلبلا کر رخسار پر آئی شہزادہ نے سر زخم شدہ تحت الحنک سے باندھکر خبردار خبردار کہکے تلوار بر زیر کا تمام اس خود کام پر لگائی اُس نے بھی سپر چہرہ پہ پناہ کی مگر سپر قرص خیر کیطرح تلوار کاٹ کر اُسکے بھی کاسۂ سر میں دراّئی اُس نے بھی داستانہ مار اک تیغہ سر سے نکالا لیکن تا دو ابرو زخم کاری لگا کر سر اُسکا بھی زمین پر جا لگا شہزادے نے سر کاٹنا اور صید مجروح پر ہاتھ ڈالنا مناسب نہ جانکر للکارا کہ بیجا اسکو یہ اپنی سزا کو پہونچگیا حوصلہ اسکے مل کا نکلگیا لوگ دوڑے اور فولاد کو میدان سے لیگئے شہزادے نے باوجود حالت زخمداری پھر مبارز طلب کی فوج کہیاں میں سے سپہ سالار فولاد حداد کوہی گینڈا اڑا کر سامنے آیا اور پھر کلمات بیہودہ کہکر بموجب ابیات

بہادر آگے اک گرز گران سنگ　　کہ جسکے دیکھنے سے عقل ہو دنگ
لگایا سر پہ مرد نوجوان کے　　کریں ٹکڑے ہزاروں استخوان کے
غش آیا تھا کہ سنبھلا وہ دلاور　　کمر سے اپنی لی تیغ دو پیکر
بشکل برق تڑپا اور کیا وار　　ہوا وہ ایک سے مرد ستمگار
گرا وہ اور رجائی اسکا آیا　　نہایت جلد اک تیغہ لگایا
دیا شہزادے نے وار اسکا خالی　　چلائی اُس پہ شمشیر ہلالی
گرا فرش زمین پر ہوکے مقتول　　کیا خاک لحد نے جلد مقبول

اسیطرح تا شام شاہزادہ خوش انجام نے اس حالت زخمداری میں عدو کشی فرمائی قریب شام لقانے رنجیدہ ہوکر طبل بازگشت بجوایا ادھر سے نے مراجعت کی لقا رنجیدہ دل کیا وہ یہاں اور امیر شہزادہ پر سے زر نثار کرتے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوئے کہ امیر نے جراح کو کہ لقمان نام ہی اور اسکے سپرد مرہم سلیمانی دواخانہ شاہی رہتا ہی اور سب جراحوں کا افسر ہی طلب فرمایا اُسنے حاضر ہو کر شہزادہ والاگہر کی زخم دوزی کی شہزادہ نے چالاک عیار کو بلایا اور فرمایا کہ ایک پھاہا مرہم سلیمانی کا فولاد کیلیے بہی لیکر جاؤ کیونکہ جبتک وہ مرہم نہ لگائیگا میں بھی نہ لگاؤنگا کہ بیت اگرچہ زندگی کا لطف مجکو چاہیے نادان + اسی میں ہی مرا دشمن بھی ہوئے بندۂ احسان + امیر ان باتوں سے شہزادے کی بہت خوش ہوئے اور چالاک بنا بہ ارشاد پھاہا لیکر روانہ ہوا اور لشکر لقا میں پہونچا طلایہ داروں نے اسکو بصورت اصل دیکھکر روکا اُسنے کہا کہ ہمارے آنیکی خبر فولاد کو پہونچاؤ اور کہنا کہ شہزادہ تورج نے عیار کو آپ کی خیریت دریافت کرنے کیلیے بھیجا ہی لوگوں نے جاکر اسیطرح فولاد سے بیان کیا اُسنے باعزاز تمام طلب کرایا بختیارک نے کہا کہ اسکا بلانا اچھا نہیں مگر اُسنے نہ مانا چالاک جب داخل بارگاہ ہوا بختیارک اُٹھکر تسلیم بجالایا اور پکارا کہ حضور نے کرم فرمایا جو تشریف لائے نیاز مند مشتاق ملازمت بھی تھا دو نیزہ بھر سونا کر تحفہ مقرر ہو آپکی نذر کیلیے جمع کر رکھا ہی لیتے جائیگا چالاک اسکی بات پر ہنسا اور کہا ملک جی چلتے وقت

تم سے بھی بچھڑیں گے یہ کہکر فولاد سے کہا کہ شہزادے نے مزاج کی خبر پوچھی ہے اور یہ مرہم دیا ہے فرمایا ہے کہ تم لگاؤ تو
ہم بھی لگائیں فولاد اس عنایت فراوان کا نہایت مشکور ہوا اور دلمیں سوچا کہ بیشک مسلمان کا بنا شل نہیں
رکھتے یہ سوچکر دو پھاہا لیکر چالاک کو خلعت دیا جب یہ چلنے لگا ملک جی نے بہت سی کشتیاں زر و جواہر کی
سنگار کمیں ہمیں چلتے وقت منت کرنے لگا کہ مرشدزادے یہ لیتے جائیے اُسنے وہ کشتیاں بھی لیں اور وہانسے
خدمت شاہزادہ میں آکر حال کہا شہزادے نے مرہم لگایا اُدھر جب یہ جاچکا تو فولاد نے بھی مرہم لگانے کا
قصد کیا بختیارک مانع ہوا کہ ہرگز یہ مرہم نہ لگانا اسمیں زہر قاتل ملا ہوگا خلاف عقل کہ دشمن کے لطف و مدار پر
بھولے فولاد نے کہا ملک جی مسلمان ایسے نامرد نہیں ہیں جو دغا بازی کرکے ہلاک عدو کو کریں اور خیر اگر زہر بھی ملا
ہوگا تو میرا کام تمام ہو جائیگا کہ مسلمان ایسے عاجز ہوے کہ فولاد کو زہر سے مارا یہ کہکر پھاہا لگا لیا اور کہا تو ملک جی
بتلاؤ کہ عیار کو تمنے اسقدر روپیہ کیوں دیا اور عجز و انکسار بہت کچھ کیا بختیارک نے ایک آہ سرد بھری اور
کہا نہ دیتا تو کیا کرتا یہ کہکر فیتہ سر پر سے اُتار کہا دیکھیے اس دینے لینے پر تو بارے جوتونکے چندیا گنجی کر دی ہے
اگر نہ دوں تو سر کاٹ ڈالیں تم کیا جانو اگر وہ خالی پھر جاتے تو خیمہ میں میرے آکر کہتے کہ ملک جی تم نے ہمارے آنیکا
مطلق پاس نہ کیا نذر بھی نہ دی ہی پھر ہر چند عذر کرتا اور جو کچھ دیا ہے اس سے دونا دیتا اگر کچھ نہ ہوتا سارا لشکر لوٹ کے
بیچ صحرا میں لیجاتے اور سینہ تک زمین میں دفن کرکے جاتے یہ مضمون فولاد نے جو سنا بہت ہنسا اور دلمیں کہا
کہ لقا بالکل جھوٹا ہے کہ عیار اُسکے شیطان کا یہ حال کرتے ہیں اور اس سے کچھ نہیں ہوسکتا بس اگر شہزادہ کو سچ
مجھے زیر کریں تو انکے ساتھ مسلمان ہو جانا اچھا ہے اسی سوچ میں تھا کہ یکایک زخم سر میں کھجلی ہوئی اُسنے کھجلایا
پھاہا مرہم سلیمانی کا چھوٹ آیا اُسنے ٹٹول کر ہاتھ سے زخم کو دیکھا کہیں نشان بھی نہ پایا تو اور زیادہ حیران ہوا کہ کیا یک
زخم کیونکر اچھا ہو گیا بختیارک نے اسکو متفکر دیکھکر کہا حیران نہو یہ مرہم سلیمانی تھا اسکی تاثیر یہ ہے کہ پہر بھر میں کیسا
ہی زخم ہو اچھا کرتا ہے حمزہ کی بی بی ملکہ آسمان پری ہے وہ بھیجتی ہے فولاد یہ حال سنکر اور زیادہ نفرت گزین
لقا پرستی سے ہوا اور شوکت اسلامیان خانہ دل میں جا گزین ہوئی بختیارک سے کہا کہ ملک جی تم تو کہتے
تھے اس مرہم میں زہر ملا ہے نہ لگاؤ ابھی یہ صفت بیان کرتے ہو بڑے جھوٹے ہو اُسنے جواب دیا کہ میں اسلیے منع
کرتا تھا کہ اسکے لگانے سے تم جلدی ہم سے جدا ہو جاؤ گے یعنی اچھے ہوکر یا مارے جاؤ گے یا مسلمان ہو جاؤ گے
و نیز محبت اسلامیان دلمیں تمہارے آجائیگی اب تم مجھے آدھے مسلمان نظر آتے ہو اسنے کہا ملک جی اسمیں تو
شک نہیں کہ حریف میرا بڑا جوانمرد و صاحب وضع و تحمل ہے مجھے بھی یقین تھا کہ عیار مرہم لایا ہے کہ شاید اسمیں غا
ہو مگر نہیں کوئی آئین دغا پیشہ نہیں ہے بختیارک بولا کہ عیار اگر مسلمانونکے نام سے کوئی عیاری کریں اور حمزہ
کو خبر ہو جائے تو اُس عیار کو بغیر مارے نہ چھوڑے یہ تو کیا عمرو جو اُن سب کا سردار اور باپ اور شاہ عیاران ہے
اُسنے جب کبھی کسی پہلوان کو بیکر ذلت دی ہے تو امیر نے وہ روز اُسکو دکھایا ہے کہ کوئی دشمن کے ساتھ بھی ایسی
برائی نکریگا فولاد صفات شجاعت اہل اسلام سنکر بہت خوش ہوا اور کہا میں ایسے بہادروں پر تلوار اب

نہ کھینچونگا خیر کل طبل بجا کر کشتی لڑونگا جو زیر ہوگا وہ غالب کی اطاعت کریگا بختیارک نے کہا تلوار کا لڑنا اچھا ہی کہ تمہارا ہاتھ اگر پڑا تو حریف کے دو ٹکڑے ہونگے اور کشتی میں تو دیو سندان اور سرکشان قاف اُنسے ہار گئے تمہاری کیا اصل ہی دم بھر میں تو سنج سے ماریگا فولاد نے کہا ہرچہ باد اباد میں تو انکا بندہ احسان ہون یہ سنکر مُنشی نے کہا صلوٰۃ بر محمد کیا مرہم تھا کہ جسنے ہمارے دلمیں زخم کیسا ناسور ڈالدیا اب تم سلمان ہوے ابھی سے ہم تکو صبر کر چکے فولاد اسکے کلام سے ہنستا ہوا اپنی بارگاہ میں اُٹھ آیا اور ایک روز تامل کرکے دوسرے دن جب جسم فلک زنگاری سے پھاہا آفتاب کا چھوٹا اور نشان داغ انجم ظاہر ہوے

نظم

کہ عمر روز گھٹنے لگے اک بار ہوئی ساکت بہ شکل نبض بیمار
مزاج شام نے تفریح پائی اُبھر کر شکل ابر زلف آئی

سر شام فولاد نے طبل جنگ بجایا ہلکاروں نے سمع ہمایوں بادشاہ تک یہ ماجرا پہونچایا اسطرف بھی نقارہ حرب بجا تیاری جنگ میں وہ شب بسر ہونے لگی بہادروں کی آرزو پوری ہونیکو سحر ہونے لگی تلوار کی باڑھ خنجر کی دھار تیر زہر آبدار گرز گراں بار وغیرہ کی درستی ہونے لگی لوہے کی جھنکار عرش فلک تک پہونچنے لگی فوجونکے جماؤ سے لشکروں کے پڑاؤ سے زمین پر بھونچال تھا یہ حال تھا کہ متصلے

ابیات

فراز آمدند این دو لشکر بہم جہان شد بہ خاش جویان دژم
زمین آن سپہ راہی برنیافت بران بوم کس جای رفتن نیافت
خروشے بر آمد ز ہر پہلوے تا گشتہ دیدند بر ہر سوے
بسے اسپ تازی بزین و خدنگ بسے نیزہ و خود و خفتان جنگ
گرفتند ہر یک ازان از سپاہ ز اسپ و زرہ و ز تیغ و کلاہ

جب دم شمع شب افروز انجم تیغ تیز سحر سے کشتہ ہوئی اور باد صبح نے چراغ عالم کے مردہ کیے

اشعار

سحر نے جلوہ پنہان دکھایا زمین نے نور کا سامان دکھایا
بڑھی اُس شب کی جیب پیر لیالی فروغ صبح نے کی پائمالی

صبح ہوتے ہی لشکر بہر جدال وارد دشت قتال ہوے امیر سجدہ سے اُٹھکر آستان فیض نشان سلطان ذیشان پر آئے بادشاہ اسلامیان بھی مشتاق جنگ تھے جلد تشریف لائے سب نے مجرا و سلام کیا صداے طرقوا بلند ہوئی سواری شاہ باکرم کی میدان قتال کو چلی اسوقت بہادروں کی آن و بان لشکر کی شوکت رفعت و شان قابل دید تھی منچلوں کا بانکپن جوانوں کا بناؤ ہر طرف جماوٹ سے گویا قربانی کی عید تھی

نظم

بفرمود تا کوس بیرون برند سرافراز پیلان بہاموں برند
سیہ شد ہمہ کشور از گرد سُم بر آمد خروشیدن گاؤ دُم
پس پشت او شارسان ہری بہ پیش اندرون تیغ زن لشکری

	بیاراست با میسرہ میمنہ تو گفتی جہانگیر را جوشن است		سپاہی ہمہ یک دل و یک تنہ ستارہ ز نوک سنانش روشن است	

جب میدان مین پہونچے حسب معمول صفین درست ہوئین فوجین لڑنے کو چست ہوئین لقا بھی مع لشکر آیا کوہیون نے مقابلہ مین پرا جمایا بعد ترتیب صفوف لشکر فولاد نے گھوڑا اُٹھایا لقا سے اجازت لیکر وسط میدان مین آیا سلح شوری دکھا کر پکارا کہ اے گروہ مسلمانان مین تم مین اور کوئی ہم نبرد نہین چاہتا سوائے شہزادہ تورج کے اس نہیب کو سنکر علم لشکر کے جلوہ دکھانے لگے نقارے شتری و تبلی بجے شہزادہ تورج نے بادشاہ سے اجازت لیکر مرکب اڑایا اور اُسکے مقابل آیا اُسنے احسان شہزادہ کا یاد کرکے سلام کیا اور عرض پیرا ہوا کہ اے شہزادہ والا گہر اس روز سب ہتھیار کے وار ہو چکے ایک کشتی لڑنا باقی ہے آج آئیے ہم آپ نصیب آزمائی کرین جسکو فتح نصیب ہو وہی حاکم بنے مغلوب اسکی اطاعت کرے شہزادہ گویا ہوا کہ اگر یہ ارادہ ہے تو بسم اللہ یہ کہکر دونون گھوڑے عیارون کو دیے عیارون کے دوڑنے اور لشکر مین خبر دی جلدارون نے آکر اکھاڑا بنا دیا سنگ عنبری مین ملا دیا دونون دامن گردان کر اکھاڑے مین اترے خم ٹھونک کے کشتی کا ہوا اتفاق پرتی چڑھی شانزان پر آپنے دوسرے کے ٹی لگائی پھر ادھر اُدھر سے داؤن گھات مین پھیر کر ہاتھ سے ہاتھ ملا کسی نے رستی بزور رستی کھینچی کوئی بغلی ڈو بالنگوٹ مین ہاتھ ڈالا کوسے پر جبر کرنا اُسنے توڑ کرکے پھر سامنے پاؤن کا ڈاپیچ توڑ بند ہونے لگے سر سے سر ٹکرا کر اور گھومنے چلنے لگے اسیطرح بسان اہرمن یا مثل فیل مست دونون گتھے تھے زور زیادہ چل کے ہو رہے تھے یہ حال کہانتک بیان ہو تین شبانہ روز برابر کشتی رہی شہزادہ نے کچھ کیا نہین فولاد نے اُنکو بھوکا پیاسا لڑتے دیکھکر آپ بھی آب و غذا کیطرف توجہ نہ کی تیسرے روز پچھلا پہر دن باقی تھا کہ شاہزادہ نے اُسکا لنگر اکھیڑا او سر سے بلند کرکے زمین پر چاہا تھا کہ پٹکے اُسنے فریاد کی کہ امان دیجیے فرمایا کہ امان بشرط لانے ایمان کے ملیگی اُسنے عرض کیا کہ قبول ہے شہزادہ نے زمین پر اتار دیا اُسنے دوڑ کر سر اپنا قدم پر جھکایا شہزادہ نے سر سینہ سے لگایا کلمہ طیبہ بتایا وہ کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا اپنے لشکر کو پکارا کہ جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ آئے کہ مین نے اطاعت شہزادہ کی اختیار کی لشکر کے افسر سب آکر حاضر ہوے اور دین اسلام اختیار کیا بہت لشکری شریک لقا ہے بختیارک نے یہ حال دیکھکر لقا سے کہا کہ یا خداوند بندے آپ کے اب جاتے ہین مبارک ہو لقا نے کہا حمزہ میرا سپہ سالار قدرت ہے یا مانند ہر پس یہان سے تو گیا اور اُسکے پاس رہے تو کیا یہان اُن با سب برابر ہے یہ کہکر طبل بازگشت بجوا دیا امیر بھی شہزادہ پر سے زر نثار کرتے ہوے داخل بارگاہ ہوے لشکر بھی آسودہ ہوا فولاد کو بارگاہ مدہ عنایت ہوئی خلعت سرکار شاہی سے معافی ملک کا عنایت ہوا فولاد رخصت ہو کر اپنے ملک کو گیا اور تمام ملک سلام آباد کیا نام اُسکے قلعہ کا کوہ اقدس تھا اب اصل مین اسم بامسمی ہوا تمام بتخانہ لقا کی تصویر کے منہدم کرا دیے اپنے اہل و عیال کو مسلمان کیا لشکر کثیر فراہم کرکے حاضر خدمت امیر کشور گیر ہوا یہان اسکی دعوت بڑے دھوم سے ہوئی خلعت سرفرازی ملا سردار و نہین تورج کے داخل ہوکر

سمجھنے لگا یہ تو اسطرح عظیم ہی لیکن یہانکے قلعہ سنگ قریب جو سرحد ہوش ربا ہی اس سرحد کا جو مالک ہی نام اس ساحر کا گلفام جادو ہی اور اسکی بی بی ملکہ لالہ رخسار جادو نام اس فولاد کوہی پر عاشق ہی اور شوہر سے چھپکر اسکے قلعہ مین آتی ہے اہتمک وصل اُسکا فولاد نے منظور نہین کیا ہرچند اسنے طمع دی منت بہت کی اُسنے نمانا ناچار اُسنے بہزاد کو دام تزویر مین لانا چاہا اُسنے بھی قبول نکیا چنانچہ ساحرہ مذکور کو ان دونون جوانان عشق کی ترنگ ہی خبر قلعہ اقدس کی ہنگامی معلوم ہوا کہ دونون بھائی خدمت خداوند لقا مین بہر جنگ مسلمانان گئے ہین یہ خبر سنکر اسنے خیال کیا کہ مجھے بھی وہین چلنا چاہیے خداوند سے ایسی تدبیر کرا تاکہ مطلوب راضی ہو جائے دوسرے شیطان خداوند اغوا اُسکے معشوق کو ملا دیگا پس ایسا کچھ سوچکر اسنے اپنے خاوند سے کہا کہ ہمارے ملک کے قریب خداوند اترے ہین اور افسوس ہم انکی مدد کرنا کیا زیارت سے بھی محروم ہین میرا قصد ہی کہ مین خدمت خداوند مین جاؤن اور اُنکے دشمنون سے مقابلہ کرون بادشاہ طلسم اکثر ساحر بھیجتا ہی اگر میرا جانا سنیگا بہت خوش ہوگا اور مجھے کچھ اجازت بادشاہ کی بھی ضرورت نہین کہ مین اسکی نوکر نہین ہان تم اسکی طرف سے سرحدار ہو ملک رکھتے ہو تم نجاؤ مین بحسن عقیدت اور بپاس مذہب اپنے خداوند پاس جاتی ہون اگر جنگ مسلمانان فتح ہو گئی تو بادشاہی کا نام ہوگا وہ تمھارا ا ور مرتبہ کریگا شوہر نے اسکے کہا کہ بی بی یہ سب تمنے سچ کہا لیکن وہان عیار ساحر کو مار ڈالتے ہین مین تمھین پیار بہت کرتا ہون اسوجہ سے ڈرتا ہون کہ ایسا نہو جو غم جدائی مین میری جان پر آبنے اُسنے جواب دیا کہ قضا کو کوئی روک نہین سکتا یہ خیال بیجا ہی بلکہ وہان خداوند موجود ہین قضا اُنکے حکم سے آئیگی بھی تو ٹلجائیگی الغرض اسنے بہرصورت اپنے خاوند کو راضی کیا اور سامان سفر تیار کرکے چالیس ہزار ساحر و جادوگرنیان اپنے ہمراہ لین خود تخت سحر پر سوار ہوکر بصد کر و فر جانب لشکر لقا روانہ ہوئی دلمین شوق دیدار یار بھرا تھا ہاتھون کلیجہ اچھلتا تھا امید و یاس سے باہم جنگ تھی کھوے ہوئے تام و ننگ تھی کبھی بے اعتنائی محبوب کا خیال کبھی وہ جنت جمال لپٹ لا کر اسکا ملال جور فلک کی شکایت ہجر جانان کی حکایت ورد زبان بسان ماہی بے آب طپان وان تھی کہ

ابیات

عجب اسکی حالت تھی اسدم تباہ
کہ نالہ زبان پر تھا اور لب پہ آہ

دم سرد بھرتی تھی وہ ہر گھڑی
لگی تھی عجب آنسوؤن کی جھڑی

کہون اسکا کیا اُس گھڑی حال تھا
یہ کہتی تھی سر پیٹ کر برملا

سنبھلتا نہین اب سنبھالے سے دل
جدا اُسکے مژگان کے بھالے سے دل

خدا جانے یہ کون آزار ہے
کہ سر اب تن زار پر بار ہے

اسیطرح بصد درد و سوز ایک روز قریب دیار جانان پہونچی نکہت زلف یار باد صبا نے دماغ مین پہونچائی لقا نے کہا کہ بندۂ قدرت ہمارا آتا ہی کوہی اور شیطان خداوند بہر استقبال چلے اور راستہ مین اگر ساحرہ سے ملاقات کی وہ بھی تخت سے اُترکر تسلیم بجا لائی اور اُنکے ساتھ چلی ملازمان نے لشکر ساحرہ اُتروایا

ساحرہ نے جاکر خداوند کو سجدہ کیا القا نے دیکھا کہ ایک عورت نک سک سے درست عالم شباب مین چاق و چست زیور جواہر کا پہنے لباس پر زر زیب جسم کیے ہے مگر آنکھوں مین صورت یار کا گھر اور نگاہ دید کی منتظر گال آتش رنج سے لال چہرہ تمتمایا سخن اترا ہوا سر پر عشق کا سایہ ہے صاف ظاہر ہے کہ کہین دل لگایا ہے یہ دیکھکر خداوند گرگ باران دیدہ ہے لب پر لایا کہ اے بندی قدرت حال تیرا ظاہر ہوا کہ تو کسی پر شیدا ہے خیر تدبیر اسکی کر دیجائیگی تقدیر معقول مشیت قدرت سے ظہور مین آئیگی لالہ زار یہ کلمات سنکر بہت خوش ہوئی کہ خداوند کو میرے حال کی خبر ہے اب وصل یار میسر ہے آخر دل زرین پر قریب تخت خداوند بیٹھی اور چار طرف بنگاہ جستجو دیکھنے لگی **فولاد و بہزاد** نظر نہ آئے سمجھی کہ اپنی بارگاہ مین ہونگے اسی فکر مین تھی کہ **بختیارک** آیا اور اُس نے ہر طرف دیکھتے دیکھ کے پوچھا کہ کسکی تلاش ہے اس نے ایک آہ سرد بھری اور کہا جنکے لیے یہانتک آنا ہوا انھون نے ہم سے یہان بھی منھ چھپایا فولاد کا اشتیاق دربدر پھراتا ہے وہ دونون بھائی ایسے تمرد ہین کہ کبھی پوچھتے بھی نہین یہ آنکھین انکے دیکھنے کو ترستی ہین ایسے جب کوئی ہمارا نام لیتا ہے تو کہتے ہین اسکا ذکر نہ کرو کیا مین ایسی ہوگئی اب جو یہان مین آئی تو انھون نے صورت نہ دکھائی **بختیارک** یہ باتین سنکر رونیلگا اور کہا ہاے کیا جوانان خوبصورت تھے ایک تو مسلمان ہوگیا اور ایک پسر حمزہ کے ہاتھ سے باین ذلت سر دربار مارا گیا ساحرہ یہ سنکر بہت روئی اور چاہا کہ لشکر اسلام مین جائے **بختیارک** مانع ہوا اور حال عشق **ناصر و نازک حشم** بیان کیا کہ وہ کبھی نہین گئی ذلت اٹھا کر آئی تم اب مقابلہ کرکے معشوق کو اسیر کرو زبردستی وصل کی تدبیر کرو یہ رائے بھی اسکو پسند آئی اور فراق یار مین ایک دن اور رات تڑپا کی جب دوسرے روز قیس روز نے لیلی شب آکر لی اور ستارہ عشق کا چمکا کر بموجب **نظم**

اندھیرا انار مین پیچیدہ ہوکر	بشکل دود دل اڈا برابر
کیا شاطلگی کا شوق نے کام	ہوا شانہ کش ہر گیسو شام

سر شام بادل ناکام لالہ زار نفیر سحر سے دمساز ہوئی فریاد دل زبان پر لائی ساحران مین تیاری آغاز ہوئی لشکر **لقا** مین بھی طبل جنگ بجا **امیر** نے بھی خبر سُنکر طبل سکندری بجوایا شور و شر کا زمانہ قریب آیا دربار برخاست ہوا ساحرہ بھی الگ اپنی بارگاہ مین آئی سحر سازی مین مصروف ہوئی ہوس بڑھی تھی کہ جلد سحر ہو جو مطلوب سے آنکھ لڑے ارادہ تھا کہ وہ مجھے تیغ ادا سے قتل کرے میرے حمزہ کا لوہا مان جائے اسکی تیغ ناز پر جان قربان جائے تمنا یہی تھی کہ بموجب **بیت** مین دیر تلک دیکھون قاتل کو الٰہی + رہ جاؤن رنگین خنجر بمان سے لپٹ کر + اسی اشتیاق مین اپنے ایک ماش کے آٹے کا سوار بنایا اور آگیا مین اسکو ڈالدیا وہ غائب ہوگیا یہ بڑی دیر تک سحر پڑھا کی یکایک آگیا سے دھوان پیدا ہوکر وہی سوار مثل مردان جنگ آزمانیا ہوا اس دھوئین سے لپٹا ہوا سمت صحرا گیا اُسنے پکار کر کہا کہ وقت طلب ضرور آنا یہ کہکر سحر خوانی موقوف کی اور پلنگ پر جاکر لیٹی تصور یار مین جاگا کی

بخت بد سے لڑائی کی لشکر میں ٹھہر دیجا کیا ہوم ہوا کیا ابر سحر چھائے رہے بیڑا اُٹھایا کیسے مسلمانونکے لشکر میں نقیب پکارتے
تھے بہادر ہتھیار صاف کرتے تھے نعرہ شیر آسا مارتے تھے وقت آرائش عروس شجاعت تھا سواد سودا سے
جلادت کا سرمہ چشم تہور میں لگا تھا خونخواری کا گلگونہ رخسار پر تھا تلوار گلے کا ہار تھی جواہر آہن سے زیور
مرصع کار کی جبین آتشکا تھی تیغ کا ارادہ تھا کہ جلدی حریف کے گلے ملون خنجر کا حوصلہ تھا کہ جان و تن میں فراق
کرون نیزے سینے سے ملنے پر زبان دیتے تھے بھالے چھاتی دیکھے بھالے تھے تیر بصورت آہ عشاق تھے
گرز ہو زن بار فراق تھے آتش غضب کا دھوان اب شاہد فنا پرستی کا جوبن دکھاتا جوش خون غضب سے
سیاہ ہو کر لاکھا بننا چاہتا آئینہ شمشیر روبرو طبیعت برہم رنگ گیسو تر میں زلف شاہد جرات ہو ابیات

کوئی ناز طبیعت تھا اُٹھاتا — کوئی جوش غضب سے یستاتا
کرے گی تیغ جوہر دار بیباک — تو ہوگا دامن عمر عدو چاک
اُدھر وہ ساحرہ تھی سخت حیران — بشکل زلف جانان تھی پریشان
لبون پر شکوہ بیداد قاتل — طبیعت زلف جانان پر تھی مائل

اسی ہنگامہ میں آخر کام شب کا تمام ہوا اور جوہر تیغ انجم کی چمک خنجر آفتاب نے مٹائی کہ ابیات

کھلی جب رات مثل عمر عشاق — شعاع مہر چمکا سوے آفاق
کھلی سرخی کنارون سے فلک کے — اُٹھے ہر آنکھ سے پردے فلک کے
ہوئی خوابیدہ چشم نجم بیدار — ہٹے باداش قسمت کو گنہگار

بیتے ہنگام سحر فوج لشکر شکن جانب جنگاہ قدم زن ہوئی امیر نے سجادہ سے اُٹھکر لباس رزم زیب جسم فرمایا
سرداروں نے مجرا کیا سبکے ساتھ بادشاہ کے جلوخانے میں آئے کچھ عرصہ ہوا تھا کہ بادشاہ جاہ کا تخت برآمد
ہوا زنانہ سلطان بھر گیا ہر سردار تسلیم بجا لایا پھر تو نقارے بجے علم کے پھریرے کھلگئے اس شوکت و شان سے
بادشاہ کو لے کر جانب رن صف شکن چلے شاہ بھی لباس جنگی سے آراستہ تھے نظم

کمر میں زیب وہ جوہر کی شمشیر — بنا ہیرے کا قبضہ شکل تصویر
وہ کاٹھی کہکشان سے تھی منور — زمرد لعل سب تھے نصب اُسپر
جڑاؤ پہ تلہ تھا زینت دوش — تسلسل تھا کمر سے تا بنا گوش
مصاحب اور سب سردار ہمراہ — کہ تھے وہ جنگ کی راہون سے آگاہ
وہ گھوڑے جنپہ تھے سردار اسوار — طلائی ساز تھا سب اُنکا تیار
جواہر سے بھرا تھا دامن زین — گہر جھالر میں اُسکے مثل پروین

باین کروفر میدان جنگ میں بہونچکر صف کشیدہ ہوے تھے کہ یکایک ہیکے لگے آسمان پر آئے نظم

لگا بادل گرجنے کس غضب کا — ہوا سامان نمایان اور ڈھب کا

کہ جنگل مین عجب بھونچال آیا	مثال بید لرزان تھرتھرایا

ہر لک ابر سے ساحر اژدہون پر سوار آگے سب کے لالہ زار میدان مین اتر کر ٹھہرے لقمانی سواری بھی دھوم سے آئی گرد سپاہ نے خاطر روزگار کو پر غبار بنایا تلوارونکی چمک نے دیدۂ فلک خیرہ کیا سپاہ کینہ خواہ سے جب جنگل بھر گیا باجون کے شور نے زمین کو سر پر اٹھایا میمنہ اور میسرہ کی درستی کے بعد لالہ زار اجازت رزم لیکر آگے بڑھی اور نیرنگی سحر کی دکھا کر طالب ہم نبرد ہوئی بادشاہ اسلام نے اول دست چپ کی جانب نگاہ کی ہنوز نظر اسطرف سے نہ پھری تھی کہ سب اُس صف کے علم جلوہ پذیر ہوئے اور گورون نے پلٹن قائم کی بگل بجا طنبور گڑگڑایا شہزادہ علمشاہ نے گھوڑا اڑایا نزد شاہ شاہ عالم پناہ آکر اجازت خواہ ہوئے بادشاہ نے سپرد خدا کیا شاہزادۂ عالم مرکب اڑا کر سامنے گیا اور طالب حرب و ضرب ہوا ساحرہ نے سحر پڑھا کر وہی سوار جو آگیا ہے دھوئین مین لپٹا ہوا نکلا تھا اُسوقت مسلح و مکمل صحرا کی طرف سے آکر مقابلہ شہزادہ ٹھہرا اور بعد نیزہ داری تلوار کی نوبت آئی شہزادہ نے جب تلوار بچا کر اسکی کلائی پر ہاتھ ڈالا اُسنے گریبان مین ہاتھ ڈالا دونون کو دو پہر کشتی بصد درشتی رہی آخر پہلوان سحر نے جو دیا شہزادہ لنگر قائم کرکے پیچھے ہٹا پاؤن موشخانہ مین جا رہا اوپر سے پہلوانان سحر نے دھکا مارا گرا شہزادہ گر گیا اُسنے باندھکر سپرد لشکر ساحران کیا اور پھر مرکب پر چڑھکر مبارز طلب کیا اسمین شیطان خداوند نے کہلا بھیجا کہ اے لالہ زار اُس شخص کو گرفتار کراؤ کہ جسنے تمھارے معشوق کو مسلمان کیا ہے اور اُسکے بھائی کو جسنے مارا ہے ساحرہ نے یہ سنکر پہلوان سے کہا کہ توبج کا نام لیکر پکارے اُسنے شہزادہ مذکور کو پکارا توبج اجازت بادشاہ سے لیکر اُسکے مقابل آئے حربہ ہائے گرز و تیغ و خنجر کے بعد اُنسے بھی نوبت کشتی کی آئی دونون نے باہم دوال کمربند مین ہاتھ ڈالکر زور کیا جب گھوڑونکی کمر ٹوٹنے لگی دونون اسیطرح تھے پشت مرکب سے جدا ہونے لگے توبج کا پاؤن کام مین الجھا اور اُسنے جھٹکا مارا پاؤن انکا بھی بیکار ہو گیا اُسنے انکو بھی باندھکر حوالہ ساحران کیا اور پھر مرکب پر چڑھکر ہاشم کو پکارا شہزادہ موصوف بصد عظمت و صولت اجازت لیکر اُسکے مقابل آیا تا دیر وہی اسلحہ کی چقاچاق بلند رہی آخر پہلوان سحر نے کمر مین ہاتھ ڈالا انپر بھی وہی سانحہ گذرا جو کہ اورون پر گذرا تھا جب یہ بھی گرفتار ہو چکے پہلوان سحر نے ایکی فولاد کو بھی کونیبی وہ بھی آکر اسیر سرپنجۂ تقدیر ہوا اس اثنا مین کشتی گیر فلک نے زردار لنگوٹ کھول کر طاق مین چڑھا دیا اور اکھاڑا چرخ کا پہلوانان کواکب سے معمور ہوا کہ ابیات

رہا یہ معرکہ تا شام ہمدوش	پھر ٹھہرا کے آخر ہر دو پرجوش
صدا رخصت کی نقارونسے آئی	بس اب کل یہ ندا یارونسے آئی

شام اسی لڑائی مین ہوئی چار سردار گرفتار ہو چکے اور امیر اسوجہ سے نہ نکلے تھے کہ نام لے کر پہلوان سحر پکارتا تھا بس بنا بر قاعدہ اہل اسلام جسکا نام لیتا وہی لڑنے جاتا تھا غرضکہ شام کو طبل بازگشت بجا

لشکر پھر کر جانب خیمہ گاہ آئے لیکر کھولی ساحرہ شادان و فرحان ہمراہ خداوند پھر کر بارگاہ میں آئی امیر و بادشاہ بھی داخل بارگاہ ہوے **ابوالفتح** مع چند عیار و نکے عیاری کیلیے چلا یہان جب لالہ زار بارگاہ میں آئی سوا کہر صحرا کو چلا گیا اور اُسنے قیدیونکو سامنے بلایا **فولاد** کیصورت دیکھکر اُسنے ایک آہ کی اور کہا اے بے مروت وناانصاف شرط محبت یہی تھی جو تو نے ادا کی میرے دلبر جدا کی **لمولفہ**

تمنائیں ہو میں سب اپنی برباد	اے ظالم نہی کی تو نے بیداد
نہ لپٹا یا کبھی تو نے گلے سے	ہمارے لب کبھی تو نے نہ چوسے
دل غمگین نہ ہاتھو نسے سنبھالا	لگایا اس جگر پر غم کا بھالا
کبھی زانو کو زانو سے نہ مسکا	کبھی کچھ اور تو ڈھب پر نہ آیا
ارادے تجھ سے ہی دست و جگر کے	تجھے ماریں طمانچے سسکی بھر کے
سزا پائے گا تو خود کامیو نکی	اطاعت چھوڑ دے اسلامیو نکی
ہمارا وصل کر دل سے گوارا	وگرنہ جائے گا بیشک تو مارا
کرے گر وصل میرا دستے سطور	وہی ہم ہیں وہی راتیں بدستور

یہ کلام سنکر **فولاد** نے جواب دیا کہ او شہوت پرست بیحیا زانیہ میں تجکو ایک تو پہلے ہی نہ تھوکتا تھا اب تو خدمت اہل اسلام میں رہتا ہوں کسطرح سے مرتکب اس گناہ عظیم کا ہونگا تو شوہر رکھتی ہے اُس سے ہوس تیری نہیں پوری ہوتی اس کلام سے ساحرہ کو غصہ آیا اور اپنے جھولے پر ہاتھ رکھکر ایک نارنج نکالا اور زمین پر مارا وہ نارنج زمین میں سما گیا اور اُسجگہ سے دھواں نکلنے لگا اور ایک جگہ سمٹکر بصورت تخت وہ دھواں بنا اور درمیان قیدیان آگیا اور انکو لیکر سمت فلک چلا یہ سب اس تخت دودی پر سوار یا قدوس پکارتے چلے اور نگاہ سے ہر ایک کی غائب ہوگئے بعد انکے جانے کے **لقانے** جہت مہاجرت مطلوب اسکو رنجیدہ دیکھکر سراُچہ جنگل کیطرف سے بارگاہ کے اٹھوا دیے نازنینان قمر پیکر کو یاد کیا کہ انھوں نے آکر ناچ گانے کا چرچا کیا جام شراب ناب کا دور آغاز ہوا **ابیات**

پھر آئے اسجگہ ارباب عشرت	مہیا سب ہوے اسباب عشرت
خوش انداز دن کا تھا گانا بجانا	قیامت ساز کا با ہم ملانا
خوش آواز ایسے سب جا دو سے بہتر	سنے انسان رہے قابو نہ دل پر
جمال اور حسن میں وہ سب سے افزون	قد اُنکے مصرعہ طوبی سے موزون
ہو بجا خنہ وہاں پھر شیشہ و جام	بہار افزا ہوا پھر آب گلفام

اسی ہنگامہ عشرت میں ایک کنیز لالہ زار کی برائے رفع احتیاج باہر بارگاہ کے نکلی لوٹا لیے تھی یہاں پر **ابوالفتح** صورت ساحر کی بدلکر میں عیاری کی پھر رہا تھا اُسنے کنیز کو جاتے دیکھکر قریب آکر کہا کہ لائیے لوٹا ہمن

لیلون اُسنے خیال کیا کہ یہ ملازم خداوند یا ملکہ کا بد صورت دیکھکر میل کرتا ہی یہ سمجھکر ہنسی اور کہا ہم تم سے لوٹا بھی نہین رکھواتے ابوالفتح نے کہا اے جان جہان ہمارا دل تو تمپر لوٹا ہی کنیز یہ سنکر خوب ہنسی یہ باتین کرتا شعر عاشقانہ پڑھتا ساتھ ہوا اور قریب بیت الخلا پہونچکر محبت سے اسکے منھ پر ہاتھ پھیرا ہاتھ مین بیہوشی بھری تھی وہ بیہوش ہوگئی یہ قنات کی آڑ مین بیٹھکر اُسی کی ایسی صورت بنا سارا گہنا اُسکا پہنا پوشاک اُسکی اُتارلی اور اُسکو چہ کی بیت الخلا پر لٹاکر آپ بارگاہ مین آیا اور سر پر ساحرہ کے کھڑا ہوا وہان جلسہ عشرت تھا یہ بھی مصروف تماشہ رہا کہ خداوند سے ساحرہ نے رخصت اپنے خیمہ مین جانے کی چاہی خداوند نے فرمایا کہ اے بندی قدرت آج ہمارے ساتھ کھانا کھاکر جانا ہمارا اُنس کہانیسے عمر بڑھجائیگی لالہ زار سلام کرکے ٹھہرگئی خداوند نے حکم خاصہ لانیکا دیا وہ جلسہ برخاست ہوا ایکا دل بصد احتشام و تعظیم خاصہ لائے یہ حال تھا کہ نظم

بچھایا ایک دسترخوان اس حبا — سنہرے کام سے بالکل سجا تھا
طلائی قابین جو اسپر دھری تھین — ولایت کے وہ میوونسے بھری تھین
دھری تھین سات قابین برابر — کہ تھین کافور کی شمعین نور ر
خواصین جو کہ تھین اسوقت حاضر — زبان اوصاف مین ہر اُنکے قاصر
طلائی تشتری ہاتھونپر رکھے — چنے اُسمین کلیجے سخے سلونے
مٹھائی نو بنو خوش رنگ و خوش آب — گزک تھی انمین میوونکی بھی نایاب
غرض ساتھ اسکے میوے اسنے کھائے — مزے سب نعمت دنیا کے پائے

کھانا کھاکر جب ہاتھ دھویا ابوالفتح نے خاصدان اٹھا لیا اور بچالا کی ایک گلوری بیچ بیہوشی ڈالکر لالہ زار کو دی گلوری دی اُسنے لیکر کھائی پھر جلسہ نشاط آغاز ہوا ابوالفتح نے حقہ بردار سے پکار کر کہا کہ حضور کیلیے بہدم لاؤ یہ کہکر آپ اُسکے پاس جاکر کہا جلدی بانگتی مین لاؤ مین بھرلیتی ہون یہ کہکر گڑگڑی جلد تیار کرکے لایا بجاے تمباکو بیہوشی خوشبودار بھری تھی غرضکہ گڑگڑی سامنے لالہ زار کے لاکر کہا کہ لب معشوق حاضر ہی وہ لیکر پینے لگی جی متلانے لگا سمجھی کہ قے ہوجائیگی بیتابانہ اُٹھی اور باہر بارگاہ کے آئی اسلیے کہ استفراغ سامنے خداوند کے نہو جاے ابوالفتح سایہ وار اُسکے ساتھ آیا اور کہا اے ملکہ پشت بارگاہ پر آئیے کہ یہان سیدان ہی تنہائی بھی ہے وہان حاجب و دربان کے غوغا کرنے سے دل زیادہ گھبرائیگا وہ پشت بارگاہ کیطرف آتے آتے بیہوش ہوگئی مگر بارگاہ مین اسکے گھبراکے اُٹھنے سے شیطان بختیارک نے پوچھا کہ ملکہ کدھر اُسنے تو جواب نہ دیا مگر ایک خواص نے کہا جی متلاتا ہے شاید قے کرنے جاتی ہین بختیارک نے کہا ہاے [illegible] ڈالا افسوس خداوند تقدیر پھوٹ گئی لقانے کہا اگر تقدیر مین فرق آیا تو تجھسے سمجھونگا بختیارک چند خاص بردار ہمراہ لیکر دوڑا اور کہتا جاتا تھا کہ اسے مار ڈالا اسے مار ڈالا وہان ابوالفتح خنجر کھینچکر قتل کیا ہی چاہتا تھا کہ یہ آپہونچا اُسے اُسنے دیکھا

کہ اب کچھ نہ ہو سکے گا ناچار دوڑ کر ایک لات بختیارک کے لگائی کہ یہ ہائے کر کے گرا ابوالفتح مندیل لیکر بھاگا
تھامس بردار مارے ڈر کے کچھ دور جا کے رہ گئے یہ نکل گیا بختیارک نے اُٹھکر لالہ زار کو اٹھایا اور ہوشیار کر کے
بارگاہ میں لایا کہا جان بخشی لقا نے کہا مجھے پہلے سے معلوم تھا کہ تو مار ڈالی جائیگی اسیوجہ سے تجھے بارگاہ میں
تیری جلنے نہیں دیا وہاں ہوتی تو تو ماری جاتی یہ باتیں تھیں کہ ایک پیشاب کو جوگی پر جو گیا وہاں کنیز کو لیٹے دیکھا ملکہ
سے آکر کہا اُسنے اٹھوا منگایا ہوشیار کیا اسنے حال ساحر کے ملنے کا کہا اسکے ہوش اڑ گئے کہ میرے شوہر نے سچ کہا
تھا کہ یہاں عیار ہمارے روزگار میں جیتا نچھوڑینگے بختیارک نے کہا اے ملکہ نہیں لازم ہے کہ جلد لشکر اسلام کا
فیصلہ کر دو اور جس کسی کو کہ گرفتار کرو فوراً قتل کر ڈالو اگر قید کرو گی عیار چھڑا لیجائینگے اگر چھڑا نہ سکینگے تھانے
قتل کر نے میں کمی نکرینگے اُسنے کہا ملک جی تم سچ کہتے ہو میں چاروں سرداروں کو بلا کر قتل کرتی ہوں یہ کہکر دلمیں سوچی
کہ پسران حمزہ کو بلا کر قتل کرا اور معشوق کو مرنے سے ڈرا شاید خوف سے راضی ہو جائے یہ سوچکر سحر پڑھنے لگی
کہ بہر قید ہو تمکو بلائے لیکن عیار ہمراہ ابوالفتح کے آئے تھے وہ تو چلا گیا مگر اور عیار بشکل فراش و حاجب و خدمتگار
فکر میں پھر رہے ہیں انمیں چالاک خدمتگار بنا ہوا سر پر بختیارک کے کھڑا ہوا ہے سب سن رہا ہے جب لالہ زار
سحر پڑھنے لگی کہ سرداروں کو بلائے بختیارک کھڑے ہو کر ناچنے لگا اور کہتا تھا کہ آج مراد دلکی بر آئی ہو فلک کے
بہ گمانہ لگے اے ملکہ جلد بلوائیے ایسا نہو تاخیر کرنیسے کچھ اور سانحہ درپیش ہو یہ حال جو چالاک نے دیکھا جھککر کان میں
کہا کہ ملک جی تمنے ہمیں بھی پہچانا کیوں قضا آئی ہے بہت خوشی آج ہمیں بختیارک نے یہ جو سنا بغور دیکھ کر
پہچانا پیشاب خطا ہو گیا جلدی سے سلام کیا کہ اے مرشد زادہ برحق کیا حکم ہے چالاک نے کان میں کہا کہ ہم
بھی تک صاحبقران کی کر ادھر سردار قتل ہوئے ادھر تم بھی کتے کی موت مرے بختیارک کانپ گیا اور گڑگڑا
کر میری کیا خطا ہے اسنے کہا حرامزادے تو نے ہی تو ساحرہ کو ورغلایا اور ترغیب قتل سرداران دی اب کہتا ہے کہ میری
کیا خطا ہے یہ کلام باہم خدمتگار و شیطان چپکے چپکے جو ہونے لگے لقا نے کہا ارے شیطان یہ کس سے تو باتیں کرتا ہے
اسنے عرض کیا کہ شیطان تو آپ ہیں گا میں یہ مسلمان ہوں تو ڈھونڈھتا ہے کہ مرشد سامنے کھڑا ہے اور دیکھتا نہیں لقا
سمجھا کہ شاید عمرو آ گیا یہ سمجھکر کہا کہ مرشد تو میرے طلسم میں ہے بختیارک چاہتا تھا کہ کچھ جواب دے چالاک
نے خنجر پہ ہاتھ رکھا کہ میرا نام ظاہر کیا تو مار ڈالونگا بختیارک نے مارے ڈر کے کہا کہ مرشد کہیں نہیں ہیں لیکن اب
کوئی بار نہ جائیگا یہ کہکر پکارا کہ اے لالہ زار مردار خبردار جو تو نے سرداران امیر کا بُری طرح نام لیا تو اپنی سزا
کو پہونچیگی میں مسلمان ہو چکا ہوں زبان تیری گدی سے کھینچ لونگا لالہ زار اسکی باتوں سے حیران ہوئی کہ ابھی یہ
قتل مسلمانان کی خوشی سے ناچتا تھا ابھی ایسی کچھ باتیں کرتا ہے شاید اسکو مالیخولیا ہو گیا ہے اسی حیرت میں اس نے
سحر فراموش کیا اور متفکر ہوئی کہ کیسی باتیں ملک جی تم کرتے ہو بختیارک نے کہا ہم سچ کہتے ہیں تو اب ماری جائیگی
سرداروں کو بلا لیگی قتل ہوگی سردار نہ ہلاک ہونگے چالاک یہ باتیں سنکر سمجھا کہ یہ حرامزادہ بکتا ہے دو اشارہ مجھے
ظاہر کرتا ہے ایسا نہو کہ یہ ساحرہ مجھکو پہچانکر گرفتار کرے یہ سمجھ کر جلد باہر بارگاہ کے نکل گیا اور بختیارک نے

جب خدمتگار کو اپنے پاس نہ دیکھا سمجھا کہ وہ چلے گئے پس لالہ زار سے مخاطب ہوا کہ اے ملکہ یہ جو خدمتگار میرے
پاس کھڑا تھا یہ بیٹا عمرو کا بینظیر عیار تھا اسکی وجہ سے مین ایسی باتین کرتا تھا سرو نے کہا تو نے مجھسے پہلے ظاہر
کیون نہ کیا کہ مین بزور سحر پکڑ لیتی اسنے کہا جبتک تم سحر پڑھتین اسوقت تک ہم نہ ہوتے ہمارا کام تمام تھا لالہ زار
کے حواس جاتے رہے کہ عیار ایسے زبردست ہین جیسے شیطان ایسا ڈرتا ہی دیکھیے کہ جان یہان کیونکر بچتی ہے
اسی اندیشہ مین دیر تک چپ رہی اور سحر ٹوٹ چکا تھا پھر پڑھنا نہو سکا ایک ساحرہ نسرین عذار نام اپنی
رفیق سے کہا کہ تم کئی منزل پر ایک صحرا مین درہ ہے پہاڑ کا وہان جاؤ چار ساحر میرے ملازم پہرہ اس درے
کا دیتے ہین اور سردار اندر درے کے قید ہین انکو لے آؤ نسرین حسب الحکم اٹھکر بیرون بارگاہ آئی از بسکہ
کئی منزل جانا ہے اسلیے اپنے خیمہ مین گئی کہ کچھ اسباب احتیاج کھانے پینے کا سامان ساتھ لیلوں یہ جب خیمہ مین
چلی چالاک تو باہر بارگاہ کے کھڑا ہی تھا اسنے اسکو جاتے دیکھکر لشکری سے کہا کہ بھائی ذرا اس سے پوچھنا کہ
کہان جاتی ہین اسنے اسکے کہنے سے پوچھا کہ حضور دربار سے کیون اٹھ آئین اسنے کہا مین قیدیونکو لینے جاؤنگی
یہ سنکر چالاک بھی ایک سمت چلا گیا اور جبتک خیمہ مین نسرین سامان روانگی درست کرتی رہی اسنے بھی صورت
بصورت لالہ زار کی اسی خال و خط اور لباس و زیور سے درست ہوکر اسکے روانہ ہونے سے پہلے آپ ویرانہ
صحرا مین آکر ٹھہرا اس اثنا مین نسرین خیمہ مین تیاری کرکے تخت سحر پر سوار ہوکر اڑی اور اسیطرف آئی کہ جہان
لالہ زار نقلی ٹھہری تھی اسنے اسکو دیکھکر پکارا کہ اے نسرین ذرا ٹھہرنا اسنے تخت روکا اور اسکو پہچانکر
زمین پر اتری عرض کیا کہ حضور نے کیون تکلیف فرمائی چالاک نے کہا سبب یہ تھا تیرے جانیکے مجھکو خفقان ہوا کہ
مبادا کچھ راہ مین فساد واقع ہو پیچ پڑجائے بدین وجہ چلی آئی اب ہم تم ملکر قیدیونکو لے آئین نسرین نے کہا بہتر
آئیے سوار ہو جیے چالاک اسکے تخت پر سوار ہوا اور اس نے تخت اڑایا جب بزور سحر کچھ دیر مین
اسی صحرا مین پہونچی کہ جہان درہ پہاڑ کا تھا اسنے وہان اتارا چالاک نے دیکھا کہ صحرا لق و دق ہے اور سامنے صحرا مین
ایک پہاڑ سیاہ رنگ کا ہے کہ بالکل تاریک تر از جاہل ہے ہر درے سے اسکے بخارون کی طرح دھوان نکلتا ہے
چار سیاہ فام درے کے سامنے بیٹھے ہین بستر لگا ہے شراب خواری کا چرچا ہے لالہ زار نقلی جب انکے قریب پہنچی
انھون نے اٹھکر سلام کیا اسنے حکم دیا کہ قیدیونکو لیکر میرے ہمراہ چلو بموجب ارشاد ملکہ سحر خوان ہوے درے
سے دھوان ہر طرف ہوا قیدی ظاہر ہوے سبکو زنجیر سحر مین باندھکر تخت پر ڈال لیا وہ چارون بھی چلنے پر
آمادہ ہوے تھے کہ لالہ زار نقلی نے نسرین کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا درہ کوہ مین چل مہتاب کرونگی صحرا کا واسطہ
ہے مجھکو ڈر لگتا ہے اکیلے اسنے کہا واری چلیے یہ کہکر ساحرونکو ٹھہرا کر آپ ساتھ چلی جب درہ کوہ مین پہونچی لالہ زار
نقلی نے کہا کہ ارے یہ سامنے مکان کیسا بنا ہے روشنی کیسی ہو رہی ہے اسنے کہا حضور یہان مکان کہان آپ کیا
فرماتی ہین اسنے کہا تجھے اندھا بناتی ہے وہ کیا سامنے ہے نسرین اسکے کہنے سے ادھر ہی دیکھنے لگی اسنے
اسکے منھ پر بیضہ بیہوشی مارا کہ وہ چھینک مارکر بیہوش ہوگئی اسنے اسکے کپڑے لیے اور فتیلہ عیاری جلاکر

آئینہ سامنے رکھکر اسی کی شکل بنا اور وہی لباس پہنکر باہر آیا ساحرون سے کہا ملکہ تو ادھر سے تشریف لیگئین گزرگاہ
گئی ہین کہ قیدیونکو جلدی لاؤ ساحرون نے کہا کہ چلیے ہم حاضر ہین یہ سنکر جس تخت پر قیدی تھے اسپر یہ بھی جا بیٹھا
ساحرون نے تخت اڑایا اور بعد قطع مسافت روکش لشکر لقا مین پہونچے نسرین نے کہ تم میرے خیمہ مین قیدیونکو
لیکر ٹھہرو مین ملکہ سے اطلاع کرون ساحر حسب الحکم وہین ٹھہرے اور چالاک دربارگاہ گیا لالہ زار اسی کی منتظر
دربار مین بیٹھی تھی اپنے خیمہ مین نہین گئی تھی اسکو دیکھکر پوچھا کہ لائی اسنے انگلی دہن پر رکھکر کہا چپ رہیے اور قریب
آکر کان مین کہا کہ وہ چارون قیدی مع ساحر دنکے میرے خیمہ مین ہین مین اسلیے نہین لائی کہ مبادا کچھ فتور عیار
کرین پس حضور وہین چلکر انھین قتل کرین تو بہتر ہے لالہ زار یہ سنکر اٹھی شیطان نداف کو تاب نہ آئی یہ بھی ساتھ
ہولیا اور راہ مین حال پوچھا کہ کہاں جاتی ہو اسنے سب ماجرا بیان کیا شیطان نے کہا بخوف عیاران سردار دنکو
بارگاہ مین نہین بلایا کیا خوب کیا ہو آخر ہم آئین تہان سردار ہون خیر اچھا چلو مین بھی انکے قتل مین تمھارا شریک ہون
یہ کہکر ہمراہ ساتھ ہوا اور خیمہ نسرین تک جب پہونچے نسرین آتشی نے کہا کہ یہ چارون ساحر پشت خیمہ پر
جاکر حفاظت کرین کہ کوئی آنے نپائے بختیارک کو بھی یہ راے پسند آئی کہا کہ ملکہ سچ کہتی ہے یہ ہوشیاری مناسب
ہے لالہ زار نے ساحرون سے کہا تم پشت خیمہ پر جاؤ وہ جب روانہ ہوے نسرین نے آگے بڑھکر انسے کہا کہ
ملکہ فرماتی ہین کہ خیمہ مین کیسا ہی غل و شور ہو تم خبردار بغیر ہمارے بلائے یہان نہ آنا اور نہ کسی لشکری کو
آنے دینا انھون نے کہا ایسا ہی ہوگا پھر تو سب جا کر پہرا دینے لگے اور خنجر بختیارک و لالہ زار کھینچکر
پیہ علمشاہ و تورج و ہاشم و فولاد کے آئے یہ بیچارے طوق اور زنجیر بحر مین گرفتار بیکس و ناچار کیا کر سکتے
تھے اسوقت جو قریب زمانہ مرگ دیکھا ہر ایک نے کلمہ شہادت زبان پر جاری کیا اپنے اپنے عقائد کا
اقرار ایک نے دوسرے سے کر کے گواہ بنالیا پھر رجوع قلب خالق کن فیکون کو پکار کر کہا اے غائب
کل غائب احکم الحاکمین پھر یہ ابیات

بہا اشکوں کا دریا چشم تر سے	دعا نکلی یہی سوز جگر سے
کہ یا رب اس بلا سے خلاصی دے	تصدق سے پیمبر کے بچا لے

یہ سب مصروف دعا بصد التجا تھے کہ نسرین نے کہا اے ملکہ معشوق کی ہر عاشق خوشامد کرتا آیا ہے ازل سے
یہ رسم چلی آئی ہے اسوقت تم فولاد پاس بیٹھ جاؤ اور ملک جی سے کہو کہ وہ بھی بیٹھا ہے تم کی منت پذیر ہو شاید
راضی ہو جائے تو معشوقِ دل بر آئے ورنہ پاس بیٹھکر حسرت نظارہ تو نکال لو پھر تم کہاں اور یہ کہاں
ہجوم کی صحبت ہی غنیمت ہے کہ اجل سر پر ہے مصروف حسرت کو ہجوم شوق بس فرصت بہت کم ہے
کہتا نسرین کا بہت پسند آیا بختیارک کا ہاتھ پکڑ کر قریب فولاد لالہ زار بیٹھ گئی اور زبان پر حرف
شکایت لکھی کر کے ابیات

کہا اسنے کہ او نا آشنا دوست	وفا کرتے ہیں یوں ہی دوست با دوست

کوئی حق محبت یاد بھی ہے — قبول خاطر آزاد بھی ہے
میں اب دشمن ہوں یا آگے بھی تھی میں — نہیں شایاں ہوں لطف و رحم کی میں
کبھی ہم پر بھی تھے الطاف تیرے — جگر و دل سب طرح تھے صاف تیرے
کبھی ہم سے بھی ملتی تھیں نگاہیں — صدائیں لب پہ دیجاتی تھیں آہیں
حذر کر آہ مظلوماں سے ظالم — خفا ہوتے نہیں مہمان سے ظالم
یہ چند انفاس ہیں باقی جو کچھ دم — غنیمت ہیں کہاں تو اور کہاں ہم
بسر کر زندگی آمیزش دلدار — بجا لا ہر طرح پر خواہش یار

اسیطرح کی باتیں کرنے میں یہ خوب محو ہوئی اور بختیارک کا بھی خیال اسکی باتوں پر لگا تھا ہنوز فولاد کچھ جواب نہ دینے پایا تھا کہ چالاک جو بشکل نسرین سر پر کھڑا تھا اسنے ایک حلقہ گردن لالہ زار میں کمند کا اور دوسرا گردن بختیارک میں پھنسا دیا لالہ زار نے باتوں کے خیال میں کچھ نجانا کہ کیا ہوا مگر بختیارک نے جو سر اٹھا کر دیکھا نسرین کو کمند لیے پایا سمجھا کہ یہ عیار ہے پکارا کہ ملکہ خبردار سر پر تمھارے اجل سوار ہے اس کہنے سے اسنے گردن اٹھا کر دیکھا چالاک نے حباب مارا کہ دماغ پر پڑکر غش ہو ساحرہ بیہوش ہوئی بختیارک پکارا ارے دوڑنا مارے ڈالتا ہے چالاک نے اسکے ایک لات ماری کہ وہ ڈھلک کر جو آگے گرا حلقہ کمند جھٹکے سے گردن میں تنگ ہوا سرداروں نے جو یہ ماجرا دیکھا سب خوش و خوشنود ہوے کہ اب وقت رہائی قریب آیا اور بختیارک نے ہر چند غل مچایا پا ہے جو ساحرہ نے منع کر دیا ہے کہ بغیر ہمارے کیسا ہی غل کیوں نہو تم نہ آنا وہ کوئی بھی نہ آیا اسوقت خوشامد کرنے لگا کہ مرشد زادے آپ خوب وقت پر پہونچے اس قحبہ کو ماریئے لائیے مجھے خنجر دیجیے کہ میں جہنم میں بھیجوں آپ اس کا اسباب جبتک لوٹیے اور آپ نہ آتے جب بھی سرداروں کو تو کوئی میرے ہوتے قتل نہ کر سکتا تھا چالاک نے کہا اے منافق آج بغیر قتل کیے تجکو ہم باز نہ آئیں گے بختیارک کلمہ پڑھنے لگا چالاک اسکی باتیں فریب آمیز سنکر گویا ہوا کہ ملک جی یہ خنجر لو اور ساحرہ کو قتل کر و اسنے کہا بہت بہتر میں تو اس قحبہ کا سخت دشمن ہوں یہ کہکر اسیطرح کمند تو گردن میں پھنسی رہی اور یہ اٹھ کھڑا ہوا اور خنجر ہاتھ میں لیکر بڑھا مگر کہتا چلا کہ افسوس اسکی جان مفت گئی چالاک نے پھر دو تین لاتیں ماریں کہ کیوں ملے بیکا یہ افسوس کیسا بختیارک دو لاتیں کھا کر پکارا کہ زہے عزت بلائیں لیتی ہے جان ناتوان ہیں چنانچہ یہ تو سخت ان کرنے لگا مگر چالاک نے تامل مناسب نہ سمجھا فوراً لالہ زار کو ذبح کر ڈالا بختیارک آنکھیں بند کر کے بیٹھ گیا کہتا تھا کہ ارے تو بہ ارے تو بہ کیا تیز خنجر بران کی صفائی ہے سم اول ہی سے دہلتا ہے یہ تو اس گفتگو میں ہے کہ ساحرہ کے مرنے سے غل و شور برپا ہوا سرداروں کے سوتے ہی چھوٹ گئے اور چالاک نے دوڑ کر گلے بختیارک پر بھی خنجر رکھا اسنے کہا اے مرشد میری کیا خطا ہے اسے کہا کہ ساحر تیرے غل کرنے سے آگئے ہیں بس ہم آخر تو گرفتار ہو جائینگے بہتر یہ ہے کہ تجھے بھی

قتل کرتے جائین یہ سنکر اُسنے کہا مجھے آپ باہر جانے دیجیے کیا مجال ساحر جو روکین اسنے عہد لیکر اسکو چھوڑدیا وہ جو باہر نکلا ساحر جو غل سنکر دوڑے آئے تھے اُنسے کہا کہ ارے جلد اپنے اپنے بستر پر جاؤ یہان وہ آفت آئی ہے کہ سب مارے جاؤگے ساحر فرط خوف سے علیحدہ ہوے سردار دنکو چالاک لیکر چلا اور بختیارک اپنے خیمے مین اس عرصے مین ساحر شب کا تیغ صبح نے سر جدا کیا اور مہر تابان بہ شکل شمشیر بران ترک فلک کی کمر سے آویزان ہوا

نظم

کھلا کچھ نور پیشانی سحر کا
کہ مثل نقطہ باقی ہے سمٹ کر
دھوان ہلکا ہوا شب کے جگر کا
موذن کہتے ہین اللہ اکبر

امیر برائے ادائے فریضۂ رب قدیر مسجد گرباس مین داخل تھے کہ سردار مع عیار آکر قدمبوس ہوئے امیر نے سرکو سینے سے لگا لیا بعد فراغ طاعت الٰہ بارگاہ مین تشریف فرما ہوے بادشاہ بھی اور رنگ شہنشاہی پر جلوس فرما تھے سرداران تمام جمع ہوتے جاتے تھے کہ یہ سردار رہائی یافتہ نذر گزرانتہ پیش بادشاہ ہوے بادشاہ نے ہر ایک کو خلعت حسب لیاقت دیا اور چالاک کو جلد مین اس عیاری کے مالامال کردیا پھر ارباب نشاط حاضر ہوے رقص کا سماںبندھا دور شراب گلرنگ شروع ہوا یہان تو یہ کیفیت ہے اس جانب لقا بوجہ اُٹھ آنے ساحرہ کے آرام پذیر ہوا انتقام سحر بکرو فر تخت نکبت پر آکر بیٹھا تھا کہ بختیارک ناچتا ہوا اور بکتا ہوا کہ ارے خداوندہ تیری بندی گندی جہنم کی مہری مین داخل ہوگئی اسکو ہم بھی جل بسے تھے مگر رحم آگیا جو چھوڑ گئے یہ کہکر سب حقیقت بیان کی لقا نے کہا ہمنے پہلے ہی تقدیر مین لکھ دی تھی کیونکہ وہ بدکار شہوت پرست تھی اپنے یار کی محبت رکھتی تھی ہماری الفت اسکو ذرا بھی نہ تھی یہ کہکر حکم دیا کہ لاش اسکی ساحر خیمہ سے اُٹھا کر سمت قلعہ گلفامیہ جائین حسب الحکم ساحر لاش لیکر روانہ ہوے اور سلیمان نے بھی نامہ مشتمل بر شکایت عدم رسی مدد لقا کی طرف سے افراسیاب کو لکھا بدستور بہار پرے پنجہ لیگیا اس طرف ساحر نالان وگریان قلعہ گلفامیہ مین مع لاش لالہ نار پہنچے شوہر اسکا سریر حکومت پر متمکن تھا کہ لاش ساحرون نے سامنے لاکر رکھدی گلفام نے تاج زمین پر دے مارا اور پکارا کہ ہاے میرا گھر تباہ ہوگیا افسوس میرا پہلو اجڑ گیا میرا آرام خاک مین ملا اے میری رفیق بی بی انیس شب غم تونے آخر محبت فرہاد مین جان دی اسیطرح کا حال مین نے سنکر درگذر کیا تھا لیکن فلک نے تجھکو آخر مجھسے جدا کر دیا ارکان دولت نے اسکے سمجھانا شروع کیا کہ حضور آپ صبر فرمائیے وہ بی بی بڑی نیک تھین کہ بچہ خداوند بیچارگی شاد ہو گئین اب انکی بہشت مین سیر کرتی ہونگی کسکے ایسے نصیب ہین جو اسطرح کی موت ملے غرضکہ بعد جزع و فزع بسیار اسنے حکم دیا کہ لشکر جو بھر کر آیا ہے امین سے کچھ ساحر تھوڑی فوج برائے حفاظت قلعہ رہین اور جو فوج یہان موجود تھی اور جو بھر کر آئی ہے وہ سب تیار ہو کر میرے ساتھ چلے بنا بر حکم تیاری ہونے لگی اور اسنے ایک عرضی اس سب کیفیت کی شاہ جادوان کو لکھی یہ مضمون بھی اسمین تھا کہ اب غلام آپ کا لڑنے جاتا ہے یہ عرضی

ایک پتلا سحر کا لیکر اُڑا اسباب پاس پہونچا شاہ طلسم نامہ اقا کا پڑھ رہا تھا اور چاہتا تھا کہ کسی ساحر کو بہر
امداد خداوند بھیجے یہ عرضی جو آئی پڑھکر خوشنود ہوا کہ بہتر ہی اسکو جانیدو یہی جواب لکھدیا کہ عرضی تمہارے
اشد علاک موافق مرضی یہ تخط کرکے واپس ہی دیدیکا مرنا تمھاری معلوم کرکے مابدولت کو بھی افسوس ہوا تم مراعات
سلطانی میں دل رہیگی جاؤ اور خداوند کی مدد کرو یہ جواب تو پتلے کو دیا کہ وہ لیگیا اور ایک عرضی بجواب صحیفہ
خداوندا نے لکھی مضمون یہ تھا کہ زہے غفلت اس بندۂ احقر کی نسبت اپنے خداوند کے یہ کہ بار بار جسکی
شکایت خداوند فرماتے ہین واقعی عین رحمت خداوند میرے حال زبون، فعال یہ ہی کہ کوئی غضب اسی
بے استنائی کے عوض مین خداوند مجھپر نازل نہیں کرتے پس بموجب بیت شکر فیض تو چمن چون کند اے
ابر بہار ۔ کہ اگر خار و گر گل ہمہ پروردۂ تست ۔ خداوند الہا رشید بارگاہا میری غفلت پر نظر نہ کرنا مین
خطاوار ہوں اب شوہر لالہ نزار کہ ساحر زبردست ہی خدمت مین حاضر ہوکر مقابلہ بندگان خالی کریگا
اور یہ بندہ تیر اور بھی عقب مین اُسکے بھیجے گا یہ عرضی ایک ساحر کے ہاتھ خداوند کے پاس بھیجی وہ عرضی
پاکر انتظار گلفام پہ بیٹھا اور اسطرف جب عرضی دخطی قلعہ گلفامیہ مین پہونچی وہ تو منتظر تھا ہی جواب
پاتے ہی تخت سحر پر سوار ہوا چوبیس ہزار ساحر ہمراہ لیے اور سولہ ہزار برائے حفاظت قلعہ مین چھوڑے
کیلیے کہ طلسم ہوشربا مین چالیس کنوئین سحر کے ہین اُمین سے ایک کنواں چاہ زمرد تھا کہ جسکا سیلا جلد اول مین
بیان ہوا چنانچہ ان کنوون سے بند چاہ اس قلعہ گلفامیہ کی بھی سرحد مین ہین اور اس طلسم کی چالیس سرحدین
ہین اور چالیس دروازے بھی داخلہ طلسم کیلیے ہین ایک دروازہ وہ ہی جدھر اسد ہی اور اس قلعہ گلفامیہ
مین تین دروازے ہین ایک تو ادھر دروازہ ہی کہ طلسم آئینہ کے رہنے والے اگر طلسم ہوشربا مین جانا
چاہین تو پہلے قلعہ گلفامیہ مین آئین اور دوسرا دروازہ وہ ہی کہ نرگس کوہ کے رہنے والے ادھر سے
طلسم مین جا سکتے ہین اور تیسرا دروازہ وہ ہی کہ عقیق کوہ کے ساکن اور جابلقا کوہستان کے لوگ مثل کوہ
سرمر قلعہ اندس وغیرہ کے اشخاص طلسم مین جا سکتے ہین چنانچہ سپاہ بیکران اسلیے گلفام نے یہاں چھوڑی
کہ ان سرحدونکی نگہبانی رہے جب یہ انتظام ہو چکا آپ بحشم و خدم کوچ کیا اور قلعہ سے نکل گیا
ایک منزل پر آکر اترا ہنوز آگے نہ بڑھا تھا کہ ادھر ناجر اسے تازہ سنیے یعنی عاشق روسشاہ اسلامیہ
ملکہ بہار کے دونون عیارونکے جو طلسم کو کب سے چلی تھی اور اُس دروازے سے جو شمالی حد کا تھا بو جب
حکم عمرو ساحرون نے اسکو رخصت کیا تھا چنانچہ ملکہ مذکور سیر طلسم کی کرتی سرحد طلسم آئینہ مین آگئی اور
راہ اسکو نہ ملی کہ جس راہ سے پہلے آئی تھی طلسم آئینہ ٹوٹ چکا ہی اسوجہ سے اچھی طرح یاد نہ تھا اور بہار
اسطرف بعد مدت جو آئی تھی تو نہ پہچانا کہ یہ کونسا مقام ہی عیارون سے کہا مین راستہ بھولکر نہین معلوم
کدھر نکل آئی عیارون نے کہا آپ تخت اتاریے تو ہم راہ کسی سے دریافت کرین اسنے تخت اتارا
عیار صورت بدلکر روانہ ہوے اور آیندو روند سے حال پوچھکر پھر آئے کہا اے ملکہ یہ طلسم آئینہ ہی یہانسے

ایک راہ نرگس کوہ گئی ہے اور ایک راہ طلسم ہوشربا لیکن اول قلعہ گلفامیہ ملیگا جو سرحد طلسم نور کا قلعہ ہے وہانسے چاہے طلسم مین جائے چاہے کوہ عقیق لشکر اسلام مین جائے اب طلسم کوکب سے چلین تو آخر طلسم ہوشربا کیطرف آنکلین بہار نے جو نام لشکر اسلام سنا دوٹے کہا کشش کیسی صادق ہے جو اپنے عشق کا اثر دکھا رہی ہے جو دور چاہان تک خود بخود آن ہوا ہے پہونچنے کا بہانہ ہوا اب یہ دل کے ارمان نکالتی چلو ایک نظر دیکھتی بھالتی چلو یہ سوچ کر عیارون سے کہا کہ مجھکو زیارت امیر کا کمال اشتیاق ہے و نیز تمسے بھی ایک مدت ہوئی کہ فراق ہے اگر مناسب سمجھو تو لشکر اسلام مین ہوتے چلو عیار حقیقت مین فراق کشیدہ اپنے آبا سے وطن سے تھے گویا ہوے کہ ای ملکہ بہتر ہے چلو اسنے کہا کہ سوار ہو کر روانہ ہو عیارون نے کہا بالفعل چلنے مین سرحد دار الطلسم ملکہ کے باہر نہ نکلنے دینگے لڑائی پڑ جائیگی بہتر یہ ہے کہ ہم دونون عیار یہی سے بیرون طلسم جاتے ہین اور تم بزور سحر نکلو پھر تو وقت سمجھ لیا جائیگا بہار نے کہا اچھا اور عیارونکو رخصت کر دیا گئے برسکر قران نے برق سے کہا تم اپنی راہ جاؤ مین اپنی راہ جاتا ہون چنانچہ یہ دونون بھی الگ الگ ہو گئے حال انکا بیان ہوگا وہ طالب دیدار یعنی بہار جو چلے روانہ ہوئی تو کبھی سحر سے اڑ کر چلتی کبھی حسب موقع پیادہ روی اختیار کرتی روانہ تھی دلمین جوش تمنا لب پر حکایت عشق وصل کا مزا یاد آتا کبھی کہتی کہ او نادان کدھر چلی ہے کیون اپنا دل پرائے بس مین دیتی ہے ابھی خیر ہے پھر آگے پرک سیر ہے جب محو حسن رخسار ہوگی اور دو چشم بیمار ہوگی بغیر شربت دیدار فائدہ نہوگا دل دیدہ نہ ہوگا تو تیون کا سا انداز ہوگا ابر گیسو باران جابر ہے سایہ کا سر اٹھانا مشکل ہو جائیگا کبھی تو اسطرح دلکو سمجھاتی اور کا ہے اسطرح کی آرزو جتاتی کہ جوانی مین دیکھو دل آیا ہے خراب نہ ہو کوئی نگاہ ہون مین جو غضب پیدا ہوے ہین رفتار مین جو ستم ہویدا ہوے ہین کسی پر تو یہ جفا کی جائے جو جو ستم مین صاف ہون ناز و غمزے کیجیے دل سے حاضر مسافت ہون شمشیر ابرو کے وار کہانتک خالی جائین آنکھین کیسکو تر گردش قسمت دکھائین عارض آرزوے بوسہ پڑھائین سینے کا ابھار کہانتک سر در گریبان ہے ساقی یا کہانتک پردہ مین پنہان ہے چھپا تیا ہے نہ فانوس بزم محبت نہین ساقی یا کسی شب کو شمع عریان بنکر فروغ دہ انجمن الفت ہون کبھی دیر ہے جام آرزو ہوتا آتش تماشے شباب کا سکر دل سے قابو ہوتا تو بیتابانہ یہ زبان پر لاتی کہ موجب

ابیات

ہوئی مدت کہ جوشش نوجوانی — نہین آرام بخشش زندگانی
خدا جانے وہ وقت آئیگا کس دن — کہ روشن ہو تری شمع دل افروز
کہینگے ہنسکے سب گذرا ہے حال — کہ یہ ایذا اٹھائی ہے کئی سال
تجھے دیکھین گے خندان صورت گل — گلے لپٹین گے تیرے مثل بلبل
وہ بوسون کے چٹاخے جسکی آواز — دل شق ہی پر کرتی ہے اک ناز

غرضکہ اسیطرح باتین دل سے کرتی جوش عشق سے آہ سرد بھرتی رفتہ رفتہ صحرائے ملک گلفامیہ مین پہونچی اس دشت سبزہ زار کو دیکھکر خیال سبزہ رخسار جانان آیا خضر آباد اس جنگل کا نام رکھا ہوس نے کہا اب یہین بستر لگاؤ تفریح طبع نے جواب دیا کہ ہان ہان اچھا تو ہے ٹھہر جاؤ نگاہ شوق کا تقاضا تھا کہ رخسار معشوق کے بدلے دید گل

کردو دامن گلہائے تمنا سے بھر دو عشق کہتا تھا کہ جو اصل مین مزا ہو وہ نقل مین کہان جلد چلکر نظارۂ روے دلبر کرو لیکن خستہ راہ بہت تھی عشق کو ضبط کر کے اُسجگہ ٹھہر گئی اور از بسکہ یہ سحر باغ و بہار کا کرتی ہو جدھر اسکی نگاہ اٹھ گئی گلو نین جان تازہ پڑ گئی نہرین بسان طبع روان عاشق جاری آہ سرد سے مشابہ باد بہاری مرہم زخم دل سودہ زدہ سبزہ زنگاری اسنے اُس جنگل کو تا دیر نگاہ آرزو سے دیکھا اور صحبت محبوب کو یاد کیا کہ کبھی ہم بھی گلستان انجمن مین تیرے گلہائے عشرت چنین گے بسان خار دامن سے اُلجھینگے یا برنگ گل گلے کا ہار بنین گے افسانہ ہمارا بلبل کا ترانہ ہوگا گوش گل کو سماعت کا بہانہ ہوگا **نظم**

گریبان چاک ہونگے صورت گل	حذر مانگین گے قصد بے تابی
ہوس کستی ہے پھر اٹھین وہی جوش	مزے دین روح کو کھوے ہوے ہوش
دم رخصت ہے اپنی زندگی کا	نکل جائے کوئی ارمان توجی کا
فراق یار مین بیتاب ہو لین	تمنا ہے تصدق ہوکے رو لین
لبون پر نانہ کرے جوش فریاد	محبت یہ تو کیسے خانہ آباد

اسی سودے جوش الفت مین دربار تک پہونچنے کا سامان ہوا یعنی ہواے محبت نے کار نسیم سحر کیا آہ سرد نے دماغ مین خنکی پہونچائی یہ تختہ سنگ پر سر رکھکر سو گئی اس صحرا مین جو ساحر کہ بطور محافظون کے گشت رہتے تھے انھون نے اسکو پہچانا از بسکہ معشوقہ شاہ طلسم اور بہن حیرت کی ہو نیز ساحرہ زبردست ہو کسیکو اسیر ہاتھ ڈالنے کا یارا نہوا سواے اسکے کہ طائر بنکر اُڑے اور **گلفام** منزل بحر پر قلعہ سے نکلکر اترا ہوا تھا اسکے سامنے آ کے بشکل انسان ہوکر اسطرح تسلیم کر کے بعد عادی کہ بیت رہے ملک بر بادتر اور ام + بنائے تجھے تیرا دشمن غلام ملکہ بہار ذی وقار فلان صحرا مین یکہ و تنہا بے یار و مددگار آکر سو رہی ہو نہین معلوم کس دکھ مین گرفتار ہو رہی ہے **گلفام** یہ خبر سنکر ہنسا اور کہا مجھکو خبر پہونچی ہو کہ یہ ملکہ شریک باغیان بادشاہ طلسم ہو یہ اسی سرکشی کا نتیجہ ہو جو ماری ماری پھرتی ہو اسکو گرفتار کرنا چاہیے کہ خداوند کو نذر دینا لازم ہو کیا عجب ہو کہ تیری بی بی اسکے عوض مین خداوند عطا کرین یہ کہکر کئی ہزار چیدہ روزگار ساحر ہمراہ لیکر چڑھ دوڑا اور صحرا کا محاصرہ کر کے مع چند ساحرون کے جو آگے بڑھا اس فتنہ پرداز عالم کو سوتے پایا کہ جوانی کی نیند مین غافل پڑی ہو شمع رخسار کو دے رہی ہو چادر حسن دور باش کہتا ہو سایہ اُس پر کیا پہرہ دیتا ہو کلیان گلو کی جیب پرن کر چھٹنے سے آنکھ نہ کھلجائے گل ہنستے نہین کہ نیند مین اس گل کی فرق نہ آجائے اور صبا دبے پاؤن چلتی ہو کنیز کی طرح پنکھا جھلتی ہو شب زلف کی رخسار سحر پر چڑھائی ہو مین نہین شام غربت صبح وطن کو پیش آئی ہو شبنمی دوپٹے کی آڑ مین سینہ کا ابھار شکم کی صفائی پائجامہ کے پائنچونکا کھلنا اور پنڈلیون کا اونچا ہونا اُٹھین پائجامے کی چرسون کا جو بن نامرد صد سالہ کو شہوت پرستی سکھاتا تھا اور مردونکا تو یقین ہو کہ میرے بیان پر اور ہی رنگ ہو جائیگا **گلفام** اس گل پر برنگ بلبل ہزار جان سے شیدا ہوا اور ساحرون نے اس کے حکم سے سوتے ہی مین سحر پڑھکر دست و پا اسکے بیکار کر دیے پھر پاس جاکر زبانین سولی ڈیتا چاہا کہ اکھڑ اسکی کھلی ان موذیونکو

دیکھکر جانا کہ سحر پڑھے سحر یاد نہ آیا گھبرا کر پکاری کہ لے بیجاؤ یہ دغا کرنا کیا اگر مرد ہو کہ ہوشیار کرکے رو گلفام نے کہا تو نمک حرام
ہو تیری یہی سزا ہے میں پاس خداوند کے تجھے لیجاؤنگا بی بی میری مرگئی ہے اُنسے تجھکو مانگ کر بی بی اپنی بناؤنگا اُسنے جو یہ کلام
سنا دل میں سمجھی کہ دیار معشوق میں بغیر گرفتار ہوئے جانا نہ ملیگا یہ سمجھکر بولی کہ اے گلفام تو مجھکو خداوند پاس نہ لیجا ورنہ
بہت پچھتائیگا مدعائے دل نہ بر آئیگا اُسنے نہ مانا اور اس گنجینۂ حسن کو سحر سے بیہوش کرکے ایک صندوق میں بند
کیا اور لشکر میں لاکر حکم کوچ کا دیا چوبیس ہزار ساحر طائران سحر پر سوار ہو کر چلے دُم مُونا قوس بجنے لگا گلفام نے
ایک اژدر پر صندوق بار کرلیا اور تخت پہ سوار ہو کر اڑا طائران سحر سے روئے ہوا کالا تھا آتشباری سے دل
روزگار میں چھالا تھا مختصر یہ کہ بعد قطع مسافت راہ طلسم سے نکلکر قریب لشکر لقا پہونچا راہ میں جہاں کہیں
ٹھہرتا بہار کو صندوق سے نکالکر سحر خوب سا کہکے سوزن دور کرتا اور کھلا پلا دیتا اسیطرح جب کوہ عقیق میں پہونچا
یہاں اُسکے آنیکی خبر نامۂ بادشاہ طلسم سے پہلے ہی ہو چکی تھی آمد لشکر ساحران کی علامت دیکھکر سرداران لقا
بہر استقبال آئے لشکر مقام بہتر پر اُتروایا یہ خود بارگاہ میں آیا لقا کو سجدہ کیا خلعت خداوندی نے دیا خلعت
پہنکر اپنی بی بی کے مقام پر بیٹھا بختیارک نے کہا اس جگہ نہ بیٹھو کہ سزاوار نہیں ہے بی بی تمہاری یہیں بیٹھی تھیں
یہ بی بی کا نام سنکر رونے لگا ساتھ ہی بختیارک اس سے زیادہ رونے لگا اور کہتا تھا کہ تم تو اپنی زوجہ سے قریب
ہو کہ جاکر ملو گے مگر ہمسے بی بی بھی تمہاری جدا ہوئیں اور تم بھی چھوٹے یہ کلمات سنکر وہ رونا بھی بھولا اور کہا ملک کی
تم تو ایسی باتیں کرتے ہو گویا میں بھی مارا جاؤنگا اُسنے کہا اسمیں کچھ شک بھی ہے بس اب کچھ دیر کے تم مہمان ہو مرشد نا
آسلئے اور تم جہنم میں گئے اُسنے ہنسکر کہا کہ تمہیں ہول سما گئی ہے وقت آیا تھا کہ ایک آدھ روز ٹھہر کر مقابلہ کرتا
مگر نہیں اب کل ہی سب مسلمانوں کا خاتمہ کرونگا شیطان بولا کہ آپ ایسے ہی ہیں یہ کہیے کہ مرنیکو جی جلدی
چاہتا ہے وہ تم کہا کرو اجل جلدی کرتی ہے مثل چلی آتی ہے کہ موت پھر پھر آتی ہے اتنا بات تونے زیادہ تر اسکو غصہ
آیا اور اسیوقت حکم دیا کہ طبل جنگ بجے لقا نے کہا کہ اے بندۂ قدرت شیطان کا کام ورغلانا ہے اسکے کہنے کا
بُرا نہ ماننا ہم تجکو اپنا نظر کردہ کرتے ہیں وہ سب مسلمانوں کا خون تیری تلوار میں بھرتے ہیں تو سبکو ماریگا اور کوئی
مسلمان تجھے قتل نہ کر سکیگا ارشاد خداوند سنکر یہ بہت شاد ہوا اور زیادہ لڑنیکا حوصلہ کیا خلاصہ یہ کہ جب
قتل العسان کم ظرف مہر تابان سر پر فلک سے اترا اور مزاج ساحرۂ شب نے خاطر داری عالم سے سوا پایا کہ **نظم**۔

کہ عمر روز نے انجام پایا — تبسم زا مزاج شام آیا
جھکی ہر سمت شام سوسنی رنگ — ہوئے ٹھنڈے طپش سے کوہ میں سنگ

شام ہوتے ہی صدائے نقارۂ حربی بلند ہوئی جاسوس لشکر اسلام خبر لیکر حاضر دربار شاہ ذوالاکرام ہوئے
زمین ادب کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ بیت کہا شاہا فدا ہیں لاکھ جان سے تیری تعریف کیا لائیں زبان سے ہم
ستمگر لالہ زار گلفام تاجدار نام ایک ساحر بد انجام نے آکر ارادہ نبرد کیا ہے لشکر حریف میں طبل جنگ بجا
ہے بادشاہ نے یہ خبر سنکر امیر کیجانب اشارہ کیا امیر نے حکم نواخت نقارۂ زرین دیا طبل جنگ شاہی و کوس سکندری بجی

چوب پڑی دنیا دلگیر ہو رہا سے اٹھکر دلاور خیمہ میں آئے تلوار کی سرکشی کا زمانہ قریب آیا گردن کی سربلندی کا وقت نزدیک پہونچا اسطرف سے جو نئے نئے سحر تیار کرتے تھے کلہڑیاں بھنگ کی جبینٹ میں چڑھتے تھے گلفام نے بھی چہرہ کا سور کے خون سے دیا تھا کبھی کا جوگ لگا یا تھا اگیار کا دھوان جسم کو دیکر اپنے بالونکی ایک ایک لٹ کرتے بیٹ کرکھولنے کا منتر پڑھا تھا نیا سررشتہ پڑنیکا پیدا کیا تھا لشکر دلیر میں نقیب للکارتے تھے بہادر نعرے مارتے تھے رعایا عوام الناس بازاری کہتے ہوئے تھے کہ آفت میں نہ گھر بیٹھیں بہادر کہتے تھے کہ سرجائیں مگر قدم نہ پھر جائیں یہ ہنگامہ برپا تھا کہ ابیات

کسی کے لب پہ تھا یا سامری جی
رہا کچھ پر جو کل ہوگی تمہاری

تو کچھ جادو کے منتر تازہ پڑھکے
کلیجہ تھید ونگا دشمن کا بڑھکے

کوئی کہتا تھا اے پیارے ہمنفر
مرے دشمن کے قبل بڑے بیشتر

کوئی پڑھتا تھا منتر اسطرح سے
بکت آکر یوں ہوگی جائے

پڑھو منتر دوالی نے جگا یا
یہ ایشر ناچنے تھینے سنا یا

اسی ہنگامہ میں خاطر دہر نے لب یوسف کی ہوئی سینہ فلک داغوں سے صاف ہوا سحر بہرمن پیدا اجالا کی ہوئی نظم

ہوئی جب صبح تھا اک شور برپا
کہ یارو وقت لڑنے کا پھر آیا

چلو میدان میں اور ہمت نہ ہارو
عدو کا بار سر تن سے اتارو

صبح کو بادشاہ گردون بارگاہ بصد عزت وجاہ شبستان سے برآمد ہوئے امیر تمام غمگسار بحد گریبار سے آکر ٹھہرے تھے حضور عالم کو مجرا کیا پھر تخت شوکت کو بوسہ دیکر قلب لشکر میں بیکار سمت جنگگاہ روانہ ہوئے جب جائے سعادت پہ پہونچے ترتیب لشکر شروع ہوئی رسالدار دلیدان اپنے اپنے سردار وسالار کی صف میں جمکر کھڑے ہوئے بسان سد سکندری دیوار آہن کھینچی تھی تلوار کی چمک نے دیدہ ہائے حلقہ زرہ میں روشنی دی تھی ادھر فوج مخالف نے مقابل ہو دیکر پرا جمایا تھا گلفام آج اژدر پر سوار ہوکر آیا تھا فوج کے سرخیل دیو و گرگ و اژدر شعلہ فشان پر سوار تھے صورت میں بد و سیرت میں نابکار تھے کوئی منہ جب پھونکتا منہ سے شعلہ نکلکر دھوان ہوجاتا اور عالم کو تاریک بناتا کوئی نفیر کو دم دیتا اس میں سے دھوان نکلکر ابر بنتا اور آگ برساتا عجب آفت برپا تھی نظم

زہر سو برآمد خروش سپاہ
بہ نقشہ تکبیر سو سے رزمگاہ

زبس نالہ بوق کوس و درای
ہمی آسمان اندر آمد زجای

ہم از بال اسپان و دست عنان
دگر بال و تیغ و کمان و سنان

تو گفتی جہان رزم اژدہاست
دگر آسمان بازمین گشت راست

نہ پیدا چہ روز گار گذر
زبس تیغ و گرز و کمند و سپر

الحاصل بعد ترتیب صفوف لشکر گلفام بہ انجام لقا سے اجازت لیکر وسط میدان میں آیا اور سحر سازی
دکھا کر پکارا کہ کہاں ہیں وہ لوگ جنھوں نے میری بی بی سے مقابلہ کیا تھا اسکے ہاتھ سے اگر بچگئے تو اب بچنا دشوار
ہو گا، آئیں سامنے یہ میدان کارزار ہے یہ نقیب سنتے ہی سب سے پہلے فولاد نے گھوڑا صف سے نکالا اور
بادشاہ سے رخصت خواہ ہو کر بسان شیر غضبناک سامنے آیا گلفام نے اسکو آتے دیکھکر ایک ناریل جھولی سے
نکالکر زمین پر مارا کہ زمین سے دھواں نکلا اور یکجا جمع ہو کر گھوڑا مشکی رنگ بنگیا یہ اسی گھوڑے پر سوار ہو کر
مقابل فولاد ہوا اس بہادر نے حربہ طلب کیا یہ اپنی کمر میں وہی رسی بالونکی لپیٹے تھا کمر سے کھولا سحر پڑھکر شکل
کمند فولاد پر ماری اُسنے ہر چند تلوار و خنجر وغیرہ سے حلقہ رسن کو وغیرہ کاٹا لیکن وہ کٹ نہ سکے اور یہ کھینچکر گھوڑے
سے گرا گلفام نے باندھکر ساحروں کے سپرد کیا اور پھر شور مبارز طلبی بلند کیا ایک مرتبہ تو روح لشکر اسلام سے
بہ شوکت و صولت نکلکر حسب ارشاد بادشاہ اُسکے سامنے آکر طالب جنگ ہوا اسنے وہی رسی ماری تھی کہ
شہزادے کے ہاتھ پاؤں میں وہ رسن لپٹ گئی اور یہ بھی نہ دھکا کر گھوڑے سے گرے ساحر گرفتار کر کے لیگئے اسنے
پھر نقیب دی ایک مرتبہ دست راست کی تمام صف کے علم جلوہ گری پر آگئے اور جانشین حمزہ یعنی دارائے ہند
لندھور بن سعدان نے فیل اپنا آگے بڑھایا اور سامنے تخت بادشاہ کے آکر فیل سے کودا عرض کیا کہ
جان نثاری کا حکم ظل اللہ نے نسبت اس کمترین کے شرف نفاذ پائے بادشاہ نے فرمایا کہ اے جہان پہلوان
تمنے کیوں تکلیف فرمائی اور لازم کیا نہ تھے اسنے عرض کیا کہ اب تو یہ غلام اپنے مقام سے آگے بڑھا اگر اجازت
میدان کی نہ ملیگی تو آبرو مجھ میں نہیں کیا خاک جینگی ہر دو دریائے لشکر موجزن ہیں آبرو میری نہ گھٹایئے لڑنے سے نہ
بچایئے بادشاہ نے اسکو خلعت دیکر سپرد خدا کیا یہ بہادر فیل پر بیٹھکر روانہ ہوا اور سامنے ساحر [illegible] کے
پہونچا اور تبرکات جناب شیث پیغمبر اپنے جسم پر آراستہ کیے تھا جب اُسنے بوقت طلب ضرب [illegible]
اسنے دعائے صحیفۂ ابراہیمی دم کی رسن کے حلقے بہ برکت دعا و تبرکات انبیا علیہم السلام [illegible]
گرز اٹھاکر چلا فیل اُسکا گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گیا گلفام نے گھبرا کر سحر پڑھا ایک دھواں زمین سے [illegible]
اس دھوئیں میں چھپکر بیہوش ہو گیا اسنے پھر سحر پڑھا کہ ایک دھند تاریک [illegible] اور اسی تاریکی میں لندھور کو اٹھا لیا اور
میں لیگیا جب وہ اندھیرا دور ہوا اسنے دیکھا کہ لندھور پشت فیل پر نہیں ہے الیاس [illegible] فیل [illegible] اسلام
میں پھیلایا اس اثنا میں بختیارک نے عیار کو بھیج کر کہلا بھیجا کہ اگر تمام سرداران اسلام کو [illegible]
پکاروگے حمزہ مقابلہ میں آئیگا بعد [illegible] باطل [illegible] اپنے [illegible] تمام
اسلام کو نقیب دی اور اسطرف سے دست [illegible] نے یکے بعد دیگرے نکلنا شروع کیا لیکن [illegible]
ہوا شام تک [illegible] سردار عالی [illegible] جب وہ زمانہ آیا کہ [illegible]
زندان خانہ [illegible] میں اسیر ہوا اور ساحر [illegible] شب [illegible]

اٹھا مغرب سے کچھ کچھ دود تاریک
ہوا آشکار [illegible] شام نزدیک

تھکے اعضا دلون سے چاہی آرام	اٹھین آنکھین نظر آنے لگی شام

شام کو لشکر وہین طبل بازگشت پر چوب پڑی شاہ کینہ خواہ بھی گرد اخل بارگاہ ہوئے فوج بھی آسودہ ہوئی
گلفام جب دربار مین آیا بختیارک نے کہا آج تمنے چشم بد دور بڑا معرکہ مارا کہو سردارونکو کہان قید کیا
اُسنے کہا ملک جی مین سردارنکو ابھی تو ایک خیمہ مین قید کر آیا ہون لیکن زیادہ اسیر نہ رکھونگا قتل کرڈالونگا
بختیارک نے کہا عقلمند کی دور بلا تمھین سمجھانا کیا یہی میری بھی راے ہے اُسنے کہا ایک مقابلہ کرکے اور
تھوڑے سے سردار اسیر کرلون تو قتل کردون بختیارک نے کہا اگر یہ منظور ہے تو میری صلاح پر چلو وہ یہ ہے کہ تم آج
کہین چھپ رہو کہ کسی عیار کے ہاتھ نہ آؤ اور مین طبل جنگ بجواتا ہون صبح کو نکلکر مقابلہ کرکے سردارونکو گرفتار
کرو دشمن کو مہلت دینا نہ چاہیے ایسا نہو کہ کچھ اور سامان ہو جائے ساحر کو اسکا کہنا پسند آیا اور اٹھکر مخفی ہونے
چلا مگر حکم نواخت طبل دیتا گیا چنانچہ چالاک و ابو الفتح بہ اشکال مختلف یہان حاضر تھے جب یہ پوشیدہ ہونے
چلا وہ عیار بھی ساتھ ہوے اور گلفام بارگاہ سے نکلکر اپنی بارگاہ مین آیا عیار پشت بارگاہ پر آئے اور
قنات مین چھپکر ایک سوراخ برابر سوزن کرکے دیکھنے لگے کہ یہ ساحر دیکھین کیا کرتا ہے غرضکہ دیکھا اس نے آکر
پہلے شراب پی پھر کھانا کھایا بعد انفراغ اکل و شرب مسہری جو اُسکے سونے کیلیے لگی تھی اسکے نیچے چلا گیا اور
پھر نہ معلوم ہوا کہ کہان ہے یہ دیکھکر دونون عیار مشورہ پذیر ہوے کہ ہم مین سے ایک قنات چاک کرکے اندر
بارگاہ کے جائے جب اسکو گرفتار کرینگے یہ گلفام مسہری کے نیچے سے آئے تو دوسرا صورت بدلکر آجائے
اور کچھ باتین مکر آمیز کرکے اُسکے منھ پر حباب بیہوشی لگائے اور بیہوش کرکے راہ جہنم دکھائے یہ صلاح پسند کرکے
ابو الفتح نے قنات کو چاک کیا اور ازبسکہ گلفام خوف عیاران سے پہرا چوکی نہ رکھتا تھا خیمہ بالکل اکیلا تھا
یہ بیخوف و خطر آیا دیکھا کہ شمعہاے کافوری روشن ہین سامان راحت مہیا ہے لیکن گلفام کا پتہ نہین اسنے
مسہری کے قریب جاکر اُسکے نیچے جھانکا کسیکو نہ پایا ناچار ہوکر پھر باہر آیا اور صورت بختیارک کی بنکر اندر گیا
اور پکارا کہ اے گلفام کہان ہو جلد آؤ ہر چند اُسنے پکارا مگر کسی نے جواب دیا اور نہ کوئی متعرض حال اُسکا
ہوا یہ پھر باہر آیا اور چالاک سے کہا اب کیا کرین اُسنے کہا امر مجبوری ہے رات بھر اسی بارگاہ کے گرد ہم بھی رہین اگر
موقع ملا تو مارینگے ورنہ جو منظور خدا یہ کہکر دونون اسی فکر مین پھرنے لگے اور طبل جنگ کا بجنا ہلکارون سے بادشاہ
اسلامیان نے جو سنا نقارہ رزم اپنے یہان بھی بجوایا اور شب کا دربار معاف کرکے داخل شبستان ہوے
لشکری کارسازی آلات جنگ مین مصروف تھے آج بسبب گرفتاری سرداران لشکر یان اسلام بیدل
تھے اُنکے دل بڑھانیکو چار سو نقیب بآواز سے نقابت کر رہے تھے یہ نعرے بھر رہے تھے کہ ہان اے
بہادرو یہ معرکہ جو کل درپیش ہے بیکار سب بس و پیش ہے تلوار کے آگے ساحر وغیرہ سب یکسان ہین مثل مشہور
ہے کہ مار کے آگے بھوت بھاگتا ہے جو دلاور ہین وہ ایثار کرینگے دشمن کو تہ تیغ خونخوار کرینگے جو نامرد و
کم اصل ہین وہ پیٹھ دکھائینگے جوہر رذالت اُنکے کھلجائینگے کہ بمقتضاے ابیات

پیا ہے جسنے جسنے شیر مادر | وہ عزت پائے گا مر کر بمقرر
کنیزک زادہ منھ پھیرے گا ہر بار | بہت تڑپے گا مثل نبض بیمار

اس صدائے ترغیب جنگ سے بہادر جوش شجاعت مین آکر جھومتے تھے شب رزم کو شمع تیغ سے بہر نثار پروانہ ہائے جان روشن کردیا تھا دل سے ارادہ تھا کہ دنکو کہین یہ اندھیر نہو کہ آفتاب شجاعت گہن مین آئے نام کی روشنی تاریکی شب ناموری سے مبدل ہو جائے اسی فکر مین کہین جوشنین صاف ہوتی تھین کہین کمانین بھی صاف ہوتی تھین تیرونکو کبیدہ خاطری دشمن کی نسبت سکھائی تھین زبان پیکان زہر اگلنے پر تیار وہ تیزی اسکو بتائی تھی گرز کلہ شکنی پر آمادہ نیزے سینون پر طعن کرنیکو استادہ تیغ باران ہلاکی میغ خنجرون کو جان لینے مین کیا دریغ تمام لشکر شب بھر جانبین کا اسیطرح سرگرم کار تھا دم سحر موت کا گرم بازار تھا آخر شب بسان نظر کج بازان پھر گئی و مثل نام نیک بہادران روز روشن ہوا طالب جنگ دشمن سے دشمن ہوا کہ **نظم**

چو خورشید از چرخ گردندہ سر | بر آورد بر سان زرین سپر
دو لشکر بر آمد زیک رہ بجاے | نہ سر بود پیدا سپہ را نہ پاے
بر آمد یکے ابر برسان قیر | سیہ گشت بر چرخ بہرام پیر
بر آمد ز ہر دو سپہ بوق کوس | زمین کرد با آسمان دست بوس
ز نعل ستوران پولاد سلے | زمین چون فلک گشت نقش نجا
سر نوک نیزہ ستارہ ببرد | سر تیغ تاب از شرارہ ببرد

امیر کشور گیر بعد فراغ اطاعت رب قدیر شاہ گردون سریر کو قلب لشکر مین بعد توقیر لیکر میدان مصاف مین آکر جاگیر ہوئے اسطرف عیار عیاری کی تدبیر کرتے رہے لیکن پتہ ساحر شریر کا نپایا صبح کو پشت بارگاہ سے پھر جھانک کر دیکھا تو **گلفام** بد انجام اسی سہری کے نیچے سے نکلا اور فوج ساحران لیکر وارد دشت قتال ہوا دونون لشکر جب آچکے زمین بلیدارون نے ہموار و برابر کی آبشار سقون نے ایسا کیا کہ ظاہری گرد و غبار بٹھا دیا لیکن دلونکے غبار و گرد کدورت خاطر آب شمشیر برس کر مٹائیگا غرضکہ جب صفین جم چکین **گلفام** نے مرکب دودی مثل دود ادل زمین سے پیدا کر کے سواری لی اور آگے بڑھکر بموجب فہمائش **بختیارک** نیب دی کہ یا حمزہ **صاحبقران** آج مین آپ سے طالب نبرد نہین ہون بلکہ آپکے سردارون سے لڑنا چاہتا ہون جسکا جی چاہے وہ آئے آخر اور بھی تو سب دعوے بہادری کا رکھتے ہین کچھ آپ ہی اکیلے لڑنیوالے نہین ہان یہ کہا چاہئے کہ یہ سب سردار صرف جلوسی ہین میلا دکھلانے کیلیے جمع کر لیا ہے لڑنے والا کوئی نہین صرف آپ ہی کی ذات والا ہے اگر یہ امر واقعی ہے تو آج مین پھرا جاتا ہون کل آپ سے اگر مدلقا کی ہوگی تو لڑونگا یہ صدا جب بہادرون نے سنی فرط غیرت سے کانپنے لگے اور امیر نے اشارہ کیا کہ کچھ سوارون نے گھوڑے بڑھا کر اسکے کلام کا جواب دیا کہ جیسا تو نے کہا ادھر سے بھی ویسا ہی عمل مین آئیگا سوائے سردارونکے **امیر**

تجھ سے مقابلہ نہ کرینگے اور اگر تو ساحر ہوتا تو یہ سردار کچھ کر تیرے لیے نہ تھے فی الجملہ آئین اسلامیان یہی ہے
کہ حریف جس طرح لڑے یہ لوگ وہی طریقہ اسکے ساتھ ختم کرتے ہین خلاف شجاعت قدم نہین دھرتے اسنے یہ کلمات
سنکر کہا کہ اچھا پھر جسکا جی چاہے وہ آئے یہ کہتے ہی دست چپ شہزادۂ قاسم نے مرکب زہرہ جبین سلیمانی کو
اڑا دیا لشکری پیادہ ہوئے بادشاہ نے ہنگام اجازت وہی خلعت دیا شہزادہ اسکے مقابل آیا اور پکارا کہ او
خیرہ سر لے ضرب مردان عالم اسنے وہی رسی بطور کمند شاہزادے پر ماری کہ دست و پا مین آکر لپٹی ہر چند انھون
نے حلقے اسکے کاٹنا چاہے وہ نہ ٹوٹ سکے نہ کٹے اسنے رسی کھینچی یہ بھی گھوڑے سے گر کر گرفتار ہوئے پھر اسنے
مبارز طلب کیا آج دست چپ نہین تا شام بندھ گئے ایک کے بعد دوسرا سردار جانے لگا اور اس جلساز کے رسن
سحر مین قید ہوتا تھا مثل مشہور ہے کہ حرامزادے کی رسی دراز آج اسنے دو سو سردار رسن سحر سے باندھے
اہل اسلام جب مقابلہ کو نکلتے دامن ہمت حبل المتین کو کمر مضبوط باندھتے غرضکہ جب کمند کہکشان نے پہلوان
روز کو اسیر کیا اور خط ابیض سے خط اسود پیدا ہوا کہ بیت جبین شام بھولی ہر طرف سے چلے جانے مشتاق
راہی اپنی سمت سے زیر شام لشکر دشمن طبل بازگشت بجا اہل اسلام کیطرف سے دلاور پکارے کہ اے گلفام
تمہاری شرط ہو چکی اب کل صاحبقران و نگار مقابلہ کرینگے اسنے یہ نہیب سنکر جواب دیا کہ مین خود
سوائے امیر کے اور کسی سے کل نہ لڑونگا یہ کہکر مراجعت کی لشکرون نے کمر کھولی لقانے بڑی دھوم سے
جشن کیا گلفام کو خلعت فاخرہ دیا اور کہا اے نظر کردہ من بعد فتح مین تجھکو طرہ پیغمبری دونگا اور
تجھے حور بہ جنت عوض مین تیری زوجہ کے عنایت کرونگا اسنے یہ کلمات حبیب خداوند سے سنکر سجدہ کیا
اور مشغول عشرت ہوا شراب کا دور چلنے لگا اس عرصہ مین بختیارک نے یاد دلایا کہ تم نے قتل کرنیکا سردارون
کے وعدہ کیا تھا پھر کیون تامل کرتے ہو اسنے کہا مالک جی اب کل حمزہ سے مقابلہ ٹھہرا ہے اسکو بھی گرفتار
کر لون تو سبکا فیصلہ کرون بختیارک نے کہا اب تم بھی اورون کی طرح سب کے گرفتار کرنیکا حوصلہ کرنے لگے
اور بالفرض یہ بھی سہی تو حمزہ کا گرفتار کرنا کچھ آسان ہے وہ مالک اسم اعظم ہین کل کا دن تمھارے لیے قیامت
کا ہے ضرور مارے جاؤگے ورنہ کوئی فکر کرو گلفام نے کہا آپکا فرمانا بجا ہے مین فکر کرتا ہون اور بیٹھے بیٹھے
غائب ہوگیا اب لشکر اسلام کی کیفیت سنیے کہ جب بادشاہ عالیجاہ بارگاہ مین تشریف لائے فرمایا کہ
لشکرون بھر کا خستہ و شکستہ ہے دربار برخاست اگر لشکر مخالف مین طبل جنگ بجے تو یا امیر آپ بھی
نقارے کے بجنے کا حکم دیجیے گا میرے حکم کا راستہ نہ دیکھیے گا یہ فرما کر داخل شبستان ہوئے لشکر مین چالاک
نے طلایہ گشت کی پہرے کی چوکیان قائم کین سردار اپنے اپنے عیارون کو بہر حفاظت تاکید پذیر ہوئے
جب سب بند و بست ہو چکا زنگی جھپکنے لگا بعد ارباش ناظر بخش کی صدا بلند ہوئی اسوقت جب
کچھ اندیشہ نہ رہا چالاک مع چند عیارون کے فکر مین ساحر کو گرفتار کرنیکے روانہ ہوا جب لشکر ساحران مین
پہنچا گلفام جو بیٹھے بیٹھے غائب ہو گیا تھا اپنے تئین کنارے کرکے اور چاہتا تھا کہ لشکر اسلام مین جائے

چنانچہ اُسنے چالاک کو دیکھا چاہا کہ اُسکو گرفتار کرے پھر سوچا کہ عیارونسے ابھی نہ ہو تو اصل مطلب کیطرف توجہ کرو جب
سردار قید ہو جائینگے اُسوقت عیار آپ ہی زیر ہونگے یہ سوچکر پھر وہانسے غائب ہو گیا اور لشکر مین حریف کے جانیکا یہی
حیلہ ہاتھ آیا کہ عیار تیری فکر مین آئے مین تو نئی صورت بنکر اپنے لشکر مین چل اور جو کرنا ہو وہ کام کر بس یہی کیا کہ سحر کے
زور سے صورت اپنی مثل صورت چالاک بنائی اور لشکر اسلام کی راہ لی یہان جب دربار برخاست ہوا امیر
بعد ادائے نماز شب داخل مسجد کرے ہی ہوئے اور نماز پڑھکر بعد آرام جانب محل مہر نگار تاجدار جاتے تھے کہ اسنے
آکر سلام کیا اور عرض پیرا ہوا کہ غلام بغور کیا نقب مین گیا تھا گلفام نے ارادہ اسم اعظم بھلانیکا کیا ہے اور آپ پر سحر
کر رہا ہے پس مین چاہتا ہون کہ آپ اسم اعظم پڑھیں تاکہ سحر تاثیر نہ کرے امیر نے سوچا کہ سمجھکر اسم اعظم ورد زبان فرمایا
یہ پیچھے امیر کے کھڑا رہا جب آپ پڑھ چکے اُسنے سحر پڑھکر دستک دی کہ جو اُنھون نے پڑھا ہے وہ انکو اب یاد نہ آئے چنانچہ
امیر بھی تو اسمائے الٰہی پڑھ چکے تھے اسوجہ سے آگے بڑھ کے چلے گئے لیکن دور جاکر طبیعت کو گرانی ہوئی اور دل گھبرایا
اب جو اسم اعظم پڑھا یاد نہ آیا نسیان طاری ہوا محل مین جانا موقوف رکھا پھر کر بارگاہ مین آئے اور مصروف تلاوت
صحیفہ ابراہیمی ہوئے گلفام جب سحر کر چکا وہین سے غائب ہو گیا اور اپنے لشکر مین آیا یہان صورت بدلکر پہلے
عیار بارگاہ لقا مین گئے گلفام کو نہ پایا وہانسے خیمہ کی طرف اُسکے چلے وہان بھی سناٹا دیکھا پشت خیمہ پر جاکر شگاف دیا
اور جھانکا کسیکو نہ دیکھا سمجھے کہ کل کیطرح آج بھی غائب ہے یہ سمجھکر باہم صلاح کی کہ اسطرح نہ چھپنے گا کل جب وہ دربار
مین بیٹھے یا میدان نبرد مین بہر جنگ آئے اسوقت کوئی دھوکا دینا چاہیے پس یہ تجویز کرکے صحرا مین اسی کے لیے
عیاری سوچنے چلے گئے اور گلفام جب لشکر مین آیا پہلے بختیارک پاس پہونچکر حال کہا کہ مین اپنا کام کر آیا
اُسنے کہا اب رات زیادہ گئی ہے تم جاکر چپ رہو اور کل جسطرح پوشیدہ رہے تھے آج بھی وہی صورت کرنا تم نے
خوب کیا جو عیارونکے گرفتار کرنیکو نہ ظاہر ہوئے نہین آفت مین پھنستے فی الحال صبح کو ظاہر ہو کر طبل یورش بجوانا
اور لشکر اسلام پر چڑھ دوڑنا اہل اسلام کسی وقت لڑنے سے بند نہین جب کوئی اُنسے لڑے وہ موجود ہو جاتے
ہین اُسنے کہا ملک جی جیسا تم کہتے ہو وہی کرونگا یہ کہکر اپنی بارگاہ مین پہونچکر مسہری کے نیچے چلا گیا یہ تو اسطرح
مخفی ہوا لیکن حال نیرنگ طرازی منشی بدائع نگار قدرت ملاحظہ فرمائیے یعنی لشکر مین امیر اگر رہتے تو ضرور اُسکے
سحر مین مبتلا ہوتے اور سرداران اسلام یقین تھا کہ قتل ہو جاتے مگر جناب احدیت کی مشیت و حکمت بالغہ مین
اسطرح گذرا کہ امیر ذلت سے بچین اُسکا یہ سبب پیدا ہوا کہ بیت سبب کے اسباب دیکھو زمانہ کہ قدرت مین ہی
اُسکی کیا کیا دھرا اس کوہستان مین جابجا قلعہ جات مثل کوہ عقیق کے ہین اور وہانکے حاکم کوہی ہین جیسا کہ اکثر
ذکر بہزاد و ناصر وغیرہ کیا گیا ہے اسیطرح ایک پہاڑ ہے کہ نام اس پہاڑ کا گلگون ہے اور دامن کوہ مین ایک
ملک آباد ہے اُسکا نام قلعہ گلگونہ ہے مالک اُس قلعہ کا ایک کوہی ہے کہ اسکو شوق عیاری سے بہت ہے اپنے قلعہ مین
عیارونکو آباد کیا ہے اور مدتون عیاری سیکھنے مین عمر ضائع کی ہے اب وہ اس فن مین مہارت حاصل ہوئی ہے
کہ بارہ سو عیار شاگرد اُسکے ہین اور یہ ارادہ اُسکا ہے کہ عمرو عیار سے مین مقابلہ کرونگا اور ہمیشہ انتظار رکھتا ہے

کہ عمرو طلسم سے آئے تو خدمت خداوند مین جاکر عمرو سے مقابلہ کرون چنانچہ بہت عرصہ عمرو کو جب ہوا اُسنے صلاح
کی عمرو تو نہین آیا اور مین اگر خدمت خداوند مین نہ گیا تو سعادت زیارت سے محروم رہا اور اگر جاتا ہون تو کیا خالی ہاتھ
جاؤن کچھ نذر ضرور دینا چاہیے اسکے رفیقون نے عرض کی کہ خداوند کی نذر کے لائق یا تو عمرو تھا اور بعد اسکے سردار
لشکر مومنان حمزہ صاحبقران ہین انکو گرفتار کر لائیے اور یہان سے باطمینان کوچ فرمائیے پہلے سے کوچ نہ کیجیے
مبادا حمزہ ہاتھ نہ آیا تو جان بیکار ہو جائیگا یہ راے اسکو پسند آئی اور لنگر کنطورہ زنبقی اور بیتابہ سقرلاتی میلا
تاحق سے چست و چالاک ہو کر جانب لشکر اسلام قطرہ زن ہوا نام اس عیارہ کا گلگون تیز رفتار ہے غرضکہ بعد
قطع منازل اُس شب کو آکر لشکر ظفر پیکر اسلامیان مین پہونچا کہ جس رات کو اسم اعظم امیر نے فراموش فرمایا ہے یہ ہمہ
ہمت فکر عیاری مین مصروف ہے کہ وہان مہر گوہر تاجدار نے یہ حال سنا کہ امیر باوجود میرے یہان تشریف لاتے
تھے قریب بارگاہ پہونچ گئے تھے کہ یکایک پھر گئے نہین معلوم مجھ سے ناراض ہوے یا مزاج مبارک خدا نخواستہ کچھ
ناساز ہوا اسمین ملکہ موصوفہ کو فکر لاحق ہوئی یہ ملکہ بیٹی نوشیروان کی اور مہر نگار جو پہلی بی بی امیر کی تھین انکی بہن ہے
اور بسبب مرجانے مہر نگار کے امیر بہت پیار کرتے ہین اور خالہ قباد شہریار کی جو مر چکے ہین اور انکے بیٹے اب
بادشاہ ہین لشکر اسلام کے بادشاہ بھی اس ملکہ کو حقیقی دادی اپنی سمجھکر بہت پاس و لحاظ فرماتے ہین خلاصہ یہ کہ
سب بیبیون امیر کی یہ سردار ہے اسوقت امیر کے پھر جانے سے منغض ہوئی اور کہا لو صاحب انکا غصہ تو ناک پر
دھرا رہتا ہے بات بات مین تل بھوٹ سے خفا ہوگئے ہین اب جو وہ آکر منت بھی کرینگے جب بھی مین نہ بولونگی اور مین کیا
کرون وہ تو نگوڑی مہ پارہ وزیر زادی میرے پیچھے پڑ جاتی ہے مگر خیر اللہ کی قسم اب جو یہ موئی میرے
مقدمہ مین بولی تو مجھ سے منہ کچلوا دیگی وزیر زادی نے کہا یہ ناحق آپکا غصہ مجھ پر ہے بھلا مجکو کیا مطلب جو کسی کے
مقدمہ مین بولون تم بی بی مہ میان مجھے کیا دخل ہے ہان اتنا جانتی ہون کہ امیر بے وجہ اسوقت نہین پھرے نام خدا
تم خود عقلمند ہو پہلے مزاج کی خبر تو منگواؤ کہ کیسے ہین تو پھر خفا ہو بی بی خفگی بھی جا بجا کی اچھی ہوتی ہے بے موقع جو بات
ہے وہ بری ہے ملکہ نے کہا وہ اسیطور سے ہمیشہ رہے رہے پھر ملتے ہو جاتے ہین اچھا تیرے کہنے سے مین خبر بھی منگاتی
ہون جھوٹے کو گھر تک پہونچاتی ہون بس یہ کہکر ایک کنیز سے کہا کہ اے طرار میرے سر کی قسم بارگاہ مین جا کر دیکھ تو کہ وہ
کیا کرتے ہین اگر اور کسی محل مین گئے ہون تو پھر آنا اور جو اکیلے ہون تو میری طرف سے پوچھنا کہ آپ کا جی کیسا ہے بس
تم دو کہین سنکر چلی آنا آنے جانے کا کچھ شکوہ نہ کرنا طرارہ یہ سنکر نقاب ڈالکر چادر اوڑھکر چلی جب بارگاہ سے نکلکر
لشکر مین آئی گلگون نے دیکھا کہ ایک نقاب پوش زنانی ڈیوڑھی کیطرف سے نکلا اسنے رفتار سے پہچانا کہ یہ عورت
ہے حسب نقشہ اہل اسلام تو صورت اپنی بنانے ہی تقالعینی داڑھی شرعی مثل مجاہدین خضاب کی ہوئی مونچھین
منڈی ہین پائجامہ ٹخنون سے اونچا گلے مین کرتا اور اسکے عبا ماتھے پر سجدے کا گھٹا تسبیح ہاتھ مین اپنے دائون
مین تھا اس کنیز کے پاس آیا اور بہت مودب ہو کر سلام کیا کنیز نے جانا کہ کوئی سائل ہے یہ سمجھکر اسنے ایک روپیہ اسکو
دیا اور کہا میرے پاس اور کچھ حاضر نہین ہے اسنے دعا دی کہ پروردگار تیری آبرو رکھے مانگ کوکھ سے ٹھنڈی

رہے اسے میری جان۔ اِس روپیہ مین کتنے دن کھاؤنگا ابھی میرے ہاتھ پاؤن چلتے ہین اسلیے آیا ہون کہ کہین اُدھر سیر آٹے کا سہارا ہو جائے تو کرون کنیز نے کہا مین مہر گہر تاجدار زوجہ امیر کی خواص ہون آج امیر آتے آتے بچھڑ گئے ہین اُنکی خبر کو جاتی ہون کل امیر محل مین جب آئینگے مین اُنسے قابو پا کے عرض کردونگی کچھ تیرا مقرر ہو جائیگا آج موقع عرض کا نہین ہے کل ڈیوڑھی پر تو آجانا اسنے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ اے ملکہ میری جہان اپنے اتنی پرورش کی ہے وہان اتنی اور عنایت کیجیے کہ یہ جو سامنے خیمہ ہے وہان میرا ایک دوست رہتا ہے اسکو دیکھ لیجیے اسی سے کہلا بھیجیے گا وہ مجھکو بلوا دیگا مجھکو ڈیوڑھی پر خدا معلوم کوئی آنے دے یا نہ آنے دے تو بہتر ہے کہ آپ ذرا سی تکلیف گوارا کیجیے اسطرح اسنے گڑگڑا کر کہا کہ کنیز کو کچھ شبہ نہ آیا اسکے ساتھ چلی یہ اس خیمہ کی طرف تجویز کر کے اسکو لایا کہ جہان تنہائی تھی کیونکہ یہ تو پہلے سے لشکر مین پھر رہا تھا مقامات سب دیکھ چکا تھا چنانچہ وہان لا کر اُسنے کہا آپ دیکھیے تو اس خیمہ پر آج بازکیطرح کا جانور بیٹھا ہے یا مجھی کو کچھ دکھائی کم دیتا ہے کنیز بیچاری اسطرف دیکھنے لگی اُسنے منھ پر اُسکے ہاتھ مارا نقاب ٹوٹ گئی وہ گھبرا کر نقاب سنبھالنے لگی اُسنے حباب بیہوشی مارا کہ وہ بیہوش ہو گئی اُسنے اُسکے کپڑے اتار کے آپ پہنے اور رنگ روغن عیاری لگا کر مثل اسکی صورت کے شکل اپنی بنائی اور اسکو وہین چھوڑ کر سب حال تو زبانی کنیز سن چکا تھا سیدھا جانب بارگاہ سلیمانی روانہ ہوا یہان دربارگاہ پر مقبل وفادار تیر و کمان لیے بیٹھا تھا اسکو آتے دیکھکر پکارا کہ کون آتا ہے اس نے جواب دیا کہ مین ہون طرار خواص مقبل نام اسکا سنکر خاموش ہوا اور اُسنے قریب آکر کہا کیون مقبل مزاج اچھا ہے مقبل اُسکے آنے سے ملکہ مہر نگار یاد آئی کہ یہ وہی محل ہے کہ جہانسے میری بی بی زہرہ مصری آکر آئی تھی زہرہ مصری بیٹی بادشاہ مصر کی جب بیٹے نکاح مین مقبل کے آئی تھی خدمت مہر نگار مین یہ کنیز رہتی تھی جب مہر نگار نے زہر کھالیا اُسکے ساتھ سب خواصون نے اسکی زہر کھالیا وہی بی بی مقبل کو جو یاد آئی آہ سرد بھری اور رونیلگا یہ عیار حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے اُسکے رونے سے امیر سعد گردان کر باہر نکل آئے دیکھا کہ طرار خواص کھڑی ہے اور مقبل رو رہا ہے امیر مستفسر ہوے کہ اے مقبل کیون روتا ہے اُسنے کچھ جواب نہ دیا لیکن گلگون نے اپنے ڈوپٹے سے آنسو مقبل کے پونچھے ڈوپٹے مین بیہوشی بھری تھی مقبل چھینک مار کر بیہوش ہو گیا امیر نے اسکو بیہوش ہوتے دیکھکر طرار سے کہا کہ ارے تو کون ہے اُسنے جواب تو نہ دیا مگر حباب بیہوشی منھ پر مارا امیر بھی بیہوش ہو گئے اُسنے چادر عیاری بچھا کر دو حلقون سے کمند کے دونون ہاتھ دو حلقون سے دونون پاؤن دو حلقون سے گردن و کمر باندھکر ساتوین حلقہ سے پشتارہ باندھا اور ڈیڑھ گرہ عیاری کی برابر سینے کے لگا کر پشتارہ لادا اور سیدھا آنا تو مین چھپتا ہوا ان راہون سے کہ جدھر صحرا اور سنسان تھی نکلکر جانب اسپنغلہ کے روانہ ہوا اور بعد طے مسافت راہ ملک مین اپنے پہونچا امیر کو پشتارے سے نکالا اور فرط خوف سے ہوشیار نہ کیا ایک صندوق مین بند کر کے رکھا یہان بعد لمحہ کے مقبل کو ہوش آیا گھبرا کر اٹھا اور بارگاہ مین امیر کو جاکر دیکھا نہ پایا گھبرا کر لشکر مین جو آیا ہوا ایک جگہ طرار کو بیہوش پایا اُسکو اٹھا کر محل مین پہونچایا اب غضب ہوا کہ کوئی عیار بشکل طرار امیر کو لے گیا …

اسلام چار سمت دوڑے کہین پتہ نہ لگا دربارگاہ پر آکر بیتر اپایا تو کسی عیار کالقا کے یہاں نکے بیتر انجا پا حیران ہوئے کہ کون لیگیا آخر اسی ہنگامہ مین عیار سحر نے امیر انجم کو کمند شعاع مہر مین باندھکر صندوق عدم مین بند کیا اور مثل کنیز طرار غا ہر صبح رخسار صبح نے مقبل روزگار کو اپنے اوپر شیدا بنایا

نظم

جو کانپا جسم شب مثل گنہگار یہ کہتے کہتے مطلع صاف پایا	کہا سب نے کہ لے لین خبردار سحر کا آئینہ شفاف پایا

وقت سحر گلفام سہری کے بیچ سے ظاہر ہو کر دربار لقا مین آیا چاہتا تھا کہ موجب نہی پیش شیطان طبع نحس بجا اکر لشکر اسلام پر چڑھائی کرے کہ یک وسواس خناس عیار لقا کے آئے بعد بجا لانے سجدہ خداوند کے دعا دینے لگے یعنی سبیت خدا تجھکو کمبخت غارت کرے جہنم مین تو مرے کے ظالم جلے امیر آجکی شب بستر خواب سے چوری گئے لشکر اسلام مین غلغلہ برپا ہی ہر شخص متفکر ہو رہا ہی یہ خبر سنکر گلفام نے ایک قہقہہ مارا اور کہا کیون ملک جی تمنے ما بدولت کا رعب دیکھا میرے خوف سے حمزہ چھپ رہا جاتا اُسنے کہ آج مین گرفتار ہو جاونگا بختیارک نے کہا یہ تم کیا کہتے ہو چھپنا تو حمزہ کے غلام بھی نہین جانتے ایسا مردانہ شیر بیشۂ جلاوت وہ ہی کہ اگر یقین واثق اُسکو اپنے مرنیکا ہوتا جب بھی نہ چھپتا چہ جا کہ ابھی تو سارا لشکر اُسکا موجود تھا اور مین اسکی طرف سے قسم کھاتا ہون کہ وہ مکار نہین ہی یہ باتین سنکر لقا نے کہا کہ ای بندۂ قدرت تو ہماری مشیت سے آگاہ نہین ہے ہمارا بچہ قدرت اُسکو اٹھا لیگیا ہی ہمنے تیری خاطر سے اُسکو پکڑوا لیا ہی گلفام نے یہ سنکر سجدہ کیا اور کہا سچ ہی کہ تیری بڑی قدرت ہی بختیارک نے کہا یا خداوند واسطے اپنی خدائی کا یہ نہ کہیے کہ مین نے پکڑوا لیا ہی ورنہ مرشدزادے آکر بہت بڑی گت کرینگے کہینگے بتاؤ امیر کو کیا کیا اور مجھے تو مار ہی ڈالین گے لقا اس سمجھانے سے خائف ہو کر بولا کہ مین نہین کہتا کہ ہمنے امیر کو چروا لیا ہی بلکہ مین یہ کہتا ہون کہ بغیر میرے حکم پتا نہین ہلتا یہ فعل بھی جب ہی ہوا ہی کہ جب میری مشیت مین گذرا ہی سب ساحرون دعا ضرین بار نے کہا واقعی صحیح ہی کہ بغیر حکم تیرے کچھ نہین ہوتا ہی یہان تو یہ ذکر ہی لیکن چالاک نے جو بات کو صلاح کی تھی کہ دربار مین چلکر صبح کو عیاری کرینگے چنانچہ اسی ارادے پر یہ صورت بدل کر دربار مین آئے تھے سب گفتگو شیطان وخداوندی اور گلفام کا لاف وگزاف سُنا انکو یقین واثق ہوا کہ لقا کا کوئی عیار امیر کو نہین لایا ہی ورنہ بختیارک ایسی باتین نہ کرتا بلکہ دربار مین امیر کا ذکر بھی ہوتا بس اور کوئی معلوم ہوتا ہی کہ امیر کو لیگیا ہی چلکے پتہ لگانا چاہیے کیونکہ ابھی یہان لڑائی موقوف ہی بعد پتہ لگانے امیر کے آکر عیاری کرینگے یہ سوچکر وہ عیار لشکر و بان خبرگیری کیلیے چھوڑ کر آپ روانہ ہوا اور جب اپنے لشکر مین آیا غلغلہ برپا دیکھا بارگاہ مین بادشاہ مترود بیٹھے تھے سردار غمگین ہو رہے تھے کہ اُسنے بادشاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے فرمایا کہ افسوس عمرو کے نہونے سے یہ بدانتظامی ہی کہ امیر کا کل اسم اعظم عیلا یا گیا اور بعدات کو تعین کوئی پکڑ لیگیا ہی اگر خواجہ ہوتے تو یہ مفسدے نہ برپا ہوتے چالاک نے عرض کیا کہ واقعی خادم خطاوار ہے

کہ رات کو لشکر میں نہ تھا لیکن انشاء اللہ امیر کو پتہ لگا کر نہ لایا تو لشکر میں نہ آونگا آپکو صورت نہ دکھاؤنگا یہ کہہ کر
ابوالفتح کو ساتھ لیکر باہر آیا اور اسباب عیاری سے درست ہو کر بہر تلاش امیر روانہ ہوا یہ دونوں تجسس
کنان جاتے ہیں لیکن گلقام جو خداوند پاس بیٹھا ہی اُسنے بعد لقا کے شیطان سے کہا کہ ملک جی اب لڑنا بے
سردار کی فوج سے بیکار ہی اور حمزہ دیکھیے کب تلک غائب ہو اس جنگ میں مجھے طول نظر آتا ہی بختیارک
نے کہا تم آپ سے کیوں لڑو جب وہ لوگ خود لڑین اسوقت سبکو غارت کرو جب حمزہ آئیگا اسکو بھی پکڑ لینا
لقا نے کہا وہ آپسے کیوں لڑنے لگے بختیارک نے کہا اسکی تدبیر یہ ہی کہ جو سردار قید میں اُنکو پیڑ چڑھاؤ اُنکی حمایت
کو بادشاہ مع لشکر آئینگے سب لشکر مسحور بہ سحر کرکے غارت کرنا اس نے اس رائے کو پسند کیا اور حکم دیا کہ
میدان قتل تیار ہو اور ازبسکہ مشہور کرنا اس خبر کو جو منظور تھا تو حکم دہل زنی دیا کہ منادی ندا کرے کہ کل
خداوند بعذاب الیم قتل ہونگے سب اہل لشکر انکا حال پریشان دیکھیں اور عبرت کریں کہ مخالفت خداوند کا یہ
نتیجہ ہی چنانچہ حسب الحکم منادی نے ندا دی خلقت بہر تماشا چلی سامنے بارگاہ کے جو میدان واقع تھا وہاں دار ہائے
استادہ ہوئیں آرہ کش جلاد حاضر ہوئے سرداران اسلام کو خیمہ سے لاکر زیر دار کھڑا کیا ساحر ہر سمت پہرے
پہ مقرر ہوے لشکر لقا کو بیان مسلح و مکمل ہو کر صف کشیدہ ہوئے ہر نادان عشرت پذیر تھا کہ آج دشمنوں کا
خاتمہ ہی جو لوگ عاقل و فرزانہ تھے وہ بچشم عبرت اس حال کو دیکھکر کہتے تھے کہ کسیکی ذلت پر دوست ہو یا دشمن ہنسنا
اچھا نہیں جور فلک سے اللہ بچائے اس موذی نے بہت سے سرداروں کے گھر خاک میں ملائے کون ایسا گذرا
جو اسکے ہاتھوں ذلیل نہوا دارا فسینہ جلیل نہوا اسکندر کو نوشابہ سے شرمندگی ہوئی دارا کو سکندر سے
سرافگندگی جمشید نے ضحاک کے آرہ ظلم سے ہلاکت پائی تو فریدون نے اسکو دشت عدم کی سیر کرائی اسطرح سے اس
دنیا کا پیشہ جور و جفا ہی کہ کون سا گل ہی کہ جو پھولا پھلا ہی اور دست برد خزان سے بچا ہی کہ ایک قطعہ ابیات

نہ سمجھے تھے کہ دنیا مہمان سرا ہے ۔ یہاں آرام کی فرصت کہاں ہے
فریب آمیز اس گلشن کی بو ہے ۔ دغا ہے مکر ہے جو آرزو ہے
بہ شکل شوق اپنے لوگ غم سے ۔ ہوے ممنون گردون کے ستم سے
وہ آنکھیں جنسے دیکھے تھے وہ ساماں ۔ اب اُنسے دیکھتے ہیں یہ حال پریشان
نہ دیکھا اس جہان کا کچھ تماشا ۔ نہ تھا لوث نظر بھی جنکو حاشا
حیا آنکھوں سے گھٹنے بھی نہ پائی ۔ کہ جور آسمان سے موت آئی
نہونے پائے لب لذت چشیدہ ۔ تمنا رہ گئی دامن کشیدہ

یہاں تو یہ ہنگامہ برپا تھا ادھر عیاروں نے جاکر بادشاہ اسلام سے اس ماجرے کو بیان کیا تھا بادشاہ نے حکم
تیار ہونے لشکر کا دیا تھا طبل و نقارے گرگڑا اے بہادر کفن پوش ہو کر مرنے چلے بادشاہ خود مسلح و مکمل ہو کر مرکب
خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوے کڑکا ہوا علموں کے پھریرے کھلے لکھو در لکھو سوار و پیدل آمادہ مرگ

وہیں سے قضا ہو کر آگے بڑھے ایک لاکھ چور اسی ہزار عیار دمڑی یان بجانے تو بڑے تیور تنکے لٹکائے حقہ ہاتے نفتی گھالیوں نہیں و بائے کہتے چلے کہ آج یا ہم نہیں یا لشکر ساحران نہیں یہ خبر ملکا۔ دن نے لقا کو بھی پہونچائی کہ اہل اسلام کی فوج آئی ہے بختیارک نے صلاح دی کہ پہلے ساحر اس فوج کا راستہ بند کریں پھر جب سرداران مقید قتل ہولیں تو انھیں برباد کریں گلفام نے یہ سنکر ایسا سحر کیا کہ گرد میدان خونی ایک دیوار آتشین کھچ گئی پس دیوار ساحر ٹھہر گئے کہ شاید یہ دیوار باطل ہو جائے تو یکایک فوج کو نہ آنے دیں یہ انتظام کرکے جلادوں کو حکم دیا کہ ہاں جلد کام کریں جلاد کہہ رہے ہیں کہ ای گنہگاران جو کھانا ہو کھا لو جو پیاسے ہو تو پی لو سمجھا لو کہ زمانہ اجل نزدیک ہے بہادر زیردار بیٹھے جواب تو کچھ نہیں دیتے لیکن بخشوع و خضوع درگاہ رب العزت میں استغاثہ کر رہے ہیں کہ اے خالق عز و جل و اے مالک جز و کل ہمیں تیرے کرم پر آسرا ہے جو تو چاہے تو دم بھر میں حصول مدعا ہے کہ بیت خداوندا بچائے اس بلا سے گنہگاروں کو یا رب شاد کر دے ۔ زمان استجابت نزدیک آیا یعنی بختیارک سے گلفام نے کہا کہ میں ایک مجرم اور اپنے پاس رکھتا ہوں بمصلحت اسکا حال اب تک پیش خداوند عرض نہیں کیا لقا نے کہا ما بدولت سب جانتے ہیں لیکن تو نے برا کیا جو بیان نہیں کیا اسنے عرض کیا کہ میں اثنائے راہ سے ملکہ بہار جو سردار لشکر طلسم میں عمرو کیجانب ہے پکڑ لایا ہوں وہ ملکہ بے بدل ساحرہ ہے سوتے میں اسکو میں نے قید کیا ہے صندوق بند رکھتا ہوں اسوقت چاہتا ہوں کہ انھیں مجرموں کے ساتھ یا تو وہ مطیع ہو نہیں اسکو بھی قتل کروں بختیارک نے یہ حال سنکر کہا کہ ایسی آفت کو اس حال میں نکالنا اچھا نہیں اس طرف سے دشمن کو روکنا مشکل ہوگا کہ بیت ایک دشمن قید تھا اب سو ہوئے ۔ قید میں بھی اسے مارنا چاہیے ۔ گلفام نے کہا مالک جی جیسا آج قتل اسلامیان کیلیے بندوبست کیا گیا ہے ویسا ہی قتل بہار میں انتظام کرنا ہوگا اگر اسنے سرکشی کی پس آج ہی ہمراہ سرداران اس ست اطاعت کرانا چاہیے اگر منظور کرے بہتر ہے ورنہ قتل ہو جائے لقا نے اسکی رائے کو پسند کیا اور حکم حضار بہار دیا ہر چند بختیارک منع کرتا رہا مگر گلفام نے نہ مانا اور صندوق منگا کر بہار کو نکالا لکنہ تین روز کی بھوکی پیاسی قید میں مبتلا تھی ولیکن غم عشق بھرا تھا چہرہ ارغوانی زعفرانی ہو گیا تھا آنکھوں میں حلقے پڑ گئے لب سوکھ کر غنچہ سربستہ سے زیادہ تر سمٹے نظر آتے تھے دست نقاہت سے تھراتے تھے

نظم

نگاہیں رک گئیں جالا کیون سے
ارادے تھک گئے میہا کیون سے

ڈھلا سر مہ بھر آئے دیدۂ تر
اداسی چھا گئی جوبن کے اوپر

لبوں پر آہ نے چھا یا نشیمن
ہوا صرف خزان چہرے کا گلشن

ہوے دامن سنان غم سے رو زن
کیا اشکوں سے استقبال دامن

جب وہ متاع خوبی اس صندوق سے باہر نکلی جسم کو ہوا نے تازگی دی قلب کو فرحت حاصل ہوئی ازبسکہ یہ عاقلہ و فرزانہ ہے اور صحبت یافتہ عمر دستہ ہے لقا کو دیکھکر کہا کہ اگر اسکی اطاعت سے انکار کرتی ہوں ہالی

مشکل ہی چاہیے کہ جیسا گلفام مجھے سوتے مین پکڑ لایا ہی ویسا ہی مکر کرکے تو بھی اسکو سزا دے فرد کہا دل سے کہ
تو مکر آشنا ہو + کوئی دم بعد دیکھین اور کیا ہو + بس اس الف قامت نے بسان دال خم ہوکر اس بیدین کو
سجدہ کیا اور ہاتھ باندھکر کھڑی لقا نے دیکھا کہ بغیر کہے اسنے سجدہ کیا معلوم ہوتا ہی کہ یہ دین تیرا اختیار کیے
ہی یہ سمجھکر پکارا کہ اے بندۂ قدرت گلفام یہ بندی ہماری بندگان خاص مین سے ہی اور ہماری جناب مین
اسکو خصوصیت حاصل ہی یہ وہ بندی ہی کہ اسکو ہمنے خلعت خوبی و حسن و جمال عطا کیا ہی اور لیاقت مین بیمثال
پیدا کیا ہی جلد اسکو رہا کردے بختیارک نے یہ کلمات سنکر کہا کہ یا خداوند واسطہ اپنی خدائی کا آپ اس
معاملے مین نہ بولیے لقا نے کہا او خبیطان تو جھک مارتا ہی اگر میرے خلاف گلفام عمل مین لائیگا تو اپنا
غضب اس پر نازل کرونگا گلفام یہ سنکر ڈرا اور جلد اسنے زبان بہار سے سوزن نکال لیا زبان اس غنچہ دہن
کی جب قابو مین آئی لقا سے عرض رسا ہوئی یا خداوند یہ عاجزہ مدت سے حصول شرف زیارت کی تمنا
رکھتی تھی بارے تقدیر یاور ہوئی جو قدمبوسی بندگان جناب میسر ہوئی لقا یہ بات سنکر بسان خر پھول گیا اور
گویا ہوا کہ ہم نے سجدہ تیرا قبول کیا اور زوجہ گلفام مر چکی ہی اسکی بی بی تجھے بنایا ہماری خاطر سے اسکو قبول کر
ہم تجھے طلسم ہوشربا کا حاکم بنائینگے اور شاہ طلسم کو معزول کرینگے بہار یہ کلام سنکر گردن جھکا کر چپ ہو رہی گلفام
کا یہ حال ہوا کہ شادی مرگ ہو جاتا تو عجب نہ تھا یقین ہوا کہ یہ بیشک راضی ہی ورنہ خاموش نہوتی بس فرط
مسرت سے اسنے سحر اپنا اور سب ساحرونکا جسم بہار پر سے اتارا اور کہا اے ملکہ تا زندہ ام بندہ ام بہار
نے جسم اپنا ہلکا پا سحر یاد کیا یاد آیا اٹھکر چلنے کا قصد کیا گلفام نے کہا تشریف رکھیے بہار نے ہنسکر کہا کہ
مردک نیافت تو مجھے سوتے مین پکڑ لایا تھا بخت خوابیدہ نے مجھے یہ روز بد دکھایا تھا فتنہ خفتہ جگایا تھا اب ذرا
سنبھل کر وادی غفلت سے نکل ہمارا وار بھی روک ہم سوتے تھے تو جاگتا ہی اسپر بھی نہوا آگاہ کہو بختیارک نے جو یہ
باتین سنین پکارا کہ صلوٰۃ بر پیغمبر خدا و لعنت بر این حرامزادہ خداوند لقا مین کہتا تھا اسنے نہ مانا اب اے ملکہ بہار
لینا اس قرمساق کو اور اس مرتد گلفام کو کہ بہت مستی مین آگئے تھے از بسکہ بوجہ قتل مسلمانان میدان مین سب
جمع تھے تمام عالم اکٹھا تھا گلفام نے ساحرون سے کہا لینا اور آپ بھی سحر پڑھکر دستک دی دھوپ حرون نارنج ترنج
بار فلفل چھچھے سوئیونکے بہار پر پڑنے لگے ابر گھر آیا آگ پانی برسنے لگا برف کی سلین گرنے لگین بہار بزور سحر اٹھکر بیچ
میدان مین جاکر کھڑی ہوئی اور سحر پڑھکر پکاری کہ اے بہار حاضر ہو اور نہال ہستی گلفام پر خزان لا اتنا کہنا تھا
کہ یکایک آندھی آئی اور کوہ عقیق کیطرف سے گھٹا تیرہ و تار اٹھکر سر لشکر پر محیط ہوئی وہ جو آگ تیر سحر گلفام
سے برستے تھے وہ اس ابر پر گرکر دفع ہونے لگے اور اس ابر مین برق شعلہ بار چمکی رعد گرجا آنکھین سبکی بند ہو گئین بعد
لمحہ کے جو آنکھ کھلی عجب سامان دیکھا کہ زمین وہ گلی بسان روز روشن صفائے خیابانی سے یہ ظاہر ہی کہ دھوپ
کا دامن پھیلا ہی اس زمین نور آگین پر چھوٹی چھوٹی کیاریان پیاری پیاری بنی ہین خیابان خیابان کو شرماتی ہین اور
درخت گلون کے سرسبز و شاداب ہین تراوت و نضارت مین نایاب ہین شاخین ہر رنگ بار طنازی عربدہ ساز

ہجوم کر اٹکھیلیان کرتی ہین نرم نرم کلائیونکو معشوقان گلزار دہر کے تمام دھرتی ہین ہوا کا رشالگی کر رہی ہی کہ شاخ سے شاخ ہم بغل ہوتی ہی گل انگشت بدندان ہین طائر خوش نوا زمزمہ ریز ہین پھول سبزے پر جو ٹوٹ کر گرے ہین اسطرح چمکتے ہین جیسے فلک اخضر پہ تارے نکلے ہین نرگس کی نگاہبازی کا سحر سازی کر رہی ہی سوسن باین ہمہ خوشی وہمبازی کر رہی ہی سنبلہ چرخ سنبلہ پر نثار ہر طرف بہار ہی کہ **ابیات**

نہایت باغ وہ آراستہ تھا ریاض خلد سے پیراستہ تھا
ہزارون تھے گل خوشبو کے اشجار مہکتا تھا پڑا سارا وہ گلزار
بنا تھا طبلۂ عطار ہر گل گل تر یاسمن شبو و سنبل
روان تھے ہر طرف چشمے جو پر نور خزانے اُنکے فوارون سے معمور
ہزارون دیکھے میوہ دار اشجار ہر اک تھا بلبل و طوطی سے گلزار
شگفتہ خوب پھولونکے شجر تھے انھین کیوڑے سے تھے گلرو نے سینچے

بیچ چمن مین چبوترہ بلور کا سراسر نو کا بنا تھا فرش مکلف بچھا تھا مسند پر ایک نازنین مہر جبین پھولون کا گہنا پہنے بیٹھی تھی اور بہار رعنائی تھی اسوقت کا واقعی یہ طور تھا کہ بیت گل کھلاتے ہوے باد سحری کو کھلا روش باغ پہ اک تازہ پری کو دیکھا ۔ فی الحقیقت اسکی چشم سرمہ سا رشک نرگستان دیدۂ معشوقان صدقے آنکھین چڑھانے پر محراب ابرو مین خواہش رکھنے رخسار پر اُسکے گلہاے گلستان **نثار** ہوجانے پر تیار دہن اُسکا چشمۂ آب حیات دشنام اُسکی بازتند نبات کہ **ابیات**

صداے الحذر نکلی جگر سے ملی چتون جو ظالم کی نظر سے
نگاہون کو اجازت دلبین گھر ہو اشارون سے کہا ٹکڑے جگر ہو
نظر ہر سو مگر گردش ادھر ہو پلٹ کر دیکھنا دل کو جگر کو
شباب حسن مین اک بیمثالی نزاکت مثل مضمون خیالی
طبیعت سب طرح سے پاک اُن انگون پر سخ و عارض کے جوبن
مبارکباد دی تیغ و نظر نے ثنا کو کھولے لب سب کے جگر نے

گلفام اس لالہ رو سمن اندام کو دیکھتے ہی بیتاب و بیقرار ہو کر دوڑا اور شعر عاشقانہ پڑھتا تھا اور منت کرتا تھا کہ اے غیرت نقش ضیاے ادھر اور ایک نظر ادھر میرے بھی حال پر کہ **نظم**

نہین خاطر کو آسایش کسی دم طبیعت ہر گھڑی ہے اپنی برہم
خدارا ایک مشت خاک ہو مین نہین قابو مین دل غمناک ہو مین
کہ خالی ہو چکا پہلو نہین دل صدا دیتی تھی حسرت ہاے مشکل
بڑھا دانے بشکل قلب مضطر تقاضا چشم سے ہر ہر قدم پر

جب اسطرح بیتابانہ قریب اس گلستان سحر کے پہونچا اس گلبدن نے پکار کر کہا کہ یہ باغ ملکہ بہار کا ہے یہان دخل کب اغیار کا ہے اسطرف نہ آنا اپنی جان بچانا اسنے اس بیتابی مین اس لالہ فام کا کہنا نہ سنا اور چمنستان مین قدم رکھا دہ پری بنا کیطرح اُسکے پیچھے پڑی یعنی اپنی جگہ برسے اُٹھکر قریب اُسکے آئی اور کہا اے بیحیا تونے کہنا میرا نہ مانا اسکی سزا یہ ہے یہ کہکر ہاتھ پھیلایا اس گلستان سے ایک شاخ ٹوٹ کر اُسکے ہاتھ مین آئی اس شاخ کا ہاتھ مین آنا تھا کہ صورت اسنے تلوار کی پیدا کی وہی تلوار اسنے اٹھا کر جو لگائی گلفام نے ہر چند چاہا کہ سحر کرون اور جان بچاؤن ممکن نہوا تلوار سر پر پڑکر ناگونسے نکل گئی دو ٹکڑے ہو کر گرا غل و شور مرنیکا بپا ہوا اسکے مرنے سے وہ سردار جو زیر تیغ بیٹھے تھے سحر سے چھوٹ گئے اور ہتھکڑی بیڑی توڑ کر اُٹھے جلاد تیغ پھینک پھینک کر بھاگے اور ساحر جو روکنے دوڑے انسے لڑائی شروع ہوئی تھی کہ وہ دیوار جو لشکر اسلام کے روکنے کے لیے گلفام نے بنائی تھی وہ بھی جاتی رہی تھی اہل اسلام نعرہ اللہ اکبر کہکر آگے سے ساحرون نے سحر کرنا شروع کیا بہار جو باغ لگا کر چھپ گئی تھی برے ہوا جا کر ٹھہری تھی اسنے سحر کرنا شروع کیا کسی اہل اسلام پر ساحرونکا سحر اثر پذیر نہوا اور بہادرون نے شمشیر زنی کرکے تہلکہ ڈالدیا لاش پر لاش گرادی ساحرون کی خاک ہستی دم تیغ سے مثل باد فنا اڑادی شمع حیات اعدا بجھادی خرمن جان مین آگ لگادی کہ بمقتضاے نظم

دو لشکر برو سے اندر آورد و سے ہمہ کینہ خواہ و ہمہ جنگجو ے
یکے تیر باران بکردند سخت چو باد خزان بر جہد بر درخت
نہ بد ہیچ پرندہ را جائیگاہ ز نبرد ز گرد خروشان سپاہ
ورخشیدن تیغ الماس گون بکردار آتش بگرد اندرون
تو گفتی زمین روے زنگی شدست ستارہ دل مرد جنگی شدست
ز بس نیزہ و گرز و شمشیر تیز بر آمد ہمی از جہان رستخیز

بختیارک نے لقا سے کہا کہ ساحر بھاگا چاہتے ہین مسلمان اب تمپر آپڑینگے چاہیے کہ تم اندر قلعہ کے چلے جاؤ لقا نے کہا یہ تقدیر مین پہلے ہی کر چکا ہون یہ کہکر سمت قلعہ روانہ ہوا اسکے پھرنے سے افسران لشکر بھی پھرے اور لشکر ساحران مین بھگدڑ پڑی اہل اسلام نے دور تک تعاقب کیا لقا قلعہ بند ہو کر بیٹھا اور ساحرونکو بھگا کر مسلمانان بفتح و فیروزی داخل لشکر اسلام ہوے بادشاہ سے وہ سردار جو رہا ہو کر گئے شرف ملازمت سے بہرہ اندوز ہوئے اور خلعت پہنکر اپنی جگہ پر بیٹھے پھر حال رہائی عرض خدمت شاہ گردون کلاہ کیا کہ اسطرح بہار جادو نام ساحرہ نے رہائی پاکر باغ سحر لگایا اور ہمکو چھڑایا بادشاہ نے جب نام اُس گلستان محبت کا سنا دلمین شجر الفت اگا تخم محبت مزرعہ خاطر مین بویا مثل مشہور ہے کہ دلکو دل سے راہ ہے نیرنگ پردازی عشق کا عالم گواہ ہے سرکار عشق ہی سے قیس کو مجنون خطاب ملا ہے اگر یوسف بھی ہو تو کنوئین جھانکتا ہے بادشاہ اسلام کا یہ حال ہوا کہ بموجب نظم

یکایک شوق نے کی ہمسر بانی ہوا بسمل مزاج نوجوانی
ہوئی مائل طبیعت جانب یار پکار اٹھی تمنا ہاے دلدار

ہجوم آرزو دل پر جو آیا — بشکل نعل جانان پیچ کھایا
ترشح پر سبب اشک آیا — مزا دریا کا دامن نے دکھایا
تن سوزان جو بھیگا چشم تر سے — دھوان پیدا ہوا دل سے جگر سے

دلکو سنبھالکر حکم دیا کہ اُس ملکۂ ذی مرتبت کو بلا کر شکر احسان ادا کرنا واجب ہی چند سردار جاوین اور ساحرہ موصوف اپنے باغ سحر مین ہوگی باعزاز تمام یہان لے آئین حال طلسم بھی اس سے دریافت کرینگے خیریت عمرو و اسد پوچھینگے سردار مع دو ایک عیار کے حسب الحکم ملکہ بہار کو لینے چلے اور شاہ حکم فرماچکے کہ بیت مہیا ہوئین سب دعوت کے سامان د رہین عیش و طرب دست و گریبان خداوندان عالیشان ترتیب سامان دعوت مین بدل مصروف ہوے یہان جب تک دعوت کا جلسہ جمے اس وقت تک حال امیر سنیے کہ انکی تلاش مین چالاک روانہ ہوا ہی چنانچہ یہ دونون عیار صحرا مین تجسس کنان پھرا کیے جب کہین پتہ نہ لگا ڈھونڈھتے ہوے دامن کوہستان مین کئی منزل لشکر سے اپنے نکل آئے سخت حیران تھے کہ الٰہی کون امیر کو لیگیا ہی غرضکہ جب جانب قلعہ کوہستان کے انکا گذر ہوا وہان گلگون بارہ ہزار عیار لیکر خدمت لقا مین چلا تھا میدان مین اترا ہوا تھا انھون نے دیکھا کہ خیمہ و خرگاہ نصب ہین بستر لگے ہین لشکر مین جو لوگ ہین وہ عیار نظر آتے ہین اکثار دھیڑ بابی مجمع ہو رہے ہین جابجا عیار جست و خیز کرتے ہین شلنگین بھرتے ہین ڈھیلی کرتے ہین درختون پر فرا کر جاتے ہین وہان سے پھر خیمون مین کود کر آتے ہین ہر سمت بہروپ بدلے صورتین تبدیل کیے پھرتے ہین بیچ لشکر مین بارگاہ فلک فرسا نصب ہی اسکے دروازے پر کئی سو عیارونکا پہرا ہی یہ سامان اس لشکر کا دیکھکر چالاک نے ابوالفتح سے کہا مجھے عقل سے ظاہر ہوتا ہی کہ امیر اسی فوج مین قید ہین یہان چلنا چاہیے یہ کہکر دونون نے صرف صورت اپنی بدل لی عیار تو یہ خود ہین وضع بدلنے کی ضرورت نہ تھی لباس عمدہ زیب جسم کر کے داخل لشکر ہوئے از بسکہ عیار تو وہان پھرتے ہی تھے انسے بھی کوئی مزاحم نہوا یہ سب جگہ پھر کر قریب بارگاہ افسر ہوئے سرا پردۂ بارگاہ اٹھے تھے سامنے لباس عیاری پہنے تاج خسروانی سر پر رکھے گلگون تخت پر بیٹھا تھا اور شاگردونکا اُسکے گرد مجمع تھا دنگل اور کرسی پر سب شمکن تھے طرار و کم سن تھے شراب کا دور چلتا تھا گلگون حالت نشہ مین لاف و گزاف کر رہا ہی کہ مین نے وہ کام کیا ہی جو تمام عمر سبکو یاد رہیگا امیر کا گرفتار کرنا بہت مشکل تھا انکو مین نے قید کیا ہی شاگرد اُسکے آفرین سنج ہین کہ واقعی حضور کا مثل عیاری کرنے مین نہین ہی از بسکہ یہ دونون قریب بارگاہ پہونچ چکے تھے یہ کلمات انھون نے بھی سنے یقین ہوا کہ امیر اسجگہ قید ہین بس اندر جانا چاہتے تھے کہ عیارون نے روکا اور کہا تم کون ہو غل جو ہوا گلگون نے بھی سنا عیارون سے کہا پکڑ لاؤ عیار یہ پکڑ کر دوڑے یہ دونون ٹھہر رہے کہ ہم خود حاضر ہین گرفتار کیون کرتے ہو عیار انکو گھیرے ہوے سامنے گلگون کے لائے اسنے حال استفسار کیا انھون نے کہا ہم رہنے والے کوہستان کے ہین اور تمسے ہمیشہ قصد مقابلہ رکھتے تھے کیونکہ تمنے بڑا نام اس فن عیاری مین پیدا کیا ہی چنانچہ ابتک اسلیے نہ آئے تھے کہ اکیلے مین تم سے لڑے تو کیا کچھ نہ ہمارا نام ہوا نہ تمھارا اب ہمنے خبر پائی ہی کہ تم خدمت خداوندین

جاتے ہو ہم بھی آتے کہ بجعیت تمھارے خداوند مین پہونچکر تمسے لڑین اسواسطے کہ آج وہان ایک ٹلمجمع ہے داد خوب
ملیگی اور ناموری دو تونکی ہوگی دوسرے عیاران لشکر اسلام سے بڑی لڑتے ہین کہ انھون نے تمام عہد مین غدر
کر رکھا ہے اور ہم سچ کہین عیاران اسلام سے ہم تمکو اچھا جانتے ہین اگر تمنے تھین ہے یہ کہ ریب تو عمر عیار ان عالم کو زیر
کر لیا کیونکہ شش تمھارے اب کوئی زمانے مین عیار نہین ہے ایسا ان دونون عیارون نے اسکو نہایت پادر
ہوا لیکن کا مرتبہ صدمت زیادہ بڑھا دیا کہ [illegible] دماغ عرش اعلی پر پہونچا یا وہ
اپنی جگہ سے اُٹھا اوران دونون سے بغلگیر ہو کر کہا [illegible] خوش تشریف لائے وجیسا آپ مجکو جانتے
ہین یہ سب آپکی خوبیان ہین جو جیسا ہوتا ہے وہ ویسا ہی جانتا ہے آپ خود اچھے ہین اسی سے مجکو اچھا
جانتے ہین یہ کہکر پہلے برزور پر انکو بٹھایا اور کہا اسم مبارک آپکا کیا ہے انھون نے کہا مجکو مکار چرب زبان
وغدار دروغ بیان کہتے ہین اور ایک نام ہمارا اکار زار وطرار ہے وہ یہ نام سنکر ہنسا اور جام شراب
بھر کر انکو دیا انھون نے کہا ہم آپ اگر ارادہ لڑائی کا نہ رکھتے ہوتے تو شریک جلسہ عشرت رہتے اب ہمین مناسب
نہین کہ یار ہم پیالہ بنکر اپنے ہم مشربون سے آئندہ مقابلہ کرین اچھا یہ تو بتلائیے کہ خداوند باختر کے پاس جو آپ
چلے ہین تو کیا تحفہ انکی نذر کو لیے جاتے ہین یہ کلمہ سنکر گلگون کو خیال آیا کہ یہ دونون عیار لشکر اسلام کے ہین مجھ سے
درپردہ حال پوچھتے ہین ایسا کچھ سمجھکر انکی جانب گھورنے لگا ابوالفتح اسکے بُرے تیور دیکھکر اُٹھا اور چالاک
سے کہا ہرا کہ بھائی چلو ہم کسیکی بُری نگاہ کیون سہنے لگے واسطہ کیا کچھ انکے تابعدار نہین ہین نہ ہمراہ ان کے
چلتے اب اکیلے جائینگے یہ کہکر چلے تھے کہ اسنے اُٹھکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا برا نہ مانیے مہربان یہ پیشہ عیاری کا ہی
دشمن فہیم ذراسی بات مین کھٹکتا ہے مجکو آپکے اس پوچھنے سے خوف ہوا کہ یہ کوئی دشمن ہین اور آپ ہی فرمائیے
کہ عیار ہو کر اتنا بھی خیال نہ رکھے تو عیار کاہیکو ہو [illegible] مین نے کیا بیجا کیا جو بُری نگاہ سے دیکھا انھون
نے کہا برادر تم نے سچ فرمایا لیکن برا نہ مانو تو ہم ایک بات کہین اسنے کہا فرمائیے کہا تمھارے اس گھورنے سے
تو حال کھلگیا کہ بیشک کسیکو تم گرفتار کرا لائے ہو تمھین چاہیے تھا کہ بہ لطافت تمام ہمارے کلام کا جواب دیتے
تاکہ ہمین راز تمھارا مطلق ثابت نہوتا گلگون یہ نکتہ دقیق سنکر جھجک گیا اور کہا واقعی آپ بڑے تیز فہم اور علے بلا
عیار ہین یہ باتین سمجھین کہ داروغہ توشکخانہ دو تمیچہ اُسکے سامنے لایا اور کہا یہ حضور نے میرے سپرد کیے تھا سید کی
سلحہ مین داخل کر لیجیے اسنے وہ تمیچہ لیکر ان دونونکو دیے کہ یہ بمثل تمیچہ مین آپ ہی اپنے پاس رکھیے کہ آپ کی
بات مجکو اسوقت بہت پسند آئی انھون نے کہا کہ آپ تمیچے دیکر ہمبھی کو مدیون احسان کرتے ہین اچھا اگر یہ منظور ہے تو ہم
جاتے ہین اور لشکر اسلام سے کوئی تحفہ جات آپکے لیے بھی لاتے ہین اور ہوسکتا ہے حمزہ کو لاتے ہین یہ کلام سنکر
گلگون بھی مسکرایا اور [illegible] کے شاگرد گلزار تیز پا نے ہنسکر کہا کہ اے مکار تم معلوم ہوا کہ تم بڑے زبردست
عیار ہو اچھا تو شراب تو پیو چالاک نے جواب دیا کہ تم ہمین آزماتے ہو انھین باتون سے ثابت ہوتا ہے کہ تم نے کوئی
کام کیا ہو ورنہ یہ چہل نہ کرتے اور مزاج کو استغناء حاصل ہوتا گلگون نے کہا آپ لوگ جب یہ کلمہ کہتے ہین مجکو

کھٹکا ہوتا ہے کہ در پردہ حال پوچھتے ہو ہر چند کہ تم سمجھ گئے ہو لیکن بالکل صاف ہوجانا چاہتے ہو خیر اب تو تم سمجھ
ہی چکے کہ ہم کسکو لائے ہین پھر اب چھپانا کیا تم دوست ہوگئے تو بہتر اور جو دشمن ہو تو کیا کرلوگے مین کچھ ڈرتا نہین
و صاف سن لو حمزہ کو لایا ہون یہ کلمہ سنتے ہی دونون قہقہہ مار کر ہنسے اور کہا بیشک تم حمزہ کو لائے ہو اُسنے کہا
کیون کچھ تمکو شک بھی ہے اُنھون نے کہا بھلا اُسکے کتنے بڑے ہاتھ پاؤن ہین جسکو تم لائے ہو اُسنے جواب دیا کہ ہم دیون
سے بھی تنومندی مین کم ہے یہ سنکر یہ اور زیادہ ہنسے اور کہا واقعی تم حمزہ کو پکڑ لائے اسنے کہا بتاؤ تو آخر تمکو کیا شبہہ
ہے جو طنز آمیز کلام کرتے ہو اُنھون نے کہا بھائی صاحب کچھ عقل بھی رکھتے ہو وہ حمزہ جسنے تمام عالم کے سرکشون کی
گردن توڑدی خداوند کے قیطولات کے نیچے بڑے بڑے خون آشام درشت چنگال ہر قوم و قبیلے کے سردار
رہتے تھے کوئی پانچسو من کا تبر باندھتا تھا اور کوئی نوسو من کا ساطور لیکر جنگ آتا تھا سب کو حمزہ نے پست کردیا علاوہ
اسکے دیوان قاف کو مارا اور قلع قمع کیا ۔ لکھتے ہین کہ سمندون ہزار دست دیو کو قتل کیا پس باین جلادت و زور
وہ تم لوگون سے بھی نحیف و ضعیف ہوگا یہ کلمات اُنھون نے بدلائل ساطع و لامع بیان کیے کہ گلگون کی شمع عقل باد
حماقت سے گل ہوئی ویسے کہا بیشک یہ سچ کہتے ہین کہا بھائی تم سچ کہتے ہو مگر مین لشکر سے جاکر پکڑ لایا ہون اور
سب حال کنیز کو بیہوش کرنے اور اپنی عیاری کا بیان کیا اُنھون نے کہا حضرت سلامت آپنے سب سمجھ کیا لیکن ہم
آپ سے پوچھتے ہین کہ جو شخص ایسا زبردست ہوگا اور ایک لاکھ چوراسی ہزار عیار اسکا نوکر ہوگا وہ کس حفاظت
مین رہیگا کسلیے کہ تمام عالم کو وہ اپنا حاسد جانتا ہوگا ہمنے سنا ہے کہ حمزہ تہ زمین اتر کر رہتا ہے اور عیار اُسکی صورت
کا اور کسیکو بناکر بارگاہ مین ہر شب سلادیتے ہین وہ شخص لشکر کا کبھی کمسیار ہوتا ہے کبھی کوئی اور اگر کوئی اسکو
پکڑ لیگیا تو حمزہ چندروز غائب رہکر ظاہر ہوتا ہے تاکہ یہ راز کسی پر افشا نہو غرضکہ یہ خبر اس تحانیکی بھی لگائی ہے
ہم جانتے ہین اور حمزہ کو لاتے ہین تمھین اختیار ہے جسکو چاہنا اسے نذر خداوند لیجانا خواہ اپنے لائے ہوے
کو یا ہمارے لائے ہوے کو یہ دونون یہ کہکر اُٹھے جست کرکے روانہ ہوے گلگون کو ایسا اندیشہ کامل اور
دلمین خلل پیدا ہوا کہ اُسنے کوچ نہین کیا کہ واقعی دلیلین ان عیارون کی بہت قوی تھین یہ بیشک حمزہ نہین ہے
جسکو تو لایا ہے یہ تو اس کشمکش و پیچ مین ادھر آیا اسطرف دونون عیار جو چلبلے مزاج مین دونون کے جی مین
سمائی چاہا کہ اس عیار کو خداوند کے ہاتھ سے ذلت دلانا چاہیے یہ سوچکر بہ سمت قلعہ کوہ عقیق چلے اور
دن بھر مین راستہ طے کر کے جب عیار عالم گرد گرد دوری کر کے قلعہ مغرب کی طرف روانہ ہوا کہ بیت گمر مین
تاریکیان اندھیری سیاہی و چھپے رہتے تھکے چلنے سے راہی و یہ بھی قریب قلعہ مذکور کے پہونچے از بسکہ یہ
مدت سے اُس جگہ آتے ہوے ہین سب مقامات بخوبی جانتے ہین اس قلعہ عقیق کے متصل باغ فرحت افزا جہ
سلیمان عنبر مو کا بھانجا منصور زاغ چشم نام ہر رات کو ٹھیک دیکر اس باغمین رہتا ہے عیارون کو
یہ راز ہمیشہ سے معلوم ہے اسوقت جلد یہین اور کچھ بن نہ آیا تو یہ تجویز کیا کہ منصور ہی کو گرفتار کرنا چاہیے چپس
ابوالفتح سے چالاک نے کہا اے بھائی تم ٹھہرو مین منصور کو لاتا ہون اسنے کہا نہین آپ آرام فرمایئے مین

لاتا ہون اور اسکو صحرا مین ٹھہرا کر آپ ایک فرشتہ لقا کی صورت بنا لینے ایک سر مقوے کا سر پر چڑھایا جو شکل کنگرہ قلعہ کے تھا اور اسمین دس آنکھین بنائین جو رنگ روغن کی تاثیر سے مشعل کیطرح روشن تھین پھر چار ہاتھ بت کے جڑے شانے پاس لٹکائے لباس سات رنگ پہنا چپل اور بوم کے پر گرد رخسار کے لگائے ایک ہاتھ مین گرز لیا جو روغن ملنے سے آتشناک معلوم ہوتا تھا دوسرے ہاتھ مین ایک ڈالی میوے کی لیکر قریب باغ آیا اور کمند مار کر دیوار باغ پر چڑھا عجب صحبت دیکھی کہ چاندنی کھلی ہے چبوترے پر فرش سہرا بچھا ہے پھولونکی بھینی بھینی خوشبو آتی ہے ٹھنڈی ہوا چلتی ہے بیچ چبوترے پر رنڈی حسین و طرحدار بیٹھی مشغول کرشمہ سنجی ہے منصور پاس بیٹھا ہے جب لپٹنے کا قصد کرتا ہے وہ ڈھیلے ہاتھ سے طمانچہ مارتی ہے بیقرار کرتی ہے کہ موے آتشبازی کے دیو تیرے منھ کو جھلسا نجلا نہیں بیٹھتا منصور اسکی باتون سے مزے مین آکر کبھی چٹکی لیتا ہے رخسار و پستان پر ہاتھ پھیرتا ہے شراب کا جام قسمین دیکر پلاتا ہے نشہ رنگ جماتا ہے رنڈی سسکیان بھرتی ہے اوی آہ کی صدا بلند ہے مستی خانہ دل مین قدم دھرتی ہے نظم

وہ بستر سے اٹھا ہاتھو نپہ لینا	وہ لذت مین زبان کا منھ مین دینا
وہ سینے کی رگڑ سے سلسلاہٹ	وہ پہلو کے برابر گدگداہٹ
لپٹ جانا وہ ہم آغوش ہو کر	وہ آنا ہوش مین بیہوش ہو کر
وہ بڑھ کر سونگھنا ہر عضو تن کا	وہ گھٹنون مین جھانا کچھ بدن کا
وہ ہونٹھون کو زبان سے سلسلانا	وہ ہاتھون کو سر پستان پہ لانا

ابو الفتح سر دیوار اسلیے ٹھہرا رہا کہ جب یہ دونون مصروف مباشرت ہون اسوقت مین خلل انداز ہون باصطلاح عوام مزے مین کھنڈت ڈالون اور کلیل مین غلہ لگاؤن چنانچہ جیسا اسنے سوچا تھا وہی زمانہ آیا کہ **منصور** مستی سے بیتاب ہو کر اس قحبہ بازار لیسے لپٹا او سامنے نہین اور بیان کرنا شروع کی نظم

مزے بوسون کے مستی پر جو آئے	اسا دے اور ہی مطلب پہ لائے
ہوے عریان لباس تن اتارے	کیے مستی مین باہم کچھ اشارے

جیسے ہی آمادہ بفعل بد ہوے **ابو الفتح** دیوار سے اسطرح کودا کہ بڑا دھماکا ہوا رنڈی چو تڑا اچھال کر الگ ہوئی کہ اوئی کوئی آتا ہے اور **منصور** بھی پیچھے ہٹا جلدی سے رنڈی نے دلائی اوڑھی اس نے بھی لنگی باندھی اور ازبسکہ جوش شہوت تھا غصہ مین اٹھکر چلا کہ جو اترا ہو اسکو سزا اے معقول دون کچھ دور بڑھا تھا کہ سامنے سے ایک انسان عجیب بصورت مہیب نظر آیا فرط خوف سے ساری مستی اتر گئی جلدی سے سلام کیا اس انسان عجیب صورت نے کہا کہ مین فرشتہ قدرت خداوند لقا ہون اسوقت خداوند نے مجھپر وحی نازل کی کہ جنت سے ہماری کچھ میوہ لیکر ہمارے سپہ سالار **منصور** کو دے آ کہ اسکو عیاشی سے بہت شوق ہے اس میوہ کے کھانے سے ہمیشہ جوان رہیگا اور قوت باہ از حد ہوگی یہ کہکر وہ میوہ جو ڈالی مین لگا کر لایا تھا اسکے

حوالے کیا اُسنے پہلے سجدہ کیا پھر ڈالی سر پر رکھکر رنڈی کے پاس آیا اور حال کہا یہ بھی بہت خوش ہوئی اس اثنا مین فرشتے نے کہا کہ جلد اسکو کھالو ورنہ میوہ جنت کا ہی یہ دنیا مین نرہیگا غائب ہوجائیگا یہ سنکر دونون نے کھایا فرشتے نے ڈالی اٹھائی چلنے کا قصد کیا تھا کہ یہ دونون بیہوش ہوے اسنے رنڈی کو تو وہین چھوڑا اور منصور کو باندھکر اُسجا تنہائی تو تھی ہی بے اندیشہ باغ سے چلا اور چالاک پاس لایا اُسنے رنگ روغن عیاری لگاکر صورت اسکی مثل صورت امیر بنائی لباس شب خوابی پہناکر پشتارہ باندھکر دونون روانہ ہوے اور پچھلی رات باقی تھی کہ لشکر عیاران مین پہونچے اور ٹھہرے رہے جسدم زاد شب زندہ دار بیدار ہوا اور رشتہ
گلیم شب سے امیر روز کو عیار سحر نے نکالا کہ نظم

پکارے بزم والے لو سحر ہے
بجی ہر سمت سے نوبت گجر کی
فراق شب سے چشم شمع تر ہے
نظر آنے لگی صورت سحر کی

صبحکو پشتارہ لیکر بارگاہ گلگون مین یہ دونون آگئے وہ بھی منتظر انکا بیٹھا تھا شراب صبوحی پی رہا تھا کہ انھون نے پشتارہ سامنے رکھدیا اُسنے پوچھا کسکو لائے کیا کوئی بیٹا حمزہ کا ہاتھ آگیا انھون نے کہا ہم سبکے باپ اور افسر خود حمزہ کو لائے ہین بڑی مشکل مین تہخانے مین گئے اور اصلی حمزہ کو لائے اسنے کہا دیکھین تو حمزہ کیسا ہی انھون نے پشتارہ کھولا اُسنے دیکھا کہ ایک پہلوان جسکا ساٹھ آرنج کا قد ہی قفص گردن بلند بالا قوی تن درشت چنگال بیہوش پڑا ہی وہی صورت ہی جس صورت کا حمزہ لایا ہون یہ دیکھکر اس کو ستوہم تو پہلے ہی کر رہا تھا اسوقت اور زیادہ وہم ہوا کہ بیشک یہ مرد قوی الجثہ حمزہ ہی غرضکہ ایک عیار کو بلاکر حکم دیا کہ وہ صندوق جو اس بارگاہ کی دہنی جانب خیمہ مین رکھا ہوا ہی لے آ عیار چلا تھا کہ چالاک نے کہا تم سے اکیلے نہ اٹھیگا مین بھی آتا ہون یہ کہکر ساتھ اسکے اسی خیمہ مین آیا دیکھا ایک صندوق آہنی رکھا ہے قفل برابر اژدر کے فولاد کا بنا اسمین لگا ہی چالاک سمجھ گیا کہ بیشک اسمین امیر نہین ہین یہ سمجھکر وہ عیار جو ساتھ آیا تھا غافل تو تھا بس وہ کھڑا ہی تھا حباب اسکے منھ پر لگایا کہ وہ بیہوش ہوگیا چالاک بیٹا عمرو کا ہی اسکے نزدیک قفل کھول لینا کیا بات تھی اسی نمونہ کی کلید اپنے پاس سے نکالکر قفل کھولا پڑا اٹھایا امیر کو اسمین بیہوش بیٹھے پایا ازبسکہ مرد توانا و پر قوت ہین اسوجہ سے بے آب و دانہ اس دو تین روز مین زندہ بچے ہین ورنہ مر جاتے یہ دیکھکر اُسنے فتیلہ رفع بیہوشی سنگھایا امیر کی آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک صندوق مین لیٹا ہون ازبسکہ نحیف و نزار تھے اشارے سے مستفسر ہوے کہ یہ کیا ماجرا ہی اُسنے نام اپنا بتاکر کہا کہ ایک عیار آپ کو پکڑ لایا ہی مین نے اُسکو دھوکا دیا ہی وہ آپ سے پوچھے تو کہیے گا مین حمزہ نہین ہون بلکہ کچھ بات بنا دیجیے گا ہر چند کہ دروغ گوئی آپ کا شعار نہین لیکن مصلحت اسمین ہی کافر سے وقت جنگ تصنع کرنا شرع شریف مین جائز رکھا ہی امیر یہ کلمہ سنکر خاموش ہو رہے اور اُسنے پھر بیہوش کرکے صندوق بند کیا اور اس عیار کو بھی ہوشیار کیا اُسنے کہا سچ بتا تو نے مجھے بیہوش کیون کیا تھا مین یہ حال اپنے مالک سے

کھونگا چالاک نے اسکے سامنے ہاتھ باندھے اور کہا بھائی میری آبرو تیرے ہاتھ ہی مین صاف صاف جو حال ہی
کہے دیتا ہون وہ یہ ہی کہ صندوق دیکھکر میرا ایمان ٹھکانے نہ رہا تھا جانتا تھا کہ اسمین مال بھرا ہی پس تمکو بیہوش
کرکے چاہا تھا کہ کچھ نکال لون صندوق جو کھولا تو ایک آدمی لیٹے دیکھا اسیطرح پھر بند کردیا عیار نے اسکا کلام
ایسا مصنوعی مختل بہاتی تھا کہ اسکو سچ جانا اور اسنے کچھ جواہر نکالکر اسکو دیا کہ بھائی یہ تم لیلو اور میری آبرو
بچاؤ اپنے مالک کے روبرو یہ راز نہ کہو عیار پر سر ترحم ہوا اور وعدہ کیا کہ کھونگا گر جو تونے اور چالاکی کی ہوگی
اور صندوق مالک کے سامنے کھلنے سے تفتیش ہوگی تو مین کہدونگا یہ کہکر صندوق اٹھاکر سامنے گلگون کے
لائے اسنے داکر کے امیر کو نکالا پوچھا اے شخص تو کون ہی امیر نے بنا بر تعلیم چالاک فرمایا کہ مجھے یہان کون
لایا اور عیار بھی بڑے جھوٹے ہوتے ہین اسنے کہا ارے سچ کہہ یہی کیا کہتا ہی امیر نے کہا سچ یہ ہی کہ مین پہلے
نوشیروان بادشاہ کا نوکر تھا وہ مرگیا اُسکا بیٹا فرامرز تھا کے ساتھ ہی اسکے ساتھ مین آیا تھا ایک
عیار نے مجھ سے کہا کہ ہم تمکو روپیہ بہت سا دینگے آج حمزہ بنکر اسکی جگہ پر سو رہو مین لالچ مین آگیا یہ خیمہ
اٹھا یا کہ قید ہوا گلگون یہ حال سنکر بولا کہ اے چالاک اب تم اپنے حمزہ کو ہوشیار کرو دیکھو وہ کیا کہتا ہے
چالاک نے رزکر کہا کہ کیون شامت آئی ہی بہت ہوشیاری اچھی نہین ہوتی حمزہ شیر بیشۂ شجاعت ہے
اسکو خداوندا اپنا سپہ سالار فرماتے ہین وہ ہزار ہزار من کی قید توڑکر نکل آتا ہی اسکو ہوشیار کرکے تم زندہ
بچوگے پس تمہاری بہتری کیلیے ہم جاکر پکڑ لائے ہین کہ تمھین ذلت میں خداوند ہو اگر تمکو کچھ شک ہی تو تم اپنے ہی گردن
لیے ہوئے حمزہ کو سامنے خداوند کے لیجاؤ ہم اپنے حمزہ کو آپ لیجائینگے میرا صاحب آپ امتحان لینے والے
کون کچھ ہم آپکا دیا نہین کھاتے شاگرد نہین نوکر نہین پھر کیا مطلب جو پوچھا بھی مین پڑین بقول شخصے خردہ نبردہ
سفت کا در دگر وہ یہ کہکر اٹھے اور چاہا کہ پشتارہ اٹھاکر چلین گلگون کھڑا ہوگیا کہ ہان ہان آپ خفا نہون
واقعی آپ نے ذلت سے بچایا مین نے براہ امتحان یہ بات نہ کہی تھی بلکہ یون ہی کہا تھا کہ دیکھین وہ حمزہ کیا کہتا
ہے آپ سچ آپنے کہا کہ وہ جو ہوشیار ہوگا سخت لڑائی پڑیگی یہ کہکر امیر کو کچھ زادراہ نذر کردیا اور کہا آپ جائیے
جب لشکر خداوند مین پہونچیگا تو حال کہیگا امیر نے اسکے کلام کا جواب ندیا اور بارگاہ سے نکلکر راستہ پکڑا
اور اُسنے بعوض امیر منصور کو صندوق مین بند کیا اور خیمہ مین بھجوادیا چالاک کی خاطر مین مصروف ہوا ایک
دن انکو رکھا دوسرے دن عزم سفر کیا چالاک نے کہا اب ہم بھی رخصت ہوتے ہین اسنے کہا تم تو ساتھ چلنے
کو کہتے تھے انھون نے کہا ہمارے چارسو عیار شاگرد مین ہم آپ پاس اکیلے چلے آئے تھے اب جمعیت کرکے بجرت
تمام خدمت خداوند مین اپنی جگہ پر سے آتے ہین یقین ہی کہ آپ کے پہونچنے تک ہم بھی آجائینگے یہ کہکر دونون دانہ
ہوے اور اُسنے بھی کوچ کیا لیکن امیر جو وہانسے روانہ ہوے تھے راہ سے نابلد تھے کوہستان مین راہ بھولکر
میدان وسیع مین پہونچے جب اس میدان کو طے کیا ایک باغ کا دروازہ نظر آیا از بسکہ خستہ و شکستہ کئی دن
کے بھوکے پیاسے تھے برائے آرام باغ مین آئے دیکھا سبزہ فرش مسند لیس ارض پر خفتہ ہی گل لصد تجمل د

زیب سادہ چمن ہی شاہد بہار پر جوبن ہی بہار افزاے باغ خاطر نسرین و نسترن ہی سنبل کی بیل گلو نپر پھیلی ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ ہزار ہا نافہ مشک زلف عروس چمن رکھتی ہی کہ **ابیات**

بہار چمن اور وہ لالہ زار ۔ نئے رنگ کی تھی وہان کچھ بہار
نسیم سحر ناز سے پھرتی تھی ۔ کھلی جاتی تھی شاخ مین ہر کلی
پپیہا یہ کہتا تھا پی ہے کہان ۔ مچاتی تھین کو کو کا غل قمریان
گھرا ابر تھا رعد کا شور تھا ۔ روش پر ہر اک ناچتا مور تھا
زمین پر تھی سورج مکھی کی بہار ۔ چمکتی تھی برق فلک بار بار

اس باغ مین زیر نخل سایہ دار فرش ستھرا بچھا تھا مسند پر ایک پریزاد قامت رشک شمشاد طبیعت مین جلاد ناز و غمزہ مین اُسکے ہزارون بیداد ناشنو فریاد کمسن جوانی کے دن بیٹھی تھی **نظم**

جبین مین بل شکن گیسو کی برہم ۔ نظر مصروف جلادی ہر اک دم
غضب آمیز چتون کے اشارے ۔ بلا آئی ہوئی جس کے نظارے
دگاوٹ کے لب و دل محو فریاد ۔ لحاظِ آرزو ہر وقت برباد

سامنے اس رشک چمن کے چند نازنینان نازک بدن ساز لیے بجاتی تھین اور ایک بت پرفن اسطرح ناچتی کہ ادامین اسکی رقاصہ فلک کو شرماتی اور چکر مین لاتی تھین دم رقص یہ حال تھا کہ **نظم**

دم رقص اُس نے ستم ڈھا دیا ۔ ادا سے زمانے کو بسمل کیا
چمک کر جو اُس بت نے توڑا لیا ۔ دل عاشقان پسکے سرمہ ہوا
ادا اسکی ہر ایک تھی پرستم ۔ قیامت سے کچھ کم نہین تال سم

امیر یہ سامان دیکھکر اور طرف چمنستان مین چلے کہ سامنے کسو کا زنانہ ہی عورتو نمین جانا خلاف ہمت مردانہ ہی چنانچہ یہ تو اور سمت چلے لیکن اس نازنین مسند نشین کی نگاہ انپر پڑی پکار کر کہا کہ اے شخص کہان جاتا ہی ادھر آ ایک بات تیرے نفع کی ہی سنتا جا امیر یہ صدا سنکر پھرے اور قریب اُس سرمایۂ ناز کے آئے اُسنے مرد بزرگ و وجیہ سمجھکر تسلیم کی پھر باادب تمام گویا ہوئی کہ مین نے اسلیے حضور کو تکلیف دی کہ یہ مسکن ایک دیو لعین کا ہی جو کوئی بھولکر ادھر آتا ہی وہ دیو اسکو کھا جاتا ہی مین نوکر ملکہ قریش بیگم **سلطان دختر صاحبقران و ملکۂ آسمان پری** والیۂ قاف کی ہون اور اس ملکہ موصوف نے میرے باپ کو ایک ملک پردۂ قاف مین عنایت فرمایا ہی اور وہانکی حکومت کرتا ہی یہ دیو مجھکو دھوکا دیکر اٹھا لایا ہی اور طلسم مین پھنسایا ہی اور خواہان وصلت ہوتا ہی جب مین قصد اپنی ہلاکت کا کرتی ہون اسوقت باز رہتا ہی مختصر یہ کہ تم یہان سے جلد چلے جاؤ ایسا نہو کہ وہ آجائے تو مفت جان جائے امیر نے فرمایا کہ وہ عنقریب اپنی سزا کو پہونچیگا اللہ تعالیٰ تجھے اس بلا سے رہائی دیگا تم نگھبراؤ اور مشغول عشرت رہو

پر فرما کر دین بیٹھے اور دار جسکہ وہ شہزادی سلماہ تھی آپنے کھانا تناول کیا پانی پیا باغ کا میوہ تناول کیا آسودہ ہوے پھر اُس ملکہ سے فرمایا کہ چلو اس باغ مین سیر کرین وہ مع اُن نازنینوں کے کہ اُن سبکو دیو اسی ملکہ کی خدمت کیلیے اٹھا لایا ہی ہمراہ چلی امیر ہر سمت پھرنے لگے ناگاہ ایک سمت کو گنبد بنا دیکھا کہ سنگ شب تاب سے تعمیر تھا اُس گنبد کے پاس تشریف لائے دروازہ اسکا وا کیا دیکھا کہ ایک تخت سونے کا بچھا ہی اُسپر تصویر لقا کی مکلل بجواہر رکھی ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ لقا بیٹھا ہی اُس تصویر کا حال شہزادی سے پوچھا اُسنے عرض کیا کہ یہ سرزمین متعلق کوہستان ہی اور یہانکا حاکم حسام کوہی ہی یہ باغ اسیکا ہی اور اُسنے یہ بتخانہ بنایا ہی دیو سے دوستی کر لی ہی کہ جب وہ پرستش آتا ہی دیو کو کچھ خبر نہین ہوتا اور دیو بھی پرستش کرتا ہی اور وہ دیو ساحر بھی ہی اس بتخانے کی حفاظت کیلیے کچھ سحر جادو کے طلسم جایا کرتا ہی امیر نے یہ حال سنکر لاحول پڑھی فرمایا کہ افسوس اس لقا مردود نے ہزارون آدمی کیا ایک عالم کو برگشتہ کر رکھا ہی یہ فرما کر مجاہد راہ خدا تو تھے ہی بسان جناب خلیل اللہ نے اپنے جد بزرگوار کے اس گنبد مین آگے ہر طرف سے غل ہوا کہ حیف کیسے بے پروا خداوند سے بے ادبی کیا چاہتا ہی امیر کس سبب سے گلقامت کے اسم اعظم باعتقاد درست زبان فرمایا اور اس بت کی ایک انگلی پہلے توڑی اور زیادہ غل ہوا کہ ارے یہ ستم دیکھو اس ظالم نے خداوند کو مارا کہ وہ بیچارے نہ کچھ کہتے ہین نہ سنتے ہین یہ ہنگامہ برپا تھا کہ یکایک آندھی سیاہ آئی تمام باغ مین اندھیرا ہو گیا امیر نے اسم اعظم پڑھا وہ سیاہی موقوف ہوئی دیکھا کہ ایک دیو قوی الجثہ للکارتا ہوا آتا ہی امیر نے اسکو آتے دیکھا اُس تصویر کا سر بھی اکھیڑ ڈالا پھر وہ دیو بڑے جوش خروش سے کہتا ہوا کہ او آدم نژاد سیاہ سر سفید زمان ترا غضب تجھے کیا خداوند کی توڑ پھوڑ لگا کے پھانسا شروع کر دی یہ کہکر قریب آیا اور ایسا افسون کیا کہ ہزارہا دیو پیدا ہو کر امیر پر دوڑے آپنے اسم اعظم پڑھا وہ دیوان سحر غائب ہوئے اور وہ دیو چقماق جادو پکڑ کر حملہ آور ہوا امیر جست کر کے زیر بغل اس دیو کے آئے چقماق جادو خالی گئی تب نعرہ کیا کہ افسوس یہ انسان لقمہ لذیذ عقاب ہو ند خاک ہو کر کر ابھر گیا یہ کہہ ہی رہا تھا کہ امیر نے نعرہ اللہ اکبر اس زور سے کیا کہ دیو ناچنے لگا اور پکارا کہ او انسان تو بہت چنچتا ہی شاید زلزلہ قاف ہی یہ کہکر دوڑا اور لپٹ گیا

پھر تو آپ نے بھی یہ حال کیا کہ نظم

درآمد باو آن گو نامدار — گرفته پر و بال او استوار
گرفت آن پر و بال گرد دلیر — کہ آمد بگنگ پہلوان را بزیر
ہمین گشت کندین از ان آن انزمین — ہمی گل شد از خون سراسر زمین
سرانجام ازان کینہ و کارزار — بپیچید بر خود گو نامدار
بزد چنگ و برداشتن تیرہ شیر — بگردن بر آورد افگندہ زیر
زدوش بہ مین ہمچو شیر ژیان — چنان کز تن وے بدن کرد جان

جب وہ دیو زمین پر چت ہوا آپ اسکے سینے پر سوار ہوے اور فرمایا کہ کیا کہتا ہی شناخت خدائے پاک مین اس دیو نے کہا کہ آپ اپنا نام بتائیے تو مین اسلام اختیار کرون آپنے فرمایا کہ منم زلزلہ قاف حمزہ صاحبقران دیو نے کہا پردہ قاف سے مین تیرے ڈر کے مارے پردہ دنیا پر بھاگ کر آیا تو پردہ دنیا پر بھی میرے تعاقب مین پہونچا

اب تیری جگہ اور کونسی لاؤں جہان جاؤں جاتا ہوں نے کر دین تیرا بچا پس میں سلمان ہوتا ہوں امیر اسکے سینے پر سے اتر سے اور گلا اُٹھا بتایا وہ دیو سر ارادت سلمان ہوا یہ کیفیت دیکھکر اس شہزادی نے جانا کہ یہ باپ حضرت قریشیہ کے ہیں دوڑ کر قدم پر گری امیر نے تسکین و دلداری فرمائی پھر اس دیو سے فرمایا کہ اس شہزادی کے ملک سے کسیکو بلا تا کہ وہ اسکو لیجائے دیو نے تعظیم عرض کیا کہ میں اسکو با آرام تمام خدمت قریشیہ میں پہونچا دونگا اور رسید اسکی لا دونگا آپنے فرمایا کہ اچھا لیجا دیو ملکہ کو سوار کرکے روانہ سمت قاف ہوا اور امیر منتظر رسید وہان فروکش ہوئے اور نماز پنجگانہ جو باقی تھیں شرط خدمت بجا لائے تین روز امیر وہان رہے تیسرے روز دیو نے لاکر نامہ سر بمہر ملکہ آسمان پری اور عرضی قریشیہ کی دی لکھا تھا کہ زبانی دیو کے حال خیریت مزاج معلوم ہوا اور ملکہ مشتری پری با آرام یہان پہونچی امیر نے وہ عرضی و نامہ پڑھکر ان عورتون سے فرمایا کہ تم اپنے شہر و دیار کا پتہ بتاؤ کہ بھیج دیا جائے از بسکہ وہ سب پردہ دُنیا کی رہنے والیان تھی جہان جہان کا پتہ بتا دیا دیو ایک ہی دن میں سبکو پہونچا آیا بعد الفراغ امیر بھی روانہ ہوئے دیو کو نامہ بنام ملکہ آسمان پری لکھ دیا بعد خیریت کے لکھا کہ اس دیو کو جاگیر عنایت کرنا غرضکہ دیو تو اُدھر گیا اور امیر نے اُس باغ میں جو جو اشیا جواہر کے تھے مال کافر سمجھ کے لیلیے اور تصویر لقا بھی لیکر روانہ ہوئے جیسے ہی سرحد باغ سے نکلکر دشت میں پہونچے دیکھا کہ ایک لشکر چلا آتا ہے آگے لشکر کے بعہدہ افسری ایک کوہی دراز قد بدست شکار کھیلتا آتا ہے باز دار قراول ہمراہ لیے ساتھ ہیں امیر سامنے ڈٹکر کھڑے ہوئے اور اس کوہی نے جو تصویر لقا کی ٹکڑے ٹکڑے کی ہوئی ہاتھ میں دیکھی پکارا کہ اے اہل دست تو نے یہ کیا کیا کہ میرے پیارے خداوند کو ٹکڑے کر ڈالا یہ کہکر فوج کو محاصرہ کا حکم دیا

نظم

ہوئے تیار مردان دلاور	بشکل ابر تر امڈا وہ لشکر
صدا دینے لگے کوکیت ہر سو	بہادر جم گئے پہلو بہ پہلو
صفین تیار سر تیغون کے عریان	اجل حاضر مگر سر در گریبان
صدا دی کوس جنگی نے جو یکبار	ہوئے سردار لشکر سب خبردار

امیر نے بھی تیغ تیز نیام انتقام سے کھینچی اور نعرہ بلند کیا یہ سردار لشکر حسام کوہی مالک اس سرزمین کا ہے اور اسکو اپنی سپہ گری پر بڑا غرہ ہے جب اُسنے نام امیر سنا معلوم کیا کہ حمزہ یہی ہیں جسم اپنا تنومند امیر سے بڑھکر اور خیال کرکے کہ یہان اکیلے ہیں کیا کر لینگے معلوم ہوتا ہے یہ سردار اور عیار دغا کے بھروسے پر لڑتے ہیں تو انکو زندہ گرفتار کرلے یہ سوچکر فوج کے افسرون سے کہا تم ٹھیرے رہو حملہ نکرو میں گرفتار کیے لیتا ہون یہ کہکر گھوڑے سے کود کر سامنے آیا اور امیر سے کہا آپ پیدل ہیں اور اکیلے ہیں بس میں بھی اکیلا اور پیدل ہی لڑونگا آپنے فرمایا جسطرح تیرا جی چاہے اسنے دو حربے تو رو قوت رکھے مگر آمادہ بہ کشتی ہوا اور ٹھاٹھ بدلکر مقابل آیا ہاتھ سے ہاتھ ملا یا کشتی بعد ہ کشتی شروع ہوئی امیر نے بعد دو چار زور اسکے روکنے کے کمر بند میں ہاتھ ڈیکر لنگر پکڑا اور سر سے بلند کیا اسکو بڑی حیرت ہوئی کہ بہت جلد مجھ ایسے پہلوان کو اسنے اٹھا لیا غرضکہ بیت ندم ہو کر پکارا کہ اے شہریار امان دیجیے آپنے فرمایا بشرط

ایمان لانے کے امان طلبی اس نے اقرار کیا آپنے زمین پر رکھوا دیا اور کلمہ بتایا وہ کلمہ پڑھکر دلمین کینہ رکھکر طوطے کیطرح اقرار اسلام بظاہر کرکے مسلمان ہوا اور سب فسران لشکر کو بلاکر قدم اقدس صاحبقرانی پر گرادیا پھر ہوادار پر سوار کرکے بجاہ و حشم تمام اپنے قلعہ مین لیچلا یہانتک کہ بعد قطع مسافت راہ دامن کوہ مین ایک قلعہ فلک فرسا نباد یکھا سامان حرب سے آراستہ دیکھا بر سبیل اختصار یہ کہ در قلعہ وا ہوا امیر داخل قلعہ ہوے شہر آباد رعیت دلشاد پائی راستے پختہ سڑکین ہموار دکانین بجین عمدہ بازار نظم

زمین شفاف رستہ جابجا صاف
نگاہوں کو میسر لطف اطراف
دکانین وا ہوئین اسباب نکلے
کھلے ڈبے در نایاب نکلے
زمرد لعل نیلم عمدہ الماس
گرہ سے کھل کے آتے جوہری پاس
خریدار آتے ہر جانب سے مشتاق
تماشہ گاہ تھا داماں آفاق

امیر سیر دیکھتے ہمراہ اُسکے دارالامارۂ شاہی مین تشریف لائے اُسنے عرض کیا کہ تخت میرا حاضر ہے بیٹھیے امیر نے فرمایا تخت نشینی کی ہوس سے بری ہون خدا میرے تاجدار بادشاہ اسلام کو سلامت رکھے تم تخت پر بیٹھو خراج ملک چند مہینہ کا ہمراہ زرین خدمت شاہ مین بھیجدینا یہ کہکر آپ دنگل پر بیٹھے اور سب سرداران کو بھی کرسی کرسی بپایہ پایہ جا گزین ہوے حسام بسان چاکر کمتر خدمتگذاری مین حاضر تھا ارباب نشاط کو طلب کیا طعام عمدہ کی تیاری کی یہ خاطر داری کی کہ نظم

وہ خوشبوئین کہ جی لوٹے بشر کا
رہے باقی نہ مطلق ہوش سر کا
طعام عمدہ کی تیاریان کین
دکھایا ناچ دل کو راحتین دین
صدا طبلون کی پہونچی آسمان تک
غزل ٹھمری کی لفظ آئی زبان تک
پھر اتنے مین لے آیا بادہ و جام
پکارے ساقیان سیم اندام
کہ آ پیارے ملا یہ جام لب سے
ذرا مہمان کو ٹھنڈا کر غضب سے

جب سامنے امیر کے جام آیا آپنے فرمایا کہ مین شراب نہین پیتا ہون ہان اگر ماءاللحم ہوتا تو تم سب کا آسے پیکر شریک ہوتا حسام نے یہ کلمہ سنکر اسیوقت ماءاللحم تیار کرایا اور زمین بیہوشی ملاکر سامنے لایا امیر صاف دل ہین وہ کلمہ پڑھ چکا تھا حکم شرع ظاہر پر ہے بس بے وسواس ماءاللحم نوش فرمانے لگے جب دو چار پیالے پیے کنپٹیان لپکنے لگین سمجھے کہ اسنے دغا کی چاہا کہ اُٹھکر یہ الکھاؤن اور تدبیر دفع بیہوشی کرون لیکن جیسے ہی اُٹھے بیہوش ہوکر گرے اُسنے تمام افسرون سے کہا کہ اسوقت ہمنے یہ مصلحت اسلام اختیار کیا تھا سپاہ گری کے یہ معنی ہین جس مین دشمن پر قابو پائیے مطلب ہو تم بھی دین لقا پرستی نہ ترک کرو سردار اُسکے بعض خوش ہوے اور بعض ناخوش ہوے کہ دغا کرنا اچھا نہین جو کیا وہ کیا لیکن ناخوشی اُنکی کچھ کام نہ آئی خاموش ہو رہے اور حسام نے آہنگر بلاکر قید سخت مین مبتلا کرکے امیر کو زندان مین بھیجا پھر لشکر کو اپنے تیار کرایا چالیس ہزار کوہی دیو صورت مسلح و مکمل ہوا اُسنے قلعہ ایک اپنے عزیز کے

سپرد کرکے آپ گرگدن مست پر سوار ہو کر اور امیر کو عزادہ پر بٹھا کر بخشم و خدم جانب قلعہ عقیق کوہ برائے استعانت خداوند قلعہ سے کوچ کیا کہ بموجب **نظم**

نشست از تمازی اسپ سمند — ہمین تاخت ترسان ز بیم گزند
پس پشت او سی ہزار از یلان — سواران جنگی و سنگی دلان
ہمہ برگرفتند یکسر خروش — زمین پر خروش و ہوا پر ز جوش
غریوان و جوشان چو شیر ژیان — کمانے بباز و کمر بر میان
ہمی رفت در دشت چون پیل مست — یکے گرزۂ گاؤ پیکر بدست

جب قلعہ سے دو منزل پر جاکر مقام کیا ہنوز لشکر آسودہ نہوا تھا کہ ہوا کیطرف سے گرد اڑی اور ایک لشکر کوہ پیکر ساٹھ ہزار سوار سے پیدا ہوا اسنے للکارے بہر خبر روانہ کیے معلوم ہوا کہ سرمہ کوہی پہلوان دوران رستم سرزمین کوہستان بہر مدد خداوند جاتے ہیں یہ خبر سنکر اسنے چند سردار اپنے ساتھ لیے اور استقبال جاکر کیا سرمہ کوہی بھی گینڈے پر سے اترا دونوں بغلگیر ہوئے دونوں لشکر ایک مقام پر اترے اور دونوں بادشاہ ایک ہی بارگاہ میں آکر آرام پذیر ہوئے جام گلگون کا دور ہوا مزاج کا عالم ہی اور ہوا حالت نشہ میں حسام نے کہا کہ اب مجھ سے بڑھکر کون ہوگا میں نے حمزہ کو گرفتار کیا ہی سرمہ کوہی کو اسکی لاف زنی بری معلوم ہوئی لیکن مرد شجاع ہی اور صاحب ظرف ہی تحمل کر گیا کہا بھائی تم ایسے ہی بہادر ہو حسام نے کہا تمہیں کچھ شک بھی ہی اگر شک ہو تو میں حمزہ کو بلاکر دکھاؤن اسنے کہا شک کیا ہی لیکن مجھے بیشک حمزہ کے دیکھنے کا اشتیاق ہی اچھا کل وقت کوچ سامنے بلانا یہ کہکر مصروف راحت ہوا جسوقت شاہ کوہ خاور کوہستان سے نکلکر عازم سفر منازل افلاک ہوا کہ **بیت** نمود صبح نے جلوے دکھائے * نگاہوں نے نئے سامان پائے * صبح کو دونوں بادشاہ اٹھے جام صبوحی پیے ارادہ سفر کیا ہنوز طبل سفر کے بجنے کا حکم نہ دیا تھا کہ سرمہ نے کہا بھائی صاحب حمزہ کو سامنے بلوائیے حسام نے زندان بان کو حکم دیا کہ قیدی کو سامنے لاؤ بمجرد حکم بہت سے سوار با شمشیر برہنہ ہمراہ گرد حفاظت کنان سردار عالیشان بیچ میں مسلسل با قید گران سامنے آئے اور بنا بر دستور اہل اسلام پکارے کہ سلام ہمارا اُسپر اس انجمن میں ہی جو اشیائے کو واحد اور اُسکے پیغمبر کے دین مبین کو سچا جانتا ہو سرمہ نے یہ سنکر کہا کہ کیوں حمزہ یہ جلسے گری کا بل نہین جلا مجھ ایسے پہلوان کا ذرا ادب ملحوظ نہ تسلیم نہ آداب یہ نعرہ مارا نام خدا اے نادیدہ میرے روبرو ولیا امیر نے ارشاد فرمایا کہ میں نامردوں کا رعب نہیں مانتا بلکہ انکو ذرے سے بھی کمتر جانتا ہوں اسنے یہ کلام سنکر کہا کہ کیوں مجھکو کیا یہ مردانگی میرے بھائی نے نہیں زیر کیا امیر نے فرمایا کہ مردانگی کا حال اسکی اُسکے سردار اور وہ خود جانتا ہی اسی سے پوچھ سے اسنے حسام کیطرف دیکھا اور سردار ونسے حال پوچھا انھوں نے سب کیفیت گذشتہ بیان کی اُسنے حسام سے کہا کہ اسی منہ پر کل یہ لاف زنی تھی تونے ڈبویا نام سارے کوہیوں کا تجھ نامردی نے ڈبویا آبرو کھودی یہ کہکر گویا ہوا کہ اے امیر اگر کوئی آپکو مردی سے زیر کریگا تو اطاعت کیجیے گا امیر نے فرمایا کہ زندگی بھر اسکی

اطاعت کرونگا یہ سنکر وہ اٹھا کہ قید جسم امیر پر سے دور کرادے امیر نے کہا کہ اگر وقت رہائی قریب آیا ہی تو کچھ تیری
ضرورت نہین ہی یہ کہکر خانۂ زورین آکر چرخ مارا اور یہ پکڑکر ہتکڑی بیڑی مثل تار عنکبوت توڑکر پھینکی ہر سمت سے
احسنت کی صدا بلند ہوئی حسام نے کہا اے سرپہ تم نے اچھا نہ کیا جو اس آفت کو رہا کیا اب بھی از روے جلوہ
کے اسکو گرفتار کرو اُسنے کہا تو جھک مارتا ہی مجھے بھی تو نے اپنی طرح بودا مقرر کیا ہی او بےعزت خبردار مجھسے ایسا
کلام نکرنا یہ کہکر حکم دیا کہ دو مرکب حاضر ہون اور امیر کے اسلحہ حاضر ہون پھر آپ ہی کہا کہ اچھا اکھاڑہ درست ہو
مین زور آزمائی کرونگا بنا بر حکم ملازم عمل مین لائے اکھاڑہ درست ہوا وہ لنگوٹ کھینچکر اکھاڑے مین کودا
خم بجایا امیر بھی کودے اور باہم سرگرم تلاش ہوے ٹکر چلنے لگی داؤن پیچ توڑ جوڑ ہونے لگے اس کشتی مین حسام نے
یہ چالاکی کی کہ کچھ فوج تیار کرکے اور افسران چند سے مشورہ کیا کہ یہ فوج لے کر تم آگے بڑھ جاؤ مین بھی آتا
ہون نصف لشکر سے زیادہ افسر لیکر کوچ کر گئے یہ سیر کشتی دیکھا کیا اور دریا بھی کشمکش کے سواے ازبسکہ امیر
کو عجلت منظور تھی دو پہر تک لڑکر صاحبقران زور اسیر کیا وہ زور بغیر تائید ربانی نہین حریف تاب اُسکی
نہ لاسکا آپنے اٹھا کر دیا کہ چار دن شانے چت گرا دوڑکر آپ سینہ پر سوار ہوے اور فرمایا کہ حالا در شناختن
پروردگار عالم چہ میگوئی اُسنے عرض کیا کہ تا زندہ ام بندہ ام امیر سینے پر سے اترے اُسنے اٹھکر سر قدم پر رکھا آپنے
گلے سے لگایا اور کلمہ بتایا سرپہ کوہی کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا اس ہنگامہ مین کہ امیر اُسکے سینہ پر
سوار تھے حسام گھوڑا اڑا کر نکلگیا فوج جو آگے بھیج چکا تھا اسمین شامل ہوکر جانب عقیق کوہ چلا سرپہ کوہی نے تمام
فوج کو مسلمان کیا اور باقیماندہ حسام کا لشکر بھی شریک ہوا ایک دن آسودہ ہوکر اُنھون نے بھی کوچ کیا امیر
بافوج کثیر بصد جاہ وجلال روانہ ہوے لیکن انسے پہلے حسام قریب قلعہ عقیق پہنچا لقا نے کوہی بہر استقبال
بھیجے کہ وہ آکر لیگئے لشکر اسکا بیرون قلعہ اترا وہ خود قلعہ مین گیا خداوند کو سجدہ کیا خلعت ملا دنگل پر بیٹھا اور حال
کہا کہ مین اسطرح حمزہ کو لایا تھا لیکن یہ افتاد ہوئی اور رہا ہوگیا یہ تو بیان حال کرتا تھا اور اسکے قبل خبر پہونچ
چکی تھی کہ مصور زاغ چشم باغ مین رنڈی پاس تھے رنڈی رہگئی وہ غائب ہوگئے لقا سے سب نے پوچھا تھا کہ
خداوند بتلائین اسکو کون لیگیا ہی لقا نے کہا کہ خداوند جانتے ہین لیکن بتلائینگے نہین ہمارا پنجۂ قدرت اسکو ہماری
بہشت مین چھوڑ آیا ہی اس کلام سے ہر ایک خوش تھا کہ اول حسام آکر پہونچا دوبارہ خبر آئی کہ گلگون عیار بادشاہ
قلعہ گلگونیہ کوہ آیا ہی خداوند نے اسکا بھی استقبال کرایا لشکر اسکا بھی بیرون قلعہ اترا وہ خود سامنے خداوند کے آیا
نذر دی سجدہ کیا خلعت عنایت ہوا بیٹھا اسمین خداوند نے حکم دیا کہ آخر بہر مقابلہ لشکر اسلام یہ سب بندے میرے
آئے ہین پس بیرون قلعہ چلنا پڑیگا مناسب ہے کہ ابھی چلنا چاہئیے یہ حکم سنکر خیمہ و خرگاہ و بارگاہ جمشید خداوندی
سب سامان میدان مین فراہم ہوا جب بارگاہ نصب ہوچکی خداوند مع لشکر کوہیان قلعہ سے نکلکر داخل
بارگاہ ہوا یہ خبر لشکر اسلام مین پہونچی وہان چالاک ابوالفتح آچکے تھے اُنھون نے بھی صلاح کی کہ حسب وعدہ
ہمکو بھی چلنا لازم ہی دیکھین وہان کیا دل لگی ہوتی ہی یہ صلاح کرکے دو دو سو عیارون نے اپنے ساتھ لیے

اور آپ اسی صورت پر مکار و غدار کی بنکر عیاروں کی شکلیں بدلوا دیں ایک خیمہ بھی اپنے ہمراہ لیا پہلے لشکر سے نکلکر
صحرا میں آئے پھر وہاں سے لشکر لقا میں پہونچے اسنے خبر سنکر لوگ بہر استقبال بھیجا انکا لشکر بھی قریب افواج
کوہستان اترا یہ دونوں سامنے خداوند کے گئے بنا بر دستور کے نذر دی تسلیم کی سجدہ نہ کیا لقا سمجھا کہ یہ کوئی اہل
دین سے ملتے ہیں پہونے دو سو خداؤں کو نہیں مانتے ہیں یہ سمجھکر بحیرت تمام انکی طرف دیکھنے لگا یہ اسکی نگاہ پہچان گئے
کہ سجدہ کیلیے ناراض ہی بس اپنی جگہ سے اٹھکر سامنے آئے اور دست بستہ عرض کیا کہ یا خداوند ہم نرے سپاہی یا
عیار ہی نہیں ہیں بلکہ آپکے دین کے عالم ہیں وہ کتابیں جو آپنے معرفت اپنے پیغمبروں کے ہم بندوں پاس بھیجیں وہ
سب ہمیں یاد ہیں چنانچہ ہر جگہ اس کتاب میں آپنے فرمایا ہے کہ جو کام مسلمان کرتے ہیں وہ میرے بندے ہرگز نکریں
مسلمان غسل کرکے اور وضو کرکے اپنے خدا کو یاد کرتے ہیں میرے بندے بحالت نجاست مجکو یاد کریں جب نجس ہیں
ہونگے اور سجدہ کرینگے تو میں قبول کرونگا پس ہم سفر میں تھے نوبت بغسل بہ نہیں پہونچی اسوقت تک پاک ہیں اسلیے
سجدہ نہیں کیا لقا نے کہا اے بندگان قدرت پیرساز دقیق اب اور زیادہ بیان نکرو واقعی تم میرے دین کے
بہت بڑے عالم ہو غرضکہ یہ باتیں زبان خداوند سے سنکر سب اہل دربار اٹھے اور مکار و غدار کے دست و پا
کو بوسہ دیا کہ آپ ہمارے رہنما ہیں خداوند نے بھی حکم دیا کہ جسکو سوال دین لقا پرستی تحقیق کرنا ہو وہ انکے
پاس جاکر پوچھا کرے سب تو معتقد ہوے لیکن بختیارک گھبرایا کہ معلوم ہوتا ہے کوئی عیاران اہل اسلام سے
ہیں ہمچو ملیچ ہمارے دین کی گرت میں چاہتا تھا کہ کچھ کہے مگر گلگون نے یہ ذکر چھیڑ دیا کہ خداوند میں حمزہ کو قید کر لایا
ہوں اسے قتل کیجیے حکم ہوا کہ منگاؤ وہ اٹھے اور صندوق اٹھوا کر لائے پٹرا وا کیا منصور کو نکالا بختیارک نے دیکھا
کہا یہ حمزہ نہیں ہے اتنے بڑے اعضا کہاں گلگون نے کہا واہ میں اصلی حمزہ کو بڑی مشکل سے محل کے اندر سے چرا
لایا ہوں بختیارک نے کہا اصلی اور نقلی کیسا اسنے جواب دیا کہ عیار حمزہ روز بنا کر سلایا کرتے ہیں اور اصلی کو
چھپا دیتے ہیں یہ کہکر سب ماجرا جو کچھ چالاک نے بتلا دیا تھا بیان کیا بختیارک خوب ہنسا اور کہا کسی مرشد
نے خوب پٹی پڑھائی واقعی تم اصلی حمزہ کو لائے ہو یہ کہکر ناچنے لگا عیار بہت نادم ہوکر بغضب بولا کہ او شیطان
تجھے سوائے مسخراپن کرنیکے اور کچھ نہیں آتا ہے شیطان نے کہا مجھے تو کیا آتا ہے لیکن تمہیں کسی نے ضرور مسخر بنایا ہے
کہو راہ میں کون ملا تھا اسنے سب حکایت گذشتہ اپنا طرار بنکر حمزہ کو لانا راہ میں دو عیاروں کا ملنا بیان کرکے
مکار کی طرف اشارہ کیا کہ یہ ملے تھے اور بختیارک نے کہا ہم تو پہلے ہی سمجھ چکے تھے کہ یہ مرشد کامل ہیں یہ
سنتا تھا کہ چالاک و ابو الفتح سنبھل کر کھڑے ہوے اور بختیارک نے بخوبی انکو پہچان کر سلام کیا اس اثنا
میں منصور کو ہوا لگنے کی ہوش آگیا پکارا کہ یہ خداوند میری کیا خطا ہے جو گرفتار کیا ہے ہم منصور کوہی اسکا
نعرہ سنکر حسام نے کہا حمزہ تو مجھے ملا تھا اور بتخانہ تباہ کرکے قید ہوا تھا سرمہ کوہی نے چھڑا دیا جب اسنے سب
کیفیت بیان کی لقا نے گلگون کیطرف دیکھا اسکو یقین ہوا کہ میں نے دھوکا کھایا بغضب تمام نیمچہ پکڑکر چالاک
کو دوڑا ابو الفتح نے پشت پر سے نعرہ کرکے ایک عمود ماری ادھر چالاک نے نعرہ کیا اور اسکا نیمچہ خالی دیکر تو

پھیلے پاؤں اڑ گیا اتفاق سے اس پتھر پر پاؤں آسکے پڑے جو بارگاہ پر آستانہ بنانے میں یہ دستور ہے کہ بادشاہوں کی
بارگاہ کے در پر سنگ نہایت چکنا اور صاف لگایا جاتا ہے اور بعض ملازم بارگاہ اُسی پتھر کو بوسہ دیتے ہیں چنانچہ اس سنگ
پر جو پاؤں پڑے پھسل کر گرا عیاران گلگون ہزار ہا ٹوٹ پڑے صد ہا کمندیں پڑ گئیں چالاک نے ہر چند چاہا کہ
لوٹ مار کر اور حلقہ ہائے کمند کو کاٹ کر نکل جاؤں ممکن نہ ہوا آخر پکڑ لیا گیا مگر ابو الفتح اس ہنگامہ میں جست کر کے نکل گیا اور
غلغلہ جو ہوا انکے ساتھ جو چار سو عیار آئے تھے وہ بھی کوئی کدھر سے کوئی کیطرف سے سب نکل گئے بارگاہ میں مغرور کے
بالقہ پاؤں منہ دھلایا صورت نکل آئی گلگون بہت محجوب ہوا اور چالاک کو قتل کرنا چاہا اسوقت بختیارک سوچا
کہ اگر تیرے سامنے بیٹا عمرو کا مارا گیا تو عیار تجکو زندہ نہ چھوڑینگے مجھے لازم ہے کہ یہاں سے ٹلجاؤں یہ سمجھکر اس عیار سے
کہا کہ ٹھہر جاؤ یہاں سے میں چلاؤں تو قتل کرنا وہ قائل پذیر ہوا اور یہ بارگاہ سے نکلکر اپنے خچر پر سوار ہو کے جانب خیمہ
سکونت خود چلا اور ادھر جو سب عیار بھاگ کر علیحدہ ہوئے انہیں سے قاسم تنگ اعادی کہ قوم عاد سے ہے اور وہ
عمر معدی کرب جو دیو سے بھی زیادہ قدو قامت رکھتے ہیں انکا عیار ہے اور یہی ایسا عیار ہے جو ایسے جسیم ہیولان
قوم عاد کا پشتارہ اٹھاتا ہے اس عیار کو ابو الفتح نے حکم دیا کہ جلد دیو کی صورت بنے اور آپ بہت مشابہ ہے عمرو کی صورت
سے کسلیے کہ بھانجا انکا ہے پس آپ صورت بعینہ خواجہ عمرو کی ایسی بنا اُدھر قاسم عیار دیو بنکر تیار ہوا سر پر سینگ
لگائے پر لگائے دم لگائی چہرہ عیب منھ پر چڑھایا ایک ہونٹھ تا چشم پہونچا ہوا دوسرا سینہ تک لٹکا ہوا زنجیر آہنی کمر سے
لپیٹی جب یہ شکل بنچکا دو بہ اپنے شانو پر لگا کر ابو الفتح کو کاندھے پر سوار کیا اور اس سمت سے کہ جدھر سے
خیمہ بختیارک قریب تر ہو صحرا میں جا کر جست دس دس گز کی کرتا ہوا جیسے کوئی اڑتا ہے خیمہ شیطان میں آکر
گرا وہ خیمہ میں آچکا تھا خواجہ کو گردن دیو پر سوار دیکھکر کھڑا ہو گیا اور بہت جلد صندوقچہ ہائے چند جواہر زر
جواہر کے دھرے تھے اٹھا کر نذر پکڑے عرض رسا ہوا کہ زہے سعادت میرے کہ قدم سعادت لزوم کی زیارت
نصیب ہوئی آنکھیں دیدار کو ترستی تھیں تب کدھر سجدہ شکر کروں جو میری آرزو تھی وہ پوری ہوئی عمرو نقلی خنجر پکڑ کر
کودا اور اسپر چلا وہ جلدی ست لیٹ گیا آنکھیں بند کر لیں کلمہ پڑھنے لگا گڑگڑا کر یہی کہتا تھا کہ کوئی صورت بھی میرے
بچنے کی ہے خواجہ نقلی نے کہا حرامزادے بیٹا ہمارا مارا جائے اور تو زندہ بچے اسنے عرض کیا کہ آپ کیا فرماتے ہیں بھلا
میری زندگی میں کوئی انھیں مار سکتا ہے خواجہ نقلی نے کہا کیونکر اگر حکم حمزہ دیو سے کام رزم کا لینے کیلیے لیجاتا تو اس
عیار کو دیو سے کھلوا لیتا خیریت اسمیں ہے کہ جلد میرے فرزند کو رہا کرا دے بختیارک جلدی اٹھا اور پکارتا چلا
کہ خبردار نہ مارنا نہ مارنا نہ مار نہ لشکریوں نے جتنا باندھا پکارنا سنکر لگا تھے ملازمان گلگون تلوار لگایا ہی چاہتے تھے کہ
خبر سنکر رکا اُدھر شیطان جو جانب بارگاہ چلا خواجہ نقلی بھی ساتھ ہو گئے راہ میں اسنے پوچھا کہ کیوں کیا طلسم
فتح ہو گیا جو آپ تشریف لائے خواجہ نقلی نے جواب دیا کہ میں بہت دو مہینہ وہاں رہتا ہوں اور دو دن کے لیے خبر
لینے لشکر اسلام کی آتا ہوں دیوان طلسم قبضہ میں آگئے میں وہ لیجایا اور لے آیا کرتے ہیں اگر تمکو شک ہو تو دیو کھو الا
کروں شیطان کی روح نکل گئی کہا میں نے ٹھیک را جو حال پوچھا یہ تا ہوا بارگاہ میں بہ حواس آیا کہا خبردار نہ مارنا تھیں

وہ آگئے لقا نے کہا اے بیہودہ کیا بکتا ہے ابھی تو کہہ گیا تھا کہ قتل کرتا ہون ابھی یہ کہتا ہے کون آگئے اسنے کہا ان بانو تکو
جانیو وہ جان ہی تو جہان ہے قید کاٹ دو گلگون نے کہا مین تو نہ مانونگا یہ کہکر قتل کرنے بڑھا بختیارک دوڑ کر چالاک
پر گرا کہ ہائے میرا بھائی مین اپنی جان دونگا مجھے کون قتل کرتا ہے گلگون اس ماجرے سے ناچار ہوا اور چالاک
کو چھوڑ دیا جب وہ چھوٹا ابو الفتح جو ساتھ آیا تھا اسنے نعرہ کیا گلگون پھر نیچہ پکڑ کے دوڑا مگر اب انکو کب پاتا ہے
دونون جست کرکے نکلگئے گلگون نے کہا ملک جی تمنے انکو ہاتھ سے کھو دیا اسنے کہا خیر گذری ورنہ بڑی آفت تھی
مین تو سمجھا تھا کہ وہ آگئے مگر نہین وہ نہ تھے اسنے پوچھا کہ یہ وہ آگئے تم کسکو کہتے ہو اسنے جواب دیا کہ بس بات کو بیش تک
مکھو زیادہ نہ پوچھو نہین اور آفت آئیگی اور گلگون نے کہا خیر معلوم ہوا کہ عیار یہان بلا سے ودنگا مین مگر مین سبکو
باندھ لاؤنگا اب تم میرے مقدمہ مین دخل نہ دینا یہ کہکر مصروف عشرت ہوا ادھر ملازمان بادشاہ اسلام جو ملکہ بہار
کو لینے چلے تھے وہان آئے کہ جہان بت سحر لگا تھا اب جو دیکھا کہ اس باغ اور ملکہ مذکور کا بھی پتہ نہین مایوس ہو کر
پھر گئے بادشاہ سے جاکر عرض کیا کہ اب وہان باغ نہین اور نہ وہ ساحرہ ہے بادشاہ خاموش ہو رہے لیکن بہار
باغ سحر لگا کر بعد فراغت رہائی سرداران سحر اپنا مٹا کر چل تب کہ تحقیق کی اسلیے کہ کوئی عیار یا سردار لشکر اسلام
ادھر سے نکلے تو اپنا آنا کہلا بھیجون بادشاہ اسلامیان نکلین تو دیکھون دل سینہ مین طپان لب پر جوش عشق سے فغان
آنکھین جانب سمت نگران دیدار محبوب کی جویان سر کوہ پہ فرہاد وار کھڑی ہوئی اور تلاش شیرین تو دہن کرنے لگی
قضائے کار ایک ساحر گوہر جادو نام کہ اس حوالی مین طلسم سے آکر رہا تھا اسطرف آنکلا اور اسنے اس ملکہ بار بو
غریق بحر محبت کو حیران استادہ پایا ازبسکہ وہ رہنے والا طلسم کا تھا ملکہ کو بخوبی پہچانتا تھا شناخت کرکے قریب آکر
سلام کیا اور عرض کیا کہ حضور کہان اکیلی کھڑی ہین ملکہ کو اس سے کیا خوف تھا ایسے ویسے ساحر کی حقیقت یہ
نہ جانی تھی اسکے پوچھنے سے گویا ہوئی کہ مین شریک اہل اسلام ہوگئی ہون یہان بہر ملازمت شاہ اسلام آئی ہون تو بتا
کہ کون ہے اسنے اپنا نام بتایا اور کہا مین رہنے والا طلسم کا ہون اسطرف آیا تھا اب وہ ہوا ہوائی اچھی معلوم دی یہین
سکونت اختیار کی اور طلسم کی حفاظت بھی کرتا ہون اور شاہ طلسم سے تنخواہ پاتا ہون مکان میرا قریب ہے ملکہ نے
فرمایا کہ اب تجھکو لازم ہے کہ طاعت اہل اسلام کر جو تنخواہ وہانسے ملتی ہے اس سے دونی تجھکو ہماری سرکار سے ملیگی
یہ کلام ہدایت نظام سنکر وہ اپنے دلمین سوچا کہ یہ ساحرہ زبردست ہے اگر انکار کرتا ہون مار ڈالیگی لازم ہے کہ
اسکو مکر سے گرفتار کرون یہ تجویز کرکے عرض رسا ہوا کہ فرمانا آپکا قبول کرنا میری سعادت کو نیت ہے مگر اس شرط سے
کہ آپ غریب خانہ پر تشریف لیچلین اور نان خشک نوش فرمائین عزت افزائی غلام کی ہو تو ارشاد والا کی تعمیل
بسر و چشم کرون یہ سنکر بہار سوچی کہ یہ ساحر مطیع اسلام ہوتا ہے کیا نقصان ہے جو ساتھ لمحہ بھر کے لیے چلی جاؤ یہ سوچکر
ہنسی اور کہا اے بھائی جو تیری خوشی ہے تو چل مین چلتی ہون وہ ساحر بہت خوش ہوا اور ملکہ کو لیکر درہ کوہ سے
آگے ایک صحرا مین لایا جب وہ بہار اسکا قصر بالستان اور باغ دلستان بنا تھا اندر باغ کے داخل ہوا وہ
گلزار سراپا بہار تھا رشک گلزار تھا دنیا کے رنگ رنگ بوٹے برنگ نگار خانہ مانی لاثانی کھلے تھے نہرین جاری

در سے جوتے تھے بارہ دری میں فرش تکلف پر مسند بچھی تھی صفا میں چادر ماہ کو شرماتی تھی ملکہ کو وہان لاکر بٹھایا چند ملازم جو حاضر تھے
انسے اشارہ کیا وہ کشتیان شراب کی لائے اُسنے جام بھرکر سامنے ملکہ کے رکھا ملکہ نے فرمایا کہ اب تم ایفاے وعدہ کرو یعنی اطاعت
اسلام کا دم بھرو تو میں شراب پیون اسنے بادہ گساری قسمیں بہت سی کھائین اور مطیع اسلام ہوا ملکہ نے بیاد بادشاہ اسلام جام
مے بیک جرعہ درکشید کیا اسنے دو ایک چٹکی سوسا ڈالے پھر بیہوشی ملاکر جام دیا اس مست مے الفت نے پھر تکرار نہ کی
پی گئی نشہ بیہوشی کا دفور ہوا تکیہ پر سر رکھکر بیہوش ہو گئی اسکے حسن و جمال پر مفتون تھا قاصد ہوا کہ حالت بیہوشی میں شیشہ عصمت
سنگ ظلم سے توڑے بیحیائی سے منہ نہ موڑے لیکن حق تعالی جسکو بچائے اسکو کون بے آبرو کر سکے اس مفسد کو خیال آیا کہ یہ
معشوقہ شاہ طلسم ہی مبادا اسکے پاس جاکر نعل اسکا منظور کرے اور میرا حال کہے تو جان بچنا مشکل ہو اور علاوہ اسکے یہ خود
زبردست صاحب ملک و لشکر ہی نہیں معلوم بعد کو کیا حال کرے پس لازم ہی کہ اسکو بادشاہ طلسم کے پاس لیجاؤن اور اس سے
مانگ لون پھر خیال کیا کہ شاہ طلسم اسکا عاشق ہی وہ مجھے نہ دیگا اور یہ بھی اسکے بحر محبت کا شناور ہی نازک بخت و صعب بہت پڑیگے
لشکریان اسلام چھین لینگے اس سے مناسب ہے کہ خداوند پاس لیجاؤن وہ قریب بھی ہی ورنہ بھی دینگے اور انکے دینے سے
بادشاہ طلسم بھی کچھ نہ کر سکیگا یہ سمجھکر ملکہ کو سحر میں خوب سا مسحور کر کے کاندھے پر لادکر بزور سحر اڑا اور ایک ہی سناٹے میں قریب قلعہ
عقیق پہونچا یہاں بارگاہ سے عیار بھاگ کر گئے ہیں انہیں کا ذکر ہو رہا تھا کہ علامت تحریر پا ہوئی اور یہ آکر بارگاہ میں پہنچا
سب نے دیکھا کہ ایک ساحر بہار کو لادے لاتا ہی غرضکہ اُسنے ملکہ کو سامنے ڈالدیا اور خداوند کو سجدہ کیا پھر دست ادب باندھکر
تمام کیفیت عرض بیان نہیں لایا لقا نے کہا اے بندۂ قدرت تو نے بڑا کام کیا ہی جو اسکو گرفتار کر لایا اسنے عرض کیا کہ امیدوار ہون
یہ مجھی کو مرحمت ہو لقا چاہتا تھا کہ کہے میں نے تجھے دیا لیکن بختیارک بولا کہ یا خداوند یہ وہی باغیہ ہی جسنے باغ سحر لگایا تھا جملہ
اُسکو بحالت بیہوشی قتل فرمائیے اور اس ساحر کو کوئی حور جنت بخشیے لقا نے اس ساحر سے کہا یہ بندی واجب القتل ہی ہم
تجھکو حور جنت دینگے ہیں اسکو قتل ہو جانے دے ساحر چپ ہو رہا اور اسنے حکم قتل دیا جلاد طلب ہوا لشکر میں غلغلہ ہوا کہ
بہار پھر قید ہوئی ذکر سنتی ہی عیار جو بھاگ گئے تھے بشکل مبدل لشکر میں چھپے تھے جنہوں نے بھی سنا اور چالاک بہت جلد صورت
جلاد بنا چہرہ سیاہ کیا مہیب صورت ہو کر دھنا باندھکر چوڑا تیغہ آبدار ہاتھ میں لیا آرہ ناک کان کٹے ہوے کا گلے میں
پہنا رومال تیغہ کا خون پونچھنے کا کاندھے سے لٹکایا کہ اُس میں سے خون تازہ کی جھبک پیدا تھی غرض اس صورت سے بارگاہ
میں آیا وہاں جلاد تو طلب ہو رہا تھا ہی اُسنے آتے ہی استسلم کیا کہ اس شخص کا باپ جلاد دادا جلاد و سات پشت سے گردن کاٹی روٹی
کھاتا ہی کون گنہگار ہی جلد بتلائیے کہ ایک ہی ہاتھ میں رشتہ جان جدا کر دون بختیارک نے کہا یہ زن ساحرہ جو غافل پڑی
ہی بارا پھر ایک ہاتھ کہ سر جدا ہو جب سے جلاد نے کہا ہوشیار کر دیجیے کہ اسکی خواہش لی تو پوچھ لون اُسنے کہا کہ ضرورت ہوشیار
کرنے کی نہیں ہی جلد قتل کر جلاد نے کہا بہتر ہی اور گوہر سے کہا آپ ساحر ہیں ذرا میرے پاس آکر انتظام کیجیے کہ کوئی عیار دست اندازی
اگر مجھپر نہ ہو بجائے وہ اس کلمے سے اسکے پاس آیا اور سحر پڑھکر حصار کرنیگا جلاد با تیغ برہنہ تو پاس کھڑا ہی تھا جونہیں
کہ دیکھے خداوند کچھ اشارے سے فرماتے ہیں گوہر لقا کیطرف دیکھنے لگا جلاد نے اس زور سے تیغہ بیامان گردن پر مارا کہ سر قلم
ہو کر تخت خداوند کے پاس جا گرا اور غلغلہ اسکے مرنیکا برپا ہوا آندھی آگئی تاریکی پڑی جلاد یعنی چالاک نے اسی ہنگامے میں ک

بہار کی جلدی سے دوا فراموشی کی جو پڑی تھی اسکو چھینک آئی اور ہوشیار ہو گئی پوچھا کہ کیا ماجرا ہے اُسنے کہا بیب نفسی نکل چلو تو بیان کرون یہ کہہ باہم اکر عیار اور سردار لقا تیغے کھینچ کھینچ کے آئے بہار سمجھ گئی کہ مقام توقف نہیں ہے یہ سمجھکر چالاک کو بزور سحر بچہ مین دابکر اڑ گئی اور اڑتے وقت وہ سحر کیا کہ پھر اندھیرا ہو گیا سردار دھیان بھاگ کر باہر بارگاہ کے نکلنے کہ ضرور کچھ آفت آئی ادھر بختیارک ناچنے لگا صل علی پڑھتے بتانا تھا لقا تخت کے نیچے چھپا تھا باہر جو سردار بھاگ کر گئے لشکر میں غلغلہ ہوا لکر بندی ہونے لگی دکانین بند ہو گئیں رعایا بھاگی مختصر یہ کہ بعد لمحہ کے وہ تاریکی دور ہوئی یعنی بہار نے یہی سحر کیا تھا کہ میں نکلجاؤن اسوقت یہ اندھیرا موقوف ہو جب وہ اندھیرا مٹا شیطان نے خداوند کو تخت کے نیچے سے نکالا سردار وغیرہ بارگاہ میں آئے لشکر میں امان ہوئی لقا نے کہا اے بندگان قدرت اسوقت شیطان نے اس بندی قدرت کو قتل کرانا چاہا اور مین اسکو حوالہ ساحر کرنا چاہتا تھا میری مشیت میں شیطان نے دخل دیا دریائے غضب میرا جوش زن ہوا بچلتا تنے کہ ذرات میرے خلاف امر کرنے سے کیا حال ہوا یہ سنکر سب عرض پیرا ہوئے کہ واقعی سچ ہے تو برحق خداوند ہے تیرے خلاف کسکی مجال ہے جو کرے سب تو معترف بعجز وقصور تھے اور بختیارک دل سے اپنے کہتا تھا کہ جھوٹے پر لعنت ہے لیکن بظاہر لوگو نکا اعتقاد جمانیکو کہتا تھا کہ حقیقت میں یا خداوند مجھسے خطا ہوئی جو آپکے کلام کو مین نے رد کیا اور اپنی رائے کو کارخانہ خداوندی میں دخیل کیا سب اپنے دل میں لرزان تھے کہ جب شیطان ایسا مقرب بارگاہ ذرا سے دخل دینے میں معتوب ہو گیا تو ہماری کیا لیاقت ہے یہ باتین ہو رہی تھیں کہ طبل بشارت کی صدا کانوں میں آئی ہرکارے دوڑے خبر لائے کہ امیر یاقوت سرہ کوہی ولیعہد ہو کے داخل لشکر اسلام ہوئے گلگون یہ خبر سنکر دوڑا کہ میں حمزہ کو دیکھون کیسا ہے جب بچہ سرراہ آکر دیکھا کہ سرداران اسلام بہر استقبال آئے ہین لشکر کو بادشاہ نے روانہ کیا امیر سوار ہیں پشت پر لشکر کو میان چلتہ پوش گرز بدوش آتا ہے اور ویسی ہی صورت حمزہ کی ہے جسطرح کا لڑ گرفتار کر لایا تھا اسکو بڑا صدمہ ہوا کہ مین نے سخت دھوکا کھایا چنانچہ امیر گردہ سرداران داخل بارگاہ ہوئے بادشاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے بہ تہ دلکر تعظیم دی آب اگل پر جیسے سرحد شاہ کو نذر دی خلعت مع فرمان معافی ملک عنایت ہوا وگل بیرون جمل ستون ملانے دست چپ مین بیٹھنا قبول کیا مالک اژدر جانشین دست چپ اس سے بغلگیر ہوئے اور باعزاز تمام بٹھایا پھر ساقی کو اشارہ کیا اُسنے جامے ارغوانی دیا اندیسے بہنے لگا یہان تو سب عشرت پذیر ہیں لیکن بہار نے صحرا مین لاکر چالاک کو اتارا اور حال پوچھا اسنے کہا ایک ساحر تمھین پکڑ لایا تھا لقا حالت بیہوشی مین قتل کیا چاہتا تھا کہ مین نے جاکر اس ساحر کو مارا اسکے مرنے سے صدا آئی تھی کہ بدراگوہر جادوگر آگے مجھے حال معلوم نہیں یہ کہکر کہا کہ بادشاہ لشکر اسلام نے تمہارے لینے و سردار بھیجے تھے تم کہان گئی تھین ملکہ مذکور نے سارا امر گوہر کا بیان کیا اور کہا آپ چلیے یہ کنیز بھی حاضر خدمت شاہ اسلام ہو گی اب ذرا مین لقا کا مزاج پوچھنے جاتی ہون یہ کہکر اڑ گئی چالاک سمجھا کہ کسی کام کو شاید بارگاہ لقا میں یہ پھر جائیگی یہ سمجھا یہ بھی جانب لشکر چلا اسطرف بعد ہنگامہ قتل گوہر لقا بیٹھا تھا کہ خبر ہرکارے لائے بعد سجدہ و سجود عرض پیرا ہوئے کہ عادنش کوہی نام بادشاہ کلوہ مرتاضیہ بیٹے اپنے بھائی حسام کوہی کے پاس گئے تھے جب انھون نے سنا کہ برادر مذکور خدمت خداوند میں ہے ہیں تو وہ بھی ساٹھ ہزار فوج درست کرکے یہان آئے ہین داخل ہوا چاہتے ہیں اس خبر کو سنکر لقا نے سردار بہر استقبال بھیجے کوہی مذکور بشوکت و منزلت داخل بارگاہ ہوا لشکر اُس کا

متصل فوج براو تجود اترا اُسنے خداوند کو سجدہ کیا اور جب خلعت پہنکر بیٹھا اپنے بھائی سے مستفسر ہوا کہ تم نے حمزہ کو گرفتار کیا تھا وہ کیا ہوا اُسنے سب کیفیت بیان کی کہ سرمہ کے دبنے سے چھوٹ گیا یہ سنکر وہ ہنسا اور کہا کہ مین ابھی پکڑ کے لاتا ہون میرے نام طبل بجوا دیئے حسام عرصہ نے ایلچ تھا اسکو بھی منظور تھا کہ لڑائی ہو اُسکے کہنے سے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کارپردازون نے اُسی تیغ دن باقی تک تامل کیا جبدم سرِ سواد شب دیدہ شاہ کوہسار افلاک مین اور عارض پر نور دہر تاریک ہوکر بقضائے آسمان

قضارا طاقت مہر جہانتاب	ہوئی غائب نظر سے جسطرح خواب
چراغ و شمع کے رخسار چمکے	طلسمی نقش ہر دیوار چمکے

سرِ شام نقارہ جمشیدی پر چوب پڑی دنیا دہلنے لگی جوائیس لشکر اسلام شاہ گردون بارگاہ کی خدمت فیض درجت مین حاضر ہوکر بعد ثناخوانی عرض پیرائے اخبار نواخت طبل حرب ہوئے یہان بھی برابر دستور سے طبل بجا صدائے طبل اسکندر بالائے رَس وغیرہ مین تہلکہ ڈالا یا رباد، تیاری جدال و قتال کرنے لگے جلادت شعاران کو متمکین فرہاد وار عاشق نام وننگ ہوکر جان شیرین فدا کرنے پر مستعد ہوے اس لیلی شب کے یہ دیوانے تھے یہی روز جنگ کے افسانے تھے تیغ تیز وحشت جمال مین مجنون کیطرح ۔ رواں دوان ہونے پر تیار سواد سپر سے نشان خون سودا ازدہ الفت شجاعت اظہار نیزے بصورت آہ عاشق دسرکشی و بلندی پر آمادہ علم بسان دستان سرکشادہ صدائے برق و نفیر سے نالہ و فغان عاشقان نابرس ہیرات کا نشان نگاہ تیر معشوق کے مثل آبدار دشنہ خنجر جانستان بصورت مژگان جانان تیرون کے پیکان جانبین مین ہی غلغلہ گیر و ہبند برپا تھا گویا تمام عالم مین ہنگامہ تھا اسی ہنگامہ قیامت خیز مین بہار جو چلی تھی لشکر لقا مین آکر پہونچی یہانکا جو دیکھا تو طبل جنگ بجا ہے اور سامان حرب ہو رہا ہے اسکا قصد تھا کہ لقا اور اُسکے ساتھیون سے بدلا لون سحر کرکے سبکو دیوانہ بناؤن مگر ارادہ جنگ معلوم کرکے تامل پذیر ہوئی خیال آیا کہ کل میدان مین تمام لشکر لقا کا جمع ہوگا اور اسلام کی فوج بھی سامنے ہوگی اس خر بادیۂ ضلالت کو اسوقت دیوانہ بناؤنگی الغرض یہ سمجھ کر ملکہ مذکور لشکر سے واپس ہوکر ایک پہاڑ پر گئی اور از بسکہ ایک بادہ عو کا گوہر سے کھا چکی تھی بنا بر حفاظت ایسا سحر پڑھا کہ اس پہاڑ پر مختصر سا ایک گلشن مع حصار بلورین بنکر تیار ہوا یہ غنچہ نو دیدہ گلزار رعنائی اپنا دل داغدار لیے اسمین داخل ہوئی اور لب نہر جو اسکے بنگلے مین تھی سیر گل و لالہ بوستان تحریر کرتی جاتی تھی اور یاد معشوق مین آنسو بہاتی تھی بیتابی سے یہ غزل جناب نسیم زبان پر لاتی تھی

نظم

سہے جاتے نہیں رنج جدائی	دہائی ہے دہائی ہے دہائی
نہ سمجھے تھے مبارکباد دیگی	ہمین اے چرخ تیری کج ادائی
مقرر وہ بھی تھا کوئی جفا دوست	بتائی جس نے رسم آشنائی
نہ پوچھو بے نصیبو کی شب وصل	رہا ہر دم لحاظ پارسائی
وہ بدظن مجکو شرم عرض مطلب	بہت مشکل سے اب ہوگی صفائی
نسیم اسدرجہ تم کیون گڑگڑائے	نہ تھی قبضہ مین کچھ اُنکے خدائی

یہ ذاق دیدہ یا جام الفت سے سرشار رات بھر اُسی باغ پر بہار میں رہی یہانتک کہ بہار شب انجم خزاں ہوئی اور گلستان دہر میں نسیم سحر نے گلہائے نرگستان دیدہ عالم شگفتہ فرمائی کہ بموجب **نظم**

کہ شب کا سایہ دامن نہ پایا　　سحر نے اور ہی جلوہ دکھایا
اُٹھے جنگ آزما سب بہر پیکار　　سجے ہر اک نے اپنی تن پہ ہتھیار

چالاک نے خبر ورود لشکر میدان رزم میں معلوم کرکے مسجد کے پاس میں آکر امیر نامور سے حال کہا **امیر** نے اشارہ کیا خادم نے مصلا لپیٹا اور صندوق اسلحہ سامنے آیا خود جناب ہود زرہ حضرت داؤد سے جسم انور آراستہ فرماکر پنجہ سہراب یل تیغ صمصام و قمقام نیزہ سام بن نوح سپر گرشاسب کمان صالح گرز سام بن نریمان نام ہتھیار لگاکر مثل سپہر بسان آفتاب تابان طالع ہوکر خانہ زین زرین کو پشت اشقر کے مثل خورشید منور و روشن فرمایا اور اشقر طرارہ جبر آستان فلک نشان بادشاہ ذیشان پر آکر ٹھہر اور تمام سردار جمع تھے **امیر** ٹھہرے بعد لمحہ کے صدائے بسم اللہ شہنشاہ بلند ہوئی آمد شاہ ارجمند ہوئی سامان جلوس زنانہ بجز گیا باہر برآمد ہوتے ہی سرداران تہمتن نے مجرا کیا اور ظل سبحانی تخت کو گھیر کر میدان قتال کا راستہ لیا اور تخت کے گرد فر اور جاہ و جلال کا یہ حال تھا کہ بموجب **نظم**

بیاراست تن را بدیبائے زر　　بزد بیاقوت بر جایہ سر
بسان سپہرے یکے تخت زر　　بر دیافتہ چند گونہ گہر
یکے تاج بر گوہر شاہوار　　ابا طوق با یارہ و گوشوار
نثار و پرستندہ با اسپ و پیل　　زدہ برکشیدہ رہ و بار و نیل
سواران بسیار و پیلان بپائے　　برآمد ہمی نالہ کرنائے
پیادہ سپردار و نیزہ وران　　شدہ انجمن لشکر بیکران

جب میدان قتال میں پہونچے آمد لقا کو وہاں سے میدان پر غبار دشت تیرہ و تار ہو گیا آخر الامر زمین ہموار کرکے گرد و غبار پانی سے بٹھا کے صفوں کو آراستہ کیا نقیب نقابت کرکے ہٹے **عارض** نے گینڈا بنا بڑھ کر خداوند سے اجازت لی اور آگے بڑھکر رجز خوانی شروع کی کہ بمقتضائے **ابیات**

بعالم بہ پیدا ر جنگی منم　　بمان شہ بزاد و درنگی منم
ہر آنجا کہ پرخاش جویم بجنگ　　بدرم دل شیر و چیرم پلنگ

بعد رجز خوانی نہیب دی کہ اے گردن نشان و زبردستان کون ایسا ہے تم میں جو آکر میرا ہم نبرد ہو اگر آئے تو ایک ہی حملہ میں گرد برد ہو یہ نہیب سنتے ہی دست جیب سے مرکب نیا **سر سہ کوہی** نے نکالا اور شاہ آسمان جاہ سے اجازت چاہی ہوا بادشاہ نے خلعت دیکر سپرد بخدا فرمایا وہ گھوڑا اڑا کر سامنے آیا اور تیغ آور زن ہوا مرکب دو دو چار قدم پیچھے ہٹکر بڑھے اس وقت اس بہادر نے یہ کلمہ کہے کہ **نظم**

سخنہائے بیہودہ کم می شمار　　ترا با سخنہائے شاہان چہ کار

اگر تیغ تو ہست سندان شگاف ۔ سنانم بدرد دل کوہ قاف
دگر گرز تو ہست با سنگ تاب ۔ خدنگم بدوزد دل آفتاب

عارض نے جب یہ کلمات سنے مرکب پیچھے ہٹاکر سینہ اُسکا تاکا اور نیزہ حوالہ کیا اس بہادر نے نیزہ کی سنان اپنے سنان نیزہ سے روکی گھوڑا اور گینڈا اچیل پھیر دکھانے لگا تنگ گردبندہ گیا جو بند کہ تنے باندھا تھا اسنے کھولدیا گھوڑا اسکا عرق عرق گینڈا اسکا پسینے مین غرق تھا سنا و نہان نیزہ سے جھنا تا بلند دل دہر برگزند نظم

یکے تنگ میدان فرو ساختند ۔ بکوتاہ نیزہ تہے باختند
نماند انچہ بر نیزہ بند و سنان ۔ بچپ باز بردند ہر دو عنان
بزہ بر نہادند ہر دو کمان ۔ یکے سال خوردو دگر نوجوان
زرہ بود خفتان و بیر بیان ۔ ز کلک و زپیکان نیامد زیان
ہم تیر باران نمودند سخت ۔ تو گوئی فرو ریخت برگ درخت
گرفتند از ان پس عمود گران ۔ ہمی کوفتند آن بر این این بران
ز اسپان فرو ریخت برگستوان ۔ زرہ پارہ شد بر میان گوان
بہ شمشیر ہندی در آویختند ۔ ہمی ز آہن آتش فرو ریختند

جب تمام ہتھیار چل چکے اور نوبت شمشیر آبدار آئی عارض نے تیغ گرانبار دونوں ہاتھ سے مقام کے رکاب مین پاؤن جمائے اور بقد راست ہوکے خبردار خبردار کہکر سر پہ تیغہ لگایا زبان پر ایک بار یا خداوند لقا آیا صرصہ نے تیغ سر پہ آتے دیکھکر گھوڑا اڑایا کہ زیر بغل اُسکے جاؤن اور بند دست پر ہاتھ ڈالدون گھوڑے نے طرارہ بھر کے وقت سکندری کھائی اسنے باگ کھینچ اسکو روکا اس اثنا مین تلوار اسکی پہونچی اس بہادر نے عجلت مین سپر سامنے کردی لیکن تلوار اسکی سپر کو کاٹ کر لوا برو اتری خون بہکر منھ پر آیا ماستانہ بار کہ تلوار تو نکلی مگر واستانے قلم ہوے اور کلائیان مجروح ہوئین صرصہ بہادر کا ہرنے پر زین کے جاتا اسنے سر کاٹنے کا ارادہ کیا تھا کہ فولاد کوہی لشکر اسلام سے دوڑ پڑا اور بیچ مین آگیا اور اس بہادر سے کہا تلوار کا کام کاٹنا ہے جسکا ہاتھ بہا ہے اُسنے کام لیا ہے اے صرصہ تم سرخرو ہو چکے اب پھر جاؤ تم وقعی داد شجاعت دے چکے یہ کہکر اُسکو پھیرا اور بجانب حریف مخاطب ہوا تھا کہ اسنے وہی تیغ خون چکان ہان ہان کرکے اُسکے سر پر بھی لگائی کہ یہ تیغ تم جیسے بہادرون کے خون کی لذت پا چکی ہے فولاد نے بھی بچا دے سے ہاتھ نکالکر ڈھال چہرہ پہ بچانا مگر سکن وہ تیغ کب سپر کو بھی کاٹکر کاسہ سر مین دسائی اُسنے تلوار کو سر سے بدر کرکے شدہ تحت ابنگ سے زخم سر باندھا مگر زخم ایسا کاری تھا کہ غش طاری ہوا لشکر اسلام سے ناصر کوہی نے گھوڑا اڑا کر اسکو بھی پیچھے ہٹایا اور اُسکے مقابل آیا اسنے بھی سنبھلنے دیا اور وہی تیغہ بقوت تمام کمر کو تلاکر سر پہ مارا کہ یہ بھی زخمی ہوا اور آفت کوہی لشکر اسلام سے آپڑا فردًا فردًا انکا بیان کیا جائے خوف طوالت داستان مانع ہے دس کوہی اُسکے ہاتھ سے زخم نصیب ہوے اور پھر اُسنے نعرہ ہل من زر بلند کیا اسوقت دست راست کے علم جلوہ گری پر آئے اور شہزادہ تورج بدیع صفت سے نکلے بادشاہ سے

خلعت خفت پاکر جانب میدان بڑھے اسوقت شہزادہ موصوف کے جمال جلال پر ترک فلک قربان تھا دیدہ مہر سے بحسرت نگران تھا کہ نظم

بپوشید خفتان و بر سر نہاد — یکے ترک رومی بکردار باد
گرفتش سنان و کمان و کمند — گران گرز را پہلوے دیو بند
د تندی بجوش آمدش خون و رنگ — نشست از بر بادۂ تیز رنگ
نیاورد گہ رفت چون پیل مست — چو کوہ روان اسپش از جا بجست
بمیدان آمد و راہ نادر کرد — بر آورد بر چہرۂ ماہ گرد

جب قریب عارض پہونچے اسکی تو وہ چوٹ جگی تھی ذرا شمشیر حوالہ فرق مبارک شہزادہ ذی توقیر کی یہ فرزندان امیر حق سے ہین بہت تن چشم بنکر لڑتے ہین تلوار اسکی ذرا سی باگ پھیرنے مین خالی دی اور جب وہ چونک کھا کر سنبھلا تو دیکھا کہ شہزادہ قدم بھر تلوار کی زد سے ہٹگیا تھا بغصہ تا شرحا چاہتا تھا کہ دوسرا ہاتھ مارے لیکن زبردست کب مہلت دیتا ہی شہزادے نے تیغ کھینچی نعرہ اللہ اکبر کہا اور مرکب بنے پر چڑھا کر ہاتھ مارا عارض بھاگا کہ یہ تیغ تیز خارہ جسم سے روح کو گریز کرا دے گی نقشہ ہستی مٹا دیگی یہ سمجھکر کل کر گردن پر جھک گیا اور سپر کو سامنے کر دیا تلوار نے شہزادے کی سپر کو کاٹکر حریف کو جو نپایا تو گیندے کا سر قلم کیا اور زمین پا کر رسہ پا عارض و گیندہ دونون تہ و بالا ہوئے تیغ کر گھوڑے کی چل پھر سے ایسا بلند تھا کہ ہمراہیان عارض اپنے افسر کو دمن دیکھکر یعنی شاہ و ٹکڑے ہو کر گرا ہی یہ سمجھکر لینا لینا کہکر چلے اسطرف سے اہل اسلام بڑھے دو دو ہاے لشکر جوش زن ہوئے تھے غول بڑھکر گرد ملے چلے تھے تلوار دونکے بٹے کھلے تھے قبضو نہیں ہاتھ پڑے تھے کہ بجلیا رک بھاگا ایک کوہی کے ہجدے سے پر حمزہ سے لڑا مفت بھاگ پڑیگا اسباب لشکر سب تباہ ہو جائیگا یہ سمجھکر حکم نواخت طبل بازگشت دیا ہر چند عارض پکارا کہ ارے کیا کرتے ہو میں زندہ ہون مرکب اور لاؤ کر لڑائی فتح کر دون اور مردانگی دون مگر کسی نے کہنا نہ سنا طبل امان لشکر میں بجگیا امیر و بادشاہ تو رجہ پرسے زر نثار کرتے پھرے ادھر عارض پرے لقا کو ہمراہ لیکر بھاگا ادر کیا تا داپس ہوا ہنوز دونون لشکر مقام فرودگاہ پر نہ پہونچے تھے کہ ایک ابر تاریک پہاڑوں سے پیدا ہو کر لشکر لقا پر محیط ہوا اور ہوا ایسی ٹھنڈی چلی کہ تمام لشکر مست ہو کر جھومنے لگا یہ ابر بھی ملکہ بہار کا ہی کہ رات سے آمادہ جنگ تھی اسوقت جب بہادر ادھر چلے تو اسنے جنگ کی ٹھانی ہر چند کہ بڑی دیر سے پہاڑ پر کھڑی تھی مگر بادشاہ اسلام کے جمال کا نظارہ کرکے محو حیرت بنی تھی انشاءاللہ حال ملاقات عاشق و معشوق آگے بیان ہوگا اسوقت بیان عاشق سلطب خبط کر یگانی الغرض جب بادشاہ مراجعت فرما ہوئے اسکو بھی ہوش آیا اور سحر کیا کہ ابر نے ظاہر ہو کر لشکر کو مست بنایا اہل بزین سے ایک تیں چھپ دی کہ ابر ہر ایک کی دم بھر کیلیے بند ہوگی پھر جو دیکھا تو دشت کا اور ہی عالم پایا کہ جابجا سبزہ نئی پھیلی ہی عروس دشت کی سرخ ودھتی ہی ابر بہار ہر سر لالہ زار چھایا ہی دل بلبل کا خیمہ یہ ہی کلی کم کم پچکتی ہی اودے ڈوپٹے مین جیسے بچے کی تیلی ہی سرو غنچہ دل شگفتہ کرتی ہی اور جہان دیکھیے طائران خوش نوا زمزمہ پیرا ہین بہار کے روح سرا ہین استاد ازل نے سبق بوستان کا ہر ایک کو پڑھایا ہی طوطیان

زمردین بال کو باب پنجم گلستان یاد آیا ہر دم وہ بہار ترقی پذیر ہے ہوا سبزے کی شیرائی ہے کہین گلگون نے خاطر گلزار بہشت مین رشک کی آگ بھڑکائی ہے کہین لالہ نے جام شراب کی کیفیت دکھائی ہے کہین سوسن کی اردا ہٹ سحاب بہار کو شرمائی ہے کہین سنبل زلف دلدار کو پریشان بناتی ہے پیچ و تاب مین ڈالتی ہے چمن چمن خیابان خیابان نرگس و یاسمن تیار ہین سراسر رنگین ہین بلبل باغ عالم مین ایسا گلستان رنگین خواب مین بھی کسی نے نہ دیکھا تھا یہ نقشہ تھا **نظم**

نظر مصروف تھی ہر دیدۂ گل پر — عجب جوبن پہ تھے سب غنچۂ تر
کوئی گل تھا بہ شکل جام لبریز — کہین پتے تھے یا شبنم گہر ریز
کسی کا رنگ مثل روئے جانان — کوئی نازک بدن چھودم کا مہمان
کوئی مصروف خندان صورت یار — کوئی مانند عاشق سینہ افگار
نوا سنجی مین طاؤسان خوش رنگ — تلذذ مین کشودہ خاطر تنگ
ترنم ریز مرغان خوش الحان — کہین فریاد بلبل مرثیہ خوان

اس بہار جان فزا کو دیکھتے ہی ہر ایک لشکری نے ہتھیار پھینک دیے اور افسران لشکر فرش بچھا کر بیٹھے بجاے آلات حرب ستار اور بانسری اور ڈھولکی چنگ دائرہ دف ہاتھ مین لیا اور تعریف شراب مین اشعار زبان پر جاری کیے انپر یہ کیفیت طاری تھی ہی کہ بختیارک و سلیمان و حسام و عفرو عارض و منصور و گلگون کھڑے ہو کر ناچنے لگے لقا بھی پکارا کہ ای بندگان قدرت میرا بھی جی چاہتا ہے کہ آج از سر تا پا ننگا ہون اور تم سبکو برہنہ کر کے ناچون یہ کہکر پیرہن اپنا اتار کر پھینکا سب نے اپنا جسم برہنہ کیا اور اس میدان مین اچھلنے لگے اچتہولی کی ایسی کیفیت تھی کہ جوتیان اچھلنے لگین پھر ہر ایک منہ سے بولی بجانا اٹھ آئے شراب کے دور چلنے لگے اس حالت بیخودی مین کبھی اپنے سر پر جوتیان لگاتے اور کبھی ساقی سے مخاطب ہوکر زبان پر لاتے **نظم**

سے گلرنگ سے اب زندگی ہے — ارم ہے وہ جہان دل کی خوشی ہے
رہے شیشہ سے ہر ساعت بغل گیر — نہ بادہ کام کب آئے جہان شرم
بہار فصل گل ساقی پھر آئی — دل توبہ گزین نے منہ کی کھائی
لگا دے بے تامل لب سے ساغر — کرون احسان بنا پیر مغان پر
بنے تسبیح اب موج مے ناب — کرون شیشون کو جلے سجدہ آداب
اٹھا کر رکھد یا ایمان سر طاق — کہ خوش ہو شیخ بالکذبے لئے شاق

جب تمام لشکر اس عالم مین مبتلا ہوا وہان نیا لطف پیدا ہوا یعنی اس گھٹا مین سے پھر ایک چمک ہوئی کہ سب کی آنکھ جھپک گئی پھر جو آنکھ کھلی دیکھا کہ بیچ چمنستان مین ایک میخانہ سجا ہے نشاط افزا گین و سرور افزا ہے نیا جوبن ہر طرف تماشا ہے کہ **ابیات**

جو جام نقشین پرستاران گلفام — دھرے بھر کر انھون نے شیشہ و جام
بھری اس مین شراب ارغوانی — حیا سے زعفران کا رنگ پانی
عجب شیشے سے نکلا پھر کر رنگ — بھرا پیر مغان نے کوٹ کر رنگ

جنی کشتی مین گلدستون کی صورت — مصفا وہ نہ تھی جس مین کدورت
ہر اک ساغر پہ کندہ نام جمشید — فدا ہر جام پہ تھا نام جمشید

ہوکا تختہ دیا بچھا تھا کشتیان رکھی تھین گلابیان چنین چنین مسند پر ایک ساقن متوالی ادا نشہ شراب مین چور کیفیت حسن آنکھون سے بھرا چھلکتا ہونٹون سے رس ٹپکتا لب نازک سے بادہ احمر کے رنگ کا نقشہ صراحی دار گردن مین پان کی پیک نمایان یا شیشے مین لبریز شراب ارغوان آنکھین خمخانہ حسن ابرو محراب میخانہ حسن رخسار سرخ بادہ جمال سے گلنار دست و پا نہایت قطع دار

بموجب ابیات

تھی صورت سراپا جو ہر چہرہ — ضیا مین تھا وہ رشک نور چہرہ
رقم ہوا ابرو کی کس سے تفسیر — ورق پر نور کے مصرع ہی تحریر
صفت کیا شاعران آنکھون کی لکھے — کہ دو آہو تھے وہ وحشت ختن کے
وہ بینی تھی چراغ حسن کی لو — فدا اُس پر الف اعجاز کے سو
لب گلرنگ نازک برگ گل سے — نہ دانتون کو در شہوار پہونچے
سراپا جسم سے پیدا نزاکت — بلا کا قد بالا تھا قیامت
بھرا ہر اک سخن مین اسکے اعجاز — ادا ایسے اُسنے معشوقانہ انداز
کنیزون کا تھا حلقہ مثل قلاب — بشکل انجم تھین وہ رشک مہتاب

اس مینخانہ کی آرایش دیکھکر جتنے دیوانے تھے ناچتے ہوئے چلے اور دست کش اس ساقن کے ہوئے نظم

ہی صدقے اے مے ساز کدھر ہی — کسی بیتاب کی بھی کچھ خبر ہے
کہانتک آبرو کا پاس ساقی — کہ بے حظ ہے ہمارا عمر باقی
ہٹا ساغر لگا منہ سے سبو کو — ذرا خوش کر ہماری آرزو کو
نہ رکھتا تھین بے کیفیت جینا — تمنا ہے کہ برسے ابر مینا
ہر اک قطرہ لہو بن بن کے ٹپکے — مرے دامن سے تھین چھن کر ٹپکے
جدائی تجکو بھی بھاتی ہے ساقی — جو مے ہم تک نہین آئی ہے ساقی
سنبھل تو جم کر پھرا دل ہمارا — اشارہ رہ رہا ہے یون اشارا
[illegible] آغوش سبو مین — بلا سے غرق آئے آبرو مین

اسی طرح بکتے ہوئے قریب اُس مینخانے کے پہونچے اس ساقن نے افسرونکو اپنے دست نازک و نگین سے ایک ایک جام بھر کر دیا اور باقی ماندہ لشکریونکو کنیزون نے شراب پلانا شروع کیا مگر پیچوا روئی لا ولا دُت گھبرا کر خمہاے شراب سامنے رکھ دین کہ الفرق نے آپ مینا آغاز کی پھر تو یہ حال ہوا کہ لشکر مین جو قوم رذیل سے بھرتی تھے وہ تو ٹھرا اڑانے لگے اور جھنڈا اگر اڑانے لگے ارے ہان میان کا شور مچانے لگے کوئی جو نسل نبیل کے تھے وہ غزل و اشعار عمدہ گاتے تھے باہم

ڈھول چھاجھ جھنی بیزار اُٹھتے ہو حق کرتے کھنجریان اور دف بجاتے گالیان گاتے ترنیان اُڑاتے تھے یہ زبان پر لاتے **لمؤلفہ**

ساقن کھول دے اپنا گھونگھٹ
بھٹی پر ہین بادون کی جمگھٹ

تیری ادا کے ہم دیوانے
شمع رخ کے ہین پروانے

پیاری ساقن جانی ساقن
اللہ رکھے تیرا جوبن

جام پلا دے جام پلا دے
آج ہمین متوالا بنا دے

گانٹھ گرہ مین نہین ہے کوڑی
صدقے تجھپر اپنے ہے جی

دل مین یہی ہے تجھ سے پٹین
تیرے ہونٹھ کو خوب سا چوسین

خم مین مے کے دل ہے ڈوبا
بن کے بطے مارین غوطے

ساقن ہم ہین گلے کا ہار
غوطہ مارا اپنے پار

لت پت ہو مین اچھلے کیچڑ
سر ہو نیچے ٹانگین اوپر

دختر رز کے گائین سہاگ
اپنی ڈفلی اپنا راگ

آئی بہار کھلے ہین پھول
ساقن کیون گئی ہمکو بھول

پیٹ لقا کے ہم تھے بندے
اب تو کرم کر ہمپر چندے

اپنا کیا ہے سب بھر پایا
جب دل ہے تجھ پہ آیا

اسیطرح مزخرفات جیسا مین نے بہر تفریح طبع ناظرین بیان کیا بکتے بکتے جھنجھیا رک نے کہا آج سوانگ بنایا چاہیے افسران لشکر نے جواہد پاکر سوانگ بنکر کے دکھائین اس ساقن نے حکم کیا کہ اول تو ہم دیکھنے والے ہین اور دوسرے حمزہ اور بادشاہ اسلام وہان سب افسر تمہارے قید دان ہین دہن جاؤ یہ کہنا تھا کہ سب لقا کے پیٹ گئے وہ پہلے ہی ننگا اچھل رہا تھا پکارا کہ لے میرے بند دکیا چاہتے ہو کسی نے کچھ جواب نہ دیا لیکن سیاہی ملکر منہ اسکا کالا آدھا کیا اور نصف سرخ رنگا وہ مسخرا ہنسا کیا اب عجب صورت اس ساقن نے پیدا کی ایک تو قد اسکا بہت بڑا اسی سوا گز کا تھا تس گز کی داڑھی تھی اسپر یہ صورت ہوئی کہ ایک جھنڈا لاکر سر پر باندھ دیا ڈھولک گلے مین ڈالی بالکل جال بنایا **نظم**

بنائے صاف داڑھی مونچھ کے بال
ہوا ناپاک صورت کا عجب حال

لگایا ابرؤن پر اُسکے سیندور
سیہ دیدے کیے کاجل سے پر نور

کیا صرف اسمین کچھ کوئلے کا بھی رنگ
مگر وہ زرد رو دل مین ہوا تنگ

پنھایا سب زنانی اس کو پوشاک
بنا بالکل مخنث مرد ناپاک

کیے تازے تماشے اور نئے کھیل
دکھائے رنگ اچھے اور نئے کھیل

یہانتک ان بھبوت سے اسکو ملکر
بنایا مسخرا بالکل وہان پر

کسی نے ناک کو کھینچا پکڑ کر
کسی کا ہاتھ تھا کانون کے اوپر

جب اس الو کو انھوں نے بعینہٖ شکل درست کیا بختیارک کو پکڑ کر شل چارپایہ ہاتھوں کے بل استادہ کیا اور کھال گدھے کی اڑھائی گلے میں گھنگرو ڈال کے پٹ پٹا یا اسوقت اس سارق نے کہا کہ دم بھی بنانا چاہیے سب نے کہا یہ خوب ہے دم کی مگر ایک شخص نے جو نری لاکر ڈنڈی اسکی مقام براز میں کر کے دم بنائی لقا کو اُسکی پشت پر سوار کیا اور آپ اُس گدھے کو لیے کچھ آگے کچھ پیچھے تالیان بجاتے سر خداوند پر جوتیان لگاتے جھاڑو دیجاتے چیتھڑے کے سر پر پھینکتے جانب لشکر اسلام چلے جب قریب لشکر مذکور پہونچے یہاں ایک غلغلہ ہوا کسلیے کہ یہان کے آدمی سب ہوشمند تھے جسنے اس سوانگ کو دیکھا ہنستا ہوا ساتھ چلا لشکریون کے لڑکے جو باخبر ہوے تالیان بجاتے پیچھے دوڑے کسی نے اچک کر دھول ماری لڑکا ظریف تھا اُسنے کسی کا پلا پکڑ کر لقا کے آگے بچھا دیا کہ حرامزادے اپنے بیٹے کو بھول گیا تھا اب تو تمام لشکر میں قہقہے مچے اور لینا لینا کا ہنگامہ بلند ہوا لڑکو نکا غل کرنا ڈھول بجنا دھتا پر کا شور کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی بادشاہ اسلام رزمگاہ سے پھر کر بارگاہ میں تشریف فرما تھے امیر بھی بیٹھے ہوے تھے کہ یہ غل ہوا جلد سراپچے بارگاہ کے اٹھوا دیے یہ سامان جو مذکور ہوا نظر آیا سردار دو مال منھ پر رکھکر ہنسنے لگے بادشاہ نے لاحول پڑھی امیر نے دیکھکر اشک حسرت بہائے اور اٹھکر باہر آئے بارگاہ سلیمانی میں دربار عام تھا ہر کوئی اسکو دیکھکر ہنستا اور معتوب درگاہ سلطانی ہوتا ہے متوجہ باہر آکر امیر نے لقا کو پشت بختیارک سے اتروا یا اور اسم اعظم پڑھکر دم کیا کہ اسکو ہوش آگیا پھر اور اسکے سرداروں اور بختیارک کو ہوشیار کر کے ایک خیمہ میں الگ لائے ہاتھ منھ دھلوا یا کپڑے عمدہ پہنوائے بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور بھی تشریف لیچلیں اور لقا سے ملیں لے بادشاہ عالی تبار شاہان روزگار اپنے مقام پر جب یہ ذکر سنیں گے تو قہقہہ مچا دینگے کہ بادشاہ اسلامیان اتنے زمانے تک ایسے واہی اور مسخرے سے لڑکر اوقات اپنی ضائع کرتے رہے جو سامنے ناچتا ہوا آتا تھا انسان کو چاہیے کہ جو لائق خطاب ہو اس سے [illegible]ال و جواب کرے اور جو اپنا ہمسر ہو اس سے لڑے یا دوستی کرے اور جو اس قابل نہو اُس سے مخاطب کبھی نہو شل [illegible] کی اور پاجی کی ایک برابر ہے پاجی کی گالی سنکر شریف طرح دیتے ہیں لے بادشاہ یہ وہ شخص کہ ہیژدہ ہزار عالم ملک باختر اسکی عبادت کرتا تھا اور زمانہ جسکو خدائی مانتا تھا اس سے مقابلہ کرنے میں دنیا میں ناموری اور عقبیٰ میں بجہت کفار کشی سرخروئی ملازمان عالی کو حاصل ہے پس ذلت اسکو بزد شمشیر میدان دار و گیر میں دینا لازم ہے اور اسطرح کی ذلت پر اسکے ہنسنا اور خوش ہونا مناسب نہیں کسلیے کہ باعث تحقیر ذات ستودہ صفات جناب الٰہی ہے کہا ہے کہ بیت منزل ہستی میں دشمن کو بھی اپنا دوست کر + رات ہو جائے تو دکھلاتا ہے رہزن بھی چراغ + بادشاہ نصیحت بزرگانہ امیر سنکر مع چند سرداران کے اسی خیمہ میں جہاں لقا تھا تشریف فرما ہوے اور اسکی مزاج پرسی فرمائی اور اس گبر نے کہا کہ اے بندگان قدرت میں بہت اچھا ہون بادشاہ کو اسکا بندہ قدرت کہنا برا معلوم ہوا مگر سنکر کلام دیوانہ لائق اعتماد نیست جانکر چپ ہو رہے وہان تو یہ حال تھا اور باہر خیمہ کے لشکریان لقا سحر میں مبتلا دہی ہاے ہوے ستانہ کرتے تھے امیر نے لقا سے پوچھا کہ یہ حال تیرا اور تیرے لشکر کا کیا ہوا اُسنے کہا قدرت جانتے ہیں مگر بتلائینگے نہیں میرے شیطان سے پوچھو امیر مخاطب بجانب بختیارک ہوے وہ احمق اور گرد بادشاہ اسلام پھر اتفاق ہو کر کلمہ پڑھا کر میں مدت سے مسلمان ہون یہ کہتا تھا اور

عیار جو یہاں حاضر تھے انکی جانب کچھ التفات نہ فرمایا بعد مضحکات بسیار عرض پیرا ہوا کہ بہار جادو نام ایک ساحرہ گرفتار ہو کر
آئی تھی اور چالاک نے اسطرح چھوڑ دیا وہ پنجہ میں داب کر مرشد زادی کو لیگئی تھی ظاہر ایک فتنہ معلوم دیتا ہی کیونکہ وہ پہلے بھی
ایسا کر چکی ہی امیر نے اس ماجرے کو سنکر چالاک سے فرمایا کہ تم بہار ساحرہ کے پاس جاؤ اور پکار کر کہو کہ اے بہار تم نے یہ
حرکت بہت بری کی ہماری بدنامی ہوئی کہ لشکر اسلام ساحروں سے امداد کا جویا ہی ہم لوگ ساحر کو ساحر سے لڑواتے
ہیں اور غیر ساحر حریف کو ساحر سے ذلت نہیں دلواتے اگر یہ کہو کہ طلسم میں ہم شریک عمرو ہو کر لڑتے ہیں پس ظاہر ہی کہ حریف
تمہارے دیار کے ساحر ہیں ہم لوگ دیو پری جن ساحر کسی کی مدد نہیں چاہتے ان سحر سے بچنے کیلئے صرف عیارانہ کاری کرتے
ہیں ورنہ ہم نسبت پہلوانان عیاری بھی جائز نہیں رکھتے لیکن تم کیا کرو رسم زمانہ یہی ہی کہ جو شخص جسکا دوست ہوتا ہی
وہ عدوے احباب کا ہنچاتا ہی تمنے ہماری دوستی کی باعث ایسا کچھ کیا لیکن کہ ہمارے آئین سے واقفیت تمکو نہ تھی لہذا
ہم ناراض تم سے نہیں ہیں اب سحر اپنا موقوف کرو اور یہاں تشریف فرما ہو فرد خوف سحر ان میں کہن اگر امید آن ندک
کہ از چشم بداندیشان خدایت در امان دارد چالاک بنا بر ارشاد ذیشان بنیاد امیر کشور گیر جانب ملکہ بہار روانہ
ہوا اور قریب باغ سحر پہونچ کر باواز بلند پیام امیر ارجمند بیان کر پھر یہ اک بیت بیا کرد ایت منصور بادشاہ رسیدہ
نوید فتح و بشارت بہ ماہ رسیدہ بہار ہر چند کہ تھی بنی چالاک پیام امیر سنکر ظاہر میں بدنامئی اہل اسلام سے افروختہ
تھی کہ سبحان اللہ سب جلالت مزاج صاحبقرانی میں ہر وقت انصاف ہی چاہتا ہی کہ بیت بباش در پے آزار و ہرچہ
خواہی کن کہ در شریعت ما غیر ازین گناہے نیست کوئی اگر دیتا ہو ذلت دشمن پر خندہ زنی کرے مگر امیر نے اسکی بھی
ہمارے رکھی اخر شکایانہ توصیف آپ کی نسبت میں کہا کہ اے چالاک میری جانب سے بعد تسلیمات تقصیرات کرنا اور
عرض کرنا کہ بیت پاسبان تو شکل توان رسید است سر رفعت بر فلک سروری ست مذہب سعادت مجھے
افتخار کیا جو تمہ پوس بارگاہ معلی ہو یہ کہکر کہا کہ تم جاؤ میں سحر اپنا رفع کرکے حاضر ہوتی ہوں چالاک وہاں سے پھر آیا
اور اس نیرنگ ساز نے رو سحر پڑھا دفعتاً ایک ابر سرخ رنگ علاوہ اس سحاب سیاہ کے پیدا ہو کر محیط عالم ہوا اور
سرخ رنگ پانی برسنے لگا وہ باغ اور وہ ساقن وہ نیا شرنیز جن وغیرہ بالکل نابود ہو گئیں اور وہ پانی لشکریان لقا
پر جو پڑا وہ بیہوش ہو گئے پھر جو ہوش آیا اپنے تئیں آپ میں پایا ایک نے دوسرے سے کہا کیوں بھائی یہ کیا ہمنے کیا
کہ آپ بھی برہنہ ہوئے اور اپنے خداوند کو نچایا یہ بے ادبی نسبت شان خداوندی چاہیے نہ تھی معلوم ہوتا ہی کہ
مشیت خداوندیوں کی بھی یہی تھی یہ کہتے ہوئے اپنے لشکر کی طرف بھاگے نہایت شرمندہ تھے پھر تبدیل صورت کی لباس
پہنا جتنے تمام مرزبان اپنی جگہ پر ٹھہرے کہ کیا اپنا منہ دکھاؤں اور بعض لشکر اسلام میں بہر ہمراہی خداوند آئے تھے
کے سر اپنے اٹھے تھے سب نے دیکھا کہ لقا قریب تخت شاہی بہ عزت بیٹھا ہی لباس سے درست ہوشیار و چست ہی دیکھکر
خوش ہوئے ادھر امیر نے ساقی سے لقا کو اشارہ کیا اُسنے جام شراب لقا کو دیا سر اٹھی اسکے سرشار ہوئے امیر نے
بعد خاطر داری زبان گہر ریز کو وا کیا اور نصیحانہ ارشاد فرمایا کہ اے زمرد شاہ تجھکو سلطنت کیا کم ہی جو تو دعوائے الوہیت کرتا ہی
دشت ضلالت میں قدم دھرتا ہی اگر تو اسلام اختیار کرے تو جسقدر ملک کہ میں نے فتح کیے ہیں سب تجھے دو دلی

تیرے پایہ کو تخت کو اپنے دوش پر اٹھا کر چلون یہ کلمات بہ سنکر اسکو تو بختیارک نے سمجھا رکھا ہی کہ جب امیر سوال کرین
کنا کہ ہر روز نمود اگر مین گرفتار ہونگا تو آپکی اطاعت کرونگا اُسنے حسب فہمایش یہی کہا امیر نے استغفراللہ کہکر فرمایا کہ معاذ
یہدی من یشاء ویضل من یشاء تو ہرگز راہ راست پر نہ آئیگا یہ کہکر خاموش ہو رہے اور وہ بدمست مئے بے ایمانی شراب غرور
پیکر شاہ اسلام سے رخصت ہوکر اپنی بارگاہ مین آیا مگر عارض کو ہی کا اس حال کے گذرنے سے قلب پھر گیا امیر
کے خلق و مروت پر ہزار دل جان سے شیفتہ و فریفتہ ہوا الیقین اسکو ہوا کہ لقا مرد حرامزادہ بالکل جھوٹا ہی بندگان
خالق کو گمراہ و برباد کرتا ہی غرضکہ یہ لشکر مین جب آیا اپنی بارگاہ مین گیا اور اپنی فوج کے افسر کو بلایا اور کہا کہ مین نے تو
دین اسلام قبول کیا کسلیے کہ یہ کیا اعتقاد تھا جو ایک ساحرہ کا چھین کر سکا اور یہان ہیبت لشکر اسلام مین پھر انکی نوازش دیکھ
کر کیا ہمت مردانہ صرف کی بس اطاعت تحسین کی کنارہ واہی اور غیری انھین کیلیے زیبا ہی افسران لشکر یہ ماجرا سنکر اسکے ساتھ ہوے
اُسنے مال و اسباب اپنا مع لشکر خیمہ و بارگاہ ہمراہ لیا اور طبل سفر بجوایا کہ بھاگنا ثابت نہو چنانچہ اظہار اسلام سب کرنا لشکر اسلام
کیطرف روانہ ہوا ہرکارے یہ خبر لیکر روبروے لقا آئے وہ گیر تخت نکہت پہ بیٹھا تقریرین یہ کر رہا تھا کہ اے بندگان من
تمنے دیکھا کہ حمزہ کا قلب مین نے اپنی جانب کیسا پھیر لیا ورنہ دشمن کہین مبدل ایش آتا ہی جب چاہون اس سے سجدہ کرا لون اسلیے
نہین سجدہ کراتا ہون کہ وہ میرا یہ سالار قدرت ہی جو بندے کہ دسے مجھے نہین یاد کرتے انکو قتل کرتا ہی اور تیغانے مین اتر کر
نصف شب کو توبہ کرتا ہی مجھے پکارتا ہی مین اُسکو عزت روز افزون عطا کرتا ہون تم لوگ دم بھر مین میرے حکم سے ناچنے لگے
گئے پھر راہ راست پر آگئے یہ سب میری قدرت کا ادنی نمونہ ہی بیت مری قدرت کے سب ہین کھیل نایاب ۔ اگر چاہون عرش
کو بھی آتش کردون آب ۔ یہ بداعتقاد ان باتونکو سنکر وجد کر رہے تھے اور ثنا و صفت مین مصروف تھے کہ ہرکارون نے خبر
روانگی عارض دی اُسنے چاہا تھا کہ فوج کے روکنے کا حکم دے لیکن بختیارک مانع ہوا کہ ابھی ایک ہنگامہ سے نجات
ملے دیر نہین ہوئی اہل اسلام چڑھ آئینگے آفت مچائینگے لقا اسکے کہنے سے چپ ہو رہا اور عارض جب قریب لشکر اسلام
پہونچا جاسوسون نے خبر خدمت بادشاہ مین اسکے آنیکی دی بادشاہ نے سردار بہر استقبال بھیجے کہ وہ بعزت تمام اسکو
لیکے جب وہ بادشاہ کے سامنے آیا تسلیم کی اور عرض رسا ہوا کہ بیت گر بخاک قدمت سجدہ میسر گردد ۔ سرفرازان جہان
بہمہ سر افگندہ شوند ۔ بادشاہ نے دست شفقت پشت پر رکھا اُسنے نذر دی خلعت عنایت ہوا اُسنے دست راست
کی مسند مین بیٹھنا قبول کیا البتہ حور نے بڑے تپاک سے بغلگیر ہوکر بیرون چہل ستون بٹھایا امیر نے بارگاہ و خزانہ عطا
کیا خلاصہ یہ کہ شامل لشکر اسلام ہوکر یہ بھی فروکش ہوا دعوت کا سامان ہوا لیکن سابق مین بیان کیا تھا کہ بادشاہ نے
دعوت کا سامان مہیا ہونیکے لیے حکم دیا تھا اور ملکہ بہار کو بلایا تھا چنانچہ کار پردازان مصروف انتظام تھے ابھی تک
بہار داخل لشکر نہین ہوئی بادشاہ جمشید جاہ منتظر بیٹھے تھے کہ ملازمون نے عرض کیا جملہ اسباب دعوت حسب ارشاد
عالی مہیا ہی بادشاہ نے عیار بھیجے کہ دیکھو ملکہ کو کیا عرصہ ہو

زمزمہ پردازی عندلیب خامہ گلشن بیان عشق ملکہ بہار و شاہ اسلام مین ترانہ سنجی

بلبل زبان چمنستان جان جلسۂ دعوت و ملاقات شیدای یکدیگر و جگر سوزی خاطر مضامین ذکر فراق و رخصت محبوب و کوائف دیگر لمولفہٖ

کدھر ہے تو اے شیخ بیت الحرام　　مصلے پہ کب تک کروگے قیام
کہاں تک طواف در آرزو　　کہاں تک ستون شیخ کی گفتگو
مزا بادہ خواری کا ہے ساقیا　　کہ ماہ صیام اندنوں آگیا
انھیں روزوں میں رند ہیں تشنہ کام　　زبان سوکھی جاتی ہے وقت کلام
اُدھر دختر رز کی حرکت بڑھی　　ادھر پارسائی کی شہرت بڑھی
مجھے گو کہ زاہد نے بہکایا تھا　　شریعت کے دھوکے پہ پھسلایا تھا
کرم آگیا کام ساقی ترا　　کہ اس زہد میں حال یہ ہو مرا
سحر کو جو ہوتا ہوں تسبیح خوان　　صبوحی صبوحی ہے ورد زبان
بس اے ساقی رندوں پہ اب رحم کر　　گلابی کا منھ کھول ساغر کو بھر
چھلکتا ہوا جام جلدی سے لا　　دکھا دختر رز کا جلوہ دکھا
تمنا اشارے یہ ہے کر رہی　　وہ مینا دھری ہے وہ مینا دھری
وہ شے ہے کہ اس کا ہو زہد دور　　وہ مے جس سے آنکھوں میں آئے سرور
وہ مے نام جسکا ہے بنت العنب　　جسے لال رخسار کہتے ہیں سب
لقب اسکا اک دخت قاضی بھی ہے　　دل رند اسی مے سے راضی بھی ہے
وہ مے لال پردوں میں جو رہتی ہے　　جسے دخت رز خلق سب کہتی ہے
صفا میں جو ہے مہر سے آبدار　　وہ مے جس پہ مینا ہے گردوں نثار
وہ مے جس پہ قربان رندوں کا دل　　نہ پینے سے جسکے ہے زاہد خجل
اگر ایک جام اسکا مجھکو ملے　　تمنا مری دے دعائیں تجھے
دل رند بدمست جب تک رہے　　ہوس جب تلک لاؤ لاؤ کہے
کھلے شوق سے میں ہوں جبتک کہن　　فلک پر ستاروں کی ہے انجمن
رہے جب تلک مہر گردش پذیر　　رہے جب تلک دور گردون پیر
قمر میں ہے جبتک کہ جلوہ گری　　ضیا بخش ہے آفتابی بھری
مرے ساقیا دور تیرا رہے　　دل رند پر غور تیرا رہے
رہیں مے سے لبریز ساغر مدام　　ہنسیں منھ لگا کر سبو اور جام

یہی جلسۂ بادہ خواران رہے — پئے مے تقاضاے یاران رہے
ہمیشہ یہ میخانہ آباد ہو — دل رند کیشان سدا شاد ہو
بس اب دیر لازم نہین ساقیا — مین صدقے ترے جلد ساغر اُٹھا
ہے جبتک کہ کیف سخن مین سرور — نشیلی نگہ مین نشہ کا وفور
وہ دھانی جو بوتل ہو اسمین سے لا — زمرد کا بٹ کاگ جسمین لگا
دکھاؤن بہار ریاض سخن — وہ سرسبز ہو آج میرا سخن
لکھون اک نئی داستان پربہار — بہار آن آئی ہے جویاے یار
ہوا خار غم ہجر کا دل سے دور — ہم بلبل و گل کو ہوگا سرور
کٹورے مین مے پھول کے مجکو پھول — کہ باغ سخن مین لگین میرے پھول
دکھادے بس اب جاہ رنگین بیان — بہار گلستان طبع روان
کنون بلبل خامہ شد نغمہ زن — بجال بہار روشہ صف شکن

گلدستہ طرازان گلہاے بوستان وبہار افزایان انجمن کاشانۂ بیان نزہت دہندگان باغ کلام وحدیقہ بیان ریاض سخن فرخندہ فرجام مضمون آبداے سے آبیاری گلشن فسانہ یون فرماتے ہین اور بہار تحریر رنگین کو نگاہ چمنستان ناظرین مین اسطرح نمایان بناتے ہین کہ جب وحیرت بخش سبزہ پیام رنگان دہر نگاہ مین جسکی شوخی وادا دفتر عشوہ وطرحداری گلعذار یعنی ملکہ بہار زبانی چالاک عیار پیام طلب انجمن بار سنکر عازم روانگی ہوئی دلسے کہتی تھی کہ الٰہی یہ خواب ہے یا بیداری اپنے حال پر ہنس رہی تھین آرزو دلمین مبارک باد دیتی تھین حسرتین کہتی تھین کہ جیت ہوا ایسا نہو فلک کو برا معلوم ہو تمنا کہتی تھی کہ آج خوب رمان نکالو کسی کے گلے کا ہار ہو نہین نہین کرتی جاؤ اور گستاخیان کھاؤ چولیان خوب مسکین دست وپا چٹکیین اٹھا پائیان ہون جی کھولکر رسوائیان ہون عصمت کہتی تھی کہ یہ کیا ارادہ ہے شرم پوچھتی تھی کہ تمکو کیا رخصت کیا ہے یہ ہوسناک کسی کو کچھ جواب نہ دیتی اس عالم مین تھی **نظم**

نگاہین شرم زا کچھ رنگ رونق — سخن مین پاک دامن کی تھی رونق
جبین سے نقش عصمت آشکارا — سوے زانو نگاہون سے نظارا
ادائین جیسے نازک آرزو مین — فقط کچھ اپنے دل مین گفتگو مین
سوے افلاک حسرت سے نظارے — جہان کی بے ثباتی پر اشارے
کہ ہان افسوس یہ دنیاے فانی — نہین شایان لطف زندگانی
محبت کیا کرے کوئی کسی سے — بھلا کب زور چل سکتا ہے جی سے
کوئی دم کے لیے کیا لوث دامن — جھڑاے گا مقرر چرخ بدظن

آخر تقاضاے محبت سے ناچار ہوکر غازہ شرمی سے چہرہ گلگون کو تابناک کیا اگلستان عارض مین بہار حسن نے زینت کو

یہان بلا یا مسی آلودہ لبونکے عکس نے آئینہ رخسار میں تختۂ سوسن کھلایا لب لعلین پر لالی نے غنچۂ گل احمر کا دل خون کیا لباس لبریز سے آراستہ ہو کر زیور جواہر سے پیراستہ از سرتاپا ہم نور فرو کر روانہ جانب دلکشا ہوئے عماتا نہ ہوئی اس عرصہ میں میزبان سپہر نے یہان خورشید جہرکو کاشانۂ افلاک کو رخصت فرمایا اور بہر مہمانی شام دشت دسترخوان پر زرد جواہر دوز دوز دست وہ دار بچھایا **نظم**

چھپا صحن زمین پر شام کا رنگ ہوئی زرد روئی بیاض عارض سنگ

نگاہون مین ہوئی ٹھنڈک سی پیدا بڑھے سائے بشکل شوق پیدا

یہان کاشانۂ جانان قدم شوق سے اٹھاتے جب لشکر اسلام کیطرف آئی راستہ ہی مین جنگل کی عجیب صورت پائی دیکھا کہ جو تمک آگ لگی نظر آتی ہے جب ذرا آگے بڑھی تو نظر ہر ہوا کہ ہزار ہا قندیل ٹنگی ہے گنبد نور کے اور قمقمے نور کے آویزان ہین غیرت شمع ضیا مہر تابان ہین فرش مخمل سبز کا بچھا ہے ہر نیا بت بنا ہے درختونکو سبز رنگ کرکے بادلے سے منڈھا ہے بوٹونکے جال سے مخمل چھپا ہے اور نیا تکلف یہ کیا ہے کہ ہر شاخ پر فوارہ لگا ہے ہر درخت پہ چاندی سونیکا خول ایسا چڑھایا ہے کہ انمین فوارے کا خزانہ بنا ہے ہر شجر پر ہزار ہا ہزارے کا فوارہ چھوٹتا ہے پانی برستا نظر آتا ہے درخت سب ثمرآور ہین ہوا کے جھکورے سے دلہن کیطرح جھکے جاتے ہین شرم کھا کر عرق عرق ہین نیا جوبن دکھاتے ہین پتون پر قطرے پانی کے اسطرح چمکتے ہین کہ شگوفہ نہین موتیونکے گچھے لگے ہین شاید بہر سونے مین زرد اور تونمین سفید ہے دشت آرائش مین دشت لیلیٰ ہے قابل دید ہے کاغذ کا ہما کا تنکا ضیا کیطرح سے آتش بازون نے اڑایا ہے کہ وہ تمام دشت پر چھایا ہے نیچے ابر کے فوارے ہر درخت پر چھوٹتے ہین انکی ساون بھادون کو شرماتے ہین پانی کی پھوار سے دل ٹھنڈا ہوجاتا ہے طبیعت مست ہوتی ہے بھونڈی آتی ہے ملکہ بہار یہ سامان بہار دیکھکر وجد کنان جب ذرا آگے بڑھی دیکھا کہ ایک سبزہ پر بہار لگا ہے مین چمن گل نسرین و نسترن وخیابان خیابان یاسمن و گل جعفری وغیرہ کے پھول لگے ہین شمیم انکی دماغ باد بہار کو بسانے ہے لطافت و نزاکت ایسی کہ نظر بسترا لگائے ہے ملکہ نے چاہا کہ چند پھول توڑے ہاتھ سے چھوا تو معلوم ہوا کہ سب درخت جواہر کے ہین جیسے جو پھول ہے ویسی ہی خوشبو رکھتا ہے ہر نخل کی شاخ پر طائران خوشنوا مثل طوطیان شیرین بیان وعندلیبان شیوا زبان زمزمہ پیرا ہین سبب یہ ہے کہ ہندوستان مین پریان جن ہوا کے ملے مین طائر کل دار مین جب انکی کل دباتے ہین وہ نغمہ سنجی کرتے ہین تماشا یہ ہے کہ جواہر کے بٹ مین ملکہ موصوفہ جب اس چمنستان مین پہونچی سب گل اس گلستان کے اسطرح ہنسے کہ جیسے گلعذار قہقہہ لگاتے ہین ملکہ حیران کھڑی تھی کہ تنے درخت کے شق ہوئے اور پریون نے نکل کے ملکہ نے دیکھا کہا افراسیاب سحرانے طلسم پہ نذر کرتا ہے یہ بادشاہ اسلام ہر روز طلسم بنا ہے ضیا پایا کیا اسلام ہے کہ یہان اسطرح کی آج بہار ہے کل ہم مین آئی تھی اسجگہ دشت پرخار تھا نام کو بھی نہ لالہ زار تھا یہ آئینہ ۔ دو حیران تھی اور ان پریونکے چہرے پیدا ہونیکا یہ سبب تھا کہ درخت سب مثل دانہ ہے جب سب انکی بیچ مین لگے ہین انکے کھلنے سے درخت سب شق ہوتے ہین بیچ مین پریونکے چہرے نکلا ۔ لگے ہین کہ درخت شق ہونے سے وہ ہنستے ہین دور آگے بڑھتے ہین تمام اس گلستان جواہر کا گلدستہ ہمیشہ بہار ہے ملکہ آسمان پری نے امیر کو بارگاہ سلیمانی بھیجا ہے ذکر اسکا دفتر اول نوشیروان نامہ مین لکھا ہے ملکہ بہار اس ساز و سامان دیکھکر دنگ تھی جب ذرا آگے بڑھی اپنے باغ و بہار کی ساحری بھول گئی دیکھا کہ ایک بارگاہ فلک فرسا نعمت ہے جسمین تابان نصب ہوئے ہین یہ بارگاہ بھیجا یہ بہت نظر آتا ہے دوست اس بارگاہ رفیع کا عرش

پھیلا ہی دربارگاہ سے دور تک ایک بازار آراستہ ہی ہر طرح کے اسباب عمدہ و نفیس سے پیراستہ ہر دکاندار نوجوان کمسن شباب کے دن لباس و زیور سے آراستہ ہی دو شہرا میں مصروف نگاہ انکی الفت کا لوٹ دورویہ بازار بیچ میں سڑک قطعہ دار جواہر جابجا انبار سقے گلاب کیوڑہ و مشک چھین بھرے اس سڑک کو چھڑکا ہوا سے رشک دشت ختن و تاتار بناتے کھڑے کھنکے دکانوں کا انداز نرالا یعنی بارگاہ سے ہر دکان کا جدا اور ہر ایک میں جابجا آراستہ ہر خیمہ کے رتبہ پر طاوس زمرد کا بیٹھا استغار اسکی موتیوں کا مالا اور بارگاہ دربیساول وچوبدار مؤدب حاضر تھے کچھ جلو خانے کے باہر تھے ملکہ جب اس بازار میں پہونچی یکایک تمام دکاندار غائب ہو گئے یہ حیران ہوئی کہ سب کیا ہوے اسی حیرت میں تھی کہ اندر سے بارگاہ کے سرداران عالیشان بصد تجمل برآمد ہوے اور ملکہ سے بصد شوق ملے کہا ہم بہر استقبال آئے ہیں بادشاہ بڑی دیر سے انتظار آپکا کر رہے ہیں تشریف لے چلیے یہ کہکر ہوادار پر سوار کیا ملکہ نے کہا اب تو دربارگاہ پر کھڑے ہیں سوار ہونے کی کیا ضرورت سب نے کہا کہ بادشاہ اس جگہ تعین تشریف فرما ہیں یہ بارگاہ صرف اسلیئے ہے کہ قریب بازار جو چیز درکار ہو خریدی جائے اور مصرف میں آئے اس جگہ آبدارخانہ و شربتخانہ و دیگر سامان وغیرہ کی تیاری ہو اور اس بازار کو بازار طاق بلقیس کہتے ہیں دکاندار اسکے سب پریان اور جن ہیں کہ نظر سے غائب رہتے ہیں یہ کہکر ملکہ کا ہوادار کہاریان باد رفتار لیکر آگے بڑھیں اور داخل بارگاہ ہو یعنی یہان بھی صحن بارگاہ میں فرش گسترده تھا تخت و کرسی و مسند سے آراستہ تھا پریرخوں کا مجمع تھا سامان شاہانہ مہیا تھا مگر جب سواری سبان باد بہاری یہانسے آگے بڑھی اور دوسرے دروازے سے بارگاہ کے نکلکر جو دیکھا اور بھی زندہ بہشت میں اپنے تئیں پایا ابر بہاری پردے ہوا چھایا تھا ترشح سے فوارے ہوئے زاہدان خشک کو تردامنی کا لطف یاد آگیا تھا شجر جواہر کا ہر شجر سے ثمر بار زمین پر سر جھکائے سجدہ شکر خلیفہ قدرت ادا کرتا ہوا ہات ملتا تھا گویا سبز پوشان پاکیزہ دامن کا وجد میں جھومنا معلوم ہوتا سبزہ فرش ارض پر سبز رنگ طاوسان مست پر کھولے بیٹھے فرش قالین گلکاری کی کیفیت دکھاتے سنوبر اپنی رعنائی پر اکڑا ہوا بعض درختوں کے نزاکت بھرے انگلی کے اشارے سے ٹپک گرتے پہاڑ کی دامنگ سے سرا کچھ بارگاہ کا لاہو اور چار طرف باغ پر بہار بیچ میں وہ بارگاہ علاوہ باغ جواہرات مصنوعی کے جنگل اور دامن کوہستان میں دیو کا لہرا آبشار کا ہونا نیا لطف رکھتا تھا باغ کی روش نہری پر دو رویہ سبزہ بجا جابجا اور کنول فروزان زبرجد انگیز کو سر و چراغان چراغوں کی لو سے فوارونکا چھوٹنا واقعی لالوں کا سوتی اوگلنا تھا روشنی تھی یا فرہادوں کے دلوں کی لگی تھی شعلہ طور کا گمان تھا یا وادی ایمن گلزار یا خیال گلشن جنان تھا سمان اللہ کیا اس جگہ کا بیان ہو

نظم

نہال سبز مرغان نوا سنج / بہار چشمۂ لبریز بے رنج
زمین پر سبزۂ نوخیز کا فرش / زمرد گون وہ منظر جابجا فرش
نگاہوں میں تراوٹ جس سے لگے / دل بیتاب کیفیت اٹھائے
کہیں گھاسے خودرو رنگ رنگ / کہیں کچھ اور ہی صورت نئے رنگ
ہزاروں طائران نو نوا سنج / سنے انکو تو جائے دل سے ہر رنج
برابر نخل قد میں جس قدر سے / نشیمن جب ابجا شاخوں پر اُنکے

زمین پر سنگ مرمر فرش تا دور — فدا ہو دیکھنے سے طبع مسرور
قفس صندل کے آویزاں شجر میں — عجب نقاشیاں دیوار و در میں
مصفا باغ سارا صورت دل — بجا ہے اسکو کہیے نور منزل

ملکہ بہار اس لالہ زار کو دیکھکر تقاضائے عشق سے آہ سرد بھرتی اپنے گلعذار کی سرد مہری یاد کرتی کہ دیکھیے وہ مغرور حسن و جمال مجھ سے کہیں سوا ہی نگاہ شوخ کیونکر تسخیر کرتا ہی معاملہ دلکا دیکھیں کیسا گذرتا ہی اسطرح ہوس گری کھاتی ہری نرگس سے آنکھ ملاتی روانہ تھی کہ یکایک ہر طرف سے ہزارہا کنیزان مہر صورت زیور جواہر پہنے لباس عمدہ زیب بر کیے عمدہ ہاتھوں میں لیے پیدا ہوئیں نظم

مزین جسم پر پوشاک و زیور — قریب تخت زرین ٹھہریں آکر
گران بار بدن پوشاک و زیور — نزاکت تھی برستی ہر صنم پر
خراماں کبک کی صورت بصد ناز — پریزادوں سے وہ حوریں تھیں ممتاز
نہیں رکھتی تھیں مثل اپنا جہاں میں — وہ گل تھیں لاجواب اس گلستاں میں

ان سب نے ملکہ کو تسلیم کی اور ہمراہ سواری چلیں ہزارہا کنول آگے آگے روشن سرگرم اہتمام ہر غنچہ دہن طرفہ طرز خوش گویان گلخنوں سے معطر باغ جان فرحتک اسی آن وہاں سے قریب ایک چشمہ شیریں کے پہونچی اس نہر میں ہزاروں رنگ کا گلاس پڑا تیرتا تھا چشمہ نور چشمہ بنگیا تھا چشمہ مہر کیطرح نور سے لہراتا تھا قریب چشمہ دو درخت سرو کے لگے انھیں درختوں سے ملا کر سراپچہ بارگاہ استادہ تھے سوا اس چشمہ کے پشت درختان سرو اور کچھ نظر نہ آتا تھا قریب درختوں ہزارہا زنان قمر پیکر بعہدہ دربانی استادہ ملکہ کو سب نے تسلیم کی یہاں درختوں میں دروازہ لگا تھا لیکن اسطرح کہ ثابت نہوتا تھا وہی راستہ اندر بارگاہ کے جانیکا تھا جس وقت وہی دور ہوا ملکہ اتر کر داخل ہوئی آگے بڑھکر جلوہ خانہ شاہی ملا قرق زنجیر کھینچی تھی پردہ زنبوری پڑا تھا وہ پردہ جب خدمتی پر کھینچی ملکہ اندر آئی دیکھا کہ عجب بارگاہ رفیع المنزلت پر مسکن بادشاہان جمشید مرتبت ہے صحن بارگاہ میں ہزارہا گلدستہ دھرا ہی عطر ریز میں بھرا ہی گویا طبلہ عطار کھلا ہی بارگاہ میں بارہ ہزار کنول جواہر کار لگا ہی الماس تراش ہر ایک استادہ نگیرہ جواہر دوز کھنچے میں جھاڑ انہیں چھت میں ہر رنگ کی بار جھیں قطار در قطار لگی ہیں اور کرسیاں یاقوت و زمرد کار بچھی ہیں فرش مصفا بچھا ہی دو تنگل ہزارہا لگے ہیں سامنے چہل ستون تخت شاہی بچھا ہی طاؤسان مرصع دم بلند کئے چتر کی ہم پر تخت پر مسند بچھی ہی اس پر ایک جوان جسیم بہ پیکر نیک و رزال دنیا ہزار جان سے قربان بیٹھا ہی تاج شاہی اور لباس فرمانروائی سے آراستہ ہی گرد ہزارہا حور پیکر دیکھا مجمع ہر عجب دلاس دربار کی دیکھی کہ مرادیں اسکی بامراد آرزو میں دلشاد تمنائیں اسکی بر لا گردان کہ کوئی تمنا کرے اسکو کس چیز کی نا میسری جو تمنا کرے نگاہ جوش کرم زرد رو سامنے اسکے بیدم جبیں میں اسکی وہ نور کہ قمر کو داغی غلام اسکا بننا منظور ہر چند کہ کافر کیش لیکن بصورت لام اسلام ساکن قرب کعبہ ابرو حلقہ کن جان اسکی خوشبو آنکھوں میں کیفیت حسن لبریز مژگان بیساں خنجر تیز دہان زخم جگر ان ابرو انکا نشہ دیدار حیا بصورت نظر نیک دیکھنے کی خریدار بتی نشان حسن قدرت یا شعلہ رخسار کی لو شمع طور کی ضیا انگشت معجز نمایان میں رخسار جو نیچے ظاہر

کہ بجز و شوق الفقر ہوا عارض کا حسن حیرت امیز یا جلوۂ صبح طرب خیز لب کا رنگ پر سی گلشن صدق قند و نبات پڑے مزے سے اس کی بلائیں سے غیرت سے پانی ہو کر بہے دہان تنگ نہیں تعین کرنے سے ملک عدم بنا چاہ ذقن میں دل عاشقوں کا ڈوبا ہوا بیاض گردن دفتر حسن کا خاتمہ شانے شان الہی کے نمونے ہاتھوں میں دل حسین لینے کے قرینے سینہ جوش شباب مستی سے بھرا شہوت پرستی سے تنفر کیے دل جلانے کی عادت سیکھی شکم معدن نور تختہ بلور کمر نازک تا نگاہ دور میں بسان چشم جانان بیمار و ناتوان و نازنین شمع ساق پاے لو انگلی ٹیڑھی ہر کسی ہوشیاں پر بات مارتی ادا چشم بہرام خنجر تیز ہر غریب شاہد کی سحر عزیز کی مدح کرے بموجب لمؤلفہ

کیا لکھوں وصف اس کے قامت کا ۔ تھا سراپا الف قیامت کا
وحشی گلاب تھیں آنکھیں ۔ چشم بد دور خوب تھیں آنکھیں
غنچہ بینی اور گل رخسار ۔ گلستان عیش کی تھی بہار
گوش بنے کان ہاے راز نہان ۔ تھے سکون انکا وصف کیا امکان
زلف پیچان کی مدح مشکل ہے ۔ جس میں الجھا ہر ایک کا دل ہے
لعل و در صدقہ لب و دندان ۔ جانتے ہیں جہان میں سب انسان
جو کہا منہ سے ہو گیا وہ عیان ۔ کلک قدرت سے لا کلام زبان
واہ کیا خوشنما وہ گردن ہے ۔ حسن کی شمع سب پہ روشن ہے
ہاتھ تھے وہ بلور کی شاخین ۔ انگلیاں نخل طور کی شاخین
بے کدورت تھا صاف وہ سینہ ۔ حق نما تھا بشکل آئینہ
چشمۂ نور تھا شکم لاریب ۔ ناف گرداب وار تھی بے عیب
کوئی تشبیہ یاں نہ ہو سر کمر ۔ نہیں آتی ہے اب میان نظر
ماشاء اللہ خوشنما ہیں قدم ۔ رہبر راہ کعبہ پا ہیں قدم
اس قدم پر رکھا تھا جسنے سر ۔ وہ کسی کا نہیں تھا دست نگر

ملکہ اس دلدار پیاز بسکہ شیفتۂ نادیدہ تھی اسوقت سامنا ہوتے ہی بیخودی چھائی غشی بہر استقبال ہوش آئی ادھر بادشاہ اسلامیان نے بھی دیکھا کہ ایک درج دلائی گوہر بخت وفا کی اختر ملک عشق کی قیصر آئینہ حسن کی جوہر باغ دوستی کی شجر نہال آرزو کی ثمر متہد لے الفت کی خبر بازو سے بے بال دیر آسمان دلبری کی قمر دیدۂ نظر آرام جگر بلکہ جگر سے بہتر تیغ الم کی سپر پہلوے عاشق کی دلبر کشور دل لوٹنے والی سینہ پر لوٹنے والی پہلوے عاشق سے بھاگنے میں کڑی کمان کا تیر دل اٹکنے تیر مژگان کے نخچیر دام بلا کل میں ہر ایک کا دل اسیر ظالم بے تقصیر ساق پا جسکی عریان ہو نور دشمن بزم عاشق پریشان ہو کر بموجب نظم

قیامت تھیں وہ آنکھیں سحر آمیز ۔ بھگانے کی وہ ہیں دلبر چھری تیز
لگائی جنبش ابرو نے تلوار ۔ نجرد نے رکھ لیا ہے دل سر دار

پڑی تیغ تبسم ایسی کاری … / ہوئی ٹکڑے دل کو جان ہاری
طبیعت جال میں زلفوں کے الجھی / پڑی ایسی گرہ ہرگز نہ سلجھی
اگل چاہ زنخ نے تازہ گل کھلایا / نمود چاہ زنخدان میں جھلکایا

یہ دیکھتے ہی تیغ نگاہ کے جلنے اثر کیا بادشاہ کو بھی غش طاری ہوا خواصون نے جلد جلد گلاب کیوڑہ وغیرہ عطر کا دونوں کو حس
ہوش میں لائیں تو آگے بڑھی تخت سے شاہ نے ہر چند پیش دستی کی اس ماہ حسن نے پیش قدمی فرما قریب آکر ہاتھ تھام لیا ملکہ نے نزاکت
سے یون کہا اگرچہ مرض مجھکو ہی تھا … کہ تمہارا شرمندہ ہونا میری نظر میں
اچھا نہیں تھا تو آپ شرمندہ ہو … پڑا یہ شاہ نے
کہا ہمیں تو کوئی مرض نہیں اب تمھاری زلف کا سودا ہوا ہے … مرض کیا دوا ہے شاہ نے فرمایا کہ شربت وصل سے
یہ عارضہ جائیگا ملکہ نے یہ سنکر سر جھکایا شاہ ہاتھ پکڑے تخت پر ساتھ برابر بٹھایا کنیزان گلرخسار نے چاروں طرف سے اسی رنگ
کے پردے اٹھوا دیے برسات کی چاندنی کھلی تھی … نور برستا تھا چاروں طرف … ہوتا تھا اس
لطف میں ساقی بادہ پیما نے دونوں کو نشہ سے سرشار کیا … جبینان … نے ساز ملا کر یہ غزل موافق گائی

غزل

دل اشتیاق دوست میں بے اختیار ہے / آنکھوں کے سامنے مرے تصویر یار ہے
ہر دم زیادہ ہوتی ہیں داغوں کی کثرتیں / سینہ ہمارا کاہے کو ہے لالہ زار ہے
جی چاہتا ہے سرمہ چشم اسکو کیجیے / بتلا تو اے صبا یہ کہاں کا غبار ہے
تھمتا نہیں ہے آنکھوں سے ہر چند روکیے / ہر اشک میرے دل کی طرح بیقرار ہے
سوراخ جا بجا جگر و دل میں پڑ گئے / کیا ہی سنان تیر نگہ دل کے پار ہے
آنکھیں اٹھا کے دیکھ ذرا ترک جنگجو / دل وحشت میں خدنگ نظر کا شکار ہے
لاکھوں فریب یاد ہیں تم کو سنے ہوئے / بیار … تمہاری بات کا کیا اعتبار ہے
اب جاں بچیں آئے بھلا کس طرح کہیں / قابو میں اپنے دل ہے نہ پہلو میں یار ہے

بادشاہ نے جام گلگوں سے تاب بھر کر بنت ملکہ کے آگے دیا ملکہ نے پیک … بھرا اور شاہ کے منہ سے لگا دیا پھر تو دماغ دور شراب
سے گرم ہوا تو شراب نے آنکھوں میں گھر کیا امیدیں کھل کھیلنے پر آمادہ ہوئیں آنکھیں شرم سے جھکنے لگیں … ہر چند کہ ہستی
… حیا مانع تھی لیکن … جب بادشاہ نے آغوش محبت میں … ایک نظر سے کیفیت مستی ہویدا آنکھیں سرخ
ہو کر طبیعت کا ڈھنگ بدلا لعاب … نے لب … کہ صاحب نکلے مجھو اللہ قسم مجھکو یہ دھال
بھولے … دن بھی نہیں بھاتی مردوں کی … سے نفرت ہے … اسکا … رہتا
ہی نہیں قربان کروں جان … لشکر
غمزہ نے ہوس عاشق کو شکست دی بادشاہ منت کرنے لگے … شاہ زبردست ہوس … تم نے

نہیں نہیں کرکے ہاتھ چھڑایا کہ صاحب کیا غرض جو ہم اپنے دلبر جگر کرین اپنا و بیگانے کے طعنے سنیں جان کیوں آزردہ دیتا آخر
کو دین شوق وصل مین جستجو کرین فراق مین جل جل مرین بادشاہ نے کہا کہ اے نازنین ہر چند کہ مین شاہ ہون لیکن تیرا غلام بے
اشتباہ ہون یہ کہکر آنسو آنکھوں مین بھر لائے ملکہ نے اپنے دامن سے آنسو پونچھے ہنسکر کہا صاحب کیا تیری شکل مین رونا لگا ہی
ہین رونے آدمی سے گھبراتی ہون یہ کہکر اسطرح آنسو پاک کیے کہ دو گرما گرم جسم سینے سے لگیا بادشاہ کو تاب نہ رہی فوراً
گلے سے لگایا ملکہ تڑپ کر آغوش سے جدا ہوئی کہ اودھی دم گھٹ گیا ابرو خم ہر نے آنکھوں سے عاری کی آرزوے ہمکناری دلدار
اور زیادہ ہوئی اٹھکھیلیوں بکانا ستانا آیا بیتابی کی افزائش ہوئی مگر پاس شریعت مانع ارکا تھا بغیر نکاح دونون جانب
خیال عصمت و پارسائی کا اظہار تھا ہر چند کہ فعل باطنی یعنی مباشرت سے تو باز رہے مگر یہ کیفیت تھی کہ حوصلوں کا گرم بازار
آپس میں ہم آغوش دہن مین مزے بوسوں کے پوشیدہ آنکھوں پیچ و تاب شکر کیا ہمین دو باقی کی لذتین و سسکیان بھرتا ملکہ نے
گردنین ہاتھ ڈالدینا جھکنا جھیپ ہٹ جانا شرمانا لجانا مسکرانا پسینے پسینے ہوجانا ٹوٹے کپڑے درست کرتے جانا کبھی
انگرشار دکھانا کبھی زبان کی نوک سے رخسار سہلانا پہلے آپ بوسہ کے لیے منھ بڑھانا پھر شرما کر ادائی دکھانا کبھی ہات کے
سر قدم پر رکھنا اور کبھی خفا ہو کر پاؤن پر دوسرے کو گرانا کبھی فداے روے یار ہو جانا کبھی نشۂ وصال سے بیہوش ہونا
کبھی شمیم زلف جانان سے مدہوش ہونا کبھی بغلوں مین منھ ڈالنا کبھی شرم کا حیلہ کرکے گھبرا کر کہنا کوئی آتا ہے اور پلٹ جانا کہ دم بھر آنا
ری کبھی دامن جھٹکنا اٹھکر کھڑے ہو جانا بر نکات کا جوبن دکھانا کبھی حیران ہو کر بہ طرز دیکھنا آنکھوں کی گردش سے عالم دگرگوں کرنا کبھی
الگ ہٹکر ہاتھ کا روک لینا آئینہ رخسار کی حیرتناکی سے بہار دکھانا اس ہنگامہ مین چولیاں مسک گئیں نازپستان ملے جو گئے تو
سرخ سرخ نظر آنے لگے سیب ذقن گدرا کر زیادہ لطف دکھانے لگے زلف کا مزاج برہم ہوا منھ پر چھڑائی گیسو نے لہرا کر باغ
رخسار پر گھٹا چھائی کی کیفیت کھائی کا کس باوجود کہ بال بال گنہگار تھی لیکن اترانے پہ تیار تھی بادشاہ اس غیرت ماہ کے
سیب پہ لپٹتے تو آہ سرد بھرتی کہ آپکی وفا کا کیا اعتبار ہر چند یہ منھ دیکھے کا سب پیار ہے انھیں فقروں سے صد قسمیں کھوا لیتی اپنے
اور یہ دیوانہ بنا لیتی یہی ہنگامہ ناز و نیاز تا دیر گرم رہا ہر بار آرزوے شرم رہا کہ

نظم

کبھی آپس میں لپٹے ہو کے بیتاب	کبھی حسرت سے کرتی چشم پرآب
کبھی لیٹی کہ جاتی دم ذرا سے	ٹھہرتی اور بھی دو چار پیالے
کبھی زانو کو باہم میں تھی	کبھی کہتی کہ صورت دیکھ میری
زبان سے بوسے کر گدگدانا	اٹھا کر جام مے منھ سے لگانا
یہ کہنا جلد پی میں تیرے صدقے	کہ ہو کچھ دیر میں تو میرے صدقے
کبھی کہنی سے دینا اک ٹھوکا	لپٹنے میں کبھی دینا دھوکا
کبھی کہنا کہ ٹھنڈے آدمی ہو	اٹھے ایسوں سے راحت کب کسی کو
مزے بوسوں کے مستی پر جو آئے	ارادے اور ہی مطلب پہ پائے
لگے ملکر دیے بوسے جو دو چار	ہوئے نیلے نزاکت سے دو رخسار

سینہ آ کے چہرہ تمتمایا | نگاہ ناز نے جلوہ دکھایا

جب خاطر مشتاق متقاضی ہمبستری ہوئی بادشاہ نالہ کرا گئے اور ملکہ بھی ضبط کرکے الگ ہوگئی کہا دیکھیے چاندنی رات کا لطف اٹھائیں بہار باغ سے جی بہلائیں بادشاہ اس رشک ماہ کو ہاتھ پکڑ کے لیے اور پشت و پہلوئے بارگاہ کے جو سراچے اٹھے تھے اسطرح آئے بیان جو کیفیت بہار کی زبان قلم کی کیا لیاقت ہے جو بیان کر سکے جا بجا جھولے درختوں میں پڑے تھے گلعذاروں کے چمن چمن تھے ملاگاتی تھیں چاندنی میں دوڑتی تھیں چھپی چھپی چلبلا کھیلکر بہار جوبن دکھاتی تھیں درختوں پر بادلے کی چمک شعشع کا نا نور ریز زمین و فلک نہروں میں بجرے اور مور پنکھیاں پڑیں چلتر نگ بجتا جھنجھنیں جھلیں کرتیں لب نہر جواہر کار بنگلے بنے فرش و شیشہ آلات سے سجے مینا کار برج بنے آگے آنکھ مگر و یا سالک گوہر تے کہاں تک بیان ہو

نظم

ہر اک سامان تازہ حیرت افزا
نظر جس پر رہے تا حشر شیدا

طلسم آمیز سارے کارخانے
بجا ہے کیسے جادو کے ٹھکانے

بچھیں تھیں مسندیں زریں بہت خوب
بشکل عارض تابندہ مرغوب

کہا بیٹھو کہ دم لے لیں ذرا ہم
بیاں کی سیر دیکھیں بھی کوئی دم

غرض بیٹھے جب وہ گل اندام
ہوئیں حاضر پرستاران گلفام

کہ اتنے میں کئی معشوق طناز
لیے آئیں ہزاروں طرح کے ساز

جھکیں تسلیم کو گائیں بجائیں
نہایت لذتیں خاطر نے پائیں

پھر اُن کے بعد آئیں اور نوخیز
نگاہیں جن کی خنجر کیطرح تیز

لیے شیشے بغل میں ہاتھ میں جام
سوا اس کے بہت سامان آرام

کیے موجود کھانے لا کے باہم
غذائیں سب طرح کی کیں فراہم

طعام عمدہ دسترخوان شفاف
بشکل حسن جانان پاک و صاف

تناول وان کیا دونوں نے کھانا
ہوا آغاز پھر گانا بجانا

رہے کچھ دیر پھر جب یہ ہوا اس
رہے بانی کی کیفیت سے سرشار

پھرے پھر وان سے آئے خوابگہ میں
لپٹ کر دونوں لیٹے اک جگہ میں

لیکن سونا کیسا وہی تازہ مزے کا دور عالم ہی کچھ اور ہوا ملکہ نے سارا حال طلسم بیان کیا اور شاہ طلسم سے اپنا پاکدامن رہنا اسکا دل و جان فریفتہ رہنا تعلق کے ساتھ کہا پھر اپنا شریک ہونا اور خواجہ کی عیاری کرنا اسکر گرلب کا حال کہا مگر شمع و گلدستوں سے پرپروانہ نکلکر کہانی کہتا بیان کرتے وقت اپنا فریفتہ ہونا کہا انھیں باتوں میں مزے مزے کی حکایتوں میں شمع انجمن فلک یعنی نور برج بہاں گردن میں باہیں پڑی تھیں ٹانگوں سے ٹانگیں گتھی تھیں کہ زلف شب کی مزاج صبح سے گستاخی ہو بولی

یہ باتیں تھیں کہ بدلا حال شب کا
دکھایا صبح نے اپنا جھمکڑا

پچھے دست ہوس ٹھنڈے ہوئے ہوش
اٹھے انگڑائیاں لے لے کے بیہوش

نہ ساقی تھا نہ مینا تھا نہ تھا جام	زبان پر تھا فقط اللہ کا نام

بادشاہ نے اٹھکر وضو کیا نماز سحر ادا کی تا دیر درگاہ احکم الحاکمین میں التجا کی لشکر میں امیر حسب دستور پچھلی رات سے برائے طاعت رب غفور اٹھے وقت صبح کو سب سردار بہر نماز مسجد میں آئے بعد فراغ نماز سب نے مصافحہ کیا سلام ہر ایک کا ادا ہوا اُسوقت جواسیس سامنے آئے اور عرض پیرا ہوئے کہ کل سے ملکہ بہار امیدوار ملازمت حضور ولشکر اسلام میں حاضر ہیں امید رکھتی ہیں کہ دیدار فیض آثار سے بہرہ یاب ہوں امیر نے اس خبر کو سنکر استفسار فرمایا کہ بادشاہ سے ملاقات ہوئی یا نہیں ہرکاروں نے عرض رسا ہوئے کہ شب کو حضور عالم کیطرف سے دعوت تھی اور ظل استغنی یحییٰ سے برائے خاطر مہمان عزیز تشریف فرمائے خانہ دعوت تھے ابھی تک وہیں ہیں یہ حال سنکر امیر اُٹھے کہ بادشاہ کو تسلیم بھی کرینگے اور بہار سے بھی ملینگے بس آج کا دربار موقوف رکھا سردار اپنے اپنے خیام میں آکر آرام کریں اور امیر سبب مسافت بعید سوار ہوکر صحرا میں گئے اور پہلوئے بارگاہ دعوت کیطرف آئے ملازمین دیکھکر خدمت شاہ میں گئے آمد جناب صاحبقران عرض کی بادشاہ تخت طاؤسی پر سنبھلکر بیٹھے بہار مع خواصان گلفام کے بہر استقبال بیرون بارگاہ آئی امیر کو تسلیم بجا لائی امیر نے سر سینہ سے لگایا اور فرمایا کہ تم مہمان عزیز ہو یقین کیوں یہانتک آنیکی تکلیف کی غرض کہ قریب ہوئے داخل بارگاہ ہوئے بادشاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے نیم قد اٹھکر تعظیم دی آپ تخت پر آکر تشریف فرما ہوئے ملکہ بہار ڈر کے مارے سب جسم چھپا کر سامنے کرسی پر بیٹھی گردن جھکائے تھی کہ نیل بوسونکا رخسارے ظاہر نہو جسپر امیر کی نگاہ پڑے بڑی غیرت کی بات ہو خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب بیٹھے فرمانے لگے الحمدللہ میں تجھ ایسی شہزادی ساحرہ زبردست کو مطیع اسلام پاتا ہوں نور ایمان تیرے دلمیں آیا خدائے بے شریک بے ہمتا کو تو نے پہچانا میں بہت خوش ہوں یہ سنکر ملکہ عرض رسا ہوئی کہ یہ سعادت کونین میری کہ آپ ایسے برگزیدہ کی زیارت سے خدا نے مشرف کرایا مجبکو ضرورت خواجہ کے ساتھ بادشاہ طلسم سے اگر دشمنی ہوتی تو ابھی کلمہ طیبہ پڑھتی امیر نے فرمایا جزاک اللہ پھر حال عمرو پوچھا اُسنے از ابتدا تا انتہا بیان کیا وہ کہا اب کوک کے یہاں اسطرح بعزت تمام ہیں امیر نے سب حال سنکر ایک نامہ طلسم والونکو لکھدیا اور ملکہ کو کئی دستی زیور زمرد والماس کی مع خلعت گرانقیمت عنایت فرمکر اور نامہ شوقیہ بنام خواجہ دیکر ارشاد فرمایا کہ بابا فقیر کو ہرچند کہ سیری نہیں گوارا تمھاری دوری نہیں لیکن شغل و اشغال میں فرق آتا ہے تمھیں خدائے کریم کے سپرد کیا تیرا جاتا ہوں. طاعت رب غفور جاتا ہوں یہ کہکر رخصت ہوئے اور ہنگام وداع بادشاہ سے کہا کہ جناب یہ باتیں کب دلق ازرق پوش شاہ نے فرمایا کہ شب بھر میں جاگا ہوں آج آرام کرونگا کل انشاءاللہ برآمد ہونگا امیر نے ملکہ سے فرمایا کہ یہ نہ سمجھنا میری رخصت کیلیے ایسی باتیں میں یہ تمھارا گھر ہے جبتک جی چاہے تشریف رکھو ملکہ نے عرض کیا کہ جب سے شریک ملازمان عالی ہوئی ہوں اسی آستانہ کو اپنا مامن جانتی ہوں یہاں نہ رہونگی تو اور کہاں جاؤنگی مگر بندگان جناب شاہ طلسم تنہا ہونگے میں بحال زیادہ نہیں ٹھہر سکتی آج شام تک چلی جاؤنگی امیر یہ سنکر وہاں سے روانہ ہوئے اور داخل صومعہ عبادت ہوکر یاد الٰہی کرنے لگے وہاں جب تنہائی ہوئی وہی ہنگامہ عشرت ہوا آپسکی چھیڑ چھاڑ اختلاط دیبار ہونے لگا لطف ہم آغوشی باہم بوسہ بازی حسرت کی نگاہیں ہمت کی رہیں کھلیں کا ناچ شروع ہوا شراب کا دور چلنے لگا باہم عہد و پیمان ہونے لگے وعدہ دیدار و وصال

پر اقرار کے پچھلے بدلے نشانیان ایکنے دوسرے کی لین قسمین عاشق و معشوق نے کھائین کہ جانی ہم کسی حال مین ہونگے مگر تمھین نہ کسی طرح ویسے اپنے بھولینگے دن ہجر کی مصیبت کے بھرین گے خدا چاہے گا تو مل رہین گے کہ

نظم

مجھے تنہائی ہوگی تم سے حاصل — نہ مانے گا کسی صورت مراد دل
زبان پر آئے گی فریاد ہردم — نکل جائین گے گھبرا کر کہین ہم
کسی دیوار سے پھوڑینگے سر کو — محبت آگ کر دے گی جگر کو
زیادہ دیر مین ہوگا نہ انجام — کہ مر جائین گے ہم محروم ناکام
یہ کہکر دل محبت سے بھر آیا — طبیعت مین جو اپنی جوش پایا
تو مل کر گلے وہ خوب روے — کوئی دم داغ دل اشکون نے دھوے
پھر اسکے بعد مانگی اک گلابی — رہا کچھ دیر دور آفتابی
لبالب جام سے اترے گلو سے — مزے لیتے ہجوم آرزو سے
ملا سینہ سے سینہ بسکہ تھا جوش — ہوئی کیفیت عالم فراموش
لیے بوسے زبانون نے دہن کے — لئے گل دونون عارض سے چمن کے

انھین شکوہ و شکایت ذکر ہجر و وصل مین آغوش فلک سے معشوق خورشید نکلکر جانب طلسم مغرب روانہ ہوا اور شب فراق نے عاشقون کے تڑپانے کو عالم مین داخلہ کیا کہ

ابیات

نگاہ شہر تھی مصروف تماشا — کہ اُٹھا نور روے خور سے نقطا
چھپا چشم جہان سے مہر روشن — ملاگیری ہوا عالم کا دامن

اُس آفتاب آسمان دلبری نے رو کر کہا کہ لو جانی اللہ نگہبان دلسے نہ بھلانا زیادہ نہ تڑپانا

اشعار

کہا جاتے ہین لو خالق کو سونپا — مگر اے جان رکھنا دھیان میرا
کہان ہم اور کہان تم اور یہ سامان — مصیبت سے پھر ہوئی دست و گریبان
دعا کرنا کہ پھر بھی ہو ملاقات — میسر آئے پھر گذری ہوئی رات
کہ ہم تم ایک جا ہون محو آرام — رہے شرمندہ فکر بخت ناکام

بادشاہ بھی ان باتون پر اشک فشان تھے عجب وقت تھا کہ آہون کا دھوان بلند ہوکر گویا سحاب بنا تھا اشکون کی جھڑی لگی تھی چہرے تمتما کر سرخ ہوے تھے یا گلزار حسن مین شفق پھولی تھی ادھر صحرا مین طائر بسیرا لیتے تھے ندیون سے آبشار تھا پہاڑون سے جھرنا جھرتا سارا دشت اس بہار کے جانے سے روتا تھا کوئل اور پپیہے اور مور نعرے اور کوک مارتے تھے دونون وقت ملتے تھے پر شیدائے یکدگر جدا ہوتے تھے ہر سمت سناٹا چھایا تھا فلک نے جدائی کا نقشہ دکھایا تھا خلاصہ کلام وہ تمام زار و گریان سحر کر کے تخت پر بیٹھکر اڑی عاشق کو دیکھتی جاتی تھی بادشاہ بھی محو نظارہ تھے اور مثل دیدار ہلال شب عید تا دیر نگران جب وہ ماہ عید نظر نہ آئی اور نگاہ سے چھپ گئی اشکون کے بہانیکا بہانہ ہوا دم ہمراہ جانانہ روانہ ہوا ناچار وہان سے

پھر کر داخل شبستان ہوئے کار پردازوں سے فرماتے گئے یہ سب سامان برطرف کرو وہ تعمیل حکم میں مصروف ہوئے اور شاہ چھپر کھٹ پر لیٹ کر منھ لپیٹے شب ہجر کے صدمے سہنے لگے اسطرف تو یہ حال گذرا مگر طرف ثانی کا ماجرا سنیے کہ تخت سحر اڑکر قریب ایک پہاڑ کے پہونچی دل صحبت شبینہ رکھتا تھا وہی جلسہ آنکھوں میں پھرتا تھا سے کسی شے کی کل کہتا تھا اور رنج کیا ہوگیا تھا

برائے چند ساعت تھیں یہ باتیں	نہ تھے آگاہ ہم ہوتی ہیں گھاتیں
نہ سمجھے تھے فلک کو بے وفا ہے	یہ جتنی مہربانی ہے دغا ہے
ذرا اشکوں سے دھو لیں گرد دامن	بنایا اپنے جی کو اپنا دشمن

اسی رنج والم میں اس پہاڑ پہ وہ تخت اتارا اور تادیر جانب لشکر اسلام دیکھا کی یہ فکر یار میں فلک اپنے کار میں تھی گلگون عیار جو سابق میں بمدد لقا آیا تھا اسے اتنک جنگ جدل و آمد ساحران و سحر بہار کیوجہ سے عیاری کرنیکی فرصت نہیں پائی چنانچہ جب لقا کو بہار نے دیوانہ بنایا اور سب ناچتے ہوئے لشکر اسلام میں گئے وہانسے اور تو سب چلے آئے مگر یہ عیار صورت بدلکر یہ کہا کہ میں عیاری کرونگا غرضکہ لشکر اسلام میں تیاری دعوت شروع ہوئی کسی نے اسکی جانب توجہ نہ کی اور اسنے بھی قصد کیا کہ بہار آئیگی اسپنے خداوند کو ذلت دی ہے تو اسکو پکڑ لیجئے اسی فکر میں چار سمت صورت بدلے پھرا کیا اور جب جلسۂ دعوت آغاز ہوا اسکو یہ بھی نہ معلوم ہوا کہ خیمہ بارگاہ میں کب نصب ہوئیں کیونکہ یہ انتظام جب ہوا تھا کہ یہ اپنے ملک سے بھی نہ آیا تھا آخر جب کیسی کا رپردازی کی صورت نہ بن سکا اور ہمراہ خیمہ بارگاہ سفلہ عورتیں بجا سکا جا کے یوں کر دست برد کروں جب صحرائے گلدستہ ہمیشہ بہار میں قدم رکھا وہاں انتظام جنونکا تھا غل و شور بپا ہوا کہ لیجیو گرفتار کیجیو دوڑ آیا یہ گھبراکر آگے نہ بڑھ سکا سمجھا بہار نے سحر کی چوکیاں ہٹادی ہیں جانہ سکو نگے یہ سمجھکر گھات میں لگا رہا کبھی اس کوہ میں پھر ناگاہ سر کوہ پہ جا کر سیر روشنی وکیفیت جلسۂ دعوت دیکھتا تا اینکہ ملکہ مذکورہ رخصت ہو کر پہاڑ پہ آئی اور اسنے بطور مخفی اسکو دیکھا بس اسیوقت دامن کوہ میں چھپکر ایک ضعیفہ کی صورت بنا کر خمیدہ پشت لکڑی ہاتھ میں سر ہلتا بال سفید چادر محمودی کی اوڑھے پانچوں میں گرہ لگا کے آہستہ آہستہ کھسکتا ہوا چلا بہار نے پہاڑ سے اسکو جاتے دیکھکر پکارا کہ بڑی بی ذرا ٹھہرنا اور بنفس و تخت سحر اڑکر اسکے پاس آئی اسنے ملکہ کو دیکھکر بلائیں لیں دعائیں دیں کہ سامری عطا کرے بیٹی اس جنگل میں رات کو کہاں پھرتی ہو ملکہ نے کہا میں لشکر اسلام میں کام کو آئی تھی اب طلسم میں جاتی ہوں مگر تم بتاؤ کہ کہاں رہتی ہو اور کہاں جاتی ہو بڑھیا نے کہا بیٹا میں کہاں جاؤں جب سے وارث میرے مرگئے دنیا سے نفرت کرکے جنگل میں جھونپڑا ڈالکر پڑی رہتی ہوں تمھارا جی چاہے تو چلکر وہاں آرام کرو ملکہ نے اس بڑھیا کو اسلیے پکارا تھا کہ یہ اگر اس اطراف کی رہنے والی ہے تو حال راہ طلسم جانتی ہوگی دریافت اس سے کرکے میں بہ گذرلے منزل مقصود ہوں جب اس نے یہ کہا کہ میں صحرا میں رہتی ہوں ملکہ نے کہا راستہ بھی تمھیں کچھ معلوم ہے بڑھیا نے کہا سب راہیں جانتی ہوں طلسم تک کا حال بخوبی معلوم ہے اسنے کہا پشتۂ زنگین حصار کا کونسا راستہ نزدیک ہے ایک راہ تو شہر نا پرسان ہو کر گئی ہے ایک صحرائے حیرت سے راہ نکلی ہے لیکن میں جانتی ہوں کہ ان راہوں سے نجاؤ ان بڑھیا نے کہا اور راہ طلسم آئینہ سے ہے وہ اہل اسلام نے فتح کیا آؤ بیٹی تم میرے مکان پر چلو تو چھپکر اچھی طرح [illegible] نہیں گئی اب تم سے

نشان پوچھتے پھرتے ہو تو جاؤ وہ کہا اٹھی بی سری خاطر سے مجھے ذرا دیر تک خواب میں دیکھ کہاں جاؤں بڑھیا نے کہا بیٹھ کر مین باتین کرنے لگی ہو گی مگر سخن پردازی غرض سے ایک ٹوانکار ورامین سے ڈلی نکلی اور الائچی نکال کر کہا بیٹی یہ تو ہی کھانے میں تم کو کیا دون کہ مجکو عادت پڑ گئی اسلیے رکھتی ہون کہ جو کوئی آجاتا ہی تو دیتی ہون اور مجھ سے تو چیتی نہین ملکہ نے اسکی خاطر سے ڈلی تو نہلی مگر الائچی کھائی وہ بیہوشی آلودہ تھی یہ کھاتے ہی بیہوش ہو گئی اس عیار نے پشتارہ باندھا اور لیکر جانب لقا چلا راہ مین سوچا کہ اگر یہ ساحرہ ہوشیار ہو جائیگی تو تیری جان جائیگی اور دربار میں عیار آتے جاتے ہین وہ قتل ہونے نہین دیتے اس سے مناسب ہے کہ یہین سر کاٹ لے یہ سوچکر پشتارہ رکھکر ملکہ کو درخت سے باندھا اور خنجر کھینچکر آمادہ قتل ہوا مگر بقدرت کردگار رات کا وقت تھا عیاران لشکر اسلام دور دور تک بالا روی کرتے ہین چنانچہ انکے **سر سنگ مصری** عیار ادھر آنکلا اور اُسنے دیکھا کہ ایک عیار درخت سے کسیکو باندھے قتل کیا چاہتا ہے خنجر کھینچکر سر پر پہونچگیا اور یہ کہکر اُسنے کلائی میں تھپڑ رکھکر مارا کہ **گلگون** کی کلائی پر پڑا خنجر چھوٹکر الگ گرا اسنے پھرکر دیکھا اسنے ملکہ کا باتھ چھوڑ کر عیار یہ کہکر خنجر کھینچ کر پڑا **گلگون** بھی نیمچہ پکڑ کر رخ ٹیکا برابر سے نیمچہ زنی کا غاز ہوئی جو مین چھٹنے لگین روتے لڑتے **سر سنگ** نے کسکر نیمچہ مارا وہ پیچھلے پاؤن جست کر کے جو ہٹا ایک غار کے اندر پاؤن اُسکا جا رہا **سر سنگ** بھی شل برف تڑپکر برابر اُچکا تھا جیسے ہی وہ غار مین گرنے کو چاہتا تھا کہ سنبھلے اسنے ایک لات ماردی کہ وہ ڈھلک کر غار مین جا رہا یہ جست کر کے اسی گڑھے مین پہونچا اور اسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا چاہتا تھا کہ مشکین باندھلون وہ عیار بہت زبردست تھا اسنے دونون پاؤن دیکے اسکی گردن مین ڈالکر زور کیا یہ چھاتی پر سے اُسکے پاؤن کیجانب چت ہو گیا اور وہ اٹھ بیٹھا **سر سنگ** بھی بے بدل عیار تھا چت ہوتے ہی جیسے وہ سینہ پر سوار ہونے لگا خنجر اُسکے منھ پر مارا یہ بعجلت تمام جست کر گیا ورنہ چہرہ کٹ جاتا جب وہ جست کر گیا **سر سنگ** بھی جست کر کے غار سے نکلا پھر نیمچہ چلنے لگا اب کی **گلگون** نے کھسکر ایسا نیمچہ مارا کہ رد کرنا مشکل ہوا **سر سنگ** پیچھے تو نہ ہٹا مگر اچک کر نیمچہ خالی دیا اسی دورا اچک کر ملند ہوا کہ نیمچہ تو خالی گیا مگر جس درخت کے نیچے لڑ رہے تھے اُسکا ٹہنا اس زور سے سر مین لگا کہ یہ تیورا کر گرا لیکن دلمین خیال تھا کہ حریف سر پر موجود ہی گرتے ہی ایسی لوٹ ماری کہ دہانے ایک جھاڑی کچھ دور پرتی اُسمین چلا گیا ادھر **گلگون** دوڑا اور بہت کچھ مشکین باندھلون مگر ہر چند تلاش کیا پتہ نہ معلوم ہوا سمجھا کہ چوٹ کھاکر بھاگ گیا اب تو جلد ساحرہ کا سر کاٹ لے یہ سوچکر پھرا مگر بقدرت کردگار لڑنے مین اُسکے دیر ہوئی بہار کو ہوش آگیا اپنے تئین بندھا پایا حیران ہو کر دیکھنے لگی کہ یہ کیا ماجرا ہے **گلگون** نے اُسکا سر کاٹنے کو دست دیکھا کہ ہر سمت منھ پھیر کر دیکھتی تھی سمجھا کہ ساحرہ بھی ہوشیار ہو گئی تونے غفلت کی کہ زیادہ مین سوز نہ دیر یا اب بھاگنا چاہیے بس چپکے سے پاؤن بھاگا اور ایک جگہ ٹھہر کر غیر عیاری جھاڑا آئینہ سامنے رکھکر صورت اپنی شکل **چالاک** بنائی اور روانہ ہوا یہان جب کچھ دیر ہوئی **بہار** نے سحر پڑھا وہ کمند جس سے یہ بندھی تھی کھل گئی اور آپ چھوٹ کر آگے بڑھی ہی تھی یہ عیار **چالاک** بنا ہوا سامنے آیا اور کہا اے ملکہ خدا نے بچایا ایک عیار قتل کیا چاہتا تھا اگر میں نہ آجاتا تو کام تمام تھا ملکہ **چالاک** کو دیکھکر بہت خوش ہوئی پوچھا کہ مرزا یہ بادشاہ اسلامیان کیسا ہے اسنے بناوٹ کی راہ سے کہا کہ ان کی شجاعت سنا ہی ہین سنا ہے کہ وہ دوسرے آدمی ہین کہ تیرے تجربہ مین رو نے ہونگے تمہین مانو لیکن یہ پاس کھڑا ہی تھا

جناب بیہوشی اسنے مارا کہ لمحہ بھر میں بیہوش ہو گئی اسنے ایک زنبیل میں سوزن دے اور سوچا کہ لشکر خداوند قریب ہے اب میں بھیجوں ہوسی
ہو گی اور خداوند خوش ہو کر پیری دینگے غرض کہ پشتارہ زنبیل میں تھا یہ سرمشک جو ندی میں گیا تھا دیر ہوش اُسکے بچ
نزے جب سر کو جکڑ کر اسنے باہر کر دیکھا کہ ستارہ اور یہ زنبیل میں آگئے جو ان اس غیب کو پشتارہ ہوش دیکھا تو ٹال کیا کہ اسنے
مجھ بند کو پکڑ لیا یہ دیکھا جا کر سد راہ ہوں لیکن غور کیا لشکر قریب ہے اور اسکے مددگار زنبیل بچانے سے آجائینگے اور تو زخمی بھی
ہی سر میں ہو سکیگا پس تو بہتر ہے لقا کے پاس جا کر یہ تفتیش کرونگا تب تو اپنے لشکر میں جا کر اس حال سے باخبر کرے
یہ سوچکر کمند اپنی اتاری آیا زنبیل ہمراہ لی لشکر میں جو لاک نظام کرتا پھرتا تھا زنبیل سمیت دوڑا آیا اُسنے سارا
ماجرا اُس سے بیان کیا اُسنے کہا تم لشکر میں جاؤ کہ سرمشک باد رود کرتا ہے میں لقا کو لاتا ہوں یہ کہا روانہ ہوا اور لشکر حریف
میں جب پہونچا ایک جگہ ٹھہر ا دیکھا کہ ایک فراش ہاتھ میں کنول عجب شان کا لیے بارگاہ لقا کی طرف جاتا ہے اسنے اسکو پکارا
جب وہ قریب آیا اُسنے کہا میں نے تمہیں اسلئے بلایا کہ یہاں میں عطر افشان تھا یہ کنول عجب ہے اس میں خوشبو کیسی ہے کہ دماغ
معطر ہو جاتا ہے ذرا دیکھو تو کہا یہ بردہ بچہ ہے مجھ سے … آدمی ہو … کوئی چیز … دیکھی آیت
خاک بیہوشی بھی وہ اسکی خوشبو سے ہاتھ میں پڑا پاتے ہی بیہوش ہو گیا اسنے اسکو ہیروں بیا اور اسکی سی صورت بن کر
بارگاہ لقا میں آیا جو کنول قریب بھیجنے کے دیکھا اسکو نے … دشمن کا … مر کرنے لگا … میں گلگون چینے
خیمہ میں چلا گیا ایک صندوق میں بہار کو بند کرکے جنہ ایک شاگرد تیز رنگ تیز رفتار نام کو بلا کر وہ صندوق سپرد کیا
اور کہا جب میں طلب کروں اُس وقت … دستور … نہیں وقت دکھل … میں طلب کرونگا … سر اُس کا
مانگونگا اب … خداوند بیٹا ہوں … جگہ بیٹھا … کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ ہرکارے مجرا گاہ پر آکر کھڑے
ہوئے اور بعد دعا دینے اس مرتد خدا کے عرض رسا نے کہ ایک فولاد بدن نام کوہستان کے ملک میں سے ایک ملک کا
بادشاہ موافق گران حضور کی مدد کو آیا ہے داخل لشکر ہوا جب بختیارک نام سنکر منصور سنکر کہا یا خداوند اب حمزہ بیشک
مارا جائیگا یہ بادشاہ ایسا زبردست ہے … فولاد سومن کی زنجیر … کمر بند … ہم کو یقین ہے اب اسکا جواب دینے والا
کوئی نہیں لقا یہ کلمات سنکر بہت خوش ہوا … نے … اسکو بلا یا … کرکے اہل سلام کو … دے اُسنے تو یہ کہا
سکو بختیارک … گویا … بادشاہ جسکے تم تنخواہ دار ہو کیا تم دون … جو … ہو … لکھو کہ اسکی
قضا کشاں کشاں یہاں لائی ہے لقا نے یہ سنکر سکو … حکم دیا کہ لوگ … استقبال … میں سب کوئی مشیانی
کو گئے وہ میں اُس … لشکر اسکے ساتھ تیس ہزار کی … پھر اسکو تعظیم … بارگاہ میں لائے چالاک نبی
اسکو دیکھا کہ ایک کوہ قامت انسان دیو صورت ہے واقعی بڑا زبردست ہے کہ

نظم

سیہ رو بدگہر ظالم ستمگار — خدا نا ترس بدطینت دل آزار
بدن پر سر بشکل کوہ پیدا — زبان تیز و مگر بیہودہ گویا
بیاں حزن کے دندان بد اسلوب — کبھی منھ سے نہ کہتا وہ سخن خوب
ہر بند سر سے پا تک مثل شمشیر — بدن کے رونگٹے جیسے سر تیر

گلو کا پوست خشم کی طرح لٹکے | دم رفتن رہے زانو کو جھٹکا
سرین دو دکوہ غدار ساق شہتیر | کمر مین تھی کسی سومن کی زنجیر

اُس دیو صورت نے خداوند کو سجدہ کیا اور دی لقا نے بجنبش پیشانی خلعت اسکو دیا اور کہا کہ ہماری رحمت بیدم تجھپر نازل رہیگی دونو بخیری ماری بیگی غرضکہ بعد اسکے بیٹھنے کے گلگون نے کہا خداوند بخیری مجھے بھی دیجیے کہ مین انکی رعیت یعنی بہار ساحرہ کو پکڑ لایا ہون اسکو قتل فرمایئے منصور نے کہا اب جرات آپکی [illegible] تحقیق [illegible] کہا مین نے سرکاٹ لیا تھا اُسنے سب روداد بیان کی کہ اسطرح عیاری سے لڑائی ہوئی مجھکو [illegible] حق نہین ملا اب [illegible] اس طریقے سے قید کرا لایا ہون شیطان گویا ہوا کہ بس اب جبہ تم اپنے خیمہ مین رہو جب حق دیگا تب ہے مین سرکاٹ لینا ہمیدی نزد گلگون اس کلام سے خاموش ہوا لیکن چالاک نے [illegible] مال [illegible] خطرہ [illegible] شراب پینے لگا مگر چالاک ایک فراش کو تنے دیکر کہا بھائی مین [illegible] گوشے مین ٹھہر کر صورت تو بیٹے تھا [illegible] فراش سے [illegible] خدمتگاری [illegible] گلگون [illegible] نیرنگ صندوق کا پہرا دے رہا تھا اور بنا بر احتیاط کسی دو عیار کو بھی [illegible] گلگون [illegible] کہا اچھا ٹھہرو لیے چلتا ہون چالاک نے [illegible] جاکر ٹھہرا کہ [illegible] پانی پلا دو [illegible] کہا [illegible] گھڑا رکھا ہے پانی لینے وہ گیا [illegible] گلاس [illegible] ہاتھ سے لیکر قریب [illegible] منھ سے لگایا کہ جب ایک گھونٹ پینے [illegible] گلاس [illegible] اُسے قسم کھائی کہ نہین [illegible] ہم عیار ہین مگر [illegible] کہا اگر کچھ نہین ملایا تو ایک گھونٹ اس پانی کا [illegible] کہا کیا مضائقہ ہے یہ کہکر وہ سارا گلاس آپ پی گیا چالاک نے منھ سے گلاس لگا کے دوا بیہوشی تو ملا ہی دی تھی جب اُسنے وہ پانی پیا کہا مین ایکو اور پانی لائے دیتا ہون یہ کہکر چلا تھا کہ بیہوش ہو کر گرا چالاک نے قفل صندوق وا کیا ملکہ بہار کو نکالا [illegible] ہوشیار کیا [illegible] امیر [illegible] ورنہ ایکی اس [illegible] لقا کو دہشت [illegible] چالاک نے کہا [illegible] عیاری کرتا ہون بہار [illegible] مجھے اتار دو ملکہ نے الگ خیمہ مین جاکر لباس بدلا اور اپنا لباس لاکر اُسکے حوالے کیا آپ [illegible] ہوا پر ٹھہر کر حال بارگاہ لقا دیکھنے لگی یہان چالاک نے نیرنگ کو بصورت بہار بنایا وہی لباس پہنایا آپ صورت نیرنگ کی بنا اسکو صندوق مین بند کر دیا زبان بھی [illegible] سب درستی کر کے منتظر [illegible] بیٹھا بارگاہ مین جب زیادہ رات گئی بختیارک نے خادم و فراش وغیرہ سب کو ہٹا دیا اور خلوت [illegible] نیرنگ سے کہا [illegible] نیرنگ نقلی بموجب حکم چند دیوون سے صندوق اٹھوا کر لایا [illegible] ستون بارگاہ سے باندھا جلاد کو طلب کیا اور بہار نقلی کو ہوشیار کیا اسکی آنکھ کھلی مگر [illegible] اشارے سے کرنے لگا اور اشارے سے بتلاتا تھا کہ مین نیرنگ ہون کسی نے بھی اسکی فریاد نہ سنی اور کہا بالتحقیق [illegible] جلاد مین حکم [illegible] اسوقت چالاک کو نیرنگ کے

حال پر رحم آگیا جلاد سے کہا ٹھہر جاؤ توقف بذیر ہوا اسنے پکار کر کہا کہ اے گلگون عیاری بڑی مشکل ہی یہ فن ہر ایک کو نہین آتا دیکھو یہ تیرا شاگرد نیرنگ جسکو تو قتل کروا تا ہی ملکہ بہار کو کون قتل کرسکتا ہی منم چالاک بن عمرو دیکھو یہ نیرنگ سے سوزن نکال لیا اور کمند جس سے وہ بندھا تھا خنجر سے کاٹ دی اہل بارگاہ آفرین خوان ہوے کہ کیا جوانمرد ہین لاکھو نمین ایک ٹکڑے میں اور دشمن پر احسان کرتے ہین سب تو تعریف کر رہے تھے لیکن گلگون دمین جل رہا تھا کہ لیت مجھکو بہت ذلیل کیا ہی آخر اسکو تاب نہ ہی تعریف کرتا اٹھا کہ واقعی آپکا مثل نہین مین تو آپکا غلام ہوا یہ کہکر پانو پر گرا چالاک نے چاہا سر اسکا اٹھا کر سینے سے لگائے اسنے دونون پاؤن پکڑ کر جھٹکا مارا کہ چالاک گرا گرتے گرتے خنجر اسنے بھی کھینچا اور سا سپر دار کیا گلگون نے پاؤن چھوڑ دیے اور شاگردونکو پکارا کہ لینا جانے نپاے نیرنگ جسکو اسنے کھولدیا وہ برابر کھڑا تھا جب تک چالاک سنبھلے سنبھلے اسنے کمند ماری چالاک نے خنجر سے حلقے کاٹے اور لوٹ مار کر دربارگاہ کیطرف چلا اسوقت ہزار ہا کمند چلنے لگی اور طناب لے بارگاہ مین الجھا مگر جو قریب آگیا اسنے بھی پاؤن اسکے اڑا دیے اسوقت نیرنگ اسکے پہلو پر آگیا کمند مارا چاہتا تھا کہ اسنے اسکا پاؤن پکڑ کر کھینچ لیا جب وہ گرا ایک طمانچہ اسکے مارا اگر دہ لوٹ مار کر الگ ہوا اور اٹھا اسنے کہا کہ عیاران لشکر اسلام بیشک بے مثل نہین رکھتے او رسوا اسکے یہ تیرا جان بخش ہی استاد تیرا قتل ہی کرچکا تھا اسنے جان بچائی اسکی اطاعت کرنا لازم ہی کہ بیت مجھے لازم ہی اسکے ساتھ مرنا کہ یہ جان بخش اور محسن ہی دل سے یہ تجویز کرکے خنجر کھینچکر گلگون پر جا پڑا اور پکارا کہ ای چالاک مین تیرا غلام ہون میری خطا معاف کر نا یہ کہکر لڑنے لگا چالاک نے سہارا جو پایا اٹھ کھڑا ہوا لیکن ہزارہا عیار باہر سے دوڑ آیا تھا سردار بھی لڑنے لگے تھے یہ دونون گھرے ہوے تھے ہزاروں کمندین پڑ گئی تھین آخر دونون اور کرسیون مین الجھکر گرے اور انزد وے بلوہ لوگ لوٹ پڑے دونو نکو پکڑ لیا انھون نے بھی بہت کو قتل و زخمی کیا بختیارک نے کہا اب انکو مار ہی ڈالو جلاد تو حاضر ہی قتل بہار تھے تب حکم دیا کہ جلد سر انکے اڑا دین وہ تیغہ کھینچکر چلے نیرنگ نے کہا آپ میرے کلمہ پڑھنے کے گواہ رہیے گا چالاک بیتاب ہوکر رونے لگا کہ ای دافع ہر رنج دنیا مین بیکسان اسوقت بہ مین تیرا ہی آسرا ہی کہ ابیات

دعا کو ہاتھ اٹھے درگاہ حق مین
کہ اے خالق نہین کوئی ہمارا
پکارا دیر تک جوش قلق مین
فقط ہے ذات کا تیری سہارا

جلاد تلوار لگایا چاہتے تھے کہ دعا انکی مستجاب ہوئی یعنی ملکہ بہار جو بردے ہوش ٹھہری ہوئی تھی دیکھ رہی تھی اسنے سحر کیا کہ ہاتھ جلادونکے بلند ہوکر تیغے گرے پھر کچھ کرلاک زرگری بختیارک نے دیکھکر کہا خداوندے بھاگیے کہ آفت آئی معلوم ہوتا ہی کہ وہ ساحرہ جسنے تیغ پا ہاتھ پھیرا آگئی یہ کہی رہا تھا کہ ایک پرچھائین پیدا ہوئی اور اسنے ایک دھول سر پر لگائی رفیدہ اسکا گرا اسنے رفیدہ بھی نہ اٹھایا اور دوڑ کر قدم پر چالاک کے گر کر مرشد زادے یہ تیرے دھول دھپا شروع ہوگیا ہے اب جوتی کا سی ہوا چاہتی ہی یہ تو سخت پڑی تھا کہ تخت پر جبکر طرف دونون عیار نکو اٹھا لیگئی بجلی گرتے ہی سب عیار باہر بارگاہ کے بھاگ گئے ور لقا بھی تخت کے نیچے جا کر چھپا جو بہاد سے تھے وہ حیرت سے پانو تلے کر دیا ماجرا ہی ناامید تھی حیران تھا کہ یہ کیسا خداوندی جو جان چھپاتا ہی اسی ہنگامہ مین یکایک ایک آواز آئی کہ اے ... مرتدی اگر میری

ممانعت نہوئی تو تو سوقت اپنی کیفیت دیکھتا کہ کیا حال تیرا ہمین بنائی یہ آواز سنکر بختیارک کو اطمینان ہوا کہ اب
آفت نہ آئیگی یہ صلوٰۃ پڑھتا ہوا اُٹھ لقا بھی تخت کے نیچے سے نکلا لیکن حکم دیکر رات زیادہ آئی ہے دربار برخاست
ہوا سب اپنے اپنے خیمون میں آئے ادھر ملکہ مذکورہ نے ایک پہاڑ پر بیگار کھیا. دنگو ماراتنی رات ذکر و اذکار طلسم میں بسر
ہوئی تیز رنگ نے حال کوہستان کا بیان کیا اور کہا ہمارے ملک گلگونیہ کوہ سے جو آگے بڑھیے تو ایک بیابان ملتا ہے اسکے سامنے
بیابان کے گرد کوہ ہے اُس درے کے سامنے ایک خیمہ کھڑا ہی رہتا تھا . یہ بتا ہے اس درے سے جو گذرے تو سیدھا
طلسم ہوشربا میں پہونچے مگر وہ نقابدار نہیں جانے دیتا ہے بہار نے کہا میرا بھی قصد ہے کہ اُدھر ہی جاؤن یا تو نقابدار کو
مارون یا وہ مجھکو گرفتار کرکے بادشاہ طلسم پاس بھیجدے وہاں میرے ہمراہی چھڑا لینگے غرض یہ باتین کرتے کرتے جب
وہ وقت آیا کہ طلسم شب بزور آفتاب سے ٹوٹا اور عالم نیرنگ مین بہار سحر نے داخل کیا کہ بمقتضائے ابیات

ہمین کچھ کچھ کو آپ کی نگاہ ہین	نظر آنے لگین آنکھون کو راہین
سفیدی منھ پہ شب کے آئی	نظر مین بھر گئی شکل جدائی

ملکہ بہار نے تخت سحر تیار کیا اور چلا کے کہا خدا حافظ و ناصر ہماری جانب شاہ اسلام کو سلام شوق کہدینا یہ
کہکر روانہ ہوئی عیار دونون اپنے لشکر میں آئے بادشاہ نے برآمد ہوکر جلوس فرمایا امیر و سردار زیب کرسی ہوئے دنگل ہوا
تیز رنگ آکر نذر دی خلعت سکو ملا کفات مقرر ہوا عیارون مین شامل کیا گیا اسطرف لقا بھی تخت تکبت پر بیٹھا
سلیمان نے سب کو ہیون کو بے اعتقاد دیکھکر کہا کہ خداوند رحیم سبب مین ذرا سی بات میں چھپنے لگتے ہین اپنی تقدیر کو
سے آپ ہی ڈرجاتے ہین کہ مجھ سے غضب کی تقدیر ہوگئی ہے ایسا نہو زیادہ تیزی دکھائے غرضکہ سب کرہیون وغیرہ نے
آکر سجدہ کیا اور دربار گرم ہوا اُسوقت بعبدالت سلیمان نے ایک نامہ متضمن عتاب شاہ افراسیاب کو لقا کی طرف سے
لکھا مضمون اُسکا یہ تھا کہ اے شاہ نخوت پناہ تونے کس عزت پر ہمکو ٹھہرایا ہے جو ساحر کہ تونے آجتک بھیجے یہان آتے ہی گئے
ایسا کوئی ساحر نہ آیا جس سے کچھ مطلب نکلتا اسیطرح یہ ہوا کہ تیرے طلسم کے ساحر یہان آتے ہین اور ہم سحر کرتے ہین چنانچہ
بہار ساحرہ نے آکر ایسی کچھ آفت برپا کی کہ وہ حال قابل تحریر نہیں اب وہ بھی اسی جانب طلسم آتی ہے جلد اُسکا سر کاٹ کے روانہ
کرو یہ نامہ حسب دستور بہار پر رکھوا کر نقارہ بجوادیا پنجہ پیدا ہوکر نامہ لیگیا شاہ طلسم باغ سیب مین سریر کاوت پر جلوہ
گر تھا اور بطور جہاندست کے مقابلے کیلیے سحر بھیجنے کی فکر کرتا تھا کہ پنجہ نے نامہ پہونچایا پڑھکر منشی کو حکم دیا کہ جلد جلد
حکمنامے لکھے ایک بادشاہ کوہ نیلم کے نام اور ایک بادشاہ طلسم ہزار برج کے نام اور ایک بادشاہ طلسم گوہر کے نام دو چٹھیان
تلے ان بادشاہونکے نام جو طلسم آئینہ اور نرگس کوہ سے ادھر لشکر یاد طلسم وسکے برسے مین لکھے جائین مضمون یہ ہو کہ بہار
جادو بادست کی چیز ہے مگر منحرف ہوگئی ہے دو قلعہ کوہ عقیق سے جو گھری ہوئی ہے سو اسے ان راہونکے اور کسی طرف سے داخل
طلسم نہو سکیگی سب اپنے اپنے ملک میں گرد اور مقرر کرو وہ دیکھتے ہی ہمارے حکمنامہ کے شہر مین منادی کرادو اطلاع
ملک میں نامہ بھیجدو کہ ہمارا نام بہار ساحرہ مذکورہ گرفتار کیجائے اور خداوند پاس بھیجا جائے بیس بھیجکر سکتا ہی وصل کرو
تاکید بہت تاکید ہے سب فرمان منشی علم سے نکوئت اور رقعے وغیرہ لکھکر ہر بادشاہی نسبت کی اور دربار سے بادشاہ

حاضر کیے شاہ طلسم نے وہ نامے بدست سحر کے ہاتھ روانہ فرمائے شتابان سرحد دار طلسم کو وہ نامے پہونچے بموجب تحریر سرکار بندو بست
حامیہ بہار کا جاری کیا شہتار ہر جگہ چسپان ہوئے گرد و نجیبر ہر جگہ مقرر کیے گئے جب سہ کوہ نیلم پر پہونچا نیلم جادو بھی
تلاش ملکہ مذکورہ ہوا اور بہ ساحر جو پاس رکھتا ہر انکو حکم تلاش دیا یہان تو یہ بندوبست ہو لیکن افراسیاب نے بعد بھیجنے نامون
کے سحر پڑھ کر دستک دی بعد کچھ دیر کے آندھی آئی زمانہ بالکل سیاہ ہو گیا اور بجلی چمکنے لگی اور شور سے جگی بھر چہرہ دشتی ہوئی
ایک ساحر قوی و زبردست توران کو سامنے کھڑا ہے دیکھا اسنے بادشاہ کو تسلیم کی نذر دی شاہ نے کہا ای مدہوش
کوہ پیکر قوی جسم جادو تجھکو اسلیے مین نے بلایا ہے کہ خداوندی مرو تو قلعہ کوہ عقیق مین جا دیگر نیلم کو کیطرف سے جانا کہ ادھر کی
سرحد میں بالکل کمزور ہین اندر طلسم کے بھی ساحر کم رہتے ہین اور بیرون طلسم جو کوہستان ہے مثل قلعہ گلفامیہ و قرطاس کوہ
زرگس کوہ و طلسم آئینہ انکے حاکم بعض خدمت خداوندی مین جا کر مارے گئے اور بعض ممالک قبضہ مین مسلمانونکے آگئے حاکم اسکے
مسلمان ہو گئے چنانچہ اسی راہ سے ملکہ بہار داخل طلسم ہوگی بس کوئی اسکو روک نہ سکیگا تم اسیطرف سے جانا اگر کہین
ملکہ مذکور ملے تو گرفتار کرکے خدمت خداوندی مین لیتے جانا اور اسنے وہان جو کچھ بے ادبی کی ہر اور راہ مین ہوشیار رہنا
کہ دو عیار یعنی قران و برق بھی اسی شہر کی سرحد مین یہ سب ملکہ کو کہتے ہے اور جب تک قلعہ عقیق کوہ مین پہونچے مین اور
ہشلتے حیرت مین یہ کہکر ایک قہقہہ مارا اور اپنے اہل دربار سے مخاطب ہو کر کہا کہ اس مرد صحرائی کو کب کی لیاقت
دیکھیے شاہ ارستے ہوئے کہ یہ نشے عیار کو ہوا تکے ستاتے ہوئی دیتے ہیں ۔ وہ مدہوش گرفتار کرکے علیحدہ تب ہر من برا من چھوڑیگا
سب اہل دربار تائید کلام مین مصروف ہوئے و ہر نے خلعت رخصت مدہوش کو عنایت کی وہ رخصت ہو کر اپنے مقام پر آیا جس قدر
ساحر درست کر کے روانہ ہوا بعد قطع منازل و طے مراحل قریب نیلم کو پہونچی قلعہ نیلم مین نہ گیا قریب ایک
اور ٹیکے مقام کیا جسیے کہ سب آگے سرحد طلسم بہار کا تجسس ہو اگر ہو تو گرفتار کر کے وہ طلسم مین داخل
ہوجب ملکہ شہر مین تو آ گیا غرض بہار دریا بہار کی مت طرف خواتین خدمت مرسل ہے طلسم کی اور چھوڑتی ہوئی
چلے شہر کو راہ میں ٹی اور وہا سے بہت جلد شہر کی طرف طلسم آئینہ سے ہوتی ہوئی قریب شہر کے پہونچی اور راہ بسکہ ہجر یار سے
اگر آپ رفیقوں اشک بہاتی ہے تھی جہان کہین صحرا لے سبزہ دیکھتی سودائے عشق زور کرتا مجنون کرداریہ
بیٹھ جاتی اور رونے لگتی اور یاد جانان میں شعر عاشقانہ پڑھتی جو دہ ہے ہنستی جب اس سرحد مین پہونچی ایک
صحرائے پر فضا سبزہ زار مین ٹھہر کر بہار سبزہ و گل دیکھنے لگی اور دل مین تپش شدید ہوا بکیطرف گریان ہوئی مگر طرفہ
ماجرا یہ ہے کہ جب دو دن عیار اور کنیزین ساتھ سے اس غزال صحرائے عشق کے چھوٹ گئی تھین چنانچہ عیار صورت
بدل کر الگ الگ ہر طرف رونق میں از طرف حسن اور دوسری طرف بھی جستجو کرتے کلفامیہ مین جب آئے معلوم
ہوا کہ یہان کا مالک ایک ساحر ہے نام اسکا ہیبت ہے جب یہ سنکر ملکہ کو پاس ہوئی اور اس
فکر مین ہوئے کہ کوئی ادھر سے جاتا ہو تو ساحر بہت سی فوج قران ایک جانب اور برق ایک
جانب روانہ ہوا اور برق رفتہ رفتہ کوہ نیلم مین پہونچا اسنے دور سے دیکھا کہ کوہ مین ایک لشکر اترا ہے اسکا یہ
ساحر تو تنہا آیا ہی ایک دہ سے جو حال پوچھا معلوم ہوا کہ مدہوش ساحر ملکہ کی تلاش مین آیا ہے یہ سنکر تصور کیا

اسکے ساتھ چلو پس آگے بڑھکر اس تجویز مین ہوا کہ اس لشکر مین کسکی ایسی صورت بننا چاہیے کہ سب مین بارگاہ مدہوش تک
قریب آیا تھا سیر و تفریح کرکے بارگاہ مین بھی گیا تھا پاکر گھوڑا اُسکا تھا ... برق نے سائیس کو اشارے سے بلایا سائیس
گھوڑا لیے اُسکے پاس آیا اسنے کہا بھائی گھوڑے کو بڑھائے رہو مین میرے ساتھ چلے ذرا تھوڑی ضرورت کا کام تم سے ہے غرضکہ
کچھ دور لاکے اُس سے کہا کہ مین ملازم نیلم شاہ مالک اس قلعہ کا ہون انکو ایک سائیس اچھا چاہیے سو روپیہ کی تنخواہ دینگے
لیکن سائیس لائق ہو جاکر نے کہا لائق کسکو کہتے ہین اسنے کہا سب کام جو گھوڑے کیلیے مناسب ہین جانتا ہو جاکر نے کہا
یون تو سائیسی علم دریا ہے اسکی تھاہ کون پاسکتا ہے لیکن مین بھی بہت کچھ جانتا ہون برق نے کہا بھلا کیا جانتے ہو یہ دوا
تو بھی تو بتلاؤ کس کام مین آتی ہے ... مین دیجئے بادام ہی سائیس نے دوا ہاتھ مین لی سونگھی ... چاہتا تھا کہ کچھ
کہے لیکن بیہوش ہو گیا برق اُسکو گھوڑے کی باگ تھامے ایک گوشے مین آیا اور اسکی ایسی صورت بنکر کپڑے اسکے پہنکر گھوڑا
لیکر لشکر مین آیا اور ٹہلانے لگا اس عرصہ مین تعجب سے ... نے ایک اصطبل کے نیچے گھاس کا گٹھا کھولا اور چلانے لگا کہتا
گیا کہ صاحب گھاس ڈالے جاتا ہون برق سمجھا کہ اس گھوڑے کا تھان یہی ہے غرضکہ گھوڑا لیجا کر تھان پر باندھا اور آپ
بستر پر جاکے بیٹھ رہا تھا کچھ دیر کے بعد آکر پکارا کہ اے ملازمان لشکر جائزہ دینے چلو یہ سنکر اُسنے اپنے دل مین کہا کہ تو نے
غلطی کی جو اس جاکر کا نام نہ پوچھا اب جائزہ مین کیا نام بتلائیگا اسی فکر مین تھا کہ ... سب ... تو جواب ہی ... مارا
جائیگا یہ تجویز کرکے بیٹھ رہا اتفاق سے جب دیر ہوگئی ... اس سے کہا کیون بیٹھے ہو میان مدہوش ... تو جب ... کو ...
اسنے کہا تم چلو مین آتا ہون پس بعد لمحہ اٹھا چلا ... جب ... افراسیاب بخوف عیاران مدہوش ... روزہ جائزہ
مقرر کیا ہے یعنی ہر ایک کا نام دن بھر مین تین بار پکارا جاتا ہے کہ غیر شخص لشکر مین نہ رہے چنانچہ برق نے ایک ...
کیطرف بارگاہ بادشاہی کے دیکھا کہ ایک محرر بیٹھا ... جائزہ دیا ... مدہوش ...
ہے جسکا نام پکارا جاتا ہے حاضر کہکر سامنے جاتا ہے آخر مدہوش کے نام بھی پکارا گیا برق سامنے گیا ... کہا کہ اصلی نام میرا
برق فرنگی عیار ہے تمہارے سائیس کو بیہوش کرکے مدہوش بنا ہون مدہوش یہ سنکر ہنسا اور ملتفت ...
کہ کیونکر ... اسنے ... سب حال بیان کیا اسنے کہا تم نے بہت اچھا کیا ...
ہے و خیمہ مین چلو یہ کہکر جائزہ موقوف کرکے اندر بارگاہ کے برق کو لیگیا ... اپنی اصلی صورت ...
اسنے ایک قفس آہنی منگا کر کہا جاؤ اس قفس مین بیٹھو برق حجرے مین جا بیٹھا اسنے قفل لگا دیا ...
بنا کر وہ قفس انکے حوالے کیا اور سحر ... اب برق کو ہوش آیا ... کہ اپنا نام آپ بتا کر
مبتلا ہے ... خیال کیا کہ تو آپ مین ... خیر جو ہونا تھا ہوا اب کچھ فکر ...
اسطرف صحرائے ... مین ملکہ بہار جو ... اور ... بادشاہ ...
... نے ... مین ... بادشاہ کو نیلم سے ... قریب ...
بیٹھی ہے یہ خبر سنتے ہی اُسنے حکم تیاری لشکر ... سوار ہوکر چلے آگے
آگے نیلم جادو ... اسباب سحر ... قریب پہنچی ...

غم ہجر یار گھیرے تھی چنانچہ اُسنے آتے ہی چار طرف سے گھیر لیا بہار نے جب محاصرہ کرتے فوج کو دیکھا سنبھلکر کھڑی ہوئی اور کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ ابر سیاہ نمودار ہوکر ساتھ لشکر بہار کے محیط ہوا کار پرداز سلطنت جو نیلم کے ساتھ تھے اُنھوں نے عرض کیا کہ اے شاہ یہ ساحرہ بین ملکہ حیرت کی ہے اور بے نظیر جادوگرنی ہے یہ سحر جو اسنے کیا ہے اس سے بہار پیدا ہوگی سارا لشکر دیوانہ ہوجائیگا پس لازم ہے کہ آشتی اس سے پیش آیئے اور کوئی تدبیر کیجیے یہ رائے اُسکو پسند آئی اور اپنے اژدر سے اترکر قریب ملکہ جاکر سلام کیا اور کہا میں تو آپ سے ملنے آیا تھا آپ ناحق آمادہ فساد ہیں ملکہ نے کہا میں بھی یہی چاہتی ہوں کہ کوئی شخص شفقت سے خطا میری معاف کرلے اسنے کہا آپ میرے غریب خانہ میں قدم رنجہ فرمایئے میں آپکو خدمت بادشاہ میں لیچلونگا بہار نے دل میں سوچی کہ سحر سے تو یہ سب مغلوب ہوجائینگے مگر زور دے بلوہ کے اگر یکایک ملکہ پست جائیں تو گرفتار کرلینگے پس یہ تجھ سے مکر کرتا ہے تو اس سے مکر کر اور اسکے ساتھ جا رات کو یہاں سے نکل چلنا یہ سوچکر کہا اچھا لشکر اپنا ہٹا دو تو میں تمہارے ساتھ چلوں اس نے لشکر رخصت کردیا اور ملکہ کو تخت پر بٹھا کر قلعہ میں لایا قلعہ نہایت آباد راستے صاف مکانات عمدہ سکنے سامری پرستان جا بجا سنہرے بنے تصویریں لگی تھیں اور پرستندہ سو خداوند کی بھی خلقت انکی پرستش کرتی دکانیں کھلیں گرم بازاری ہر طرح کی ہوتی مختصر یہ کہ ملکہ سیر دیکھتی داخل ایوان شاہی ہوئی یہاں تخت شاہی گستردہ تھا فرش سے وہ جگہ پیراستہ اراکین دولت حاضر تھے ملکہ کو لاکر اُس نے تخت شاہی پر بٹھایا ساقیان سیمین ساق حاضر ہوئے نازنینان ماہ تمثال طرار طناز صاحب حسن و جمال آکر گانے ناچنے لگیں نیلم نے جام شراب اپنے ہاتھ سے ملکہ کو دیا ملکہ نے فرمایا کہ کسل راہ رکھتی ہوں شراب پیونگی اسنے عرض کیا کہ حضور میرے باغ میں چلکر آرام کریں یہ کہکر اُسی ایوان کی پشت پر دروازہ لگا تھا اُسکو وا کرکے ملکہ کو لایا یہاں باغ پرفضا گل و بار سے لدا بہار افزا بنا تھا کہ ہر گل پر چہکے بلبلوں نے بہار جہان کو صدقے کیا تھا بیچ باغ میں ایک بارہ دری تھی تعمیر عجب دلکش بے نظیر تھی دنیا کے تکلفات اسمیں مہیا پردے زربفتی پڑے چھپر کھٹ مرصع کار بچھے

نظم

بچھے تھے ہر طرف قالین خوش رنگ | پلنگ ایسے کہ جی ہو دیکھکر دنگ
مسہری پر ادیچے خوب براق | لبالب ساغر و مینا سے ہر طاق

ملکہ آکر پلنگ پر لیٹی اور خیال صحبت بادشاہ جہاں یاد دل بے اختیار بھر آیا ساغر چشم پر آب شک حسرت سے مملو ہوگئے وے شاکی ہوئی کہ اے خاطر ناشاد یہ کس بلا میں تو نے پھنسایا جلی جنگی کو روگ لگایا

نظم

کہاں تک قہر بیتابی اُٹھاؤں | شکایت تا زبان کیونکر نہ لاؤں
کہ آخر آدمی ہوں ضبط دشوار | عذاب بخت ہے ہر دم مددگار
نہ مونس ہے نہ کوئی مہربان ہے | فقط ہمراہ لطف آسمان ہے

یہ تو اس غم میں لیٹی مگر نیلم اسکی صلاحیت پر سوچا کہ بیشک یہ اپنے قصور پر نادم ہوئی ہے اور اطاعت شاہ جادوان کرےگی پس اسکے ملنے سے شاہ طلسم مجھسے بہت خوش ہوگا کہ تو باعث ملاپ کا ہوا ہے یہ سوچکر اسی باغ میں ایک گنبد ہے اور اسمیں ایک پتلا رکھا ہے وہ پتلا مافی الضمیر ہر ایک کا بتلاتا ہے اسنے جاکر اُس پتلے سے پوچھا کہ یہ ساحرہ جو آئی ہے کیا ارادہ رکھتی ہے پتلے نے کہا دلمیں اسکے فتور ہے اور وہ کبھی اطاعت بادشاہ طلسم نکریگی اسنے کہا اگر میں اسکو بہلا نہ لاتا تو بڑا کشت و خون ہوتا ہے

پڑی بلاسے بد ہی اب بیہوشی دیکر اُسکو گرفتار کرونگا غرضکہ تیلے سے کھڑا یہ باتین کررہا تھا کہ وہان مہار نے دیکھا کہ باغ مین سناٹا
ہو رہی ہے کوئی کنیز یا ارن دیا نے بھی نہین آئی ہے آگے کچھ نہیں ہوتا ہوگا شاید لشکر گھول چکا ہوگا یہانسے تو نکلیں یہ سوچکر اُٹھی اور عشق
کی ترنگ مین بندر سحر پلنگ پرسے ایسا اسٹا کہ پہلے ہی سناٹے مین ہوے آدھ کوس اڑکر نکلگئی اُدھر تیلے نے نیلم سے کہا تو بیٹا
کھڑا کیا کرتا ہے سعدی جادہ ساحرہ گئی کوس بھر نکلی ہوگی یہ سنتے ہی جب بندر دوڑا پلنگ پر ملکہ کو نہ پایا اپنے دارالامارت مین
آیا یہان افسر حاضر تھے جو نکہ ساتھ آئے ہوئے کچھ ذری دیر ہوئی تھی اُسنے انکو اپنے ساتھ لیا اور ایک افسر سے کہا جلد لشکر
تیار کرکے پشت باغ کیطرف جو کوہ و دشت ہین اُدھر آؤ یہ کہکر بندر سحر سب کو لیکر اڑا اور ایک عبد چلاکر یہ مار کوئی دو کوس
گئی تھی اسنے جاکر گھیرا اور پکارا کہ اے ملکہ تم نے مجھکو بیکل اتو دہائی سمجھ لیا ہے کہ ان جادوگی یہ کہکر ایک رہیں اسنے مارا دم
ناریل قریب بہار جاکر پھٹا اور اس مین سے ہزاروں بطاؤس نکلکر [illegible] دائیں کے جانب [illegible] ملکہ نے تڑپکر آواز دی کہ اے
حبادان دشت سامری [illegible] دیکھتے ہزارون [illegible] ہاتھ مین چھری لیے پیدا ہوا اور طاؤسونکو پکڑ پکڑ کر ذبح کرنا شروع
کیا اس عرصے مین سارا لشکر نیلم کا تیار ہوکر آگیا اور ہزارہا ترنج و ترنج و ناریل وغیرہ ہر جانب سے پڑنے لگے ابر گھر آئے
مار و کژدم و آتش و سنگ برف وغیرہ ملکہ پر برسنے لگے ملکہ نے [illegible] ہوا سے زمین پر اتر کر ایک دوسہ تارا زمین شق ہوئی
اور ایک پریزاد قد مین غیرت شمشاد رفتار سے اُسکی قیامت پیدا ہورہے اُسکے آفتاب محشر شرمندہ ادا مین اُسکی جادو

غرض بہت خوبرو اشعار

عجب صورت ادا و شوخیون کی — کہ صدقے جسکے ہر ہر ناز پر جی
کرین ترچھی نگاہین دل کو دو نکاہ — بھری تھی شوخی شوخ و طرار
صدا اے الحذر نکلی جگر سے — نی چتوان جو ظالم کی نظر سے

ایک چتر زرین اُسکے ہاتھ مین تھا اُس چتر کا سایہ سر پر تھا بادشاہ حسن کے کیا کہنے آگ پتھر کرتے تھے وہ اس چتر کے
قریب آکر الٹے پھر جاتے اور لشکر حریف پر جاکر گرتے اور اس چتر زرین سے شعلے نکلکر سر فلک تک جاتے اور وہان سے
تیر شہاب بنکر گرتے فوج نیلم کے جگر و دل سے پار گذرتے ہر چند کہ نیلم منصوب تھا لیکن جان پر کھیلکر ترنج و ناریل مارتا
آگے بڑھا جاتا تھا پیر ساحرونکے شور مچاتے تھے آندھیون نے عالم تیرہ و تار کر دیا تھا ملکہ کھڑی ہنس رہی تھی کوئی حربہ
اسپر کارگر نہوتا تھا اسی ہنگامے مین دن تمام ہوا چاہتا تھا کہ یہان سے قریب لشکر مدہوش اترا ہوا تھا کیونکہ یہ مقام دشت
قلعہ نیلم ہے چنانچہ صدائے مبارزان لشکر اُسنے خبر منگائی ساحر آکر حال دریافت کرکے گئے جب وہ باخبر ہوا اُسکے پاس
ایک بیضہ ہرکو وطائران دشت سامری و جمشید کے بیض کا ہے چنانچہ اُس بیضہ کو لیکر سوار ہوا اور لشکر افسرون کے حوالے
کرکے کہا کہ تم میرے بعد فوج لیکر آنا مین غفلت مین دم اُس ساحرہ کا تمام کردونگا یہ کہکر اڑا اور جہان ملکہ بہار کھڑی
تھی اُسکی پشت کیطرف آیا اور غفلت مین بیضہ اُسکی پیٹھ پر مارا اگر سر پر ملکہ کے سایہ چتر نہوتا تو وہ بیضہ سینہ توڑ کر
نکلجاتا مگر پیٹھ پر پڑکر زمین مین سما گیا اور وہ زن حر جو چتر لیے تھی بیضہ کے پھٹتے ہی غالب ہوگئی بہار پر بیہوشی طاری ہوئی
غش کھا کر گری مدہوش مع چند ساحرونکے آپہنچا اور ملکہ کو گرفتار کر لیا فوراً زبان مین سوزن دی اور مسحور بسحر کرکے

نیلم سے ملاقات کی اُنسے بہت تعریف کی کہ آپ ہی کا کام تھا ایسی ساحرہ کو پکڑ لیا اب میرے قلعہ میں چلیے اور دعوت نوش کیجیے اُسنے منظور کیا اور [illegible] کو ہمراہ بے تامل خیمہ میں [illegible] کو قید [illegible] میں بیٹھے عمر نیلم نے سامان دعوت مہیا کیا نیلم کو بہت پر فضا مقام پر سر کوہ پر سبزہ [illegible] چشمہ [illegible] درخت گلہائے [illegible] لگے ہیں [illegible] خوش نوا زمزمہ سرا [illegible] میں پہاڑ پر [illegible] میں نیلم نے [illegible] ستون تعمیر [illegible] سب [illegible] ہو کے بنے ہیں [illegible] بلند [illegible] کے بنے ہیں چاروں طرف گلدستے [illegible] بعض [illegible] صندل کی [illegible] بعض پر نگینہ و جواہر دوڑ کھینچی ہے پہاڑ کا وہ بلند مقام ہوا اُن کے فرحت بخش [illegible] سبزے کا [illegible] کی [illegible] مردہ دلوں کو یہ کیفیت نظر آتی تھی [illegible] وہ جگہ [illegible] کہ

نظم

طلسمی [illegible] نور [illegible] گو [illegible] — [illegible] یاقوت [illegible]
شجر گل برگ میں تھے سیکڑوں [illegible] — نظر [illegible] تھے ہر شے میں نئے ڈھنگ
[illegible] — کبھی [illegible] دیکھے تھے جہان میں
[illegible] — طلسمی [illegible] سامان برابر
[illegible] سب شجر سرسبز و شاداب — رواں گرد [illegible] چشمۂ آب

اُس مقام فرحت بخش [illegible] دعوت [illegible] ہو چکا تھا [illegible] کہ دامن [illegible] دامن کوہ جو پھیلا ہوا تھا [illegible] معشوق [illegible] دامن کش ہوا کہ

ابیات

کہ اس اثنا میں [illegible] — ضیا سے جس کے سب شان کواکب
قدم [illegible] — نظر [illegible] کی کیفیت [illegible]

سر کوہ پر نیلم و مدہوش [illegible] شغل [illegible] کرنے لگے [illegible] ہونے لگا کہ

ابیات

ہجوم گلعذار [illegible] — [illegible] تھا
لیے ہاتھوں [illegible] شیشہ [illegible] — [illegible] گلگون [illegible] گل [illegible]
کوئی [illegible] — لیے باحسن [illegible] کا ساز
مہیا [illegible] چنگ و دف [illegible] — [illegible] شراب [illegible]

یہ تو مصروف عیش و عشرت میں [illegible] ہوش [illegible] جگہ [illegible] زیادہ تر کرنے لگے [illegible] میں [illegible] برق کا [illegible] خیمہ [illegible] چاندنی رات کی بہار دیکھنے لگے [illegible] برق [illegible] جنگ بہار [illegible] باتیں کرتے تھے [illegible] میں [illegible] کھول کیلئے کہ دست و پا قالوں [illegible] سامنے [illegible] شروع کیا کہ اے بخت نا کام [illegible] میں [illegible] گریہ وزاری کی حالت میں

بھائی آپ کہتا کہ میں مدہوش سے وصیت کر جاؤنگا کہ میرا مال لشکر امیر میں بھیجدینا وہاں میرے عیال و اطفال ہیں انکے کام آئیگا
یہ کہتا جاتا اور کسوت سے علاوہ جواہر کے اور ہر قسم کی چیزیں یعنی لباس مردانہ زنانہ زیور وغیرہ نکالتا اور رو رہا تھا ان چاروں چوروں نے
یہ سب کیفیت دیکھی باہم مشورہ کیا کہ اس عیار کے پاس بڑا مال ہے مگر تو ہوی چالاک بغیر قتل کئے ہوئے اسکا ممکن نہیں پس سب مال
اس سے لیلو تمام عمر نوکری کی احتیاج نہ رہیگی یہ سوچکر خیال کیا۔ نجرہ تھا کرکے شکستہ در کو من لیجلو کہ کوئی اس راز سے ماہر
نہو پس یہی کیا کہ قفس اٹھا کر دشت سنسان میں آئے اور جو پڑھکر پھونکا قفس کا قفل کھلگیا برق کو باہر نکالکر چاہا کہ حرکت
جبس و حرکت کریں کسوت عیاری جیسیں بیں برق نے کہا میں تمہارا دل پہچان گیا ہوں میرا مال تم نے تجویز کیا ہے
مگر تم زبردستی نہ لے سکو گے ہم لوگ عیار ہیں اس طرح نہیں رکھتے جو ہر ایک گرفتار کرکے چھین لے صدہا مرتبہ قید ہوئے
ہیں اور چھوٹے ہیں مگر مال ہمارا نہیں جا سکتا انھوں نے کہا پھر کہاں چھپا دیتا ہے اسنے جواب دیا کہ تمھیں کیوں بتائیں اچھا
تمھیں مال لینا ہے تو لیلو مگر مجھ کو جبس و حرکت نکرو ورنہ میں جب سامنے مالک کے جاؤنگا فریاد کرونگا ساحر یہ کلام
سنکر ڈرے کہ اگر یہ وہاں دعوی کریگا ہم سے بازپرس ہوگی خائف ہوا ور مشہور ہو کر نہیں معلوم کیا حال ہو پس اسکو
راضی کرکے لینا چاہیے یہ تجویز کرکے منت پذیر ہوئے کہ جب تک آخر وقت مال جاتا ہے ہمیں کیا جب تم رہے جاؤگے چاہا ملیگا
اس سے ہمیں کو دیدو برق نے کہا ایک شرط یہ ہے کہ جو کچھ ہو اُسکے پانچ حصہ کرو چار حصے تم چاروں لو اور ایک حصہ میری
اولاد کو بھیجدو انھوں نے کہا ہمیں منظور ہے اسنے کسوت انکے سامنے رکھدی کہا لو ہو چاروں نے ڈالی انہیں سے قند جی او مٹھائی
اور لباس وغیرہ نکلنے لگا۔ وغیرہ ہر قسم کے رنگ طرح طرح کے نکلے غرضکہ بعد ان چیزوں کے تھیلیاں سب اشرفیوں کی اور درج
جواہر کے نکلے موتیوں کے ہار تلے مرصع تاج کلاہ زر سب نکالکر علیحدہ رکھے برق نے کہا تم نے اتنا مال پایا لیکن ایک
چیز ایسی عمدہ ہے کہ وہ ہفت اقلیم کو اپنی بہ کے آگے سست جانتی ہے اُسکو تم نے نہ پایا سب نے التجا کی کہ اپنی مہربانی سے وہ بھی
عنایت فرمائیے برق دلمیں کہتا ہے کرکیا اپنے باپ کا مال انھوں نے عرض کی ہے کہ سب مانگتے ہیں غرضکہ انسے کہا خیر وہ
بھی تمھیں دونگا لیکن کل سے بھوکا ہوں یہ میوہ مٹھائی جو نکلی ہے مجھے دو کہ کھاؤں اور جام شراب پیوں تا حواس میرے
بجا ہوں انھوں نے کہا کیا مضائقہ ہے لیلو اُسنے کہا پھر تم بھی کھاؤ اور شراب پیو تو میں بھی کھاؤں انھوں نے کہا ایسا
نہو کہ اسمیں کچھ دغا ہو اُسنے جواب دیا کہ جب پہلے میں کھاؤں تو کیا اندیشہ ہے بات بیہوشی ان سب چیزوں میں ملی ہو لیکے
برق کی یہ تدبیر ہے کہکر اسی کسوت سے یک شیشی نکالی اسمیں یک دوا تھی روغن سرخ بسان خون تھی کہا کوئی کیسی ہی
بیہوشی کھائے ہو اگر اس شیشے کو سونگھے بیہوشی رفع ہو اور تاثیر نکرے پس مٹھائی کھاؤ اور یہ سونگھو یہ کہکر آپ نے حال
اسی کسوت کا جانتا تھا جس بوتل میں کہ شراب سادی تھی اسمیں سے ایک جام بھر کر آپ پیا اور ایک ایک جام انکو
دیا کہ پیو انھوں نے جب اسکو پہلے پیا لیا پھر کیا تھا آپ بھی پیا اُسنے کہا یہ شیشی سونگھ لو نہیں بیہوش ہو جاؤگے
انھوں نے جلد یہ شیشی سونگھی سونگھتے ہی نشہ بیہوشی ہوا یہ سمیں اڑنے لگے کہ یہ موتی ہم بیچینگے ایکنے کہا اس لعل کے بیچے
اس شخص کا باپ کہہ مرا ہے کہ یہ لعل جہاں ملے نہ چھوڑنا دوسرے نے کہا یہ سب مال اس شخص کے دادا کا ہے یہ
عیار لایا ہے تو اس رنگ میں تھے اور برق نے کسوت کا اسباب سمیٹکر باندھا اس عرصہ میں وہ بیہوش ہوگئے

اسنے چار ونکے سر کاٹ ڈالے بیرون نے غل مچایا ہنگامہ ہوا مگر وہ مقام لشکر سے دور تھا کوئی خبر نہوا کہ یہ کیا ماجرا گذرا غرضکہ
بعد غل و شور کے صدا آئی کہ مارا قائم و مقیم و منظم و انتظام جادو کو برق نے چاروں کے لباس پہنے اور مقیم ان تینوں کا سر
تھا اسکی ایسی شکل بنائی اور حال تو سن چکے تھا کہ مدہوش قلعہ نیلم کوہ میں شاہ نیلم کے یہاں گیا ہے بس اسیطرف چلا جب قریب
قلعہ پہونچا دیکھا قلعہ کے اطراف میں جو پہاڑ ہے اسپر روشنی ہو رہی ہے آواز گانیکی آتی ہے کچھ لوگ پہاڑ پر آمد و رفت رکھتے
ہیں اسنے انسے پوچھا کہ ہمارے مالک مدہوش کہاں ہیں معلوم ہوا کہ اسی پہاڑ پر جو دو کنان ہیں یہ بھی پہاڑ پر آمادہ ہی
ہوا اوپر مذکور ہوا اسنے بھی دیکھا دلسے کہا ہمیں قید کرکے یہ مسخرا اس جلسہ میں بیٹھا ہے خیر کیا مضائقہ ہے اب تک اسکا
بھرم کھل گیا ہے یہ سوچتا ہوا قریب چشمہ شیرین چبوترہ پرزیب مسند زرنگار نیلم و مدہوش تھے کہ یہ سامنے آیا وہاں شراب
ناچ وغیرہ کے جلسہ میں سب مدہوش تھے مدہوش نے پہلے تو سحر بھی دفع کیا تھا کہ برق نے سامنے جاکر ڈال اپنا
آپ کہہ دیا تھا لیکن اس عشرت میں وہ سحر کہاں اور سب سے اطمینان بھی ہے کہ بہار اور عیاروں کو میں گرفتار کر چکا ہوں
اسکا کھٹکا ہے چنانچہ اسکو دیکھکر پوچھا کہ اے مقیم تم کیونکر آئے اسنے کہا عرض کروں بڑے تعجب کی بات ہے حضور
سنینگے تو دروغ سمجھیں گے مگر بغیر عرض کیے چارہ نہیں اسنے بعد تعجب پوچھا کہ کیوں بیان تو کر دیکھا ہوا اسنے
جھک کر کہا میں کہا کہ ہم سب بیٹھے تھے یکایک ایسی ٹھنڈی ہوا چلی کہ ہماری آنکھ بند ہوگئی بعد لمحہ کے کسی نے شانہ
پکڑ کر چونکایا جب ہم جاگے تو دیکھا ایک شخص جسکا سونیکا بدن ہے ہمارے پاس کھڑا ہے اور کہتا ہے میں تیلا افراسیاب
کا ہوں بحکم شہنشاہ برق کو رہا کر دے نور بہ لیے جاتا ہوں یہ کاغذ تو لیجا کر مدہوش کو دے اور سے ہم چلے یہ کہکر تیلا
برق کا لیکر اڑ گیا یہ کاغذ حاضر ہے جو دے گیا ہے مدہوش نے سب حال سنکر کہا آمین تعجب کی بات کیا ہے وہ پتلے
نور پہ تیلہ ہاے طلائی و نقرئی شہنشاہ کے ہزار دن ہیں کیا عجب ہے جو کتاب سامری سے حال دریافت کرکے قید عیار
کی شہنشاہ نے منگوائی ہو چلو اچھا ہوا جو منگوا لیا یہ کہکر کاغذ کو دیکھا وہ نامہ شاہ طلسم کا تھا مہر اسکی پیشانی پر بادشا
کی تھی اور خاص قلم سے بادشاہ کے لکھا تھا مضمون یہ تھا کہ اے مدہوش و نیلم ہم تم سے بہت راضی ہوئے چیلے سے
عیار کو پھنسا لیا ہے تم کچھ وسواس نہ کرنا اور کوہ نیلم کے آگے جو جنگل ہے وہاں ملکہ بہار کو لیکر تم مع نیلم کے آنا وہاں ایک تخت
پیدا ہوگا اسپر ملکہ کو بٹھا دینا ہم اپنے پاس اسکو بلا لینگے کیونکہ وہ ہماری معشوقہ ہے جب سے وہ قید ہوئی ہے دل ہمارا بیقرار
رہتا ہے اور خداوند پاس اسکو نہ بھیجینگے ایسا نہو وہاں وہ قتل ہو جائے خبردار نامہ دیکھکر تامل نہ کرنا دہشت مذکور
میں جلد آنا در صورت تامل معتوب درگاہ سلطانی ہوگے اسیواسطے نامہ ہمنے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے کہ تمکو کچھ شک نہ واقع
ہو جب بہار ہمارے پاس آئیگی اور تم تعمیل حکم اچھی طرح کروگے تو چار ملک آباد نذر دون طلسم تمہیں عنایت ہونگے
یہ مضمون پڑھکر بہت خوشی ہوئی اور نیلم سے کہا بھائی اسی جنگل میں بہار کو لیچلو تامل زیبا نہیں نیلم جلد اٹھکر زندان
میں گیا اور ملکہ کو خود لیکر آیا اس سے کہا بھائی آؤ میں ملکہ کو لایا یہ بھی اٹھا سازندوں سے کہا ہم آتے ہیں یہ جلسہ برطرف
ہو سردار و مصاحب بیٹھکر ناچ دیکھنے لگے صرف مقیم ساتھ ہولیا یہ تینوں ملکہ بہار کو لیے پہاڑ سے اتر کر صحرا میں آئے
اور ایک مقام پر ٹھہر کر پکارنے کہ اے شاہ جادوان ہم موجب حکم قید بہار کو لیکر حاضر ہیں یہ پکار کر ٹھہرے تھے کہ

مقیم نے کہا سامنے سے روشنی پیدا ہو کر ادھر آتی ہے اب آنکھیں بند کر کے بیٹھ جائیے اور شہنشاہ کو پکاریے معلوم ہوتا ہے کہ خود آتے ہیں یہ دونوں زمین پر بیٹھ گئے اور یا شہنشاہ آئیے یا شہنشاہ آئیے کہنے لگے آنکھیں بند کر لیں برق نے دونوں کے منہ پر ہاتھ پھیرا کہ لب مسخرہ ہو کر بھی پہچانتا ہے کہ ہم کون ہیں انھوں نے گھبرا کر آنکھ کھولی اسنے حلقے کمند کے انکی گردن میں پہنا دیے وہ گھبرا کر جب تک سنبھلیں سنبھلیں ہاتھ بیہوشی کا جو انکے منہ پر پھیر چکا تھا چھینکیں مار مار کے بیہوش ہو گئے برق نے دونوں کے سر کاٹ لیے شور و غل برپا ہوا آندھی پانی کا بڑی دیر تک ہنگامہ رہا ملکہ بہار قید سے چھوٹ گئی برق کو دیکھ کر گلے سے ملی کہا بھائی بہت دن ہم تم جدا رہے اب کہیں ساحر سے بچ جاؤ اکو مہتر قران کہاں ہیں اسنے کہا ہم وہ الگ الگ چلے تھے کہ عیاروں کا دستور یہی ہے پس وہ بھی آ جائینگے آؤ ہم تم اپنے لشکر میں چلیں ملکہ نے کہا ایک لحظہ بھر توقف کرو کہ میں لشکر مدہوش و قلعہ نیلم برباد کر دوں برق خاموش ہو رہا اور اس سفاکہ نے پرواز پیدا کر کے پروسے ہوا میں لشکر جا کر قرار لیا اہل لشکر مصروف آرام تھا کہ یکایک ایک صدمے سے سبب پیدا ہوئی کہ دل تمام اہل لشکر کے دہل گئے اور گھبرا کر اپنے اپنے خیموں سے باہر نکلے دیکھا کہ ایک چاند علاوہ اس ماہ کے جو فلک پر تابندہ ہے نکلا ہوا ہے اور نور اس ماہ سحر کا تمام صحرا کو ساطع الانوار کیے ہے اور اس چار طرف گرتی ہے اور نئی نئی طرح کے پھول اس چاندنی میں کھلے ہیں کہ اپنے رو برو عارض تابندہ گلعذاران دہر کو شرماتے ہیں خوشبو سے دماغ جان بساتے ہیں یہ دیکھ کر سب اہل لشکر دیوانہ وار ایک طرف کو بڑھے جدھر بڑھے اس طرف سے ایک گروہ پریزادان پیدا ہوا کہ جنکی خوبی حسن کے رو برو ماہ شب چاردہ شرمندہ تھا اور کوچہ سنبلستان گیسو انکا رشک شب یلدا تھا دیکھنی مہر و ماہ فلک پر نگ نقشہ کہاں سے لاتے جو انکی ہمسری کرتے کیا منہ لیکر سامنے آتے فرد چشم و گوش و ابرو و بینی و دہن کہاں ورنہ آسمان کو نقشہ ترا اتار آیا۔ ہر ایک کسن آفت کے دن غارتگر متاع صبر و شکیب

حسن میں نادرہ کیا فرشتہ فریب بے مثال یگانہ دہر انکا جمال کہ ابیات

وہ آنکھیں ان کی تھیں خونریز عالم — وہ ابرو دونوں تھے شمشیر باہم
وہ عارض مہر و مہ تھے جن سے بے نور — وہ بینی حسن میں تھی جلوۂ طور
وہ لب جنبش تھی جن کی مرگ عالم — قیامت کا بھی ہو سامان برہم

پس ان سمن بروں نے قریب لشکر پہنچکر آئینہ سحر سے نکالے اور انکے ہاتھ میں دیدیے ہر ایک نے اپنی اپنی صورت اسمیں معائنہ کی دیکھتے ہی ایک چیخ ماری اور ہائے ملکہ بہار وائے ملکہ بہار زبان پر جاری کیا جس کسی نے کہ وہ آئینے دیکھے تھے انھوں نے ان لوگوں سے کہ جو دیکھ چکے تھے پوچھنا شروع کیے اور نعرہ ہائے عشق ملکہ کو کرنا آغاز کیے ان قمر سیمایان غیرت بخش شمس و قمر نے کہا کہ تم نے اس آئینہ میں کیا دیکھا سب نے کہا کہ ہم نے دیکھا ملکہ بہار کو قلعہ نیلم میں مقید ہے اور لشکریان شاہ نیلم آمادہ قتل ہیں ملکہ منہ کرکے پکارتی ہیں کہ اے عاشقو ہمارے آ کر چھڑاؤ ان نازنینوں نے کہا پھر تم کیوں نہیں جاتے یہ بولے کہ ہم ابھی جا کر قلعہ نیلم خاک میں ملائے دیتے ہیں یہ کہکر سب بے وسیلہ و کمل ہو کر سواریوں پر سحر کی سوار ہو کر جانب قلعہ مذکور کے چلے وہاں پہاڑ حلبہ جو تھا ہر ایک شغاد نیلم و

مدہوش کر رہا ہے کہ یکایک ناقوس بجنے کے نفیر سحر بجی سنائی دی اور ساحر پہاڑ پر لپنا الپنا کہکر چلے آئے جو لوگ یہان موجود تھے وہ سب افسر اور زبردست تھے گھبراکر جو اُٹھے آفت مین گھر گئے ناریل نارنج اُنپر پڑنے لگے جو پہلے حملہ مین غافل تھے وہ تو مارے گئے باقیماندہ لڑنے لگے ہار فلفل گچھے بیکانونکے پڑنے لگے ہنگامہ دار وگیر برپا ہوا دو چلسہ عشرت سب برہم ہوا اندو ہکا مزلرج ناساز طبلونکی بجائے آواز صدائے طبل جنگی کا شور دف دہلا جل کا بجنا زور زدر ابر کا اُٹھنا رعد کا گرجنا بیرونکا غل کرنا ساحرون کا بنگلون مین آگ لگا دینا چمنستان کا اور سیرگاہونکا جلنا العیاذ باللہ ایک قیامت برپا تھی وہ ساحر جو شریک جلسہ تھے تھوڑے سے مارے گئے باقی بھاگ کر قلعہ مین گئے انھون نے تعاقب انکا نہ چھوڑا یہ بھی قلعہ مین آئے فوج قلعہ مین بھی تیار ہوکر لڑنے لگی پھر تو یہ حال ہوا کہ تلوار سحر کی چلی نیزے گرنے لگی خرمن ہستی جلنے لگے کسی نے مکانات شہر مین آگ لگائی کسی نے آتش برسائی کسی نے کسیکو شجر بنایا کسی نے اژدہا بنکر کسی کو کھایا رعایا شہر کی بھاگی گھرونمین صدائے الامان پیدا ہوئی لاشون سے گلی کوچے پٹ گئے خون کے پرنالے بہے گھمسان کی تلوار چلی سحر سازی خوب ہی

نظم

زمین کانپی ہلے اشجار ہر سو — بشکل مردہ پھیلی ہر طرف بو
گھرے شعلون مین تن سب عضو جھڑکے — زمین مین رہ گئے کچھ لوگ گڑکے
سمٹ کر ابر ہی ہر طرف آگ — صدا پیدا ہوئی نے بھاگ لے بھاگ
اس ہنگامہ مین اک دیو بلا زاد — ہوا پیدا نہ جان ہو جس سے آزاد
جبین سے تا بہ سینہ ایک تشقا — دہن سے تا بہ پا شعلے ہویدا
لپک اُن کی فراز آسمان پر — جلاؤن گا جلاؤن گا زبان پر
کئی سو من کا پتھر ہاتھ مین تھا — گھما کر اُسکو بس اُسنے جو پھینکا
ہزارون ہو گئے دم بھر مین فی النار — اسی ہنگامہ مین سب تھے گرفتار

لشکر مدہوش زیادہ تھا ہرچند کہ ہزارون اس لشکر کے بھی مرے مگر اہل قلعہ اُنکے ہاتھ سے بھاگ نکلے اور اس ہنگامہ مین وہ رات بھی شمشیر مہر کی آمد ورفت سے کٹ گئی ساحر سحر سفیدہ صبح پہلے ظاہر ہوا کہ

نظم

کہ دستے مین ہوا سے سرد آئی — فراغت قید سے اس شب نے پائی
نظر آئی جبین صبح روشن — ہوئی شب چند دم مین گرم توسن

صبح ہوتے ہی ملکہ بہار نے سحر اپنا سب پرسے اتار لیا وہ چاند جو نکلا تھا غائب ہوگیا گل و شجر نابود ہوگئے پریان آئینہ دار پنہان ہوگئین لشکریان مدہوش آپ مین آگئے اور ایک نے دوسرے سے کہا کہ ہم کیون لڑے مین اور اہل قلعہ ہمارے طرفدار ہین اُنسے کیون جھگڑے مین انھین جو عاقل تھے انھون نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ افسر ہمارا اور مالک اس قلعہ کا مارا گیا اور ہم سحر مین بہار کے مسحور تھے یہ اسی سے ہم کو لڑوا دیا مگر تعجب یہ ہے کہ سحر اسکا ہم سے کیونکر اُترا کیونکہ ایکبار شہر نا پرسان پر ساحر اُسکے سحر مین مبتلا ہوکر گئے تھے شہنشاہ نے اُنکو مار ڈالا مگر سحر اُنپر سے دفع نہو سکا

غرضکہ سب نادم و خجل بھاگ کر جانب افراسیاب چلے اہل قلعہ بھی بھاگ گئے تھے خلاصہ یہ کہ وہ تمام لشکر و ملک برباد ہو گیا جب یہ لشکر جانب طلسم چلے ملکہ بہار نے تخت سحر پر مہتر برق کو سوار کر کے آپ بھی انھیں بھگیلوں کے پیچھے چلنا اختیار کیا یہ اسطرح رہبر اسے منزل مقصد ہیں اسطرف قران بھی اسیطرح روانہ ہے کہ چند ساحر جانیوالے شہر ناپرسان کے اسکو ملے ہیں انھیں میں صورت ساحر کی بنکر مل گیا ہے اور باتیں کرتا باہم مثل ہمراہان ہم نوالہ و ہم پیالہ کے اُنکا شریک ہو کر چلا جاتا ہے اب کیفیت بادشاہ طلسم سنیے کہ جب مہوش کو بھیج چکا بجواب نامہ خداوند عرضی بھیجی یہ اس میں لکھا تھا کہ واقعی مدد بھیجنے میں عرصہ مجھکو ہوا خداوند براہ خداوندی معاف فرمائیں اب میں نے ایک ساحرہ مہوش نام کو بجمعیت کثیر خدمت عالی میں بھیجا ہے حاضر ہو کر بجا آوری احکام معلی میں قصور نہ کریگی بعد بھیجنے اس عرضی کے آپ تخت پر سوار ہو کر جانب باغ جمشیدی چلا یہ باغ سراسر عجائبات سے بھرا ہے جو گل بوٹے ہیں جادو کی نقشہ ہیں زمین وہاں صفا میں رخسار یار سے بہتر شجر قامت سبز رنگان دہر سے زیادہ خوشتر ہر غنچہ گل لبان دہن تنگ جانان نزاکت میں رشک نازک بدنان ساغر گل بصد تجمل مخانہ بہار میں راستہ شراب تراوت سے لبریز فرحت بخش خاطر سرور انگیز کوئی گل مثل معشوق خندہ زن کوئی کلی اسطرح مسکرائی کہ جیسے معشوق کو ہنسی آئی عمارتیں ایسی طلسمی نئی تصویریں جادو کی کارگر تھیں رات کو مہتاب میں گرمی مثل سورج ہوتی دن کو آفتاب سے سردی پیدا تھی چشمہ اور نہریں خون سے لبریز لیکن لطافت بیز مچھلیان نہروں سے نکلکر یہاں بجاتیں قہقہے اور نعرے مستانہ لگاتیں انکے چلنے سے باغ کے طائر زمزمہ پیرائی کرتے اور پھول ٹوٹکر زمین پر گرتے ہوا کے جھونکے چلتے شاخوں سے آواز باجوں کی آتی ہوا کھا کر زمین پر پھول جو گرتے وہ نوجوان مرد حسین و جمیل بنجاتے اُن پریوں کو جا کر گلے لگاتے وہ انسے ملکر خوش ہوتیں لب نہر جلسہ جمتا یکایک ایک ترنگ نکلکر سبکو نگلتا پانی سے صدائے افسوس افسوس آتی بعد لمحہ کے پھر وہی مچھلیاں اور گل ظاہر ہوتے خلاصہ یہ کہ عجب سامان تھے طلسم اور نیرنگ سے وہاں طائر اور انسان تھے کہ

نظم

ہزاروں چشمہ لبریز و شیریں — کہ جسکی دید سے ہو دل کو تسکین
ہجوم طائران زمزمہ سنج — مزاج عندلیب زار بے رنج
ہوائے سرد و خوش سرو و اشجار — دکھاتے تھے گلوں کے رنگ رخسار
زمیں پہ سبزۂ نوخیز ہر سو — سر کاہ خمیدہ مثل ابرو
زمین ساری وہاں کی صورت سنگ — بشکل لعل کوسوں خوب خوش رنگ
ثمر نخلوں میں مثل شکل انساں — نظر ہو دیکھ کر جسکو پریشاں
مکان اکثر طلسم افزا عجب خوب — کہ ہو ہر خاطر شائق کو مرغوب
عجائب طائران خوش نوا خوب — سر منقار سے تا پا خوش اسلوب
زباں پہ کچھ سخن مانند انساں — کبھی خنداں کبھی حیران و گریاں

غرضکہ اس باغ میں سواری بادشاہ طلسم کی آئی اُسکے ہمراہ باغبان قدرت وزیر اُسکا یہ ہی دونوں جب

داخل باغ ہوئے تمام پھول کھلکھلا کر ہنسے اور آواز دی زمین کرا ای شہنشاہ ہر دم رہی تسلیم پہونچے بادشاہ سلامت کا بہت
دنون کے بعد آنا ہوا اسیطرح کی باتین بلبل و گل کی سنتا شاہ اندر بارہ دری کے آیا بارہ دری سے چار سو پتلیان نکلنے
اکی حسن مین آفتاب سے بہتر لباس سنہرے زیب بر کیے یہ کہتی ہوئین کہ شہنشاہ آئے شہنشاہ آئے سامنے آئین گرد زمین بہر تسلیم
جھکائین پھر شاہ کو لیے اندر بارہ دری کے آئین شہ نشین مین تخت جواہر نگین بچھا تھا اس تخت پر بادشاہ جلوہ فرما
ہوا اور اُن پتلیون نے گانا ناچنا آغاز کیا شراب آفتابی کا پیالہ زرین بھر کر شاہ کو دیا بادشاہ نے کہا ملکہ شبنم جادو
کہان ہین پتلیون نے کہا ملکہ بہار کے قبضہ مین جب سے حضور نے انھین کر دیا ہے انھین کے کام کو جایا کرتی ہین چنانچہ
کل سے آئینہ ہائے طلسم لیکر برائے غارت لشکر بدہوش کوہ نیلم پر گئی ہین شاہ کا یہ حال تھا ہی لشکر بدہوش سنکر ہوش
اڑ گئے کف افسوس ملے وزیر نے کہا اے باغبان خود کردہ را علاج نیست بہار کو ایک وزیر ہنگام مسرت مین یہ
سحر مین نے بتایا تھا اور ملکہ شبنم مالک آئینہ طلسمی کو طلب کر کے اُسکا مطیع بنایا تھا ملکہ شبنم سے قسم لیلی تھی کہ انحراف
حکم بہار سے کبھی نہ کرنا اگر مجھ سے بھی بہار بگڑ کر مقابلہ کرے جب بھی اسکی اطاعت سے باہر نہونا اے باغبان نیست
بہار کے یہ گمان نہ تھا کہ وہ شریک طلسم کشا ہوگی اور ہمارے گلشن ہستی پر خزان لائیگی لالہ وار دل ہمارا داغدار بنائیگی
اپنا سمجھکر اُس گلستان خوبی کو تحفہ جات طلسم کا مالک کیا اسنے یہ سبب ہو گیا کہ لشکر بدہوش پر اوس پڑ گئی شبنم جا کر جانعلی نہ ہو گی
شبنم پڑی ہوگی آئینہ ہائے سحر دیکھ کر لشکری دیوانہ وار آپس مین لڑ کے مر گئے ہونگے ملکہ شبنم سے بھی شکایت نہین کر سکتے کیونکہ اُسے حسب عہد
حکم بہار ماننا ضرور ہے جو کچھ گذرا وہ گذرا جبتک بہار کی طبیعت پیار کرتی رہی اسکو بچاتا تھا مگر اب بغیر قتل کیے کچھ بن
نہین پڑتا کہ بہت نہین ہی ایکدم راحت میسر ہو بتا دکیا کرے یہ قلب مضطر یہ کہکر پتلیونکو حکم دیا کہ اس باغ مین بھی کتاب
جمشیدی ہو لے آؤ تاکہ حال اُس شوخ دیدہ کا معلوم کرون کہ اب کہان ہے پتلیان حسب ارشاد گئین مجرہ باغ مین صندوق
رکھا تھا اٹھا لائین صندوق تھا یا اسرار طلسم کا گنجینہ تھا سینہ نہین کسی دانشمند کا سینہ تھا غلاف اطلس نایاب کا جواہر دوز
اسپر چڑھا تھا گویا ایک مطلا و مذہب بنکہ بیت نہ تھا صندوق اک اعجاز تھا وہ کسی کا سینہ پر راز تھا وہ بادشاہ
نے سحر پڑھا کہ فلک پر ایک شعلہ چمکا اور زمین پر گرا سوا بالشت کا پتلا ایک بنگیا پکارا کہ اے بادشاہ لا نذر ہماری سوا
سو اشرفی بادشاہ نے نذر دی نذر لیکر پتلے نے ابکائی لی ایک کنجی سونیکی منہ سے نکل پڑی شاہ نے کلید لیکر صندوق
کھولا ایک کتاب بہت نایاب بخط طلسمی تحریر نکلی اسمین مطالعہ کیا کہ بہار دیرق اب کہان ہے معلوم ہوا کہ عقب لشکر
شکست خوردہ بدہوش آتے ہین جب لشکر کو دیکھے خونریز وان اگر آ کر پکارینگے تو بیشتر ہی چنین حصار پر اپنے لشکر مین چلے جائینگے
یہ حال کتاب سے معلوم کر کے صندوق بند کیا کلید پتلے کو دی وہ نکلکر چلا گیا اور صندوق پتلیان لیگئین شاہ نے وزیر سے
کہا کسیکو بہر گرفتاری بہار بھیجنا چاہیے وزیر نے عرض کیا کہ مجھے حکم ہو تو مین جاؤن فرمایا نہین مین ایسے ساحر کو بھیجتا
ہون جو کسی طرح زیر نہو گا تم یہانسے قلعہ ترنزل مین جاؤ فرزان جادو ننگ قلعہ کو میری جانب سے دعا کہنا اور کہنا کہ کبھی ہماری
تسلیم کو بھی نہین آتے اسوقت مابدولت باغ جمشیدی مین تشریف فرما ہین کچھ تم سے کام ہے جلد حاضر دربار ہو باغبان
آداب بجا لایا سمت قلعہ مسطور بموجب ارشاد روانہ ہوا اور وہان پہونچکر بدہ سحر اپنے آنے سے لرزان کو مطلع کیا وہ نعرہ صولت

پر بصد عزت جلوہ فرما تھا ایک چیلے نے عرض کیا کہ وزیر شہنشاہ آئے ہین اُسنے خبر سنکر کشتیان جواہر نذر رکھ لین اور ڈیڑھ دو ہزار
ساحر لیکر استقبال کیلیے چلا جب در شہر پناہ پر پہونچا وزیر اعظم تخت سحر پر سوار اسکو ملا اسنے بہزاران گرمجوشی ملاقات کی
اور مستدعی ہوا کہ غریبخانہ مین قدم رنجہ فرمایئے وزیر نے تمام پیام بادشاہ کہکر عذر کیا کہ مین ٹھہر نہین سکتا اور تمکو بھی توقف
مناسب نہین اس کیفیت کو سنکر اسکو بھی خیال ہوا کہ نہین معلوم کیا کار ضروری ہی جو وزیر کو بادشاہ نے لینے کیلیے بھیجا یہ
سمجھکر شہر مین پھر کے نگیا انھین سردارونکو جو ہمراہ تھے ساتھ لیکر معیت وزیر خدمت بادشاہ مین حاضر ہوکر سر انقیاد پایۂ
تخت پر رکھا از عم تعظیم ادا کرکے ٹھہرا تھا کہ شاہ نے خلعت دیا بعد سرفرازی فرمایا کہ تم یہین سے روانہ ہوکر جانب کوہ تیلم جاؤ
اثنائے راہ مین عقب لشکر مہوش شہ بہار و برق آتے ہین دونو کو مقید کرکے حاضر حضور کرو خبردار وقت بہار کا سحر تم جانتے
ہو وہ ایسا ساحر ہے ساتھ لیجانا کہ وہ غالب نہ آسکے اور عیاران کے ساتھ ہین اُسکی مکاری کا بھی دھیان رہے تو جاؤ سپر و ساحری کیا
رزان مجرا کرکے انھین ساحرونکو جو ساتھ تھے ہمراہ لیکر چلا اگر لپٹے نہ گیا یہ ساحر ایسا سحر کرتا ہے کہ زمین مین سما جاتا ہے اور
طلسم مین کو جنبش منتہا ہی میدان رزم مین جو نخل آتا ہی پاؤن کسی کے زمین پر قائم نہین رہتے گر پڑتے ہین یہ دھوان بن کر
زمین سے نکلتا ہی اور کار حریف تمام کرتا ہی رنگ اُسکے جسم کا دھوین کیطرح ہی نہایت ہیبت ناک صورت رکھتا ہی ذکر
اسکے لڑنیکا کسی مقام پر کیا جائیگا غرضکہ یہ تو جانب بہار روانہ ہوا بادشاہ نے بارگاہ سامان راحت وغیرہ اپنے یہان سے
اسکے ساتھ کر دیا اب حال اسکی بی بی کا سنیے کہ جب اُسنے سنا وزیر میرے شوہر کو بلا لیگیا ہی اور ایسا ضروری کام تھا کہ گھر
آنا نہوسکا بس منتظر رہی کہ دیکھیے وہ کب آتے ہین جب عرصہ ہوا یہ عورت بہت عاقلہ و فہیمہ تھی باوجود سادہ نشینی اپنی ایدون
جلیسون سے گویا ہوئی کہ وزیر اعظم اسطرح سے انھین لیگئے کہ گھر بھی پھر کر آنے نہ دیا سامری جانے کیا کام تھا میرے دلمین
وسواس آتے ہین دربار کا مقدمہ ہی کیسی کیسی ہی تمہید اور کہین ابھی تک کچھ خبر نہ معلوم ہوئی کہ بادشاہ نے کیون بلایا تھا
کیا امور سلطنت انکے سپرد نہ تھا جو اس تاکید سے طلب کیا انیسون نے کہا حضور اچھا ہوا بلا ہی تشریف جانے حضور کے
ملک کی قسم رات کو مین نے خواب مین دیکھا کہ آپکے گھر مین لاکھون چراغ روشن ہین بس مین سمجھ گئی کہ میان کو عہدہ جلیل ملیگا
ایک ہمدم نے براہ خوشامد کہا کہ مین نے یہ تو خواب مین دیکھا تھا ایسے کہنے سے مجھے بھی یاد آیا مین تو کہنا بھول ہی گئی تھی
صبح ہوتے مین کیا دیکھتی ہون کہ جیسے ایک بوڑھے سے آدمی ہین وہ ایک تاج ہاتھ مین لیے ہین اس تاج مین روشنی ہر کہ
آنکھ نہین ٹھہرتی ہی پس وہ بڈھے مجھ سے کہتے ہین کہ بلا لا اپنے مالک کو یہ تاج ہم اُسکو دینگے یہ سنکر مین بلانے چلی دوڑی آنکھ کھل
گئی بی بی یہ وہی تعبیر خواب ہے کہ میان بلائے گئے ہین آپ دیکھیےگا کہ سارا طلسم انکے سپرد ہوگا ایک کنیز بولی کہ ہماری بی بی کو دم
کا مرض ہمیشہ سے ہے بھلا کیا دشمن انکے گئی ہی کہ گھر کاٹنے لگا جو تم اتنا خفقان کرتی ہو بی بی مرد ذات ہین کسی کام مین الجھ گئے ہونگے
ایک مصاحب نے کہا کیا معلوم دربار گئے ہین یا کہین اور وزیر سے کسی جلسے کا وعدہ ہوگا پہلے سے یہی کہہ رکھا ہوگا کہ تم مجھے
بلا لیجانا مردونکے فقرے ہین۔ سامری بچائے میری دانست مین وہ سرکار مین تو نہین گئے بڑی سرکار گئے ہین کہ نازلجادو
اس زن عقیلہ کا نام ہی اپنے مصاحبونکا بیان سنکر ہنسی اور آخر مین جو مصاحب نے در پردہ رنڈی کے یہان جانا ظاہر کیا ہی
حیلہ اسکو دربار مین جانیکا اتفاق آیا کہا تم سچ کہتی ہو انکے ایسے ہی طور ہین لیکن آج تک بھی بغیر بھید کھولے باز نہ آؤنگی بس

سو کنیزیں گلرو طلیل خوبیاں سمن بدن انیسیں زیب انجمن غیرت چمن ہمراہ لیکر کسی اپنے عزیز کو قلعہ سپرد کرکے لباس نفیس زیب قامت
فرما کر زیور سے آراستہ ہو کے سوار ہوئی اور یہ کہتی جاتی تھی کہ بادشاہ کے میاں گر وہ نہ ملے تو آج میں ہوں اور وہ میں تو صاحب مجھے
یہ فقرے بازی بڑی رنڈی بازی پر کمر باندھی ہے جو ایسا ہی تھا تو مجھ کو گوڑی کو کیوں ستیاناس کیا اور وہ کیا کریں جو تقدیر
میں تھا وہ ہوا سنجوگ ہی ایسا بد تھا غرض کہ اسیطرح کی باتیں بناتی باغ جمشیدی میں آئی بادشاہ کو تخت پہ بیٹھے دیکھا اور یہ
مروحہ جنبانی کر رہا تھا چیلا اور چیلیاں طلسمی دست ادب بستہ کھڑی تھیں ناچ ہو رہا تھا اسنے سامنے جا کر تسلیم کرکے نذر دی
شاہ نے مزاج پرسی کی اور کہا تمھارے میاں کو اگر ہم نہ بلاتے تو تمھارے جمال نظر نہ آتے اچھا بیٹھو یہ ایک بنگل پر بیٹھی
اور پوچھا پھر وہ غلام آپ کا کہاں ہے شاہ نے تمام ماجرا بہار پہ بھیجنے کا بیان کیا جب اسنے یہ سنا کہ شوہر میرا لڑنے
گیا ہے غمگین ہوگئی اور عرض کیا کہ مجھے اجازت ہو تو مہرخ سے جا کر مقابلہ کروں غلام وہاں لڑے کنیز یہاں جانبازی کرے
شاہ نے یہ سنکر فرمایا کہ تمھیں بے شوہر تاب کہاں یہ اجازت مانگنا گویا بہ حسن طلب اجازت شوہر کے پاس جانیکی ہے
اچھا تم بھی شوہر پاس اپنے جاؤ اور لشکر اپنے قلعہ کا ساتھ لیلو اس مجرمہ بہار کو گرفتار کرو نہیں مدد کرنا سمجھ بوجھ کر لڑنا نازلہ
یہ حکم سنکر آداب بجا لا کر چلی اور بہت جلد قلعہ میں آکر بارہ ہزار ساحران جلیل القدر اور ساحرہ نامور ہمراہ لیکر بقصد نبرد روانہ
ہوئی ادھر شوہر اسکا جب مسافت راہ طے کرکے قریب لشکر مہوش پہونچا افسران لشکر مذکور خستہ و شکستہ حال وابستہ ملال
سر سے پیر گرد کدورت پڑی ہتھیار چھوٹ گئے تھے کمریں کھلی بھوکے پیاسے جنگل بیاباں طے کرتے آتے تھے کہ اسنے پہونچکر انکو
روکا اور کہا خیمہ استادہ کرو آسودہ ہو میں تمھارا بدلا لونگا سارے لشکر میں جان آگئی سمجھے کہ شاہ طلسم نے پھر اسکو افسر
کرکے بھیجا ہے بس ہر ایک اترہ اطاعت میں آیا خیمہ استادہ ہوا بارگاہ نصب ہوئی بازار لگ گئے لشکری فارغ البال ہوئے
لرزان داخل بارگاہ ہوا اور آرام کے بھٹے پتلے بنا کر ہر زمین بٹھا کر روانہ کیے کہ بہار و برق کو ڈھونڈھیں پتلے
ہر طرف چل گئے مگر بہار و برق بھی اسی لشکر کے بیٹھے قہقہے لگاتے چلے آتے تھے بہار کہتی تھی کہ اے برق مجھے کوہ آرام
سے قرطاس دھوکے میں گرفتار کرلیگیا تھا سبب اسکا قلعہ و باغ کے پریشان ہونگے دوسرے اس قحبہ سے جسنے مرگٹ
کا راستہ قرطاس کو بتلایا مجھے سمجھنا ہے کہ میرے بغیر حکم کیوں راستہ دیا بس کوہ آرام کیطرف چلنا چاہیے برائے چندے
تم بھی زحمت اٹھاؤ تو راہ طلسم کچھ کچھ سمجھ میں آنے لگی ہے کیونکہ عقیق کوہ سے بہت دور نکل آئے صرف اتنا ہے کہ شاہزادہ
کے سر حد ادھر ہر جگہ روکینگے دو ذرا راہ تو معلوم ہے برق نے کہا کہ ملکہ مہرخ بہت عرصے سے اکیلی ہیں لشکر میں چلو اسنے کہا
بہتر قرآن تو گئے ہیں وہ حال کہدینگے ملکہ مذکور کو اطمینان ہوجائیگا دوسرے یہ کہ آپ موصوف بحکم خدا حفاظت لشکر بھی کرینگے
برق نے کہا اچھا جدھر جی چاہے چلو ملکہ تخت بڑھا کے آگے بڑھی تھی کہ راہ میں لشکر اترے دیکھا راستہ بند پایا کہا یہ
جنگلے کیوں ٹھہرے اور انکو یہ حشمت و جاہ کہاں سے ممکن ہوا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ہماری تلاش میں آیا یہ کہکر ایک پہاڑ پہ
آکر ٹھہری اور سحر پڑھکر زمین پہ ہاتھ مارا زمین شق ہوئی ایک پتلی چینی کی نکل آئی اس سے پوچھا کہ اس فوج میں کون آیا ہے
اسنے سب حال لرزان کا بیان کیا ملکہ نے سارا ماجرا معلوم کرکے پتلی کو رخصت کیا کہ وہ زمین میں سما گئی اور برق سے
کہا ٹھہری نکل چلو بڑی لڑائی پڑ جائیگی برق نے کہا اسکو جا پایا ہے دیکھ بھال لینا چاہیے وہاں چلکر بھی لڑتا ہے اور یہاں بھی

جو حکم ہوا وہی ابھی مین ساحران شعلہ جادو ان کو قتل کرتا ہی ملکہ نے کہا قران ابھی یقین ہی کہ پیچھے آئے ہین وہ اسکو مار لینگے تم چلے چلو
اسنے کہا اچھا تم اس پہاڑ پر ٹھہرو مین ذرا اسکو دیکھ تو آؤن رضیہ با انقضا شاید دم پر چڑھ جائے ملکہ تاجا ہو کر سر کوہ پر ٹھہری
اور برق پہاڑ سے اترکر ایک ساحر کی ایسی صورت بنکر تیار ہوا لیکن جیسے کہ جوگیونکی صورت ہوتی ہی کہ بال سر کے بہت بڑھے
داڑھی تا بہ سینہ قشقہ بہت لمبا کھینچے لنگوٹا مونجھ کا باندھے کھاروے کا انگوچھا گلے مین پڑا ہوئے نہ بار ظاہر چہرہ بہت پرہیبت
اس صورت سے ہو کر جانب لشکر چلا اور داخل لشکر ہو کر ہر سمت سیر کنان پھرتا تھا کہ چیلے جو بہر خبر لرزان سے مقرر کیے تھے
انھون نے اسکو شناخت کر کے بخدمت لرزان آکر عرض کیا کہ اے افسر ہمارے وہ عیار جسکے آپ متلاشی ہین لشکر مین آیا
ہی اور ساحر بنا پھرتا ہی لرزان یہ خبر سنکر کھڑا ہو گیا اور اپنے چیلون سے کہا الگ الگ ہر اسکو گھیرو اسطرح کہ اسکو ثابت
ہو ورنہ بھاگ جائیگا تب حسب الحکم چار طرف جا کر پراگندہ ہو گئے اور راہ روک کر ٹھہرے ادھر لرزان در بارگاہ پر آکر ٹہلنے لگا اس
اثنا مین برق بھی پھرتا ہوا جانب بارگاہ آیا اسنے ملازمون سے کہا کہ اس ساحر کو بلاؤ انھون نے پکارا کہ بھائی ذرا
ادھر آنا ہمارے ملک تمھارے مشتاق ہین برق حسب الطلب حاضر ہو کر آداب بجا لایا ملازمون سے بطور ساحران دست بستہ
ہوا لرزان نے پوچھا کہ آپکا نام کیا ہی اور وطن کہان ہی یہان آنیکا کیا سبب ہی اسنے عرض کی کہ آپکا شہرہ جود و نوال
سنکر مین بھی کمال مشتاق ملازمت کیمیا خاصیت تھا خبر تشریف آوری ملازمان جناب سنکر آج حاضر ہونیکا ہوا مجھکو
صحرا نورد جادو کہتے ہین چاہتا ہون کہ زمرۂ سرداران سرکار والا مین منسلک ہو کر دربان گوہر مین بھی پرو یا جاؤن اسنے
یہ تقریر سنکر زبان بہ تملق وا کی کہ آپنے مجھے سرفراز فرمایا یہ گھر تو آپکا ہی کفش خانہ حاضر ہی فخر میرا جو آپ نان خشک یہاں کی
قبول فرمائین وہ جو مجھے میسر آئے پہلے آپ کھائین پھر مجھے دین مین سپاہی دوست ہون آپ تو میرے دینی برادر ہین غیر
سے مجھے عذر نہین اچھا چلیے بارگاہ مین تشریف رکھیے برق حسب اجازت اسکی فرقت پھر کر اندر بارگاہ کے پہنچا مگر
اسنے پیچھے سے گردنمین ہاتھ دیا اور سحر سے ہاتھ پاؤن بیکار کر دیے پکارا کہ او نااتفاق مجھ سے بھی مکر کرنے آیا ہی نہین جانتا ہی کہ
شہنشاہ نے تیری ہی گرفتاری کو مجھے بھیجا ہی نہین معلوم دغہ دبرمہ پہا کہان گئی تھی بتا کہ وہ کہان ہی یہ کہتا ہوا اندر بارگاہ
کے آیا اور بحیس وحرکت کر کے بٹھا دیا عتاب سے خطاب کرنیکا برق نے کہا اے مسخرے تو بتا کیون جاتا ہی معلوم ہو کہ
ابھی تیری قضا نہین ہی ورنہ مجھکو بھی تو جانتا ہی کہ ہم کون ہین ہم برق عیار ہین قاتل افراسیاب کیا تو نے ہمیشہ سنت
ہم پھنس گئے اتفاق سے مرتا تو ہم جانتے نہین خیر پھر سمجھ لینگے اسنے یہ کلمات سنکر کہا کہ تو مجھکو دھمکاتا ہی اور شہنشاہ سے نہین
ڈرتا ارے بادشاہ طلسم کے ہاتھ سے ملازم مارے گئے سکین وہان کچھ پروا بھی نہین طلسم کا تم لوگ کیا بگاڑ سکتے ہو چاہو عمر بھر لڑو بلا
کچھ نہ کر سکوگے اور شاہ کو جب غصہ آجائیگا تو مثل نعش غلام تم سبکو شاد بنگا برق نے کہا شنشنہ کیا بیہودہ ہی وہ لوگ جو خدائی کرتے تھے مثل خس و
خاشاک سیل فنا مین بہہ گئے اور بستان برگ خشک باد اجل کے جھونکے سے ایسے اڑے کہ نشان بھی نہ ملا کثرت لشکر
پر کیا ناز کرتا ہی جیسے ٹیڈیونکی قطار دفعتہً بہاد سدھ گئی اگر ہوتا ہی ان گر انکا ایک ہی ہو تو کرتا ہی ای لرزان بادشاہ کا دنیا کا جو
نقصان زر و فوج ہوا اسے عقل ہی نہ آیا یہ کہو کہ کچھ ہوش کا عاقل کو چاہیے کہ بر وقت غور کرے نہین تو مارا جائے
کہ اطاعت اسلام قبول کرو سعادت دارین حصول کرو یہ باتین جو ہری تھین کرنے زرا سا دیکھ جب برق کو بہت غصہ

گذرا تو بیتابانہ چلی سمجھی کہ اسپر کچھ نہ کچھ آفت آئی سب سر بارگاہ پر آگر عقرابی لرزان بانو مین لگا تھا اُسنے تو کچھ خیال نہ کیا لیکن ملکہ نے سحر پڑھا کہ دست و پا برق کے قابو مین آئے چاہتا تھا کہ اُٹھے ملکہ بچہ بنکر گری اور اسکو اٹھا کرلے اڑی لرزان سنکر وہین غل ہوا کہ لیگئی لیگئی وہ بھی گھبرا کر اڑا ملکہ قندیل فلک یہ بھی جب تو ٹرک سے سحر پڑھتا قریب پہونچا اور پکارا کہ بی بہار ہم جمشید بیدار رہنے والے مین ہمکو لشکریان مہوش نہ سمجھنا یہ کہکر ایک ناریل سحر کا ملکہ پر مارا ملکہ نے سحر پڑھکر جانب ناریل پھونکا کہ وہ زمین پر جا گرا اور غائب ہو گیا وار اُسکا خالی گیا ملکہ نے پھر نارنج اسپر مارا اُسنے مثل دخان بنکر اپنے تئین پوشیدہ کیا نارنج بھی زمین پر جا گرا اور شق ہو کر شعلے نکلے چار سمت حریف کو ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے ہو گئے لرزان پھر ظاہر ہوا اور سمجھا کہ یہ ساحرہ زبردست ہے یون نہ گرفتار ہو گی اور اگر مہلت پائیگی تو بلغ سحر لگا کر دیوانہ بنائیگی یہ سوچکر جھولے سے ایک تختی مہر سے کی نکالی بہار نے جیسے اس لوح کی جھلک دیکھی سمجھ گئی کہ اسنے لوح گلوے جمشید نکالی یہ لوح تحفۂ طلسم مین ہے ہی تجھ سے رد نہ ہو سکیگی یہ سمجھکر بہت جلد جانب زمین اتری اسلیے کہ برق جو ہاتھ سے چھوٹ جائیگا گر کر مر جائیگا پس زمین پر پہونچی ہی تھی کہ لرزان بھی ساتھ ہی اترا اور لوح مذکور سامنے کرکے پکارا کہ اے بہار دیکھ تو یہ کیا ہے اُسنے ایسا سحر پڑھا کہ ایک نقاب چہرے پر لا کر پا مین نگاہ و لوح حائل کی لیکن لوح سے چمک کر ایسا شعلہ نکلا کہ نقاب بچہ جلگیا نگاہ بہار کی تختی پر پڑی غش کھا کر زمین پر گری برق جو زمین پر پہونچی تھا تو حواسے اول تو بیہوش رہا لیکن اسوقت جو ملکہ گری لرزان خوشی مین جانب ملکہ دوڑا کہ اتنی بڑی ساحرہ گرفتار ہوئی اسپر قبضہ کرون برق اٹھکر ایسا بھاگا کہ پتہ بھی نہ معلوم ہوا کہ کدھر گیا اور جا کر دہ کوہ مین ظہیر الرزان نے ملکہ کو قید اپنی منگا کر پہنائی اور مسحور خوب سا کرکے اٹھا کر بارگاہ مین لایا سرداروں نے اسکے صفت ثنا مین زبان کھولی کہ واقعی آپ اپنا مثل نہین رکھتے اسپر مظفر و منصور رہنا آپ ہی کا کام تھا اسنے نذر فتح دی اُسنے بہار کو ہوشیار کرکے کہا کہ کیون دیکھا تو نے سحر اسکو کہتے ہین بہار نے جواب دیا کہ ای مغرور یہ فخر اور دعوی ساحری تحفۂ طلسم سے کام لیا تجھے غیرت نہین آتی یہ تختی نہ ہوتی تو کبھی آ جاتی اسنے کہا حریف کو زیر کرنے سے مطلب ہے اس عیار کو بھی پکڑ لاؤن تو شہنشاہ پاس تجھے بھیجون یہ کہکر اٹھا اور اپنے لشکر سے آیا اور ایسا سحر پڑھا کہ ادھر کوہ مین برق فارعیاری کر رہا تھا گھبرا کر باہر نکل آیا دیکھا کنارے لشکر کے لرزان کھڑا ہے چاہا بھاگ جاؤن لیکن دل نے اسکے کہا کہ اسی پاس چل بس اُسکے پاس آیا اور کہا آپنے ملکہ بہار کو گرفتار کیا ہے مجھے بھی قید کیجیے مین اکیلا رہکر کیا کرونگا اُسنے اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا او ناعیار تو آپ سے نہین آیا بلکہ میرے سحر سے حاضر ہوا ہے یہ کہکر وہ سحر جو پڑھا تھا برق کو لگ گیا دل سے کہا واقعی تو بڑا احمق زدہ ہے کہ خود آکر مبتلائے آفت ہوا اب بھاگ جا مگر سوچا کہ بھاگنے سے یہ ست بیجیس کردیگا اب اسکے ساتھ چلو جو خدا چاہیگا ہوگا غرضکہ چپ ہو رہا اور وہ اسکو گرفتار کیے بارگاہ مین آیا بہار سے کہا کہ تونے ہماری زبردستی دیکھی کیون ہم کیسے ساحر ہین ملکہ مذکور نے کہا تیری اصل کیا ہے مین تجھ ایسے چھوکرے تعلیم کر چکی ہون تو مجھ سے تعریف کرانا چاہتا ہے اُسنے عرض کیا کہ اے ملکہ تم خاندان بادشاہ طلسم سے توسل رکھتی ہو واقعی ہماری مجال نہین جو تمھاری برابری کرین لیکن تم شاہ سے چلکر ملجاؤ ملکہ نے جواب دیا کہ ہماری جو تقدیر مین لکھا ہے وہ ہوگا شاہ سے اب ملنا کجا دنیا اور عقبی دونون جہان مین نہوگا کسلیے کہ وہ مردود خدا ہم مسلمان اُسکا ہمارا ساتھ کیا برق یہ تقریر سنکر سوچا

کہا بار بار یہ ملکہ کو سمجھاتا ہوں تم کچھ اُسکے ساتھ مکاری کرو ابھی دوقالب میں ہیں یعنی اگر یہ باتوں میں مصروف ہوا تو سحر سے بے تاب نہ کرے گا دوسرے گر لقرے پر چڑھ گیا تو با۔ ڈالنے یہ سوچکر ایک ٹھنڈی سانس بھری اور کہا اے لرزان افسوس لگی حسرت دل ہی میں رہی کہ بیت پریشان ہوکے مثل گیسوے یار۔ یہاں آنے میں مانند گنہگار۔ لرزان نے پوچھا کہ کیا تیری بھی سند تھی برق رونے لگا اور کہا تمام عالم جانتا ہے کہ ہر ایک عیار ہر ایک عیار بچی پر عاشق ہوتا ہے شمیمہ پر میری جان جاتی ہے اب قید ہوکر آیا ہوں قتل ہوجاؤنگا وصل یار کیسا آخر وقت میں دیکھنا بھی نصیب نہ ہوا کہ ہائے بیت لگی ایسی نہیں کبھی کسی دم۔ دھوئیں اٹھتے ہیں تمام استخوان سے۔ لرزان نے کہا اگر تو اطاعت شاہ جادوان کرے تو میں سفارش کرکے عیارہ کو دلوا دوں مال بھی بہت کرا دوں برق نے کہا میں غلام ہوں یہ کہکر قدم پر گرا اُسنے کہا اے برق تو گھبرا نہیں اسنے کہا بہار کو الگ بٹھا دیجیے تو میں آپسے کچھ کہوں اُسنے ملکہ کو ایک خیمہ میں بھیجدیا مگر ذرک جنبشیہ ہر اعضا میں لگادی کہ ملکہ بحیس و حرکت ہوگئی غرضکہ بعد بھیجنے ملکہ کے برق سے باتیں کرنے لگا اسی اثنا میں بکاول نے آکر عرض کی کہ خاصہ تیار ہے اسنے حکم دیا کہ لے آؤ اُسنے دسترخوان لاکر بچھایا چند ملازم جو ساتھ کھاتے تھے بیٹھے رہے باقی اٹھ گئے کھانا چنا گیا برق سے کہا تم بھی آؤ مگر کچھ فتنہ نکرنا نہیں سزا پاؤگے مجھکو ایسا ویسا ساحر نہ سمجھنا برق نے کہا میری مجال ہے جو کچھ فساد کروں یہ کہکر دسترخوان پر بیٹھا سب کھانا کھانے میں مشغول ہوئے برق نے دل میں کہا کچھ کھاتا تو ہوگا نہیں تو اپنا کام کر یہ غور کرکے آنکھ بچا کر کباب پلیٹ میں رکھے تھے نمک بیہوشی اسپر چھڑکا چھڑکتے ہی پلیٹ تڑاق سے بولی برق نے سمجھا کہ رکابی بولا چاہتی ہے جلدی سے ہاتھ مارا کہ رکابی ٹوٹ گئی لرزان نے پوچھا کہ کیا ہوا اسنے کہا رکابی کو اٹھاتا تھا ٹوٹ گئی اسنے کہا اے عیار تو مکاری سے باز نہ آئیگا خیر اچھا ٹوٹ گئی تو رکابی اور آجائیگی مگر تو نے دیکھ لیا کہ میں کیسا زبردست ہوں برق نے کہا واقعی آپ بڑے ساحر ہیں میری خطا معاف فرمائیے اسنے کہا مجھسے کچھ عیاری نہ چلیگی اچھا تم میٹھو سمجھ لیا جائیگا یہ سنکر برق کھانے پر سے اٹھ آیا وہ سب جب فارغ ہوئے اپنی اپنی جگہ پر گئے لرزان پلنگ پر آکر لیٹا خدمتگار پاؤں دابنے لگا برق کو زیر پلنگ بٹھا کر سحر سے حصار کر دیا کہ بھاگ نجائے برق نے کہا مجھے اجازت ملے کہ میں بھی لیٹوں اسنے کہا کیا مضائقہ ہے برق نے کسوت عیاری کمر سے نکالکر سرہانے رکھی اور لیٹا اسنے کہا اے برق ابھی تو تیرے پاس کچھ نہ تھا یہ کہاں سے گٹھری نکالی اسنے کہا یہ کسوت عیاری ہے ساحر دنکو قتل کرنیکی تدبیر ہے اسنے کہا میں بیہوشی بھی ہوگی بھلا میرے خدمتگار کو بیہوش کر دیں کیونکر بیہوش کرتے ہو اسنے ایک ڈبی طلائی کی نکال کے خدمتگار کو دی اُسنے کھائی بیہوش ہوگیا اُسنے کہا اب ہوشیار کر دو اسنے ایک فتیلہ بیہوشی میں خوب بھرکر روشن کیا اور کہا لیجیے اس فتیلہ کو اسکی ناک میں لگا کر دھونی دیجیے اسنے فتیلہ ہاتھ میں لیا اور اٹھکر دھونی دینے لگا مگر اُس فتیلہ کی دھونی اسکی ناک میں خود پہنچی چھینک آئی اور بیہوش ہوگیا برق نے اٹھکر چاہا کہ سرکاٹے اتنے میں گر اور یہ کیفیت سنیے کہ بی بی لرزان کی زلزلہ جو لشکر لیکر چلی تھی فرط محبت شوہر سے سب کو پیچھے چھوڑکر بہ سحر بلغار کیلئے اڑتی ہوئی چلی لشکر اور خواصیں عقب میں آتی رہیں یہ آکر سر بارگاہ لرزان پر اترائی برق کو خنجر کھینچکر جانب شوہر جاتے دیکھا بیقرار ہوکر گری کہ شوہر کو اٹھا لیجاؤں برق نے جیسے ہی یہ گری ہی فتیلہ بیہوشی بھرا کہ سلگ رہا تھا اٹھا کر اسکے منہ میں لگا دیا فوراً چھینک کر وہ بھی دھم سے زمین پر آرہی برق نے اُسکو اٹھا کر ستون بارگاہ سے باندھا اور چاہا کہ قتل کردوں پھر خیال آیا کہ اسکو ہوشیار کرکے سمجھاؤں شاید کر

عورت ہے محبت شوہر سے مطیع ہو جائے یہ سوچکر زبان مین سوزن دیکر ہوشیار کیا یہ حسینہ عورت و طرحدار معشوقہ شیرین ادا شیفتہ حسن سے سرشار ہے قشقہ ساحری کی نشانی پیشانی پر دیئے زیور سے جسم کو تزئین کیا بلکہ جسم سے زیور کو رونق بخشی واقعی بے مثیل روزگار ہے کہ ابیات

تھی ایسی نازنین وہ ماہ پارا ۔ کہ برج شرف کی تھی ستارا
مخلع خلعت ناز و ادا سے ۔ سراپا نور تھی حسن خدا سے

سوزن دینے اور باندھنے سے نیلی ہو گئی شدت تکلیف سے بیتاب نہ اشارہ سے استفسار کیا کہ یہ کیا ماجرا ہے برق نے کہا مین عیار ہون تیرے شوہر نے دو بار مجھے گرفتار کیا آخر خدا تعالی نے مجکو اُسپر غالب فرمایا اب تم دونون سے موت تمنا فاصلہ ہے کہ جہنم مین اور تم مین عرصہ ہے عنقریب فی النار مین جایا چاہتے ہو ہان ایک صورت سے بچنا ممکن ہے کہ دین باطل پرستی چھوڑ کر وحدہ لاشریک کو مانو سامری و جمشید و لقا سب بندگان خدا ہین اُنپر لعنت بھیج اے زن عاقلہ خدا سے یکتا مکان و مقام سے منزہ ہے نظم

مالک و خالق و کریم و رحیم ۔ باسط و رازق و سمیع و علیم
کبریائی اُسی کو ہے زیبا ۔ وحدہٗ لاشریک نام اس کا
اُسکے قبضے مین ہے ہماری جان ۔ جسنے پیدا کیا ہے سارا جہان

شاہ طلسم باوجود اس عظمت کے ہمارا کیا کر سکتا ہے اور جو لوگ ہمارے شریک ہین انکا اسنے کچھ نہ کر لیا اور فرض کرو اگر بادشاہ سے ضرر ایسا پہونچے کہ ہم ہلاک ہو جائین تو بھی دولت ایمان سے دامن ہمارا بھرا ہوگا اس باطل پرستی مین یہ فائدہ ہوگا کہ جہنم مین جلنا ہوگا یہ نصائح دلپذیر سنکر اس زن خردمند نے جب سینے دل اسکا نور ایمان سے معمور اور اشارہ سے کہا کہ زبان سے سوزن نکال لو اسنے سوزن نکالکر کھول دیا جب وہ رہا ہوئی کہا تم خنجر لیکر میرے شوہر کے ۔۔۔ پر سوار ہو اور اسکو ہوشیار کرو کہ مین سمجھاؤن اور اسکو بھی راہ راست پر لاؤن برق نے جب نماکش کے ۔۔۔ خنجر ۔۔۔ شوہر کی چھاتی پر سوار ہوا اور فتیلا واقع بیہوشی سنگھا کر ہوشیار کیا جب وہ ہوشیار ہوا عیار کو سینے پر اپنے دیکھا چاہتا تھا کہ سحر پڑھے زوجہ اسکی آگے بڑھی اور کہا اے صاحب یہ شخص میرا جان بخش ہے سارا ماجرا گذشتہ بیان کرکے کہا اگر مین نہ آجاتی تو کام تمھارا تمام تھا اور مین بھی اگر گرفتار ہو گئی واقعی دین اسکا سچا ہے یہ طلسم باطل ہوگا مین نے اسکی اطاعت کی ہے تم بھی مطیع اسلام ہو اور اسکو اپنا ہادی و محسن جانو براہ زیرکی سمجھو کہ لات و منات جمشید و سامری وغیرہ مین اگر کچھ قدرت ہوتی تو یہ کبھی غلبہ نہ پاتا شاہ طلسم اس سے عاجز نہ آتا بس دین اسلام سب دینون سے بہتر ہے کہ ابیات

فروغ نور ایمان سے ذرا گر ہے دل روشن ۔ نہین لازم ہے انسان کو بنے اللہ کا دشمن
صفات حق کو پہچانے اُسے معبود حق جانے ۔ عطا جسنے کیا ہے ہمکو ایمان جان و روح و تن
خدا کو چھوڑ کر کیون اور کو معبود ہم سمجھین ۔ متاع دین و ایمان کیلیے بچائین کیون رہزن

ہرچند کہ یہ عیار دو بار قید ہوا مگر عظمت و برکت اسکے دین مبین کی دیکھو کہ انجام مین ہی غالب آیا کیون نہو فرد خدا پر جو کوئی رکھتا ہے سب کام ۔ تو بیشک اسکا نیک ہوتا ہے انجام ۔ الغرض ان مرد و زن دانشمند ہر زوجہ کے سمجھانے سے گویا ہوا کہ اے میری

پیاری بی بی تونے مجھپر بڑا احسان کیا کہ راہ راست بتائی اور جان میری بچائی مین نے اطاعت اسلامیان اختیار کی برق
پیکر سنکر اُسکے سینے پر سے اترا اُسنے اٹھکر سر قدم پر رکھا اُسنے سر اُسکا سینے سے لگایا اور تنگ تنگ بغلگیر کیا اس عرصہ مین
لشکر اور خواصین جو زلزلہ لیکر آئی ہی یہان پہونچین لشکر اترا خواصین حاضر خدمت ملکہ ہوئین اُسنے اُنکو حکم دیا کہ سب افسران لشکر کو بلاؤ
چنانچہ جملہ افسران زن و شوہر کے لشکری حاضر ہوے انسے اظہار اطاعت اسلام کرکے حکم دیا کہ جسکو مطیع اسلام ہوکر ہمارے ساتھ رہنا
ہو وہ رہے ورنہ جہان جی چاہے چلا جائے تمام سردار بارہ ہزار ساحر لشکر کے مطیع اسلام ہوئے لشکر مین منادی
ندا زن تھا کہ یہ لشکر بھی ملازم ملکہ مہرخ ترک سے طلسم مین ہمراہ ہی اور بعد فتح طلسم بادشاہ اسلام کا تابعدار ہوگا جو لوگ کہ سیاہ
درون تھے وہ یہ ندا سنکر بھاگے اور سمت شاہ طلسم گئے باقی سب مع لشکریان مہ طلعت شریک اسلامیان ہوے زلزلہ اور
شوہر اُسکا ہاتھ رومال سے باندھکر سامنے ملکہ بہار کے آئے تہہ دل کرکے عذر تقصیرات کرنے لگے کہ ہماری خطا معاف
فرمایئے ہماری جانب سے دل صاف فرمایئے ملکہ مذکورہ نے زلزلہ کو بغلگیر کیا اور کہا تم بادشاہ طلسم کی طرف سے اگر رہے تو کیا خطا کی
کسلیے کہ لازم اُسکے تھے الحمدللہ کہ سرچشمۂ ہدایت پر پہونچے اگر اب کوئی بے اعتدالی کروگے تو جائے شکایت ہے پہلے ہی مناسب
تھا جیسا تمنے کیا غرضکہ بعد تسلط کے باہم صلاح ہوئی کہ اب یہانسے چلنا چاہیے لشکر کو کوچ کا حکم دیا اہل سفر کو کیا خیمہ و بارگاہ
حلیہ افراسیاب بھی قبضہ مین آیا اسباب تمام بار کرا کر بہار تخت سحر پر سوار ہوئی پاس برق کو بٹھا لیا ایک تخت پر
زلزلہ مع شوہر بیٹھکر روانہ ہوے ملکہ بہار کو جانا جانب کوہ آرام منظور تھا اسیطرف چلی راہ کا دغدغہ بالکل مٹ گیا
راستہ کی ناواقفی سے کچھ سروکار نرہا کسلیے کہ یہ سب جاننے والے راہ کے ساتھ ہوئے بڑی شان و شوکت سے اس لشکر
کی مالک بنکر سواری ملکہ بہار کی بسان باد بہاری روانہ ہوئی گردتا ہے اور ناقوس بجتے گھنٹے زرنگار مین تھے ابر سحر
پر سایہ کیے سواری کے آگے آگے گلہائے بوقلمون جو سحر گلستان نیرنگ زمین مین شگفتہ ہوتے خیابان سبز و خرم لہلہا
کر بہار دکھاتے جانور زمزمہ سرائی کرتے حشم و خدم روانہ تھے بیشک کہ اسی تجمل سے داخل کوہ آرام سب یہ یہان جوانان
اور کنیزیان اور زن مین جلسے مین حاضر تھین وہ خبر ورود مسعود ملکہ بہار سنکر بیتابانہ فرط عشرت سے پاس ملکہ کے آئین وہ کتنی ہوئین تمنده کن ان
دو ڈیڑ ارکان سلطنت قلعہ کوہ آرام بہر استقبال حاضر خدمت ہوئے نذرین سبکی گذرین آتش نشی سحر کی وہ سامان تصریح
اگر لکھون طول ہوگا مطلب حصول ہوگا فی الجملہ شکل خسروی کی ہر سر سے درستی ہوئی ایوان شاہی در دولت فرمانروائی
ملکہ آراستہ ہوا ارکان عمائد سلطنت سامنے آئے ملکہ نے آکر تخت پر جلوس کیا اور زلزلہ کو برابر بٹھایا برق و لرزان
قریب تخت بیٹھے بہار نے حکم دیا سامان عشرت کا پرداز ان آراستہ کردیا اور فرمایا کہ باغ میرا آراستہ ہوا اس
باغ مین کہ جہانسے ملکہ گرفتار ہوگئی تھی جلسہ عشرت کا اسباب آیا اس گلشن پر ویرانی چھائی تھی اداسی رخ ہر گل پر آئی تھی سوسن کا یک
کبود تھا سرو آزاد غم سے جھک گیا تھا گویا درد آلود تھا چنبیلی زرد ہوگئی تھی سنبل کے بالون پر گرد جمی تھی نرگس حیران تھی
زلف بنفشہ پریشان تھی مختصر یہ کہ اب اسمین بہار نو سر نو آئی شمع رخسار گل پر ضیا آئی مالنین گہریان جواہر کار لیکر برگ
و بار خزان دیدہ چمنستان سے دور کرنے لگین درخت سینچے گئے تھالون مین آب حسرت بھرنے لگین سر تراشی سے بادان
چمن کا خط اصلاح پذیر ہوا اون بھر جلا دنی دیکھنے کا انتظام ہوا یہ کیفیت ہوئی کہ شاخ گل بعد تجمل تیار لے ارغوانی زیب قامت فرماکر

اور رنگ چمن پر جلوہ گستر ہوا بہار کو نظم و نسق سپرد ہوا ہوائے فصل بہار پیشکار ہوئی نئے نئے گل کھلانے پر تیار ہوئی عجب شہر بار گل سے و بے پاؤں آنا صرصر خزاں کو بھگاتا کہ زیادہ شاخونکو نہ ہلائے جسم نازک گل کا نہ دکھائے دیوانکدۂ گلشن میں صیاد پر بیدخلی کا پروانہ بہاری گلچین کیلیے تجویز سزا کی بہت بھاری بلبل و خزاں کی درپیش روبکاری خزاں کو حکم شہر چمن سے نکلجانیکا ملتا بلبل کا مقدمہ سر سبز رہتا غنچوں کا چھن چھن نقارہ دور دولت بادشاہ گل بجتا گل عباس شہنا نواز بے تامل تھا نرد طاؤس ریحان نقیب و چاؤش صدا لئے دور باش موسم مہرگان کو دیتے نہال پوشاک سندس و استبرق زیب قامت رعنا کرکے انجمن گلشن میں جم گئے شاخین گھنگرو غنچوں کا باندھ کر رقاصی تھیں رامشگری کا عالم دکھاتیں پتے تالیاں بجاتے مرغان خوش الحان ترانہ مبارکبادی گاتے عندلیبان خوش الحان غزلیں گاتیں مبارکبادکی دھوم مچاتیں اور یہ غزل بحالت عشرت بلبل برلاتیں کہ لمؤلفہ

رشک جنت باغ ہے یہ یادگار — گلشن عالم میں ہے جس کی بہار
تا ابد قائم رہے ملکہ بہار — فیض رحمت سے ہر جگہ یہ بہار
دور شاہ گل میں ہم خرم رہیں — گلگشت باغ یارب برقرار
کیا خزاں کا اپنے دلکو درد و غم — ہے ہمارے باغ کی مالک بہار
خاطر دشمن میں کھٹکے خار غم — دوست دیکھیں آکے سیر سبزہ زار
ہو گمان شبنم پہ آب تاک کا — نشۂ عشرت سے نرگس پر خمار
آب گلگون نہر میں جاری رہے — ہو بشکل شیشۂ سرو جویبار

ملکہ بہار ملکہ زلزلہ وغیرہ کو ہمراہ لیکر داخل گلستان عشرت نگار ہوئی پچھلا پہر دن باقی تھا کہ لب نہر یہ گلعذار زیب سادہ سبزہ زار ہوئی خواصان گل پیرہن و یاسمن بدن نے آکر جامے گلرنگ بنا آغاز کیا کنارہ جو سبزہ لگا تھا لطف سبکشی تھا کہ مینائے فلک سے آفتابی خورشید ساغر مغرب میں ساقی دہر نے کھری اور سرور نشہ کا سواد چشم شاہد شب میں آیا ہر سمت عالم نور نظر میں سمایا کہ بمقتضائے ابیات

ہوا مغرب میں پنہان مہر خاور — نمایاں پھر ہوئی شام منور
ستاروں کا بچھا فرش زرافشان — ہوا روشن چراغ ماہ تابان

باغ میں عیش اڑنے لگا رقص ہونے لگا بام بارہ دری پر ملکہ بہار مع مہمانونکے زیر نگیرہ زرتار آکر جلوہ بخش ہوئی اسوقت کی کیفیت قابل دید تھی وہ جلسہ اگر نظر سے گذر جائے تمام عمر اسکی حسرت میں بشر افسوس کرکے مرجائے نازنینونکے جسم منور کی چمک اور پھولونکی مہک شبنمی دوپٹونکی اوڑھنی جوبن کی بہار سینوں پر کچونکا ابھار قہقہے انکے خندۂ گل کو شرمانے لب تبسم غنچہ نیم شگفتہ نظر آئے ھٹیان چھاتیونکی اودی اودی کنول پر بھونرے کی کیفیت دکھاتیں زاہد صد سالہ کو جوش مستی میں لاتیں چاندنی کا کھیت کرنا نہر دیکا موج مارنا پھولونسے دماغ دہر بس جانا عجیب ایک ہنگامۂ عشرت تھا سامان مسرت تھا اس عالم میں ملکہ کو صحبت بادشاہ اسلامیان یاد آئی شب ہجر وہ شب مسرت پائی آہ کا دھوان ایسا بلند ہوا

کہ سرو ستان باغ محبت بنگیا اور دو جگر نے تب نجو شرنگ پہ عجز ہستی کا عالم دکھایا دہان تنگ غنچہ سوسن نظر آیا سینہ داغون سے گلشن بنا ملکہ زلزلہ نے کسل سفر کا حیلہ کر کے درد سر کا اظہار کیا اور کہا اگر تمہاری اجازت پاتی تو بارہ دری مین جاکر ذرا آرام کرتی ہر ایک اہل انجمن نے کہا بسم اللہ عاشق بہانہ عارض یار دیکھتے ہی آنکھون مین آنسو بھرے کاسہ نرگس کو صدف گوہر بنائے موتیون سے ساغر حباب لبریز کیے بارہ دری مین آن پردے اُسکے چھوڑ کر کنیزون سے فرمایا کہ خدمت معاف جاکر سب آرام کرو وہ سب چلی گئین جب تنہائی ہوئی بیقراری سے کروٹین بدلنے لگی گر کسی پہلو قرار نہ آیا قلزم عشق نے جوش مارا طائر عقل اڑگئے غم ہجر نے بیہوش کیا چشمہ چشم اسلیے رواں گریہ سے گہر ریز ہے کہ آنکھوں میں صورت پھرتی تھی اسیر ہوئی شاکر تھی جسم دم بھر مین زعفران زار رنج نے بنا دیا اشک گرنگ نے رخ رنگین پر گلگونہ لگا دیا قفس تن مین بلبل جان گھبرائی برنگ گل چاک گریبانی کی نوبت آئی دو گھڑی جن سے بدتر نظر آتا ہے غم گوارا غنچہ نمط بیکل ہوئی گلون نے یاد اپنے گل کی دلا کر بسان خار کھٹک دلین ہیبت کی پلنگ پر قطعہ سے پاؤن لٹکا کر مینجی اے باد صبا سے مخاطب ہو کر یہ زبان پر لائی کہ بیت ای باد اگر بہ مینی خوبان سر و قد را + حرفی نیاز من کن با نازبرورن + اسی بیتابی مین یہ پیام یار کو دینے لگی کہ ابیات

کہتی تھی کبھی صبا سے رو کر ۔ کہنا دلبر سے حال مضطر
اے سرو روان باغ الفت ۔ اے مرہم زخم داغ الفت
اے ماہ سپہر بادشاہی ۔ اے زہرہ چرخ دلربائی
آئی ہے لبون پہ بھر کے جان ۔ وحشت سے ہے خانہ باغ زندان
آنکھون سے ہے خواب کو عداوت ۔ طاقت بھی ہوئی بدن سے رخصت
ناساز مزاج ہے ہمارا ۔ دیدار علاج ہے ہمارا
بیداری شب ہے اب ستاتی ۔ بستر پہ نہین ہے نیند آتی

یہ تو اسطرح دیوانہ وار بک ہی رہی اور بالائے بام جلسہ عشرت ہی میں ایک مصروف راحت ہو مگر شاہ جادوان کی کیفیت سنیے کہ بانتظار لرزان وغیرہ باغ جمشیدی مین آرام پذیر رہا ہر روز پتلیان نیا تماشا دکھاتین گاتی بجاتین پردے کھاتین جب کچھ خبر لرزان کی اسکو کئی روز تک نہ ملی آجکی رات اس باغ سے سوار ہوا اور باغبان وزیر کو حکم دیا کہ تم باغ سیب مین جاؤ بادولت سیر شب کر کے عنقریب آتے ہین سب اہل دربار کو خبر آمد سناؤ وزیر آداب بجا لا کر روانہ ہوا اور یہ تخت اڑا کر جانب صحرائے طلسمات چلا چاندنی کی بہار دیکھتا سیر لالہ زار کرتا اور رنگ گل پر دل سے کہتا تھا کہ اب لرزان اگر بہار کو گرفتار کر کے لائے تو اس شوخ کے قدم پر سر رکھکر کہنا کہ اے گل باغ یوں تائی کچھ بھی تجھ مین بوے وفا ہے یا نہین اے خار صحرا سے کج ادائی کچھ بھی تجھ مین دامن اٹھانے کا شیوہ ہے یا نہیں ۔ بیت بس تغافل مکن تو نکر + گوشۂ دل جانب تکلم کر + اگر وہ بیمروت اس منت پر بھی نمانے آخر کیسے ساتھ وصل اسکا میسر ہوگا اور تجکو آتش رشک فراق مین جلنا پڑیگا تمہیں بہتر یہی ہے کہ صدمہ ہجر ابھی سے گوارا کرون اور اسکو شوہر گرگ کے کنارے مین سلادون انجام مین کیون بنج رقابت کسیکا سہون اسیطرح کی باتین دلسے کرتا کوہ جینی پر آیا چاندنی مین اس کوہ طلسمی کی عجب کیفیت تھی بساں ماہ تابان

چمکتا تھا ہر سنگ ہمرنگ گوہر صفا سے نظر آتا تھا بادشاہ نے ٹھہر کر کچھ افسون پڑھا پہاڑ کی زمین شق ہوئی چار پتلیاں جنکی وہانسے نکلیں دو پتلیاں پتھر کی تپائی لیے تھیں، دو دو سیتل پائی سر پر اٹھائے تھیں چنانچہ تپائی بچھا کر اسپر سیتل پائی بچھا کر اور آپ چلی گئیں شاہ جادوان اس تپائی پر بیٹھا ازبسکہ سیتل پائی طلسمی پر بیٹھتے ہی تمام مہیشر نظر آتا ہے لشکر امیر و لقا کہ سرحد طلسم پر ہے دکھائی دیا بادشاہ نے لشکر اسلام کو شاد و خرم پایا اور خوف اپنے خداوندگی پریشان دیکھی سخت پیچ ہوا پھر وہانسے نظر پھیر کر کوہ نیلم کو دیکھا اسکو بھی لٹا ہوا پایا اسی سلسلہ میں ہر مقام پر جانب لشکر مدہوش لرزان دیکھا کہیں وہ میں اسکا نشان نہ ملا حیران ہوا کہ یہ کدھر گیا ازبسکہ سارے طلسم کو کہاں تک دیکھتا عجلت منظور تھی اسوجہ سے پھر سحر پڑھا وہی پتلیاں جو تپائی لائی تھیں زمین سے نکلیں انسے پوچھا کہ میں نے لرزان کو بھیجا تھا وہ کہاں ہے پتلیوں نے عرض کیا کہ حضور جانب کوہ آرام ملاحظہ فرمائیں جو کچھ حال ہوگا نظر آئیگا اُسنے تو ادھر جانب کوہ مذکور نگاہ کی بیرون قلعہ لشکر لرزان اترا پایا اور باغ میں بارہ دری کے بام پر جلسہ عیش و عشرت جمع دیکھا اپنے فرستادہ سردار و لشکر مع برق عیار کے مشغول راحت پایا اور ملکہ بہار کو ایک بارہ دری میں تنہا روتے دیکھا سمجھا کہ یہ بھی کسی پر عاشق ہوئی ہے خوب غور سے اسکا حال دیکھتا رہا ملکہ موصوف نام یا حبیبی بادشاہ کی لفظ کہتی کبھی شہنشاہ کہکر خطاب فرماتی کبھی بیوفا زبان پر لاتی اسنے ان کلمات سے تصور کیا کہ تیرے ہی عشق میں یہ دیوانی ہے اور سوا تیرے طلسم میں کون شاہ و شہنشاہ ہے تیرا ہی نام اُسنے ہونا لکھا ہے سچ کہ وہ بیچاری کیا کرے بس اُسکی تیرے پاس ہے اسی وجہ سے وہ چلی گئی اب لحاظ اپنی ہمشیرہ کے پیام دے نہیں سکتی وصل سے یاس ہے تنہائی میں جلسہ عشرت جو پایا ہے اسکو تیرا خیال آیا ہے بدولت سمجھکر بسان دل بھول گیا سچ سارا بھول گیا تا دیر دیدہ مستانہ ادہر ترچھا اور بلبلانا ملکہ کا دیکھا کیا اور سامنے بھی ہزاروں طرح کا ناز و انداز اسکا دیکھا کہ زلفین چہرہ پر بکھری ہوئی دوپٹہ طوق گلو میں گھر سا ہوا پانو پلنگڑی سے نکلے ہوئے چہرہ تمتمایا ہوا پسینہ رخسار و جبین پر آیا ہوا قطرات اشک بسان شبنم رخ گلرنگ پر ڈھلکے ہوئے سرمہ بہنے سے نشان تمثال خال روے نور پر بنے ہوئے دوپٹا ہاتھ میں اُف اُف کرنا اور کبھی آہ کرکے دفعتہً منھ بنا کر ہاتھ سینہ پر دھرنا کبھی گھبرا کر ہر سمت دیکھنا کوئی میرا حال نہ دیکھتا ہو کبھی کسیکی آہٹ پاکر شرما جانا کہ کوئی آتا ہو کبھی ہونٹھ تیر زبان چبانا کبھی تصور یار میں حیران ہو جانا کبھی کچھ سوچکر آپ ہی پشیمان ہو جانا غرضکہ یہ قصہ طولانی ہے عاشقوں کے ورد زبان یہ کہانی ہے کہ جب بیت ہمیشہ عشق شباب جاہ کہ جنگ مستی کو ہی دلمیں رہا کب تک مختصر یہ کہ بادشاہ جادوان اپنا خیال اسکو سمجھکر وہانسے اٹھا سحر ورد زبان کیا تھا یہاں آکر حاضر ہو میں تپائی اور سیتل پائی انکو تفویض کی اور ایک کشتی خلعت فاخرہ کی وہانسے طلب فرماکر تاج و قبائے عمدہ و بہتر سے جسم اپنا از سر تا پا ملبس کیا جواہر کے نورتن اور انکے بازو پر باندھے انگشتر نگین بدل ڈالا ماس پہنکر مالہائے گوہر سے گلو کو زینت دیکر اس کوہ سے اترا اور کچھ دور بڑھکر دو پہاڑیاں تھیں انپر آیا افسون تازہ زبان پر لایا دونوں پہاڑیاں اپنی جگہ سے اکھڑیں ایک پر یہ خود سوار ہوا دوسری ساتھ چلی یہ سحر دلارام کنیز نے بھی کیا تھا کہ پہاڑی شکل تخت بنکر ملکہ بہار کو لیکر بھاگی تھی بادشاہ نے اتنا اہتمام زیادہ کیا کہ پہاڑ کو وہاں کیا دلمیں اگلے یہ آیا ہے کہ ایک کوہ لشکر حمزہ پر چلکر ڈھا دوں اور دوسرا لشکر چرخ پر تاکہ سب باغی ہلاک ہو جائیں مگر پہلے کوہ آرام کیطرف چلنا چاہیے اور گوہر وصال یار سے دامن

ٹھہرنا چاہیے پس اسی سمت پہاڑ سے اتار دانہ ہوا جب قریب کوہ آرام پہونچا پہاڑونکو ایک میدان میں قائم کر کے قلعہ کیطرف چلا اور مہابت و عظمت اپنی دکھانے کیلیے تیغہ سحر جو کمر سے لگا تھا زیر ران لایا وہ ایک اژدہا سے دہان و شعلہ فشان بنگیا اسی پر سوار داخل قلعہ ہوا دیکھا تو قلعہ مین گہما گہمی روشنی ہر مکان مین جلوہ دیتی ہے کہین ناچ کا سماں ہے کہین ڈھولک بجتی ہے شہر خوانی کا چرچا ہے ملکہ بہار کے آنیکی خوشی سبکو ہے رعیت مین بھی شادی رچی ہے یہ کیفیت دیکھتا ادر کہتا ہوا کہ اس سامان کی کیا حقیقت ہے جو مین اب ملکہ کو ملک و مال دونگا اسیطرح دار الامارہ مین آیا یہان ساحران نامی حاضر تھے پہرا چوکی جاء دربان وغیرہ اپنے اپنے کام پہ تھے بادشاہ کو دیکھکر لرز گئے نہایت ادب سے تسلیم کی شاہ نے آنکھہ ملا کر سلام لیا اور اندر چلا کسکی مجال جو روک سکے مگر یہ ایوان شاہی تک پہونچا تھا کہ زنانہ ڈیوڑھی پر سے محلدار دوڑی اور قریب بارہ دری پہونچکر پوچھا ملکہ عالم کہان تشریف فرما ہین شاہ طلسم آ پہونچے ملکہ اپنے عالم مین ہر چند کہ مبتلا تھی مگر یہ آواز سنتے ہی گھبرا کر اٹھی دلمین کہا خدا خیر کرے یہ آفت تازہ آئی میس بام پہ جاکر برق کو اور شاہ سے باخبر کیا کہ نہین معلوم رات کو میرے یہان تنہا کیون آیا ہے اگر براہ فساد آتا تو ایسی تری کی روش ہوتی معلوم ہوتا ہے کہ میرے عشق مین بیقرار ہو کر بارادہ فاسد قدم زن آیا ہے اب اس سے مقابلہ کرنیکا یارا نہین جو کچھ ہو وہ کیا جاے برق نے کہا اے ملکہ جاکر استقبال کرو اور بتعظیم تمام یہان لاؤ برو زجنگ برو ناشتی اگر کچھ وہ فساد لائیگا اسوقت دیکھ لیا جائیگا ملکہ یہ کلمہ سنکر جلد کوٹھے سے اتری اور کشتیان جواہر جو رکھی تھین برائے نذر اٹھوا لین کنیزونکے حلقہ مین روانہ ہوئی کنول آگے وہ چلتے چلے جو فروغ حسن شعلہ رخان کا جلوہ دکھاتے تھے یہ ماہ فلک جمال خرامان خرامان دار الامارہ تک اندر والے در پر پہونچی بادشاہ قریب پہونچ چکا تھا کہ اسکو آتے دیکھکر اژدر پر سے کود اور اسکو ہاتھ مین پکڑ کر اٹھا لیا وہ تیغہ بنگیا ملکہ نے سر قد جھکا کر تسلیم کی شاہ کی نگاہ اسکے حسن بینظیر پہ پڑی بیطرح گرکئین کہان تھین جو اب مزاج مین پیدا ہین پہلوے یار مین بیٹھو آفیسے شوخیان جو تھین ہویدا ہین جسم مین سے سکیون سے جنبش نزاکت کا بہانا تھی دور آنے سے تھک گئی لب پر خشکی غنچہ سربستہ کیصورت دہن کی چہرہ پہ کچھ عالم یاس نباوٹ کی راہ سے بشاش غمزہ و ناز کہتے کہ ٹھہر جا جسکو غرض ہوگی وہ خود آئیگا ابیات

بشکل آرزو پنہاں حیا میں — نہایت شوخ طرز مدعا میں
اشاروں سے تمنائیں ہویدا — نگاہوں سے غرض کچھ اور پیدا
عجب انداز سے آئی وہ گلرو — کہ اسکو دیکھ رہا دل پہ نہ قابو
زبان شاہ سے اک آہ نکلی — تو ہنسکر اسکے منھ سے واہ نکلی

شاہ ساحران بیتاب ہوگیا اور قریب آکر گویا ہوا کہ اے ملکہ مزاج اچھا ہے اس ماہ پارہ نے جوابدیا آپکی بلا سے چاہیے اچھا ہو یا برا مستوجب تھے مزاج کا پوچھنا کیا یہ کلمہ اسلیے کہا کہ در جواب مزاج پرسی بادشاہ کو دعا دینا پڑتی یہ ملکہ معشوقہ شاہ اسلام ایسے مرتد کو دعا دینے سے عار رکھتی ہے بادشاہ نے قریب ہوکر ہاتھ پکڑ لیا اور کلمات شکایت آمیز زبان ملکہ سے سنکر فرط عشق سے بالامال ہوگیا اچھا کہ بیشک یہ مجھکو چاہتی ہے جب تو زبان پہ لاتی ہے کہ ہم کو تم نے

منسوب بنایا اور آجتک خبر لیجیے ہر کبھی سے غفلت ہوئی ہر غرضکہ ہاتھ مین ہاتھ شانے سے شانہ ملا خوشبوے جسم سے اُس گل کے دماغ بسا ہوا ملکہ گردن جھکائے ہاتھ چھڑانیکا پہلو سوچتی آگے بڑھی راہ مین جب وہ کنایہ آمیز ظرافت انگیز کلام کرتا یہ بات کاٹ دیتی کہتی اے بادشاہ آپ میری ہمشیرہ عزیزہ کو یہان کیون ساتھ نہ لائے تنہا تشریف لائے آنکھین اُنکے دیکھنے کو ترس گئی ہین آپ اکثر بت جلاتے ہین وہ لشکر مین پڑی رہتی ہین آپ باغ سیب مین مزے اڑاتے ہین وہ لشکر مین پڑی ہونگی آپ ادھر اُدھر پھرتے ہین شاہ نے ہنسکر کہا کہ ہم تو تمپر مرتے ہین ملکہ منھ بنا کر بولی کہ واقعی اپنے اپنے فرزند کی محبت مین ہر ایک بیگانہ ہر یہی ہمیشہ سے رسم زمانہ ہر آپ بڑے بہنوئی ہین بجاے باپ کے اگر میری لغت مین جان دیجیے گا تو کچھ خلاف نہ کیجیے گا بڑے بھائی ہین اور باپ مین کیا فرق ہر یہ کلمہ سنکر رنگ چہرہ بادشاہ متغیر ہوا لیکن سمجھا کہ سب کے سمجھانے سنانے کو ایسا کچھ کہتی ہر اور واقع مین ابتک اس سے کچھ واسطہ نہین جو جی چاہے کہے جب تعلق ہو جائیگا اسوقت آپ ہی نہ کہیگی یہ سمجھکر ملکہ کو براہ تمسخر گود مین اٹھانیکا قصد کیا ملکہ جھمک کر علیحدہ ہوئی کہ حضور آجتک کنیز کو آپکی گود مین بیٹھنے کا اتفاق تھا جانتی تھی کہ آپ براہ بزرگی محبت فرماتے ہین آج آپکی نیت اور پائی ہون ساری قسم گھبرائی ہوئی ہون رہ رہ کے تعجب آتا ہر کہ لوگو دنیا مین ایسا بھی ہوتا ہر وہی مثل ہر کہ الٹا زمانہ نواسی کو تکے نانا شاہ نے اسکے کہنے کو کچھ سماعت نہ کیا اور براہ بیغیرتی ہنسکر گویا ہوا کہ سالی اور بی بی مین کچھ فرق نہین ایک بہن نہین ایک ہی اور اے نازک بدن تجھ سا گل گلشن دہر مین کب کسی نے کھلتے دیکھا ہر اسی سے میرا بلبل دل تجھپر فدا ہر غرضکہ یہی باتین کرتا ہوا بالاے بام بارہ دری آیا اور ملکہ نے براہ خوف خود بھی خلوت مین اسکو نہ بٹھایا کہ مبادا دست درازی کرے پس جلسہ عشرت مین بٹھانا لازم ہر چنانچہ جب کوٹھے پر زلزلہ و لرزان نے اٹھکر تسلیم کی مسند پر بٹھایا اور وہ دونون پس پشت جا کر ٹھہرے اُسنے انکی جانب بنظر حسرت دیکھا اور کہا کیون شیوہ نمک حلالی یہی ہر جو تم نے اختیار کیا ہر خیر سمجھ لیا جائیگا اتنے نکو ام جمع ہین تو میرا کیا کر لیتے ہین اور اگر تم خلاف ہوے تو کیا بنا لوگے یہ کہکر دل سے مشورہ کیا کہ بہار سے ہمراہ وصل کر چاہیے اگر وہ راضی ہو گئی تو یہ کہان جائینگے پھر مطیع ہونگے ابھی انسے خبر ہونا چاہیے یہ سوچکر چپ ہو رہا اور جانب بہار متوجہ ہوا کبھی بنظر حسرت اسکو دیکھا اور کبھی کچھ پھل اٹھا کر اسپر پھینکا کبھی جنبش چشم و ابرو جسے آنکھ مارنا کہتے ہین اسطرح سے اشارہ کیا کبھی ہنسکر سنا کر یہ شعر پڑھا کہ بیت اگر یہ ناز یہ عشوہ رہینگے مدتوں جاتی رہتو مطلب کی کہینگے ملکہ آنکھین نیچی کیے چپکے بیٹھی تھی اور دعا وسے حفظ آبرو کی مانگتی تھی ساقیان مہ لقا جام شراب دیتے تھے شاہ نگاہ بچا کر پیتا تھا کہ عیار بہار کے ساتھ آیا ہر ایسا نہو وہ بیہوشی دے چنانچہ یہ تو اس کیفیت مین ہر لیکن برق کی حقیقت سنیے کہ ملکہ کو ہمراہ اقبال شاہ بھیجکر آپ بارہ دری مین آیا اور ایک کنیز ملکہ کو بلا کر کہا کہ تجکو مین اپنی صورت پر بناتا ہون خبردار سواے برق کے اور کچھ نہ کہنا یہ کہکر شکل اپنی صورت کے بنایا اور حکم دیا کہ بالاے بام جا کر ٹھہرے وہ حسب ارشاد کوٹھے پر آئی بادشاہ کو سلام کیا اسنے ہنسکر کہا کہ اے برق مزاج کیسا ہر کنیز نے جواب دیا کر دعا کرتا ہون بادشاہ ازبسکہ مخاطب بجانب ملکہ تھا کچھ اس سے خبر نہوا اور ادھر برق آئینہ سامنے رکھکر ایک ایسی نازنین عورت کی شکل بنا کہ بہار سے ہزار درجہ حسن مین بہتر تھا رخ روشن اُسکا رشک آفتاب محشر تھا چہرے مین

نک حسن وادا بھرا گرمی مین خاطر مشتاقان کیلیے سوز و ساز دینے والا زلف شکن در شکن کے حلقے نافہاے آہوے چین کا دل خون کرتے آب و تاب سے ہر ایک عاشق کو دیوانہ بناکر پابجنون کیے زیر گیسوے عنبر میشانی انور ابر تیرہ مین جیسے آفتاب سحر کا نور ظاہر طلبیت خواہ بیٹون سے بھری سوتون ناک مین رخسلہ یادیار چمن حسن رنگین نیچ چشم سرمگین جادو تکین شاہ جادوان کو فریفتہ کرنے چلین اسی سے چکر کھر تین رخ پر غازہ صباحت حقیقت مین کان ملاحت لب گلرنگ پر مرجان صدمے کی شرم سے لعل بدخشانی سر اٹھائے دانتون کے روبرو بے آبرو موتی ہو جاے آواز اسکی شیرین نداز نظر تکین باتین سب بھلی بھلی دہن تنگ دیکھکر خضر کو راہ بھولی سینہ صاف پر چھاتی نارنگی چین نمودار کسی اظہار شکم پر شکم بیج تا زم لہو کر چشم تصور سے بت دلطیف کوئی تمکن طاق بزلہ سنجی مین شہرۂ آفاق زیور جواہرین سے جسم مرصع انکا ہوا اسکا جوبن کر یقتلنے ابیات

چڑھی تھی جو تونوں پہ نوجوانی
خجل صورت سے ماہ آسمانی

جواہر کا جڑاؤ جملہ زیور
سجا پاے نگارین سے تھا تا سر

سراپا حسن سے تھا اسکا پر نور
حیا سے مثل سایہ پر تو حور

قیامت تھا وہ بوٹا سا قد اسکا
خجل سرو گلستان روبرو تھا

تری اسکو تھی حور و پری سے
خجل شمس و قمر جلوہ گری سے

گلابی رنگ کا پٹکا کمر مین
وہ ذرو با خوب آب سیم و زر مین

کیا گرد اسکے حسن خوب نے نور
گرہ بھر کی وہ چولی چشم بد دور

بنی تھی موتیوں کی بیل اس پر
ٹکے ہیرے بھی تھے اپنی جگہ پر

اس صورت سے درست ہوکر ایک در کنیز ملکہ سے تخت سحر پہ سر کر سوار ہوا اور کوٹھے پر وہ تخت آکر اترا اسے لے تعال پاے انظر بادشاہ دلکی کی اسپر پڑی مگہ سمجھی کہ یہ کوئی شہزادی طلسم کی ہے بادشاہ کو بیان آیا ہوا سنکر ملاقات کو آئی ہے یہ سمجھکر بغلگیر ہوئے اٹھی برق نے پہلے بادشاہ کو تسلیم کی پھر بہار کے گلے ملا اور گویا ہوا کہ بہن مدت سے تم کہاں گئی تھین اللہ یہ پھیر دی کہ مدتون صورت بھی نہین دکھلائی بہار یہ کلمات سنکر حیران تھی کہ مین اسکو پہچانتی نہین اور یہ ایسی باتین کرتی ہے جیسے بڑی مدت سے دوستی ہے لیکن شرط مروت صاف جواب دینے کی مقتضی نہوئی یہ تو نہ کہہ سکی کہ مین تمہین نہین پہچانتی ہون اسکی حکایت کے جواب مین کچھ عذر و حیلہ کرکے اپنے برابر بٹھایا شاہ جادوان اسکی ادا کو دیکھکر فریفتہ ہوا عشق بہار بھول گیا اسلیے کہ بہار حسن اصلی رکھتی ہے اور یہ بناوٹ ہے بعد ملکہ مذکور کو وہ چہل بل و شوخی کہاں آئی ہے جو یہ عیار جانتے ہین شاہ بیتاب ہوکر مستفسر حال ہوا کہ اے ملکہ حسینان جہان تمہارا نام کیا ہے اس کافر دل ربا نے اسطرح مسکراکر آنکھونکے لال لال ڈورے دکھاکر نظر کو پھیر کر شیرین زبانی جواب دیا کہ مجھکو ارمان جادو کہتے ہین قریب انکے مکان کے رہتی ہون مدت سے بہن بی بہار سے محبت ہو گئی ہے کبھی کبھی دیکھنے آتی ہون شاہ نے فرمایا کہ پھر آؤ ہمارے پاس بیٹھو اسنے کہا چہ خوش مجھے آپ کے پاس بیٹھنے سے واسطہ میرے کنوارے پن مین جو بٹا لگ گیا اور کیا ہوگا آپ ہزارون محل کرتے ہین ایک رات کا اخلاص تمام عمر کا جلاپا بندی کو نہین گوارا شاہ نے یہ کلمہ سنکر ہاتھ پکڑ کر اپنی جانب کھینچا اس مہ پارہ نے ہان ہان کرکے قریب بیٹھ مسکراکر کہا دیکھو ساری مسم

میری چوڑیاں بھی ٹوٹ گئیں دکلائی میں بھی موچ آگئی یہ کہکر ایسا منھ بنایا کہ بادشاہ بیقرار ہوگیا چاہا کہ بوسہ لیلوں لیکن اسنے ہاتھ سے منھ ہٹا دیا کہ واہ صاحب یہ بیعزتی دیکھو خورشید جہاں نے مجھے یہ دل لگی بھی نہیں لگتی تھی بھری محفل میں میری آبرو اتاری بادشاہ نے گلے سے لگا لیا اسنے ڈھیلے ہاتھ سے ایک طمانچہ ہنسکر مارا کہ خوب تم تو مزے میں آئے کسیکی آبرو پر پانی پھر جائے تمھاری بلا سے اے صاحب نچلے بیٹھو بادشاہ نے یہ جب بیت گئے مگر کہا اس سے کہ جانی ہم تمہی پر ایسے مہربانی۔ اسنے بھی گردن شاہ میں ہاتھ ڈالدیے اور جھٹک کر الگ ہوگئی کہا اوئی اس زور سے مجھے کھینچا کہ شانوں پر ہاتھ ٹیکتی تو منھ کے بل گر پڑتی بادشاہ ساحران نے ہر چند وہ نہیں نہیں کیا کی مگر کھینچکر گود میں بٹھا لیا پھر تو یہ حال ہوا کہ نظم

ہزاروں اس کی اس نے منتیں کیں ۔ نئے انداز کی قسمیں بھی کچھ دیں
ہوا اسے شوق سے تھا وہ جو مضطر ۔ زمانا لے لیے بوسے مکرر
ہوئی ہر چند وہ برہم تُرش ان ۔ نکالے اُسنے اپنے دل کے ارمان
لگا شلوار پر جب ہاتھ دھرنے ۔ تو وہ گلرو لگی اُسدم بپھرنے
کہا اب شامتوں نے تجھکو گھیرا ۔ کوئی کسبی مگر مجکو ہے سمجھا
ذرا دم لے کہ دل ٹھہرے ہمارا ۔ نہیں گستاخیاں تیری گوارا
بشر کرتے نہیں حیوان کا کام ۔ ندامت سے نہیں خالی یہ انجام

بادشاہ ان باتوں سے سمجھا کہ یہ بالکل راضی ہے یہ سمجھ کر ملکہ بہار سے کہا کہ یہاں تخلیہ کردو ملکہ نے ہر ایک کو اشارہ کیا اور آپ بھی اٹھی اس حور وش نے گود سے بادشاہ کے اٹھکر آنچل ملکہ کا پکڑ لیا کہ تم کہاں جاتی ہو میں بھی رخصت ہوتی ہوں ملکہ نے ہر چند حیلہ کرکے چھڑانا چاہا مگر اسنے آنچل نہ چھوڑا ملکہ بہار نے ٹھہر کر بادشاہ کو اشارہ کیا کہ آپ اسکو گود میں اٹھا کر بارہ دری میں لیجائیے یوں یہ نہ جائیگی بادشاہ ایما اسکا سمجھکر چپ ہو رہا اور پھر اختلاط کرنے لگا اس مہ پارہ نے نو لکھا ہار پکڑ کر گردن شاہ سے کھینچا کہ یہ تو میں لونگی بادشاہ نے ہار اتارا اسکو پہنایا اور ہاتھ پستان پر لایا اُسنے ہاتھ جھٹک کر کہا نہ صاحب میں تو ایسے ہار سے درگذری ہمیں یہ نوچا کھوچی ہوتی ہے یہاں تو یہ اختلاط ہو کر مجھ خوشی ہے اور ملکہ نے خوابگاہ جلد درست کرائی چھپر کھٹ آراستہ ہوا گل تکیہ ہر طرف سے لگا دیے گئے قرابے گلاب کیوڑے کے منھ کھولکر ہوا کے رخ پر رکھے غرضکہ تصریح اسکی تا کجا جب سامان درست ہوا بادشاہ کو اشارہ کیا وہ اختلاط کرتے کرتے گود میں اس مہ جبین کو لیکر استادہ ہوا برق بھی یہ اشارہ دیکھ رہا تھا سمجھ گیا کہ اب مجھے یہاں سے تخلیہ میں لیجائیگا گود میں بادشاہ کی تڑپا کہا دیکھو میرے کان میں عطر کی روئی رکھی تھی کہیں گر نہ جائے چنانچہ اس حیلہ سے کان میں سے روئی عطر بیہوشی کی نکالکر بادشاہ کی ناک میں لگادی شاہ کو چھینک آئی اور چکر کھا کر زمین پر گرا یہ گود سے کود کر الگ ہوا اور خنجر کسوت عیاری میں مخفی تھا نکالکر پھر قتل بڑھا ملکہ یعنی بہار نے اب پہچانا کہ برق ہے ہوش اڑ گئے کہ یہ صورت بدلنا اور یہ باتیں معشوقانہ اسی کا کام تھا ادھر برق نے جیسے ہی خنجر مارنیکا قصد کیا تھا کہ ایک پتلا دے ہوا سے آکر زمین پر پہنچا ہاتھ میں شیشہ گلاب سے بھرا تھا اس گلاب کا ایک چھینٹا رخ شاہ پر مارا کہ بادشاہ ہوشیار ہو کر اٹھ بیٹھا برق نے چاہا کہ بھاگ جاؤں لیکن اس پتلے سے

دیکھنے سے ایسی تاثیر قلب پر ہوئی تھی کہ قدم اٹھ نہ سکا ٹھہر رہا جب بادشاہ کی آنکھ کھلی دیکھا وہی نازنین خنجر لیے آمادہ قتل ہے یہ معلوم کر کے نگاہ سحر سے خوب نظر بھر کر دیکھا پہچانا کہ برق عیار ہے اور برق بھی سمجھ گیا کہ قید ہے سے دوڑ کر قدم پر گرا کہ میں برق عیار ہوں میری خطا معاف فرمائیے اب میں آپکی طرف ہوتا ہوں شاہ جادوان کو غضب طاری ہوا اور اس ہنگامہ کا حال عیار شب میں پیش بادشاہ طلسم افراسیاب ظاہر ہو گیا بہار گلشن ہجم کے خزاں ہونے کا موسم قریب تھا کہ بمقتضائے ابیات

یکایک اختر امید چمکا
گئی شب جلوہ خورشید چمکا

ہوئی پھر صبح روز فتح پیدا
ہوئے آثار اقبال کے پھر ہویدا

یعنی افراسیاب نے ہوشیار ہو کر برق کو بنظر قہر گھورا برق دوڑ کر قدم پر گرا کہ ای شاہ جادوان میری خطا معاف کیجیے اور سچ فرمائیے کہ کیسی عیاری میں نے کی بادشاہ نے کچھ اسکا عذر سماعت نکیا اور اسی پتلے سے کہا اس بے ادب کو پتلے نے ایک چھینٹا گلاب سحر کا اسکے منھ پر مارا کہ برق بیہوش ہو گیا یہ ماجرا دیکھ کر بہار آگے بارادہ رزم بڑھی بادشاہ نے تحریر بھر دستک دی کہ ایک پریزاد نوک کیجیے سب سے اڑتی ہوئی آئی اور بہار کے پیٹ لگی اسکے ضرب وہ گری سحر کی تھی کہ وہ بھی بیہوش ہو گئی زلزلہ اور شوہر اسکا مدان ہاں کر کے چلے تھے کہ بادشاہ نے ایسی تیغ ماری کہ انکو بھی غش آ گیا شاہ نے اسوقت چاہا کہ سارا قلعہ کوہ آرام غارت کر دوں پھر خیال آیا کہ اگر بہار مجھ سے راضی ہو گئی تو اپنے ملک کی بربادی سے بہت ناراض ہو گی اول اسی سے فیصلہ کرنا لازم ہے پس پہلے مقام پر چلکے منت و سماجت کر کے اسکو راضی کرنا چاہیے اگر نمانے تو اسے قتل کر کے اس ملک پر کوئی اور حاکم بھیجدینا یہ سوچکر تحریر پڑھا کہ تیلا اور پری تو غائب ہو گئی لیکن ایک تخت پر رفعت وسعت سے بڑا سامنے آیا اسنے ملکہ بہار اور سب بیہوشوں کو اس تخت پر ڈالکر آپ بھی سوار ہو کے ساتھ ہو لیا جیسے ہی وہ تخت بلند ہوا کنیزان ملکہ موصوفہ و ملازمان قلعہ غمگین ہوئیں ارکان سلطنت سب نے جو شور نوحہ بلند کیا کون اسکی شرح کر سکتا ہے یہ حال تھا کہ نظم

رواں آنکھوں سے سب کے اشک گلنار
ہوا ہر اک کو رونے سے سروکار

ہوا سب کا روبار سلطنت بند
بجز غم کے نہ کوئی دل تھا خورسند

سیہ پوشی کا چرچا تھا محل میں
بپا اک حشر برپا تھا محل میں

بنا ماتم کدہ وہ شہر آباد
گلی کوچوں میں تھی ماتم کی بنیاد

مٹا تھا دیکھنے کو نام عشرت
پریشان حال اور سب غم کی صورت

پھر آخر یہ صلاح ٹھہری کہ اپنے مالک کے ساتھ چلنا چاہیے اور ملکہ مذکور شریک سلامیان ہیں انشاء اللہ جلد رہا ہوں گی کچھ تردد لازم نہیں غرض لشکر نفیر سحر بجا کر لشکر زلزلہ و مدہوش وغیرہ ہمراہ لیکر کنیزان بہار بھی جانب لشکر مہرخ روانہ ہوئیں کہ وہاں جا کر حال ملکہ بیان کریں درسارا لشکر مہرخ کا لیکر ملکہ کو بچا شاہ طلسم سے لڑکر چھڑا لیں غرض یہ سب کوچ کر کے اُدھر آئیں ادھر شاہ طلسم سے جاتے ہیں کہ بادشاہ جو ہر ایک مجرم کو لیکر اڑا راہ میں سحر دفع کر دیا کہ کوئی یہ جانے کہ بادشاہ نے ڈر کر ہمکو بیہوش رکھا پس ہر ایک کو ہوشیار کر دیا انکی آنکھ کھلی شاہ جادوان کو برابر اپنے تخت پر بیٹھے پایا شرمناچار گی

سے گردن جھکالی بادشاہ بنظر حسرت و محبت جانب روے ملکہ نگران تھا اور گلچینی اُسکے گلشن حسن و جمال کی کرتا جاتا تھا دل بے اختیار گردن میں ہاتھ ڈالنے اور پیار کرنیکو چاہتا تھا مگر ابھی غصہ جتانا اور ابھی مہربان ہونا خلاف داب عظمت شاہانہ جانکر خاموش تھا کہ گھر پر چلکر کوئی اسکی سفارش کریگا تو خطا معاف کر کے منت پذیر ہونگا مختصر یہ کہ تخت اڑا اسے قریب دریاے خونخوار پہونچے وہانسے لشکر مہرخ قریب تھا عیار تو صحرا میں پھرا ہی کرتے ہیں اتفاقاً ضرغام اور صبا رفتار عیارہ و عیار سے ایک جگہ سامنا ہوا تھا یہ دونوں لڑ رہے تھے بادشاہ نے وہاں پہونچکر تخت نیچا کر کے ٹھہرا لیا اور تماشا انکی لڑائی کا دیکھنے لگا عجب ماجرا نظر آیا کہ ان دونوں نے کوس بھر کا میدان باندھا ہے مثل برق چند دم بھر میں کوس بھر پر جا کر چمکتے ہیں اور کبھی ایسے میں گتھ جاتے ہیں گردش انکی نظر میں نہیں سماتی تا بہ امر برابر انکی بجلی کوندجاتی خنجر کی چمکیاں چلنا حلقہ اسے کمند سے طرارے بھر کر نکلنا جستوں کے سناٹے کلاجنگیں اور قراسٹے بھرنا لائق تماشا تھا دھوکے دینا انکا سمجھ میں نہ آتا تھا کبھی وہ کہتا تھا کہ اے ناکس قدم تمہارا پیترے کے خلاف پڑا ہے جب وہ قدم کیطرف دیکھتی یہ کمند مارتا وہ جست کر کے اسطرح نکلتی کہ جیسے عینک میں سے نگاہ نکلتی ہے پھر وہ کہتی کہ اے عیار غور کر کہ تھانہ تیرا بگڑ گیا یہ اپنے جسم کو خیال کرتا وہ کمند اسکی پیاسطرح حلقہ سے نکلتا کہ جیسے تیر کمان سخت کا جاتا ہے شاہ جادواں اس لڑائی کو دیکھکر بہت خوش ہوا برق نے اسکو خوشنود دیکھکر کہا کہ ہمارا عیار اور سو کی عیارہ وکیوں اے بادشاہ جو شوق ہو ابھی ہے اگر آپ میں کے قریب تر تخت لیجا کر ٹھہریے تو قدردان کو دیکھکر دونوں جی توڑ کر لڑیں اس سے زیادہ تماشا نظر آئے اور ابھی تو کچھ بناوٹ نہیں یہ لڑائی سادی ہے ایک دوسرے کو پکڑ لینے کا قصد رکھتا ہے مگر مصمم ارادہ نہیں کرتا اور جانتا ہے کہ نکلجاے تو بہتر اور گرفتار ہو تو اچھا جب آپکو دیکھیں گے تو معاملہ جان لڑا دینگے پھر غالب و مغلوب کا حال کھلیگا بادشاہ کو یہ تقریر پسند آئی اور تخت زمین پر اتارا ضرغام نے چاہا کہ بھاگ جاؤں ایسا نہو یہ سحر کرے اور قید کرلے مگر بادشاہ نے کہا خوف نہ کھاؤ لڑے جاؤ ہم تماشا دیکھینگے یہ سنکر دونوں سلام کر کے لڑنے لگے واقعی اب بڑی تڑپ جھڑپ سے ہنگامہ کارزار بلند ہوا اسطرح چلنے لگے جیسے بجلیاں کوندتی تھیں جھنکار کی آواز تا بہ تیغ مہر پہونچی تھی مسیحا کو زندگی سے ناامیدی تھی چمک سے شمشیر صاعقہ ریز کے چشم جوہر خنجر فلک خیرہ ہوتی تھی دیدے میں سفیدی تھی تیروں کے سناٹے پر بہرام فلک سناٹے میں تھا کبادہ چرخ کبود کی پشت خم تھی تیر انداز قضا گوشہ میں سہم کر ٹھہراتا تھا دیکھ ہوا الامان کہکر چلاتا تھا گردش مبارزان پر اور تلوار کی چال ڈھال پر فلک اپنی چالیں بھولا تھا دور تلوار کی باڑھ کا جادۂ راہ عدم تھا تار نفس کے قطع ہونے میں عرصہ کرنی دم تھا کہ بموجب

ابیات

تڑپتے تھے وہ برق انداز ہر سو — طرارے تھے بلا پرواز ہر سو
روانی چال میں ایسی تھی انکے — جسے موج دریا نہ پہونچے
شلنگیں اور جستیں تھیں بلاخیز — روانی تیغ کی تھی حشر انگیز
کبھی اس طرح گتھ جاتے تھے باہم — بھنور کا جیسے ہو دریا میں عالم
کبھی دیتے تھے دھوکے وہ غضب کے — کبھی لڑتے تھے سر نگہ گاہ دبکے

اسی لڑائی میں ایک بیضہ بیہوشی بھی ضرغام کے کمر سے نکلا شاہ جادوان نے اسکو دیکھ کر پوچھا کہ یہ انڈا تیرے پاس کیسا ہے اس نے
جواب دیا کہ حضور یہ بیضہ بیہوشی ہے برق نے کہا کہ حضور کی سمجھ [illegible] کی لڑائی نہ آئیگی
دیکھیے جناب یہ لڑائی اس طرح ہے یہ کہکر تخت پر سے کودا اور بیضے اپنے پاس سے نکالے اور ضرغام پر پہلے خنجر کھینچا پیادہ
بھی لڑنے لگا صبا رفتار ٹھہر کر یہ تماشہ دیکھنے لگی کہ یہ لڑتے لڑتے جب قریب اسکے پہونچا [illegible] دیکھیے یہ انڈا اس کام کا ہے
یہ کہکر شاہ نے بیضہ مارنا چاہا تو جانب ضرغام کیا مگر تاک کر منھ پر صبا رفتار کے مارا [illegible] کوئی دیر ہوا
ہوکر گری بادشاہ اسکی جانب متوجہ تھا کہ اسنے دوسرا بیضہ بادشاہ کے منھ [illegible] بھی بیضہ منھ پر پڑتے
ہی بیہوش ہوگیا اسکے بیہوش ہوتے ہی درخت اس صحرا کے جھومنے لگے زمین سے غبار [illegible] شہنشاہ
شہنشاہ کا چلنے لگا زمین تھرائی بہار سمجھی کہ مرگ انتظام آئی اور تو کچھ بن نہ پڑا [illegible]
اڑ گئی اور باز اسکے سحر سے سب ہو چکے تھے زلزلہ در زمان گھبرا کر زمین میں سما گئے [illegible]
کی سحر خوب کرتے میں غرضکہ بہار [illegible] بہت جلد دور تر نکل گئی اور شاہ طلسم کو بیہوش [illegible]
گلاب کیوڑے کی منھ پر مار کر ہوشیار کیا اس نے قیدیون میں سے کسی کو نہ پایا صبا رفتار [illegible] اس کو
ہوشیار کیا اور بہت پشیمان تھا برق کا فقرہ یاد کر کے بہت ندامت ہوتی تھی دل سے کہتا تھا [illegible]
نکلی ہے کہ جب یاد کروگے تجھ کو خجالت ہوگی علاوہ اس خجالت کے بہار کا قبضہ میں آکر نکلنا [illegible] افسوس ملتا کہ
ناحق میں نے عیاران [illegible] اور اگر ٹھہرا تو انکے کا حال پوچھنا [illegible] غم میں بہال
آیا کہ [illegible] مجھکو نادم ہونا [illegible] تجھے دیکھے گی سوائے [illegible] شرمندگی بہت بخوشی
ہوجائینگی اس عیاری کا بدلہ عیار [illegible] سے لینا چاہیے اور اب اعظم وشان [illegible]
عوض میں کل لشکر باغیان کو بیہوش کرنا لازم ہے یہ سوچکر عیارہ کو تخت پر بٹھا کر [illegible] آنکھوں میں
آنسو بھر لایا مگر عیارہ جو ساتھ تھی اسوجہ سے ضبط کرکا مزہ پایا اور بعد تخت صحرا اور دشت [illegible] ایک پہاڑ دیکھا وہ کوہ عظمت
میں ہمسر آسمان تھا تمام پہاڑ کہنے سے طلسمی سے رشک گلستان تھا بادشاہ اس سیر کی طرف [illegible] کوہ پر ایک
درخت نہایت بلند لگا تھا ہزار ہا طائر اسپر بیٹھا تھا اس درخت کو کوہ میں داب کر [illegible] جنگل عظیم الشان
جڑ سے اکھڑا اور ایک جانب پھینک الگ ٹھہرا [illegible] میں ایک بہت بڑا اور عمدہ
پیدا ہوا بادشاہ نے سحر پڑھکر پکارا کہ اے پریزادان طلسم آؤ یہ صدا دیتے ہی [illegible] پریان نازنین
کہ ایک ایک ان میں غیرت بخش حوران جنان تھی ایک سے ایک نازنین بہ پوشاک زیب جسم کیے [illegible] سامنے
آکر حاضر ہوئیں تسلیم شاہ کو کرکے صف باندھکر استادہ ہوئیں اسوقت وہ پہاڑ کوہ بے ستون سے [illegible] ٹکڑا تھا
ایک شیرین آئی تھی یہاں ہزار شیرین دہن کا مجمع ہوا آفتاب اُنکے رخ سے کیا آنکھ ملا سکتا [illegible] کہلاتا ہے
داغی غلام شہرت پاتا ہے مگر سوا انکے جلسے جان عاشقان مصحف [illegible] فدا ایمان عاشقان کہ بموجب ابیات

سراپا در دلکش روز قیامت		بگون شمشاد وہ آزاد قامت	

جبین موج نسیم گلشن نور	عذار صاف رشک شعلۂ طور
صفائی مین خجل آئینۂ ماہ	سیاہ ہے داغ دل تھا سینۂ ماہ

بادشاہ نے اُن قمر پیکران طلسمی سے ارشاد فرمایا کہ تخت طلسم جاکر لاؤ اور تم از بسکہ فوج طلسمی مین بھرتی ہو مسلح و مکمل ہو کر ہمراہ ملکہ تخیر نواز جادو کے میرے پاس آؤ پریان حسب الحکم بادشاہ پھر اسی دروازہ مین درخت مین چلی گئین بعد کچھ دیر کے اس درسے کئی ہزار اژدر شعلہ فشان پیدا ہوا اور سان اژدہون پر ایک قصر بنگلے کیطرح مثل قلعۂ بلند کے بنا تھا کہ اُسکے تین درجے تھے جو نیچے کا درجہ تھا اسمین کئی ہزار زنگی سیاہ و تیرہ درون تلوارین کھینچے کھڑا تھا اور بیچ کے درجہ مین یہان موتی جو لیوین لگے اچھالتی تھین اور اوپر کے درجہ مین بارہ ہزار بت بنا تھا ہر بت کا دروازہ بند تھا ان پر چھپر جو مہتابی تھی اسمین ایک تخت جواہر آگین بچھا تھا گرد تخت کرسیان یاقوت نگار بچھی تھین اسپر وہ پریان جو افسر فوج پریزادان ہین بیٹھی تھین اور قریب تخت ایک مہ جبین رشک بہشت برین تاج مرصع سر پر دیئے ہاتھ مین تخیر لیے جلوہ فرما تھی سب پریون کی افسر تھی تخت کے چارون پایون پر اژدہے بنکا منھ مین دبائے بیٹھے تھے اور پس تخت کچھ اژدہے چھتر شاہی منھ سے سنبھالے تھے اور دو ہزار پریان جو چھنٹی تھین پنکھیان اور سلفچیان اور چنگیرین اور گلدستے وغیرہ عہدہ سا ہاتھون مین لیے کھڑی تھین مہتابی پہ آفتاب سحر کا بنا کر لگایا تھا کہ تاثیر طلسم سے وہ روشنی مثل مہر جہانتاب دیتا تھا ایکطرف سورج مکھی تھی دوسری طرف اُس مہتابی کے چاند کی تصویر بنی تھی جنکو سورج ضیا بار کرکے رات کو چاند فروغ بخشی کرتا جب وہ ایوان طلسم قریب آیا سب پریون نے بادشاہ کو تسلیم کی اور وہ نازنین شگفتہ تخیر لیے اتری بادشاہ کا ہاتھ پکڑ کر اندرون قصر جنتی ہوئی لیگئی زینۂ قصر کو طے کرکے مہتابی پر پہونچا یا صبا رفتار کو بھی بادشاہ ساتھ لایا غرضکہ مہتابی پر پہونچکر تخت پر بادشاہ نے جلوس کیا تخت پر بیٹھتے ہی ہزار با نقارہ اور گھنٹہ اور ناقوس اس قصر مین بجنے لگا اور فلک کی طرف سے رعد گرجنے کی ایسی صدا آئی اور ایک ابر سفید رنگ پیدا ہو کر سر قصر پر سایہ فگن ہوا اس ابر مین روشنی تھی کہ ہزارون مہر درخشندہ نظر آتے تھے ایکطرف سے سورج مکھی مین ضو پیدا ہوئی کثرت ضیا سے وہ مکان نظر آنے سے چمک رہا بالکل ایک بقعۂ نور کا بنگیا اژدہے بنکا اچھلنے لگے اور چھتر کو گردش دیتے تھے کچھ پریان سامنے ساز بجا کر ناچنے لگین باین کروفر و احتشام سواری شاہ طلسم کی جانب کوہ بنا رچلی کہ

نظم

نیا وہ قصر رشک برج جو تاب	ضیا پہ آنکھ ٹھہرے اسکی کیا تاب
ہزارون نازنین ماہ پیکر	بپا کی تھین سے گلگون کا ساغر
ہر ایک تھے لاکھون ہی نازین	سمہ اجاتی تھی جنکی سیکڑون کوس
ہزارون اژدہے اڑتے ہوئے سا	چلے آتے تھے شعلے چھوڑتے ساتھ

یہان شہزادہ حیرت چشم سر بچانی پر بیٹھی تھی سراپئہ بارگاہ کے اٹھے تھے ہر طرح کا ذکر سردار کر رہے تھے بلور بہار دست بھی حاضر تھا ساقیان خوش لقا جام شراب دیتے تھے عشرت کا جلسہ جما تھا کچھ سردار کہہ رہے تھے کہ ملکہ بہار نہین معلوم کدھر گئین اس اثنا مین خبر ہوئی کہ حضرت قران تشریف لائے ہین قران کا ذکر کیا تھا کہ

کھڑا دو ساحران چلے تھے وہ سب ساحر قریب اُسکے لشکر کے پہونچے قِران انکا ساتھ چھوڑ کر داخل لشکر ہوا مہرخ نے سردار بہر
استقبال بھیجے کہ تا دربارگاہ وہ آکر لیگئے مہتر مذکور ہر ایک سے ملا اور شاہ لشکر کو تسلیم کرکے کرسی پر بیٹھا حال دخول طلسم
کوکب! درخواجہ کا ملنا قتل نامہ دار شاہ طلسم بہار کا حال بیان کر نیلگا ہنوز سخن ناتمام تھا کہ دفعتًا ابر سفید چمکتا نظر
آیا مہزار ہا سورج ایکبار طالع ہوگیا ناقوس کی صدا سے زمین میں تزلزل آشکار رہا ہر ایک سردار گھبرا کر بولا کہ یہ کیا
ماجرا ہے مہرخ نے کہا خدا خیر کرے افراسیاب آتا ہے قِران یہ فقط سنتے ہی کرسی سے اٹھکر ایسا غائب ہوگیا جیسے یہاں
بیٹھا ہی نہ تھا اور سردار کہاں جاتے ناچار خاموش بیٹھے رہے اور سحر جیکے جیکے پڑھتے تھے سب نے دو بیتین سحر کی لگائیں
کہ کثرت ضیا سے کچھ معلوم ہوتا تھا آخر تخت شاہ جادوان بصد آب و تاب نظر آیا بنگلہ مرصع کار پشت پائے شہ وارں
پر بنا پایا وہی سامان جو اول بیان کیا گیا ہر ایک کھکر دنگ ہوگیا سکتے کا رنگ ہوگیا خدا سے ہر ایک پناہ مانگنے
لگا اور تھراتا تھا اژدہوں کا شعلہ تاچرخ بریں جاتا تھا وہ قصر فلک رفعت برد سے ہوا قایم ہوا اور دفعتًا برجان ہو کر
وہ جو بارہ ہزار بست بنے تھے انمیں سے ایک برج کا در کھلا اور بجلی آہن چمکی بعد لمحہ کے پنجہ لیسان برق چمکتے جانب
لشکر حیرت گیا اور اسکو اٹھا لایا اسنے آکر بادشاہ کو مجرا کیا اور برابر پہلو میں بیٹھی جب حیرت بھی آچکی شاہ جادو
نے اس شہزادی سے جو نفیر لیے تھی کچھ کہا کہ وہ اپنی جگہ سے اٹھی اسکے اُٹھتے ہی ایک ایسی صدائے مہیب آئی کہ ساحران
عالم کے دل دہلگئے پائے سند وہشت سے کھل گئے گھبرا کر سب اٹھے سارے لشکر مرنے پر باندھی لڑنے پر تلگئے
شاہ طلسم نے اتنی دیر تامل کیا کہ جتنے عرصہ میں لشکر مہرخ مسلح ہوا جب سب لشکر درست ہوگیا جاق و چست ہوچکا
جایا ہے شاہزادہ بہری نفیر لیے برجونکے پاس آئی سب برجوں پر جو نکے کھلگئے اور ایک عورت با طلعت مہر صورت انجمل پوشکے
دوپٹے اوڑھے لباس مکلف سے درست زیور جواہر پہنے نفیر ہاتھ میں لیے عزم رزم پر چست ہر منفذ میں استادہ نظر
آئی یہ شہزادی یعنے نفیر نواز جادو سب آگے آکھڑی ہوئی اس بست میں کہ جو بیچ اور برجو نسے آگے تھا اسوقت
عجب تماشہ نظر آتا تھا کہ بارہ ہزار گلعذار لباس سنہری پہنے سونیکی نفیریں منھ سے لگا کر کھڑی تھیں ایک تختہ زعفران
کا برد سے ہوا لگا تھا رخسار سے انکے یہ ثابت کہ آفتاب زعفران کے کھیت سے نکلا ہے انمیں چہرہ دنیر لہراتیں تیوریاں چڑھ میں
پیچکے کلائی پر پڑے نرگس کیطرح ٹکٹکی باندھے لشکر کو دیکھ رہی تھیں حکم کی منتظر تھیں کہ یکایک بادشاہ نے کچھ پکار کر کہا
پہلے ملکہ نفیر نے نفیر کو باہستگی پھونکا صدائے خوش آہنگ سبمیں سے پیدا ہوئی اس آواز کو سنکر گھنٹے اور ناقوس بجنے
موقوف ہوگئے سب طرف سناٹا ہوگیا وہ بارہ ہزار عورتیں مست ہو کر جھومی اور ہر ایک نے نفیر منھ سے لگا کر دم جو دی
تو ورود وار دشت کی آواز بلند ہوئی العیاذ باللہ الٰہی حضرت اللہ صور اسرافیل پھنکا نفخ فی الصور کا زمانہ آگیا قیامت
کبریٰ برپا ہوگئی رو دنیاں سحر پڑھ پڑھ کر سرداران لشکر مہرخ نے کان میں رکھیں اور ہزاروں سحر پڑھے لاکھوں
تدبیریں کیں لیکن تاثیر کچھ نہوئی صدائے نفیران سحر سے مع مہرخ اور تمام لشکر بیہوش ہو کر زمین پر گرا ہر ایک مثل مردہ
صد سالہ بحس و حرکت تھا افراسیاب اسوقت نعرہ زن ہوا کہ تم شہنشاہ جادوان پہ تولات دگزاف کر رہا تھا اور
یہاں نفیر پھونکتے ہی تھیں منتظر حکم تھیں کہ بادشاہ منع کرے تو بیجا موقوف کریں کثرت صدا سے بڑے بڑے درخت

اکھڑنے لگے اور خیام و بارگاہ اکھڑ کر دور گرے پہاڑون کو جنبش ہوئی اسوقت بادشاہ نے ہاتھ ہلایا کہ بس کرو ملکہ نفیر نے نفیر منھ سے ہٹائی سب ہر یان ٹھہر گئین لشکر مریخ کا عجب حال تھا طشتین اور رسالے زرش خاک پر قائم و سنجاب کے بستر پر سونیوالے غش پڑے تھے صفین لبسان بنات النعش آسمان بھی تھین محلا خموشان وہ لشکر تھا کہ ایک پاؤن تھا تو ایک کا سر تھا ہر ایک بیخبر تھا شہزادیان اسطرح رخسارے خاک پر رکھے پڑی تھین تاج کہین تھا آپ کہین تھین انجام کا کا پتہ دیتی تھین کہ حسن و جمال مال و منال حکومت کچھ کام نہین آتی جب دم کی جان پر بنجاتی ہے انجام کو صاحب ملک و مال ہم ایسے حسین و صاحب جمال رخسار خاک پر رکھکر مرجاتے ہین اعضا انکے کیڑے چاٹتے ہین جسم گل جاتے ہین دنیا مقام عبرت ہے کہان اس گھر مین راحت ہے انجام ہر ایک کا ایسا ہی ہوتا ہے فرش لحد مین یہی خاک ہے یہی اوڑھنا بچھونا ہے اسوقت ہزارون گلبدن رشک چمن غیرت سرو یاسمن پاؤن پھیلائے گل سے رخسار مرجھائے فرش خاک پر بستر لگائے خواب عدم مین پڑی تھین زلفین انکی چہرون پر ادھر کرتی تھین یا گلستان حسن پر بلا نازل ہوئی تھی کسیکی چشم نرگس بند تھی کسیکی آنکھ کھلی تھی تو گویا نرگس چمن کو نگران ہوتے دیکھ رہی تھی کوئی جو مٹھی باندھکر خاک پر گری تھی تو یہ ظاہر تھا کہ مشت خاک بھیر ڈالدو یہ بتاتی ہے کوئی دست نگارین مین خاک بھرے پڑی تھی کسیکی مہندی مٹی بھر بلکی ہوگئی تھی تو زبان حال سے کہتی تھی کہ ناسخ بمصفیر ہر بلبل کی کیسی ہوا ناساز ہے بلا رنگ حنا تک مائل پرواز ہے جدھر دیکھیے لاشون کا بچھونا تھا خیام و بارگاہ ہین اکھڑی پڑی تھین بازار سونا تھا حسرت ہر جگہ برستی روح ہر ایک قالب عنصر خاکی مین تڑپتی یہ حال تھا کہ بمقتضاے ابیات

ہوئی نازل بلاے آسمانی	اسیکو کہتے ہین سب ناگہانی
ہوئی برباد وہ دلچسپ بستی	پڑی لشکر پہ تھی حسرت برستی
نہ جنبش تھی کسی اعضاے تن مین	خزان آئی گلون کی انجمن مین
عروس خواب سے ہر اک ہم آغوش	نفیر سحر سے کھوئے ہوئے ہوش
پڑے خاموش تھے مردے کیصورت	کسی شے کی نہ تھی ان کو ضرورت

تادیر یہی ہنگامہ رہا بادشاہ نے کوس لمن الملکی بجوایا اسیدم یہی نعرہ زبان پر آیا کہ کون میرا مقابلہ کرسکتا اور ہمسر ہوسکتا ہے مہرحیرت سے کہا دیکھا تم نے اے ملکہ مجھکو نت چاہتا ان نمکحرامونکو سزا دیتا انکا مارڈالنا ایسا ہے جیسے پشہ و مگس کو ملک پھینکدیتے ہین مین انکی حقیقت کچھ نہین جانتا ہے آپکے طرح دیتا ہون رحم کرتا ہون میرا شتہ سامری کی پناہ دیکھو دم بھر مین کیا سے کیا ہوگیا حیرت تعریف مین تخن سنج ہوئی کہ واقعی آپکا مقابلہ کون کرسکتا ہے اے شہنشاہ آپ اپنا مثل نہین رکھتے نظم

یادگار سامری جمشید آپ	آسمان سحر کے خورشید آپ
کون ہے دنیا مین ثانی آپ کا	کسکا ایسا ہے جہان مین مرتبا
آپ ہین سلطان شاہان زمان	آپ کا ہمسر ہے دنیا مین کہان

حضور ان لوگوں کو زندہ نہ چھوڑیے قتل کر ڈالیے بادشاہ نے فرمایا کہ میں بھی یہی فکر رکھتا ہوں لیکن ایک امر سے اندیشہ ہے کہ یہ سحر نہ تھا بلکہ
تحفۂ طلسم سے کام لیا یہ اسوقت چاہیے تھا کہ جب طلسم کشا گلے میں لوح پہنے سامنے کھڑا ہوتا یہ بچارے اس سحر کی تاب کیا لا سکتے
ہاں فتح طلسم جو بد نیاد ہے سب شاہان طلسم اپنی جگہ پہ تھپتے لگا ہونگے کہ شاہ جادوان اپنے ملازموں پر نفیر نواز کو چیند پہ شکستہ
پڑ گیا بذات خود کچھ نہ کر سکا اے ملکہ میں ان لوگوں سے کسیطرح کم نہیں ہوں جب چاہوں ہلاک کر ڈالوں پھر کیوں یہ بدنامی اپنے ذمہ لیوں
مگر یہ سب مشغول عیش و طرب غافل بیٹھے تھے اس غفلت میں انکو مسحور کر لیا انشاءاللہ انکا باعث ننگ ہوتا ہے تمام شاہان طلسم شرمندہ
اور اسی چیز سے انکو مغلوب کیا ہے کہ کوئی ساحر کیسا ہی زبردست ہو لیکن اس تحفۂ طلسم کا جواب نہیں دے سکتا بس میری عاجزی صاف
ظاہر ہوئی اسوجہ سے اسوقت طرح دیتا ہوں یہ کہکر نفیر سے اشارہ کیا کہ انکو ہوشیار کرے وہ نازنین حسب ارشاد اٹھی اور
نفیر خوش آہنگی سے بجانے لگی دلکش بجائی کہ عالم کے دماغ میں مستی آئی وہ ابر سفید جو قفس پر سایہ فگن تھا مستوں کیطرح جھوم کر ان بیہوشان
خاک افتادہ پر چھا کر محیط ہوا اور برسنے لگا اس پانی نے آب حیات کی تاثیر بخشی ہر قالب بیجان میں گویا جان تازہ آئی تمام سردار و
لشکری مہرخ کے ہوشیار ہوگئے بادشاہ نے پکار کر کہا کہ دیکھو تم نے اے گروہ امان کیا حال تمہارا دم بھر میں کیا مہرخ نے در جواب
اس نعرے کے کہا غفلت میں جو چاہا سو دیا حال یہ سامنا نہ تھا جو پیشتر ہمکو یہ کیفیت معلوم ہوئی کہ بادشاہ نامردی کی راہ سے
تحفۂ طلسم کا حربہ پھیریگا تو ہم اس تحفہ کا جواب لیکے لیکن لک ہمارے یعنی عیار اس تحفہ کو بھی برباد کر دیتے اور سپہ سالار ہمارے
شہنشاہ عیاران خواجہ عمرو ذیشان یہاں نہیں ہیں اگر وہ ہوتے تو اسوقت حال کھلتا کہ یہ تحفۂ طلسمی پھیر کر اپنی جگہ پر گئی یہیں
کام آئی بادشاہ یہ کلمات سنکر حیرت سے گویا ہوا کہ دیکھو وہی غدر اسنے دکھایا ایک مہرخ سے کہا یہ غدر جو تونے کیا اسکو
میں اول ہی سمجھ چکا تھا اسلیے آج تمکو زندہ چھوڑتا ہوں اگر چاہا سامری نے تو بعد اسکے تمہارے حامی یعنی عمرو کے راہ فنا کو
دکھاؤنگا اسطرح کی باتیں کرکے ملکہ نفیر کے کاندھے پر ہاتھ رکھکر غائب ہو گیا نفیر نے حیرت و صبا رفتار کو نیچے باجے بجائے
وانکر لشکر میں اسکے پہونچا دیا اور آپ تخت طلسم لیکر اپنے مقام پر گئی مہرخ نے سجدۂ شکر بدرگاہ خدا تعالی کیا کہ اس کریم کارساز
نے آفت عظیم سے نجات دی پھر خیمۂ بارگاہ درست کرا کے بازار سجا کر داخل دار الامارۂ شاہی ہوئی تمام لشکر میں چہل پہل آغاز
ہوئی بدستور سابق آباد ہوئے دلشاد ہوئے مہرخ نے لیوں سے کہا کہ یوں دیکھا تمنے شاہ کا اس طلسم کے کیسا جاہ و جلال ہے ملکہ بہار
نے کہا اے ملکہ جب اس شکل کے تماشا قاتل کے دیکھی آئی اگر شاہ کوکب ملکہ بران کے سامنے ایسی زبردستی جتاتا تو
معلوم ہوتا ملکہ نے کہا اب وہ زمانہ بھی نزدیک ہے کوکب سے مقابلہ ہوا چاہتا ہے خواجہ کے آنے کی صرف دیر ہے یہ کہکر مصروف
حکمرانی ہوئی اسطرف افراسیاب جب داخل باغ سیب ہوا تمام سردار ساحران ذی تبار نے استقبال کیا یہ آکر سر پر طلسم بیٹھا
اور ناچ دیکھنے لگا دو ایک جام شراب پیے دماغ نشہ سے جاہل ہوا خیال آیا کہ یہ جو کچھ کہ تونے محنت کی سب بیکار و بے سود تکلیف اٹھائی
نہ ملکہ بہار قبضہ میں آئی نہ کسی عیار کو سزا ملی نہ کوئی حریف ہلاک ہوا مدد خداوند پاس پہونچی لازم ہے کہ بہار کو گرفتار کرکے
راضی بوصال خود کرے یا قتل کر ڈالے اس خیال کے ساتھ ہی ایک شوق عشق پیدا ہوا ادائیں ملکہ بہار کی اور باتیں اسکی دلربائی کی
یاد کرکے آہ سرد بھرنے لگا شعر عاشقانہ پڑھنے لگا اسی لگن میں پیچ بیچ نے نامہ خداوند لاکر دیا اسکو پڑھا لکھا تھا کہ مدمش کی
آمد آمد سے تونے مطلع کیا تھا امید دولت کو انتظار اسکا رہا ہر چند کہ قدرت حال اسکا جانتے ہیں مگر تیرا امین کے نہیں جلد اسکو بھیجا

اور کسیکو ہماری اعانت کیلیے روانہ کرو ورنہ ہم ناراض ہونگے اس نامہ کو پڑھکر اُسنے سحر پڑھا بعد لمحہ کے زمین سے ایک ساحر پیدا ہوا
کہ چپٹ لنگوٹ باندھے مٹی بدن میں بھری نیلا گنڈا گلے میں بندھا سر پر کنٹوپ پہنے ہاتھ قدان پر مارکر خم بجاتا سامنے بادشاہ کے
آیا آداب بجالایا بادشاہ نے فرمایا کہ ای پہلوان جادو تم اپنا چالیس ہزار پٹھا لیکر مع سامان حرب کے خدمت خداوند باختر
میں جانب کوہ عقیق جاؤ اور حمزہ کے لشکر میں بڑے بڑے پہلوان ہیں اُنسے مقابلہ کرکے تمام لشکر کو غارت کرو ہم تم کو
ملک اس کام کے عوض میں عطا کر دینگے اور خداوند بھی طرہ پہلوانی دینگے اُس ساحر نے یہ حکم سنکر سلام رخصتی کیا بادشاہ نے
خلعت سرفرازی دیا وہ وہانسے اپنے مقام پر آیا اسنے گرد و نواح کے پٹھے طلب کرکے حکم سنایا ہر ایک نے سامان سفر درست کیا
خیمہ و بارگاہ لدوا کر اسباب سفر درست ہوکر شتر و ہاتھی پر چڑھے اور روانہ ہوئے کیفیت کہ روشن چوکی آگے لشکر کے بجتی
کشتی کا ڈھول بجتا ہر ایک پہلوان بیتی کو جدا کرکے اکھاڑے میں ہنستے زور دکھاتے جرجرے گلے میں تعویذ سونے کے بندھے
باہم اتر کر سواری کے ساتھ پنجہ اور کلائی کرتے زور دکھاتے روانہ تھے پیچھے لشکر کے گدا کی ہو بیان لیزم کے وغیرہ تمام
سامان کثرت کشتی کا پکڑ کر دم پر لدا جہاں لشکر اترتا ایک اکھاڑہ جاتا استاد ہر ایک کو شتی کرتا جوڑیں بدی جاتیں
خلقت اُن کے اطراف کی تماشے کو آتی غرضکہ روانہ تھے زور و شور جانب لقا یہ ساحر خود و جادو کا [illegible] لیکن
افراسیاب بعد اسکے روانہ کرنے پھر اسی فکر میں بیٹھا کہ ہے وہ بہار افراسیاب حد ایک بہت سبکی بھولی صورت عجیب
طرحدار لڑکی ملکہ بہار قابو میں آکر دین بھی نے او مجھ سے کچھ نہو سکے لازم ہے کہ اسکی ملاقات کی تدبیر کرو اسی اندیشہ میں تھا
کہ خبر آئی مرشد زادے تشریف لاتے ہیں اٹھ استقبال کرکے مستور کے برابر بٹھا کے سبب حیرت سے حال پوچھا
[illegible] تعریفیں شاہ بیٹھتے ہی زبان سے شاہ نے دوانی کہ ای بادشاہ تیرے کا سرکہ
منکہ ہوئی حیرت ہوئی ... سحر کیے ہیں کہ ساحروں و جمشید نے کبھی کیے ہونگے شاہ طلسم نے جواب دیا کہ ای مرشد زادے
یہ سب تیرے دادا جان کا تصدق ہے جسکو کیا ساحر اعظمین کو نام ایسکے گھر کا ہے مستور نے کہا یہ سب تمہاری
سعادتمندی ہے جو بزرگون کو ادب کرتے ہو اچھا اب عمرو کو گرفتار کرنا تو مجھے دیدینا کہ مین اسکی زنبیل چھین لون اور مین نے
ایک باغ بنانا ہے کہ نام اسکا باغ ویران ہو وہان اس مکار کو قید کرون شاہ نے فرمایا کہ جب کیسے جب عمرو کو ملک کو کسے
سے پکڑا منگاؤن خیر اسکا تماشا تو بھی دیکھ لو ابھی آپکو ایک سحر دکھاتا ہوں یہ کہکر اپنے جوڑے سے ایک دانہ
ماش کا نکال کر زمین پر پھینکا وہ ماش زمین میں سما گیا اسنے کچھ سحر پڑھا کہ گوشہ باغ سے ایک پیتلا شیشہ پانی سے
بھرا ہوا پیدا ہوا جب قریب شاہ آیا شاہ نے وہ شیشہ لیکر ایک چھینٹ پانی کا جہان وہ دانہ گرا تھا اُس جگہ مارا فوراً
زمین سے شجر اگا اور بڑھکر لمحہ بھر میں بار آور ہوا اسنے وہ شیشہ تو پتلے کو دیدیا اور اس درخت سے پھل توڑا توڑے ماش
ہاتھ میں لیے اور جانب فلک اچھال دیے پکارکر کہا کہ بہار و زلزلہ ولرزان و برق و ضرغام کو جہان کہین
ہون گرفتار کرلاؤ یہ کہکر وہ درخت اکھیڑ لیا پھر وہ دانہ ماش کا جو بویا تھا نکالکر اپنے جوڑے میں رکھ لیا ادھر بہار
جو عیارونکو لیکر اڑی تھی بہت دور صحرا میں آکر اتری عیارونکو زمین میں چھوڑا اُنکے ہوش و حواس بجا ہوئے
چلنے کا کیا تھا کہ زلزلہ ولرزان بھی زمین سے نکلے تھے اُنکے پاس آکر پہنچے اور سب ملکر چلے باہم مشورہ کیا کہ لشکر

قریب ہی جنگل کچھ دور سیر کرتے چلئے آخر اسیطرح روانہ ہوئے کچھ دور چلے تھے کہ برق گویا ہوئے ملکہ بہار تمنے اچھا نہ کیا جو
شاہ طلسم سے بگاڑی تمکو لازم ہے کہ اب جاکر اُسکے قدم پر گرو اور خطا معاف کراؤ مین بھی تمھارے ساتھ چلکر عذر کرونگا شاید
اُنکو رحم آجائے بہار نے کہا اچھا چلو میرا بھی جی یہی چاہتا ہے اسیطرح زلزلہ و لرزان و ضرغام بھی گویا ہوئے کہ ہمین
بھی لیتی چلو ہم بھی بڑے قصوروار ہین شاید وہ ہمپر رحم کرے غرضکہ سب تعریف عنایت شاہ طلسم کرکے اور معروف بخطا
و تقصیر ہوئے جانب باغ سیب روانہ ہوئے اور از بسکہ دریاے خونخوار بیچ مین ہے اُس جگہسے صحرا مین ہو کر سب
چلے کہ حضرت قران جو بارگاہ سے غائب ہوا تھا جنگل مین آکر ٹھہرا تھا ان سبکو راستے آتے دیکھا خوش ہو کر قریب آیا اور بہار وغیرہ
سے ملا۔ ہم مزاج پرسی و اظہار گرمجوشی کے بعد اسنے کہا لشکر مین چلو ادھر کہان آتے ہو۔ جتنے ہو وہ سب اسکو اپنے پرائے لگے
اور تعریف شاہ طلسم زبان پر جاری کی قران سمجھا کہ بڑا غضب ہوا یہ سب سحر پرست طلسم مین اور اُسکے پاس جاتے ہین
انکو روکنا چاہیے یہ تصور کرکے بہار و برق سے کہا کہ مجھسے بڑی خطائین خدمت شاہ طلسم مین سرزد ہوئی ہین اگر
مناسب سمجھو تو مجھے بھی ساتھ لیتے چلو انھون نے کہا کیا مضائقہ ہے چلو بادشاہ حلیم مزاج ہے وہ سبکا قصور معاف کرینگے خیر اللہ نے
تم ہی ہو لاکر کمین پر رکھا عیارون نے اسیطرح عمرو کو بنایا کہ قران نے منت کی کہ لاتن تجھپر احسان کرو دم مین میوہ بان
من نے بچھڑی بچالی ہے مین بھوکا بہت ہون دو دو نوالے کھا لون تو تمھارے ساتھ چلون تم بھی کھاؤ اور آسودہ ہو کر چلیں سب نے
اسکا کہنا منظور کیا اور دستہ کو وہ میوہ لانے دیا اور کچھ میوہ مغشوش بیہوشی نکالکر قران نے سبکو دیا کہ پہلے یہ کھالو مین کچھ اور
لاتا ہوں انھون نے وہ میوہ کھالیا اور بیہوش ہو گئے قران نے ان سبکو اٹھا کر ایک غار مین ڈالدیا اور وہین قریب سنگ کلان سے
بند کردیا اور آپ ہاتھ دھو کر چلا ہو الصورت بدل لشکر حیرت مین آیا جہان مزدور کشتی والے کاہ فروش آتے تھے انھین
سے پوچھکر کہا کہ کوئی مزدوری کریگا پانچ چار گویا اتنے دوڑے کہ صاحب کیا مزدوری ہے اسنے کہا مین نے کئی شخص کے
مٹھے اُٹھا لیے ہین اور بیہوش ہوکے پڑے ہین وہ صحرا مین پڑے ہین تم انکو اُٹھا لاؤ روپیہ ملیگا وہ مزدور سنکر یہان لشکر مین پہونچا دو
مزدور لالچ مین آکر اسکے ساتھ ہوئے اور جنگل مین جب پہونچے قران نے سبکو بیہوش کرکے انکو بیہوش کردیا اور بہار و
برق و زلزلہ و لرزان و ضرغام وغیرہ بنادیا اور آپ بھی بصورت بسیط ناگ ہو کر انکو ہوشیار کیا اور کہا کہ تم سب
شہر سامری کی بولی نہین عیار ہو۔ ڈالتا اب یا اشرفیان لو اور جو کوئی پوچھے اپنا نام بہار وغیرہ جسکی صورت تھی وہ نام
بتایا کہ یہ اپنے تئین بتانا اور گھانس نکھودنا اسکا یا لپٹ بھنے کردیا ہے وہ اب تم نہین رہے لشکر حیرت مین جاکر اپنے اپنے
لشکر کی حکومت کرو گھسیارے بہت خوش ہوئے اور دعا دیکر خوشی خوشی اشرفیان لیکر چلے قران نے چلتے وقت ہر ایک
کو آئینہ دکھا کر صورتین پہچان کرادین ہر ایک نے سمجھ لیا کہ ہم بہار ہین ہم برق ہین غرضکہ قران تو وہان سے اسی جگہ کہ
جہان غار مین اصلی عیار و ساحران کو بند کردیا تھا آیا اور مرشد جادو وان خنجر آبدار بن تھا جب عرصہ ہوا اسنے سحر پڑھا
اور چند بیر سحر کے بلاکر حکم دیا کہ تم جاکر بہار وغیرہ سب کے نام بتائے کہ یہ لوگ یہان ہین جلد گرفتار کرکے حاضر کرو بیر سحر کے
حسب الحکم چلے واقف ہو کر پہلے سحر جو شاہ طلسم نے کیا تھا تو قبر پر تاثیر ہوئی تھی کہ بہار وغیرہ جانب شاہ طلسم چلے تھے
چنانچہ بسبب بیہوشی کے وہ ناچار ہین اگر ہوشیار رہتے تو بموجب تاثیر سحر حسب ہدایت دل خدمت بادشاہ مین جاتے

غرضکہ اب کی جو سیر کرکے چلے صحرا میں آکر تلاشی مجرمان مذکور ہوئے ایک مقام پر ان گھسیارہ کو جو بصورت بہار رو بشہر جاتے دیکھا اور ایک ایک پیر ایک ایک کے سر پر سوار ہوا سب اپنی راہ راست چھوڑ کر سمت باغ سیب چلے اور ویسے ہی کام جیسے برق و بہار وغیرہ کرتے یہ بھی کرنے لگے انکو کوئی روکنے والا نہ تھا یہ دریائے خونخوار پر آئے وہاں ایک کشتی طلائی پیدا ہوئی سوار ہو کر پار اترے اور بدہوشی بیخودی سے بیخبر باغ سیب میں آئے اور ازبسکہ پیر جادو کے سر پر سوار تھے وہ بیخود کیے ہوئے تھے اور پیرون نے جس صورت پر انکو بپا اعتقادی نام انکو تعلیم کرتے تھے کہ یہ کہو پکارتے تھے کہ ہم برق ہیں ہم ضرغام ہیں سب اپنا اپنا نام بتاتے تھے اگر ہوشیار ہوتے شاید اپنا اصلی نام بتاتے اسکے سوا اور نہیں کہہ سکتے فی الجملہ جب یہ سامنے تخت جادو ان کے پہونچے اور اپنا اپنا نام لیکر پکارے مصور نے بڑی تعریف کی کہ واہ یہ سحر نہ دیکھی نہ سنی آپ ہی کے واسطے یہ دستہ ہی واہ کیا کہنا ہے شاہ نے براہ تفاخر بچہ سحر سمجھکر ملکہ حیرت کو بھی لشکر سے طلب منگایا اسنے بھی قیدیوں کو دیکھکر حسرت سرائی کی بادشاہ نے بعد آنے حیرت کے جلاد طلب کیے اور ازبسکہ یقین کامل ہو کر یہ عیار ہی ہیں کسطرح بیکار ہونگے انسے سوال اطاعت بھی نہ کیا ملکہ بہار کو تو الگ کرایا اور سب کے سر کٹوا ڈالے جو نہیں ساحر تھے انکے پیرون نے غل مچایا ادھر بحکم بادشاہ سبز اسپ نقارہ سحر کا بجنے ہوا جگہیا کسی نے اس غل میں نہ سنا کہ پیرون نے کسکا نام لیا وہ گھسیارہ جو بصورت بہار تھا سہم گیا اور پیر سحر کا اسپر سے بھی اتر گیا اسنے چاہا کہ بادشاہ کے قدم پر جا کر گردن اور اپنا حال کہوں لیکن طرفہ ماجرا ظرافت آمیز سنئے کہ بادشاہ عشق بہار میں بیقرار تھا اسنے ذرا بھی تامل نہ کیا ملکہ بہار مصنوعی کا پکڑ کر جانب ظلمات روانہ ہوا انکو اس گھسیارے کی بو نہ ہوئی ادھر بعد جانے شاہ کے حیرت و مصور جانب لشکر گئے اور حیرت نے آتے ہی طبل بشارت بجایا خبر مشتہر ہوئی کہ برق بہار وغیرہ قتل ہو گئے ملکہ مہرخ نے بھی یہ خبر سنی ہر ایک سردار نے فرط غم سے گریبان چاک کیا اکبر بیگ محبت یاران وغیرہ یاد کرکے قلزم چشم سے دریا موج ہوا جادوگرنیان و ساحران ہر ایک دل کھو کر سر پیٹنے لگے اور کہتے تھے نظم

کیا اس طرح داد بیداد غم	ہوئی گوہر فشاں وہ چشم پر نم
رسالہ اشک گلگون نے جمایا	علم ہر آہ نے آگے بڑھایا
وہ نالے لشکر غم کے فشان ہیں	نقیب خوش بیان آہ و فغان ہیں

آخر یہ مشورہ ہوا کہ زندگی بیکار ہے چلکر لشکر حیرت پر گرد اور لڑ کر عوض اپنے مقتولوں کے اس فوج کو ہلاک کرو یا اپنی جان دو چنانچہ یہ مشورہ کرکے مہرخ نے نفیر سحر بجائی تمام لشکر مسلح و مکمل ہو کر عزم روانگی رکھتا تھا کہ وہاں قران نے اس خیال سے کہ غار میں بہار وغیرہ ملکہ مرجان بیہوش پڑے تھے سرکا کر انکو نکالا اور ہوشیار کیا ازبسکہ سحر اپنا شاہ جادوان دفع کر چکا تھا یہ جو ہوش میں رہے باتیں حواس کی کرنے لگے قران نے سب حال انسے کہا وہ سب جنایت احسانمند ہوئے اور منت گذاری کی کہ اے قران بحکم خدا تمنے ہماری آبرو اور جان بچائی پھر تخت سحر پر سوار ہو کر سب اسوقت داخل لشکر ہوئے مہرخ سوار ہو کر لڑنے جایا چاہتی تھی انکے آنے سے باغ باغ ہوئی اور ہر ایک گلے ملی سب سردار بہار وغیرہ بغلگیر ہوئے نقارۂ شادمانی پر چوب پڑی غلغلۂ کامرانی و صیت شادمانی تا بہ فلک پہونچی لشکر نے کمر کھولی سب سردار بارگاہ میں آگئے

عیاروں کو خلعت ملا اور خزانہ کھل گیا زر و گوہر بے شمار نثار ہونے لگا جشن آغاز ہوا یہ سب خبریں ہرکارے دریافت کرکے خدمت حیرت میں آئے اور بعد دعا و ثنا کے عرض رسا ہوئے کہ ملکہ طلسمات اسطرح قران نے صنوعی برق وغیرہ کو بادشاہ پاس بھیجے تھے چنانچہ مہرخ خبر قتل سنکر لڑنے آئی آیا چاہتی تھی کہ وہ سب مجرم جنگو شاہ نے قتل فرمایا ہی آکر موجود ہوئے بے بان جشن ہو رہا ہے حیرت یہ خبر سنکر رنجیدہ ہوئی اور سارا ماجرا قلمبند کرکے ایک پتلے کو سحر کے دیا کہ بادشاہ پاس لیجائے پتلا نامہ لیکر روانہ ہوا لیکن افراسیاب جو بہار صنوعی کو لیکر طلسمات میں آیا وہاں ایک قصر شاہانہ آراستہ تھا صحن ایوان میں گلشن جواہر میں لگا تھا بند سحر کھلا ہوا تھا کوئی بہار ایسی دیکھی جو وہاں نہ ہو کوئی کیفیت اسطرح کی نہ تھی جو اس جگہ پیدا نہ ہو ہوا سے بہاریں نے شگوفے کھلائے تھے گل ہنستے مسکراتے تھے بارہ دری میں فرش و مسند آراستہ شیشہ آلات سجے چھپرکھٹ مرصع پایوں کا بچھا اور قد نیسان برق پڑا تڑپتا سامنے مسند کے چنگیریں عطردان نکلے جملہ سامان راحت مہیا تھا عجب طرح کا سماں تھا کہ بمصداق

ابیات

بہار موسم گل کی تھی آمد　　چمن میں بلبلیں تھیں شاد از حد
زمرد رنگ پتے ہر شجر میں　　بہار تازہ تھی گل میں ثمر میں
لطافت سے بھرا تھا صحن خانہ　　کھچا تھا شہ نشیں پر شامیانہ
بچھا اک سمت دسترخوان دیکھا　　وہاں کھانے کا سب سامان دیکھا
وہاں ہر قسم کے میوے مہیا　　مے گلگوں سے ہر شیشہ بھرا تھا
دھرے تھے قرب شیشہ جام بلور　　وہ گھر تھا نعمت دنیا سے معمور

گھسیارہ اپنے تو متوجہ ہوا سے بیہوش ہو گیا شاہ نے اب لاکر مسند پر بٹھایا اسکو ہوش آیا اپنے تئیں سر مسند بصد عزت جلوہ گر دیکھا شاہ کو اپنے برابر دیکھا چاہتا تھا کہ حال اپنا کہے مگر خیال آیا کہ بادشاہ مجکو جب گھسیارہ سے گا بغلط اور عزت سے جو اسنے لاکر بٹھایا ہے مکرر یہ خاطر نہ کریگا بلکہ عجب نہیں جو قہر ملائے کر میں نے گھسیارے سے ایسا مادر مدار کیا تھا کر سب بیان کریگا بس اس اندیشہ و ندامت میں کہ بیکو مار ڈالے گا لہذا چپ ہو رہا یہ دیکھکر چپ بیٹھا بادشاہ کیطرف سے گردن جھکائی شرما کر بسان معشوق آنکھ چرالی کہ دیکھوں کیا کرتا ہے بادشاہ نے منت کرنا شروع کی کہ اے مایہ خوبی والے آرام جان عاشق باعث بیہودگی زار آؤ مجھ سے کلام کر دل بیقرار کو تسلی دے میری گود میں آرام کر نظر محبت سے میری طرف دیکھ دے بوسہ لب نازک دست میں تجھ پر فریفتہ ہوں کہ

نظم

کہ کتنی تم بھی ٹھنڈی آدمی ہو　　بھلا راحت ہو کیا تم سے کسی کو
کہاں کی رہنے والی ہو مری جان　　کہ جو سا پاس بیٹھا ہے بہ ارمان
مگر رغبت کسی جانب نہیں ہے　　طرف زانو کے سر جھکا جبین ہے
خدارا کچھ تو بولو آنکھ اٹھاؤ　　اٹھو مسند سے میرے پاس آؤ
ہو میں کب سے مسیحان پاکدامن　　کرو شرم و حیا کا چاک دامن

غنیمت جان لطف زندگی کو	نزدیک اسوقت پیارے اپنے جی کو
لب لعلگون کا اک بوسہ ہمین دے	کر دیکھین حوصلے کیسے ہین تیرے

گھسیارے نے جو یہ عنایت و مہربانی دیکھی خوش قسمتی جب تار ہاتھ ڈھیٹ ہو کر آیا بادشاہ نے ایک بوسہ لب لعلگین کا
اسکے لیلیا اسنے بھی بادشاہ کی لی بادشاہ سمجھا کہ یہ تجھپر تو پہلے ہی سے فریفتہ تھی کنواری عورت بہر زفاف سے ڈرتی
تھی لیکن اب مست ہوئی فوراً پستان پر ہاتھ ڈالا پستان عیاروں کے پاس گوشت اور نرم چمڑے کی شکل اسبار وغیرہ
کے بنی تیار رہتی ہین ڈبی لگا دیا کرتے ہین شاہ جادوان سے نہایت نرم اور کراری گول سڈول چھاتیان پائین کر دل بھی
لگ گیا فوراً شلوار بند پر ہاتھ ڈالا گھسیارے کو بھی استادگی ہوئی یہ بھی بیٹھ گیا شاہ نے کچھ مستی مین خیال نہ کیا اور اسکو برہنہ کیا
پھر تو کیسے جب مست گر عروسی کنم بعد شادی شب دل [illegible] تماشہ بادشاہ نے دیکھا کہ انکھین کھنکھنی ساری
سی جاتی رہی گھبر گیا اور ایک لات ماری کہ گھسیارا [illegible] گرا [illegible] تمام سو جب شکل کو کندن و کاہ بنا و ردن اس
سیش کو سیم سمجھا تھا اور بادشاہ نے دلیری کر دی تھی بادشاہ کو دور مین کہ وہ دی جانتا تھا ایک لات سے کب بچتا مگر سنبھل اور
دوڑ کر شاہ سے لپٹا کہ جانی مین تجھے کب چھوڑتا ہون یہ کہا شاہ کو گرا دیا اور داب کر بیٹھ بادشاہ حیران کہ کبھی کا میکر اس
ساتھ بیٹھا سا تھا چلے تو سنا کہ یہ عجیب پڑا ہے اجب بوسہ بیرت دو اشیا نات چسپیدہ جھٹکا کر کہ جسکی چوٹ پڑتی تھی
جگر پر مصروف خدمت ہوا چاہا کہ جب شکل کے مطرح [illegible] ہوا بادشاہ نے گھبر کر ایک طمانچہ ایسا کا
کہ وہ بیہوش ہو گیا شاہ بغضب تھا اور ستون مکان سے اسے باندھا اور سحر پڑھا کہ وہ ہوش مین آیا اس سے کہا سچ بتا
کہ تو کون ہے گھسیارے نے کہا ہون کون جب تمہارا دل ہو تو اب بھی خفا ہوئے ورنہ مجھے تو ایسا کچھ صبر بھی برہنہ ہوئے
پر رنگ زا تھا جو آپ خفا ہوئے آپ جیسے مجھکو یہان لائے پھر وہ تو مین کرتا ہوت پھر آپ کیون نادان ہین شاہ غصہ اور دل
ناز در رکھتا تھا تلوار کھینچ کر چلا اور کہا جلد بتا کہ تو کون ہے گھسیارے نے کہا دلربا تم اچھا اور یہ بھی گوارا نہین جان
میرے بھی ہو تم عورت کی صورت بہوتی دیکھنے مین نہین آئی کیا ہی جادو ہین سامری کا مطلب کرا لے غرضکہ کلام
غش کہان تک لکھون وہ یہی کہتا یہ عتاب کرتا اس بحث مین بادشاہ نے ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر اسکا جدا ہو گیا بادشاہ
لاش اسکی پھینک کر بغضب جانب باغ سیب چلا دل مین کہتا تھا کہ خوب ہوا جو ظلمات مین اس بیہودہ کو مین لے آیا تھا اگر باغ
سیب مین رہتا تو سب سردار اس نقطے سے آگاہ ہوتے اور سارے طلسم مین بدنامی ہوتی غرضکہ باغ سیب مین گرا اور تخت
سلطنت پر بیٹھا تھا کہ بچے نے لاکر نامہ حیرت پہونچایا اسکو پڑھکر حال عیاری قران معلوم کیا کہ اسنے اپنے سردار
دھیار روک لیے اور گھسیارے بنا کر بھیجے یہ نامہ پڑھتے ہی آگ غصے کی مشتعل ہوئی کہ بیرون نے سحر کے یہ غلطی کی
ان سبکو سزا دینا لازم ہے پھر سحر پڑھا کہ بیرونی جو مجرم تھے سب حاضر ہوئے بادشاہ نے حکم دیا کہ تم سب جلی جاؤ
کہنا تھا کہ وہین بادشاہ سے ایک شعلہ نکلکر انپر گرا کہ وہ سب جلنے لگے پھر براہ امتحان کہ پھول بہار زندہ ہے یا نہین اٹھ کر
ایک باغ متصل باغ سیب کے وہان گیا اس باغ مین جتنے ساحر سالک طلسم ہین انکی نشان موت کے درخت لگے ہین جب کوئی
مرتا ہے اسکے نام کا درخت سوکھ جاتا ہے اسنے نام بہار کا درخت دیکھا وہ درخت سرسبز پایا جانا کہ بہار کو کچھ ضرر نہین پہونچا

یہ معلوم کرکے پھر باغ سیب میں آیا اور کتاب سامری جسطرح سے کہ زرد دیر منگا کر تا تھا طلب کرکے دیکھی نیت یہ کی میں جانب لشکر امیر خود بہر گرفتاری ملکہ بہار جاؤں یا کسی ساحر کو بھیجوں میرے لیے اچھا ہے کتاب میں نکلا کہ آجکل تجھپر قران صعب ہے تامل کرنا ورنہ ہروز منہ پھر ذلت ہوگی ندامت پر ندامت ہوگی یہ معلوم کرکے کتاب بند کی اور سمجھ گیا لیکن دل میں کچھ تو خیال مجھ پر بہار کی بھی ندامت کھسیانے کی شوخی کا غصہ اسو جسے تب باقی ذرا سی خود کو جانے سے باز رہا مگر سحر پڑھکر دستک دی بعد مجھ ایک ساحر پیدا ہوا کہ اژدہے پر سوار بھی تھا اور منہ بھی اسکا اژدہے کا تھا نہایت درجہ بد ہیبت و مہیب صورت رکھتا بدلے کر دھنی کے ماران سیاہ کمر سے باندھے کانوں میں بجائے کنڈل کے سانپ بالشت برابر کے لٹکائے سر سے کالے کوڑیالے جٹا دھاری سانپ لپیٹے خدا کی پناہ اس موذی بدبیانے سامنے شاہ کے آکر سلام کیا بادشاہ نے ہنسکر فرمایا اے اژدر دہان اژدہا سوار جادو مزاج اچھا ہے اُسنے کہا اب مزاج بحال ہے شاہ کو دعائے ترقی عمر و دولت دی بادشاہ نے حکم دیا کہ تمھیں اسی واسطے اسلیے یاد کیا ہے کہ اپنے لشکر سمیت جانب لشکر حیرت جاؤ اور انکو ہو سکے تو سب حریفوں کو مار ڈالنا لیکن ملکہ بہار کو زندہ گرفتار کرکے میرے پاس لانا اور تم یہ خیال رکھنا کہ عیار وہاں بڑے مکار اور غدار ہیں وہ اس طرح کرتے ہیں کہ کہتے ہیں تم انکے فریب میں نہ آنا سارا حال انکی عیاریوں کا بیان کرکے تاکید برائے حفاظت فرمائی پھر خلعت رخصت دیا وہ ساحر خلعت پاکر زمین میں سما گیا اور قصر اژدر دہان یہ کہ جو اسکا دار الحکومت ہے آیا وہاں سب ساحر اژدر چہرہ رہتے ہیں فوج بھی اسی صورت کی ہمرکی ہے اُسنے دس ہزار ساحر غدار چیدہ و منتخب تیار کراکر اپنے ساتھ لیے اور عزم روانگی جانب لشکر ملکہ حیرت کیا حال اُسکے جانیکا پھر بیان کیا جائیگا اب دل حال پہلوان جادو کا جو جانب لشکر لقا جا چکا ہے بیان کیا جاتا ہے بیت کون بازگوید ہے داستان مہ کشادان شود نام دستان پہلوانان معرکہ تقریر وزمدآوران عرصۂ تحریر رزور قلم اسطرح دکھاتے ہیں کہ پہلوان ساحر مع لشکر بعد قطع منازل و طے مراحل طلسم سے نکل قریب کوہ عقیق پہونچا لقا بارگاہ میں بیٹھا تھا کہ ابر گھر آیا برق چمکی علامات آمد ساحران معلوم کرکے بختیارک وغیرہ حسب دستور پیشوائی کو گئے لشکر اسکا اتروایا ساحر بدکو مع شاگردان پیش خداوند کے لایا سجدہ کیا نذر دی خلعت سرفرازی پایا دنگل پر جانب دست راست بیٹھا حال تمام لشکر اسلام کا پوچھا بختیارک نے کل کیفیت رو رو کر بیان کی اسنے کہا ملک جی تم گھبراؤ نہیں میں علاوہ سحر کے کشتی میں سبکو مع حمزہ باندھ لونگا یہ سنتے ہی شیطان زیادہ رونے لگا اور کہا میں نے تمکو ابھی سے مردہ سمجھ لیا اے بیوقوف حمزہ کو جب دیو عفریت و دیگر پہلوان قاف نہ باندھ سکے تو تیری کیا لیاقت خبردار بغیر سحر کیے کشتی زور کی نکرنا ورنہ ادنیٰ ملازم حمزہ تیرے لیے کافی ہے اسنے یہ جب سنا ہنسکر کہا ملک جی آپ ہی حال کھلجائیگا یہ دونوں تو باہم گفتگو کرتے تھے اور ناہید فولاد بدن کو جو جسکی طاقت پہلے ذکر کیگئی ہے کہ گینڈے کو لوہے کی زنجیر سے کمر باندھتا ہے حال قوت و شوکت امیر سنکر دل میں تعریف کرتا تھا کہ شجاعت زور و قوت کے یہ معنی ہیں کہ دشمن لوہا مانے یہاں پر مدحت سرائی کرکے ساحر کا بیان آگے ساحروں کے بدولت زیادہ ہوئی ناچ ہوا کیا شغل میخواری رہا ایک دن تو پہلوان کسل راہ سے آسودہ ہوا جب دوسرے دن وہ زمانہ آیا کہ رستم شب نے دیو سفید روز کو بچھاڑا اور تیغ زنگی لندھور شب نے اکھاڑے میں ہر کس مع شاگردان انجم فلک قدم اتارا کہ بموجب

نظم

قضا را طاقت مہر جہانتاب ہوئی غائب نظر سے جسطرح خواب
اٹھے امید مطلب مین ستمگار کیے افسون براے جنگ تیار

پہلوان نے طبل جنگ لقا سے کہکر بجوایا ہرکارون نے خبر سنکر بادشاہ لشکر مسلمانان نے بھی حکم نقارہ نوازی دیا طبل سکندری پر چوب پڑی ہو تیاہ ہلنے لگی سردار دربار سے لشکر تمام مین اپنے آئے تیاری جدال کرنے لگے آجکی رات حیات ومرگ پہلوانونکے لیے تلوار کا میدان اکھاڑہ تھا فتح وشکست سے کشتی آکی تھی نصرت ہی نے بچھایا تھا اقبال ظلمت شب ور لوٹ سحر سے بھی زور ہو باد آگیا تھا چاند سورج کو بھی نظر مقابلہ تھی لڑنے پر تیار ہر ستارہ تھا اجل اکھاڑے کے کنارے ٹہلنے لگی تھی کہ کل بڑے بڑے پہلوان پچھاڑے جائینگے سپہ ہاتھ سے کشتی کھائینگے تیرون نے زبان صفت ثنا لے استاد تیغ فولاد بدن کھولی تھی گرزون نے کلہ زنی کی داد دی تھی سپرین شیدی لشکر ور سالین کیصورت تھین پہلوان مٹی اکھاڑے کی لگائے تھے بالمبیتین پر کدورت تھین تیر سے لنگر مارے پاے ثبات گاڑے کھڑے تھے کہین تیغ میدانین سپہ کے جپ پڑے تھے بہادرونمین کوئی چٹ لنگوٹ کستا تھا کوئی ورزش کرتا خم مارکر ہنستا تھا سلمانونمین لڑائی کا غلغلہ تھا تیغ کے گھاٹ مین ملا کا کاٹ تھا یا علی مدد کی پکار تھی دور تک سے نعرت و عا تھی پکر تنگی دسے اکھاڑتی ان شجاعونکو اگر رستم دیکھتا ثناخوانی کرتا سہراب طاعت کا دم بھرتا بھولی جو تین صاف ہوتی تھین مسجی ہوئی جو تین یاد بھر صاف ہوتی تھین کہین پیچ تھا کہین کلائی تھی پیہ لڑے اور رن چڑھے بہادرون کو کب کل آتی بمقتضاے **نظم**

کوئی تھا اپنی جو تمین صاف کرتا کوئی دم اپنی استادی کا بھرتا
خلیفہ تھا کوئی استاد کوئی سے کرتا تھا پیچ ایجاد کوئی
کسیکو ڈو بنا بغلی بہت یاد کوئی کیلی کے تھا کرنے مین استاد
کوئی اٹی لگانے مین تھا مشاق کوئی تھا دم بھرنے مین بہت طاق
کوئی تلوار کی کثرت پہ مغرور اکیلے لاکھ سے لڑنے مین مشہور
کسی کا تیر شہباز اجل تھا ذبیح تھا نشانہ اس کا تاکا
کوئی یل تھا لبسان کوہ البرز کسی کے پاس تھا خارا شکن گرز

اسطرف سواے تیاری آلات حرب کے سحر سازی و عربدہ پردازی کا چرچا تھا ہیرونکو سحر کے جسمونپر چڑھایا تھا ایک لنگ سے اپنے تئین دوانگ کا بنایا تھا ساحر بعزتی سے دیو بنے تھین اپنے تئین کیے جیتا درپٹ کی کچھ غیرت نہ رکھتے دل کشتی نکی رہا کہین رسول گرا جوگی میٹیا بتاے سحر کے لڑتا دانون پیچ توڑ جوڑ انھین بتاتا اسی ہنگامہ مین آخر پہلوان شب استاد سحر سے کشتی کھا گیا خلیفہ آفتاب کے سر پہ سنہری اور زرین پگڑی بندھی اپنا لنگوٹ طاق دہر مین چڑھا گیا **نظم**

مزاج صبح تھا ہنسنے پہ تیار چراغ دہ سنسان ہو یون شرربار
کہ بہر جنگ اٹھے سب بعادت بجالائے خدا کی پہلے طاعت

مبارزان کینہ خواہ دونوں طرف سے بہ ہجوم صفات گروہ گروہ وارد میدان قتال ہوئے امیروں نے بھی بعد ادائے فریضہ نماز سحر خیر و درود سے کر کے
اور سلاح زیب تن اطہر فرما کر مع سالاران خود سر کے در دولت بادشاہ جمشید فر پر حاضر ہوئے بادشاہ بھی بصد شوکت و جاہ
برآمد ہوئے کہاریان حسن میں ہوا ایسا ان لنگوٹوں بندھے کاتیان کے سر پر تمغے اور پٹکے پیچ طلائی اور نقرئی لگائے ہوئے دارکانہ
پر اٹھائے دیکھا تو میں بحر حسن کی ماہیاں تھیں ازماہ تا ماہی اُنکے جوبن کی گواہیاں تھیں ہر یک پر ادا رنہ آیا تھا کہ کہیں باد
بہار سے کہیں بڑھکر دان چال اُنکی آہستہ بے تکان دبے پاؤں کی چھتریاں آگے بڑھے و تخت پر بادشاہ کو سوار کیے ہوئے
مردہے سرداروں کا تمام بے لیک کیا ہے ہر ایک کا مجرا دسلام ہوا نقارے بجے صدائے نصر من اللہ بلند ہوئی شہنشاہ نے زدن نے
ملت معیر وین جب سی کودم دیا لشکر میں قرنا پھونکی کرنا نے کوچ کیا سواری حضور عالم کی تب شست مصاف میں میدان کی سیر کی
جوانوں کی امنگیں منچلوں کے دلوں کی ترنگیں مرکبوں کا طراسہ ہی سیر دیکھتے بہادروں کے کنارے ہوتے اطرف تقابلہ دیر تخت
کسواسے فوج بیکران ساتھ لیے وارد میدان نبرد ہوا پہلوان چوڑ ملکوت ڈھول آگے آگے بجتا رستگاہ
پھاتا سوار ہمراہ ایک ٹپ کر ٹھہرا ترتیب صفوف حرب آغاز ہوئی نقیبوں نے نقابت کی کڑکیتوں نے کڑکا کہا صف
آیا رن ہونے لگا پہلوان پناہ نمردار آکر سامنے خداوند کے جا کر اجازت خواہ در بعد اجازت میدان
دکھلایا پیر طالب مرد نبرد ہوا لشکر اسلام سے بہزاد کوہی نے اپنا مرکب بڑھایا اور بادشاہ اسلام سے رخصت ہو کر میدان
پہلوان نے پہلے ہی سے تلوار ماری اُس بہادر نے تیغ اُسکا رد کر کے آپ بھی ہاتھ تلوار کا مارا اُسنے بازو بچا کر دست
بدست ہاتھ ڈالدیا اُسنے گریبان میں ہاتھ ڈالا اندر کشمکش کے ہوئے آخر دونوں زمین پر کود سے وہ لنگوٹ کسے
اُسنے دامن زرہ گردان کمر پر سے ہاتھ ملایا اور سرگرم تلاش ہوئے زمین میں چل چل پڑ گئی کشتی بصد درشتی ہونے لگی
گھڑی کی کشتی میں اُسنے خیال کیا کہ یہ حریف زبردست مجھ سے زبر ہوگا دنگل میرا کچھ کام
سے کچھ نہ ہوسکا یہ سمجھکر اُسنے سحر پڑھا بہزاد کی وہ تڑپ جھڑپ جاتی رہی اب جو پیچ باندھتا ہے آپ کھلتا دانوں پر
پھر یا آتا آخر اُسنے کولے پر بھر کر اُٹھا کے زمین کے چاروں شانے چت کر دیا اور ہوگیا اُسنے مشکیں
حوالہ لشکر بان خود کیا اور پھر نعرہ ہی کیا اور کوئی آئے لشکر اسلام سے ناصر گرجی سامنے گیا اُسنے کہا ابھی
کھڑا ہوں تو بھی یہیں نصیب آزمائی کر کے ناصر دامن زرہ گردان کر مرکب کو دا کشتی کا بلند ہوا دو گھڑی
اُسنے سحر پڑھا کہ یہ بھی جیتا ہوا اُسکو باندھنے کے بعد پھر اُسنے پکارا کہ کوئی عارض کرے مقابلہ میں اسکا بھی کشتی یہی حال ہوا اسی طرح سے پکار رہا
دست کیطرف لشکر سلیمانی میں علم جلوہ پذیر ہوئے بختیارک سمجھا کہ کوئی بیٹا حمزہ کا لڑنے آتا ہے یہ سمجھا پہلوان سے کہا بھی بہت
ہوشیاری سے لڑنا کوئی قوی دست فرزند حمزہ تمہارے سامنے آتا ہے مقابلہ کرنا کنگوں میں
اُدھر شہزادہ توپ بن بدیع مرکب اُڑا کر سامنے بادشاہ کے آئے گھوڑے سے اتر کر پایہ تخت کو بوسہ دیا پھر دست بستہ
اجازت خواہ ہوئے بادشاہ نے خلعت دیکر رخصت فرمایا شہزادہ بصد کروفر میدان میں بغیر اُسکے کیے اکھاڑے میں
گوہ دستور اسلامیان تھی کہ حریف جسطرح رزم کرے یہی اسیطور سے لڑتے تھے بس شہزادہ بھی بموجب بیت رسیدہ
دیبا بادہ چو خرده شیر اسکو بختیارک نے پکار کر کہا تھا کہ شہزادہ سے پیٹ ہی بڑا تا فادرو

تماشائے مطلق کی قدرت دیکھیے کہ اُسکے دلمیں بھی خیال آیا یعنی بغیر سحر کیے فرزندان حمزہ سے لڑکر دیکھوں کہ انمیں کتنا ندر بہر بس یہ اس خیال سے بغیر جادو کیے گرم تلاش ہوا نظم

گرفتند مریکد گر را میان ۔ بمانندہ پیل جنگی دمان

نہادہ سر اندر سر یکدگر ۔ چو شیران جنگی گرفتہ کمر

زمین گشت جنبان و لرزان چو ۔ شدہ مرگ بر جان اوشان گوا

بجو شیرے کہ بر باید از جائے گاؤ ۔ دیا شاہباز سے برزم چکاؤ

ازبسکہ شہزادہ نبیرۂ حمزہ ہولئے بند صاحبقرانی باندھا کچھ ہی دیر میں اسکو زمین پر چرخ دیکر ہار ااور کود کر سینہ پر سوار ہوا اُسنے دلسے اپنے کہا کہ میں ایسا صاحب ور اسکو جانتا تو مہلت سحر سے نہ دیتا خیر اب بھی کچھ نہیں گیا ہے یہ سمجھکر ایسا سحر پڑھا کہ شہزادہ بیس و حرکت ہو گیا یہ اٹھ بیٹھا اور شہزادے کو چت کرکے باندھنیا بہادران ہر دو لشکر نے اسپر نفرین کی کہ بڑا نامرد و دغاشعار ہے مگر اُسنے کچھ خیال نکیا اور چونکہ اس کشتی میں وہ وقت آگیا تھا کہ سپہر چرخ نے لیک گردن خورشید جہاب مغرب تم کی طرح شمس وہر بندار نہ دیکھ سکا نظم

پھر آئی شام فوج انجم کی لیکر ۔ سفینہ اس سے تھا میں آسمان پر

بقا شب کو نہ دن کو پائدار تھی ۔ اسی غم میں کٹی ہے عمر ساری

شام کے قریب طبل بازگشت بجا اکر ساحر نذکور بھی لشکر اسلام سے مراجعت کرکے اپنی جگہ پر آیا بادشاہ داخل بارگاہ ہوئے ادھر پہلوان ہمراہ لقا داخل بارگاہ ہوا ناہید پہلوان بھی حاضر تھا اُسنے زبان پر تشنیع پہلوان دراز کی کہ تونے نام شجاعت خاک میں ملا دیا ساحر نے جواب دیا کہ اگر فرزند حمزہ پر سحر نہیں کیا تو کیا بجا کیا کیلیے ساحری میرا ہمیشہ ہی ہے اور سحر کرنیکو لڑا یا تھی ان ہاں اتنا کیا کہ پہلے سحر نکیا بعد کو کیا ناہید نے کہا خیر جو کچھ تو نے کیا اچھا کیا لیکن کل میں لڑونگا اور داد شجاعت دونگا یہ سنکر بختیارک بولا کہ ابھی تم اس جنگ میں دخل ندو ورنہ کہا تو سحر میں گھر جاتا ہوں میرا ایمان دہب بیگا۔ ہر لقانے جو اُسکو رنجیدہ پایا اسی کے نام پر طبل جنگی بجوا یا یہ خبر ہرکارون نے بتفصیل خدمت شاہ جلیل میں گزرعرض کی یہان بھی ناہید کا انصاف وہ باب شجاعت سنکر شہزادہ ایرج نوجوان عرض پیرلے خدمت شاہ عالیشان ہوئے کہ آج میرے نام پر طبل جنگی بجے کہ کل ناہید سے سوا میرے اور کوئی نہ لڑے بادشاہ نے عرض اُنکی پذیرا فرمائی اور انھین کے نام پر طبل سکندری نے صدا دی بہادر پھر اپنی جگہ پر آکر درستی آلات حرب میں مصروف ہوئے اگلی رات ناہید دو مریخ سے مقابلہ تھا نقارہ حرب صدائے اقتلوا دیتا تھا اور شادی مرگ تھے اسلحہ کی چقاچاق ساز عشرت بجتے ہنس ہنسکر ہتیہار تن پر سجتے زحل ہندو نے فلک ناہید کے ز قدیم کا آج مزاج ساتوین آسمان پر تھا بہرام چرخ کو للکارنا چاہتا نہیں معلوم کس گمان پر تھا اسطرف کو بھی ملیح ناہید تلوارین جہرخ پر چڑھا کے عقل ترک فلک کی جرخ میں لاتے تھے مختصر یہ کہ جانبین میں رات بھر یہی ہنگامہ برپا رہا جب ناہید چرخ نے شاہ خاور کے جلال کو دیکھکر مقابلہ سے شرماکر منھ چھپایا اور آفتاب بسان لیج مہر لقا سید ان چرخ میں آیا کہ نظم

عجب یہ پیر گردون رنگ لایا ۔ اُجالا آسمان پہ خوب چھایا

ہوا شرق سے پیدا جو مہر پرنور	ہوئی تاریکی ظلمت کدہ ددر

دم سحر سجدہ کر پاس سے مع سرداران باحواس وبے ہراس امیر حق شناس درگاہ بادشاہ گردون اساس پر آئے اور جب شعلۂ سنان مہر تابان افق شبستان سے لامع الانور ہوئے بعد ادائے مجرا وسلام مہر اختر سعادت بخت سمجھ کر جانب میدان روانہ ہوئے لشکر گرد با گرد وہ پہلے ہی جا چکا تھا ادھر سے فوج کو ساتھ لیکر ناہید آچکا تھا بادشاہ کے پہونچتے ہی عرصہ گاہ میں لقا بھی آیا دونوں لشکروں نے پرا جمایا زمین دہلنے لگی بجلی تیغوں کی چمکنے لگی ہوا شرربار ہوئی گھٹا سپہ کی فتنہ وفساد برسانے پر تیار ہوئی ہولنے علم کے پرچم اڑائے دریائے فوج لہرائے شہنشاہ شجاعت کے ڈنکے بجنے لگے ضرب تیغ سے سکے پڑ گئے جب صفیں ترتیب ہو چکیں دفعتاً لشکروں میں قرنا ہونکی جلاجل بجی کڑکا ہوا سوار جو امرد ہنر جنگال پیل مان تن تمان ناہید فولاد بدن اجازت اپنے خداوند سے لیکر میدان میں آیا اور کلمات رجز بصد غرور زبان پر لایا کہ اسے فرقۂ اسلامیاں آگاہ ہو کر میں رستم سرزمین کوہستان ہوں دیو بند وشیر گیر جوان ہوں کہ بمقتضائے ابیات

ز مستی خروشید چون شیر نر	دیا موج دریائے پر شور و شر
ندارد کسے پائے با من بجنگ	بدرم بچنگال چرم نہنگ
بسے رزم کردم بہر کارزار	بسے مایہ ور شد زمن خوار و زار
زکشتہ بسے دشت کردم چو کوہ	بسے کوہ از زور من شد ستوہ
بسے زین تہی شد ز زخم تفنگ	بسے سر بکندم بہ نیروئے چنگ
کرا مرگ آید چہ پائے دگر	بہ بندد میانے رزم جستن کمر

یہ نعرہ ہائے لاف وگزاف سنکر ایرج نامور بہر مصاف صف سے نکلے سرداران تمام پا پیادہ ہوئے نقارے فیلی شتری بجے شاہزادہ بادشاہ سے خلعت رخصت پا کر مرکب اڑا کر طرف لعین میں سامنے حریف کے پہنچا اور وہ ہنکار ماری کہ گھوڑا اسکا آٹھ سات قدم چھپٹ کھا کر ہٹ گیا اور انکا مرکب مدمیں لاتے ہی قدم بڑھکر ٹھہر الٹنے مرکب کو روک نہیں سکو مقابلہ آکر کیا کہا کہ اس جانور کے ہٹجانے پر مجکو مت سمجھنا تمہارا گھوڑا طلسمی ہے میں لیا مرکب بلی دبا کیا نہیں لاؤں شہزادے نے فرمایا اسے بیوقوف یہ لاف نہ تا کیا ہماری طاقت نے تجھے ہٹایا مرکب کی اس میں کیا خطا ہے تو نہیں جانتا میں کون ہوں نظم

جہان را گرفتہ ہمی فر من	بخورشید رفتہ سر پر من
سپہر روان بر سر گردمان	گل مہر بر ترک من چون کلاہ
نیزہ داری برین گونہ لاف وگزاف	ہنر باید از مرد جنگی نہ لاف
از کلم ز خشم شمشیر تیز	بہ بینی کہ چون ست روز ستیز

یہ کہکر دونوں مشغول نیزہ دری ہوئے تین سو ساٹھ طعن باہم رد وبدل ہوئی لعین ایرج نے اپنا بند صاحبقرانی باندھکر نیزہ اسکے ہاتھ سے نکالا اسکو غضب طاری ہوا اور خبردار کہکر گرز لگایا نظم

بزد بر سپر گرز و برخاست گرد	رخ چہرۂ چرخ شد لاجورد
چو زد گرز بر تارک پہلوان	بخندید از و آن ہنرور جوان
پس از ضرب او گرز زد بر سرش	کہ لرزید آن کوہ تن پیکرش
دوم گرز بگشاد چون زور دست	کمرگاہ اسپ تگاور شکست
بیفتاد آن از ستور سمند	ز جا جست و بند کمر کرد بند

شہزادے کے گرز لگانے سے جب کمر اسکے مرکب کی ٹوٹی اُسنے کمر باندھکر تہیہ کشتی کیا شہزادہ بھی گھوڑے پر سے کودا اور دونون باہم لپٹے دو شیر و فیل تھے کہ سر ٹکرانے لگے اسی اثنا مین ایک بجلی چمکی کہ آنکھ سبکی خیرہ ہوئی اور ایک پنجہ اوپر سے گرا کر دونونکو اٹھا کر جانب فلک لیگیا لشکر اسلام مین اور کوہیان مین غلغلہ ہوا کہ یہ کون انکو لیگیا اُسطرف سے عیار دشت سوار خبر کو دوڑے ادھر سے شاپور عیار ایرج بچہ ڈھونڈھتے اسیطرف کو جدھر اسکو جاتے دیکھا تھا گیا یہان انکے جانے سے شاہ نے بھی طبل بازگشت بجوایا فوجین پھیر کر تمام آسایش گاہ پر آئین شاہان لشکر داخل بارگاہ ہوے لقا جب تخت پر بیٹھا گویا ہوا کہ یہ پنجہ جو انکو لیگیا پنجہ دست قدرت تھا جسنے ان دونونکو بہشت مین اپنے برائے سیر اسلیئے بھیجا ہے کہ ناہید زرین پہلوان کے دخل ندے یہ جبتک سیر کرے یہان ساحرونکو مقابلہ کرے پہلوان نے یہ سنکر سجدہ کیا اور کہا تو مجھکو مرتبہ آزادی عنایت کرے تو بیشک آج کی جوت کا فساد دور ہو جائے آپ میرے نام طبل جنگ کا بجوائیے یہ بندہ تیرا [illegible] رات کو بھی ایسا تیار کرونگا کہ کوئی سحر مجھپر اثر نکریگا یہانتک کہ حمزہ بھی اسم اعظم پڑھکر حرف نکالینگے تو بھی کچھ نہوگا اور اب بندہ حقیر خداوند ہو رہے مقابلہ کریگا [illegible] لقا نے اُسکے کہنے سے حکم نواختن طبل جنگ دیا اور اُسوقت کہ جب زرین مہر دست سپہر سے گرا اور سیاہ پوش شب ڈھونڈھتے اسکو نکلا [illegible] عالم کو منور کیا کہ ابیات

پھر آئی شام سر پر فتنہ انگیز	بجے جنگ و جدل پھر تیغ کی تیز
ہوئی جب شام سنگی مشعل شب	ہوئے پھر جنگ کے سامان ہر سب

سرشام طبل جنگ بجا ہر کاسہ خدمت شاہ اسلام مین آئے اور بعد دعا و ثنا کے عرض رسانے حال ہوئے یہان بھی حکم شاہ عالی بارگاہ نقارۂ حربی کڑکڑایا آج کی رات تمام [illegible] جو ساحر کا یہ دعوی سنا کہ اُسنے اسم اعظم کو بے اثر رہنے کا ارادہ کیا [illegible] قدم اٹھا یا چالاک مع چند عیار روانہ ہوا کہ نام انکے وقت پر بیان ہونگے چنانچہ سرمہ سنگ انمین سے صورت بدلکر [illegible] وہ لقا نہ گیا وہان جسنے [illegible] پہلوان اٹھا تھا کہ مین سحر کرنے جاتا ہون [illegible] گیا تھا [illegible] ہوشیار رہنا عیار تمہاری فکر مین آئینگے اسنے جواب دیا کہ ملک جی مجھکو تو مین کیا کرتا ہون یہ سنکر سرمہ سنگ اسکے ساتھ ہوا وہ جب اپنے خیمہ مین آیا سبکو مع خدمت و ملازم وغیرہ کے رخصت کردیا سرمہ سنگ بصورت خدمتگار تھا اُسنے چاہا کہ کہیں مین ٹھہر جاؤن لیکن اسنے بروقت رخصت اسکو کہا کہ وہ صفت خدمتگاران مین سرمہ سنگ عیار کھڑا ہے اور میرے ساتھ بارگاہ خداوند سے آیا ہے تم جاؤ تو مین اسکو پکڑون یہ کلمات سرمہ سنگ نے جب سنے تو ہر ایک کے کھڑا ہی تھا سر پکڑ کر خیمہ کے نکل آیا اور بھاگا گانٹ اس لشکر کے چالاک نام سے چالاک کہا اُسنے کہا خیر مجھے لیا جاویگا یہ ترا تو ابوالفتح کو

ہمراہ لیکر روانہ ہوا یہ دونوں خدمتگار کی صورت بنکر جب خیمہ پہلوان کے قریب پہونچے دیکھا تو وہاں سناٹا تھا کیونکہ ساحر نے سب کو پہلے
ہی وہاں سے سب کو رخصت کر چکا تھا انھوں نے موقع اندر جانیکا خوب پایا فوراً قنات سے پشت کر داخل بارگاہ ہوئے دیکھا کہ فتیلہ
سوز شمعدان روشن ہیں پلنگڑی پر پہلوان سوتا ہے انھوں نے چاہا کہ قریب جاکر بیہوش کریں لیکن انکو خود نیند آنے لگی سمجھے کہ یہ
ساحر زبردست ہے معلوم ہوتا ہے کہ اسنے سحر اپنی حفاظت کیلیے ایسا کیا ہے کہ جو کوئی یہاں آئے بیہوش ہو جائے یہ سمجھکر چاہا کہ بھاگ
جائیں لیکن اتنا زور بھی اپنے میں نہ پایا جانا کہ ہم بیہوش ہوا چاہتے ہیں پس یہ بھی جیتے عیار ہیں دو تو کچھ کر سکے گلا تکیا کہ کمند اسطرح
زیر فرش بچھایا کہ جیسے ہی کوئی فرش پر قدم رکھے پاؤں کی دھمک سے حلقہ ہائے کمند اچھلکر گردن و کمر میں پڑیں اور اچھالکر گرا دیں
غرضکہ اسطرح کا جال بہر طائر روح ساحر لگا کر یہ دونوں صیاد دانا بیہوش ہو گئے ادھر لشکر زمین سامان حرب ہو رہا ہے مگر قدرت
خدا کا تماشا دیکھیے کہ وہ بچہ جو ناہید و ایرج کو اٹھا لیگیا ہے وہ اس پہلوان ساحر کا شاگرد رشید ہے اور از بسکہ طلسم
میں استاد کیوجہ سے کوئی اسکا شاگرد ہوتا تھا اور نہ کچھ اسکو فروغ تھا اسلیے وہ کوہستان میں باہر طلسم کے آیا اور یہاں اپنی
بود و باش اختیار کر کے شاگرد بہم پہونچائے اور استاد مشہور ہوا چنانچہ صحرا میں ایک باغ بنا کر اکیلا رہتا ہے اور اس اطراف
میں ایک جوگی ہے کہ بڑا استاد کامل ہے فن سحر میں سامری کو مقابل اپنے طفل مکتب جانتا ہے پس یہ خدمت جوگی میں اپنے ہاتھ کی خبر سنکر گیا اور
کہا میں استاد سے برخلاف ہو کر یہاں آیا تھا اب وہ بھی آئے ہیں شاید مجھ سے کچھ فساد کریں لہذا آپ میری حمایت فرمائیں جوگی پاس چونکہ
ہمت سے آیا کرتا تھا اسنے رحم کھا کر ایک تلوار بزور سحر اسکو بنا دی کہ جب تیرے استاد سے اور تجھسے سامنا ہو تو اس تلوار
سے مقابلہ کرنا یہ شمشیر دو ٹکڑے کر دیگی اور کسی طرح کا حربہ بیسر تاثیر نکریگا اسلیے کہ جب اسنے پہلوانی اختیار کی تھی تو بادشاہ طلسم
سے کہکر جسم اپنا سحر بند کرا لیا تھا کہ کوئی حربہ بجسم اثر نکرے الجملہ یہ ساحر کہ نام اسکا جنگل جادو ہے وہ تیغ لیکر اپنے باغ میں
آیا اور چاہا کہ پہلے استاد کے دشمنوں کو ماروں اور استاد سے ملوں اگر وہ کچھ نہ بولے اور آشتی پیش لائے تو کچھ ضرورت فساد کی نہیں
اور جو برسر عناد ہے تو ناچاری ہے یہ سوچکر بچہ شہزادہ ایرج وغیرہ کو لایا اور قاصد ہوا کہ پہلے انکو ہلاک کروں تو اور دشمنوں کو اسیطرح لا کر قتل
کروں جب دس بیس کو ماروں تو سر انکے خدمت استاد میں لیجاؤں چنانچہ ان دونوں کو لا کر پہلے صحرا میں اتارا شاپور عیار بھی
بچہ کے تجسس میں ذکر کیا گیا ہے کہ جاتا تھا اسنے بھی دور سے دیکھا کہ وہ بچہ غلط ساحر بنا ادھر ناہید و ایرج جب تخت ہوا
کے صدمہ ملنے سے ہوشیار ہوئے اور ساحر کو دیکھا ناہید نے للکار کر پوچھا تو کون ہے جو ہم دونوں کو لڑکے میں اٹھا لایا اسنے کہا
تم میرے استاد سے لڑتے ہو اور خداوند کا مقابلہ کرتے ہو میں تمھیں قتل کرنے لایا ہوں ناہید نے کہا میں خداوند کیطرف سے
لڑنے آیا ہوں اور انکے دشمن سے لڑ رہا تھا کہ اٹھا لایا اب تو کہ خداوند تیرا کیا حال کرتے ہیں کیونکہ وہ اپنی قدرت سے بعد میرے
اٹھنے کے تیرا حال دریافت فرمائینگے اور انسے کونسا حال پوشیدہ ہے ساحر نے کہا خداوند میں یہ قدرت نہیں وہ کیا حال
میرا معلوم کرینگے کیونکہ وہ خود فرماتے ہیں کہ میں مسلمانوں کو پیدا کر کے بھول گیا ہوں اور علاوہ اسکے عیار انکو آکر دق کرتے ہیں اگر حال
ذرا بھی وہ جانتے ہوتے تو پہلے ہی انتظام کر کے انکے رنج پہونچانے سے محفوظ رہتے پس ظاہر ہوا کہ علم غیب مطلق خداوند کو نہیں
ناہید یہ کلمات سنکر سوچا کہ جو پرستاران خداوند ہیں ان تک کو بھی معلوم ہے کہ خداوند بالکل بیخبر ہے پس یہ خداوند سراسر
جھوٹا اور دغا باز ہے ضرور ہے کہ قول اور دین اہل اسلام سچ ہے اور وہ لوگ بہادر راد رشجاع بلکہ ہمہ صفت موصوف ہیں مجھکو لازم ہے کہ

کہ اسلام اختیار کرکے ثواب آخرت حاصل کرے یہ سوچکر براہ مکر اُس ساحر کو ڈانٹا کہ حرامزادے تو خداوند کو غافل ورنکما بتاتا ہے دیکھ تو کہ تیرا کیا حال ہوتا ہے وہ ساحر ڈرا کہ ضرور یہ حال کوئی نہ کوئی خداوند سے کہیگا پس یہاں ہنا مشکل پڑیگا چنانچہ خائف ہوکر ناہید پر سے سحر اپنا دفع کرکے کہا میں آپکو پہلے دشمن خداوند سمجھا تھا اسوجہ سے ستاتا تھا اب آپ جانب لشکر تشریف لیجئے لیکن درِ میری خطا معاف فرمائیے خداوند سے میری شکایت نہ کیجئے گا مجھپر رحم فرمائیے گا ناہید جب سحر سے چھوٹا سمجھا کہ موقع پاکر مار ڈالوں اسکو پس تیغ پر ہاتھ ڈالکر قریب گیا کہا او مردک میں تیری سزا تیرے کنار میں رکھتا ہوں کہ پھر کبھی بہادران عالم سے تو ایسا نہ کرے یہ کہکر اسکو سنبھلنے بھی نہ دیا اور وار شمشیر کا کیا [illegible] سپر تڑپی اُسنے جلدی سے سحر پڑھا کہ اچٹ گئی ورنہ جان جاتی وہ ناہید کو پھر اُسنے گرفتار کرلیا اور [illegible] کہ یہ قدار ہے [illegible] اسکو میں جو کہا تھا سو جانا کہ ان دونوکو [illegible] باغ میں قید رکھوں اور خداوند سے [illegible] غرض کہ ان دونوکو [illegible] سحر لیکر باغ [illegible] شراب پینے لگا [illegible] میں آیا [illegible] کی [illegible] اُنکے [illegible] دیا [illegible] نشان کو [illegible] مرو صد لقا [illegible] نظر آیا کہ [illegible] دیو [illegible] عشق [illegible] باغ

[illegible] کیت کہ بمو حسب نظم

نہایت خوبرو وہ ماہ طلعت	[illegible] حسن کی تھی	[illegible]
مثال بدر روشن صورت اسکی	[illegible] مژگان	[illegible]
سراپا حسن کا عیبوں سے تھا پاک	[illegible] مہر افزا [illegible]	[illegible]

[illegible] یہ خوبی والے مہر آسمان محجوبی کو [illegible] دھونا کیا سبب کمت ہے دل نازک کیسا [illegible] اشک حسرت بادہ ترسے [illegible] اور زبان پر لائی [illegible] کیا ناہید حال پوچھتے ہو فلک کی ستائی ہوئی ہوں [illegible] جنگل میں [illegible] سنکر گھبرا اٹھی [illegible] پھر اس کا نام

[illegible] ساتھ [illegible] گی میرے ساتھ [illegible] دیکھو اس سدرۂ جا نگاہ کو دل سے بھلا دو میں جم
[illegible] کا اطاعت میں رہو گا خلاف مرضی [illegible] طبیعت بڑا لطف اُٹھائیگی اس ماہ پیکر نے کہا
[illegible] خواہش نہیں رکھتی ہوں [illegible] ہوں [illegible] اگر تم مجھکو [illegible] دو گے [illegible] ہر حلوں میں تمھارا
[illegible] ساحر سمجھا کہ [illegible] ہو جاوے گی [illegible] ہوا کہ [illegible]
[illegible] اُسکے ہمراہ باغ میں آئی [illegible] شستہ [illegible] بہا گلستان دہر کو

[illegible]

جو زیر چبوترہ بچھی پڑی اٹھا گویا ہوا کہ اے بھائی کیا کہنا ماشاء اللہ تمہاری عیاری میں شک نہیں اس ساحر کو خنجر سے قتل کرو کیسلئے کہ ناہید نے اسپر تلوار ماری تھی تو اچٹ گئی تھی شاید بند سحر یہ سدومین تن نمایاں شاپور نے یہ سنکر دو پتھر باغ سے تلاش کرکے لیے ایک پتھر زیر سر رکھا اور دوسرے سے سر اسکا کچل دیا بھیجا پاش پاش ہوگیا اُس ساحر کو جہنم میں بھیجا پہر دن نے اُسکے غل مچائے آندھی سیاہ آئی جب وہ آفت بطرف ہوئی ناہید عیار جے کے جسم میں طاقت آئی ناہید نے اٹھکر قدم پا ایرج کے سر اپنا رکھدیا اور کہتا تھا کہ دین آپکا سچا ہے میں نے اسلام اختیار کیا شہزادے نے سر اُسکا سینے سے لگایا اور کلمہ طیبہ ارشاد فرمایا کلمہ پڑھکر وہ بہادر راز سر صدق ایمان لایا پھر شہزادہ اپنے عیار کے گلے ملا اور بارہ دری میں اس باغ کی آیا جو کچھ سامان آسائش نذر ساحر اُسجگہ تھا وہ مرگ ساحر سے مٹ گیا تھا اصلی باقی تھا شہزادے نے دیکھا کہ ایک صندوق گوشہ بارہ دری میں رکھا تھا اُسکو کھولا اسمیں ایک شمشیر آبدار رکھی تھی نیام مخملی اُسپر چڑھا تھا اسکو اٹھا کر جو کھینچا قبضہ کے قریب تلوار پر لکھا تھا کہ یہ تلوار روت کا بیام پہلوان جادو کی اور اُسکے شاگردوں کی ہے جسکے پاس یہ تلوار ہوگی اُسپر سحر بھی پہلوان کا اثر نہ کریگا اور اسی تیغہ سے وہ دو ٹکڑے ہوگا اور کسی حربہ سے نہ مریگا یہ مضمون پڑھکر شہزادہ بہت خوش ہوا اور تیغ کمر سے باندھا پھر تینوں وہاں سے روانہ ہوئے یہ تو اس طرف سے آتے ہیں حال در لشکر دشمن بات پھر تیاری حرب ہی ہی ہوا تا آنکہ وہ وقت آیا یعنے عیار دہر نے ساحر شب کو معدوم کرکے تیغ آفتاب جہاں اترک فلک فرمایا کہ بموجب

نظم

برائے جنگ اٹھا پھر شاہ خاور	کمر سے تیغہ تخلی لگا کر
ہوا شبدیز گردون پر جب اسوار	تو بھاگے سامنے سے نجم و سیارہ

امیر کشور گیر مسجد کر پاس سے پہلوانان با توقیر در دولت شہنشاہ عالمگیر پر حاضر ہوئے اول سامان جلوس کل سے پیدا ہوا پھر شاہ کشورستان کا تخت پیدا ہوا اسپ بجراد تسلیم کی سواری جناب عالی کی جانب میدان مصاف چلی سپاہ کشیر پہلے ہی جا چکی تھی منجولونکا جھکاپن گلستان شجاعت میں حشونونکا بنا غنچہ کرنیکا جو ان گھوڑوں سے کو تکی و انظار اسد نکا نیا انداز دیکھکر چرخ بیگرفتار چال بھولا تھا باغ جرات جلاوت پھیلا پھولا تھا نقارہ دیکا بجنا نقیبونکا خوش الحانی سے نقابت کرنا عنادل کا تیغ سے تو رتیغ نغمہ سنج کرتا ظاہر تھا غرضکہ وہ سامان حد قیاس سے باہر تھا کہ بیت وہ لشکر تھا یا سیل بحر فنا کہ دم بھر میں ریلے خون سے بہا وہ حاصل مرام دشت قتال میں پہنچکر تخت شاہی قلب میں لشکر کے قائم ہوا صف میمنہ و میسرہ وغیرہ آراستہ ہوئیں بہادرونکا پرا جما اسید انکو بلدار دق نے ہموار کیا سقون نے چھڑکاؤ سے گرد وغبار بٹھا کر آئینہ سا ان جنگل بنادیا دوسری جانب لشکر نقاب نے آکر صفوف حرب کو درست کیا مگر پہلوان جادو نہ آیا اسوجہ سے کہ اسنے رات کو اپنی حفاظت کیلیے یہ سحر کردیا تھا کہ جو کوئی بارگاہ میں میرے بیہوش ہو جاے اور رات بھر بیہوش رہے صبح کو جو میں اٹھوں اسکو گرفتار کرلوں چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ چالاک والبو الفتح وہاں جاکر بیہوش ہوئے جب یہ صبح کو سو کر اٹھا دیکھا دو عیار سامنے پڑے ہیں خوش ہو کر گرفتار کرنے اٹھا مگر قریب انکے انہوں نے جو کمند لگا رکھی ہے وہ کمند اچھلکر گردن و کمر و دست و پا میں الجھی اسنے چھڑانیکا قصد جو کیا حلقے چھٹکا کھا کر پیچ ہوگئے یہ گرا اور ایسا گھبرایا کہ سحر بھی بھولا ادھر ان دونوں عیاروں کو ہوش آگیا اسلیے کہ اُسنے سحر بھی کیا تھا کہ جو آئے وہ رات بھر بیہوش رہے صبحکو ہوشیار ہو جاے کیونکہ صبح کو تو کچھ ضرورت حفاظت کی تھی نہیں خود ہوشیار و بیدار ہوگا فی الجملہ عیار جو

ہوشیار ہوے ساحر کو کمند میں پھنسے دیکھکر ایسے گھبرائے کہ حباب بیہوشی مارکر اسکو بیہوش بھی نہ کیا یونہیں گٹھڑی سی باندھکر سراپچہ بارگاہ پھاندکر بھاگے وہ ساحر گھبراہٹ میں سحر کرنا بھولا اور بیہوش کرنا چنانچہ جب یہ لیکر بھاگے تو اُسنے چیخنا شروع کیا کہ اے افسران لشکر میرے دوڑو ارے واسطے سامری کا مجکو چھڑاؤ ہائے میں پھنسا ہائے میری جان گئی لوگو مجھے پکڑے لیے جاتے ہیں کمبخت ملازم میرے کہاں گئے خدمتگار حرامی مرگئے شاگرد میرے مارے گئے اسوقت کیوں نہیں آتے یہ غلغلہ سنکر ملازم اُسکے دوڑے ہرچند کمر لشکر باندھے عازم ہوشیار نہ ہوتا مگر جدھر سب دوڑے اسیطرف شاگرد بھی اُسکے چلے عیار سمجھے کہ یہ نہ جانے دیںگے اور گھیر جاؤگے یہ سمجھکر اسیطرح کمند میں لپٹا ہوا اسکو کاندھے سے زمین پر پٹک کر بھاگے ملازم جو پیچھے دوڑے آتے تھے وہ بھی عیاروں کے تعاقب میں نہ گئے اپنے مالک کو اٹھایا عیار بھاگ کر دور نکل گئے اُسنے اُنکے پٹکنے سے چوٹ بہت کھائی لیکن فرط غضب سے اس چوٹ کو خیال میں نہ لایا اور بارگاہ میں ملازموں سے کہا مجھے اٹھا لیچلو وہ اسکو بارگاہ میں لائے اُسنے کمند کے حلقے چھڑانا چاہے مگر جتنا انکو چھڑایا اتنا ہی وہ زیادہ لپٹے اسوقت اسنے چاہا کہ سحر سے کمند جلادوں لیکن میدان رزم میں جب عرصہ گذرا اور جیجگیا تو سجتیارک اُسکے خیمہ کیطرف بیخبر چلا راہ میں چالاک اپنے لشکر کیطرف جاتا تھا اسکو دیکھکر پکارا کہ مالک جی عشق اللہ ہی سجتیارک نے ایک فقیر کو تہمد باندھے سیلی تاگے سے درست کھڑا پایا کہ چالاک نے گویا ہوا کہ مرشد زادے تسلیم عرض کرتا ہوں اسنے کہا کہ بچا کمند فقیر کی پہلوان پاس ہی خبردار رہنا سجتیارک نے کہا آپکی امانت غلام حاضر کریگا یہ کہکر شیر پہلوان میں آیا وہ کمند جلایا چاہتا تھا کہ اُسنے اسکے حلقے کھولے اور کہا بڑا غضب ہے جو کمند جلیجاتی مرشد زادے راہ میں ٹھہے تھے تاکید کرگئے ہیں مجھ سے آکر لینگے یہ کہکر کمند لیکر چلا پہلوان کو اور زیادہ غصہ آیا اسلحہ آج سارے جسم پر لگاکر مرکب پر سوار ہوکر مع اپنے شاگردوں کے بعد کروفر میدان رزم میں آیا یہاں تمام بہادر گھبرا رہے تھے کہ دن چڑھ آیا ہے اور کوئی لڑنیکو نہیں نکلتا ہے کہ یہ آکر پہونچا اور اپنے خداوند سے اجازت لیکے وسط میدان میں پہونچکر نہیب زن ہوا کہ لے فرقہ اسلامیان تم میں سے جسکا جی چاہے وہ آئے میرے سامنے لشکر اسلام سے دست راستی اور دست چپی سردار یکے بعد دیگرے نکلنے لگے مگر جو اُسکے سامنے آیا اسنے تلوار کا وار کیا بہادروں نے تلوار اسکی رد کرکے شمشیر لگائی اسنے سر سامنے کردیا تلوار سر پر پڑکر اچٹ گئی پھر اُسنے تیغ لگاکر زخمی کردیا اور سحر پڑھکر گرفتار کرلیا کئی سردار زخمی ہوکر مقید ہوچکے تھے اور امیر لڑنے آیا چاہتے تھے کہ صحرا کیطرف سے بگولہ گرد کا اٹھا اور شاپور عیار دوڑتا ہوا آیا سب حیران ہوئے کہ دیکھیں یہ کیا پیام لایا ہے سب نے دیکھا کہ اسنے دو گھوڑے لشکر سے لیے اور سرداران ایرج سے ایسا کچھ کہا کہ وہ سب صحرا کیطرف چلے ایک لمحہ نہ گذرا تھا کہ جنگل کیجانب سے پھر گرد اڑی اور شہزادہ ایرج و ناہید کی سواری پیدا ہوئی کہ آگے آگے شہزادہ عالی وقار پس پشت تمام سردار آتے تھے کہ بقتضائے

نظم

سپہر اندران رزمگہ خیرہ شد — زگرد سپہ چشمہا تیرہ شد
بلشکر گہ آمد دو شاہ جوان — ہمہ بر کف خود نہادہ روان
درفش درخشان بسر برو پائے — یکے پیکرش تیر و دیگر ہمائے
ہوا شد زگرد سپہ آبنوس — ز نالیدن بوق و آواے کوس

تو گفتی کہ دریا بجوش شد ہے	نہنگ اندرون خون خرد شد ہے

انکی آمد دیکھکر امیر تامل پذیر رہے لڑنے نہ گئے اور ایرج نے قریب پہونچکر بادشاہ کو تسلیم کی اور مرکب اڑاکر سامنے پہلوان کے پہونچکر نگاہ ماری گھوڑا اُسکا پس پا ہوا اُسنے رانوں میں مسلکر مرکب اُسکے رو برو بڑھایا مگر بختیارک نے لقا سے کہا کہ یا خداوند آپکے نواسے کے تیور آج برے نظر آتے ہیں میرے نزدیک طبل امان بجوا دینا بہتر ہے ورنہ بھاگتے راستہ نہ ملیگا لقا نے کہا اے شیطان تو بھکتا رہتا ہے میرا پہلوان ہر قدرت ہے سبکو ماریگا یہ کہہ رہا تھا کہ وہان پہلوان نے شہزادہ پر تلوار لگائی شہزادے نے وار اُسکا خالی دیا اور وہی تیغہ جو بوقت جنگل جادو سے پایا تھا کھینچکر علم کیا ساحر نے جو اسکی چمک دیکھی دل اُسکا ایسا خائف ہوا کہ سپر چہرے کی پناہ کرکے سحر پڑھنے لگا مگر سحر نے تاثیر کی نہ سپر آڑے آئی تلوار شہزادے کی سپر کو کاٹکر خود و دوال زرہ ٹوپ وغیرہ سے گذر کر کاسۂ سر میں در آئی اور سر سے سراسر کا چہرہ تراش کر صراحی گردن سے آب زندگی گراتی ہوئی صندوق سینہ سے متاع جان غارت کرکے شکم کے ادھ بیچوں بیچ کو کاٹکر خانۂ زین پر آئی مختصر یہ کہ تنگ مرکب سے نکلگئی راکب و مرکب چار پھانکے ہوکر گرے بختیارک یہ ضرب دیکھکر ہاتھی پر کھڑا ہو گیا اور لشکر اسلام سے پہلے اسی نے تکبیر کہی شاگردان ساحر شغال اپنے استاد کے مرتے ہی لشکر سحر پڑھتے لپا لپا کر شہزادے پر آگرے آگ پتھر برسانے لگے ایک طرف سے لقا نے فوج کو للکارا اور پیادے لشکر آنکر جنگ اسطرف سے بادشاہ اسلام نے حملہ کا حکم دیا دو لشکر باہم ملگئے شمشیر زنی آغاز ہوئی ہوا کا مزاج مکدر ہوا و دنیا دشمنوں نے دیکھی لوہا بسنے لگا لڑائی کی چمک سے دریائے آہن لہرین مارتا نظر آتا تھا اس لڑائی میں طرفہ ماجرا یہ ہوا کہ سرداران جنکو پہلوان گرفتار کرچکا تھا مثل تورج و داراب وغیرہ کے وہ ایک خیمہ میں قید تھے پہلوان کے مرنے سے سحر انکے سر سے جاتا رہا وہ سب چھوٹ کر جو نکلے ہنگامہ کارزار گرم دیکھکر جو لشکر کہ پڑاؤ پر تھا اس سے لڑنے لگے اور ایک آدمی دربان زندان کو مارکر اسلحہ لیکر آفت برپا کردی پڑاؤ پر سے لوگ بھاگے سرداران عقب میں انکے چلے اور لشکر کفار کی پشت پر آکر شمشیر زنی آغاز کی اور نہ باوہ لشکر لقا میں کھلبلی پڑگئی اسیطرح یاد رہے ہوا کہ لشکر نامید جو ہمزہ لقا اُٹھانے آیا تھا اُسنے جو بیٹے افسر دماغ کو شریک دشمن دیکھا سمجھا کہ مالک ہمارا لقا سے لڑنا چاہتا ہی پس وہ سب لشکر بھی فوج خداوند سے لڑنے لگا غرض چار طرف سے لشکر لقا گھر گیا اور یہ حال ہوا کہ ابیات

گروہے بکندہ درون پر زخون	دگر سر بریدہ فگندہ نگون
ہمہ دشت مغز و جگر بود و دل	ہمہ نعل اسپان زخون پر زگل
ز افگندہ گیتی بر آن گونہ گشت	کہ کرگس نہ جا رست بر سر گذشت
ز باد و ز خورشید و شمشیر تیز	ز آرام دیدہ نہ راہ گریز
ز خشم تبرزین و گرز دلیر	ز دریا بر آمد یکے سرخ میغ

ایرج پر بسبب تلوار نگوں کے حرارت کرتے تھے شہزادے [illegible] درآتی تھی ایک طرف سے امیر و دیگر ے اسم اعظم پڑھکر ساحری مٹا یا تھا [illegible] ساحران [illegible] کردیا [illegible] کشتوں سے بھر گیا [illegible] لقا تھا [illegible]

چار طرف سے تیغ دیرۂ شہزادہ پر پڑنے لگا مگر مرکب پان کی گرمی پاکر اڑا اور ہاتھی کی مستک پر پہونچا دونوں ما بین اگلی ہودج لقا پر تھیں علمدار جو علم کو جلوہ دے رہا تھا اُسنے تلوار ماری اور فیلبان نے آنکس لیا شہزادہ نے بائیں ہاتھ سے ادخچر سپر کی فیلبان کو ماری کہ وہ تو ہاتھی کے نیچے گرا اور علمدار کی تلوار اپنی تلوار پر کاٹھ کر اپنا وار کیا تیغہ خون چکاں اس زور سے مارا کہ مع علم و علمدار کاٹ کر تیغہ ہودج پر آیا اور اسکو کاٹ کر ہاتھی کے جھونڈے پر ٹھہرا لقا تلوار پکڑ کے کھڑا اٹھا تھا کہ اے نبیرہ قدرت کیا کرتا ہے او بندہ بے ادب خبردار قدرت سے گستاخی نہ کرنا نہیں تو قدرت سنگ سیاہ کر دیگی شہزادے نے بعد قتل علمدار نعرۂ اللہ اکبر بلند کیکے تیغ علم کی اور فرمایا کہ اے مشرک خدا کے گذارم کہ از دست من جان بسلامت بریچ چاہتا تھا کہ ہاتھ مارے بختیارک نے کمر پکڑ کر لقا کو کھینچا اور ہاتھی کے نیچے گرا کر آپ بھی کود القا پکارا کہ اے شیطان سُرخ قدرت میں چوٹ بہت آئی شیطان نے کہا کہ تابا بے دار بی بگڑیں آخر اسی چوٹ میں جسطرح بنا اٹھکر بھاگا شہزادہ بھی فیل پر سے مرکب اڑا کر زمین پر آیا اور تعاقب میں چلا لیکن کوہی اور تمام افسران لشکر لقا نے مرنا گوارہ کیا اپنے خداوند پر ٹوٹ پڑے سرداران لشکر اسلام بہوسے شہزادہ نے آکر کمیدان کو مار کر پلٹن کو بھگا دیا رسالہ بیچ میں آگیا تلوار گھمسان کی چلنے لگی وہ رن پڑا کہ کبھی ترک فلک نے دیدہ مریخ سے بھی یہ ہنگامہ نہ دیکھا ہوگا آخر لشکر لقا تاب جنگ نہ لایا علم فوج سرنگون تو ہو چکا تھا افسر قتل ہوے تھے سپاہ بے سردار کے پاؤں اُٹھ گئے اہل اسلام تلواریں مارتے غازیان دیندار خون چہرہ پر ملے ہیبت ناک صورتیں بنائے پیچھے چلے جو گرفتار ہوا بغیر کلمہ پڑھائے امان نہ دی خون کا دریا بہا دیا زیر تیغ رکھ لیا لڑا اور لوٹ کر آگ خیام کفار میں لگا دی لقا بھاگ کر داخل قلعہ عقیق کوہ ہوا ہزارہا کافر داخل جہنم ہوے اور قلعہ بند کرکے توپیں ری مجاہدین رکے کہ اب دشمن محصور ہوا اگر چند روز میں جمعیت بہم پہونچا کر پھر باہر نکلا اور لڑا تو خیر ورنہ قلعہ پر حملہ کرینگے اور اس گھروندے کو ٹاپوں میں گھوڑوں کی اڑا دینگے لشکر میں طبل آسایش پر چوب پڑی سب پھر کر داخل خیام ہوے مال غنیمت تقسیم ہوا اپنے بیگانے کشتوں کو گنج شہیدان کرایا اسطرف ساحر نالان و گریان لاشہ پہلوان کا اٹھا کر جانب طلسم گئے لشکر اسلام میں جشن آغاز ہوا سب قید شدہ سردار بھی آکر ملے لشکر ناہید بھی شریک ہوا بادشاہ نے ناہید کو ملک و مال اُسکا معاف فرمایا خلعت دیا سرداران ایرج میں داخل ہو کر دست جیب میں بیٹھا یہاں تو یہ سامان ہے لیکن لقا جو بھاگ کر قلعہ میں گیا ایک شبانہ روز تو چوٹ کی وجہ سے دربار میں نہ بیٹھا دوسرے روز یہ کہتا ہوا برج مینا سے برآمد ہوا کہ مجھ سے بڑی غلطی ہوئی جو ایسے بندے سرکش اور زبردست میں نے پیدا کر دیے کیا بری تقدیر قلم قدرت نے لکھدی آخر جب تخت پر بیٹھا سب اہل دربار افسران بقیہ لشکر حاضر ہوے ہر ایک نے سجدہ کیا اور اپنی اپنی جگہ بیٹھے دور شراب آغاز ہوا اس اثنا میں گلگون عیار آیا جسکا ذکر اول بیان ہوا ہے کہ بہار کو پکڑ لایا تھا چنانچہ اس زمانہ سے یہ اپنے ملک میں گیا تھا اب پھر آیا بختیارک نے اسکو دیکھ کر پوچھا کہ کہیں کہاں تھے اُسنے کہا گھر گیا تھا بختیارک نے کہا جیسے گھر میں رہے ویسے یہاں رہتے جو ہوتے تو یہاں رہنے کا مزا آتا کل کی لڑائی میں قدرت کے بہت چوٹ لگی اگر میں کفیل حال نہوتا تو فیل پر سے اتر نہ سکتے تو اس قدرت کا قتل ہو چکا تھا یوں ہوتے جیسے خداوند زور آور رہیں ویسی ہی مٹی زور رکھتی بنتا پھر دیکھ پیٹ خواہ وہ زندہ تو خداوند جب تک پاتی تو مارتا ہوا اور اقرجنگ اسکو سنا بیار دکو

نے کہا کہ میں جاتا ہوں اور ایرج کو پکڑ کر لاتا ہوں یہ کہکر اپنے خیمہ میں آیا اور ایک گھسیارے کو لشکر کے بلا کر بیہوش کر کے ایرج کی ایسی صورت بنایا پھر ایک اپنے شاگرد کو طلب کر کے حکم دیا کہ تو میری ایسی صورت بنا شاگرد نے جب حکم اسکی ایسی صورت بنا اس تدبیر نے اتنا عرصہ کیا کہ عیار روزگار نے بھی صورت اپنی تبدیل کی یعنی رومی سے زنگی کا بھیس بدلا سیاہی شب کو منھ پر ملا کر بمقتضاے نظم

گر رفتہ رفتہ دن بڑھکر ہوا کم ۔ ہوا سامان تاریکی فراہم
سیاہی دیکھکر گیسوے شب کی ۔ دلون نے خلق کی راحت طلب کی

شام ہوتے ہی قنطورے اور پٹیا دے سے آراستہ ہوکر پشتارہ گھسیارے کا باندھکر شاگرد کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا اور قریب لشکر اسلام جو صحرا ہے وہاں ایک غار میں پشتارہ گھسیارے کا رکھکر آگے بڑھا اور شاگرد کو کنارہ لشکر اسلام کے ٹھہرا کر کچھ فریب تعلیم کر کے آپ آگے چلا اور ایک جگہ ٹھہر کر صورت اپنی مثل خدمتگاران اہل اسلام بنالی چکن چینی پہنی پاک کرتے لگایا پیشانی پر گھٹا سجدہ کا بنایا شرعی ڈاڑھی درست کر کے داخل لشکر اسلام ہوا اور سیر بازار دیکھتا ہوا ایک سردار کی بارگاہ کو دیکھتا قریب بارگاہ ایرج پہونچا اور خدمتگاروں میں ملکر ٹھہر رہا جب شہزادۂ مذکور دربار سے آکر استراحت فرمائے بارگاہ ہوا خدمتگاری کرنیکے لیے بلائے گئے عیار مسطور بھی انہیں شریک ہو کر اندر آیا مگر شاپور عیار شہزادہ نے ہر ایک خدمتگار کو بنظر فراست دیکھا اس عیار کو نیا آدمی دیکھکر چاہا کہ گرفتار کرے مگر وہ بھی نظر اسکی پہچان گیا اور سراسیمہ فرار کرنے لگا لیکن کہتا گیا کہ خبردار رہنا میں گلگون عیار ہوں آج ایرج کو پکڑ کر لیجاؤنگا یہ کہکر چلا گیا یہاں انتظام ہونے لگا شاپور دربارگاہ میں پھرنے لگا شہزادہ بھی باوجود اسقدر ہوشیاری پلنگ پر آرام فرما تو ہوا مگر جاگتا رہا کتاب تواریخ لیٹے لیٹے دیکھنے لگا ادھر گلگون جو دعوی کرکے گیا تو لشکر اسلام سے باہر نکلا صورت بدلے فکر میں پھرنے لگا اتفاقاً ایک فراش ملازم ایرج کسی کام کو بیرون لشکر گیا تھا پھرا ہوا اپنی نوکری پر آتا تھا اسنے اسکو دور کا پہلے تو بہت جھک کر سلام کیا پھر کہا کہ میرے ساتھ ذرا ادھر آیئے دیکھیے تو یہاں کیا نقشہ ہے فراش بیچارہ ایک اسکے کہنے پر حیران ہوکے اسطرف آیا جہاں اسنے بتایا وہ مقام گوشے کا تھا اسنے وہاں آکر حباب اسکے منھ پر مارکر بیہوش کر دیا اور اسکا بہروپ لیکر زنبیل عیاری جلا کر آئینہ سامنے رکھکر اسکی ایسی صورت بنکر لباس اسکا پہنکر چلا فراش کو وہیں چھوڑا اور در بارگاہ پر آیا شاپور نے پوچھا کہ میاں درگاہی کہاں گئے تھے اسنے کہا کہ غلام لشکر میں کچھ سودا لینے گیا تھا یہاں غلغلہ سنائی دیا دوڑا آیا پھر پوچھا بھی نہیں شاپور سمجھا کہ سچ کہتا ہے یہ سمجھ کر چپ ہو رہا اور یہ اندر بارگاہ کے شمعوں کے گل لینے اور روشنی تیز کرنے کو آیا یہاں دیکھا تو شہزادہ بھی بیدار ہے سمجھا کہ یہ لوگ بڑے ہوشیار ہیں نہ بیٹھیں گے یہ سوچکر شمعوں پر بیہوشی ڈالنے لگا فرش کا جھول مٹانیکا حیلہ کر کے خاک بیہوشی سب طرف پھیلا دی سرہانے شاہزادے کے آکر سیج بند باندھنے لگا اور تکیوں میں بیہوشی کا عطر جو ہاتھ میں بھرا تھا قابو پاکر لگانے لگا شہزادہ کچھ اسکی حرکتیں دیکھکر متحیر ہوا اور بنظر غور جو دیکھا کچھ شبہہ کر کے سمجھا کہ اسکو گرفتار کرالو اگر فراش ہوگا رہا کر دینا ورنہ مار ڈالنا یہ سمجھکر پکارا کہ لینا اسکو عیار سمجھا کہ یہ مجھے پہچان گیا یہ سمجھکر ذہن میں سے غنڈا ٹاری اور صحن بارگاہ میں آکر سراسیمہ فرار کرنے لگا یہاں شہزادے کے لینا کہنے سے شاپور اٹھکر دوڑا اور شہزادہ خود

نکلکر وہ ٹھہرا اور پکارا کہ اے شاپور سراُٹھے عیار بھاگا جاتا ہے ادھر آؤ اُسیطرف گمبیر و شاپور اُسی جانب دوڑا اور بارگاہ میں جوان اور غبار بیہوشی پھیلا ہوا تھا شہزادہ مع خدمتگاران کے بیہوش ہوگیا اور بسبب غلغلے کے جو دوڑا وہ خیمہ کے باہر ہی دوڑا اور تعاقب عیار چلا شہزادہ بیہوش پڑا رہا ادھر شاپور جو پیچھے دوڑا گلگون جست و خیز کرتا ہوا کنارے لشکر کے اسکو لایا وہاں شاگرد کو اپنی صورت اپنی بنا کر ٹھہرا آیا تھا اور یہی کہہ آیا تھا کہ جب میرے تعاقب میں کوئی آئے تو میرا نعرہ کرکے تو لڑنے لگنا شاگرد نے یہی کیا کہ استاد کو آتے دیکھکر آگے بڑھا آیا استاد تو نکل گیا اور اُسنے نعرہ کیا کہ باش و ناعیار کہاں آتا ہے کیا مین تجھ سے کم پایہ کی کار رکھتا ہوں یہ کہکر تیغہ کھینچکر لڑنے لگا شاپور اور وہ دونوں مصروف جنگ ہوئے اور گلگون نے مہلت پائی فوراً صورت اپنی اصل صورت شاپور بنائی اور پھر داخل لشکر ہوا جسنے دیکھا جانا کہ عیار نکل گیا یہ پھر آیا ہے غرضکہ کوئی مزاحم ہوا اور یہ بارگاہ شہزادہ موصوف میں آیا دیکھا تو یہاں شہزادہ مع خدمتگاران بیہوش ہے اسنے خوش ہو کر جلدی عیاری بچھائی اور رسا اور حلقون سے کمند کے گولا مار کرکے پشتارہ کاندھے پر رکھا اور سراُچھال کے نکل نصف راہ لشکر کی طے کی ہوگی کہ ادھر شاپور کو شاگرد سے اسکے لڑنے میں خیال آیا کہ ایسا نہو وہ عیار کسی کو اپنی صورت بناکر مجھے پھرا گیا ہو اور آپ جاکر کام کرتا ہو یہ سمجھکر سامنے سے اُسکے بھاگا اور بارگاہ شہزادہ کیطرف چلا راہ میں گلگون کو پشتارہ بدوش جاتے دیکھا کہ میری صورت بنا ہوا کوئی پشتارہ لیے جاتا ہے اسنے یہی اکر للکارا وہ بھاگا اور یہ پیچھے چلا یہانتک کہ لشکر سے نکلکر وہ جنگل میں آیا کہ اسنے پہچان لیا اور تیغہ کھینچا آپس میں دونوں گتھم گتھے لڑتے لڑتے وہ پیچھے ہٹا اور یہ اسکو دباتا چلا یہانتک کہ وہ اسی غار پر آیا جہاں گھسیارہ کو بشکل ایرج بناکر پشتارہ میں باندھکر رکھ آیا تھا غرضکہ جب غار پر آیا اس غار میں کود گیا اور پشتارہ شہزادہ کا وہیں رکھا پشتارہ گھسیارہ کا کندھے پر لاد کر ٹھہرا تھا کہ شاپور نے چاہا میں غار میں پھاند جاؤں اُسنے کمند کے حلقے لگائے شاپور سمجھا کہ تم پھاندے اور پھنسے لازم ہے کہ اسکو راستہ دو تاکہ نکل آئے یہ سمجھکر پیچھے ہٹ گیا اُسنے اُسکے ہٹنے سے جست کی اور سر غار پر آیا شاپور نے پھر جاکر گھیر لیا اُسنے دو ایک حملہ روکے آخر پشتارہ دوش سے اتار کر رکھدیا اور لڑنے لگا شاپور نے اسکو ایسی جھکائی دی کہ وہ تو ادھر گیا ادھر شاپور رہا اور شاپور جانب پشتارہ ہو گیا اور جلدی سے اپنا شہزادہ سمجھکر پشتارہ اٹھا کر لایا اُسنے تلوارین مارنا شروع کین مگر شاپور نے پشتارہ چھوڑا اور سمجھا کہ پشتارہ ہے ایسا نہو کچھ اور آفت آجائے کوئی اُسکا شاگرد آکر دست انداز ہو اس سے بہتر ہے کہ لڑنا موقوف کرکے اپنا راستہ لو یہ سوچکر جانب لشکر اسلام بھاگا اُسنے بھی طرح دی یہ تو نکل گیا اور وہ غار سے پشتارہ باہر کرکے روانہ ہوا اور بعجلت تمام اپنے لشکر میں پہونچا رات زیادہ ہوگئی تھی حاجبان قلعہ اُسکے منتظر تھے انھوں نے بعد دریافت علامات شناخت کرکے دروازہ کھولا یہ داخل قلعہ ہوا القصہ باغ مینا میں آرام لیے رہتا تھا جا رہے اپنے خیمہ میں شہزادے کو لایا اور اسوقت تک بحفاظت تمام رکھا کہ کاہ کش دہر نے گیاہ کہکشان کو صحرائے فلک سے آفتاب کا گٹھر بالیکر بھیلا اور گلیم شب میں لپیٹ کر گٹھری باندھی کہ بموجب نظم

کہ جب اٹھا زمین سے سایۂ شب | نظر آیا جنجال صبح مطلب
پچھتے رستے ہوئے ظاہر ہر اک سو | اڑے طائر گھر سے صحرا میں آہو

ہنگام سحر لقا دارالامارہ قلعہ میں آکر تخت نشین ہوا سب سردار اور مطیع اُسکے حاضر ہوکر اپنی اپنی جگہ پر قیام پذیر ہوئے اُسوقت گلگون نے قید آہن ہزار من کی جسم انور ایرج نامور کو پہنا کر دربار کاراستہ لیا شہزادہ کو بھی عرادے پر ڈالکر ہمراہ لایا جب شہزادہ سامنے اس مردک یعنی لقا کے پہونچا بطور خدا پرستان پکار اکر سلام ہے اس مجلس میں خدائے لاشریک کے ماننے والے پر ہو لقا اس نہیب کو سنکر کڑکڑایا کر او بندۂ بے ادب نواسۂ قدرت سجدہ کر با بدولت کو شہزادے نے فرمایا کہ میں تجھپر اور تیرے سجدہ کرنیوالوں پر لعنت کرتا ہوں او مشرک خدا ناچار ہوں کہ اسوقت دسترس میرا نہیں ورنہ زبان تیری گدی سے کھینچ لیتا اُسنے ان کلمات کو سنکر حکم قتل شہزادہ دیا لیکن نوبت اُسکے کہ کوئی عیار اُسکو چھڑا لیجائے ایک سردار سے کہا کہ تو اُٹھکر سر کاٹ لے جلاد کے بلانے میں عرصہ ہوگا وہ سردار تلوار لیکر اٹھا اور شہزادے کو یقین اپنی مرگ کا ہوا پس درگاہ احکم الحاکمین میں رجوع قلب سے پکار اکر

نظم

مجھے امید کب ہے بخت بد سے	کہ فرصت پاؤں اس بند و حسد سے
ہزاران شکر احسان خدا و مہ	کرو کرتا ہے نگینون کو خرسند
عجب کیا ہے کہ چھوٹوں اس بلا سے	مجھے امید رحمت ہے خدا سے
الٰہی دل کو میرے شاد کردے	مجھے اس قید سے آزاد کردے

تیر دعا نشانہ اجابت پر بیٹھا یعنی ہرکارے دوڑتے ہوئے آکر بجراگاہ پر ٹھہرے اور کافرنے کا ذکر کو بعد دعا دیکر عرض کی کہ شہزادہ کوہی عالم قلعہ سیاہ کوہ چالیس ہزار کو سیون سے ہمراہ عدا آدنا پاہی یہ خبر سنکر لقا نے حکم دیکہ ابھی قتل مجرم موقوف رکھو اور بختیارک کو حکم دیا کہ بہر استقبال جائے شہزادہ اسیطرح مقید بطوق و سلاسل سامنے حاضر رہا اور بختیارک مع چند سردار کے پیشوائی کو چلا یہان تو یہ ماجرا گذرا اگر شاپور جو پشارہ گھسیارے کا ایرج کا بنشارہ بنکر لیگیا تھا اُسنے بارگاہ میں لاکر اسکو کھولا اور گھسیارے کو ہوشیار کیا گھسیارے کو گلگون نے بلاکر بیہوش کرکے ایرج بنایا تھا پھر حال تو یہان اس سے کیا نہ تھا جو وہ اپنے تئین شہزادہ بتاتا اُسوقت آنکھ کھلتے ہی اپنے چار طرف کچھ ڈھونڈھنے لگا شاپور نے پوچھا کہ کیا ڈھونڈھتے ہو اُسنے کہا گسیتان میری کمر میں کھر بار کھا تھا اسکو ڈھونڈھتا ہون تمنے پایا ہو تو بتا دیجیے شاپور نے ان باتونسے جانا کہ یہ گھسیارہ ہے بہت نادم ہوا کہ تو نے سخت دھوکا کھایا اب شہزادے کو چھڑانا ہے یہ سوچکر گھسیارہ کو نکالدیا اور آپ پھر روانہ ہوا نزلسبکہ رات کو در قلعہ بند تھا اسنے ہزار دن تدبیرین کین مگر اندر نجا سکا ٹھہر رہا جب صبح کو دروازہ کھلا اور بختیارک پیشوائی کو نکلا یہی اُسکے ساتھ چلا اُسنے جاکر شہزادے سے ملاقات کی لشکر اسکا ہمراہ لیکر داخل قلعہ ہوا شاپور بھی صورت بدلے اُسیکے ہمراہ لشکر میں ملکر قلعہ میں آیا لشکر اُسکا ایک مقام پر اترا فوج کی چھاونی کے قریب خیمے استادہ ہوگئے اور شہزادہ سامنے خداوند کے آیا شاپور بھی خدمتگار دنین ملکر ساتھ آیا یہان اپنے بھی شہزادے کو مطوق و مسلسل بیٹھے دیکھ ارہائی کرنے لگا اور شہزادہ نے خداوند کو سجدہ کیا خداوند کی دنگل پر بیٹھا دونو شہزادے کرا سنے بھی کچی خداوند سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے لقا نے کہنے بتایا تھا کہ ملک بختیارک بیٹا لاکے اسکا حال مجھ سے سنیے یہ نواسے خداوند کے اور بڑے حمزہ کے ہیں بنی منی کو ہونا حمزہ کا خیال لیگیا تھا انسے یہ بچہ پیدا ہوا ہے

جو خداوند کیا اگر خداوند کے باپ کو پائے تو مارے یہ کہکر سب حال لڑائی کا تا گرفتار ہو آنے شہزادے کے بیان کیا
شرانجوار جب یہ باتیں سن چکا دل سے سوچا کہ یہ کیسا آخر خداوند ہے جو اپنا حفظ ناموس نہ کر سکا بیٹی کو قبضۂ دشمنان میں جانے دیا اور
اب اپنے چھوٹے سے سجدہ نہیں کرا سکتا یہ سمجھکر دل میں اُسکے خداوند کیطرف سے فتور آیا مگر ایرج کیطرف مخاطب ہوکر گویا ہوا کہ اے
نواسۂ قدرت ایک تو خداوند سارے عالم کے خداوند سے تیرے نانا ہیں تو انکو سجدہ کیوں نہیں کرتا یہ سنکر ایرج نے
جواب دیا کہ اگر یہ سارے عالم کے خدا ہیں تو کوئی ایسا پہلوان پیدا کریں کہ مجکو زیر کرے جب یہ ہوگا تو انکو سجدہ کرونگا
شرانجوار نے کہا شرط معقول ہے اور قول تیرا درست ہے مجکو یہ امر بدل قبول ہے اچھا اگر میں تجکو زیر کروں تو اپنی شرط سے
بازگشت نہ کرنا شہزادے نے فرمایا کہ استغفر اللہ قول مردان جان دارد مگر بصورت میرے تجھپر غالب آنیکے تجھے بھی
دین اسلام قبول کرنا ہوگا اسنے کہا مجھے منظور ہے یہ شرطیں ہوتے سنکر بختیارک بولا کہ اے شرانجوار تم اسباب میں نہ بولو کیا
تم مسلمان ہونے آئے ہو اُسنے کہا ملک جی تم دیکھو تو میں ابھی اسکو زیر کیے لیتا ہوں بختیارک ٹھکر ناچنے لگا کہ گویا ہم تکو استقبال
کرکے اسلیے لائے تھے کہ تم ہمارے ہی دشمن ہو گئے اے کوئی کیوں دیوانہ ہوا ہے اسنے لڑکر کوئی بھی غالب ہوا ہے اسنے کہا تو جھک مارتا ہے
اور اٹھا کہ قید شہزادہ دور کردوں شہزادے نے فرمایا کہ ہلو گے البتہ زنجیر تول میں جبتک نام قید کا تھا قید تھے اب جو وقت
رہائی آیا ہے تو کچھ تیری رہائی کی ضرورت نہیں ہے یہ کہکر خانۂ زور میں آکر چیخ مارا اور اس قید گران کو مثال رشتۂ خام توڑ کر
الگ پھینکا شرانجوار یہ حال دیکھ کر وجد کر گیا اور منگل سے کود کر مقابل شہزادہ ہوا شہزادے نے ہاتھ سے ہاتھ ملایا اُسنے
پیچ باندھا انھوں نے توڑ کیا ازبسکہ بارگاہ میں جگہ کم تھی شہزادہ دیر تک لڑنا مناسب نہ سمجھا ایک مقام پر اسکو پکڑ لایا
اور دوڑ کمر بند میں ہاتھ ڈالکر اسکو پہلے ہی زور میں اٹھاکر سر سے بلند کیا اور چاہا کہ زمین پر مارے اُسنے پکار کر کہا کہ اے
شہریار امان دیجیے اور شرط اپنی یاد کیجیے شہزادے نے زمین پر اتار دیا اُسنے قدم پر سر رکھا شہزادہ اُسکا سر سینے سے
نہ لگانے پایا تھا کہ لقا نے اپنے سرداروں کو للکارا کہ لینا ان بندگان مغضوب کو سردار لینا لینا کہہ اُٹھے شرانجوار تو مسلح
دکمل تھا سنبھلکر حملہ آور ہوا اور شہزادہ ایرج نے جھپٹکر ایک سردار لقا کو ٹے مار تلوار اسکی چھین کر نعرہ رعد آسا بلند
کیا اور قتل و قمع کا ہنگامہ بلند ہوا شاپور رنج ہے ہنگامہ دیکھا دارالامارہ سے نکلکر بھاگا اور پہلے لشکر شرانجوار میں
آکر پکارا کہ اے افسران لشکر مالک تمھارا بارگاہ لقا میں لڑ رہا ہے جلد جاؤ ورنہ قتل ہو جائیگا یہ خبر سنکے لشکر جلد جلد تیار
ہوا ادھر لشکریان لقا و سلیمان سے بختیارک نے کہلا بھیجا اُدھر بھی کمر بندی ہوئی اور یہ دونوں لشکر دارالامارہ سے چلے تھے
کہ راہ میں سامنا ہو گیا شمشیر صاعقہ خصال کھنچی اور بہم جدال آغاز ہوئی قلعہ میں کھلبل پڑ گئی دروازے مکانوں کے بند ہو گئے
اور دکاندار دکانیں چھوڑ بھاگے گلیاں لاشوں سے پٹنے لگیں خون کی نالیاں بہنے لگیں اس ہنگامہ میں شرانجوار و ایرج
بھی لڑتے ہوئے دارالامارہ سے باہر نکلے باہر آکر گھمسان کی تلوار چلنے لگی لقا بھی سوار ہوا غلغلۂ محشر آشکار گلیوں میں سر مانند
کاسۂ گدائی کے ٹھوکریں کھانے لگے بازار اجل گرم ہوا قضا نے دکان کھولدی ملک الموت جان کا خریدار ہوا اسیر و جوان کا
بھاؤ ایک ہی کر دیا نرخ جان بہت ارزان تھا اس لڑائی میں بختیارک کہ یہ نقشہ تو بہت بُرا ہے کچھ سوچتا ہے خداوند
سے گویا ہوا کہ آپ بچا اس تخت سے بھی بھاگئے کا شبیدار اور زنگ دیر میں ور قلعہ پر آکر ہنگامہ مچائیگا اور قلعہ کو فوج

اسکی ایک گھروندا بجتی ہے وہ دم بھر مین پامال کرونگی پھر یہ جائے امن بھی ہاتھ سے جائیگی لازم یہ ہے کہ ان دونون کو راستہ دو تاکہ لڑتے ہوے قلعہ سے نکل جائیں بیرون قلعہ انکو گھیر لیجیے مہ جبین نے کہا مضائقہ نہین لقا نے یہ سنکر کہا مین ایسی تقدیر پہلے ہی کرچکا ہون بختیارک نے افسران لشکر سے جا کر حکم دیا کہ تین طرف سے انکو گھیر و اور ایک راہ سے انکو بیرون قلعہ جانے دو فوج تین طرف ہو گئی شہزادہ دشمن اکخوار نے جو راہ پائی اپنی فوج لیے لڑتے بھڑتے در قلعہ پر آئے سپاہی پلٹین اور نگہبان فوج انکے آنے سے بھاگ گئے یہ دونون بہادر باہر نکلے اسوقت شاہ پدرود ڑا اور خدمت امیر مین آکر بعد دعا و ثنا کے خبر جنگ عرض پیرا ہوا امیر حال سنکر مع تمام سرداروں کے اُٹھے لشکر اسلام مین قرنا بجی فوج تیار ہو کر چلی در رد قلعہ پر پہونچکر نعرہ بلند کرکے تمام بہادر گر پڑے تو وہ ہنگامہ گیر و دار برپا ہوا کہ ترک فلک کا بھی جی چھوٹ گیا بہرام ابھی جنگ کا بدل ملنے سے خون ہوا ایرج نے قلعہ کے اندر سے تا بہ دروازہ لاشون کی سڑک بنادی تھی قصر تن کی عمارت ڈھادی تھی روح ساکن جسم بھگادی تھی اب امیر نے آکر جدال کہا کہ ابیات

ہمہ کوہ و دریا پر آواز گشت	تو گفتی سپہر روان باز گشت
ز زخم و دشابان پر خاش جوئے	ہمی خون و مغز اندر آمد بجوے
ز رخشندہ پیکان و پر عقاب	ہمی دامن اندر کشید آفتاب
زمین شد بکردار دریائے خون	سر دوست بہ زیر سنگ اندرون

آخر لشکر لقا پسپا ہو کر پھر قلعہ مین چلا گیا اور در قلعہ بند کرلیا امیر شہزادہ ایرج و دشمن اکخوار کو لیکر مراجعت فرمائے راہ مین زر نثار کرتے ہوے داخل لشکر ہوے لشکر اسلام سے طبل لشکر دشمن اکخوار اترا اور اسکو امیر سامنے شاہ اسلام کے لائے اُسنے مجرا کرکے نذر دی خلعت معافی ملک و خزانہ و لشکر عنایت ہوا اور کلمہ پڑھوایا یہ اسلام بصدق دل لایا تخت ایرج دنگل دست چپ مین بچھا بیرون چہل ستون قریب نامہید یہ بیٹھا شاہ نے عوض نام دشمن اکخوار اسکو خطاب شہسوار کوہی کا دیا بارگاہ اسکے لیے استادہ ہوئی غرضکہ بحکم شاہ ہنگامہ شراب کباب گرم ہوا ناچ ہونے لگا انکو تو ایسا مصروف عیش و نشاط رکھیے مگر حال اژدر جادو سنیے کہ بہ بیت ہمرے بہر عنان سمند قلم و تنی داستان اک کرون یعنی رقم جادو طرازان سحر تقریر اسطرح تحریر کرتے ہیں کہ اژدر جو بحکم شاہ طلسم لشکر لیکر برائے جنگ مہرخ نیک سیر روانہ ہوا تھا چنانچہ دریائے سحر کے پار بعد کرد فراز کر اُسنے خیمہ کیا اور قاصد ہوا کہ کل کوچ کرکے داخل لشکر حیرت ہونگا غرضکہ بارگاہ مین داخل ہوا سراپچے اُسکے اٹھوا دیے اور جھکر سیر دشت کرتا جاتا تھا اور ایک کمان سحر اسکے پاس ہے کہ شاہ جادوان نے اسکو دی ہے تاثیر اُسکی یہ ہے کہ صاحب کمان جو نشانہ لگائے نشانہ خطا نکرے اور کوئی حربہ بھی اُسکے جسم پر اثر نہ پہنچا سکے کوئی ساحر اور غیر ساحر اسکو زیر نکر سکے نہ وہ کسی کے ہاتھ سے مارا جائے چنانچہ دریائے خونروان کے کنارے صحرائے پر فضا اور بمعہ رانظاران و چار پایان ہے اژدر جو اس مقام پر اترا جنگل کی کیفیت دیکھکر سراپچہ بارگاہ اٹھوا دیا اور وہی کمان عطیہ شاہ طلسم لیکر طائران پر نشانہ لگانے لگا لشکر مین اُسکے بازار کھل گیا چہل پہل شروع ہوئی یہان تو یہ ہنگامہ ہو رہا ہے مگر لشکر مہرخ سے عیار تو ہر وقت صحرا اور لشکر حیرت مین پھرا ہی کرتے ہین انھین مین سے قران کہ ہر وقت جنگل مین رہتا ہے پھرتا ہوا اسطرف آنکلا ایک لشکر کو شمیر اترے دیکھکر ایک لشکری سے حال پوچھا سب کیفیت اژدر کی

معلوم ہوئی کہ بادشاہ طلسم نے اُسکو برمقابلہ مہرخ بھیجا ہے پس جملہ ماجرا سنکر دلسے سوچا کہ بادشاہ طلسم نے اسکو زبردست جانکر بھیجا ہوگا جاکر
بڑا فساد کریگا لازم ہے کہ کہیں اسکا کام تمام کروں یہ تجویز کرکے تنہائی میں آیا اور بصورت ساحر مہیب بنکر تیار ہوا سانپ بہت سے
جسم میں لپیٹے ترسول ہاتھ میں لیا ترکش مثل دم طاؤس دوش سے لگاکر کمان ہاتھ میں لیکر شکار کھیلتا یہ بھی جانب بارگاہ
افود چلا جب سامنے اُسکے پہونچا سلام کیا اُسنے باشارہ پاس بلاکر مزاج پرسی کی اور پوچھا کہ آپ اپنی کیفیت بیان فرمایئے
کہ کون ہیں اور مسکن جناب کہاں ہے اُسنے جواب دیا کہ اس پہاڑ کے اُسطرف جو سامنے دکھائی دیتا ہے مسکن میرا ہے نام بہادری گے
دلگا کر اکیلا مجبور رہا ہوں میں نے خبر سنی کہ بادشاہ طلسم کے مصاحب ملک قاعد شرد یہاں تشریف لائے ہیں مجکو محبت غائبانہ
ہوئی دل میں آیا کہ چلکر ملازمت حاصل کروں پس حاضر خدمت ہوا ہوں اُسنے کہا آپنے کرم کیا مجھے سرفراز فرمایا آئیے بیٹھیے یہ کہکر
اُٹھا اور پیار اپنے ہاتھ پکڑکر بٹھالیا اور کمان ہاتھ میں دیکھکر کہا کہ کیا آپکو بھی شوق ہے اُسنے کہا جی نہیں شوق کیا ہے کبھی
لڑکپنے میں یہ کھیل کھیلا تھا وہی دھن ابتک ہے اُسنے فرمائش کی کہ وہ ایک نشانہ تو لگائیے قرآن نے دو ایک طائر اُڑتونکو تیر سے
صید کیا اور قدرت قادر و توانا سے جو نشانہ لگایا پورا پڑا اُسنے از حد تعریف کی کہ اس کمان سے ایسا سچا نشانہ لگانا
آپ ہی کا کام تھا قرآن نے سلام کرکے اور نشانے اُڑائے اور پوچھا کہ یہ آپنے کیا کہا کہ اس کمان سے نشانہ اُڑانا آپ
ہی کا کام تھا کہا اے حضرت آپ ملاحظہ کریں یہ کمان کیسی ہے کوئی اسمیں عیب نہیں ہے اسطرح کی کمان تو شہر حلب میں بھی ملنا
ممکن نہیں اُسنے کہا کہ اس واسطے میں نے نہیں کہا کہ کمان آپکی بُری ہے بلکہ اسمیں اور کچھ بھید ہے اُسنے کہا فرمائیے تو آخر وہ
بھید کیا ہے وہ گویا ہوا کہ وہ راز قابل کہنے کے نہیں قرآن مصر ہوا کہ میں پوچھونگا ضرور اور مجکو آپ کوئی غیر نجانیے فرمائیے تو
کہ کیا بھید ہے اُسنے بعد بصد انکار حال اپنی کمان کی تاثیر کا بیان کیا کہ یہ کمان سحر بند ہے اور عطیہ شاہ طلسم ہے جسکے پاس ہوگی
وہ ہر طرح کا نشانہ اُڑا دیگا اور کسی کی ضرب سے مارا نجائیگا یہ کہکر کہا کہ اے برادر میں اسی کے بھروسے پر لشکر مہرخ سے لڑنے آیا
ہوں اگر یہ کمان میرے پاس نہوتی تو میں ہرگز لڑنے نہ آتا کیونکہ ادھر بھی اب بڑے بڑے زبردست ساحر شریک ہیں لیکن
میرا کیا کر لینگے جب مجپر حربہ کوئی تاثیر نہ کریگا تو کیونکر وہ مجھے مارینگے بلکہ میں ہی سبکو نشانہ تیر قضا بناؤنگا قرآن اسکی
گفتگو سنکر دنگ ہوا کہ بیشک یہ سچ کہتا ہے اگر یہ ہمارے لشکر کے سامنے جائیگا ہدف خدنگ اجل ہر ایک کو کریگا اور یہاں
بھی اسکو بیہوش کرتے یہ مالک کمان تھا مارا نجاتا خوب ہوا جو اسنے حال کمان بیان کیا الغرض بعد کچھ عرصے کے اس سے رخصت
ہوا کہ میں پھر حاضر ہونگا اور علیحدہ آکر جس صورت کا کہ ساحر بنا ہوا تھا اُسنے دوسری طرح پر شکل تبدیل کرکے ایک آئینہ سفید سامنے
چہرے کے لگایا اور آئینہ سرخ پس گردن لگا کر شمع رخ فانوس میں گویا چھپا یا کئی ہاتھ مقوے کے بناکر درست کیے قد زیادہ
دراز کرلیا اور جانب دریائے سحر گیا وہاں سے رخ اُسکے لشکر کا کرکے جست خیز کرتا روانہ ہوا جب قریب بارگاہ افود پہونچا
اُسنے دیکھا کہ ایک ساحر دریا کیطرف سے آتا ہے سمجھا کہ بادشاہ نے معلوم ہوتا ہے بھیجا ہے یہ سمجھکر ساحر کو معزز وضع دیکھکر بہ لے
استقبال اٹھا اور آگے بڑھکر ہاتھ ملایا آئیے تشریف رکھیے اس ساحر نے کہا میں ٹھہرونگا نہیں صرف بادشاہ نے یہ
کہلا بھیجا ہے کہ وہ تحفہ جو ہمنے تمہیں دیا تھا تاثیر تو اسکی وہی ہے جو ہمنے بیان کی ہے لیکن اتنا اسمیں عیب ہے کہ اگر کسی ساحر
زبردست سے سامنا ہو اور اُسنے تیر الٹا تمہاری ہی جانب پھیر دیا تو وہ تیر پھر بغیر تمہارا سینہ توڑے نہ رہیگا

سکے یہ ناممکن ہے چنانچہ بادشاہ کو بروقت تحسین رخصت کرنیکے خیال نہ رہا جو مطلع کرتے بعد تحسین چلے آنیکے مجھے بھیجا ہے اور یہ لوح جو مہر
کی دی ہے کہ اسکو گلے میں پہنو اور وہ کمان پر دو اُسنے جب یہ مضمون سنا سمجھا کہ سوائے [illegible] کے حال یہان کوئی جانتا نہین
بیشک یہ فرستادہ شاہ ہے یہ سمجھکر لوح طلب کی [illegible] نے ایک لوح یاقوت احمر کی [illegible] بخط سبز زمردین نکالکر دی کندہ سمین
نکا تھا کلماتون سے گندہ تھی [illegible] دیکھکر [illegible] بہت خوش ہوا اور کمان [illegible] ساحر [illegible] کے حوالہ کی لوح لیکر
اپنے گلے میں پہنی ساحر [illegible] سکتا ہون یہ کہکر وہ
جا یہ جا [illegible] قریب
[illegible]
روزگار [illegible]

[illegible]

[illegible]

	جیسے کالے نکالتے ہیں زبان	تیغ بران لپکتی تھی ہر آن	

طول ہر شام پر یہی بات جاری رہی ہنگامہ یا جب اژدر شب نے مار سفید سحر کو اگلا اور من آفتاب کا شعلے چرخ میں ضیا بار ہوا
کہ بتقاضائے

ابیات

	بڑھے ہر سمت سے شاہ جہاندار	ہوا خورشید جب دم گرم بازار	
	گئی مثل سحر سوے بیابان	اٹھی مہر رخ بدقت کہ صبح خندان	

ساحران نامی ہر سمت سے گروہ گروہ وارد میدان قتال ہوئے صبح تخت [illegible] وہ اجل سوار ایک جانب ملکہ بہار کا تخت زرنگار زلزلہ و لرزان و طاؤس و شکیل و نافرمان زنجیر [illegible] سحر پر سوار ابر سرخ و سبز و زرد وغیرہ سر پر سایہ فگن طائر زمین کی قطار سامری کی [illegible] گرد تخت [illegible] بار گلدستے جیسے ملکہ مذکور کے حسن کی بہار نئی طرح کا سنگار سر پر تاج مرصع کار جسم [illegible] جو سر [illegible] دست کے ساحر ہزار در ہزار سواران زرین پوش ملازم کوکب کی قطار [illegible] وار دشت کا بازار [illegible] طرف ملکہ حیرت تخت سلطنت پر بصد حشمت جلوہ گر چنور بال ہما کا سر پر [illegible] زریں کا سایہ [illegible] ان میں گل سرخ بار دگر نیان ہمیشل سامری کی بارگاہ عہد سے [illegible] تخت ملکہ کو گھیرے [illegible] ذکر کی [illegible] کر بسیط کشیدہ ہوئی جو [illegible] چمکنے لگیں [illegible] سحر [illegible] ایسا اہالی کا سپاہانی اثر [illegible] میں چو چو رہے [illegible] سے [illegible] تھے [illegible] تھے اسا تھے جاتے ہوئے کاسہ سر [illegible] دیکھے [illegible] وہان سے [illegible] فانی ہر شجاعت نام ہجا کی نشانی ہر [illegible] بہادر [illegible] ساحر [illegible] کامل تھا [illegible] سب سلے میں آگئے اور [illegible] ساحر [illegible] میں صف کشیدہ تھے جب سب انتظام ہوچکا [illegible] حیرت میدان میں آئی [illegible] طلب ہوا [illegible] تو [illegible] اجازت [illegible] سے حریف [illegible] کہا کہ خود [illegible] لیکے [illegible] نکال سے ہیں تو وہ ساحر ہوں کہ [illegible] یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ یکایک ایک روشنی بالائے فلک ہوئی سب دیکھنے لگے ایک سورج تھا کہ چہرہ [illegible] زریں کہ گرد [illegible] شاہان آراستہ ہوتا [illegible] لگی اب یہ خورشید [illegible] ساحر [illegible] ایک تیر سحر کا مارا اُسنے [illegible] دو تیغ ہاتھ سے [illegible] ہاتھ میں [illegible] کاٹ دیا [illegible] کٹنے پر [illegible] کیا اور [illegible] کہ [illegible] اور [illegible] دیکھیں [illegible] کہ اُسکے ہاتھ میں ایک [illegible] اور پکارے کہ اسے اژدر [illegible] اُسنے جیسے ہی [illegible] بلند ہوا کہ مارا اژدر اژدر سوار [illegible] نے ان [illegible] سے کہا [illegible] بادشاہ طلسم

ہی پتلونکو آتے دیکھکر ایسا سحر پڑھا کہ زمین شق ہوئی اور ایک پتلی نکلی غلطاک رکر زن حسینہ وجمیلہ نگی ہوس دنیا پر ایسا حرن نقشبند قدرت نے خوبی ومحبوبی کا کوئی اور نہ تحریر فرمایا تھا جیسا اسکا نقشہ بنایا تھا لباس پر زرنگار مرصع کا کامدار پہنے ہوئے کہ ابیات

بلاشک مہروش تھی مہ لقا تھی
حسین تھی مہ جبین تھی خوش ادا تھی
قد بالا تھا اسکا رشک شمشاد
بجا ہے اسکو گر کہیے پریزاد

پس اس نازنین نے جیسے ہی پتلے جانب ملکہ چلے سد راہ انکے ہو کر ایک آئینہ بغل سے نکالا پتلون نے جو اسکو دکھائی آئینہ دکھایا پتلونکی نظر اس آئینہ پر پڑی اور اس پتلی کی نظر جو پڑی تو پتلونکے بھی جسم میں آگ لگی اور پتلی بھی جلکر راکھ ہو گئی بلور شمشیر ان کھولتا اور بند کرتا آگے بڑھا پتلے ترسول لیے پیدا ہو کر جانب حیرت چلے اسنے بھی افسران لشکر کو للکارا فوج نے حملہ کیا ادھر سے مہرخ نے تخت بڑھایا دونوں لشکر باہم حربہ ہائے سحر کرنے لگے ایک دوسرے پر پتھر ماری جادو کے تیر کلیجہ کھانے لگے دونا چاری میدان میں آگئی بھیرون ناچا بجلیاں گرنے لگیں سر و تن میں جدائی ہوئی ایسی سحر آزمائی ہوئی کہ نظم

بچا سکتا نہ تھا کوئی بھی دم کو
بہت روحیں گئیں ملک عدم کو
کنارا کر گئی جسموں سے ہستی
بہی بحر فنا کی تیغ کشتی
برش شمشیر بران کی غضب تھی
رگ جان حریفان جس نے کاٹی
قیامت خیز ہنگامہ تھا برپا
عدم میں چین مردوں کو کہاں تھا

بہار نے ہزاروں کو دیوانہ بنایا زلزلہ و لرزان زمین میں سما گئے قلاب زمین کو جنبش دی زلزلہ تمام دشت میں آیا۔ عدم میں زمین سے شعلہ مارتا تھا برق گر رہی تھی خرمن ہستی ساحران جل رہی تھی عیاذ باللہ شور قیامت زار برپا تھا اسی گرمی جنگ میں حیرت سے بہار کا سامنا ہوا حیرت سمجھی کہ اس سے برابر کی چوٹ چلیگی اگر یہ کام آئی تو بہن کا خون ہوا اور میں ہلاک ہوئی تو بہتر ہو گا بادشاہ اسپر عاشق ہے بعد میرے محل اسکا کریگا یہ سوچکر طبل بازگشت بجوا دیا لشکران کینہ خواہ پھر سے پڑاو پر آکر آسودہ ہوئے بلور بھی اپنی بارگاہ میں آیا اسوقت صرصر عیارہ ایک ساحر کی صورت بنکر بارگاہ بلور میں آئی اور اس سے ملاقات کر کے کہا کہ میں فرستادہ شہنشاہ کوکب ہوں شہنشاہ موصوف نے فرمایا ہے کہ ہم اپنے قلعہ طلسم سے تمہاری لڑائی دیکھتے تھے اور وہ سوزن گلی جو تمہارے چہرے پر آ لگی تھی وہ ہمیں نے بھیجی تھی واہ سبحان اللہ کیا خوب تم لڑے ہو این کار از ستم نشده که تو کرده بلور نے اس عیارہ کو ساحر ملازم اپنے مالک کا تصور کر کے بڑی عزت کی اور کہا کہ میں کس قابل ہوں جو کچھ کرتا ہوں اقبال شہنشاہ ہے عیارہ نے کہا کہ تخلیہ کرا دیجیے تو اور کچھ راز شاہی بیان کروں اسنے سب ملازمین کو بیرون بارگاہ کر دیا جب تنہائی ہوئی عیارہ نے باتوں میں لگا کر بیضہ بیہوشی مارا کہ اسکے دماغ میں بیہوشی اثر پذیر ہوئی اور بیہوش ہو گیا اسنے پشتارہ اسکا باندھا اور سراپچہ چاک کر کے باہر نکلی اور از بسکہ لشکری جنگ سے پھر کر آئے تھے خستہ بہت تھے غوغائے ورود لشکر برپا تھا کسی نے اس ہنگامہ میں اس سے تعرض نہ کیا کہ کیا لیے جاتی ہے عیارہ پشتارہ لیے لشکر سے گذر کر جانب لشکر حیرت روانہ ہوئی ادھر بعد کچھ دیر کے ملازم وغیرہ اندر بارگاہ کے آئے بلور کو نہ پایا ہر سمت تلاش کیا جب کہیں نشان نہ ملا روتے ہوئے بارگاہ مہرخ میں آئے مہرخ سحر جہانداز

پر تمکن تھی اور کنیزان بہار جو کوہ آرام سے لشکر لیکر چلی تھیں اُسوقت آکر پہنچی تھیں اُنسے سرگرم گفتگو تھی کہ انھوں نے تسلیم کرکے غائب ہونا بلور کا بیان کیا اتفاقاً برق عیار بھی موجود تھا اُسنے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کوئی ساحر کوکب کا فرستادہ نہ تھا لیکہ عیارہ تھی کہ پکڑ لیگئی یہ کہکر خود بارگاہ بلور میں آیا اور نقش پاے ساحرہ کو رنا پایا پیر اصرصر کا پایا سب کو اس میں بلور کو تسکین دی کہ تم گھبراؤ نہیں عیارہ بلور کو لیگئی ہے میں چھڑا اُسے جاتا ہوں یہ کہکر قطورہ زنبقی سے درست ہوکر جانب لشکر حیرت روانہ ہوا اس عرصہ میں روز بھی آخر ہو چکا تھا اور عیارہ پشتارہ بدوش قمر بارگاہ عالم میں آپکی تھی کہ بیت روان انجم تھے راہ کہکشان پر ۔ عروج ماہ چمکا آسمان پر ۔ برق ہنوز بارگاہ حیرت میں نہ پہونچا تھا کہ صرصر نے پشتارہ لاکر سامنے ملکہ کو رکھے رکھدیا اُسنے پوچھا کہ یہ کیا ہے اُسنے عرض کیا کہ بلور کو میں پکڑ لائی ہوں ملکہ نے یہ سنتے ہی شاد ہوکر عیارہ کو خلعت دلوایا اور بلور کو قید آہن سے مطوق و مسلسل کراکر کچھ سحر پڑھا کہ روے ہوا سے ایک ساحرہ تخت پر سوار زمین پر اتری نہایت حسینہ و جمیلہ تھی نہیں ممکن کہ کوئی اسکی زلف مشکفام کو دیکھے اور سر میں سودا کا اثر نہو کب ہوسکتا ہے کہ اُسکے عارض تابان پر نثار دل مضطر نہو قامت رعنا اُسکا نمشاد باغ خوبی عیب سے پاک آزاد سراسر بہودی رخسار اُسکے ایسے گدرآئے تھے گویا سرو قامت میں سیب کے پھل آلگے تھے سینے پر چھاتیان دست مشتاق کو بہت بھاتیان از سرتا بپا نہایت طرحدار بمثل روزگار نظم

قیامت سے ذرا کم کھائے قامت
عیاں رفتار سے شور قیامت
سراپا اُس میں معشوقوں کا انداز
تصدق ہر قدم پر تھا سر ناز
مزین تھا لباس اچھا بدن پر
پھٹا پڑتا تھا نور اس پیرہن پر
بدن کی روشنی تھی آشکارا
جھلکتا تھا لباس اس گل کا سارا

اس نازک بدن نے ملکہ کو تسلیم کی ملکہ نے ہنسکر فرمایا کہ اے گل اندام قہر نگاہ اس مجرم کی حفاظت کو تمہیں بلایا ہے آج کی شب اپنے مقام پر لیجاؤ اور باحتیاط رکھو کل شہنشاہ طلسم سے پوچھکر اسکو قتل کرینگے اُس نازنین نے یہ سنکر عرض کیا کہ بہت خوب آپ اپنا سحر اتار لیجیے ملکہ نے سحر اتار لیا اُس گلبدن نے سحر سے بلور کو مسحور کرکے تخت پر ڈالکر پرواز کی جب یہ جاچکی اُسوقت ساحر کی صورت بنا ہوا برق قریب بارگاہ حیرت پہونچا اور منھ اپنا چادر سے لپیٹکر اندر بارگاہ کے آیا دیکھا تو یہاں صرصر موجود ہے مگر بلور نہیں سمجھا کہ مجھے عرصہ آتے گذرا ملکہ نے اسکو زندان میں بھیجا ہوگا یہ سمجھکر صرصر کا ہاتھ پکڑکر کہا کہ ذرا ادھر تو آئیے مجکو کچھ آپ سے کہنا ہے صرصر نے دیکھا کہ ایک ساحر منھ لپیٹے مجھے کھینچتا ہے کچھ اسکی سمجھ میں نہ آیا کہ یہ کیا اسرار ہے سواے اسکے کہ ساتھ چلی آئی برق نے باہر بارگاہ سے لاکر کہا کہ کوکب کے یہاں سے ایک ساحر اس غرض سے آیا ہے کہ میں جاکر جسکے پاس قید ہوگی بلور کی اسکو پکڑکر طلسم نور افشاں میں لیجاؤنگا چنانچہ میں جاسوس تھا یہ خبر سنکر مجکو فکر ہوئی کہ ملکہ صرصر نے کہیں اسکو قید نہ کیا ہو وا آفت آئیگی آپ نے صرصر نے کہا قید اسکی گل اندام ساحرہ کو جو سحر میں اپنا عدیل و نظیر نہیں رکھتی ہے اور کوہ عجائب جو یہاں سے جانب شمال چند منزل پر واقع ہے وہاں لیگئی ساحر کوکب اگر وہاں جائیگا تو مارا جائیگا برق نے کہا فرمانا آپکا بجا ہے لیکن ملکہ حیرت کہاں جاتی ہیں صرصر حیران ہوکر جانب بارگاہ دیکھنے لگی اُسنے منھ پر ہاتھ بیہوشی بھرا پھیر دیا کہ اسکو بیہوشی طاری ہوئی اُسنے اٹھاکر دوش پر لادا اور چادر سے چھپا لیا رات کا تو وقت تھا بطور مخفی لشکر سے نکلکر صحرا میں آیا اور

ایک رخت سے صرصر کو باندھکر ہوشیار کیا اور کہا استانی بندگی صرصر نے چاہا کہ برق کو گالیاں دینے لگی اور کہا کہ موے مجکو یہاں لاکر تو نے کیون باندھا ہے اسنے کہا استانی مین عیاری کرتے جاتا ہون تم آمین خلل انداز ہوگی پس جبتک مین بوریکو جاکر رہا کرون اسوقت تک تم بندی رہو اُسنے یہ سنکر ہر چند واویلا کیا مگر اُسنے نہ سنا اور چھوڑکر اسی پتے پر جو صرصر نے بتایا تھا راہی ہوا از بسکہ دونہ بہت سے پچھلی رات باقی تھی کہ قریب کوہ عجائب پہونچا اُس کوہ مین عجب طرح کا صحراے سبزہ زار نمونہ گلزار دیکھا کہ زمین پر ستارونکی طرح پھول کھلے تھے دامن دشت پر از گلہاے خوشرنگ تھا صحن صحرا سبزے سے ہمسر فلک نیلوفری بنا تھا شبنم کی طراوت سے ہر گل موتیونکا زیور پہنے مہک سے پھولونکی عروس گلشن عطر مین بسی باد صبا نفحت معشوق و سنبل کی خوشبو کوسون پہونچاتی چاندنی کھلی دشت و کوہ کی چمک تا بفلک پہونچی چشمہ ہاے آب کی لطافت بصفا چشمہ ماہ سے بڑھی ہوئی کہ بموجب نظم

کھلے ہر سو ہزارون رنگ کے پھول
شگفتہ تھے وہان سب ڈھنگ کے پھول

بہار افزا وہ بوٹے دار اشجار
بڑی پھولونکی ان کی شاخ پہ بار

بھرے حوض اور فوارے تھے جاری
تصدق ہو روش باد بہاری

پہاڑ پر ایک بنگلہ پر تکلف سنگ مرمر کا بنا تھا سامنے بنگلے کے چبوترہ تعمیر تھا خوبی مین بے نظیر تھا اور سامنے چبوترے کے ایک سیل بنا تھا اُس سیل سے طبور کوگل اندام نے باندھ دیا تھا اور آپ چبوترہ پر بیٹھکر پہرا دے رہی تھی اور سیر شب ماہ مین گلہاے بوقلمون کی کرتی تھی اور میخواری کرتی تھی رات بھر جاگی تھی برق نے دور سے اسکو دیکھکر خیال کیا کہ یہان رہتی ہو یقین ہو کہ کنیزین وغیرہ بھی اسکی ہون مگر دیکھا کہ تنہا ہے کیونکہ اسنے بنا بر احتیاط کے دار و نکو رخصت کر دیا تھا کہ تم تم اپنے گھر جاکر رہو قیدی کا پہرا مین اکیلی دون گی زیادہ لوگو نمین اندیشہ ہے کہ عیار نہ آجائے غرضکہ جب برق نے اسکو پایا صورت اپنی مثل ایک نوجوان کمسن مرد کے بنائی زلف گرہ گیر کو پیچ و تاب دیکر رخسار پر لٹکایا چہرہ اپنا روشن بسان ماہ تابان نمایا دست و پا نہایت خوبصورت و طرحدار سینہ فراخ و ہموار جبین مبین نور آگین بر رنگ مہر مبین سواد زلف گرہ گیر شب تیرہ یار چشم نرگسی کو دیدہ آہو سے مثال دنیا عین حق ہو چشم حور العین سے بہتر کہنا روا ہو آہو چشم محراب برین آنکھین چڑھا مین اسوقت مراد پائین لب لعلین کے سامنے لعل بدخشانی کا رنگ بسان عقیق زرد رشک سے مرجان ہونکے سینے مین درد کہ بمقتضاے ابیات

رخ خورشید ہے پیشانی صاف
کہیں آئینہ اس سے ہے شفاف

کہیں آنکھون کو جادوگر بجا ہے
وہان پر سامری کی قدر کیا ہے

ہرن ایسے نہ ہونگے شوخ و چالاک
اڑاتے ہین بھرے پانی مین وہ خاک

خم ابرو پہ محراب حرم ختم
محراب ہے وہ یہ شمشیر کا دم

صفت کیا عارض پر نور کی ہو
تصدق اسپہ ہین شمس و قمر دو

اس سراپاے حسن آگین سے درست ہوکر لباس شاہی و رقباے فرمانروائی سے جسم مزین فرمایا مگر خستہ اپنا بنایا کہ بیت ز جیب کا ہونہ دامن کا تار باقی مگر جنون کا جوش ہے فصل بہار باقی ہے سر عریان گریبان تا بدامن چاک اس نو تن زار غم سے سینہ فگار و وحشی صورت سراپا حیرت خار صحرا جمن رنگ مین چبھے لب خشک چہرہ زرد کاکل پر گرد منھ پر ہوائیان اڑتین

انکھوں میں تری حواس میں سراسر ابتری اسطرح سے صورت عاشق زار و زرد ولیدہ روکی بنکر شکل اُس ساحرہ کی دیکھ چکا تھا فوراً پارہ کاغذ اور اسباب تصویر کشی کسوت عیاری سے نکالکر نقشِ عیاری جلاکر لمحہ بھر میں شبیہ اُسکی کھینچی اور گریبان میں رکھکر وہانسے چلا اور سامنے اُسی بیوترے کے جسپر گل اندام بیٹھی تھی کچھ فاصلے سے زیر درخت ٹھہر کر وہ آہ سرد کھینچی کہ سوز دروں سے دل کوہ میں آگ لگادی پھر سامنے بیٹھکر پکارا کہ ابیات

تن زار میں روح حیران ہے	ملاقات کا دل میں ارمان ہے
تپ غم سے منھ ہوگیا ہے دھوان	بڑا بھکتا ہوں صورت گلفشان
کیا عشق نے ایسا لاغر مجھے	کہ چلنے میں آتے ہیں چکر مجھے
حقیقت میں اب حرف ہر جان ہے	مصیبت پڑے یہ نہ انسان پر
یہ دن آسمان نے دکھایا مجھے	شب ہجر نے ہے ستایا مجھے
نہ مجھسا بھی ہوگا کوئی بدنصیب	جدا اس طرح سے ہو جسکا حبیب

یہ اشعار پڑھتے پڑھتے تصویر گریبان سے نکالکر سامنے رکھی اور اسطرح بلک کر رودیا کہ دل سنگ آب ہوتا تو عجب نہ تھا کہتا تھا کہ اے پری پیکر وطرحدار تیرے ہجر کے فراق میں اب زندگی شاق ہے کہ ابیات

روئے زیبا کی یاد ہے دن رات	آنسوؤں نے لگا لی ہے برسات
آپ کے ہجر سے خدا کی قسم	زندگانی ہوئی ہے مجکو ستم
لذت ہجر سے نہ تھے آگاہ	وصل کے شوق میں ہے نالہ و آہ
اشک جسوقت باندھتے ہیں تار	صدقے کرتا ہوں موتیوں کے ہار
عشق کا کھیلنا ہے مرد کا جن	ہاے دو دو برس ہر ایک دن
رات کٹتی ہے سخت مشکل سے	نکلی ہے روز تجبر کو دل سے

اس تصویر سے یہ کہتے کہتے یکایک غشی طاری ہوئی اور تصویر سینہ پر رکھکر بیہوش ہوگیا ازبسکہ چاندنی رات تھی گل اندام سامنے سے دیکھ رہی تھی اور اُسکے کلام درد آگین سنکر اسکو اپنا یار یاد آیا تھا اشک حسرت بہاتی تھی اور جانتی تھی یہ شخص کسیکا عاشق صادق ہے اُسکے فراق میں دیوانہ ہوا ہے اسکی تجو میں مجبور ہوا اسطرف آگیا ہے اور یہ کاغذ اُسکے ہاتھ میں شاید نامہ اُسکے معشوق کا ہے اب جو یہ غش ہوگیا اسکو تاب نہ آئی سمجھی کہ یہ عاشق بیچارہ شاید مرگیا ہی صدمہ ہجر تھا گذر گیا یہ سمجھکر اٹھی کہ چلکر قریب دیکھو تو یہ کون شخص ہے اور یہ کاغذ اسکے پاس کیسا ہے اس طلسم کا رہنے والا ہے یا بیرون طلسم سے ملک و مال اپنا چھوڑ کر تلاش میں نکلا ہے بس وہاں سے قریب تر آئی دیکھا اُس عاشق کا یہ حال دیکھی کہ نظم

فروغ حسن سے ہے دشت روشن	زمین ہے جسطرف کی برق خرمن
نہیں جنبش کسی عضو بدن کو	اگر کچھ ہے تو کچھ لب کو دہن کو
نہ فرصت دی نگاہ قہر زانے	کسی کی جان لی تیغ ادانے

نہ نوبت آئی کچھ عرض سخن کی ‌ کہ الفت روح نے چھوڑی بدن کی

یہ حالت اس عاشق مضطر کی دیکھکر اسنے بڑا افسوس کیا کہ ہاے اس زار و ناتوان نے غم فراق جانان مین آخر جان دی غرض افسوس کرکے اس کاغذ کو جو چھاتی پر رکھا تھا اٹھا کر دیکھا کہ دیکھون اسمین پتہ اسکا یا اسکے معشوق کا لکھا ہوگا اس کاغذ مین تصویر کھنچی پائی سوچی کہ یہ جوان پر ارمان اسی غارتگر جان کا عاشق تھا کہ جسکی یہ شبیہ ہے دیکھو تو یہ کون ایسی سفاک ہے جسنے ایسے گرد بلبل خو کے باغ مراد کو برباد کیا ہے یہ تجویز کرکے بغور تمام اس تصویر پر نظر کی پھر تو بموجب ع بعینہ در صورت خویش دید کچھ شبہ جو ہوا پھر بڑھکر روشنی کی بغور اس تصویر کو دیکھا اپنی صورت مین سر مو فرق نہ پایا پھر تو پاس اس کشتہ حسرت مطلب خویش کے بیٹھ گئی دیکھا کہ آنکھین اسکی تمنائے دیدار مین کھلی ہین سر اسکا زانو پر اپنے رکھ لیا اور کہا ہائے میرے عاشق شیدا کون سے گڑھے ناامید مرجاے اللہ مجکو قضا نہ آئے میرے نامراد دولہے میرے ناشاد یہ تونے کس سے میری تصویر پائی ہاے کس محبت کی تیری صورت جانی ہاے کیسے کانٹے بدن مین چبھے ہین صحرا برباد ہون پھرے ہین تیری الفت کے صدقے ذرا آنکھ کھول جسکو چاہتے تھے وہی ہے منھ سے بول مین تیرا حال نجانتی تھی نہین تجھ تک آکر بیٹھتی اب میری خطا معاف کر میری طرف سے دل اپنا صاف کر ہاے

نظم

اجل نے کر لیا کام اپنا پورا ‌ نہ رکھا کوئی بھی مطلب ادھورا
توقع کچھ نہ کچھ ہوگی جو دی جان ‌ نہ مانون گی ابھی باقی ہین ارمان
مری جان جان دی کیون آرزو مین ‌ ہوا گم کیون تو شوق جستجو مین
ارادے کیا تھے اور کیا پیش آیا ‌ مقدر نے اجل کا منھ دکھایا

یہ کہہ رہی تھی اور شمیم زلف سنگھائی تھی منھ سے منھ ملاتی تھی رخسار پر رخسار رکھتی تھی کہ ناگاہ

نظم

ہوئی اعضا کو جنبش کھل گئی آنکھ ‌ سراسر محو حسرت اسکی تھی آنکھ
اٹھا صدقے ہوا اپنے صنم کے ‌ جھکا کر سر لیے بوسے قدم کے
وہ بولی بس ذرا مجھ سے رہو دور ‌ بہت شوخی نہین خاطر کو منظور
بس اب تشریف لیجاؤ یہان سے ‌ وہین جاؤ تم آئے ہو جہان سے
مرے تم کیون یہ جا مدفن نہین ہے ‌ یہ گلشن خانہ دشمن نہین ہے
مین گذری اس عنایت سے اجی واہ ‌ کدھر سے کس طرف سے گھر کی لو راہ
وہ بولا مین فدا اے یاد جانان ‌ بیان ہون کس طرح صاحب کے احسان
کہان جاؤن بھلا اس آستان سے ‌ غرض رکھتا نہین سیر جہان سے
وہ بولی اے گرفتار مصیبت ‌ فلک زسید بیار مصیبت
غرض کیا جو تجھے زندہ کرین ہم ‌ بلا پیچھے لگائین اپنے ہر دم
سہین طعنے عزیز و اقربا کے ‌ رہین مغضوب ہر لحظہ خدا کے
وہ بولا زندہ کرنے سے غرض کیا ‌ اگر رکھنا نہ تھا منظور میرا

غریب و عاجز و ناچار ہوں میں
بلائے عشق کا بیمار ہوں میں
اجازت تیغ ابرو کو ذرا دو
کروں اس فرق پا افتادہ کے دو

یہ کہکر ساحرہ کے گلے میں باہیں ڈالدیں اُسنے ہاتھ جھٹک کر خوب نخرے کی یا تو مرتے تھے یا مزے میں آگئے اترا گئے اسے کہا جانی مجھ سے بکھائی نکرو ورنہ مرجاؤنگا میری جان تجھپر فدا ہے ساحرہ نے مسکرا کر کہا اچھا تم یہاں میرے ہو بحال پریشان آئے ہو میری جگہ پر چپ چاپ کچھ کھاؤ پیو دل بہلاؤ مگر بیطرح مجھے ہاتھ نہ لگانا سنو صاحب پاک محبت میں جماع راہی ہے برق نے یہ تقریر سنکر اسکو گود میں اٹھا لیا اور لیکے چلا اُسنے نہیں نہیں کرکے کہا ارے نگوڑے ابھی مجھ میں طاقت نہیں ہے کیوں زور کرتا ہے برق نے کہا تمکو پایا اسیطرح کا زور سا گیا یہ کہکر چبوترے پر لایا اور مسند پر بٹھایا اچھا تیوں پر ہاتھ دوڑایا اسنے ہنسکر کہا بچواٹ باتونسے نفرت ہے یہ کہکر شراب کباب تو میں تھے ہی ایک جام لبریز کرکے برق کو دیا مگر کیفیت سنیے کہ صرصر کو جو یہ باندھ آیا تھا تو اُسنے عمل مچا کر آئینہ و روبند کو اسطرف کے بڑایا اور اپنے تئین کھلوایا سن چکی تھی کہ برق ساحرہ کو مارنے گیا ہے یہ بھی اسی طرف چلی سامنے پکڑی جاتی تھی کہ رہ تو موئے برق تو نے مجھے باندھا تھا تو میں بھی تجھے زک دونگی موئے بلور کا چھڑانا آسان نہیں ہے دیکھو تو میں کیسا بدلا لیتی ہوں اسکا کہنا اتفاق سے قران نے سنکر وہ جنگل میں ایک جگہ بیٹھا تھا پس وہ بھی اسکے پیچھے ہو لیا کہ دیکھوں یہ کدھر جاتی ہے اور عیار ساحرہ وغیرہ کی صورت بنکر صحرا میں ٹھہر کر آئے ہیں ایسے کہ یہیں کوئی شناخت نکرے پس یہ بھی ساحرہ بنا ہوا پیچھے پیچھے آکر کوہ عجائب پر جہاں برق و ساحرہ بیٹھے ہیں پہونچا وہاں برق کو جب ساحرہ مذکور نے جام دیا تھا تو اُسنے نگاہ اسکی بچا کر جام میں بیہوشی ملا کر پھر ساحرہ کے لبوں سے لگایا تھا کہ جانی تو اپنے لبوں سے لگا کر یہ شراب جھوٹی کر دے تو میں پیوں وہ ساحرہ پیا ہی چاہتی تھی کہ صرصر جو چنگ بجاری لٹ ملکہ یہ ہوا جو پہلو میں بیٹھا ہے یہ عیار ہے خبردار شراب نہ پینا وہ ساحرہ یہ سنکر متحیر ہوئی تھی کہ قران جو پیچھے پیچھے آیا تھا جھپٹکر قریب ساحرہ پہونچا اور کہا اے ملکہ صرصر بھی پرحیرت کو بھی حیرت ظاہر ہوا تھا کہ تمھارے پاس عیار پہونچ گیا ہے پس یہ نامہ عنوان نے تمکو لکھا ہے یہ کہکر ایک کاغذ نکالکر سے اسکو دیا وہ کاغذ پر کھولنے پائی تھی نگاہ اسکی جانب قرطاس تھی قران نے الٹا بغدہ سر پر اُسکے اس زور سے مارا کہ بھیجا اُسکا پاش پاش ہوگیا لاش جھکر ادھر گری غلغلہ آفت خیز برپا ہوا کہ مارا گیا مدام قہر نگاہ کو صرصر اس ہنگامہ میں بہ حواس ہو کر بھاگی اور برق پیچھے دوڑا کہ استادی آن تک کاٹونگا وہ بھی گلا بان دینے تھی کہ موحدانکو غارت کرتے تھے آن اس ساحرہ کو مارا ہے جو اپنا مثل و نظیر نرکھتی تھی وہ صاحب خاص خاتون شاہ طلسم تھی غرضکہ عیارہ تو بھاگ کر نکلگئی اور بلور رہا ہوگیا عیاروں نے وہاں کا اسباب وغیرہ لوٹ لیا اس اثنا میں عیار دہر نے بندہ مہرے ساحرہ شب کا سر قلم کیا اور خزانہ انجم تاخت و تاراج ہو کوہ عجائب فلک پر آفتاب نے قبضہ فرمایا کہ **ابیات**

سجا خورشید نے ملبوس پہ نور
ہوئی بالکل سیاہی شب کی کافور
بندھی ہر سو ہوا سے آمد صبح
گجر نے دی صدا اے آمد صبح

صبحدم بلور عیار دنکو تخت سحر پر بٹھاکر داخل لشکر فیروزی اثر جاہ مہرخ اورنگ شاہی پر جلوس فرما چکی تھی کہ اسنے آکر حقیقت شبینہ بیان کی ساحرہ کے مارے جانیکی اہل دربار کو خوشی ہوئی جلسہ عشرت برپا ہوا اُدھر صرصر نے آکر ملکہ حیرت کو

قتل ساحرۂ مذکورہ سے باخبر کیا حیرت اس خبر کو سنکر رونے لگی اور کہا یہ مصاحب میری بیکسی سے میرے ساتھ آئی تھی شہنشاہ
ساحران تو ان نمک حراموں کو سزا کبھی نہ دینگے مین اپنے میکے والوں کو بلا کر انکا سر کچلواؤنگی یہ دونوں سب بہت سر چڑھے ہین یہ کہکر
ایک عرضی اپنے باپ حیات جادو کو لکھی مضمون یہ تھا کہ اے پدر عالیقدر حضور اس کنیز سے کیون بیخبر ہین میرے شوہر کے چند
ذکر ہوا کر ایسا کچھ فتور کر رہے ہین پشتۂ رنگین حصار پر مین بمقابلہ ان نمک حرامان اتری ہون کل میری ایک مصاحب مار ڈالی گئی بنا بر
اسکے اپنے حال سے حضور کو اطلاع دیتی ہون کہ جو اگر کچھ جائے شاید مین زندہ بچ رہون باشندگان مین ملکہ بہار بھی ساتھ چھوڑ گئین
اور شریک باغیان ہے اب میرا یہان کون ہے زیادہ تسلیم یہ عرضی لکھکر ایک خواص سرو قامت جادو کے حوالے فرمائی کہ
شہر حیاتیہ مین لیجائے اور میرے باپ پاس پہونچائے خواص مذکور بہت قدیمی ہر باپ وغیرہ کو ملکہ موصوفہ کے جانتی یہ عرضی
لیکر روانہ ہوئی اور شہر حیاتیہ مین پہونچی اس شہر کے قریب ایک طلسم حیاتیہ نام بھی ہے کہ اسکی حکومت بھی حیرت کرتی ہے مگر
انتظام اسکا اسکے باپ کے سپرد کیا ہے حال طلسم مذکور بوقت فتح طلسم بیان ہوگا اسوقت کنیز عریضہ لیے دار الامارہ شاہی
مین آئی حیات تخت شاہی پر بیٹھا تھا کنیز نے تسلیم کی اسنے پہچانکر کہا اے سرو قامت کہو میری دونون لڑکیان
رحمت جان تو اچھی طرح مین کنیز نے عرض کیا حضور رشک شاہزادی نے ایک تسلیم کی ہے اور یہ عرضی بھیجی ہے عرضی لیکر
پڑھی اور مضمون سے واقف ہوکر بہت غضبناک ہوا کلمات لات وگزاف زبان پر لایا کہ ان نمک حراموں کی یہ لیاقت ہوئی کہ
میری بیٹی کو ستایا اور اسے مجبور کردی کہ یعنی بہار کو بہکا کر اپنا شریک کیا دیکھو تو مین چلکر کیسی سزا اسے سخت دیتا ہون فی الجملہ
بہت کچھ بکبک کر جواب عرضی لکھی کہ بیٹا مت گھبراؤ نہین مین اس تاریخ کو تمہارے پاس آ ڈنگا وہ جواب کنیز مذکور لیکر اور خلعت پاکر
حیرت پاس آئی اسنے جواب معلوم کرکے اور تحت سفر کیے کہ خبر آمد سے اطلاع دین ادھر حیات نے بعد جانے کنیز کے
چشمہ جادو وغیرہ سپہ سالار سے حکم کا سامان لشکر دیا سپہ سالار نے افسران لشکر کو مطلع حکم شاہی کیا فوج مین قرنا بجی
طبل سفر پر چوب پڑی ساٹھ ہزار ساحر نامی و نامور اسباب حرب سے درست ہوکر اور آلات جنگ جسم پر لگا کر تخت
و سوار ہوا ساحر ہے سحر پر چڑھکر عازم سفر ہوئے چالیس ترد سے بارگاہ شاہی بار ہوئی تخت جادو اژدہو نیر کھنچا اسپر حیات [illegible]
رال اور گوگل کے شعلے مشعلہائے آتشین پر اڑنے لگے دھواں ایسا بلند ہوا کہ سب لشکر چھپ گیا دھوئے ہوا تاریک تھا
آسمان پر سوائے زاغ و زغن وطائر ہائے سحر اور کچھ نظر آنا دشوار تھا صدائے نقارہ و نفیر سحر سے گنبد فلک گونجتا تھا
ہوا مین غرور غش پیدا ہوا القصہ یہ کہ بڑے کروفر سے جب قریب لشکر دختر خود پہونچا اسکو طائران سحر نے آمد سے اسکی باخبر کیا وہ
خود مع اپنے افسران لشکر و کنیزان وغیرہ کے سوار ہوکر بہ استقبال کئی کوس اپنی جگہ سے آئی اور باپ کو دیکھکر جلد وہ بھی
وہ بھی سواری سے اتر پڑی اسنے تسلیم کی اسنے سر چھاتی سے لگا پیشانی چومی پھر تخت پر برابر اپنے بٹھا کر چلا اور داخل لشکر ملکہ کو
ہوا اپنے لشکر کو اتروایا بارگاہ نصب ہوئی آپ بارگاہ ملکہ مین آکر برابر تخت پر بیٹھا ساقی خوش ادا حاضر ہوئے اور مغنی خوش نوا
ساز عشرت حاضر لائے جلسہ رنگ رنگ رہا صحبت جام و شراب گرم ہوئی جاسوسان فوج مہرخ سب خبر یہ دریافت کرکے
سامنے ملکہ موصوفہ کے آئے اور بعد عاداب کے عرض کیا کہ پدر ملکہ بہار اسطرح آئے ہین یہان بھی ہنگامہ عشرت گرم تھا اس
خبر کو سنکر مہرخ کی رنگت زرد ہوگئی بہار سے کہا واللہ کا مزاج شر کا نہین یہ سب فساد ہین صاحب کا ہماری پیرابیہ کافر

ہم مسلمان نہ ہو وہ ہمارے باپ ہم اُنکی بیٹی بروقت مقابلہ سمجھ لیا جائیگا بلور نے کہا آپ لوگ کوئی مقابلہ کیوں میں جانب داری
کرونگا کہ فرستادہ شاہ کوکب اسلیے ہوں برق عیار جو ہمراہ بلور آیا ہے شریک محفل تھا گویا ہوا کہ پہلے ہم تو جاکر دیکھ آئیں کہ کون
آیا ہے یہ کہکر اٹھا ماہرخ نے اٹھکر اسکو پکڑ لیا کہ ایسا غضب نہ کرنا حیات بہت بڑا ساحر ہے وہاں جانا اچھا نہیں اسنے جواب دیا کہ اس طلسم
میں چھوٹا ساحر کون ہے ہمارے نزدیک بڑا چھوٹا سب یکساں ہے خدا نگہبان ہے یہ کہکر چلا مہ رخ نے پیچھے سے جو ساحر کر دیئے کہ اسکی خبر
مجھے پہونچاتے رہیں غرضکہ برق ساحر بنکر داخل لشکر حیرت ہوا یہاں سرکردہ مہ جبیں بدستور حیات بارگاہ میں جا بیٹھی
یہ بھی انھیں میں ملکر بارگاہ میں آیا اور ایک جگہ ٹھہر کر سیر دیکھنے لگا اس اثنا میں حیات نے اسطرف نگاہ کی کہ یہ عیار
نظر آیا برق کی آنکھ سے آنکھ ملی یہ سمجھ گیا کہ اسنے مجھے پہچانا چاہا کہ نکل جاؤں دیکھا تو زمین پاؤں پکڑے رہا چاہا گھبرایا
آئیں حیات نے دوبارہ اسکی جانب دیکھ کہا کہ اے برق تمہارے گھر میں آئے ہو آؤ بیٹھو شراب پیو تمھیں کب … میں
کہ تم مہمان ہو یہ … ہونا کہ یہ بات خوب نہ تھی صرصر نے اسکی آواز سنکر اسکو دیکھا اور کہا اے بادشاہ یہ بڑے حرامزادے
عیار ہیں آپ انکو … ڈالیے تو بہتر ہے مہمان نہ بنائیے برق نے … بات کی ہم سے کہ حرامزدگی نہیں کی بات دیکھے
اگر حرامزدگی کرینگے یہ کہہ جب حیات نے … کہ اب زمین نے پیر چھوڑ دیے یہ جاکر قریب اسکے کرسی پر بیٹھ رہا اتنے پوچھا
کہ میری دختر بہار کیسی ہے تم نے کہا ہمارے … اچھی ہیں … بنکر جواب دیا کہ تمھیں لوگوں نے تو ہمکا بیاہ … اچھا اب
جاؤ اور اپنی فکر کرو ہم کسیطرح نقل نہیں ہیں برق نے کہا ہم ہوشیار کو نقل بنا دیتے ہیں … اب تجھیں … ہوشیار ہو
یہ کہکر باہر بارگاہ سے نکلا اور اسی صورت کو جو پہلے بنائی تھی بدلا اور صورت پر بنکر ہیئت ساحر معزز داخل بارگاہ ہوا
پھر وہی کیفیت ہوئی کہ زمین نے پاؤں پکڑ لیے اور حیات نے اسکی طرف دیکھا اسنے کہا ہم تو ایسے … کہ اول مرتبہ آپکی
ملاقات سے آسودہ ہوتے … جاکر مل آئیں آپنے یہ بندش فرمائی کہ زمین نہیں چھوڑتی صرصر نے اسکی تقریر سنکر کہا اے
موئے تیری باتیں میں خوب جانتی ہوں اسوقت کیسا غریب بنگیا ہے حیرت نے بجواب اسکے کہا کہ اے صرصر تو کیوں
جلی کٹی کرتی ہے برق نے کہا حضور یہ استانی ہماری ہے … تو دانہ گھونٹے کا دلوائیے یہ کہکر عیارہ سے کہا کہ
استانی ہو لوگی تو ناک تمھاری … یہ سنکر عیارہ کوسنے لگی کہ موئے ساری تجھے غارت کرے تیرے اوپر قہر کا غضب ٹوٹے
تیری استانی پر تشبیہ لی … برق نے کہا حضور منع کیجیے یہ کہکر کرسی پر آکر بیٹھا اور کہا استانی بارے ہوگی نہیں تو تماشہ کھانے
حیات نے کہا کیا تماشہ دکھلاؤ کہا ایک ہوائی ایسی واسطے کہ اسکے دھوئیں سے دن کی رات ہو جاتی ہے اس تاریکی میں
وہ آتشبازی چھوٹے کہ کبھی چشم … نے بھی نہ گذری ہو تو حیات بولا کہ اچھا دکھاؤ تماشہ صرصر نے اپنے دل میں کہا کہ اب
تقف اسکی آئی ہے … ناچار … کرنے لگی کہ حضور اس عیار کی باتوں پر نہ جائیے یہ بڑا فتنہ ہے … حضور کے دشمنوں کو
ضرر پہونچے گا حیات نے اسکے بار بار دخل دینے سے خفا ہو کر حیرت سے کہا کہ یہ کون بے ادب ہے جو ہمارے
کلام میں دخیل ہوتی ہے … صرصر یہ سنکر آپ ہی بارگاہ سے نکلی کہ معلوم ہوتا ہے تقف لماکے باپ کی یہاں ان کو
لائی ہے غرضکہ بعد اسکے جو بچے … لوگوں کو اپنے لشکر سے حیات نے بلا لیا کہ آؤ تماشہ دیکھو مہ جادو … سالار بھی آیا برق
نے جب سب تیار … دیکھے ایک ہوائی داغکر جانب آسمان پھینکی ہوائی سے بجے ستاروں کے سیاہی گرنے لگی اور دھواں

تمام بارگاہ میں پھیلکر گھٹا بالکل اندھیرا ہوا اُسنے پکار کر کہا کہ دیکھیے اب آتشبازی چھوڑتا ہوں یہ کہکر پانچ سات حقہ بیہوشی نکالے اور چست کرکے قریب تخت ملکہ گیا ایک حقہ منہ پر حیرت کے مارا کہ وہ اور یاپ سکا دونوں بیہوش ہوئے چشمہ اپنی جگہ سے اٹھا کہ یہ عیار اس اندھیرے میں کیا دن دکھاتا ہے یہ کیا سبب ہے جو ملکہ اور پدر اُسکا گرے مین بس جیسے ہی یہ اٹھا دھوان تمام بارگاہ میں گھٹا تھا وہ سب بیہوشی کا دود تھا یہ اٹھتے ہی گرا اور سب لوگ بھی بار بار چھینکیں مار کر بیہوش ہوگئے برق خنجر کھینچکر چلا کہ سب کے سر کاٹ ڈالوں مگر دیکھا کہ حیرت بیہوش ہوتے ہی زمین میں سماگئی اور ساحران معزز بھی زمین مین سمانے لگے برق کو کچھ نہ پڑا حیات و چشمہ ہنوز زمین میں نہ گئے تھے انکو اٹھا کر اپنے پشت پر لاد اکیلے چلا کہ یہ بھی ہاتھ سے نکل جائینگے تو مفت محنت جائیگی یہان ٹھہرنا بھی نہ چاہیے کہ حیرت زمین سے نکل آئیگی غرضکہ عیار دونکو پشتارہ لادنیکی عادت ہوئی ہے یہ دونونکو لیکر بارگاہ سے باہر نکلا صورت تو بدلے ہوئے پہلے ہی سے تھا جسنے اس ہیئت سے لشکر مین اسکو دیکھا روکنے کا قصد کیا اسے کہا بھائی تو جنکو بارگاہ مین عیار نے آکر سب کو بیہوش کیا ہے مین ٹھہرتا تو بیہوش ہوجاتا ناچار انکو لیکر بھاگا ہوں کہ قتل نہو جائیں تم جاؤ اور وہاں کی خبر لو ساحر جانب بارگاہ دوڑے کہ ایسا نہو افسر ہمارے قتل ہوں لیکن جو بارگاہ مین گیا دھوئیں کے سبب بیہوش ہوگیا اور یہ لشکر سے انکو لیکر نکل گیا ادھر چیلون نے سحر کے مہرخ سے بیان کیا کہ برق ساحران مذکور کو پکڑ لیگیا ملکہ مسطورہ یہ خبر سنکر چیختی کہ ایسا نہو عیار کو کچھ ضرر پہونچے بہار سے کہا تم لشکر سے خبردار رہنا اور آپ اڑکر روانہ ہوئی اُدھر برق ساحرونکو لادے لشکر سے جب دور نکل گیا ایک پہاڑ پر آکر ٹھہرا اور دونکو زمین پر رکھکر چاہا کہ قتل کرے اوپر یکایک زمین سے ایک پتلا پیدا ہوا اور برق کو اُسنے ٹھوکا اُسکے گھونسے سے برق ایسا ششدر ہوا کہ بھاگ نہ سکا اور اسنے ساحرونکو ہوشیار کردیا آپ غائب ہوگیا انکی جب آنکھ کھلی عیار کو دیکھکر ایسا سحر پڑھا کہ وہ زمین پر گر کر لوٹنے لگا انھون نے چاہا کہ پکڑ لیجائیں مہرخ یہ ماجرا دیکھ رہی تھی ہوا سے دیکھ رہی تھی اُسنے ایک تیر آتشین سحر کا مارا ازبسکہ یہ دونون ساحر غافل تھے وہ تیر آکر حیات کے بازو پر لگا اگر کوئی اور ساحر ہوتا تو اُس تیر سے بچنا دشوار تھا یہ ساحر زبردست تھا اُسنے سحر پڑھا کہ تیر بازو سے نکلا مگر درد پیدا ہوگیا اور زخم کاری کھایا مہرخ نے دوبارہ نعرہ کرکے پھر تیر مارا چشمہ نے سحر پڑھکر پھونکا وہ تیر کٹکر الگ گرا پھر حیات نے ایک تیر سحر کا مارا ملکہ نے دم سحر پڑھا ایک پنجہ پیدا ہوا اور تیر روک لیا پھر چشمہ نے ایک ناریل مارا ملکہ بزور سحر جست کرگئی ناریل دامن پر پڑکر زمین پر گرا دامن مین آگ لگی ملکہ نے خیال کیا یہ آگ تخت ہستی جلادیگی یہ سوچکر جلد تر بزور سحر زمین مین غرق ہوگئی اور تہ زمین پر ٹھہر کر دامن کی آگ بجھائی پھر زمین سے پشت چشمہ کیطرف نکلکر ایک نارنج سحر مارا جبتک وہ سنبھلے اور پھرے اسوقت تک نارنج پشت پر پڑکر زمین پر گرا کیونکہ وہ ساحر زبردست ہین اگر کوئی اور ہوتا تو نارنج پیٹھ کو توڑ دیتا نارنج تو زمین پر گرا مگر اُسکے بھی زخم کاری لگا مہرخ سمجھی کہ یہ ساحر بیٹھے ہی رہے جائینگے زخمی ہو چکے ہین وقت فرصت ہے تو اپنے عیار کو بچا لے یہ سمجھکر ایک گولا فولادی ور مارا ساحر اسکے رد کرنے مین مصروف ہوئے یہ پنجہ مین دابکر برق کو اڑگئی اور جانب لشکر چلی ادھر حیات و چشمہ نے باہم صلاح کی کہ لشکر مین جانا مصلحت نہین اسلیے کہ عیار نے سر بارگاہ ذلیل کیا اور اب زخمی بھی ہوئے جو اس حال کو سنیگا کہیگا کہ ایک ساحرہ نے دونونکو زخمی کیا اور عیار کو لیگئی انسے کچھ نہو سکا بس مناسب نہین کہ وہان جاکر سبکی نظر مین حقیر ہون چشمہ نے کہا یہانسے کچھ دور پر

ایک میری دوست ساحرہ رہتی ہے کہ نام اُسکا حصار جادو ہے اُسکے یہان چلکر آرام فرمایئے اور مرہم سحر لگا کر زخم اچھا کر کے لشکر مین چلیے
حیات نے کہا یہ تدبیر معقول ہے اچھا چلو غرضکہ دونون اسیطرف روانہ ہوے یہان برق کو صبح لشکر مین لائی اور بارگاہ مین
اتارا بہت تعریف سب نے حال سنکر کی کہ یہ آپ ہی کا کام تھا جو ایسے ساحرونکو پکڑ لیگئے برق نے کہا مین انکی تلاش مین پھر جاتا ہون
یہ کہکر روانہ ہوا اسطرح حیرت غرضکہ سب نکلے دھوان بیہوشی کا بلند جو تھا موقوف ہوا سب اپنی جگہ پر قیام پذیر ہوے مگر حیات
و چشمہ جو چلے ایک صحرا سے سبزہ زار مین پہونچے وہان قران سیر کر رہا تھا اس نے انکو دیکھا جلد ایک ساحر کی صورت بنکر کچھ ہی
دور یہ دونون بڑھے تھے کہ اُسنے آکر انہین سلام کیا وہ مستفسر ہوے کہ تم کون ہو اُسنے کہا کہ بندہ ساحر ہون اسی جنگل مین
رہتا ہون محتاج ہو کر تلاش روزگار ہے آپکو بادشاہ صورت معلوم کر کے حاضر ہوا ہون کہ شاید اوسیر آپکے کا سہارا ہو جائے
ساحران مذکور اسکی بات منت آمیز سنکر خوش ہوے اور کہا اچھا آؤ ہمارے ساتھ چلو ہمنے تمہین نوکر رکھا عیار مذکور اُنکے ہمراہ
چلا اور وہ دونون وہانسے ایک باغ کے قریب پہونچے مالک اسکی حصار جادو تھی راستے طائران سحر سے آمد انکی سنی باغ کے باہر
پیشوائی کو آئی اور انکو لیکر داخل باغ ہوئی یہ باغ بہت پر بہار تھا جو نہال تھا وہ ثمر دار تھا جو گل تھا وہ خوشبودار تھا معطر کن
دماغ عنادل ہر پھول پر تصدق بلبل کا دل بیچ باغ مین قصر عالیشان بنا تھا جملہ سامان راحت مہیا تھا ساحرہ نے وہان لاکر
مہمانونکو بٹھایا جام بادۂ احمر کا دور چلنے لگا قران بھی ساتھ آیا تھا بطور ملازمان باغ مین مالکون سے الگ ٹھہرا حیات و
چشمہ نے مرہم سیاہ شب کا جسم پر چڑھایا کہ بیت شب مہتاب کے چمکے ستارے ۔ کھلے گل کی روش گردون پہ تارے
شام کو اکل و شرب سے فارغ ہو کر دونون ساحر آرام پذیر ہوے حصار نے سوتے وقت ورق سامری کے دیکھے معلوم
ہوا کہ غافل نہ رہنا عیار گھات مین لگا ہوا ہے پس معلوم کر کے اسنے سحر پڑھکر حصار کر دیا اور سو رہی قران بھی ایک صحنچی مین کچھ
میوہ وغیرہ کھا کر لیٹ رہا جب آدھی رات سے زیادہ رات گئی اُٹھکر سبکو بیہوش کرون دیکھا تو باغ مین بالکل اندھیرا ہے وہ مکان جہان
ساحر سوتے ہین نظر نہین آتا ہے سمجھا کہ یہ اثر سحر کا ہے ناچار پھر لیٹ رہا اور بعد کچھ دیر کے پھر اُٹھا دیکھا ماجرا پھر گذرا اُسکا اندھیرا نظر
آیا قصر کا پتہ نہ پایا لیٹے سے قصر دکھائی دیتا ہے روشنی معلوم ہوتی ہے یہی ہنگامہ رات بھر رہا جسوقت دیدۂ روزگار سے کی
ظلمت شب دور ہوئی اور دیدۂ سحر پر نور ہوا کہ بیت کوئی پیش نظر ٹھہرے نہ تھی تاب + ہوئے پنہان نظر سے نجم و مہتاب صبحکو
ساحر بیدار ہوے اور برائے تفریح طبع باغ مین لب نہر آکر بیٹھے پانی سے ہاتھ منہ دھونے لگے قران بھی سامنے گیا اور
سلام کر کے پشت برابر ادب آکر ٹھہرا جب انکو مصروف تماشاے آب اسنے دیکھا سمجھا کہ یہی وقت ہے مارا انکو یہ سوچکر پیچھے
کو کھڑا ہی تھا لبغدہ کمر سے نکالکر مارا مگر جیسے ہی لبغدہ قریب اُنکے سر کے پہونچا ایک زنجیر خود پیدا ہو کر حائل ہو گئی لبغدہ زنجیر پر
پڑا کہ وہ کٹی اسنے جی داری کر کے فوراً دوسرا لبغدہ مارا ایک سپر فولادی پیدا ہو کر سر ساحران کی پناہ ہو گئی ساحرون نے جو یہ
معرکہ دیکھا چاہا کہ اُسکو گرفتار کرین قران بھی سمجھا کہ ہم گرفتار ہوے لپیں اور تو کچھ نہ بن پڑا ایک لات اس زور سے ماری کہ
حیات و چشمہ کنارے نہر کے تو بیٹھے ہی تھے پانی مین گر پڑے حصار انکو نکالنے مین لگی قران بھاگ کے اُسی باغ کی
ایک کوٹھری مین جا کر چھپ رہا یہان یہ دونون نہر سے نکلے اور کہا ہم اس جگہ نہ ٹھہرینگے ہر چند حصار نے روکا مگر نہ رکے
اور طائران سحر پر چڑھکر جانب لشکر حیرت گئے بعد انکے جانے کے حصار نے سحر پڑھا ایک درخت سیب کا باغ مین جھٹ اور

ایک پتلا سرخ رنگ کا زمین سے نکلکر سامنے آیا اس پتلے سے اُسنے پوچھا کہ جسنے ہمپر حربہ کیا یہ کون تھا اور کہاں ہے پتلے نے کہا قران
عیار ہمراہ حیات جادو چشمہ آیا تھا اسنے حربہ کیا تھا اب بائین جانب اسی باغ کے جو کوٹھری ہے اسمین ہے یہ حال پتلے سے سنکر
اسنے پھر سحر پڑھا کہ پتلا اسی درخت مین جا کے گیا جسمین سے ظاہر ہوا تھا اور آپ اُٹھکر اس کوٹھری کے قریب آئی قران نے
روزن در سے اسکو آتے دیکھی اینٹ سے ملکر کھڑا ہوا اسنے آکر جیسے ہی کوٹھری مین جانے کیلیے سر ڈالا قران نے بغدہ ذرا لگا
سر کٹ کر دور گرا اگر اسکے سر نے ایک نقبہ زرا قران کوٹھری سے نکلکر بھاگا کہ یہ تجربہ تو مرنے پر بھی ہنستی ہے مگر جب باہر نکلا دیکھا ایک
طرف تو سر قلم کیا ہوا لاشہ پڑا ہے دوسری جانب ملکہ حیات زندہ کوٹھری ہر دو داشت سکو جاتے دیکھکر ایک اینٹ اسنے کا مارا کہ پاؤن
آگے زمین نے پکڑ لیے اور اُسنے کہا اے قران جو کوئی تجھکو مارے تو اسکو بھی قتل کرتا تو نے مجھکو کیون مارا اب بھاگ کر کہاں جائیگا
قران کے پاؤن تو زمین پکڑے ہی تھی اسنے اپنے تئین اسطرح زمین پر گرا دیا جیسے کسیکو غش آ جاے دانت بیٹھ گئے آنکھیں پھر گئین یہ
حالت دیکھکر ساحرہ اسکے قریب آئی اور بغور اسکی کیفیت دیکھنے لگی کہ یہ کیا اسکو ہوا جب وہ اسکے دیکھنے مین محو ہوئی اسنے
ہاتھ بڑھا کر گردن اسکی زور سے تھام لی اور اپنے آگے گھسیٹ کر ایک خنجر پیٹ کی نہ خبر لی کے ساحرہ بہت تڑپی جب نہ
چھوٹ سکی ہاتھ سے زمین پر اسنے لکھا اگر مجھکو چھوڑ دے تو مین اطاعت کرون قران نے اسکو چھوڑ دیا اسنے رہائی
پاکر اپنے مقام پر جاکر اوراق جُبہ سے نکالے دیکھا کہ اس عیار کو مین قتل کر سکونگی نہیں اوراق مین یہ نکلا کہ یہ عیار
ہے از بر دستہ اگر اس سے سرکشی کی تو یہ تجھکو مار ڈالیگا بہتر ہے کسیطرح نرمی کا سامان کر کہ اس سے آشتی کر یہ حال معلوم
کرکے اسنے سحر پڑھا کہ قران زمین سے چھوٹ گئے کہا کہ اب بہتر جانیے آپ نے مجھکو چھوڑ دیا تھا مین نے آپکو رہا کر دیا قران
نے کہا اسوقت تو برابر ہوئی کہ اور رفع کیا کر یہ کہکر باغ سے نکل گیا اور پھر دوبارہ بھیس بدلکر باغ مین آیا اسنے پوچھا کہ اب کیون
آئے کہا اے ملکہ تھوڑی سی شراب ہمین دو کہ ہمارے پاس ہو گئی ہے اُسنے الماری کھولکر کئی بوتلین شراب عمدہ کی نکالین قران
نے بھی ایک گلابی آغشتہ بدارو بیہوشی کمر سے پٹکے مخفی رکھلی تھی جب وہ بوتلین شراب کی لائی کہ بہتر صاحب لیجیے اسنے کہا
لیکن وہ جو کنٹر سبز رنگ کا ہے اسمین کی شراب بھی تھوڑی سی لا دیجیے وہ اٹھی کہ کنٹر لے آؤ جب اسکی پشت اسکی طرف ہوئی
اسنے ان بوتلوں مین سے ایک بوتل اٹھا کر چھپائی اور اپنی بوتل اسی رنگ کی اسمین ملا دی جب وہ کنٹر لے آئی اور کہا لیجیے یہ بھی
حاضر ہے اسنے کہا اے ملکہ اگر تم خفا نہو تو ایک بات کہون اسنے کہا فرمایئے اُسنے کہا تم ہماری دشمن ہو بدین لحاظ اگر سب
بوتلوں سے ذرا ذرا سی شراب چکھ لو تو مجھکو اطمینان ہو جائے اور مین لیجاؤن اُسنے ہنسکر کہا کیا مضائقہ ہے اور جام مین
سب بوتلوں سے تھوڑی تھوڑی شراب انڈیل کر آپ پی پیتے ہی بیہوش ہو گئی قران نے زبان مین اسکی سوزن دیا اور ستون
سے باندھکر ہوشیار کیا جب اسکی آنکھ کھلی قران نے کہا اب کہو کس عالم مین ہو اسنے اشارہ کیا کہ مجھکو چھوڑ دو تو کہون میری
زبان سے نکرو گی اسنے پھر اسکو رہا کیا اسنے کہا اے عیار نامدار جانا مین نے کہ آپ ہر دستان روزگار ہین مین بھی تو آپکی اطاعت
کی آپ جائیے مین موقع دیکھکر آپکے لشکر مین آؤنگی قران نے اقرار اطاعت اسلام لیکر وہان شراب وغیرہ پی پھر رخصت ہوکر
راستہ پکڑا اور اپنے لشکر مین آکر سارا حال کہا

داستان آنا حیات جادو کا لشکر مین اور طبل جنگ بجوانا مقابلہ بلور سے کرنا اور

کوکب کا آکر بلور کی مدد کرنا پھر بھیجنا افراسیاب کا ساحران نامی کو پھر جنگ اور مغلوب ہونا مہرخ کا مدد بھیجنا شاہ کوکب کا اور آنا ملکہ سہیلان بن اختر جادو کا مقابلہ لشکر افراسیاب مین اور فتح پانا بعد جنگ بسیار کے پھر گرفتار ہونا مہرخ کا افراسیاب کے سحر سے اور قید ہونا حیرت کا سحر سے کوکب کے اور جانا طلسم کوکب مین المولفہ

مجھ پہ عاشق مین ساقیا ہون — سائی ساقی ہی کہہ رہا ہون
اختر گل باغ خوب روئی — رونق دہ گلشن نکوئی
لڑنے کو چلے ہے با صد انداز — ساقی در میکدہ کو کر باز
سائی گلشن کا ہے نیا رنگ — شاہنشہ گل ہے بر سر جنگ
جیسے ہون سپاہی صف کشیدہ — یون سبزۂ باغ ہے دمیدہ
کانٹے خنجر ہین سبے تامل — ہتھیار لگائے ہے ہر اک گل
برن لالے کی باڑھ آگئی ہوئی ہی — جیسے پلٹن جمی کھڑی ہے
ہر شاخ ہے عکس گل سے گلگون — یا گل کی سواری کے ہین گلگون
استادہ ہین سرو باغ تن کر — یون جیسے ڈٹے کھڑے دلاور
شمشیر نظر سے نرگس مست — تیار ہے جنگ پر سر دست
نہرون مین ہے آب مردم فوج — شمشیر بکف ہر ایک ہے موج
ہے ابر چمن ہوا کے بردوش — یا باد صبا ہوئی زرہ پوش
رن مین کڑکا ہوا ہے آغاز — یون خندۂ گل کی پھیلی آواز
سرپیچ کے ہون ترا خریدار — ساقی ہے شراب مجھ کو درکار
دکھلاؤن بہار جوہر تیغ — برسے مضمون قلم سے جون میغ
ہے بلبل خامہ یون دعاگو — یارب باغ سخن ہرا ہو
اے جاہ بیا بہ باغ مضمون — نظارۂ گل بکن تو اکنون

بسملان تیغ آبدارو مذبوحان خنجر جفا جنیجریان عرصہ عاشقی، و سیارزان میدان مطلوبی صفحہ تحریر کو فروغ آفتاب مضامین سے رشک سپہر برین اسطرح بناتے ہین اور اختر طالع فسانہ بیان زرین سے اسطرح چمکاتے ہین کہ

حیات بہ صفات پدر حیرت بہ سیرت رخصت ہوکر حصار سے جب لشکر میں آیا دن بھر مصروف میخواری رہا جب آفتاب حیات فروغ مہر مغرب ممات میں غروب ہوا اور حیات تازہ تنویر شمعہاے محافل سپہر یعنی کواکب کو خلاق دہر نے عنایت فرمائی نظم

کہ اتنے میں چھپا وہ جلوۂ روز	ہوئی روشن ہر اک شمع شب افروز
ہوئی پاپوش عالم شام تاریک	چھپے آنکھوں سے لطف دور و نزدیک

طبل جنگ بحکم حیات ہماہنگ بجا جاسوس خبر لیکر بحضور ملکہ لالہ رخ کے آکر قدمبوس ہوے ملکہ موصوفہ نے خبر نواخت کوس حرب سنکر جانب سرداران بارگاہ کی بلور نے عرض کیا کہ کچھ تردد نہ فرمایئے غلام بہر جان نثاری حاضر ہے میرے نام پر طبل رزم بجوایئے ملکہ نے اسکی ہمت پر آفرین فرمائی اور نفیر سحر بجائی ہزار ہا نقارہ لشکر میں بجگیا زلزلہ دشت نبرد میں پڑگیا ہر ایک ساحر تیاری سحر تیار کرنے لگا دم افسر کی صحبت کا بھرنے لگا لالہ رخ جب داخل شبستان ہوئی سحرخوانی کرنے لگی ملکہ بہار نے اپنی بارگاہ میں آکر سپہ سحر کے چہار جانب دانہ کیسے تیلیاں کاغذ کی کاٹ کر گنتا ہم لوگوں کا سپنا کر تخت کاغذی پر بجھا کر سحر پڑھا کہ وہ جانب فلک اڑگئیں اسطرح زلزلہ و لرزان دیوؤں نے تدبیریں کیں لشکر میں ڈر مرد کو کیا بنگ لنوں نے ہجوم کیا بیر ہر ایک ہنسا کیا بھینسے بھینٹ میں چڑھے کلوا بیروں نے آدمی کے کلیجے نذریں لیے جھونسری کی چار سمت صدا بلند تھی جوت کا دیا جب جلتا دھواں جو ستا ہوں کھیلتی اگر منہ سے نہ بولتی ساحران منتر تا دائی ہونا جاری کی دیتا ہر صورت اقرار اطاعت لیتا ساحر دلیر تھے یہ ہنگامہ تھا اور تلوار اٹھانے والوں کا عزم بہادرانہ تھا کوئی سپر صاف کرتا دم شجاعت کا بھرتا کوئی کو بجھونکوتا دو دیتا نام کر جانے پر مرتا خلاصہ یہ کہ رات بھر ایسا ہی غلغلہ برپا رہا جب خلعت حیات خیاط قدرت نے شہنشاہ نہار کیلیے قطع فرمایا اور جامۂ ہستی کواکب سپہر چاک چاک ہوا کہ ابیات

سحرگہ خروش آمد از کرناے	ہم از کوس رویین و ہندی دراے
سپہ را جو روی اندر آمد بروے	جہان شد پر آواز پرخاش جوے
ز انبوہ اسپان گرد سپاہ	بہ بیشہ درون شیر گم کرد راہ
ہمہ آمدیکے باد و گرد کبود	زمین ز آسپان ہیچ پیدا نبود
ز خفتان و از خنجر ہندوان	ز اسپ و ز آلات و برگستوان
ز سانہ و زگردان ہر دو گروہ	زمین ہمچو دریا شدہ گرد کوہ
دو رویہ سپہ برکشیدند صف	ز خنجر ہمی رفت خورشید تف
ز پیش سپہ آوریدند پیل	جہان شد بہ کردار دریاے نیل
سواران جنگ از پس و پیش و چپ	ہمہ برگرفتہ دل از جان خویش

صبح و حیات بہیچ تجمل مذکورۂ بالا اہب میدان حرب میں پہونچکر صف کشیدہ ہوئیں چشمہ سپہ سالار حیات سے اجازت لیکر میدان میں آیا کلمات لاف و گزاف زبان پر لایا مبارز خواہ ہوا بلور نے اسطرف سے قصد روانگی کیا تھا کہ نور افشاں نام ایک ساحرہ جو ہمراہ بلور لشکر کے افسر ہوکر آئی ہے ہرچند میں ہمراہی کہ جب حیات سے لڑنے نکلے گا اسوقت

آپ مقابلہ مین جائیگا اسکے مقابلے کو مین جاتی ہون بلور نے اسکو اجازت دی کہ وہ طاؤس اڑا کر مقابل آئی چشمہ نے پہلے ایک ناریل سحر کا مارا اُسنے ناریل آتے دیکھکر اشارہ جو دو دیڑھکر کیا کہ وہ ناریل کشکر دور گرا چشمہ جھلا ایک گولہ فولادی ایسا سحر کرکے مارا کہ اُسنے ہرچند روکنا چاہا مگر رد نہو سکا اور پیشانی پر آکر لگا کہ سر اُسکا پھٹ گیا از بسکہ ساحرہ زبردست تھی ہلاک نہوئی ہیر اُسکے اٹھا کر لشکر مین لائے ادھر چشمہ نے پھر میدان طلب کیا بلور رکب اڑا کر سامنے گیا اُسنے پھر گولا مارا بلور نے سحر پڑھا کہ چالیس سپرین سحر کی از خود مقابل آگئین مگر گولہ رکا سپرین توڑ گیا بلور بہت جلد زمین مین سما گیا گولا اوچھا سا سر مین لگا اور گر کر سرد ہوگیا اور بلور زمین سے پشت کیطرف چشمہ کے نکلا اور پکارا کہ اے بیحیا خبردار یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا یہ کہکر ایک بیضہ عقاب جمشید کا کہ کوکب نے چلتے وقت دیا تھا نکالکر مارا چشمہ نے اُسکو چاہا کہ رد کرون لیکن نہوا اور بیضہ پشت پر جا کر بڑا سینہ توڑ کر نکل گیا شور اسکے مرنیکا بلند ہوا حیات بیتابانہ دوڑا کہ اے غضب کیا تو نے کہ مارا اس شخص کو جو اپنا نظیر نہ رکھتا تھا یہ کہکر فوج کو حکم دیا کہ لینا اس خیرہ سر کو فوج چارون طرف سے تا بیخ و تن یخ مارتی چلی اسطرف سے مہرخ باسپاہ بیکران حملہ آور ہوئی سحر کی گھٹائین گھر آئین باران تیر و سنگ و مار آتش برسنے لگا برق شعلہ ریز کوندی رعد گرجا تلوارون نے بہادرونکی دریاے خون بہا دیا سرکشون کو خواب عدم مین سلا دیا کلا بیات

همہ یک بہ دیگر بر آمیختند چو رود روان خون ہمی ریختند
چو آواز کوس آمد از پشت پیل ہمی مرد بیہوش گشت از دو میل
ز تگ بادپایان زمین را کنان در و دشت شد پر تن بے سران
زمین جنب جنبان شد از میخ و نعل ہوا از درفش سران گشت لعل
ز آواز گوپال بر ترک خود ہمی داد گردون زمین را درود
بیابان چنان شد ز ہر دو سپاہ کہ بر مور و بر پشہ شد تنگ راہ

اسی گرمی جنگ مین بلور مٹھیان کھولتا اور بند کرتا پتلے پیدا کرکے لڑاتا بڑھتا قریب حیات پہونچا اسنے ڈانٹا کہ او بے ادب کہان آتا ہے اُسنے بھی للکارا کہ او بے بانی شراب بچکر کہان جائیگا اسنے اپنی جھولی سے ایک تخم درخت بلخ زردشت کا نکالکر زمین پر پھینکا اور ایک شیشہ پر از آب نکال کر بانی تخم مذکور پر چھڑکا فوراً وہ بیج بہ آبیاری آب سحر زمین سے اُگا اور بڑھکر درخت عظیم الشان ہوگیا بجائے پھل کے تلوارین اسمین پھلین اور جلیبیو کی طرح لٹکنے لگین جو ساحر کہ اڑکر جانب لشکر حریف چلے اُس درخت پر آتے ہی دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرے حیات مع لشکر حیرت کے سایہ درخت مین اسطرف ٹھہرا اور شجر سے بجلیان بنکر وہ تلوارین لشکر مہرخ پر گرنے لگین ساحران قطع ہونے لگے بلور یہ کیفیت دیکھکر سیاہ خیمہ غضبناک بیٹھا اور لشکر حملہ کرنے سے رکا اسنے بھی برق درخشان کیصورت اپنی بنائی اور درخت پر آکر چمکا مگر اُس شجر پر گرا ہرچند کہ درخت دستے جلا دیا مگر آپ بھی ان تلوارونسے جو درخت مین تھین زخم ایسے کھائے کہ تمام جسم فگار ہوگیا اور چور چور ہوکر زمین پر گرا یہ حیرت تلوار کھینچکر دوڑا کہ سر کاٹ لون مہرخ عقاب بنکر تخت سے اڑی درخت تو جل ہی چکا تھا یہ اُکر بلور پر گری اور پنجہ مین داب کر لے اڑی بلور فرط جراحت بیہوش تھا ملکہ پنجہ مین دابے

اسکو لشکر میں نہ لائی چاہ سامری کیطرف علاج کیلیے لیگئی کہ اگر عرصہ گذر یگا تو ان زخمون سے بچنا اسکا دشوار ہے پس یہ تو ادھر گئی ادھر حیرت نے پھر فوج کو حکم دیا کہ ہان مار لو ان نمکحرامون کو فوج ساحران نے سول و منسول پکڑ کر یا سامری مدد کہتی چلی پھر لشکر مہرخ پر آپڑی بہار نے جو یہ حالت دیکھی سمجھی کہ بعد مہرخ خواجہ نے مجھکو اس سپاہ کا بادشاہ کیا ہے اسوقت لشکر بے سردار کا ہو رہا ہے اور در خت سے بہت لشکری زخمی ہین جنگ عظیم پہلے بھی ہو چکی ہے اب کسی مین دم نہین ہے جو میدان مین ٹھہرے یقین ہے کہ بھگدر پڑے اور لشکر سارا تباہ ہو جائے پس مجھکو مقابلہ کرنا لازم ہے یہ سوچکر اپنے تخت پہ سے کودی اور اسطرح چلی کہ بہار حسن حسینان سیاہ کنیزان اسکا دامن ناز بہ ہزاران اعزاز سنبھالے تھی نگاہ مست اسکی نیزہ مژگان سے ہزارون سینہ پر کندہ دیکھے بہانے تھی اسی انداز سے بیچ میدان مین پہونچکر ایسا سحر پڑھا کہ ہلے سرو دشت عالم مین خزان ہوئی اور جسکے نخل قامت مین لشکر حریف کے وہ ہوا لگی سرو آسا پا بگل ہوکر اپنی جگہ پر ٹھہر رہا آگے نہ بڑھ سکا جب حملہ کرنے سے وہ فوج رکی اس شعلہ باغ خوبی نے پھر جادو کی دستک دی اور پکار کر کہا اے بہار آؤ بہار تو اس گل رعنا کی ناز بردار و شیفتہ بہ رنگ ہزار ہے حکم کے ساتھہ ہی حاضر تھی سب نے دیکھا کہ ابر بہاری گھر آیا ہوا اسکی ہواخواہی کا دم بھرنے لگی زمین بہر نثار زر گل ہزاران ہزار ہو دامن دامن لائی ہر سمت خیابان سمن و نسرین بہ صد لطافت در نگین ظاہر ہوکر خوشبو سے دماغ جان جہان معطر کرنے لگے چمنستان مین انبار و گل و ریاحین بہلے شوق نثار ظاہر ہوے دم بھر مین یہ خرابۂ باد و ہر بہشت ہشتم تھا دشت سراسر گلستان سعدی کا باب ہشتم تھا کہین جانان چمن برلب جو تن رہے تھے کہین عروس گلشن کے جوبن زیادہ ہونے لوگون کے زیور بن رہے تھے کہین فریاد بلبل و قمری کا شور گلشن گلشن رقصان ہو کہین سنبل تر کے پیچ زلف مہوشان کو پیچ سکھاتے کہین ڈورے نگاہ نرگس مست کے چشم نرگسی گلعذاری کو پھندے مین پھنساتے ہین سبحان اللہ طرفہ بہار نخلبندی سحر بہار سے ظاہر تھی کہ مدحت سرائی مین جسکی زبان بلبل قاصر تھی نہرون نے وہ آب و تاب آبرو پائی تھی کہ صفائی ضیاے گوہر صدف فلک مین ملائی تھی چشمہ مہر و ماہ مین یہ لطافت کہان تھی اس چشمہ کی شہرت صفا از ماہ تا ماہی عیان تھی گلکدہ رنگینی نگار خانہ چینی کیا بلکہ ارژنگ خانہ فلک سے بھی عمدہ پر دین و پران سے بہتر ہر ایک شگوفہ کہین لالہ زار کہین پھولون کا انبار کہ بموجب ابیات

بہار فصل گل کی تھی پڑی دھوم	لڑے تھے بلبلوں کے آج کھسوم
گھٹا کالی تھی وہ ساون کی چھائی	کہ طاؤسوں نے کیفیت دکھائی
مہکتے تھے چمن مین گل ہزارون	چہکتے تھے پڑے بلبل ہزارون
بندھا رنگ عروسان چمن تھا	وہ رنگ گل کہ جان چمن تھا

اس کیفیت بہار کو سب دیکھ رہے تھے کہ یکایک صدمۂ خلخال پاے معشوقہ پردے ہوا سنائی دی اور ایک تخت بارفعت زمین پر اترا اسپر ایک محبوبہ ناز کبدن جسکا روے زیبا بلا زمہ چین سوار تھی واقعی دیار حسن کی تاجدار تھی کج ادائیونکی ایسی ظالم کہ فلک پر جفا اسکے زیر فرمان ناز و غمزہ جفستان پر وہ حکمران زلف کہ اسکی کیون دھیان کرتا صفت یہ سودا ہول کیون لون شب تار نے روز ازل اس زلف کی محبت کا دم بھرا تمام عمر سودے کا خلل گیا ہے تھا

کے روبرو چشمۂ خور آبرو ریز عارض رخشان قمر کو غیرت انگیز چاہ زنخدان میں نہان آب چشمۂ حیوان دندان درین سنگ گوہر غلطان کا نظم

بنا تھا نور کا بالکل سراپا
وہ قامت تھی کہ شعلہ طور کا تھا

پریزادوں کو کرتی تھی وہ قربان
لگائے حور اس سے آنکھ کیا جان

لٹکتے پانوں تک ہیں موئے شکین
فدا ہیں نافۂ آہوئے چین

عجب پانوں میں زیب نئی تھی پُرنور
میان ابر تیرہ جلوۂ حور

بلند اسکا تھا ایسا سینۂ صاف
بلورین کوہ سے ہے بڑھ کے شفاف

قیامت تو تھا ان چھاتیوں کا
ہوگا تیر تن پہ تو بڑا اصلا

زیور جواہر نگین سر سے پانک پہنے لباس زعفرانی زیب بدن فرمائے تخت سے اترکر اس گلشن سحر میں بعد ناز رنگ طاؤس طناز خرامان ہوئی لشکر ہیں حیات وحیرت اس جادو صورت عورت کو دیکھکر تاب برق جمال نلا سکے اور محو ہوکر بیہوش ہوگئے سوا سے حیرت وحیات کسیکو ہوش نرہا تفرقہ سے اسوقت ابریق وزیر فرستادہ بادشاہ طلسم حیرت پاس آیا جب یہان پہونچا ہوا سے گلشن سحر جو جسم میں لگی وہ بھی جھومنے لگا اور وہ زن سحر جو گلگشت کر رہی تھی اُسنے ایک گلدستہ نرگس کے پھولوں کو اس بہشت سے توڑ کر بنایا اور وہ مقرر رکھکر اچھالدیا گلدستہ جانب فلک گیا ہوا سے سرد چلنے لگی ہر سبب کی کثرت حیرت کی آنکھ بند ہوگئی بعد لمحے کے جو آنکھ کھلی دیکھا ایک ایک درخت نرگس کا ہر لشکری کے روبرو لگا ہے اور ہر شخص اس درخت کے نیچے بیہوش پڑا ہے حیرت نے اُسوقت گھبرا کر ابریق سے کہا کہ اے وزیر اعظم کیا تم بھی اس جبروکرنی بہار کے ہونے اثر کرینگے ابریق ابسا محو تھا بات ملکہ کے کلام کا کچھ جواب نہ دیا حیرت سمجھی کہ بڑا غضب ہوا اب جلد اس لڑکی نے ہیں بہت جلد سحر پڑھکر سنگ کی ایک عورت ملک شیشہ مثل گلدستہ کے بنائی ہاتھ میں لیے اتنے میں ملکہ نے اپنی زبان کاٹکر اس عورت پر خون کا چھینٹا مارا وہ چھینٹا لگکر جب شیشہ پر اور ان درختان نرگس پر شیشے سے پانی چھڑکنے لگی وہ درخت غائب ہونے لگے اور لشکری ہوشیار ہوگئے مگر اپنے آپے میں تھے تعریف حسن زن سحر جو بہار نے بنائی ہر کرتے تھے اور شعر عاشقانہ پڑھتے تھے حیرت نے اس عورت کے جسم پر خون کا چھینٹا مارا تھا کہا کہ جا اور اس عورت کو جو گلستان میں پھر رہی ہے قتل کر اس عورت نے جواب دیا کہ ملکہ نرگس جادو ہے مطیع ملکہ بہار میری مجال نہیں جو اسپر دست درازی کرسکون یہی بہتر ہے کہ میں نے ان بیہوشونکو ہوشیار کردیا یہ کہکر غائب ہوگئی حیرت نے اسوقت ایک لا موتی ٹوٹا اپنے گلے سے اتارا اور پکار کر کہا کہ اے بہار دیکھو یہ سحر بھی نہ چلیگا بہار نے ملکے کو دیکھکر شناخت کرکے ایک قہقہہ مارا اور کہا مجھکو معلوم نہ تھا کہ قطرہ ہائے آب چشمۂ سامری منجمد کرکے موتی بنا کر تو نے اپنے پاس رکھے ہیں اور نہ پہلے سے اسکی بھی تدبیر کیجاتی خیر اب بھی تو میرا کیا کریگی بات تیرا لشکر البتہ بچ جائیگا حیرت نے کہا او جھوٹی کیوں ایسی باتیں کرتی ہو سامری کے غضب سے ڈر ماری میں تیری بہن ہوں یہ تیرا باپ ہے تو سامنے کھڑا ہے جیسی میں نے اسے تو نے ایک بات کی اوکھ میں پاؤں جیسے ہے یہ ڈھٹائی کرنا اچھا نہیں جوانی سے بہت بڑی یہ سحر جو اس شاہ طلسم نے بچے سکھائے تھے اسلیے کہ تو مجھے ہاتھ صاف کرے بہار نے کہا باجی جان خدا گر تم میری بہن ہو تو میرے پاس آؤ مسلمان

ہو جاؤ سلطنت میرے لشکر کی کردو ے افراسیاب کو مار و حیرت یہ سنکر آگ ہو گئی اور کوسنے لگی کہ اے تو نا شاد مرے
اپنی جوانی سے جلائے تو ہو کی میرے وارث کو کوستی ہو تیری سلطنت کو خاک مین ملاؤن تجھے گہری گور مین تو یون غرضکہ یک
جھنک کر وہ بالا جانب فلک اچھالا از بسکہ وہ ہوئی تو اصل مین پانی تھے ہی بالا بلند ہوتے ہی ابر پیدا ہو کر لشکر حیرت وغیرہ
پر محیط ہوا اور پانی برسنے لگا تمام لشکر بھیگا سحر بہار اتر گیا لشکری ہوش مین آگئے بہار کا باغ اسیطرح نہ رہا اسنے چاہا کہ پھر
سبکو بیہوش کرون حیرت نے طبل بازگشت بجوا دیا کہ ابکی توڑ اسکے باغ سحر کا نہو سکیگا اور از بسکہ دن بھی تمام ہو چکا تھا
اور ساحرہ شب باغ انجم پیدا فلک مین سر سبز کیا چاہتی تھی کہ بیت یکایک چرخ اخضر چرخ کھایا دگیا دن سبز رنگ شام
آیا بہار بھی طبل آسائش بجوا کر پھری رد سحر پڑھا کہ باغ سحر غائب ہو گیا ملکہ نرگس تخت پر بیٹھ کر اپنی جگہ پر گئی غرضکہ دونون
لشکر پھر کر اپنے اپنے خیام مین آ کر آسودہ ہوئے چونکہ لشکر مین تھی بہار نے بعوض اسکے سلطنت اختیار کی رات کو
دربار کیا طلایہ دار مقرر فرمایا بعد جلا انتظام شبستان مین جا کر آرام کیا اس طرف حیرت جب بارگاہ مین داخل ہوئی حیات
نے کہا مین اب اس حرامزادی لڑکی کو مار ڈالونگی آب کی کائنات کا سحر تیار کرونگا حیرت نے کہا آپ ٹھہریے مین بادشاہ
پاس جاتی ہون جو انکی صلاح ہوگی وہ کیا جائیگا یہ کہکر وہان سے اڑی اور ایک پہاڑ قریب دریاے خون نزدان ہے اس کوہ
پہ آ کر سحر پڑھا چنانچہ پیدا ہوا آکر باغ سیب مین لایا یہان ابرق وزیر پہلے سے آیا تھا اور سارا حال لڑائی اور سحر بہار کا
بیان کیا تھا بادشاہ غضبناک بیٹھا تھا کہ ملکہ نے جا کر سلام کیا اور پہلو مین بیٹھی بادشاہ نے فرمایا کہ اے ملکہ دیکھا تمنے تمہاری
بہن نے کیا کیا حیرت نے کہا مین اسی لیے آئی ہون کہ آپ اسکو مار کیون نہین ڈالتے اسپر رحم کسلیے فرماتے ہین بادشاہ
نے کہا کہ اب مین اور فکر مین ہون کہ کوکب لڑنے آیا ہی چاہتا ہے اور ایک بیابان ہے اس طلسم ہوشربا کے اور طلسم کوکب کے
دامنے پر اس بیابان کو ایک ملک سمجھنا چاہیے اس ملک کا بادشاہ جہاندار شاہ جادو نام ہے اور اس بیابان کو بیابان
فکر پیر کہتے ہین چنانچہ وہان ایک ساحر رہتا ہے معمار قدرت اسکا نام ہے وہ تالاب جمشیدی بزور سحر بناتا ہے مجکو یہ ڈر معلوم ہوتا
ہے کہ ساحر بھی مجھ سے لڑنے آئیگا پس مین ان فکرون مین ہون یہ چھوکری بہار کیا حقیقت رکھتی ہے اب تم جاؤ مین بلور و
چاہ سامری پر سے پکڑوا کر تمہارے پاس بھیجونگا انکو قتل کرنا ہمی فقط چاہ سامری انکو لائیگا اسکی عزت کرنا وہی سب کام
تمہارا کردیگا یہ کہکر ایک نامہ تحریر کیا مضمون یہ تھا کہ اے مختار جادو ہوشیار رہنا وادی چاہ سامری پر زخمی ہو کر پانی
پینے آتے ہین انکو گرفتار کرکے ملکہ حیرت پاس پہنچا دینا یہ لکھکر بچہ کو دیا کہ وہ لیگیا اور حیرت رخصت ہو کر لشکر مین آئی
حیات سے سب حال بیان کرکے دربار برخاست کیا آرام پذیر ہوئی لیکن اب حال چاہ سامری کا سنیے کہ یہ کنوان
چاہ آراستہ نام رکھتا ہے اور موتے مرجان کے درمیان واقع ہے اور جسطرح چاہ زمرد کہ جسپر سیلا ہوا تھا تمام ساحران اندر
چاہ کے رہتے ہین اس کنوین مین بھی مسکن گزین ہین اور مالک ان سب کا مختار جادو ہے چنانچہ وہ اندر کنوئین کے
دارالامارۃ شاہی مین بیٹھا تھا کہ بچہ نے لا کر نامہ شاہ طلسم اسکو دیا نامہ اُسنے لیکر سر پر رکھا اور بعد تعظیم پڑھا جب
مضمون سے واقف ہوا ابلیس ساحر گرد کنوئین کے چوکی دیتے ہین انکو حکم بھیجا کہ تم اندر چاہ کے آ کر بطور مخفی ٹھہرو اور
جو کوئی جنگل مین پانی بھرنے آئے اسکو پکڑ لینا جب ساحرونکو حکم پہونچا سر چاہ سے پہرا اٹھا کر اندر چاہ کے مقرر کیا اور

باتفاق تمام بیٹھے اسطرف مہرخ و بلور کو لیے صحرائے طلسم طے کرتے صحرائے مرجان میں پہونچی یہاں دیکھا تو تمام اشجار
صحرائے سرخ گون آگ لگی معلوم ہوتی ہر گھانس تمام سبز ہی سرخی و سبزی باہم ملکر عجب حسن دکھاتی تھی لب لعلین سبز رنگان دہر کو
شرماتی تھی مونگے کے درخت دہر چھوٹ موٹے بیٹے تھے جواہر خانہ بہار معلوم ہوتے تھے ملکہ مہرخ بیچ صحرا میں آکر ٹھہری بلور فرط جراحات
و تموج ہوا سے بیہوش تھا یہاں کچھ اسکو ہوش آیا ملکہ مذکور باہستگی اسکو لیے ایک دہ کوہ میں آئی اور ایک جگہ کی مٹی ہٹا کر
سونگھی پھر اسی مقام کو خنجر سے کھودا دہانہ نقب ظاہر ہوا یہ اس نقب میں مع بلور اتر گئی اندر نقب کے ایک باولی بہت خوبصورت بنی کہ
جسکی چاہ میں نقش [illegible] لاجورد [illegible] ڈول ہے دو فلک کو کب سنہرے اسکے کوئی سنڈول کہے [illegible] خشت ساتھ اس عمارت
کے پانی پانی خلاصہ یہ کہ بہت لاثانی ہے باولی میں ایک کنوان اندازہ بنا جگت اسکی [illegible] لب گردن [illegible] قوت کی ساخت تھی
کا بھرنا بنا حوض بہت نایاب پختہ تعمیر [illegible] سے اسکے ہزارہا فوارے کا خزانہ ساون کی جھڑی کا نقشہ ہر فوارہ دکھاتا
کنوئیں پر چرخی چڑھی جو عقل پر چرخ کی حیرت [illegible] تیلیاں چرخی کی گرد [illegible] کمر پر گھڑے رکھے بعض
پانی بھرتیں ملکہ مہرخ نے رسی جو چرخی سے لپٹی تھی [illegible] ڈول زمین [illegible] باسمہ و بالعروۃ
الوثقی پڑھکر کنوئیں میں ڈالا دیکھا تو [illegible] سمجھی کہ جو کچھ [illegible] مگر یہ عجب حالت جلد جلد پانی بھرا اور
بلور کو پلا زخموں کو اسکے دھویا فوراً سب زخم اچھے ہو گئے ملکہ مذکور نے دوسرا ڈول بھر ڈالا کہ ایک بھر کر [illegible] قدر
سستی چلون کہ کام آئیگا بار بار آنا نہ پڑیگا غرضکہ یہ [illegible] بھرنے لگی اور بلور جھک کر تماشائے آب چاہ دیکھنے لگا
وہاں [illegible] فکر میں لگاہی ہوا تھا جو کہ اندر زمین کے موجود تھے انھون نے سحر پڑھکر [illegible] دونوں کے
[illegible] پھیلے اور دونوں کنوئیں کے اندر [illegible] سحر کے [illegible] ڈھکیل دیا جب یہ کنوئیں میں غوطہ کھا کر ابھرنے
چالیس ساحر نامی و نامور وہاں موجود تھے وہ سب [illegible] کھینچ لیا [illegible] پہچان [illegible] جلنے کے
پاؤن زمین سے [illegible] دیکھا کہ ایک چوکی [illegible] جہانتک نگاہ کام کرتی [illegible] جنگل [illegible]
کنوان ہے نہ باولی کا پتہ مہرخ نے بلور سے کہا کہ [illegible] دشمنون نے اپنا کام کر لیا [illegible] ہوگئے [illegible]
[illegible] وہ ساحر [illegible] انھون نے کیا [illegible] نہیں [illegible]
اور [illegible] سے اٹھ [illegible] خود بیٹھے [illegible] چوکی پر بیٹھے وہ چالیسون ساحر [illegible]
ہوکر گرد انکے آگئے اور محاصرہ کرلیا پھر سحر پڑھا [illegible] چوکی کو اڑا دیا اور انھیں لیکر چلے [illegible] دشت مرجان
تمام ہوا اور ایک قلعہ [illegible] دروازہ [illegible] کوہ بہت [illegible] لگا ہوا
[illegible] قلعہ خندق پانی سے بھر [illegible] سے کچھ [illegible] ہزارہا ساحر اترا ہوا تھا [illegible] ہوم خانے بنے تھے [illegible]
ساحر [illegible] لگے تھے [illegible] پاٹ سامری کا ہو رہا تھا [illegible] بہت تھے سب خوش و خرم بیٹھے تھے کہ [illegible]
[illegible] کو لیکر پہونچے اور [illegible] اجازت لیکر داخل قلعہ ہوئے قلعہ بہت آباد تھا ساکن قلعہ ہر ایک [illegible]
بڑے پجاری سامری کے لیے تھے مکان عالیشان بنے تھے دکانیں آراستہ تھیں بازار رنگین گلیان صاف سڑکیں
شفاف آراستہ تھیں یہ راستہ طے کرکے دارالامارۃ شاہی میں آئے یہاں بھی مجمع عام تھا دربار [illegible] تمام [illegible]

تخت شاہی پر بیٹھا تھا ان دونوں کو دیکھکر ہنسا اور کہا اے مہرخ شہنشاہ ساحران سے منحرف ہو کر بچنا دشوار تھا آخر
گرفتار ہو کر تو نے جان دی مہرخ نے بسبب سحر ہوش و حواس درست نہ تھے اسکی باتوں کا کچھ جواب نہ دیا اور اسنے حکم دیا
کہ ہماری فوج تیار ہو ہم ان مجرموں کو پہونچانے جائینگے مجرد حکم قلعہ میں چوبیس ہزار ساحر تھے بارہ ہزار انمیں سے تیار ہوئے اور
بارہ ہزار برائے حفاظت ملکہ جاہ رہے تہمات سحر پر بیٹھکر تمام دربار گاہ بار کراکر بعظمت و شان تمام مختار نے کوچ کیا
نفیر و نقارے بجتے ساحر نیرنگیاں سحر کی دکھاتے روانہ تھے قیدیونکو بحفاظت ساتھ لیا سحران نامی چوکی پر قیدیونکو بٹھا لئے
صحرا اسے مرجان جب طے کر کے آگے بڑھے مہرخ نے دیکھا کہ یہ وہی راستہ ہے بہ حسرت میں آئی تھی حیران تھی کہ میں سرچاہ
پر آکر پہونچی تھی اب کنوئیں کے اندر سے قید ہو کر آئی ہوں یہ کیا ماجرا ہے کہ ایک ہی راہ پر پہونچی ہوں پھر سمجھی کہ مقدمہ طلسم
ہے اسوجہ سے راہ کا بھید سمجھ میں آنا دشوار ہے غرضکہ خاموش ہو رہی اور ساحر بعد قطع منازل و طے مراحل قریب لشکر
حیرت پہنچا حیرت نے جب خبر آمد کی بہر استقبال کے سردار روانہ کئے اور نہایت احترام سے پیشوائی کر کے داخل لشکر
کیا فوج اسکی اتری طبل داخلے کے بجے ملکہ مذکور بارگاہ میں آئی مختار مقام صدر پر جانب دست راست تخت پر بیٹھا اور چوکی
طلب کر کے بیچ بارگاہ میں بچھا دی قیدی اسپر بیٹھے ہیں اٹھا نہیں جاتا ہے بالکل نہیں حرکت میں بارگاہ میں ہنگامہ عشرت گرم
ہے جام ارغوانی کا دور چل رہا ہے ناچ ہو رہا ہے عیار بچیاں بھی آئی ہیں اور نمرود دیکر ٹھہری ہیں خدمت ملکہ میں عرض کیا
ہے کہ عیار قیدیوں کی فکر رہائی میں ضرور آئینگے پس ہم جسکی جانب اشارہ کریں آپ فوراً قید کر لیجیے گا بھاگنے نہ دیجیے گا
یہاں تو یہ مذکور ہے عشرت کا دستور ہے لیکن جاسوسان لشکر اسلام خبریں معلوم کر کے سامنے بہار کے آئے بعد
دعا و ثنا کے حال آمد مختار و اسیری مہرخ و دلو معرض بیان میں لائے بہار نے یہ خبر سنکر برق سے کہا کہ میں جاکر
بارگاہ سے ملکہ کو لاتی ہوں یہ کہکر چاہا کہ اٹھے دیکھا تو شانوں پر اسقدر بوجھ ہے کہ جیسے کوئی دبائے دیتا ہے سمجھی کہ
مختار نے اپنی شوکت دکھائی ہے کہ وہ نہ تجھپر جو کیا ہے خبر سمجھ لیا جائیگا یہ سمجھکر خاموش ہو رہی اور برق نے کہا اے ملکہ اب لشکر
تمہارے دم سے وابستہ ہے تم ٹھہرو میں جاتا ہوں یہ کہکر اٹھا اسپر سحر نہ تھا بارگاہ سے نکلکر صورت ساحر کیطرح بنکر داخل
لشکر حریف ہوا دیکھا تو یہاں بڑی خوشی ہو رہی ہے تمام ساحر بارگاہ میں آمد و رفت رکھتے ہیں یہ بھی اسی ہنگامہ میں
داخل بارگاہ ہوا مختار کا بڑا مرتبہ دیکھا کہ نذریں گذر رہی ہیں ناچ ہو رہا ہے ساحر اسکو مالک جاہ سامری سمجھکر
ڈنڈوت کرتے ہیں برق ایک طرف تماشاگاہ میں کھڑا ہو رہا اسکو صرصر نے دیکھکر پہچانا اور اشارہ مختار سے کیا کہ یہ سامنے
عیار کھڑا ہے اسکو گرفتار کرو اسنے عیارہ کا اشارہ سمجھکر ایک ناریل نکالکر دیا سحر پڑھا کہ جسپر یہ ناریل پڑے اسکو ہلاک
کرے پس وہ ناریل چلا دیا دیکھو برق پر کھینچ مارا برق ناریل آتے دیکھکر جلدی سے اسجگہ سے ہٹ گیا ناریل سر پر سے گذر کر
ایک ساحر مینا سے جادو کے سینے پر جاکر لگا کہ بعد برق وہ کھڑا تھا چنانچہ سینہ اسکا توڑ گیا اور برق نے اٹھکر کہا
کہ وہ مارا لے مختار کیا کہتا وہ کیا صفائی ہے اسنے چاہا کہ پھر کچھ سحر کروں مگر شور ساحر کے مرنے سے بلند تھا اندھیرا
تھا برق اسی غلغلہ میں اسکے قریب آیا اور ایک حول مار کر سر سے تاج اتار کر جیب گا اسنے کہا لینا لیے جاتا ہے کہتا
ہوا اور سحر کرنا بھولا ہوا ہے غرضکہ برق نکلکر لشکر میں بہ حیثیت مبدل پھرنے لگا اور وہاں جب ہنگامہ مرگ ساحر بطرف ہوا

مختار کو برہنہ سر دیکھ کر حیرت نے اور تاج منگا دیا اسنے کہا کہ اے ملکہ مین اس عیار کو ابھی پکڑے لاتا ہون ملکہ نے کہا تم کیون جاؤ وہ خود یہان آئیگا عیار تو ہر وقت یہان موجود رہتے ہین انھون نے تو سارا طلسم برباد کر رکھا ہے یہ باتین ہو رہی تھین کہ نامہ شاہ طلسم آیا مضمون اسکا حیرت نے پڑھا لکھا تھا کہ اے خاتون مہ مختار ملک چاہ سامری ہین اس سبب سے ہکو انکی پرستش لازم ہے انکی دعوت بڑے دھوم سے کرنا اور ایسا بندوبست کرنا کہ عیار نہ آسکیں اور انکو لشکر حریف سے لڑنے نہ دین کہ وہ ہمارے بزرگ دین ہین مہرخ کو جب تم قتل کرنا چاہو گی اسکے ساتھ ہی چھوڑ نہ آئینگے اسوقت اے ملکہ تم خود مقابلہ کرنا اور مختار اپنا فیض جاری کرین اور سب باغیون کو اسوقت غارت کردین تو مضائقہ نہین یہ مضمون پڑھکر ملکہ نے حکم دیا کہ سامان دعوت حسب موجب ہو۔ شاداب کا زمرد بچالائے صحراے وسیع و سبزہ زار مین بارگاہین استادہ ہوئین سامنے بارگاہون کے چاندی کی نہرین نکلکر زمین سے ہر سبزہ کردین اور کنارے انکے درخت گلدار پر بہار نہرون مین لگے برابر برابر یکدستے نہرون مین مچھلیان سبز و سرخ وغیرہ رنگ برنگ چھوڑ دین سبحان اللہ دشت کوسون تک پھولون کی خوشبو سے مہک گیا ستارہ ہر ذرہ کا چمک گیا لطافت آب چشمہ ماہ پر طعنہ زن غیرت بخش گلزار وہ گلشن تھی زمین ماہ کو یہ ضیا کہان حاصل غیرت سے پانی مین ڈوبا ہوا ماہ کامل ماہ سے ماہی تک صفائے آب کی کیفیت مشہور نور وہ شب بجور بارگاہون مین فرش اطلسی فلک کو شرماتا ہوا بچھا تخت و کرسیان جواہر نگار جملہ اسباب میکشی مہیا ارباب نشاط اعز راجا اندر کو الکھاڑا زبیع حسینان روزگار کا جما انکا بہلا و طرفہ تماشا کہ نظم

ملین ساقی یہ لب جام قمر سے
تصور شب کا ہے مجکو سحر سے

عروسانہ شب مہتاب آئی
ستارے دل سے دیتے رونمائی

کہا حیرت نے اے سردار مختار
کرو جسکر ذرا گلگشت گلزار

شگفتہ دل خرامان وان سے آئی
خوشی سیر چمن سے کچھ اٹھائی

وہ جوبن تھا عروسان چمن پر
زمین تھی تختہ گل سے بھی بہتر

زمین سیلاب سے سرسبز و شاداب
ملائم ایسی زمرد تخت نایاب

خیام و بارگہ دلچسپ و زیبا
بہا قصر جنت کا تماشا

تصدق تھا مہ اک خیمے پہ مہتاب
مہیا میکشی کا جملہ اسباب

خلاصہ مرام جب گلزار مہتاب کی ضیا سے بادۂ نور سے مملو ہوئی اور انجمن انجم فلک کی بارگاہ مین جمی حیرت مع تمام ساحران نامی کے داخل جلسہ دعوت ہوئی قیدیونکو سامنے بلوایا اور سحر سے زمین اس دشت کی فولادی بنادی اور ایسا سحر پڑھا کہ ایک زنجیر گرداگرد اس صحرا کے کھینچ گئی کہ جو کوئی عیار آئے زنجیر مین بندھ جائے اسنے نرہائے اور زمین مین بھی نقب نہ لگا سکے جب یہ انتظام کر چکی مطمئن ہو تمام مشغول راحت و آرام ہوئی لیکن برق بھی بصورت مبدل قریب اس جلسہ مسرت کے پھرتا ہوا آیا دیکھا کہ ایک زنجیر آتشین گرد دشت کھنچی ہے اسنے چاہا کہ جست کرکے اس زنجیر کے پھاند جائے زمین بس بارادہ جست جب قریب زنجیر گیا وہ اور زیادہ بلند ہو گئی اسنے چاہا

کو جھک کر زیر زنجیر جا دُون زنجیر پھر کھنچی ہوگئی اور ایک شعلہ آہن سے چمک کر بجلی کی طرح اسکی جانب لپکا یہ ہوا کی طرح پیچھے کی طرف بھاگا
اور دور جا کر ٹھہرا وہ شعلہ بھی منطفی ہوگیا برق سمجھا کہ اندر جلسہ کے جانا نہو گا سحر سے انتظام کامل کیا ہی خیر اگر نقب لگاؤ
اگر پہونچ گئے تو فہو المراد ورنہ اور کوئی تدبیر کرنا غرض قریب جلسۂ مذکور پہونچکر ہر سمت دشت کے سناٹا تو تھا ہی اُسنے
خنجر سے نقب دینا شروع کی جب اسجگہ پہونچا کہ جہاں زنجیر سحر کھنچی ہے وہان کی زمین کو سخت مثل فولاد و سنگ پایا ناچار
نقب دینا بھی موقوف کیا اور ہر سمت اس فکر مین پھرنے لگا کہ کوئی اندر جلسہ کے جانیوالا ملے تو اسکو بیہوش کرکے اور
اسی کی ایسی صورت بنکر اندر جاؤن اس تردد مین پھرتا تھا کہ مہتر قران سے ملاقات ہوئی کیونکہ قران جو حصار
کے مقام سے روانہ ہوا تھا تو فکر عیاری مین وہ بھی اس طرف آیا تھا اسکو دیکھکر مستفسر حال ہوا اسنے سب حقیقت زنجیر
کی اور اپنے نقب وغیرہ دینے کی بیان کی قران نے سارا ماجرا حصار کا بیان کرکے کہا کہ اے برق مین تم کو
حصار جادو کی ایسی صورت بنا دون اور آپ ایک خدمتگار کی صورت بنکر تمہارے ساتھ چلون جسوقت کہ حیات
سنے گا کہ ملکہ حصار آئی ہین بعزاز تمام طلب کریگا بہ آسانی وہان پہونچ جائینگے اور کام دشمنونکا تمام کرینگے
برق نے اس تدبیر مستحسن کو بہت پسند کیا اور رو رو اے خلیفہ عیاران اسلام ہزار آفرین کہی اور قران کے لوح
دل پر شبیہ حصار نقش تھی کہ یہ ... یہان ایک شب و روز رہ آیا تھا بس رنگ و روغن لگا کر برق
کو ہو بہو اسی کی ایسی صورت بنایا خلعت فاخرہ سے جسم نازک محلی و مزین فرمایا زیور جواہر سے تن نازنین آراستہ
کیا وہ چہرہ بدر چاند کی صورت کی طرح طلائی پٹا ہوا سر پر لگا کہ طائر دل پھانسنے کیلیے چھپکا لگا یا ادھر قران
نے دوسری ایسی صورت بنا کہ ان فدخت رخسار بالون سے داڑھی مونچھ کے بالکل صاف اور ایسا کہ تو مکانگی
تو خود ہی کچھ ہی نقشہ صورت مین فرق کرنا پڑا اسرا پا خوب بنا لیا لباس بھی ویسا ہی زیب قامت کیا پٹکین پیرزیبی
پٹکا کمر سے باندھ خنجر اور پیش قبض لگا کر ہمراہ ہوا برق آگے آگے زلف عنبر فام کو بل چہرے پر دیتا پیچ کلائی پر
ڈالتے چلنے والا انداز خرامان خرامان چلا پیچھے آپ با ادب تمام روانہ ہوا اور قریب اس سلسلہ سحر کے جب پہونچے
تو ادھر سے للکار کر کہا اے ملازمان حیرت یہان آؤ حاجب دربان وغیرہ جو قریب بارگاہ تھے آواز سنکر نزدیک آئے
تب اُسنے کہا کہ حیات جادو سے جاکر اطلاع کرو کہ ملکہ حصار جادو آئی ہین ملازمون نے یہ سنکر خدمت حیرت
مین جاکر بعد دعا و ثنا کے پیام عرض کیا حیات اس جلسہ مین حاضر تھا سنتے ہی یہ خبر اٹھ کھڑا ہوا اور کہا ملکہ حیرت
یہ وہ ساحرہ نامی ہے کہ جسنے ہمیشہ ساحران کو تعظیم کیا تھا رات بھر مین اسکے یہان بآرام تمام رہے تھے کوئی دقیقہ خاطر داری
مین اٹھا نہ رکھی دعوت کی بہت آرام دیا دوسرے دن مین بخوف عیاران وہان سے چلا آیا ورنہ وہ آنے نہ
دیتی تھی یہ کہکر ساحرہ مذکور کے لینے کو چلی حیرت نے جب اپنے باپ کو جاتے دیکھا خود بھی ساتھ ہوئی اور دونون
قریب زنجیر آئے ... ایسا سحر پڑھا کہ وہ زنجیر سمٹکر ایک طرف ہوگئی حیات نے آگے بڑھکر حصار کا ہاتھ پکڑ لیا
اور کہا آئیے تشریف لائیے بڑی عنایت فرمائی جو قدم رنجہ فرمایا ... احقر کو سرفراز کیا کہ بیت اے خاک رہت بدیدہ
من احسان تو دل کشیدہ من بنام ساحری چھپے اور تشریف رکھے حصار نقلی نے یہ سنکر چلے تو ملکہ حیرت کو

تسلیم کی بجا لایا عرض رسا ہوئی کہ یہ آپ کیا فرماتے ہین ہم لوگ آپ کی رعایا ہین یہ سب عزت و آبرو حضور کی عطا فرمائی
ہوئی ہے یہ سب آپکی خوبیان اور غربا پروری ہے جو اسطرح پیش آئے ہین ورنہ من آنم کہ من دانم یہ باتین فی
مابین کرکے روانہ ہوئے اور لب نہر آکر مسند پر اپنے برابر حصار کو بٹھایا مختار بھی اسکو ساحرہ عزیز سمجھکر
بڑے تپاک سے ملا اور برابر بٹھایا قران پس پشت آکر سر پر رومال جھلنے لگا باہم ہنس ہنس کے باتین ہونے لگین ناچ شروع
ہوا اور جام شراب چلنے لگا حیات نے حصار نقلی کو اپنے ہاتھ سے جام شراب دیا اُسنے جام لیکر کہا اے بادشاہ
کنیز کا یہ رتبہ نہین کہ حضور کو ساقی بنائے اب زیادہ مجھکو شرمندہ نہ فرمائیے یہ کہکر اٹھی اور ساقی سے شراب کی
گلابی اور جام لیکر کہا کہ یہ کنیز کل آپ سب صاحبون کی خدمت کریگی ہر چند حیات نے منت کی کہ آپ کچھ تکلیف
نہ کرین مگر اُسنے نہ مانا اور شراب پلانے لگی جب اہل انجمن جانب تماشاے دشت و آب نہر وغیرہ مین مصروف تھے
اسنے بوتل مین بیہوشی ملائی اور دو دو جام مختار و حیات و حیرت کو پلائے تھے کہ حیات نے جام لیتے وقت
ہاتھ پکڑ لیا کہ اے ملکہ بس خوشی تمہاری ہوچکی اب بیٹھو اور ساقی کو گلابیان حوالے کردو یہ بیہوشی تو سب مین ملا ہی چکا تھا
سمجھا کہ اب جو کوئی پلائیگا میرا کام پورا ہو چکا ہے بیہوشی ملی ہوئی شراب پلائیگا بس یہ دو کہکر دو مینا دیکر قریب مختار بیٹھ گیا
اس عرصہ مین ساقیون نے ہر ایک حاضر جلسہ کو ایک ایک دو دو جام ہی شراب آغشتہ بیہوشی کے پلائے ہنوز کوئی بیہوش
نہوا تھا کہ صرصر عیارہ یہان آئی اور اُسنے ملکہ حصار نقلی کو دیکھا اور رنگت اہل انجمن بھی دگرگون پایا بنظر فراست
پہچانا کہ یہ حصار عیار ہے پس ملکہ حیرت کے کان مین کہا کہ یہ برق عیار ہے اسکو گرفتار کیجیے اسکے کہنے کو قران نے
دیکھا اور سمجھ گیا یہ صرصر عیارہ ہے دیکھو پہچان گئی ہے بڑا غضب ہوا ساری محنت برق کی برباد ہوئی یہ سوچا پس پشت تو
کھڑا ہی تھا خنجر کمر سے نکالکر سر مختار پر اس زور سے مارا کہ سر حیثیت بھی پاش پاش ہوگیا حیرت نے جو یہ ماجرا
عجیب دیکھا سمجھی کہ مین بھی بیہوش ہوا چاہتی ہون کیونکہ بیہوشی کے آثار دماغ مین پاتی ہون پس اُسنے عیارون کو تو اُنکے
حال پر چھوڑا جان اپنی بچانی مقدم جانکر ایک منتر پڑھا کہ دو پنجے پیدا ہوئے اسکو اور اُسکے باپ حیات کو لیکر اڑ گئے
اور یہان مرگ مختار کیوجہ سے آندھی سیاہ آئی شمع و چراغ سب بجھ گئے غلغلہ عظیم برپا ہوا ساحر حاضرین محفل گھبراکر
جو اٹھے بیہوش ہوگئے ملکہ مہرخ و بلور جو چوکی پر پٹ تابوت بیٹھے تھے چھوٹ گئے اور اڑکر بالاے فلک پہونچے لشکر
مختار جو غافل پڑا ہوا تھا اس جانب نارنج ترنج سحر کے مارنا شروع کیے صرصر سر پر پاؤن رکھکر بھاگی کہ یہ مودی کاٹے
ہتیار ملائے رونگا مین عیارون نے جھٹ اُسے [illegible] اور بازار کا ہو شہر مقام جلسہ کے آگ لگادی اور سلیمان
بیہوش افتادہ مین سے جلد جلد دو ایک کے سر کاٹے مگر خیال یہ تھا کہ حیرت نکلگئی ہے آجائیگی تو ہم پھنس جائینگے یہ
سمجھکر وہانسے اپنے لشکر مین آئے بہار کو بھی فکر تھا رونگی لگی ہوئی تھی آرام فرما ہوئی تھی کہ برق نے داخل شبستان
ہوکر ماجرا سب بیان کیا ملکہ مذکورہ اسیوقت تھوڑی فوج جو طلایہ پر معین تھی اپنے ہمراہ لیکر چلی وہان لشکر پامال
مختار اول تو بہت سے قتل ہوگئے پھر سنبھلکر لڑنے لگے مرگ ساحران سے تمام دنیا اندھیر تھی مشعلہاے سحر روشن
کیین بلور نے مٹھیان بند کرکے اُنکو بیزار مبتلا کیا تھا کہ بہار آگری پھر تو ساحر سیٹ گیا

خاک و خون مین ہر ایک لٹ گیا وہ شب شب قیامت سے کچھ کم تھی رہ کر کسی کی آہ بھی جو جادۂ عدم تھی نفیر سحر صور کا کام کرتی تھی روح تن سے خواہ مخواہ خفا ہو کر بگڑتی تھی تیغون کی چمک اس اندھیرے مین برق بلا کے خرمن جان تھی عافیت گوشۂ امان مین پنہان تھی۔ عدم کی آواز ہول خیز بجلی کا چمکنا شعلہ بیز بیرو نکا غل مچانا پتھر اور آگ کا برسنا صداہا سے ہول خیز کا آنا قلب کوہ کو تھرا تا تھا یہ نقشہ تھا کہ

ابیات

کہین تیغ جادو سے تھی شعلہ بیز	کہ ہو جس سے روح ان کو تن سے گریز
کہین مار و عقرب کہین اژدہے	کہین سنگ آتش برسنے لگے
بلائے سے کلا کہین آیا تھا	کلیجا کسی بیر نے کھایا تھا
ملے خاک مین سیکڑون نوجوان	ہوئین ردمین صد ہا عدم کو روان

یہی ہنگامہ گرم تھا کہ حیرت و حیات کو پنجہ ہاے سحر جو لیگئے تھے پہلے تو وہ تاثیر بیہوشی سے بیہوش رہے جب ہوشیار ہوئے اڑ کر چلے یہان آکر جو دیکھا غلغلۂ رزم برپا تھا حیرت نے چاہا کہ جنگ نمایان کرے لیکن فوج مختار کی بہت قتل ہو چکی تھی باقیماندہ کے پانون اکھڑ گئے تھے لاش بھی اپنے مالک کی نہ اٹھا سکے بھاگ کر لشکر کی جانب صحرا چلے حیرت لڑنے سے باز رہی شکست ہو چکی ہر اب اپنا لشکر تیار کرا کر لڑیگی ادھر اس ہنگامہ قیامت خیز مین وہ زمانہ بھی آپہنچا تھا کہ عشرت گاہ فلک مین تیغ سحر چمکی تھی اور سا کنین انجم مین بھگدر پڑی تھی کہ بموجب

ابیات

کیا پیدا افلاک نے سینۂ صاف	ہوا رخسار عالم خوب شفاف
جو شب کو نقطۂ افلاک پایا	سفیدی پر جمال خاک آیا

صبح و بہار و بلور بھی بفتح و فیروزی داخل فرمائے لشکر ظفر پیکر خود ہوئے حیرت نے مقام جلسہ طرب پر جا کر جو دیکھا ساحر بہت سے مارے گئے تھے اور بہت سے بیہوش پڑے تھے اسنے باران سحر برسا کر سب کو ہوشیار کیا اور لاش مختار کی اٹھوائی پھر داخل بارگاہ ہوئی سب حاضرین دربار سے کہا کہ مین شہنشاہ طلسم کو کیا منھ دکھاؤنگی کہ محافظ چاہ سامری قتل ہو گیا مجھ سے کچھ نہو سکا حیات نے کہا مین جا کر اس گیسو بریدہ بہار کو مارے ڈالتا ہون اسنے کہا آپ تامل فرمائیے مین بادشاہ پاس جاتی ہون یہ کہکر عزم روانگی کیا اہل دربار سب یک زبان ہو کر عرض پیرا ہوئے کہ قتل مختار سنکر بادشاہ بہت رنجیدہ ہونگے آپکا جانا مناسب نہین ہر یہ سنکر ملکہ بھی توقف پذیر ہوئی اور آپ تو نگئی ایک پتلے کے ہاتھ سب کیفیت لکھکر بھیجدی وہ نامہ لیکر باغ سیب مین آیا صبح کا وقت تھا شاہ جادوان سو کر اٹھا تھا بہت بدمزاج ہو رہا تھا کہ پتلے نے نامہ دیا پڑھتے ہی اسکو ایسا غضبناک ہوا گوشۂ باغ کیطرف نگاہ گرم دیکھا اسطرف جتنے درخت لگے ہوئے تھے گرمی نگاہ سے جلنے لگے اور بادشاہ بھی شعلہ بنکر ضمن درختونکی آگ مین جا کر ملگیا اور غائب ہو گیا اور صحراے پردۂ ظلمات طلسم مین جا کر نکلا وہ جنگل نہایت پر خوف و بد نما ہول و دہشت سے وہان رستم کا دل دو نیم ہوتا ہوائے گرم جھونکے جسم غول صحرائی کو جلاتے تھے نفس گرم آہ عاشقان کو اپنے سامنے شرماتے تھے سائیں سائیں کی آواز دل ہلاتی تھی روح سام و نریمان دہان جاتے تھراتی تھی وہ وادی ہول خیز تھا کہ خضر کو قدم رکھنے سے

اس جگہ گر یہ تھا مجنون وہان کا نام سنکر ایسا بھاگا کہ ملک عدم گیا جو بھوت سے ادھر گیا اسکا دم گیا جابجا غار اژدرونکا مسکن زمین گرم بدتر از گلخن کہ ابیات

تمازت بہ فروغ مہر تابان	مسافر میہمان مرگ ہر آن
جہان انسان تو کیا سایہ بھی نابود	نہ تھا جز التفات فضل معبود
ہوائے گرم کے جھونکے جو آتے	تو درخت ہستی انسان جلاتے
وہ گرمی تھی کہ بھاگا جاتا تھا روزنا	تمازت سے تھا مہر عالم افروزنا

بادشاہ جادو ان وہان ٹھہر کر شعلے سے انسان بنا اور سحر پڑھا گیا بعد کچھ دیر کے آندھی سیاہ آئی اور اسی تاریکی سے ایک ساحر کریہہ منظر بد ہیئت دخوک پیکر اڑتا ہوا ظاہر ہوا اور روبروئے بادشاہ آکر اسنے سلام کیا شاہ نے فرمایا کہ اے نحوست جادو مجکو آفتاب طلسمی کے مقام پر لیچل اسنے عرض کیا کہ آنکھیں بند کیجئے بادشاہ نے اپنی آنکھیں بند کرلین بعد لمحہ کے جو آنکھ کھولی ایک پہاڑ کے قریب اپنے تئین استادہ پایا اس پہاڑ کے درے مین دروازہ لگا تھا لیکن مقفل تھا سامنے دروازے کے ایک طرف کرسی بچھی تھی اور دوسری جانب ایک گھنٹہ ٹنگا تھا اور موگری بہت بڑی مثل گھن کے رکھی تھی بادشاہ آکر کرسی پر بیٹھا اور نحوست سے اشارہ کیا کہ ہان اسنے وہی گھن اٹھا کر گھنٹے پر مارا ایسی آواز ہوئی اور اسطرح وہ گھنٹہ بجا کہ طاس فلک گونج گیا دشت تھرایا ارض وغیرہ مین زلزلہ پڑا اور اندر سے اس دروازے کے ایسی صدا اسے ہیبت آئی کہ معلوم ہوا آسمان پھٹ کر گر پڑا پھر اندر کے دو سے دیو نیچے پیدا ہوئے کہ اپنے پاس لباس کے آفتاب تڑپتے ہوئے رکھے تھے ہر چند کہ ان آفتابون مین روشنی مثل نیر آسمانی نہ تھی مگر اسقدر ضیا بار تھے کہ تمام دشت وکوہ روشن ہو گیا اور شاہ طلسم اور نحوست ہی ایسے ساحر زبردست تھے جو گرمی کی تاب لاسکے ورنہ جل جاتے غرضکہ جب وہ نیچے نکلے بادشاہ نے چاہا اُنسے کچھ حکم دے ہنوز کچھ کہنے نپایا تھا کہ نحوست دست بستہ سامنے آیا اور عرض رسا ہوا کہ ہیبت رہے تیرا دشمن ہمیشہ ملول ہو سدا بخت و دولت ہو تجکو حصول ہو آج چہرہ دولت بادشاہ کچھ متغیر ہے آئینہ رخسار پر گرد ملال پڑنا ظاہر ہے سبب اسکا براہ عنایت خداوندانہ اگر مجھپر ظاہر فرمایا جاوے تو مرتبہ احقر بہ فرق فرقدان پہونچے بادشاہ اسکی باتین شاد کی سنکر یا تو غصہ مین تھا خوش ہو گیا اور سارا حال قتل مختار وجنگ مہرخ نیک شعار عیاران خوش کردار بیان فرمایا نحوست گویا ہوا کہ حضور پہلے تفقیر نوازی طلسم کی بہتر تنبیہ مخالفان بد انداز لگئے تھے جو آخر رحم کرکر باغیون کو اڑا ایا سیطرح سے آپ بھی آفتاب طلسم لیجا کر ہر ایک کو جلائیے گا پھر آپ ہی نظر مہر اُنپر فرما کر سحاب ترحم برسائیے گا اے بادشاہ ان باغیون کیلیے تو ادنی ملازم آپکا کافی ہے اگر مجھکو اجازت دیجیے تو ایک دم مین سبکو جلا کر غارت کر دون کیون اسقدر تکلیف اُٹھائیے کہ آفتاب طلسم لیجائیے اور ملکہ خورشید رخسار کو بلوائیے اسکا بڑا مرتبہ ہے ملکہ مذکور کو خداوند سامری نے آفتاب طلسم مین رہنیکو پیدا کیا ہے حضور کو بھینٹ دینا ہوگی جب وہ تشریف لائینگی بس مناسب ہے کہ مجھکو حکم دیجیے تاکہ مین جاؤن اور کام حریفون کا تمام کردون بادشاہ نے اسکے کہنے کو پذیرا فرمایا اور کہا اچھا جاؤ لیکن اپنے ہمراہ احاطہ جادو کو مع اسکے جادوان افسردن

کے نے لو اور حصارِ سحر کرکے چار سمت سے لشکریوں کو گھیر کر سب مخالفوں کو قتل کرو کوئی بچکر جانے نپائے سب کو ہلاک کردو یہ حکم سنکر اُسنے عرض کیا کہ باقبال شہنشاہ ایسا ہی ہوگا یہ کہکر جب رخصت ہونے لگا بادشاہ نے سحر پڑھا کر دوبارہ آندھی آئی اور بعد آندھی کے ابر سرخ رنگ پیدا ہوا اس ابر ایک تخت جواہر نگین اترتا ہوا آیا ہمراہ تخت بارہ ہزار پریزادان طلسم لباس عمدہ اور زیور مرصع سے آراستہ حاضر ہوئیں صدہا ساحر گھنٹے اور ناقوس منھ سے لگائے آکر آداب بجا لائے اور چند ساحر خزانہ دار تحفہائے سحری سوار ہمراہی سواری شاہ حاضر ہوئے بادشاہ نے خلعت رخصت نحوست کو دیا اور رخصت فرمایا دم رخصت کہدیا کہ مین بتاکید حکم تم کو دیتا ہون کہ خبردار کسی مخالف کو جیتا نچھوڑنا بہار و مخمور وغیرہ کو مین پیار کرتا تھا اب انھین بھی حکم دیتا ہون کہ زندہ نچھوڑو کچھ رعایت نکرنا یہ کہکر تخت سحر پر سوار ہو کر گھنٹے اور ناقوس بجے ابر سرخ سر پر سایہ فگن ہوا اُس مین سے موتی برسنے لگے پریان رنگ رنگ باتین باہم کرنے لگین سواری بادشاہ طلسم کی بعظم و شان تمام روانہ ہوئی یہانتک کہ طلسم باطن مین پہونچی مگر وہان بادشاہ نہ ٹھہرا جانب طلسم ظاہر روانہ ہوا اور دریائے سحر سے اترکر قریب لشکر حیرت پہونچا یہان حیرت و حیات بارگاہ مین بیٹھے تھے سراچہ بارگاہ کھلے تھے کہ ابر سرخ گوہر بار نظر آیا صدائے ناقوس کی سنائی دی غلغلہ ہوا کہ شہنشاہ آتے ہین ساحر لشکر کے دوڑے اور سجدے مین زیر تخت جا کر گر پڑے حیرت شہنشاہ شہنشاہ کہتی ہوئی دوڑی لشکر مین وردیان پلٹنین اور رسالون کی پہنچی بادشاہ تخت سے اتر کر داخل بارگاہ ہوا حیات نے تسلیم کی نذر دی بادشاہ تخت پر بیٹھا حیرت نے چاہا کہ پہلو مین بیٹھے بادشاہ نے بنظر عتاب اسکی جانب دیکھا اور منھ پھیر لیا ملکہ نے جو شاہ کو خفا دیکھا رونے لگی صدف چشم سے موتی گلنے لگی بادشاہ کو تاب نہ رہی ہاتھ پھیلا کر گلے سے لگا لیا اور کہا جانی ہم تمھاری خطا کیا معاف کرین ہم خود گنہگار عشق ہین محبت نے خطاوار بنایا ہے ورنہ ملکہ تمنے بڑا غضب کیا کہ حیا نظر بجاہ سامری کو قتل کر ڈالا اور اسکی حفاظت نہ کی خیر جیسے خطاوار سامری کے ہین ویسی سزا انکو ملتی ہے مثل مشہور ہے کہ جیسے کرنی ویسی بھرنی یہ کہکر زوجہ کی اپنی خطا معاف کی اُسکے ہاتھ سے جام شراب لیکر پیا ساغر گردش مین آیا ناچ ہونے لگا مگر اسطرف نحوست جو رخصت ہو کر گیا اپنے قلعہ شوم مین پہونچا یہ وہان کا حاکم ہے اور اسکے مطیع احاطہ جادو اور اسکے افسر ہین اور وہ افسر چار چار ہزار ساحر کے مالک ہین اور حصار سحر سے ایسا بناتے ہین کہ نکلنا اس حصار سے بڑے بڑے ساحرون کو دشوار ہوتا ہے چنانچہ نحوست نے قلعہ مین پہونچکر حکم شاہ سے احاطہ کو مطلع کیا اور لشکر اپنا تیار کرایا نفیر سحر بجی طبل سفر پر چوب پڑی افسر اژدہون پر سوار ہوئے قمچیان پرچم نشانون پر اڑنے لگے باجے سحر کے بجے زاغ و زغن پیکر جادوگر اڑے شعلہائے آتش اٹھنے لگے کہ بموجب نظم

چلا القصہ وہ لشکر بہت تیز
اٹھے جس طرح گردِ صرصر آمیز
نحوست اژدہے پر سب کے آگے
وہ شوکت اسکی شیطان جس سے بھاگے
بڑھاتا تھا کبھی سر کو فلک تک
کبھی جو نٹون کو لاتا تھا پلک تک
کبھی بالیدہ گر، بازو کو دیتا
کبھی کچھ تازگی جادو کو دیتا
کبھی زنجیر آہن کھڑکھڑاتا
کبھی اپنی زبان مین بڑبڑاتا
کبھی اک کوہ پھینکتا زمین پر
کبھی بڑھتا کبھی رہتا وہین پر

غرض اس حال میں تھا وہ ستمگار — برستا تھا یہ شکل ابر بہار

ایک جانب سے احاطہ اپنے چار روت افسر اور سولہ ہزار ساحر لیے تخت پر سوار بصد جوش و خروش رواں تھا یعنی ہوا یہ لشکر بیکراں تھا آگے آگے تو بادشاہ طلسم لشکر حیرت میں آیا اور پیچھے پیچھے یہ لشکر آتا تھا بادشاہ کو آئے کچھ ہی دیر گزری تھی کہ طبل و نقارے بجنے سنائی دیے ابر سحر ظاہر ہوئے ملکہ حیرت نے ساحران نامی بہر استقبال بھیجے لشکر کو مقام بہتر پر اتروایا غلغلۂ عظیم ورود لشکر سے پڑا نحوست بارگاہ میں آیا اور احاطہ غائب ہو گیا کیلئے کہ وعدہ اسکا یہ تھا یعنی بروز جنگ ظاہر ہو کر احاطہ کریگا اور تہمتہ تھی بیگنز غرضکہ جب نحوست بارگاہ میں آیا ملکہ کو نذر دی اسنے خلعت دیا اور بڑی خاطر کی شاہ طلسم نے بہر اطمینان خاطر ویسا سحر پڑھا کہ باغ جمشیدی میں جو پہلی کتاب جمشیدی لائین تھین یہاں بھی صندوق لیکر آئین بادشاہ طلسم نے کتاب مذکور میں یہ لکھا دیکھا کہ نحوست کس کے ہاتھ سے لشکر مخالف میں سے مارا جائیگا معلوم ہوا کہ اس طلسم کا کوئی باشندہ اسکو قتل نہ کر سکیگا ہاں غیر طلسم والا البتہ ہلاک کریگا یہ مضمون پڑھکر بادشاہ خوش ہوا کہ حریف اسکو قتل نہ کر سکینگے غیر مقام والا سوا عیاروں کے اور کون ہے یہ سمجھ کر دیکھی کہ عیار اسکو مارینگے معلوم ہوا کہ نہیں اسکو بالکل اطمینان ہوا اور سمجھی کہ اسکی قضا کسی کے ہاتھ سے نہیں ہے یہ بڑے کام کریگا غیرہ میں ایک کوکب کے یہاں کا اندیشہ تھا تو وہ ابھی آتا نظر نہیں آتا ۔ ہے بلور اسکو کتاب میں دیکھنا چاہیے پس پھر دیکھا کہ نحوست کو بلور یا اسکے لشکر کا کوئی شخص قتل کریگا کتاب میں نکلا کہ نہیں یہ حال پڑھکر انتہا کا خوشنود ہوا اور نحوست کو مژدہ دیا کہ اے شیر بیشۂ ساحری لشکر حریف تیرا شکار ہے اور تجھکو کسیطرح کا ڈر نہیں بجز خطر مقابلہ کر وہ یہ مژدہ سنکر فرط عشرت سے ایسا پھولا کہ پیرہن میں نہ سمایا اور بادشاہ نے جمشیدی کتاب پر چڑھا کر پہونچا دین کہ وہ لیگئی اور آپ بھی رخصت ہو کر بہر آرام و عیش جانب باغ سیب گیا یہاں نحوست ایک دن کسل راہ سے آسودہ ہوا جب دوسرے روز نیسان تیرہ بختان نصیب روز تیرہ و تار ہوا اور نحوست کی بخت شب ... ہوئی اختر طالع کوکب سپہر چمکا کہ

نظم

موافق تھا جو اقبال شب ماہ — تو لی ظلمات نے دربار کی راہ
عروج مہر جب پہونچا لب بام — ترقی پر تب آیا اختر شام

طبل جنگ اسنے بجوایا نفیر و بوق کو دم ملا جو اسیں خدمت مہرخ میں حاضر ہو کر رسمات شاہی بجا لا کے اور یہ خبر عرض کی مہرخ خبر سنکر گھبرائی اور فرمایا کہ یہ ساحر مختار کا بدلا لینے آیا ہے خیر خدا مالک ہے یہ کہکر ایک نارنج جھولے سے نکالکر اچھالا وہ نارنج ہلکا ہو گیا بہار نے کہا اے ملکہ کیا امتحان کرتی ہو اسنے کہا یہ نارنج سات بہار توڑتا ہے مگر اسوقت ہلکا ہو گیا ہے بہار نے کہا یہ آمد نحوست کا باعث ہے یہ کہکر آپ بھی سحر پڑھا کہ دو حورین فلک کیطرف سے اتریں حسن انکا بہ از مہر و ماہ تھا دل عالم اسکی چاہ میں تباہ تھا لباس پر زر زیب قامت اور کیے زیور مرصع کا سے جسم کو آرائش دیے کشتیاں دست ناز میں لیے جسمین گلدستے پھولوں کے رکھے بہار کے سامنے آئین اسنے چاہا کہ گلدستہ لیکر اپنے پاس رکھے دیکھا تو وہ گلدستے مرجھا گئے بہار کی رنگت زرد ہو گئی مہرخ سے کہا یہ ہوئی کہ اے ملکہ یہ اتحاد باجیسے یہاں ساتھ ہے ویسے ہی عقبیٰ میں بھی ساتھ ہوگا کیونکہ ہم تم مطیع اسلام میں تمہارا بھی اسے شقی ازلی یعنی نحوست نے بندہ ... جنگ بجوا اور کل یا دن

میدان جنگ میں گاڑو جو منظور خدا ہوگا وہ ہوگا یہ کہکر نقیب سحر کو دم دریا اور ان حمد تو نکو رخصت کردیا کہ جو گرد سے لائیں تھیں نقیر بجتے ہی بحکم آہرخ طبل جنگ پر چوب پڑی دنیا دہل گئی عدو یار برخاست ہوا ساحر و فیصد طبل پڑی ہنگامہ سحر خوانی برپا ہوا جسنے ایکبارگی نیرون کو قابو مین نہ پایا عجب ہوت کا دریا جاں ہاں بیجم گیا ہر ساحر گھبرایا کہ کل شے زبردست سے مقابلہ ہر خدا ایہرو سکے جو جادوگر بہادر تھے اس معرکہ میں جان دینا قبول کرکے ٹھہرے رہے اور جو نامرد تھے وہ بھاگنے لگے اسباب اپنا پرتل ٹٹو پہ بار کرا کر سر شام سے ہمراہ جا کر روانہ کیا اور کہدیا کہ سواد جبہ میل کا درخت لگا ہے وہاں ٹھہرنا ہم بھی آجائینگے غرضکہ کہیں بھاگنے کی فکر کہیں لڑائی کا ذکر تھا رعب جنگ نحوست یسا چھایا تھا کہ دیدۂ روزگار میں بھی اندھیرا آیا تھا مات جتنی گذر گئی تھی اتنی ہی آفت قریب ہوتی جاتی تھی ماہ فلک بھی خوف سے پروانہ تھا پردۂ قرص خورشید میں چھپا ہوا جھلکتا تھا بھاگنے کی راہ تاکتا تھا وہ دہشت طاری تھی کہ انجم چرخ کو دانہ اسپند دست ساحر بہرام چرخ سمجھا تھا ہندوے فلک کو جادوگر جانکر برج عقرب کو کژدم جادو کا سمجھا تھا گر رنگ چہرۂ قاضی فلک یعنی مشتری کا زرد تھا ہول سے پیٹ میں بیچ کے درد تھا ساحروں میں یہ کیفیت ہو رہی تھی کہ کلوا کو بلاتے تھے نارسنگھ بھاگا جاتا تھا بھیروں ناچتا نظر آتا تھا ہر سمت سناٹا تھا دمرو کی آواز کوس رحیل تھی نفیر کا رووان مرگ کی دلیل تھی بونا کو جب پکارتے تھے وہ چماری نحوست سے گھر گئی تھی اسکی ہیزم مائی تھی وہ دہی سے اسکا پہر کاتی تھی جوگی جیپال نحوست کا چیلا بنا تھا کنس وہ عنتر اسکو اپنا گرو جانتا تھا مختصر یہ کہ سب نیروں سے کنارہ کیا زبردست ساحر ہوم کر رہے تھے سانپ باتش کے بن رہے تھے ڈنکے بجتے تھے ایک سمت تلوار کسے دھنی کر مرنے پہ کستے تھے کہیں شمشیر صیقل ہوتی تھی کہیں خنجروں پر دھار رکھی جاتی تھی بادھ تیز ہوتی تھی زنگ آلودہ پہ گمان نحوست بخت تھا جو ہر شمشیر نوشتہ تقدیر یہ سمجھکر نعرۂ یا علی مدد کرتا تھا کوئی خدا کو یاد کرتا کوئی دعاے فتح وظفر مانگتا النقیب پکارتے تھے یہ ہنگامہ برپا تھا کہ نظم

دتاریکی اسپ و گرد سپاہ — کسے روز روشن ندید و نہ ماہ
زمیں بانگ اسپان و بانگ خروش — ہی نالۂ کوس نشنید گوش
درفشان بسیار افراشتہ — سرنیزہ باز ابر بگذاشتہ
چو رستہ درخت از بر کوہسار — چو بیشۂ نیستان بوقت بہار
بیاراست گردان ہزاران ہزار — ہمہ کاردیدہ ہمہ نامدار
ہمہ شاہ چہر و ہمہ ماہ روے — ہمہ راست بالا ہمہ راست گوے
ہمہ نیزہ داران و شمشیر زن — ہمہ لشکر آراے و لشکر شکن

یہی ہنگامہ سحر جاری ہر رات بر پا رہا جب نحوست طالع روزگار زائل ہوئی اور طالع بخت روشن اہل زرو روشندلان صبح نفس روز روشن نے منھ دکھایا اور آفتاب تابان نکل آیا کہ **ابیات**

بوقت سحر چون سپیدہ دمید — فروغ ستارہ شدہ ناپدید
بگاہے کہ گشت آن سپیدہ دمان — بکاخ آمد از باغ بوے گلان

دم سحر ملکہ مہرخ نے تاج اتار کر درگاہ خدا میں استغاثہ کیا کہ اے غالب کل غالب ہم سب کو شر سے اس ظالم ساحر کے بچانا اور ہمیں فتحیاب فرمانا بعد دعا کے تخت سحر پر سوار ہو کر بعبد کر و فر مع تمام لشکر کے جانب میدان روانہ ہوئی اسطرف حیرت باحتشام وجلال نحوست کو ساتھ لیکر با لشکر بیشمار و بے شمار وارد میدان قتال ہوئی سامان غدار کی آمد سے مدد سے گئی سیاہ تھا طالع سحر کے مستلا رہے تھے تا یک ترشحہ مہر و ماہ تھا غرض ہو سحر خوانی دگردان لشکر شکن سے یہ ہنگامہ

نظم

چو صفہا سے گردان بیار استند — یلان ہم نبرد ان ہمی خواستند
کمر دم یک تیر باران نخست — نیسان تگرگ بہاران درست
برفت آفتاب از جہان ناپدید — چو دانہ کسے کان شگفتی ندید
پوشید و شد چشمۂ آفتاب — ز پیکانہائے درفشان چو آب
و شگفتی ہوا ابر آردے — وزان ابر الماس باردے

صفوف جدال آراستہ ہوتے ہی مبارزان صف شکن نے تیر صف دشمن پر برسائے حیرت نے ساحروں سے کہا کہ ایک ایک کو کہاں تک قتل و اسیر کرو گے لازم ہے کہ جنگ مغلوبہ کر کے سب کو ہلاک کرو مگر نحوست نے جواب دیا کہ اے ملکہ آپ تامل فرمائیے میں لشکر عدو کے افسروں کو طلب کر کے انکا حوصلہ پورا کیے دیتا ہوں کہ سامان باقی نہ رہ جائے پھر سب کو گھیر کر مار ڈالونگا ملکہ خاموش ہو رہی اور نحوست نے سواروں کو منع کیا کہ آپ میدان میں پہونچکر ایسا سحر کیا کہ سیاہی روئے ہوا پر ظاہر ہو کر ہر سمت پھیلی اور دنیا تاریک ہو گئی اسی اندھیرے میں اس نے مبارز طلب کیا بلور کے ہمراہی میں سے ملکہ نور افشان جو سب اجنات افسر خود و طاؤس ماہ اکر مقابلہ میں گئی اور سحر پڑھکر دستک دی کہ اس تاریکی میں ہزارہا مشعل روشن ہوا سے پیدا ہوئیں اور جہاں تک روشنی ان شعلوں کی پہونچی وہ سیاہی شگفتی نحوست کو جو اپنے سحر دفع ہونے سے غضبناک ہو کر مثل برق کے تڑپکر بالا سے جا گیا اور وہانسے کڑکڑا کر جگا کے سر پر مثل بجلی تو بناہی تمام جسم کا ٹکڑا زمین میں اتر گیا ساحرہ دو ٹکڑے ہو کر گری شور اسکے مرنیکا بلند ہوا لشکر حیرت میں طبل عشرت بہ جواب بجی اور نحوست زمین سے نکلا پکارا کہ اور کوئی تم میں سے میرے سامنے آئے یہ نہیب سنکر بلور کو تاب نہ رہی تخت سحر پر سے کودا اور مہرخ سے اجازت لیکر وہیں سے بزور سحر زمین میں غرق ہوا اور نحوست جس اژدہے پر سوار تھا اُسکے پیٹ کے نیچے جا کر نکلا مگر اسطرح سے کہ سب نے دیکھا ایک بھالا زمین سے نکلا اور اُسنے اژدہے کو کونچ لیا نحوست ساحر زبردست ہر پشت اژدر تو ڈگر جب بھالا نکالا ہزارہا نیچے پیدا ہو کر بھالے میں لپٹ گئے نحوست اژدہے پر سے اتر کر الگ کھڑا ہوا بلور بہت جلد صورت افشان بنا اور پنجہ ان بند کو نے اور کھونٹے لگا ہزارہا پتلا پیدا ہو کر ان پنجوں کے لپٹا کہ وہ پنجے غائب ہو گئے اس اثنا میں نحوست نے بڑھکر سر بلور پر تلوار ماری وہ زمین میں غرق ہو گیا اور بھالا ابکر لشکر حیرت میں نکلا سواروں اور ساحروں کو کونچ کونچ کر اٹھانے لگا اسوقت حیرت و حیات مع کئی ہزار ساحروں کے بجلیاں جو کر اس بھالے پر گرنے لگے از بسکہ یہ ساحر زبردست تھا بلور تنہا تھا سبکے بیر کہاں تک دکرتا آخر زخمی ہو گیا اور زمین میں سما کر قریب اپنے لشکر کے نکلا اسوقت مہرخ و بہار

بھی اسکی مدد کو آگے بڑھ آئی تھین حیرت نے نحوست سے کہا کہ ہاں لینا ان نگوڑوں کو اُسنے یہ نعرہ سنکر غیرت کو کام فرمایا یعنی سب کہینگے کہ ایسا دعوی کرتا تھا اسوقت کچھ نہیں ہو سکتا پس اژدر پر چڑھکر تلوار سحر کی پکڑ کر مہرخ کی فوج پر جا پڑا اسطرف سے بھی فوج نے حملہ کیا پھر تو یہ حال ہوا کہ ایک ایک ناریخ چالیس چالیس کے سینے توڑنے لگا ایک ایک تیر دس دس کو گوشہ گیر لحد کرتا تھا آندھیان بھی تھین بیروں کا شور مچاتا شور محشر سے کم نتھا زلزلہ ولرزان نے تہ زمین جا کر زلزلہ پیدا کیا تھا بہار نے سحر کرکے باغ لگایا تھا طاؤس نے سانپ برمائے تھے شگین مو وسرخمو نے کاکل پریشان کرکے ستارے گرائے تھے خلاصہ یہ کہ ہر سردار نے اپنا اپنا وار کیا تھا لشکر حیرت کا ہزارہا ساحر کام آیا تھا اسطرف کے ساحروں نے بھی طرح طرح کے سحر کیے تھے کسی نے دریا پیدا کرکے حریف کی کشتی جان غرق فنا کی تھی کسی نے اژدر پیدا کیے بڑے عذاب سے دشمن کو مارا تھا کسی نے آگ برسائی تھی خرمن جان جلائی تھی تلوار سحر کی بجلی بنکر گر رہی تھی رخت ہستی قطع برید ہوتا تھا بہادر سے بہادر کھیت گیا تھا یہ

یہ نقشہ تھا بموجب ابیات

سپہ ہر دو سو در ہم آویختند — یکے گرد تیرہ بر انگیختند
وزان گرزداران و نیزہ وران — کہ بی تاختند سے بدین و بران
ہوا زین جہان بود شبگون شدہ — زمین سربسر پاک پرخون شدہ
ہمی بر زند این بران آن بدین — زخون یلان سرخ گشتہ زمین
فروغ سر نیزہ و تیر و تیغ — نہادہ جہان چون ستارہ بمیغ
شد آن جا زدوے زشت ناپاک تن — نبرد آزما از سر انجمن

جب نحوست بد کدورت نے دیکھا کہ بہار کے باغ لگانے سے ہزارہا ساحر دیوانہ ہوا عقل وخرد سے بیگانہ ہوا اور سب سرداران حریف قریب ہے کہ لشکر پر میرے غالب آئین پس ناچاری سامری کے پاؤن کے نیچے کی خاک نکالی کہ لیے کہ پہلے تو جانتا تھا کہ یہ ساحر ایسے ویسے ہین بالشکر قلیل اُنپر غالب آ دیگا یہان ان جانبازون کو سامری عہد و جمشید عصر پایا پس خاک پرپاے سامری نکالکر اژدر پر سے کودا اور زمین پر ایک گھروندا اس خاک ناپاک کا بنایا سحر پڑھا کیا یکایک اسجگہ سے جہان وہ گھروندا بنا تھا ایک گنبد مثل میل کے زمین سے نکلنے لگا اور بڑھکر تا بہ اوج فلک پہونچا رنگ اُس گنبد کا نیلگون یعنی آسمانی تھا اور از سرتا پا دہزارہا شبکہ اُسمین بنا تھا اور ہر شبکہ مین ایک موتی نہایت آبدار با فروغ وضیا آویزان تھا گویا وہ گنبد آسمان سحر تھا اور گوہر نجم درخشان تھے نئے سحر کے سامان تھے اور گنبد پر ہزارہا پتلا کاگر ناقوس و گھڑیال لیے کھڑا تھا اور پکار رہا تھا کہ اے سامری کے پوجاریو آو لشکر مہرخ یا تو مصروف جنگ تھا اور ہر ایک جان بچا کر لڑ رہا تھا میل کے بنتے ہی ہر شخص سحر کی سواری پر سے اترا اور جانب گنبد دوڑا قریب پہونچکر سجدہ مین گر پڑا اور جتنے کہ طائر اور اژدر وغیرہ کی سواری پر تھے وہ دوڑے اور طائر اُڑکر اس میل کے گرد پھرنے لگے اژدر اور چارپائے بھی طواف مین مصروف ہوئے پہلوانون نے ناقوس بجاے سامری کی جے کا ایک غل ہوا وہ ساحر جو براہ مصلحت منتر اپنی زبان پر جاری کیے تھے مگر دل اُنکے نور ایمان سے بھرے تھے وہ تو رہ گئے باقی سب جا کر سامنے گنبد کے سجدے مین گر پڑے

صبح و بہار کے چند زبردست افسر ہر چند فوج کو روکتے تھے کہ کہاں جاتے ہو تم کو سامری سخرے سے کیا تعلق ہے تم لوگ مطیع اسلام ہو بظاہر سحر پڑھتے ہو مگر باطن میں نور اسلام رکھتے ہو کوئی سماعت نہ کرتا تھا جب یہ لشکر کا حال دیکھا بہار اپنے باغ سحر میں گئی اور چاہا کہ تحفہ کوئی طلسم کا مثل شبنم جادو وغیرہ کے طلب کرے نحوست نے قریب اس گنبد کے آکر ایک دھتورا زمین پر مار کر یا سامری آپ کو بھی سنیں اتنا دھتورا پڑتے ہی گنبد کے شبکہ سے ایک موتی ٹپکا وہ کسطرح ٹوٹا اور جانب گلزار بہار گیا اگرچہ ملکہ ساحرہ بیٹھی ہوئی تو وہ موتی سر توڑ گردی سے نکل جاتا از بسکہ بے بدل جادوگرنی ہے سپریں سحر کی اسکے سر پر آکر سایہ فگن ہو گئیں موتی سپر دیں پر گرا کہ سپریں جل گئیں دوسری ملکہ تک موتی نہ آیا تھا کہ سحر ان نے از خود پیدا ہو کر شمع کی دیدی وہ درخت ان پر گرا اور سا ہیں سے شرارے پیدا ہو کر درختوں پر پڑے کہ باغ میں آگ لگی آبروئے سحر بہار اس موتی نے کھوئی اب جو گل سفید تھا وہ نخل قامت سوختہ کا پھول نظر آتا تھا گل احمر انگارے آگ کا دکھائی دیتا تھا جو غنچہ تھا وہ دانہ ہو گیا تھا گلوں کے پھولنے سے جسم شاہد گلزار پر ورم چڑھ آیا تھا درخت بساق نخل چنار آتشبار تھے پنجہ مرجان دست دعا بسان مظلومان اٹھائے نرگس بیمار کی تپ سے حرارت زیادہ بڑھی ہوئی سوسن وہ زبان دل ہی دل میں تلملاتا تھا کوئی چھٹی سنبل برنگ زن سوگوار بال کھولے کھڑی ایک موتی نے دم بھر میں آتش جوش زن کردیا ملکہ بہار کو غش آگیا کنیزیں لیکر بھاگیں ادھر جو سردار کہ زیر گنبد رہ گئے تھے انپر وہی گوہر سحر شگوفے ٹوٹ ٹوٹ کر گرنے لگے وہ ساحر دیکھ پڑھکر جان بچاتے تھے کہ گوہر عمر تلف نہو زندگی کا جہاز غرق بحر فنا نہو جائے جادوگرنیوں میں عجب آفت برپا تھی وہ انکی اصطلاح میں اس آفت میں بھی لطف دکھاتی تھیں جب وہ موتی گرتا تھا تو زبانیں لاتی تھیں کہ دیکھو سے نحوست پیٹتے ہیں مجکو ہماری ماں والی جنتی تھی اور اسکو میسر کرتا تھا کوئی کہتی تھی یہ نحوست پیدا ہوا ہے کوئی کہتی تھی کہ میرا بس چلتا تو موذی کاٹے کی ناک کاٹ لیتی اور دریا میں ڈبو دیتی اسی آفت عظیم میں حیرت پر حملہ دیکھی صبح بافوج قلیل باقی تھی سمجھی کہ اب میدان میں ٹھہرنے سے ہلاکت کا سامنا ہے لازم ہے کہ نکل چلوں یہ سوچکر راہ گریز لی ساحروں نے جب بن ملکہ کو جاتے دیکھا سب فرار ہوئے کوئی زمین میں سماگیا کوئی اڑ کر چلا کوئی یونہیں بھاگا جب یہاں بھگدڑ پڑی احاطہ جادو برمغنی ہو گیا ہے اسنے سحر سے احاطہ کھینچدیا ہے جو ساحر اڑ کر چلے تھے انھوں نے دیکھا کہ ایک دیوار سیاہ از زمین تا بادہ چرخ بریں پہنچی ہے اور منزلوں تک حصار بندھا ہے انھوں نے چاہا کہ اڑ کر بلند ہو کے نکلیں لیکن جسقدر بلند ہوئے اسی دیوار میں ٹکرا کر نکل نہ سکے اور جو زمین میں سماتے تھے انکو بھی وہی دیوار زیر زمین ملی کہ نکلنا ناممکن ہوا اور جو یوں بھاگے تھے وہ تو بالکل مجبور ہو کر رہ گئے اب ایک سمت سے تو حیرت مع فوج کثیر خود حملہ کرکے قتل کرتی چلی اور دوسری سمت سے موتی ٹوٹ کر گرنے لگے بحر مرگ میں زلزلہ ہوا موت نے حصار کر لیا وہ احاطہ سحر ہر ایک کے لیے کنج لحد بنا موت گھیرے ہوئے تھی جو فوج کہ پیچھے بھاگ گئی تھی اسکا حال یہ تھا جن نے جو اول ہی نکلے تھے میدان حصار کھڑے کھیتے تھے کہ سپاہی پریل کے ٹوٹ پڑے اپنی اپنی عورتوں کو بچانے بچوں کو پشت و دوش پر لادے فراری ہیں کدر لوگ یعنی بیلدار و فراش و گاڑیبان وغیرہ عورتوں کو ساتھ لیے گٹھری اسباب کی کمر سے باندھے لڑکے ماؤں کے لہنگے پکڑے روٹی کے ٹکڑے ہاتھوں میں لیے ناک بہتی روتے ہوئے چلے جاتے ہیں دشت و کوہ آدمیوں سے بھر گیا کوئی کہیں کوئی کہیں ماں بیٹے سے جدا بیٹا باپ سے جدا ایک عجیب طرح کا ہنگامہ ہے جو لوگ اندر حصار کے گھر گئے ہیں انہیں سے بعض تو سینہ سپر کیے لڑ رہے ہیں اور بعض بدرگاہ بے نیاز دست نیاز اٹھا کر بہزار تضرع و زاری دعا مبتلا کر مانگتے ہیں کہ اے آفرینندہ جہان اے رب عناصر و خالق ارض و سما اعظم

بڑے صاحب ہو لاک اسدم
گناہوں سے ہمین کر پاک اسدم
ترے صدقے تری رحمت کے قربان
بڑی ہے خالق اکبر تری شان
خدایا تو ہے حاکم حاکموں کا
حقیقت حاکموں کی ہے بھلا کیا
نہیں کچھ احتیاج عرض لاریب
کہ ہے تو اے خدا خود عالم الغیب
اگر ہو تیری رحمت کا اشارا
بر آئے مدعائے دل ہمارا

یہ مصروف دعا مین کارسازی فرما ورس عزیزان دیکھیے کہ جب شاہ طلسم بہ سیرت و بہ چشم جانب ظلمات گیا تھا اور نجوست کو بلایا تھا بران پاس بیٹھے بیٹھے عمر کا دل گھبرایا کہ جب مصرع سبب کیا کہ دل سے تعلق ہے وہ آفت جو لشکر پر آنیوالی تھی تو بے اختیار طبیعت پر رنج مستولی ہوا اور گھبرا کر کہا کہ ای بران مجھکو آپ جہان کہا تک رکھیے گا فی الجملہ جو قریب آپ کے رخصت ہوتا ہی ملکہ مذکور نے یہ اضطرار دیکھکر تسکین دی اور فرمایا کہ مین نے پہلے بھی ساحر بہر خبر گیری لشکر آپ کے بھیجے تھے نہ ابتک آئے مجھکو خود فکر ہی کہ نہین معلوم ساحران مذکور کس آفت میں پھنسے جو یہان نہ آئے اب مین خبر کیلیے کسیکو بھیجتی ہون خواجہ نے کہا جب میرا لشکر دہان برباد ہو گیا اور آپ نے خبر منگائی تو کیا فائدہ کیونکہ مہرخ وہان اکیلی ہی اور سامنا ایسے زبردست سے پڑا ہی جو شاہ جادوان ہی ملکہ نے یہ سنکر کہا مین ابھی خبر منگواتی ہون یہ کہکر ایک اپنی مصاحب خاص صندلین جادو سے کہا کہ تو ابھی اس راہ سے جو قلعہ طلسم کا دروازہ ہی اسکو وا کرکے لشکر خواجہ مین جاکر خبر لا ساحرہ مذکور حسب الحکم روانہ ہوئی ملکہ نے اپنی انگوٹھی بہر نشان اسکو دی کہ در طلسم پر جو کوئی روکے یہ انگشتری دکھا دینا اُسنے انگوٹھی لیکر پرواز کی اور اسی راہ سے کہ جدھر کا حکم ملکہ نے دیا ہی ہرگز نہ لے منزل مقصد ہوئی حال اس طلسم کا آیندہ بیان کیا جائیگا یہ وہی راستہ ہے کہ شاہ کوکب نے خواجہ کو ڈھکیل دیا تھا اور وہ طلسم ہوشربا مین پہونچگیا تھا خلاصہ یہ کہ ساحرہ مسطورہ ایک آن واحد مین لشکر مہرخ کے قریب پہونچی اور ایک بلندی پر ٹھہر کر لڑائی کی کیفیت دیکھا کی جب احاطہ نے حصار سحر گرد لشکر کردیا ساحرہ کی آڑ ہو گئی اُسنے خیال کیا کہ ملکہ سے حال مفصل مین کیا بیان کرونگی اندر کے حصار کا تو حال معلوم نہین ہوتا ہی یہ سوچکر وہان سے اڑی اور ایسا سحر پڑھا کہ دیوار احاطہ سحر روک نہ سکی اُسنے آکر حال سرداران و کیفیت گنبد سحر وغیرہ دیکھکر مہرخ کو تسکین دی کہ آپ گھبرائیے نہین خواجہ نے مجھکو بہر خبر بھیجا ہی مہرخ نے کہا خواجہ سے کہدینا کہ کنیز بن آئی آپ پر فدا ہو گئین صندلین یہ کلمہ سنکر رونے لگی اور اسی وقت وہان سے اڑی اُسکے حصار مین آنے سے احاطہ کو خبر ہوئی تھی کہ کوئی داخل حصار ہوا ہی کیونکہ سحر مین اُسکے فرق پڑا بس اسنے سحر کو زور دیا اب جو یہ نکلنے لگی نکل نہ سکی اسنے غصہ مین آکر اس زور سے ٹکر ماری کہ دیوار شق ہوئی اور یہ باہر آگر گری سر مین بہت چوٹ آئی اور پسینہ پسینہ ہو گئی ادھر احاطہ نے جلد حصار پھر درست کیا مگر یہ ساحرہ اسی حالت مین اڑکر جانب کوکب روانہ ہوئی اثنائے راہ مین وہ ساحر ملے جو پہلے سے آئے ہوئے تھے اُنسے کہا کہ تم کہان رہگئے تھے ملکہ راہ دیکھتی مین جلد چلو غرضکہ مع ساحروں کے اسی در قلعہ طلسم سے دم بھر مین داخل ہو کر خدمت ملکہ مین آئی ساحر جو پہلے سے خبر کو گئے تھے انپر ملکہ نے عتاب کیا اُنھون نے عرض کیا کہ ہمنے کوئی سانحہ تازہ ہمراہیان خواجہ سلامت پر نہ دیکھا تھا اسوجہ سے بطور جاسوسان ٹھہرے ہوے تھے فی الجملہ حال تباہ ہونے لشکر کا صندلین سے سنکر

عمرو رونے لگا اور کہا اے ملکہ مین اب نہ ٹھہرونگا غرضکہ ضرور جاؤنگا ملکہ نے کہا خواجہ ایک لمحہ اور توقف فرمائیے یہ کہکر گھڑی ہو گئی اور سحر پڑھا کہ دو پتلے ہوا سے ایک صندوقچہ لیے ظاہر ہوے ملکہ نے سوا سو اشرفی انکو نذر دی انھون نے نذر لیکر وہ صندوقچہ حوالہ ملکہ کیا ملکہ نے اُسکو وا کیکے اوراق جمشیدی نکالے اور پڑھا انمین لکھا تھا کہ احاطہ جادو کے مطیع چار افسر ہین کہ گت انکے روے نحس کی زردی اور ان چارون ساحرون کے مطیع چار چار ہزار ساحر ہین لیکن یہ سولہ ہزار جو تابع افسران ہین بظاہر تو ساحر ہین مگر سب پتلے طلسم کے ہین کہ ہنگام جنگ نہ کاٹے کٹتے ہین نہ مارے مرتے ہین پس کوئی ایسا واقف کار ہو کہ ان سولہ ہزار سے تو خبر نہو مگر وہ جو چار افسر ہین انسے مقابلہ کرکے بکد وجہد تمام قتل کرے جب وہ چارون مارے جائینگے وہ سولہ ہزار از خود ہلاک ہو جائینگے پس نحوست کا زور ٹوٹ جائیگا اور بھاگیگا اور اسکو بھی جانے نہ دے مار ڈالے یہ سب حال اوراق سامری سے دریافت کرکے ملکہ نے صندوقچہ مین بند کرکے حوالہ پتلون کے کیا کہ وہ لیگئے اور آپ عمرو کے بیقرار ہونے سے حکم دیا کہ سواری ہماری تیار ہو یہ حکم زبان سے نکلتے ہی مجلس جو خواجہ کی گود مین آکر بیٹھتی تھی ناک پر چپتی ہوئی کھڑی ہو گئی اور تملا تملا کے گویا ہوئی کہ ای جان خواجہ کے رونے سے میرے دلبر ہزار دن چھریان پڑ گئین مین جاکر اس لڑائی کو فتح کرونگی بران نے کہا خواجہ یہین رہینگے مین خود جاتی ہون تم ہو تو ہم بچے ہو گئے جب ندیدہ کا اس جنگ مین کام ہے یہ کہکر قصد روانگی کیا تھا کہ ایک طرف ملکہ اختر بن سہیلان فیل زور کہ بھتیجی سلطان کوکب کی ہے اور بہن بران کی ہے اپنی جگہ سے اٹھی اور عرض پیرا ہوئی کہ خواجہ کیلیے مین جانبازی کرنے جاؤنگی افسوس کہ ہمارے مہمان کو جسکے پاس ہم روز بیٹھکر خوشنود ہوتے ہین ایسا رنج پہونچے اور ہم بیٹھے رہین بران نے اسکو بھی منع کیا کہ تم سب بیٹھو مین خود جاتی ہون اسنے جواب دیا کہ بہن تمنے مجھکو کیا موم کا سمجھا ہے اسے برا یان خود جاتے ہی جو اس نحوست کو روز بد نہ دکھایا تو نام اپنا اختر نہ رکھا بران اسکے ضد کرنے سے ناچار چپ ہو رہی اور سب مدارج جنگ کے جو کچھ اوراق جمشیدی مین دیکھے تھے اسکو بتلائے یعنی چار افسران مطیع احاطہ کی کیفیت اور سولہ ہزار پتلون کا حال سب بیان کرکے سپرد خدا کیا اور رخصت کیا

روانہ ہونا اس گل بوستان شجاعت وخوبروئی یعنی ملکہ اختر بن سہیلان فیل زور کا واسطے مدد کرنے مہرخ کے اور مارا جانا احاطہ جادو کا مع اپنے افسرون کے اور جنگ عظیم ہونا نحوست کا مارا جانا حیرت کا شکست کھا کر ہٹ جانا پھر خواجہ کا قلعہ طلسم شاہ کوکب دیکھنا اور مہرخ کو بلوانا بران سے بلوانا المؤلفہ

وہ دے مجھکو اے میرے ساقی شراب	صفا مین ہو جو رو کش آفتاب
وہ مے جس پہ قربان زاہد کا دل	وہ مے جس سے رندون کا ہر آب و گل

تصور ہے جس مے کا ہر صبح و شام تمنا ہے جس کی دل میں مدام
وہ مے جس سے دکھلائی دے حق و حور وہ مے جسکو بولیں شراب طہور
وہ مے وصف جس کا ہے قرآن میں وہ مے واشربوا جس کی ہے شان میں
وہ مے جو سے کوثر پہ جو پیتے ہیں وہ مے مردہ دل جس سے سب جیتے ہیں
ذرا دیکھ اے ساقی پارسا بہار چمن کا نیا ماجرا
ہوا پھر جوان موسم روزگار چمن میں نئے سر سے آئی بہار
لیے بلبلیں پھول منقار میں پڑی پھرتی ہیں آج گلزار میں
ادا میں ہے ہر گل کے مستی بھری لگی ہے غنچوں کے منہ سے لگی
لب جو ہے ہر سرو کی یون بہار کہ ہو جیسے آئینہ خانے میں یار
کٹورا سی ہے چشم نرگس کھلی یہ ہے تاک انگور کو تاکتی
بڑھی ہے بہت حرمت دخت رز لب جام پر ہے یہ جاری رجز
کہ میں بادشاہوں کے ہوں منہ چڑھا طلبگار جمشید میرا رہا
صراحی کے قلقل سے ہے یہ صدا مجھے فخر زیبا ہے بے انتہا
کہ میں ہوں شبستان بنت العنب جہان رند آ سجدہ کرتے ہیں سب
شتاب ہوں رند ساقی ترے سر محتسب کا شکستہ مے بنے
صراحی و پیمانہ میں صلح ہو مرے دل کی ساقی کدورت کو دھو
لگا دے مرے منہ سے جام شراب لکھوں حالت جنگ افراسیاب
بیا جاہ این بادہ خواری گذار سنے داستان نغز و نادر نگار

بیدار بختان شب عشرت و خوش دماغان اختر قسمت ستارۂ نصیب کے نالک خوش قسمتی پر اسطرح تابع فرمان ہیں اور پھر پامال دشمن سیہ بخت یوں جانتے ہیں کہ جب وہ مہ برج خوبی درخوش آب بحر محبوبی رشک زہرۂ اخضر قمر لیتے ملکہ اختر اجازت حرب ملکہ بران سے لیکر بہ دن قلعہ آئی ملکہ بران وحمزہ و عمرو تنہا دن طلسم کے ہمراہ آئے اور اس گلبدن کو رخصت فرمانے لگے اُسنے پہنچ گئے تب ایک باموتی نکالا اور کئی زنا سو زاسی ہوئی اس پر میں ستے پس اس کو اٹھا کر جانب فلک پھینکا سب موتی بتمیز سنے پتھر کرپرت جوکرشب پھیرے اُسنے ایک دو پتھر زمین پر مارا کہ زمین شق ہوگئی زیر زمین سے ایک بارسیاہ نکلا کنچہ اُٹھ ملکہ کو سرمرکب اسنے زیر حنبری داد میری سواری مع لشکر جنگی کے یہان لاؤ حکم سنکر زمین میں سما گیا اور بعد تھوڑی دیر کے آنجا سے چو سوار آتشیں کنچہ پہ بار کیے اور تخت جواہر نگین سر پر اٹھائے وہان سے نکلے پھر فلک کیطرف سے لکہ بہت سے پیدا ہوکر بیٹھے اور انہیں سے اژدر و عقرب و سنبس ومار وطاؤس وغیرہ پرسواران زمی سوار ظاہر ہوکر سامنے آئے اور اس سے ہرایک تعدد میں نہایت پریشانیان قشقوں سے

مزین و رنگین جھولیان بادلہ نگار گلے مین بصد تزئین ان سب نے ایک سمت پر جا پایا پھر جس جگہ سے مار تخت لیکر آئے تھے وہان سے سواریان سحر کی نکلنے لگین اور امیر جادوگریان سوار ظاہر ہوئین کہ حسن مین بیمثال نہایت حسین و صاحب جمال تھین کوئی لباس سبز زمردین زیب بدن کیے تھی اُسکے جسم منور کی روشنی اس لباس مین یون تھی کہ جیسے چمنستان مین کسی نے چراغ جلائے ہین یا آتش گل سے باغ دہک رہا ہے یا ابر سبز مین برق چمک رہی ہے کوئی گلبدن گلابی لباس زیب قامت کیے تھی یا باغ مین حسن و جمال کے سارنی پھولی تھی کسی کا روے تابان دھانی ڈوپٹے سے یون فروزان تھا کہ دھان کے کھیت ست چاندنی نے کھیت کیا تھا کسی کا رخسار تابناک اودے دوپٹے مین یون نمایان تھا کہ جیسے بدلی مین خورشید تابان درخشان ہوتا ہی ہر ایک نازنین نازک بدن زیور جواہر کا رپٹے جھنڈیان ہاتھ مین لیے صف کشیدہ ہوئی ملکہ اختر تخت پر سوار ہوئی اُسکے سوار ہوتے ہی دو اژدہے زمین سے نکلے کہ پشت پر انکی نقارے لدے تھے اور پتلے چوبین ہاتھ مین لیے بیٹھے تھے انھون نے نقارات پیاٹ ڈنکے پر چوب پڑی ہزار ہا نقارہ بجنے لگا اور صد ہا نرسنگا و دمناقوس بجا تخت کے گرد ہزار ہا کنیزان زرین لباس آکر سر ملکہ پر مورچھل جنبان ہوئین وہ اُسوقت اختر مثل اختر فلک کے بنگئی اور ابر سحر آکر سر پر سایہ فگن ہوا بیرقین جھنڈیون کی ہوا مین اڑنے لگین ہنوز تخت اُسکا روانہ ہوا تھا کہ کوئی ہزار سوار زرین پوش مرکب پرند زیر ران روے ہوا پر ظاہر ہوا اور چالیس ہزار ساحر پرا باندھکر از روے گیتی تاریک ہو گیا سواری دوش ہوا پر ملکہ اختر کی چلی

نظم

چلا لشکر بصد حشمت وہان سے
ہوا پر ساحران وہ سب سے تھے

ہزارون جھنڈیان ہر رنگ کی تھین
نت نئی سامری کے جاب کی تھین

کہین نقارے بجتے، دمناقوس
کہین اڑتے ہوئے جاتے تھے طاؤس

فلک تک اختر ذیجاہ کا تخت
بلند ایسا ہوا جیسے کہ ہو بخت

ستارے ٹوٹتے تھے آسمان سے
دیا موتی بچھا در ہو رہے تھے

گھٹائین آئین ابر جو برستے
فلک پر بیر آکر چھپ گئے تھے

غرض اس شان وشوکت سے وہ ذیجاہ
مع لشکر روان تھی سمت جنگاہ

کی راہ دروازہ طلسمی سے نکلکر یہ تو منزل مقصد کیجانب چلی اور براان خواجہ کو تسلی دیتی مقام سکونت پر لائی لیکن عمرو کو تسکین کہان دمبدم بیا بیان کرتا تھا اور کہتا تھا کہ فرداے کاش عمرو کو موت آتی اور چرخ کی جدائی ہے ستاتی برق نے بیقراری خواجہ کی دیکھ کر کچھ باتین ادھر اُدھر کی غم غلط کرنے کو کر کے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا آئیے خواجہ سلامت ہم آپ سیر طلسم چلا کرین خواجہ نے ہرچند انکار کیا کہ مین سیر گلزار سے اسوقت عار رکھتا ہون کہ رنج کا خار دل مین چبھا ہی ملکہ نے اسکا عذر کچھ نہ سنا اور مع چند سرداران ذیشان کے روانہ ہوئی نعمان ملک بھی چند ہمراہ ہوے ملکہ بیرون قلعہ ہفت رنگ آئی اور ایسا سحر پڑھا کہ ایک دھوان سفید رنگ پیدا ہوا اور ہر ایک کی آنکھ مین لگا اس دھوئین سحر کے لگتے ہی آنکھین بند ہوگئین پھر جو آنکھ کھلی ایک بیابان خرم و سبزہ زار مین اپنے تئین سب نے پایا کہ وہ مرغزار معمور د

حقیقت میں رشک گلشن شداد تھا نہال سبز و شاداب پھلے پھولے لگے تھے یا معشوق سبزہ رنگ گہنا پہنے کھڑے تھے ہوا وہان کی
فرح بخش خاطر شوریدگان سبزہ وہان کا دافع خفقان مجنونان چشمے ہزار در ہزار جاری نہرون مین آب حسرت بھرا ابر
اددا اودا سر دشت پر چھایا ہوا طاؤس رنگین کا زیر ابر ناچنا ساونی چھوٹی ہوئی یہ معلوم ہوتا کہ گلابی پوش گلرخسارون کا
مجمع نہرون کے کنارے کنارے ہزار ہا بزدلبط د مرغابی طائران آبی بیٹھا نعرہ اپنی پانی مین بھگو کر پھر پرہان لیتا خوش فعلیان
کرتا گلہاے خودرو سے تمام دشت رنگین سروش بہار کی نہایت آرائش و تزئین کر

ابیات

دشت گلہاے سرخ سے معمور | چشم نرگس تھی دیدۂ مخمور
گل ہر اک دلفریب تھا رنگین | دافع رنج خاطر غمگین
ہر طرف آبشار ہوتا تھا | رحمت رب تھا سبزۂ خفتا
بوے گل نے بسا دیے تھے دماغ | دشت تھا یا بہشت کا تھا باغ

جب اس دشت سے سیر کنان آگے بڑھے ایک دریا پر پہونچے پانی اسکا صفا مین ورق نقرہ سے کہین بہتر تھا ملکہ بہ آن چشم
ماہ و خور تھا ملکہ نے آکر دریا پر سحر پڑھا اور آنکھین بند کرلین پھر جو آنکھ کھلی آن واحد مین سب دریا کے پار تھے جب ہان سے
آگے بڑھے ایک دیوار فلک فرسا بلور کی دور تک کھنچی نظر آئی کہ سراسر اسکو مطلا کیا تھا اور نقش و نگار سے رنگین بنایا تھا ملکہ نے
یہان آکر آواز دی کہ اے پریزادان طلسم جلد جاری حاضر کرو بمجرد صدا دینے کے ایک تڑاقا ہوا اور اس دیوار مین دروازہ
یاقوت سرخ کا لگا نظر آنے لگا اس دروازے سے ستر دو سو نازنین سراسر رشک لعبتان چین پیدا ہوئین کہ ایک تخت
یاقوت کا ساتھ لائی تھین حسن اُن سب کا مادح کی مدحت سرائی سے کہین بہتر تھا قلم لکھنے سے قاصر تھا زیور یاقوت نگار
سے جسم نازک انکا مزین واقعی وہ سب رشک چمن کیا واحت جان گلشن ہر ایک کمسن جوانی کی راتین مراد کے دن سترہ ہم
نازنین رشک لعبتان چین غرق دریاے جواہر زین لباس سے جسم کو انکے آرائش و تزئین اس دروازے سے نکلین ایک ایک
افسر خوبان جہان تھی تاجدار کشور گلرخان زمان تھی کف پا انکا روے مہر انور کو شرماتا دست نگارین ید بیضا پر فوق
لیجاتا دلبری کی گھاتین ہر ایک ایجاد ستمگری و بیدادی مین استاد عاشقون کے ارمانون کی نسبت جلاد گلر دمین بدن ستم ایجاد کہ نظم

سنوارے بال پیچ و تاب دے کر | لیے سب جسم خوشبو سے معطر
قیامت آنکھ مین سرمے نے ڈھائی | سیہ بیمار کو بدھی پھبتی
خم ابرو سے پیدا شان شمشیر | مژہ ہر ایک رشک خنجر و تیر
کھلے مسی سے رنگ پان کے جوہر | شفق اس پر تصدق شام اس پر

وہ سب شہر یاران اقلیم دلبری ایک تخت شاہی اپنے ہمراہ لیے جیسے تخت سلیمان کو پریان اٹھاے سامنے بران کے
آکر تسلیم کرکے باادب تمام ٹھہرین ملکہ مذکور نے تخت پر خواجہ عمرو کو برابر اپنے سوار کرکے کچھ سحر پڑھا کہ بہت سے گھوڑے
پرند نہایت دلپسند سازو یراق جواہر نگار سے سجے ہوئے زین پر زر سے کسے کسائے اُسی دروازے سے اڑتے ہوئے
نکلے اور ساحر ہمراہی کے اُن مرکبون پر سوار ہوے ڈنکے نیچے ناقوس پھنکے سواری ملکہ کی اس دروازہ طلسم مین داخل ہوئی

وہ سترہ سو پریزادین ہمراہ صداے طرقوا پیدا دور باش جادش طلسم پکارتا در طلسم مین ہونچکر جب آگے روانہ ہوئی دیکھا تو صحراے طلسمی ہرا بھرا ہی پھول انواع و اقسام کے شگفتہ ہین کوئی گل پر چہرہ تھا کوئی ملکہ کو دیکھکر ہنستا تھا ہنگام خندہ زنی دیو نکلکر سر ملکہ پر مروحہ جنبانی کرتا تھا طائران خوش نوا ہر شجر پر بیٹھے تھے یا شہنشاہ کوکب یا شہنشاہ کوکب پکارتے تھے نیا سامان اور طرفہ بہار تھی کیفیت سبزہ زار تھی خاطر رنجیدہ اس پر فریفتہ دیوانہ وار تھی کہ ابیات

کہ وہ تھا اک چمن پھولون سے لبریز ۔ بہت دلچسپ خوشبو مین بہت تیز
کہان دنیا مین ایسے پھول پیدا ۔ ہزارون رنگ ہر گل مین ہویدا
نظر جس پر پڑی لوٹا گیا دل ۔ قدم اوٹھنا ہوا اس جا سے مشکل
ہوائین سرد و عطر آمیز آئین ۔ دہن غنچون کے ایک جوبن دکھائین

جب اس دشت دلکشا سے طرفۃ العین مین سواری گذر گئی عمارات عالیشان نظر آئین کہ نظم

وہان پہونچے تو کوٹھا ایک دیکھا ۔ کہ پڑا تھا موتیون سے سب وہ مجر
کبوتر کا ہو جیسے جس طرح پر ۔ مدور اس طرح ہر گوہر تر
بہت سے ڈھیر ویسے اور بہت سے ۔ کچھ اس سے کم زیادہ سب نے دیکھے
منقش دوسرا کوٹھا بھی دیکھا ۔ تو اسمین اس طرح کا لطف اٹھایا
کہ الماس و جواہر لعل ہر جا ۔ برابر ڈھیر تھے خرمہرہ آسا
کہین یاقوت و نیلم ہر طرح کے ۔ کہ جن کی شرح ناممکن زبان سے
کہین چاندی کی اینٹین طلا کی تھین ۔ کہ ایسے آنکھون نے دیسی نہ دیکھین
مصفا وہ عمارت دور تک خوب ۔ مکان اس مین جواہر کے خوش اسلوب
سوا اس کے عجائب اور کہ تھے ۔ نظر آتے تھے ہر لحظہ وہان پر
غرض پھرتے ہوے ہر جا اسی طور ۔ ہوے وارد وہ اک گنبد مین فی الفور
اسے کھولا تو دیکھا اور سامان ۔ کہ جس کی شرح مین ہے عقل حیران
کنول روشن در و دیوار تابان ۔ مصفا فرش ہر جانب تھا شایان
حسینون سے زیادہ حسن میں تھا ۔ بتاؤن حال اس کا اور مین کیا

اس گنبد مین ایسے سورج مثل مہر آسمانی نکلے ہوے تھے آفتاب ہے مین وہ یہین اتنا فرق تھا کہ اسمین حرارت ہوتی ہے اور انمین مطلق حرارت نہ تھی اور اسی طرح ضیا بار تھے کہ مشعل طور افروز ہو اس گنبد کے غرض مار تھی عمرو نے وہان کا زر و جواہر اور عجائبات دیکھ کر بران سے کہا کہ یہ مال صرف دنیے تو ہر بادشاہ بھی کیا کر سکتا ہے ملکہ مہوت نے جواب دیا کہ آپکا جی چاہے تو آپ کچھ لے لیجیے ورنہ بادشاہ نے اس مقام کو بہ جناب افراسیاب تیار کرایا ہے اور یہ گنبد نئی خاصیتین رکھتا ہے منجملہ اور خواصات کے یہ وصف اسمین ہے کہ یہان جس ملک جا ہو دیکھ لو اور جہان جاہو

دم بھر میں ہو پہنچ جاؤ خواجہ کو اس کلام سے لالچ جو دامنگیر ہوا تھا جاتا رہا اور بیتاب ہو کر گویا ہوا کہ اے ملکہ لشکر مہرخ کو
یہاں سے مجھے دکھائیے ملکہ اختر اٹھ گئی ہیں وہ ماجرا نظر آئے ملکہ نے ہنسکر کچھ سحر پڑھا تو وہ کئی سورج جو ساطع الانوار تھے
انہیں سے ایک ایک پریزاد نکلکر ہنستی ہوئی سامنے ملکہ کے آئی ملکہ نے اسے حکم دیا کہ اس گنبد کا اطراف کا دروازہ کھولکر جو
طلسم ہوشربا ہے خواجہ کو تماشا دکھاؤ پریوں نے حسب الحکم ایک در کے قریب جا کر ایک سورج کو انہیں کئی سورج میں سے
اشارہ کیا کہ وہ اتر کر دروازے میں لپٹ گیا کثرت ضیا سے نظر خیرگی کرنے لگی بعد لحظے کے وہ آفتاب باہر دروازے کے
نکل گیا اور دروازہ کھل گیا پریاں خواجہ کا ہاتھ پکڑ کر قریب در آئی اور کہا زیر گنبد ملاحظہ فرمائیے عمرو نے جو زیر گنبد نگاہ
کی طرفہ ماجرا نظر آیا کہ ایک سیل لشکر مہرخ میں بنا ہے گرد لشکر احاطہ کھچا ہے فوج میں کھلبلی ہے سرداران لشکر مصیبت کی
گھڑی ہے سب بات مدعا ہیں ساحران حیرت و نحوست وغیرہ نے دست ظلم دراز کیا ہے عمرو یہ حال دیکھکر بیقرار ہوا ملکہ نے
کہا کہ خواجہ صبر فرمائیے اور قدرت خدا دیکھیے اسکے کرم و فضل پر نظر رکھیے ہنوز یہ سخن تمام نہوا تھا کہ یکایک صدائے نوبت و
نقارہ فلک کیطرف سے کان میں آئی اور ملکہ اختر نصیب کر و فر تخت پر سوار مع لشکر جنیار و ساحران نامدار و سواران جرار کے
آکر پہونچی فوج نے آتے ہی اس دیوار حصار سحر پر حملہ کیا احاطہ جادو مع سولہ ہزار جوگیوں کے جوان جادوان افسون کے
بنائے میں مقابل آکر منتشر ہوا از بسکہ اختر کو پریان نے سمجھا کر بھیجا ہے کہ یہ سولہ ہزار ساحران چار افسر ساحروں کے مطیع ہیں
اور انکے مرنے سے یہ سولہ ہزار از خود ہلاک ہو جائینگے اسنے جانب فلک اشارہ کیا وہ مالا جو چلتے وقت اسنے گلے میں ڈالا تھا اسکے
نوسو نوای موتی اسکے بکھر گئے تھے اسمیں سے پانچ موتی بلندی پر طے ہو کر ایک سر پر احاطہ کے اور چار سرپر ان چار فسون
کے آکر پڑے کہ مثل اصحاب فیل کے ان پانچوں کے سر توڑ کر اسفل کیطرف سے نکل گئے ان پانچوں کا گوہر جان تلف ہوا
غرق بحر فنا ہوئے بیروں نے غل انکے مرنے سے مچایا آندھی تیرہ و تار آئی وہ سولہ ہزار ساحران کے مرتے ہی قلزم
مرگ میں ڈوبے وہ دیوار احاطہ کی منہدم ہوئی اور فوج ظفر موج ملکہ اختر لینا لینا کہکر مثل سیل فنا آگے بڑھی اختر
نے پھر سحر پڑھکر دستک دی کہ موتی فلک کیطرف سے برسنے لگے اور چند گوہر اس سیل پر سحر کے آکر گرے کہ وہ بھی دھواں
بنکر اڑ گیا وہ ساحر جو گرد سیل سجدہ میں گرے ہوئے تھے اور طواف اس صنم خانہ کا کر رہے تھے ہوش میں آگئے اور اصلی
حالت پر اپنی آکر جانب لشکر حیرت چلے نحوست یہ ماجرا دیکھکر گھبرایا سمجھا کہ زمانہ مرگ قریب آیا یہ سمجھکر رو بفرار
لایا مگر بلور نے اسکا تعاقب نہ چھوڑا اور پکارا کہ بھائی نحوست اب کدھر کا قصد کیا ہے اسنے یہ کلام طنز آمیز سنکر ایک نارنج
اسپر مارا اسنے وہ نارنج سحر پڑھکر کاٹ دیا اور چاہتا تھا کہ اپنا وار کرے کہ اختر آ پہونچی ایک موتی اشارہ بجانب
فلک کر کے سر نحوست پر گرایا ہر چند اسنے رد سحر پڑھا کہ کسی طرح اپنے تئیں بچائے ممکن نہوا موتی اسکے جسد نحس کو
توڑ کر پار گذرا شور تکبیر بکبش کا بیروں نے بلند کیا حیرت و مصور و حیات وغیرہ فوج اختر سے بھڑے ہوئے
تھے جب صدائے مرگ نحوست سنی جی چھوٹ گئے اور براہ جانبازی اختر پر سب اپنا لشکر لیکر ٹوٹ پڑے ادھر مہرخ وغیرہ
تمام سردار جو مصروف دعا تھے مدد آنے سے خوشنود ہو کر لشکر حریف پر باقیماندہ فوج سے حملہ آور ہوئے بہار کو بھی
ہوش آیا اسنے بھی ہنگامہ سحر مچایا دو لشکر بسان قلزم زخار موج مار کر مل گئے تلوار سحر کی برق کردار چلنے لگی خرمن جان عیاران

جلنے لگے اختر قسمت حیرت ایسا برگشتہ ہوا کہ مریخ سے مقابلہ ہوا نظر تربیع نے چار عنصر میں جسم کے خلل ڈالا آب تیغ نے کاخ خاکی تن کو لشکریوں کے ڈھادیا آتش سحر نے باد نفس کو گرم ایسا کیا کہ ٹھنڈے ٹھنڈے ہر روح نے جسم سے نکلکر رستہ جہنم کا پکڑا دریا خون بہنے لگا کشتی تن غرق بحر فنا ہوئی جان سفینہ بدن سے کنارہ کر گئی بیرون نے وہ غل مچایا کہ دشت جنگی میدان محشر نظر آیا نارلیوں اور ترنجوں کے جلنے سے وہ سناٹے تھے کہ جنگل گونجتا تھا سائیں سائیں آوازیں آتی تھیں کہ رن بولتا تھا ہر سمت اندھیر چھایا تھا ہر ایک بوکھلایا تھا سر دتن کا ہر جا انبار تھا موت کا گرم بازار تھا العیاذ باللہ قیامت کبریٰ بپا تھی یہ لڑائی برپا تھی

نظم

ہزاروں افعی رہزن غضبناک نگاہیں خشمگیں ان کی وہ چالاک
برابر حملہ آور ہر طرف سے جنھیں دیکھے سے ہوش اڑ جائیں سب کے
نہ فرصت پاتے تھے اُنکے غضب سے نہ مہلت تھی عذاب بے سبب سے
کہ پیچھے اُن کے لڑنے والے انسان قوی ظالم ستمگر دل پریشان
نکلتے تھے دہن سے ان کے شعلے بڑی زنجیر ہاتھوں میں لیے تھے
کسی جانب سے گینڈے تھے نمودار ستمگار اور سب تھے سخت خونخوار
سنان کی طرح سینگ انکے بہت تیز بشکل نیش عقرب زہر آمیز
زمین کانپی ہلے اشجار ہر سو بشکل مردہ اک پیدا ہوئی بو
زمین سے دمبدم اٹھتے بگولے سیاہی چار سو لشکر کو گھیرے
گھرے شعلوں میں تن سب عضو بھڑکے اندھیرے میں لگی بجلی چمکنے

خلاصہ یہ کہ اسی سیاہ تابی سحر و ظلمت گیری افسون میں یہ خاکدان پر آشوب دہر تیرہ و تار اور ظلمت آباد نام روزگار نا پایدار ہوا کہ

نظم

گھٹا جب جلوۂ خورشید روشن بڑھایا ہر طرف ظلمت نے دامن
ہجوم شام نے صورت دکھائی ہوا غل دن گیا لو رات آئی

ملکہ اختر نے فوج میں در آکر سر نحوست کاٹا اور جانب حیرت شیرانہ چلی فوج نحوست افسر کے مرنے سے بھاگی انکو دیکھکر لشکریان حیرت کے بھی پاؤں اکھڑ گئے اسوقت بناچاری ملکہ حیرت نے طبل امان بجوایا اور اپنے باپ کے ہمراہ مراجعت کرکے داخل بارگاہ ہوئی لشکر کو جمع کرنے لگی اور اپنے باپ کو سب انتظام سلطنت سپرد کرکے آپ مع چند کنیزوں کے خدمت شاہ طلسم میں گئی اسطرف جب طبل آسائش بجا چوبداروں نے فرخ و بہار کو مژدۂ فتح سنایا کہ ملکہ اختر پاس آئیں سر ملکہ مذکور پر سے زر نثار کیا اور زبان سے صفت دلاوری اختر بھی بڑے تپاک اور گرمجوشی سے بایسے ملی اور تسکین سب کو دی کہ انشاء اللہ عنقریب خواجہ سلامت بھی فارغ ہونگے وہ دائرہ طلسم میں آ جائیں گے تب کہا ہم امیدوار ہیں کہ تحفۂ آتش تیار کریں آپ اسکو تناول فرمائیں اور آپکی تب ... نے است... رہنا سرچڑھا

آسمان تفاخر پر پہونچا مین اختر عذر پذیر ہوئی کہ یہ آپ کیا فرماتی ہین آپ بزرگ ہین میرا فخر ہو آپکی خدمت مین رہنا مین
اپنا گھر سمجھتی ہون مجھکو انکار ہو مجھے کھانا کھانے مین ضرور رہجاتی مگر مجبور ہون کہ خواجہ سلامت آپکا حال پریشان سنکر
بہت متردد تھے ہین سنئے مجھکو اسلیے بھیجا ہو کہ جلد جاکر مدد کرون اور پھر خیریت بیانکی ہان جاکر کہون پس اگر ٹھہر جانے سے خواجہ اور
زیادہ گھبرائینگے لہذا ملتمس ہون کہ آپ مجھے رخصت عطا فرمائین پھر خدا نے چاہا تو خواجہ اور مین حاضر خدمت ہونگی اور ارشاد آپ کا
بجا لاؤنگی الحاصل ہزار دشواری رخصت یاب ہو کر مع سر **نحوست** روانہ ہوئی یہان **مہرخ** نے لاشہاے مقتولان لشکر خود
اٹھوائے اور ڈھنڈھورا پٹوایا لشکر جو فراری تھا وہ آباد ہونے لگا بازار مین کھلگئین بارگاہین اور خیام وغیرہ از سر نو نصب
ہوے عیار بھی لشکر مین آئے نذرین فتح کی گذرانے لگین ملکہ موصوفہ سریر جہانبانی پر جلوہ گستر ہوئی اس شب کو آرام نہین
کیا انتظام مین مصروف رہی حکم جشن مسرت ہونے کا دیا ہنگامۂ عشرت و نشاط گرم ہوا یہ تو اس کیفیت مین ہو لیکن **اختر**
جو یہان سے روانہ ہوئی **بران** و **عمرو** نے سب ماجراے جنگ اس گنبد پر سے دیکھا **بران** نے خواجہ سے کہا آپ خوشنود
ہوے خواجہ نے کہا اے ملکہ یہ سب سحر کا ڈھکوسلا ہی بعد امیر اول کب مانتا ہی طلسم ہوشربا یہان سے کئی منزل ہی نہین معلوم
کیا سانحہ گذرا تم نے بزور سحر بنا تماشہ مجھکو براے تسکین خاطر دکھا دیا خدا ایچنین کند جیسا کہ ماجرا مین نے دیکھا ہو مگر دل
ایسے خلاف عقل امر کو قبول نہین کرتا ہو **بران** ان باتون کو سنکر ہنسی اور کہا مین آپکی طمانیت دل کے لیے **اختر** کو بلواتی
ہون یہ کہکر وہ پریان جو آفتابون مین سے نکلی تھین انہین سے ایک کو حکم دیا کہ جاؤ اور ملکہ اختر کو بلا لاؤ وہ حسب الحکم ایک
آفتاب کے قریب گئی اور اسمین غائب ہوئی آفتاب در گنبد سے نکلکر روانہ ہوا ملکہ **اختر** اسطرف جاتی تھی کہ جدھر سے آئی
تھی یکایک آفتاب قریب تر پہونچا ملکہ مذکور سمجھی کہ شاید کوئی لڑنے آیا ہی چاہا کہ سحر کرے مگر آفتاب سے آواز آئی کہ اے
ملکہ چلیے آپکو ملکہ بران نے بلایا ہو وہ گنبد جہان نماے طلسم پر استادہ ہین اور آپکو دیکھ رہی ہین **اختر** نے یہ حال
سنکر اپنے ہمراہ کے لشکر کو حکم دیا کہ تم اپنے مقام پر جاؤ وہ لشکر بلند ہوکر چلا اور جسطرح سے کہ ابر پیدا ہوے تھے اسیطرح
ابر گھر آئے اور وہ لشکر ابر مین جاکر غائب ہوے اور زمین مین سما گئے جب لشکر اور تخت اور مار و اژدر وغیرہ سب
جا چکا اس آفتاب سے پری نے باہر آکر پنجہ ملکہ کی کمر مین دیا اور پھر آفتاب مین آکر غائب ہوئی ایک آن مین وہ مہر
گنبد طلسم مین آیا پری پھر باہر نکلی اور **اختر** کو سامنے حاضر کیا **اختر** بیہوش تھی بعد لمحہ کے جب ہوشیار ہوئی اٹھکر خواجہ اور
ملکہ کو سلام کیا اور سر **نحوست** کا نذر دیا **بران** نے وہ سر لیکر قدم پر **عمرو** کے ڈالدیا اور کہا کیون خواجہ سلامت
اب آپکو یقین آیا کہ لشکر آپکا بخیریت ہو **عمرو** نے ہنسکر جواب دیا کہ اے ملکہ مجھکو بڑا تعجب ہو کہ واقعی یہ اصلی **مہرخ** تھی جسکو
مین نے لڑتے دیکھا ملکہ نے کہا خواجہ یہ اصلی لشکر آپ کے معہود تھا اسمین کچھ شک و شبہہ نہین ہو اور مین آپکو براے اطمینان
خاطر ایک پتہ دیتی ہون وہ یہ ہو کہ آپکو جب مین **غربال** کے جال سے اٹھا لائی تھی اور بادشاہ نے آپکو ڈھکیل دیا تھا تو آپ
اس طلسم سے طلسم ہوشربا مین گرے تھے اور چشم زدن مین وہان پہونچگئے تھے پس ویسا ہی اس مقام کو بھی جانیے اور شبہ
کسیطرح کا نہ کیجیے **عمرو** نے کہا واقعی آپکا فرمانا بجا ہو مگر مین کیا کرون دل کمبخت پھر اصلی بات نہین جوتا ہو ملکہ مسعود نے
جواب دیا کہ یہ باعث زیادتی محبت آپکی ہو جو نسبت اپنے لشکر کے آپ الفت کرتے ہین خیر بس ہی اچھا مین ملکہ مہرخ کو

یہان بلوا کر آپ سے ملاقات کراتی ہون کیلیے کہ آپ اُنسے بہت عرصہ ہوا کر ملتی بھی نہین ہو سے فی الحال انکی خاطر مبارک انکی ملاقات
بہجت آیات سے جشناد و مبہج ہوگی یہ کہکر پھر ایک پرزادہ آفتاب طلسمی کو پکارا کہ اے ملکہ **شعلہ حسن جادو** ملکہ **مہرخ** کو با آرام تمام اُٹھالاؤ
مگر وہ ساحرہ زبردست ہے میری انگوٹھی لیتی جاؤ اور اُسکو یہان پہونچاؤ خبردار کوئی تکلیف ہونے پائے یہ کہکر ایک انگشتری
ہاتھ سے اتار کر پری کو دی وہ اسکو پہنکر اور آفتاب مین پوشیدہ ہو کر روانہ ہوئی وہ تو ادھر گئی مگر یہان ہمراہ **بران** جو کہ ایک
عالیشان آئے مین انمین ایک ساحر نحس جادو نام ہے اور یہ بھائی ہے نحوست کا از بسکہ جب **کوکب** **افراسیاب** سے
اتحاد تھا تو اسنے اس طلسم کی آب وہوا کو پسند کر کے خدمت **بران** مین رہنا اختیار کیا تھا اور جیسا کہ بھائی اسکا طلسم ہوشربا
مین معزز و ممتاز تھا یہ یہان صاحب عزت و جاہ ہے اسوقت سر اپنے بھائی کا قدم پر خواجہ کے دیکھکر اشک حسرت آنکھون
مین بھر لایا اور غریزی عروق مین خون جوش زن ہوا بدشواری ضبط رنج کر کے خاموش ہو رہا دل سے کہا کہ سب فساد اسی
کمینہ دزد **عمرو** کا ہے اسکے باعث سے بھائی میرا مارا گیا پس قابو پا کر کام **عمرو** کا تمام کرنا لازم ہے یہ سوچکر تدبیر قتل خواجہ کرنے لگا
اُدھر لمحہ مین **شعلہ حسن پری لشکر مہرخ** مین پہونچی بارگاہ مین ناچ ہو رہا تھا دور جام آفتابی شراب کا چل رہا تھا
کہ یہ آفتاب یکایک طالع ہوا ہر ایک سردار سمجھا کہ شاہ جادوان نے کوئی سحر بھیجا ہے یہ سمجھکر ناریل اور ترنج سنبھالے
مگر آفتاب سے **شعلہ حسن** نے ملکہ **مہرخ** کو تسلیم کی اور عرض کیا ہوئی کہ چلیے آپکو ملکہ **بران** نے بلایا ہے یہ کلام سنکر کسی کو
اعتبار نہ آیا اور یہی تصور کیا کہ شاہ طلسم کا یہ سحر بھیجا ہوا ہے غرضکہ **مہرخ** نے کہا کہ لشکر میرا تمہارا ہیگا بدین وجہ میرا جانا ممکن نہین
پری نے کہا مجھکو حکم لیجانیکا ہے مین بغیر لیجائے آپکے پھر کر نجاؤنگی اس کلمہ سے سبکو بالکل یقین ہوا کہ یہ فرستادہ **افراسیاب**
ہے پس **برق** عیار نے کرسی پر سے اٹھکر اس پری کے پس پشت اپنے تئین پہونچایا اور جب وہ باتون مین مصروف ہوئی
اسنے کمند ماری پری نے ذرا جو بدن کو اپنے جنبش دی کمند کھلکر الگ ہوگئی اور اُسنے بعتاب کہا کہ تم لوگ آمادہ بفساد
ہوا اے بایمان خود اگر حکم ملکہ عالم تمہارے آرام دینے کا نہوتا تو ابھی سبکو خاک سیاہ کر دیتی پس مناسب ہے کہ میرے ہمراہ چلو
نہین مین زبردستی لیجاؤنگی اسلیے کہ ملکہ وہان منتظر میری ہونگی اور مجھکو یہان عرصہ لگا یہ کہکر قریب تخت آئی اور ہاتھ
بڑھایا کہ **مہرخ** کو اٹھا کر لیجاؤن **مہرخ** نے ایک طمانچہ بزور سحر ایسا زور سے مارا کہ اگر کوئی ساحر اور ہوتا تو سر اسکا اڑجاتا مگر
یہ پری طلسمی ہے طمانچہ کھاکر مثل شعلہ جوالہ چکر کھا گری اور ملکہ مذکور کو پنجہ مین دابکے طائر سبا جو لیجا لینا کہکر اٹھے ناریل
ترنج سحر کے مارنے لگے وہ پری بلند ہوگئی اور ایک ہی ساعت مین دور نکل گئی اس ہنگامہ مین اتنا تو ہوا کہ جس آفتاب مین
مخفی ہو کر آئی تھی اسمین نہ جا سکی پس ایک مقام پر جب دور نکل آئی تو ٹھہر کر آفتاب کو چاہا کر بلائے جب وہان ٹھہری **مہرخ**
متوجہ ہوا سے بیہوشی تھی ہوش مین آگئی اور اٹھکر اسنے ایک لات اس پری کے چہرے لزور سے ماری چونکہ یہ بھی ساحرہ
زبردست ہے پری لات کھاکر بیہوش ہوگئی لیکن جب بیہوشی اسپر طاری ہونے لگی اس نے بھی ایک طمانچہ **مہرخ**
کے مارا کہ ادھر پری اُدھر مہرخ دونون بیہوش ہو کر گر پڑین لیکن انگشتری ملکہ **بران** کی پہنے تھی اس انگوٹھی کے کئی سو پیر
تابع مین جب یہ بیہوش دونون ہوئین پیر پنجہ جگر گرے اور دونون کو اُٹھا کر آن واحد مین اس گنبد طلسم پر لائے کہ جہان
بران و **عمرو** تھے **بران** نے اٹھکر سحر پڑھا کہ آفتاب طلسم بھی جو پری سے چھوٹ گیا تھا یہان آگیا پھر کہ موجود تھا

تکاب سحر دونون پر جیسے کا کہ ہوشیار ہو یکین پری نے عرض کیا کہ بڑی قزاکا پاس آپ نے مجھے بھیجا تھا بران سنے پری کو گھر کا کر خبردار کلام بے ادبانہ منھ سے نہ نکالنا پھر ملکہ مہرخ سے لپٹکر بغلگیر ہوئی اور عذر کیا کہ آپکے ساتھ یہ بڑی بے ادبی سے پیش آئی معاف فرمائیے گا اور وہ آپ پر کبھی غالب نہ آتی مگر میری انگوٹھی اُسکے پاس تھی اسوجہ سے آپکو اُٹھا لائی مہرخ نے کہا مجکو معلوم نہ تھا کہ آپ نے بلایا ہے ورنہ فساد نہوتا آپ بھی عفو کیجیے گا الغرض بعد معذرت بسیار خواجہ سے مہرخ لپٹکر لیٹ گئی دونون ملکہ دیکھ دیا کیے بران نے دونون کو تسکین دیکر جدا کیا پھر مخمور سے ملاقات ہوئی جب باطمینان سب بیٹھے بران نے ان پریون سے حکم دیا کہ اپنے اپنے مقام پر جاؤ وہ آفتاب مین سماکر غائب ہو گئین اور اکیسون آفتاب ناپدید ہو گئے ملکہ بران اس گنبد سے باہر نکل آئی اور ایسا سحر پڑھا کہ وہ گنبد بیچ سے شق ہو گیا ملکہ سب کو ہمراہ لیکر آگے بڑھی آنکھین بند ہو گئین پھر جو آنکھ کھلی ایک میدان وسیع مین سب نے اپنے تئین پایا اس میدان مین ہر سمت درختان پر بہار سبز و شاداب لگے تھے جو بہار باغ عالم کو شرماتے تھے طاران خوشنوا زمزمہ سنج دلنغمہ زا تھے چشمے پانی کے بھرے دل سیاحان کو اپنی دید پر لبھاتے تھے گھٹا گھنگھور چھائی تھی مور کی آواز سے طبیعت ناصبور کو مستی یاد آتی تھی سرخ سرخ پھول اس اودی گھٹا مین کھلے تھے ہزار جوبن دکھاتے تھے لب لعلین مستی آلود یار یاد آتے تھے بیچ میدان مین چار بنگلے رشک قصور خلد برین بنے تھے فرش و شیشہ آلات سے سجے تھے کہ

نظم

وہ صحرا تھا نہایت سبز و شاداب
نہال و برگ و گل تھے جسمین نایاب

نہ دیکھا تھا کبھی صحن جہان مین
بھلا کس طرح وہ آئے بیان مین

بہت خوش رنگ پھل لاکھون طرح کے
نظر نے جو کبھی دیکھے نہین تھے

وہ شاخون سے ہم شاخین خمیدہ
کوئی پکا ہوا پھل خود چکیدہ

بہت ایسے جنھین سب جانتے تھے
بہت وہ جو نہین پہچانتے تھے

ہمیشہ دل رہے جن کا گرفتار
وہ نہرین بہتی تھین جنگل مین دوچار

لبالب آب شیرین ان مین جاری
عجب صورت کی پیدا آب داری

کہ جی قربان صدقے روح بیتاب
گہر سے بھی زیادہ موج خوش آب

ہنر صانع کے تھے ان سے ہویدا
کہ یہ عالم تھا ہر پہلو سے پیدا

جدھر دیکھو جہان دیکھو وہین ہین
جہان جاؤ یہی سمجھو یہین ہین

درختون کو انھین سے فیض حاصل
جدھر دیکھو عجب اک لطف کامل

وہ بنگلے یون بنے تھے اس جگہ خوب
در و دیوار جتنے تھے خوش اسلوب

بچھا ہر سمت فرش خوشنما تھا
جواہر کار ہر مسند بچھا تھا

[illegible] لطف حاصل
بشکل آئینہ ہر شے مقابل

ہوئی داخل جوان بنگلون مین بران
برائے خاطر مہمان ذی شان

یہ فرمایا کہ ہو تیار محفل　　بنے اک دم میں وہ جا شاہ منزل
وہی ساماں جو تھے مرغوب خاطر　　ہوئے اک بات کے کہنے میں حاضر
چراغ و شمع و ساقی شیشہ و جام　　حسینان پری پیکر گل اندام
طعام و آب میوے ہر طرح کے　　نہیں دیکھا جنہیں اب تک کسی نے
غرض جب بزم نے زینت یہ پائی　　نگہ نے سب کی کیفیت اٹھائی
سرِ مسند ہوئے سب جلوہ آرا　　کیا ساقی کو ملکہ نے اشارا
دلوں میں آرزوؤں نے کیا جوش　　ہوا شرما کے عہد توبہ روپوش

دورِ جام آغاز ہوا پریان طلسمی حاضر ہو کر ناچنے لگیں مہرخ کی خاطر میں پریشان دل مصروف تھی اسی ہنگامہ عشرت و انبساط مسرت میں مہرخ نے ہنسکر کہا کہ اے ملکہ آپ نے خواجہ کو یہاں بٹھا رکھا وہاں اگر او عیار نہوتے تو ہم لوگ ابتک ہلاک ہوجاتے پریان نہ جانا یا واقعی شکایت آپکی جا ہے ہم لیکن خواجہ کے مقدمہ میں مجھکو رخصت دینے کا اختیار نہ تھا اور نہ اب ہے خواجہ تو مہمان شہنشاہ کوکب ہیں میں صرف انکی خدمتی ہوں بادشاہ جب چاہینگے خواجہ کو رخصت کرینگے خواجہ سلامت تو تشریف لیجائینگے لیکن یہ تو بتلاؤ کہ اور عیاروں نے کیونکر تمکو بچایا مہرخ نے برق و قران وغیرہ کی عیاریوں کا حال بیان کرنا شروع کیا جب باتوں کو طول ہوا عمرو وہاں سے اٹھا کہا اے ملکہ آپ دونوں صاحب جب تک باتیں کریں میں سیر کر آؤں پر ان عیاروں کا حال سننے میں ایسا محو تھی وہ انکی نظروں میں سنکر آفرین کرتی جاتی تھی تاکید نہیں کی اسنے خواجہ کے جانے پر کچھ خیال نہ کیا عمرو بنگلوں کی پشت کی طرف جو دروازہ لگا تھا اسکو کھول کر آگے بڑھا دیکھا تو بنگلوں کے پیچھے صحرا تھا کہ جسکا ذکر اوپر ہوا مگر اس طرف ایک باغ پربہار بیحد و بیشمار نظر آیا سراسر طلسم کا ایسا نقشہ پایا کہ چمن گلہائے لالہ و گل سے مملو کہیں خیابان میں یاسمن و شبوہر گل لطافت انگیز اور کہیں کیوڑا کہیں نسترن کہیں تازہ کسی جگہ سوسن دہ زبان کہیں سرو دلجو کسی جانب شمشاد سرسبز جو اپنے قمریوں کی کو کو فاختہ کی حق سرہ کہیں سنبل تر شکل گیسو خوبان کی ہر گل نہایت خوبرو وہ مکان سراپا جادو کہ بموجب نظم

جو دروازہ تھا باغ جانفزا کا　　تماشہ تھا وہاں ہر مدعا کا
طلسمی جانور طائر تھے گویا　　دُر و یاقوت سے لبریز سر جا
شجر گل برگ میں تھے سیکڑوں رنگ　　نظر آتے تھے ہر شے میں نئے ڈھنگ

فراش مہتاب سے فرش [illegible] یاقوت روشن [illegible] [illegible]

کہ میں واقف نہیں اس سرزمین سے • نہ آجائے بلا کوئی کہیں سے
غرض کچھ دور بڑھ کر پھر پھرا وہ • ٹھٹھکتا تھا برابر جا بجا وہ

جب براہ اندیشہ اس گلشن سے پھرا نحس جادو کو اُسنے آتے دیکھا کسلیے کہ وہ دشمنی پر کمر باندھ چکا تھا جب خواجہ
کو اُسنے اس دروازے میں جاتے دیکھا تو عقب میں اُسکے وہ بھی آیا کہ خواجہ تنہا جاتے ہیں پھر ایسا وقت نہ ملیگا چلکر
اگر قابو پاؤ تو قصاص اپنے بھائی کا لے غرضکہ جب عمرو نے اُسکو آتے دیکھا دل قوی ہوا کہ یہ داران بران میں سے کچھ
یہاں کے حالات سے واقف ہوگا اب اچھی طرح سیر سرست کی کردیگا مجھکو اُسکے قریب آکر کہا کہ بھائی خوب آئے ہم کیا
یہاں پھرتے دوڑتے تھے چلو ذرا سیر کرا دو میں اُسنے فوراً خواجہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا چلیے میں سیر کرا دوں پس وذوق اُسکے
بڑھے نحس باتوں میں لگاکے ایک چمن میں اسکو لایا اور وہاں ٹھہر کر جیب میں سے چند الائچیاں نکالیں اور کہا خواجہ
یہ ہدیہ فقیر کا قبول کیجیے یہاں اور تو کچھ حاضر نہیں خیر یہی شغل سہی عمرو اُسکو پہ ان کا لازم اور اپنا رفیق جانتا تھا کہ
یہاں جتنے ساحر ہیں سب میرے طرفدار ہیں پس بے وسواس وہ الائچیاں لیکر ایک لائچی کے دانہ نکالے اور کھاتے
ہی یہ حالت ہوئی کہ بموجب بیت طبیعت صورت ہیولانہ برہم • رہے اپنے نہ قابو میں ذرا ہم • نحس نے جب اسکو
بیخود دیکھا فوراً آگے بڑھکر سر پر ہاتھ رکھا کہ عمرو بیہوش ہوکر شل مردے کے زمین پر گرا اُسنے اٹھاکر ایک گوشے میں
اُسی باغ کے لاکر چاہا کہ ذبح کرے لیکن بہ جب بیت نگہبان جسکا ہو پروردگار • نہ آزار اُسے دیسکے نابکار • نحس
کے دلمیں خیال آیا کہ اسکو سحر سے بہ اچھی طرح کرکے ہوشیار کردیتا کہ اپنے حال زشت و زبون کو دیکھے اور بڑے
حسرت و افسوس سے قتل ہو یوں حالت بیہوشی میں مارا تو اچھا نہیں غرضکہ یہ سوچکر اُسنے سحر سے گرد خواجہ کے
حصار کردیا اور دم سحر پڑھا کہ عمرو ہوشیار بھی ہوا اور جو حالت دیوانگی تھی جاتی رہی اور اس ساحر کو خنجر کھینچے دیکھکر بہت
نادم گویا ہوا کہ بھائی میری کیا خطا ہے جو تم آمادہ میرے قتل پر ہو اُسنے کہا کہ تو نے میرے بھائی نوزست کو ملکہ اختر کے ہاتھ
سے قتل کرایا اور بانی فساد دلکون میں طلسم کے تیرے ہی سبب سے فتنہ عظیم اور مفسدہ بزرگ برپا ہے میں تجھکو دیکھ
تو کس عذاب الیم سے ہلاک کرتا ہوں کہ روح تیری تا قیامت تڑپتی رہے عمرو نے کہا بھائی تم مجھکو ہلاک نہ کرو میں
اس طلسم میں رہونگا اور تمہارے بادشاہ سے مدد نہ مانگونگا اُسنے جواب دیا کہ اے مکار تیرے فقرے کو کب مانتا ہوں
اور دیکھ پہلے تیری دونوں آنکھیں نکالتا ہوں پھر سب اعضا جدا کرونگا ٹکڑے ٹکڑے کرکے مارونگا عمرو نے یہ سنکر کلمہ
شہادت زبان پر جاری کیا اور قاتل سے کہا اتنی مہلت دے کہ میں ایک وصیت نامہ لکھکر اپنے سینہ پر رکھ لوں یقین
ہے کہ مجھکو قتل کرکے بھاگ جائیگا اور لشکر بران متلاشی کنان میری لاش پر آکر تشریف لائینگی پس اس وصیت نامہ پر جو میرے
پاس سے برآمد ہوگا ضرور عمل کرینگی قاتل نے خواجہ کے ان کلمات کو سنکر ہنسکے کہا کہ مہلت میں تجکو ایک شرط سے
دیتا ہوں کہ وصیت نامہ میں میری سفارش بھی لکھنا یعنی لکھنا کہ اس میرے قاتل سے کوئی طالب قصاص نہ ہو اور
کسیطرح آزار میرے بھائی [illegible] کی نسبت اُسکو نہ پہنچائے عمرو نے کہا یہ باتیں تو میں نہ لکھونگا اُسنے جواب دیا
تو پھر میں مہلت نہیں دیتا یہ کہکر خنجر کھینچکر بڑھا خواجہ نے کہا اچھا مہلت دے جو تو کہتا ہے وہ بھی لکھدونگا اور

لکھونگا کہ زبردستی مجھ سے لکھوایا ہے اس کلمہ پر ساحر بہت خفا ہوا کہ تیرا لکھنا بیکار ہے زبردستی لکھوانے کو کون بیٹھا ہے عمرو
نے کہا اچھا یہ لکھونگا کہ مجھکو وصیت نامہ لکھنے کی مہلت اس غرض سے دی تھی کہ میں قاتل کی بھی سفارش درج وصیت نامہ
کروں اسنے کہا یہ مضمون بھی مثل مضمون سابق ہے میں تجھکو مہلت نہیں دیتا عمرو نے کہا خفا نہو جیسے مجھے لکھتے دیکھیے
دیکھیے تو لکھتا کیا ہوں جب آپ کے خلاف ہوگا تو چاک کر ڈالیے گا اسنے یہ کلام پسند کر کے مہلت دی عمرو نے
زنبیل سے قلم دوات و قرطاس نکالا اور دو جوڑی موتی برابر بیضہ مرغ کے جو قدر رکھتے تھے اور آب و صفا میں گوہر
شب چراغ کو سامنے اپنے ماند کرتے تھے نکالے ان موتیوں سے وہ جگہ ضیا بار ہو گئی ساحر نے ان ذرہائے بے بہا کو
دیکھ کر پوچھا کہ انکو کیا کروگے اسنے کہا ہمراہ وصیت نامہ رکھ جاؤنگا کہ ملکہ میری اولاد کو بھیجدینگی اسنے کہا یہ موتی
تو میں لونگا جو روپیہ کہ اسکے عوض تیری اولاد کو میں پہونچادوں خواجہ نے کہا یہ کبھی نہ ہوگا کہ میں تجھے دوں اسنے
کہا میں لونگا غرضکہ تا دیر اس امر میں تکرار رہی آخر نحس نے ہاتھ پکڑ کر زبردستی چھین لیے اور قاصد قتل خواجہ ہوا
خواجہ نے کہا اے عزیز مال چھین لیا اب وصیت نامہ تو لکھ لینے دے اسنے تامل کیا اور موتیوں کو ہاتھ پر رکھکر دیکھنے
لگا موتی ہاتھ کی گرمی پاکر پسیجے اور انمیں سے بھاپ نکلنے لگی یہانتک کہ وہ بھاپ مثل دھوان ہو کر اسکے دماغ
کیطرف جانے لگی اور وہ موتی کم ہونے لگے اسنے براہ استعجاب ہاتھ قریب چشم لا کر غور سے دیکھا کہ یہ کیا ماجرا ہے موتی کم کیوں
ہوئے جاتے ہیں پس آنکھ کے قریب ہاتھ لانے سے دھوان بیہوشی کا ناک میں اچھی طرح گیا اور چھینک مار کر سامنے خواجہ کے
گرا اور بیہوش ہوگیا یہاں تو یہ ہوا مگر اگر بنگلے میں بعد کچھ دیر کے بران کو خواجہ کی یاد آئی عمرو کو برخ سے کہا آپ کی
بات کا خیال نہ تھا خواجہ نہیں معلوم کدھر نکل گئے یہ کہکر ساحروں سے حکم دیا کہ تلاش کرو بہت سے ساحر اس صحرا میں جسکا
حال اول بیان کیا گیا جاکر ڈھونڈھنے لگے جب کہیں نشان نہ ملا اس سے اگر اطلاع کی ملکہ نے کچھ پڑھا کہ ایک طائر
اڑتا ہوا اس بنگلے میں آیا اس سے استفسار کیا کہ خواجہ کہاں ہیں اسنے بزبان فصیح عرض کیا کہ اب بھی خبر خواجہ کی
اپنے لی تو بہت اچھا کیا خواجہ کو نحس نے مار ڈالا ہوتا یہ سانحہ گذرا ملکہ بران یہ حال سنکر بیتابانہ اٹھی اور اسی
دروازے میں چلی اسکے ہمراہ چند ساحر روانہ ہوے جب داخل دروازہ باغ مذکور ہوئی از بسکہ رات تھی تو تنجہ
سحر کی مدد سے مشعلیں روشن کیے ہوے ساز خود بخود ہرت سے پیدا ہو گئے اور وہ گلشن سراسر وادی ایمن بنگیا عمرو دوڑکر
گھبرایا سمجھا کہ کوئی اور آفت آئی پس بہت جلد اس خیال سے کہ شاید یہ ساحر دشمن تن ہو زنبیل سے دو پتھر نکالے
ایک اسکے سر کے نیچے رکھا اور دوسرے سے سر کچل یا بھیجا اسکا پاش پاش ہوگیا شور اسکے مرنیکا بلند ہوا بران بہت
جلد خواجہ کے پاس آئی کیونکہ جدھر سے یہ ہنگامہ بلند ہوا اسیطرف سمجھی کہ خواجہ ہیں غرضکہ نزدیک گر کہا کہ خواجہ سبحان اللہ
برخ و قمور وغیرہ نے بھی تعریف کی عمرو نے کہا خوب آپ سردار اپنے یہاں رکھے ہیں کہ دشمن جان ہیں یہ حرامزادہ
کام میرا تمام ہی کر چکا تھا اپنے بھائی کا بدلا لینا چاہتا تھا بران کو اس کلمے سے حجاب ہوا اور گردن جھکا کر کہا کہ واقعی
مجھ سے خطا ہوئی جو میں نے آپکی خبر نہ رکھی یہ کہکر نصب تمام پکاری کہ لے گلزار جلد و جلد حاضر ہو سب نے دیکھا کہ آواز
دیتے ہی گوشہ باغ سے ایک ساحرہ حسین و گلبدن زرد پوشاک جواہر نگار سے آراستہ سامنے حاضر ہوئی اسنے

عتاب کرکے خطاب کیا کہ کیون ملکزادی تو یہان موجود تھی اور خواجہ پر تعدی وہ ملعون کیا کیا اور تو مانع نہوئی اسنے عرض کیا کہ ملکۂ عالم مین سمجھی تھی کہ یہ کوئی گنہگار آپکا ہی تو سردار آپکا اسیر ظلم کرتا ہی یہ سنتا تھا کہ ملکۂ مذکور آگ ہو گئی اور کہا او مجہہ تمام مالکان دنبہ طلسم کو بلا کر خواجہ کو مین نذر دلوا چکی ہون اسیلیے کہ سب ساکن طلسم خواجہ کو پہچان لین غلغلۂ تشریف آوری خواجہ تمام طلسم مین ہی اور تو آجتک پہچانتی نہین معلوم ہوا کہ تو بھی بغاوت رکھتی ہی یہ کہکر دونون ہاتھ اپنے اونچے کیے ایک شعلہ فلک پر سے چمک کر اُس نازنین پر آ گرا کہ دھڑ دھڑ جلنے لگی اور خطا ہوئی خطا ہوئی پکارنے لگی یہانتک کہ جلکر خاک ہو گئی پھر ملکہ نے اشارہ کیا کہ اسکی کنیزین اور ملازم جہان جہان ہون سب حاضر ہون دیکھا تو پھولون سے اس گلشن کے کچھ پریزاد عورتین پیدا ہوئین ملکہ نے پھر ہاتھ اونچے کیے کہ شعلے اُنپر گرے اور انکے جلنے کا شور دیر تک بلند رہا ایک غوغاے عظیم برپا تھا بعد اس آفت کے باشارہ ملکہ ایک شعلہ لاش نحس پر بھی چمک کر گرا کہ وہ بھی راکھ ہو گئی پھر ملکہ نے ایک اپنی رفیق کو وہ باغ سپرد کیا اور خواجہ وغیرہ ہر ایک کو اپنے ہمراہ لیکر اس باغ سے دوسرے بنگلے مین آئی اسجگہ بیان کیا گیا ہی کہ چار بنگلے پرتکلف بنے ہین چنانچہ یہ بنگلہ پہلے بنگلے سے خوبی و آراستگی مین کہین زیادہ تھا دروازے اسکے سب کھلوا دیئے ایک طرف صحراے سبزہ زار ایک جانب دریاے زخار ایک سمت باغ پر بہار ایک رخ کوہسار نظر آیا ملکہ نے مہرخ کو مسند زرنگار پر بٹھایا سیر اطراف کی دیکھتے جاتے تھے اور سب مصروف عشرت تھے ساقیان خوبرو جام مے خوشگوار دیتے تھے و غلمان ماہ رخسار نغمہ سنج مسرت شراب عشرت سے سرشار تھے یہ سب تو مشغول عیش و نشاط ہین مگر حال حیرت سنیے کہ یہ جو طبل آسائش بجوا کر جانب شاہ جادوان گئی بادشاہ باغ سیب مین تخت پر متمکن تھا رات کا دربار تھا بڑے بڑے ساحران نامی کرسی و دنگل پر بیٹھے تھے ناچ ہو رہا تھا کہ ملکہ موصوفہ جا کر پہونچی سب سردارون نے تعظیم دی شاہ طلسم نے مسکرا کر پہلو خالی کیا ملکہ پہلو مین تو آکر بیٹھی مگر رونے لگی بادشاہ نے آنسو پونچھے اور کہا ظاہر ہوتا ہی کہ دوست وغیرہ مارے گئے ملکہ نے رو رو کر سارا حال لڑائی کا بیان کیا جب بادشاہ نے آنا خضر کا سنا فرط غیظ و غضب سے کانپنے لگا اور کہا اے ملکہ یقینی یہ امر ہی کہ اس مرد صحرائی یعنی کوکب سے بگڑ گئی اور اسکی قضا پھر آئی ہی اچھا اب تم جاؤ اور دروازہ طلسم خوزروان کا کھلوا دو مین بیابان آتش فشان مین جاؤنگا اور وہان کے محافظ کو تمہارے ساتھ کر دونگا دیکھون تو اسکو کون ہلاک کرتا ہے ملکہ مسطورہ یہ حکم سنکر اٹھی اور طاؤس سحر پر سوار ہو کر اپنے لشکر مین آئی یہان اسکی غیبت مین ابریق وزیر آیا ہوا تھا جب ملکہ آئی وزیر نے استقبال کیا اور بعد تخت نشینی ملکہ وزیر مذکور مستفسر ہوا کہ اے ملکہ فرمائیے بادشاہ نے کیا تدبیر اس جنگ کی نسبت کی ملکہ نے فرمایا کہ وہ خود تشریف لاتے ہین دریا کی بڑی گھمسان کی لڑائی ہوگی ابریق یہ کلمہ سنکر ٹھہر گیا کہ مین ہی اس لڑائی کو دیکھکر جاؤنگا چنانچہ اسکے لیے بارگاہ استادہ ہوئی کہ وہ جا کر آرام پذیر ہوا اور حیرت وہان سے اٹھکر علیحدہ خیمہ مین گئی ہو کا دیکر سحر خوانی مین مصروف ہوئی بعد لمحہ کے ایک دریاے زخار و تھا موج مارتا خیمہ مین سحر اسکی طرف سے آیا اور بہدیا سے ایک ساحر نکلا کہ جسکا تمام جسم سبز تھا اور سلسلے جسم پر جیسے فلس ماہی کی طرح سے تھے شکل نہایت مہیب اسکی گھڑیال کا سر و آب و تاب نہنگ بحر ظلم کا دل پانی پانی دشوار زندگی قریب سرطان و نہنگ پہ جوت مین خوف سے چھپتے مردم آبی ڈر سے مسکن چھوڑ کر خشکی مین رہنا اختیار کرتے بیت بدی آتی ہین رہی ... زمین سے زیر دامن اس ساحر نے حیرت کو

سلام کیا اور عرض رسا ہوا کہ اے ملکہ آپ نے مجھکو کیون یاد فرمایا ہو حیرت نے کہا کہ اے طلسم جادو تم مختار دروازہ پل خوزروان کے ہو حکم شہنشاہ ہی کہ دریا کا دروازہ کھولدو شاہ کیوان بارگاہ تشریف لایا چاہتے ہین بیابان آتش فشان کیطرف جائینگے ساحر مذکور نے یہ حکم سنکر عرض کیا کہ بہت اچھا اور دریا مین کود کر غائب ہوگیا دریا بھی ناپدید ہوگیا حیرت بھی خیمہ سے نکلکر بارگاہ مین آئی اور ابرق وزیر کو طلب کرکے اپنے چند رفیق وغیرہ کو ہمراہ لیکر تب بسیلے خوزروان روانہ ہوئی جب لشکر سے آگے بڑھی عیاران لشکر عمرو تو ہر وقت بہر خبر گیری بصورت سپاہ لشکر مین پھرا کرتے ہین اسوقت ضرغام بصورت ساحر کاوے پینے پھر رہا تھا اسنے حیرت کو جاتے دیکھکر تعاقب کیا انھین مین ملکر ساتھ ہولیا ساحر مذکور جب قریب دریا پہونچی وہی ساحر دریا سے پھر باہر نکلا اور گویا ہوا کہ تشریف لاے مین نے دروازہ پل کا کھولدیا ہی ملکہ اس پل تک پہنچی کہ جسکا ذکر اوپر ہوا ہی یعنی جسپر زنگی لڑ رہے ہین اور پر یان موتی اچھالتی ہین آئی وہان دیکھا دریا ہنگ تھا اور ایک دروازہ بلور کا زمین دوز لگا ہوا تھا وہ آپ سے آپ کھلا تھا اسمین تھی کہ پانی بہر اسعلوم دیتا تھا حیرت مع جملہ رفقا کے اس دروازے مین داخل ہوئی ضرغام بھی چلا گیا کسی نے تعارض نہ کیا جب دروازے مین قدم رکھا آنکھین سب کی بند ہوگئین بعد کچھ عرصے کے جب آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک قصر عالیشان بنا ہی اور اس قصر فلک رفعت مین ہزارہا برج تعمیر ہین خوبی مین ہر برج پری کی تصویر ہے برج آسمان کی وہ برج جان مین کنول اور جھاڑ اسمین فروزان ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ جیسے آسمان پر ستارے درخشان ہر برج مین ہین فرش جواہر کا بچھا ہی جواہر نگار ہوا کہ انبار لگا ہی زینت کا شانہ مشکوے قیصر و خاقان وہ مکان تھا بلکہ غیرت قصر جنان تھا کہ

نظم

مکان دیکھے مصفا فرش شفاف | بشکل عارض جانان بہت صاف
ہر اک خوش وضع خوش پہلو خوش اسلوب | نظر جس پر پڑی پایا بہت خوب
مکان تھا وہ طلسم افزا بہت خوب | کہ ہو ہر خاطر شائق کو مرغوب
انھین مین ایک تھی بارہ دری بھی | کہ ہو سکتی نہین تعریف اسکی
مکان و قصر بے مانند و نایاب | نہ ہون عالم مین وہ موجود اسباب
کنول روشن تھے دی تھی شمع نے لو | زیادہ دن سے پائی کثرت ضو
مسہری پر ادھے تھے خوب براق | لبالب ساغر و مینا سے ہر طاق

ضرغام اس مکان کو دیکھکر ایسا خوش ہوا کہ ملکہ حیرت کا ساتھ چھوڑ کر اس برج سے اس برج مین اور دوسرے سے تیسرے مین پھرنے لگا یہانتک کہ دو تین برج مین پھر چکا تھا کہ ناگاہ ایک تڑاقا ہوا اور ایک زنجیر سر برج سے چمک کر اسکی جانب چلی ہر چند بچا مگر نہ بچ سکا زنجیر کمر مین لپٹ گئی اور اوپر کو کھینچنے لگی عیار بھی کھنچکر سر برج پر آیا چھت اسکی شگافتہ ہو گئی اور زنجیر بہر اسکو لائی یہان تک کہ تو نہ برج ہی نہ قصر ہی مگر ایک باغ فرحت افزا لگا ہی بہار باغ رشک عندلیب خاطر ہر ہزار جان سے شیدا ہی نہرین بسان کہکشان بصد فروغ و ضیا روان پانی انکا از راہ صفا سے فرش بھرتا بیچ باغ مین چہل ستون جواہر نگار کا بنا تھا کہ جو فلک بے ستون کے کوکب درخشان کو شرماتا تھا یعنی جادو کا مکان بنا تھا کہ برج

مکان دلچسپ برگ و شاخ و اشجار — بہار افزا بشکل قامت یار
گلون کی نکہتین بھاتی تھین دل کو — ہوائین عیش کی آتی تھین دل کو
زمین صندلی گذری نظر سے — مشابہ اس کی بو پائی اگر سے
کہین تھے پیچ دیوار و در سے — کہین لکھا ہوا یہ آب زر سے
نہ رکھنا یان قدم اے دوست ہشیار — مگر جس دم ملے کوئی خبردار
کہین تھے طائران بوالعجب رنگ — کہین تھے نغمہ زا اطراف سے سنگ
کنول اور جھاڑ تھے ہر سمت روشن — کہین سرو چراغان پر تھا جوبن
کہین بہتر قمر سے روشنی مین — ہے ارمان جنھین دیکھے سے جی مین
درختون سے روان دریاے زخار — شجر کے برگ مخمل سے نمودار
غرض وہ جا تھی سب لبریز جادو — کہ دیکھے سے نہ رہتا دل پہ قابو

زیر چہل ستون ایک تخت زمرد کا بچھا تھا اُسپر ملکہ حیرت جلوہ فرما تھی گرد تخت کرسیان یاقوت احمر کی تراشی ہوئی لگی تھین اُنپر اور ساحران نامی متمکن تھے زیب انجمن تھے وہ زنجیر ضرغام کو لپیٹے سامنے حیرت کے آئی اس نے اشارہ کیا کہ اس عیار کو میرے قریب لاؤ زنجیر قریب تخت آئی اس نے زنجیر سے عیار مذکور کو چھڑایا اور پہچان کر ایک طمانچہ ڈھیلے ہاتھ سے مارا کہ موئے تو یہان کہان آیا ارے موڈی کا تو تم تو ہمزاد ہوگئے کہ جہان جاؤ وہان ساتھ ضرغام نے کہا میرا بھی جی سیر کو چاہا آپ کے ساتھ چلا آیا مثل ہے چلی آتی ہے کہ گھر آتے کتے کو بھی نہین نکالتے ہین تم نے تو میرے طمانچہ مارا ملکہ موصوفہ اس کلام بیباکانہ پر ہنس پڑی اور کہا ہم ایسے ہی بے مروت ہین مگر آپ تشریف لیجائیے اُسنے جواب دیا کہ کیا مین اس زمین کے سوتی کو ٹ لونگا اتنا اترانا اچھا نہین سیر کو آئے تھے چلے جائینگے اور ہم کیا چلے تو سبھی جائینگے رہنے کو یہان کون آیا ہے بیت ہے بے سبب نہین خالی گھرون کے سناٹے مکان یاد کیا کرتے ہین مکینون کو حیرت نے کہا مین تیری لسانی مین نہ آؤنگی خیر یہ مروت کیا کم ہے کہ مین تجھکو چھوڑے دیتی ہون ضرغام نے کہا آپ مجھکو قید کیجیے مگر یہان کی سیر کرنے دیجیے ملکہ نے کہنا اسکا نہ سنا اور سحر پڑھا کہ پنجہ پیدا ہوا اس سے کہا کہ اس عیار کو اس پار دریا کے لیجا کر چھوڑ دے پنجہ اسکو اٹھا کر روانہ ہوا آنکھین اسکی بند ہوگئین جب آنکھ کھلی اپنے تئین دریا پار دیکھا تو پل خوزروان اُسیطرح جیسے پہلے تھا ہے اور دریا بھی اسیطرح موج مارتا ہے اُس دروازہ بلور کا کہین پتہ نہین ہے عیار مذکور ناچار و مجبور وہان سے اپنے لشکر کیطرف پھرا راہ مین جانسوز ملا اس سے سب کیفیت بیان کی پھر دونون ملکہ حضرت ملکہ بہار مین آئے کیونکہ بعد جانے مہرخ کے بہار بادشاہ لشکر ہوئی ہے غرضکہ اس سے تمام ماجرا معرض بیان مین لائے بہار کو بھی اندیشہ ہوا کہ دیکھیے اب کون ساحر زبردست ہمارے مقابلہ کو آتا ہے شاہ طلسم کو نحوست کے مارے سجھائیگا بڑا رنج ہے جب تک دروازہ پل خوزروان کا کھلا ہے غرضکہ یہ تو فکر سحر تیار کرنے لگی ہے لیکن جب اس ہنگامہ مین وہ رات تمام ہوئی اور دروازہ طلسم خاور کھلا اور دریاے خون سرخی ضیاے مہر کا عالم مین

روان ہوا ہر نجم فلک اس بحر مین ڈوبا کہ

ابیات

کہ جب آغاز عکس نہر آیا — سحر نے پردہ ظلمت اٹھایا
نظر آئی جبین صبح روشن — ہوئی شب چند دم مین گرم توسن

وہ سحر افراسیاب بجان بیتاب سوار تخت سحر ہو کر چند رفیقون کو ساتھ لے کر کنارے دریاے سحر آیا پچھ افسون زبان پر لایا دفعتاً آندھی آئی دامن یدوسے کنارہ چادر آب باندھا جتنی پاٹ دریا کا گھٹ گیا کنارہ کھلا اور دروازہ بلور مین نظر آیا بادشاہ بھی ہمراہ ساحران داخل در مذکور ہوا ہمراہیان حیرت کی اس مقام پر آنکھین بند ہوگئی تھین مگر بادشاہ اور اسکے ساتھی اپنی حالت پر رہے اور سب نے دیکھا کہ ہم ایک شہر مین چلے جاتے ہین جسکے مکانات چاندی سونے کے ہین دیوار و در جگمگاتے ہین فرط صفا سے آئینہ کو شرماتے ہین دکانین کھلی ہین دکاندار اور خریدار عجیب الخلقت ہین کوئی نہنگ صورت ہے کوئی گرگ دہان ہے کوئی گھڑیال چہرہ ہے کوئی ماہی دہن ہر جا دوگر ہیون پہاڑ کی کا جوبن ہے سڑکین بلور کی ہین گلیان نور کی ہین کوئی بارہ دری یاقوت کی ہے کسی مکان کی صورت برج حوت کی ہے تنویر عمارات شہر سے آفتاب ہر جگہ ساطع و لامع نظر آتا ہے کہ

نظم

سراپا قصر زرین قرب اور دور — نہین ہے دیکھنے کا جن کے مقدور
بنے تھے صورت مہر جہانتاب — زیادہ تر گہر سے تھے وہ خوش آب
نظر آتے تھے سب کوچے معطر — زمین سے لطف خوشبو تھا برابر
مقرر آبپاشی کی تھی اس جا — گلاب نوکشیدہ کا گمان تھا
کہ چھڑکا ہے کسی نے بس کہ ہر سو — چلی آتی تھی ہر جانب سے خوشبو
گلی کوچون مین ہر جا کوٹھیان ہین — ہزارون طور کے عمدہ مکان ہین
ہزارون ماہرویان سمن بر — نہ رکھتی تھین جو اس دنیا میں ہمسر
جما جلسہ ہے انکا ہر مکان مین — ضیا باری ہے حسن گلرخان مین

شاہ جادوان جب داخل شہر ہوا دیو ساحر ماہی بدن جو حیرت پاس آیا تھا مالک اس شہر کا بادشاہ کے استقبال کو بحشم و خدم حاضر ہوا اور نذر دیکر پیسان خادمان ہمراہ چلا کچھ دور بادشاہ بڑھا تھا کہ وہی قصر عالیشان جسمین زبرجد لگے ہین اور ملکہ حیرت داخل قصر مذکور ہے نظر پڑا شاہ داخل قصر ہوا حیرت کو چیلون نے سوتے سے خبر دی وہ شہنشاہ آنے کہتی ہوئی دوڑی اور تا در قصر بہر استقبال مع وزیران آئی بادشاہ نے اسکی صورت زیبا پر نظر کی دیکھا کہ رات جاگنے سے چشم نرگس شہلا تھی اب نرگس مخمور ہے رودے پر نور پر سرخی کا وفور ہے بادشاہ کو تشنہ آب زلال وصال تھا اُسنے آب حیوان دہن سے اُسکی روح کو تازگی دی بوسہ لب شیرین کا لیا پیاسا چاہ ذقن پر پہونچکر سیراب ہوا بوسہ لینے سے ملکہ نے اس طرح شرما کر آنکھون کو جھکایا جیسے مردم بیمار کو غش آیا شاہ دست نازک تھام کر اسی چہل ستون مین آیا اور اُسی تخت پر جسپر حیرت بیٹھی تھی جلوہ فرما ہوا بیٹھتے ہی اور سب ساحر کرسیون پر بیٹھے وہ تخت اور کرسیان

یکایک اُنہیں چھت ستون کی شق ہوئی اور تخت وغیرہ اوج گرا سے افلاک ہوے آنکھیں سب بند ہو گئیں بعد لحظے کے جو آنکھ کھلی کیا دیکھا کہ ارینوزادمین اپنے تئین سب نے پایا ایسا گلشن پر بہار شداد نے کبھی خواب میں بھی نہ دیکھا ہوگا تمام زمین آئینہ کی تھی باغ طلسمات عالم میں وہ باغ یکتا تھا چمن جواہر کے لگے تھے پھول انہیں رنگ برنگ کے کھلے تھے ہر چمن کے قریب بنگلہ یاقوت سرخ بنا تھا سبزہ زار میں چاندنی نے کھیت کیا تھا بنگلہ کے سامنے نہر آب معنی سے جاری کنارے نہر کے سبزہ زنگاری لب گردان نہر کی موج اس سبزہ میں یون آئی کہ جیسے فلک اخضر پر قوس قزح کیفیت دکھاتی کنارے ہر نہر کے درختان پر بہار لگے نہر پر سایہ کیے ہوے انکے فوارے چھوٹتے جیسے گھٹا ساون کی برسی درختوں کے سایہ کرنے سے کالی بدلی چھائی نظر آتی ہر دو دو پتلے ہر فوارے پاس کھڑے تھے لگن میں موتی بھرے تھے وہ موتی چادر آب میں چڑھ جاتے سلک آب میں برقی پروے نظر آتے تھے سامنے ان نہروں کے بیچ باغ میں بارہ دری جوہر کی بنی تھی سراپا بصورت حور تھی نظم

ہزاروں طور کے سامان طلسمی | در و دیوار کے سب نقش جسمی
بہت تھا اس جگہ سامان مہیا | طلسمی سب وہاں کے نخل اور جا
طواف باغ میں سب حلقہ آذر | زمین و برگ و شاخ و نخل سب تر
گلون کے منہ کھلے فیض ہوا سے | ترنج ہو رہا تھا کچھ گھٹا سے
وہاں جو نہر اور فوارہ پایا | کسی نے خوب دونوں کو بنایا
کہ اٹھتا تھا مزا اُنسے نظر کو | کھچا جاتا تھا دل از خود ادھر کو
نظر آتا قریب اس کے نیا ڈھنگ | کہ کچھ الماس و گوہر لعل خوشرنگ
انھیں میں سے اچھلتے تھے برابر | پریشان ہوکے گرتے تھے زمین پر
زمرد کے مکان تعمیر ہوئے | بہت کچھ لطف خاطر نے اٹھائے

بادشاہ اندر بارہ دری کے آیا وہاں کی آرائش و زیبائش بیرون از حد تحریر ہر ی از تقریر ہر جگہ دیوار و زمین پر وہ دری کی تصاویر شاہان رفتہ زمین ساحران بانکین بنی تھیں اٹھارہ و ساحرہ رجاد و گرنیاں مصروف انتظام تھیں ایک ایک ساحرہ حسن میں بے مثال غیرت مہر و ہلال تھی وہی یکتائے بے مثال تھی بادشاہ کے استقبال کو وہ سب زمین آئیں و تعظیمات تمام بیکر تھا مسند پر بیٹھ گئیں وہاں تخت جواہر گستردہ تھا سامان عیش و عشرت مہیا تھا شاہ تخت پر بیٹھا ملکہ حیرت پہلو میں قرار پذیر ہوئی سب ہمراہی اپنی اپنی حد کے موافق متمکن ہوے وہ پریاں طلسمی شراب ارغوانی پلانے لگیں بعض ان میں سے اسباب رقص لے کر ناچنے لگیں جلسہ عشرت آغاز ہوا یہ نقشہ تھا کہ نظم

ہوئی آراستہ عشرت کی محفل | تصدق جس پہ تھا ناہید کا دل
سماں وہ رقص نے باندھا وہاں پر | کہ حیرت چھا گئی تھی آسمان پر
ہوا اس شدومد سے ناچ گانا | نہ پہونچا جسکو زہرہ کا ترانا
بپا تھا عرش تک پائل کی | قیامت تھی صدا اُن گھنگرون کی

ملی تھی سازسے اس طرح آواز	کہ بھولی بھولی چراغ اپنا اعجاز
مجیرے مثل طوطی بولتے تھے	اڑے ہوش ان کے بازو بولتے تھے
بجانے مین غضب تھا ان کا انداز	اداکرتی تھین وہ طاؤس کا ناز

حبیب خوب جلسہ جما بادشاہ نے مست ہو کر لکہ حیرت کے چند بوسے لیے اور کہا کون ایسا ہو شاہ والا عزم جو میرا
سامنا کرسکے وہ جو تصویرین نصب تھین از خود بزبان فصیح بولین کہ اے شہنشاہ جبلہ کون تیرا مقابلہ کرسکتا ہے سب بادشاہ
متفق اللفظ کہا کہ اے بادشاہ اب ترا آسمبر تو نے زمین پر کوئی نہین ہے یہ سنتا تھا کہ بادشاہ مست ہو کر اٹھا دربار کو
لیکر اس باغ کے ایک بنگلہ مین گیا اسجا تخت بچھا دیکھا ایک دیو افراسیاب تاج سر پر پہنے بیٹھا تھا اس سے کہا کہ تو شبیہ
من است وہ وہ افراسیاب تخت پر کھڑا ہو گیا اور پیٹ اسکا پھٹا ایک دروازہ کیطرح اسمین نگاہ نظر آیا بادشاہ اس
در مین سبکو لیکر داخل ہوا ایک میدان وسیع مین کہ ہر ایک کا گذر تھا اس میدان مین ایک دیوار تھی کہ مشرق سے مغرب تک
کھینچی آگے جانیکی راہ نہ تھی افراسیاب قریب دیوار کے جب پہنچا پکار کے کہا ہمشبیہ من آ وہ ہم صورت زیبا
کا جو بنگلہ مین تخت پر بیٹھا ہوا تھا پس دیوار سے اتر کر سامنے آیا شاہ حکم فرما ہوا کہ اے ہمصورت راستہ دو اس نے
ہاتھ اپنا اونچا کیا اس دیوار مین ایک تڑاق ہو کر دروازہ پیدا ہو گیا شاہ جادو ان سبکو ہمراہ لیکر اس در مین داخل ہوا
دوبارہ آواز تڑاقے کی ہوئی اور دروازہ بند ہو کر دیوار برابر ہو گئی مگر بادشاہ بیس پور آ چکا تھا آگے کو روانہ ہوا کچھ دور چلا
ہو گا کہ سارے میدان مین آگ بھری نظر آئی لپٹ اسکی تا فلک پہنچی اور زمین سے تا چرخ برین آگ بھری زمین مثل آتش
کیطرح دیکھے ہی تھی کرہ ناری گرمی سامنے اس آتش کے سرد تھی جہنم کی حرارت گرد بیٹھی ایک بحر اعظم آگ کا موجزن تھا
جو غار اس بیابان مین تھا وہ مثل گلخن تھا کلفت یہ کہ درخت بھی اس قلزم نار مین لگے تھے آتشبازی کے انار نظر آتے تھے سرتا
پا آگ کے تھے اور چنگاریان انسے جھڑتی تھین ہوا سے پتے گرتے تھے انگارے ہو کر اڑتی پھرتی تھین جو طائر پرند تھا مرغ آتشخوار
تھا ہر ایک پر اسکا شرربار تھا جو از قسم حشرات الارض تھا سمندر تھا آتشین ہر ایک اژدہا تھا ہر شاخ تیلی دہن کے
دھوئین سے اجتک نیلا ہر دو طرف دھوان کیا ہر طرف اشعہ سرا کا مرمر نفس آخری نفس تھا سوز دروں عاشقان آئی جگہ
کی ہوا کا نقش تھا کہ لمؤلفہ

ہوا سے آگ گرتی تھی زمین پر	زمین پر گر رہا تھا جو اخگر
شرارے تھے ہوا کے تند جو کے	بگولے دیو آتشناک سب تھے
جہنم کا نہ ہوگا ایسا رتبا	سقر اس جا سے شرمندہ بہت تھا

بادشاہ کنارے اس یم بے پایان آتش کے جب پہونچا پکار کے کہا اے آتش فشان جادو جلد پنجہ ہائے مرجان سے آواز
دیتے ہی پنجہ ہائے سرخ رنگ پیدا ہوئے اور بادشاہ کے پاؤن کے نیچے ہتھیلیان فرش کردین شاہ جادو پنجے پر پیر رکھتا چلا
سب ہمراہیون سے کہا تم آنکھین اپنی بند کر دو سب نے بموجب حکم عمل کیا جب پھر آنکھ کھولی دیکھا کہ دریائے آتش کے پار
پہونچ گئے ہیں بادشاہ بھی پاس کھڑا ہے غرضکہ شاہ مع لشکر جب دو آگے بڑھے ایک بیابان سبز و خرم مین پہونچے سرسبزی شادابی

صحرائے خوش آئین گی دل ہرا ہون کے ہرے ہوے اس جنگل مین عجیب سامان طلسمی نظر آیا کوئی درخت پری صورت تھا کوئی دیو کے سر سے مشابہ تھا اور ہر طرف پھرتا چلتا کہین مور دار کر آتے پھر لوشکر یار کی صورت بنجاتے کسی جگہ زمین کانپی تو زمین سے مچھلیان نکلکر پریان بنجاتین پھر پریون سے زاغ کی شکل پیدا کرتین کہ بموجب

نظم

سراسر سحر کے سامان وہان تھے — طلسمی سب زمین و آسمان تھے
شجر کے برگ مل کر بن گئے مور — ہوا چارون طرف سے دفعتاً شور
لڑے آپس مین گتھو گتھو کے برابر — کہ اتنے مین چلی کچھ باد صرصر
وہ سب لڑ کر بنے سیمرغ کی صورت — نظر آئی نئے مضمون کی صورت
بنے طاؤس زرین بال وہ چند — نہایت تیز پہ محفوظ و خرسند
شجر گاہے بنے گہہ بحر زخار — بنے دریا سے مچھلی پھر وہ اکبار
بڑھے پھر دور وان سے جنگلی سب — تو آیا خرس اک گھوڑے پہ بیتاب
وہ سب آخر ہوا زاغ بہ اسلوب — پکارا چند ساعت دشت مین خوب
ہوے فوراً ہزارون زاغ پیدا — کہا شہ سے کہ ہم ہین تیرے شیدا
بڑھے پھر دور سب حیران و ششدر — تو دیکھے جابجا اشجار گوہر
زمرد کا مکان پاس اسکے پایا — کسی نے وان یہ کہکر بس سنایا
کہ اے قوم بشر دیوانہ ہے تو — جو آ پہونچا قریب قصر جادو
پلٹ جس سمت سے آیا خدارا — یہان کی دید کا کس کو ہے یارا

افراسیاب نے ہر ایک اپنے ہمراہی سے کہا کہ یہان اگر کوکب بھی آئے تو سزائے معقول پائے یہ مرحلہ طلسمی ہے سوائے طلسم کشا کے کوئی قدم نہین رکھ سکتا ہے یا میرا لہ تھہ ایسا بڑا ہے کہ مین آتا ہون سب نے تائید کلام کی کہ حضور کے برابر کون ہے غرضکہ اس مکان کو داہنے پر چھوڑ کر جب دراگے بڑھے ایک دریائے قہار پر پہونچے اس بحر عمیق سے دود ایسان دود آہ جگر سوختگان بلند تھا بادشاہ سبکو لیکر اس محیط دودی مین کود اسب کے جسم تو بظاہر پانی مین ڈوبے تھے مگر ذرا بھی بھیگتے نہ تھے بیچ دریا مین جب پہونچے وہانکی زمین خشک تھی اور کنوان بنا تھا دھوان اسیمین سے نکلتا تھا چاہ بابل کا نقشہ تھا شاہ طلسم نے قریب چاہ پہونچکر جھانکا سوائے تاریکی کے اور کچھ نظر نہ آیا مل کجل سے زیادہ اسکو سیاہ پایا ایک کنکری پھینکی سیاہی اس کنوئین سے اُمنڈ کر باہر آئی اور فلک تک پہونچکر ہر سمت چھائی شور و غل تا دیر بپا رہا پھر ایک پتلہ سیاہ فام بدرنگ قبیح بورا اس کنوئین سے باہر نکلا کہ ناک کان سے اُسکے دھوان نکلتا تھا اُسنے کاغذ بادشاہ کے ہاتھ مین دیا اور اس کنوئین مین پھر کود کر غائب ہوا بادشاہ نے کاغذ کو پڑھا لکھا تھا کہ اے شہنشاہ آپ ناحق آئی اور تکلیف شاقہ اٹھا کر تشریف لانے مین ہرگز آپکے ہمراہ اُن چند شکستہ کے مقابلہ کو نہ جاؤنگی مجھکو تو بانیان طلسم نے فتاح طلسم کے مقابلہ کیلیے مقرر کیا ہے جب وہ لوح طلسم لیکر اس مرحلے پر آئیگا تو مین نکلکر لڑونگی البتہ میرا سحر رو کیگا ورنہ اب کون

سیر سحر کو روک سکتا ہے یک بنی افسون میرا عالم کو زیر و زبر کرتا ہے زبا نکلا آپ تشریف لاتے مین ممنون ہوئی اب کیا آپکو خالی پھیرون اس خیال سے کہ آپ ناراض ہونگے لیئے ایک غلام شبرنگ سیہ فام سگ پیکر خوک دندان اژدر چشم تیرہ پیشانی جادو نام کو آپکی خدمت مین بھیجتی ہون غلام مذکور کام سب حریفان ناکام کا تمام کر دینے کیلیے کافی ہے اور مجھ حقیرہ سے ملاقات بھی ہوگی کہ مین چلے مین بیٹھی ہون کسلیے کہ بزور سحر مجھکو معلوم ہوا ہے کہ زمانہ طلسم کشا کے آنیکا بہت قریب ہے اب وہ قید سے رہائی پاکر فتح طلسم کرنا ہی چاہتا ہے پس مین چلہ سے نہ اٹھونگی آپ مراجعت فرمائیے غلام مذکور کو بھیجا ہے زیادہ نیاز رقیمہ ظلمات تیرہ فام میمون صورت خرس تن مدان شیر صولت دراز لب بلند مینی جادو شاگردہ تاریک صورت کیش جادو بادشاہ نے یہ مضمون پڑھکر تیوری چڑھائی اور حیرت سے کہا تعجب دیکھا اس ظلمات کو کہ میرے استقبال کو بھی نہ آپ آئی نہ کسیکو بھیجا اور کہلا بھیجا کہ مین چلے مین ہون بڑا اسکو غرور ہوگیا ہے خیر سمجھونگا حیرت نے کہا اے بادشاہ جو ساحر جس عہدے پر بانیان طلسم کیطرف سے معین ہین وہ اتنا ہی کام کرینگے جسکے کہ وہ ذمہ دار بنائے گئے ہین انکو شاہ و گدا سے کیا مطلب ہے تعظیم و تواضع کرنا انکی عادت کب ہے آپ ذرا وقت دیکھیے اور کام نکالیے اسمین نہ بگاڑیے پھر سمجھ لیجیے گا اس بیان پند آمیز ملکہ سے شاہ کا غصہ کم ہوا تھوڑا اور کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ اس چاہ مین پھر تلاطم ہوا اور دھوان بسان خاطر غضبناک پیچ و تاب کھانے لگا پھر بہت سے شعلے نکلکر جانب فلک گئے آندھی سیاہ ایسی آئی کہ دنیا سے دن کالی کوٹھری ہوگئی اس اندھیرے سے ایک ساحر نکلا جسکی صورت نحس بخبر کاسا دیو کی خوف سے رنگت سفید ہو جائے کالی بلا جسے دیکھے ناامید ہو جائے سارا جسم مثل سگ سیاہ تھا شیطان مانگتا اس سے پناہ تھا دانت مثل دندان گراز کچلیان باہر نکلی ہوئین دہن بھاڑ سا کھلا گلے کا چمڑا مشک کیطرح آگے لٹکا ناک بھونڈی نتھنے جیسے شعلے ہر کام نفس نکلتے کوتاہ قامت کوتاہ گردن آنکھین اژدھے کیطرح زہر آلود پیشانی تنگ تاریک تہ نیزہ و سعادت اس سے منزلون دور قیافہ سے پیدا مکر و زور نہایت بے ادب سخت گستاخ جسم کے اطراف کرخت سنگلاخ شہوت پرست تیغ دست بے حیائی آنکھون پر چھائی بے درد

غرور کی معراج مین رسائی شیطان کا سگا بھائی کہ بوالقسم

خدا ناترس و ناپاک و سیہ رو ستمگر بے حیا بے رحم و بدخو
کبھی طینت مین سگ کے دم کی صورت شکن ابرو پہ چہرہ پر کدورت
کشیدہ خاطر و ناپاک غدار سیہ باطن دل آزار و جفا کار
کسی سے سن لے اس ظالم کا گر نام دل مظلوم سے اٹھ جائے آرام

چنانچہ اس بے شرم نے بادشاہ کو تعجب و پندار تمام سلام کیا اور کہا مجھکو ملکہ ظلمات نے آپکی خدمتگذاری کے لیے بھیجا ہے بادشاہ نے فرمایا کہ فوج و لشکر کچھ تمہارے ساتھ نہیں اُسنے کہا کہ مجھکو لشکر کی کیا ضرورت مین اکیلا کافی ہون آپ ملاحظہ کرینگے کہ مین نے کیا کیا بادشاہ نے فرمایا کہ اچھا چلو میرے ساتھ سوار ہو تو اسنے جواب دیا کہ مین اس راستے سے تجاوز کا جدھر سے آپ آئے ہین بلکہ زمین سے جاکر پل خورزان کے دروازے مین نکلونگا شاہ نے حکم دیا کہ اچھا جاؤ وہ زمین مین سماگیا اور بادشاہ بھی مراجعت فرما ہوا سب مراحل سے گذر کر جب دریا کے دروازے مین پہونچا اُسے

جانب باغ سیب گیا اور حیرت سے کہا تم لشکر میں جاؤ دو دستہ جو آغاز کرو میں اور کسیکو بہر کمک بھیجتا ہوں اول تو شبرنگ
ہی کام سب کا تمام کردیگا مگر احتیاطاً میں اور فکر بھی کرونگا یہ کہکر روانہ ہوا حیرت وہان سے لشکر میں آئی دیکھا تو لعبد آمد
شبرنگ ہوئی اُسنے کچھ بوگ بھیجکر بنوایا ہے بارگاہ نصب کرا کر اتروایا اسکو فرنے حکم دیا کہ منادی ندا کرے میرے آنے کی
خبر لشکر حریف کو دے کہ شبرنگ تشریف لاتے ہیں کل سب کو غارت کرینگے بموجب حکم اس بدانجام کے عوض طبل جنگ
بجنے کے ڈھنڈورا پٹا عیاران لشکر اسلامیان خدمت ملکہ بہار میں گئے بعد آداب ثنا کے شہر یار کی خبر عرض کی کہ یہ دعوی
ساحر نابکار نے کیا ہی بہار نے تکیہ بدم و فضل یزد پاک کرکے تامل فرمایا کہ قریب شام جب طبل جنگ بجیگا اسوقت سامان
کیا جائیگا مگر برق عیار اٹھ کر میں جاکر اس نابکار کو بحکم پروردگار وصل در ہو ورکر تا ہون بہار ہر چند کہ مانع ہوئی مگر اُسنے مانا
اور روانہ ہوا راہ میں اسکو خضر خام ملا اس سے سب کیفیت آمد سحر و حال وہاں کو لی وغیرہ بیان کیا اُسنے کہا چلو میں بھی
اسکے قتل کرنیکی فکر میں جاتا ہوں یہ کہکر ہمراہ ہوا چنانچہ عیار تو سب لشکر کی حد سے نکلکے صحرا میں جاکر فکر عیاری کرنے لگے
اور ملکہ بہار یہ سمجھکر کہ طبل نہ بجیگا اسی دھوکے میں غافل بیٹھی رہی ادھر شبرنگ نے اپنے مقام پر سحر اپنا درست کیا اور
جب تک خسار روزگار رخسار شبرنگ ہوا اور رخش تیرہ فام نے ظلمات طلسم عالم سے نکلکر بمقابلہ بہار فروغ مہر خیمہ ظلام

نصب دربار ظلم

	کہ اس عرصے میں شام آئی برابر ابھرنا شام کا دیکھا فلک سے		ہوا خورشید عالمتاب مضطر زوال انجام کا دیکھا فلک سے	

سر شام طبل تو لشکر حیرت میں نہ بجا مگر اس دغا شعار شبرنگ نابکار نے سحر کیا کہ ایک سیاہی چارہ انگ عالم سے اٹھکر
دو لشکر چرخ پر آکر پھیل ہوئی اور تھوڑی دیر میں تمام لشکر میں اندھیرا گھپ ہوگیا اور گرد لشکر بھی سیاہی نے پھیلکر محاصرہ کیا لشکر
حبش نے گویا اسلامیونکو گھیر لیا فوج میں ہر ایک دو ہاتھ سے ہاتھ نہ سجھائی دیتا تھا ہر سمت گھٹ ٹوپ پڑا تھا بہار بارگاہ
میں بیٹھی تھی کہ یکایک شمع و چراغ گل ہوئے سو جھنا موقوف ہوا ہر سردار گھبرا کر سحر پڑھنے لگا مگر وہ تیرہ بختوں کے نصیب
کی سیطرح رفع نہوئی بہار نے چاہا کہ میں اُٹھکر لشکر کے باہر نکلجاؤں مگر اندھیرے میں نکلنا دشوار تھا سب سردار
تو بینا بھی نہ تھے کوئی ایسی زبردست ساحرہ تھی جو ہاتھ آنکھو نپر رکھنے سے اسکو سجھائی دیتا تھا اور یون اسکو بھی
نظر نہ آتا تھا سمجھا کہ آنکھو نپر ہاتھ رکھکر جسطرح ہو سکے میں نکلجاؤں مگر خیال کیا کہ تیرے چلے جانے سے لشکر پریشان
و تباہ ہو جائیگا اسے ثبات کو ہٹانا زیبا نہیں اہل اندھیرے میں انھیں سب اندھوں کے ساتھ سر ٹکرانا لازم ہے پس یہ سوچکر
خاموش ہو رہی اور سیاہی ایسی پھیلی کہ کچھ ہی دیر میں یہ خاکدان تیرہ ظلمت سرا ہوگیا روزگار خود تیرہ روزگار تھا نور کا
کہیں نام نہ تھا سوائے رخش رنج رو یہاں کہیں روشنی نہ تھی آنکھو نمیں بھی نور نہ تھا روسے پر انوار بھی خوف سے زرد تھے نور
کا ظہور نہ تھا لشکر کے جملہ ساحر بیتاب نہ اٹھے کہ بزور سحر نکلجاتے مگر بر سیاہ کیطرح سیاہی محیط عالم تھی و بنا بشکل ظالم تھی
اگر کوئی گرتا پڑتا بھاگ کر روانہ ہوئے مثل حصار سیاہی کی دیوار کھچی تھی راہ نکلنے کی رکی تھی ناچار سب تھک کر ٹھہر رہے
ایک عرصہ میں بینائی چشم روشن کی جاتی رہی سب لشکر اندھوں کی بستی ہوگیا ایک دوسرے کو پکارتا تھا ٹٹول ٹٹول کر ہاتھ

مارتا تھا مگر روشنی ایسی کھو گئی تھی کہ ملنا دشوار تھا ہنگامہ فریاد و غیاث بلند ہوا سمیع و بصیر کو یاد کر کے ہر ایک رو تا تھا اور اسی کے فضل کرنے پر نظر رکھتا تھا وہ صدمہ پہونچا کہ شاہد دہر نے زینت دی نہ تم میں کھوئی تھی غم قیس روزگار میں سیہ پوش لیلی تھی نہین دنیا سے دل کی تاریکی مجمل ظاہر ہوئی تھی یا سیہ بختی سیاہی بخت یک جگہ سمٹ کر جمع ہو گئی تھی یا کہ اہل اسلام مرتبہ کعبہ کا رکھتے تھے وہ سیاہی پوشش خانہ کعبہ بنگئی اسلیے گرد لشکر پھیلی تھی چشمہ سکندر کی راہ ایسی سیاہ نہوگی قلب فلک ظلم میں بھی یون تاریکی کو راہ نہوگی ہر انجم حیرت پر گمان نعل تھا ہر دماغ میں سوئے کا خلل تھا سا تو ان ورکہ جہنم کا ایسا کالا نہوگا دیدۂ تو ابت میں بھی اجالا نہوگا چشم حضرت یعقوب بھی جو سفید تھی اسقدر تاریک نہوگی شب ہجر یار میں بھی خیال رخسار جانان کی روشنی ہوتی ہے یہ سیاہی سواد شب نے لعل سے زیادہ سیاہ و تاریک تھی مشعل سحر ہر چند کہ ساحر روشن کرتے تھے مگر جلتی نہ تھی گل چراغ شعور تھا خلاصہ یہ کہ سایۂ عنقا کیطرح نور وہانسے دور تھا نحوست سایۂ بوم کی تاریکی کا ظہور تھا کما لموءلفہ

نہ تھی راحت میں آسجا مرغ ماہی		بشکل ابر اندھی تھی سیاہی	
زیادہ قلب مضطر سے پریشان		شب تاریک مثل ہجر جانان	
گر تھا ابر نے کعبہ گھیرا		بشکل بخت دشمن تھا اندھیرا	
امید زیست تھی وان منزلوں دور		نہ تھی راحت بھی مثل بخت مہجور	
نہ ٹھہرے قیس کا اس جا قدم تک		درازی اس کی سرحد عدم تک	

لشکر میں تو یہ حال تھا مگر عیار جو لشکر سے نکل گئے تھے انھوں نے جو قریب اپنے لشکر کے آکر دیکھا لشکر کو مقید بہ زندانخانہ ظلمات پایا بتیاب نہ صورت اپنی مثل ساحران غدار کے بنا کر فوج میں حریف کے آئے اور ہر طرف تلاش کنان پھرنے لگے یہانتک کہ دوسرے سرے پر اس لشکر کے پہونچے وہان ایک حصار دھوئین کا کھنچا دیکھا اور بالکل سناٹا پایا عقل سے دریافت کیا کہ وہ ساحر یعنی مشبر ننگ بیکار اسی حصار میں سحر خوان ہوگا یہ سمجھکر ہزار ہا تدبیرین اندرون حصار جانے کی کرنے لگے مگر کسی نے نقب بھی لگائی کمند بھی لگا نا چاہی صورت بدلکر بھی بیکار جب کسیطرح جانا نہو سکا اپنے لشکر کے گرفتار ہونے سے ایسا رنج و ملال رکھتے تھے کہ زندگی سے ہاتھ دھو یا اور برق نے ضرغام کو اشارہ کیا کہ وہ نقب جو کھودی تھی یہین کود کر چھپ رہا اور یہ اس ساحر کو گالیان دینے پر آمادہ ہوا سوچ کر گالیان سنکر وہ آپ ہی غصہ ناک ہوگا اور میرے پکڑنے کو باہر نکلیگا یا مجھے گرفتار کر اکر اندر بلوائیگا بس اسوقت حریف پڑیگا وہ عمل میں لاؤنگا اور بالفرض اسکو قتل نہ کرسکا تو بھی یہ فائدہ ہے کہ قید یونہین اپنے لشکر کے شامل ہو کر میں بھی اپنی جان دونگا کسلیے کہ اس دہر ناپائدار کا کیا اعتبار ہے زندگی اسمین مستعار ہے بڑے بڑے نامور فلک کے ظلم سے ہلاک ہوے جم جہانگیر سے کیسے کیسے نوجوان تہ خاک کیے پس تو بھی اپنی جان دیدے نظم

سدا الٹ پلٹ میں ہے اقبال دنیا		تھین یکسان ہمیشہ حال دنیا	
جنہیں تھا اپنی دولت پر سدا ناز		کہان وہ بادشاہان سرافراز	
کہ جنکو تھا غرور حسن و اقبال		کہان وہ حسینان جوان سال	

کہاں ہیں اب وہ قصر آسمان شان — کہ جنکو دیکھ سکتا تھا نہ انسان
کوئی دم ہے زمانے کی کہانی — غلط ہے یہ امید زندگانی
بجز چند استخوان وہ ہیں تہ خاک — نہ وہ دانش نہ وہ ہمت نہ ادراک

لے برق شیوۂ وفاداری یہی ہے کہ اپنے ہمرہیوں کا ساتھ نہ چھوڑ راہ الفت سے منھ نہ موڑ یہ مجبور اس حصار کے قریب آیا اور پکارا کہ او بیحیا بدنہاد بدعہد بدکار حرامزادے تبہکار قرمساق شیر سے روباہ سیرت سگ زاد برادر شغال نامرد مردود مطرود نطفہ حرام۔ درنجیلا زن صفت کیا پوشیدہ ہوکر سحر کرتا ہے کیوں نہیں سامنے آکر لڑتا ہے اگر سامنے آئے تو مزہ اپنی سرکشی کا پائے یہ کلام غضب بدزدو دردشنام سخت شبرنگ نے اندر حصار کے سنکر ایک پنجہ سحر کو بغضب تمام حکم دیا کہ جا یہ شخص جو فحش بکتا ہے اسکو گرفتار کرکے حصار میں قید کر۔ پنجہ روانہ ہوا یہاں برق گالیاں دے رہا تھا کہ دفعتاً ایک چمک ہوئی اور ایک پنجہ کمر میں چمٹا اوڑا کر اندر حصار کے لیگیا وہ اندر مطلب حصول ہوا کہ سامنے ساحر مذکور کے جا کر دیکھا کہ ایک حصار سیاہ میں مقید ہوں اور کچھ سوجھائی نہیں دیتا ہے کوئی نشان نظر آتا ہے ناچار اندھوں کی طرح یہ بھی دست عاجز درگاہ خالق لیل ونہار میں کرکے پکارا کہ اے خالق ظلمات و نور بمصداق تولج اللیل فی النہار وتولج النہار فی اللیل اس تاریکی طلسم سے مجکو اور میرے ساتھیوں کو نجات دے۔ اے رب کبریا شب غم کی سیاہی کو بدل بہ نور صبح عشرت فرما ہمیں قید الم سے چھڑا ابیات

تصدق تیرے اے خلاق عالم — بدل عیش سے کر دے مراغم
مری آسان کر دے جملہ مشکل — عدو مٹ جائے مثل حرف باطل

یہ تو مصروف دعا ہے ادھر ضرغام جب نقب میں بیٹھا اور اسنے برق کو گرفتار ہوتے دیکھا از راہ غضب سے یہ بھی نقب سے نکلکر گالیاں دینے لگا کہ اے خیرہ سر دریدہ دہن بے حیا بدسلوک بدذات خانہ خراب کیا انزنا بدو زرد چشم چھپا بیٹھا ہے سامنے کیوں نہیں آتا شبرنگ نے پھر گالیاں سنکر پنجہ بھیجا کہ اس مردود زبان دراز کو پکڑ کر وہیں قید کرے جہاں پہلے مجرم کو قید کیا ہے پنجہ پھر چلا مگر جیسے ہی پنجہ کے آنے کی چمک ہوئی ضرغام بھاگ کر نقب میں چھپ گیا پنجہ خالی پھر گیا اور ساحر کو پیر پنجہ نے مطلع کیا کہ اے مالک وہ جو گالیاں دیتا تھا غائب ہو گیا اسے جا کر کہاں تلاش کروں ادھر عیار بعد جانے پنجے کے پھر نکلا اور گالیاں دینے لگا جب پنجہ آیا چمک دیکھکر پھر پوشیدہ ہو گیا غرضکہ اسی طرح ہر وقت آمد پنجہ سحر یہ چھپ جاتا ہے اور پھر نکلکر زبان بدشنام وری دراز کرتا ہے کمیت شبدیز قلم کی باگ پھیروں اور ان کا کچھ میں حال لکھوں یعنی وہاں روبروئے صبح عالیشان جلسۂ عشرت جمع تھا ہر ایک ادن شاط و مسرت دیتا کہ یکایک عمرو کا دم گھبرایا اور بجان سے گویا ہوا کہ اے ملکہ مجھکو یقین ہے کہ جب نحوست مارا گیا ہوگا تو افراسیاب حرامزادہ غضبناک ہوکر ضرور فساد لایا ہوگا لشکر سپہ اہلکار عظیم میں گرفتار ہوگا صبح بھی یہاں ہیں بہار بزتنہائی میں نہیں معلوم کیا گذرا ہوگا خبر لینا وہاں کی ضرور چاہیے کہ جو صبح بیت چہ خوش گفت یکتاش باخیل تاش ۔ چو دشمن خراشیدی ایمن مباش ۔ یہ کلام خواجہ سنکر بہت اطمینان خاطر ان نے سحر پڑھا کہ آنکھیں سب کی بند ہو گئیں پھر دیکھا تو ہم ایک بلندی پر استادہ ہیں اور سامنے لشکر صبح سیاہی میں گم نظر آتا ہے اور ایک طرف لشکر ملکہ حیرت کے کنارے ایک حصار سیاہ کے قریب ضرغام عیار کھڑا گالیاں دیتا ہے صدائے واویلا لشکر میں

بلند ہوئی آواز نوحہ و زاری ستمدیدہ یہ حال دیکھکر مہرخ رونے لگی اور عمرو بیقرار ہوا بران نے کہا خواجہ تمہارا گمان سچ
تھا لشکر پر وقت صعب ہے مگر یہ شاگرد تمہارا گالیاں کیوں دیتا ہے اُسنے کہا اے ملکہ مہرخ نوبت بجی و دکار دیا تو اوس سے
بنا چاری مرنے پر آمادہ ہے مگر یہ فوق ہے اگر یہی منظور تھا تو اپنے تئیں حصار سحر میں گرا دیتا جو کوئی اسکو پکڑنے آتا اس سے سمجھ لیتا ہے
مجھکو آپ جلد بھیجدیجیے پھر مجھ سے انشاء اللہ اسکی حرز بکار کا لیجیے بران نے کہا خواجہ یہ ساحر شاگرد ظلمات ہے یوں ملا
نجائیگا جو جائیگا وہ زک اٹھائیگا گرفت رہا ہوگا اسپر قابو نپائیگا تدبیر اُسکے قتل کی یہ ہے کہ کوئی جاکر اسکو باہر حصار کے حیلہ سے
بلا لائے اور جب وہ آئے تو اسکو کسیطرح گرا کر انگشتری جمشیدی مجھے بتا جائے اُسکے منہ میں دیدے تاکہ وہ سحر فراموش کرے اور
تنور اسکا گھٹے پس فوراً سر اُسکا جدا کرے ورنہ وہ ساحر زبردست ہے اور مجھ سے یا کہ تو انگشتری کی تاثیر بھی باطل کردیگا نقش
لیتہ سحر کا جلا دیگا پس جو اس کشور رجان کو زیر تیغ کرے جلد اسکو ہلاک کرے ورنہ درد دل وجگر اسکا ہوئے اور لشکر اسلامیان میں
ایسا کر آگ پر رکھے دھواں اسمیں سے نکلکر تمام عالم میں پھیلیگا درد و ریکی کو دور کردیگا انکو نہیں سبکے سینہ نور کردیگا یہ
سنکر مہرخ نے کہا اے سردار دشمنی مجھکو دیجیے اور لشکر میں پہونچا دیجیے کہ میں کام اس حیلہ کا تمام کرون براق جو اب تک ابھی
میں تمہاری ملاقات سے سیر نہیں ہوئی مگر کیا کرون ناچاری ہے کسیطرح کر خواجہ سب حسب کو میں بغیر اجازت نبیرہ بدر عالیقدر رخصت
نہیں کرسکتی وہ مخیوس کے ساتھ میں در سکو میں نے بلوایا تھا اچھا حضرت کہ لمکے سپرد کیا یہ کہکر بیٹھکی کہ جلد طاؤس طیر الارض
لولے ملی فتلوق طلسم حاضر کرو یہ صدا دیتی تھی کہ مہمان سب ساتھ تھے وہانکی زمین شق ہوئی اور ایک طاؤس زرین جو سامنے
دم رو ہونے لگا سامنے یہ زین جواہر نگار اسپر کسا تھا الگ یک بال ہما تھا عنقا سے قاف خوبی تھا مو سیقار دشت محبوبی
تھا براق نے انگشتری اپنے دست ناز کی ترکر مہرخ کی تمشت مبارک میں پہنائی اور اس طاؤس پر سوار کیا جیتے وقت
عمرو نے کان میں اُسکے نقرے عیاری کے کہے کہ اسطرح اس ساحر کو حصار کے اندر سے بلانا اور یوں زمین پر گرانا الغرض
کھوئی سمجھا کرو نہ کیا وہ طاؤس وادی پر اُڑے سریع السیر مثل ماہ تاباں منگیا اور بال شوق واکرکے اس لطیف حسینہ کی ہوا خواہی
میں اس نے انکھیں سکی بند ہوگئیں بعد لحہ جو آنکھ کھلی قریب حصار سیاہ جسمیں شبرنگ تھا اپنے تئیں پایا اُسنے طاؤس پر سے اُتر
کر ایک مقام بلند پر قرار پکڑا طاؤس چلا گیا مگر یہاں ضرغام ہوگا بیان ہے ہاتھا جب اُسکو نجبہ سحر نے گرفتار کرسکا تو غصہ
میں آکر شبرنگ خود بیرون حصار آیا ضرغام نے جو اسکو دیکھا دو غضب سے خنجر کھینچکر دوڑا کہ اے نابکار کہان
جاتا ہے اُسنے اسکو آتے دیکھا سحر پڑھا کر پنجہ پیدا ہوا اور عیار مذکور کو اس پنجے نے اٹھاکر اندرون حصار پھینکدیا یہ بھی برے
کیطرح اسیر زندان سیاہ ہوا کالاجیلق نہ نصیب مقدر گمراہ ہوا اور شبرنگ نے چاہا کہ میں ہوا قفل حصار ہوجاؤں مگر اسکو مہرخ
نے بلی ہار آتے دیکھا پس فوراً شور نوحہ و گریہ بلند کیا کہ اے شاہ جادوان واسطہ سامری کا میری خطا معاف فرمائیں اپنے
جرم پر نادم ہوں میری جانب سے دل صاف فرمائیں شبرنگ اس آواز حزین کو سنکر ٹھہر گیا اور کان لگا کر جو سنا تو حسب نظم

صدا کانوں میں شور و غل کی آئی ‏ ‏ کہ جیسے کوئی دیتا ہے دہائی
صدائے دل خراش و دل حزیں ہے ‏ ‏ کچھ ایسا نالۂ اندوہگیں ہے
کہ اے شاہ طلسمات زمانہ ‏ ‏ کنیز خستہ جان کا سن فسانہ

مین تیری اک کنیز نیم جان ہون ۔ حقیر و دل حزین و ناتوان ہون
کہ ہے تو بادشاہ آسمان جاہ ۔ طبیعت مین تری ہے رحم کوتاہ
وہ مین مسکین و بیچاری ہون شاہا ۔ نہین لگتا کہین میرا ٹھکانا
خطاوار و گنہگار و پشیمان ۔ عطا پر تیری مین از بس ہون نازان
تری درگاہ مین ہون پنہ گیر ۔ شہا کر عفو اس لونڈی کی تقصیر
سنے جب یہ کلام یاس مہرخ ۔ گیا شبرنگ اس دم پاس مہرخ
کہا تو کون ہے جو یون ہے روتی ۔ منھ آب اشک حسرت سے ہے دھوتی
کہا مہرخ نے مین ہون وہ گنہگار ۔ نہین جو قابل توبہ بھی زنہار
مری آہون سے ڈرنا چاہیے ہے ۔ سفارش میری کرنا چاہیے ہے
کہ بخشے شاہ والا میری تقصیر ۔ نہ دے میرے گنہ کی مجکو تعزیر
کہا شبرنگ نے ہمدم مرے آ ۔ بر آئیگا یہ مطلب ترے دل کا
اٹھی یہ سن کے مہرخ اپنی جا سے ۔ قدم پر گر پڑی اس بیحیا کے
وہ سمجھا عاجزی یہ کر رہی ہے ۔ نہ سمجھا تھا بدی یہ کر رہی ہے
جھکا وہ تاکہ سر اسکا اٹھائے ۔ اٹھا کر سر کو سینے سے لگائے
پکڑ کر پاؤن دونون اسنے کھینچے ۔ زمین پر چت گرا وہ لڑکھڑا کے
جگہ سینے پہ اس ظالم کے پائی ۔ انگوٹھی منھ مین ظالم کے لگائی
جو بھولا سحر وہ مردود گمراہ ۔ عدم کی اس نے دکھلائی اسے راہ

پس فوراً اسکو گرتے ہی ذبح کرکے دل و جگر اسکا نکالا اور اپنے لشکر کی طرف چلی ادھر شور اسکے مرنیکا بلند ہوا اور وہ حصار سیاہ جسمین یہ ساحر سحر خوان تھا غائب ہوگیا اور برق و ضرغام چھوٹ گئے ادھر غوغاے بیرپلے سو سنکر لشکر حیرت کے ساحر دوڑے اور ملکہ حیرت غل سنکر باہر آئی مگر عیار جو رہا ہوے صورت تو ساحر کی ایسی بنے ہی ہوے تھے حیرت پاس دوڑکر آئے اور کہا اے ملکہ فوج کو کہیے آکر شبرنگ کو مارا اور لشکر پر آیا چاہتی ہے یہ سنکر قرناے سحر بجائی اور فوج تیار کرائی مگر اتنے عرصے مین کہ جبتک فوج کمر باندھے ملکہ مہرخ اپنے لشکر مین آئی اور ساحر جو مر چکا تھا بوجہ حصار سحر نے اسکو راستہ دیا کیونکہ زور اسکے سحر کا مٹ چکا تھا غرضکہ ملکہ مذکور نے آکر دل و جگر اسکا آگ پر رکھا دھوان اسمین سے نکلکر تمام عالم مین پھیلا اور سبکی آنکھون مین بھی لگا کچھ دیر مین وہ تاریکی دور ہوئی اور آنکھون مین سب کے روشنی آئی پس جھوٹے سحر کے سنبھال سنبھالکر بزور سحر اڑے ادھر سے حیرت لشکر لیکر چلی پہلے مقام بارگاہ شبرنگ پر آئی یہان زمانہ سیاہ تھا ابر غل مچاتے تھے آندھیان آئی تھین آگ پتھر برستے تھے لاش جسکا سینہ خنجر طلسم سے پاش پاش میدان مین پڑی تھی اور بہت سے تو لاش سے لپٹے ہوے تھے حیرت بغصہ جو

ادھر سے پھری فوج مہرخ آئی تھی حریف سے سامنا ہوا پھر تو اندھیری رات میں سحر کی بجلیاں چمکیں درعرصۂ جان ستان پیر گرزن کین سود دلے دوکان دست شجاعت آشفتگان گیسوے عروس جلادت نے بجاے غازۂ خون شیرنگ سر اپنے نثار کیے صحرا میں گھاس زخم سے سامان بہار کیے کہ نظم

ہمی گفت کامشب شبے پر بلاست	اگر نام گیریم از انجا سزاست
بہ دکوس و از دشت برخاست گرد	ہوا چون زگرد و زمین چون زمرد
زمانے بر انسان بر آویختند	کہ آتش ز دریا بر انگیختند
بران سان بیامد بران رزمگاہ	کہ سیل اندر آید ز کوہ سیاہ
بجوشید یکسر بران دشت جنگ	چو غرندہ شیر و چو شرزہ پلنگ

مہرخ نامور نے وہ داد شجاعت دی کہ مریخ بلاے فلک حیران کا رہا سرون کا ہر جگہ انبار رہا رات جو باقی تھی وہ اس ہنگامہ کو دیکھکر بھاگی کہ ایسا نہو شیرنگ کے دھوکے میں کوئی میرا کام نہ تمام کرے چنانچہ حصار سیاہ ظلمت شب جو گرد عالم کھنچا تھا برطرف ہوا اور دیدۂ مہر میں نور آیا کہ ابیات

چو خورشید با رنگ دینار زرد	ستم کردہ بر پردۂ لاجورد
بجستند برفتند از ان رزمگاہ	کہ از گشتہ بد روے گیتی سیاہ

یعنے دم صبح لشکریان حیرت کے پاؤں میدان سے اٹھنے لگے حیرت نے طبل بازگشت بجوا دیا کہ لشکر فرار نہو جائے غرضکہ دونوں لشکر پھر کر پڑاؤ پر آئے مہرخ شادان و فرحان رزمشار کنان بارگاہ میں آئی اور سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہوئی عیاروں کی نذر فتح لیکر خلعتہاے فاخرہ انکو دیا بعشرت تمام بیٹھے ساقی دختنی حاضر ہوئے جلسۂ طرب آغاز ہوا ادھر حیرت نے اول تو لاش بصد حسرت شیرنگ بدآہنگ کی اٹھائی پھر روتی ہوئی بارگاہ میں آئی اور کل کیفیت نامہ میں تحریر کرکے شاہ طلسم کو بھیجی بادشاہ باغ سیب میں دربار جمع کیے بیٹھا تھا کہ اول نامہ اسکو نخچیر سحر نے خداوند لقا کا لاکر دیا اسنے اس نامہ کو سر پر رکھا اور بتعظیم تمام پڑھا وہی مضمون معمولی اسمیں درج تھا کہ اے بندۂ غافل تونے ہماری خبر نہ لی اور مدد ہماری نہ بھیجی جلد تر بہر امداد کسی ساحر نامور کو روانہ کر اسنے نامہ پڑھکر اہل دربار سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ مہرخ کے لشکر کا تو یقین ہے کہ شیرنگ نیست کرچکا ہوگا خداوند کی مدد کو ایسے شخص کو بھیجنا چاہیے کہ وہ جاکر دونوں کی کیفیت بخوبی معلوم کرے یہ کہکر اسنے ایک تالی و آواز دی قہرنگاہ جادو کو صدا دیتے ہی آندھی آئی اور ایک ساحرہ اژدہے پر سوار فلک کی طرف سے اتر کر روبروے بادشاہ آئی تسلیم بجالائی صورت کریہہ سے اسکی ابلیس بھی خوف کھاتا جوگی جیپال چیخ مار کر بھاگ جاتا کئی سو برس کا سن ہلکتی تھی بال سفید دانت ندارد ضعف کے دن رکھتی تھی بادشاہ جادوان نے اس سے خطاب کیا کہ تم خدمت خداوند میں جاؤ اور اسکے دشمنوں کو ہلاک کرو اسنے عرض کیا بہت اچھا بادشاہ نے خلعت رخصت دیا وہ خلعت پہنکر اپنے مقام پر آئی اور سامان روانگی کرنے لگی حال اسکے جانے پہنچنے کا آئندہ لکھا جائیگا مگر اب حال سنیے کہ بعد روانگی اس ساحرہ کے شاہ خوش و خرم بیٹھا تھا کہ نامہ حیرت محتوی بر کیفیت قتل ہونے شیرنگ کے پہنچا اس کو

چھوٹتی ہی وہ غضب دماغ سے باہر نکل گیا اور غصہ سے تادیر کانپا کیا پھر سحر پڑھکر حسب دستور کتاب جمشیدی منگائی اور اسمین یہ معلوم کرنا چاہا کہ شبرنگ پر مہرخ کس طرح غالب آئی اور کیونکر اُسنے اسکو راہ عدم دکھائی چنانچہ کتاب مذکور مین سب کیفیت جو اوپر بیان ہوئی لکھی دیکھی کتاب کو تو روانہ کردیا اور سحر پڑھا کہ زمین شق ہوئی ایک پتلا پیدا ہوا اُس پتلے سے کہا کہ تو جا کر مہرخ سے سر دربار کہنا کہ شہنشاہ نے فرمایا ہے ہم تجھکو اب گرفتار کر کے ظلمات مین قید کرینگے دیکھین تو کہ تیرے حمایتی کیونکر چھڑاتے ہین اور تو بھی بہت ہوشیار رہنا اور سحر تیار کرنا دیکھین تو کیسی ساحرہ ہے اور کیسا سحر کرتی ہے پتلا حسب ارشاد بادشاہ روانہ ہوکر چلا اور طرفۃ العین مین بارگاہ مہرخ مین در آیا یہان سب مصروف عیش و عشرت تھے کہ پتلا قریب تخت مہرخ آیا سب نے خیال کیا کہ شاید براں نے بھیجا ہے لیکن پتلے نے بآواز بلند کہا کہ شہنشاہ ساحران بادشاہ ظلمات نے ارشاد فرمایا ہے کہ اے مہرخ ہم تجھکو گرفتار کر کر ظلمات مین اسیر کرینگے تو اور حمایتی تیرے ہوشیار رہین مہرخ نے یہ سنکر کہا کہ میری جانب سے مدبیان کو یہ پیغام دے کیون تیری شامت آئی ہے شہنشاہ عیاران ایک دن آکر وہ جوتیان لگائینگے کہ بوسہ گیر کا سر دماغ سے نکل جائیگی اور بیسون حیرت ہے کہ تو خوش نہ دماغ نہ سمجھا کب آسمان جاہ کی تیری سرکوبی کو آیا چاہتی ہے پتلا یہ تقریر اُسکی سنکر توبہ توبہ کرتا ہوا رخصت ہوا جب دوبارہ یہ کلمات ناشائستہ مراجعت کر کے خدمت افراسیاب مین آیا اور عرض پیرا ہوا کہ مین حکم بادشاہ سے اُس باغیہ کو مطلع کر آیا اور وہ جو کچھ نسبت ملازمان عالی کے بیہودہ گوئی کی ہے مین عرض نہین کرسکتا بادشاہ نے اصرار اس سے پوچھا حرف بحرف جو سنا تھا بیان کیا بادشاہ آگ ہوگیا اور اُسی وقت یک فسون تازہ پڑھکر آسمان پر ہاتھ بڑھایا اور زمین پر اترا آیا سب نے دیکھا کہ وہ ابر نہین ایک عقاب تیز چنگال ہے اور سانا بڑا ہے کہ بسان ابر نظر آتا تھا منقار مثل خنجر جانستان بازو ہر دو درست گویا مقراض جو سینہ پہ اعتبار رکھتا ہر کہ پنجہ اسکا پنجۂ ملک الموت سے کم نہین دشمن کیون غار عدم نہین الحق

نظم

زجا اندر آمد چو کوہ سیاہ	تو گفتی کہ تاریک شد مہر و ماہ
چو ابر در ہوا رفت گسترده پر	ندارد دو زمین توش و خورشید فر
دو چشمش چو دو چشمہ تابان خون	ہمی آتش آمد ز کامش برون

پیٹھ پر اس عقاب کے ایک زنجیر رکھی تھی اور بیڑیاں تہ پرو تین قفل ہین بادشاہ نے اُس عقاب سے حکم دیا کہ اے طائر سحری جاکر مہرخ کو پکڑ لا خبردار کوئی روکے تو نہ رکنا اور بیڑیان پہنا کر یہاں لانا ذرا رحم اُسکے حال پر نہ کرنا عقاب حسب ارشاد بہ ہمہ عذاب تمام اڑا اور بارگاہ مہرخ عالیجناب مین آیا یہان جیسے کہ پتلا پیام کہہ گیا تھا ہوشیاری ہو رہی تھی ہر ساحر نارنج و ترنج سحر سنبھالے بیٹھا تھا بلور و بہار وغیرہ سب مادہ مرگ ہمینے تقاضا تھے کہ یکایک وہ عقاب سحر چکر مارتا فلک کی بلندی سے بیچ بارگاہ مین اترا ساحروں نے کہا اچھا شکار شاہ طلسم نے ہمارے لیے بھیجا ہے یہ کہکر نارئیل و ترنج سحر کے مارنے لگے لیکن اس عقاب پر کچھ اثر نہوا اور وہ قریب تخت آیا مہرخ سے کہا چل اُٹھ سوار ہو تو قید ہوئی شہنشاہ جادوان نے مجھکو بلایا ہے مہرخ اُسکے کلام سے ایسی محو ہوئی کہ تخت سے اُٹھ کر پشت عقاب پر جا بیٹھی وہ زنجیر جو پشت عقاب پر رکھی تھی کمر مین اُسکے اور بیڑیان جو پرو تین تھین پاؤن مین پڑ گئین اور عقاب اسکو اسیر و دستگیر کر کے اڑا تمام بارگاہ و لشکر وغیرہ مین غلغلہ پڑا کہ لیچلا اُسوقت بھی ہزاروں سحر ساحری کیے اور گرسے فولادی اور ہار حربون کے اور کچھ پیکانون اور سوئیون کے مارے

ہزارہا حبابے ہر سمت سے پڑنے لگے لیکن اس عقاب تک کوئی حربہ بھی نہ پہونچا اور اُسکے پرونسے شعلے آتش کے نکلکر گرد اُسکے حلقہ زن ہوئے مہرخ دکھائی دینے سے مخفی ہوئی اب یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک لکا آتش کا آسمان پر جاتا ہی ساحر نالان و گریان آخر پھرے لشکر مین کہرام پڑگیا سردارون نے حال تباہ کیا عیار دوڑے ہوئے دریاے خونروان تک گئے اور لاکھون ترکیبین کیے کہ اس عقاب کو روکین یعنی ہرن زخمی کرکے راہ مین ڈالا دانہ وغیرہ ڈالکر بلانا چاہا مگر ممکن نہوا جب عقاب دریا کے پار اتر گیا یہ بھی مایوس ہوکر پھر آئے ہر شخص قلزم چشم سے آب اشک حسرت بہاتا تھا اور ندامت دنیا بے ثباتی دہر غدار زبان پر لاتا تھا

نظم

فلک ہے درپے تکلیف و آرام　　قضا لبریز اس ساقی کے ہیں جام
بجائے مے ہے سم اُسکے سبو مین　　نویدِ مرگ ہے ہر گفتگو مین
ہنساتا ہے کسیکو گر گھڑی بھر　　تو رکھتا ہے ہمیشہ خوار و مضطر
بظاہر دوست لیکن مدعی ہے　　بھلائی کب کسی سے اُس نے کی ہے
بشکل بخت دشمن سخت مایوس　　زبان پر دمبدم الفاظ افسوس

اس شیون و شیبں کی خبر طائران سحر نے ملکہ حیرت کو بھی پہونچائی وہ سنکر نہایت خوش ہوئی اور حکم دیا کہ طبل شادمانی پر چوب پڑے اُسکے حکم سے نقارہ شادمانی بجنے لگے جشن شروع ہوا اب ایک طرف ہنگامہ عشرت ہر ایک جانب سانحہ مصیبت ہر طرف حکایت ہر غرضکہ بعد جزع و فزع بسیار حقائے روزگار نے یہ مشورہ کیا کہ بلور سردار شاہ کوکب یہان موجود ہی اس سے کہکر کسی ایسے ساحر کو ملکہ بہران پاس بھیجے جو ایک آن مین پہونچ جائے چنانچہ حسب مشورہ بلور سے سب نے استدعا کی بلور نے اپنے ساتھیون مین دو ساحر دنکو تجویز کیا کہ یہ جاکر خبر شاہ کوکب کہین لیکن وہان کی کیفیت سنیے کہ بعد بھیجنے مہرخ کے بہران خواجہ کو لیکر پھر اپنے مقام قلعہ ہفت رنگ مین پھر آئی اور جلسہ عشرت مہیا کرکے بیٹھی لیکن خواجہ نے لشکر اپنا گرفتار بلا دیکھا تھا یہ کب تسلی یاب ہوتا اُسنے بیقراری ظاہر کی ملکہ مذکور نے نظر تسکین خواجہ دو ساحر طلب کرکے حکم دیا کہ میرے گلے کا ہار نشانی کیلیے لیجاؤ اور راہ طلسم سے لشکر خواجہ مین جاکر خیریت جملہ فوج کی رسید لکھوا لاؤ ساحر مذکور روانہ ہوے اور دریا دیکھا کہ در طلسم سے نکلکر لشکر مہرخ کین اُسوقت پہونچے کہ بلور ساحر بھیجا چاہتا تھا چنانچہ انکے پہونچنے سے سبکی مراد بر آئی اور جملہ کیفیت گذشتہ یہانکی زیب قلم کرکے روانہ کی ساحر مراجعت کرکے دوبارہ خدمت بہران مین آئے اور نامہ سرداران اسلامیان پیش کیا نامہ پڑھکر ملکہ نے سر جھکالیا اور خواجہ عمرو نے مضمون نامہ پر اطلاع پاکے ایک آہ سرد دل پُر درد سے بھری اور بیقراری کرنے لگا ملکہ نے کہا کہ خواجہ مجھکو یہ معلوم نہ تھا کہ افراسیاب ایسی بے عزتی اختیار کریگا اور لشکر بے سردار پر عقاب طلسم بھیجیگا خیر مین اپنے باپ کو اس حال کی اطلاع کرتی ہون ورنہ کار از دست رفتہ کا معاملہ ہوچکا عمرو نے کہا اے ملکہ مین براہ عمر درینین کہتا ہون اگر آپ سے کیے کچھ نہوسکے تو مجھکو آپ دریاے سحر کے پاس اٹھا لے اترو دیجیے پھر کیا مجال اس سخرے افراسیاب کی جو مہرخ کا بال بھی بیکا کرسکے ایا یان خود اگر گلیم اوڑھکر سر مجلس اُسکا نہ کاٹا تو نام اپنا نہ پایا مین صرف اسلیے آپکی خدمت مین آیا تھا کہ لشکر ساحران لیجاکر اپنے لشکر کو قوت دونگا ورنہ مین

سرکوبی کو اس ہیجا کی کچھ کر نہیں ہوں بہران نے خواجہ کو نار خبر لکھکر فوراً عرضی اپنے باپ کو لکھی اسمین سب حال مہرخ کا درج کیا اور رنجیدہ ہونا خواجہ کا بھی لکھا وہ عرضی سحر کے پتلے کو دی کہ وہ لیکر خدمت شاہ کوکب مین آیا عرضی پیش کی بادشاہ عرضی پڑھکر ہنسا اور پیشانی عرضی مذکور مزین بدستخط فرمائی کہ اے فرزند افراسیاب ملکہ مہرخ کو اپنے ظلمات طلسم مین قید کرنا چاہتا ہے پھر کوئی کسی کے ظلمات طلسم مین جا نہین سکتا مگر خواجہ سلامت کو ہمنے مہمان کیا ہے اسوجہ سے ہم غافل نہین ہین کچھ عرصے مین تم دیکھنا کہ کیا ظہور مین آتا ہے وہ عرضی دستخط کرکے پتلے کو دی اور آپ اہل دربار کی نظر سے غائب ہوگیا ادھر پتلے نے آکر عرضی بہران کو دی ملکہ نے پڑھکر خواجہ سے کہا کہ آپ اطمینان رکھیے بادشاہ کو آپ کا بڑا خیال ہے عمرو اس کلام سے خاموش ہو رہا مگر کچھ مزاج شگفتہ ہوا ملکہ نے اسکی خاطر سے ایک پتلا سحر کا طلب کرکے حکم دیا کہ اے پتلے تجھکو معینت سور کی دیجائیگی تو جا کر ملکہ مہرخ کو اٹھا لا اور اگر نہ لا سکے تو خبر لا کہ افراسیاب نے اسکی نسبت کیا معاملہ کیا پتلے نے کہا کہ اے ملکہ پشت عقاب طلسم پر سے اتار لانا یا اس زنجیر کو کاٹنا جو عقاب کی پشت پر رکھی ہوئی تھی بہت دشوار ہے مگر مین جاتا ہون جیسا کچھ ہوگا کرونگا یہ کہکر روانہ ہوا اور اسوقت آکر پہونچا کہ عقاب ملکہ مہرخ کو لیکر پار دریائے خونخوار کے اتر گیا تھا پتلا باغ سیب مین اس سبب سے نہ گیا عرض کیا کہ وہان شاہ جادوان ہوگا تو عجب نہ سمجھیگا جلا دیا جائیگا پس پھر کر بہران پاس گیا عرض کیا کہ مین گیا تھا مگر آگے بس نہ چلا پھر آیا ملکہ نے سب حال سنکر قصد کیا کہ خود جائے اس اثنا مین اس پتلے نے جو عرضی کوکب پاس لیگیا تھا عرض کیا کہ اے ملکہ شاہ کو جب مین نے عرضی دی تھی تو وہ اسپر دستخط کرکے غائب ہوگئے تھے یہ کلمہ سنکر ملکہ کو یقین کامل ہوا کہ بادشاہ خود بنفس نفیس برائے رہائی ملکہ مقیدہ تشریف لیگئے ہین پس اپنے جانے سے باز رہی اور خواجہ سے یہ راز کہا عمرو کو بھی اطمینان ہوا اور نظر بفضل کریم کارساز کرکے بیٹھا لیکن عقاب مہرخ کو لیے ہوئے باغ سیب مین آیا شاہ طلسم سریر مملکت پر جلوہ گر تھا برق و سرمایہ و باغبان وزیران ذیشان پس پشت کھڑے تھے اہل دربار ساحران ذی تبار حاضر تھے کہ ناگاہ عقاب پر سبکی نظر پڑی ہر ایک نے بادشاہ کی تعریف کرنا آغاز کی کہ کیا زبردستی سحر کی حضور نے جتائی ہے واہ وا کیا کہنا بادشاہ نے خوش ہوکر وزیر سے فرمایا کہ اے باغبان اس مجرمہ کو زنجیر پکڑ کر اتار لے وزیر نے بڑھکر پشت عقاب پر سے ملکہ کو اتارا بادشاہ نے سحر پڑھا کہ ماران آتشین جسم مہرخ پر لپٹے اور زنجیر اور بیڑیان جسم سے اتر کر بدستور پشت عقاب پر جا کر ٹھہرین عقاب اسطرح کہ جیسے آیا تھا اڑ کر چلا گیا بعد اسکے جابجا نیکے ساحران نامی مہرخ پر مسلط کیے کہ وہ گرد اسکے برائے حفاظت آگئے بعد اس انتظام کے شاہ بعتاب تمام گویا ہوا کہ کیون اے نمک حرام غدار دیکھا تو نے اپنی خطا کا بدلا اب بتا کہ کس عذاب الیم سے تجھکو قتل کرون مہرخ پشت عقاب پر سے اتر چکی تھی اس وجہ سے ہوش اسکے درست تھے اسنے جواب دیا کہ اسوقت تو میرے سامنے جسطرح جی چاہے لاف و گزاف کرے کہ فلک نے اسیر دستگیر کرا کر تیرے سامنے پہونچایا ہے انشاء اللہ سردار میرا عمرو نامدار تجھ سے آکر عوض اسکا لیگا اور اگر قضا میری دیوانگی کدہ قدر مین تیرے ہی ہاتھ سے لکھی ہے تو ناچاری ہے ورنہ میرے قتل پر کوئی قادر نہوگا او نمک حرام ازلی احسان کش مجھکو نمک حرام کہتا ہے حالانکہ نمک حرام تو آپ ہے کہ بادشاہ اصلی اس طلسم کا شاہ لاچین تاجدار جادو تھا تو اسکا ملازم ہوا اور اس بادشاہ کو عین غفلت مین اسیر کرکے آپ بادشاہ بن بیٹھا ہم سب اسکی رعایا اگر تجھسے لڑتے ہین تو کیا بیجا کرتے ہین بدلا اپنے آقا کا لینا باعث ثواب ہے نہ معیب

نکرامی و عذاب ہے ایک روز تو بھی سامنے شاہزادہ اسد کے بندھا کھڑا ہوگا اسی طرح کہ جیسے تونے اس بادشاہ بیگناہ کو اسیر کر رکھا ہے افراسیاب ان باتون سے بسان شعلۂ آتش کانپنے لگا اور تلوار پکڑ کر تخت پر سے اٹھا کہ اس بدزبان کو مار ہی ڈالونگا ایسا غصہ تھا کہ اپنے سر و پا کا ہوش نہ تھا تخت سے جو اترنے لگا دامن قبا کا پاؤن کے نیچے آگیا ابھر کر گرپڑا اسکا ولی دولت دوڑے جلد تر اٹھایا کہا شہنشاہ تامل فرمائیں اس مجرمہ کی گفتگو بموجب قول ہر کہ دست از جان بشوید ہرچہ در دل آید بگوید لایق غصہ کب ہے اور کچھ ضرر رعب و داب شاہی کو اسکے بیان سے نہین پہونچ سکتا ہے بادشاہ اُنکے سمجھانے سے پھر تخت پر بیٹھا اور کہا او مجرمہ مین تجھکو سارے طلسم مین تشہیر کراکر دریاے نور پر لیجاکر تیر باران کرواؤنگا اور بڑے عذاب سخت سے ہلاک کرونگا مہرخ نے کہا کہ جو کچھ زبان قضا ترجمان حاکم حقیقی کے یہان سے میرے نام جاری ہوچکا ہے اتنا ہی ہوگا تو کچھ میرا نہ کرسکیگا بادشاہ کو پھر غصہ آیا اور حالت غضب مین ایک ترنج جانب فلک اچھالا ترنج بلندی پر جاکر غائب ہوگیا بعد لمحے کے ایک میل فولادی لاٹ کیطرح چکر کھاتا ہوا زمین پر اترا اس لاٹ پر ایک ساحر بدشکل و نافرجام و بدگہر بیٹھا تھا اُس ساحر نے جب سلام کیا بادشاہ نے پیام دیا کہ لیجا اس مجرمہ کو اور لاٹ پر بٹھا کر تمام طلسم مین پھرا اسلیے کہ تمام عالم اسکو دیکھے اس ہیئت سے اسکو تشہیر کرنا آگے آگے منادی ندا کرتا جائے اور لڑکے شہر و قصبات کے تالیان بجاتے ساتھ ہون سامان ذلت و فضیحت کی کوئی اٹھا نہ رکھنا جب سب طرح پھرا چکنا تو گنبد نور پر لیجانا طلسم کشا کو دکھانا پھر شہر ظلم رسان کے پیچ پر لیجانا وہان سے لشکر اسکے مطیعونکا دکھائی دیتا ہے اس لشکر کو دکھانا تاوہ لشکری وہان نہ آسکینگے دیکھینگے اور کف افسوس ملینگے بعد انکے دکھانیکے دریاے نور پر لیجانا مین وہان مع ملکہ حیرت و مصور کے آؤنگا اور اسکو تیر باران کرونگا ساحر مذکور کہ نام اسکا **مسلسل جادو** ہے لاٹ پر سے کودا اور حسب حکم بادشاہ مہرخ کو اٹھا کر لاٹ پر لایا اور شاہ کو سلام کرکے اشارہ کیا کہ وہ لاٹ پھر اڑی مہرخ نے دلسے کہا کہ محبت اہل اسلام مین یہ سزا تیرے لیے مہرخ کا ہے ثمرۂ الفت سواے رنج و ذلت کے اور کچھ نہیں کیونکہ درخت ولا کو آب جفا سے سینچا ہے اور تخم وفا کو زمین مصیبت مین بویا ہے یہ کہتی تھی اور دل سے بعجز و منت تمام درگاہ مالک الملک مین استغاثہ کرتی تھی

نظم

خدایا بعزت کہ خوارم مکن — بذل گنہ شرمسارم مکن
مسلط مکن چون منی بر سرم — بدست کسے من عقوبت برم
مرا شرمساری زروے تو بس — دگر شرمسارم مکن پیش کس

یہ تو اسطرف بذلت تمام روانہ ہے یہان بادشاہ طلسم نے دو ساحرونکو حیرت پاس بھیجا کہ جا کر ملکہ سے کہو کہ مع افسران لشکر و مصور و صورت نگار وغیرہ کے ہمارے پاس آؤ کہ تمھین عجیب غریب تماشہ دکھائین یعنی تمھارے دشمن کو ہنڈولا کرکے تیر باران کرین ساحران مذکور روانہ ہوے اور خدمت حیرت مین آئے پیام شاہ اسکو پہونچایا وہ تو پہلے ہی سے خوشی کر رہی تھی اس خبر کو سنکر ساحرونکو خلعت دیکر رخصت کیا کہ تم چلو مین آتی ہون وہ تو چلے گئے اور یہ بارگاہ سے بارگاہ مصور مین آئی اُسنے تعظیم کی اُسنے کہا کہ اے مرشد زادہ برق آپ آج اپنا جلوہ ہو قوت بخشیے آپ کی دعا سے ساحری نے یہ دن دکھایا ہے بادشاہ نے جلسہ کیا بلایا ہے یہ ماجرا در پیش آیا ہے مصور بھی حال سنکر راضی ہوا کہ اچھا چلیے ملکہ وہان سے

اپنی بارگاہ کو برائے تیاری سامان رفتن پھری مگر اب حال ندرت اشتمال شاہ کوکب سنیے کہ یہ جو بیٹھے بیٹھے غائب ہو گیا تھا تو اپنے طلسم باطن کے ایک مرحلہ پر آیا کہ وہان قلعہ بنا تھا اس قلعہ کا مالک دست قدرت جادو وزیر دوم اسکا تھا آمد شاہ معلوم کرکے تعظیم کی بیرون قلعہ آیا بادشاہ کو آکر تسلیم کی بادشاہ نے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اور کہا مین ایک مقام پر چلتا ہون تو بھی ہمراہ چل وہان مجھکو اپنی جگہ پر اسلیے نہ بلایا کہ راستہ ادھر ہی سے جانیکا خیال کیا گیا کہ راہ سے بلا لینگے کیونکہ عجلت بہت منظور ہے وزیر نے عرض کیا کہ فدایت شوم جہان جانا ہے چلیے پس شاہ و وزیر ظلمات سے نکلکر طلسم ہوشربا مین آئے وزیر نے دیکھا کہ بادشاہ دریائے خون روان پر تنہا جاتا ہے پس دست ادب باندھ کر عرض کیا کہ ہر چند از شاہان پوچھنا گستاخی ہے لیکن بر عنایت یہ ذرہ بیمقدار بھی آگاہ کیا جائے کہ شاہ ذوالجاہ کا کیا ارادہ ہے بادشاہ نے فرمایا کہ یہ سانحہ پیش آیا ہے جب وزیر نے سب حال سنا عرض پرداز ہوا کہ میری عقل ناقص مین یہ آتا ہے کہ ابھی ملازمان عالی کسی کے طلسم باطن مین نہ تشریف لیجائین کیونکہ دریا اترتے ہی لڑائی آغاز ہو جائیگی مقصد تک پہونچنا دشوار ہو جائیگا اس سے مناسب یہ ہے کہ حضور ایک مقام بلند پر تشریف فرما رہین مین تنہا جا کر ملکہ حیرت کو اٹھا لئے لاتا ہون آپ اپنے یہانسے لاٹ منگوا کر اس پر اسکو سوار کیجیے اور لشکر بہار مین بھجوا دیجیے جو ہتک ملکہ مہرخ کے ساتھ افراسیاب سحر اکرے اس سے بڑھکر حیرت کو یہان ذلت دیجائے شاہ جادوان اگر برسر مقابلہ آئے اسوقت سمجھ لیا جائے بادشاہ نے اسکی راے صواب اندیش پر آفرین کہی اور دریا کیطرف جانے سے کنارہ کیا ایک مقام بلند پر آکر ٹھہرا اور وزیر سے فرمایا کہ جا جو کچھ تو نے بیان کیا ہے وہ کر مین تیری مدد کرنیکو یہان ٹھہرا ہون وزیر آداب بجا لا کر اڑا اور لشکر حیرت پر آکر ٹھہرا حیرت خیمہ مصور سے نکلکر اپنی بارگاہ کیجانب چلی تھی کہ وزیر نے کورنچہ بنکر جو گرا اسکو اٹھا کر لے اڑا حیرت سمجھی کہ شاید مجھکو جانے مین جو عرصہ ہوا ہے افراسیاب نے پنجہ بھیجکر مجھکو اٹھوا منگوایا ہے پس اس دھوکے مین اُسنے سحر کرنا کیسا ہاتھ پاؤن بھی نہ ہلائے جب پنجہ لیکر اسکو بلند ہوا اور نہایت زور سے اُسنے اسکی کمر کو تھاما کہ اسکو تکلیف ہوئی اُسنے خیال کیا کہ میرے شوہر کا بھیجا ہوا پنجہ اسطرح با آہستگی لیجاتا تھا کہ مجھکو ذرا بھی معلوم ہوتا تھا کہ کون لیگیا یہ کسطرح مجھکو لیجاتا ہے پس اسنے اس پنجہ سے خطاب کیا کہ ارے آہستہ لیچل نہین جانتا کہ مین ملکہ طلسم ہون پنجہ مین سے آواز آئی کہ باش اے قحبہ تو قیدی ہے اور قیدی کو لیجاتے ہین کشان کشان یہ سننا تھا کہ اسکو دہشت طاری ہوئی اور سمجھی کہ یہ پنجہ غیر کا بھیجا ہے پس سحر پڑھنا چاہا پنجہ اسکو لیکر آن واحد مین قندیل فلک ہو گیا آنکھین اسکی متوحش ہو اسے بند ہو گئین وزیر اسکو لیے خدمت بادشاہ مین آیا بادشاہ نے سحر پڑھکر اسپر پھونکا کہ سحر اُسنے فراموش کیا وزیر سے بادشاہ نے حکم دیا کہ مین دار الامارۃ مین اپنی جاتا ہون تو اسکو برا طلسم خدمت ملکہ بہار مین لیجا مین وہان لاٹ بھیجونگا اور اپنے ظلمات کے ساحرونکو روانہ کرونگا کہ وہ اسکو بہار پاس لیجائینگے مگر تو بھی انکے ساتھ رہنا افراسیاب ان ساحرونکو کہ وہ میرے طلسم کے محافظ مرحلہ ہونگے قتل نہ کر سکیگا لیکن شاید بہار وغیرہ کو دھمکائے تو تجھے انکی اعانت کرنا ہوگی اور یہ ساحرہ ایسی زبردست ہے کہ کسی سے مغلوب نہوتی مگر مین بادشاہ غیر طلسم اور ہمسر اُسکے شوہر کا ہون بدین وجہ میرے سحر نے اسکو سحر بھلا دیا ہے اور یہ مدہوش ہے وزیر نے حسب الحکم بادشاہ اسکو لیکر پرواز کی وہان ملکہ بہار بنا بر تسکین بی بی خواجہ بارہ دری مین آئی ہے

اور ایک کمرہ اسکا وا کیا ہی اس کمرے کے اندر آسمان سحر دکھلائی دیتا ہی زمین بالکل نہین ہی بجز اسکے اندھیر نظر آتا ہی سنے اس آسمان سحر کیجانب
کچھ افسون پڑھکر پھونکا اسمین سے ایک ستارہ ٹوٹ کر گرا اور بصورت تیر شہاب روشن ہوکر اسی شعاع مین ملکہ و خواجہ عمرو کو لپیٹ کر
اس آسمان پر لیگیا وہان برج مثل برج آسمان بنے تھے ستارے انمین جڑے تھے بلند اسقدر تھے کہ تمام دنیا پیش نظر تھی ملکہ
وہان تخت پر بیٹھی اور کہا خواجہ یہ سب حال مہرخ کا نظر آئیگا عمرو نے دیکھا تو واقعی باغ سیب افراسیاب نظر آتا ہی مگر
آدمی وہانکے بالشت بھر کے دکھائی دیتے ہین یہ بیٹھکر ہر سمت ایک نگاہ دوڑانے لگا کہ اسکو دست قدرت وزیر حیرت کو
پنجہ مین دابے نظر آیا از بسکہ یہ بھی تماشا تھا اسنے ملکہ سے کہا کہ لیجئے آپ یہ عجیب تماشا ہی کہ ایک عورت کو ایک ساحر پنجہ مین دابے اس
طرف آتا ہی ملکہ نے اسکے کہنے سے جو دیکھا وزیر دم کو دیکھا یہ تو وزیر مظلوم بادشاہ مہر ستانی آتا ہی مین اسجگہ ہون یہ بکتا
پھریگا یہ کہکر ایک سمت کو اشارہ کیا کہ وہ شخص اسمین بصورت گرد وزیر مذکور کو لایا اس نے آکر ملکہ کو تسلیم کی اور حیرت کو
سامنے لاکر ڈالدیا بران نے اسکو نہ پہچانا مگر عمرو نے کہا یہ تو حیرت ہی اس مقام مین شاہ کوکب بھی اپنے مقام پر آیا اور سحر پڑھا
کہ پہلے ایک پتلا پیدا ہو کر دست بستہ سامنے آیا اس سے کہا تو بران پاس جا اور کہنا کہ حیرت کو عمرو کے حوالے
کر دو پتلا بھی آسمان سحر پر آیا پیام شاہ کہا ملکہ نے سحر پڑھکر حیرت کو ایک زنجیر سحر مین باندھا وہ ہوشیار کیجیئے ہوشیار ہوئی عمرو
نے کہا بی حیرت میرا بھی مجرا قبول ہو اسنے جو نگاہ اٹھا کر دیکھا بران و عمرو کو بیٹھے پایا ہر چند کہ غیر کے طلسم مین بیدست و پا تھی مگر پھر
بھی غصہ طاری ہوا اور ہاتھ اپنا بلند کیا وہ زنجیر سحر جسمین یہ بندھی تھی ٹوٹ گئی اگر آسمان سحر پر نہ بیٹھی ہوتی تو یقین تھا کہ نکل جاتی مگر
زنجیر ٹوٹتے ہی بران نے اٹھکر ایک طمانچہ مارا کہ ہوش اوڑ گئے تو نہین جانتی کہ میرے باپ نے تجھکو پکڑ بلایا ہی اس عرصے مین پتلا
جو کوکب نے بھیجا تھا وہ حیرت سے لپٹ گیا اور اسکو پھر خوب مضبوط باندھا زبان مین سوزن دیا پھر آواز آئی کہ اے
ملکہ اس بانزادی کو سپیدے پھینے بھیجی ہی کہ اسکو لاٹ پر بٹھاؤ اور یہی حال مہرخ کا افراسیاب نے کیا ہی عمرو نے آواز سنکر
ملکہ سے پوچھا کہ یہ کسکی صدا ہی اسنے کہا کہ یہ کوکب کی آواز ہی ذی اجلال مین تو یہ تذکرہ ہی مگر شاہ کوکب نے اپنے مقام پر
ہو کر سحر پڑھا اسطرح کہ جیسے افراسیاب کے سامنے ہیں بطور لاٹ کے جکڑ کر تماشا آیا تھا اسکے سامنے بھی یاد و ساحر
اسپر بیٹھے تھے سحر مین تاہم سامری تھے ایک کا نام حسین جادو دوسرے کو حصار جادو کہتے تھے ان دونون
نے جب بادشاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے ارشاد کیا کہ لے زندان طلسم اور فشان یہ لاٹ لیکر تم قلعہ ہفت رنگ مین بران
کے پاس جاؤ وہان حیرت ہی اسکو لاٹ پر بٹھا کر لشکر مین مہرخ کے پہونچاؤ اور تمام طلسم ظاہر ہوشربا مین پھراؤ کوئی دقیقہ
اسکی ذلت و خواری مین اٹھا نہ رکھنا اور دست قدرت وزیر کو بھی اپنے ہمراہ لینا ہر چند کہ تم میرے طلسم کے محافظ زندان
ہو کوئی تمپر دست درازی نہ کر سکیگا کیونکہ وابستہ طلسم ہو اور اسی طرح طلسم ہوشربا کے وابستگان طلسم پر مین دست درازی
نہین کر سکتا ہون تاہم افراسیاب ساحر مثل برق ہی ابھی تصادم کی خبر رکھونگا ساحران مذکور حسب الحکم شاہ ذی شعور لاٹ لیکر
روانہ ہوئے بادشاہ نے پتلے ساتھ کر دیے کہ وہ پتلے انکو آسمان سحر پر لائے بران و عمرو وہان بیٹھے تھے ساحرون نے سلام
کیا ملکہ کو نے مجرم کو حوالہ کیا ساحرون نے بازو اسکا پکڑ کر لاٹ پر بٹھایا اور وزیر مسطورہ بالا کو ساتھ لیا عمرو نے ایک نامہ بنام ملکہ بہار
لکھا مضمون یہ تھا کہ اے ملکہ تم اپنی بہن کی ذلت بچشم دیکھکر آزردہ نہ ہو بلند اگو اہی کہ تم اہل سلام کسی جلیل کو ذلیل کرنا نہین چاہتے مین

بلکہ تم لشکر اسلام مین بقا کو ذلت دیکر عتاب میرے آقا امیر کا اُٹھا چکی ہو بس یہ امر نسبت حیرت تجویز کیا ہے برداشت دکوکب کا بڑا درین
اس باعث سے راضی ہوا ہون کہ میرے بادشاہ لشکر کو کہ نیز تمھارے نسبتی رشتہ مین بزرگ ہین اور ملکہ مہ جبین الماس پوش کی نانی
ہین یعنی ملکہ مہرخ اُنکے ساتھ بھی افراسیاب خانہ خرابنے یہی ذلت و رسوائی جائز رکھی ہے اور اُنکی رہائی مین یہان بادشاہ عاجز ہوسے
جب یہ امر واسطے حیرت کے معین کیا گیا ہے تمھاری تسکین کیلیے یہ چند کلمے مین نے لکھ بھیجے ہین تم خود عنایت خدا سے دانشمند ہو
اس ہنگامے کے سب پہلو اور جوانب سمجھ لو گی یہ نامہ انھین ساحرونکو دیا کہ ہمارے لشکر مین عجیبہ نامی ساحرہ نامہ لیکر مع لاٹ وارد
ہوے اور از بسکہ عجلت منظور تھی تو دست قدرت براہ طلسم کہ جس راہ سے آیا تھا اُنکو بھی لیکر چلا اور پتلے سحر کے زر دوزی لڑکے
بنائے ایک ڈھول زن ڈھنڈھورا پیٹتا آگے آگے بعد ذلت لشکر مہرخ مین مجرمہ کو پہونچایا یہان لشکر دینی مین اُسکے آنیکا غلغلہ
ہوا لڑکے لشکر کے دوڑے ہر سمت غل ہوا کہ چلو ایک سوانگ آیا ہے تماشا دیکھو اس سانحہ کی خبر ملکہ بہار کو اہلکارون نے پہونچائی
اُسکو نسبت اپنی بہن کے یہ ذلت سنکر بڑا رنج ہوا چاہتی تھی کہ جاکر مانع ہو اور ساحر حیرت کو رہا نہ کرین تو اُنسے مقابلہ کرون
اسوقت وہ نامہ جو عمرو نے لکھدیا تھا ایک پتلے نے لاکر اسکو دیا جب یہ معلوم ہوا کہ مہرخ کے ساتھ بھی یہی کیا گیا ہے وہ رنج
جاتا رہا اور سردارون سے کہا کہ تیاری کرو حیرت تشہیر کرائی جاتی ہے یقین ہے کہ لشکر مین حیرت بلوہ کرین پس یہان بھی تیاری
رہے یہ کہکر نفیر سحر کو دم دیا لشکر مین کمر بندی ہونے لگی وہ تو وہ ساحر لاٹ لیے ہوے پہلے سامنے لشکر حیرت کے آئے وہان
بھی غلغلہ برپا ہوا لشکر کے افسرون نے جو خیمون سے نکلکر دیکھا تو عجب ماجرا نظر آیا کہ بموجب **ابیات**

بٹھایا ہے حیرت کو یون لاٹ پر　　پڑھے جس طرح بانس پر اُتنی گر
دُہل زن ندا کرتا ہے یون پکار　　کہ اے ساحرو دیکھو طرفہ بہار
خدا کی ہے خلقت عمل شاہ کا　　یہ ہے حکم ہمارے ذیجاہ کا
کہ حیرت کا رفعت پہ ہے مرتبا　　گزرو کیسا افسون ہے رتبہ بڑھا
چڑھی بانس پر بیسوا کیا ہے آج　　فرشتون سے رتبہ لگایا ہے آج
دہل زن کے پیچھے یہ سامان تھے　　دیا سبھی اسباب تضحیک کے
کیا منھ تھا کالا جھلنگا اُڑھا　　اگر نصف منھ سرخ اُسکا رنگا
کھڑے لاٹ کے گرد لڑکے تمام　　بجاتے ہوے تالیان شادکام
لیے سر پہ جھاڑو دہی سے جنون　　ہلاتے تھے ساحر ادھر اور ادھر
دھتا ہے دھتا ہے کا اک شور تھا　　فلک کی برائی سے کیا زور تھا
زنبیلین کہین تھین کہین تالیان　　تماشے کہین تھے کہین گالیان
پڑی تھی یہی ہر طرف کو پکار　　کرو جوتیان مجرمہ پر نثار

یہ ذلت اپنی ملکہ کی دیکھکر تیلہ افسران لشکر آمادۂ مرگ ہوگئے حمیت کے مقتضا جوش سے جلدی جلدی کمر بندی ہوئی مسلح ہو کر جانب
لاٹ چلے اتنے عرصے مین بہار بھی فوج تیار کراکر چلی تھی اسوقت اُس شان و شوکت سے بصد عظمت پہونچی کہ مقتضا ے ابیات

لگے بجنے ہر سمت سے کوس و بوق
بہادر روانہ ہوئے جوق جوق

شجاعت کے دفتر میں ہر ایک فرد
ہر اک سورما تھی ہزبر نبرد

پڑا غلغلہ اک طرف کوس کا
اڑا اک طرف غول طاؤس کا

کہیں طائر سحر اڑ کر چلے
کہیں اژدہے منہ کو کھولے ہوئے

سوار اُن پہ سب ساحران حسین
قمر چہرۂ و خندہ لب نازنین

پروں کی تھی طاؤسوں کے یوں بہار
ہوا پر گلستان ہوا آشکار

وہ طاؤسوں کے داغ یوں پر پہ تھے
ستارے کھلے چرخ اخضر پہ تھے

دلاور سجے تن پہ ہتھیار سب
تھے شیر نیستان بوقت غضب

وہ نعرے اڑیں جس سے ردنگے ہوش
نہ ہو رعد میں ایسا پیدا خروش

وہ پلٹن کی آمد رسالوں کی دھوم
دل سنگ و آہن کو کرتی تھی موم

جب یہ لشکر مقابل ہوا **حیرت** پہنچا لیں وہ سب گھبرائے کہ اب اس جنگ جدل تک ہم بھی مالک کو، ہاتھ کر سیکڑوں ایسا بھرا لشکر تو اس عسکر نصرت اثر کو روک دے اور کچھ لاٹ پہ جمع ہو رہے یہ شورہ کر کے دو گروہ لشکر کے افسران نے پیش گروہ دست **قدرت** ذریت نے ملکہ بہار سے کہلا بھیجا کہ آپ ابھی رابطے آمین کیونکہ ہنگامہ قتال گرم ہو جیسے تشہیر کرانیکا مجرب کچھ لطف نہ رہے گا اس وقت میں کون اسکو دیکھیگا لہذا مناسب ہے کہ آپ فوج ہٹا لیں پیچھے اور دور سے تماشا دیکھیے جیسے یہ لشکر اس مجرب کو چھین نہ سکیں اور سب بس ہو کر کف افسوس ملنے لگیں بہار یہ پیام سنکر لشکر پیچھے ہٹا لیگئی مگر دل میں بہو کا دکھ یاد شکست سرت بہاتی تھی جو لوگ کہ مانند تھے وہ خوف خدا سے روتے تھے۔ اور چشم عبرت سے یہ حال دیکھکر افسوس کرتے تھے کہ خدا سے تعالیٰ اپنے غضب بچائے اور کسی جلیل کو ذلیل نہ کرے تعریض میں تھے وہ تمل میں تھے، اسکا زمان ہی اتفاق اس امر پر قرآن ہے غرض لشکر ادھر تو سب لڑنے سے باز رہے لشکر یہاں **حیرت** ظاہر دیا انکا **غنیمت** سمجھے اور کچھ لوگ چو دو غیرہ کی حفاظت کو چھوڑ کر اس لاٹ پر حملہ آور ہوے چاروں سمت سے لاٹ کو گھیر کر رنج و تعب سے لاٹ کے اردگرد چکی نظر آنے لگی اور لاٹ نگاہ سے غائب ہوگئی یہ سب چاروں طرف سے اور قریب ہے لاٹ کے پہنچے وہ پھر سیڑھی نظر آنے لگی وہی منادی نہ کرتے تھا اور کو کانوں میں تھا لشکر والوں نے جھپٹ کر گھیر لیا کچھ دور ہی تھا، ہوا کہ لاٹ نظر نہ آئی اسی طرح کئی بار حملہ کیا مگر کچھ بس نہ چلا، اور جب حملہ کرکے یہ علیحدہ ہوتے تھے لاٹ ظاہر ہو جاتی تھی اور مسلسل مسلسل پلٹنیں اور رسالوں میں لشکر کے جو تیں لشکر تباہ ہو کر جو الی تک پہنچ گیا تھا اور بھی زیادہ ہو، محنت کر کے تھک کر سب خورد و بزرگ ایک تب تھے، رسالوں ساتھ پیچھے پیچھے جاتے تھے اور وہ لاٹ سب لشکر میں پھر جانب ساحر زمان چلی گئی اس لشکر میں **صورو صورت نگار** نہیں ہیں کیونکہ جب **حیرت** کو یہ گیا تھا تو یہی باغ حیب میں گئے تھے اور علیحدہ کر کے قتل ہونے تھے انکا ملحق جب یہ سامنے شہ جادو وان بہت بھیجے وہاں **حیرت** کو نہ پایا بادشاہ سے التماس کیا کہ ملکہ عالم جیسے ہی تشریف لائیں تھی کہاں میں بادشاہ نے ارشاد کیا کہ میں ملکہ کا منتظر رہا ہوں کہ تم لوگ ہر تماشے سے خبر دار ہو جاؤ تم نے یہ کیا کہ وہ جیسے پہلے آئیں یہ کیا ماجرا ہوا ان دونوں نے قسم سامری کی

لکھا کر بچہ کا لیجانا بیان کیا بادشاہ کو تردد ہوا اور کتاب سامری منگا کر حال حیرت کا دیکھا اسمین کل ماجرا تشہیر ہونیکا معلوم کرکے
فرط غضب سے بیسان برگ بید کانپنے لگا دود غضب دماغ کے پار نکل گیا کتاب بند کرکے برائے نجات کسی سے کچھ نہ کہا سحر پڑھ کر اعتقاد
وہی لات جسپر مہرخ کو بٹھا کر ساحر لیگیا تھا اچھل کر کھائی ہوئی روئے ہوا سے سامنے آ گری یہ برکت طاعت اسلام سے جو ساحر
کہ ملکہ مذکور کو تشہیر کرنے لیگیا تھا اُسکے شر سے حافظ حقیقی نے بچایا تھا یعنی وہ انتظار یہ کرتا تھا کہ جب بادشاہ مع ملکہ حیرت
تشریف لائینگے تو مین اس مجرمہ کو تشہیر کرون ہرچند کہ بادشاہ کہہ چکا تھا کہ میں دریائے نور پر آؤنگا تو اسکو تشہیر کرنا مگر اسکا حکم تھا لیکن
محافظ کے ذہن میں یہی بات پیدا کر دی کہ اسوقت بادشاہ نے بحُوقت میں ذلت مجرمہ کو دون مہرخ کا نہ منہ کا تھا نہ کوئی سامان
ایسا ذلت کا تھا کہ جسطرح بہر حیرت اسباب ذلت مہیا ہی چنانچہ جب وہ لات سامنے آئی بادشاہ نے محافظ سے کہا کہ دریائے
خونخوار پر بیچل ساحر حسب الحکم روانہ ہو بادشاہ نے جلا کر دربار سے فرمایا کہ خبردار رہینہ کے پیچھے نہ آنا اور نہ میرے عقب میں آنا
اور مصور سے کہا کہ آپ بھی یہیں تشریف رکھیے میں حاضر ہوتا ہوں وہ بھی وہان ٹھہرا اور بادشاہ وہاں سے غائب ہو کر
قریب دریائے خونخوار آیا یہاں لات مہرخ کی لیئے ساحر حاضر تھا بادشاہ حال حیرت کا دیکھ کر رو دیا اور مہرخ کی لات
بزور سحر اپنے ہاتھوں میں لیکر اُس پار دریائے مذکور کے اُترا اور بغضب اُس لات کو ایک پہاڑی پر جو متصل دریا
تھی پٹکے زور سے مارا کہ مہرخ کی ہڈیاں چور چور ہو جائیں لیکن مہرخ کو جیسے ہی یہ لات لگنے پہاڑ پر طلسم کا کوکب بطور
مخفی بنی لات کے ساتھ آیا بچہ بنکر ہو کر زمین تک مہرخ کو نہ پہونچنے دیا اور دیکر بیچ ہی میں سے لیگیا اور نعرہ کیا منم کوکب روشن ضمیر
لیکن افراسیاب حال حیرت کا دیکھ کر ایسا بیتاب و بیقرار تھا کہ کچھ اُسکے نعرے کا خیال نہ کیا آپ بھی بچہ بنکر ہو گرا حیرت کو لات
پر سے اٹھا کر بلند ہو گیا اور غیرت کے سبب سے نعرہ بھی نہیں کیا ہرچند کہ لات پہ طلسم کوکب کی برادر اسپر سے مجرم کو کوئی تار
نہیں سکتا کیونکہ زندانی ہر طلسم کا وابستہ طلسم ہوتا ہے سوائے طلسم کشا کے اور لوح طلسمی کے اور کوئی غالب آنے کیا مجال جیسا
کہ گنبد نور سے اسد کو کوکب نہیں لا سکتا ہے پس افراسیاب قیدی کو طلسمی لات پہ سے اگر کوئی کہے کہ کیون لیگیا تو سبب
اسکا یہ ہے کہ کوکب نے جب مہرخ کو پایا تو محافظان لات نے از خود طرح دی کہ بدلا ہو گیا لیجانے دو کیونکہ تشہیر تو کر چکے
نہیں اور اس مجرمہ کا ہمزاد دریائے نیل میں قتل ہونا اُسکا ممکن نہیں اگر قید رکھیں تو زوجہ بادشاہ طلسم یا بادشاہ طلسم
قید بھی نہیں رہ سکتا ہے پس بایں خیالات افراسیاب جب بچہ بنکر گرا تو محافظون نے سحر حیرت پر سے دفع کردیا اور اختیار قید
رکھنے کا اٹھا لیا حاصل مرام جب حیرت و مہرخ کو دونوں بادشاہ لیکر روانہ ہو گئے لشکر اور حیرت و بہار بھی پھر کر اپنے اپنے
مقام پر آئے مگر کچھو آسودہ ہوئے عیاران اسلام نے آکر ملکہ بہار سے بیان کیا کہ پیچ جو حیرت اور مہرخ کو لے گئے کوکب
و افراسیاب تھے بہانے دونوں کے رہا ہونے سے سجدہ شکر خدا کیا اور مصروف راحت ہوئی ادھر شاہ جادوان نے
حیرت کو لا کر باغ سیب میں اتارا مگر علیحدہ ایک بنگلہ میں کہ اہل دربار اُسکا حال نہ دیکھیں چنانچہ وہاں اسکی زبان سے
سوزن نکالا منہ دھلایا کپڑے بدلوائے حیرت کو جب ہوش آیا بادشاہ کو اپنے پاس دیکھ کر چیخیں مار کر رونے لگی سر اپنا زور
سے پیٹا اور شور و واویلا بلند کیا کہ اے شہنشاہ ساحران اب یہ حال ذلت کا پہونچا کہ تیرے ناموس کو لوگ پکڑے لیجاتے ہیں اور
دیڈیونسے بھی بدتر اُنکا حال کرتے ہیں کہ منہ کالا کرکے ہنڈواتے ہیں اب میں اس طلسم میں کسیکو اپنا منہ نہ دکھاؤنگی زہر

کھا کر مر جاؤنگی ہاے جب میں کسی اپنی کنیز پر خفا ہوتی تو وہ بھی غصہ پی کر پی جاتی۔ اب روز سے شہزادی لی گئی ہیں غصہ زیادہ تر ہو گیا ہی
افسوس جس طلسم کی میں بادشاہت کروں وہیں مجھکو یہ ذلت ہو عاشا میری صورت دیکھکر کیا کہیگی افراسیاب نے کہا اے ملکہ دنیا
تمہارا جانتے ہیں اگر مجھکو یہ ذلت ہوتی تو چنداں رنج نہ تھا اسے سمجھتا ہی ذلت میرے لیے بڑی رسوائی کا سبب کہ
تم عورت ہو اور میری ناموس کہلاتی ہو ناموس کے عصمت بچانیکے لیے انسان کیا کچھ نہیں کرتا ہی دو شاخ دامیر بیع بغیرتی گوارا
نہیں کرسکتا اے بایان خوش اگر کوکب کے گھر سے گھسکر میں مہرخ کو نہ پکڑ لایا اور اسکو بعذاب لیم نہ قتل کیا تو کچھ کام نہ کیا
ای ملکہ اب تم چلکر تخت شاہی پر بیٹھو میں مہرخ کو پکڑنے جاتا ہوں غرضکہ اُسکے سمجھانے سے سب منتظم دیکر آنکھیں نیچی کرلیں کہ
ملکہ کو شرمندگی نہ ہو اور شاہ طلسم نے عزم کیا کہ میں طلسم کوکب میں جاؤں اسکے بعد ہو دونوں پری مر کی آنکھ اپنے اپنے مقام
پر گئیں اور افراسیاب ہونز روانہ نہوا تھا کہ عرضی مہرنگار کی بچہ سحر لایا بادشاہ نے عرضی لیکر پڑھی لکھا تھا کہ ملازمان شاہی
سے نسبت عاصی کمترینہ کے حکم عالی شرف نفاذ پایا تھا کہ جانب کوہ عقیق ہمراہ خداوند با خبر جائے چنانچہ یہ عاجزہ خدمت
حضور سے واپس آکر سخت بیمار ہوگئی وہ جانیسے قاصر رہی امید کہ میری خطاے عدول حکمی کو براہ عدل و کرم معاف فرمائیں
اور نسبت میرے فرزند کے کہ غلام درگاہ شہنشاہی ہی حکم خادمان عالیشان آستان معلےٰ سے صادر ہو کہ میرے عوض وہ حاضر
جناب خداوندی ہو کر کام بندہ ہاے خاطی کا تمام کرے اسواسطے ماہ تا بہ ماہی بہ جہت سر مری زیر نگین شاہی ہے یہ عریضہ پڑھکر
بادشاہ غصہ ناک تو تھا ہی اور زیادہ غضب آلود ہوا اور عرضی پر دستخط کیا کہ عذر بیجا انظار اشرف سے گذرا اپنے بیٹے کو بھی خدمت
خداوندی میں روانہ کر اور تو بھی عقب اُسکے بعد تخفیف مرض جلد تر بکر لئے منزل مکما بدولت ہو ورنہ معتوب انحراف ورزی معتوب
درگاہ شاہی ہوگی یہ دستخط کرکے بچہ کو عرضی دی کہ وہ لیکر روانہ ہوا اگر اب تتمہ حال مہرخ خجستہ خصال کا مذکور ہوتا ہی کہ اسکو جو بچہ میں
وامکر شاہ کوکب لیگیا تو اپنے دارالامارہ کے متصل ایک باغ تھا اُسمیں لایا اور وہ دختر مقدر جو کچھ اثر لات کے سحر کا تھا دفع کیا
اور آپ ہانسے لینے دارالامارہ میں آکر سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہوا یہاں جو آنکھ ملکہ مہرخ کی کھلی باغ پر بہار میں اپنے تئیں پایا
سجدہ شکر باغبان حقیقی ادا کرکے یک نگاہ برائے سیر باغ دوڑا یا دیکھا کہ وہ بوستان فرح افزا نہال طلسمی سے نہال ہے
عروس گلزار لالہ کی لال ہی گل ہنستے ہیں درخت باتیں کرتے ہیں جانوران خوش الحان زمزمہ سرا ہیں گر اشعار عاشقانہ پڑھتے ہیں
بھو بھولتے نسیم غالیہ بیز و عنبر شمیم کے دماغ شاہد گلشن بسا ہی غنچہ ایسا اترا یا ہی کہ منھ سے نہیں بولتا ہی کسی پھول کا جوبن
بہ از حسن یار گلعذار ہی کہیں غنچہ کا دہن رنگ باں نگار طرحدار ہی نہر چمن کے کنارے ہزار آبفشان ہی بط و قاز و قرقرو
کا مجمع ہی سرو صنوبر کو بڑا ناز ہی ہر ایک سے کھنچے اور کشیدہ خاطر و آزاد رہنے کا انداز ہی جوانان چمن اکڑتے ہیں شاہد
گلشن کے منھ سے پھول جھڑتے ہیں

نظم

جو پہنے ہیں لباس سبز اشجار
گلے میں خوشنما پھولوں کے ہیں ہار

شگفتہ ہیں عروسان چمن آج
سر ہر شاخ پر غنچہ بنا تاج

عیاں ہے شاہد گل سے تجمل
پیالے پھول کے ہیں ساغر گل

لگی ہے لالہ و گل سے وہاں آگ
بڑے گاتے ہیں مرغان چمن راگ

دھوان دھار ابر ہر سو چھا رہا ہی — پہاڑون سے زمین پر آ رہا ہی
پڑا ہے شور فصل گل کا اکثر — چہکتے ہین یہ بلبل شاخ گل پر
چمن مین ہو رہا ہے رقص طاؤس — خزان ملتی ہے اپنے دست افسوس

بیچ باغ مین جو بارہ دری بنی آرائش مین عروس شب اول بنی تھی ستون اُسکے جواہر نگار تھے پردے دردون مین زرتار کھچے
تھے اُنپر سلمے ستارے کے بنے موتیون کی بیل ٹکی ڈوریان کلابتون کی پھندنے مقیش کے لٹکتے ملکہ موصوفہ نے آکر پردہ اُٹھایا
دیکھا کہ تنبو چلہ گھٹا مرصع پایون کا بچھا ہی ایک جانب مسہری پر موتیون کا جال پڑا ہی فرش نشین پر تخت جواہر کا گستردہ ہی زیر تخت
سنہ معرق آراستہ ہی تخت پر ملکہ بران لعبہ زینت جلوہ فرما ہی مگر تنہا ہی مہرخ کو دیکھکر تخت سے اُٹھی رسم تعظیم ادا کی اور ہاتھ
پکڑ کر تخت پر بٹھایا پھر بآواز بلند کچھ فرمایا کہ گوشہا ے بارہ دری سے چند کنیزان قمر سیما حاضر ہوئین اور کشتی شراب ناب
کی لیکر جام مے ارغوانی مہرخ کو دیے لیکن یہ مصروف بادہ خواری ہوئی لیکن وہان قلعہ ہفت رنگ مین بران اصلی سمان
سحر پرست عمرو کو اپنے مقام پر لائی ۔ ۔ ذکر ملکہ مہرخ رہی یہ کہ ایک تماشا شد کوکب کا نامہ لایا ملکہ نے زر نثار کرا کر نامہ لیا
اور پڑھ سارا حال کہ بیچ مین خط نیرنگ ملی ہی اور یہ رقیم بھاگ بھاگ کر ہمشبیہ کے پاس باغ عیش مین مہرخ ہم بلواو اور
اپنے فرزند کی مرتبہ استقبال کرائے شہزادان جادو دلشت اُسکو بلواؤ اور دعوت کرو پھر رخصت کردینا یہ مضمون پڑھکر وہ
نامہ خواجہ کو دکھایا عمرو بھی بہت محظوظ ہوا اور رقیب کو رخصت کرکے سامان استقبال و دعوت ملکہ مہرخ مین بران انتظام ہی
ہوئی یہ تو مصروف انتظام استقبال و دعوت ہی اور افراسیاب بہ گرفتاری مہرخ اس طلسم مین آیا چاہتا ہی مگر اب پہلے
حال خسران مآل لقاے بدخصال و امیر فرخندہ فال بیان ہوتا ہے

داستان روانہ ہونا سحر نگاہ جادو قہر نگاہ کے بیٹے کا بمدد لقا اور راہ مین عاشق
ہو کر زوجہ طائر جادو ملازم کوکب پر چھین لینا اُسکے محل کا ساحران ہمراہ
سواری کا بھاگ کر جانا اور خبر کرنا طائر جادو سے اُسکا فریاد کرنا ملکہ بران سے
اور بھیجنا ملکہ مذکور کا ایک ساحر زبردست کو واسطے لانے زوجہ طائر کے اور
اُسی ساحر کے ہاتھ بطور مخفی نامہ بھیجنا شہزادہ ایرج نوجوان کو اور شہزادہ
نورالدہر کو نامہ لکھنا عمرو کا بصورت پوشیدہ اور بعد جنگ آنا زوجہ طائر کا شوہر
پاس اور بلوانا مہرخ کو استقبال کرکے بران کا اور پکڑ لیجانا جلسہ دعوت سے
افراسیاب کا اور زیر تیغ لیجا کر بٹھانا کوکب کا جاکر چھڑانا اور قہر نگاہ کا

لشکر امیر سے لڑنا اور مارے جانا المؤلفہ

تیرے قربان اے مرے ساقی
جو یہ فقرے بنا دیئے تو نے
دیدے تلچھٹ ہی مین ترے قربان
مفت مے کے مول مجھکو لیا
آخری وقت مین نہ دھوکا دے
صبح ہوتی ہے دیکھ اے ساقی
رات پچھلی کا اعتبار ہے کیا
بجتے پڑتے ہین کوس رحلت پر
نہ وہ ساقی نہ بزم کا جوبن
دل گئی اب کہان ہین سب کہان
مے کہان شب کا اب لب جوش
بادہ خواری کے دن تھے کس کے
گوشہ قبر مین وہ سوتے ہین
بانکپن لن ترانیان ہین کہان
باغ دنیا سے نامراد گئے
ایسے سوئے کہ کچھ نہین ہے خبر
اب کہان جشن کیقبادی ہے
ابر اور ماذن کے برستے تھے
نہ وہ پیر مغان کی عظمت ہے
نہ وہ رندون سے چھپے ہین اب
ملک ہین بادہ خوار باقی ہین
آخری ساقیا یہ صحبت ہے
مفلسون سے نہ ساقیا تو لگ
میکدے کو بنا دے جنت این
جاہ آئے ہو تم بھی جانے کو

کتنے خم میکدے مین ہین باقی
کر لے خالی دے جو سامنے کے خم
آ گئی ہے لبون پہ مرے جان
اب کہانی بھی تھوڑی باقی ہے
بس خدا [illegible] اب پلا دے مجھے
شب گیسو مین جو سفیدی ہے
صبح پیری سب موت کا ہوا
رات بھر کہہ چکا ہے افسانہ
نہ وہ شب ہے نہ تم نے مشغول
وہ کہان تمہین [illegible] دخوار نشے
سب پیتے تھے تو سب روادوش
آئی بھی موت نے نہ فرصت دی
ہمنشین [illegible] درگئے روشن ہین
[illegible] جام اپنا کو وہ سیر دست
میکدے سے کہان [illegible] دیکھ
نین جمشید سے قیا [illegible]
اب کہان میکدون مین شادی ہے
دان قدم رکھتے خوف ہوتا ہے
نہ وہ بنت العنب کی ہے رحمت
مغبچے دور ہے مین گردن مین
جا چکنے والے تیرے ساقی ہین
ہم سے آبرو ہے یہ میخانہ
کھیلتے ہین ہمین لنگوٹی مین بھی لگ
باندھ دے رنگ داستان کا مری
آخری جام اور اک پی لو

کیا مجھے سب بنا دیئے تو نے
کر دیئے ہوش میرے سارے گم
[illegible] تونے کرم بہت سا کیا
دیدے تیرے کرم کی ساقی ہے
رات تھوڑی رہی ہے اب باقی
[illegible] پھیلی ہے
دھیان [illegible] کی نوبت ہے
صبح کو میکدہ نہ تپیا نہ
[illegible] مین سب [illegible]
[illegible]
ہیون کھلنے نہ پائے بنتے تھے
چھوٹ جائی جو ہاتھ کی سفیدی
ان کی اٹھتی جوانیان ہین کہان
ہوگئے بادۂ فنا سے مست
کنج مرقد مین پاؤن پھیلا کر
نہ وہ جام جہان نہ باقی
میکدے مین جو [illegible] بستے تھے
میکدے مین پڑا ہے سناٹا
نہ بطون کے قہقہے ہین اب
کیسی افسردگی ہے کلیون مین
ہمیں رندون کا دم غنیمت ہے
دے ہمین جلد بھر کے پیمانہ
اب مٹا دے ہمارا رنج و محن
لوٹ ہو جائے جیسے سب کا جی
یہ فسانہ نشانی ہے باقی

بشنوی این فسانہ از لب یار	از شراب سخن شدہ سرشار	پھر کہاں تم ہو اور کہاں ساقی

سرمستان تنگ ظرف و سرشاران بادۂ پندار دہقان میکدۂ تقریر مین یون قدم دھرتے ہین اور شراب سخن پیمانہ تحریر داستان مین اسطرح بھرتے ہین کہ جب عرضیہ دختر شاہ طلسم قہر نگاہ پہونچی خوف عتاب بادشاہ سے اسیوقت اپنے بیٹے سحر نگاہ کو بارہ ہزار ساحرون سے جانب لقا روانہ کیا اور آپ بھی عازم روانگی ہوئی مگر بیٹا اسکا جو بخشم و خدم روانہ ہوا اژدر دہان پر سوار تھا طاران سحر پر سوار ہر ساحر غدار رقابر درے ہوا وہ لشکر اڑتا سیر کوہ و دشت کرتا قریب کوہ عقیق پہونچا اور ایک کوہ پر مقام سبز دیکھ کر قیام پذیر ہوا کہ کل کو کوچ کر کے لشکر بغداد مین پہونچ جاوینگے غرضکہ اس مقام پر ٹھہر کر سیر و تماشائے گلہائے رنگا رنگ کرنے لگا اور تفریحاً پہاڑ پر چڑھتا تھا کہ ناگاہ بردے ہوا عجب تماشا نظر آیا کہ بہت سے ساحر سرخ سرخ پگڑیان باندھے تلوارین کاندھون پر رکھے اڑتے جاتے ہین اُنکے پیچھے کچھ چوبدار عصائے نقرئی لیے صدائے طرقوا لگاتے ہین اور ایک محافہ زرین دو عقاب لیے ہوے سنبھالے جسکا چھپر جواہر دوزی سے بستہ زمین ایک جانب کو جاتے ہین محافہ کو کیا بیان کسن بہاری بہار یا ان گیر سے بن لباس تحفہ سے آراستہ زیور جواہر کار سے پیراستہ جھلملیان طلائی سرو تیر لگائے ہین محافہ مین وہ شعلہ حسن سوار ہے کہ جسکے عارض پر نور کا پرتو پردہ سے نظر آتا ہے [illegible] شمع شبستان رخسار ہے محافہ برج حمل ہے وہ آفتاب تابان ہے تمثال ثریا معدن مین گوہر ہے یا نور کے ہالہ مین قمر ہے پردہ فانوس مین شمع روشن ہے یا سینہ عشاق مین خیال رخسار یار پرتو ہے یہ کیفیت جو اسنے دیکھی براہ شرارت ایسا سحر پڑھا کہ دستک کی کہ عقاب بیک بار اڑنے سے تھکے اور جب وہ گرنے لگے تو زمین پر اتر آئے انکے اترنے سے ہمراہیان سواری بھی اترے اسنے قریب محافہ جاکر پردہ اٹھانیکا قصد کیا ملازمین تیغ ہوئے چوبدار اور سپاہی عصا اور تلوار پکڑ کر آگے بڑھے کہ خبردار ہماری ملکہ کی سواری ہے یہ جادہ ادب سے قدم آگے نہ دھرنا اسنے کہنا انکا نہ سنا اور ایک دم سحر پڑھکر مارا کہ دھوان زمین سے پیدا ہوکر ہر ایک کی آنکھون مین لگا اور ہر ایک اندھا ہوا از بسکہ وہ لوگ جاہل تھے [illegible] سے کیا اڑتے ہین کچھ تو روتے [illegible] رکتے تھے کہ او رہزن راہ عصمت یہ جو ملازم شاہ کوکب خائن جادو کی عزت بڑی سمجھے [illegible] شوہر کے [illegible] جو تونے یہ رہزنی کی دیکھ تو کیا ملتا ہے سر تیرا [illegible] اور سزا اس کردار کی تیری جان پائیگی [illegible] دو عقاب جو محافہ اٹھائے تھے وہ بھی ساحر تھے بدور سحر بصورت عقاب کی بنائے تھے منتر [illegible] پڑھا اسنے ایک تیغ [illegible] مارا کہ وہ عقاب جو سامنے تھا اسکے سینے پر پڑا اور پشت سے گذر کر [illegible] اپنے بھائی کا یہ حال خراب [illegible] اڑ کر اپنے مالک کیطرف گیا کہا یا سر بیٹے ظلم کرنے [illegible] سمجھا تم کسی سے [illegible] دستی پر [illegible] ناموس مین رخنہ پردازی کیجاے [illegible] سامری ولقا کو کیا تیری جورو اور بیٹی نہین ہے یہ ظلم شاہی کہین ہے اسنے جواب دیا کہ کوکب ہمارے بادشاہ سے منحرف ہو گیا اور عمرو کے ساتھ دین بھی اپنا کھو دیا ہے [illegible] یہ ظلم کرنا اسکے لازم ہے [illegible] یہ کہکر [illegible] وہ خون جگر سے خاموش ہو رہین اور اسنے پردہ محافہ کا اٹھایا حسن جگر سوز اس پردہ نشین [illegible] سے عزت نظر آیا کہ جسکا سواد زلف کشور دل مین اندھیر مچا دے اور اقلیم جسم کی اُسکی تلاش مین برباد ہو جاے چہرہ اسکا آئینہ مہر کو روبرو [illegible] رخسار آتشین اُسکا خانہ دلین آگ لگاتا چشم و ابرو وہ سر سنگ غدار [illegible] جان داباد لوٹنے پر تیار ہر لب ترک اس کا

برگ گل کیا عقیق یمن کو شرماتا دہان تنگ کے سامنے غنچہ سربستہ منھ کی کھاتا کوزہ قند و نبات پانی پانی ہوکر بہ جاتا ہاں مین خال رخسار حور رشک صباحت میں چشم حور کا نور تھا چشم نشان رسیں تھی مشتاق جسکی رو دلیلی تھی چھاتیاں اسکی انمول کاٹ سڈول کر قطعہ

مگر غمگین و مضطر تھی وہ گل رو | بہے تھے روئے رنگین پر جو آنسو
تو گویا وہ لڑی تھی موتیوں کی | کہ سہرے کی طرح چہرے پڑی تھی
جمال روئے شوہر یاد کرتی | دلہن تھی حسرتوں سے آہ بھرتی
بھر آیا حسرتوں سے دل جو اکبار | کراہا جو جگر سے پایا سے خبردار
کہ تا کب ساتھ رہنا تم ہمارے | کہ تاکرین فرشتے بھی نظارے
طبیعت نے جو سمجھایا اشارا | مثل بید کانپے جسم سارا
مگر آن اپنے دل سے تھا بکتی | سخن تا لب حیا سے آ نہ سکتا

سحر نگاہ اس آفت جان پر ہزار جان سے فریفتہ اور شیدا ہوا اور سحر پڑھکر اپنے ملازمونکو بلوایا اور فرمایا کہ اسے اپنے لشکر میں لاؤ اور یہ خیال ستایا کہ یہ بی بی ہر وہ ضرور آپکا جھگڑا اپنے تو پالے خدمت خداوند میں اسیوقت اس نازنین کو بحکم خداوند لقد پر کہ سب مجھے دلا دینگے شر سے اسکے شوہر کے بچا لینے پہ مجبور کرکے اسیوقت کوچ کیا ساتھ لیا لیا اور اپنی کنیزون اسکے ہمراہ تھین یہ سمجھ کر تب لشکر اپنا جو نزدیک لئے آیا تو اہل لشکر کو خبردار کیا علامت سحر کیا دیکھ وغیرہ دیکھکر استقبال کو آئے اور بعزت تمام لشکر میں لئے لشکر خداوند سے قریب بارگاہ نصب ہوئی اس بارگاہ میں زن طلسم کو رکھا آپ خدمت لقا میں آیا سجدہ کرکے نذر دی خلعت پایا ازبسکہ مشتاق دیدار مہرخ تھا تو کچھ دیر ٹھہر کر اپنی بارگاہ میں آیا اور وقت وہ زمانہ بھی ہو چکا تھا کہ شاہ مہر کوہ افلاک محافہ مغرب میں جا کر سوار ہوا تھا اور پردہ شب گرد محافہ عالم پڑا تھا کہ یہ قطعہ ابیات

جبین فرسا ہوبان لب عرض مطلب | عجب صورت سے تھا وہ بوالہوس تب
کہ عکس رو ہے مثل حسن جانان | نگاہ و چشم سے دست و گریبان
جسے تھی رغبت شہوت پرستی | وہ آیا قرب زن از جوش مستی
مگر تھی وہ اسیر دام تقدیر | تمنا اسکی تھی شایان تعزیر
عجب صدمے سے زانو پر جھکی تھی | رخ اپنا آنسوؤں سے دھو رہی تھی
وہ [illegible] انسان سیہ رو | نہایت زشت پیکر مرد بدخو
نگاہ جوش میں لبالب کیفیت مستی | [illegible] دل سے خیال شہوت پرستی

اس عورت پاکدامن نے اسکو دیکھا وہ بہت ڈری اور دہشت زدہ ہوئی ہاتھ اٹھا کر مخاطب ہوئی کہ بیچ غیر شوہر کھا کر اٹھی نصیحت کی عصمت کا خیال کر ورنہ اسی نامرد کی خبر ہوگی اور وہ ذلت ہوگی اگر تو مجھ کو چھوڑ دیگا تو تیرے حق میں بہتر ہوگا دلدار پیارے شکر کا خداوند لقا کرا ہوں اور کسی

خدا سے مین نہین ڈرتا شوہر تیرا اگر یہ سر سقہ بہ نہ ایگا تو وہ سزا پائیگا اور ملے جان جہان میرا تو تیرے عشق مین یہ حال ہے کہ **فرد** مارا گیا تب گذرا بوسہ سے ترے ہے کے ملک تیر بھی ارکا تھا تو چین بہتی تا وہ اُس نازنین نے جواب دیا کہ اگر تو نے مجھے چند روز کی مہلت دی اور زبردستی میرے ساتھ کی تو مین خنجر مار کر مر جاؤنگی یا میرا جیا ہونگی جب اُسنے یہ مضمون سنا چار بارگاہ سے نکل خدمت خداوند مین آیا اور اپنے درد دل سے **بختیارک** کو آگاہ کیا اُسنے صلاح بتائی کہ تم ان مسلمانونسے مقابلہ کرکے بہت جلد ہلاک کرو تمھاری زبردستی دیکھ کر کوئی پھر ارادہ رہائی کا نہ کریگا اور وہ معشوق بھی راضی ہو جائیگی اُسنے کہا اچھا پھر سیوقت طبل جنگ بجے تاکہ کل مین سب اہل اسلام کو غارت کردون زیادہ اس جنگ مین عرصہ نہ کھینچے **بختیارک** نے حسب منشا اُسکے لقا سے عرض کیا اُس گبہرنے حکم نقارہ حرب بجنے کا دیا عیار نقارخانہ مین گئے طبل جنگ پر چوب پڑتی ساحر دمین نفیر سحر کی مرکائے لشکر اسلام کے خبر لیکر خدمت بادشاہ اسلام مین گئے اسکے دربار مین سردار جمع تھے کہ ہرکارے خبر آگاہ دیر ٹھہر کر بعد زمین بوسی دعا و ثنائے بادشاہی زبان پر لائے اور خبر عرض کرنے لگے **قطعہ**

ایسی ہے ترے عہد مین اسلام کی عزت	ہے رشتۂ تسبیح رگ جان کے برابر
گر سو ہون زبانین مری مثل گل صد برگ	ہو شکر نہ تیرے کل احسان کے برابر

اسوقت ہو سحر غدار آئی ہے اُسنے کچھ سامان کرکے طبل رزم بجوایا ہے یہ کہکر جب ہرکارے چلے گئے شاہ گردون بارگاہ نے بھی حکم نوازش طبل سکندری دیا پنجی اوس حربی ادھر بھی گڑ گڑ ہوا اور دربار برخاست ہوا ہر سردار اپنے اپنے مقام پر آیا استعمال سلح خود مست کرنے لگے ہر جا مین جوش تن ہوا آراستہ و پیراستہ ہر ایک صف شکن ہوا درست اسباب جنگ ہوا تیغ و خنجر کی جھنکار تھی کہ طرز رگ فلک کے بادلی تھی شمشیر ہلال صاعقہ خصال شعلہ بار تھی بجلی تلوار کی جب چمک جاتی تھی چشم مہتاب جھپک جاتی تھی ضیا بازی شمشیر نے ابر خنجر مطلع صاف ہونیکی خبر دیتی سپیدۂ صبح خون برسنے سے آگاہ کرتی **لمولفہ**

جوہر تیغ جو تھے چمکتے تھے	نکلے تھے چرخ رزم پر تارے
حلقہائے زرہ کمان پر جوش	تھی شجاعت جو انکی صفتہ بگوش
باتین آپس مین کرتے تھے جوان	کل عدو کے لئے ہے نوک سنان
جان لڑائی مین ہم لڑا دینگے	نام رستم کو ہم مٹا دینگے
شور بوق و نفیر و طبل و دہل	کرتا تھا یہ چارسو سے غل
ہان دلیرو کہی نہ گھبرانا	نام گر چاہیے تو مر جانا

رات بھر تیاری سامان جدال مین بہادران روزگار نے بسر کی آخر ترک شب شاہ خاور کا بول بالا ہوا گیا ساحر ظلیل کو سوائے بھاگنے کے اور کچھ نہ بن آیا رخ پردۂ عدم مین چھپایا کہ بموجب **ابیات**

کہ جب روئے سحر نور بخشا	ہر اک جانب قریب و دور بخشا
صدا لشکر سے پھر آئی گجر کی	اذان دی ہر موذن نے سحر کی

لشکر ساحران شب بھر سحر خوان رہتا دم سحر ہمہ خلیل جانب میدان روان ہوا لقا بھی فیل پر سوار ہو کر وارد دشت قتال ہوا

ہونے لگے غول بندھنے لگے مورچوں کے بند و بست ہوئے زمین پست و بلند کو ہموار درست کرنے لگے امیر کشور گیر بعد فراغ نماز
سحر مسلح و مکمل ہو کر اشقر پر سوار ہو کے در دولت شاہ باتوقیر پر آئے بادشاہ فلک جاہ جب برآمد ہوئے مجرا و سلام بجا لائے ہر سردار ذی مرتبہ
کا ہوا سامان باد بہاری آگ پر چڑھ ہجلوں نے گھوڑے کو اڑایا نقیبوں نے نعرہ کا سنایا صبح کا وقت نور کا ترکا منقبت سند
نقیبوں کا پڑھنا نسیم سحری کا فرق طناز دگلوں کے ٹیکے کیطرح کھلنا ہو جانا بہادروں کے دلوں میں ہمارے شجاعت کا بڑھنا عمر کبود کا اطراف
سبزہ کا عجب بہار دکھاتا تھا بوستان شجاعت پھلا پھولا نظر آتا سبزہ رنگ جوانوں کا بڑھتا سبزہ لہلہاتا کیفیت دکھاتا اس شوکت
و شان سے بڑی آن و بان سے سواری بادشاہ عالم پناہ کی صحراے کارزار میں پہونچی

نظم

بپوشید شد چشمهٔ آفتاب	به پیکانهای درخشان چو آب
فروغ سر نیزه و تیر و تیغ	نماید چنان چون ستاره بمیغ
همه یکسر از جای برخاستند	جهان را بجوشن بیاراستند

جب وارد میدان نبرد ہوئے صفیں جنگ کی میمنہ و میسرہ وغیرہ کی ترتیب کے بعد قلب لشکر میں تخت شاہ اسعد کیا شہزادہ قاسم
ہوا معروف لشکر سے چالیس قدم آگے بڑھ کر امیر کا اشقر ٹھہرا علم اژدر پیکر کا پھریرا سر پر کھلا چلے کی کو سے اژدر پیچان سے
صدا لے صاحبقران یا صاحبقران آنے لگی خوشبو دشت میں مشک و عنبر کی آتی نقیب للکارے کہ کیٹ پکارے کہ جنگل میں آج جنگ جو
مرد یا بیری کو مارو بہت سپوت مائی کے لعل جیالا بارور ژن کو دیکھ کے جی بہل ہی جان تو قوم میں سکی جلدی پہ صدا سنکر بہادر جوش کے
سحر نگاہ اژدر یا ڈر کر حسب فرمان لقا کے ہمگھر میدان میں آیا آگ پتھر برسا کر بہت کچھ نیرنگی سحر دکھلا کر للکارا کہ لے بندگان
مغضوب خداوندی تاب ہے مرگ تمکو ہو تو آب تیغ پی جاؤ اس نصیب کو سنکر طول شجر مست ہر یہی لازم قاسم خاوری نے
دست جیب سے گیند لا اپنا نکالا اور شہزادہ قاسم کیطرف بہر اجازت پائی ہو تھا کہ شہزادہ موصوف نے اشارہ کیا وہ بہادر سامنے
تخت بادشاہ کے آیا شاہ عالیجاہ نے حسب استدعا اسکے سپرد فرمایا وہ گیند اچھال کر کے مقابل حریف پہونچا اسنے ضربت
طلب کی اسنے فرمایا کہ یہ کام اہل اسلام کا نہیں کہ پیشدستی کریں تو اول جو حملہ اپنا نکال لے جب خدا تیری ضربت سے ہم کو
بچائیگا اسوقت دیکھیو جو کچھ سانحہ گذریگا سحر نگاہ اسکی باتوں پر ہنسا اور سحر اسنے پڑھا کہ ایک بجلی آسمان پر چمک کر اس
بہادر پر گری مگر اسنے اپنا جلد گیند اوپر اچھالا کہ بجلی زمین میں سما گئی اور یہ بہادر پہلے ساحر بیباک ٹھہرا اور پکارا کہ خبردار
ہوشیار ہو کر زمانہ آہنا قریب پہنچا یہ کہکر ساطور گرانبار اسکے سر نحس پر لگایا اسنے ساطور کی چوٹ سے بچکر اژدر پر سے اپنے
تئین گرایا اس جلدی میں ایسا گھبرایا کہ سحر یاد نہ آیا چوٹ ہٹ کر ساطور کی زد سے الگ ہوا اژدر پر ساطور پڑا کہ ایک شعلہ اسکے
جسم سے نکلا اور بسکہ سحر کا اثر تھا اس سبب سے جلگیا یہ سوار گیند اچھالکر بسان ملک الموت سر پر اس نابکار کے پہونچا ابکی اسنے
گھبرا کر سحر پڑھا کہ زمین میں جسم نحس اسکا سمانے لگا لیکن جبتک پورا زمین میں سمائے اس دلاور کا ساطور سر پر پڑگیا گیو کہ سر زمین میں
ہونے پایا تھا پس سر اسکا شق ہوگیا مگر وہ ساحر بہ زخمکاری سر بھی زمین میں کر لیا اور اپنے صف لشکر کے قریب جا کر نکلا جب
دیکھا کہ سر اسکا زخمی ہے اور اسنے اسی حالت میں سحر پڑھا کہ اس بہادر کے دست و پا بے طاقت ہوئے ایک پنجہ گیند سے
اٹھالیگیا پھر ساحر نگور نصیب نے ایسا لشکر اسلام سے سروران جانے لگے لیکن جو گیا اسنے دور ہی سے حربہ حلقہ بھیجکر

گرفتار کرلیا اور راز ہمکو آپ نے معلوم ہو چکا تھا بعد گرفتار کرنے چند سرداران نامی کے جو کہ ہمرکاب تھے دونوں طرف اپنے اپنے مقام پر آکر آسودہ ہوئے بادشاہ اسلام سرداروں کیلئے رنجیدہ ہے اُدھر ساحرہ حرم سرکی تیمارداری میں مصروف ہوا چندروز مقابلہ موقوف رہا یہاں تو یہ سانحہ گذرا اُسطرف طلسم کوکب میں طائر جادو کو بسبب مدت نہ دیکھنے زوجہ کے امید تھی چشم مشتاق دیکھتی گھر خالی از غیر کیا تھا آنکھوں کو سوزن در بنایا تھا جام و صراحی جھکی پر قریب پلنگ لگایا تھا پلنگ پر ادھر پڑا اُٹھتا پانی بڑی بھی شاق مفارقت کی گذری تھی کبھی اٹھکر ٹہلنے لگتا تھا از بسکہ نو داماد تھا خیال قامت رشک شمشاد رکھتا تھا قمری نمط نالہ و فریاد کرتا تھا یاد گل میں بہ رنگ بلبل فغان زیر و زبر ہوتا اور کہتا کہ نظم

مبادا کہ بادِ غم دیتی تھی آواز — ابھی ضبط نالہ ہر وقت ناساز

کھلے گا راز دل میرا کھلے گا — زمانہ آنکھ طعنے مجھکو دیگا

یہ بیتابی نہیں جانے کی خالی — شادی کی طبیعت کی بحالی

اسی امید و بیم میں بیٹھا تھا کہ یکایک وہ عقاب در سے حیران ہمراہ سواری زوجہ روتے پیٹتے آکر یہ پوچھا اُسنے گھبرا کر اُسے پوچھا کہ ع سنہ دستو کہو تو یہ دن نے کیا کیا ان لوگوں نے خبر کیفیت ظلم ساحر یعنی سحر نگاہ کی بیان کی وہ بہ مدد لقا جاتا تھا تیری زوجہ کو چھین لیگیا یہ سنتا تھا کہ اسکو غش آگیا اور جب ہوش آیا اُسیوقت درباری لباس پہنکر قلعہ ہفت رنگ میں آیا اپنے باغ میں ملکہ بہاران مع عیار سامان دعوت مہرخ کر رہی ہے کہ محلدار نے حال طائر عرض کیا کہ وہ روتا ہوا آیا ہے اور امید باریابی رکھتا ہے ملکہ نے کہا بلاؤ جسب حکم طائر حاضر ہوا اور سامنے آتے ہی پگڑی اپنی دے ماری اور پکارا کہ ہائی ہی ملکہ میری جان اور آبرو دونوں برباد گئی ملکہ نے سبب گریہ و فریاد استفسار کیا اُسنے کل کیفیت چھین جانے زوجہ کی بیان کی ملکہ نے ارشاد کیا کہ میں ابھی تیری بی بی کو بلوائے دیتی ہوں یہ کہکر عمرو سے کہا کہ آپکی اجازت اگر ہو تو سحر نگاہ کو بھی قتل کرڈالوں عمرو نے کہا اس سے کیا بہتر ہے یکی اور یہ پوچھ شکر اسلام آفت سے بچیگا لیکن یہ خیال ہے کہ حمزہ کیسکی مدد نہیں چاہتے ہے اور جو کوئی ساحر انکی جانب لڑنے جاتا ہے تو وہ ناراض ہوتا ہے بہاران نے کہا یہ جھگڑا دوسرا ہے ہم خود سحر نگاہ کے مدعی ہیں کہ اسنے ہمارے ملازم کی زوجہ کو چھینا ہے عمرو نے کہا اچھا جو صاحب لڑنے جائیں وہ پکار کر سر میدان کہدیں کہ ہم آپ ہی لڑنے آئے ہیں اس سبب سے کہ اسنے یہ حرکت کی ہے ہم حمزہ کے طرفدار نہیں ہیں پس پھر حمزہ ناراض نہوگا ملکہ نے فرمایا کہ ایسا ہی ہوگا عمرو نے کہا تو میں عریضہ خدمت حمزہ میں اپنے حال کا لکھدوں جو صاحب جائیں لیتے جائیں ملکہ نے کہا لکھیے خواجہ نے اپنے ہاتھ سے یہ عرضی تحریر کی اور اسمیں حال کوائف یہانکے اور طلسم ہوشربا کے سند سج کیے اور لکھا کہ مجھکو اشتیاق بدرجہ کمال آپکی قدمبوسی کا ہے دعا فرمایئے کہ طلسم جلد فتح ہو اور میں آپکی خدمت میں حاضر ہوں باقی سب سرداران عالیشان کو سلام و دعا پہونچے اور میری بیبی نے خیریت کہدیجیے گا اور لڑکوں کو بوجھ بیجیے گا یہ لکھکر بہاران کو دیا کہ بھیجدیجیے ملکہ نے فوراً سحر پڑھکر زمین شق ہوئی اور ایک ساحر سیہ فام گرزنیک بند و خوشنما نجام جبو لا اسباب ساحری کا گلے میں ڈالے زمین سے نکلا اور ملکہ کو تسلیم کرکے ٹھہرا ملکہ نے خطاب کیا کہ اے آہن تن خوار جادو تم جانب کوہ عقیق جاؤ بارہ ہزار ساحر ہمراہ لو یہاں سحر نگاہ نام ایک ساحر فرستادہ افراسیاب ناکام بہ مدد لقا آیا ہوا ہے دسمنے یہ ستم برپا کیا ہے کہ ہمارے ملازم کی زوجہ کو

چھین لیا ہے پس اس بیچارہ کو وہمیں دار البوار کرنا اہل اسلام کو لڑنے نہ دینا کہنا یہ ہمارا حریف ہے آپکی مدد کو نہیں آئے ہیں ملکہ ذات یہ تم دکھائے ہیں سب حال طائر کی زوجہ کا بیان کرنا اور اس عورت کو بحفاظت یہاں سے آنا یہ حکم حکم سنکر ساحر نے چاہا کہ رخصت ہو مخمور نے کہا اے بلکہ تو ذرا ٹھہر ایسے تو ایک چیز میں بھی دوں ملکہ نے اس ساحر کو روکا اور کہا لاؤ کیا دیتی ہو اُسنے کہا کہ ایکبار میں لشکر اسلام میں گئی تھی اور وہاں شہزادہ نور الدہر والا قدر سے ملاقات ہوئی تھی تو اُس شہزادہ نے فرمایا تھا کہ طلسم کے خاصدان اور عطردان وغیرہ بہت نایاب ہوتے ہیں دستکلف یہ کہ ایسی چیزیں جواہر کی بصورت طائران بناتے ہیں اور وہ جانور کل کے زور سے باتیں کرتے ہیں پس آپ کمیں سے مجھکو ایک خاصدان بھیجدینا چنانچہ حسب فرمائش شہزادہ مذکور ایک ہُدہُد جو کا جو بظاہر ہُدہُد ہے اور اصل میں خاصدان ہے میں نے پیدا کیا ہے اس ساحر کو دیدیجیے کہ شاہزادہ موصوف کو دیدے یہ بیان مخمور کا سنکر عمرو سمجھ گیا کہ یہ بلقیس وش اپنے سلیمان کو ہُدہُد کے حیلہ سے نامہ بھیجتی ہے کیونکہ عمرو راز عاشق مخمور و شہزادہ مسطور سے آگاہ ہے پس بے اختیار ہنسا اور کہا اے ملکہ جب وہ خاصدان لے آؤ مخمور داؤ نسے اپنے مکان آرامگاہ میں کہ جو بران لے جگہ رہنے کو دی ہے آئی اور ایک نامہ بصد شوق شہزادہ کو تحریر کیا سیاہی کے عوض سویدائے دل صرف فرمایا خامہ کے بدلے نوک مژگان سے کام لیا یہ مضمون فراقیہ بہزاران شوق لکھا۔

نامہ ملکہ مخمور سرخ چشم بنام شہزادہ نور الدہر والا قدر لمؤلفہ

اے بلبل باغ دل ربائی
سر حلقۂ مہوشان عالم
مرغوب سمنبران عالم
نوبادۂ باغ کامرانی
غواص محیط آشنائی
تیرا ہے حسن تا قیامت
اکدم نہیں اب مفر محن سے
اب دوست بھی ہو گئے ہیں دشمن
ماتم ہے خوشی کی انجمن میں
نرگس ہے بہ رنگ چشم حیران
سنبل ہے مثال مو پریشان
گلشن میں صبا ہوئی ہے برباد
ہے سب سے زیادہ بیقراری
کھانا بھی ہمارا چھٹ گیا ہے

اے قمری سرو آشنائی
سردار گروہ مہ جبینان
محبوب جہان و جان عالم
رونق دہ قصر دلربائی
حسن رخ حور خوش ادائی
جب سے میں جدا ہوں تجھ سے جانی
بیزار ہوئی ہے جان تن سے
آہو کی طرح جدا ہوں بن سے
ہر گل کو ہے بیکلی چمن میں
قمری سے جدا ہوا ہے شمشاد
لالہ کا ہے داغ دل نمایان
آرام نہیں مجھے کسی دم
رہتی ہے تمہاری انتظاری
ویران ہے نظر میں میرے بستی

سرخیل سخنوران عالم
شاہنشہ زمرۂ حسینان
گلدستۂ گلشن جدائی
مقبول جناب کبریائی
اللہ رکھے تجھے سلامت
راحت کی نہ کوئی بات جانی
نظروں میں ہے خار سارا گلشن
بو گل سے جدا ہے گل چمن سے
ہے خار نظر میں سب گلستان
ہے قید الم میں سرو آزاد
بلبل کو نہیں ہے گل کی اب یاد
غم سے ہے مرا عجب عالم
سب حسن کا مال لٹ گیا ہے
ہوں چھٹنے کو ترے ترستی

جانی میں تجھے کہاں سے پاؤں
کس طرح بھلا گلے لگاؤں
دنیا میں تو میری عیش تو ہے
جانی یہ کمال آرزو ہے
جس روز میں دیکھوں تیرا چہرہ
مسجد میں چڑھاؤں جا کے سہرا
مانی ہوئی منتیں بڑھاؤں
اللہ کا طاق بھرنے جاؤں
اب جلد خدا دکھلائے وہ دن
ہم ایک گھڑی رہیں نہ تم بن
پھر وصل کے ہوں میں تم سے سامان
پھر دل کے نکالیں خوب ارمان
یہ حق سے دعا ہے اب ہماری
اسلام طلسم میں ہو جاری
ڈنکا بجے پھر ترا دوبارا
دشمن کا جسد ہو پارا پارا

یہ نامہ محبت مشحون لکھکر ایک جواہر کا ہُدہُد بزور سحر بنایا اور اسمین ایک سیر سحر کا بٹھایا اس سیر سے حکم دیا کہ جب شہزادہ **نور الدہر** تنہائی مین ہو ہُدہُد لیجائے اُسوقت یہ نامہ اسکو دینا اور کہنا آپ بھی جواب اگر لکھیے تو بطور مخفی اسیطرح لکھیے نہین تو جواب لکھنے کے عوض زبانی پیام کہدیجیے سیر یہ حکم سنکر ہوا کیطرح قالب ہُدہُد مین نامہ لیکر بیٹھا اور اُسنے ہُدہُد لاکر **بران** کو دیا اُسنے آہن تن کے حوالہ کیا مگر دلمین محبت شہزادہ **ایرج** جوش زن ہوئی کچھ سوچکر اس ساحرہ سے کہا کہ ملکہ بلور دختر آئینہ دار جادو مالک طلسم آئینہ شہزادہ **ایرج** پاس ہے اور وہ میرے ساتھ کی کھیلی ہے اسکو ایک کبوتر جواہر کا مین دیتی ہون تو پہونچا دینا یعنی شہزادہ موصوف کی وہ بی بی ہے تم شہزادہ ہی کو دینا وہ دیدینگے یہ کہکر آپ بارہ دری مین **عمرو** کے پاس سے اُٹھکر گئی اور یہ جب **بیت** سواد دیدہ دل گرم نوشتم نامہ سوے تو * کہ تا ہنگام خواندن بچشم من افتد بروے تو * ایک نامہ محبت آگین شہزادہ **ایرج** والا تسکین کو لکھا مضمون یہ تھا

نامہ ملکہ بران شمشیر زن بنام شہزادہ ایرج صف شکن لمؤلفہ

اے زینت بزم ماہرویان
اے افسر مجمع حسینان
اے دلبر ذی کمال و ذی جاہ
اے مہر جمال و غیرت ماہ
صدقے ترے میری جان یکجان
اللہ رہے ترا نگہبان
بعد سلام شوق ایجان
سنیے یہ قصہ پریشان
کیا ہے یہی عاشقی کا شیوا
کیوں جی یہی چاہیے تمہیں تھا
دل لے کے کیا ہے ہم کو بدنام
اب ہم سے بھلا تمہیں ہے کیا کام
غفلت وہ کون سی ہے ایجان
جو ہم سے ہوئے ہو ایسے انجان
الفت کی وہ ساری تم نے رسمین
کیوں دل سے بھلائیں کھا کے قسمین
منہ دیکھے کی تھی وہ ساری الفت
کچھ دل سے نہ تھی ہماری الفت
اپنا تو یہ حال ہے مری جان
ہر وقت تمہارا دل کو ہے دھیان
طاقت نہیں پاؤں کیا اٹھائیں
کیونکر تمہیں جا کے دیکھ آئیں
رشک آتا ہے سنکے حال اغیار
ہے جنکو نصیب طلعت دیدار
کیا کیا وہ مزے اٹھاتے ہوں گے
جب پاس تمہارے جاتے ہونگے
اک ہم ہیں فراق میں گرفتار
مقبول کشاکش صد آزار
الفت کا یہی ہے شاید انجام
لینے نہ ہو ایک لحظہ آرام
جب آتی ہے یاد روے روشن
تر ہوتا ہے آنسوؤں سے دامن
دل اپنا جو ہم مسوستے ہیں

اس طرح سے تم کو کوستے ہیں
مستی سے اسے رہے اداسی
رخسار کا دل ہو روز ماتم
ہو تیر مژہ سے دلفگاری
حسرت سے لبوں کو اپنے چوسے
کیا دل پہ گذرتی ہے مری جان
ہے تیری سزا یہی کہ تو نے
ہے جوش ہوس کی سب یہ تحریر
دیتے ہیں دعا میں دل سے سو آن
ہے دل سے دعا کہ رب اکبر
اور وصل کی شب کو پیارے ڈھو
اس لب کو نہ اور کوئی چوسے
مشتاق ہیں اے صنم تمھارے
بس کر چکے حال دل کا اظہار
جبتک کہ یہ آسمان ہے باقی
ہے آرزوے وصال جب تک
جبتک ہیں یہ قصے بے تامل
ابرو ہیں تیرے شمشیر خونخوار

یارب جو کوئی ہو اس کا دلدار
ہو کاکل پرشکن کی پھانسی
ابرو کرے کار تیغ قاتل
آنکھوں سے ہو جوے اشکباری
ہم اسپہ ہنسین کہ اب کہو صاف
کیوں رخ ہے کدھر کدھر کو دیکھا
دل لے کے کیا تھا ہم کو برباد
لیکن یہ غلط ہے اپنی تقریر
ہیں بندۂ بے درم تمھارے
دکھلا دے تمھارا روے انور
پھر لب سے ہمارے لب ملاؤ
اس خانۂ حسن کو نہ موسے
ملہ کبھی تو منھ دکھاؤ
لکھتے ہیں دعا میں چند اشعار
ہے جب تک ہجر و وصل جانان
معشوقوں کا ہے خیال جبتک
ہو جلوہ فروش حسن تیرا
ہر روز لیں نئے گنہگار

آزردہ رہے وہ اس سے ہر بار
ہو زلف کی شب اسے شب غم
دل پہلو میں تڑپے مثل بسمل
بوسوں کی ہوس میں آرزو سے
بہکاؤ کچھ عاشقی کے اوصاف
مارا مجھے تیری آرزو نے
ہو قید الم سے تو نہ آزاد
ہم دل سے ہیں تیرے دست بیجان
گو تم نہیں پر ہیں ہم تمھارے
پھر آکے گلے ہمارے لپٹو
اعجاز عیسوی دکھاؤ
کب دیکھیے ہوں کرم تمھارے
آؤ مری جان جلد آؤ
یارب جب تک جہان ہے باقی
عاشق کے ہر دل میں درد نہان
جبتک ہیں جہان میں بلبل و گل
تجھ پر رہے اک جہان شیدا
یارب رہے دوست میرا خوشحال

دوست اسکے ہوں شاد خصم پامال

یہ نامہ مثل مجموعہ قالب کبوتر میں بیٹھا کر رکھا اور کبوتر لاکے حوالہ آہن کیا اور خلعت رخصت دیا آہن وہاں سے اپنے مقام پر آیا اور بارہ ہزار ساحر چیدہ منتخب روزگار اپنے ہمراہ لیا بڑے کبل و حشم سے جانب کوہ عقیق روانہ ہوا یہ تو ادھر سے روانہ ہو مگر سحر نگار جو زخمی ہوکر بھاگا تھا بلبل چھ روز تک اپنی بارگاہ میں رہا زخم کی تیمارداری کیا کیا جب التیام زخم ہوا اپنی بارگاہ سے نکل کر خدمت لقا میں آیا اس گمراہ نے مزاج پرسی کرکے بخاطر تمام بٹھایا یہ جھیکر شراب پیا لیا جب وہ وقت آیا کہ ساحر شب نے بتخانہ عالم میں داخلہ کیا اور ہلال فلک نے دوت کے بیے کر جھکائے ظاہر ہوا اکظلم

کہ استنے میں چھپا مہر جہانتاب
سیاہی چھا گئی صحن جہان میں
نظر آنے لگے ظلمت کے اسباب
بڑھا سوز امتزاج آسمان میں

ساحر مذکور نے خداوند سے کہکر حکم نواخت طبل رزم دیا عیاروں نے جاکر طبل جمشیدی بجایا ساحروں میں نفیر و ناقوس

کوہ طلا تلیان لوتی یان للکارتے خدمت شاہ اسلام مین آئے اور بعد دعا ثنا کے خبر نقارۂ حرب بجنے کی گذارش کی
یہان بھی کوس اسکندری حسب الحکم شاہ نامور چوب پڑی صدائے نقارۂ بحر عالم مین موج زن ہوئی نہنگان قلزم جرات شناوران
محیط شجاعت دریا ہے خیام مین اپنے مقام راحت و آرام مین آئے بحر آہن مین غوطہ زن ہوے ارادے دریا کے پاٹ کی
طرح بڑھ گئے نامردی کنارہ کیے تھی پاؤن حوصلے کے گڑ گئے کشتی جان تہ کہ وعلا خم حیرت ورجہ مین گرفتار دم سحر سب جانتے تھے
کہ بیڑا پار ہے زورق تیغ مسافران بحر فنا کے کھیوے بار آتا ہی گی موت چو وجلو بچار ہے گی مات بحر ابر گینہ پر وری چھایا ہے گا
صبح مطلع صاف نظر آئے گا نظم

غرض اُس شب کو دونون سمت لشکر	ہوئی تیار بہر جنگ بہر
ارادے تھے کہ سر تن سے اُتارین	عدو کو ڈانٹ کر میدان مین مارین
بڑھینگے جب بہادر اپنی صف سے	بہین گی خون کی نہرین ہر طرف سے
نظر سے جوش جرأت تھا ہویدا	امنگین ڈھنگ سے ہر اک کے پیدا
یہی کہتے تھے مردان دلاور	سر دشمن ہے اور تیغ دو پیکر

رات بھر یہی شورش بحر فوج مین رہی جب بہرے پایان ضیا خورشید گیر عالم ہوا اور سفینہ شب ڈوبا کہ نظم

کہ جب شب نے رخ انجام دیکھا	ہوا وقت سحر کچھ اور لیکھا
بڑھے ہر سمت سے دریائے لشکر	جھنک شمشیر کی پہونچی فلک پر

لشکر اسلام و ساحران جانب میدان مصاف روانہ ہوا بادشاہ اسلام کی تسلیم کو سردار و امیر در دولت پر آئے شاہ
آسمان جاہ نے برآمد ہو کر ہر ایک کا مجرا و سلام لیا سرفراز کیا بعد بصد شوکت و ہزاران منزلت حلقۂ افسران مین بارگاہ
کی جانب چلے ڈنکے بجنے لگے نشان کھلائے علمون کو جلوے دے کر جب نظم

علم تھی ہاتھ مین ہر اک کے شمشیر	نہین لاشون سے جنگل تھی یہ تدبیر
کرین فوج عدو کو دم مین تاراج	رہے زندہ ہمارا صاحب تاج
اسی صورت سے جب میدان مین پہنچے	پرے جمنے لگے سب فیروز سے

اسطرف سے لقا ساحر و نکابر اپنے ہمراہ لیے وارد دشت قتال ہوا بعد ترتیب صفوف کارزار نقبائے جلد مقال
نقابت کر کے ہٹے صف ساحران سے سحر نگاہ بد خصال تند رو آکر آگے بڑھا اور للکار اکہ لے بندگان خالق خداوند
آؤ اور شربت مرگ پیو اسطرف سے سرداران ایرج نوجوان یگان مقابل جا کر ہوے اُسنے بزور سحر ایک برد سیاہ
سیاہ مین ہوے ہوا قائم کیا ہے اور اس ابر مین بجلی چمکتی ہے جو بہادر اُسکے سامنے جاتا ہے اُس تک پہونچنا بھی نہین کہ جب
بجلی تڑپ کر گرتی ہے اور خرمن ہستی کو جلا دیتی ہے چند مبارز جب اسطرح کام آئے شہزادہ ایرج کو تاب نہ رہی گرہ جنگ
صف لشکر سے نکالا کل علم صف بیسار کے جلوہ پذیر ہوے سردار پا پیادہ رکاب آکر لپٹے کہ لے آقا کے من ہم جانباز
کسدن کیلیے ہین شہزادے نے سبکو تسکین دیکر ٹھہرایا اور آپ سامنے تخت بادشاہ عالم پناہ کے آیا مرکب سے اُتر کر پایۂ تخت کو

ہوکر اجازت خواہ ہوا بادشاہ سے رخصت ہو تیسرے روز فرمایا تھا کہ برو سے ہو اصلے برق وغیرہ ہندی اور سب نے دیکھا کہ ایک لشکر اندر دو رنگ پلنگ
دیو پر ساحروں کا سوار جو بیان ہو چکے ... زمین پر آکر ترا ... سب کشیدہ ہوا افسر لشکر سواری سے اتر کر خدمت امیر
نامدار میں آکر تسلیم بجا لایا اور عرض کیا کہ عمرو عیار نے مجھے بھیجا ہے کہ سحر نگاہ ... کا مدد دیکر لے آتی ہے زوجہ کو
پہچان لی ہے آپکی مدد کو نہیں ... میں ملکہ ... مالک ... کینہ جو ... جب سبل ... وقت کریں ہم اس کو سزا
دیں امیر نے یہ مضمون سنکر شہزادہ ایرج کو ... سے ... فرمایا شہزادہ نام بیان سنکر
خاموش ہو رہا اور صف ... میں جو ... آیا ... ادھر سحر نگاہ بدگہر جادوگر
میں جو ملکہ اسکے ساتھ تھا اسکے بیٹے ... زور سے ... پکارا کہ ایک طرف ہو ... یہ سامنے اس زانی
کے پہونچا اور پکار اکہ ارے حرامزادے ... زوجہ کو ... تیری ... کا مزہ چکھے گا سحر نگاہ نے جو
حریف کو للکارتے پایا بے اختیار زمین پر گر کر پرورش کی صورت بن ... آہن تن پر چلایا وہ بادل بھی
زمین پر گر کر بصورت تیغ تیار ہوا اور حریف سے جا بھڑا ... ساحر ... جنگل گونجنے لگا نعرے اور
جسین ... سے ... اور ... اسد ... ہی تڑپ ... پشت
رہی سحر نگاہ کا جسم جا بجا سے فگار ہو گیا اور اسنے دیکھا کہ حریف ... تو چنگال ... اور دہنے سے برق بنکر گرا
یہ بہادر فوراً زمین میں سما گیا جب وہ برق سے زمین پر گر کر پھر انسان بنا اور حریف کو ڈھونڈھنے لگا آہن تن زمین سے نکلا اور بھالا
اسکے شکم میں در آیا اور پیٹھ توڑ کر باہر نکل گیا وہ خون اگلنے لگا انتڑیاں پیٹ سے باہر نکل پڑیں تڑپ کر مر گیا شور اسکے مرنیکا بلند
ہوا ساحران لشکر نے جو اپنے افسر کو مردہ دیکھا حربہ ہائے سحر لیکر ... اور دوسرے ... آہن تن ... جنگ شروع ہوا غل
ہوئی بجلیوں کا چمکنا بادلوں کا گرجنا بیر ... ساحروں سے ... کا ... قتل زخمی جان ... کا سوداگران ہنگامہ

قیامت نشان کا سامان کہ نظم

از ایشان بکشتند چندان سوار
کزان تنگ شد جای آن کارزار
یکی آتش انداختند در جهان
کزین جا بکیوان رسید دود آن
سپه جنب جنبان شد و بازگشت
همی بود تا روز اندر گذشت

آخر کو سحر نگاہ جو زود گشت سے بچی بھاگ کر جانب طلسم روانہ ہوئی لشکر آہن تن قتل کرتا ہوا ڈیرا کے پاس آنکے اپنا بارگاہ میں
زوجہ طائر تھی اپنی کنیزوں کو لیکر باہر نکل آئی آہن تن نے فرمیں سوار کیا اور خیمہ وغیرہ جلا دیا پھر لشکر پلٹا بارگاہ سے عرض حال بجنسہ
بیان کیا کہ آپکے پہونچنے سے حمزہ ... علاوہ اسکے ساحروں کی ... آپ کچھ چلے ہیں سارا لشکر برباد ہو جائیگا یہ سنکر اس گبرنے طبل
امان بجوایا اور لشکر بھیجا امیر بھی مراجعت فرما ہوئے مگر آہن کو ساتھ لائے اسکے لیے لشکر میں بارگاہ نصب ہوئی زوجہ طائر
کیلیے خیمہ الگ مرحمت ہوا امیر نے دونوں کو خلعت فاخرہ بھجوایا دوسرے دن جوت کیا وہ دونوں خلق صاحبقرانی سے بہت محظوظ ہو
امیر جب دربار میں پہنچے بارگاہ حشمت میں بادشاہ نے اس روز دربار کیا اور آہن کو جوا یا کری عنایت فرمائی پھر عرض عمرو کی پڑھکر
بہت خوش ہوے اور حال طلسم اطلس ساحرہ سے بھی پوچھا اسنے جملہ حال خواجہ عمرو کے جانیکا اور انکی توقیر منزلت کے ہونیکا بیان کیا

جب شاہزادہ نورالدہر نے کہ حاضر دربار تھے سنا کہ حضور ہمراہ خواجہ طلسم کوکب مین ہو دے تبیہ کیا کہ اس ساحر کو بعد برخاست دربار
اپنی بارگاہ مین بلاکر خیریت اس غنچۂ باغ محبوبی کی دریافت کرونگا ادھر ایرج نے بھی ارادہ کیا غرضکہ تا دیر حاضر دربار رہکر از بسکہ خستہ
و شکستہ دن بھر کے تھے بہر آرام دربار برخاست کرکے شاہ داخل شبستان ہوے سردار اپنے اپنے مقام پر گئے شاہزادگان مذکور نے
عیار دونکو بھیجکر آہن کو بلوایا اُسکو خود بھی وہ تحفہ دینا منظور تھا اس سبب سے پہلے نورالدہر کی بارگاہ مین آیا شاہزادہ نے مسند پر بٹھایا جام
شراب دلبر استفسار کیا کہ ملکہ حضور کا مزاج اچھا ہی اُسنے عرض کیا خیریت سے ہین اور آپکو یہ خاصدان بھیجا ہی اگر وہ ہدیہ پیشکش
کیا اور وہانسے یہ عذر کرکے کہ مجھکو شہزادہ ایرج پاس جانا ہی رخصت ہوا اور بارگاہ ایرج مین آیا شہزادۂ مذکور نے بھی بعد تواضع بسیار
حال مزاج ملکہ بہاران استفسار فرمایا اُسنے حال خیریت بیان کرکے وہ کبوتر دیا اور کہا کہ ملکہ نے طلب رکھا ہی کہ وہ آپکی بی بی شہزادے نے
وہ کبوتر بہت پسند کیا یہ ساحر تو چلا آیا اور اپنے مقام پر آرام پذیر ہوا ادہر یہ شہزادہ تنہا بیٹھا ہی تھا اور کبوتر کو دیکھ رہا تھا کہ یکایک
اُسکے پیٹ سے ہرنے آواز دی کہ اے شہزادہ ملکہ نے جو نامہ دیا ہی فرمایئے تو مین پڑھکر سناؤں نہین تو نامہ حاضر ہی یہ کہکر کبوتر نے منقار
وا کی دھوان منہ سے نکلا اور ایک نامہ اس دھوین سے نکلکر سامنے گرا شہزادہ کبوتر کو قاصد یار سمجھکر نظرت محبوب پر آفرین خوان ہوا
اور نامہ کو وا کرکے پڑھا گوہر اشک سے نثار کرتا اور مضامین عاشقانہ لکھے دیکھکر بیقرار ہوتا اور اسیطرح شہزادہ نورالدہر اپنے
دلبر سے کلام ہوے اور نامہ لیکے دیا انھون نے بھی نامۂ نکہو نسے لگایا اور مضامین پر مطلع ہوکے زار زار رونا شروع کیا آخر
بمصداق المکتوب نصف الملاقات اسپر قرار پایا کہ مطلب گذارہی ہو کہ منتشر اشد زمانہ مہاجرت گذر کر ہنگام وصل بھی آئیگا مگر جواب اس خط
کا اس شکنک پری کو بھیجنا چاہیے کیونکہ وہ ترکیب کرنا چاہیے کہ ملکہ بدنام نہو بطور اخفا جواب پہونچے مگر وہ تدبیر ذہن مین نہ آتی تھی کہ کہتا
تھا کہ جب بیت دشوار ایسی کوچہ جانان کی راہ ہی ہنستا تو جھپٹ باہر کبوتر تباہ ہو ادھر شہزادہ ایرج بھی اسی فکر مین اور
کہتے ہین کہ بیت قاصد رسید و نامہ رسید و خبر رسید بود رحیرم کہ جان بکدام کنم نثار غرضکہ فکر کرکے یہ بات ذہن سے پیدا
کی کہ ایک عطر دانی بطور ہدیہ کے بھیجنا چاہیے کہ جسکی صورت مثل دل کے ہو اس سے یہ ثابت ہوگا کہ ہمکو لے دلنواز دل سے لگی ہی اور
مثل اپنے ملکہ کے دلدار تجھکو جانتے ہین اور یہ بھی اسمین عنایت ہی کہ ہم دل دے چکے ہین اسکا نمونہ تیرے پاس بھیجے ہین دل دہی کی سند
اپنے پاس رکھنا اور ہمیشہ ہماری دلجوئی کرنا خلاصہ کلام یہ تجویز کرکے عیار کو طلب کیا اور اُسے حکم دیا کہ شام تک ایک عطر دان جواہر کا ہمارے ملازمین
حکاکونسے رات بھر مین تیار کرا لا اخیر دم صبح تیار ہے اگر دقت ہوگا تو جسکا کا رزانہ جانینگے عیار اسیوقت جوہرسازونکے پاس گیا خزانہ
سے یاقوت احمر لیگیا وہ انکو دیکر حکم شہزادے سے مطلع کیا وہ تو پابند حکم ہوے اور شہزادے نے یہ جب بیت اجنون دل تو تم نزدیک
دوست نامۂ دانی راحت نیستہ اور من بیجرک تقیامہ ایک خط محبت نظم اس مضمون کا مطلوب کو رقم کیا۔

جواب نامہ بران شمشیرزن ازجانب شاہزادۂ ایرج تہمتن

اے شہنشاہ شہر حسن و جمال
سرو آزاد باغ محبوبی
وصل تو آج کل بہت ہی محال

ماہ تابان اوج فضل و کمال
حق سدا مہربان رہے تم پر
پر زبان قلم سے ہے یہ مقال

گل شاداب گلشن خوبی
اور نبی کی امان رہے تم پر
یاد مین ہم تمھاری رہتے ہین

اشک چشموں سے جاری رہتے ہیں
آجکل اب یہ حال ہے جانی
دن بھی کٹتا ہے آہ وزاری میں
دھیان رہتا ہے بس ترا مجکو
کوئی اندر سے دل کو ملتا ہے
دل بہت بے قرار رہتا ہے
اور محبوب کا کیا ہے گلا
دل میں سو سو طرح کے ہیں ارمان
خوب دل کھول کھول کے ہوں گے
تم سا دلبر نہ ہوئے گا پیدا
اپنے عاشق سے تم ہو نا اداس
عیش وعشرت کا روز پھر آئے
آئین بوس وکنار کی آئین

شرط روتے میں ہر سے بدلی
زندگانی محال ہے جانی
رات کو بھی نہیں ہے پڑتا چین
نہیں آرام اک ذرا مجکو
دل ہے مضطر بغیر جانی کے
رات دن انتظار رہتا ہے
بخدا تمہاری یاد میں دن رات
جی آتا ہے دل میں میری جان
پر ہے کیا اس میں اپنا بس جانی
اور ہم سا نہ ہوئے گا شیدا
اب خدا سے یہی ہے میری دعا
پھر خدا تم کو جلد دکھلائے
عشق صادق میں جبتلک ہو اثر

سال بدلا نہ پر ہوا بدلی
ہوں گرفتار بے قراری میں
سب گذرتی تڑپ کے ساری رین
جان جاتی ہے دم نکلتا ہے
مفت جاتے ہیں دن جوانی کے
تم نے جانی جو ہے یہ ہم کو لکھا
خوش نہیں آتی کوئی مجکو بات
کہ دیا میرا دلنواز ملے
کس طرح سے ہو دست رس جانی
تم کو دل بیچ میں رکھنا پاس
کرے جلد تجھ سا ماہ لقا
کہتے چھپے کی ہوں باتیں
جبتلک ہیں فلک پہ شمس وقمر

رہے قائم یہ تیرا حسن وجمال | خوش رکھے تجکو ایزد متعال

اس نامہ کو لکھ کر اپنے پاس رکھا اور ادھر شہزادہ نورالدہر نے ایک نرگس ان جواہر کا منگایا اور اسمیں بہت سے پھول جواہر کے بصورت گل نرگس رکھے اور نامہ تحریر کرکے اسمیں رکھا درگاہ حسن محبوب میں آنکھوں کو چڑھایا یا اشتیاق دیدار ظاہر کیا مضمون محبت مشحون نامہ یہ تھا

جواب نامہ ملکہ مخمور از جانب شاہزادہ نورالدہر ذی شعور

زمانداد کشور خوبروئی شہریار اقلیم نکوئی سلطان ملک حسن بے بال خسرو اطلستان شیریں مقال ضیا فروز چہر رخور وپری . نور افزائے حسن نما دلبری محبوبہ یا تم بالقیس شیم یوسف جمال . زلیخا خصال لیث کر سونیوالی . بیچ کی کھونیوالی . ہمارے عشق میں بیقرار ہے جس وجمال برقرار رہے . بادہ محبت سے سرشار رہے . رونق بزم سرور روانبساط بہار گلشن عیش ونشاط . نور عیون انتظار سرور دلہا بیقرار عاشقوں کی امید معشوقوں کا بھید مسیحا ہمارا زندگانی کا سہارا . لاو رنامہ تمہارا محبت کا کرتا اشارات الفت کی فشانی صورت آسمانی نزول ہوا مطلب حصول ہوا جانی تمنے جو مجکو نامہ دار ب یاد فرمایا ہم نے یہ کہا کہ ـ دوہا

مس دینا لکھتی برن رونی لکھا موا کتھ | اکھر و ملے نہ کوئی جیو انسو دیہہ پر لیوا ایھ

ہمارا بھی تمہارے ہجر میں یہ حال ہے کہ زبان قلم سے یہ مقال ہے بیت فدائے آن سگ کو باد جان ناتوان من . کہ بعد از مرگ درکوبت تو آرد استخوان من ـ اور لے پیارے کیا اپنا حال لکھیں کہ کبت

جیسے وہ سندر دشت پر دیتے موسے نیک نجھولن میں | سب کج ہاے کیو شین سد عر بوت ست نین کے بولن میں

دیکھ بہار کچھ نہ بنی بدھنا پر پنچ کے سو لسن مین	دوہا	پریت بھی اب جھنداپڑ دل جھولے بانق کی جھولن مین
پی تی لکھو سو پٹھائے لکھی سے دکھ رد سے		دھنو سا جیو۔ ہے کہ نسرے کا بر جائے سے ہوئے

اب خدا جلد تر یہ سامان دکھی ئے مراد خاطر حزین بر آئے ہماری ان اشعار کے موافق دعا قبول فرمائے۔ **لمؤلفہ**

ساقی ہو صحن باغ ہو ابر بہار ہو
ننھی ننھی بوند کی پڑتی پھوار ہو
کوئل کہو کہو کی صدا دے ہر ایک بار
اک تیر عاشقوں کے کلیجے کے پار ہو
جز گفتگوے راز نہ ہو کچھ خیال اور
اور عطر میں بسا ہوا ہر تار تار ہو
خالی ہو بزم دخل وہاں ہو نہ غیر کا
چھاتی لگی ہو چھاتی سے دل کو قرار ہو

پہلو میں تم ہمارے طرحدار یار ہو
جھولا پڑا ہوا ہو کسی شاخ نخل مین
ٹپکا لگا ہو آم کا فصل بہار ہو
جنگا صنوبری پہ چمن کے ہو وہ پڑا
بانہون کی چھیڑ چھاڑ ہو پیبات رہو
اچھی دو پہر ہوا سوقت نور کا
دل خوب کھول کھول کے بوس و کنار ہو
عاشق تمہارا آٹھ پہر رہتا ہے ملول

ساون کا تو مہینا ہو اور دن ڈھلا ہو
اک سمت خوش گلو کوئی گاتا ملار ہو
اسوقت بول اٹھے جو پپیہا کہ پی کہان
فردوس جسکے دیکھنے سے شرمسار ہو
مہندی تو دست و پا میں ابھی تک رچی ہوئی
حور و پری بھی رشک سے جسپر نثار ہو
لب پر تو لب دھرے ہوے ہون ہاتھ سینہ پر
اب دیکھیے یہ آرزو کب آشکار ہو

اب نامہ تمام ہوا نرگس نے پھول بھیجنے کا انتظام کیا کہ انکو آنکھیں ہماری سمجھنا اور اپنی انتظاری مجھنا غرضکہ دونون شہزادون نے نامہ تیار کرکے آرام کیا جسوقت کہ قاصد مرغ زرین مہر مثل مرغ منور نامہ خطوط شعاع لیکر جانب شاہد شب چلا اور پیک قمر منزل تمام کر چکا کہ ختم

رقم یہ خط کا مضمون ہو چکا تھا	فلک پر مہر قاصد بنکے پہونچا	شگاف مشرق گردون سے اکبار	ہوا خورشید شکل حرف اظہار

دم سحر عیار زیست دل لیکر آیا شہزادہ نے نامہ امین رکھی اور ساحر مذکور کو بلایا خلعت دیکر فرمایا کہ اس کبوتر کو ملکہ بلور نے بہت پسند کرکے ملکہ کو تسلیم کہی ہے اور یہ ہدیہ حقیر ترحم ملکہ بلور کیطرف سے یہ عطردان اپنی ملکہ کو دینا اور راہ میں اسکو نہ کھولنا ورنہ ملکہ کو بیزار ہو کر رنج پہونچیگا اور نیز میرے گمان سے کا باعث ہوگا یہ راز بادشاہ بن پر اسکا اخفا کرنا روا ہے اسنے وہ دل لیا او خدمت زادہ میں آیا یہان بھی شہزادے نے نرگس ان دیگر اسکے کھولنے کی نسبت تاکید بلیغ فرمائی اور خلعت دیا ساحر مذکور رہا لے دربار مین آیا امیر نے خیریت پوچھی بہانگی بر **عمرو** کنگر دی بادشاہ نے خلعت دیکر رخصت فرمایا ساحر مذکور نے لشکر مین آکر نفیر بجائی ہمراہ ساحر سوار ہوے اور محافہ زوجہ طارق کا لیکر بحفاظت تمام چلے یہ توکہیں وخوبی بعد قطع راہ طلسم کوکب مین پہونچے **آہن** نے فوج کوچ تب قلعہ خود روانہ فرمایا اور زوجہ طارق کو لیکر خدمت ملکہ بران میں آیا نامہ **امیر عمرو** کو دیا اور دل ملکہ کے سامنے پیش کیا نرگس ان محمور نے پایا پران نے زن طارق کو حوالہ شوہر کیا اور آہن کو خلعت دیکر سرفراز فرمایا او جب تنہا ہوئی آپ علیحدہ جاکر عطردان کھولا نامہ عاشق پاکر سینے پر رکھا اور پڑھکر رو دیا ادھر محمور کا بھی یہی حال ہوا یہ دونون یاد محبوب مین بیقرار ہین مگر کیفیت فوج سحر نگاہ سنیے کہ لاش اپنے ملک کی اٹھا کر جو سمت طلسم بھاگی ادھر سے **قہر نگاہ** ماں اسکی آتی تھی کیونکہ حکم **افراسیاب** نے پہلے بیٹے کو بھیجا تھا پھر آپ چلی تھی چنانچہ جب اس نے مردمان لشکر کو نالان وگریان دیکھا حال پوچھا معلوم ہوا کہ بیٹا میرا مارا گیا پس آتش رنج سے سینہ کباب ہوا دل بیتاب ہوا جملہ ماجرا اسکے مارے جانے کا دریافت کیا اور رو پیٹ کر لاش تو اپنے ملک کی جانب بھجوادی اور آپ وہان سے خدمت **لقا** میں آئی حسب دستور لشکر اسکا جو اترا لوگ استقبال کو گئے تعظیم تمام سامنے لقا کے لائے اسنے سجدہ کیا نذر دی خلعت ملا جنگل پر بیٹھی تیار

اُسکے بیٹے کو یاد کرکے رونے لگا افسوس کیا جوان مقامات مشاہدہ دیدار اس سرو آگے بائے عشق وہ ہنسنے بھی نہ پایا ساحرہ اسکے
بیان پر زار زار روئی اور کہا مکت بی دیکھو تو مین کیا آفت اس مسلمنون پر لائی ہون یہ کہکر دہشت سے مُنھی و رانی بارگاہ مین آکر سحر تیار کرنے لگی
جب وہ وقت آیا کہ ساحرۂ شب ردائے سیاہ اُٹھا کر نوروگان کی طرح اوڑھے ظاہر ہوئی اور رنگ رخسارۂ قمر سفید نظر آیا کہ بیت سیہ پوش
آج ہے کیون شاہد شام وکین پیدا نہیں تارونکا جو نام وہ ساحرہ شام کو خدمت خداوند مین آئی اور طبل جنگ بجنے کی درخواست
کی اُس مرتد نے حکم دیا کہ بجے طبل رزمی بموجب حکم کوس حربی گرّو اُٹھا یہ خبر دریافت کرکے ہرکارون نے آ کر ساحرہ کا و طبل بجوانا خدمت بادشاہ
اسلام مین بیان کیا یہان بھی طبل بجا اور دونون جو ہی سامان ہونے لگا جو ہر جنگ کیلیے ہوتا تھا تیر و سنان پیدا ہونے لگے صیقل خنجر و تلوار
ہونے لگی ادھر ساحرونمین ڈمرو بجا بوم بولنے لگا لونا چماری کی پکار ہوئی اور راگ پیدا ہوئی مبارزات جرأت سے قدمت کیے نعرے شجاعت
کے دم جرأت کے بھر کیے آخر ہجوم شمشیر دلاوران سے گنجینۂ شب کا دو ختم ہوا اور شعلہ آہ کی صورت آفتاب دل کو دوست نکلا کہ بموجب **نظم**

جو گذری رات کی ساری کہانی
تو نکلا شہسوار آسمانی
سراپا دشت زرین سے پر نور
شعاعون سے مسلح چشم بد دور

صبحدم مبارزان جلادت نشان جانب میدان روان ہوئے امیر سجدے سے مسلح ہوکر آستان شاہ ذیشان پر آئے شہنشاہ گیتی ستان جب
برآمد ہوئے سرداران رستم توان بہر تسلیم جھکے اور قلب لشکر مین تخت شہنشاہ پر بیٹھ کر جب رو دشت قتال ہوئے آمادہ جنگ و
جدال ہوئے آمدے دونون فوجون کی رو دے ہوا کرۂ خاک سقون نے پانی چھڑک کر غبار عرض غمک بنایا بیلداران نے
ناردخ کو برابر کیا صفین جنگیں نقیب کی صدا پر فوجین شور شر سے گرمیں بقانیل پر سوار قلب مین لشکر تمام ہوا ساحرہ نکار اجا
قہر نگاہ اجازت حرب لیکر آگے بڑھی اور صدا پر ستون کو پکاری کہ کون مومن سے ارادہ جنگ رکھتا ہو آئے میرے سامنے ادھر سے
بہلیل جنگ عراقی بادشاہ ملک عراق زمرۂ تاجداران سے مرکب پری پیکر لاکر سامنے شاہ ہفت کشور کے آیا پایۂ تخت چوم کر اجازت
خواہ ہوا بادشاہ نے سپرد خدا فرمایا یہ بہادر مرکب تیز فرماکر دو بدو ساحرہ ہوا گرم گیا اور طالب ضرب ہوا اُسنے جھولی سے اپنی ایک چھڑی نکال
کی نکالی اور افسون پڑھکر اُس بہادر پر ماری وہ چھڑی اُسکا لادر کے دامن زرہ پر لگی گھوڑا بیکے کی کہ گھوڑا آتو چھڑکا ہوگیا اور پہلوان زمین
اونچا ہونا شروع ہوا اور سب نے دیکھا کہ ایک رسن مشرق سے غرب تک تنی ہے اور اُس میں چھینکے سے مین بچہ چھینکو مین سے ایک چھینکے مین یہ
پہلوان جاکر لٹک گیا اور اُس ساحرہ نے پھر تیسری سرداران ملک عراق یکے بعد دیگرے جانے لگے اور چھڑی کھا کر دبات باز گیران
چھینکون مین لٹکنے لگے یہانتک کہ قریب تیس آدمیونکے جاکر اسیر رسن ظلم ساحرہ ہوئے اسوقت لشکر اسلام مین صف دست چپ کے تمام علم
جلوہ گر ذبہ پر آئے سترہ سو جوڑی نقرئی و طلائی نقاران شتری و نیل پر چوب پڑی شہزادہ **قاسم خاوری** نے مرکب شبرنگ سے چہرہ جبین کو دست
نکالا سردار پیادہ ہوکر رکاب مین چلنے ٹھہرا سنے سبکو ٹھہرا کر سامنے بادشاہ کے آکر اجازت حرب لی شاہ نے جام کلاہ عفریت دیا
اور خلعت دیکر رخصت فرمایا شہزادہ مرکب بڑھا کر سامنے ساحرہ کے آیا اُسنے وہی چھڑی لگائی شہزادہ کا مرکب ذلبکہ طلسمی تھا چھڑکا نہ ہوا
اور شہزادہ کے پاس تیغۂ سحر کش ہے اسپر بھی سحر نے اثر نہیں کیا اور اُسنے مرکب بڑھا کر تیغۂ سحر کش ساحرہ پر لگایا وہ تیغہ زرہ پر سے اُڑ گئی اور
اژدر تیغۂ سحر کے پڑنے سے حلقہ لیکن ساحرہ نے ایسا سحر پڑھا کہ جہان کالا ہوگیا شہزادے سے اسی اندھیرے مین ہزار سلاح تپلا زمین
سے نکل کر لپٹ گیا اور تیغہ ہاتھ سے چھوٹ گیا اور ساحرہ پنجہ مکر جو گری انگوٹھی نکالی اور چھینکے پر لٹکا دیا اور وہ اندھیرا موقوف ہوا

لشکر اسلامیان نے شہزادہ کو قید دیکھا پس امیر نے چالاکت فرمایا کہ سید انکو فرق کرائی میں خود جاؤنگا اسنے تیر کو پرتاب کیا کل عالم جلوہ گری برکت نے ساحرہ نے معلوم کیا کہ ابھی امیر مقابلہ میں آئینگے کیونکہ بختیارک نے سب یمین اسلامیان اسکو بتلا دیے ہیں پس جب سنے آمد امیر دیکھی طبل بازگشت بجوا دیا اور لشکر بیکر جری لشکر اسلام بھی مراجعت فرما ہوا اور اپنے مقام پر آکر ٹھہرا بادشاہ داخل شبستان ہوئے کیونکہ وہ دن گذر چکا تھا اور رات بھر کے تھکے تھے زینت شگفتہ دل وہ شاد آیا محل میں رات آدھی پہر سے حل میں غرضکہ لشکری تو آرام پذیر ہوئے مگر عیار فکر عیاری میں چلے اور شاپور عیار صورت یک پریزاد کی بنا گیسوان مشکی کو رخ پرنور پر سنوار شام اور صبح بنا رہی پیشانی کے روبرو جبین جا سمائی ابرو دست نے میں طاق آنکھیں ہرنی میں مشتاق دہن تنگ کے سامنے کوزہ قند نبات جسکا چشمہ سکندر سے آبرو خلاصہ یہ کہ از سرتا پا قد بالا قیامت کا کہ ابیات

لب گلرنگ رشک حسن مرجان
ہر اک انداز تھا اسکا نرالا
تصدق اسپہ تھا لعل بدخشان
عروسانہ بدن پر اسکے پوشاک
قیامت تھا سراپا قد بالا
قمیص یوسف آگے اسکے صد چاک
مرصع سر سے پا تک زیور نو
سراپا حسن رشک شعلۂ طور

ایک چادر سفید از سرتا پا اوڑھکر قریب بارگاہ قہر نگاہ آیا اور ٹٹ مار کر بارگاہ کا سرا کپہ بچاند کر صحن بارگاہ میں اترا یہاں ساحرہ موجود نہ تھی بارگاہ لقا میں فتح کا جشن تھا وہاں ناچ دیکھنے اور شرابخواری میں مصروف تھی یہاں آسایش جادو نام سپہ سالار انتظام آسائش و آرام کر رہا تھا اس عورت کو دیکھکر قریب آیا اور مستفسر حال ہوا اس نے نقلی نے کہا کہ مجھکو شاہ جادوان نے بھیجا ہی اور فرمایا ہی کہ تنہائی میں قہر نگاہ سے میرا پیام کہنا ہی بلحاظ میں بارگاہ خداوندی میں نہین گئی ہی تم انکو جاکر بلا لاؤ میں یہاں ٹھہری ہوں سپہ سالار اسکی صورت دیکھکر دیوانہ ہوا اور بلا تخلیہ دبارگاہ لقا میں آکر کان میں ساحرۂ مذکورہ کے کہا کہ چلیے ایک پریزاد طلسم کو افراسیاب نے بھیجا ہی وہ تخلیہ میں کچھ کہیگی اسلیے یہاں نہین آئی ہی آپکو بلائی ہی ساحرہ نام شاہ طلسم سنکر جلد اٹھی کہ اسکی عرضی جتا بانہ دستخط ہوئی تھی اور واپنی بارگاہ میں آئی پریزاد کی خاطر کرکے بٹھانا چاہا اسنے کہا میں ٹھہرونگی نہین نامہ لو اور جواب دو اسنے نامہ لیا اور مہر بادشاہ کی دیکھکر سر پر رکھی آنکھوں سے لگایا پھر واکرکے پڑھا لکھا تھا کہ ہمکو تیرے بیٹے کے مرنیکا بہت رنج ہوا اور کتاب سامری دیکھکر سب حال معلوم کیا ازبسکہ مسلمان زبردست ہیں تو ہمکو خیال ہوا کہ تجکو کوئی گزند نہ پہنچے بدین وجہ ہمنے ایک کمند طلسمی اس پریزاد کے ہاتھ بھیجی ہی خاصیت اسکی یہ ہی کہ حریف کو باندھ لیتی ہی تو اس پری سے ترکیب اسکی لینے میں پوچھ لینا اور وقت مقابلہ حریف کو اسی سے باندھنا حمزہ اگر اسم اعظم بھی اسمین بند ہو جائیگا کیونکہ یہ کمند جادو کی نہین ہی بانیان طلسم نے اسکو بنایا ہی یہ مضمون نامہ کا پڑھکر خوش ہوئی اور اپنے سپہ سالار سے کہا کہ تم باہر جاؤ مجھکو اس پری سے ایک راز کہنا ہی سپہ سالار باہر جاکر کرسی پر بیٹھا بارگاہ میں تخلیہ ہوا لیکن بارگاہ لقا میں جب سپہ سالار ساحرہ کو بلانے گیا تھا تو بختیارک تھا بعد کچھ دیر کے وہ آیا اور ساحرہ کو اسنے نہ پایا پوچھا کہ ملکہ کہاں ہیں ساحرہ کے ملازموں نے کہا کہ سپہ سالار اسطرح سے بلا لیگئے ہیں اسنے حال سنکر منہ پیٹا اور پکارا کہ ہاے مارڈالیگی یہ کہتا ہوا بارگاہ سے نکلکر جانب خیمہ گاہ ساحرہ دوڑا وہاں ساحرہ نے تخلیہ کرکے پریزاد سے پوچھا کہ کمند مجھکو دیجیے اور ترکیب بتائیے پریزاد نے ایک کمند ریشمی نکالکر دی اور کہا اسکا حلقہ اپنی گردن میں ڈالکر سرا اسکا میرے ہاتھ میں دو اور جو ترکیب میں کرون اسکو خیال میں رکھو ساحرہ نے حلقہ کمند گردن میں ڈالکر سرا اسکا پریزاد کو دیا اسنے زور سے

جھکا مارا کہ سنگریزہ بھی ہو گئی عمر اسکا فنا ہوا وہ بھی بھر بجزانی اس شہ میں بختیارک بھی بارگاہ میں آگیا سپہ سالار سے اسنے پوچھا کہ ملکہ کہاں میں
انہنے بھی حال بیزاد کا کہا اسنے کہا واسے تم مفت ہلاک ہوئی یہ ہمزہ زنجہ شاپور جب پار کر ساحرہ کو بیہوش کرچکا تھا قتل کیا اسی حالت
تھا کہ اسکی آواز سنکر سمجھا کہ ساحرہ کو قتل نہ کر سکو گے دوا سے نحوتر بھنس ہے وہ دیکھکر ساحرہ کو مچھو بنا کر سرانچہ چاک کرکے پشت بانگا
کیطرف سے بھاگا بختیارک نظر آیا کسی کو بھی پتا یا سراغچہ پیا نہ پاکر سپہ سالار کو بکا یا کہ اسے اندھو جلدی دوڑو وہ لیگئے ساحرہ ڈھکر
ہر سمت دوڑے اور لینا لینا کا غل ہوا شاہ پور راستے عرصہ میں سر پر پاؤں جو رکھکر بھاگا صحرا میں نکل گیا اور چھپ رہا جب ساحرہ ڈھونڈ
کر پھر آئے یہ ساحرہ کو لیکر لشکر میں آیا اور اتفاق سے امیر بعد عبادت خدائے قدیر بارگاہ سلیمانی سے نکلکر خیمہ میں جو مثل صومعہ کے
الگ استادہ کرایا ہے داخل تھے کیونکہ مسجد کے پاس میں نمازی آتے جاتے ہیں آپ ذکر خدا بجا لاتے ہیں چنانچہ شاپور اسی خیمہ میں ساحرہ کو لایا
اور سامنے امیر کے رکھدیا آپنے فرمایا کہ اسکو ستون خیمہ سے باندھکر سوال اسلام کرو عیار نے کو اسیر انہوشی میں آیا کہ زبان ساحرہ میں
سوزن بھی پڑیا باندھکر ہوشیار کر دیا ساحرہ نے جو آنکھ کھولی امیر کو بیٹھے دیکھکر چپکے چپکے سحر پڑھنے لگی امیر بات فرماتے ہوئے کہ اے
ملکہ لعنت کر اوپر بابا کے کو سامری وجمشید وغیرہ سب بندے خدا کے ہیں خدا تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے امیر تو وعظ و پند فرماتے تھے
اور ساحرہ سحر کر رہی تھی اس غفلت میں ایسی تیز سحر ہوئی کہ امیر کی طبیعت پر غنودگی غالب ہوا اور بیہوشی طاری ہوئی ساحرہ نے بند زنجیر
کند جلادی اور اڑکر اللہ سے ہوا گئی پکاری کہ لئے سلیمان خبر لو حمزہ کی کہ میں نے اسم اعظم جلا کر کام انکا تمام کیا یہ صدا جس کسی نے سنی
دوڑا اور ساحرہ بارگاہ لقا میں آئی بختیارک نے بڑی خوشی کی لقا نے کہا کہ اے بندی قدرت ہمارا نفس تیرے شامل حال تھا جو
تو بچ آئی ہمنے تقدیر تیرے مرگ کی نہیں کی تھی اب تجھکو کوئی مار نہ سکیگا ساحرہ نے سجدہ شکر اس مردود خدا کو کیا اور اسکا
تصدق ساحروں نے اتروایا یہاں شاپور اور دیگر سردار امیر کو بارگاہ سلیمانی میں لائے وہاں بیہوشی تو امیر کی جاتی رہی مگر اسم اعظم
یاد نہ آیا ناچار خاموش ہو رہے اور شاپور کو بڑی ندامت ہوئی کہ تو نا حق ساحرہ کو سامنے انکے لایا اور یہ غفلت کی کہ سوا اسکی زبان
میں نہ دیا بس چلکر ساحرہ کو مار اور جبتک اسکا کام تمام نہ کرلے لشکر میں کسیکو منھ نہ دکھا یہ تجویز کرکے روانہ ہوا وہاں ساحرہ تا دیر بارگاہ
خداوند میں ٹھہر کر اپنی بارگاہ میں آئی اور سبکو سوائے عیاران بارگاہ سے نکالدیا اور زمین تخت کیطرح سخت کرکے گرد بارگاہ دیواسے ہوا سب
سو بند کرکے آرام پذیر ہوئی مگر سپہ سالار اسکا جو بارگاہ سے نکلکر اپنے خیمہ کیطرف چلا شاپور تو فکر عیاری میں لگا ہوا تھا ادھر
پھرتا تھا سپہ سالار کو ر نے اسکو دیکھا از بسکہ دھوکا کھا چکا تھا غیر شخص کو دیکھکر پیچھے دوڑا عیار نے گو دھاگ کر بہت جلد کسی غار
میں چھپا سپہ سالار ڈھونڈھکر پھرا تھا کہ راہ میں اسکو ایک فقیر ملا چار ابرو کا صفایا کئے کشکول گدائی تسمہ میں ڈالے جھولی منبی سے
اور ڈال پھری ہاتھ میں لئے تمد باندھے صدا لگاتا آتا ہے اسنے خیال کیا کہ اتنی رات گئے درویش کا کیا کام ہے جو آیا ہے یہی معلوم ہوتا
ہے کہ کوئی عیار ہے یہ سمجھکر پکا ایک تیری ہاتھ ڈالا مگر ٹھٹکا اسکے کہنے سے فقیر بھی اپنی بے تقصیری سمجھا مگر اسنے تجکو عیار جانا پس یہ جانکر پکارا کہ
کیوں بچا فقیر کیطرف سے یہ بدگمانی بابا ہمکو دعیار جانتا ہے اور سوچتا ہے کہ فقیر اتنی رات گئے نہ آئیگا اے خردمند فقیر کی موج جسوقت جی
چاہا نکل آیا اور آیا بھی ہے تو کچھ تیری خدمت کریگا نقصان نکریگا جب جو تو نا راض ہوتا ہے تو بابا بھلا ہو فقیر چلا یہ کہکر پھرا تھا کہ سپہ سالار
نے دلسے کہا بیشک سامری کا پیارا فقیر ہے جنبے دلکی بات ہماری اسکو منت کرکے روکنا چاہیے پس یہ سمجھکر دوڑا اور شاہ صاحب
کہنے لگا مگر بابا نہیں سمجھ کہ مجھ سے خطا ہوئی آپ میرے خیمہ میں چلیے فقیر نے کہا بابا عیار سمجھکر دھوکا دیکھے ہیں میں تھوڑی خاک اپنی

دعوتی پری کی تجھکو دینے لایا تھا کہ اسکے کھانے سے تو عیار کو پہچان لیگا بس یہ خاک لے اور جبین کر یہ کہکر تھوڑی خاک اسکو دی اُسنے وہ پھانکی وہ خاک نری بیہوشی کی اور یہ سیاہ۔ وہ عیار جو تو تقمہ بنا ہوا تھا غرضکہ وہ خاک پھانک کر بیہوش ہوا عیار نے زبان میں اسکی سوزن دی اور باندھکر اپنے لشکر میں لا کر قید کیا اور آپ اسکی اسی صورت بنکر لشکر ساحران میں گیا بقیہ شب بستر پر سلا رہا پر بسر کی جب وہ وقت آیا کہ عیار روزگار نے صورت اپنی بدلی اور سپہر نیرنگ سے رخ اپنا نورانی بنایا کہ **ابیات**

سپتِ روان پر جلا لائی سپیدی — رخ افلاک پر آئی سپیدی
چلا مشرق سے جب خیاط افلاک — ہوا جیب سحر دامن تلک چاک

صبح دم ساحرہ نے اُٹھکر ایسا سحر پڑھا کہ یکطرز تڑ بڑ ہوا۔ اُسکو پکڑ کر شیشہ میں بند کیا وہ کہلانے سحر کے بیر دشمن نیست کرتی ہوں کہ جبتک یہ شیشہ نہ ٹوٹے حمزہ کا اسم اعظم نہ چھوٹے یہ کہکر وہ شیشہ اٹھا کر جھولی میں رکھا اور جھولی کو گلے میں ڈال لیا پھر جانب رزمگاہ لقا روانہ ہوئی وہ گبر بھی آکر تخت پر بیٹھا تھا کہ اُسنے آکر سجدہ کیا اور داخل ہو کر عرض پرداز ہوئی کہ رات کو میں نے اسم اعظم حمزہ کو جلا دیا ہے اب دیر کرنا کیا ضرورت ہے حکم ہو نقارچی طبل پر چوب پڑے اور لشکر تیار ہو میں سبکو گرفتار سحر کروں لشکری ہر ایک کا سر کاٹیں لقا نے یہ باتیں سنکر کہا کہ میں نے کئی ہزار برس پیشتر اس وقت سے یہی تقدیر ہے ساحرہ نے یہ سنتے ہی نفیر سحر بجائی ساحروں میں کمر بندی ہونے لگی ہرکارے جلد بارگاہ اسمیان میں آئے بادشاہ عالم پناہ سریر جہانبانی پر آکر جلوہ فرما ہوئے تھے سردار آتے جاتے تھے کہ ہرکاروں نے خبر طبل پوشش پہنچائی امیر اعظم نے بندگی عرض کی بادشاہ نے بھی حکم دیا کہ جلد طبل سکندری بجے اور فوج تیار ہو بنا بر حکم بادشاہ سعودہ شیردل چالاک نقارخانہ میں گیا اور طبل جنگ بجا لشکر میں کمر بندی ہونے لگی کوس بوق بجنے لگے بہادر ہتھیار تن پہنچنے لگے امیر کا اسم اعظم ہر چند کہ بند ہو گر خز سکل پہنے مین اور جسکے ہوش و حواس درست ہین خبر شورش سپاہ حریف گمراہ سنکر آپ بھی مسلح و مکمل ہو کر اشقر پر سوار ہوئے اور جانب رزمگاہ چلے بادشاہ بھی مرکب خنگ سیاہ قیطاس پر بیٹھکر با فوج کثیر روانہ ہوئے اسوقت لشکر کی عجب آن بان تھی دلاوروں کی والاشانی تھی ایک طرف سات سو فیل بیمونہ پر سوار فولاد کی ہندی ساتھ لیے ایک سمت کو مالک اژدر دم نے اسی ہزار نیزہ دار سے لشکر کو رونق دیے اسی ہزار نیزوں کے سائے میں بہادر دکھا جلنا گویا شیر دیکھا نیستان میں پھرتا تھا کمین کمان درپشت پر کمانیں لگائے تھے یا برج قوس میں بہرام آگیا تھا خنجر گذار خود دیکھکر برج دو پیکر شرما گیا تھا۔ بنا کل فوج کو لیے روانہ تھے کہ **ابیات**

ز زور یلان در رہ سپہ گستر ید — زمین سرخ شد آسمان گشت زرد
ز لشکر کسے روے ہامون ندید — بر آمد سپہ بر سپہ بوق و کوس
ز انبوہ گرد اندر آمد بگرد — زمین آہنی شد ہوا آبنوس
تو گفتی کہ گردون بپرد ہمے — زمین از گرانے بدرد ہمے

اسی شوکت و شان سے کچھ دور آگے بڑھے تھے کہ ساحرہ اژدر پر سوار پس پشت بارہ ہزار ساحر نابکار سامنے سے ظاہر ہوئی دمرو اور نفیر کا غل تا افلاک جاتا تھا کوس کی آواز سے بلند دے فلک خوف کھاتا تھا شعلہ آتش کے وہان ساحران سے نکلتے تھے اژدر سحر کے زہر اگلتے تھے ایک سمت سے لقا فوج بیقیاس لیے ہاتھیوں کو زنجیر بند کرا کر تخت کھوائے خود ہی میں شیطان کو بٹھا آکر ٹھہرا اور صفیں جمنے لگیں ساحرہ کو تو منظور تھا کہ آج ایک ہی سحر میں سبکو غارت کر دوں اسوجہ سے اژدر اڑا کے آگے بڑھی اور

زبان نصیحت کھولی سپہ سالاری کی صورت بنا ہوا عیب بھی ایک ساحر ست اندر سے اگر سامنے آیا ہے وہ ترتیب ساحر تھیں مصروف بہا اور ساحروں کے
بھی قتل کی فکر کرتا جاتا تھا کہ یکایک ساحر نے پکار کر کہا کہ اے بندگان خداوند لات منی کچھ نہیں گیا اگر خداوند باختر کو سجدہ کرو تو میں
خطا تمھاری معاف کر دوں ورنہ آج تم سب مجاؤ گے جان سے بچ رہے جو وہ گئے گو کہ اسم اعظم حمزہ کا تم سبکو بڑا زور تھا سو وہ دیکھو
مینے بند کیا ہے کہ لکھ بقدرت خداے اکبر اسنے شیشہ جھولی سے نکالا اور [illegible] کہ دیکھو اسمیں اسم اعظم بند کیا ہے اب یہی
سحر میں تم سبکا خاتمہ ہے اسنے تو [illegible] بند کیا لشکر اسلام سے مقبل جو شب [illegible] کہ تیر [illegible] پس پشت امیر [illegible]
بیٹے کھڑا تھا بس تیر کمان پر رکھکر [illegible] حرہ کا بلند ہوتے ہی نشانہ لگایا کہ وہ تیر آتے ہی شیشہ پر پڑا ادھر سے سیارہ جو
سپہ سالار نے کھڑا تھا [illegible] پتھر [illegible] اگر شیشہ [illegible] حرہ [illegible] تھی کہ جبتک شیشہ نہ ٹوٹے اسم اعظم [illegible] چنانچہ
شیشہ کے ٹوٹنے سے وہ شرط باطل ہوئی وہ جانور [illegible] اسم اعظم امیر کو [illegible] بقدرت حقتعالی جلشانہ دیکھیے کہ پتھر جو سیارہ
نے مارا ساحرہ اسکی طرف [illegible] سحر سے [illegible] کرنا چاہتی تھی [illegible] جب سیارہ پر چلی تو سمت لشکر اسلام بھاگ گئی
ادھر تو بھی لشکر ساحران نے [illegible] کہ ملکہ ہماری [illegible] ہوئی [illegible] فوج کو دیکھکر [illegible] صورت سے [illegible] ہوا سے
اٹھ [illegible] وقت تو لقا نے بھی حکم جنگ سپاہ [illegible] حرہ [illegible] بلند ہوئی [illegible] عیار کرنے لگی ہتیار
ٹوٹ کر کہیں چھپ [illegible] مگر لشکر اسلام [illegible] اسکا جو عیار کی قید میں تھا [illegible] خیمہ [illegible] سکو قید نظر آیا چند آدمی [illegible] پہرے
میں قید ہیں بیٹھا تھا بس اسکو قید دیکھ [illegible] نکالا [illegible] اور اپنے لشکر میں [illegible]
چل رہی تھی [illegible] سوزن نکالکر [illegible] نعرہ [illegible] شوق [illegible]
دینے پر تیار تھے عروس مرگ سے [illegible] کس خوشی [illegible] زخموں کے [illegible] خلعت
شاہانہ بر میں کیے شاہد اجل کے گلے میں [illegible] کی نیند میں بستر خاک پر [illegible] رات بھر کے جاگے سو رہے تھے جو عالم
میں مات ہو رہے تھے وہ تلوار [illegible] کرتی تھی کہ نوک مژگان [illegible] اجل کا گرم بازار تھا امیر کا نعرہ شیرانہ بلند
تھا اور ساحروں کو زیر تیغ رکھ لیا تھا قہر نگاہ نے [illegible] امیر [illegible] امیر کے [illegible] اسم اعظم
تھا کسی سحر [illegible] اثر نہ [illegible] امیر [illegible] تلوار لگائی کہ سر [illegible] کی طرف
سے نکلی [illegible] دنیا [illegible] سحر [illegible] ہجوم [illegible] ادھر
فوج لقا نے یورش کیا [illegible] چلنے لگی [illegible] برگ خزان دیدہ گرنے لگے سبزہ روش سبزہ آغاز
مرکر پامال ہوتے تھے شمشیر [illegible] تھی تلواروں کی چمک سے
انہار گلشن [illegible] ہوئے [illegible] تھی کہ نظم

چو از گردش نیزہ اندر نہاد / چنین تا بسے کہکشان در گذشت	ابر ان نزد دیوان ہچو نژاد / ہم انگاہ اندر گریز ایستاد
بہی دو درخت شاخ سینہا تا پشت / بشد و دیش اندر بیابان نہاد	
بس اندر نہاد ند اسلامیان	بہ اں لشکر تیرہ ساحران

جب ساحرہ ہلاک ہوئی [illegible] چھپے تھیں سردار لشکر [illegible] ہوئے اور سرداران نے دیکھا کہ زمین پر خیمہ میں گھوڑے بھی جو پتھر [illegible]

صورت اصلی پر آئے سردار ... ہو کر لڑنے لگے بیانتک کہ لقا نے شکست کھائی وہ سردار جنکو قہر نگاہ نے قید کیا تھا وہ بھی ساحر مکے قید
سحر تو رفع ہوئی تھی مگر قید پرستان میں تھے جب پڑاؤ پر کے لوگ بھاگے وہ بھی قید توڑ کر لڑنے لگے آخر لقا فرار ہو کر داخل قلعہ کوہ عقیق ہوا
اہل اسلام قتل و غارت کرکے بجے طبل آسائش بجا خیمہ گاہ پر آکر سب نے کمر کھولی آرام پذیر ہوئے ادھر لقا بھی داخل دار الامارۂ
قلعہ ہوا اور ایک نامہ تہدید و عتاب افراسیاب کو واسطے لکھا کہ اے بندۂ غافل تو جسکو ہمارے پاس بھیجتا ہے وہ ایسا کبر و غرور
ظاہر کرتا ہے کہ ہم اسکو غارت کرا دیتے ہیں یہ دونوں ساحر جو تو نے بھیجے تھے از راہ نخوت مارے گئے اب اور کسی ساحر کو ہماری مدد
کیلیے روانہ کرو در صورت توقف یا بدولت تجھ سے ناراض ہو کر جانب کوہستان چلے جائینگے یہ نامہ پہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوا دیا
پنجہ ظاہر ہو کر اٹھا لیگیا یہ تو انتظار کمک میں بسر کرتا ہے اور لشکر اسلام آرام سے اترا ہوا ہے مگر اب حال بران بیان ہوتا ہے کہ نامہ مطلق
پڑھکر نہایت بیقرار رہتی آخر سنگ صبر دل پر رکھکر جبر اختیار کیا اور دربار دوری سے نکلکر وزیر کو بلایا تخت طاؤسی اُسکے ہمراہ کرکے
سترہ سو ساحر کو حکم دیا کہ ہمراہ تخت جائیں اور تمام عملہ بادشاہی جائے ملکہ مہرخ کو باغ عیش سے لائے بنا بر حکم وزیر الاتدبیر
جلوس سواری کا لیکر روانہ ہوا اس باغ میں مہرخ ملکہ بران نقلی کے پاس بفراغ خاطر مصروف عشرت ہے کہ یکایک ٹکا بجنا سنائی
دیا اور لمحہ بھر میں وزیر مہر زبان مندیل وزارت سر پر دیئے در باغ پر جلوس چھوڑ کے سامنے آیا اندر دیکھکر عرض کیا کہ چلیے ملکہ طلسم
بران شمشیر زن نے آپکو بلایا ہے مہرخ حیرت میں ہوئی کہ ایک تو بران میرے پاس بیٹھی ہے اب کون بران نے بلایا ہے اسی سوچ میں تھی کہ اس
نقلی بران نے ہنسکر کہا اے ملکہ تشریف لیجیے کچھ تردد نہ فرمائیے چنانچہ مہرخ بھی بسبب ناواقفی طلسم کی ہر کچھ سمجھکر اٹھی اور در باغ پر ہمراہ
منزیرا آئی کہ روس نے تخت طاؤسی حاضر کیا یہ سوار ہوئی سوار ہوتے ہی شتری فیلی نقارے بجے علم نکلے پھریرے کھلگئے بان بردار
برچھی بردار خاص بردار قشون قشون آگے بڑھے سقے گلاب کیوڑے کا چھڑکاؤ کرنے لگے قرق زنجیر آگے کھینچنے لگی جلال ادب کا پڑ گیا
کہ سراسر گوہر نگار مقام بے عصائے نقرئی و طلائی لیکر دور دور انتظام کرنے لگے نقیب صدائے ادب و القاب بلند کی چاؤش
نے ہٹو بچو ... جو گردون کو دی ساحروں اور جادوگرنیوں کے غول ... سواریوں پر سوار ہو کر جلو میں چلے ہزار ہا گھنٹے اور ناقوس
بجنے لگے کئی سو پریزادان طلسمی گلبدن رشک چمن عہدے ہاتھوں میں لیے تخت کی گرد پھیرے زر و گوہر سر پر نثار کرتی چلیں وزیر
مذکور چتر سر پر لگائے پس پشت کھڑا اعراض معروض کرتا اسے اختیار رہا تھا ہزاروں طرح کے باجے آگے بجتے تھے کوس دہل بجتے
تھے سواری اسطرح بکر و فر زمین کے ساتھ روان تھی کہ جیسے گلشن میں باد بہاری چلتی ہے سرو دست شمشاد قد جلو میں و اں چشم نرگس کیطرح
دیدۂ روزگار اس بہار کو دیکھکر حیران کہ بمقتضائے

ابیات

فلک کو دیکھکر یہ شان و شوکت	سراپا ہو گئی تھی لبسکہ حیرت	پریزادان زریں پوش ہمراہ
سمن بر گلبدن سب غیرت ماہ	خزانہ ساتھ مالا مال زر سے	بھری تھیں جھولیاں لعل و گہر سے
مصاحب اور رفیق اُسکے تھے ہمراہ	وہ تھے راہ سفر سے خوب آگاہ	طلائی سازسے گھوڑے تھے تیار
جوانان تہمتن ان پہ اسوار	جواہر سے جڑا تھا ہر اک زین	گہر جھالر میں اسکے مثل پروین
ہزاروں چوبدار اور خاص بردار	کمر بستہ بہ خدمت تھے تیار	

اسی تجمل و شان سے جب کچھ دور سواری بڑھی ایک قلعہ نظر آیا کہ بالکل چاندی کا بنا تھا اور قلعہ کھلا تھا بارہ ہزار سوار نقرہ پوش

کہ تمام لباس انکا چاندی سے مملو تھا وہ انکا عالم دیکھتے ہی بہر استقبال ملکہ مہرخ آئی تھی جب سواری قریب قلعہ پہونچی اہل قلعہ نے سلامی اُتاری بادشاہ
نے بڑھکر نذر دی پھر اندرون قلعہ لیکر داخل ہوا تمام قلعہ کی عمارت چاندی کی بنی تھی ہر دوکان دلہن کیطرح سجا دی تھی ہر ایک سنوری تھی دوکاندار
نہایت حسین لباس و زیور سے آراستہ دوکانین سب چاندی کے فرش عمدہ سے پیراستہ گلیون سے مشک و عنبر کی خوشبو آتی دماغ جان کی
آبرو ملکہ سے تمام شہر آئینہ بند تھا حسن کی زینت مین مہر و ماہ سے دو چند تھا ہر جگہ حسن خیز ہر مکان دلاویز ہر بوتکا جا بجا جادو سودے والی
عورتونکا بناؤ پرستان کا ایسا نقشہ سراسر طلسم کا رخانہ تھا ملکہ وہانکی کیفیت ملاحظہ فرماتی چلی جاتی سواری کی کیفیت دیکھنے خلقت
چلی آتی زر و جواہر و گوہر لٹتا تھا صدقے اُتارے جاتے تھے اسیطرح اُسکے دوسرے ناکے سے سواری نکلکر آگے بڑھی شاہ اقرہ پوش مع
اپنی فوج کے ہمراہ آیا یہانتک کچھ دور بڑھکر قلعہ ہفت رنگ دکھائی دیا اس قلعہ مین گو کہ منکر بہران مقیم تھا لیکن انتظام قلعہ ملک ہفت
رنگ جادو کے سپرد ہے ملکہ موصوف توکل طلسم کی مالک ہے یہان نہ جشن و نشاط کیا کرتی ہے جو کوئی ایسا ہی کام ہوا کرتا ہے وہ معرفت
قلعہ دار مذکور کے سامنے ملکہ کے پیش کیا جاتا ہے وہ حکم دیتی ہے ورنہ عیش و عشرت سے مہلت اسکو کب ہے ملک کے جھگڑے سے کیا مطلب
ہے الحاصل ہفت رنگ جادو قلعہ سے نکلکر دیگ کمر سواری جمعیت سے پہلے استقبال ملکہ مہرخ آیا تھا اور قلعہ بھی دور نہین ہے
کہ جدھر سے عمرو کو جو پایا تھا یاد رہے کہ دروازہ ہے ہزارہا ساحر فصیلہاے قلعہ پر ایستادہ ہین نوبت نقارے بجتے سب جوادر
ساحر جھولیون مین پھول جواہر کے بھرے نثار کرنے کو کھڑے ہین جب سواری قریب دروازہ آئی قلعہ دار نے پہلے نذر گذرانی پھر افسران
لشکر نے نذر دی پلٹنون اور رسالون مین وردی بجی اہل قلعہ نے [illegible] اور پھول کیا گرتے تھے معلوم ہوتا تھا کہ پھولون
کا مینہ برستا ہے خوشی کے شادیانے بجتے ہین غرضکہ سواری داخل قلعہ ہوئی اس قلعہ کی تعریف بروقت داخلہ عمرو بیان ہو چکی ہے
اب لکھنا ضرور نہین ملکہ مذکور نے تمام قلعہ مینو سواد بہشت نژاد پر بہت آباد بار عایا کو دلشاد پایا مکانات جواہر کی پچی کاری
کیے ہوئے قصر فردوس سے بہتر بنے ہوئے اہل حرفہ و پیشہ مرفہ الحال ساکنان شہر حسین و صاحب جمال خوش وضع و خوش اخلاق و
صاحب کمال دکانین کھلین شہر مین رونق و تزئین ہر گلی و کوچہ مین خلقت کا ہجوم سواری دیکھنے کی دھوم سر راہ دکانین اور کھڑکیون
مین مردمان شہر کا مجمع کھڑکیون اور کوٹھون پر عورتون کا ہجوم ہر طرف گھما گھم صغیر و کبیر شاد و خرم غرضکہ شہر سے پھر کر دولتسرائے
بران پر سواری آئی بران اپنی جگہ پر بیٹھی تھی کہ ہرنے آمد سواری کی خبر دی اُسنے خواجہ کا ہاتھ پکڑ لیا کہا جیسے مہرخ کی سواری
قریب آئی ہے سلیکرنے آئی ہون عمرو یہ سنکر اٹھ کھڑا ہوا ملکہ کے ہمراہ اور سب شہزادیان و عزیزداران شاہ کوکب بھی روانہ ہوے
ملکہ مجلس و سہیل و اختر بن سہیل و عمران جادو وغیرہ ساتھ ہوکر دروازہ پر دارالامارۃ کے آئے وہان انتظام سواری
دیکھا مہرخ نے بھی بران کو دیکھکر فی الفور تخت سے کنارہ کیا جب ترڑی بران آگے بڑھکر بغلگیر ہوئی اور لیکر چلی یہانتک
کہ اسی دارالامارۃ مین ایک طرف کو دیکھ روانہ تھا وہ اس سے روانے کے لگا تھا کہ حسین سے ملکہ بران خواجہ کو لیکر آئی ہے چنانچہ
اس زمین پر دہ عمدہ پر زر پڑا تھا وہ جبر خبر رکھی ملکہ مکان عالیشان مین مہمانونکو لیکر داخل ہوئی ڈیوڑھی پر محلدار بیٹھی تھی ہزارہا قلع
ماتی ترکن جشن پہرے پر تھی سب نے تسلیم کی ملکہ داخل قصر ہوئی عمرو نے دیکھا کہ یہان بھی خانہ باغ بنا ہے وہ جگہ نہین ہے کہ جہان مجھکو
ملکہ نے اتارا ہے اس زمین وہ بہار ہے کہ بہار گلزار بہشت صدقے ہر بار ہے کیا صفت اس چمنستان پر فضا کی بیان ہو یہ اشعار

تعریف مین کافی ہین نظم

بہار موسم گل کی تھی آمد
بہار تازہ وہی تھی گل مین ثمر مین
نواسنج اس پہ تھے مرغ خوش الحان
خدا کو قمریان کرتی تھین بس یاد
قدم رکھا جو وان کچھ اور بڑھکر
متعدد مکان اس مین بنے تھے

چمن مین بلبلین تھین شاد از حد
لدین پھولون سے تھین شاخین ہری
روش طوطی کے تھی بلبل غزل خوان
روان زیر روش تھین آبشارین
تو دیکھا ہے مکان جنت سے بہتر
فصاحت سے بھرا تھا صحن خانہ

زمرد رنگ پتے تھے شجر مین
سمن اور یاسمن نسرین فضا پر
بنے سرکش چمن مین سرو شمشاد
تصرف موسم گل پر بہار مین
وسیع اسدرجہ تھا جو عقل سمجھے
لکھا تھا شہ نشین پر شہ میانہ

جواہر کار بارہ دری آراستہ اسباب شاہانہ سے پیراستہ تھی ملکہ نے مہرخ کو لا کر مسند پر بٹھایا آپ بھی مع خواجہ اور دختر شہزادوں کے بیٹھی طوالفان زہرہ تمثال حاضر ہوئین رقص ہونے لگا جام بادۂ احمر کا آغاز ہوا دورہ حسن اگر نگاہ جمشید سے گذر جاتا جیتے جی حسرت سے مرجاتا پیمانہ عشرت آگین اگر جلسہ نشینان دہر خراب آباد کو اس انجمن کا میسر ہوتا تو ایسے شاد ہوتے کہ کبھی نہ برباد ہوتے روز محشر تک مست رہتے قبر سے واشر ہوا کیتے اٹھتے زیب محفل عشرت و نشاط ودرجے انجمل نسا داکہ ساغر دہانے قوچ مہر و ماہ کو ہم شرماتے تھے پیالے فٹکیرے بتلاتے تھے انجمن پر فلک کا گویا انجم نثار کرنے کو جی چاہتا تھا بلکہ مہر خود صورت نگین انگشتری نہ بنا تھا صراحی کو دیکھ کر چرخ ہمیشہ بشکل مینا رہیگا اسی جلسہ کو یاد کرکے رقص کریگا شیشون کی قلقل صدائے خندۂ گل تھی بطے کے قہقہے کی آواز نغمہ نشاط بلبل تھی گل پیرہنان نسرین بدن زیب محفل تھا صوتی چلبل پر برق درخشان مجمع اتھی عجیب جلسہ تھا یہ ہنگامہ تھا نظم

سرود و ساز نے دی اپنی آواز
ندا آمین آئین تحسین کی زبان تک
ہجوم نالہ اپنا رنگ لایا
کیے قربان رقص ہر سمن پر
رہا سامان رقص نازنینان
تسلی خاطر برباد نے دی
بڑا سا ایک سترخوان شفاف
بچھے لا لا کے موقع سے ٹھکانے

برائے رقص اٹھی ہر صاحب ناز
کیا پہلو کو ہر اک دل نے خالی
کسی کو اپنے قابو مین نہ پایا
کمال شوق مین آنسو بھر آئے
ہوئے محظوظ خاطر سارے مہمان
رہا کچھ دیر یہ جلسہ طرب کا
کہ تھا جس پر گمان عارض صاف
نئی صورت نئی خوشبو نئے رنگ

صدا گھنگرو کی پہونچی آسمان تک
بندھے تھے کچھ اور مضمون خیالی
کسی نے لخت دل دامن مین بھر کر
ہر اک نے ہاتھ مین دامن اٹھائے
صدا شور مبارکباد نے دی
بکاول نے چنے پھر لا کے خاصا
بچھایا دور تک اور اس پہ کھانے
وہ کھانے دیکھکر جو آدمی دنگ

فراغت پائی جو کھانے سے سب نے
تو باندھا رنگ سیر عیش و طرب نے

پھر باغ دیکھنے مین سب مصروف ہوئے سیر باغ بھی کرتے جاتے تھے اتفاقاً ملکہ مہرخ کی نظر گل و سنبل باغ پر پڑی کبھی کا سیر یہ بہار نگاہ سے گذری تھی ہر چند کہ اس نے باغ سیب باغ عشرت شاہ جادوان کی سیر دیکھی ہے لیکن یہاں کے پھولونکا کچھ رنگ نرالا تھا بہار سے نظر فریب شاخسار نکالا تھا ہر نہال مین ہزار ہا رنگ کے گل کھلے تھے وہ شجر نگار رخانہ چین کو فرماتے تھے مہرخ اس بہار کی شائق دید ہو کر جلسہ مسرت سے اٹھی بران و خواجہ سے باتین ہوتی تھین کچھ خیال نہ رہا کہ یہ کہان جاتی ہے اور ملکہ مذکور بارہ دری سے نکلکر اس باغ مین آئی روش اور پٹری پر پھرنے لگی نظارہ گل و بلبل سے دل بہلاتی تھی اور یہ لب پر لاتی تھی بیت

نہ کیوں دیکھیں بہار نوجوانی دو جہاں میں چند روزہ زندگانی غرضکہ یہ تو مشغول باغ میں مصروف سیر ہوئے ادھر بیدار ان خواجہ سے باہر ہوئی
لیکن شاہ افراسیاب جو قسم کھا چکا تھا کہ میں مہرخ کو پکڑ لاؤنگا پس بعد رخصت عریضہ قہر نگاہ اپنے مقام سے غائب ہو کر ایک
صحرائے سبزہ زار میں اپنے طلسم کے ظاہر ہوا اس جنگل میں ایک بچہ تھا کہ اسمین ہر سمت دوڑنے لگے تھے یہ اسمین داخل ہوا اور ایک سمت
کا دروازہ سحر پڑھکر وا کیا دروازہ کھلتے ہی طلسم کوکب سامنے نظر آنے لگا جس طرح سے کہ جیسے بیان ہمنے طلسم ہوشربا بعض میں
ستہ لکھا تھا فی الجملہ شاہ جادوان اس برج سے جو سمت بحر کو ہے داخل کوکب کہ جیسے وہ طلسم ہوشربا میں آیا تھا یہ بھی
اسی راہ سے اسکے طلسم میں جا پہونچا جب سے طلسم میں پہونچا تو زرد سحر معلوم ہوا کہ قسم میقات لگ کر سمت کٹ میں پڑ گئی
پس یہ دریافت کر کے پھر پڑھ کر اڑا کرا اڑا تو تین ملک طے کر کے جو تھے ملک میں آگرا کیونکہ بادشاہ ساحران بے اتنا زور سحر کو دیا کہ ایک
ساعت میں تین ملک سے گذر کر چوتھے میں دم لیا وہاں جب گرا تو ٹھہر کر چاہتا تھا کہ دم لوں مگر ہر ایک ملک میں ساحر مقرر ہیں کہ
وہ غیر شخص کو آنے سے منع کرتے ہیں جیسا ذکر انکا ہم ابتدا میں قرطاس کے حال میں بیان ہوا تھا کہ جب وہ سرحد طلسم پہ پہونچا تھا تو ساحر
مانع ہوئے تھے الغرض جب شاہ جادوان چوتھے ملک میں اس طلسم کے پہونچا یہاں ستر ہزار ساحر شاہ کوکب کا رہتا ہے اور انکا
مالک نشاط جادو نام تھا کہ حکومت کرتا تھا یہ لوگ ان ہزار ساحروں کے جا کو کسی طرف سے تماشائے سحر نے خبر دی کہ بڑا غضب
ہوا ایک ساحر بزور سحر نہایت تیزی کیساتھ ہمارے ملک سے گذر گیا دیکھیے بادشاہ طلسم کا کیا عتاب ہوتا ہے بہتر نشان
رہنا اور اسکو روکنا یہ حال دریافت کر کے نشاط مع فوج کے تیار ہوا اور اس عرصہ میں افراسیاب بھی اس ملک میں آ پہونچکر ایک صحرا میں
دم لینے ٹھہرا تھا کہ ستر ہزار ساحروں سے نشاط نے آ کر گھیر لیا اور ہر سمت سے سحر سے جلنے کی کسی نے دھواں پیدا کر کے دنیا اندھیری کر دی
کسی نے آندھی سیاہ پیدا کر کے اس فضا کو دلدل پست کو چاہ بدل بنا دیا تھا کہ اس صحرا میں بھری کہیں آگ بھری کہیں سنگ زنی ہوئی
افراسیاب کو تو یہ منظور تھا کہ میرے آنے سے کوکب کو خبر نہ ہو کیونکہ اگر وہ آگاہ ہو گا تو بڑی مشکل ہے آنچ پہنچے گی مہرخ کا گرفتار ہونا
مشکل ہے کسلیے کہ وہ اپنا مقابل ہو پس وہ ساحر جو سحر ادھر کر رہے تھے وہ کچھ اثر نہ کرتے تھے بلا ان شاہ کوکب تھے یہ انکی حقیقت کہی جاتی ہے
یہ خود شاہ طلسم اور شہنشاہ ساحران کہلاتا ہے البتہ مرحلہ طلسم سے تو نا چار ہے کیونکہ یہاں کی زمین طلسم بند ہوتی ہے اور ساحر بھی وہاں کا معین
کردہ بانیان طلسم ہوتے ہیں جو آفت کہ اس مقام سے پیدا ہوتی ہے اور جو سحر کہ وہاں کا ساحر کرتا ہے اسکا دفع کرنے والا سوائے طلسم کشا
کے اور کوئی نہیں کہ وہ لوح سے حال دریافت کر کے اس ساحر کو قتل کرتا ہے اور مرحلہ فتح کرتا ہے خلاصہ یہ کہ اگر کوکب چاہے
کہ طلسم ہوشربا کے مرحلہ پر جاؤں تو نہ جا سکیگا اور اگر افراسیاب چاہے کہ میں کوکب کے مرحلہ طلسم پر جاؤں تو ناممکن ہے ہاں اپنے اپنے
طلسم کے مرحلوں پر ہر ایک بادشاہ جا سکتا ہے فی الجملہ یہ ساحر غیر مرحلے کے جب افراسیاب پر سحر کرنے لگے اسنے ان سب پر سحر رد کر کے ایک
ایسا منتر پڑھا کہ ہوائے سرد خشک وزان ہوئی اور ان ساحروں کے جسم میں لگی وہ سب بیہوش ہو گئے اور اسنے پھر پرواز کی

نظم

کبھی چمکا ستارہ سا فلک پہ کہ پارہ ڈالیں جوں آتش سکا اوپر	چمک بجلی کی صورت تھی لپک پر کمر تا زار مہرخ پہ تھی باندھی	اڑا جب تا تھا یوں بیتاب و مضطر وہ یوں جاتا تھا جیسے آئے آندھی

غرضکہ چوتھے ملک کو طے کر کے جب پانچویں قلعہ کے حدود پر پہونچا وہاں کے ساحروں نے جو پہرے پر تھے اسکو دیکھا کہ ایک ساحر بڑی
تیزی سے جاتا ہے سمجھے کہ یہ غیر شخص ہے اسکو روکنا چاہیے پس حربہ ہائے سحر پڑھکر پروانکی اور سقف گردون گویا آگ لگا دی

اس طرح تش سحر ما انقلاب پہونچائی افراسیاب نے دھوکا دینے کیلیے ایک ستارہ زرد سحر بنا اور جب دیکھا کہ وہ ستارہ ٹوٹ کر ہو کر دھوا
زمین پر گر کر غرق زمین ہوا اور نصف قندیل فلک ہو گیا یہ ساحر حیران ہوے کہ اب کسکا تعاقب کرین ناچار ہو کر سحر کرنیسے رکے اور
شاہ جادوان سنا ہو کر نکلا چلا گیا ان ساحروں نے اور تو کچھ ہو سکا مگر طائر بنکر اڑے اور قلعہ کوکبیہ مین کوکب سریر سلطنت
پر جلوہ فرما تھا اسکے سامنے آئے اور بجا آگاہ پر ٹھہر کر صورت انسان بنکر سر تسلیم خم کیا بعد دعا و ثنا بجا لائے قطعہ

دعا کیو اسطے گو د اٹھا تو اپنے ہاتھ
بہار سلطنت ہو جبتک جہان گلستان ہے
دکھائی دے گل رعنا کیطرح تا شب و روز
زمین پہ تا کہ یہ گردان سپہر گردان ہے
الٰہی تا رہے اور رنگ زرنگار سپہر
کہا کرے تجھے خلقت یہ شاہ شاہان ہے

صفت کا اسکے بیان مجھ سے غیر امکان ہے
ریاض دہر میں جبتک ہے گل خورشید
خوشی سے تا کہ یہ طاؤس چرخ رقصان ہے
ہمیشہ عمر دراز خضر کا تا رہے ذکر
زمین تا شہ خاور کے زیر فرمان ہے

الٰہی تا رہے گل سے محبت بلبل
الٰہی تا کہ گل ماہتاب تابان ہے
زمین فلک پہ جبتک ثوابت سیار
جہان میں تا کہ طلسمات آبحیوان ہے
رہے مدام تو با تخت و تاج و جاہ و حشم

ایک ساحر کہ ناظر افراسیاب تھا مودبانہ اسطرح سے جانب قلعہ ہفت رنگ گیا ہی
جسے رک نہین سکا ہی اطلاعاً عرض کیا یہ کہکر وہ سب چلے گئے کوکب نے کچھ سحر پڑھ کر تالی بجائی ایک صندوق کو بیچ لئے
ہوے آئے بادشاہ نے مثل افراسیاب سوار ہو کر اس صندوق پر چڑھا کر تالا نکالی دیکھا تو وہ کتاب مثل آئینہ کے پر شیشہ سپہر جڑا ہی
جو کچھ ماضی و حال و استقبال کا آئینہ کو سامنے رکھکر عرض کیا کہ اسے مرآت واقعہ نمبر آئینہ کر کہ کون اس طلسم میں آیا ہے یہ عرض کرتے ہی اس آئینہ سے ایک
پنجہ نکلا بادشاہ نے قلم اس پنجہ کو دیا اور کاغذ زیر قلم رکھا پنجہ نے لکھدیا کہ افراسیاب آیا ہے اسنے یہ عرض کیا کہ یہ معلوم ہو کہ وہ کیونکر
آیا ہی پنجہ نے لکھدیا کہ عمرو کو پکڑنے آیا ہی بس یہ معلوم کر کے آئینہ کو صندوق میں رکھکر روانہ کر دیا اور اہل دربار سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم نے
سنا کہ کون آیا ہی ایک ساحر نعمان جادو نام نے کہ بہت معزز ہی عرض کیا کہ حضور ارشاد کرین کہ کون آیا ہی شاہ نے فرمایا کہ یہ
بیہودگی دیکھو کہ افراسیاب ہمسے گھر میں گھس آیا ہی یہ تو کہہ رہا ہی کہ وہان افراسیاب قلعہ نشیم و ہفتم سے بھی گذرا اور اسقدر بلند ہوا کہ
قلعہ کوکبیہ جہان کوکب بیٹھا باتیں کر رہا ہی نظر آنے لگا از بسکہ کوکب در یہ نور افشان جادو سے پڑھے میں تو آئینہ میں ہی جائی
ہین اور جیسے یہ دو ہم کتب تھے کہ جس طرح ہڑے بڑے باتین کرتے ہین یہ سحر سازی کرتے تھے اور کبھی یہ اسے بیہوش کرتا تھا اور کبھی وہ
اسکو بیہوش بنا تا ہیں اسوقت کوکب کو دیکھکر اسنے چاہا کہ غافل تو ہو رہا ہی اسکو بیہوش کر دون در بفراغ خاطر عمرو کو پکڑ لیجاؤن
غرضکہ اسنے سحر پڑھا چند سیر جادو کے اسکے سامنے آئے اور عرض پیرا ہوے کہ لے بادشاہ وہ زمانہ اور تھا کہ ہم شاہ کوکب کو
بیہوش کر دیتے تھے اب وہ بادشاہ طلسم ہی ہمارا بس اسپہ نہ چلیگا اسنے کہا تم جاکر اپنا کام کرو اگر وہ بیہوش نہوگا تو غافل تو کچھ ہو جائیگا سحر کے
حسب الحکم روانہ ہوے اور افراسیاب جانب ملک ہفت رنگ چلا لیکن کوکب پر اس سحر کا جو اسنے بھیجا ہی اتنا اثر ہوا کہ بالکل خیال ملکہ
عمرو کا جاتا رہا یہ یاد نہ رہا کہ وہ ملکہ میرے یہان مہمان آئی ہیں اسکے بعد در باکر دا افراسیاب نیلا سحر پڑھا کر چند سیر اسکے سامنے
بھی آئے اسنے حکم دیا کہ جاؤ قلعہ ہفت رنگ میں عمرو و ترابان کی حفاظت کرو خبردار کوئی بانکو پکڑ نہ لیجائے ان دونوں کی نسبت تاکید بلیغ فرمائی
اور عمرو کا نام بھی نہ لیا پیر اسکے فرمانے سے اسی باغ میں جہان جلسہ دعوت ہی گئے اور برابر عمرو و ایک جا بیٹھے تھے انکو گھیر کر ٹھہر سکے
کوئی انپر دست درازی نکرے عمرو بیچارے سیر باغ میں مصروف ہی اسکی ... نہ ... بھی ... میں افراسیاب قلعہ ہفت رنگ

مین پہونچی اور اس قدر بلند تھی کہ نظر نہ آتا تھا اور سحر پڑھتا جاتا تھا کہ ساحران کلمہ مذکور بیہوش ہوتے جاتے تھے کیونکہ وہ سب قفل اپنی جگہ پہ تھا
اور یہ جادو جو اسے گزرتا سحر سے ہوا سے سر دھیا تا ساحروں کو سدت یہانتک کہ اس قصر دعوت پر آکر ٹھہرا یہ جہان صدائے چنگ و رباب
بلند تھی ہر طرف عیش و عشرت سے طبع اہل انجمن خرسند تھی، سنتے چند بارگاہ رہ دری مین جو ڈالنا مہرخ کو پڑا ہوا دیکھا سمجھا کہ جال سحر کا آگے بڑھا
بارہ دری کے پڑا ہوگا کیونکہ یہ جگہ شہزادی طلسم کی ہے بیران یہی ہوگی اس سے سخت لڑائی پڑیگی بس یکبیک جانا نہ چاہیے یہیں سے بچکر جاؤ اگر
یہیں سے سحر کرکے سبکو بیہوش کردون تو اور ہر جوان اسی فکر مین ٹھہر کر ایک نگاہ جو ہر طرف دوڑائی مہرخ کو گلستان مین مشغول نظارہ
گل و ریحان پایا بس خوشنود ہوکر سبب ان رق جنندہ بڑھکر جو گرا ملکہ مذکور کو پنجہ مین داب کر لے اڑا اور بیچاری غافل زہرہ رفتک
تھا تو ضرور بیچاری کہ لے آکہ بیران میری خبر لیجیے اتنا کہکر بیہوش ہوگئی ہان بارہ دری مین شور ہو رہا تھا کسی نے اسکی آواز نہ سنی
مگر اور ساحر جو سحر سے بیہوش نہوے تھے یعنی شہ جادوان کی گذرگاہ سے علیحدہ اس باغ کے، دوادر دروازون پر تھے انھون نے
دیکھا کہ ایک ساحر کی پنجہ مین دابکر اڑا ہے بس انھون نے ہیٔ ہیٔ کا غل مچایا اور ہر جانب سے سحر سیکر اے انکے غلغلے سے بیران نے ناچ
موقوف کرایا اور گھبرا کر اٹھی کہ ارے کیا ماجرا ہے عمرو بھی اٹھ دیکھا تو ملکہ مہرخ نہیں ہے او غل ہے کہ ایک ساحر کسیکو پکڑ لیگیا اسنے
کہا کہ ملکہ مہرخ شاید پکڑ گئی اتنے عرصہ مین افراسیاب غرق آسمان ہوکر یہ جادہ جو اپنے ملک کیطرف روانہ ہوگیا یہان جو ہیرو سحر
کے برائے حفاظت خواجہ دم لگے تھے خدمت کوکب مین گئے اور عرض کیا کہ ہمنے حفاظت شہزادی و خواجہ کی بخوبی کی دشمن
انکے پاس تک نہ آسکا ملکہ مہرخ باغ مین پھر رہی تھی اسکو پکڑ لیگیا اور سب خیریت سے حال گذرا کچھ کسیکو باقبال شہنشاہ ضرر نہین
پہونچا بادشاہ سحر کیوجہ سے غافل تھا مہرخ سنتے ہی چونکا اور دل سے کہا واے مردیم باوجودیکہ آئینہ سحر سے حال گرفتاری
اس ملکہ کا تو معلوم کر چکا تھا اسپر بھی اسکی حفاظت مجھ سے نہو سکی اور بھولا رہا شاید مجھپر دشمن نے سحر کیا اب چلکر اسکی رہائی کی
تدبیر کرے یہ سوچکر کچھ سحر پڑھا کہ اثر افسون دشمن بالکل دفع ہوا یہ بزدگر تخت پر سے بیٹھے بیٹھے غائب ہوکر قلعہ ہفت رنگ او دکان جلسے
دعوت مین آیا مگر نظر مردم سے پوشیدہ رہا دیکھا تو یہان بیران کا حال آمد افراسیاب و قید ہونے مہرخ کا معلوم ہوا اور
ساحر و مین غلغلہ ہے عمرو نالہ و شیون کر رہا ہے کہ افسوس ملکہ میرے لشکر کی مفت ہلاک ہوئی وائے بر غفلت ما بیران یہ باتین سنکر
جا با چاہتی ہے کہ عقب دشمن جاکر کارنمایان کرے یہ حال بادشاہ نے دیکھا ایک آواز دی کہ اے بیران خبردار کہین جانیکا قصد نہ کرنا
تم بیٹھو اور خواجہ کی تسکین و دلداری کرو مہرخ کو مجھ سے ابھی لو یہ کہکر وہ انکے عقب جریت چلا عمرو نے اس آواز کو سنکر پوچھا کہ اے
ملکہ یہ کون بولتا ہے ملکہ نے کہا شہنشاہ کوکب کی صدا ہے آپ آرام سے بیٹھیے کچھ رنج نہ کیجیے شاہ خود تشریف لیگئے ہین مہرخ
کوئی دم مین آتی ہے آپ انکو دیکھینگے عمرو اسکے کہنے سے بیٹھا مگر بیتاب و مضطر رہا ناچ رنگ کا سب موقوف کر دیا بیقراری بیان کرنے
لگا یہان تو یہ حال ہے لیکن شاہ کوکب عقب افراسیاب مین چلا سحر کے پتلے ان ملکون کے بادشاہ پاس کہ جو راہ افراسیاب
مین پڑینگے روانہ کرکے کہلا بھیجا کہ دشمن ہمارا اس سمت کو بھاگنے چلا ہے پس تمہارے ملک سے اسکے راستے مین پڑینگے ہرگز ہرگز بود کرنا
نہین کسلیے کہ عقب اسکے ما بدولت آتے ہین جو مناسب ہوگا کرینگے افراسیاب جس ملک پر پہونچا اور وہانکے حاکم نے اسکو
ساتھ ہی پتلا شاہ کوکب کا پیام مخالفت لیے پہونچا ساحرون نے تعمیل حکم بادشاہ کی اور اسکو مادری کوکب نے راہ اسکا اسلیے
لڑائی ہوکہ اب تو جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا اب اس بات کا سیر سے طلسم مین خوغا پڑ جائیگا کہ افراسیاب ایسا زبردست تھا جو یہان

گھس آیا ہیں اگر از راہ بلوہ ساحروں کی جمعیت کرکے عمرو کو مین چھین لون جب بھی بدنامی ہے کہ لوگ کہینگے کہ اکیلے پر چڑھائی کی یہی
گلی مین کتا بھی شیر ہوتا ہے لہذا اسطرح یہ بہادری کرکے ترے یہان آیا اور عمرو کو پکڑ لیچلا ہے تو بھی اُسکے گھرسے جا کر اسکو پکڑ
لا اور اسکو دھوکا دے غرضکہ جب افراسیاب کا کوئی سدراہ نہوا وہ بخوف اسکے کہ فلک پر ایا ہے کہین کا نہین بعجلت تمام قطع
راہ کرکے اپنے طلسم مین داخل ہوا اور قصد کیا کہ باغ سیب مین جو ساحر ہین اپنے مالک افسر لشکر کا حال خراب دیکھین اور کثرت فسوس
ملین کسلیے کہ میری بی بی کو تشہیر ہوتے انھون نے دیکھا ہے اب ساحر یکو دیکھین اور میری شوکت کو دیکھین کہ کیسا عوض مین نے لیا حاصل
مرام یہی تجویز پسند آئی اور سیدھا مجرم کو لیے لشکر حیرت مین آیا یہان جو افسر لشکر تھے انھون نے تعظیم دی یہ تخت پر بیٹھا عمرو کو سحر کرکے سامنے
ڈالدیا اور چیلا سحر کا بھیجا کہ جلد ملکہ حیرت اور وغیرہ حاضر ہون [illegible] کو جاکر میرے آنیکی خبر دے اور کہے کہ اسیوقت لشکر مین آکر تماشا
قتل مجرم کا دیکھو چیلا حسب الحکم گیا اور سبکو حکم شاہ پہنچایا [illegible] حضرت شاہ مین آیا حیرت بہوے شاہ مین
آکر بیٹھی بادشاہ نے سحر پڑھکر عمرو کو ہوشیار کیا جب اسکی آنکھ کھلی سامنے افراسیاب کو بیٹھے دیکھا پھر آنکھ اپنی بند کرلی اور کہنے لگا
کہ کیا خواب پریشان مین نے دیکھا شاہ جادوان پکار اٹھے کہ او اسپر خواب نہین عین ہوشیاری و بیداری ہے دیکھ اپنی بدبختی کی
زبردستی کو اس مرد صحرائی یعنی کوکب کے گھرسے مین تجھکو پکڑ لایا اسلیے بجا ہان خود اگر جاتا ہون تو سارا طلسم اسکا [illegible] یہ تو لات گزات
کرتا اور شاہ کوکب جو اسکے عقب مین چلا آتا غالباً عرصہ مین کہ اُسنے آکر باغ سیب ساحرونکو بلوایا ہے وہ سر لشکر پر آکر گھیرا
اور ایک ایسا سحر پڑھا کہ افراسیاب کی طبع مجنس پر نسیان غالب ہوا یہ خیال بالکل نرہا کہ مین جب گھرسے عمرو کو لایا ہون آخر وہ بھی تو
بادشاہ ہے کوئی ایسا گھسیارا نہین پھر کچھ نہ کچھ بدلہ وہ بھی کریگا خلاصۂ کلام کوکب کا خیال کیف مرتبت صفحۂ دل سے حک ہوگیا یہ
اسمکار کا بدلہ ہے کہ جیسے خطر کوکب بدولت عمرو اسنے بھلادی اب اسنے آکر اسکو بھی آمد سے غافل کیا جب قتل کرچکا تو ماش کا آٹا بھی
ساتھ نکالا اور اسکی پتلی بناکر سحر کا اسمین پھونکا کر حکم کیا کہ تو بصورت عمرو بنکر غائب ہوجا اور جب مین عمرو کو [illegible] تو فوراً ظاہر
ہوکر اسکی جگہ پر قیام کرنا اور افراسیاب جب تجھکو قتل کرے تو اس پتلی کے [illegible] میرے پاس چلا آنا ہے جب شاہ بادشاہ
سے اس پتلی کے غائب ہوکر اپنے کام پر مستعد ہوا اور بادشاہ موصوف نے بلند ہوکر سحر پڑھی کہ ایک ابر پیدا ہوکر لشکر حیرت پر محیط
ہوا حیرت نے ابر دیکھکر بادشاہ سے کہا کہ حضور دیکھیے کوئی مددگار معلوم ہوتا ہے کہ اس مجرم کو چھڑانے آیا ہے شاہ یہ سنکر پیمان
ہرکی جانب لے چلا کہ تجھے کدھر آیا ہے اسکو بھی پکڑے لاتا ہون یہ تو ابر کیطرف چلا اور ساحرونکی نگاہ ابر کیطرف ہوئی بادشاہ کا جانا
سب دیکھنے لگے کوکب جس طرف وہ ابر تھا ادھر سے جگرد دوسری طرف آیا اور سحر پڑھکر جانب بارگاہ پہونچا کہ بارگاہ مین اندھیرا
ہوگیا مگر لمحہ کے لیے وہ اندھیرا رہا ایسا کہ اُس اندھیرا ہوا ہے اہل بارگاہ نے نگاہ اپنی پھیری تھی کہ کیا ہوا دیکھا تو کچھ بھی نہین
ویسے ہی روشنی ہے جیسے پہلے تھی اور مجرم بھی اسطرح سر جھکائے بیٹھا ہے انکو تو ثابت نہوا کہ کیا ہوگیا وہان اس اندھیرے مین کوکب
نے اپنا کام کرلیا یعنی عمرو کو اٹھا کر خود سحر سے مخفی ہوگیا اور اپنا راستہ پکڑا ابر سحر کا بیچ سے عمرو ابیٹھا ادھر افراسیاب جب قریب
ابر پہونچا وہ ابر بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوکر غائب ہوگیا بادشاہ نے نعرہ کیا کہ کون ایسا ہے جو میرا سامنا کریگا یہ کہکر کچھ دیر تک در
سحر پڑھے ہوا پھرا کیا پھر اتر آیا اور کہا کہ حیرت تمنے دیکھا کہ میرے جاتے ہی پتہ بھی نہ ملا جو کوئی آیا تھا وہ کیسا
سر پہ پاؤن رکھکر بھاگا کا سب اہل دربار ثنا خوان ہوئے کہ اے شہنشاہ کسکی مجال ہے جو آپکا مقابلہ کرسکے یہان تو یہ باتین ہوتین

گرعیار وغیرہ جو بامر جاسوسی اُسجگہ آیا کرتے ہین خوشی سے جو عمرو کو گرفتار دیکھا دوڑے ہوئے بارگاہ اسلامیان مین آئے اور بصد ادب سامنے تخت ملکہ بہار عالی بہار کے ٹھہر کر صفت و ثناے بادشاہی زبان پر لائے **قطعہ**

جو خاک ترے در کی ملے سجدہ پہ تو بیج کے
پھل پاتی ہے تلوار ترے باغ کرم سے

ابر دمہ نورخ مدت بن کے برابر
پھولون کی سپر ہے چمنستان کے بہار

بعد ادائے دعا و ثنا حال عمرو از ابتدا تا انتہا بیان کیکے بہر عیاری جیسے بہار نے قید ہونا عمرو کا جو سنا گریبان چاک کیا اور سرسے چھینک کر سردار رونے لگے بارگاہ مین کہرام مچگیا آخر سب نے صلاح کی کہ آج لڑکر اپنی جان دینا چاہیے کیونکہ شاہ جادوان کے مقابل تو ہونا غیر ممکن ہے مگر مرجانا امکان مین ہے بس یہ سوچکر بہار نے نفیر سحر بجائی لشکر مین طبل جنگی گونگرایا یوں دنا توس نے گوش فلک کر بنایا ساحرون نے جلد جلد جھولیان سنبھالین بہادرون نے لشکر نو بازمین ساحر طائران سحر پر چڑھے بہادران شجاعت نشان نے مرکب کسے بہار سب سے پہلے طاؤس سحر پر سوار ہوئی جلو مین فوج بیشمار ہوئی ساحرون کے پرے نشان فوج کے چھٹے **نظم**

فلک پر جسطرح سے خسرو روز
نمایان رخ سے تو ماہ دو پیکر
جوانان تہمتن اس کے ہمراہ
غضب کے یاد جادو دیکھ زلزلے

ہوئی یون مورچہ و رونق افروز
پے آرائش فوج فراوان
ہزارون نازنینین سحر آگاہ
ہو لب کھولین پے فسون جہان مین

جڑاؤ سر پہ اُسکے تاج زرین
کیا تھا ابر سحر اس نے نمایان
گلون مین جھولیان زرتار ڈالے
نگاہ مین آگ کا غم آسمان مین

چلی میدان کو القصہ وہ گلرو
لیے ہمراہ اپنے فوج جادو

یہ توفوج ظفر موج لیکر چلی ادھر طاؤس سحر نے خبر شاہ جادوان کو آمد لشکر کی پہونچائی کہ آپ غافل کیا بیٹھے مین بہار لڑنے آئی ہے بادشاہ نے منسکر فرمایا کہ اسلیے مین نے عمرو کو قتل کرنے طلسم ظاہر مین ملا یا ہون کہ اُسکے ہوا خواہ بھی لامحالہ سر بچھین اور گلشن ہستی اس کا پامال دیکھیں اور برنگ شبنم اشک حسرت بہائین دیکھو کہ یہ سکین یہ کہکر آپ اُٹھا اور قریب دریاے خونروان گیا ایک مٹھی ریتا دریا پر ملکر حکم کیا کہ اے دریاے سحر جانب سمت سے اسقدر بڑھ جا کہ لشکر حیرت تک کوئی نہ آنے پائے دریا اسیوقت جوش کرکے بڑھا اور لشکر حیرت و بہار کے درمیان مین آکر بہنے لگا عیار بھی صحرا سے پہلے رہائی عمرو فوج عدو مین نہ آسکے تھے کہ راہ بند ہوئی خلل مستند ہوئی کنارہ سحر تک آکر پھرے اور راہ مین بہار سے جاکر شناسے مدعا ہوے کہ لے گوہر بحر شجاعت اپنے ارادے سے کنارہ کیجیے دریاے سحر ذخیرہ مین حائل ہو جانا مشکل ہے بہار یہ خبر سنکر قلزم رنج مین ڈوبی طاؤس سے گر کر بسان ماہی بے آب فرش خاک پر پڑی اور کنارے دریاے مذکور کے آئی وہان افراسیاب نے بارگاہ مین پہونچکر حکم دیا کہ جلادان قوی بازو وتنومند حاضر ہون عمارہ سلیمان کا سراپکہ ہاسے بارگاہ اٹھوا دیے کئی ہزار ساحر اسباب سحر لیکر مرحمت میدان کو گھیر کر ٹھہرے کہ عیار وغیرہ و دیگر ہوا خواہ مجرم کسی فتو نکریں بہت سے ساحر بلاے ہوا اجا کر تمام میدان پر چھاگئے بادشاہ نے ایک آسمان سحر پیدا کیا کہ کوئی اُڑکر نہ آسکے اور زمین کو سنگلاخ بنایا کہ کوئی نقب نہ لگائے جب یہ بندوبست ہوچکا اسوقت بیچ میدان مین ایستادہ کرائی آرہ کش تسمہ کش جلاد بانی میدان حاضر ہوے زیر دار چبوترہ ریگ کا بنایا عمرو نقلی کو کشان کشان لاکر بٹھایا پکارا کہ لے مجرم جو کھاتا ہو وہ کھالے اور پیاسی ہو تو پانی پی لے کہ ساغر اجل سے سیراب ہوا چاہتی ہے اس بیٹے نے کچھ جواب نہ دیا جلادون نے انتظار کیا کہ بادشاہ جس عذاب سے

اسکے قتل کا حکم کرے وہ محل میں نامین گردن ماریں یا عمل تغیر چیں بر دار پر چڑھائیں ادھر ضیغت کا ہر سمت سے ہجوم تھا جمع سانحہ شوم تھا شاہ جادوان نے سیلہ دار نصب کرائی تھی کہ لشکر یوں بر رکاب سنائے ادھر حیرت بھی سن ہوئی تھی بہار سامنے کھڑی بحالت زار دیکھتی تھی اور روتی تھی نافرمان کا گریبان چاک سر کھولے بال کھلے لرزان پر خاک لشکر میں ماتم بپا شدت گریہ و بکا اشک ریزی سے یقین تھا کہ دوسرا دریا اور جاری ہوگا دامن قیامت صرف اشکباری ہوگا ونی کہتی کہ اے فلک ستمگر یہ حسرت تھی کہ سایہ عاطفت میں ملکہ مہرخ کے رہا اسد و مہ جبین کو تخت اوپر بٹھا کے سر پر سلطنت پر چھائے کوئی گھڑی وہ خوش مناتے سو یہ تیری خونیں کچھ نسبت کی پرنہیں کوئی مہر و شکایت غداری رو نگار میں ہوں تزبان تھی کہ خون روئے سے چرخ دنی سے سوائے زہر کے کسی انگبین راحت نوش کیا کہ نیش تیغ نے سینہ سوراخ در سوراخ نہ کیا آہ دارفنا مہر سے آب سر دیکر دل عقدہ کھلا ہوا ہی کون ایسا چراغ خانہ تھا جو بجھ نہ گیا اور رو کون ایسا کاشانہ آباد تھا جو نہ اجڑا افسوس لے دہر غدار و صد ہزار افسوس اے دنیائے ناپائدار کیسے کیسے جو اور تونے نقد سر و تن تونے گنجینہ جیسے تونے خاک میں ملا دیئے یا کیا امید تنکے بھرے دل زیر زمین پا دیئے کہ سیت دیکھا کلشن گل کے بیچ میں کیا اک حسرت کی لوٹ تھی اور فلک بھی نقشہ کوئی کہتا تھا کہ یہ گردون دوا صد جور و جفا ہے اسکا ہر بات صاحب حوصلہ کے ساتھ یہ نقشہ نظم

کار دنیا کے ہیں سب لہو و لعب
ہے کہاں کاؤس کا جام شراب
ہے کہاں وہ جاہ وہ انگشتری
چاہیے اس بیسوا کو مارے لات

عیش ہو جو تن بدم میں منقلب
ہے کہاں شاہ سلیمان و سدیو
ہے کہاں یوسف اور اسکی مشتری

ہے کہاں اسکندر و افراسیاب
ہے کہاں اس کوس شاہی کا غریو
ہے سراسر کار دنیا بے ثبات

ہی اس بیان کو شور نوحہ کا بلند ہو کہ شاہ جادوان نے جلاد کو حکم دیا کہ اس جرم کو دار پر چڑھا جلادوں نے زنجیر کمر میں باندھکر دار پر کھینچا بادشاہ نے تیر اندازوں کو حکم دیا ہر سمت سے تیر پڑنے لگے اس حال کو دیکھکر بہار نے چاہا کہ میں دریا سے سحر میں اپنے تئیں گرا دوں اسوقت قران حیا رجس اسے دوڑا آیا اور مانع ہوا کہنے لگا کہ صبر کرنا ہی غور کرنی چاہئیے کہ کوکب نے تسخیر کیا مہرخ کے تئیں کیسا بدلا لیا اب اسکے گھر سے سامان اسکا بگڑ گیا ہوا اور ہوچکا ہے یہ تو نہیں ہو سکتا اسمین خدا گواہ کچھ اسرار ہیں دور ہندوان خواجہ موجود تھے وہ ایک لمحہ نہ ٹھہرے اور یہاں گر عیاری کرتے اب تم تامل کرو اور نظر بفضل خدا رکھو بہار نے اسکے سمجھانے سے تامل کیا ادھر جب جو تیر باران کیگئی اسکے پیٹ سے بیر نے نکلکر اندھیر کیا اور غل مچایا کہ میرا نام مہرخ سحر چشم جادو بود اس صدا کے آتے ہی بموجب حکم بادشاہ ہزار ہا نقارۂ بشاشت و شادمانی بجنے لگے بادشاہ اسیوقت سوار ہوکر جانب ظلمات کے طلسم گیا اور بہار ساحرہ اپنی جگہ آکر بیٹھنے لگا بادشاہ کہتا گیا کہ میں جاکر ایک ساحر کو بھیجتا ہوں کہ وہ کام اس لشکر باغی کا بھی تمام کر دے حیرت شاداں و فرحاں بارگاہ میں آئی بہار نالاں و گریان لشکر سے گئی پھری پر مہرخ کا تیلی سے نکلکر عمل بچا کے بعد جانے بادشاہ طلسم کے کوکب کے پاس گیا کوکب جو مہرخ کو بیگر گیا تھا تو اپنے طلسم کے ایک میدان میں آیا ملکہ کو تختہ سنگ پر بٹھا کر ہوشیار کیا اور ساتھ غائب گیا جب مہرخ کی آنکھ کھلی دیکھا کہ کوسون کیا منزلون تک ایک میدان ہی کہ پیک نگاہ بھی دوڑنے سے تھکتا ہے طائر خیال بھٹکتا ہے ہزاروں چشمہ ہائے صاف شیرین اسمین جاری گرد چشموں کے سبزہ زنگاری رحمت دوان کوئی نہیں باغبان قدرت نے گلشن دنیا میں پیاری بوٹی ایسی جگہ پر جب اپنے تئیں تنہا پایا ناچار قدم آگے بڑھایا کوکب صورت ساحری بنکر سامنے آیا اور اسکو سلام کیا اسنے ایک ساحر معزز کو لباس جدہ سے آراستہ اور ادب و ریاست چہرہ سے اسکا خلعت لیاقت سے پیراستہ دیکھا اور اسنے کہا کہ اے ملکہ شاہ

کوکب کو بارگاہ افراسیاب سے جا کر لائے اب بارہ ہزار سوار روئین تن ذکو ملے ہیں تو سخت گھبرائیے اور لشکر حریف سے بنا بد لیجیے کچھ
بادشاہ نے رخصت کیا ہے اور کہا ہے کہ عمرو کے ہمراہ ملکہ بران بانو فرزندان آئینگی آپ اطمینان رکھیے مہرخ نے یہ کلام سنکر پوچھا کہ بہروہ سوار
کہاں ہیں وہ ساحر اسکو لیکر ایک سمت کو میدان میں کچھ دور رہا یہ تھا کہ ایک گنبد نظر آیا اس ساحر نے سحر پڑھا کہ در گنبد وا ہوا اور بارہ ہزار
تیس بالشت برابر کا مرد روئین بدن آہن سے نکلا کہ ہر ایک مرکب فولادی پر سوار تھا اس باہر آتے ہی اُن جنون نے مثل انسانوں کے پیدا
کیے ہر ایک نہنگ تجربہ جنگیا اسلحہ سے آراستہ بدن تھے ہر ایک لشکر شکن تھا اس ساحر نے کچھ سحر پڑھا کہ ایک عقاب تیز پرواز پیدا ہوا
آیا اُسپر مہرخ کو سوار کرکے عقاب سے حکم دیا کہ بہت جلد راہ طلسم طے کرکے اس ملکہ کو طلسم ہوشربا میں لیجا کیونکہ یہ میدان کنارے اس طلسم کے ہی
سامنے طلسم ہوشربا کی عقاب ملکہ کو لیکر اڑا اور پردے ہوا انھر اعقب عقاب سواران طلسم نے مرکب اڑائے پرے جو جون نے چلائے
کوس و برق گرد گرد ائے نشان کھلے ابر کیطرح وہ لشکر بڑھے ہوا ہیبت یہ تھی سامنے بجلی کیطرح تیغے تھے ڈنکے رعد آسا گرجتے تھے
روئے آفتاب سحاب لشکر سے پنہان تھا کوہ و دشت لرزتے تھے ہوا میں پیش تھی دنیا پر خروش تھی اسی شوکت و حشمت سے بڑی ہیبت
و سطوت سے ملکہ ذیشان عقب بادگیر تھے وہ فوج فولادی تھی عقاب طلسم کچھ دیر میں قریب لشکر حیرت پہنچا مہرخ نے اتنے ہی
ایک سحر پڑھا کہ آگ برسنے لگی حیا و مرد دیکھ دیکھ جلنے لگے اس فوج باہر نکلے انہوں نے تلواریں کھینچیں یہ روئین تن جب بڑھے ہر طرف موت کا
بازار گرم ہوا لشکر ملکہ حیرت قتل مہرخ کی خوشی میں غافل بیٹھے تھے یہ حملے ہزاروں مارے گئے کڑا تعداد کھوں ساحر دیکھا ازہوا
تھی بہت ساحر جلد جلد اسباب سحر لیکر ان روئین تنون نے بھڑ سے تیروں کی بوچھاڑ سے برسنے لگی تلوار چلنے لگی حیرت بھی گھبرا کر باہر
نکلی دیکھا تو آگ بارگاہ میں لگی ہے آسمان سے آتش برستی ہے گردش میں جگہ جگہ ریزی ہر لشکر میں غلغلہ ہے مہرخ اپنی
پہنچی بہروہ کی فوج بیکر ہے کی ہر چیار دن نے یہ خبر بہار کو جا کر دی کہ ملکہ زندہ ہے مہرخ فوج لیکر آئی ہے لشکر حریف
سے شاہی میں اُسنے یہ خبر سنتے ہی ہمراہ فوج تیار کرائی و تخت لیکر باہر شہسوار کشتی چلا و برق و نقیر بھی جا کر فوج
حیرت پر آگری وہ فوج بیکیاسے روئین تن ہے ہزار موتی تھی کہ وہ نہ مرتے تھے نہ کاٹے کٹتے تھے حربہ ساحران کا اثر
نہ کرتا تھا اور مخلوق سنتی ہے کہ شور جو دونی کی بادل کے دیران کر دیتے تھے دشت شوکت بجا دیے تھے انکے نہ قتل
ہونے سے لشکر حیرت بھی مہرخ کے مرد کی فوج ملک عدم سے نکلے کیسے پیدا کیا ہوا سب یقین کر گئے حیرت بھی ملکہ مہرخ کو زندہ دیکھ
گھبرائی اور سامنے قریب آئی دہان دیکھا تو ماش سے نکلی یہ دار پر لٹکی ہے اب سمجھی کہ وہ قتل نہیں ہوئی تھی ناچار وہاں سے پھر آئی
اور مصروف جنگ ہوئی روئین تنوں نے اتنے عرصہ میں آفت برپا کر دی تھی خونخوار کی بھی تیغ قضا تو امنے روئین تنوں کے ملک عدم
پر بھی بجھا دیے تھے کشتوں سے جان حریف پر قبضہ کیا تھا قایم دنیا میں امن و امان تھی گذرگاہ دنیا تھی سر یہ شمشیر جس سرزمین پر
پڑا تھا وہاں خفتگان خاک کا بھی سر قلم ہوتا ہستی کا کوچ جانب عدم ہوا تھا طبع سپاہ ان ایسی کٹ پر ملی تھی کہ نشتر زہر سے تلوار
تنگ گھاٹی تھی ہمہ تن خوف سے لشکر ہتھیلی کا تل ہوا تھا جو نہ ملا جلا جس میں دم کا نام و نشان عدم ہوا سانس لینے کا بھی دم تھا تماشا
حریف کو نہ مہلت تھا کہ سپر سنبھالے یہ کہاں ممکن تھا کہ خنجر سنبھالے آمد و شد نفس سینہ میں بند تھی ہر حرکت صدائے امان بلند تھی
آخر لشکر کے پاؤں اکھڑ گئے اور جب نہ رہنے کے تو بھاگے مہرخ عقب سے قتل کرتی چلی اور سب رہا تک بحر خون بہا دیا **نظم**

گر حدیث جرات سلطان عالم میں لکھوں	ہو گرد دون ہمین و دارا کی ساری داستان	جسم دیکھے گر طغش دیکھے سنان دیر کی

بہر جو راحت آفرین کہو سے لگو سے ہاں		راحت خواب اجل ہم صاحب بخت نے غنیم کو		جو ہر اک آغوش جو بستر لی آرام جان

دریائے سحر میں ہزاروں گر گر مرے وہ غیرت جو ابھی نہ مرے تھے آج ڈوب مرے بحر فوج میں وہ تلاطم ہوا تھا کہ کوئی سفینہ جان ڈوبنے سے نہ بچا تھا حیرت نے ہزاروں بحران ہو میں توں پر کیے لیکن اثر نہ پر ہوتے ناچار میں ہان بجوادیا اور دریائے سحر پر جھڑی مار کر کہا کہ از جوش طلسم کی مدد ضرور ہے بر سے بحر بڑھ جاوے یہ بھی ہوش ہر کرچہ سو وقت ماہرخ نے بھی طبل آسائش بجوادیا اب ظلمات کی بھر رکنے سکیگا غرضکہ بیغیج دفیم و نری یہ پھری بہار نے وہ خزانہ و ایک ہزار قیدی رہا کرکے اپنے لشکر پر سے نثار کرتی ہوئی داخل بارگاہ ہوئی لشکر نامکر لکھوں ماہرخ اورنگ حکومت پر آکر جلوہ گر ہوئی سرداران لشکر آئے سبکو گلے سے لگایا اور خلعت دیا پھر جشن کا ہنگامہ آغاز ہوا ساقی و مطرب نے رنگ جلسۂ عشرت جمایا ماہرخ نے فرمایا کہ انشاء اللہ خواجہ و بران بھی بافوج فراوان عنقریب تشریف لاتے ہیں در سب پنا حال بیان جو گذرا تھا بیان کیا سب سرداران خواجہ سے خوشنود ہوئے دو میں توں کو بارگاہ استادہ کراکر با عزاز تمام سب مصروف عشرت ہوئے ادھر حیرت بربادی لشکر پر زار و نالاں تھی منفعل و گریان سر در گریبان تھی فوج کشتی تھی جو باقی تھی وہ فراری تھی خیام و بارگاہ سب جل گئے تھے جو دو ایک سراپردے باقی تھے تو یہ ظاہر تھا کہ زمین نے منہ پر رو دیکھ لیا پرسا دینے کا سامان کہیں باقی تو کو دیکھکر سینہ ملک کا شق ہوتا تھا کیسے کیسے ساحر نامی و نامور اور ساحرہ حسن میں یہ زمانہ خورشید بہشت رو ہے خس ہو سے جسم کی پڑی تھیں صورتیں خاک و خون میں بھری تھیں اسباب خزانہ سب لٹ گیا تھا بازار و دکان کا پتہ بھی نہ تھا حیرت نے دوبارہ ساحروں کو بھیجکر شہر ناپرسان سے خیمہ و خرگاہ منگوایا اور سب درست کرکے داخل بارگاہ ہوئی جو جادوگر کہ بھاگ کے بچے تھے وہ آنے لگے فوج قلیل مقابلہ میں حریف کے بچرا تری ملکہ مذکور روتی ہوئی جانب افراسیاب داستان ہوئی کہ بیت وہ تھی ابر صورت دمکو وہ برستے جاتے تھے اطفال آنسو جب اس حال زار سے دریائے سحر کے پار پہونچی یک پہاڑ پر پہونچکر ٹھہری ورد پڑھا کہ نجمہ پیدا ہوکر اٹھا سجدہ اس نجمہ سے کہا کہ جہان شہنشاہ ہوں دمیں مجھکو پہونچا دے نجمہ اسکو پردہ ظلمات میں لایا وہاں یک سحر سے سبزہ زار میں شاہ طلسم بیٹھا تھا اس ماہرخ کی خوشی میں ناچ دیکھ رہا تھا پریزادان طلسم کا مجمع تھا نجمہ نے اس پری کو پہونچایا بادشاہ نے زن کا حال نہایت پریشان پایا کہ بال سر کے کھلے ہیں ضرب کشتگان لشکر خون ملے ہیں گریبان چاک ہے چشم تر لب خشک سر پر خاک ہے یہان فرزندگان نوحہ بر زبان سب بیر فرد دو نفوس شامت اس حال پر … کو دیکھ کر بیتابانہ پوچھا کہ کیوں اے جان من خیر تو ہے ملکہ چیخ مارکر ایسی روئی کہ ہچکی بندھ گئی دیر تک رہی کہ بیت … پر خاک برادہ … کی … راحت کی کوئی راہ ملے بادشاہ سب لشکر کا عمر یہ واقعہ گذرا بادشاہ حال ماجرا سنکر تھر تھر بید کیطرح کانپنے لگا اور کہا وہ بر جو ہنگام قتل مدعیہ پیدا ہوا تھا افسوس میں سنا سپر کچھ غور کیا وہ وہی مرد ضرر ہے یعنی کوکب تھا جو مجھ مرد کیا اور مجھے دھوکا دیگیا خیر کہاں میرے ہاتھ سے بچکر جائیگا لے بادیاں خود تن ہی و نما بہ وقت و غصہ آئیگا اس جنگلی کو بخان خراب قتل کرونگا اور وہ سزا دونگا کہ خواب عدم میں بھی اسکو آرام نہ آئیگا اے ملکہ دیکھی … حوثیوں کیطرف آکر ماہرخ کو نسیا کیوں نہ ہو عمر دین صحبت کا اثر ہر دغا باز تو وہ ہمیشہ سے تھا اب زیادہ مکار ہوگیا اے ملکہ تمہاری جان کے صدقے سے لشکر قتل ہوگیا وہ لشکر تھا بھی بود اور لاکھوں ہمانند موجود میں انھیں لیجاؤ اور کام حریف کا تمام کر دیہ کہکر حرف پڑھا فوراً اندھی نے آکر زمانہ سیاہ کیا از بسکہ صحرائے ظلمات میں تو یہ بیٹھا ہی تھا وہ ساحر جسکو اسنے طلب کیا وہ ظلمات میں تو تب ہی تھا بہت جلد حاضر ہوا ملکہ نے دیکھا کہ ایک ساحر شیر پر سوار …

بدنیت و غدار اصل مین حرام مزاج مین خود کام صورت مجسم بسان دیو حیرت مین پڑ رہو مثل سو کا جسم بشکل خرس سر رستم پر بال فیل
توان بدخصال ہر مین موسے دھوان نکلتا قد تاڑ سا منہ بھاڑ سا مثل برق تڑپتا ابر کی طرح گرجتا تن کی سیاہی نے جہان پر پرتو ڈالا اکیلا
کو کالا کردیا ماند صبح اُجالا کرو یا شب دیجور بھی مات ہوگئی آمد سے اُسکی دن کی رات ہوگئی کہ

ابیات

بہت سے سانپ لپٹے اسکے تن سے | نکلتے شعلۂ آتش دہن سے | بسان طوق افعی تھے گلوگیر
کمر سے بھی تھی آہن کی زنجیر | بشکل جوشن خطر ہیبتناک | بسان مالک دوزخ غضبناک

اس ہیبت سے بادشاہ کو بکمال غرور و نخوت سلام کیا بادشاہ نے اشارہ و بیٹھنے کا فرمایا وہ جب بیٹھا جام شراب بحکم بادشاہ ایک
پری نے اسکو دیا اسنے ہنس کر عرض کی کہ مین شاہ تک دیر و کیا شراب پیون اپنی جگہ پر مخمور سے رکھا لیتا ہون اب یہ ارشاد ہو
کہ مجھکو کیون یاد فرمایا ہے بادشاہ نے کہا کہ پہلوان طلسم سطرج ہو تیلے روئین تن کو کبت نیکر میرے لشکر کو تنگ کرتا ہے اب تم چہ مین خبر
سنا کہ جو تمھارے سپرد تر اپنے ہمراہ لیکر جاؤ اور سبکو راہ عدم دکھاؤ اسنے جواب دیا کہ تیلو کی کیا ضرورت ہے یہ غلام کیا انکے سزا
دینے کو کافی ہے بادشاہ نے کہا دیکھی لے ناقوس شیر سوار روئین تن تم ایسے ہی ہو لیکن وہان لشکر بہت کام آتا ہے فوج کی ضرورت
ہے تم علاوہ تیلو نکے ایک لاکھ ساحر ساتھ لیجاؤ اور مقابلہ کرو ساحر مذکور یہ سنکر آداب رخصتی بجا لایا شاہ سے خلعت پا خلعت پہنکر
یہ اپنے مقام پر آیا ادھر بادشاہ نے حیرت سے فرمایا کہ اے جان من اب جاؤ ورنہ تیرہ دیکھ کر جان دشمن پر کیا گذرنی حیرت
بعد مسرت بہ تیاری تمام بجوڑ اپنے لشکر مین آئی دھکم ہلا یک رنگا فلک فرسا استادہ ہوا اور گرد اسکے پنجرہ جات نہ تعمیر
گلگون مہیا ہوا ... حاضر ہین کہ پہلوان طلسم تشریف لاتے ہین حسب الحکم اسکے کار پردازان عمل مین ... یہان
تو یہ بندوبست ہی وہان ناقوس نے اپنے قلعہ سے ایک لاکھ ساحر منتخب و رکوچ کرکے ایک جنگل مین ... وہان ایک حجرہ بنا تھا اور
اسطرح جیسے کوکب نے گنبد واکرکے بنایا ہے روئین تن کو نکارہ عام ... حجرہ کو دیکھا چالیس ہزار سپاہ روئین تن ... سے نکل کر
بہ قامت انسان بن اور مرکب پرند کو اڑا کر اسکے سامنے صف ... ہوا آگ پانی برسا ادھر ... ظلمت بار عالم

بنا دریا سے بحرے اترا نظم

اٹھا ایک ابر تیرہ ایسا | جو آنکھون نے کبھی دیکھا نہین تھا | ہوے تاریک جس سے شش در
کہاں ایسے سیہ گیسوے دلبر | اسی صورت سے وہ مرد ستمگر | تو ترا اسطرف کوہ کے لشکر

سکے انکی خبر حیرت کو ہوئی استعمال کر کے بلوایا یہ آکر بارگاہ مین داخل ہو لیکن اس ساحر کی ایک زوجہ مبہوت گیسو دراز نام
تھی اور وہ اس سے علیحدہ رہتی تھی جب اسنے اپنے شوہر کا لڑنے جانا سنا خیال کیا کہ جنگ و سردار دساحری جاتے کون جیتے کون ہارے
بس تو بھی ہمراہ شوہر رہکر دیدار آخری کی حسرت نکال لے غرضکہ یہ سبکو پہلے اسنے نامہ لکھا مضمون یہ تھا افراسیاب و صورت
و باغبان وغیرہ سبکی بیبیان ساتھ ہین لہذا مین بھی چاہتی ہون کہ اس لڑائی مین تمہارے ساتھ رہون اگر تم اجازت دو تو آؤن
یہ نامہ مبہوت نے جب پہنچایا اُسنے نامہ پڑھکر جواب لکھا کہ ہنگام رزم ہے ... کو ساتھ رکھنا جائز ہے بعد فتح تمہین بلا لون گا ابھی آنیکا
قصد ہرگز نہ کرنا جب یہ جواب اسکی زوجہ کو پہنچا تامل پذیر ہوئی ادھر اس ساحر نے شراب پینا شروع کی تاج دیکھا کیا عجب
مست ہوا اور وہ وقت آیا کہ روئین تن وزرین سپر حسن فلک مجمر مغرب مین گیا اور زنگی شب نے دہر غدار کو کالا کیا انہوں نے حکم نواختن طبل جنگ

نظم

شب تیرہ کی پھر پیدا ہوئی شام
نہ کالے کوسوں تک تھا ماہ کا نام
نفیر سحر نے پھر غل مچایا
کہ ہاں ہشیار وقت رزم آیا

جب لشکر ساحران میں نفیر بجی طائران سحر نے جا کر صبح کو خبر دی ادھر بھی طبل حربی بجا ساحر آگاہ ہو کر مصروف سامان جدال ہوئے جوش اگیار کرنے لگے ڈمرو کی صدا دفت آسمان پر بھی فوج سحر عازم پیکار تھی اہو کی دعا پر سپر زنی کہار بلائی تھی تازہ خون کی چاٹ دلائی تھی کرتے ہوئے کے بجتے نازے نازے مرد ونکے کلیجے بعیش میں تھے بڑیونکے مٹ چیتے تھے جابجا ستوتی پرمنت جنترونکی ہوتی ایک سمت منچلے بیشہ شجاعت کے بیلے تیغ تیز کرتے تھے نیزہ تیز کرتے تھے تمام فوج میں شور جدل تھا ادائی کشتی شمشیر کا خیال تھا بہادران میدان غم مرکب تیغ ابرو پر سوار ہونے پر تیار تھے غرض تمام شب بچوعت میں شغل رہے رات بھر یہی شور شر رہی جب فلک میں زورق حیات کو اکیلے ماہ ڈوبنی ورنہ خداے قدرت نے باد بان ضیائے مہر کو اڑایا

نظم

سب ہر غنچہ کو کھولا صبا نے
فروغ صبح کے سامان دیکھے
صدا دی طائران خوش نوا نے
کہ کب چند دم مہمان دیکھے

صبح درگاہ کبریا میں فتح و ظفر کی دعا کر کے سوار ہوئی ایک طرف سے سواری بہار کی تشکار ہوئی اور فوج روشن تن بڑی شان و شوکت سے روان تھی طور بھی مافوق فروز جسکی ہیبت سے روح جسم دشمنان جانب عدم دوان تھی گویا شیر بیشہ شجاعت جاگ اٹھے رم خوردہ چلے تھے شاہین کبک تمین کیا اب جنکے تھے سنیم بالسر مرتبہ دور نیونکی مصحف غبار رگلت وشجاعت میں کھلا تھا باغ جنت میں ورائگی حیات تمنان کو بر وہ ہوتہ آرکے زیور بہر کرنیکا ارادہ تھا اور اس لشکر ظفر پیکر کی روانی پر قطرات آب تلوار برق کا دل ہیکت جمہ دیکھ کر بغیر رعشہ ماہ وخور گردون کو خوف سے داغ دعشہ و دو جگر سپار ہونکے دیدہ سے خوف وہیبت تھا ہر ترک فلک کہتا تھا کہ اب خیر نہیں یہ جنگ قابل سیر نہیں بخشک اسی کر دو غمے لشکر وار ہی تھا

نظم

قریب صبح وہ جرار لشکر
اڑھا اصحر اکو مثل شوق مضطر
زبان نیزون کی تھیں تیز ہونٹ پہ
جھکے سر مرضی خالق میں یکسر
اڑے جب بلکے سب حروا پر
تو میدان جنگگاہ میں ٹھہرے وہ آکر
صفین جتنی تھیں کمیت ہوئے
پھیرے سب شمد رون نے گھوڑے

اسطرف سے حیرت بصد جاہ و حشمت تخت پر سوار فوج ساحران میں تھی رہبر ہو لیے پر ذمقتول میں آتشک حسرت جاری کیے بر آمد ہوئی ناقوس منحوس تنہا ساحر کی فوج کے پرے جمنے لگا ساحر دین جدا انتظام صف کشی ہوا جب ترتیب لشکر ہو چکی باجے بجے نقیب پکارے کر کیٹ للکار کرکنارے ہوئے ناقوس نے اجازت حرب ملکہ سے لی اور وسط میدان میں پہونچکر آواز دی کہ تم سب میری لڑائی سے خوب آگاہ ہو کچھ احتیاج اسلحہ شورش کی نہیں تمھین پر ہاتھ صاف کرونگا اور میرے مقابلہ میں آئے گیسا کہ ادھر سے ایک عیار تن مقابلہ میں اسکے گیا اور طالب حرب ہوا اسنے تلوار کھینچکر اسپر وار کیا وہ زمین تن کے سر پر جو تیغہ آکر پڑا ایک شعلہ آتش حسرت نکلا سج مرکب راکب جلکر خاکستر ہوا ناقوس نے نعرہ کیا کہ بس ہم زور میں کھا چکا اب ایک ایک سے میں کیونکر لڑونگا قصہ جنگ دم بھر میں فیصل کرونگا تو میں تمھاری صف پر آتا ہوں صفحہ دنیا سے نقشہ ہستی تمھارا مٹا تا ہوں یہ کہکر سپر اپنا اڑایا اور تیغہ دوپیکر ہمت رنگان کھینچکر صف لشکر دشمن پر آیا روح سفند یار زیر خاک لامان پکاری فلک نے بھی سپر زرین مہر

نکالی ادھر سے بھی دیوار فوج رومین تمام ہی بندش ہوئی سد سکندری نے افسر فوج یاجوج کو روکتا تھا ایک طرف سے مہرخ
نے تخت بڑھا کر حملہ کیا نفیر و بوق کا شور رہتا اس سپہر مین پہونچا پاسبان ظرف رومین آسمان مین جھنڈا نامید ہو چلا چالیس ہزار
ایک سمت سے بڑھے افسران لشکر عازم ہوے کہ ہم بھی بھڑین جب تمن ناقوس نے بجا کر تنبیہ کی کہ کوئی میری لڑائی مین دخل نہ دے
حیرت نے فوج جلو کا اور وہ بیچارہ پاسبان تہمتن صفت لشکر اعدا پر جب پڑا تو ہر طرف سے تیغ و تبر و غیرہ سحر کے حربے اسپر پڑنے لگے
اور بہادرون نے تیر و نیزہ و خنجر و تیغ ڈھالون و تیر لگائے مگر جو حربہ اسکے جسم نحس پر پڑا اچٹ گیا ساحرون کے بیرون سے بھی جو
دیکھا کہ ہمسے اس بلا کا سامنا نہو گا ادھر سے قتل کرنا شروع کیا ایک دم مین بچپن ہزار تن کو کب کے مارا اور ادھر سے قتل کرتا
ہوا صفت ساحرون پر آیا ... رو کر تیغہ مارا دو ٹکڑے کیا ... ان ہاتھون سے جو دیا سبب ... شور ... کا ... بلکہ
بند تھا جو ... ہو کر ... اسلام ... دوسرے سے ... کہ ... بہ ... کہ ... ان ...
صراط مستقیم اسلام سے ... صراط ... بصیرت ... کو خدا ... جادو ... عصمت
نوشہ مرگ سے ہم ... کر ... دیتے تھے کہ ... لگاتے ...
ون کے خیال سے ... مشاطہ حسرت ... کا خسا ... خون ...
لگا تھا کسیکا ... جو کھلا تھا تو ... اور ... نرگس ... حسرت ...
پھر نظر آئے ایک نظر معشوق امید کی دید وادید ہو جاتی کسی کی پلکین ... رہ گئین ... کرتی تھین کہ کبھی ... غمزہ جو نشان
کر کے ان ... کسیکو مارا تھا دیکھو ... رستے مین کیا ہے کیا ہو گیا ... ایک ... عظیم ... دو ... سفک ... قتل
کرتا پھرتا تھا کہین ... پڑے ... تھے تو معلوم ہوتا تھا ... مین ... زبان

حال سے یہ کہتے تھا ... شعر

ضعف و پیری کی شکایت ہو چکی	غمزے گھٹنے کی بھی زحمت ہو چکی
جسقدر ہونا تھی وقت ہو چکی	مر چکے تیار تربت ہو چکی

آج سب کامون سے فرصت ہو چکی

حاصل کلام وہ بد انجام بہت ہلاک کر کے پشت لشکر پر نکل گیا اور ... ہوا پڑاؤ ... ہو ... خیمہ و
خرگاہ کیلیے تھا اسنے ... انہین بھی ... مہرخ مین آگ لگائی اور پھر دوسری جانب چلا گیا
لشکر یونکو قتل کرکے جو خیمہ راہ مین ملا اسکو پھونک دیا اور یونہی تیغ زنی کرتا ہوا کبھی جدا ادل سمت پر لشکر کی اگر چہ ... اسوجہ
سے لشکر نہین بھاگتا ہر ہان جدھر ... جاتا ہر وہ صف ... سمت ... یہ قلب پر آ پڑا اور چاہا کہ
مہرخ کو مارون تو لشکر بھاگ جاے ... کے ساتھ ... تخت شاہی ... جہین
تھین انمین بڑے بڑے زبردست کھڑے تھے وہ آگے آ ... تیغ ... مار کر ہزار ... سرادار
اس ... سے نکلکر سینہ لشکر ... صف ... مہرخ پہونچا اور
تیغہ مار کر ... تخت سے ... دو ... گا قتل

گرتا ہوا لشکر سے باہر نکل گیا اور للکارا کہ ذرا لے تیلہ اے روئین تن لینا ان تیرہ اہون کو چالیس ہزار تیلہ جو پہلے اسکے روکنے سے
عاجز ہو گئے تھے کھنچ کر آئے ... دیکھ کر لشکر حیرت میں آگرد مرے لینے لگا ساقی نے شراب لاکر چند ذرک کھلائی حیرت تخت سے اٹھکر
قریب آئی اور شت خون ہوئی کہ اے پہلوان دوران واہ واہ کیا کہنا اسنے براہ نخوت سلام کی تعریف پر تکیہ کیا اور پاجیون کیطرح
سے تکیے ڈنڈ ... دو سینہ دیکھنے لگا اس عرصہ میں تیلہ روئین تن نام نے حملہ کرکے ہزار ہا روئین تن کو کب کا مارا اور لشکریون پر
چلا آئے کہ صف بندی کی مرغ زمین سے نکلکر جاوس پر چڑھی تو کہ لشکر کبھی لت بدتر دیکھکر آگے بڑھنے لگی بہار نے دیکھا اگر یہ قیس
ہوئی تو بڑا غضب ہوا لیس اس نے تخت بڑھا کر اسکو روکا اور آپ نکلنے کا بہرزم عزم کیا اسکے تخت پر زلزلہ ولرزان ہین
انھون نے اسکو بھی جانے نہ دیا اور آپ صف روئین تن ان میں آئے اور خرق زمین ہوے تمام ارض کو حرکت ہوئی اور نہ زمین کو جنبش
ہوئی کہ دشت و کوہ میں لرزہ پڑگیا ہیبت سے جنگ کے جسم ہر ایک پر چڑھی ایسا زلزلہ آیا کہ کشتی دنیا ڈگمگانے لگی لوگ کہتے تھے
کہ یہ ناؤ آج نہ ڈوبی تو کل ڈوب جائیگی گاؤ زمین اپنے محل سے متحرک دائرہ مرکز خاک بگڑنے کی نوبت آئی روئین تنون کے پاؤن
قعر زمین میں گر گرے زمین سے زلزلہ نے لشکر اپنی فوج کو حکم دیا کہ ہان تیموری اور ... انکو پیٹ لو پھر تو ادھر کے تیلے
اپنے تو ... ہو گرے وہ صفین جمے ہوے تھے وہ طلسمی تیلے طلسمی تیلو نکو مار سکتے ہین اسوجہ سے انھون نے سر کاٹنا شروع کیا ایک
طرف لشکر بہار زلزلہ ہو گریون اور قبضہ شمشیر اور تیرون سے سر کچلنے لگے اب تو گریبان گویا ہو تیر تی تیغین کاسہ سر کٹنے لگے
شیشہ ... زندگی کی کشتیین ساعت ہمدمی آگئی تھی گھونپر یا چلتی تھین ایک دم مین ہزارون دم ... ہوے تھے
سوزن حیات رشتہ نفس میں جو پرو دی تھی سینہ میں کھٹکتی تھی ہرشے میں ساتھ ساتھ کا کام تمام تھا بسمہ کسی نے کہا ہر گھڑیال مین
گھڑی ہر زمانہ کو نہ کسیکا پاس ہے نہ خیال ہے جب ہزار ہا روئین تن کام آئے ناقوس ہنسا اور کہا کہ اے خاتون شاہ طلسم آپنے دیکھا
کہ یہ فوج عدو کیسی جرار ہے کیسا کیسا ساحر آئین نامدار ہے پیمیری کا کام ہے کہ جو اس لشکر کو تہ وبالا کرتا ہون دیکھیے پھر قدم بعزم جنگ
آگے دھرتا ہون ابھی سبکا خاتمہ کردونگا یہ کہکر دوبارہ شیر اپنا بڑھایا اور لشکر دشمن میں آکر غول کے بیچ آ پہنچا اور ایک نارنج سحر
پڑھکر زمین پر مارا اور پکارا کہ قائم ہو نارنج زمین میں سمایا اور زمین سنگلاخ ہوئی زلزلہ ولرزان تہ زمین گھبرائے اور ایسے ہی
زبردست ساحر تھے جو طبقہ ارض کا دامن پھاڑ کر باہر آئے یہ تیغہ پر ملکر اسکی طرف جھپٹا فوج بیچ میں سدراہ ہوئی اُسنے پھر زیر تیغ
رکھلیا اور بیجان کرنا شروع کیا اور لڑتا ہوا میمنہ سے میسرہ پر آیا پھر ادھر سے جانب قلب رخ کیا اسوقت بہار اپنے تخت سے
کود کر کہ اے بیحیا کہان جاتا ہے ادھر آ کہ تو ہمارا شکار ہے دیکھ ہنگام فصل بہار ہے بھلا کب تک رزم پکار ہے یہ کہنا تھا کہ
ایک برق چمکی آنکھ ناقوس کی جھپکی پھر جو آنکھ کھلی دیکھا کہ سامنے تختہ ہائے نرگس نافرمان کھلے ہین گل وبلبل صحبت آرا ہین چمن امان
چمن اکثر رہتے ہین توسن شاخسار پر ہر برگ سوار ہے ایک طرف نالہ کی پلٹن کی قطار ہے مرغان چمن نقیب خوش الحان کیطرح صدا
دیتے ہین کہ ہستی بے ثبات ہر فنا سبکو ہے بقا اسکی ذات کو ہے ان لے جوانان باغ ہشیار گرد فوج خزان ہے ہر یک نسیم خبر لینے والی
ہر دم ہے تو طرفہ بہار دیکھی گلشن میں لڑائی کی بچا تھی نرگس نظر باز تھی کہ کوئی معرکہ سے نہ ٹلجائے سنبل سے سوسن زبان درازی کرتی
گیسو کا نہ بلجائے ... دشمن پر چلے بوٹے گل پر تاکید تھی کہ بھاگ نہ جانا ... عدو کے تیر چلانا داغ
مین ہوے کہ ... سرو وہان تھے کہ زرگل نہ ٹلجائے گل جعفری کا توڑا نہ دست بعدو دشمن سے

بجائے گلگون لالہ ادائی تھا ارغوان لباس خونی پہنکر باغی تھا سرو و شمشاد دو زنمشاد بنے تھے فوارہ ہائے نہر کیطرح چہتے تھے عدو باغ جان بچانیکو تہ تے تھے شہر گلشن آباد پر آشوب تھا ہر گلچین سامان زد و کوب تھا شہ گل کا مزاج برہم بلبلونکا عجیب عالم صنوبر بھی تھا سر و تن رہا تھا پانی نہر کا سپاہی کی طرح جبیر سے بدلتا تھا سبزہ تیر گرگان یہ کیطرح دلکے پار ہونے پر تیار غنچہ مرجان مست درانتی وہ عذار ساحرہ کیجانب شرر بار سوسن سارہ کے مثل زرخ بانین نکالے چپکے چپکے جادو کرتی تھی داؤدی مطیع الاسلام تھی تو صد برگ کی تسبیح پڑھتی کہ بیت جو عدو سے باغ ہو برباد ہو کوئی ہو گلچین ہو یا صیاد ہو نسرین دامن دعا کرتی تضمین کرتے تخلیہ قدرت بہجت فیض ہو اور فصل بہار دبیگہ قوت نامیہ و ابراذ بہار کی فتح ہو خزان کا منہ کالا ہے دیس نکالا ہے ابر بہاری برسر تھا یا آتش گل کا دھواں چھایا تھا ساحرہ چمن نے تاریخ درخت لگایا تھا بنفشہ زار کمند حلقہ وار گل زنبق کی رنگت سرخ خود خوق کہ ہو

کشیدہ تھا کمیں سے جو سارا باغ
برابر کلوں کا تھا پہونچے دماغ
جو تھا سبزہ باغ شکل خدنگ
ہوا سے لچکنے میں یہ اسکا رنگ
کہ جیسے چلیں تیر وقت نبرد
ہوا گرد ہی تھی وہاں کار مرد
رسالہ جبا تھا کمیں لالے کا
زرہ پوش تھی ابر سے وان صبا
درختوں کی بیں شجر پر چہ چین
کمند افگنوں کا پتہ دیتی تھیں
دیا گرد بان اور کمر باندھ کر
مسلح مکمل ہوئے تھے شجر

اس بہار کو دیکھکر ناقوس بادنے سے رکا ہوئے سرو چمن باغ کی لگی بجو بتا ہوا سمت گلشن شجر جدا جب سامنے اسکے پہونچا چمنستان میں رنگ گل پیراہن غارتگر صد بہار عالم شباب یعنی ملکہ بہار کو بپاس رنگین نایاب سے آراستہ پایا اسوقت تو دیر تک مبہوت بنقشہ ہو کر ابیات

بہار باغ میں تھی اک دل آزار
بظاہر خوبرو لیکن ستمگار
غضب آمیز چتون کے اشارے
بلا آئی ہوئی جس کے نظارے
طبیعت سب طرف سے پاکدامن
انگوں پر رخ عارض کے جوبن
صدائے الحذر نکلی جگر سے
لی چتون جو ظالم کی نظر سے
کہا تم بھی نگاہو نے دل افگار
بلا کی قہر کی تھی شوخ و عیار
کبھی کچھ سے کے انگڑائی برابر
دکھایا اپنے جوبن کو سراسر
ہوا یہ ہم وہیں مجموعہ ہوش
کیا جیتا یوں نے خود فراموش
نگاہ ناز سے دیکھا جو اس نے
کہا تقدیر نے اپنی خبر لے
اسی جانب ہوا عزم دل آزار
ہجوم شوق میں پہونچا بس اکبار
دروں باغ آیو لاکہ جانی
خدا رکھے یہ تیری نوجوانی
ہوا یہ حال رنجوں سے ہمارا
اٹھانا ناز مشکل ہے تمہارا
مگر با این ہمہ اک آرزو ہے
طبیعت کو اسی کی جستجو ہے
کرے ہے سبز رنگ کے دوچار
کہ تا راحت ملے دلکو کے یار

جب نالہ و نالہ اسکا از حد ہوا ملکہ بہار نے ایک کنیز کو اشارہ کیا وہ مسکرا کر آگے بڑھی اور پکاری کہ اے پہلوان زمانہ تمکو شرم نہیں آتی کہ تمام فوج تمہاری معشوقہ کا دم الفت بھرتی چلی آتی ہے اسنا اسکے کہنے سے پھر کر جو دیکھا ایک لاکھ ساحر جو اسکے ساتھ آیا تھا وہ شعر عاشقانہ پڑھتا چلا آتا ہے حیرت اپنی فوج پیچھے تماشائی ہے لشکر صبح نے رنگ ہو کر صف کھینچی ہے وہ ساحر جو دیوانہ وار آتے میں تمکو راہ دکھا رہی ہے یہ حالت دیکھکر اسکو رشک سے غصہ آیا اور تلوار پکڑ کر چلا بہار نے کنیز سے کہا کہ بے شراب پکڑ لائے تو تم اسکو پھر اچھا نہ کیا یہ کہکر پکاری کہ بموجب نظم

پڑتی ہی وہ تازمین ہوئی ادھر آ یہ صورت سامنے آئے نہ آئے	جدا ہی ہے گلے سے میرے سر بھی رہین ہم زندہ یا تو جب سے مر جب	خدا جانے فلک کیا پیش لائے ہمین دیکھیں فلک کیا آج دکھلائے

یہ کہنا تھا ملکہ کا کہ وہ بیتاب ہو پھر اُس کنیز کو دکھلا کے ایک جام بھر شراب سحر سے مخمور کر کے اس شکل جو کے ہاتھ میں پاس مخمور مٹے حسن نے درخت زر کو اپنے بدلے اس ساحر کے سامنے کیا یہ ساحر اس سے عزیز ہو تو یہ آب حیات مجھ کو دے یہ غیب جو یہ دشمن جان شراب پلائے بہر حسیم جھک اور جام لیکر پینا چاہتی تھی کہ ایک طاؤس روئے ہوا سے اترتا ہوا آیا اور پر اپنا ہاتھ پر مارا کہ جام گر پڑا ملکہ نے چاہا کہ طاؤس پر چل سحر کا دے مگر وہ طاؤس پنجہ میں دیکر اس ساحر مخمور کو لے اڑا ملکہ نے اس کنیز سے کہا کہ دیکھ تو نے ذرا سی غفلت میں سب محنت میری برباد کر دی یہ طاؤس فرشتہ رحمت تھا اگر معلوم یہ درمیان آتا اور وہ پیالہ جام پی جاتا پھر تماشہ ہوتا کہ یہ پہلوان طلسم تھا یہاں سے طلسم باطن تک فتح تھا تب دونوں سے بھی مشکل راجا یہ تو اسطرح گزرتی ہی اُدھر حیرت نے بعد جانے پہلوان حلقہ بہ طلسم زشت بجوایا کہ فوج سب مسحور ہو چکی ہے یہ سنکر کچھ آزار ہو بیچ بیچ طبل جنگ کی صدا سنکر سجدہ شکر ادا کی اور ملاشہ نے متوالی خواہش فوج باقیماندہ حیرت وہ ساحر جو مسحور بہار تھے نہ ٹھہرے اور سامنے باغ سحر کے اگر تھے سب بہار نے ایک تیغ سحر کی ایسی صورت پر ماری کہ وہاں چھوڑ دی وہ آپ بارگاہ میں آ پہنچے جو بارگاہ دفعۃً مر جانے گئے تھے انکو درست کیا اور فوج کو اترا دیا آرام اقامت گزیں ہوئی لیکن **ناقوس** کو طاؤس جو لیگیا تھا ایک صحرا میں کنارے چشمہ کے لیجا کر ساحر کو بیچ اس چشمہ میں گرا کر اسے غوطہ لگایا دریا سے باہر آ کر ساحر کو زمین پر ڈالدیا وہ بیہوش ہو گیا تھا غوطہ کھا کر ہوش میں آیا دریائے بیخودی سے پھر آشنا بہار نے اور طاؤس سے پوچھا کہ حال کیا ہے اسنے کہا کہ اے پہلوان طلسم تم عاقل و فرزانہ ہو کر یوں دھوکے کھاتے ہو اور اس چھوکری کے سحر میں مسحور ہو جاتے ہو بڑا تعجب ہے یہ کہکر سب حال سحر بہار کا اسنے بیان کیا کیونکہ یہ خود **افراسیاب** ہے وہ طاؤس میں آیا پھر اس پہلوان سے کہا کہ اس چشمہ میں خداوند لات علی ایک روز ہاتھ دھوئے تھے پس اسکا پانی تم بھر لیجاؤ اور اس باغ سحر پر چھینٹا جا کر دو کہ وہ برباد ہو جائے لشکر یہ تمہارے ہوش لائے اور جب کبھی یہ سلسلہ ہو تو اس پانی سے کام لینا اور بہت ہوشیاری سے رہنا یہ کہکر ایک شیشہ میں وہ پانی بھر کر اسکو دیا اور آپ اسی طرح طاؤس بن ہوا روانہ ہو گیا یہ بھی وہ آب سحر لیکر روانہ ہوا اور اڑتا ہوا اپنے میدان نبرد میں آیا شیشے سے پانی لیکر باغ پر چھڑکا وہ باغ مثل دھوئیں کے اڑ گیا سب ہی خاک ہو گئی بارگاہ میں سحر دفع ہونے سے بہار کو غش آگیا مگر بہار جو کوہ آرام میں ایک مرتبہ علاج کو گئی تھی تو اسنے بھی سحر پڑھ کر تھوڑا سا پانی تیار کر لیا تھا کہ جب میں بیہوش ہوں تو یہ پانی کام آئے وہی پانی اسکی کنیزوں کے پاس تھا انھوں نے چھڑک کر اسکو ہوشیار کیا ادھر باغ سحر کے دفع ہونے سے لشکری بھی ہوش میں آگئے **ناقوس** سب کو مقام فرودگاہ پر لایا پھر ایک رمز گرم ہوا بہار بارگاہ حیرت میں آیا اسنے تعظیم کر کے بٹھایا اور جشن کیا طائفے آکر ناچنے لگے ساقی جام پلانے لگے **ناقوس** نے ایک عرضی شاہ طلسم کو لکھی کہ آج شاہ علیجاہ اس غلام نے تین حملہ لشکر عدو پر کر کے ہزاروں کو بیجان کیا خاک و خون میں غلطان کیا آج ہی سب کا فیصلہ کر دیا تھا مگر مکو بہار نے دھوکا دیا خیر اب وہ میرا کیا کر لیگی آپکا بھیجا ہوا طاؤس سب سحر دفع کیا ہے ابکی لڑائی میں فیصلہ ہے یہ لکھکر سردار بارگاہ سے کہا کہ میری شجاعت پر جو تم نے جنگ کا جنگ دیکھی ہے ہر گرد وسیب نے عذر نہ کرو جو کر دی تھی اس پہلوان نے تین بار لشکر حریف کو زیر و زبر کیا غرضکہ یہ عرضی بحضور بادشاہ

کے پاس لیگیا وہ طاؤس سے اصلی صورت پر آکر باغ سیب میں آیا تھا کہ عرضی پہونچی ہر چند کہ وہ سب حال سے ماہر تھا مگر عرضی پڑھکر اسکے دل پر جا بیٹھ گیا جواب لکھا کہ اے پہلوان کیا کہنا ہے ہم بہت خوش ہوئے جیسا سنا تھا اس سے زیادہ تمہیں پایا اسکی لڑائی میں بیکار تم کردو گے جہانتک ہوسکے اب رکو زندہ پکڑ لینا ہم ایک ساحر زبردست ور تمہاری اعانت کو بھیجدیں اگر تم تاریخ تک نہ کیا بہار زبردست بہت ہے باقی ہماری عنایت بنہایت کے امیدوار ہو یہ لکھکر ایک خلعت گرانمایہ تحریر کے ہمراہ حیلہ سحر کے ہاتھ ساحر مذکور کے پاس بھیجا جب اسکو وہ نامہ اور خلعت پہونچا بہت خوشنود ہوا خلعت پہنکر بہت اترایا کر آرام کی بچھا جب دن تمام ہوا اور خلعت ستارہ دار کو کیسہ شاہ زنگبار شب نے ترک فلک کو بخشا اور رہ دوس نیلی فام شہر نے شہسوار مہر کو صحرائے مغرب میں پہونچایا نظم

دیار شام کا فرمان روا ماہ — جو نکلا لے کے فوج انجم ہمراہ
شناور قلزم اخضر کا خورشید — ہوا گرداب میں ظلمت کے وہ قید

تشام کو اسنے حکم نقارہ بجنے کا دیا نفیر سحر کو دم طاہر کیئے خدمت صرصر میں آئے خبر طبل جنگ معروض عرض میں لائے سند مذکور نے بھی نظر پر حجت کردگار کرکے کوس حرب بجوایا صدائے نقارہ جنگ گوش حق نیوش دلاوران میں صدائے صور اسرافیل تھی یا ندائے طبل رحیل تھی دلوں میں شیشہ ساعت کیطرح غبار تھا مگر گھڑی گھڑی کے مانند دل ہر کسی کا دہشت سے دو ہر چار تھا خوف سے ہر سانس کی کئی نبض بیٹھی جن کمشنتا نامرد بھاگنے لگے بہادر دم مردی کا بھرنے لگے سب نیت تلوار بھی تورن پر ٹیکے انکھوں ہی کو مار کر مرینگے و ساحر دیدن جو مک چلتی چادر برف سے فرد تیغ پانی کی صورت نکلی لیکن چراغ سحری کا سکو گمان تھا بیر دیکھا دیا لیس سب اکاست ہر ساحر پشیمان ہوتا مرغ بیتاب کے لئے لقارارائے تھے سحر و افسوں دھوکر گر سب بھولکر ڈنڈوت کے عرض سر نیاز بدرگاہ بے نیاز جھکائے تھے ابیات

بچانے سب خداوند اہد دکر — مرے مالک مرے مولا مدد کر
تجھی سے دفع ہر سحر و بلا ہے — تجھی سے حاصل اپنا مدعا ہے

تیغ طمع کند تھی پست ہمت بند مہر قضا تیز دندی کی ترپٹی زبان نکالے تھی کمو نہنو پسار رہے تھے کمان بصورت کر ابرو تیر گوشہ گیر لب سوفار چلا کر دعا کرتے مگر خاموشی سے عذر پذیر تفنگ ہر چند کہ تیز تھیں مگر آج سرکشی چھوڑ کر جھک گئی تھیں بہر تیز تھیں نیام مین چھپنا چاہتی تھیں بارود نے دانت نکالدیے تھے ڈر گویا زبان جوہر سے گڑگڑاتی تھیں الغرض رات بھی ہنگامہ ہا کر نظم

بہادر کرتے تھے آپس میں گفتار — نہ گھبرانا ذرا اے مرد ہوشیار
بلا سے بھی جو ہوتے ہیں مقابل — نہیں منہ پھیرتے مردان کامل
نہوں روباہ بنکر مرد میدان — دکھائیں قوت بازو کے جوہر
دو بارین بڑھ کے دشمن کو ڈپٹ کر — کہ اسمین دیو بھی ہے کوئی انسان
رہے تا یادگار عرصہ دفتر — نگھسنیں تیغ جب دامن الشکر

جسوقت کہ ساحر شعبدہ روزگار نے بہار گلشن انجم آب چشمہ مہر سے برباد کی اور طاؤس نور نے آشیانہ مغرب سے پرواز کرکے باغ فلک کی راہ لی کہ ابیات

ہوا بیدار سلطان کواکب — چھپا آنکھوں سے سالار کواکب
قدم بوس زمین اپنی ضیا کی — نظر آنے لگی قدرت خدا کی

صرصر و بہار بعزم رزم و پیکار فوج قاہرہ ہمراہ لیے اسباب سحر درست کیے بشیر تولت دشمنت جانب دشت رزم چلیں پڑے بھا

ادھر ساحرانے کالا بانگ سپاہ نے عالم میں غریو ڈالا کہ ابیات

اڑے ساحر صفین باندھے ہوا پر
سیاہ کہا دی خواب عدم کی
کہ اتنے میں نظر آنے لگی گرد
سنبھل جاؤ یہی ہے وقت پیکار

بڑھے لڑنے کو مثل شوق مضطر
کہ ناک سے اسکی جان آئی تھی لب پر
پسینوں کو ہوا کرنے لگی سرد

ہر اک جانب سے برق سحر چمکی
ہمین شرر و دمن سے شعلہ آور
پکارے سب کہ ہان یارو خبردار

جنگی دیکھا کہ حیرت ستہ ناقوس بخصلت فوج کینہ خواہ لیے سیداحین آئی لشکر نے
صف آرائی فوج جب پرے جمے بہادر سپاہ سینے سپر کر کھڑے ہوئے ناقوس جادو حرب بیکر آگے بڑھا اور للکارا
کہ ہان خبردار ہو جاؤ میں پھر تمہاری صف پر آتا ہوں یہ کہکر تیغہ روئین شکاف کھینچا اور شیر ادا کر چلا ادھر بھی تیغیں کھینچ گئیں ہر
طرف کار ازما ہند سا ساحرون نے حربہ ہاے سحر کو سنبھالا گرد وہ برسانا ہرن مست آنی پڑا ادھر حضرت ہمزاد ہا گولہ فولادی اور تیر و
خنجر پڑنے لگے ساحر برق نہ کر اسکے سر پر گرنے لگے لیکن اسپر کچھ اثر نہوا کسی حربہ اور کسی منتر نے کام نہ دیا اور سامنے زیر تیغ بکھیلا کئی
تاریخ سحر پڑھ کر صف لشکر پر لگاتا کہ امین سے ہزار ہا پیکان نکلکر سینہ ساحران کے پر رنگین تا گہی اُسکے تیغہ سے شعلہ نکلکر خنت ہی گرمی
جلاتا ایک قیامت کبری بپا تھی لاش پر لاش گر رہی تھی اجل سرنگون تھی مگر ہر سبب در نہ پڑی تھی اس ہنگامہ کو دیکھ کر آخر ملکہ بہار نے تخت
اپنا آگے بڑھایا اور للکارا کہ او بے عزت کل میرے ہاتھ سے بچ گیا آج کہان جیتا ادھر آ کہ تجھے خوابگہ گور پر سلادون مزہ لڑنے کا
چکھادون اسنے یہ نعرہ جب سنا شیر اپنا صف ہاے لشکر سے اڑا کر سامنا کیا اور پکارا کہ او شوخ دیدہ مجھکو تو تیری تلاش تھی کہ تو نے مجھکو
دھوکا دیا تھا اور شہنشاہ نے تیرے زندہ پکڑ لینے کو کہا ہے بہار نے یہ سنکر ایک گلدستہ جھولی سے نکالکر اُسپر مارا اُسنے فورا شیشہ آب سحر
کا لیکر گلدستہ پر چھڑکا دیا کہ وہ جلگیا اور وہی پانی لیکر جانب بہار چلا اُسنے جلد اپنی صورت کی پتلی بنا کر زمین پر اپنی چالاکی سے ڈالدی اور
غائب ہوئی کہ اسکو ثابت ہوا کہ ملکہ کہاں گئی وہ پتلی جو سامنے کھڑی تھی بالکل بہار معلوم ہوتی تھی اسنے وہ پانی اس مصنوعی بہار پر مارا کہ
یکایک اسکے سر میں آگ لگی اور جلکر راکھ ہوگئی یہ افسوس کرنے لگا کہ بادشاہ نے اسکے زندہ گرفتار کرنیکو کہا تھا اسکا خاتمہ ہوا اسی فکر
میں یہ تھا کہ پشت پر ملکہ بہار پھر ظاہر ہوئی لیکن صورت اپنی بزور سحر مثل صورت حیرت بنائے ہوئے تھی کیسلیے کہ ساحر جو صف لشکر
میں در آیا تھا تو کثرت سر و ماں سے اصلی حیرت نظر نہ آتی تھی اور بہت تھی انکی اصل ملکہ نے کور نے آتے ہی اپنا سر و سینہ پیٹ لیا
کہ ہرے ہرے پہلوان یہ تو نے کیا کیا کہ میری بہن کو مار ڈالا یہ پہلوان بہت نادم ہوکر عذر پذیر ہوا کہ میں اس پانی کی یہ تاثیر نہ جانتا
تھا کہ ساحر کو جلا دیتا ہے ورنہ میں اس سے کام نہ لیتا ملکہ نے کہا لاؤ تو وہ پانی کہ میں اس سے اپنی بہن کیلیے ایک ٹیکرے بپا کردون اسنے وہ شیشہ آب سحر
اسکے ہاتھ میں دیا ملکہ نے شیشہ لیتے ہی صورت اپنی اصلی بنائی اور پکاری کہ اے تیرہ سر یہ پانی باطل کنندہ سحر ہے منم بہار جادو
یہ کہکر پانی جیب میں لیا بس پہلوان تو اسکی تاثیر سے واقف تھا ہی کہ طاؤس نے کہا تھا یہ پانی دفع سحر ساز ہر بدست و رقائم ساحر ہو
کیونکہ خداوند لات اعلی نے اس چشمہ میں ہاتھ دھوئے ہیں جب نکالا یہ پانی نہ رہا اب جان نہ بچیگی یہ سمجھکر بزور سحر جہانتک ملکہ چھینٹ لگائے یہ
اڑ بھاگا بہار نے تعاقب کیا پیچھے بہار کے فوج چلی پہلوان صف سے نکلکر جو اس قریب اپنے لشکر کے پہونچا اور کہا کہ جلد اے خاوند
بادشاہ طلسم جیل مان بچو ہیے کہ آپکی بہو میرا دم ہونٹ کیا بچا ہنہ بڑا حیرت اسکی یہ جدائی کیکر نہ سنبھلی اور یہ پس پشت ملکہ آگیا اسی عرصہ میں بہار
قریب لشکر ہند وہ پہونچی تھی حیرت نے فوج کو حکم دیا کہ ادھر سے ہمراہ فوج بڑھی آگئی وہ بھی تھی کہ بہار نے یہ کیا کہ دو نکر

اس پہلوان کو بھگا یا بہار لشکر کے سدراہ ہوئی دست بدست پہلوان تک پہونچی سب کی نوبت تلوار چلنے لگی سحر کی بارش شروع ہوئی روئیں تن جو جا بجا
باقی تھے وہ باہم بھڑ گئے ساحر سے پٹے زمانہ دار و گیر کا آیا سحر و ساحری نے ہنگامہ اٹھایا ناقوس آ بھاگ کر اوپر چلا گیا کہ جب تک شاہ
سے اس آب سحر کار دن معلوم کروں گا مقابلہ نہ کرونگا یہ تو یہاں ٹھہرا ادھر تیغ بہادران نے تہلکہ ڈالا کہیں ہوئی لیفر بھی کہیں بدن کو قالب
زمین گھبراہٹ ہوئی برابر سے گرد لشکر اٹھی نعروں کی آواز تا فلک پہونچی کہیں سیلاب خون رواں کہیں آتش سحر کا بلند دھواں کہیں سر جدا کہیں تن
تڑپتا کہیں زین جدا کہیں توسن تڑپتا کسی جا انبار سر و یا دست کسی جانب نعرہ کسی سمت طرارہ جست کسی طرف برق شمشیر کی چمک کہیں گرز
سر بلند ایک سو شعلۂ تیغ کی لپک ساحر جو منتر پکارتے کلوا کی پوٹ بھیرو تکو سمجھکر دشمن کو مارتے غرض کہ آفت کا سامنا تھا نظم

گرے لشکر پہ مثل برق بیتاب	بہایا خون مشکل چشمۂ آب	ہوا وہ دشت لاشوں سے جو لبریز
زمین تھی ہر طرف صحن بلا خیز	کیا تفویض خاک اعضائے تن کو	سم رہوار نے روندا بدن کو
لگائی ساحروں نے سحر سے آگ	برستے تھے کہیں عقرب کہیں ناگ	اسی لڑنے میں تو سہرہ دشمن
ہوا مغرب کی جانب گرم توسن		

جب ترک مہر سر و مہری بر دوت چشمہ مست بھاگ کر جانب بندگاہ مغرب گیا حیرت
نے طبل بازگشت بجوایا دونوں لشکر جانب خیمہ گاہ پھرے مہرخ سر بہار پر نثار کرتی ہوئی شادان و خنداں مراجعت فرما کر بارگاہ
میں آئی کشکاری آسودہ ہوئے ادھر حیرت جب تخت پر جلوہ فرما ہوئی ناقوس سے سبب بھاگنے کا پوچھا اسنے کل ماجرا اور بیان بہادر
کیا ملکہ اپنی ہجو کی تدبیر اور فطرت پر ہنسی پھر شاہ جادوان کو اس حال کی عرضی تحریر کی اور یہ بھی لکھا کہ جلد آب چشمہ سحر کار دکر نہ یہ کہ وہ
پانی اب قبضۂ دشمن میں ہے آبرو پہلوان کی ڈوب جائیگی پناہ پانی دشوار ہوگی جب بہار لڑنے آئیگی یہ عرضی بخدمت حضرت بادشاہ بھیجکر
اور ملکہ نے شغل میخواری آغاز کیا یہاں مہرخ بھی داد عشرت دے رہی تھی کہ عیار بارگاہ میں آئے مہرخ نے انسے حال کثرت بیان کیا
بھی ہنسے مگر بہار نے کہا یقین ہے کہ شاہ جادوان اس پانی کا تو بھیجے اے ملکہ اس پہلوان سے خدا آبرو بچائے دو دن تو میں نے بعنایت خدا اس لڑائی
کو سنبھالا مگر اب کی موت کا سامنا ہے مہرخ نے کہا کسی طرح شاہ کوکب کو خبر ہوتی تو البتہ کچھ تدبیر ہوتی برق نے جواب دیا کہ آپ بیدرک رہئے
خانہ ہماری عیاری کریگا آیا ہے ہم خدا نے چاہا تو آج رات سب سے رنگ نہ دینگے کیونکہ اگر شاہ کوکب بیٹھ کر لشکر پر عیاری سے بہت اتحاد و عیار نے
کہ ہوسکا تو بہت دینگے اور لشکر کے نکالدینگے تو خدا مدد جانے ہیں یہ کر اٹھا ملکہ بھی جدا یا تفتیش کی کہ آپ تکلیف نہ فرمائیں وہ پہلوان طلسم ہے اسکے ساتھ بہر
بدست میں قتل نہ ہوسکیگا اسنے کہا کہ اگر وہ بسبب طلسم ہونا جاری ہے ورنہ دیکھیے تو خدا کیا کرتا ہے اور کسطرح وہ مارا جاتا ہے بہار بولی کہ جو اگر وہ طلسم
ہو تو ناجاری ہے مگر ایسا نہیں ہے اگر ایسا ہوتا تو میرے سامنے سے بھاگ نہ جاتا اور میرا سحر اثر کرکے اسے دیوانہ بناتا برق نے کہا خیر خدا مالک ہے
یہ کہکر روانہ ہوا اور عیار بھی اسکے ساتھ ہوئے در باہر بارگاہ کے آکر عیار نے کہا کہ تم شکل بدل کر لشکر حیرت میں جا کر ٹھہرو میں بھی آتا ہوں عیار
روانہ ہوئے اور برق اپنے لشکر میں ساحر و میں آیا اور ملازمان مخمور جو آجکل بے سود ہیں کسیلئے کہ مخمور ہمراہ عمرو گئی ہے بس یہ ساحر لڑنے
بھی کم نکلتے ہیں وہ سرداران حیرت خیر انکو سب کی ملی نہیں پہچانتے ہیں غرضکہ برق نے انہیں ساحروں سے کہا کہ تم میں سے میں جادو اور ساحرہ
لباس عمدہ اور زیور مرصع سے آراستہ ہوکر صحرا میں قریب دہ کوہ جا کر ٹھہرو میں وہاں آتا ہوں جو کچھ کہوں بجالانا ساحران مذکور حسب
فرمان وہی ایک ہوکر بطور مخفی روانہ ہوئے اور برق بھی ایک جا آیا اور رنگ و روغن عیاری کا لگا کر صورت اپنی ساحرہ کی سی بنائی لیکن
بہت حسینہ و جمیلہ بنکر تیار ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ صانع عالم نے کالبد اسکا صندل و گلاب سے تخمیر فرمایا ہے نور کے سانچے میں اسکی صورت کو

شمال کر بنایا ہی زلف شبگون نے رستم کا فرکشتی کو از سرنو تازہ کیا تھا زلف پر پیچ سے یہ ثابت تھا کہ کاتب قدرت کا لام لکھتے وقت ہاتھ تھرایا تھا اور دائرہ لام میں حلقہ پیچ آیا تھا رخسار پر نور پر جو اس زلف کا سایہ تھا شب پیچ نے روز روشن کو دبا لیا تھا ملک حلب کے رنگیوں نے نگہبر نقلاد وہا

لٹ چھوٹے تیرا سیس سے پڑے پچن پر سائے
ناگن جیسے رو کے سو ناگ رہے لپٹائے

کبت

نہانے کے چوڑا انگوچھے کے تر دیکھو یار جیسے پر تھیپہ دیکھو تو پلکون بیچ چھپا لے گو
اے ری مرگ نینی دیا کر پیا کر موہون پہ تیرو کیا جانے من میرے بس جانے گو
میرو من اٹکے تیرے کھلے کیس میں بال مت باندھو من میرو بندھ جانے گو

جو زلف عنبر رخ ایسی ہو تو کنگ حسن کے شمس و قمر ناک چہرہ خوبی کی ناک عشق میں اسکے خود بینون کی آنکھیں نمناک چشم فتان فتنہ انگیز ابرو کماں آبرو آفت خیز دہان تنگ کے روبرو غنچہ سربستہ کو غیرت دکلیاں دل تنگ غرضکہ از سر تا پا وہ ماہ سیما حسن میں بے نظیر جمال میں بے مثل بدل بے نظیر کہ بموجب

نظم

قیامت قہر تھا انداز اسکا
بلائے جان تھا عشوہ ناز اسکا
مژہ ہر ایک رشک تیر و خنجر
میان شمشیر کے ابرو سے جوہر
متاع حسن سے تھی سخت مغرور
کرین وہ نرگسی آنکھیں جو جادو
رہے باقی طبیعت پر نہ قابو
سمجھ کر آپ کو وہ غیرت حور
اندھیرے گھر کا حسن اسکا اجالا
قیامت سے نہ تھا کم قد بالا

اس صورت زیبا سے جب آراستہ ہو چکا سر میں لٹ سے سانپ بنا کے بیٹھے نازنین اوڑھ کر دوپٹہ ساری ہاتھ لانگا ر باندھی دست و بازو و شانہ و کلائی باندھکر زیور جواہر سے اعضا سے تمام سجے گجرا لا زلفی لگا مین ڈالکر ساحران مخمور کے پاس آیا اور کہا تخت میری سواری کیلیے بہت عمدہ درست کرو اور ناقوس نفیر بجاتے ہوے میرے ساتھ لشکر حیرت میں چلو ان ساحرون نے اسکی صورت بدلنے پر جو اس سے متشر ہوے کہ وہ آپ ہی صورت بنائی ہے کہ کیا مجال کسیکی پر سواے ساحرہ کے اسکو عیار کہہ سکے الحاصل انہون نے ایک تخت زر اندود بجوہر بنا کر اسکو سوار کیا اور آپ طایران سحر پر سوار ہو کر ہمراہ چلے برق اس صورت سے جانب دریاے سحر روانہ ہوا مگر وہانسے سمت لشکر حیرت چلا نفیر و ناقوس بجتے تھے جادوگرنیان سر پر ساحرہ مصنوعی کے مورچھل جنبانی کرتی تھیں بزور سحر صورتین پری زادون کی بدلے تھیں اسی ہیئت سے جب قریب لشکر پہنچا حیرت کو طائران سحر نے خبر پہونچائی کہ ایک ساحرہ دریاے سحر کیطرف سے ادھر آتی ہے ملکہ مذکور سمجھی کہ شاہ طلسم کے پاس عرضی میری پہونچی انھون نے اسکو بھیجا ہے بس یہ سمجھکر ساحر بہر استقبال بھیجے کہ وہ آکر باعزاز تمام ساحرہ نقلی کو لیگئے اور داخل بارگاہ کیا برق نے دیکھا کہ تخت پر ملکہ بیٹھی ہے گرد تمام سردار و نگلو نبرد شکن میں ناقوس دنگل جواہر پر بیٹھا شراب پی رہا ہے اسنے ملکہ کو سلام کیا اور نذر دی ملکہ نے قریب ناقوس اسکو بھی دنگل دیا اور بٹھایا ناقوس نے جو اسکی صورت زیبا پر نگاہ کی بیک نظر فریفتہ و فریبتہ ہوا اور سامنے بھی اسکی جانب اشارہ کر کے مسکرا دیا خنجر موت تبسم گلے پر پھیرا یہ اسی سمت مخاطب ہو کر بیٹھا اور کہا اے ملکہ آپکے تشریف لانے سے برق قریب اسکے دنگل پر جا بیٹھا اور کہا آپکا تو بڑا شہرہ سننے میں آیا ہے خوب خوب آپ لڑے شہنشاہ بڑی تعریف فرماتے تھے اسنے کہا کہ بادشاہ کی عنایت میرے حال پر ہے اور دراصل میں ان لڑائیوں میں ایسی لڑاکا بانکا ہون شاید اب سبب آپ جیسے سحر تو قفنہ پذیر ہون ورنہ سب کام باغیونکا تمام کر دیتا یہ کہکر حال رزم ملکہ بہار بیان کرنیلگا یہ تو باتین کرنے میں مصروف ہوگیا

اور عیار جو چلے تھے انہیں سے عیار جانسوز صورت بدلکر قریب بارگاہ حیرت آیا تھا اور ایک خدمتگار کو فقرہ دیکر علیحدہ لیجا کر بیہوش کیکے
اسکی ایسی صورت بنکر داخل بارگاہ ہوا تھا چنانچہ برق جو ساحر بنکر آیا ہے تو جانسوز خدمتگار بنا ہوا سر پر حیرت کے رومال جھل رہا
ہے غرض کہ برق بیٹھا ہوا باتیں کر رہا تھا کہ ساقی نے جام بادۂ احمر اسکو دیا اسنے وہ جام لیکر پینے لگا اور جلد منہ سے ہٹا کر کہا کہ یہ شراب
تیز و تند بادہ پیمن ہوگی یہ کہکر اپنے ساتھ کے ساحر دونسے کہا کہ میرے پینے کی شراب لا دو جادوگر نیز کو سمجھا چلے ہی دیا تھا کہ ایسا ہی
کرنا چنانچہ وہ حسب الحکم صراحیاں شراب کی آغشتہ بدارو بیہوشی اپنے ساتھ کی تھیں وہی شراب سامنے لائے برق نے ایک جام بھر کر
پہلے ملکہ حیرت کو دیا کہ حضور ملاحظہ کریں تو میں بھی پیوں ملکہ نے وہ جام بے اندیشہ انجام لیکر پی لیا پھر اسنے دوسرا جام ناقوس کو دیا
وہ تو فریفتہ ہو رہا تھا دست محبوب سے ساغر لیکر یک جرعہ درکشید کیا ایک یک جام سب اہل بارگاہ کو پلایا یہاں تک نوبت آئی کہ وہاں افراسیاب
پاس عرضی پہونچی اور اسنے عرضی پڑھکر کتاب جمشید دیکھی کہ آب سحر کے پانی کو کیونکر فرض کروں کتاب میں نکلا کہ پانی کی فکر نہ کر اسوقت
تو آبروئے جادو برق ساحر بنکر بارگاہ میں حیرت کے پاس گیا ہے اور اسباب آتشین بلا کر آتش حیات سب کی بجھایا چاہتا ہے دم بھر میں سبکو
ٹھنڈا کردیگا یہ دیکھکر بادشاہ نے سحر پڑھا زمین سے ہتل نکلا اسکو یہ مضمون لکھکر دیا کہ اے ملکہ وہ ساحرہ جو تمہارے پاس آئی وہ برق
عیار ہے اسکو گرفتار کرو یہ نامہ لیکر بہت جلد بموجب حکم بادشاہ آیا اور نامہ ملکہ کو دیا ملکہ نے نامہ پڑھا پشت پر جانسوز خدمتگار بنا
ہوا کھڑا تھا اسنے بھی اس نامہ کو پڑھا کیونکہ ملکہ کی پشت تھی اور اسکا سامنا تھا اسی وقت نامہ کو دیکھکر اسنے خیال کیا افسوس ہے کہ برق
کی مخفی بات کھل گئی اسنے رومال میں بیہوشی بھر کر منہ پر ملکہ کے اسطرح ہلایا کہ خوشبو اسکی ناک میں گئی وہ نامہ پڑھکر چاہتی تھی کہ زمین ایک گولا
برق پر ماروں اور گولا اسطرح چھپا کر نکالا تھا کہ وہ دیکھ نہ سکے نہیں تو بھاگ جائیگا اس عرصے میں رومال جھلنے سے بیہوشی طاری
ہوئی جی چاہا کہ یہاں سے اٹھکر منہ دھو آؤں یہ سوچکر اٹھنے کی توجہ آیا جانسوز نے کہا کہ اے ملکہ آثار بیہوشی کے پائے جاتے ہیں
لیجیے یہ پھول سونگھ لیجیے بہر دفع بیہوشی میں نے جو دستے میں آپ بھی سونگھ لیجیے ملکہ نے اس سے پھول لیکر سونگھے وہ جو شدت سے نشہ
تھا جاتا رہا لیکن سر ابتک گھومتا ہے اب ملکہ نے چاہا کہ میں اہل دربار سے ماجرا برق کا کہدوں مگر جانسوز نے کان میں جھک کر
کہا کہ آپکی بیہوشی ابھی طرح اتری نہیں اور اہل دربار بھی شراب بیہوشی پی چکے ہیں کیونکہ رنگ ہر ایک کا میں دگرگوں پاتا ہوں ابھی
آپ یہ پھول بھی سونگھتے رہیے اور آرامگاہ میں خوب اچھی طرح سے جا کر سوئیے اور پھر خوب ہوشیار ہو کر آپ انہیں گرفتار
کا کام کریگا ہر ملکہ کی بیہوشی اسکے پھول دینے سے کم ہوئی تھی یہ سوچ کے اسکو خیر خواہ جانا کہ پھول اس سے لیلیے لیکن اسنے پھول بیہوشی
کے بنے ہوئے دیدیے ملکہ اسکو سونگھتی ہوئی اس صحنچی میں بارگاہ کے گئی کہ جہاں جا کے آرام کرنے کیلیے پلنگڑی گسترده تھی بس وہاں
تک جاتے جاتے یہ بیہوش ہو کر پلنگڑی پر گر گئی ادھر برق نے خیال کیا کہ میں خادم اور خدمتگار وغیرہ کو یہاں شراب پلا نہ سکونگا
مقدور بارگاہ ہی میں کسی نہ کسی کو بیہوش کرنا غیر ممکن ہے بس اس ساحر کو علیحدہ لیجانا چاہیے یہ سوچکر وہاں سے اٹھا ناقوس ایک جام
بیہوشی آلود تو پی چکا تھا نشہ میں سرشار بیٹھا تھا وہ بھی اٹھا کہ اے ملکہ میں بھی چلتا ہوں اور اسکے ہاتھ میں ہاتھ ڈالکر اس صحنچی بارگاہ
میں آیا اسنے یہاں نخرہ کرنا شروع کیا کہ ناحق میرے ساتھ اٹھ آئے میں تو بدنام ہو جاؤنگی درمیان بھی تمہارے کوئی جمع ہیں وہ کیا کہینگے
ناقوس نے سبکو ہٹا کر وہاں تخلیہ کیا ادھر جانسوز نے جب دیکھا کہ برق ناقوس کو لیگیا یہ وہاں سے اس صحنچی میں گیا کہ جہاں حیرت
بیہوش پڑی تھی اسنے چاہا کہ اسے قتل کر ڈالوں خنجر کھینچکر جیسے ہی کہ قریب پہونچا پردے میں سے پیدا ہو کر سرہانے دو باندی ملکہ کے نگہبہ

سمجھا کہ مارنا اسکا مشکل ہے یہ سمجھکر وہین ٹھہرا اور رنگ و روغن لگا کر صورت حیرت کی ایسی بنا کر لباس اسکا مکلف ہنوا پاس سے زنانہ
لباس پہنکر باہر نکلا گر تیلا حسب نامہ دیکر شاہ جادوان پاس گیا تو اُسنے سحر کتاب دیکھی معلوم ہوا کہ ملکہ نے عیار کو گرفتار کرنا چاہا
تھا مگر اوس عیار اسکی پشت پر سحر اٹھا اُسنے اسطرح ملکہ کو بیہوش کر دیا جلد خبر لے ورنہ سب مارے جائینگے بادشاہ یہ حال دیکھ کر عازم
ہوا کہ مین خود جاؤن اسوقت برق وزیر نے کہا کہ حضور تامل کرین مین جاتا ہون شاہ نے سب حال اس سے کہا کہ اسطرح عیار دو
نے آکر فتور کیا ہے تو جلد جا اور ملکہ کو ہوشیار کر وزیر نہایت جلد وہان سے آیا اور اسوقت وہان پہونچا کہ جانسوز صورت ملکہ کی بنکر
باہر نکلا تھا بس اُسنے آتے ہی اسکو بزور سحر پہچانا اور دھوکا دینے کی راہ سے پہلے تو سلام کیا پھر قریب آکر ہاتھ پکڑ لیا غرض کہ
جیسے ہی اُسنے ہاتھ پکڑا جانسوز نے کہا کہ مجھکو کیا پکڑتا ہے چل اندر پہنچی کے جا قران ملکہ حیرت کی چھاتی پر چڑھا ہے اسکو ذبح کیا
چاہتا ہے یہ سنتے ہی وزیر ایسا گھبرایا کہ اسکا ہاتھ چھوڑ کر اندر پہنچ گیا اتنے عرصے مین یہ عیار رکا بارکر کے ساحران ہمراہی ملکہ
تو جلد روانہ ہو کر حال کھلگیا ساحر جو برق کے ساتھ آئے تھے مدد اسکی دفعۃً بزور سحر اُڑ سے اہل بارگاہ حیران ہین کہ یہ کیا ماجرا ہو رہا
ہے یعنی پہلے ایک ساحر آکر پھر تھا آیا ملکہ حیرت شکل مجھی مین گئی اور وہان سے جو نکلی ابر برق وزیر نے اسکو گرفتار کیا اُسنے ایسا کچھ کہا کہ وزیر
نے چھوڑ دیا اب یہ ساحر اٹھ گئے کچھ سمجھ مین یہ حال نہیں آتا ہے غرضکہ یہ سب تو فکر مین تھے اور ابر برق نے جا کر حیرت کو ہوشیار کیا جب
وہ ہوشیار ہوئی پوچھا کہ اے وزیر کیونکر آنا ہوا اُسنے سب حقیقت بیان کی کہ عیار نے آپکو دھوکا دیا تھا شہنشاہ نے مجھے بھیجا ہے ملکہ حال
سنکر باہر آئی اور جو لوگ کہ جام بیہوشی پیکر بیہوش ہو رہے تھے انکو منہ دھلوا کر ہوشیار کیا اور حال ناقوس پوچھا سب نے کہا کہ ساحر
جو آئی تھی اسکے ساتھ اٹھا گئے ہین اور اسکے ساتھ کے ساحر جو نکی شکل نے ایک آواز دی کہ نکلی اُدھر بھی اڑ گئے وہ آواز دیتے ہی چلی گئی
ملکہ نے سب حال سنکر وزیر سے کہا کہ سحر وہ نکر بیان آیا تھا اب وہ پہلوان کو لگا کر لیگیا ہے افسوس کہ پہلوان مفت مارا گیا یہ کہا تھی اور
وزیر کو ساتھ لیکر جانب بارگاہ ناقوس چلی گر وہان اتنے عرصہ مین برق نے یہ کرشمہ کیا تھا کہ بارگاہ مین تخلیہ کر کے بیٹھے تو بہت کچھ
ناز و انداز کیے کہ صاحب تم جو اکیلے مین مجکو لیکر بیٹھے ہو تو آخر تمھارے دل مین کیا ہے سامری کی قسم مین جانتی ہون جو تیرا ارادہ ہے تو بندی
ایسی دیوانی نہیں کہ غیر مرد سے پھسل پڑے سنو صاحب میرا جی الہی کون ٹھہر آیا تھا لیکن مین نے اپنے دلکو روکا کہ دوسرے جی ایسے
جیو ہٹو کے بھرے کیا ہے دل لگانا کیا ناقوس نے ان باتون کے جواب مین بہت کہا کہ اے جان من تیرے سوا مین کبھی کسی کا نہ ہونگا
دم الفت کا نہ بھرونگا اس طرح برق نے ہنسکر کہا کہ تیری جورو تو پانچ ہاتھ کی موجود ہے یہ سب تیری منہ دیکھے کی محبت ہے مین خوب سمجھتی ہون
کہ تو بیمروت ہے ناقوس نے کہا جب مین تیرا کہا کرونگا تو اپنی بی بی سے تعلق بالکل نہ رکھونگا یہ سنکر اس حرجبین نے ماتھا کوٹ لیا اور
کہا دوئی سامری دُہائی ہے تیرے دیدے ہیں ارے جورو کی جوتی نہ رہی سامری کا بجوگ تارا ہوا اس میں برادری والے بلبے کلیجے سے اسکے
بیاہ لانے تو ہے کاہے کو اسکو چھوڑ دیگا صاحب مین تیرا ساتھ ہرگز نہ کرونگی رے ایسا بیوفا مرد آلو زمانے ہین ہرگز نہ ہو گا یہ باتین
اسطرح منہ بنا کر کہین کہ ناقوس بیقرار ہو کر پٹ گیا اُسنے کہا ہان ہان دیکھو تو میری جوتی کپڑے کھلے جاتے ہین پھر دم سے حواس من آ
اُسنے یہ بکھائی دیکھکر قدم پر سر رکھدیا اور منت کرنیکا اس زہرہ جمال نے کہا اچھا بیٹھے ایک سحر مین تیار کرلون پھر تیری مراد بھی پوری
کرونگی ناقوس نے کہا تو مجکو ٹالتی ہے اُسنے کہا سامری کی قسم تو ایک لمحہ بھر خاموش ہو رہ اگر ایک لمحہ مین وہ سحر تیار نہ کرونگی تو جسطرح
شہنشاہ نے بتلایا ہے وہ طریقہ میں بھولی جاؤنگی اچھا ایک سیر سیاہ ور ایک کر دعا جلد منگا دو کہ مین گویا ان اسکی بنا کر یہ ادا سے

مقابلہ کرونگی اور اس سحر سے کچھ پروا نہ لگے گی بعد فراغ تجسّس بنسوں ہونگی ان ہوتونے ساحر سیت مخلوط ہوا البد عیار مونکو پاکر بیلہ درد
کرتھاؤ منگایا اس نازنین نے سبکو عطر پلادیا اور ساحر سے کہا کہ آگ جلاؤ وہ آگ جلا کا نیلگا کر جب آگ پر رکھا اور جب سینہ بھی
گرم ہوا ساحرہ نے تھوڑی بیہوشی آگ پر ڈالدی اور کہا یہ خاک جمشید کی دھونی ہے ہر بلا سے بچاتی ہے گویا تمیز تھی غرضکہ وہ تو
آگ پھونک ہی رہا تھا بیہوشی کا دھواں جو ناک میں گیا بیہوش ہوگیا اس ساحرہ نے کہ اصل میں برق تھی اسکے دو تین قبضہ خنجر سے
توڑ کر اور منہ سنسی سے چیر کر وہ سینہ جو گرم ہوا تھا اسکو دیا شکم سے نکلا ایک سیاہ غبار سے کی نکلی اور وہ تڑپکر ہلاک ہوگیا غل
اور شور اسکے مرنے سے برپا ہوا ایسا ہنگامہ پیدا ہوا کہ آندھی کیسا اٹھا اندھیرا ہوگیا حیرت و ابرق دربارگاہ پر پہونچ چکے تھے
کہ یہ ہنگامہ برپا ہوا اور آواز آئی کہ مجھکو مار کر ایرانا قوس جادو تمام حیرت پر صد ستم کیا بادشاہ بارگاہ کے بیچ عیار سر اٹھا کر
فرار ہوگا اور بھاگتے وقت نعرہ کیا کہ ہم مہتر برق فرنگی عیار تو کنارہ کرکے نکلگئے اور حیرت غضب مارکرونیکی زیر اسیوقت اٹھکر
خدمت شاہ طلسم میں گیا اور عرض پیش کیا کہ اے شاہ زمین جبتک ان بہو ہو اور ملکہ کو ہوشیار کر دو اسوقت عیار نے اپنا کام کیا
ناقوس کو مار ڈالا بادشاہ یہ حال سنکر آتش غضب سے لال ہوگیا اور آنکھیں بہا کر کہا اور کو پھر مقابلہ حریفان بیچون ادہر تو ج
ناقوس کے چند ساحر سردار دوڑے اگرباش لیکر اسکی بغل میں رکھ کہ مات ہو سکتے تجھ ناقوسیہ میں اسکی زوجہ رہتی ہے
اُسکے سامنے جاکر لاش رکھدی اور کل کیفیت بیان کی اُسنے جو شوہر کو مردہ دیکھا ماتم کیا آنکھوں سے بہایا اور زاری جوڑ بان
توڑ ین لاشہ پر میں کر بیٹھی کہ ہر گز وارث میرے رات سہاگ ہے اب شاہی چھتر اٹھ گیا میرا راج لٹ گیا
میں کسکی ہو کر رہونگی اے افسوس مجبور اکر گئے الصاحب کیا بیہوہ ہے کہکو نہ گئے اس لونڈی سے کیا تقصیر ہوئی جو خفا

ہو گئے کہ ابیات

ارادہ اب ہوئے صاحب کہاں کا
ابھی حسرت ہے دل میں بھری ہی
نہ باز آیا فلک راہ ستم سے
نہ پھیری حسرت لیکن دل نکالے

پریشان حال ہی مجھ خستہ جاں کا
سیانے ہو مرا من و فسانہ
تجھڑا یا اطرح پر مجھکو

ابھی ٹھہرو یہ وصل آخری ہے
کر دست مرگ کا مجھ سے بہانہ
خدا بندے پر ایسے دن نہ ڈالے

آخر بعد جزع و زاری کے ہوش و ہوئی اور فوج جرار ساتھ لیکر وار دہوی کہ
ریحان انتقام لینے کو چلی اور بیچ باغ سیب میں آئی بادشاہ سے ریحانہ نے رنجیدہ ہو کہا کہ اسے آزاد کیجیے اور پھر جنگ
اجازت چاہی بادشاہ نے بہت کچھ سمجھایا اور کہا کہ قتل کر دونگی ہلا سے تمہارا شوہر مارا گیا ہے تو اسکا انتقام
لو گلاسنے نہ مانا اور بیوقت تمام رخصت حاصل کرکے اندر پر جا کر روانہ ہوئی اور ترک لشکر حیرت آئی بہ عجلت تم
بھلے بارگاہ میں بیٹھی تھی کہ ظاہر ہو سکے اسکی خبر دو تابعہ بارگاہ خود بیٹھتی تھی اور جسے ترک دیا کر مقام
بہتر بیٹھایا اسکے شوہر کا پرسا دیا اُسنے اجبر ہی بجا چپا کہ میرے شوہر کو کسنے مارا یہ سب بیان کیا اسطرح
برق عیار نے مارا اُسنے کہا ملکہ اسقدر آپ شفقت فرمائی کہ عیار کے اپنے مارا یوں ہی ز بتوں سے منفعت کرنا
ہر ملکہ نے فرمایا کہ بی بی ان عیاروں نے تو وہ آفت ڈھائی ہے کہ تباہ ساحر کو نہیں چاہا ہو غضب جمشید کا ہے وا ہی
جو کچھ بس ہمارا نہیں چلتا ہے اسے کہاں بیٹھی تو عیار کو مارونگی تب میرے خاوند کو ہا ہے اگر ہی کہ ابھی ہم گرفتار کی

جون ملکہ نے ہر چند منع کیا مگر رستے نہ مانا اور اڑکر چلی یہاں جو جاسوس بہر خبر گیری موجود تھے وہ اس سے قبل خدمت مہرخ میں آئے تھے اور
سارا ماجرا عرض بیان نہیں لائے وہ یہ خبر کہکر ہنستے ہنستے لوٹنے لگے تھے کہ یہ پہونچی لیکن جب قریب لشکرگاہ آکر ترائی چو بیابان وہ حاجب و غیرہ کو دیکھی
ساحرہ میں جو زور سحر اترے اور اسکو مانع آئے کہ یہاں کہاں جاتی ہو یہ جائے ادب ہے شاہ شاہان جہان پناہ ملکہ مہرخ والاشان یہاں
مسند حکومت پر جلوہ فرما ہیں ساحرہ یہ تقریر سنکر بہت ہنسی اور ایک لیپا سحر پڑھا کہ دروازے کھلے تھے پیچھا تر آئے مگر ہان ہان کرتے
ہوے حجب وہ بارگاہ میں آئی یہ بھی سلام پیچھے پیچھے چلے آئے یہاں برق و جانسوز ساحر کو قتل کرکے بھیجا نے میں سب سردار حال عیاری
کا سنکر ہنس رہے ہیں اور شراب کا ساغر کا چل رہا ہے کہ دربارگاہ پر جاسوسوں کا غل کرنا سنائی دیا مہرخ نے ساحرہ کو دیکھکر بانوں کو منع کر دیا
اور ساحرہ کو بلوایا کرسی قریب تخت بچھوا دی وہ جا کر بیٹھی بڑی نخوت کیسے کو سلام نہ کیا سب نے دیکھا کہ ایک بلا سے سیاہ ہے جسکے ہر بن مو
سے شعلہ آتش نکلتا ہے دہن اسکا مانند قعر چاہ ہے ہر ایک پستان شتر مرغ کا ناکا ہے رنگ جسم کالا کوئلا ہے ساری تیچیری باندھے ہے زیور تمام
شوہر ہیں ہیں یہنا ترک کیا ہے سانپ بچھو کا بسم پر گہنا ہے غرضکہ حجب وہ بیٹھ چکی مہرخ سے کہا کہ اے ملکہ تمنے ہمارا تاج و تخت خاک میں
ملا دیا خدا و ندگو ہمارے مارا ہر چند کہ بکار خدا ندے کچھ غرض نہ تھی وہ اپنی مذہب میں مست تھے مرا اور کچھ شغل تھا مگر میری بیوہ تی مل جائیگا
تو نہ کہلاتی تھی اے ملکہ ہم تم ایک ہیں ملکہ تم مجھ سے بڑی ہو ایک دم سحر تمکو زیادہ یاد ہوگا لیکن یہ سمجھ لینا کہ میں ظلمات کی ساحرہ ہوں تم
پہلوان طلسم میں تمسے نہ لڑونگی اگر تم میرے شوہر کے قاتل کو دیدو ورنہ ایک دم میں ساری بارگاہ خون سے لال کر دونگی یہ جملہ اسکو سنتے ہی
مہرخ نے فرمایا کہ بی بی تم میرے گھر میں آئی ہو میں کیا کہوں ہماسکا جواب دیتی ورنہ تمسے لڑنے کا کوئی زندہ بچا نہیں جاؤ تم سے جو کچھ ہو سکے وہ کرو
اسنے کہا میں جانے کیلئے آئی ہوں دیکھو تم سب کو مارتی ہوں یہ کہکر کرسی پر سے اٹھی اتنے عرصہ میں کہ جب تک باتیں کرتی ہی برق لقاء عیار نے ادھر
ایک نقب عیاروں نے بارگاہ میں اس طرح کھودی ہے کہ ایک سرا بارگاہ میں کھلا ہے اور دوسرا سرا جنگل میں نکالا ہے اسلئے کہ کسی وقت بھاگنے
میں جلدی ہو تو کوئی ہماری گرفتاری کر ساحر وغیرہ نہ لے اور ہم بھاگ جائیں تو نقب میں سے کودکر بھاگا اور نہ بلکہ ساحرہ کو خبر
ہوئی برق کو دیکھا نہیں ہے کیونکہ وہ نقب میں کودکر صحرا میں نکل گیا اور اسی نقب کے متصل ایک غار تجویز کرکے اترگیا اور غار سنگ کی طرح خس
و خاشاک وغیرہ سے چھپا کر بیٹھا مگر حلقہ کمند بھی غار کے منہ پر لگا دیے یہ تو ادھر بیٹھا اور ساحرہ نے حجب اسکو نہ دیکھا مہرخ کیطرف چلی
ملکہ موصوف نے ایک گولا سحر پڑھکر اسپر مارا اور سب سردار تیغ و ترنج پکڑکر استادہ ہوگئے گولا آتے دیکھکر بھبوت حوان بنکر اسکی دم
سب سرداروں کو آمادہ جنگ دیکھکر بولی کہ دیکھو تمہاری سرکشی دم بھر میں نکالدونگی یہ کہکر بلند ہوگئی کہ میں پہلے برق کو پکڑلاؤں تو
آؤں اور تماشہ دکھاؤں وہ روانہ ہوئی یہاں سب سرداروں میں صلاح ہوئی کہ برق جسے عیاری کہیں چھپا ہوگا اگر کوئی اور ڈھونڈھے گا
تو نہ ملیگا لیکن یہ ساحرہ بزور سحر دریافت کریگی کہ فلاں جگہ پوشیدہ ہے بس ہمکو چاہیئے کہ جو ہم برق کو چھپائیں یعنی ایسا سحر پڑھیں
کہ بھبوت کو وہ عیار یاد نہ آئے کہ جہاں برق تھی ہر غرضکہ میشو ما کے سب سحر خوان ہیں اور بھبوت جو اڑکر بلند ہوئی تھی اور کوہ میں جا بیٹھی
لگی جب سحر سے دریافت کرتی تھی کہ عیار کہاں ہے تو سب سرداران نے تیار کے سحر پڑھنے سے الٹا جواب اسکو دیتا تھا کہ عیار
ملکہ مشرق میں پوشیدہ ہے تو وہ مغرب کیطرف بتاتا تھا الحاصل بہت سرگرداں ہر سمت پھری کہیں پتہ عیار کا نہ ملا آخر تھک
کر ایک پہاڑ پر بیٹھی کہ دم لیلوں تو پھر تلاش کروں یہ تو اس جگہ ٹھہری مگر حیرت کو بھی یہ خبر معلوم ہوئی کہ برق بارگاہ میں اپنی نہیں ہے اور
بھبوت ڈھونڈھنے گئی ہے بس اسنے یہ خبر سنکر صرصر وغیرہ عیار جیونکو بلا کر بہت کچھ برا بھلا کہا کہ اسے تمسے مقابلہ عیاران

ہوسکا خیر اب جاؤ برق عیار خوف بھوت سے مخفی ہوگیا ہے تم اسکی صورت بنکر دیکھو مہرخ وغیرہ کو گرفتار کرو حسب الحکم ملکہ مذکور عیار پیچیان یہ دانہ ہوئین
اور اپنے مقام پر آکر صرصر نے صورت اپنی مثل صورت برق بنائی اور عیار پیچیان اسکی اعانت کیلیے بصورت ساحر لشکر مہرخ کیطرف
روانہ ہوئی اور یہ پہلے صحرا مین گئی ادھر سے راہ کترا کر لشکر اسلام میں آئی یہان سب متفکر بیٹھے ہین کہ یہ بارگاہ مین داخل ہوئی مہرخ نے اسکی
صورت کو دیکھکر خوشی کی قریب بلا کر گلے سے لگایا اور کرسی پر بٹھایا حال پوچھا اسنے کہا کہ مین نے جوگی کی شکل مین صحرا مین بھوت کو
مارا اب آپکے قدم دیکھنا نصیب ہوئے سب نے یہ مژدہ سنکر کہا الحمد للہ مہرخ نے حکم دیا کہ جشن آغاز ہو صرصر نے عرض کی کہ میرا جی چاہتا ہے
کہ مین آج سبکو اپنے ہاتھ سے شراب پلاؤن ہر ایک نے کہا آپکی خوشی یہ اٹھی اور مینا لے مین جا کر خیمہ سے مین بیہوشی ملا کے تو مین
شراب سے بھرکر لائی اتفاق سے اسوقت ضرغام عیار بھی بارگاہ مین آیا اور برق کو دیکھکر بیٹھا اور برق جو غار مین بیٹھا تھا
بس وہان سے نکلکر نقب مین آیا اور وہ سرا پردہ مین نقب کا ہے اس سرے کے قریب کر ٹھہرا کہ معلوم کرون اہل بارگاہ کیا کرتے ہین
ازبسکہ یہ سرا ایک گوشہ مین ہے تو وہان ایک حد بپاے سرنقب [illegible] آیا پہرا اسطرف بھی کوٹھا تھا پہرے والے نے پوچھا کہ
کیون بھائی دربار مین کیا ہوا ہے ساحر نے کہا برق آیا ہے وہ سبکو شراب پلا دیگا یہ کہکر ساحر [illegible] کیے چلا۔ یہ مگر برق نے
نقب مین سنا کہ ایک برق اور بارگاہ مین آیا ہے بس گھبرایا کہ ایسا نہو تیری صورت بنکر کوئی اپنا کام کر جائے اور تو یہان کھڑا ہے استاد
اسحال کو سنکر بہت خفا ہونگے لازم ہے کہ نقب سے نکل بس جلد باہر نکلے یا جو سردار کہ اسطرف تھے انھون نے دیکھکر تعاقب کیا کہ یہ ایک اور
برق آیا صرصر نے بھی دیکھا اور چاہا کہ بھاگ کر نکل جاؤن مگر وہان بھوت نے پہاڑ پر دوڑ کر [illegible] کیا ازبسکہ یہان کے سردار تھے
برق کے ہمراہ اُٹھے روانہ کرتے تھے ابھی اسکو مفصل سحر نے خبر دی کہ برق ابھی بارگاہ مین ہے وہ ہاتھ چھوڑکر اُڑی بارگاہ مہرخ مین
آکر ٹھہرائی صرصر اسوقت بھاگ کر بارگاہ تک آچکی ہے اسپر نگاہ اسکی پڑی چونکہ وہ صورت برق کی بنی ہوئی تھی یہ عقاب بنکر جو گری
پنجہ مین دابکر اسکو لے اڑی اور ساحروں مین غلغلہ ہوا کہ لیے جاتی ہے سرداران نے چاہا کہ اسکا تعاقب کرین مگر اصلی برق نے نعرہ کیا کہ
مین یہان موجود ہون وہ عیارہ تھی جسکو ساحرہ لیگئی ہے اسکے نعرہ کرنے سے سب کے اوسان آئے اسنے کہا کہ تم لوگ مطلق نہین خیال کرتے کہ
کیون فریب دیتا ہے الحمد اپنے دھوکا کھایا اگر کوئی عیار میری شکل پر بنکر آئے تو اس سے حال نقب پوچھنا اسکو کچھ حال معلوم نہین
ہے کہ یہاں نقب بھی ہے بس بتلانا مشکل ہوگا تم پہچان لینا اور مین پھر جا کر پوشیدہ ہوتا ہون کیونکہ ساحرہ ضرور میرے تعاقب مین آئیگی یہ کہکر
نقب مین چلا گیا اور اس سرے پر نکلکر غار مین بدستور سابق پوشیدہ ہوا ادھر بھوت جو صرصر کو لیکر اڑی سوچی کہ اسکو لشکر حیرت
مین نہ لیجاؤن کیونکہ وہان کثرت مردم سے عیار اسکو چھڑا لیجائینگے اور شناخت نہو سکیگی یہ سوچکر سیدھی پہاڑ پر آئی اور وہانسے
ایک نگاہ ہر سمت دوڑایا کہ دیکھون میرے پیچھے تو کوئی نہین آتا ہے اتفاقاً اس دیکھنے مین اسکو ایک باغ دور سے نظر آیا یہ عیارہ
کو لیکر اسی باغ کیطرف چلی اور جب متصل اسکے پہنچی تو معلوم ہوا کہ یہ باغ تو میری بہن کا ہے راوی کہتا ہے کہ یہ ساحرہ [illegible] نے طلسم ظاہر مین ایک ساحرہ
کو اپنی بہن کیا ہے نام اسکا زیور جادو ہے وہ اسی باغ مین رہتی ہے اور یہ بھی کبھی ظلمات سے اسکے پاس آیا کرتی تھی بس جب اسنے پہچانا اور وہ داخل باغ
ہوئی یہ باغ نہایت آراستہ تھا گل و ریاحین سے معمور روشین بلوری سے پیراستہ نہال ہر ایک [illegible] انجام [illegible] بہار سامنے بارہ دری
تعمیر خوبی مین منظر اسباب حشمت و نعمت سب اسمین مہیا ملکہ زیور مسند پر جلوہ فرما تھی کہ یہ عیارہ کو لیے ہوئے آئی اور اسنے اسکو دیکھکر مسند سے اٹھکر
تسلیم کی اسنے دعا دیکر وہ سحر عیارہ کو بےحس و حرکت کرکے ڈال دیا اور اسکا سر چھاتی سے لگایا بلائین لیکر بیٹھنے لگی اسنے پوچھا کہ آج ان کیون خیر تو ہے

اسنے کہا کہ بیٹی میں اجڑ گئی باپ میرا مارا گیا بھر رنڈاپا کا اب کون سہارا ہے ایک مدت کی لاٹھی تیرا دم ہے سامری تجھکو زندہ رکھے یہ سنکر
کر نیو رہی چیخیں مارکر رونے لگی اور بعد رقت و بکا پوچھا کہ میرے باپ کو کسنے مارا ہے اسنے بتلایا کہ ہوا جو سامنے پڑا ہے یہ عیار ہے
مسلمانان ہے دھوکے سے اسنے قتل کیا یہ سنکر نیور لعنت کاتی تھی اور ایک لات صرصر کے لگائی وہ پہلے تو تھوڑی ہوا سے بیہوش تھی
اگر کچھ عرصہ میں ہوشیار ہوکر حیران تھی کہ یہ کیا ماجرا ہے بات جو کھائی تو بانچہ بھولی کر تو کپڑا ہی ہے بس لات پڑتے ہی پکاری کہ اے سامری زمانہ
نے اور وہ لاتیں ماریں کہ حرامزادہ اب عورت کی بولی بولتا ہے اُسنے کہا کہ میں عورت ہوں اُسنے اور دو لاتیں مارے صرصر ہیں جنسے
اپنا پتہ بتاتی ہے اور کہتی ہے کہ میں شاہ طلسم کی عیار بچی ہوں مگر وہ نہیں مانتی اس عرصے میں مجبوت نے کہا میں تو شہر میں ہیرون کا عیار
اسکو مارے ڈالتی ہوں یہاں تو شاید خوف دیکھ کر ڈرے کیونکہ تیرا ابھی کر رہا ہے یہ کہکر عیارہ کو پنجہ میں دابکر پھر اڑی اور سامنے
بلاغ کے ایک پہاڑ پر اسپر لائی اور خنجر بھولی سے نکالکر قاصد ذبح ہوئی مگر بایں سبب میں شاہ جادوان نے بعد اسکے آئینہ
کتاب سامری دیکھی اسمیں معلوم ہوا کہ مجبوت عیار کے دھوکے سے صرصر کو مارے ڈالتی ہے بس یہ دیکھکر کتاب بند کی اور سمجھا کہ دیر لگا
تو عیارہ مار ڈالی جائیگی میں کسیکو بھیجنے میں عرصہ ہوتا اسلیے خود اڑکر چلا اور آن واحد میں اسی پہاڑ پر آیا جہاں صرصر قتل ہو رہی
تھی چنانچہ اسنے آتے ہی مجبوت کو للکارا کہ تو اندھی ہو گئی ہے یہ میری عیار بچی صرصر ہے پہچانتی نہیں اسنے بادشاہ کو دیکھکر
سلام کیا اور عیارہ کو چھوڑا عیارہ شاہ کے باگردان ہوئی اور مجبوت عیارہ سے عذر کرنے لگی کہ بی بی میری خطا کو معاف کرنا
صرصر بظاہر تو کچھ نہ بولی مگر ایسی ایذا اسکے ہاتھ سے پائی تھی کہ دل میں اُسکی جانب سے کینہ پیدا ہوا اور شاہ سے رخصت ہوکر چلی گئی
بعد جانے عیارہ مجبوت نے دست بستہ بادشاہ سے پوچھا کہ حضور ارشاد کریں کہ برق عیار کہاں چھپا ہے شاہ نے فرمایا کہ فلانی
ہی اسکی بارگاہ میں نقب ہے وہ نقب کی راہ سے فلاں صحرا میں نکلتا ہے اور وہاں ایک غار ہے اسمیں چھپا ہے یہ کہکر بادشاہ بھی رخصت
ہوکر چلا گیا اور یہ وہاں سے بموجب بتلانے بادشاہ کے اُسی غار پر آئی جہاں برق چھپا بیٹھا ہے اور خس و خاک ہٹا کر اندر غار
اتری وہاں کمند لگی تھی برق نے کمند کھینچ لی یہ کمند میں پھنسی مگر سحر پڑھکر دھواں بنکر کمند سے نکلی برق بھی جست کرکے باہر آیا اور
چاہتا تھا کہ نقب میں کود کر نکل جاؤں مگر یہ پنجہ بنکر جو گری اسکو داب کر لے اڑی اور سیدھی بارگاہ حیرت میں آئی اور کہا اے ملکہ
اسکو پہچان لو تو میں قتل کروں حیرت نے پہچانکر فرمایا کہ بیشک یہ اصلی برق ہے اسکو نہ قتل کر دا اسنے کہا میں یہاں خائف ہوں دو
اسکے عیار بند کر فتنہ کریں میں ابھی اسکا سر کاٹے لاتی ہوں یہ کہکر اسکو پنجہ میں دابکر پھر اڑی و در مقصد لشکر ایک پہاڑی تھی با
اتفاق سے اسکو جاتے دوست قران نے دیکھا فوراً صورت اپنی ایک حزندہ پرست کی بنی بنائی سانپ سر سے لپیٹا کچھ
گلے میں ڈالکر ہاتھ پر ایک تختی سیر کی باندھکر جس پر یہ کندہ تھا کہ میں ملازم افراسیاب ہوں روانہ ہوا ادھر سے صرصر آتی
تھی اسنے اسکو دیکھکر پہچانا اور پکاری کہ لے کالیے میں جاتی ہوں تیرا حال کسنے اُسنے دھمکایا کہ اسلئے اگر برق مارا ڈالا گیا تو یہ
لکو جیتا نہ چھوڑونگا صرصر بھی مجبوت سے ناراض تھی تو لکر او طرف چلی گئی اور قران قریب کوہ پہونچکر پکارا کہ اے مجبوت دست
خود رانگاہ دار یہ کہ ہم رسیدیم منم فرستادہ شاہ طلسم اسنے جو اسکو دیکھا سمجھی کہ ابکی بھر کچھ دھوکا ہے جب تو بادشاہ نے اس طرح
بھیجا ہے بس خنجر گلو برق پر رکھا چلی تھی اسکے نعرہ کرنے سے رکی اور قران جست و خیز کرکے اوپر پہاڑ کے گیا اور کہا اے مجبوت
شاہ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ سن تو اُسنے قریب آکر کہا کہ فرمایئے اسنے کہ کان ادھر لایئے وہ کان لگا کر اور جھک کر کھڑی ہوئی قران نے

بندہ چونکہ کبر بار اسپر رہ پر ادنگے سے گذر کر تا بسینہ پہونچا اور وہ لڑکھڑایا اور ہاتھ گئی تھی جو اُسکے مرنیکا ملتجی تھا لشکر حیرت قریب
تھا لشکر ہی اور حیرت شور سنکر دوڑے اور کثرت لشکر کے جو گرد تھی تو شعبہ بند [illegible] میں کہ [illegible] مجبوت گیسو دراز جادو
کو عیار نعرہ کرکے جب تک میں حیرت میں [illegible] پہاڑ پر چڑھ گئی عیار [illegible] ہوگئے [illegible] لاش مجبوت کی
اٹھائی اور بارگاہ میں لاکر [illegible] آخر [illegible] افراسیاب کو لکھا بچہ سحر نامہ لیکر
روانہ ہوا بادشاہ باغ سیب [illegible] منتظر [illegible] مجبوت کا ماجرا معلوم
کرتے ہی مجبوت ہوگیا فرط غیظ سے [illegible] تو عجب تھا [illegible] آکر و بایا [illegible] خداوند [illegible]
زمرد شاہ کا بچہ نے پہونچا یا اسکو [illegible] مطالعہ کیا یہ مضمون [illegible] بندہ خاص [illegible] ہماری مدد [illegible]
اسباب اپنی [illegible] کہ ہماری [illegible] میں [illegible] اب تجھے لازم ہے [illegible]
مضمون پڑھکر [illegible] شغل [illegible] حکم دیا
کہ ایک فرمان شہنشاہ [illegible] ہماری جانب سے تحریر کر [illegible]
کے [illegible] طلسم آئینہ [illegible] تم بموجب حکم
بادولت خدمت خداوند [illegible] مغضوب کی کام تمام کردیکے
جو دراں کہ مسلمان [illegible] ظفریاب ہو تو پھر کسی طرح [illegible] کو خود قتل کر ڈالتے
میں بارگاہ خداوندی میں عجز بہت پسند ہے زیادہ ہماری عنایت [illegible] مضمون [illegible] تکلیف کیا بادشاہ نے
چند سحر کو دیکر شاہان مذکور کو بھیجا حال اس فرمان کا پہونچیگا اور ان بادشاہوں کے روانہ ہونیکا جانب [illegible] بندہ بیان کیا جائیگا مگر
احوال بعد ازاں [illegible] شاہ جادو ان نے ایک نامہ شوقیہ اپنے ہاتھ سے [illegible] دوست جادو کے نام قلم فرمایا
ہو کر شاہ طلسم نے چالیس استادوں سے علم [illegible] استادوں کے [illegible] اور سب استادوں سے زبردست [illegible]
سبزہ رنگ اسکا استاد [illegible] انشاء اللہ تعالی بیان ہوگا [illegible] نامہ بادشاہ نے [illegible] بھائی کو اپنے
لکھا مضمون اسکا یہ تھا کہ بیت وہ کون دوست [illegible] ذکر کرے [illegible] سبق خوان مدرسہ [illegible]
درس گیر مکتب [illegible] لوح صدق و صفا [illegible] حقیقت [illegible]
الفت سلامت [illegible] عشق [illegible] عشق [illegible]
[illegible]
[illegible]
نکات سے [illegible]
[illegible]
المکتوب [illegible]
نہیں [illegible] حال [illegible] استقبال کا بیان [illegible] زبان [illegible]

ہیں سرکشی میں دال قامت شل الف ہیں حواشی کتاب دوستی عیاران سلمانان ہیں بہر نحو اصل میں سر میدان پر خلاف ان میں جو بہتا ہونا کہ تم اگر اپنی نیرو دکھاؤ انکو لڑکر زیر فرماؤ زیادہ ورق ہستی مطالب معانی و تندرستی سے رقیم ہے استاد قدرت کیطرف سے صحیفۂ دوستی واتحاد کی تمکو تعلیم ہے یہ نامہ تمام کرکے اپنے ہاتھ پر رکھا اور کچھ سحر پڑھا کہ ایک کبوتر اڑتا ہوا آیا اسکو نامہ دیکر فرمایا کہ میرے پیر بھائی طاق حشم پاس لیجا کبوتر نامہ منقار میں لیکر اڑا اور روانہ ہوا حال اس خط کا بھی آئندہ بیان ہوگا اب شمہ حال فرخندہ فال ظفر پیکر صاحبقران باقبال بیان کیا جاتا ہے

داستان روانہ ہونا شہزادہ تورج بن بدیع کا شکار کو اور زیر کرنا کوہ سنگا اور پہونچنا دہنہ پر طلسم ہزار برج کے اور آنا مہتاب جادو وغیرہ کا مدد کو لقا کی اور مقابلہ کرنا امیر سے

مؤلف

تجھے ساقیا میرے سر کی قسم
قسم دختِ رز کی جو ہے پارسا
تجھے اپنے پیرِ مغان کی قسم
کہ پھر آئی ہے سر پہ ہولی کی فصل
مے زعفرانی کا پیمانہ لا
کھلیں جیسے جنگل میں ٹیسو کے پھول
حسینان دنیا ہیں سوتے میں رند
کہ دل دیکھنے والوں کا لے وہ مانگ
نہ باقی رہے رند کو تیرے ہوش
ہوسناک ہو روحِ جمشید کے
کوئی قمقمہ آئے گر میرے ہاتھ
طلسمات دنیر نگے کھلاؤں میں
ملیں رخ پہ ساقی کے جیسے گلال
سفینۂ داستان چند راہن

مرے رنج آگین جگر کی قسم
قسم تجھکو جمشید کے جام کی
تجھے دخترِ رز کی جان کی قسم
بسنتی جو مے کا تو ساغر پلائے
ہتھیلی پہ سرسوں جمائے ذرا
مریضِ محبت ہیں جو نوجوان
بسنت آنے سے تھکیا رنج و درد
پلا مے نہا دے مجھے ساقیا
پھر میں خوب پیکار کے بادہ نوش
ملے تجکو جم گنبد بلور کا
تو معشوق لوکی ملے تجکو گات
چلیں رنگ مضمون کی پچکاریاں
رہوں اسطرح میں بھی رنگین خیال
یہ ساقی از میکدہ جام سے

میں کیا اور سر میرا کیا ساقیا
قسم ہے تجھے آب گلفام کی
کہ بنت العنب سے مرا کرنے وصل
تو سرسوں ابھی آنکھوں میں پھولجائے
بھرے ساغروں میں ہیں زرد پھول
ہوئے زرد وہ عاشق ناتوان
نہاؤں نیا آب کی ہولی میں سوانگ
خم مے میں غوطہ کھلا دے ذرا
بجیں ہر طرف بزم میں دف دنے
تو سمجھوں کہ سینہ ہے یہ حور کا
نیا آج کچھ رنگ دکھلاؤں میں
کہ تر شاہدوں کی رہیں ساریاں
بس اے جاہ تجھ اردو رنگین سخن
نوا ز دصر یہ قلم ہیچ سے

تصنیف کنندگان حاذق خیال و دوام افگنان صحرائے مقال کمند افگنان برج آسمان و فشاحان طلسم ہزار برج بیان نقلی گو زبان معانی گرانمایہ رفعت بندگان مضامین خورشید پایہ مرغزار قرطاس میں آہوئے خوش رفتار خامہ کو اسطرح رم فرماتے ہیں اور سمند مضمون کو جولان کرکے طلسم ہزار برج داستان کیطرف یوں آتے ہیں کہ شکار کنندہ ہفت قلعہ کوہ قاف کشندہ حفیظ تیغ

ہم روز مصاف حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بمقابلہ خرس تیہ ضلالت گرا زمیحر اے نکبت و ذلت مردود درگاہ خدا یعنی
زمرد شاہ لقا کے ٹھہرے ہیں اور حقیقت یہ ہی کہ امداد لقا کو آئے مطیع امیر نامدار ہوئے یہانتک کہ گلگون عیار بھی خدمت شاہ اسلام میں
آیا اور مطیع ہو کر زمرہ عیاران میں رہنے لگا اب کوئی ناصر و معین لقا کا نہ رہا اس سبب سے تو جب بے پاداری طبل جنگ بجوانا موقوف رکھا اور
انتظار آمد آمد ساحران کرنے لگا امیر نے بھی کچھ اسکا تعرض نفرمایا کیونکہ خصلت حضرت بابادن امیر یہ تو تھی ہی کہ جبتک پیشدستی حریف کیطرف
سے نہو آپ سبقت نہیں فرماتے ہیں اور بعید عروسہ لبسیار عدو سے سبب توقف جنگ استفسار فرما کر حملہ کرنے میں الحاصل جب بیان لقا نے
حربی عرصہ تک بجا شیران نیستان شجاعت و ضیغم صوبستان میدان شہامت بغیر نزائد .... مرستم توان پہلوانونکے خالی بیٹھنے سے گھبرا لیے
ہر ایک نے ارادہ سیر و شکار کیا لیکن خوف بادشاہ اسلام اور لحاظ امیر دامنگیر تھا اپنے اپنے خیام و بارگاہ میں جلسہ عشرت جمع رکھتے تھے
ایک روز دم سحر جب خسرو خاوران یکہ آرای چرخ اخضر ہوا شاہ اسلام نے بقصد کرد فرد اور تخت سلیمانی پر جلوس فرمایا دربار پر سرداران
ذی تبار سے معمور ہوا ساقیان شوخ و شنگ جام مے خوشرنگ سے بیرنگ کو بہلانے لگے جلسہ نشینان بارگاہ کو نشہ میں جوانی کے ترنگ
پیدا ہونے لگے بزم کے دیکھا رشک بہشت ہوتا تو بجا تھا عین سرخوشی نشہ میں شہزادہ تورج بن بدیع اپنی جگہ پر سے اٹھا اور سامنے
بادشاہ فریدون فر کے آکر دست بستہ اجازت خواہ ہوا کہ اے شاہ بحر و بر و اے خسرو دادگستر میرا جی بہت گھبراتا ہے امید عنایت سلطانی
سے یہ رکھتا ہے کہ میری عرض بدرجہ اجابت پہونچے اور آرزو میری خلعت قبول سرکار خاقانی تبار سے پائے میرے واسطے حکم صید افگنی
شرف اصدار فرمائے بادشاہ نے زبان مدارات بیان سے یون در فشان ہوئے کہ اے نہنگ قلزم جرأت مجھکو اجازت تمھارے دینے میں
کچھ عذر نہیں لیکن تم یادگار عم نامدار شہزادہ بدیع ذیوقار ہو جد عالیقدر حمزہ نامور سپہ سالار لشکر تمھارے بغیر کیونکر بسر کرینگے بیٹے کیطرح
وہ اب پوتونکو سمجھتے ہیں جب کبھی یاد قرۃ العین آتی ہے تو نظر تمھاری صورت کے دیکھنے سے تسلی پاتی ہے تورج نے عرض کیا کہ میں بے اجازت
جد نامور نجاؤنگا بادشاہ نے فرمایا کہ اگر وہ تمکو رخصت کرین تو میں بھی رخصت کر چکا یہ حکم بادشاہ سے سنکر شہزادہ موصوف روبروے
امیر آکر رخصت طلب ہوا کہ اے جد بزرگوار مجھکو فراق پدر عالیوقار میں خیال رہتا ہے کہ گذرتا ہے اگر لڑائی ہوتی ہے تو خیال حرب میں دل
بہلا رہتی ہے مگر تنہائی میں بارگاہ کاٹے کھاتی ہے چنانچہ آجکل جنگ موقوف ہے مجکو حکم سیر و شکار دیجیے عرض کمترین رد نہ کیجیے امیر نے
شہزادہ کو کمال درجہ مشتاق صید افگنی دیکھکر روکنا مناسب نجانا فرمایا کہ ایجان جد مجکو یا سرداران دیگر کو کسی نے قید کب کیا ہے مگر
ممانعت کی یہ وجہ ہے کہ یہ صحرا تمام ساحرون سے بھرا ہی جا بجا بلیات طلسمات کا سامنا ہی دیکھو باپ تمھارے گئے آجتک انکا ملنا بھی
ممکن نہوا یہی خیال آتا ہے کہ تم کہیں جاکر کسی آفت میں نہ گرفتار ہو اور دشمن تمھارے روبرو دیکھیں اچھا جاؤ تین روز سے زیادہ صحرا میں
رہنا خفگی میری نہ سہنا شہزادہ اجازت پاتے سلام رخصتی بجالایا اور دربار سے اپنی بارگاہ میں آیا سردارونکو اپنے بلا کر مژدہ صید
و شکار سنایا ہر ایک خوشنود ہو کر سامان روانگی کرنے لگا شہزادہ کیلیے ایک بارگاہ مع سامان زرنگاری اشتر و نیر بار ہوئی خیمے ڈیرے
باقی سب سردارونکے لدگئے چالیس ہزار سوار زرہ پوش بہر شکار تیار ہوئے بہادر مسلح و مکمل ہوکر عازم شکار ہوئے قراول بیلے پر شکار کے
بہ زباش حاضر ہوکر جانور پسند کرانیلگے چرخ شکار کے ڈورپے لانیلگے چیتوں کی بہی کھولیان تا بگون پچلیں جانورونکے طعمے رکھے
گئے بھونکیں دیکھیں پر باز بہری شاہین جرہ شکرہ تیتری وغیرہ ہاتھوں پر بٹھا کر ٹوپیاں آنکھوں پر چڑھا کر جانب صحرا روانہ ہوئے طبل
طغرل پر چوب پڑی کمانداروں نے تیر کشن درست کیا کمند الگیا دردام دار بیلے سے جنگل میں جا کر کمینگاہ میں بیٹھے قراول لاتی

لگاتے کئی پہر پھرنے لگے گورِ گوزن کا پتہ لگاتے تھے سب تو جنگل گھر آجاتے تھے کہ **لولف نظم**

درختوں سے صحرا کے سنکر یہ حال
کہ صید افگنی کا ہے شہ کو خیال
کہ جلد از ترتیب سامان صید
لگے کرنے بلبل سے گل مکر و کید
کیے جلد سنبل نے گیسو دراز
کہ جنگو بھی کوئی کہے حبل ز
ہوا نرگس مست کو حوصلا
کہ آنکھوں کو اپنے ہرن کر لیا

غرض صحرا میں بہ نگاہِ استاد کرائی شیر و تکے ہیے ہوا کر شکی تیار ہوئی بہشت در تنبا زنی سے کے تو کرے روانہ ہوئے رات بھر یہی سامان رہا جسوقت کہ صحرائے خضر آسا میں صیاد صبح نے بازِ تیز پرواز شعاع کو طائران انجم پر چھوڑا اور طاؤس فلک نیلی فام نے دانۂ کوکب کو چن لیا

کہ چمکا مہر تابان جب سحرگاہ
دل شہ کو ہوئی پھر سیر کی چاہ
طلب فوراً کیا شبدیز چالاک
ہوا ارد و ق فرسا زمیں وہ بے باک
کچھ ایسا خوبصورت تھا وہ مرکب
کہ پہنچے اسکی تیزی پر خرد کب
منقش پشت پر اک زین پر زر
فرود شہرت تا بش میں بہ
غرض گھوڑے کو لاتے جب بٹھایا
سوئے صحرا اسے لالہ زار آیا
ابھی اچھی طرح وحشی ہوئی تھی کہ کنول بردار فوس بہ زرین آگے آگے لیے ہوا

تھے ہمراہ سواری ہزار ہا خوبرو تشیم سحری فرحبا بی غنچہ خاطر شگفتہ کرنی بستان شاہد سحر جس زمانہ طلائی گھوڑے طرارے بھرتے جنگل میں نئے نئے گل کھلے قطرات شبنم سبزے پر پڑے ہوتونہ جال درختوں پر پڑے نظر کئے تو صحرا میں شورش سے کچھ عجب ہنگامہ تھا کہ **نظم**

کہیں چشم نرگس تھی وہ میں کھلی
کہ آنکھیں کرے فرش راہ چمن
تکاو دشت میں جب کہ ہو سجدہ
مرے سر پہ آنکھو تہ شہ کے قدم
کہیں کوڑیا ناقہ پھولا ہوا
تو وہ صورت دام گستردہ تھا
ہوئے شاہ مرصید یوں سب دلیر
ہرن کے حسب میں جیسے جیسے شیر

شہزادہ سیر دیکھتا ہوا الصد فرحت و سرور قریب کوہ عقیق پہونچا جسکے دامن میں قدانی زمانہ سے وہ چالیس ہاتھی جو لقا کی سواری میں رہتے تھے بدستور تمام پر اس مردود کا گھنچہ چانا رکھ کرتے تھے فیلبان چرواہ دنے انکو لائے تھے مگر جب اس قول کے کہ ہمیں فرقہ لکے نام میں سفو بان ہوا نشتہ وہ نا جیسے فیلبان اونٹ شہزادہ کو بچشم وحذم چھانے تھیکر رشک کیا اور ہاتھی ز ایسکہ جنگ دیدہ ورم نا چڑھے ہوئے تھے انکو اس لشکر کیطرف بہ دل دیا شہزادہ و تو انسے تعاقب میں جب ہاتھیوں نے حملہ کیا گرز پکڑ کر وہ گرز چلا دو لمبے گز بے بھیجے ہاتھیوں نے کہ پر گشتہ ہوئے کہ جیسے سامنے سے بیچ ذرا کر کے گئے و فیلبان بھی رو بہ گریز ہائے پیچکا اند زنفیل کا شکار کھیت آگے بڑھ رہا تھا کہ بقدرت خدا سے ابر تاریکی درہ کوہ سے ایک تیرہ و تار آئی کہ غبار صحرا سے اٹھکر ہر جگہ نا موجہ قلزم سیاہ ہگیا ہوا نے ایسا زور کیا کہ کوئی سپاہی کا نکیں چاہ ساتھ جدھر جسکا منہ پڑا ایسا نکلا شہزادہ مع چند سرداران پلنگ کی ایک سمت کو روانہ ہو دشت تاریک سے نکلی پر جنگلی میں درہ ہر خرم مارا جاتا وہ گو کہ دیوانے آنکے گان ہو تاتھا بچم عیار شہزادہ کی رکاب پیٹا چلا آتا ہی وہ چند سرداران بھی ہمرکاب مر کب آئے تاریکی صحرا زور رہے جب وہ سیاہی دھی کی مٹی اور ورق دفعہ باطورانی ہو ہٹنے تئیں ایک پہاڑ کے قریب سنے پایا دامن کوہ میں شکار دیکھا فرقہ ابی برد ری کا تو کسی نے خیال نہ کیا شکار کھیلنا

آغاز فرمایا سب سامان تو دم آدمی میں چھوٹ گیا تھا وہی جو باز ہاتھو پر بیٹھے تھے انکو جانوران پرند پر چھوڑا تیر سے آہو نیلگاؤ وغیرہ شکار
کیے اور اسیطرح صید کنان اس پہاڑ کے ایک درہ کوہ کیطرف پہونچے وہ درہ ایک لال زمرد کا تراش کر گویا بنایا تھا اندر درہ کے ایک
باغ پر بہار دیکھا کہ سبحان اللہ عجب بہار تھی کہ فرہاد کیلیے جوئے شیرین کی بہار آشکار تھی زلف سنبل شب وصل محبوبان رخسارۂ گل
روز نو روز وصال معشوق تھی نرگس چشم دیدۂ انتظار قمری گیتی سیاہ پوش ہر دلدار سے غم سے کہیں بہتر ملکہ پیمانہ بادۂ عیش و سرور تھا
غنچہ چشم حور سوسن دہ زبان جو وصل اقرار پر زبان رکھے بنفشہ دہ زلف جو دل عاشق کو تک سرو کی قامت استادہ رعنا کا جسکا
پرتو معشوقوں انکو جمال محبوبی کی سکھاے سایہ حسن اسکا طوبیٰ کو شرماے منہ بنفشہ آفتاب خاور کو نجاست دے آفتاب غیرت
سے پانی میں ڈوبا نظر آتا چشمہ ماہ کو اپنی صف پر بدمست سبزہ خضر کو مشتاق دید کرتا خفتہ بختوں کے طالع کو سعید کرتا
بلبلیں زمزمہ پردازی میں استادہ و تانسین نزدیک تر انکے شیون و شین ناریخ وقتی نارنج پہونچے دانہ ہاے انار دندان
پر رنگ رخسار کے دانت کھٹے کرے سیب ذقن محبوب ہی سے سراسر وصل ہی خاطر زنگ کہ مرغوب کہ شگفتہ آیا

عروسان چمن سب جس سے تھے	چمن خوشبو سے بالکل بس رہے تھے	چھڑی پھولوں کی ہر شاخ گل تر
بہار افزا تھا جو بن بلبلون میں	عروسان چمن تھے فرحت اندوز	ہر یک برگ گل قربان روز نوروز
رہے تھے پھول دیکھ ہر سے جواہر	گلستان جنگل سب دشت کہسار	

شہزادہ نے اس بہار فرحت آگین کو دیکھا اندر دروازہ کے قدم رکھا اندر سے قدموں کی آہٹ پاکر بیماری سو خوش رفتار باہر
نکل آئے شہزادے نے تیر سے شکار کرنا آغاز کیا سواران ہمراہی نے بھی انکو گھیر گھیر کر کچھ دستانہ خدنگ ہوے اور کچھ اندر باغ
سے گر کے شہزادہ بھی انکے تعاقب میں گیا دیکھا کہ سلسلۂ بارہ دری ہے جو ہر روز پردے آہنی پڑے ہیں سراسر خوبی سے شہر میں شہزادہ
نے پردہ اسکا جو اٹھایا سامان طلسمی پایا شیشہ آلات سے سجی ہوئی تھا دیر دیوار چمن نصب ہیں خندہ زار سب میں مسند مغرق بچھی ہے
گل سب جانور جو مسند میں بیٹھے ہیں گلدستے بیٹھے ہیں ہر ایک طائر زمزمہ سرائی کرتا ہے ایوان میں ایک تخت بچھا ہے
مورد زمرد کا اسپر ناچتا ہے اور ایک پاے سے اسکے دیو زبون صورت و بد ہیئت زنجیر آہنی سے بندھا ہے نہایت زار و زبون ہے
سامنے تخت کے جو دیوار ہے اس میں ایک طاق بنا ہے جو دونا کسری کو شرماتا ہے اس طاق میں ایک بت سونے کا رکھا ہے کہ آنکھیں اسکی یاقوت
سرخ سے بنائی ہیں شہزادہ بدیع الزماں دیکھکر حیران تھا کہ عجب جو ساتھ تھا اسکو حرکت کا ہر گمان تھا شہزادے نے عرض کرتا ہے کہ حضور
یہاں نہ ٹھہرئے یہ مقام کسی ساحر کا مسکن ہے پر بلا و پر آفت ہے گوش ہی شہزادہ نے اسکے کہنے کو نہ سنا اور اس دیو سے جو بستہ زنجیر میں
تھا پوچھا کہ تجھکو کسنے باندھا ہے وہ دیو گویا ہوا کہ حضور نے کبھی یہ تماشا نہ دیکھا ہوگا ایک ساحر نے مجھکو اسیر کیا وہ بت جو
طاق پر رکھا ہے یہ اسکا خدا ہے اسکی وہ پرستش کرتا ہے شہزادے نے پوچھا کہ اس ساحر کا نام کیا ہے جسنے تجھکو قید کیا ہے دیو نے
کہا مجھکو بارہ برس کا عرصہ ہوا کہ اپنے باپ سے روٹھکر میں یہاں آیا اور اسیر ہوا مگر میں نے اس ساحرہ کا نام نہیں سنا اور نہ اس کو
کبھی دیکھا لیکن اس زمانۂ قید میں ایک روز میں اپنے حال پر خوب رویا اور دعا اپنی رہائی کی کرتے کرتے سو گیا خواب میں ایک مقدس
کا جمال با کمال نظر آیا اسنے یہ مژدہ فرحناک سنایا کہ غمگین مت ہو وقت رہائی قریب ہے فرزند حمزہ زلزلہ قاف کا آویگا تجھکو قید
سے چھڑائیگا یہ کہکر دیو مستفسر ہوا کہ شاید اے شخص تو پسر حمزہ ہے شہزادہ نے فرمایا کہ میں انکا پوتا ہوں دیو بہت خوش ہوا اور شہر لیے

نے دعائے صحیفۂ ابراہیمی پڑھکر اسپر دم کی اور زنجیر کو بزور دست جعفرانی پارہ پارہ کیا دیو رہا ہوا اور قدم سعادت توام شہزادے کے گرفتہ نے آگے بڑھکر اس بت کو طاق سے اٹھایا اور قبضۂ شمشیر سے چور چور کیا اسوقت تو غلغلۂ عظیم برپا ہوا صدا ہائے عجیب آئین کہ ارے غضب کیا اسنے خداوند کو توڑ پھوڑ ڈالا وہ جو مور تخت پر ملج رہا تھا اڑکر ایک طرف کو چلا گیا آدمی پنی کا ہنگامہ بالمد برطرف ہونے اس آفت کے شہزادہ مسند پر بیٹھا اور دیو کو اسلام کا آئین بتایا کلمہ پڑھایا پھر وہ دیو باغ سے میوہ وغیرہ لایا شہزادہ نے نوش فرمایا اور کشتیان اور ہر طرح کی نعمت بارہ دری میں موجود تھی چنانچہ شراب پی اور ہر چیز سے آسودگی حاصل کی نجم عیار نے ہر چند کہا کہ یہان نہ ٹھہریے نکل چلیے اسکا کہنا نہ مانا کہا تو نامردی سکھاتا ہی اگر تجکو خوف آتا ہی تو یہانسے تو چلا جا عیار نے کو خاموش ہو رہا مگر یہان ایک ساحر اس ساحرہ کیطرف سے محافظ ہی کہ جسنے بزور سحر یہ کارخانہ جادو کا بنایا تھا وہ مور جو اڑ گیا وہ محافظ صحرا میں سحر پڑھ رہا تھا اسکو مور نے مطلع کیا کہنے لگا یہ جادو تو کیا غافل بیٹھا ہی ایک مسلمان نے آکر خداوند کو توڑ ڈالا دیو قید سے چھوٹ گیا یہ کہکر مور تو چلا گیا اور ساحر بیتابانہ لپکا اور باغ میں آکر پکارا کہ اے خیرہ سر تو کون ہی جو تو نے خداوند سامری کی جناب میں بے ادبی کی اور ان بیچارے نے تیرا کیا بگاڑا تھا جو تو نے انپر یہ ظلم روا رکھا شہزادہ نعرہ ساحر سنکر مسند سے اٹھا تھا کہ دیو اس ساحر پر جھپٹا پکار اکہ او بیحیا ٹھہر تو جا میں آیا ساحر نے دیو کو آتے دیکھکر خیال کیا کہ یہ غفلت میں میری مکر سے گرفتار ہوا تھا میرا کام تمام کر دیگا سواسپر ہوشیاری میں اثر نہ پہنچیگا یہ سوچکر بزور سحر اڑا اور بھاگ کر ملک فتنہ میں آیا یہان تخت حکومت پر طوفان کوہی بیٹھا تھا کہ یہ بدحواس پہونچا اور عرض رسا ہوا کہ اے بادشاہ بڑا غضب ہوا کوئی ایسا جری و زبردست آیا ہی کہ اسنے خداوند کو بھی نہ مانا اور انکو توڑ ڈالا یہ سننا تھا کہ طوفان پر شیطان چڑھا فوراً تخت سے اٹھا اور حکم تیاری لشکر دیا بھائی اسکا سیلان کوہی ہی اسنے لشکر تیار کرایا قرنائے جنگی کا شور ہوا اسلحہ و کمل ہر صاحب درپہوا طوفان بھی ہتھیار سجکر کرگدن پر سوار ہوکر چلا پشت پر دو لاکھ سپاہ کا پرا تھا ہر ایک کوہی غرق بحر آہن تھا یہان شہزادہ بعد بت شکنی زمانۂ کے خوش جناب خلیل اللہ درۂ کوہ سے نکلا کہ ڈنکے کی آواز سنائی دی اور آمد فوج کی علامت ظاہر ہوئی یعنی پرچم نشانون کے کھلے آگے آگے گرد و غبار بلند دکھائی دیا شہزادہ بھی ڈٹکر سامنے کھڑا ہوا جب اس گرد شگافتہ ہوا فوج کوہستان جوق جوق قل گرد سے ظاہر ہوئی کہ مرکب دو کا بہ ہر ایک سنگ زیر ران تیغہائے گرانبار کمر سے لگائے گرز کے عرادے ساتھ ہو گرد لئے پرچم نیزون کے کلے کالے اڑتے ہر پیچے ترچھے مرکبو نکی کنوتیون پر رکھے انکے نعرون سے گوش فلک کر ہوتا کہ بمقتضائے ابیات

ہمہ گوش پر نالۂ بوق شد
پرآوازہ شد گوش شاہ و سپاہ
ہمہ چشم پر رنگ سنجوق شد
بدزدید آواز گوش ہزبر
دبادہ برآمد ز تبیر گاہ
تو گفتی ہمی ژالہ بارید ابر
سواران شمشیر زن صد ہزار
زرہ دار با گرزۂ گاؤ سار

شہزادہ مردانہ وار آگے بڑھا اور دیو سے فرمایا کہ خبردار اس جنگ میں تو دخل نہ دینا اسلیے کہ دیو سے انسان کو لڑانا ہمارا آئین نہیں خلاف شجاعت کرین یہ ہمارا دین نہیں تو یہانسے جوانی کو عقیق جا میر الشکر آدمی آنے سے پراگندہ ہو گیا ہی اسکو جمع کرکے آ دیو شاہزادہ کی جرات پر آفرین کرتا حسب الحکم لشکر لینے روانہ ہوا اتنے عرصہ میں عدو نے قریب ہو کر حملہ کیا یہ شیر دلیر بھی اس گلۂ گوسفند پر غضبناک ہو کر جھپٹا اور رعد آسا خنجر کھینچ کر فوج پر جا کر نعرہ

منم تورج نامور شہریار — منم ضیغم بیشۂ کارزار
ہزیمت کرا رو نہ بیجا نماند — ز تیغم بناچے بہ اعدا نماند

صفوف لشکر کو تہ و بالا کرنا شروع کیا بازار حرب گرم ہوا سردار جو شہزادہ کے ساتھ تھے وہ بھی کارزار نمایاں کر رہے تھے ایک ایک نے سو سو کو بیجان کیا تھا خاک میں خونین غلطان کیا تھا یہ سب شکار کھیلنے آئے تھے یہاں آہوے جان مخالفوں کا شکار ہاتھ آیا مرغ روح دشمنان ہر ایک نے نشانۂ خدنگ اجل بنایا شہباز تیغ نے پر کھولے طعمہ جسد دشمن سے دہن رنگین ہوگئے

چنان شد ز خون خاک آوردگاہ — کہ گفتی ہمی خون ببارد ز ماہ — بگشتند چندانکہ روے زمین
شد از جوش کشتگان آہنین — برآمد خروشیدن دار و گیر — ہمان آتش خنجر و گرز و تیر
چو با لشکر ان گرم کرد اسپ شاہ — زمین گشت جنبان و بیجان سپاہ

تادیر ہنگامۂ کارزار گرم رہا اسی اشتغال جدال و تائرہ قتال میں شہزادہ نے صفوں کو درہم کرکے طوفان تک اپنے تئیں پہونچایا اور للکار کر کہا او نامرد ازلی و ابدی چند آدمیوں کو دلاکو سے لڑوایا ہی ادھر آ کہ تو مجھ شیر صولت جلادت کا شکار ہو طوفان کو بھی ان کلمات کے سننے سے غصہ آیا در عشرت میں افسران لشکر کو اپنے حکم دیا کہ لڑنے سے فوج کو باز رکھو میں اس ہیچ خدا پرست کو مارے دیتا ہوں لشکر کے لڑنے میں بدنامی ہے کہ چند بانکشت کو گھیر کر قتل کیا یہ حکم سنکر افسروں نے فوج کو روکا اور یہ دیو صورت مقابل شہزادہ پری طلعت سلیمان صولت معرکہ میں مثل تناور درخت جسم کثرت ورزش سے کرخت بسان سنگ سخت رکھتا تھا گردن کو جھکا کر نعرہ مارا مانند فیل جنگی چنگھاڑا اور نیزہ شہزادہ پر مارا شہزادہ نے سنان نیزہ اپنے نیزہ کی سنان پر لگا لی برابر سے نیزہ بازی شروع ہوئی لیکن طول دینا روا نہیں شہزادے نے چند طعن رد و بدل کرکے ایک بند ایسا باندھا کہ کھولنا اسکا اسکو دشوار ہوا اور نیزہ ہاتھ سے نکلکر دور گرا اسنے غصہ میں آکر گرز سہ صد منی چرخ دیگر سر شہزادے پر لگایا اس بہادر نے دم شمشیر پر گرز کو روکا کہ عمود مثل غبار ریزہ ریزہ ہوکر زمین پر گرا اسنے بحالت غضب دانت پیسکر تیغۂ آبدار و گران وزن نیام سے کھینچا اور مرکب بائیں پر چڑھا کر زیر بغل راست کہنی تب شہزادے کو بکی اور بڑے زور و شور سے تلوار لگائی کہ ترک فلک ہاتھ بلند ہوتے سے الامان پکارا بہرام نے کہا لے خالق اکبر بچانا کا نعرہ مارا مگر شہزادے نے جب تلوار قریب آئی تھی دیکر بارہ کو اسکی ہٹ کیا اور پنجۂ بلی سے کلائی کو اسکی پکڑ کر جھٹکا دیا تلوار اسکے دست نجس سے نکلی گر اسنے تلوار چھوڑ کر مرکب برابر لاکر توڑہ میں کمر بند کے ہاتھ ڈالا شہزادے نے بھی گریبان میں ہاتھ دیکر زور کیا مرکب گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گئے دونوں زمین پر کود پڑے اور دامن زرہ گردان کر سرگرم کشتی ہوے تلاش داؤں پیچ جوڑ توڑ بند کی ہونے لگی فیلان مست کیطرح ٹکریں چلنے لگیں کشمکش اور ریلا ریلی سے زمین درکنے لگی دو گھڑی میں طوفان کا دم آگیا کیونکہ بڑا زور اسکو اس کشتی میں کرنا پڑا بس اپنے خنجر کمر سے کھینچکر چاہا کہ شہزادے کے پیٹ میں مار دے شہزادے نے اتنے عرصے میں کہ جبتک خنجر وہ کھینچے اٹھا کر دے مارا بقدرت قادر عزوجل خنجر کھینچ تو چکا ہی تھا اوندھا ہوکر اسکے پیٹ میں در آیا اور چھ چھ انگل دوسری کوکھ کی طرف سے خنجر نکلا وہ تڑپ کر ہلاک ہو گیا اسکے مرتے ہی بھائی اسکا سیلان کو بھی اسکی حمایت پر ہٹ مار کر گرجا فوج کو للکارا کہ ہاں مارتا اس خدا پرست کو کہ یہ سا زبردست ہر ایک کیلیے ہیبت ہوگا

فوج نے یہ حکم سنکر حملہ سخت کیا شہزادہ جست کرکے مرکب پر سوار ہو اور پھر دہی گرگ بازار جانبازی و سرفروشی اور جانبازی شہر قتل میں شروع ہوئی خانہائے جسد ویران ہونے لگے کاشانۂ تن اجاڑ و پریشان ہونے لگے قیمت میں جواہر جوہر تیغ دلیران طائران روح مخالف گل بیلدار شہزادۂ پروردہ ہمدم نالۂ خنجر ہر سے صدقے کرکے چھوڑے تھے کہ بموجب بیت سری کے عوض سر مرادیئے وکینے یہ صدقہ اتار احبین وقفس تن سے طائران ہستی چھوٹ کر جانب صحرائے عدم جاتے تھے زاغ و زغن گوشت کھانیکو منڈلاتے تھے سپر بن اسلحہ سر پر گردش کرتی تھیں کہ جیسے چیلیں اڑتی تھیں دشت ویران کی بید لہ حرب میں تلوار دنکی سائیں سائیں صدا آتی تھی روح رستم و اسفندیار زیر ارض خوف سے تھراتی تھی بہادر شیر دنکی طرح ڈکارتے تھے تیر تا فش کرکے کا سیاہ کے منہ جھکا رتے تھے شجر قامت حرارت شعلۂ تیغ سے خشک ہوئے جاتے تھے سرو بسان برگ خزان دیدہ دمندہ دش شمشیر سے ٹوٹتے غبار دلکا نکلکر کے خاک بسر کرتا مگر منہ موڑنے سے نہ مڑتے اس ہنگامۂ آفت خیز میں جو جہانی شہزادہ و سردار کھڑے ہوئے تھے قریب تھا کہ مایہ بخت رخ شجاعت پردۂ خاک میں چھپائیں بیقرار ہوکر دعا کرتے تھے کہ اے پروردگار ان کو فتح و نصرت دے کبھی سر سرکش بات تضرع پر دھرتے وہ پکارتے تھے

عطا کی تونے یا رب ہم کو ہستی تجھی سے نام مر اس پہ ہیچی	تجھی سے ہے بلندی اور پستی غریبوں کا تو ہی یاور ہے یا رب	تجھی سے زیست قوم عاد کردی تجھی سے مانگتے ہیں ہم ہیں سب

غیر دعا ہدف مراد پر پڑا کہ وہ دیو جو کمانش لشکر میں گیا تھا چالیس ہزار سپاہ جرار شہزادے کو بیکر آیا ان بہادروں نے پہونچتے ہی لشکر حریف کی ماری اور رزم پر شمشیر ہر ایک پیر کو رکھدیا بہر تو سیل خون بہادی عنقائے تیغ نے بال کھولکر دشمنوں کو معدوم کر دیا تھا کیا بار شمشیر قتل و قتال سر بر داشتہ باز یا خنجر گلو گیر شجاعان حلقۂ کمند میں پیچیدہ رشتۂ جان تھا کہ نظم

زمین آہنین شد ہوا لاجورد نشان نامدار و جہان دان گرد از ان لشکر شوم چندان بکشت و ز و اختر نیک بیزار شد	ز بیم اندر آمد سر تیرہ گرد بہر جایگہ برکے تودہ کرد کہ یک دشت سر بود یا پای دشت	سر لشکر کوہیان حملہ برد زمین با مغز سر آلودہ کرد سر انجام سیلان گرفتار شد

یعنے جب شہزادی کو بنی فوج کے آنیسے صفوف لشکر اعدا کو درہم کرکے قریب سیلان پہونچکے سنے شہزادے پر تلوار لگائی شہزادے نے خالی دیکر مرکب سے مرکب ملا دیا اور اسکے تو ڑے میں کمر کی زنجیر کے ہاتھ ڈالکر قاش زین سے اسکو اٹھا لیا اور سپر پائیں ہاتھ سے بڑھا کر مصروف شمشیر زنی ہوا اسنے خیال کیا کہ اس ہنگامہ میں قتل ہوجاؤنگا پس شہزادے سے امان کا طالب ہوا آپنے اسکو رہا کردیا اسنے اپنی فوج میں طبل امان بجوایا لشکر لڑنے سے رکے اسنے رکاب شہزادی کو بوسہ دیا شہزادے نے سوال اسلام اختیار کرنیکا فرمایا وہ دلمیں کینہ رکھکر جھوٹے کیطرح کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اور عرض کیا کہ لئے شہریار قلعہ میں تشریف فرما ہوکر اپنا قلعہ کو بھی شرف تشریف اسلام درستی فرمایئے سر عجز حقیر بلا مر افلاک پر پہونچایئے شہزادے نے التماس کو اسکے تشریف قبول سے سرفراز فرمایا اور مع اپنے لشکر کے ہمراہ چلا اور اس جنگل کو طے کرکے قریب ایک کوہ کے پہونچا جب اسکے درے سے گذر ما سامنے ایک قلعہ فلک فرسا نظر آیا در قلعہ فولادی تھا بہت کچھ سامان آبادی تھا فصیلہا سے پر بند و بست انتظام گولہ انداز و برق اندازونکا اژدحام درشہر پناہ پر چالیس ہزار فوج کا تھا دونی بڑی نگہبانی ہر طرف بڑی شہزادے نے اپنی فوج کو بیرون قلعہ اترنیکا حکم دیا

ہو اپنی بارگاہ میں بھی استاد کر [illegible] شکر [illegible] گئی [illegible] سو [illegible] پڑی [illegible] بستر پا [illegible] نے [illegible] میں [illegible] ہی لشکر میں
[illegible] اٹھایا [illegible] عیار [illegible] کو [illegible] شہر [illegible] نظر [illegible] بر [illegible] معاش [illegible] لگے [illegible]
دیا [illegible] ہوا [illegible] کیفیت [illegible] شہزادہ [illegible] سلیمان [illegible] قلعہ ہوا [illegible] عیار کو [illegible]
قلعہ کو [illegible] نوبت [illegible] ایک [illegible] آراستہ [illegible] اشیائے نفیسہ [illegible] آراستہ [illegible] چاندنی
چوک میں عجب جلسہ عشرت [illegible] کہیں جوہری [illegible] کہیں [illegible] کی [illegible] اٹھائے بیٹھے ہیں [illegible] مال
[illegible] حضور [illegible] دکان [illegible] کہیں [illegible] گلفروش [illegible] بہار [illegible]
کہیں [illegible] فروش [illegible] طرح [illegible] جمع [illegible] شیرین [illegible]
[illegible] سامنے [illegible] دل [illegible] نظم

[illegible]	دل مردم [illegible] شاد [illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]

شہزادہ [illegible] قریب الامارہ پہونچ [illegible] سلطنت [illegible] شریعت [illegible]
[illegible] شہزادہ [illegible] پایہ [illegible] بیشمار [illegible] نقش و
نگین [illegible] تخت [illegible] شہزادے کو [illegible] شہزادہ [illegible]
تخت [illegible] نذرین گزرین [illegible] انعام [illegible]
طوفان [illegible] شہزادہ [illegible]
[illegible] شہزادہ [illegible] تیرے باپ [illegible]
کہا یہ دستور ہمیشہ سے [illegible] ایک [illegible] شہزادے
میں آکر نذر [illegible] شہزادے نے [illegible]
[illegible] اسلام اختیار [illegible] شہزادے نے سلطنت [illegible]
اسکو [illegible] شہزادہ [illegible] زیادہ [illegible] شہزادہ [illegible]
[illegible] شہزادہ [illegible] نجم عیار کو گمان
[illegible] اسکو [illegible]
شراب میں بیہوشی ملائی [illegible] شہزادہ [illegible] بیہوشی [illegible] لشکر کو [illegible]
[illegible] تسلیم کیا شہزادہ کو طوق و زنجیر پہنا کر زندان میں
[illegible] شہزادے کی فوج [illegible]
[illegible] ملازم [illegible] اس فوج [illegible]
[illegible] زندان نے خیال کیا کہ یہ

نا بھاگو ایسا ہو [illegible] سے فساد پھیلا ہے ہماری جان مفت جائیگی دخل دینا زیبا نہیں ورنہ تجزیہ دی گلا گھونٹ ڈالیگی یہ سمجھکر عرض کیا
[illegible] شہزادے ہم آپکے تابع فرمان ہیں شوق سے آپ اندر زندان کے جائیے اور شہزادے کو چھڑا لائیے اسنے جب یہ سنا اندر گیا
[illegible] میں آکر سر زنجیر پر خم کیے پیشانی زانو پہ جھکائے بیٹھا تھا اور بتہ دل سے دعاے رہائی درگاہ ایزدی میں کرتا تھا اسکے
[illegible] قید کاٹے شہزادے نے فرمایا کہ حبیب وقت رہائی آیا ہے تو ہم قید نہیں رہ سکتے یہ کہکر خانہ زندان میں چرخ کھایا اور
بیڑیاں ہتھکڑیاں کو توڑ کر کھڑا ہوا سردار بھی رہا ہوے اور باہر قید خانے سے سب نکلکر جانب سلیمان بیابان چلے گئے
سنے یہ [illegible] سے سنا کہ گلزار قیدی کو چھڑا لے گیا ہے چنانچہ یہ خبر سنکر اول تو قصد کیا کہ فوج لیکر جائے اور مقابلہ
کرے مگر سوچ کر کہ تو سمجھ بسبب کثرت ملازمان گلزار ضرر در رہ ہو جائیگا [illegible] اسکی تو سخت بھری ذلت ہوئی ہے اب یہ وقت [illegible]
[illegible] چاہیے یہ تجویز کرکے اہل دربار سے کہا کہ جسکو میرا ساتھ دینا ہو اور اپنا دین قائم رکھنا ہو وہ آئے کچھ
[illegible] زیادہ تر تھے اسکے ساتھ ہوے اور یہ پشت قلعہ کیطرف کا دروازہ کھولکر جانب قلعہ یاقوت نگار کہ یہاں سے قریب
[illegible] اس قلعہ کا مالک **یاقوت زنگی غلام طوفان** کا ہے کیونکہ وہ غلام اپنے آقا سے منحرف ہو کر اسی شہر سے بارہ کوس تک حصار
[illegible] کو مسلمان [illegible] بارہ ہزار زنگیان آدمخوار اپنے [illegible] رکھتا ہے سلیمان اسکے پاس چلا یہاں گلزار فوج
[illegible] گلزار کو فتح [illegible] یہ منادی نے ندا دی کہ جو حکم وقت کی اطاعت کریگا مارا جائیگا اسی یہاں قلعہ اپنے شہزادے
کے بادشاہ [illegible] ہوکر حاضر ہوے نذریں دیں خلعت ملے افسران لشکر از سر صدق مسلمان ہوے تمام شہر اسلام آباد ہوا [illegible]
[illegible] منہدم ہوے [illegible] نعرہ اللہ اکبر بلند ہوئی دو [illegible] اس قلعہ کی اور چالیس ہزار فوج کے آدمی شہزادے کے سب
باہر قلعہ کے [illegible] شہزادے نے حکم جشن ہونیکا دیا کئی روز تک جلسہ عشرت رہا پھر شہزادے نے [illegible] کہا گلزار اب تم
سلطنت کرو [illegible] اسلام میں ہمارے پاس آنا میں اب تم سے رخصت ہوتا ہوں کیونکہ دادا جان سے میں تین روز کا وعدہ
کر کے شکار کھیلنے آیا تھا وہ منتظر میرے ہونگے مجکو جانا ضرور ہے کہیں ایسا نہو کہ وہ ناراض ہوں گلزار نے یہ بیان سنکر عرض کیا کہ غلام آپکے
ہمراہ چلیگا بغیر آپکے سلطنت ہفت اقلیم بھی ہو تو نہ کریگا شہزادے نے فرمایا اچھا سامان اپنے چلنے کا کرو اسنے ملک کا انتظام بارہ
عجلت کرنا شروع کیا اسباب سفر درست کرنیگا ہنوز دونوں [illegible] منزل مقصود نہیں ہوے سلیمان نے دور منزلہ [illegible] پا پیادہ
یہ کہ جب قریب قلعہ یاقوت نگار وہ نا [illegible] پہنچا [illegible] نے خبر اسکے قدوم نحوست لزوم کی یاقوت شوم کو پہنچائی پہلے تو سنکر
ہوا کہ ایسا نہو مجکو گرفتار کرنے آیا ہو لیکن جو اسنے مخبر حال ہوئے کہ وہ با معدودے چند بحال پریشان آیا ہے فلک نے اسکو ستایا ہے
لشکر وغیرہ کچھ ساتھ نہیں ہے سرکشی کی کوئی بات نہیں ہے یہ سنکر وہ غلام باحترام تمام بہر استقبال [illegible] قلعہ تک آیا اور حال زار آقا کے
بد کردار دیکھکر [illegible] دیکھا گریبان اسکا پھٹا ہے چہرہ اترا ہے منہ پر زردی غم سے چھائی ہے ڈنکا ہے نہ چتر شاہی ہے صرف مصاحب
بیکسی و تنہائی ہے دو چار سردار ساتھ ہیں ایک گھوڑا سواری کا ہے صرف خزان جلوس بجائے بہاری کا ہے اسنے آگے بڑھکر تسلیم کی اور
نذر دی پھر مستفسر ہوا کہ اے شاہ جہان پناہ کیا نصیب اعدا حالت ہو رہی ہے آقا کے مزاج مبارک کی حالت تو تقریر [illegible]
اسنے یہ سنکر ایک نعرہ مارا اور کہا کہ آقا تیرا خداوند لقا کی بہشت میں گیا میں مسلمان کے ہاتھ سے بھاگ کر یہاں تک پہنچا ہوں یہ کہکر سارا حال جنگ کا
بیان کیا غلام نے یہ [illegible] سنکر اشک حسرت بہائے اور کلمات دلگداز [illegible] جاری کیے کہ اگر میں نے اس مسلمان کو مار کر ٹکڑے ٹکڑے

اور پرے برے سناٹے تو نام اپنی مردان عالم سے مٹایا یہ کہکر اسکو قلعہ مین لایا دعوت ضیافت کی پھر حکم درستی فوج دیا تیاری ہوئی بارہ ہزار زنگی اور چند ہزار کوہی مسلح و مکمل ہوے جنگ پر تیدل ہوے ایک ایک حبشی آدم خوار تھا سب موجیان نوش کو خوف لیا ر تھا سب فیلان مست درگرگدن پر سوار ہوے صف کشی سے سیاہ دیوار ہوے ظلمات پردۂ دنیا پر ظاہر ہوے اسلحہ کی چمک سے بجلی تیرہ مین تڑپتی نظر آتی تھی طرفہ تماشہ تھا چشمۂ ظلمات موج مار کر اڑنے چلا تھا آب حیوان آب تیغ سے ملنے چلا تھا ہر ایک ظلماتی مرنے چلا تھا زمین پر پھیلی تھی وہ کالی آندھی ہر زن کے خون کا ابتداء سے چلی تھی طبل دیو گر گرا اسے کوس حلت نورستی کیلیے ظلمت بجاے سواریان زنگیوں کی جب وہاں پہونچے کوہ تا ظلم مین آئے آگے لشکر کے یاقوت وسیلان فیل سیل فنگیشہ دنیر سوار راہی تھے یہانتک کہ بعد قطع مسافت راہ قلعہ طوفیہ تو قریب تھا نسبت جلد متصل مذکور پہونچکر خیمہ کیا لشکر توبرج تو بہر تبعیت اترا ہوا تھا اسکے مقابل اسکا لشکر بھی اترا شہزادہ عزم روانگی رکھتا تھا کہ ہر کاروں نے آکر بعد دعا و ثنا کے خبر ورود لشکر متصل عرض کی شہزادہ خبر سنکر مع لشکر ازکوی کے خیمہ و خدم باہر قلعہ کے آیا اور داخل بارگاہ ہوا ادھر یاقوت دن بھر مصروف میخواری رہا جسوقت کہ جوہری قدرت نے یاقوت مہر فلک کو درج مغرب مین رکھا اور زنگی شب نے قلعہ عدم میں دخل کیا کہ نظم

بدین گونہ تا روز برگشت زرد
برآورد از فوج شب تیرہ گرد
چو دیباے زنگار گون شد سیاہ
طلایہ برآمد زہر دو سپاہ

شام ہوتے ہی یاقوت نے طبل رزم بجوایا شہزادے کو بھی جاسوس نے خبر دی ادھر بھی نقارۂ حرب پر چوب پڑی تیاری جنگ لشکرین کینہ خواہ مین آغاز ہوئی دل مبارزان مین سودا سے جنگ اہل زنگ تھا زلف عروس شب حسب منتوارنے تھے سودازدگان عشق جانبازی کے نعرے مارتے تھے خون صفرا ہر ایک کا جوش مین آتا تھا سودازدہ تیر غالب ہوتا جاتا تھا ادھر لشکر زنگیان نے پردہ دوسرا تاریک بنایا گویا روز روشن کے مقابلہ مین لشکر شب نے پر پھیلایا تھا دنیا مین پھیلی ہوئی سیاہی تھی روسیو نیز حبشیونکی چڑھائی تھی زنگی جب براہ نخوت اکڑتے اور تنتے تھے آبنوس کے درخت باد غرور سے ہلتے تھے صفحۂ دشت لبان نامۂ اعمال سیہ کاران کالا تھا یا مالک جہنم نے دوزخ کے کندونکو اس دشت مین ڈالا تھا اس دشت کا منہ بھی کالا تھا کہ نظم

زمردم زمین بود چون پر زاغ
ہمہ چہرہ و چشمہا چون چراغ
زبانہا سیہ دیدہاشان چو خون
ہمہ روبہاشان چو ردے ہیون
سیہ روے و دندانہا چو گراز
کہ یار و شدن نزد ایشان فراز

غرضکہ رات بھر اس لشکر ملیات مین غلغلہ رہا ادھر ہر ایک بہادر تنہا رہا یہانتک کہ صیقل دہندۂ فولاد یہ تاب شب کو صاف کر کے آئینہ سحر بنایا اور پرند مشکین لیل اڑا کر رنگ جبین کو قمر پا یا شگوفہ ریحان چمنستان کا نقشہ دکھایا کہ ابیات

چو پیدا شد آن بستۂ تاج شید
جہان گشت بلور را سپید
خروش آمد و گرد رزم از دو سو
پرافشاند گردان بر خاش جو
بدشت اندرون لشکر انبوہ گشت
زمین از پئے پیل چون کوہ گشت

یعنے شہزادۂ توبرج فریضۂ نماز سحر ادا کر کے بعد جاہ و جلال سوار ہو کر مع فوج قاہرہ وارد میدان رزم ہوا فوج سنے پرا جمایا ادھر سے لشکر یاقوت ہمراہ سیلان آیا کہ بمقتضاے ابیات

تہادر یکے لشکرے زورمند
برہنہ تنے سفت و بالا بلند
بجاے سنان استخوان داشتند

کمی برتن مرد بگذاشتند — چو از دور دیدند او شان سپاہ — خروشے برآمد ز ابر سیاہ
سپہ تیغ زن شد ہزاران ہزار — کزان تیرہ شد دیدہ روزگار — بلشکر لعین بود پس شہریار
کہ برداشتند آلت کارزار — سپہ از دو رویہ کشیدہ صف — ہمہ نیزہ و تیغ و ژوبین بکف

جب سپاہ صف بستہ ہو چکی یاقوت گگ گینڈے کو اپنے روبرو سامنے سیلان کے دیو دور کہا اے میرے آقا کے بجائی میں جیسے برزہ کی اجازت رزم دیجیے کہ خدا نے چاہا تجکو فتح دین گئے یہ باتیں سنکر کہ کر لے بسوان یگانہ زمان جامین سے تجکو پسند ہو سو خدا کے سپرد کیا زنگی یہ دعا سنکر اسطرح منہ پھلا کر جیسے اژدر نفت برہنہ سیتہ بڑھ کر بیچ میدان میں آکر شیت رکے گردن سے کودا اور ایک لٹھ کاندھے پہ لیے تھا جسمین کئی من لوہا لگا تھا مگر اسکی بدن اتنی فولاد اسکی کیفیت تو کچھ تہ میں پیش نکلو گئی جو کے کلے سے بہت بڑی جو عفریت کا کل جو ضربت تو دی سرکشوں کے سر پھٹے جھوٹی لٹھ پڑتی گرز گران کب سے تحت … نکلتی … ہنگام ضربت کے زور کی بھی کھاتا یکتو اسکا لٹھ یعنی زنگی شوم ایک ہی رکھی سبکو لگتا تھا فرعون ہو سا مانند بناہو افاعی سے کہ جب فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو زور اپنا دکھانے لگا وہ لٹھ ہلانے لگا نیوٹ کی کثرت خوب یاد تھی وہ سب کہیں نہ جیسے بہت گرانی کی … گروہ مسلمان بے سان کہ … دے میرے سامنے میں نیب سنکر شہزادے نے … مرکب آگے بڑھایا … جب بحکم … علم … ہوے کھلے … رکاب شہریار سے آکر لپٹے کہ ہم فدا ہونیکو حاضر ہیں شہزادے نے مرکب کا عنان پھیرا روکا اور آپ سپر … شیر مقابل … کے ہونیکا مرکب سے کودا کیونکہ وہ پیادہ پہلے ہی سے تھا اسنے بغیر کچھ کہے سنے اسکے پیادہ ہوتے ہی لٹھ دو ہاتھ کر … العیاذ باللہ … سر دیکھ اسکا مار تھا یہ معلوم ہوا کہ ایک کوہ گران سر پر لوٹ کر گرا شہزادے نے اس جلدی میں سپر فراخ دامن کو چہرے پر لیا لٹھ آکر سپر پر پڑا ایسی دھمک ہوئی کہ جیسے سندان آہنگر پر گھن پڑتا ہے شہزادہ اس ضرب سے پشت پا تک زمین میں غرق ہو گیا اور ایسی گرد ایسا بلند ہوا کہ سب نے جانا شہزادہ زمین کا پیوند ہو گیا فوج چاہتی تھی کہ زنگی پر جا پڑے مگر شہزادے کے ہاتھ ستون تھے … ابھی کن … سنبھلا تھا لٹھ سپر پر روک کر دل اگر زمین سے نکل گرز پکڑ کر للکارتا ہوا اسپر چلا اسنے جھٹکا دوسرا لٹھ مارا شہزادہ نے اسکو بھی ہاتھ پہ لے رد فرمایا اور گرز ہاتھ سے پھینک کر ارشاد کیا کہ جہانتک تیرا جی چاہے ضرب کرلے حوصلہ تیرا باقی نہ رہے وہ اتنی مہلت پا کر برہم پڑا اور پے در پے لٹھ مارنا شروع کیے جہانتک کہ … لٹھ مارے شہزادہ ہر بار پشت پا تک غرق زمین ہوا اور ضربت اسکی رد فرماتا رہا ساتویں بار یہ کار ستمانہ کیا کہ جب لٹھ مارا شہزادے نے بجائے سپر ہاتھوں کو چہرے پر پناہ لیا اور جب لٹھ پڑا اٹھا بند کر کے لٹھ پکڑ لیا اور جھٹکا دیکر یاقوت آگے کھینچ آیا اور لٹھ اسکے ہاتھ سے چھوٹا لٹھ زمین پر پھینکا اس سے لپٹ پڑا انگر اسکا اکھیڑ کر زمین پر مارا اکود کر سینہ پر اسکے بیٹھ اور کہا شہ نخوت بتا پروردگار عالم کے کیا کہتا ہے اسنے جو یہ قوت شہزادے کی دیکھی کہ لٹھ میرا اسنے پکڑ لیا سمجھا کہ بیشک یہ فضل خدا ہے جس سے جرأت شہزادہ تہمتن مثال کو … عرض پیرا ہوا کہ تا زندہ ہوں بندگان شہزادہ … شہزادہ … اسکے سینہ پر سے اٹھا اسنے اٹھکر سر اپنا قدم شہزادہ پر رکھا اور از صدق اسلام اختیار کیا لیکن جب شہزادہ نے اسکا لٹھ پکڑ لیا وہ جس سے لپٹ پڑا تھا سیلان جو صف لشکر زنگیان میں کھڑا تھا … حالت شہزادہ کی دیکھ کر سمجھا کہ بیشک یاقوت اب زیر ہو کر باج دیگا یا مطیع ہوگا لہذا مجکو یہاں ٹھہرنا بہتر ہے یہ سمجھکر جبتک شہزادے سے … پہلے ہی سے … رفیقان … بدسیر … بھاگ کھڑا ہوا اور گھوڑا ڈالکر جانب کوہ و صحرا چلا یہاں یاقوت

زیر ہو کر اپنے افسران لشکر کو بلایا اور قدم پر شہزادہ کے گرا یک کل فوج اپنی شامل لشکر نصرت اثر شہزادہ نامور کی آپ ہمراہ شہزادہ بارگاہ میں آیا گلزار کو بھی اپنے آقازادہ کو نذر دی اُسنے خلعت دیا اور اسکے لیے اسباب عیش و عشرت منگایا شہزادہ نے اس فتح کی خوشی میں کئی روز کا جشن فرمایا ساقی و مطرب آکر ادھر ادھر بیٹھنے لگے جام شہزادہ کا جب لشکر امیر چند سے مجبور وقت رہا مگر سیلان جو یہان سے بھاگ کر روانہ ہوا اس قلعہ طوفانیہ کی سرحد سے گذر کر ایک قلعہ ہے کہ اسکو آفاتیہ کہتے ہیں اور نام حاکم قلعہ کا آفت کوہی ہے جو بجائے ایک پہلوان ہے آفت نہ پہلے بیان کیا گیا کہ بہر امداد لقا جا کر مسلمان ہو چکا ہے یہ دوسرا آفت کوہی ہے الغرض سیلان جب قریب قلعہ آفاتیہ پہنچا حاکم نے وہانکے خبر سنکر استقبال اسکا کیا اور بعزاز تمام اپنے ساتھ لایا بسبب اخلاص الامارۃ ہوا دو لاکھ کوہیونکے سردار دربار میں جمع تھے کرسی و دنگل سے بارگاہ جمی تھی تخت پر حاکم جلوہ گستر تھا اُسنے قریب تخت کے جگہ بھیجکر اسکو بٹھایا اور اسکا حال زار و زبون دیکھکر ماجرا استفسار کیا یہ مرتد بادہ پرستی آتے ہی رونے لگا تو سبب مرغ اسکا شراب ناب سے گرم ہوا رو کر تمام حال اپنا بیان کرنے لگا تا اینکہ جملہ کیفیت شہزادہ کی اور اپنی بیان کر کے رخصت ہو یہ ہوا کہ ہم آپ باہم ایک میں از ہمیشہ سے چلا آتا ہے کہ ایک دوسرے کی مدد کرتا رہا ہے امید کہ آپ میری اعانت فرمائیے اور اس مسلمان کے ہاتھ سے دین کو ہونکا بچائیے آفت کر اسکی حقیقت سنکر حیرت ہوا اور دو ایک روز بدہوئی و خاطر داری اسکو رکھا پھر حکم دیا کہ لشکر ہمارا تیار ہو بموجب ارشاد چھاونی میں لشکر کے قرنا سے جنگی بجی دو لاکھ فوج کوہیونکی کمر باندھکر تیار ہوئی

نظم

در گنج بکشاد روزی بداد
خروش آمد و نالۂ کرنای
سپہ برکشید از دو رویہ دو صف
ہمی مرد بیہوش گشت از دو پیل

سپہ برگرفت و بنہ برنہاد
چو لشکر سراسر برآشوفتند
درخشید شمشیر و برخاست تف
برآمد خروشیدن گاودم

ببردند پیلان و ہندی درای
بگرز و تبرزین ہمہ کوفتند
چو آواز کوس آمد از پشت پیل
جہان شد پر از بانگ و گنج خم

زمین جنب جنبان شد از میخ نعل
ہوا از درفش ہمہ ران گشت لعل

سیلان کو بھی اگر گردن پر سوار کر کے ہمراہ لیا اور بعد قطع منازل قلعہ طوفانیہ کے سامنے بمقابلہ لشکر فیروزی اثر شہزادہ عالی تبار اور ایک روز کسل راہ سے آسودہ ہو کر جب دوسرے دن منہ تہہم لشکر شب سے رخ سفید پر سیاہی چھائی دور دشت بہر فوج انجم گرد ہو کر

چو تاج سپہر اندر آمد بزیر
ز لشکر برآمد صدائے نفیر

دل سنگساران شد از بادہ سیر
گرفتند ہمہ نیزہ و تیغ و تیر

ہرکارے خبر لیکر خدمت شہزادہ والا قدر میں حاضر ہو کر آداب بجا لائے اور پکارے کہ

نظم

ہمیشہ تن شاہ بے رنج باد
ہمیدون بہ ہمہ ارادہ شاد باد

نشستن ہمہ بر سر گنج باد
دلش روشن و گنجش آباد باد

آفت کوہی حاکم قلعہ آفاتیہ برائے امداد سیلان با فوج فراوان بمقابلہ حضور عالی آن پہنچا طبل جنگ بجا بس خودسرنے بجوایا ہے یہ کہکر ہرکارے اپنے خیمہ پر گئے شہزادہ کے لشکر میں بھی طبل جنگی بجی پر چوب پڑنے کی فوج عازم ستیز ہوئی آتش کینہ دری تیز ہوئی آفت کا یہ دم سحر مد نظر تھا بازو دار خنجر تیغوں کی چمکار سپر کی کھڑ کھڑ اٹھنے سے خط رگ فلک میں خوب سمایا بہت پھر چکر آیا زمین میں زلزلہ آیا

جگر کا دزمین کا بھی تھرایا کہیں کمربندی ہوئی کہیں ساز جنگ کی درستی تھی کوئی بہادر کسی کے گلے ملکر کلمات یاس زبان پر لاتا کوئی دوستونکو ملکر رخصت فرماتا کوئی فرط شجاعت سے تنتا کوئی نامردی سے سر دھنتا کسی کی زبان پر حسرت آمیز مضمون کہ دیکھیے کل گردون دون کسکو خوابگاہ گور مین سلاتا ہے اور کسکا بخت خفتہ جگا کر فتحیاب فرماتا ہے غرضکہ ہر سمت سوزش جگر آہن تھی سوزش آتش تھوڑی تیز دلمین نفاق کی آگ جوش زن تھی کہیں نقیب پکارتے کہیں تیر و پیکان آبدار کیے جاتے کوئی شوق شہادت مین جھومتا گلے ملنے کے شوق مین منھ شاہد تیغ کا چومتا کہیں نعرے شیرانہ بلند کوئی مستمندانہ ہوکر درگاہ الٰہی مین حاجتمند یہی چار پہر شور تھا مائل جنگ ہر تنا زور تھا آخر جب بدو فلک مین خون اترا اور شفق سحر سے ردو دشت خونمین لباس نظر آیا کہ نظم

چنین تا پدید آمد از تیغ شید | ز رود دشت شد چون باز سپید
دو لشکر ہمی رزم را ساختند | درفش بزرگی برافراختند

صبحدم لشکران کینہ خواہ بصد فر و جاہ وارد قتلگاہ ہوے شہزادہ آمادہ لڑنے پر آمادہ بہزاران تو قیر شان مرکب پری پیکر زیر ران کیے جلو مین سرداران ذیشان کو لیے تخت پر گلزار ہوی سوار گرد جوانان تہمتن کی قطار دخل میدان کارزار ہوے لڑنے مرنے پر تیار ہوے کہ بموجب نظم

دو جانب شدہ لشکر آراستہ | پر از کینہ سر جنگ برخاستہ | سپہ از دو رویہ کشیدند صف
ہمہ نیزہ و تیغ زرین بہ کف | بہ تیغ و تبر اندر آمد سپاہ | ز گیتی کہ شد روز روشن سیاہ
چو رعد خروشان بر آمد غریو | بمیدان دوان کوہیان ہمچو دیو

جب صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے بے تہائی دہر غدار پڑھکر سناما ہر سمت کردیا آفت بہزاران کبر و نخوت گینڈا اچھا کر بیچ میدان آکر سلحشوری دکھا کر للکارا کہ اے فرقہ ضلال تم مین سے جو کوئی آرزوے قتال رکھتا ہو آئے آب تیغ میرے ہاتھ سے پیکر تشنہ لب جانب ملک عدم چلے یہ نعرہ اس تیرہ و بخت کا سنکر یاقوت خود سر گینڈا اڑا کر سامنے گلزار زیبا اختر کے آیا انشا اشارہ فرمایا کہ پھر کر خدمت شہزادہ نامور مین آکر عرض رسا ہوا کہ اے شہزادہ اجازت میدان دیجیے شہزادہ نے فرمایا کہ مین تمکو سپرد خدا ے لایزال کرتا ہون مگر اس امر سے ڈرتا ہون کہ تم ہمارے یہانکے خلاف لڑکے ہو لٹھ سے مقابلہ کرتے ہو سوائے بہادر حریف کو خوب حوصلہ نکالنے دیتے ہین پھر اسکو زیر کرکے یکایک نہین قتل کرتے ہو اسلیے کہ شاید اطاعت اختیار کرے پس تم بھی یکایک لٹھ نہ مارنا جب عاجز ہونا اسوقت جو مزاج مین آئے وہ کرنا لٹھ حربہ دو دستی کا ہے حریف کو رد کرنا اسکا محال ہوتا ہے نہایت بے بسی سے جان دیتا ہے تنگی یہ کلمات سنکر لٹھ کو صف لشکر مین پھینک کر اسلحہ پہنے مردانہ وار میدان مین آیا پہلے تکا درزنی ہوئی پھر نیزہ بازی شروع ہوئی آفت بھی آفت کا پرکالہ تھا نیزہ ہاتھ سے اسکے نہ نکلا سنانین بیکار ہوئین چھڑین تنگ ٹکڑے ٹکڑے اڑگئین آخر نوبت شمشیر زنی آئی مگر جب اسنے تلوار نکالی آفت نے بند دست پر ہاتھ ڈالا وہ بھی گریبان گیر ہوا دونون زمین پر آئے کشتی شروع ہوئی لیکن ایک مقام پر اس ریلا پیلی مین پاؤن یاقوت کا کوشش نہ مین جا پڑا اور بستے حریف کا جھکا پڑا کو لا اسکا اتر گیا اور دا لیسا درد ہوا کہ یہ گر پڑا اسنے باندھکر اپنے لشکر مین بھیجا اور گینڈے پر چڑھکر بعد نصیب نے لن ہوا کہ وہ بیرہ حمزہ کیون مرنے سے جی چھپاتا ہے سامنے میرے کسلیے نہین آتا ہے شہزادہ یہ للکار تا اسکا سنکر عازم نبرد گاہ ہوا کوس جنگی گرد گرا اے علمون نے بہر تعظیم سر جھکاے سرفراز

عذر خواہ حاضر آئے شہزادہ سے ایک سے بشکل خصومت ہو کر آگے بڑھا مرکب تیز رفتار میں طرار و میں مقابل حریف پہونچا باہم ایسی ہنگام زنی ہوئی کہ گینڈا کو ہی کا دس قدم تھپیڑ اٹھا کر پیچھے ہٹگیا اور مرکب شہزادہ کا زور میں آکر آتا ہی آگے بڑھگیا اسنے گینڈا بڑھا کر غصہ میں آکر نیزہ مارا نیزہ کی آمد دیکھکر شہزادہ نے بغل کو کھول دیا نیزہ سینہ پر تو نہ پڑا زیر بغل آگیا شہزادہ نے ڈانڈ کو داب لیا اسنے جھٹکا دیا جب گرز نہ چھوٹا ناچار نیزے سے اٹھا کر گرز گران بار اسنے عرادے پر سے لیا اور چرخ دیگر سر پر شہزادہ کے لگایا شہزادے نے گرز پر اپنے سلاح او جھر سپر کی ماری کہ گرز نہ ہاتھ سے اسکے چھٹکر دور گرا اسنے بغضب تمام تلوار کھینچ وار کیا شہزادے نے بار خو بچا کر بند دست پر ہاتھ ڈالدیا آخر دونوں گتھے ہوئے زمین پر آئے کشتی آغاز ہوئی پھر بعد کشتی کی دم اسکا اکھڑ گیا سمجھا کہ تو چت ہو جائیگا یہ دیکھکر شہزادہ کو چھوڑ جست کی اور گینڈے پر چڑھکر نہیب لشکر کو دی فیت اس تیرہ سرچیرہ در نگار کو فوج اسکی لینا الینا کہتی چلی شہزادہ بھی مرکب پر سوار ہو کر چلا اسطرف سے گرزار مع فوج قاہرہ کے بڑھا دو لشکر باہم ہوئے تیغین تو تن پر سے بر ہم ہوئے تیغ کی اور رن پڑا شجاعوں نے بچھو نکو ڈنڈ دیا سر جنگ اجل نے خانہ جسد نفدر تی لوٹ کر برباد کیا اہنگ مرسپاہ نے یاد کیا ہو بہ ابیات

ز آواز گردان پرخاش سر	بہر سو بمرا شد دبا راجہ	ہوا پر کرکس شدہ از پر تیر
زمین شد ز خون سران آبگیر	بہر سو کہ دیدی پے کشتہ بود	گرا از میان روز برگشتہ بود
ز بس کشتہ بر روئے ہامون چو کوہ	شدہ خستہ از زندگانی ستوہ	چو شیران جنگی بر آویختند
بجوے روان خون ہمی ریختند		

از نسبکہ آفت دل پارچہ تھا آب جنگ نہ لا کا بھاگ کھڑا ہوا شہزادہ نے بارگاہ خیمہ و بارگاہ کو لوٹکر آگ لگا دی خزانہ غارت کیا وہاں ایک خیمہ میں یاقوت قید تھا اسکو رہا کیا اور طبل فتح بجاتے ہوئے اپنے لشکر کیطرف افسر لشکر ہمراہ لیے شہزادہ داخل بارگاہ ہوا یاقوت نا کو لیا ہمراہ آسودہ کا صے تھا یا شہزادہ نے آج تمام جلسہ سرت قائم کیا مغنی خوشنوا اور رامشگران شیریں ادا آکر بیٹھے اور گانے لگے ساقیان مہ لقا پیمانہ شراب سرور افزا لے آئے مست و بیخود ہو گئے سودہ ہوئے گرانت جو دلبر ارلا یکچہ دور جا کر ایک رہ بود میں ٹھہرا فوج شکست خوردہ وہاں جمع ہوئی اسنے جو کچھ سامان راحت کی بھاگتے وقت ساتھ رکھ لیا تھا اس سے کام لیا خیمہ استادہ کر کے اترا اور سیلان سے کہا کہ تمنے اپنی ذبحہ بہ روز بد دیکھا اور میں نے برا کیا کہ اپنی قوت بازو کے بھروسے پر یکایک یہ معرکہ اٹھا یا آج مجھو نہ معلوم تھا کہ وہاں بھی مشعوقہ کو اطلاع دیتا اور اسکے بعد اسکی اعانت سے اس مسلمان کو زیر کرتا سیلان نے پوچھا کہ آپکی معشوقہ کون ہے اسنے کہا بھائی یہ راز ہر چند کہ رکھنے کے قابل تھا کیونکہ میری مطلوبہ کی ممانعت ہے مگر اب کھیل بگڑ گیا تو سنو ایک ساحرہ ہے جسکا اسرار جادو نام ہے بت میں بکل مدام ہے اسنے آگر تمھو مخفی طوفان تمہارے بھائی کی ایک ساحرہ بھیجکر مدد کی کہ وہ ایک پوسے مدد جز آب تھے پس ان پر کو پڑا سحر ساحرہ مذکور نے بیٹھ کر اپنا باغ سحر کا بنایا اور اسمیں ایک بت سونے کا رکھکر مشہور کیا کہ یہ خداوند سامری ہے اور دیو کو شکست نہ کرا سکے بیسے بادشاہ جنانچہ طوفان یہی جانتے تھے کہ خداوند سامری نے آکر مجھکو دیو سے نجات دی پس وہ اس بت کی پرستش کرتے تھے اور وہ ساحرہ قالب بت میں سر سحر کا بٹھا دیتی تھی کہ وہ باتیں کرتا تھا نچہ یہ کرشمہ انکے پاس وہ تخلیہ میں آئی میں اسپر عاشق ہوا اسنے بھی محبت جتائی اسنے یہ سب حال مجھسے کہا اور تاکید کی کہ کسی سے نہ کہنا اب کہ اس بت کو آکر خبر حمزہ نے توڑا اب راز کھل گیا اب چھپانے سے کیا فائدہ سیلان نے سارا ماجرا سنا کہا کہ بہتر اب معشوقہ کو اپنی خبر دو بلائیے اسنے کہا کہ اسکی اصلاح دو نگا یہ کہکر حسب دستور جام شراب پیسے

اور سپاہان کو دوسرے خیمہ مین بھیجکر آپ تنہا بیٹھا اُسطرف کا حال سنیے یعنے ساحرہ کا کہ کتایہ جادو محافظ دیو جو بھاگا تو طوفان کو ہمراہ لیکر آپ اسرار جادو کے پاس گیا اور کہا آپ غافل کیا بیٹھی ہین وہ بت ایک مسلمان نے آکر توڑا یہ سنکر وہ غضبناک ہوئی اور برزور سحر حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ مسلمان بڑا زبردست ہے قلعہ سلوفانہ اور یاقوت نگار سب اسکے قبضہ مین آگئے آتش تیز اگیا تھا وہ بھی ہزیمت اٹھا کر رہ کوہ مین منتظر بیٹھا ہے یہ معلوم کر کے چاہا کہ مین بھی جاؤن مگر عاشق کے پاس جانا تھا اسلیے اپنا سنگار اچھی طرح کیا ہر چند کہ حسن خدا داد رکھتی ہے مگر بزور سحر نوجوان بنی ہوئے کافوری کو عنبرین زلف بنایا ابھر یاں رخسار کی مثال آئینہ سان صاف بنایا اور حسن کی چمکایا کہ روے تابان کی چمک پہ شعلۂ آتش قربان دہن نگین خوشترانار عواں چشم فتان نرگس چشمونکو آنکھ دکھاے غزالان ختن کو خوش چشم کہنا صریح خط تماسے دست نگین پر تصدق پنجۂ مرجان تیر مژگان سرکش از خدنگ جانستان گلوے نازک نہایت قطعہ دار سینہ پر جو بن ابھار چہرہ رشک حور فتنہ مستی سے مخمور زیور مرصع کا زیب قامت فرماکر احسان دل عاشق پر دھر کے روانہ ہوئی کہ

نظم

نظر اس گل کی جس دم شکل آسے
صبیحت پر رہے بی نہ قابو
تو زردی چہرۂ عاشق پہ چھائے
ستارے حسن پر افشان کے قربان
کرین وہ نرگسی آنکھین جو جادو
تصدق کہکشان پر مانگ کی جان
خواصین ساتھ لین سب بہ طلعت
چلی بن ٹھن کے قبہ جانب یار
کوئی زہرہ کوئی بر جیس صورت
ٹھہرنا گھر مین تھا دم بھر کا دشوار

تخت سحر سے بنا کر بہ در عرصۂ کنیزان گلبدن کے آن واحد مین قریب خیمہ آفت پہنچی اور تخت سے اتر کر خیمہ مین آئی وہ تو طالب اسکا بیٹھا ہی تھا صورت دیکھتے ہی اٹھا اور دست بوس راز کر کے اسکا ہاتھ پکڑ کر جانب مسند لیا اور کہا اے پری زاد دلبر سراپا عجاز نے شمع کشن عشاق تحقیر تجے حال دل میرا پیاہ اللحنکہ ہم تو شکر ہے خداوند سامری کا جو تیرا روے زیبا پھر نظر آیا کہ سیت یہ صورت خواب بین دیکھتا ہون سو جو خواہش تھی ہو سب دیکھتا ہون غرضکہ بعد اظہار اشتیاق ملاقات مسند پر اسکو بٹھایا اور گذشتہ شرابکی سامنے رکھکر شغل بادہ خواری شروع کیا ہنگامۂ راز و نیاز گرم ہوا دست گستاخ جانب پستان بڑھا بوس کا ارادہ ہوا ابھی ساحرہ ناک بھون چڑھا کر غمزہ کرتی نازمعشوقانہ جتاتی منت سے خفا ہو جاتی تو یہ منت پذیر ہوتا اسکو دو قسمین دیتا کہ اے نازنین تجکو اپنی زلف عنبرین کی قسم میرے دل اندوہگین کی قسم تجھے اپنے چڑھکے جل بھر کی قسم تجکو میرے جان و سر کی قسم اے عارض و قمر کی سوگند اے جانی ابھرے ہوے جوبن کی سوگند قسم غمزہ و ناز و ادا کی قسم تجکو میری التجا کی قسم کہ ایک بوسہ لب نمک کا دے قسم تجکو سامری کی جو فقط تیرے واسطے ہو تونے اسکو گلے لگا لی تو یہ بھی اسکی محبت جتا نیکو آنسو بہانے لگتا وہ اپنے دوپٹہ سے اشک پاک کرتی اور یون سمجھاتی کہ اے حسبحے رونا کیا ہے کیا مین مر گئی ہون جو تو اسنا رو تا ہے ابے آنسو بہا رہے کمبخت اپنے ساتھ مجھے بھی رلاتا ہے تجھے اپنی ہوس کی قسم تجھے جوش وحشت پرستی کی قسم تجھے میری لذت وصل کی قسم تجھے اشتیاق شب وصل کی قسم اے عاشق جانباز تو کیون میرا دل کڑھاتا ہے میری بھولی بھولی صورت پر رحم نہین آتا ہے یہ کہکر وہ بوسہ لیتی کہ

نظم

لیے بوسے کہا جاؤن مین قربان
قسم اس جنبش دامن کی اپنے
سوا تیرے ہے کس سے تسکین ارمان
قسم اس گیسوے پیچیدہ مو کی
قسم کھاتی ہون اس جوبن کی اپنے
قسم ہے اس اچھوتی آرزو کی
کہ مین مرتی ہون تجھپر میرے جانی
عبث ہے تم کو اتنی سرگرانی

عجیب جلسہ جاہ کہ نیسان وددل عاشق اندھیر گیسوے شاہد شام کا اندھیرا اٹھا اور ہر رنگ جوش مستی ہر سمت بلند ہوا تھا

کہ بتقاضائے ابیات

عروس خور کو قرب شام آیا | دل مشتاق نے آرام پایا | ہوا تابان جمال شعلہ ہر سو
لگا جلنے کا پروانون کو تا بو | خیمہ کے پردے سر سے اٹھوا دیے چاندنی رات کی بہار دیکھے جنگل مین انواع و اقسام کے درخت
لگے گل طرح طرح کے خوش رنگ کھلے چتے لہرین لیتے بہار کی امنگ پر کوسون تک سبزہ نوا گا ہوا ابھرا ابھرا تا مور ناچتے کبک کی قہقہے لگاتے ایسے
وقت مین زیب کنار دلدار سو سو طرح کا پیار لطف میکشی ساغر و مینا سے بزم آباد دوستون کا دلشاد عجب طرح کی صحبت با کیفیت کی تھی

دہن سے خندۂ پیہم تھا آغاز | اٹھانے سیتیون کے دمبدم ناز | ابھر آیا سرور آنکھون مین ایسا
کہ ہر اک بات مین مستی تھی پیدا | صدائے قلقل مینا بوسہ تھی | سر زاہد پہ ڈالے حسن تھی
لیا آغوش مین جادو کو اس نے | کیا فرش بدن زانو کو اس نے | مزے بوسون کے مستی پر جو آئے
ادائے اور ہی مطلب پہ پائے | لپٹ کر مل گیا سینے سے سینہ | تن سے ہوا آغوش مینا
کمال شوق مین تنہا سمجھ کے | وہ اپنا سا نہ شاخ صندل ہے | ہوا مصروف خدمت دوپہر تک
رہی جھگڑے کی رگڑ ونکی سحر تک | وہ بستر سے اٹھ ہاتھون پہ لینا | وہ لذت مین زبان منہ مین دینا
وہ کہنا سننے کے سب گذرا ہوا حال | کہ یہ ایذا اٹھائی ہے کئی سال | بہم سینہ بہم پہلو بہم خواب
رہے تا دیر وہ لذت سے بیتاب | پسینہ بھی ٹپکتا تھا جبین سے | زبان تھی آشنا ان اور نہین سے
ذرا فرصت پائی ناز شوق اٹھ کر | ادا سی آئی روے مدعا پر | ہوئی راضی امید قلب بیتاب
گھر آنکھون مین ابر کثرت خواب

دونون لپٹ سب ماکر لیٹے اور باتین کرنے لگے آفت نے پہ مغلوب ہوئی تو اس نے بیان کیا تسنے کہا مجکو سب معلوم ہے اب صبح کوچ کرکے جا ؤ اور مقابلہ کرو مین چھپکر سحر کرونگی ورنہ میرا غالب ہو گئے تو اسکو قید کرکے اسی جا ان جلسہ عشرت بپا ہے تمام لشکر کو بھی بربادکرنے مین کیا ہے خوف کی ہون اور جسکے پوشیدہ رہنا چاہی ہون آفت یہ صلاح کی پسند کرکے پھر اسی مراد بر لایا اسی حسن و عشق کے بیان مین دامن شب تمام ہو پہونچا اور لیلائے لیل نے بالونکو سمیٹ کر جوڑا باندھا رخ شاہ روز کا جلوہ نظر آیا کہ

نظم

جمال صبح چمکا مینا بھینا | ہوائے سرد کا سوکھا پسینا | گل بستر نے بوسے رخصتی دی
بڑھی حسرت گھٹی امید جی کی | گہر شبنم کے پھولون نے لٹائے | زمین نے موتیون کے ڈھیر پائے

دم سحر ساحرہ نے اپنی کنیز دونو بلا کر حکم دیا کہ درہ کوہ مین تمام سبزہ زار رنگ برنگ دیکھا روبھا کے چند طائفے رقاصون کے اطراف سے بلا کر ٹھہراؤ اور بزور سحر باغ لگا کر میرے لیے عشرت گاہ بناؤ کہ میرا دم نہ گھبرائے اگر کسیکو میرے آنے قیام کرنیکا حال نہ کھلے کنیزان سب ارشاد روانہ ہوئین اور ساحرہ بھی اڑ کر اسی جانب چلی گئی آفت نے سیمان کو بلا کر سارا حال کہا اور جو لشکر کہ جمع ہو چکا تھا اسکو ساتھ لیکر کوچ کیا اور ان سامنے لشکر شہزادہ ونامور کے آکر خیمہ کیا ابتک ان تامل پذیر رہا جب خورشید چھپ گیا قصد اس خستہ بخت کا سمجھ کر ہاتھ خواب ہوا کر میت سپاہی نہ پکلی کی شب نے فراغت کشمکش سے پائی سب نے بسر شام اسکو بس مرہی کیا ہرکارون نے شہزادے کو بھی خبردار کیا کہ لے شاہ عالی پانگاہ آفت بہ مقابلہ ملازمان عالی آیا ہے نہین معلوم کیا ہو

ملکتا تھا جو طبل رزم دوبارہ بجوایا ہے شہزادے نے خبر سنکر حکم نواخت نقارہ جنگ دیا یہاں بھی قرنائے جنگی کو دم طلا دربار برخاست ہوا نشۂ شجاعت سے چور زیادہ جرات کے تیور ہوئے آن و بان سے زمانے معرکہ جنگ کے بجلے اپنی اپنی جگہ پر آئے ہتھیار پسند کر کے سلح خانے سے منگائے مشتاق شاہد رزم ہوئے ہمنشین بزم جرات ہو کر لڑنے پر آمادہ ہوئے معشوقہ نام و ننگ پر مرنے لگے کار تیغ و تبر دھرنے لگے رات بھر عروس تہوری سے ہمکنار تھے دلمیں بڑے بڑے ارمان و پیار تھے زندگی سے پیام تھا کہ سبل یار ہو یا کنارہ نہ کر جاتا غیرت کی تھی کہ بیعزتی سے مرجانا گوارا کرو جو نا کہیں کوچۂ نامردان میں قدم نہ دھر جاؤ دیکھو صبح قریب ہے دیکھیں یاور کسکا نصیب ہے جو سرخرو میدان سے پھرے طالع یاور اسکا ہے جو نام پر مرگئے تلواریں بڑی چاہ سے کھائے زخم پر زخم پڑے تب مزا آئے کہ ابیات

ہے لازم خاک کا پیوند ہو جاتے	مگر عزت نہ ملنے خاک میں پائے	عیاں اسطرح تھے تیغوں کے جوہر
شجاعت سے کھلے تھے جیسے دفتر	غلط مضمون ہستی بیش و کم تھا	رسالے کا رسالہ سب قلم تھا
بنے خون عدو کی شوخ شنجرف	لکھے گا خامۂ شمشیر کچھ حرف	تفاخر ریز خون ہوگا بعد کین
بنے گا صفحۂ میدان رنگین	نئی مضمون زبان پر تھا کہ ناگاہ	ہوا ورق فلک بے نقطہ و ماہ

مٹے یوں صفحۂ گردوں سے اختر　　کہ جیسے کاغذ سادہ ہو یکسر

یعنے جب شمشیر کوکب مہر نے سطر کہکشان کی کاٹ کی بہادروں نے خوابگاہ سے اٹھکر میدان رزم کی راہ لی شہزادہ بھی بعد فراغ طاعت کردگار رہوار تیز رفتار پر سوار ہمراہ لشکر جرار ہوا اسی تجمل و حشمت سے بڑے ننگ و نام سے وارد دشت نبرد ہوا فلک کج سیر گرد پہونچا اسطرف سے آفت دسیاہ ان بعد آن و بان وارد میدان ہوئے مورچے درست ہوئے ہموار بند و بست ہو نیکے صفوف لشکر آراستہ ہوئیں نقیبوں کی صدا میں دل ہلانے لگیں ٹن بولا اور ہو یا دو لاتغیں علم اور سر گلہ جب سب انتظام ہو چکا آفت گیند طلا روان کرکے میدان میں آیا اور للکارا کہ اس سرزمین میں ماندا تھا جو اس مسلمان کے مقابلہ سے بچ گیا تھا آج مجکو خداوند لقا نے اپنا نظر کردہ کرکے بھیجا ہے اب کون مجھ سے لڑ سکتا ہے لے نبیرہ حمزہ میرے سامنے آ تو جان کھلی ہے یہ نعرہ سنکر شہزادہ نے مرکب اڑایا سامان تجمل سامنے آیا سکو روک کر یہ بہادر سامنے جا کے گیا اور کہا کیا لاف و گزاف کرتا ہے لا حربہ کیا رکھتا ہے اسنے بقوت تمام تلوار لگائی شہزادہ نے پھر یا اڑھ بچا کر دست پر ہاتھ ڈالا اسے تیغ چھوڑ کر کہا تیرا جی کشتی کو چاہتا ہے تو بہتر ہے بندہ بھی نصیب آزماتا ہے یہ کہکر گینڈے سے کودا شہزادہ بھی زمین پر آیا دونوں نے تھا تھو بہ لا ہاتھوں سے ہاتھ ملایا زور ہونے لگے گرمیں چلیں ہونگے باز گرہ ہوئی انٹیان پڑنے لگیں کیلیان کھیں تجم عیار نے شہزادہ آکڑا ہوا کہ ایسا نہو حریف کوئی گھات کرے دغا سے بات کرے چنانچہ عیار مذکور نے دیکھا کہ آفت کشتی لڑ نہیں دم بدم جانب فلک دیکھتا ہے حیرت تھا کہ کیا ابر آکر اسکو دیکھتا ہے اسی فکر میں تھا کہ ایک ٹکڑا ابر کو ہستانی طرف سے پیدا ہوا اسمیں سے شہزادے کے آکر چھپا یا زور شہزادے گھٹ بجھا بجھا کر اڑنے لگا آخر ایک مقام پر بیحس و حرکت ہو کر گرا کو ہی نے اسکے دکھلا نیکو جیت کر کے باندھ لیا لشکریان شہزادہ نے قصد جنگ مغلوبہ کیا آمر تجم نے منع کیا کہ بید ستی کرنا قاعدہ اہل اسلام نہیں غرضکہ آفت شہزادہ کو باندھ کے بھاگیا اور کہتا گیا کہ آج میں تمکو سبکو امان دیتا ہوں اگر کل عت میری کی تو بہتر ہے ورنہ خدا کی تمہاری بہادری تا اڑادونگا یہ کہکر طبل بازگشت بجوایا اور مع لشکر ڈیرہ پر آیا شہزادہ کو قفل و زنجیر پنہا کر ایک خیمہ میں قید کیا پھر آراستگی لباس وغیرہ کرکے معشوقہ پاس جانیکا عزم کیا اسطرف شہزادہ کے سرداران رنجیدہ خاطر ہو کر اپنے مقام پر آئے

نجم عیار نے جو یہ ماجرا دیکھا کہ شہزادہ کے سر پر ایک ابر آکر چھایا اور وہ بیہوش ہو گیا اس حال کو دیکھکر اسکو یقین واثق ہوا کہ بیشک شہزادہ پر کسی نے سحر کیا اور اس ابر میں کچھ بھید ضرور ہے یہ سمجھکر بعد زیر ہونے شہزادہ کے جب وہ ابر چلا یہ بھی ہیئت بدلکر اسکے پیچھے پیچھے روانہ ہوا یہانتک کہ مقام مذکور پر جہاں کنیزان ساحرہ نے آرامگہ بنائی ہے پہونچا دیکھا کہ ایک بارگاہ عالی استادہ ہے چشمہ بصفا موجزن ہے صحرائے سبزہ زار پر جو بن ہے چند کنیزان خوشرو و مہر جمال مصروف انتظام ہیں دعوت کی تیاری کر رہی ہیں گلاس ہانڈی جھاڑ آتشی بہار بارگاہ میں لگائی ہیں مسندیں پر تکلف بچھی ہوئی ہیں دہانے بارگاہ کے کھلے ہیں بارگاہ سے ہٹکر سیدھے چند ڈیرے طوائفوں کے اترے ہیں کسلیے کہ حسب الحکم ساحرہ کنیزوں نے قریہ جات سے رقاصوں کو بلایا ہے چنانچہ یہ سب کیفیت دیکھکر عیار مذکور ان طوائفوں کی طرف گیا دیکھا کہ کوئی لکڑی میں چہرے کے نیچے بچھونا بچھا ہے رنڈیاں ساری پوشاک پہنے مٹی میں سازندے اپنے اپنے کام میں مصروف ہیں کوئی تھیلی سے کنگھی آئینہ سرمہ دانی نکالکر بال سنوارتا ہے کوئی پاندان سے پان لگاتا ہے کوئی سارنگی کی طرح پیچ پھیر کر سر درست کرتا ہے کوئی طبلہ کے بڑے ٹھوک کر سیٹ کرتا ہے بیل گاڑی کے پیچھے بندھے ہیں ٹاٹ کے جھوٹے میں بھوسہ رکھا ہے بعض گاڑی کے برابر ناگہ تھیلی میں نوچی کو سپرائی گوا رہے ہیں رنڈی لوٹا لیکر پیشاب کو گئی تھی ادھر سے جو پھری ہے توشی سے پانی گرانی ہے ٹھیلتی آتی ہے دوپٹہ ڈھلکا ہے جو بن کی بہار دکھاتی ہے یہ اچراچھک نجم گھات میں پھر رہا تھا اتفاق سے ایک گوییے کو اسنے دیکھا کہ ستار بجا رہا ہے یہ صورت تبدیل کیے تھا ہی اسکے پاس گیا اور کہا آج آفت سرخ بانکی ہو گویے انعام پاتے ہیں تم اگر میرے ہمراہ چلو تو مالا مال ہو جاؤ گے گویے نے کہا یہاں ایک ساحرہ نے ہمکو طلب کیا ہے انکو اسکے سامنے گا بجالیں تو چلیں اسنے کہا پہر رات تک تو یہانسے پھر آؤ گے اور اگر وہاں اس بادشاہ نے تمکو پسند کیا تو پھر کیا پوچھنا ہے اے میاں نادان ہو جو کہتے ہو میں تمھارے فائدہ کی بات کہتا ہوں مجکو تمھارے نفع سے مطلب ہے کہتا ہوں پہلے چلو چھپا ہی تمکو اختیار ہے پہونچادو تم جاؤ تو تمھارا کام ہو جانے گویا یہ سمجھا کہ یہ بھی کسی طوائف کے ساتھ کا ہے مجکو لیجا کر پھر آپ بھی لیگا اگر رنڈی کو لیجاتا تو وہ کماتی اسے دیتی خیر مجھی چلنا چاہیے بس اٹھ میں آکر ساز ہاتھ میں لیا اور لباس وغیرہ سے درست ہو کر اسکے ساتھ چلا اسنے تنہائی میں پہونچکر اسکے منہ پر جباب بیہوشی مارا اور خوب بیہوش کر کے اسکو درخت پر چڑھکر باندھ دیا اور لباس اور ساز اسکا لیکر اسی کی ایسی شکل بمن عیاری بنکر اسکے بستر پر آکر بیٹھا اس عرصہ میں ساحرہ جو پھر کرائی تھی کھانا وغیرہ کھاکر بقیہ دن آرام کیا کی جب مدور نگار نے کل نوت روز سے دائرہ آفتاب چھینا اور سواد شب چہرہ پر ملکر صورت کو اپنی تبدیل کر کے جلسہ

نشینان دہر کو دھوکا دینا چاہا قاعدہ فلک نے بزم کو اپنی ترتیب فرمایا کہ

پھر کر آئی پھر معشوقہ شام	گھر بھی سج کے آیا صورت جام
ہوا زرد آفتاب عالم افروز	در آیا زلف شب میں چہرۂ روز

اسرار رب چشمہ آکر بیٹھی شراب کا دور آغاز ہوا طوائفوں کو یاد کیا باری باری ہر ایک کا مجرا ہونے لگا ساحرہ انتظار آفت کا کرتی تھی کہ وہ بھیجی ابھی سر شام ہی سے سنور کر حسب وعدہ آپہونچی ساحرہ نے اٹھکر ہاتھ پکڑا اور برابر اپنے لاکر بٹھایا ناچ و نغمہ کا جلسہ جما کہ ناہید سپہر کو بھی جوش فلک پیمایا ہاتوں نے سماع تانسین کو بیقرار کیا مہتاب سر جا بہ رکھے دیکھنے کو بیتاب تک پہونچ گیا ہر شجر دشت کا سم ہر کر ہو رہا تھا چاندنی فرش پڑی تھی نہیا سے قریب ہو رہی تھی چشمہ میں چاند لوٹیں لیتا تھا باہر جس میں آکر موج

پانی میں بھی شوق کی لہر آئی تھی کہ

نظم

کوئی زہرہ صفت آمادۂ ناز
کہ داؤدی ترانے یاد آئے

کیا اس جا کسی نے رقص آغاز
کسی کے دست رنگین مین گلابی

دم رقص اسطرح گھنگرو بجائے
بنی تھی مے سے برج آفتابی

اسی جلسہ مین بعد چند طائفون کے باری نجم کی بھی آئی اسنے اکرستار ایسا بجایا کہ ساحرہ نے رونے کا تار باندھا اور پردہ حجوب مین تیر چھپانے کی جگہ گیا راگ کی دھن ہوئی میلان نے اسکو بھی طلب اپنی طرف یاد دیا کر یا تو ہم کیا تھا سر گرم کتر کر کے اس مسخرہ اشعار بجانا شروع کیے

مخمس

کبھی ہم تمھارے تھے آشنا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
کبھی وصل پیتے تھے بارہا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
یہ نباہ و چاہ و سب گلا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہ جو ہم سے تم سے قرار تھا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہی یعنی وعدہ نباہ کا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی زہد پر کبھی کر بکو کبھی سیر گلشن آب جو
کبھی چپکے چپکے با رزو کسی گوشہ خلوت میں عیش ہو
کبھی عذر حیلہ بصد غلو کبھی آنکھ خوف سے چار ہو
کبھی بیٹھے سب مین جو روبرو تو اشارتون ہی سے گفتگو
وہ بیان شوق کا برملا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ نہیں شام سیاہ تھی نہ لبون پہ شکوہ نہ آہ تھی
تمھیں نفرت ایسی نہ گاہ تھی یہ امید تم سے نہ دی تھی
کہو کچھ بھی فکر نباہ تھی یہ کرم کی کیسی نگاہ تھی
کبھی ہم مین تم مین بھی چاہ تھی کبھی ہم سے تم سے بھی راہ تھی
کبھی ہم بھی تم بھی تھے آشنا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ زمانہ عیش و نشاط کا وہ حیا کو دعوی ثبات کا
وہ ڈرانا مجکو مری گھات کا وہ اٹھا کے بار نہ بات کا
وہ چھپانا میٹھی نگات کا وہ سمجھنا رمز و نکات کا
وہ بگڑنا وصل کی رات کا وہ نہ ماننا کسی بات کا
وہ نہیں نہیں کی ہر آن صدا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

ان اشعار کے سننے سے ساحرہ کو غلبان مستی ہوا اور آفت کو جوش مستی و شہوت پرستی دونون باہم لپٹکر بوسہ لینے لگے کنیزین پاس سے ہٹ کر ہٹ گئین گویا ابھی عاد یکر اٹھا ساحرہ نے کہا کہ تو کہین جانا نہین مین تجھ سے ستار بجانا سیکھونگی اتنی کہ اپنے فن مین کامل ہو رکیاسے روزگار ہو گویے نے بعنایت یکدگر بہت عاشق ہو عرض کیا کہ بجبر جمشید کی مہربانی ہے اور حضور ملکہ وزیر سے خواب مین آئے تھے اور ایک منتر مجکو تعلیم فرمایا تھا اسکی تاثیر سے مین ایسا گانے بجانیلگا ساحرہ ہر چند کہ پہلوئے یار دلنواز مین بیٹھی تھی مگر منتر کا نام سنکر بیقرار ہوئی کہ اگر وہ مجکو معلوم ہو جائے تو سیکھنے کی محنت بچے اور کمال بہت جلد مجکو حاصل ہو پس اصرار کر کے کہا کہ اے مطرب وہ منتر تو مجکو بتا دے مین تم کو اپنے پاس سے جدا نکرونگی اور مال دنیا بھی بہت کچھ دونگی اسنے پہلے تو بہت انکار کیا آخر عرض کیا کہ خیمے مین علیحدہ چلیے تو بتلا دون ساحرہ نے اپنے آشنا کو تسکین دی کہ صاحب تم دو گھڑی یہان بیٹھو مین اس جلسہ مین بہار دیکر آتی ہون یہ کہکر گویے کو لیکر پیلی بارگاہ مین آئی اور پلنگ پر جا بیٹھی گویے کو نیچے بٹھا کر کہا بتلاؤ وہ کونسا منتر ہے یہ کہکر ساتھ ہی اسکے خیال آیا کہ کہین یہ عیار نہو کیونکہ تنہائی مین یہ مجکو لایا ہے اور ایسا گویا بھی کوئی نہین ہوتا ہے سنا ہے کہ شاگرد اور بیٹے عمرو کے خوب ہر فن مین ماہر ہوتے ہین یہ خیال آتے ہی اسنے عیار پر جو آنکھ اٹھا کر نظر ڈالی عیار بھی سمجھ گیا کہ مجکو اسنے پہچانا بس چاہا کہ بھاگ جاؤن مگر پیچھے کا دھڑکا لگا اور راستے ڈانٹ دے ناچار پہچانا مین سے مجکو اب کہان جائیگا اسکے ڈانٹنے سے اور تو کچھ اسکو نہ پڑا جلدی سے ایک بیہوشی کی گرہ مین اسطرح رکھی کہ جو کوئی مجکو اٹھائے بیٹھ میں

گر پڑے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ساحرہ نے جنبش حرکت کرکے چاہا کہ باہر کرے کہ لپیٹ لے پس انھرا اسکی کمر میں۔ بقوت کھینچی بھونچال پڑیا کر سے
گری ساحرہ نے کہا کہ او سوے یہ کیا تیرے پاس تھا عیار نے کہا ہاے میری تمام عمر کی کمائی کا گرز پڑا ساحرہ نے مشتاق ہوکر پڑیا کو اٹھا لیا
اور اسکی تہ کھولی بیہوشی کا غبار نکلنے لگا اسنے متعجب ہوکر قریب نگاہ اسکو لاکر بغور دیکھا کہ یہ کیا چیز ہے جس سے یہ بیقرار ہوگیا شاید یہ کیمیا
ہوگی اسے دیکھنے میں قریب چشم تو پڑیا تھی ہی غبار بیہوشی دماغ میں گیا اور خوشبو سے اسکی ساحرہ پر بیہوشی طاری ہوئی چکر کھا کر گری اور
عیار کے سامنے ہی گری کیونکہ اسکو تو کھینچے لیے جاتی تھی پس اسکے ہاتھ قابو میں تھے خنجر کھینچ کر ساحرہ کا اسنے سر جدا کر ڈالا غل اور شور بلند
ہوا چشمہ کے کنارے سے آفت اور کنیزیں دوڑیں مگر عیار کے دست بمرگ ساحرہ کے قبضہ میں آگئے تھے نعرہ کرکے سراچہ قزاق بھاگا
یہاں کنیزیں آکر بیٹھنے لگیں آفت پچھاڑیں کھانے لگا لیکن ساحرہ کو بعد مرگ جو دیکھا عجب صورت کریہ نظر آئی کہ یہ شیطان خود
لاحول پڑھنے لگا کئی سو برس کا سن و سال پایا نہایت پیرزال منہ بد رنگ شب تیرہ کالا قد مثل شب ہجر سے بڑا علق بن عنق کی نسل
مار و عقرب جسم میں لپٹے دیدے پھٹے کالا اس کا نیل بھرا ہوا ڈھڑ جیسے سنکھ گنج سر گنجی پڑی تھی مگر زبان حال سے کہتی تھی کہ اے عاشق
میرے تو بھی میرے پاس کوئی دم میں آتا ہے کہ لیے خلوت عدم میں میرے دم گھبراتا ہے غرضکہ اسنے بعد گریہ و زاری کنیز دیکھو وہ لاش بہ سپرد
کرکے رخصت کیا کہ وہ اسکے گھر کیطرف گئیں جو آفت اپنی اپنے قریہ کیطرف روانہ ہوئیں آفت ... میں گھرا ہوا ... لشکر
کیطرف روانہ ہوا لیکن پہلے اسکے جو نیکے انجم اسکی اس صورت بتریت کی خبر تھی ... شہزادہ قید ...
دربانوں نے تسلیم کی اور راہ دی اسنے اندر جاکر شہزادہ ... کہ میں ہوں عیار ... ساحرہ کو جا کر وصل ... با جستہ
اسکو بے طاقت کیا تھا اب آ زمانے لگا ... در آ ... شہزادے نے قید کو دور کرکے پارہ پارہ کیا عیار پہلے ...
لشکر شہزادہ میں آکر سرداروں کو مطلع کیا کہ حملہ جو شہزادہ ... ہوا گلزار نے طبل یورش بجوا کر جلد فوج تیار کرائی اور سرداروں کو
لیکر چلا ادھر شہزادہ باہر خیمہ کے آیا دربان دو ایک تو مارے گئے باقی بھاگے شہزادہ نے جو مارے گئے تھے انہیں کا اسلحہ لیا اور نعرہ
بلند کیا سلیمان خواب سے بیدار ہو کر باہر آیا اور فوج کو تیار کرا کر چڑھا شہزادہ خود ٹھہرا رہا تھا کہ کوئی یہ کہے کہ چھپکر بھاگ گیا
غرضکہ فوج نے آکر گھیرا اماں نے ... ازبان درازی شمشیر کا شور ہوا سرہنگ اجل کا ظاہر زور ہوا سر و تن میں فصل ہوا تن
مرگ سے جوانوں کا وصل ہوا شب تاریک میں شعلہ تیغ مشعل راہ عدم تھا مسافر کشور فنا ہر ایک ... اسلحہ کی جھنکار ... زخمی شیر
و قافلہ قضا دل غمزدہ عزیزان دور و شمع کشتہ تھا کہ راہ تاریک ملک فنا با آسانی طے ہوتی تھی جانے والے بھٹکتے تھے اس عرصہ میں صرفت
جو ساحرہ کو رو پیٹ کر چلا تھا اس وقت یہاں آکر پہنچا آفتیں یہاں آتے ہی گھر گیا یعنی لشکر میں آفت زد و کشت کی برپا دیکھی رنجیدہ
خاطر اسلیے بہت تھا کچھ خیال انجام کا کیا شمشیر کھینچکر جانب شہزادہ چلا ہزار بار وہ شتاب جھپٹتی تھی وہ شب از روز روشن بھی اسنے
دور سے شہزادہ پر تیر برسانا آغاز کیے اور افسران لشکر کو بھی للکارا کہ ہاں اس مسلمان کو جانے نہ دینا فوج چار طرف سے ٹوٹ
پڑی بڑی گھمسان کی مار ہونے لگی شہزادہ بھی بہ تن تنہا شیر کر رہا تھا اور برق کی طرح تڑپتا تھا کبھی اس صف پر تھا کبھی اس صف پر پہنچ
گویا اشرف ہو تھا اور خشوع و خضوع سے رجوع تھا درگاہ مطلق کیطرف تھا کہ زبردست زیردستان تو ہی ہر گھڑی سے نصرت کی آرزو ہی
اسی ہنگامہ میں آخر کار لشکر جرار گلزار ریسمع تمام سرداروں کے پہنچا اور معرکہ کارزار ترقی پذیر ہوا انجم عیار نے مرکب کو شہزادہ نامدار
تک پہنچایا کہ وہ آزمودہ کار سوار ہو کر داد مردی و مردانگی دینے لگا ایکطرف یاقوت نے کان یاقوت میں چراگاہ کو بنا دیا سیل خون

بہادیا ایک جانب گلزار کی ہوئے تیغ نے کھلائے زخم تیغستان جسد عدو پر کھلائے تھے دشت پلنگ گرفتان کا نکڑ ڈھیر لگ گئے تھے چال بتا کہ نظم

با بر اندر آمد دم کرہ نائے
چکا چاک بر خاست از ہر سوئے
چنان گشت سر تا سر آوردگاہ
ز خون یلان کشور آغشتہ بود

چہ بخچیدن گرز و ہندی درائے
ز گرد سپہ چرخ شد ناپدید
کہ از جوش خون لعل شد بیضے ماہ

ہوا دہ ہمہ آمد نہ پہلوئے
ستارہ ہمی دامن اندر کشید
فراوان افراز کوہیان کشتہ بود

شاہزادہ ذوالاشان قتل و قمع کرتا تا قریب آفت پہونچا وہ خود ماہی کی جانب آتا تھا پیچ لشکر میں سامنا ہوا اسنے تیغ خونچکان لمر کو تولا کر سر پر اس نامور کے لگائی اسنے گھوڑا اٹھا کر دستہ اسپ کیطرف اگر تیغ کو خالی دیا اور ضبوار کہکر اللہ اکبر کا نعرہ جگر سے کھینچکر تلوار کو اس کے سر پر لگا یا کہ نظم

گرامی دو پر خاش جوئے جوان
ہمی تیغ بر یکدگر کوفتند
دوان پیش او آمد اندر نبرد
ز بالا سگاک اندر آمد تغش

یکے شاہزادہ یکے پہلوان
چو شہزادہ دید آن تن پیل ست
بزد تیز تیغ بر آن دراز مرد

چو شیران جنگی بر آشوفتند
یکے کوہ زیر اژدہائے بدست
ببرید بال و سر و گردنش

تیغ بران نے شہزادہ کی اس بدکردار کے دو ٹکڑے کیے اسکے مرتے ہی فوج کو پہیا تا ہی چھوٹ گیا بھگدر پڑی سیلان بے ایمان سمجھا کہ ابھی بخت زبون کبھی پر ہے آوارگی نصیب میں سراسر ہی جلو جدھر سینگ سمائے بس باعدو جے چند گھوڑا اڑا لگر سر پٹ جدھر چلا بیابان بعد زد دکشت بسیار فوج آفت نے چادر امان بجائی مطبل مان بجا یا تلوارین گردن میں حائل کر کے خدمت شہزادہ میں آئے شہزادہ نے بھی ہاتھ سدکا غازیان صف شکن نے مارو جو حریف کو لوٹ لیا بارگاہ و خیام کو جلا دیا پھر بفتح و فیروزی اپنے پڑاؤ پر آئے شہزادہ نے لشکریان مخالفت پر سلام عرض کیا سب بصدق دل مسلمان ہوئے طلایہ مقرر کر کے شہزادہ بقیہ شب آرام گزین ہوا جسدم خسرو خاور نے لشکر انجم کو بھگا یا اور تیغ سحر نے سر پہلوان شب کا کاٹا کہ بیت چو پیراہن شب بدرید روز پدید آمد آن شمع گیتی فروز شہزادہ کا دربار آراستہ ہوا ہمراہ گردان تیغ زن جوانان چلیتن کے بادہ نوشی کرینگا یہاں تو ہر ایک مصروف عشرت ہے لیکن سیلان جو آوارہ دشت غربت و مصیبت تھا صبح ہوتے تک بہت دور تھا طوفانیہ سے نکل آیا یہانتک کہ ایک رہ کوہ کے قریب پہونچا دامن کوہ میں ایک رنگا رنگ استادہ تھی فوج بیکران سوار و پیادہ تھی کر حصار اُترے تھے پکوان پکتے تھے بستر بچھائے ہوتے لگے تھے تلوار وں کی قینچیاں دستے کے اترنیکی جگہ پر بندھی تھیں نوبت زنبوریکی طبلوں کا ردک کوٹ بندھے تھے تلنگے پہرے بر ٹہلتے تھے بازار لشکر کا کھلی تھی ہر چیز عمدہ بک رہی تھی سوار و شتر بستیا پر گھوڑ دوڑ نکے تیرے کی آواز بلند ہر ایک جے ان اجین زور ستہ اپنے اپنے کام میں سرگرم کوئی تلوا صیقل کرتا کوئی زین پشت مرکب پر دھرتا کوئی تھان پر بست کرتا کوئی اپنا مرکب ٹہلاتا کوئی بستر جاتا کوئی کھانا پکاتا تا گیسے رنڈی بنا بنی تھی اس سے جنت کوئی ڈھولک بجا کر الہ کا تا نغمہ اس لشکر کو دیکھکر سیلان آگے بڑھا اور ایک سوار سے پوچھا کہ یہ لشکر کسکا ہے اسنے کہا کہ خونریز جو ہی بادشاہ قلعہ مرجان کا یہان اتراہے یہ سنا تھا کہ اسکا رنگ خسار فرط عشرت سے گلنار ہوا کیونکہ جاکمان کو ہتا کو یہ جانتا ہے کہ سب تقاریر نہیں بس حمایت میری ضرور یہ بادشاہ کرینگا غرضکہ قریب بارگاہ آکر پشت مرکب سے جدا ہوا اور اپنے ساتھیوں کو ٹھہرا کر آپ بارگاہ کے در پر عرض بیگی سے کہلا بھیجی کہ جاکو کہو بھائی بادشاہ قلعہ طوفانیہ کا آیا ہے جاکر ہی عرض کیا خونریز نے اپنے سردار بہ استقبال بھیجے

نہ پایا کہ بیت نہ پیوند و فرزند تخت و کلاہ نہ زر نہ سیم شاہی نہ گنج و سپاہ یہ حال دیکھ کر وہ شاد و تخت سے اتر کر اسکو گلے لگایا پھر نزدیک تخت کے بٹھا کر اسکو بٹھایا کہا یہ کیا حال ہے اُسنے تمام ماجرا از ابتدا تا انتہا بیان کیا اسنے کہا میں بہر امداد خداوند باخبر جاتا تھا اگر وہاں بھی مسلمانوں کا زور دیکھتا یہاں بھی ہی کار نیک بجا لاؤں تمہارے ساتھ چلکر اس نبیرۂ حمزہ کا سر کاٹ لوں ورنہ وہی جاکر خداوند لقا کو نذر دوں پھر اِن مسلمانوں سے سمجھ لونگا یہ کہکر اسکے پیچھے ایک ایستادہ گاہ ایستادہ کرا کر حکم سامان رحمت وہاں مہیا کیا حرامزادہ دو روز تک یہاں آسودہ حال رہا روز سوم جب خسرو سیارگان مسافر چرخ چہارم ہوا اور منازل بروج کو گردش فلکی سے طے کرنے لگا بیت چو خورشید سر برزد از کوہسار نگون زرد برخاست بانگ چکاوہ خونریز بعزم خونریزی مسلمانان طبل سفر بجوا کر ہمراہ سیلان بداختر مع لشکر خود سر کے روانہ ہوا اور بعد قطع منازل مقابل لشکر شہزادہ نامور آکر قیام پذیر ہوا اور بقیہ روز کسل راہ سے آسودہ کیا جب مہر غدار بازی تازہ سے کار لایا یعنی برنگ بخت تیرہ سیلان سے گیتی کار لایا بیت شب آمد گران شمع بفروختند بہر جا ے آتش ہمی سوختند بسر شام آتش کینہ و سرگرم کرنا سے تیز ہوئی ہرکاروں نے جاکر شہزادہ کو اطلاع دی کہ لے شہریار ذیوقار خونریز نام ایک جادو ہمراہ سیلان آیا ہے طبل جنگ اسنے بجوایا ہے اور باقی سب بفضل خدا ہے یہ خبر سنکر شہزادہ نے بھی نقارۂ جنگی بجوایا تیاری آلات حرب کا جبر زمانہ آیا وہی ہنگامۂ رستخیز پہر سے گرم ہوا ہر سنگدل خوف سے نرم ہوا گردان گردنکش سر بلندی پیکا طور دکھانے لگے ہتھیار سلح خانوں سے آنکلے ہوا میں شجاعت دکھانیکی امنگیں پر طرف گئیں رزم میں سباں نوک سناں گوگنیں بارہ رشتہ سرو گلستان جرأت تیغ کیسے کہ بغیر کٹے جگر پہ سے ہٹیں سپر ایسی ڈٹے رہیں نخل تن بہادر جنگ کھاتے دشمن کو ثمر عداوت کا مزہ چکھاتے غرضکہ سمت گلستان لا دوسری بہار ہمراہ تھا ماہ خندیب آسمان و تہری

نظم

ستنزہ زمرہ ہرا تھا کہ

بدانگہ کجا بانگ بر ور کنند
جہان تپک دپولاد آہنگران
بہ جیش اندر آیند مردان مرد
زمین پر ز آتش ہوا پر ز دود
سحرگہ خروش آمد از کرناے
جہان شد پر آواز برخاش جوے

تو گوئی ہمہ کوہ را بر کنند
بمغز اندر افتد ز نگار زنگ
ہوا تیرہ گرد د ز گرد نبرد
ہمہ شب ہمی بود بیدار خروش
ہم از کوس رو ئین و ہندی درائے
بر آمد یکے باد گردے کبود

وزان زخم دان گرز ہاے گران
ہوا بر کنند نالۂ صور و خنگ
زمین باشد انگاہ گشتہ کبود
دل کینہ خواہان در آمد بجوش
سپہ را چو رو ے اندر آمد بریے
زمین آسمان ہیچ پیدا نبود

یعنی جب تیغ ضیاے مہر نے روے بہرام فلک دشت چرخ سے پھیرا سپاہ دونوں جانب سے وارد نبردگاہ ہو کر صف کشیدہ ہوئی نقیب للکار کر ثناخوانی شجاعت کے نعرے مار کر کنارے ہوے خونریز بعزم ستیز مرکب اڑا کر میدان میں آیا سلحشوری دکھا کر نعرۂ ہل من مبارز بلند کیا شہزادہ نے سبقت فرما کر مرکب کی باگ لی سوار ہر جنید حاضر خدمت ہو کر عذرخواہ ہوے کسیکی نہ سنی اور سامنے حریف کے پہونچ کر گدا در ماری مرکب اسکا سات قدم پسپا کیا اسنے سنبھلکر نیزہ مارا اسنے نیزہ پر گانٹھا اور ایک بند اسکی مشت درشت پر باندھکر ہاتھ کو سست کیا پھر ڈانڈ کو ایسی تکان دی کہ نیزہ نے اسکے ہاتھ سے نکلکر صحرا کی راہ لی اسنے بغصہ گرز گراں بار لگایا شہزادہ نے دم شمشیر سے اسکو دو ٹکڑے فرمایا اسنے تیغہ کی سر میں کا کھینچکر بقوت تمام تر لگایا شہزادہ نے اسکو بھی رد کرکے کمر زنجیر میں اسکے ہاتھ ڈالا اسنے بھی اسکی کمر میں ہاتھ دیا دونوں کشمکش کے ہوے آخر دونوں زمین پر کود سے کشتی شروع ہوئی

وہ پھر کالی بلاؤ اور لگو نسا چلا آخر خونریز کا دم آگیا اور ہزیمت سے گھبرا گیا کہا اے بہادر رعید دو پہر کے ہیں ایک مرض میں مبتلا ہوتا ہوں ایسا
کہ بیہوش ہو کر تک رہتا ہوں بس امید آپ سے رکھتا ہوں کہ مجھکو چھوڑ دیجیے کل میں پھر آکر لڑونگا شہزادہ نے یہ عذر اسکا سنکر کشتی سے ہاتھ اٹھایا
اور وہ مکار روبہ بازی کرکے پنجۂ شیر سے رہا ہو کر اپنے لشکر میں آیا اور طبل بازگشت بجا کر پھر گیا شہزادہ مراجعت فرما کر داخل بارگاہ ہوا
سپاہ جانبین آسودہ ہوئی خونریز بھی بارگاہ میں بیٹھکر شراب خواری کرنے لگا وہ نشہ میں مست ہوکر سیلان سے کہا کہ میں تیرے کہنے سے ناحق
اسطرف چلا آیا اس سلمانسے سر بر ہونا نظر نہیں آتا سیلان نے کہا پھر خدمت خداوند میں جائیے مجھے وہان تو اس سلمانکے باپ دادا
وغیرہ بڑے بڑے بندے سرکش خداوند کے ہیں مثلاً کیونکر لڑتے اسنے کہا اگر وہاں سلمان زبردست ہیں تو خداوند تقدیر ہو رہی مجکو عنایت
فرمائے اور انکو مغلوب کرا دیتے کسلیے کہ خداوند خود چاہیں تو سب بندگان خالق کو غارت فرما دیں مگر وہ چاہتے ہیں کہ کسی اپنے بندے کے ہاتھ سے
انکو برباد کرا کر اس بندے کی سعادت دارین مرحمت فرماویں اور نیز بندگان مغضوب پر اپنے پیدا کرنیسے رحم بھی فرماتے ہیں کہ میں نے جنکو پیدا کیا ہے انکو کیا
غارت کردوں بس میں وہاں جاکر لڑتا تو زیارت بھی خداوند کی میسر ہوتی اور شاید فتح بھی کر دیتے تو یہ سعادت مجھکو ملتی یہاں الٹی نفرین ہوئی
ذلت کے کچھ حاصل نہیں سیلان یہ باتیں سنکر خوب ہنسا اور کہا خداوند کی نسبت عجب تم سوتے ہو یہ بالکل خلاف ہے وہ اس امر میں بہت مجبور
ہیں نہ تو کسیکو زور دیسکتے ہیں نہ مسلمانوں پر کسیکو غالب کرا سکتے ہیں بلکہ خود فرماتے ہیں کہ بندگان خوبی کی نسبت تقدیر بر دتی مجھ سے عالم
مستی میں ہوگئی ہے اور انکو عالم خواب میں پیدا کرکے میں بھولگیا اب سوتے جاگنے کے بعد کچھ نہیں آتا ہے اسنے یہ بیان سنکر جواب دیا تو وہ خداوند
نہیں جو ایسا مجبور ہے تیری تقریر سے ثابت ہوا کہ وہ خداوند شعبدہ باز و جعلساز ہے دین مسلمانونکا سچا ہے بس میں آج تو حیلہ کرکے
شہزادے سے بچکر چلا آیا لیکن کل پھر مقابلہ کرونگا وہ زیر ہوگا تو مسلمان ہو جاؤنگا سیلان نے یہ کلمات سنکر دلمیں کہا کہ اسکے ایمان میں
فرق آگیا اب چپ ہو رہنا چاہیے لیکن ابھی اس سے بگاڑنا زیبا نہیں یہ تجویز کرکے گویا ہوا کہ اے بادشاہ اگر آپ مسلمان ہونگے تو میں
آپکے ساتھ ہوں جو آپکی صلاح ہوگی وہی میری بھی یہ کہکر بانکو ٹالکر کچھ دیر میں بارگاہ سے اٹھ گیا اور اپنے خیمہ میں آکر فکر کرنے لگا کہ اب کیا
کرنا چاہیے سوچتے سوچتے خیال میں آیا کہ ایک جوگی اتیت سامری کا اس قلعہ کے حوالی میں رہتا ہے اکثر بھائی میر طوفان اسکے پاس جاتا تھا اور
تعریف اسکے کمال کی فرماتا تھا بس وہ یہاں سے قریب رہتا ہے اسکے پاس چلنا چاہیے یہ سوچکر ایک ملازم کو ساتھ لیکر گھوڑے پر سوار ہوکر روانہ ہوا
اور ایک پہاڑ کے دامن میں پہونچکر اتیت کا حجرہ ڈھونڈھتا تھا کہ ناگاہ منڈھی بنی ہوئی نظر آئی کہ زر گل کی منڈھی سامنے اسکے دھونی سلگ رہی ہے دھوئیں کا
مرغولہ آسمان تک جاتا ہے انکو ٹانگا ہے ایک گھوڑی منڈھی کے اندر چھوٹی پھرتی ہے دھونی کے کنارے ایک بھیانک گھوڑا سا ہے چلم گانجے کی وہ دھری ہے اور بابا
جی بچھڑ دھیان بدلے ہوئے ہیں ہلتا دھتیر کو کھاکر حقہ پیتا ہے رگ بچھائے پر اتیت بیٹھا ہے لنگوٹا بندھا ہے قشقہ ماتھے پر کھنچا ہے آنکھیں لال لال نشہ میں
بھری ہیں کمال ہیں اسنے گھوڑے سے اتر کر بہت جھک کر سلام کیا اسنے دعا دی کہا آؤ سامری بھلا کریں یہ دھونی پر جاکر بیٹھ گیا اتیت بھی
بغل آیا اور چلم میں گانجا ملکر بھرا آپ بھی پیا اسکو بھی پلایا پھر حال پوچھا کہ بچہ کیونکر آنا ہوا اسنے بتایا پتہ و نشان اپنے بھائی کا اور سبب
بیان کرکے حال شہزادہ کا اور قتل ہونا بھائی کا جو ماجرا آج تک جو گذرا تھا کہنا شروع کیا پھر منت کی کہ میں آپکے پاس پناہ لینے
آیا ہوں فلک کا ستایا ہوں میری دستگیری فرمائیے دین میرا بچائیے دیوتے نے پہلے تو بہت سا انکار کیا جب اسنے بہت گریہ وزاری کی اسکو اسکے
حال پر رحم آیا اور کہا اچھا تو گھبرا نہیں میں اس مسلمانکو پکڑ کر تیرے حوالے کردونگا لیکن داد اسکا مالک اسم اعظم ہے اسکے خوف سے میں ملنا
ابھی نہ تو ہونگا پھر انجام اس جنگ کا سمجھ لیا ہوگا تیرا میرا کچھ سہنا نہ کرنا اسے بھی غنیمت جاننا کہ شہزادہ کو گرفتار کرونگا بس غرض سامان

کہ انجام کو میں سمجھ لونگا آپ چلکر اس مفسد کو گرفتار کر دیجیے اتیت نے کہا اچھا تو جا شام کو لشکر میں آؤنگا یہ وعدہ سن کے حکم لیکر شادان و فرحان پھرا اور اپنے لشکر میں آیا خونریز بارگاہ میں بیٹھا تھا کہ یہ پہونچا اسنے کہا کہو کہاں گئے تھے اسنے کہا کہ آپ ہی کے کام کو گیا تھا لیے بہادر وہ تدبیر کی پانیکی نکالی ہر گز ممکن نہیں جو تم کل غالب آؤ یہ کہکر سارا ماجرا اتیت کا نقل کیا اسنے سب حال سنکر کہا کہ اسطرح اگر یہ شہزادہ ہوا تو کیا آگے بندگی دین خداوندی کی اس سے نہیں ہوئی اسنے کہا پھر خداوندی نے اتیت کو بھی پیدا کیا ہی پاکسی ورنے یہ سب جنے اور کی قدرت کی ہی غرضکہ اس شیطان نے بہت کچھ اسکو ورغلا کر وہ پھر آمادہ باطل پرستی ہوا در کہ شیر دشمن سے کے زیر ہو جانے سے مطلب ہے اسیطرح ہنگامہ سے دکھلوں یہی باتھا کہ ہر کارے نے آکر بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ عیار شہزادہ تورج کا دروازے پر حاضر ہی امید باریابی رکھتا ہی یہ خبر کو سنکر حیران ہوا کہ یہ عیار کیوں آیا ہی مگر حکم اسکے حاضر ہونیکا دیا تجمل سامنے آکر دعا رشاہی بجا لایا اسنے کرسی پر بٹھایا اور تریزبان ہوا کہ شہزادہ نے مجھسے ارشاد فرمایا کہ تو جاکر خدمت میں خونریز نامدار میرا پیام لیجا اور کہہ کہ جب سے تم مجھسے لڑنے آئے ہو ہماری تمہاری سابقہ شناسائی ہوا خواہ وہ سابقہ بعداوت ہو یا محبت ہو لوگ بہادر دوست ہیں اور بہادر کا دوست دشمن رہنا گوارہ نہیں کرتے ہنگام گشتی کہا تھا کہ میں بعد دوپہر کے ہوتا ہوں پس طبیعت میری فکرمند ہی اپنی خیریت کہلا بھیجو کیونکہ دشمن لڑنا چاہیے اور وقت بزم آشتی لازم ہی اسنے یہ بیان جب سنا جو سنا عاشق جرأت شہزادہ ہو گیا دل سے کہا وقتی یہ لوگ اپنا عدیل نہیں رکھتے عیار کو خلعت دیا اور کہا میری طرف سے عرض کرنا کہ آپ اقبال سے تیغ میں وہ نہیں اسطرح اچھا ہوں آپ طبل جنگ بجوائیے میں مقابلہ کر کے نصیب آزمائی کرلوں کہ وصیت آپکی کروں اور جو غالب آؤں تو آپکو مطیع کر کے اپنے لشکر کا بادشاہ بناؤں عیار یہ پیام سنکر روانہ ہوا اپنے لشکر میں آیا اور سب کو بعد اسقدر دہن ظلمت شب میں پایا دہن نے چھپایا اور خانۂ تاریک دنیا میں یہ زوال نے جب چراغ قمر جلایا کہ

کہ انسے حصے میں شام آئی برابر
بہار شام کے دیکھے جو سامان
ہوا خورشید عالمتاب مضطر
کیے گردوں نے انجم اپنے رخشان

سرِ شام خونریز کے حکم سے طبل جنگ بجا اور تجمل نے جاکر شہزادے کو اسکا پیام دیا شہزادہ نے بھی نقارۂ حرب بجوایا طرفین تیاری شروع ہوئی مگر شام ہوتے ہی وہ اتیت بھی آیا سپہسالار نے خوش ہو کر ایک خیمہ میں اسکو اتارا وہ ہوس جوگ تیار کر کے کھلایا جملہ احتیاج کی چیزیں اسکی شغل نشہ کا گانجا وغیرہ سب مہیا کیں وہ بافراغ خاطر مصروف زہد پرستی ہوا ادھر بہادر آلات حرب درست کرتے ہیں اسکی شب دونوں جانب پیام دستی ہو رہا تھا تو تلواریں بھی کر کے دانت نکالے ہیں دیدہ جوہر سے اسکو دیکھے جاتے تھے خنجر آرزوئے حلقہ گوشی میں خم تھے نیزے بھی تمام ایستادہ بیک قدم تھے سپر بشکل تیغ دہن تو عذر خواہی جتاتی کہ ہم کیا بنے سپاہ لیکر سامنے آئیں تیغ حیرت سے کٹجاتی چپ خاموش تھے منہ کی کھائی تھی برنیزہ غیرت کے جوش تھے پیادے ہمت کو تاہ رکھتے تھے سواروں کا توسن جرأت لنگ تھا دل کابل جنگ تھا سر اسب آئینہ اسلحہ بجتے تھے یہ کمر کتے تھے کہ

مرا ساز جنگ ست ہم خواستہ
ہمہ لشکری یک دل آراستہ
سپہ راچو روئے اندر آمد برو
بے آرام شد مردم جنگ جو
بہ بستند گردان کوہی میان
بران جنگ یکسر ہم شیر ژیان
ستارہ بمان جنگ نظارہ بود
کہ ہم کین ہم گاہ پیغارہ بود

جا بجا پہرا اعدا جانبین میں تیاری ہی جب مہر تابان جوگی کی طرح زنار شعاع دامن شرق کی سنگی سے نکل کر رب فلک پر آیا اور

اتیت نے دن کے کمل ہاکا اتارا کہ ابیات

	زمین پر آسمان تھا نور افشاں		فروغ صبح سے تارے تھے پنہاں	
	ہوئی تجویز شکر دعا کی		خیال دشت نے خاطر میں جا کی	

بجا لائے ان شور و شغب لشکر کینہ خواہ ہمراہ لیکر بہزار عز و جاہ وارد میدان جنگاہ ہوئے فوج کے پرے جمنے لگے ایک طرف مسلمان بڑی شان سے کھڑے تھے دوسری طرف نقارہ سنکے غول جنگ پرے اٹھے تھے سیلان اتیت کو تخت پر سوار کیے آیا تھا اور لشکر سے کچھ آگے بڑھ کر کھڑا ہوا تھا غرضکہ حسب ترتیب صف قتال ہو چکی قرنائے جنگی بجی خونریز نے مرکب کی باگ لی میدان میں آکر للکارا نعرۂ شجاعت دم مارا کہ وہ بہادر کہاں ہے جسکا نام تورج نوجوان ہے شہزادے نے جب اسکی للکار سنی فلغلۂ عظیم لشکر میں برپا ہوا مگر شہزادہ اس جانباز کے آیا اور سب اسلحہ سے تورج کا صرف کشتی کا نام ہونا باقی تھا پس شہزادے کے قریب آتے ہی زمین پر کود اشہزادہ بھی اتر پڑا دونوں سرگرم کشتی بہ ہزار درشتی ہوئے شہزادہ اتیت کے سحر سے جیسی حرکت ہوا اسنے چت کرکے باندھ لیا اور اپنے لشکر کے سپرد کیا پھر پکار کر کہا اور تم میں سے جس کا جی آئے لڑنے کو وہ سامنے آئے **یاقوت گل** اور دیگر سرداران شہزادہ یکان یکان مقابل آئے مگر دو گھڑی میں بند سحر اتیت ہو کر بے طاقت باندھ لیے گئے پچھلے پہر تک کئی سو سردار دست بستہ ہوئے اسنے پھر پکار کر کہا کہ اے لشکریان بازگشت بہتر ہے تمھارے لیے میں تمھارے مالک کو اپنا مطیع بنا کر جاؤنگا اگر وہ میری اطاعت قبول کرے تو تم بھی منظور کرو اگر وہ قتل کیا جائے تو تمیں سلیمان کو اپنا مالک جاننا لشکریوں نے یہ کلمات سنکر ارادہ کیا کہ جنگ مغلوبہ کریں مگر عیار شہزادہ نے منع کیا اور کہا کہ ابھی کچھ سحر وغیرہ کا معاملہ ہے ورنہ شہزادہ یوں گرفتار نہوتا لڑنا مناسب نہیں [illegible] اسکے سبھی نے لشکری روکے اور خونریز طبل بازگشت بجا کر پھر عیار بھی لشکری سو رہے [illegible] عیار ہر ایک کو ہوشیاری کی تاکید کر عیاری کی فکر میں روانہ ہوا اور ہر ایک کوئی کی ایسی صورت بنکر بارگاہ خونریز میں گیا دیکھا کہ وہ [illegible] بہت مخلوط خاطر ہے اسباب عیش و طرب سامنے حاضر ہیں ساقیان مہرو پارہ طرز الغاں پری رخسار شراب دیتی تھیں یہ ہنگامۂ عشرت گرم ہے میں پیمانہ بادہ سرخ بھرے ہے یہ عیار مذکور چالاکی تیکر گھات میں تھا کہ کسی ساحر کا کچھ ذکر سنوں تو جا کر عیاری کروں اسی اندیشہ میں تھا کہ سلیمان نے خونریز کو راغب بہ قتل شہزادہ کیا اور کہا میں اتیت کو [illegible] اس مسلمان کو ہلاک کرو تاکہ اتیت کو رخصت کروں خونریز کہا ہو کہ اتیت کے سامنے اور [illegible] قیدی سے کیا مطلب اتیت ایک بندۂ مقبول خداوند ہے اسنے اپنی کرامت سے مجکو ایسا زور آور کردیا جس سے میں اس پرستار نادیدہ پر غالب آیا ہے طاقت کہ مجکو ملی ہے وہ اتیت ملعون کے جانے سے کیا جاتی رہیگی سلیمان یہ کلام سنکر خاموش ہوا اسلیے کہ اتیت ہی خداوندی جاتی رہیگی جو کہدیگا کہ اتیت ساحر ہے اور اسنے سحر سے شہزادہ کو گرفتار کیا ہے غرضکہ یہ چپ ہوا اور خونریز نے کہا کہ ای برادر میں گھبراتا نہیں ہوں پس شہزادہ سے اقرار کر چکا ہوں کہ جو غالب آئے مغلوب کو اپنا مطیع بنالے پس حسب عہد میں اس شہزادے کو بلا کر سوال زمرد پرستی کرتا ہوں یقین ہے کہ قبول کرے کسلیے کہ وہ بہادر انصاف پسند ہے یہ کہکر حکم دیا کہ قیدیوں کو حاضر کرو ملازم بہ تعمیل حکم روانہ ہوئے اور سلیمان اٹھکر اتیت کے خیمہ میں آیا اور اس سے کہا ذرا آپ بھی بارگاہ میں چلیے اسوقت وہ مسلمان بھی بلایا گیا ہے اتیت یہ سنکر بارگاہ میں اسکے ساتھ آیا خونریز نے اسکی تعظیم کی اور قریب اپنے تخت پر بٹھایا کہا آپ بزرگان دین میں سے ہیں مجھے ادنی [illegible] سمجھیے اتیت اسکے پاس بیٹھا تھا کہ سردار تلواریں کھینچے ہوئے شہزادہ کو طوق و سلسل کیے سامنے لائے

شہزادے نے اسی بارگاہ کفر وار میں لشکر کے نیب تی کہ سلام میرا اس محفل ضلالت منزل میں اس شخص پر ہو جو خدا تعالیٰ کو بوحدانیت مانتا ہو اور
پیغمبر خدا کو برسالت مانتا ہو یہ سنکر سب اہل مجلس شجاعت کی سنکر خونریز نے کہا کہ اے بہادر ابھی سے تمنے اپنا وعدہ فراموش کر دیا قول مردان
جان دارد وہ سخن نامردان اعتبار کیا تھے نہیں کہا کہ جو مغلوب ہو وہ غالب کا مطیع ہو شہزادہ نے فرمایا کہ بیشک مجکو شکست ہو جاتی تو میں زیر کیا جاتا میں اپنے
وعدہ سے پھر گیا اسنے ہنسکر کہا کہ خوب ایک صفت سر میدان میں آکے جیت کرکے باندھا کہ تمام عالم نے دیکھا مگر کیا اپنے زیر ہونے میں ابھی تک
شک و شبہہ ہے شہزادہ نے جواب دیا اے خونریز میں تجکو بڑا بہادر جانتا تھا لیکن معلوم ہوا کہ تو بڑا بیوقوف ہے اے بیوقوف جسطرح کہ میں زیر ہوا ہوں
اسطرح ایک نہال بارش کو باندھ سکتی ہے تو نہیں جانتا کہ حربہ سے انسان کا کیا زور چل سکتا ہے مجکو سحر سے گرفتار کیا تھا ورنہ کچھ تو شجاعت کرتا ہم بڑا
سمجھا ہے یہ کلمات سنکر ساحرہ نے کہا کہ آپ اپنی سحر کیا تھا مگو زرد یہ تھا حضرت نے کہا اسے مینے اسپر سحر کیا کیا تم سب اپنوں کا دین بچا یا یہ
احسان میرا تمام عمر یاد رکھنا کہ وہ ایمان و جان و مال سب ہار چکا تھا میرے سحر نے یہ سب کام کیا اسنے یہ باتیں سنکر دل سے خیال کیا
کہ شہزادہ سچا ہے اور دین بھی اسکا راست ہے یہ جوان زادہ جانتے بجھے بھی کرامت نہیں رکھتا بلکہ اسنے ادب بجکو ذلیل کیا ہے یہ جوان عالم ہو دانا ہے
یہ خیال کرکے حقیقت کی ثنا و صفت کرنیگا کہ وہی آپ جان کشی فرمانی پس تعریف کنان قدم بڑھا کر اسنے سر اسکا اٹھا کر سینہ سے لگایا
اسنے گلے ملتے ہی کالی کمیں پر اسکے باندھ کر اسطرح دبایا کہ ہر چند وہ تڑپا اور پھڑکا لیکن نہ چھوٹ سکا اور نہ حرکت کر سکا آخر طائر روح
اسکا نخل تن سے پرواز کرکے نشیمن سار جہنم ہوا غلغلہ اور وگیر پیدا ہو اندھیرا ہوگیا بعد اسکے صنم کرکے اچپال جادو کو سلیمان
تاکی بارگاہ میں کرسب اتنے میں پہلے تو ہاں ہاں کرکے سوچا کہ میں تنہا ہوں سردار کا بحکم خونریز کے پکڑ لینگے ابھی کچھ ابتر
لگی پھر یہ نکل جانا چاہیے پس مرگ انتہا اندھیرا ہوا کی بیمن باہر بارگاہ کے نکلا اور قریب سواران باری کے کھنچے کھڑے تھے انمیں میں
سے ایک گھوڑے پر جھک بسرعت تمام فرار ہوگیا یہاں بعد قتل ساحر کے شہزادہ کے جسم میں توانائی آئی بقوت صاحبقرانی طوق پارہ پارہ کرکے اٹھا
خونریز تخت سے اترکر قدم بوسی کر از سر صدق مسلمان ہو لیا قوت نے جملہ سرداران شہزادہ کو رہا کیا شہزادہ نے اسکا خیمہ بھی
اٹھوا کر اپنے لشکر سے ملحق کرایا اور اسکو ایک بارگاہ میں پہنچایا ساتھ لا کر کل لشکر جمع ہو گیا اور گوہی نے حکم جشن ہونیکا دیا ساقی کو طرب
اکثر بنگاہ غیرت بہ جب کہا خونریز نے شہزادے سے بوقت خوشی یہ عرض کیا کہ میرے دو بیٹے ہیں ایک کا نام سمار اور دوسرے کا سرشار کہتے
ہیں وہ دونوں بڑے ساحر ہیں یقین ہے کہ میرے مسلمان ہونے پر لشکر پدر سے مقابلہ کرینگے شہزادے نے فرمایا کہ تم خاطر جمع رکھو بحول و قوت الٰہی اگر کوئی ان
دونوں کی جان بچائی جائیگی اور ہرگز وہ جنگ نہ تو قتل نہ کیا جائیگا بلکہ زندہ گرفتار کرکے سمجھایا جائیگا خونریز ان باتوں سے مطمئن ہو کر دیکھنے اور شراب
پینے میں مصروف ہوا یہاں تو یہ جلسہ ہے مگر سیلان بیابان جو بیقرار ہوا تھا افتان و خیزان دگریان و نالان شکایت چرخ آسمان بر زبان
رواں تھا ہر قدم دشت کو میدان کو طے کرتا بعد قطع منازل چند ایک سبزہ زار میں پہونچا جو اس دشت کا نگین غیرت نقش و نگار نگار خانہ چین
جائے فرحناک دلنشین چشمہ ہائے صاف جوش زن نہریں پاکیزہ جاری ہر سمت وہاں باد بہاری اسنے اس وادی فرحناک کو بہت پسند کیا اور
آگے بڑھا ایک چشمے کے کنارے دو گھوڑے خالی از راکب کھڑے تھے زین انکے زر کے بالکل تو تنکی کی ہمنبری جاکر جوڑی کی پاس
تھے دہقان شاطر دونے پوچھا کہ یہ مرکب کس کے ہیں اور سوار انکے کہاں گئے ہیں شاطر جواب دیا کہ سرشار و سمار دختر خونریز حاکم طلسم
ہر جانیکا کھیلنے آئے تھے ہرن کے پیچھے گھوڑے اٹھائے تھے چنانچہ وہ آہو سے دو خوردہ اس پہاڑ کے سامنے دیکھ رنگ میں چلا
گیا ہے اور بسکہ سوار ہو کر وہاں جانا مشکل تھا وہ دونوں پیادہ داخل درہ ہیں یہ سنتا تھا کہ اسکو کچھ امید بندھی کہ بعد دکھا دیا وہ درہ کوہ

کیلئے چارہ اور ہمین یہی سوچا کہ ایسا نہو جب بیت عاقبت گرگ زادہ گرگ شود ہ گرچہ با آدمی بزرگ شود ہ یہ دونون بھی تو آخر اسی کے بچے ہین جسنے اتنی مدت کو مار کر پیسہ کھا بیٹھا ہے پس یہ سوچکر چاہا کہ دوستی کی ہو ون لیکن برہ شیطنت حیلا ایسا ہو کہ باپ بیٹے کو لڑا دون نہین ذرہ برابر بھی فرق ہوئے جب بھی باپ انکا ہلاک ہوا اور پدر قتل ہو تو مجھکو راج جائیگا بہر صورت کچھ نقصان اپنا متصور نہیں غرضکہ خوب سے مشورہ کر کے یہ دروازہ میں داخل ہوا اور پکارا کہ اے فرزند تم کہان ہو انھون نے یہان آہو کو مشکل شکار کیا تھا اور مجرے تھے اسکی آواز سنکر جلد چیخے کہ کون پکارتا ہی وہ یمین چنانچہ باہر آکر دیکھتے ہین تو اسکو بحال خستہ و پریشان کھڑا دونون پہچانکر گلے سے لپٹ گئے کہا اے چچا یہ کیا تمھارا حال ہوا اسنے سارا ماجرا اول سے آخر تک انکے سامنے بیان کر کے کہا مین اتفاق سے ادھر آنکلا اور تمھارا نام سنکر میرے دل نے چاہا کہ اپنے عزیزون کو دیکھون اگرچہ محبت کا رشتہ قطع ہوا لیکن بزرگو کو ایک نگاہ دیکھ لینا چاہیے تو مین تمھارے دیکھنے کو ٹھہر گیا تھا اب جاتا ہون ان دونون نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ اے چچا جسے باپ نے اگر دین خداوند کا ترک کیا ہے تو ہم اسکے بیٹے نہیں دشمن قوی اسکے ہین ہم کہین جانے نہ دینگے ہمارے ساتھ چلو یہ بہت ہنسے اور بہت خوش ہوا اور بظاہر سے مدعنہ سے انکار کیا جب انھون نے اصرار زیادہ کیا تو یہ بمشکل ساتھ جانے پر راضی ہوا اور یہ جوانمرد اسکے ہمراہ رکاب تھے بظاہر نصیحت بیان شروع کرتا ہوا چلا یہان تک کہ وہ بیٹے قلعہ میں لائے اور باقیماندہ فوج جو یہان موجود تھی سکو دیکر سارا حال اپنے باپ کا کہکر کہا کہ اب جو ہمارے ساتھ مرنے چلتا ہو وہ نوکری کرے جسکو [illegible] ہو وہ ترک رفاقت کرے [illegible] کا دین ہوگا دیکھا جائیگا القصہ کلام ان دونون نے لشکر درست کیا خزانہ پر قبضہ کر لیا اور [illegible] میں سلیمان نے کہا کہ [illegible] لشکر بہت قلیل ہے زیادہ بن الملعون اور آفتاب اور یاقوت جنگی کا لشکر بڑا ہے [illegible] اور تمھارے باپ کا لشکر بہت بڑا ہے پس میرے نزدیک تدبیر کرتا ہون [illegible] قلعہ [illegible] ہمراہ لو [illegible] انھون نے [illegible] کیفیت [illegible] کرسی کا دروازہ بند تھا [illegible] کہا میں تجھ سے [illegible] قریب ایک قلعہ [illegible] سنگین کوہ [illegible] ایک میدان ہے نام اسکا سنگین [illegible] قلعہ [illegible] اور سارا اسباب و خزانہ [illegible] لشکر کشی کرینگے اگر مجھے [illegible] تو ملک میرا لوٹ لیجا مین [illegible] سلیمان نے [illegible] لوٹ لائے مین [illegible] خزانہ کو لیکر یہانسے [illegible] آئندہ [illegible] لیا جائیگا جب [illegible] اور [illegible] شیطان نے اسکو بہکایا اور ایسا افسون پڑھا کہ [illegible] لشکر درست کر کے [illegible] گروہ گروہ جادو کے انبوہ سے تھے یہ حال تھا کہ

نظم

سپاہے چو از قلعہ آمد برون	کہ از گرد خورشید شد تیرہ گون
چو برخاست آواز کوس از دو رو	

ز قلب اندر آمد گو نامجوے | زمین جنب جنباں ہوا پر زگرد | چو آتش درخشاں ستان بیز د

تبیرہ بہ بستند بر پشت پیل | ہمہ بر شد آواز اسپان دو میل

یہ تو اسطرف سے چیا اُدھر سنگین کوہ بھی شکار گاہ سے پھر کر جب اپنے قلعہ میں آیا خزانہ و اسباب لٹا پایا اہل قلعہ سے سارا ماجرا سنکر بغضب تمام بالشکر بیکران جانب صدانیہ روانہ ہوا اور اسکا باپ ظالم پھرا ہوا قلعہ کیطرف جاتا تھا بیٹے کو آمادہ نبرد مع لشکر ایک سمت چلتے دیکھکر قریب آیا اور حال پوچھکر کہا کہ اچھا تم چلو مین بھی آتا ہون مدد ہماری آپ قلعہ مین آکر فوج کچھ اپنی درست کرکے یہ بھی چلا لیکن پہلے قلعہ صداویہ پر بیٹا اسکا پہونچا اہل قلعہ منت کنان باہر قلعہ کے آئے اور عرض رسا ہوے کہ ہم رعایا مین ہمکو قتل کرنا بیفائدہ ہے صداقلعہ طوفانیہ کیطرف گئے ہیں ہاں ایک مسلمان کی یہان کاسی مقابلہ ہوا ہے سب حال سنکر قتل رعایا سے ہاتھ اٹھایا اور پھر کر جانب قلعہ طوفانیہ کا کیا سنیے کہ شہزادہ بارگاہ مین عشرت پر یہی خونریز و غیرہ تمام کوہی حاضر ہین کہ شہزادے نے گلزار سے فرمایا کہ تو کچھ خبر بظاہر نہیں باب مین داجب کی خدمت جا ذرا کا سیلان حرامزادہ بھاگ گیا ہے یقین ہے کہ وہ فتور برپا کرے لے شہزادہ آپ دیکت و زرد کی ادہی نہ شکار کھیلیے اور خاطر عاطر کو سیر سبزہ کرکے بہار سخت باتکل خم ہوا سے بکوں کم پائیے تو تشریف لیجائیے شہزادے نے فرمایا ہمیں اسباب صید انگنی درست فرمایا جائے بنابر ارشاد تیاری آغاز ہوئی کہ **نظم**

بدیب بہ بیاراستہ دہ شتر	رکابش ہمہ سیم و پالانش زر	دو اشتر تنسنگ شاہ را
بدیبا بیاراستہ گاو را	ہم پیش اندرون ساختہ ہفت پیل	بر دگنت فیروزہ ہم رنگ نیل
صد از شتر بُد بہر راہ شگران	ہمہ بر سران افسران گران	ابا بازداران صد و شصت باز
دو صد چرغ و شاہین گردن فراز	پس اندر یکے مرغ بودے سیاہ	گرامی تر آن بود بر چشم شاہ
سیاہش دو چنگ و منقار زرد	چہ زر در خشندہ بر لاجورد	ہمے خواندندش طغرل بنام
دو چشمش چنان پر از خون دو جام	پس باز داران صد و شصت یوز	تبسروند باشاہ گیتی فروز
بیاراستہ طوق یوز از گہر	بود در میان گندہ زنجیر زر	بیامد شہنشاہ ازین سان بدشت
ہمہ تاجش از مشتری بر گذشت		

یعنی شہزادہ مع خونریز سوار ہو کر اور ہمراہ سرداران قدیم کو ساتھ لیکر اور گلزار کو برائے حفظ قلعہ چھوڑ کر دشت کی طرف چلا در نخچیر کنان اطراف کوہستان مین شاد ان و فرحان پھرنے لگا **نظم**

ہر آن کس کہ بود نخچیر جوے	سوے آب دریا نہاد اندرے	چو لشکر بنزدیک دریا رسید
شہنشاہ دریا پُر از مرغ دید	بز دلیل و طغرل شد اندر ہوا	شکیبانہ بد مرغ فرمان روا
زبون بود چنگال او در کلنگ	شکارے کہ نخچیر او بد پلنگ	سرانجام شد در ہوا ناپدید
کلنگے بہ چنگ آمدش بردمید	تو گوئی بر سان تیر از کمان	یکے باز دراز پس او دوان

جب شہباد چرخ نیلی فام زرین چنگال نے دشت پر نسبت مرلیا شہزادہ پھر کر لب چشمہ جو بارگاہ کہ بہرآرام وکن کو وہین آراستہ کرائی تھی وہین آکر رزم آرا ہوا اور شراب بہ چھنے لگا پرندوے شیر جو شکار کیے تھے انکے کباب آگ کیسے تیار رکھے سرمست تمام سردار تھے اسی بجوار ہی مین کہ شہرہ دو دیلم باہم کرتے تھے اور سرخوش بیٹھے تھے مطرب چنگ کی دھن مین اشعار الاپتے تھے اسوقت عالم ستی مین شہزادہ تر زبان ہوا کہ خونریز تم اس کوہستان کے باشندے ہو کچھ یہاں کے عجائبات تو بیان کرو کہ یہان کیا کیا چیز نایاب ہے اسنے عرض کیا کہ اور تو کچھ مجکو معلوم نہیں ہے مگر میرے ملک کے نزدیک

کہ پہاڑ ہر کرد ہاون گنج عظیم وخزانہ جمشید ہے لیکن جا نہیں سکتا ہے نہ فتح ہو کر خزانہ لینے کا قصد کیا تھا چنانچہ بہت سا لشکر میرا وہاں کام آیا ہزار
آدمی رائیگاں جب وہ زمین کو لئے خزانے کے پہرے پر تھا تو اُسکو لینے دیا نہ کہ قدیم باشندوں نے وہاں کا حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ایک طلسم ہے کہ نام اسکا
طلسم ہوشربا ہے اُس طلسم کے چالیس دروازے ہیں ہر دروازہ میں عجائبات در طلسمات ہیں اسلئے کہ کوئی اندر اس طلسم کے جا نہ سکے چنانچہ
ایک طلسم مذکور کا کوہ عقیق ہے کہ وہاں نقارہ رکھا ہے نقارہ جب بلند پہاڑ پر بجکر نقارہ بجتا ہے تو طلسم لیجاتا ہے دوسرا دروازہ طلسم کا طلسم آئینہ تھا
کہ آئین بیضا دروازے ہی طلسم کے آگئے تھے اور سطح پر مقام بھی جہاں سے بیضے مال پایا ہے طلسم ہے کہ نام اسکا طلسم بہار ابریج ہے بادشاہ اس طلسم
کا بامگر ارافراسیاب ملک طلسم ہوشربا ہے اور یہ سب دروازے طلسم ہوشربا کے اس طلسم میں بھی ہیں دوسرا طلسم ایک طلسم اور ہے کہ نام اس کا
طلسم گوہر ہے اور اُسمیں بھی دروازے طلسم ہوشربا کے ہیں بندہ اس طلسم کا حال میں کچھ نہیں جانتا ہوں یہ حال جب شہزادے نے سنا آہ سرد دل پر درد سے
کھینچی اور کہا پدر عالیقدر ہمارے اسی طلسم میں کہ جسکو تم ہوشربا کہتے ہو قید ہیں اُسکے فتح کرنیکو بھائی ہمارے گئے ہیں چنانچہ وہ جس راہ سے
گئے ہیں اسی طرف سے طلسم توڑینگے میں اس طلسم بہار ابریج کی طرف سے جاکر طلسم فتح کر دوں اور اسکے دروازے سب کھلوا دوں تاکہ لشکر امیر باسانی تمام
پہنچ جاے طلسم مذکور میں جانے کو تو زرینہ نے یکفر پر سنکر کچھ تامل کیا کہ شہریار وہ مقام نہایت پر آفت ہے جانا وہاں خلاف مصلحت ہے شہزادے نے
فرمایا کہ اے برادر کچھ پرواہ نہیں گھبراؤ انشاء اللہ تعالیٰ جو مشکل ہے وہ اسکے نزدیک آسان ہے میں ضرور جاؤنگا اپنے عزم سے باز نہ آؤنگا راوی یہ کلام سنکر ناچار ہوا
اور شہزادہ رات بھر اس دشت میں مسکن گزین رہا جسوقت کہ طلسم خاور کا دکھلا اور نوخ آفتاب طلسم کشائے روزنہ چرخ سے آئی کہ بیت
چشمہ آفتاب بہر شاہ گیتی بیک شد زخواب شہزادہ نے بعد طاعت کے طبل سفر بجوایا لشکر ظفر پیکر تیار ہوا شہزادہ سوار ہوکر کوہ گرانسے
منزل بمنزل روانہ تھا فوج مثل سیل رواں ہمراہ تھی بڑی شوکت و شان تھی جب ایک منزل یہاں سے آگے بڑھا طرف سنگین کوہ جو جہاں تھا صداد لو
مقابل اس لشکر کے پہونچا اور صداد وسلیمان بھی مع لشکر مسمار ہمرشار کو لیے ہوئے اور لشکر سنگین کو دیکھکر باہم شور وغل کر کے ایک طرف شہزادہ
اترا ہوا دوسرا لشکر ہمارا ہے اب پھر لڑائی ہوا برطرف ہو جائیگی بہتر ہے کہ ایک شخص سے آشتی کرلیں چنانچہ ہم کو ہی آپس کے رشتہ داروں میں سنگین سے صلح
ہوجانا اچھا ہے یہ سوچکر سلیمان اسکے خیمہ میں گیا اسنے تعظیم تمام بٹھایا ساقی مہ لقانے جام ارغوانی دیا جب دماغ اسکا بادہ ناب سے گرم ہوا
بہت نصیحت کیا کہ اے سنگین ہم سب ہیں کہ باہم ہم کرم ہیں خیر بہ سبب سلیمان کے ہارنے لیے وقت میں باہم فساد کرنا اچھا نہیں چلو صداد کو ملا دو اُسکی
فوج لڑنے نہیں آیا ہوں بہ اسباب دربار لینے آیا ہوں اگر وہ یہ دو تو پھر کوئی خصومت نہیں ہے اُسنے کہا اسباب بہا آپ لیجیے لیکن اسباب طلسم جو
ہو اس مسلمانکو قتل کر دو پھر جلا دو مال ہو اسنے کہا بہتر ہے سنگین کو وہاں سے صداد کے پاس لایا اور اسکو ساتھ لیکر مسمار کے بارگاہ سنگین میں لاکر دونو کو
گلے سے ملوایا لشکر دونوں متفق ہوکر ترتیب یہ سب جلسہ عشرت میں آکر مصروف بادہ خواری ہوئے جسوقت کہ شاہ سپید بال و زرین خیمہ مغرب میں گیا
اور بہار زرشب نے خود سیمیں ماہتاب سر پر رکھکر میدان عالم میں دخل کیا کہ

ابیات

جو دیکھا روے خورشید جہانتاب — نظر آئی ثریا با چشم پُرآب
سوے مغرب ہے تنہا گرم توسن — چھپا کر عالم ہستی سے دامن

صداد نے صبح جنگ لشکر کو مہیا میں بلند ہوئی اور بہادروں نے مسلح ہتیاروں شہزادہ میں یہ خبر
پہونچائی یہاں بھی نقارہ حرب پر چوب پڑی جانبین کی مراد برآئی سرخی روے اور چہائی بشاش بشاش ہو کر مشتاق جلوہ بیدار عروس مرگ ہوے
سامان سترگ ہوئے تمام تیغ زہر آب لی گئی کمین تیر چڑھائی گئی کمان کمان بزبان ہاشر تحسین سر جھکائے تحسین گسیتی تو کین خنجر کی مثل معشوق
زبان دراز تیز ہو پھرائی گئیں چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جب عرصہ زیست مرگ شب تنگ ہوا اور خسرو خاور میدان جنگ کا ابیات

بدینگونه تا رسید بر پشت زاغ
برآمد جهان شد چو روشن چراغ
ز دریا چو خورشید بر زد درفش

چو معقول گشت آن بلند بخش
صبح درخشان جنگجو سے تنومند خود اور دلیران قتال بعد مصلی ہوئے پر حال ہوا اگر بموجب نظم

ہمہ شاہ چہرہ و ہمہ ماہ روے
ہمہ راست بالا ہمہ راست گوے
ہمہ نیزہ داران و شمشیر زن

ہمہ لشکر آراے و لشکر شکن
بہ پیچ اندرون گشتہ چون کوہ سخت
سر کوہ از ایشان شدہ لخت لخت

سید امین ہو بیکار فوجون سے پرے جمائے صف آرا دون نے قدم گاڑے نقیب نقابت کر کے گئے بہادر بہر جانبازی اٹھے بعد دستی جملہ امور حداد پر چوہ گھوڑا بڑھا کر سید امین آیا اور سلحشوری کر کے خوب سپر و نیزہ انکا دکھایا اور تو مبارز طلبی بلند کیا اس طرف سے شہزاد بجاہ و جلال تاجور سامنے اس کے خود سر گیا اور ایک تیغ اور ایسی لگائی کہ وہ بچیا گرد برد ہو گیا اور بد وقت سنبھلکر سامنے آیا مچ ہو نظم

فرو دان بہ نیزہ برآویختند
ہمی خون ز جوشن فرو ریختند
چنین تا ستانہا بہم برشکست

بہ شمشیر بردند تا چیرہ دست
بناوردگہ گرد برافراختند
چپ و راست ہر سو ہمی تاختند

ز نیروے گردان و زخم سران
شکستہ شد آن تیغہاے گران
برافراختند آن زمان بال را

ز زین برکشیدند گوپال را
ہمی ریختند اندر آوردگر ز
چو سنگ اندر آید ز بالاے بمرز

چو شیر ژیان ہر دو آشوفتند
از آن زخم اندرہا کوفتند
ہم از دستہ بشکست گرز گران

فرو ماند از کار دست سران
گرفتند از آن پس دوال کمر
دو اسپ تگاور برآوردہ ہمے

بہ نیرو کشیدند زین خویشتن
دو گرد و سرافراز دو پیلتن
اسطرح گتھے ہوے دونون زمین پر آگئے اور

کشتی آغاز ہوئی جا بجا پہر دن بسان ماہرین سر آئے کہ جب ظلمت شب نے سیہ مہر غلبہ کیا بیت چو از باختر تیغ اندر کشید شب تیرہ چادر بسر بر کشید ہمہ سر شام اُس نے شہزادہ کو روک کر بند کیا کہ رات داسطے آسائش ہر اب جانے کا امروز ظفر والاشاد شہزادہ نے فرمایا کہ آج جنگ میں ہم تم برابر ہے پھر کون ہم ہر دو لڑینگے ہر ہونے جھگڑا رہنا سا ہے بیغالب و مغلوب کے جنگ سے تمہیز ہو بیہی طریقہ ہم اہل اسلام کا ہے کہ بغیر تصفیہ کے جنگ سے ابھی نہیں کہ تیرے جو ہے کہ مجھکو دن بھر کی لڑائی کا ماندہ ہے یہ عادت نہیں کہ شب و روز جاؤں آج مجھے معاف فرمیے اب جو لڑنے آؤنگا تو آپ ہی کے دستور پر ہوگا شہزادے نے اس کلام پر ناموافقت کی و دریجیت فرمائی وہ بھی چڑ شکر میں اپنے گشت کی سپاہ پر گز سوہ دن شہزادہ نے بعد تبدیل لباس خیمہ پوش فرما کر سبب خستگی تمام روز آرام فرمایا نجم سیا سے طلایہ لشکر مقرر کیا سردار بھی سو رہے ہمہ ... زمین ... ہیت ... تو کیفیت ہے لیکن حداد دہ بنیاد جو شہزادہ کا ... بارگاہ میں آیا سر شام ... وغیرہ ... گرم ... ہر دالان میں مسلط ... شعلہ ... آلودہ نے میرے تاب و توان کو ... و ... اسکے نفس ... حرارت ... ... میری سر دکر دیا ہے نظم

ز خون داشت ... سپہر ...
... ز ... سپر دشت ...
تن و ... ... بخش ...
... بہ چیرہ ... بیدار ...
نهان داشت خویشتن ...
... ستاب اینشد ...
... ...
... ...

... بیامیں ... لڑنے ... تمام ... ... تیغ ... ...

اور اگر تمہاری رائے ہو تو ہم کچھ روز کو چونتگائی یا دہمیں کو اپنے لشکر پر حملہ کر کے سبکو قتل کریں یہ مشورہ سب نے پسند کیا اور عیاران مذکور کہ نام ان کا
حیلہ ساز و شعبدہ پرواز تھا طلب کئے حکم دیا کہ تم جاکر پکڑ لاؤ اور انعام و اکرام کا امیدوار ہو یہ دونوں حسب الحکم روانہ ہوئے اور ایک مقام پر
ٹھہر کر صورت اپنی مثل اہل اسلام کے بنائی ٹسکن پر پیر بر سر پر تیار ہوئے ڈاڑھیاں تا سینہ مونچھیں برشتی کرتے پہنے معبدے کے گھٹے ملتے پر سینے
غرضکہ اس صورت سے درست ہو کر داخل لشکر ہوئے اور ادھر بات چونکہ رات آدھی تھی تو لوگ بہت تھے یہ بازار لشکر میں پھرنے لگے اور بارگاہ شہزادہ
دیدنت کر اسطرف آئے یہاں حاجب دربان وغیرہ حاضر تھے خدمتگار بہرکار آمد و رفت رکھتے تھے اتفاق سے دو خدمتگار چھپکر کرنیوالے
ہی دیر تک رہتا تھا کون نے بارگاہ سے باہر نکلے اور اپنے بستر کیطرف چلے کہ اب چلکر رات کو پھر ہماری نوکری ہوگی اسوقت جاکر آرام کریں چنانچہ وہ بستر
تک اپنے پہونچنے نپائے تھے کہ ان عیاروں نے قریب آنکے بطور خداپرستان سلام کیا اور عرض ساہوئے کہ ہم مسلمان ہیں ہمیشہ رہنے والے قلعہ طوفانیہ کے
تھے ہمیشہ چادر پوشیدہ رکھتے تھے کسلیئے کہ تمام کوہستان کفار لقا پرستان ہی اتفاق ہمارا راز بدشاہ ہوشربا کو معلوم ہوگیا اور اسنے عزم ہمارے
قتل کرنیکا کیا ہم وہاں سے بھاگ کر ادھر جنگل میں آئے اور چھپکر رہے اہل عیال رہتے تھے اگر ہمیشہ سے بارگاہ باری میں عاجزانہ گریہ و زاری کرتے تھے
کہ ہم قوم مسلمانوں کے پہنچیں آمین بارے دعا ہماری مستجاب ہوئی اور آپ لوگ یہاں تشریف لائے ہیں کل آج کچھ کھانا بطور نذر کے پکا کے تیار
کرایا ہے اور چند مسلمان بھی جمع ہوگئے ہیں آپ بھی تکلیف فرماکر غریب خانہ تک قدم رنجہ فرمائیں اور دعوت کا طعام کھائیں اس محبت سے انھوں نے کہا
خدمتگاری وہ کچھ عذر نہیں پر اسواسطے اسکے ساتھ ہمراہ ہوئے یہ دونوں مکار انکو لیکر لشکر سے باہر آئے جنگل میں پہونچکر بات بیہوشی کے بیہوش کیا
گٹھری باندھ پوس ہوئے انھوں نے ادھر زیادہ انکو بیہوش کرکے گٹھری باندھ لیا اور خلیفہ روشن کرکے آئینہ سامنے رکھ کر اپنی صورت بنائی اور انکو
ایک غار میں ڈالکر بارگاہ شاہزادہ کیطرف آئے اور باتوں باتوں میں مثل خدمتگاروں کے بڑھکر اپنے بستر پر بیٹھے اور کچھ آرام
کو انتظار بارگاہ کے اندر گئے خدمتگار وغیرہ بدل کر آپ بھی جانے بیٹھے ہر شمعدان میں دوا بیہوشی ڈال کر اور وہ ہمیشہ بیہوشی کے بیٹھے بیٹھے
پیٹتے کہ بیٹھے کے بیٹھے ہی بیہوش ہوئے اسوقت ایک شخص بیہوشی کا شہزادے کے منھ پر ملکر اسکو بھی بیہوش کیا اور پلنگ کی چادر میں مثل گٹھری
کسکے مضبوط باندھکر پشت پر لاد کے نکلے اور سراپردہ بارگاہ سے بیشک کیطرف بھاگ نکلے اور سب کی نظر سے چھپتے ہوئے اٹھے چھپے
لشکر سے نکلکر روانہ ہوئے صداد کی بارگاہ میں آن کے کہا کہ شہزادہ کو بستر ہی سے اٹھا لائے ہیں پلنگ بر سے اٹھا کر یہاں لائے ہیں
شاہزادہ کو بلاکر اسیوقت شہزادے کو مطوق و مسلسل کر دیا اور ایک صندوق آہنی منگا کر اس میں اس شاہزادہ صاحبقرانی کو بند کر کے قریب بارگاہ اپنے رکھا
اور صندوق کو تہ میں رکھا پاسبان مقرر کیے اس عرصہ میں رات تمام ہوگئی اور عجب کیطرح تختہ زرنگار خورشید پر بیٹھکر بارگاہ مشرق سے نکلا نظم

ازرہ زچون تاب بنمود مہر	زمین زرد شد بود در بیخ عاشق	تو گو یفقر دخت خورشید تابان
		زنانہ بر آمد زخشم سپہر

مسجد مرحسب شدہ وہیں سے جبل بور تک کچھ اور پیادہ سوار مع ندائے زرہ جوشن سے آراستہ
ہوئی صداد وغیرہ سوار ہوکر لشکر مسلمانان پہنچے یہاں شہزادے کے غائب ہونے سے عجب حالت سرداروں رنجیدہ ہو رہا تھا کہ سرکاروں نے تمام
لشکر کی خبر سنی پھر جلدی جلدی تیاری ہوئی نقارے پر چوٹ پڑی سرداران کیا کے جانب میدان آئے غرضکہ دونوں لشکر نے مقابلہ ہو صفوف کا زار
درست ہوئیں نقیبوں نے صف آرائی گرد و کیے یہ سنکر صداد وسط میدان میں آیا اور کلمات رکیک زبان پر لایا اور مبارز طلب ہوا ادھر سے
یاقوت غصہ میں بھرا ہوا اٹھ لیکر اسکے مقابل ہوا اور ترنجہ زر کے جو میں تھا اسپر لگایا وہ بھی بڑا طاقت ور کرد و بہ ستم تواں سے خالی
دیے چھ گھوڑے سے نیچے گرا اسنے دو کی ضرب سے بچتا ہوا کو اسنے تیغ پھینکی اور تنگ مرکب معبود عقام کر زور کیا کہ مع گھوڑے کے

زمین پر دے مارا گھوڑا اور زنگی نیچے ہوا گھوڑا تو سنبھلکر جانب میدان بھاگا اور زنگی اٹھنے نہ پایا تھا کہ یہ کود کر اُسکے سینے پر سوار ہوا اور دو باگر کندہ زاد کا
شکنجہ سنگی باندھ تین و سپرد عیار کیا اُسنے حساب زرکی بیہوش کیا اور اٹھا کر لیگیا اسکے بعد میدان طلبی کی ایکمرتبہ خونریز کو بھی سامنے آیا اسنے کہا
اے خونریز تجکو مجھسے لڑتے شرم نہیں آتی کہ دونوں لڑکے تیرے میرے پاس رہا کرتے ہیں اور تیرے بیٹے میرے صدقہ مجھکو اُنکی پرورش کا ہے کلمات سنکر
خونریز کو غصہ آیا اور صف لشکر میں لڑکے اسکے کھڑے تھے اُنکو پکارا کہ ادھر آؤ دونوں یہ سنکر قریب آئے صداد نے کہا تونے انکو جو بلایا تو میں رہ گیا
یہ دونوں غلام سید ہوں میں انکا محسن ہوں میر القصہ یہ اپنے ایمان پر قائم ہیں در زندہ و سالم ہیں غرضکہ اس سبکچھ حق نے ایسے واہیات
کلام کیے کہ سمار و سرشار کو بہت برا معلوم ہوا اور خونریز نے بھی انکو گرفتار کرنا تھا تم جیسے تم ہو ویسی ہی باتیں سنتے ہو خیر تم جاؤ تمہارا کام جانے یہ
انکی عداوت سے کہا کہ بانکو بند کراد اور بانکو ملکوں میں انکو خوش نہ ہو تو جان دو دہ جو نیں اسنے یہ سنکر نیزہ اُسکے سینہ پر مارا اسنے نیزہ کو سنان پر
لگا تھا دونوں سرگرم کارزار ہوئے یہ تو لڑ رہے تھے مگر سمار و سرشار جو باتیں سخت سنکر چلے بعد ازاں نے بھائی سے کہا کہ اے برادر یہ
صداد حرامزادہ ہے دیکھتے نہیں کہ کیسا ہمکو حقیر و ذلیل سمجھکر پھر اسنے کہا اب اگر یہ جیت گیا تو زیر کر لیا تو قیامت کی بردہ گالیاں دیگا
دوسرے بھائی نے حال پوچھا کہ پھر صلاح کیا کرنی چاہیے اسنے کہا کہ مناسب ہے کہ شہزادہ کو چھوڑ دو اور ہم انکا ساتھ دو یہ کہہ کے
ابھی بند کی وصف لشکر سے حیلہ حقیقی کرکے روانہ ہوئے اور اس خیمہ پر آئے جہان شہزادہ صندوق میں بند تھا پاسبانوں سے کہا لاؤ قیدی کو
صداد نے منگایا ہے اسلیے کہ اسکے شہزادہ سرشار اسکو قتل کریں یہ دونوں نے یہ سنکر صندوق کہ جس میں شہزادہ بند تھا نکال حوالہ کیا اور یہ لیکر
گئے یہ دونوں لیکر اپنے خیمہ میں گئے اور صندوق کو کھولا شہزادہ کو نکالا اور سر اپنا اسکے قدموں پر رکھکر عرض کیا کہ ہم حضور کے غلام ہیں
یہ صداد بڑا حرامزادہ ہے ہمارے باپ کو بے ادبی اسکو سزا دیجیے یہ سنکر شہزادہ نے سر صدق سے انکو گلے لگایا جس نے قید کیا تھا اور سلحہ سے لیکر بیٹھا
اور باہر آ کر مرکب پر سوار ہو یاقوت و سرشار خونریز ہمراہ ہوئے وہ فوج ادھر کی بھی اُنکو دیکھکر گھبرائی مگر کسیکی مجال نہوئی جو کچھ
روکتا بس یہ گھوڑے ڈالکر میدان جنگ میں پہونچے اور شہزادہ نے نعرہ کیا کہ اے دشمن مردود دیکھ میں آ پہونچا ہوں خونریز سب اسلحہ سے مقابلہ
کرکے سرگرم تلاش کرتی تھا اور زیر ہوا چاہتا تھا کہ شہزادہ کے آنے کو دیکھ کر دیکھا یقین ہوا اور سدراہ ہوا صداد نے کہا کہ یہی تو مجھسے معرکہ
آ گیا ہو کیا دھوکا ہے تو میرے شکار ہو وہ اس بہادر کو چھوڑ کر اسنے پیٹ پر آ درپئے جنگ کے شروع ہوئے شہزادہ کو اُسنے زیر کرنے کا عزم بہت تھا
دوپہر کی کشتی میں صاحبقران نے پیچ کیا کہ سنبھلنا اسکو مشکل ہوا جب گرجا اور چاروں شانے چت گرا بعد سینہ پر سوار ہو اور بیان
کہ خدا شناخت حضرت واحد نہ کیا کہتا ہے اسنے عرض کیا کہ تمہارا بندہ ہوں اور کلمہ پڑھکر براہ نفاق مسلمان ہو شہزادہ اسکے سینے
پر سے اٹھے اسکو لیکر اپنے لشکر کی طرف چلا ادھر سے سرشار و سمار نے اُسکے لشکر اور اپنی فوج کے جانب لشکر شہزادہ چلے سپاہیان پر
ہوتے ہی خونریز سمجھ کہ بخت رو اور دون پھر دشمن ہوا کوہ و دشت بھر دیا مسکن ہوا بس گھوڑا اڑا کا یہ جا وہ جا جانب دشت ہی ہو گیا
شہزادہ بارگاہ میں آ کر جشن فرمایا ہوا ساقی گلفام شراب عشرت و سرور رکھ ست سے خوش کرنے کل لشکر ایک ہوکر تا دو دن تک سودہ ہو سے
تیسرے روز شہزادہ نے صداد سے کہا کہ شہر یاد را تو غدر ہمارے ملک پر آفتاب ستاں حضور ہیں سبب دیر سے
فلک ما مولک سے بھی زیادہ ترقی مانگیں شہزادہ سے کہا کہ ہماری مکمن فرمائی کر جاؤ جانب طلسم ہونا دیر ہو اسی باعث سے کہتا ہے ہمراہ چلنے میں
پس و پیش خونریز نے کہا سنکر عرض کیا ہو اکہ جب کو راہ مدد کر لین کوئی رنج نہو گا اسی میں اسلطنت کی لیاقت آپ تشریف سے چلیں
اور انکے ملک کی سلام آباد کریں سنگین کو بھی ہمراہ آپکا ہی ہے ان دونوں نے حق آخر میں مروت ہے انکی شہر ہماری الفت پر جوہر بندوں کے

کوچ کیا میں کثرت سپاہ سے ہلنے لگی دشت و بیابان میں ہلچل پڑ گئی خاطر فلک پر اس جاہ و حشم کا بار پڑا تھا گزشت غم کیسے تھا گرمی بہادر کا وہ خوف تھا کہ بنگاہ و کچھ نہ دیکھ سکتا تھا غرضکہ بڑے تزک و احتشام سے بعد قطع مسافت شہزادہ عالیجاہ قلعہ صداد پر پہونچا اور لشکر ظفر پیکر کو بیرون قلعہ اترو کر بارگاہ نصب کرا کر آپ مع سرداران نامور کے اندر قلعہ کے آیا شہر مینو سواد بارونق دیکھا آباد پایا رعایا و برایا خرم بازار رنگین کوچہ قلعہ پختہ و سنگین تھا گلی کوچہ و زمین فصیح و شریف کی ہر ہستی و آبادی معمورہ عالم میں بنظر حسینان پرنگیں شہزادہ سیر کیفیت ملاحظہ فرماتا دارالامارہ میں پاس اس شاہانہ سے آراستہ پایا تخت پر صداد کو بٹھایا آپ دنگل پر جلوہ فرما ہو سرداروں نے بطور حجاب میں جگہ پائی محفل عشرت گرم ہوئی ہر ایک فاصلہ رشک ناہید زینت بزم ہوئی صداد نے غفلت میں چند جام سادے پیا کہ بیہوشی کے سر چڑھی تمام لوگ بیٹے اور سرداروں کو بھی مع عمرو عیار کے وہی دیے پس سب بیہوش ہوئے انکو مشکیں باندھ کر قید خانہ زمین میں ڈالا لیکن سنگین کو جو سبکے ساتھ بیہوش ہو گیا تھا اسکو ہوشیار کر کے کہا کہ تیرے بہادر میں مصیبت مطیع اہل اسلام کا ہو گیا تھا اور مجھکو امید ہے کہ تم بھی میرے شریک ہو گے اب لازم ہے کہ آج رات کو لشکر دشمن پر شبخون مارو اور فراغ خاطر سے داد مردی دو سنگین اس حال کو سنکر اسکی نامردی سے رنجیدہ تو ہوا لیکن کیا اندر قلعہ کے تھا مال اپنا ہی ظاہر ہونے نہ دیا خاموش رہا کہ خیر دیکھو تو کیا ہوتا ہے اور صداد کے قلعہ والوں کی نوبت مسلمان ہونے کی نہ آئی تھی اس وجہ سے وہ انتظام از سر نو کرنے سے عاجز رہا اپنے افسران لشکر کو بطور مخفی بیرون قلعہ سے بلا کر تابع فرمان کر کے اس بات پر آمادہ کر دیا کہ فوج جو باہر لشکر اسلام ان سے مستعد رہے جب تم وہ صحرا کو خالی کر جاؤ اور راتکو میں قلعہ سے نکل کر گردن تم اسطرف سے آکر حملہ کرو سب کا کام تمام کرتے ہیں سے بیٹھو سردار بہادر لشکر کی کوچ کر کے جانے نہ پائے تھے کہ ظالم پدر سنگین جو تعاقب اپنے فرزند کے چلا تھا چونکہ اسکو معلوم تھا کہ بیٹا میرا مال و اسباب اپنا لیے قلعہ صداد پر گیا ہے پس یہ اسطرف آیا اسکے آنیکی خبر سنکر صداد نے آکر اسکو دوڑ کر لیکر بیٹھ اسکا تو بیان موجود ہی تھا وہ استقبال کر کے دارالامارہ میں لایا صداد نے بھی تعظیم کی بغلگیر ہوا اور برابر اپنے تخت پر بٹھایا سارا حال بزم شہزادہ بیان کیا اسنے جھلا کر بیٹا سے کہا کہ تجھے بڑی نامردی کی کیا نیرہ حمزہ سنگ آہن سے بنا ہی یا باد و آتش سے پیدا ہوا ہے جو زیر نہو سکا اس کر سے زیر کیا ذرا انکو میں تو دیکھوں کیا شکل دشمان کہتا ہے سنے بہت عذر حیلہ کیا مگر اسنے نہ مانا چار اسنے سب قیدیونکو سامنے طلب کیا شہزادہ عالم ہر ایک ہوشیار ہوکر مقید ہونے سے مشروف ہو چکے تھے زندان بان انکو سامنے ظالم کے لائے ہر ایک نے پکار کر بطور ضد برت ان سلام کیا صداد نے کہا کہ انکو تو تعین لازم ہے کہ رفت تعارف سلام کی ترک کرو تو قتل میرے ہاتھ سے نہو بیکار سنکر خونریز غصہ آیا اور پکارا کہ اے بیحیا تو وہ نامردی کی ہے کہ نامردوں کے بھی ناک کان کاٹنے میں تمام کو دینیونکو سوا کیا ہے اسنے جست داؤں [illegible] بغضب [illegible] قتل تھا اس بہادر نے قید کو توڑ ڈالا اور دربار میں ایک سردار کے سامنے سے پر تلوار رکھی تھی وہ تلوار جھپٹ کر [illegible] بہ صداد پر وار ادبست کر کے پچھلے پاؤں ہو بیٹھا اور دنگل میں الجھکر گرا اتفاق سے سامنے سنگین [illegible] ایک ہاتھ تلوار کا مار کر سر اسکا کٹ گیا اور بہت خونریزی [illegible] سرداروں نے مسلمانوں کو پیچھے پکارے تھے کہ ادھر میں کچھ [illegible] شہزادہ نے [illegible] ظالم [illegible] میرے آتے تھے [illegible] ہاتھ پر سوار ہو گیا [illegible] جھکر اسلام قبول کیا [illegible] شہر [illegible] کر حوصلہ وقت کی

اطاعت نہ کریگا گردن مارا جائیگا اکابران شہر حاضر ہوکر نذریں دینے لگے لاش صرصر کی پھنکوادی جشن عشرت آغاز ہوا کئی روز تک جشن رہا بعد ازاں نسیم
رشک ظفر پیکر نے کوچ کیا قلعہ سنگین پر شہر سے تمام قلعہ اسلام آباد کیا پھر وہاں سے کوچ کرکے جانب طلسم ہزار برج روانہ ہوئے اور بعد قطع منازل و
طے مراحل صید و سیاحی کرتے ہوئے ایک صحرائے سبزہ زار میں پہونچے دیکھا کہ گھاس بوقلمون سے یہ دشت رنگین ہے گویا میں بہشت بریں
گھنے گھنے درخت سایہ دار سایہ فگن عروس چمن پرست جوبن ہے سب جنگل نو رنگ کا نظر آتا تھا دل لگا جانے کو چاہتا تھا ہر شاخ درخت طوبی مثال ہے
ہر نہال زرگل سے مالا مال ہے دایہ بہار اس کو نہال الا دے نہال ہے دودھ ان شہانی ہے بوٹوں کی بزہ دلکو بھلی لگی ہے نسیم چمن میں کلی کھل رہی ہے
غنچہ نکو وہ اعجاز ہے کہ منہ سے ہیں بہتے میں کلونکو وہ خوشی ہے کہ ہنس رہے ہیں موسم بہار ہوتے ہیں تو آشنا ہے حجابات بر کہنے سایہ عاطفت
میں رہوں یا معلوم ہوتا ہے کہ چادر زمردی بچھی ہے نہر جو بہتے ہوئے برائی ہیں وہ دونوں جانب ہیں تراوت آنکھوں دیکھتے ہی

نظم

سبزہ پر حسب سلامت ہے
بہار فصل گل کی تھی پڑی تھی دھوم | ہر اسادان میں تھا تختہ زمین کا | [illegible] سبزہ
کہ ہو ہر سبزہ خوابیدہ بیدار | بچھی تھی جس میں [illegible] دھوم | بنائے نقشہ میں عمل برگ [illegible]
عجب تھا وہ رشک گلستان | عجب پھول تھا [illegible] کا | بہت تھا لطافت [illegible] کا
تصدق بوٹوں کی [illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible] شوق [illegible]

نظم

نہایت قصر عالی صاف و براق | بظاہر تھا [illegible] | ہر ارشاد [illegible]
مناسب فرش رنگین ہر در و بام | مصفا فرش [illegible] | [illegible]
تعلق [illegible] کا ہر شے میں [illegible] | کھڑے سب سے بہتر کا بنا | [illegible] جو صدان
نظر آیا اک [illegible] | [illegible] | [illegible]
بڑا تھا [illegible] | [illegible]

شہزادے [illegible] ایک کوہ [illegible]
تمام [illegible] طلسم ہزار برج [illegible]
[illegible] شہزادے [illegible] مقصد [illegible]
[illegible] شہزادہ کا نسبت [illegible]
[illegible]

داستان آنا طلسم جادو و غیرہ کا مقابلہ امیر لشکر مرزا [illegible]

کہ [illegible] احوال کی خبر آئی دلمیں [illegible]

کہ یاد آیا ساغر دوبارہ مجھے
چھکا دے مجھے آج اے مہر زن
نہ ساقی نہ شاہد نہ وہ شام ہے
مے سرخ ہے جام ہو رہی نہ
کہ طائر نوازن ہین وقت پگاہ
انڈلتی ہے شیشے سے ساقی شراب
کہ زاہد سحرگاہ طاعت میں ہے
چھلک جاتے ہین جام سطح سے
ہوئی صبح پیری انسگین کہان
جوانی کی حیرت یہ کہتی ہے آہ
سحر ہوتے ہی کچھ یہ سامان تھے
سہانی مرے قلب کی مے نے دھو
تمام اہل بزم ور قتہ رندان
شہ ملک جود و سخا ہے وہی
کہ نام حسن وہ جوانمرد ہے
اٹھے سو کے جب صبحدم آفتاب
ز تاریکی شب کا غم کھائے وہ
کہن اے خوجہ لکھ آخری داستان
چنین سے نگار رنگ بیان

مرے ساقیا آج آخر ہے دور
کوئی دم میں مین پھر کہان تو کہان
نہ غفلت میں اس شب کو کر رائگان
شفق پھولی ہے صبح کے نور مین
یہ شیشوں کی قلقل سے ظاہر ہوا
نکلتا ہے مشرق سے دیکھ آفتاب
بہا پاشاں شبنم سے سنمود ہونی ہی
کہ جیسے ہو وقت سحر گل ہنسے
سی رات بھر کی نبی یہ دھوم دھام
نسیم سحر خیز یہ وقت پگاہ
نہ رکھت سے دل کو ترست نہ دو
کہ دور سحر جلوہ گر دل میں ہو
نزول پر پڑتے جب کہ لشکر کشور
دریچہ بزل وعظ ہے وہی
ہو وقت سحر خواب سے جب اٹھے
تو لے نام بیٹی کا شتاب
سخنگو کا اب ہے وہی دادخواہ
پرانی کہانی نئی کر دے یہ دل

زمانہ ہے پھر جور گردون کا طور
نہ مجلس نہ مطرب نہ وہ جام ہے
سحر کے ہین آثار ساقی عیان
صدائے بطے یہ ہے اشتباہ
کہ اس شب کے جلسہ کا قل ہو گیا
ہوئے سرنگون ایسے مینائے مے
گلستان کی دیکھو سحر ہوتی ہے
جوانی کی شب کی ترنگین کہان
سو وہ بھی ہے کچھ دم میں ساقی تمام
ہوئی بزم برخاست پیالے اٹھ گئے
کہ رزم سے جاؤن جنت بہ در
مجھے ختم کرنا ہے یہ داستان
تو ہو نام نامی کا اس کے ظہور
کیسے صبح پیری کا جب زور ہے
اگر نام سے اسکا غم سے چھٹے
کہ دن بھر کے چکر سے بچ جاے وہ
خداوند مال و خداوند جاہ
سخن سنج و دانائے این داستان

حاکیان حکایات عجیب و راویان روایات غریب جادہ پیمایان کشور اعلام بزبان اشکر اقلام سحر سازان معرکہ عربدہ پردازی عربدہ پردازان جنگ معرکہ سحر سازی حرف اخفا تحریر کو میدان سحر خوانی میں اسطرح پہونچاتے ہین اور سیر سخن بیان تمام کر یون جادو عقد ہوتے ہین کہ شہزادہ توریج ذی وقار امیر نامدار سے تسخیر کا وعدہ کرکے بہشت کا ارادہ رکھتے تھے انکو جب عرصہ دراز ہوا مزاج ہمایون صاحبقران دوران نامدار ہو طبیعت فکرمند ہوئی خبر نہ ملنے سے رنجیدہ ہوئی تھی اثنا مین ایک روز شہزادہ ایرج نوجوان نے خدمت عالی امیر عرض کیا کہ مین نے آج رات کو خواب پریشان دیکھا ہے وہ یہ کہ جیسے شہزادہ توریج پر ایک پہاڑ ٹوٹ گرا ہے اور وہ اسکے نیچے دبگیا ہے لہذا اس خواب کے دیکھنے سے مین بہت فکرمند ہون چاہتا ہون کہ اپنے بھائی کو ڈھونڈھنے کو جاؤں امیر بھی زبسکہ پریشان خاطر تھے اس شہزادہ موصوف کی عرض سنکر فرمایا کہ بہتر ہے جاؤ ہمراہ خداے کریم کے سپرد کیا شہزادہ رخصت ہوکر اپنے بارگاہ میں آیا اور فوج بیشمار شیرافگن زاد سفر درست کرکے مرکب پری پیکر پر سوار ہوکر بجمع گروہ فوج سے تلاش توریج روانہ ہوا انکو تو راہ مین چھوڑیے مگر بیان امیر کا حال سنیے کہ آپ منتظر جنگ و جدال از جانب لقا بد خصال بارگاہ میں جلوہ فرما رہتے ہین جب عیاران لشکر سحر خبر معمولی لیکر بارگاہ لقا مین جا پہنچا کہ مین

چنانچہ ایک روز چالاک بن عمرو مع عیاران خود بصورت فراش دختر مگار بنکر دختن رنگاہ لقا ہوا اور حال یہاں کا دریافت کرنیکا یہ ٹھہرا ہوا تھا کہ یکایک
برق شعلہ تپکی و رعد بجی وسے گرجا علامت آمد ساحران بہم پہنچی کہ لیکہ افراسیاب کا فرمان آ جیلا لا رخان جب نامہ کمان شہر [illegible]
تو وہ سب خبر کہ ایک آئین ملکہ جادو و صبا سے جادو و مہتاب جادو و ماہ جادو یہ چوتھی میلاد صبا بھی بلا کی [illegible]
لوین مری و جمشید بن پر عاشق ہو کر [illegible] اسکے کہ جیسے بہمن پسر اسفندیار نے جب [illegible]
کیا تھا اسکا [illegible] فردوسی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے [illegible] شاہ طلسم یہ سب جانب لقا چلے [illegible]
[illegible] ایک صندوق [illegible] اور [illegible] اس صندوق کو اٹھایا [illegible] ساحر
کو کام خدمت [illegible] لشکر خداوند گمراہ [illegible] ساحر [illegible]
[illegible] صندوق [illegible] علامت سحر برپا ہوتے ہی بختیارک [illegible] استقبال جائیں اس
[illegible] صندوق بارگاہ میں [illegible] سامنے اپنے خداوند کے آگر سجدہ میں گرے [illegible]
[illegible] بہت خوش ہو کر [illegible] خلعت [illegible]
[illegible] بختیارک [illegible] آیا انھوں نے ایک [illegible]
[illegible] خداوند سے پوچھا [illegible] شیطان علیہ اللعن [illegible] شیطان
[illegible] اسنے کہا کہ [illegible]
[illegible] انھوں نے کہا [illegible] لشکر [illegible] صندوق
[illegible]
[illegible] صندوق [illegible] انھوں نے کہا کچھ احتیاج نہیں ہے
[illegible] صندوق [illegible] سب [illegible]
[illegible] بختیارک [illegible] انھوں نے کہا [illegible]
[illegible] شیطان [illegible]
[illegible] انھوں نے کہا [illegible] اور [illegible] لشکر
[illegible] چالاک [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کہا اسے
[illegible] ایک [illegible] جام شراب کا [illegible] گیا اور [illegible]
[illegible]

ایک نعرہ مارا اور کہا ایسے چلو ورنہ انھوں نے خالی دیدہ دیکھی تو ساحر دشت بردار سب میں بھلا ایک عقل آگئے میں حیران باتوں سے بہلایا اور کہا لاکھ کی
عیار یہاں حاضر ہوں گے ورنہ ضرور قید ہو جاتے اور خبر نہ ہو گئے کہ یہ کن پرورش کرتے ہیں میں بھی گرفت کرتا ہوں لیجیا جو سب میں سرگروہ اور
زبردست عیار ہوا سکا نام بتا دو وہ جہاں ہو گا وہاں سے پکڑ آئے گا کنجیا رک نے کہا سرگروہ عیاران تو مجھ سے طلسم میں گیا اور اسکے بعد
جو نامی عیار تھے وہ بھی اسکے ساتھ میں آئی بہر تیر ہو تو مجھ [illegible] بادشاہ افراسیاب کا دل ہی جانتا ہوگا بلا کے کہا نے کیا مطلب
اوہ جو میں اور غضنفر و جانے یہاں جو ہوں انکو بتلاؤ اسکے بعد عمرو کا بیٹا اسکا چالاک در بھائی ابوالفتح ہے یہ سنکر بادشاہ نے بہم
سحر ٹھوکر دستک دی اور کہا اے چالاک و اے ابوالفتح تم جس مقام پر ہو اسی جگہ سے لشکر میں جلد میرے سامنے حاضر ہو اور اگر نہ آؤ تمہیں
گرد تو دل و جگر تمہارا خطر تشنگی سے کباب ہوں اور شدت عطش سے بیتاب ہو جائے تو یہ بات یہاں کی ہے یہ دونوں عیار جو سر کھیل
رہے تھے کہ یہ سحر میں گرفتار ہوئے چکے چھوٹے قدر یکایک سب پلٹ سر دار ننگ ہو اور ان پیاس معلوم ہوئی کہ پیچ نہ صراحیاں برف کی جھلی
ہوئی پی گئے لیکن پیاس کی شدت زیادہ تر ہوئی اور پیاس سے علاوہ سینہ کا دل جو گرتے ہوئے شعلش و پیچ میں جیسے سب [illegible]
بھول کر [illegible] روانہ ہوئے کہ [illegible] خانہ [illegible] اتفاق [illegible] چلکر پہنچے [illegible] اڑا دیا [illegible] کو بیٹھ [illegible] سلام کی
[illegible] جیسے جنگ کا جنگ آخر چلا کر ساحر [illegible] خیر [illegible] سامنے جلا کے
[illegible] کہ ہم تیسے غلام [illegible] بادشاہ [illegible] کنجیا رک [illegible] اور بیہوش ہو گئے اور کہا [illegible]
[illegible] اب [illegible] ہاتھ سے [illegible] ہو کر [illegible] معلوم ہوا
[illegible] میرے [illegible] کہا اسکا [illegible] صبح [illegible]
[illegible] آنکھیں بند [illegible] پڑ بیٹھیں
نغمہ [illegible] لالوں [illegible] میں آ [illegible] صحرا [illegible]
[illegible]
[illegible] بہت [illegible] کہا [illegible] دنیا سے
[illegible]
[illegible]
[illegible] ابیات
[illegible]
[illegible] شہزادہ گلشاہ [illegible]
[illegible] گرفتار [illegible]
[illegible] چالاک [illegible] شہزادہ گلشاہ
[illegible] ابوالفتح [illegible] بیہوش ہو کر [illegible]
[illegible] شہزادہ گلشاہ کے [illegible]

سوچا کہ تو بھاگ تا حق آیا اور صورت بدلکر یکا رگیا کسلیے کہ تیرا شریک ساحران ہوتا کسیکو معلوم نہیں ہے لوگ مسلمان سب تجکو اپنا دوست
جانتے ہیں پس بصورت اصلی چلکر شہزادے کو پکڑ دیہ سوچکر بصورت اصل قریب بارگاہ آیا سیارہ نے نیچے پکارا کہ کون ہے اسنے جواب دیا کہ تو پہچانتا
نہیں جو یوں کہتا ہے سیارہ [illegible] قریب آیا [illegible] اسکو بھی [illegible] صاحب آپ مجھ سے خفا ہوئی میں نے پہچانا نہ تھا بلکہ آپ
آگئے میں ایک کام کو جاتا ہوں تم ہوشیار رہیو [illegible] کیونکہ اسکو برادر بزرگ و باپ کی جگہ پر جانتا ہے غرضکہ
یہ تو چلا گیا اور [illegible] بارگاہ کے گیا جب [illegible] جو دیکھتے جسنے دیکھا [illegible] اندر داخل بارگاہ
[illegible] آگے بڑھکر [illegible] کہا گویا [illegible]
[illegible] آگے بڑھا [illegible] شہزادہ [illegible] سے جھکر آیا [illegible] شراب پی رہا تھا کہ
[illegible] پڑی فرمایا کہ [illegible] کیا اور عرض کیا کہ [illegible] کر دیجیے میں کچھ تنہائی میں عرض کیا چاہتا ہوں شہزادے
نے [illegible] شراب [illegible] شہزادہ [illegible] جا سکتے چاروں عیار ہیں پیشانہ
باندھکر سراچہ بارگاہ [illegible] ادھر ابوالفتح نے بھی ایسا ہی کیا کہ بصورت اصل بارگاہ
دار اب [illegible] نے اسکو [illegible] شہزادہ [illegible] کر اکر سراچہ کو چاک کیا
اور [illegible] جانب لشکر لقا چلے لیکن یہاں
[illegible] شہزادے کو [illegible] ادھر قتلاح عیار بارگاہ داراب
[illegible] ابوالفتح کا [illegible] سیارہ [illegible]
[illegible] ابوالفتح [illegible] لشکر [illegible]
اور خنجر کھینچکر [illegible] ہنگامہ ہوا لشکر
لقا [illegible] زمین کی سردی
[illegible]
[illegible]
[illegible] روان
[illegible] ابیات

[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible] ہمچنان شدہ	[illegible]

[illegible] شہزادہ [illegible] صورت [illegible]
[illegible]
[illegible]

کرنا گر پھر سحر آئی قفس را　　بہ رنگ مہر پھر چمکا ستارا　　چھپے نظروں سے بالکل نجم و ماہ

ہوئی ظاہر جب ان مین صبح ناگاہ

[illegible] بادشاہ شکر [illegible] زینت [illegible] اور رنگ سلیمانی برآکر جلوہ فرما ہو [illegible] زیوقار دربار مین آکر جمع ہوے امیر بھی [illegible] پاس سے [illegible] شہزادون لے ذکر قصہ شب عرض خدمت الا کیا کس طرح چالاک ابو الفتح بکو پکڑنے لگ تھے [illegible] اب ہر ایک تسے ہوشیار رہے یہ فرماکر سیارہ دقتاح کو عوض خدمت روشبہ خلعت [illegible] سلیمانی [illegible] طلب فرماکر اعظم بلکی امیر [illegible] اور سب [illegible] وہ آب [illegible] لیکر پیا اور جہرے پر ملا اور سب عیاری دانہ ہوے اُدھر بوقت سحر [illegible] غائب ہو گئے تھے [illegible] ظاہر ہوکر دربار مین آئے [illegible] چالاک [illegible] اور یہ ماجرا گذرا اپنے سب ماجرا سنکر آفرین وتحسین کی [illegible] لشکر امیر میں تھے امیر نے اسم اعظم بانی [illegible] کیفیت سنکر [illegible] اور کہا حمزہ کہا تنک [illegible] اسکو [illegible] صبا جادو [illegible] ہزار ساحر [illegible] اور [illegible] دیکھا کیا ساحر روزگار [illegible]

شب آمد چو امیر مین کینہ خواہ　　[illegible]　　[illegible] زرہ ساختند

سراسر [illegible] بیرد اختند　　[illegible]

[illegible] دعا و ثنا بشاہ شاہی بجا لاے اور [illegible] جسب [illegible]

شاہی گر گرا یا کون سکندری [illegible] بمولفہ

بو تش بپر سپر سے گم ہوے ساقی
تیز شمشیر تیغ کرنا ہے
لڑنے والے کمر لگے کسنے
سر مین سودا ے جنگ کشت وخون
رزم و پیکار کی تھی دلمین بند
شور بل مین مبارز تھا بپا
ٹوٹتے تھے جو چرخ سے تارے
تیز ہوتی تھین تیرون کی بھالین
کوئی گھوڑے پہ زین دھرتا تھا

[illegible]
[illegible]
جوش جرات سے [illegible]
آب ناب [illegible] تیغ بہت [illegible]
رشتہ جات [illegible] کیا عجب ہو کتا
تیر کرتے ہوں جسطرح پرواز
تیر ترک فلک سے تھے نا سے
خوف سے مرگ کے [illegible]
تیغ کو کوئی صاف کرتا تھا

آج [illegible] جنگ
حرب [illegible] جنگ افتادہ
شاہد تیغ پر ہوے مفتون
شمع روشن تھی بزم جرات مین
تھی چٹا چاق اسلحے کی صدا
شب مین یون [illegible] مین کی [illegible]
بالا مہ کی شکل تھین ڈھالین
کوئی نیزے کی دیکھتا تھا بھال
تھی نقیبون کی ہر طرف یہ پکار

بان جوانو ذرا رہو ہوشیار
رات اسی شغل مین ہوئی جو بسر
جیسے گر جائین پھول ڈھاک کے
حمزۂ نامدار مسجد سے
آتا ہے وقت صبح گردون پر
عیش خانے کے در پہ سب آئے
پہلوانون کے ہر ایک نے کیا مجرا
کیا تجمل لکھون سواری کا
چشمۂ مہر ہوگیا گدلا
کہتا تھا آہ اب پڑی آفت
اس طرف سے عدو بھی آپہونچے

روز جنگ ست جنگ باید کرد
غنچۂ مہر چمکا گردون پر
صبحدم لشکران کینہ جو
سج کے ہتھیار تن پہ یون نکلے
نے کے سردار اپنے سب ہمراہ
آمد شہ کے انتظار مین تھے
تخت شاہی کے گرد سب ہوکر
ترک گردون بھی تھا ادب سے جھکا
کثرت فوج پہ پڑی جو نگاہ
مرکز خاک ہوگیا برباد

کوشش نام و ننگ باید کرد
ظلمت شب سے یون مٹے تارے
چلے میدان کو بہر رزم عدو
جیسے مشرق سے خسرو خاور
بہر تسلیم شاہ عالیجاہ
جب برآمد ہوئے شہ والا
جانب رزم گہ چلے خود سر
گرد لشکر سے دہر تھا کالا
دل بہر فلک سے نکلی آہ
الغرض دشت کین مین جا پہونچے

یعنی فوج لقائے گمراہ کینہ خواہ وارد میدان رزمگاہ ہوئی سپاہ سیاہ وردیان سوار و پیادے سرخ سرخ قبائین سالہ اردو کالی کالی کرتیان پہنے پہنے بصورت ڈراونی بنائے جرات بیرحمی چہرے پر نامردی برستی گروہ گروہ وہ سب انبوہ سامنے اہل اسلام کے صف کشیدہ ہوا کوہ پیکران رزم قامت طویل بچہ بعض سبحت شتر بیٹھا کیطرح منہ اٹھائے بیوقوفی کے آثار چہرے سے عیان سب صورت بنائے دشت نبرد مین آئے لقا کا تخت ہاتھی پر کھنچا ہوا اسی مین بختیارک حرامزادہ شیطان کا رکھتا مسخرے کرتا ہوا آیا بلچہ کار پست و بلند زمین ہموار کرچکے تھے گرد و غبار بیٹھنے لگے نقیب بہ صد نگاہ نقارے بجنے لگے جوانان خاطر بڑھانے لگے کہ

نظم

چنین گفت کو بود در کارزار
کہ اے نامداران خنجر گزار
بہ تیغ زہراب گون برکشید
بکین اندر آئید و دشمن کشید

یہان تو یہ ذکر تھی بیکہ بلار جادو ابھی نہ آیا تھا کوئی منتظر تھے کہ یکایک برق ہوا ایک شعلہ چمکا کہ آنکھیں سب کی خیرہ ہوگئیں پھر جو دیکھ تو ایک بنگلہ زمردنگار سر بفلک کشیدہ جواہر کار پر گنبد سپہر اسکی خوبی پر بدگمان و نثار رہا ایک مور جواہر کا بنگلے کی چوٹی پر بیٹھا ہر دم چتر کیے ہوئے ناچتا ہے … پڑا ہر خاطر کفار کی طرح بندھا ہے اندر بنگلے کے مسند پر تکلف بچھی ہے بلار جادو بیٹھا ہے دونون پہلو مین دو … یعنی صبا جادو و مہتاب جادو بیٹھی ہین آتش سے ساخت دھری ہے انگیٹھی ہوئی ہے … لب شیشون اپنی … لے مین منہ سے شعلہ ہائے آتش نکلتے ہین بنگلہ مین پریان قمر پیکر حسن مین … مہر منور ناچ رہی ہین … عاشق … تلو پر پڑتی ہے سارنگی جرس رنگ سے بجتی ہے برابر برابر بنگلے کے مین ہزار ساحر بازو بند … سوار ماہ جادو بسبب سالاری بہر رزم تیار اکر ایک طرف قائم ہوئے اور بلار بے ایمان بنگلے سے نکل سامنے لقا شیطان کے آکر سجدہ مین گرا … عرض … ہوا کہ اجازت میدان دیجیے اس مردود نے اسکو رخصت کیا وہ پھر اپنے بنگلے کے در پر آکر کھڑا ہوا اور شیر بنگلے کو … جب وسط میدان مین پہونچے اسنے پکار کر کہا کہ اے فرقۂ خداپرستان تم مین سے جو آرزوے مرگ رکھتا ہو وہ آئے لشکر اسلام کے اسکے سحر سے ہوش اڑے ہوئے تھے کسیلیے کہ جب … ابوالفتح کو دیکھ چکے تھے کہ یہ دونون اندر بنگلہ کے سر پر صبا ذخیرہ کے رومال ہلاتے تھے ادنی غلامان کمترین کے طرح خدمت تھے

پس اس بیچارے کے نیزہ بنے سے کسی نے سبقت نہ پائی جب اُسنے پھر للکارا اُسوقت امیر منتظر تھے کہ کوئی بہادر نکلیگا عرصہ جو ہوا خود قصد نکلنے کا کیا مگر ہنوز میدان فرق نہوا تھا کہ صف دست چپ کے علم جلوہ گری پر آئے کوس جنگ بجانے لگے باجا اُگن بجنے لگا پرت جنگی طنبور گڑگڑایا شہزادہ علمشاہ نے اسپ مالا کبود فرنگی اُڑایا اور سامنے تخت شاہ کے آکر عرض کیا کہ آرزوے رزم رکھتا ہون بادشاہ نے خلعت دیکر رخصت فرمایا یہ شاہزادہ جنگ پر آمادہ ہو کر اسطرف سے چلا لیکن ساحر نے اسکو آتے دیکھکر ایک بیضہ زرین درخشان برنگ مہر مبین مشرق ازجیوب سے نکالکر زمین پر مارا کہ وہ بعینہ آفتاب کی شکل زمین میں غروب ہوا دفعۃً آٹھ کوس تک زمین اونچی ہوگئی اور رنگی بنگی پشتہ دہر سونیکا چبوترہ نظر آنیلگا گویا زمین سے گنج قارونکا ابھر آیا جہانتک نگاہ کام کرتی تھی میناگزہر طرف سونیکا چبوترہ ہو کر دور تک دکھائی دیتی تھی اس چبوترہ پر برابر ہزارہا برج جواہر کے بنے تھے طلائی فرش پر الماس مرد یاقوت کے میر فرش بچھے تھے روبرو فلک کی منازل شمس میں انکے سامنے ماند تھے روے زمین کو چار چاند لگے ہزارہا چاندنے برج کے در بجرا ادا کئے شکل ابروے دلدار تھے پردے سیاہ ڈوروں پر نہیں ٹنگے تھے دل عشاق زلف دلبرین بند نشستہ تھے پردوں پر زرنگار اور بوٹے سلمہ ستارہ کے کارچوبی بنے تھے بیچ میں اُن برجوں کے ایک برج جالدار بنا تھا یعنے تمام دیوارین سنگ سونیکی تھیں لیکن شبکہ دار تھیں … خاتم بندی کا کام کیا تھا ہر شبکہ میں اُسکے گوہر آبدار آویزان تھا ایک ابر اس بنگلہ سے نکلکر زمین … پہ چھا گیا تھا اور ترشح اسمین سے ہوتا تھا عجب لطف دیتا تھا کہ سونیکی زمین پر پانی کے قطرے جو پڑے تھے گویا گوہر شاہوار بچھے تھے شاہد ارض سوتیمن رد دو … سفید تھی واقعی وہ جگہ قابل دیدنی تھی نیلا مینا ابر سنہری زمین پر چھپتا گویا نیم کے گرد مرصع … سحر نے کندن جا با تھا علاوہ تمام دنیا پر نظیر کا نگینہ جڑا تھا آب و تاب میں بہت بڑا تھا اور دیکھا سنہری زمین پر چھا گئی تھی باد سے جتنے رات آئی تھی اس ابر کے برسنے سے درخت گلزار ہرے پر بہار ہوا غنچہ دار شاخ … سے اُگتے تھے … طولانی بنتے جاتے تھے وہ گل … رنگ کے پیدا تھے جو رنگ رخسار یار گلعذار کو اپنے روبرو جھپکاتے تھے ایسی شوخی دکھاتے تھے ہر غنچہ تھا وہ خاطر بستہ کو فرحت دیکر شگفتہ کرتا تھا خوبی و نقاش کا دم بھرتا تھا دم بھر میں بہت بڑا باغ بن گیا یہ عالم ہوا کہ تختہ چمن کشور حکومت شہ گل تھا اگر آباد نام اس ملک کا بے تامل تھا رعایا سے عنادل و طائران نغمہ سنج اس اقلیم میں بستے تھے عجیب دلچسپ بستی تھی شہ گل کا حکم ہر ایک تختہ گلشن پر جاری منظم الملک باد بہاری نہ خزاں اس ملک میں سبزی رسکتی تھی باغبان وصیت دل بردی تھی مخملی فرش مخمل سبز سبزہ کا تختہ نہ بہار میں بچھا ہوا کا دل اسیر لوٹ پور ہاتھا ارض سلطنت کا ہر پھول رنگ نو تھا سب ہی صورت سرو طلب جوتھا خار ہر ایک خنجر آبدار تھا سبزہ تیر مژگان یار تھا قمری و عندلیب نقیب شکر بہار تھیں عصاے خندہ گل نکار کا تھا خوشبو تھی کہ گون ہو ہر سو تھیں ابیات

بنے وہ برج جادو سے سر راہ
رفیع الشان ور دخشن صورت ماہ
نہ آیا عیب کا اک حرف آئین
نہ موقع سے جو ہر سب ترتیب تھے
نگار و نقش ایسے خوب خوشرنگ
کھلنے دیکھے سے جسکے ہر اک رنگ
فضیلت لے گیا باغ ارم پر
کھلے ہر سو ہزاروں رنگ کے پھول
سراپا سنگ مرمر صرف آئین
کہ دیواروں پہ گل بوٹے بنے تھے
بنا تھا باغ رنگین اُسکے اندر
شگفتہ تھے وہاں سب رنگ کے پھول
بھرے جوش اور رواے تھے جاری
تصدق ہر روش باد بہاری

جب جلاے کے سحر سے یہ کیفیت ظاہر ہوئی شہزادہ علمشاہ نوجوان کے قریب پہونچتے ہی اُسنے کہا کہ اے شہزادے اس برج میں سے جو برج

کو پسند ہوا میں جا کر سیر کرو یہ کلمہ سنتے ہی شہزادہ کو خیال رزم بالکل جاتا رہا اور اُسکا مطیع ہو کر گویا ہوا کہ مع مرکب میں کہیں نجا سکونگا
اُسنے کہا مع گھوڑے میں آپکو بھیجدونگا یہ کہکر کچھ سحر پڑھا کہ اُنکے گھوڑے کے پر نکل آئے اور اُڑ کر ایک برج میں چلا گیا بعد اُنکے جانے
کے پھر سے مبارز طلبی کی ادھر سے ملک خورس کی فوج میں نقارے بجے سردار پا پیادہ ہوئے شہزادہ بادشاہ زادہ ملک قاسم علمشاہ
شیر زنگ کو چھیڑ کر سامنے بادشاہ کے آکر اجازت لیکر مقابل ساحر گئے اسنے انسے بھی کہا کہ برج میں چلو چلو یہ بھی مطیع ہو کر برج میں مع
مرکب گئے پھر اسنے نیب کی کہ کسے دیگر بیاید ایک شہزادہ داراب کشور کشا با اجازت بادشاہ سامنے اسکے آئے اور بحکم اسکے برج
میں چلے گئے اسیطرح جو جوہر سپہر شجاعت کا آیا بسان شمس سیارہ برج فلک سحر ہوا یہ جرادیکر امیر نامور نے ارادہ نکلنے کا کیا
صف بند ہوئے سے بختیارک سمجھا کہ اب حمزہ نکلیگا پس اسنے طبل بازگشت بجوادیا امیر رنجیدہ خاطر سر آپ اگاہ ہوئے لشکر
سلکر کھولی آسودہ ہوا ادھر بلا نے ایک سحر پڑھا کہ وہ باغ و برج مع نظر سے غائب ہو گئے اور ہیرے کے علمشاہ وغیرہ کو گرفتار
کر کے سامنے ساحر کے لائے اسنے کہا ان شہزادوں کو قید کیوں کیا ہے یہ ہمارے بڑے ہیں یہ کہکر ایسا سحر پڑھا کہ شہزادے اور سب قیدی
مع مرکب اُڑ کر جانب فلک جا کر غائب ہو گئے اور یہ لشکر پھر اترا اور آکر سپاہیوں نے استراحت کی بلا کا جنگلہ وغیرہ بھی غائب ہو گیا
عیار اور صبا وغیرہ جنگل سے اتر کئے اور سب اہل بارگاہ لقا ہوئے اور اپنے مقام پر جنگل نماچ دیکھنے لگے اسوقت شیطان خداوند نے بلا کی
بہت تعریف کی واہ واہ کیا خوب تم ثابت ہوئے جیسا سنا تھا ویسا ہی تمکو پایا تم نے لشکر کا اسلی تنگے خاتمہ کر دیئے مگر میں نے بخیال حمزہ
طبل بازگشت بجوا دیا خیر یہ تو سب کچھ ہوا مگر اب تدبیر اہم اعظم کرنا لازم ہے بلا نے کہا منکو بھی یہی قصد ہے کہ فرزندان حمزہ کو اسکے لشکر سے
لڑاؤں اور اسی لیے علمشاہ وغیرہ کو میں نے گرفتار بھی کیا ہے شیطان نے جواب دیا کہ شہزادہ مذکور کو بیشک تم لڑا سکتے ہو لیکن حمزہ جب
اُسکے مقابل آئیگا سحر باطل کر دیگا پس مناسب یہ ہے کہ چالاک ابو الفتح سے حکم دو کہ اسکو جا کر چرالائیں جب وہ اسکو لے آئینگے
اسوقت شہزادوں کو لڑوا کر لشکر اسلام کو تاخت و تاراج کرنا اور ان عیاروں سے یہ بھی تاکید کر دو کہ حتی الامکان بارگاہ سلیمانی
میں نجائیں بلکہ گھات میں رہیں کہ جب حمزہ سجدہ کر باہر میں جائے اسوقت یہ اسیر عیاری کریں کسلیے کہ اس بارگاہ میں بھی سحر اتر جائیگا
بلا نے کہا یہ وہ سحر نہیں ہے جو بارگاہ میں جانے سے اتر جائے یہ کہکر عیاروں سے حکم دیا کہ جا کر حمزہ کو پکڑ لاؤ عیاروں نے کہا بہت بھلا
اور منتظر شام ہو بیٹھے ہو کر ٹھہرے لیکن بصورت مبدل سرہنگ یزک خطائی عیاران لشکر اسلام برجا سوی بیان ہو
چکے انھوں نے بھی یہ ارادہ [illegible] یہ تو معلوم کر کے چند دن باقی تھی خدمت امیر میں [illegible] یہی یا دو
عرض کیا کہ آپکی گرفتاری کو عیار یعنی چالاک وغیرہ آتے ہیں [illegible] عیاروں کو [illegible] اُنکے آپکی خدمت
میں لانا چاہتے ہیں اور اس حال زبون سے رہنا انکا خدمت سحر میں نہایت رونگٹے کھڑے [illegible] تا کہ ہم
عیاری کریں امیر نے عرض انکی قبول فرمائی اور ایک تخوانہ میں اندر بارگاہ [illegible] سرہنگ
وغیرہ یہ بند دست کر کے باہر عیارانہ بھیس اور قریب شام لشکر لقا میں [illegible]
کے سامنے [illegible] اسکی صورت
امیر کی سی بنائی اور ستارہ چادر عیاری [illegible]
[illegible]

پیادہ ہوگئے سب نجم سیار، تلاش اسباب کی تھی سب کو ناگاہ، کہ آئی شام پیکر شعلہ ماہ، شام ہوتے ہی چالاک ابوالفتح حسب الحکم
ساحر بہر عیاری منظور رہے اور بیتاب وغیرہ حیلہ ہائے ناحق سے حسب چالاک ہو کر چلے جیسے ہی کنارے لشکر لقا کے پہونچے دیکھا کہ سر سنگ
ویزک صحرا کی جانب سے آتے ہیں پس یہ ٹھہر گئے اور انھوں نے بھی انکو پہچانا از بسکہ انکی تلاش میں تو آتے ہی تھے نزدیک دوڑ کر قریب آگئے
اور بہت ادب سے سلام کر کے ٹھہرے انھوں نے پوچھا کہ کہو بھائی مزاج تو اچھا ہے آج کدھر آئے انھوں نے کہا تمھارے پاس
جاتے تھے تم راستہ میں مل گئے یہ مستفسر ہوئے کہ کیوں خیر تو ہے انھوں نے کہا ہم نوکری حمزہ کی چھوڑ کر اپنے وطن کو جاتے تھے تمکو بھی چاہا
کہ دیکھ آئیں بھائی ابو حمزہ کو ایسا غرور ہو گیا ہے کہ وہ ناحق ہر ایک کو مارتا ہے گالیاں دیتا ہے کل ہمکو بھی بہت برا کہا اپنے نوکری چھوڑ دی
یہ ہماری حقیقت ہے انھوں نے سارا ماجرا سنکر انکے اوپر افسوس کیا اور کہا تمنے خوب کیا جو نوکری چھوڑ دی ہمارے مالک کی نوکری کر لو
بڑے آرام سے رہوگے انھوں نے کہا نہیں ہم اب اپنے گھر جائینگے وہ بولے کہ نہیں ہم ضرور تمکو اپنے ساتھ رکھینگے یہ کہکر باصرار تمام اپنے
ہمراہ انکو لیکر چلے اور جو خیمہ کہ انکے رہنے کیلئے [illegible] لائے خیمہ میں زینت [illegible] بہت سی شمعہائے کافوری روشن تھیں انکو
مسند پر انھوں نے بٹھایا اور کہا اب تم ہم میں ملنے ہو اس سبب سے راز اپنا تم سے کہتے ہیں ہم حمزہ کے گرفتار کرنیکو جاتے ہیں تم باطمینان تمام
بیٹھو جب ہم اسکو پکڑ لائینگے تو تمھارا حال اپنے مالک سے کہکے نام تمھارا لکھوا دینگے یہ گویا ہوئے کہ بھائی تم حمزہ کو قید کر سکو گے دیکھو
تمکو صورت بدلکر جانا ہوگا ہم جانتے ہیں وہ لوگ ہمکو ابھی تمھارا دشمن نہیں جانتے ہیں ہم باسانی اسکو بیہوش کر کے لائینگے یہ کہکر اٹھے
وہ بھی سمجھے کہ یہ سچ کہتے ہیں اسوجہ سے چپکے رہے اور روانہ ہوئے جنگل میں آکر ٹھہرے بیٹھے کچھ دیر گھسیارہ کو تو حمزہ بنا چلے تھے ہی سب
غار سے پشتارہ لیکر دوش پر رکھا اور خیمہ میں انکے آئے انھوں نے کہا بھائی لائے کہا ہاں لیجیے لائے وہ بہت خوش ہوئے کہا آپ تو ہیں
ہم اسکو اپنے مالک کو دیکر آتے ہیں یہ کہکر وہ پشتارہ اٹھا کر شاداں و فرحاں بارگاہ لقا میں آئے یہاں ابھی سویرا اعتقاد دربار برخاست
نہ ہوا تھا بختیارک وغیرہ بیٹھے تھے کہ انھوں نے پشتارہ لا کر سامنے رکھ دیا اور کہا لیجیے ہم حمزہ کو بدقت تمام لائے اور دو بھائی ہمارے اور آ کر
شریک ہمارے ہوئے ہیں [illegible] سرکار کریں اسوقت انکی خاطر و مدارات کرنے اپنے خیمہ میں جاتے ہیں صبح کو مع انکے حاضر خدمت
ہونگے یہ عرض کر کے اپنے خیمہ میں چلے آئے یہاں شراب کباب وغیرہ تو موجود کر ہی گئے تھے سر سنگ ویزک نے جام سے بیہوشی آلودہ کر رکھے
تھے جب آئے کہا بھائی صاحب ابھی تو نہیں پی انھوں نے کہا خوب پی چکے ہیں جب سے آپ گئے تھے اسوقت سے پی رہے تھے اب آپ پیجیے
یہ کہکر جام بھر کر دیا وہ بے اندیشہ پی گئے اور بیہوش ہوئے انھوں نے انکو کمند سے باندھ کر چادر میں لپیٹا اور پشتارہ دوش پر دونوں نے
رکھا اور اس خیال سے کہ در خیمہ پر ملازم وغیرہ رکھے ہیں شاید روکیں پس پشت کیطرف سے خیمہ چاک کر کے باہر نکلے اور اپنا راستہ
لیا ادھر بارگاہ میں بختیارک نے پشتارہ سے امیر نقلی کو کھلوایا اور [illegible] کر زنجیر کی قید جسم پر پہنا کر ہوشیار کیا جب آنکھ اس گھسیارہ کی
کھلی اس بارگاہ کی شوکت دیکھ کر پہلے تو دنگ ہو گیا جب بختیارک نے [illegible] پکار کر کہا کہ اے حمزہ ذرا آنکھ کھولکر اپنی حقیقت دیکھ کہ کوئی گھڑی
میں قتل ہوا چاہتا ہے گھسیارہ نے مرنے کا جو نام سنا گھبرایا اور اپنے تئیں طوق و زنجیر میں مقید دیکھ کر پکارا کہ گھسیارا ہوں ارے کیا کسو دی
ان الفاظ کو سنکر بختیارک نے صلوات پڑھی اور کہا یہ حمزہ کبھی نہیں ہے [illegible] منہ گرم پانی سے دھلواؤ معلوم ہو جائیگا جو کوئی ہوگا پس اسیوقت
آب گرم سے ہاتھ منہ دھلوایا رنگ و روغن عیاری جاتا رہا فاعل گھسیارہ نکل آیا اس سے پوچھا کہ بتا تو کون ہے اسنے کہا میں گھاس کاٹنے
گیا تھا [illegible] گھسیارہ ہوں جب بلاؤ یہ سنکر غصہ آیا اور حکم دیا کہ چالاک کو لاؤ [illegible] ہاں جو گئے معلوم ہوا کہ دو عیار آئے تھے وہ پکڑ لے گئے

یہی حال آکر ساحر سے بیان کردیا اسنے اس گھسیاند کو تو چھوڑ دیا اور کہا عیارونکو وہ لیگئے ہین تو کیا ہوا انکا کسیطرح نہ ترینگا اور وہ پکڑ کر ہلاک ہوجائینگے یہ کہکر بہر آرام و راحت دربار سے غائب ہوگیا القا بھی دربار برخاست کرکے خوابگاہ مین گیا ادھر سرہنگ وزیرک ان دونونکو خدمت امیر مین لا نشاد رزیادہ بیورات جاچکی تھی امیر معروف طاعت الٰہی تھے ان دونونکا حال سن نہ سکے قید کرادیا چنانچہ عیارون نے انکو قید خانہ کر دخل زندان کیا اور آپ آرام پذیر ہوئے جب طوق ہالہ ماہ وزنجیر کہکشان جسم قیدی شب سے اتری اور حال اسیر سیاہ گون روشن ہوا نظم

ہوا پیدا جو شاہ چرخ اخضر	جلوس اسنے کیا تخت سحر پر
ہو دنیا کی جہان مین شعشۂ نور	ضیا سے خانۂ عالم ہوا معمور

صبح کو بادشاہ نامور وامیر دادگر بارگاہ سلیمانی مین آکر زیب دہ تخت دنگل ہوئے سردار و دنشے حیکل ہوئے عیار حاضر ہوکر قصہ شبینہ زبان پر لائے بادشاہ نے حکم حاضر کرنے چالاک وغیرہ کا دیا اسی اثنا مین سیارہ وغیرہ جو عیاری کو گئے تھے ساحر تو غائب ہونے سے یہ عیاری کچھ نہ کرسکے پھر کر بارگاہ مین آئے اور حال گرفتاری چالاک وغیرہ سنکر امیر کی خدمت مین عرض پیرا ہوئے کہ حضور بارگاہ مین عیاران سحور کوان ندمین درائم اعظم کی چال کا سحر دفع فرمائین ہماری عیاری کو ملاحظہ کرین کہ ہم کس طرح سے اسکی حرکت کہ جسنے انکو سحور کیا ہی [illegible] الغرض سرداران قید تو بہی ہار سلاتے ہین کیونکہ ہم عیار و نیز اسنے آتے ہی [illegible] لگی ہر تو ہمکو بھی چاہیے کہ سیاعوض [illegible] نصرت کے کرین [illegible] یہ عین تمنا مین امیر نے انکی جرات و ہمت پر آفرین کی اور عیارونکا بلانا موقوف کیا سیارہ وہان سے اپنے اقرار کے پورا کرنیکو روانہ ہوا اور یہ [illegible] گو سب ساحر ظاہر ہوکر دربار مین اپنے خداوند کے آگئے تھے اور ماہ جادو سپہ سالار لشکر ہی اپنے خیمہ مین بہر انتظام فوج بیٹھی تھی کہ سیارہ بصورت [illegible] آیا اور اندر جانیکی فکر مین تھا اتفاق سے ایک کنیز خدمتی ماہ کی خیمہ سے نکلی اور ایک طرف کسی کام کو چلی اسنے اشارے سے اسکو بلایا اور کہا عجب تماشا ہے یہ جو سامنے پہاڑی ہے اسپر چڑھکر ہمنے دیکھا تو ایک جادو اسی شکل معلوم دیتی ہے تم بھی جاکر دیکھو [illegible] جس مین کوئی ساحر نہ آیا ہو اور انکا یہ حال بنا ہو کنیز بیچاری کی عقل پر [illegible] سنکر اوندھی ہوئی اور اپنی راہ چھوڑ کر دم مین آکر اسکے ساتھ چلی جب یہ کنارے لشکر کے اسکو لایا کہا دیکھو یہان سے ہی دکھائی دیتی ہین وہ [illegible] دیکھنے لگی اسنے بیہوشی کا بادہ بھرا ہوا اسکے منھ پر پھیر دیا وہ چھینک مارکر بیہوش ہوگئی اسنے اسکو سناٹے کیجگہ پر لیجاکر ایک غار مین ڈالدیا اور [illegible] رنگ و روغن عیاری سے اسکی شکل اسکی صورت کے شکل اپنی بنائی [illegible] ہونٹونپر [illegible] لگا کر لالی جمائی بالونکو سمیٹ کر جوڑا باندھا ہلکا رنگا ہوا پیازی دوپٹہ اوڑھا [illegible] صورت حالت ملاحت [illegible] عشق دلبری مین طاق بنکر نظم

سنوارا بی لعبت چین و تاتار	وہ میچھی [illegible] آئینہ سے کہا
آئی [illegible] دہن سے خوشبو [illegible]	[illegible] شادی [illegible]
[illegible]	[illegible]
ہوا اسکے [illegible]	خدائی کو کوئی دیتا ہے تشہیر

وہان سے اٹھلاتا [illegible] عالم [illegible] خیمہ ماہ مین آیا اور سامنے اسکے آتے ہی قہقہ مار کر ہنسی اسنے کہا [illegible] کچھ تو دیوانی ہوئی ہی مین نے جس کام کو بھیجا تھا اسکا حال بتلا تو ہنستی کیون ہے اسنے ان باتونکے جواب مین پھر ایک قہقہ مارا اور [illegible] پیٹ پکڑ لیا اور لوٹ [illegible] ہنسنے شروع کیا آنکھونمین فرط خندہ سے آنسو بھر آئے ہا ہا کا شور [illegible]

تھی ماہ بہت حیران تھی کہ کمبخت کیا زعفران کا کھیت دیکھ آئی ہے کچھ آسیب ہو گیا ہے کیا۔ جراحی جو ہنستے جاتی ہے بس وہ غصہ سے بگڑ گئی اگر رنڈی حواس میں آ ہوش کی ہو وا کر یہ تشفی مجھکو ابھی نہیں معلوم تھی سب بتا مجھے بیٹی وہ دی قسم کہ کیوں ہنستی ہے بس ہاتھ رکھ کر کہا یہ کا بیکو بتا میں جو ہنستے مرا جاتا ہے اسنے مشتاق ہو کر کہا دیکھیں دیکھیں ہنستی ہوئی بھاگی دریچے دوڑی کہ ہوئی شامت آئی ہے مارے جوتیوں کے فرش کر دونگی او موئی کاٹی بندہ کو دن لگے ہیں خدا کی شان کچھ پایا جو ہے تو ہنسے جاتی ہے کہتی ہوئی اسکے پیچھے باہر خیمے کے آئی اور کہا قسم سامری کی اب جو بھاگی تو سحر کی بجلی گرا کر تجھکو جلا دونگی کنیز نے کہا حضور ای دور تو آپ ہی چلی ہیں اور کچھ دور چلی آئیے تو میں کھیلے میں آپکو دکھا دوں یہ ملکہ دو رست بلائیں لیں کہ میری پیاری اچھی بیوی میں تمھارے صدقے میں میں تمھارے واری تھوڑی دور اور چلی آئیے وہاں بہت آدمی آتے جاتے ہیں چیز چھپ جائیگی اسنے اس طرح اسکے چھپانے اور جتیا ماکر سکو بھی بڑا تعجب کیا اور بہت اشتیاق پیدا ہوا کہ نہیں معلوم کیا اسنے پایا ہے جو ایسی باتیں کرتی ہے یقین ہے کہ شادی مرگ ہو چلی ہے دیکھیں ضرور چاہیے اور اگر نایاب مانند کوئی چیز ہو تو اس سے لینا چاہیے کیونکہ لشکر خداوند کا اور اہل سامری کا اترا ہوا ہے نہیں معلوم کسیکا کیا گر گیا ہے جو اسنے پایا ہے پس یہ سوچکر ہمراہ کنیز نقلی صحرا میں آئی کنیز مذکور روبرو آکر ٹھہری اور پاس آکر بیوی کی بلائیں لیں کہ میری بیوی کسی سے ذکر نہ کرنا اس بلائیں لینے میں ہاتھ تو بیہوشی سے بھرا ہوا تھا ماہ چھینک کر بیہوش ہو گئی [illegible] اسکو [illegible] بند کیا اور [illegible] لیکر لباس اسکا پہنکر اس غار پر گیا کہ جسمیں کنیز کو بند کر آیا تھا اور اسکو کپڑے اسکے پہنا کر ہوشیار کیا اسنے ہوشیار ہو کر اپنی بی بی کو دیکھا پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے اسنے کہا تجھے عیار بیہوش کر کے ڈال گیا تھا میں نے بڑی دقت سے تیرا حال دریافت کیا [illegible] یہ کہکر اسکو ہمراہ لیکر بارگاہ میں آکر بجائے ماہ بیٹھا اور دربار میں بلا جادو نے چوبدار بھیجکر ماہ کو بلایا کہتا ہے کہ آج تم ہمارے پاس کیوں نہیں آئیں چوبدار نے آکر پیام کہلایا یہ مع چند کنیزوں کے بارگاہ لقا میں گیا اور پاس جا کے بیٹھا ادھر ادھر کی باتیں کرکے ذکر [illegible] چھیڑا بلا نے کہا چالاک وغیرہ کو عیار لیگئے ہیں اگر وہ اچھے کسطرح ہونگے [illegible] ماہ نے کہا اے بلا [illegible] اپنے سحر [illegible] کہ وہ قید میں [illegible] تو حمزہ [illegible] چھوٹتے ہی پاس چلے آئیں قید میں انکو مبارک کر دینے سے کیا فائدہ ہے بلا کو یہ تقریر پسند آئی کہا [illegible] اسکو [illegible] اگرچہ عیار [illegible] کہ ماہ کو کیا ہو گیا ہے جو [illegible] سحر دفع کرائی ہے [illegible] منع کر سکا اور نہ کہہ سکا کہ ماہ میں کوئی عیار ہے کیونکہ [illegible] گمان غلط ہو غرض بلا نے حسب مشورہ ماہ سحر [illegible] چالاک و [illegible] اطاعت میری [illegible]

[illegible]

دیکھا تو کرین جادو مین کہنا بھول گیا تھا حضور ورنہ وگرنہ بڑی مطلب کی بات ہے چوبدار نے جاکر پیام ادا کیا ماہ نقلی نے کہا جاؤ عرض کرنا کہ حاضر ہوتی ہون چوبدار تو ادھر گیا یہان اسنے دل سے تجویز کیا کہ تو بھی تو جو آیا تھا یہ کرر جو بلایا ہے ضرور اسمین فتور ہے یہ سوچکر ایک کنیز کو پاس اپنے بلایا اور سب کو ہٹا کر اس کنیز کو حباب مار کر بیہوش کیا اور بہت جلد ماہ جادو کی سی صورت اسکی بنائی اور اپنی صورت پر ایک چہرہ جوگی کا ایسا لگا کر چڑھایا کپڑے اتار ڈالے لنگوٹا باندھکر اس کنیز کو ہوشیار کیا اسکی جو آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک جوگی لنگوٹا مارے کنڈل کانون مین پہنے آنکھون مین لال لال ڈورے داڑھی بڑھائے بھبھوت لگائے بیٹھا ہے اسنے اسکو سلام کیا اسنے آئینہ نکالکر اسکے ہاتھ مین دیا اور کہا اپنی صورت دیکھو تمکو بحکم سامری مین نے آکر ماہ جادو بنایا اور ماہ پر غضب سامری کا آیا وہ غائب ہوگئی اب تمھین مالک ہو مین کنیز یہ سنکر خوش ہوئی جوگی تو اٹھکر چلا گیا اور کنیز بیٹھی اور دونون نے جو باہر خیمہ کے تھے جوگی کو جاتے دیکھا لیکن کچھ روکنا بغیر حکم ملکہ مناسب نہ سمجھے غرضکہ یہ تو نکل گیا اور وہان چوبدار نے جاکر عرض کیا کہ آیا چاہتی ہین جب بہت عرصہ ہوا اور ماہ نہ آئی بختیارک نے کہا ہم نہ کہتے تھے کہ وہ اور کوئی صاحب ہین اب بھلا وہ کب ہاتھ آتے ہین اپنا کام کر گئے سحر اتروا دیا اب بلا سیار دن نے کونسے کم مین گم کر دیا ہے **افراسیاب** جب کہ پشیمان ہوگیا ہے تو تمھاری کیا اصل ہے بڑا غضب ہے یہ چالاک کبھی کا چھوڑا گیا اب وہ بھی عیاری کو آئیگا وہ ملکہ کا عیار ہے اپنے مسحور ہونیکا بدلہ لیگا بلا نے کہا چالاک لیگا تو کیسے مار ڈالونگا کیا کر لیگا لیکن **ماہ** کے نہ آنے سے میرا بھی دل کھٹکتا ہے اچھا دیکھو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے یہ کہکر جھولی سے ورق کتاب سحر سامری نکالے کیونکہ یہ ساحر بڑا زبردست ہے بہ نسبت اسکے پاس بھی ورق مین یہی لکھا تو نہین اسنے دیکھا لیکن بقدرت خدا اور تو کچھ نہ دیکھا صرف یہ جو کیا کہ ماہ کہاں ہے اور یہ جو میرے پاس آئی تھی **سیاہ** صابی عیار تھا اصل ورق مین لکھا کہ جو تیرے پاس آئی تھی بیبیار عیار تھا اور ماہ اصل فلان غار مین بیہوش پڑی ہے اور برہنہ ہے صرف ایک لنگوٹی بندھی ہے یہ دیکھکر اسنے اوراق تو رکھ لیے اور **بختیارک** سے کہا واقعی آپ سچ فرماتے تھے یہ عیار بد بلا ہین آفت زمانہ مین کہ **بیت** سکھائین چیونٹی کو بھی کہ گئی راہ مکر سے شیطان گمراہ کو بھی گمراہ **بختیارک** نے کہا اب جس طرح ممکن ہو فریب نقرہ کرکے ماہ کو محل مین عیار یہ بیان بلوائیے اور ایک گولہ سحر کا ماریے تاکہ کام اسکا تمام ہوجائے جب اس کام سے فارغ ہو لیجیے تو جلد ماہ اصل کو غار سے نکال لیجیے اور اگر پہلے اسکو نکال لیجیے گا تو عیار مذکور بھاگ جائیگا اسکو یہ رائے پسند آئی اور چوبدار پھر روانہ کیا کہ جاکر ماہ سے کہے کہ تم اگر کسی کام مین ہو تو مین خود آتا ہون یا ایک لمحہ کیلیے تم ہو جاؤ ٹھہرنا نہین چلی جانا چوبدار حسب الحکم روانہ ہوا اور پیام جاکر ماہ کو دیا اسکو جانا منظور کیا منظور تھا کیونکہ محل مین یہ کنیز ہے پس ہمراہ چوبدار اٹھکر روانہ ہوئی ادھر سے تو یہ چلی ادھر **چالاک فی ابوالفتح** جو عیاری کیلیے روانہ ہوے تھے صورت اپنی فراش خدمتگار کی سی بنا کر داخل بارگاہ ہوے اسی اثنا مین ماہ یعنی کنیز بھی پہنچی پس اسکے سامنے پہونچتے ہی بلا نے یہی خیال سے کہ یہ عیار ہے بھاگ نجائے ایک گولہ فولادی سحر کا بالارادہ ماہ نقلی کے سینے پر مارا وہ بھی غافل تھی اسوجہ سے سحر نہ پڑھ سکی گولا سینہ توڑ کر پشت کے پار نکلگیا اور علامت مرگ ساحرہ ہوا پیدا ہوئی **بختیارک** گھبرا کر کھڑا ہوگیا اور پکارا کہ ملکہ بلا تمنے قتل کرنے مین جلدی کی ہے یہ ساحرہ اتنا جلد مرنا نہین جانتے تھے دیکھیو وہ نہ ہلاک ہوے یہ کوئی اور تھا ادھر تو شیطان تسخر کرتا تھا ادھر کنیز کے سر سے غل مچا اور تھا آواز آئی تھی کہ افسوس ہے مارا نرگس جادو کو یہ صدا سنکر بلا کے ہوش اڑ گئے کہ یہ تو تھی کنیز خاص ملکہ **ماہ** کی قتل ہوئی عیار نہ مارا گیا **بختیارک** مسکرایا کہ وہ ایسے ہی ہین کہ انکی الابلا سے ایسی لونڈیان بہت مرجاتی ہین وہ بھلا مرنا کیا جانین ایسا سبق تو وہ پڑھے نہین یہ کتاب تو انکی نگاہ سے نہین گذری کہ زندگی پر حرف انکے آئے کہاں مرنا کہاں وہ منزل تو بکامرگ ہے اور وہان سے فاصلہ رہتا ہے جو ایسے ہی وہ مرجایا کرین تو ساحرون کو کون مانے کہ **نظم**

کبھی موت اپنی آتے ہی نہ دیکھی	ہزاروں ساحروں کی جان لے گی
جلاکو ہیں وہ بہر قتل اعدا	وہ ہیں جینے کی نسبت میں مسیحا

بلا اسکے کھیل سے ایسا گھبرایا کر چاہا کہ غائب ہو جاؤں اور سوچتا تھا کہ یہ کیا طلسمات
ہے گمان یہ تھا کہ عیار نے ماہ کو غار میں ڈالدیا ہے اور آپ اسکی صورت بنکر بیٹھا ہے یہاں عیار کے عوض کنیز نکلی کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ
کیا ماجرا ہے کیا کنیز عیار تھی۔ ویسے ملکی تھی پھر یہ نہیں معلوم کہ اسنے صورت کیونکر بدلی اور مجھے کیا پڑی تھی جو عیار دشمن سے سحر اثر والی
ایسی سوچ میں تھا کہ چالاک جو خدمتگار بنا بیٹھا تھا اسنے ایک حول ہاتھ ہونک کر اسکے سر پر لگائی اور کہا اے سوچتا کیا ہے بس ختم ہوا
ولد الحرام شیطان ابن شیطان بختیارک ملے ایمان سے تیری کنیز کو اسوقت قتل کر دیا یہ نعرہ سنکر اور دھپ کھا کر بلا چاہتا تھا کہ سنبھلے
چالاک سر ابچہ فرار ہو نکلگیا اور بختیارک پکارا کہ بہت تیرے کی بہت ساحری بگھارتا تھا بیمار کا شدہ یہ پہلی چوٹ ہے اس دھپ کے
پڑتے ہی گویا نجات ہوگئی مرشد زادے کا ہاتھ سر تک پہونچے سرفراز ہوے سر پر ہو کہ سر منظور نظر ہو چکا ایکدن نذر کرنا ہو گا بلا بہت
گھبرایا اور لقا سے عرض کی کہ یا خداوند یہ کیا معرکہ ہے اس خرس سحر لے بیخبر دی ہے کہا کہ میں اپنی نیرنگی کا کرشمہ قدرت کا تماشہ دیکھتا ہوں اے بندہ
مگر تیری سمجھ میں نہ آئیگا اور تیرا اعتقاد فاسد ہو گیا ہے جلد بارادت تمام سجدہ کر اسنے سجدہ کیا اسوقت اسنے کہا کہ تونے عیاروں کی نسبت غرور
بہت کیا تھا تو آ بندہ میرا نہ بچی الغرض انکی حقیقت نہ سمجھنے سے انہیں کو تجھپر غالب کر دیا کہ وہ بھی میرے پیارے بندے ہیں جب تو میں
انکی خدمت نہیں کرتا ہوں اور انکے ہاتھ سے بھاگا بھاگا پھرتا ہوں اب خبردار انکو حقیر نہ سمجھنا یہ تقریر سنکر اسنے توبہ کی اور بختیارک نے کہا
اے بلا اب چوادکو عیاروں سے لڑا لائیں اسنے کہا اچھا چلو یہ کہکر روانہ ہوا بختیارک آگے آگے یہ پیچھے پیچھے چلا یہ تو اس فکر میں دونوں چلے مگر ادھر
تماشہ یہ ہوا کہ سیارہ جو ماہ کنیز کو بنا کر آپ جوگی بنکر نکلا تو سیدھا اسی غار پر آیا کہ جہاں ماہ کو بند کر آیا تھا اور اسکو اس خیال سے کہ حال
کنیز کا ظاہر ضرور ہوگا اور تلاش ماہ کی ضرور ہوگی جب پتہ نہ لگیگا تو بلا اپنے سحر سے دریافت کریگا کہ ماہ غار میں ہے بس وہ یہاں اسکو نکالنے
آئیگا چنانچہ تم کچھ دیر ٹھہرے رہو تاکہ وہ سحر سے حال ماہ دریافت کرے پھر اس غار میں آوے یہ سنکر تم پڑ رہو اور عیاری کرو یہ تجویز کرکے کچھ دیر
ٹھہر کر غار سے ماہ کو نکالکر ایک درخت پر چڑھکر کسی شاخ سے تو نگی آڑ میں باندھ دیا اور اسکی صورت بنکر ڈالی سے برہنہ لنگوٹی باندھکر
غار میں جا کر اپنے تئیں مثل بیہوشوں کے بنا کر پڑا ادہر حال ماہ پہلے ہی بلا دریافت کر چکا تھا اسکے ٹھہرنے کی بھی کچھ ضرورت نہ تھی اب جو یہ
غار میں ٹھہرا وہ تو چل ہی چکا تھا کچھ عرصہ اسکو ٹھہرے ہوے نہ گذرا تھا کہ وہ آ پہونچا اور ماہ سمجھکر اسکو غار سے نکالا دیکھا کہ برہنہ بدن
ہے بیہوشی سے خستہ تن ہے اسنے پانی چھڑک کر ہوشیار کیا جب ماہ نقلی کی آنکھ کھلی پوچھا کہ کیا ماجرا ہے اسنے سب حال بیان کیا اور اسکو
لیکر چلا اور راز لبکہ وہ برہنہ تھی اسوجہ سے بارگاہ خداوند میں نہ گئی اپنے خیمہ میں آئی بختیارک نے کہا میں جلکر خداوند سے خوشخبری سناتا
ہوں اے ماہ کپڑے بدلکر تم بھی آؤ اسنے کہا اچھا بس شیطان تو چلا گیا اور بلا بیٹھا رہا ماہ نقلی نے پوشاک نکالکر پہنی اور موقع جو پایا چاہا
کہ بلا کو مار ڈالوں لیکن براہ کر مصنوعی اگر گویا ہوا کہ اے بلا کہ عیار میں یہ غضب یکجو کر میرا یہ حال لعینوں نے کیا اب مجھے یہ کھٹکا ہے اور اکہیں
تمکو اے بلا وہ آکر بیہوشی نہ پلادیں اور ہلاک کریں اسنے کہا یوں تو مرے لیے جو تم خود آئی ہو میں غرور نہیں کرتا ہوں کہ خداوند کے خلاف ہو گر تا
جانتا ہوں کہ شاید مجھکو بیہوشی اگر پلا دے تو سحر کے زور سے مجھے چھینک نہ دیں اور کس علاج سے میں بیہوش نہ ہوں اور اگر کوئی مجھکو ضرب لگانے تو یہ سحر کے نام
اسکا پکڑ لیتا ہے سیارہ نے جو یہ باتیں سنیں دل سے کہا خوب ہوا جو میں نے اسکو بیہوشی اسوقت نہ دی نہیں تو حال میرا ظاہر ہو جاتا اب اور کوئی
تدبیر کرنا چاہیے یہ سوچکر دوسرا الگر پھیلا یعنی چہرہ غضبناک بنا کر کہا اے بلا مجھکو تو اسوقت غصہ ہر کرچی چاہتا ہے سب مسلمانوں کو جا کر

بعوض اپنی ذلت کے ابھی قتل کردون و اپنی جان دل ارزان چھاوڑ ونکے ٹکڑے اڑا دون اسنے کہا اے ماہ صبر کر خداوند کی تقدیر پر سب کام موقوف ہین
ابھی مرضی خداوندی نہین ہے کہ یہ مسلمان قتل ہون مینے کہا اگر سبکو قتل کرنا ممکن نہین تو وہ مسلمان جو قید ہوچکے ہین انکو تو میرے حوالے
کرو تاکہ انکو ہلاک کرکے اپنا دل غمگین شاد کرون ورنہ فرط رنج سے مین اپنی جان دیدونگی یہ کہکر ایسا روئی اور قلق لائی کہ بلاجین بیگ نے
کہا اے ملکہ تم روتی کیون ہو مین قیدیون کو منگائے دیتا ہون یہ کہکر سحر پڑھکر دستک دی کہ فوراً کیطرف سے اسیطرح سے گھوڑے پر سوار علمشاہ
وغیرہ جملہ سرداران مقید اتر آئے سحر سے بے حس و حرکت تھے اسنے کہا انکے سر کاٹو ماہ فلک نے کہا اگر انپر سحر انپر سے دفع کرد مین
انکو پہاڑ پر لیجا کر بلندی پر سے نیچے گرادون کہ چور چور ہوجاوین یہان انکی حمایت کو بھی نہو کہ حمزہ آجائے اسنے اسکی خاطر سے
سحر بھی دفع کیا کیونکہ غارت اسکو نکال لایا تھا کوئی دغدغہ تو اسکی نسبت تھا نہین سب قیدی اسکے حوالہ کیے یہ پاس ان قیدیون کے
گیا اور بظاہر سحر پڑھکر انپر پھونکا اور جونکہ وقت جب قریب لا چکے سے کہا مین سیارہ ہون تم سبکو چھڑانے آیا ہون کچھ بولنا نہین ورنہ
پھر گرفتار سحر ہوجاؤگے تمپر سحر اثر نہین ہے وہ بجنگ خبردار ہوے تھے اسکے کہنے سے خاموش ہو رہے اور یہ سبکو لیکر حمیت نکل تب تک
لشکر مین پہونچا ادھر سے بختیارک جو چھپا تھا اسنے دیکھا کہ ماہ سب قیدیون کو لیے جاتی ہے بڑا تعجب کیا اور کہا اے ماہ انہین کہان
لیے جاتی ہو اسنے ایک رقعہ نکالکر جھولی سے اسکو دیا کہ ملکہ یہ رقعہ خداوند کے پاس لیجاؤ اور جواب لیا جلد تر آؤ تو یہ سامنے بیابان
ہے مین وہان ان سبکو لیجا کر تمہارا انتظار کرونگی تم آجاؤگے تو انکو قتل کرونگی راہ مین اس رقعہ کو نہ کھولنا ورنہ دغا ہوئی بختیارک جو اسکے
کچھ فطنت تو عیار کا ہوا اگر سمجھا کہ یہ جو عیار ہوتا تو سر جاکر سحر زور کر اسطرح چلاگا نہ بچا جاتا سحر اثر نہ کرے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی
تک سحر ماہ مین گرفتار ہین پھر سوچا کہ ماہ یہ عیار ہو اور اسنے کہہ دیا ہو کہ چپکے رہنا تاکہ پیدا ہو جب سے سب خاموش ہین پس اسکو دیکھنا چاہیے
پھر خیال مین آیا کہ تو کیا ہی ایسا نہو سوار مجھکو مار ڈالین یہ سمجھکر رقعہ لیکر چلا ادھر تو تم سردارونکو سیارہ اپنے لشکر مین لایا اور
چالاک وغیرہ بھی امیر کے آئے سردار آکر آداب بجالائے ہر ایک نے امیر نے خلعت فاخرہ سبکو دیے سیارہ کو خلعت و انعام سے
نہال کیا پھر حکم آغاز ہونے جلسے مسرت کا دیا ناچ ہونے لگا یہان تو یہ خوشی ہو رہی تھی لیکن سیارہ پھر چلا کہ ماہ جو درخت پر بندھی تھی اسکو
اتار کر پھر غار مین ڈالدون تاکہ مبادا کسی کے دھوکے سے شاید ساحر آکر رہا کر ڈالین غرضکہ وہانسے صحرا مین آکر ماہ اصلی کو درخت سے اتار کر اور
اسی غار مین کہ جسمین پہلے اسکو رکھا تھا لایا گر اتنے عرصہ مین بختیارک نے رقعہ خود پڑھا اور ہنستا ہوا خیمہ مین گیا اور بلاجین ہوا
انتظار کر رہا تھا کہ سردارونکو قتل کرکے ماہ آتی ہوگی کہ یہ پہونچا اور کہا آپ یہان بیٹھے کیا کرتے ہو آخر سردارونکو ہاتھ سے کھو
بیٹھے کہا کیون کچھ کہو تو اسنے کہا کیا خاک کہین چلو خداوند کے پاس سب کھل جائیگا بلا گھبرایا اسنے لقا سے کہا یا بختیارک نے
عرض کیا کہ خداوند اسے ملاحظہ فرماین مرشدزادے دیکھیے ہین اس مردود نے کہا تو پڑھکر سنا اسنے باواز بلند پڑھا مضمون
یہ تھا کہ اے میمون بادیہ بچت کے خنزیر پہلے خواری و ذلت ان سحر کرنیوالونکو اپنے یہانسے نکالدے اپنے سر سے ہمارے گرنہ پہنچائیگی
بلا ٹالدے نہین تو وہ روز بد میرے ہاتھ سے دیکھیگا کہ کبھی کا ہیکو کسی دشمن نے دیکھا ہوگا ہم سیارہ بن عمرو سب سردارون جمع
لیگیا یہ مضمون سنکر لقا نے کہا وہی ان عیارونکو مین نے ایسی ہی قدرت دی ہے جیسا کہ دعوے کرتے مین یہی ہون اللہ اکبر بلا یہ شعر سنکر گھبرایا
اور کہا یا خداوند یہ آپ کیا فرماتے ہین لقا نے کہا اے دلت سچی فرماتے ہین عمرو و تیر مجھکو خراب کریگا اسنے کہا مین کبر کبھی جگہ نہ دونگا
اس مردود نے جواب دیا تو ہم تجھکو سب پر غالب کرینگے بلا کو اس کلمے سے فی الجملہ تسکین ہوئی لیکن ایسا خوفناک تھا کہ سحر پڑھکر اپنی

صبا کو طلب کیا وہ بردے ہوا ہی ہی ہی اسکے سحر کرنے سے بارگاہ میں اتر آئی دیکھا کہ بھائی میرا گھبرایا ہوا ہے اسکو پریشان دیکھکر قریب آ کر بیٹھی اور کہا بھائی بھیا خیر تو ہے تم اداس کیوں ہو بولے سنو سارا ماجرا عیاروں کا اسکے بیان کیا اسنے حال سنکر بہت کچھ تسلی دی اور کہا تم گھبراؤ نہیں میں مقابلہ کر کے کام ان عیاروں کا تمام کر دونگی اور جملہ اہل اسلام کا خاتمہ کر کے خداوندی خدائی کا خرخشہ مٹا دونگی اچھلے بھائی بھیا اب تم دیکھو کہ ماہ کو عیار نے کہاں رکھا ہے اسنے اسکے کہنے سے سحر اوراق نکالکر دیکھی معلوم ہوا کہ پہلے درخت پر باندھا تھا مگر اب ہانسے اتار کر غار میں لیگیا ہے یہ دیکھکر صبا نے کہا اسنے کہا ایسے میں چلو اس عیار کو بھی پکڑ لیں اور ماہ کو بھی بارگرین اسنے کہا چلو یہ بردہ سحر دونوں اڑکر چلے اگر سیارہ غار میں ماہ کو بٹھا کر اور دہن غار پر کمند لگا کر صفہ ہائے کمند خس پوش کر کے غار سے نکل تھا کہ یہ آکر پہونچے سیارہ انکو دیکھکر بھاگا اور دورہ کوہ میں چلا گیا انھوں نے جاتے دیکھکر فرط خوف سے سحر بھی نہ کیا اور غار میں آکر جب انکو دیکھا کہ ماہ بیہوش پڑی ہے یہ دیکھکر جلا جیسے ہی غار میں اترا کمند میں پھنسکر گرا لاشی ہو کر گرا در سمجھا کہ مجھکو عیار نے پکڑا اسی ایسا بدحواس ہوا کہ چیخنے لگا ہائے بیوی بس دوڑو مجکو مارے ڈالتا ہے صبا بھی اسکے چیخنے سے گھبرا گئی لیکن ادھر ادھر دیکھکر کچھ اسنے سحر پڑھا کہ کمند جل گئی اور بلا جیو تا سیدھا نکلکر بھاگا صبا بھی مارے خوف کے غار میں نہ گئی مگر ایک تیر بھیجی کرد وجا کر وہ کو سے آیا ہیا سکر لیکر بلا کے پاس بارگاہ میں آئی اور کہا اوراق میں دیکھو کہ یہ سچی ماہ ہے یا نہیں اسنے سحر اوراق دیکھے معلوم ہوا کہ یہ اصلی ہے کچھ خوف نہ کرو جب یہ دیکھ لیا تو ماہ کو ہوشیار کیا لباس شاہ کر پہنایا اور سارا ماجرا اس سے بیان کیا بختیارک نے سب کیفیت کمند میں پھنسنے کی سنکر کہا کہ اے بلا بڑی خیر ہوئی کہ تم بچ آئے غنیمت سمجھو بیشک وہاں غار کے کسی کونے میں ہونگے یہی بلا نگلی: یک بانہ خنجر کا نہ انھوں نے رسید کیا صبا نے کہا کہ تم اور دھمکا کے مارے ڈالتے ہو وہ ہوا یار کیا حقیقت رکھتا ہے میرے سامنے سے بھاگ گیا اگر ٹھہر جاتا تو مارا ہی جاتا شیطان نے کہا اگر تم غرور کرو گی سزا پا چکے ہیں اب ہم بازی ہو دیکھو وہ بیان کہیں ہونگے سنیگے تو ناک کاٹ لینگے صبا نے یہ کلمہ سنکر جھلا کر کہا کہ اچھا اب میرے نام پر طبل جنگ بجواؤ کہ میں سب سلمانوں کا خاتمہ کر دوں یہ کہکر مصروف میخواری ہوئی چنانچہ اس ہنگامہ میں دن تو گزر ہی چکا تھا اور ماہ آسمانی بصورت نورانی غار تیرہ ظلمت سے نکلا اور بختیارک نور لیکر آفتاب غار مغرب میں گیا ابیات

ہجوم شام نے گیسو کو کھولا — تصور میں نگاہوں کو جو تولا — بہت تھا بخت عاشق سے بھی تاریک
بشکل قصد آ پہونچا وہ نزدیک

صدائے طبل جنگ بیدار بنگ لشکر ساحران میں بلند ہوئی عیاران با نام و ننگ شاہ قوی جنگ میں حاضر ہو کر دعائے درگاہ دولت بعز و عجز و منت بجا لائے اور عرض پرداز ہوئے کہ نظم

ملک بارگاہا فلک وقار — شہنشاہ عالم ہیں تیرے گدا — سنا ہے کہ جو ساحر نابکار
کرینگے بوقت سحر کارزار

یہ خبر سنکر ادھر بھی طبل جنگ پر چوب پڑی دل ترک فلک میں ہل چل پڑی بہادروں نے ہتھیاروں کی آراستگی شروع کی لشکر اسلام میں بارے سردار ادھر لشکر کفر میں قدم بڑھائے اسطرف بلا و صبا دونوں غائب ہو گئے مگر بلا سے اجازت آراستگی لیکر ماہ خیمہ میں آئی تیکن عیاران لشکر اسلام آ چکی انکو بغرض قتل ساحران چلے سیارہ بھی دورہ کوہ سے نکلکر ہر سمت پھرتا ہوا لشکر لقا میں آیا اتفاقاً طبل بجنے سے دربار برخاست کر چکا تھا بختیارک اپنے خیمہ پر سوار ہو کر اپنے خیمہ کو جاتا تھا اور خدمتگاروں سے کہتا جاتا تھا کہ جو کوئی غیر شخص تمہارے پاس آئے اسکو پکڑ لینا سیارہ نے جو سامان دیکھا تو ایک مشعل کسوت سے گوشہ نکالکر بنائی اور اسکو روشن کر کے خیمہ کے قریب آ کر ملک جی کے سمت وہ مشعل لگا نام الٰہی خدمتگار دوڑے

کہ ہاں ہاں کیا کرتا ہے بختیارک نے یہی فکر کیا ہے انکو نہ گرفتار کر دے یہاں سے پہلے نوکر میں اداجان کے وقت ملازم چلے تھے میں
خدمتگار یہ سنکر چپکے بیٹھے اور برا بھلا کہنے لگے کہ کیا حرامزادہ شیطان ہے کہ آپ ہی تو گشت تھا جو کوئی ملے گرفتار کرنا اب انکو اپنا بزرگ بتاتا ہے
ادھر سیارہ نے کہا ملک جی ہماری گرفتاری کیلیے حاضر ہونے سے تاکید کرتے تھے اسنے ہاتھ باندھے کہ میری کیا مجال وہ شخص تو آپکا غلام
بلکہ غلام کا غلام ہے یہی باتیں کرتے ہوئے خیمے تک پہونچے ملک جی خیمے میں اتر گئے یہ بھی ساتھ گیا اسنے بکمال ادب تمام عرض کیا کہ آج میرے
بچنے کی یا نہ اسنے کہا کیونکر جان بچیگی کہ ہم کو ان حروں نے پریشان کر رکھا ہے ان ساحروں کو نکالدو تو جان بچے اسنے کہا شہزادے جی میرے بس
مار ڈالیں یہ کام میرے اختیار میں نہیں ہے یہ کہکر کشتیان نقد و جواہر کی اور تحفہ جات پیش کیے اور منت بہت کی سیارہ سمجھا کہ ساحر کو نکلنے
میں پہلے بس ہے یہ سنکر نذر جواہر لیکر وہاں سے روانہ ہوا یہ تو ادھر سے چلا ادھر **کلباد عراقی** جو داخل لشکر عدو ہو قریب بارگاہ ماہ آیا
اس بارگاہ کے قریب خیمہ استادہ ہیں اور اسمیں آبدار خانہ توشک خانہ دیکھو ماہ کا ہے اسنے دیکھا کہ ایک خیمہ میں آبدار خانہ کے داروغہ آرام کر رہے
ہیں یہ دیکھتے ہی اسنے صورت اپنی مثل عورت کے بنائی اور اس خیمہ میں گیا دیکھا تو سوتے ہیں یہ آہستہ آہستہ آبدار خانہ کے داروغہ
کے پلنگ پاس گیا اور اسکے منھ پر بیہوشی ملکے بیہوش کرکے اسکو تو زیر پلنگ ڈالا آپ پلنگ پر بیٹھکر لباس اسکا اتار کر پہنا اور اسکی ایسی
صورت بنکر لیٹ رہا بعد کچھ دیر کے وہاں سے اٹھکر اندر بارگاہ کے گیا دیکھا تو ہنوز نظام موج کر رہی ہے یہ بھی ٹھہرا رہا ماہ نے کچھ
عرصہ میں آبخاصہ طلب کیا یہ لپکا اور خیمہ میں آکر گلاس میں پانی برف کا بھرا بھر کر عقابی جوڑے میں لگا کر پانی میں بیہوشی ملا کر سامنے اسکے
لایا اسنے اسکو بنگاہ غضب دیکھا اسنے جانا کہ یہ مجھ کو پہچان گئی بس فی الفور اسکا جام آب سامنے رکھکے وقت ٹھہر گیا اسنے جب تک نہ پہچان تھا ہاتھ
تھوڑی سے پہچانا کہ یہ کوئی عیار ہے بس سحر پڑھکر منھ پر پھونکا کہ پاؤں اسکے زمین نے پکڑ لیے اور غلغلہ ہوا کہ عیار پکڑا گیا بختیارک کیطرح
سیلاوہ پھرا ہوا اسطرف آتا تھا اسنے بھی غوغا سنا اور خیال کیا کہ نہیں معلوم کونسا ہمارا بھائی گرفتار ہوا ہے چلکر اسکو چھڑانا چاہیے یہ
سمجھ کر عیار وہ جاکر صورت اپنی مثل بلا جادو کے بنائی اسیطرح جھولا سحر کا گلے میں ڈالا جواہرات کے بت ہاتھ میں باندھے دف و لگایا کہ
کان آنکھ ناک سے شعلہ آتش کے نکلتے معلوم ہوتے تھے رنگ چہرے کا بہت سیاہ بنایا کلہ مردار بدبو کا سر پر رکھکے جوڑا باندھا اندھا ڈی
سر پر رکھی اس صورت سے یہ بنکر قریب بارگاہ ماہ آکر اسطرح جست کی کہ بیچ صحن میں آکر گرا ماہ اور حاضرین دربار نے جو اسکو دیکھا سمجھے کہ
بلا جادو غائب ہے اسوقت رو سے ہوا سے اترا آیا ہے بس یہ سمجھکر مع ماہ سبنے اٹھکر تعظیم دی اور تسلیم کی یہ قریب ماہ کے جاکر بیٹھا اور کہا
اسوقت مجھکو سحر نے خبر دی کہ عیار تمہارے یہاں آیا ہے کس میں اترا یہ گرا ایسا نہ ہو کہ تمکو کچھ ضرر پہونچے اسنے کہا حضور کی پرورش سے حال
ہم ہو اگر آپ میرا خیال نہ رکھیں تو اور کون رکھے آپکے اقبال سے میں نے اس عیار کو پکڑ لیا دیکھیے وہ سامنے مقید کھڑا ہے یہ سنکر اسنے
جانب عیار نظر کر دیکھا اور اٹھکر بغضب تمام ایک طمانچہ اسکے مارا اور کہا او ناعیار دیکھ تو میں کس حال خراب سے تجکو مارتا ہوں بظاہر طمانچہ
بہت زور سے پڑا مگر رخسار پر بہت ہلکا معلوم ہوا **کلباد** سمجھا کہ یہ بلا نہیں کوئی میرا بھائی عیار ہے بس اسکو بہت اطمینان ہوا کہ اب
میں چھوٹ جاؤنگا یہ تو اس فکر میں تھا کہ نقلی بلا نے ماہ سے کہا کہ عیار یہاں آکر تمکو اس عیار کے چھڑانے کیلیے پریشان کرینگے اسلیے
میں اس عیار کو اپنے ہمراہ بالا سے ہوا لیے جاتا ہوں وہاں اسے قید رکھکر صبح کو قتل کرونگا اور سر بھیجا دونگا ماہ نے یہ سنکر اپنا سحر اتارا
اور کہا اچھا لیجائیے اسنے اٹھکر ایک بار ہوہو کیا دکھائی دیا اور سے **کلباد** کو بجھا اسکے کہا مجھے اسنے عیار کو مسحور کر لیا غرض
بعد اس تدبیر کے اسکا ہاتھ پکڑ کر باہر بارگاہ کے لایا اور نعرہ کیا کہ اسے اوقحبہ ماہ تجکو مارا ہمیں کر یہ سنے چلی جا منم سیارہ اگر یہاں

ٹھہر گئی تھی وہ صبح نہ ہونے پائے کہ تو بھی دو گھڑی ماہ پیغمرہ سا پیچھے دوڑی دونوں عیار غل برق زدہ کے نکل گئے اور سیاحرہ اول مرتبہ زنگ با نچکی تھی آگے نہ بڑھی اور پھر اپنی حفاظت کیلئے ایک عقیدہ سحر پڑھ کر زمین پر مارا زمین سے دھوئن نکل کر دربارگاہ ایک دیوار سیاہ کھنچ گئی اب کوئی بغیر اجازت ماہ بارگاہ میں جائے ممکن نہیں یہ انتظام کر کے ماہ تو بارگاہ میں مخفی اور عیار بھی اندر بارگاہ کے نجا سکے مجبور ہو کر اپنے لشکر میں آئے لشکر میں تیاری ضرب و حرب تھی بہادر تن سے چھٹے نوجوان بن سنے تھے اسلحہ کی لبند جھنکار تھی نادر کی تیز دھار تھی گرز سر بلندی پر آمادہ مستعد جنگ ہر ایک سوار و پیادہ اسی ہنگامہ میں وہ رات بسر ہوئی علامت آمد سحر ہوئی جسم دہر پر سے لباس تیرگی دور ہوئی

سحر خندان اور سرور ہوئی کہ بموجب **ابیات**

کھلنے غنچے ہنسے گلشن میں پھر گل
قمر نے پھر لباس شب اتارا
نکل آئی ضیائے مہر ہا کل
ہوا روشن سحر کا پھر ستارا

دم سحر لشکر ان جنگجو اندر سرور زرین لباس بارگاہ مشرق سے معلوم کر کے تو تہنائے سبزہ رنگ پر سوار ہو کر وارد صحرائے جدال ہوئے منبع فلک پر کیوں نہ پر رشک کرتا بہرام ترک گوڑ باخون تھا مختصر یہ کہ بہادر آمادہ قتال ہوئے امیر با اقبال سحر تن پر تجلی بہار ان جاہ و جلال اشقر پر سوار ہو کر جلوہ خانہ شہنشاہ ہم خصال پر آئے سرداروں نے انتظام مقدم شاہ دیدہ جانب رزم لے ناگاہ کہب تشریف آوری گلبن شہریاری نے مقام منتظر ان معطر فرمایا جمال شاہی نے چشم مشتاقین نور بخشا دیدہ چراغ اشقر کو تجمل سواری نرگس ساحیران بنایا ہر سردار سبان شلغ باردار ہر تسلیم جھکا حضرت ان شاہی سے نسیم قبول نے اہتزاز دیا تخت کے گرد برنگ بلبلان گلستان شجاعت جمع ہو کر گلگون صباحت سب نے بڑھانے نخل ظفر نے پرچم اقبال اڑانے ڈنکے بادل کی طرح گرج چمکیا برق کردار چمکنے لگے امیر کا اشقر چھلبل دکھاتا تو جھکے آگے اس طرح چھپا کہ برق و شعلہ کا منہ اسکی خوب پر رشک سے دل جلا پھول اسکا تھا کہ **نظم**

یاد بادا سی رخش کو اسواسطے کہتے ہیں
خاک کی جا بادِ تند ہے اسکے قالب کے بیچ
اسکے آگے اسپ خسرو کی حقیقت کچھ نہیں
اس فرس میں کب ہے قیمت ہوا اسمیں خرمی
تازیانے کے برابر ہے یہ مت تازیانہ
اسکے راکب کے اشارہ پر ہے اسکی گھومری

برابر برابر امیر کے جانشین انکا درلکے اعظم ہندوستان لندہ عظم و شان فیل پیر نہ مبارک پر سوار ان لالہ ہندی کا مجمع ہمراہ پر برابر آرکی ہر سامان تھا ہاتھی ایسا صاحب شکوہ شان تھا کہ فیل فلک بھی قربان تھا ہر چند سر جھکا کر شباہت اپنی مثل اسکے بنانا تھا مگر نہ بنا تا تھا **نظم**

عالم ظلمات اسکے سایہ سے عالم میں ہو
شمع دندان کی اسکے منہ جلوہ گری
سایہ اس فیل کلان سے گنبد کا ہی مثل شب
کیفیت کرتی چاندنی دوری ہو جائے پری
خوشنما ہاں اسے سرپر کیا ہی جو کجک رنگ کا
آسمان پر ہو ہلال عید کی جلوہ گری

اسی طرح قریب فلک علم جھکتے پیچھے آگے ترتیب سے بیرق کی سیاہی چھائی کالی گھٹا آئی سیاہ بادل کی طرح میدان نبرد میں بپا ہوگئی اس طرف آمد لشکر حریف ہوئی لقا کا ہاتھی اللب لشکر میں کی کر قائم ہوا اطبال صبا دہتاب ہیں بیچ منگلے میں بیٹھے ہوئے تھے ماہ سیال زرد درباں پر سوار ہو کر مع گروہ ساحران نابکار ایک سمت آ کر ٹھہری صفیں آراستہ ہوئیں بعد درستی عملہ امور جنگ وہ بے نام و ننگ ماہ سے کہا کہ آج میرا ارادہ مقابلہ کا ہے اسنے اجازت اسکو دی تجبہ اژدر دلکو سامنے تخت لقا کے آئی اور ساتھ ہی اجازت رخصت ہی اسنے رخ جانب میدان کیا اور وسط میدان میں پہونچ کر نعرہ مارا کہ فرزند مسلمانان آج میں طبقہ الٹے دیتی ہوں اور جادو نے اس آگے تحسین کہ بجلی اسکی لپکی شکل کرتی ہوں یہ کہہ کر اژدر بڑھا کر سنتے صف لشکر اسلام کی طرف جھکا اژدہے کے سر پر ایک سوار بیٹھا جو شترگر بکا ہو گیا اور منہ سے مثل تنور کے شعلہ آگ کے منہ سے نکلنے لگے اور جسم سر مثل کھنبا سا اژدر نے دم شیاں لشکر کے آدمی پکڑ کر دو ایک تیر بار اسکے دہن میں سما گئے

غلغلۂ عظیم برپا ہوا صفوں میں ابتری ہوئی بہادر چار سمت سے مرکب دوڑا کر تیغیں علم کرکے جانب ساحرہ چلے لیکن حرارت آتش دہن اژدرسے پسینے ٹپکنے لگے شور واویلا بلند ہوا امیر نے یہ ہنگامہ دیکھکر اسم اعظم الٰہی ورد زبان کیا اور اخنفر دیو نژاد بڑھا یا اس ساحرہ نے انکو دیکھکر پھر ایک زرسوال اژدر پیدا کیا کہ وہ اژدر اس تجبہ کو لیکر زمین میں سما گیا امیر اسکو غائب دیکھکر رُکے لیکن جسجگہ کہ وہ ساحرہ زمین میں غرق ہوئی تھی شعلۂ آتش وہانسے نکلنے لگے اور لشکر کے آدمی سو سو دو دو سو غرق زمین ہونے لگے ان مردودوں کو یہ میسے لشکر میں پھر تلاطم برپا ہوا اور کئی ہزار آدمی پیوند زمین ہوئے اسوقت امیر نے مرکب بڑھاکر اپنے تئین اسی مقام پر پہونچایا اور اسم اعظم پڑھکر دم کیا کہ یکایک وہ ساحرہ مع اژدر شعلہ فشاں زمین سے نکلی اژدر کا قد تا پ سو گز کا تھا اور ساحرہ بھی آنکھیں لال لال کیئے منھ سے شعلے چھوڑتی ہیبت سے رستہ سماے بالا زمین تک لٹکائے ظاہر ہوئی اور زرسوال پکڑکر امیر پر حملہ کیا آپنے حملہ اسکا رد کرکے نعرہ اللہ اکبر بلند فرمایا اور اسم اعظم دم کرکے تلوار پر عقرب سلیمانی کا ہاتھ اسکے سرکیس پر لگایا برکت اسماے الٰہی سے تلوار ایسی پڑی کہ مع اژدر وہ ساحرہ کے چار ٹکڑے ہوئے غلغلۂ قیامت خیز برپا ہوا اندھیرا دنیا اندھیری کردی آگ برسنے لگی سپہر دون نے غل مچایا کہ افسوس ہے مارا ماہ جادو کو اس ہنگامہ کو دیکھکر ماہ اور صیاد غیرہ نے ایک نعرہ آہ مارا اور فوج ساحران کو للکارا کہ ہاں لینا اس مسلمان کو ساحر حملہ آور ہوے بختیارک نے اس حملہ کو دیکھکر غور کیا کہ اس گرمی میں جلاد غیرہ قتل ہوجائینگے کیونکہ ان کو غصہ ہے بیحد اور حمزہ مالک باطل السحر ہے وہ ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑیگا لہٰذا جنگ ملتوی کرکے ان سبکو بچانا چاہیے یہ سمجھکر افسران لشکر کو اسے بھی حکم حملہ کر دیا وہ یا نام سبحانی دہا خسرو و مشتری و عیاری اور کوس و سنیانی ترکانی جمشیدی گیسومر دی تیر و تلوار و گرز و غیرہ سے کام لینے لگے نیزہ داروں نے دشت قتال نیستان بنا دیا تیر افگنوں نے مینھ برسا دیا امیر و دیگر دلاوران لشکر اسلام بھی سینہ سپر کرکے عدو کو روز بد دکھانے لگے سپاہ پیچھے ہاتھ تلوار و تنگ بڑھ بڑھ کر لگانے لگے تیر بہادر کہ زخم کو زخم نہ سمجھتے تھے جان بیبانکے نزدیک کھیل تھا تیغ کو اپنی سرگردن سے دشمن کے میل تھا جیسا تیاری انکی بازی تھی دم شمشیر سے دمسازی تھی صبا ہو لے شمشیر زنی فراش تھی بچھی ہوئی لاش پر لاش تھی پیرہن ہستی قطع ہو کر انکا بچھونا تھا زندگی کا ہر ایک کو رونا تھا نا نفس کی ڈوریاں کسی تھیں خیمہ جسد ویران تھے اہل بزم پریشان تھے ڈھالیں ابر کی طرح چھائیں تھیں یا شامیانہ تنا تھا تا ر شعاع شمشیر کی چمک ایسا اجتماع تھا کہ کلابتون کی ڈوریاں اس ہنگامہ کی تھیں رقص بسمل نے کیفیتیں دکھائیں کہ

ابیات

نهاده بخورشید گرد سیاه	ندیده کس از گرد خورشید ماه	شدان جادوے زشت و ناپاک تن
بنیزد سران سر انجمن	سپهدار اسلام چون فیل مست	همی گشت شان و همیگر دیست
غریوے برآورد برسان شیر	سپه دشمن آورد چون گور زیر	بلشکر گه دشمن اندر فتاد
چو اندر گیا آتش تیز و باد		

ساحروں نے ہر چند بہ ہمت سے طرح طرح کی آفت برپا کی یعنی آگ برسائی پہاڑ اٹھا کر ڈھلکا بار دو عقرب برسائے اژدہے بنا کر لڑائے مگر ببرکت اسم اعظم اہل اسلام ان بلاؤں سے محفوظ رہے اور قتل کرتے جانب مقابلے امیر جانب ساحران بڑھے بختیارک نے یہ دیکھکر طبل بازگشت بجوا دیا امیر نے بھی طبل آسایش پر چوب لگی فوجیں پھر کر پڑاو پر آئیں امیر نے لاشیں اپنے لشکر کے مقتولوں کی اٹھائیں پھر بارگاہ میں آئے زخمیوں کے ٹانکے دلوائے دربار برخاست ہوا ہر ایک سردار اپنے اپنے مقام پر جاکر مصروف عیش و نشاط ہوئے بادشاہی [illegible] ہوئے یہاں تو یہ کیفیت ہے لیکن اسطرف بلا نے لاشہ ماہ اٹھوایا بہت کچھ اسکے مرنیکا غم کیا پھر بارگاہ لقا میں آیا وہاں مہتاب و صیاد بھی [illegible] بھی غم ظاہر کرنے لگیں [illegible] آگے نے کہا عمرو [illegible]

ایک دن اسطرح تم سب بارگاہ عدم میں جاکر سو گئے عالم ارواح میں رو گئے ساحرون نے متفق اللفظ اسکے قول کی تائید کی مہتاب جادو نے بھی کہا کہ ملکہ جی سچ فرماتی ہیں بغیر اسم اعظم چھپائے حمزہ سے کوئی لڑ نہیں سکتا اچھا آج کی رات میں ایک سحر تیار کرتی ہون اگر اس سحر سے بھی کچھ نہ ہوا تو اسم اعظم کی تدبیر کرونگی یہ کہکر کچھ دیر بیٹھی رہی جب وقت آیا کہ اژدر شب بر ماہ آسمان بسان ساحران سوار ہوا اور ہر گ ساحر روز سے عالم میں اندھیرا چھایا **نظم**

مئے غم سے بھرا جو ساغر شام	تو پہنی شب نے پوشاک سیہ فام
ڈھلا دن کی طرح تارونکا جوبن	کیا شب نے چراغ ماہ روشن

مہتاب بارگاہ سے اٹھکر اڑی اور حوالی کوہ عقیق میں پہونچا ایک چشمہ کے کنارے اتری برہنہ ہوکر اس چشمہ میں پہلے نہائی پھر کنارے آکر برنجی تھالی میں ایک نمک جلائی اپنے خون سے چھینٹے اس چوبک پر دینے لگی اور سحر پڑھتی تھی پہر رات تک اسیطرح افسون خوان رہی بعد نصف شب تین دیگچی در زرد دیر تک چینے لگی ناگاہ اس چوبک کی لو تڑپکر شق ہوئی اور ایک شیطان خبیث نے اسمیں سے منھ نکال کر پوچھا کہ کیا کہتی ہو اسنے کہا مجکو منظور ہے کہ مسلمانونکو آپسمین لڑا دون اور ایک کو دوسرے کے ہاتھ سے قتل کراؤن شیطان نے جواب دیا کہ یہ کچھ مشکل نہیں جا ایسا ہی ہوگا اسنے کہا حمزہ فسر لشکر مسلمانان دفع سحر پڑھتا ہے اسکا کیا علاج آپنے سوچا ہے اسنے بیان کیا کہ جب حمزہ ان لڑنے والونکے قریب دفع سحر کرنے آئیگا تو گرد پیدا ہوگی وہ لڑنیوالے اسمین غائب ہو جائینگے حمزہ پھر انکو نہ پائیگا اسنے کہا پھر وہ لوگ کہان جائینگے اسنے جواب دیا کہ ہم قید کرلائینگے ساحرہ ان باتون سے بہت خوش ہوئی اور اس شیطانکو اپنا خون جسم کا شکر پلایا اور رخصت کیا کہ وہ غائب ہوگیا اسنے بہت سے دانے ماش کے لوہے چوبک کے اتار دیے اور جونک بجھا کر غائب ہوگئی یہ دے ہوا اپنے بھائی بلبل کے پاس آکر سوئی جب ساحر روزگار نے آفتاب کی چوبک چشمہ فلک کے کنارے جلائی اور حوادث دہر نے شیطان بنکر عیار ان مال دنیا کیصورت دکھائی کرامت ہوئی پھر صبح تابان دشمنی بادہ ہوئی غائب نظر سے پھر شب تا بہ وقت سحر لقا آکر بارگاہ میں تخت پر بیٹھی دربار جمع ہوا ساحر بھی روے ہوے بارگاہ میں آئے جیسے سرزمین بیابان سے سایہ اترا یا فتنہ دہر میں پیدا ہوا اسطرح ظاہر ہوکر دنگل پر بیٹھے نانی ہونیکا حکم دیا دن عیش و عشرت میں بسر کیا جب اندھیرا بھوت کیطرح سر عالم پر چڑھا اور عامل روز نقیب آفتاب بجھاکر کنارہ کر گیا اور شب کی پریزادی نے ہندسہ جات انجم کا نقش خطوط کہکشان سے کھینچکر کہا موجب **نظم**

اداس افسون کیون ہو صورت شام	پڑا ہر بست مین گردون پہ کہرام
زبان پر مہ کی تھا افسانہ اشک	ستارے بن رہے تھے دانہ اشک

مہتاب نے شام ہوتے ہی حکم کوفت طبل جنگ دیا نقارہ رعب پڑی یہ ہنگامہ ہی تھا کہ موجب **لموء نظم**

صدائے طبل سے پانی ہوئے دل	ندا آئی کہ اب مستی ہے باطل
سہانے مین بہت یہ دور کے ڈھول	لگے کہنے بہادر ہنس کے یہ بول

خبر کوس حرب بجنے کی گوش حق نیوش شاہ اسلام میں پہونچی ادھر بھی یہ حال ہوا کہ بموجب **لمو نظم**

بجا فوج اسلام مین طبل جنگ	پڑا چرخ مت بہ جرات فیروزہ رنگ
بہ مین دین او دین او دین او	شجاعت شعار ان رستم خصال
دلیل زن دلیل زد بہ تحسین او	ہوے مستعد بہر جنگ و جدال

تیاری جنگ دونون جانب شام ہوئی طائر خیال مبارزین کو جانب صحرائے جلادت طاقت پرواز ہوئے ہمے حوصلہ شجاعان نے گلستان تہوری کو ہرا کردیا نیا گل کھلایا گلشن ہستی مین نہال قامت کے قطع ہونیکا وقت قریب یاد آیا تیغ تیز کی تیزی نے بمبارک آنکھ ملانے پر تیار تھی نیزے حدیقہ ارجمندی کے سرو پا ثمشاد تھے خانہ کمان آباد تھے تفنگ سبان پر چڑھنے سے شعلہ افشان تھیں جنا دست گرمی

جنگاریان تھین لال لیش کے سپاہی سرخ وردی سے لالۂ احمر ریاض شجاعت یا گل بوستان جلادت تھے فوج کی گرانی آنکھین چار سو لگی تھین تختہ نرگس اس گلزار بہادری مین بعید لاانتہا سر و باغ غبار دلکا گلو لااتہا قمریان بلبلین زمزمہ پرداز تھین نقیب جو لیتے تھے مرغ ارمان پکار پکار بولتے تھے جو پیٹ بھی تھی ہندی کی ٹٹی نظر آتی تھی قرنا ہر ایک شبو تھا گل عباس علم کیصورت ہو بہو تھا غرض سب نسیم و صبا شتاب تھے سپر کے پھول تھے یا تختہ سوسن کے قریب کھلے گل گلاب تھے نوجوان لبسان جوانان گلشن تن رہے تھے افسر ہر ایک شمشاد قامت زیور اسلحہ بہنکر عروس بن رہے تھے جرنیل و فوجدار چمنستان جرات کے مرد صنوبر تھے چلدار نخل تیغ و خنجر تھے لال لال آنکھین سب ہو نکی گل کی رنگت دکھاتی قیامت زا کیفیتین نظر آئین صرصر حادثہ زا بوستان فسے و زان تھی یہ صورت نمایان تھی کہ بمصداق

وہ سب گلستان شجاعت کے گل	برنگ عنادل یہ کرتے تھے غل	کہ ہان اے جوانان گلزار رزم
سمجھنا تم اس رزم کو جاے بزم	کہین سان پر تیغ تھی شعلہ بار	کہ ہو جیسے گلشن مین نخل چنار
کسی جا زمین پر تھے نیزے گڑے	شجاعت شعار انکے نیچے کھڑے	یہ ظاہر تھا جیسے نیستان مین شیر
بے صید بھرے ہین ہو کر دلیر	رات بھر یہی ہوا سے تند گلستان لشکر مین چلتی رہی جب گل خورشید نسیم سحری سے	

کھلا یا اور گلشن کواکب افلاک دستبرد خزان ہوا کہ بموجب **نظم**

صف مشرق سے اسپ مہر چمکا	ہوئی مسدود راہ کہکشان صاف	ہو اٹھے جس گھڑی میدان شب کا
		ہوا اک بار روے آسمان صاف

رایت نصرت آیات فوج ظفر موج شہنشاہ آسمان و رایت بقصد گشت و جدال بہر جنگ و جدال جانب میدان بڑھا امیر با اقبال مع سرداران رستم خصال کے سحر سے اٹھکر جلوخانہ بادشاہی مین قرار لب شاہ قوی بال برآمد ہو کر جانب رزمگاہ چلے سردار تسلیم کرکے گرد تخت شاہی ہمرکاب کہ بموجب **ابیات لمؤلفہ**

پڑی کوس شاہی پہ چوب ایکبار	چلے جانب رزمگہ بادشاہ	زمین و زمان مین پڑا زلزلہ
سجے تن پہ تلوار و تیر و تبر	ہم ان مین ہوا شور حشر آشکار	بہادر ہنرمند عالی گہر
	بڑھے کروفر سے بڑی آن سے	ہوے داخل رزمگہ شان سے

میدان مین پہونچکر یہ صفین جمین اسطرف سے آمد لشکر لقاے بےبقا ہوئی ساحر و جین سے بلاد صبا نگلر مین بیٹھے ہوے مہتاب اژدر پر سوار ساحر ونکے پرے ہمراہ لیے آئی لشکر نے صف باندھی قلب مین تخت ہنیو پہنچا ہو القا کا ٹھہر نقیب للکارے کڑکیت پکارے کہ بموجب **ابیات لمؤلفہ**

کہان ہین وہ جنگ آور دشمنان	لڑائی مین جائین لڑا دین ذرا	کدھر ہین شجاعان نام آوران
		کہ مٹ جائینگے نام رہ جائے گا

جب کل انتظام میدان ہو چکا مہتاب نے قریب تخت خداوند آکر رخصت سرحرب طلب کی لقا نے اجازت دی یہ پیاک لے کہا ماہ کیطرح سے ملک تم بھی جب تک مر جانے مین عجلت نہ کرنا جو تم کہین واہ رے دشمنی وہ تجربہ کار کلام سنکر ہنسی اور کہا ملک جی آجکل لڑائی قابل دیکھنے کے ہے یہ کہکر اژدہا بڑھا کر کچھ دور آگے جاکر پکاری کہ اے قاسم و علمشاہ تم دونون مجھے لڑنیوالے ہو اگر کبھی آیہ مین باپ بیٹے لڑے مین اب خلل رستم و سہراب ہو تم تو مرد ہو تو اس معرکہ مین کرجاؤ یہ سنتے ہی قاسم و علمشاہ کے صف دست چپ مین ایک ہی مقام پر کھڑے تھے آمادہ فساد ہوے علمشاہ نے قاسم کو ملکارا کہ دیے دب تو ہمیشہ مجھکو گھورتا ہے اور ہر بات مین جو چڑھتا ہے قاسم نے جواب دیا کہ سے نسبت کی کہ مین رتبہ پدری کا پاس کرتا تھا سو جسے آپ کا کرم اکرام جو

اٹھاتا تھا اب میں تلوار کے آگے کچھ باپ دادا کا لحاظ نہ کرونگا زیادہ بولوگے تو زبان تیغ سے جواب دونگا یہ سنکر علمشاہ
تیغہ کپتان فرنگی کھینچکر اسپر جھپٹے قاسم نے بھی چلارک کو افراسیاب کی نیام سے یہ دونوں صف لشکر سے باہر ہوئے اور
لڑنے لگے جھنجھناہٹ شمشیر زنی کا شروع ہوا سرداران اسلام ہاں ہاں کرکے چھڑانے بڑھے اور پکارے کہ اے دلاورو
کیا کرتے ہو قدم راہ مروت سے خلاف دھرتے ہو خبردار رفع دفع ہم نہ کرو یہ کہتے ہیں اور کچھ کر نہیں سکتے اسوقت امیر مرکب
بڑھا کر اسم اعظم پڑھتے ہوئے چلے وہ کمند انداز جنکو بادشاہ اسلام نے حکم دیا کہ کمند ہیں .. کر انکو اسیر کرو ادھر سے کمند انداز
چلے ادھر سے امیر بڑھے لیکن کوئی قریب انکے پہونچا تھا کہ سحر اکیطرف آندھی آئی اور ایسی جلد کہ یہ آئی آئی قریب کہ
غبار نے ان دونوں لڑنے والونکو چھپا لیا امیر نے اس آندھی پر اسم اعظم پڑھکر دم کیا کہ وہ خاک ہبا دفع اڑگئی لیکن نگاہ جو کی
لاش قاسم و علمشاہ کی پڑی تھی صورت زیب خاک میں ملی تھی آنکھیں حسرت آلود کھلی تھیں باپ کی تلوار بیٹے پر پڑی بیٹے کی
تلوار نے باپ کی جان لی ہے یہ دیکھکر امیر نے چاہا کہ گریبان پھاڑیں فرط غم سے سر پر خاک ڈالیں مگر میدان جنگ میں کھڑے
تھے غیرت شجاعت دامن تھکر دیدہ دلسے اشک گریہ پاک کرنے لگے نالہ نے ضبط کرنیسے گلا گھونٹا آنسو بے ساختہ نکل پڑے
لشکر میں بھی کہرام مچا ہوا کوئی کہتا تھا کہ بیت سدا گھر کسنے اس عالم میں پایا . زمین سے آسمان نے بھی اٹھایا . کوئی کہتا
تھا بیت یہ تازہ دیکھے میں داغ دل کو . ہنسایا تو لالہ باغ دل کو . اسیطرح یہ سب تو مصروف نالہ و شیون تھے کہ اس قہر
مہتاب نے پھر پکار کر کہا کہ اے لندھور اے مالک بھائیو تم دونوں کیونکر باہم مقابلہ کرتے ہو کیسے لیے کہ تم دونوں جانثار
حمزہ ہو یقین ہے کہ خوب اڑتے ہوگے اتنا کہتے ہی لندھور نے مالک کیطرف دیکھکر نعرہ کیا کہ اے ماہ جبیں ترک بیابان شمار سوسمار
خوار عربی تو ہمیشہ نگاہ کج مجکو دیکھتا ہے آج آ تو میرے مقابلہ میں مالک نے یہ سنکر جواب دیا کہ اے ہندی بھتی خور کم قدر تو لڑنا کیا
جانے یہ کہکر مادیان عربی کو صف سے نکالا ادھر سے فیل میمونہ کو لندھور نے بڑھایا امیر ہاں ہاں کرکے چلے ازبسکہ لشکر کی سمت
دور تک ہی پہنچ جائیں جائیں اسوقت تک .. دونوں لڑنے لگے اسنے نیزہ مارا اسنے گرز مارا دونوں نے صف میں دکر کے جنگ مردانہ
آغاز کی اس عرصہ میں امیر قریب پہونچے اور ایک طرف سے بحکم بادشاہ کمند انداز آگے لیکن ویسی ہی آندھی بہت جلد آئی اور دامن گرد نے
بسان دامن آغوش مادران پروردگان مہد شجاعت دستوری کو چھپا لیا امیر نے قریب پہونچکر اسم اعظم پڑھا کہ وہ آندھی تو
مٹی لیکن ان دونونکی لاش نظر پڑی عیاذاً باللہ صبر و طاقت ضبط باقی نہ رہی بے اختیار انا للہ و انا الیہ راجعون ارشاد کیا اور کہا
کہ بیت فلک بیگانہ ابھی کیا کیا کہ تو داغ . جلیگا دل کو دیگا تو جو داغ . یہ تو اس عالم میں تھے کہ ساحرہ نے ہنسکر آواز
بلند کہا اے فرامرز و جمہور تم دونوں بڑے بہادر کہلاتے ہو کہ پسر خواندہ حمزہ ہو چاہیے کہ تم لڑکر مرجاؤ اپنا نام کر جاؤ
یہ آواز سنتے ہی امیر چلے کہ میں پہلے ہی جاکر ان دونونکو روکوں اور اسم اعظم پڑھوں لیکن صف میں دست چپ و سرا دست
راست میں تھا اور تخت شاہی سے ملکہ صفیہ کا راستہ تھا امیر نے بہت دور لاشہ لندھور وغیرہ پر گریاں تھے انکے دونونکے
پاس جلد پہونچ نہ سکے وہ صف سے نکلکر لڑنے لگے جمہور کا تیر زرین فرامرز پر پڑا دونوں شیر بیشہ شجاعت میں حربے
ہو دکر کے باہم گتھ گئے امیر قریب پہونچے اسوقت غبار زمین پیدا ہوا اور ان دونوں نور دیدگان مردمک دلاوری کو
مار گرایا امیر نے جو دیکھا تو لاشہ انکا نظر آیا بحر اشک قلزم چشم سے بہایا دست تاسف ملے اور فرمایا کہ بیت

نیا یہ تیر تجنے دل پہ مارا نہیں ہے صبر کا اب مجکو یارا اب تو مصروف نوحہ و شیون تھے کہ مہتاب نے اکی پکارا کہ اے سندویل اصفہانی والے فہلیل جنگ عراقی تمہاری رزم بھی قابل دید تھی ہاں لڑو تو آپس میں یہ سنکر سندویل و فہلیل صف لشکر سے نکلے اور ہمکلام کرکے باہم لڑنے لگے اور دل گردے میں چھپکر مردہ ہوئے امیر روتے رہے ساحرہ نے اسیطرح دس پندرہ جوڑ لڑوا دیے یہانتک وہ دن تمام ہوا اور عیار تاریکی شام ظلام نے مبارز فلک کو یعنی نیر جہانتاب کو چھپایا روز روشن مثل شمع کشتہ ساحرہ شب نظر آیا **نظم**

اداسی شام پر چھائی ہوئی تھی ستاروں پر بلا آئی ہوئی تھی
چراغ ماہ تھا وہ روشنی بار نظر آتے نہ تھے وہ انجم سیار

مہتاب نے طبل بازگشت بجوایا اور پکار کر کہا کہ اے لشکر مسلمانان اگر تمنے میرے خداوند کی اطاعت نہ کی تو صبح کو چراغ ہستی تمہارا گل کردونگی دشت لاشوں سے بھردونگی خبردار انکار نہ کرنا ورنہ سزا اپنی کنار میں دیکھو گے یہ کہکر چری امیر بھی رنجیدہ خاطر مراجعت فرما ہوئے لشکر سنکر کھولی آسودہ ہوا القصہ اپنی بارگاہ میں آکر بیٹھا ناچ ہونے لگا صحبت نشاط برپا ہوئی لشکر اسلام میں ہر شخص فرط غم سے افسانہ حیرت و حسرت بر زبان تھا سراسر غم کا سامان تھا امیر نے بارگاہ میں آکر خواجہ زادوں کو بلایا اور حال کشتگان لشکر استفسار فرمایا خواجہ زادوں نے قرعہ پھینک کر خوض و غور فرمایا نظرات ثوابت و سیارگان کو دیکھکر سر اٹھایا اور عرض کیا کہ اے شہریار سرفراز سب قید میں مبتلا ہیں یہ سب پتلے سحر میں جو قتل کیے گئے ہیں انکو پھنکوا دیجیے اور جو امتحان ہمارے قول کا کرنا ہو تو کسی پتلے پر اسم اعظم دم فرمائیے حال معلوم ہو جائیگا امیر نے ایسا ہی کیا پتلے ماش کے آٹے کے تھے غرض انکو پھنکوا دیا اور خواجہ زادوں کو خلعت دیکر رخصت فرمایا عیار رسالہ وغیرہ فکر عیاری میں چلے دربار برخاست ہوا سردار خوابگاہ میں گئے بادشاہ داخل شبستان ہوئے **چالاک** نے امیر سے عرض کیا کہ میرا جی گھبراتا ہے آج جاکر یا تو اپنی جان دیتا ہوں یا **مہتاب** کو قتل کرتا ہوں یہ کہکر بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر روانہ ہوا **ابو الفتح** نے جو اسکو جاتے دیکھا آپ بھی ہمراہ ہوا اور دونوں کنارے لشکر حریف پہونچکر صورت خدمتگار کی ایسی بنکر داخل لشکر ہوئے یہاں دیکھا تو بڑی گہما گہمی ہے دکانیں کھلیں سپاہ تمام مصروف خرمی ہے ہر سمت سامان عیش و نشاط ہے ساحروں میں انجمن انبساط ہے ناچ ہر مقام پر ہو رہا ہے ہر شخص فتح کی خوشی کر رہا ہے ہر بستر پہ سپاہ ہونگے یاروں کا مجمع ہے شراب کا دور چلتا ہے یہ دونوں عیار باہم مشورہ پذیر ہوے کہ ایک ہم میں سے بارگاہ [illegible] جائے اور دوسرا باہر ٹھہرے اسلیے کہ اندر والے پر بعذا نخواستہ کچھ آفت آئے تو یہ اسکی اعانت کرے غرض [illegible] **چالاک** نے **ابو الفتح** کو باہر چھوڑا اور آپ اندر گیا یہاں بھی سامان عشرت نظر آیا **مہتاب** مع اپنے [illegible] وغیرہ کے دنگل پر جلوہ فرما تھی محفل رقص برپا تھی بختیارک شیطنت کرتا تھا اور کہتا تھا کہ اے ملکہ **مہتاب** یہ روشنی [illegible] ساری رات بھر کی ہے پیدا ہوتے تیر بہاری نظر آتی ہے مرشدزادے آتے ہونگے وہ سارا فروغ مٹا دینگے یہ چاندسی [illegible] خاک میں ملا دینگے **مہتاب** یہ باتیں سنکر ہنس رہی ہے **چالاک** جملہ کیفیت سنکر ایک جگہ ٹھہر کر دیکھنے لگا کہ شیطان نے [illegible] پھر ساحرہ کو عیاروں کا خوف دلایا اسنے زیر لب کچھ بڑبڑایا فوراً ایک تختہ پیدا ہوا کہ ہاتھ میں خاصدان لیے تھا وہ خاصدان روبروے ساحرہ لا بائیں

ایک گوری امین سے یہ لگھائی اب اس بچہ نے صورت ایک پتلے کی پیدا کی اور کان مین اسکے کچھ کہا چالاک سمجھا کہ تیرا ذکر ہو کر رہا
تو بھاگ جا پھر سمجھا کہ جو تیری جانب یہ کچھ واشد ہو بھی کرے اسوقت بھاگنا چاہیے یہ سمجھ کر ٹھہرا تھا کہ ساحرہ نے پتلا کر چکا تھا کہ عیار
ٹھہرا ہے اسنے دانہ وشی کا پھینک کر آواز دی کہ اے زمین گیر چالاک کے پاؤن زمین نے پکڑ لیے سنے گرفتار کرا کر سامنے بلایا اور کہا
سچ بتلا کہ تو کون ہے چالاک نے اپنا نام بتلایا اور کہا مین تماشا دیکھنے آیا تھا کوئی خطا تیری نہین کی تھی جو تو نے گرفتار کر لیا مین
ہمیشہ جمال خداوندی دیکھنے اس بارگاہ مین آیا کرتا ہون علاوہ اسکے ہوگو نکا ستانا اچھا نہین بختیارک یہ تقریر سنکر سمجھا کہ ایسا
نہو خوف زدہ ہو کر ساحرہ اسکو چھوڑ دے بس اسنے کہا مرشدزادے یہ بغیر قتل کیے عیار کو چھوڑتی نہین اور اب تو ماہ جادو کا
انکو بدلہ لینا ہے ہمارا کچھ امین زور نہ چلیگا اور نہ ہم اس مقدمہ مین بولینگے یہ کہکر ساحرہ سے کہا کہ اے ملکہ مرغ سر بریدہ بانگ
نمید ہے آپ انکو وہ راہ بتلایئے کہ اب یہان یہ نہ آسکین ساحرہ اسکے کلام کو سمجھی کہ درپردہ اسکے قتل کو کہتا ہے بس عازم قتل عیار
ترکی ہوئی اور لقا سے کہا کہ یا خداوند مین اس عیار کو اپنے خیمہ مین لیجا کر سر کاٹ کر اسکا آتی ہون اتجا اسکے ساتھی اور عیار آجائینگے
اور فساد برپا کرینگے یہ کہکر اٹھی اور چالاک کو لیکر چلی مگر غلغلہ گرفتاری عیار مذکور جو بلند ہوا **ابوالفتح** جو باہر بارگاہ کے تھا
یہ خبر سنکر اندر آیا اور بختیارک کے پس پشت ٹھہرا جب ساحرہ چالاک کو لیکر چلی اسنے خنجر کی نوک پشت بختیارک مین چبھو کر
اسنے گھبرا کر سر اونچا کیا اور اسکی جانب دیکھا اسنے کان مین جھک کر کہا ملک جی آج تمہاری قضا آگئی کہو میرا خنجر کیسا تیز ہے ملک جی
نے جلدی یہ تقریر سنکر عرض کیا کہ یا حضرت میری کیا خطا ہے اسنے کہا حرامزادے تو ہی تو شعلہ ساحرہ کو بہر قتل عیار دیتا ہے اے
بے ایمان خواہ اگر میرے بھائی کا ایک بال بھی بیکا ہوا تو تیرا حلوا پکا دونگا بہتر یہ ہے کہ اسکو قید سے چھڑا دے ملک جی نے چیخ کر لقا سے
کہا آپ اس مقدمہ مین دخل نہ کیجیے قتل ہو جانے دیجیے پھر جیسا ہوگا دیکھ لیجیے گا **ابوالفتح** کو یہ سنکر ایسا غصہ آیا کہ کمر سے لگا دے خنجر
کھینچکر پکارا کہ او قرمساق قضا ہی تیری آگئی پس جیسے ہی اسنے خنجر کھینچا ساحرون اور سب اہل دربار نے دیکھا چاہا کہ گرفتار کرین
مگر شیطان سمجھا کہ یہ قتل ہو جاویگا اور بالفرض کہ بسبب سحر کے اسوقت اس عیار کا خنجر دفعتہ مجھپر نہ پڑیگا لیکن اور عیار مجھکو
زندہ نہ رکھینگے بس یہ سمجھ کر ہر شخص سے مانع ہوا کہ خبردار اسپے کوئی نہ مزاحم ہو اور سبکو روک کر آپ عرض پیرا ہوا کہ حضور جو فرمائین مین
بجا لاؤن **ابوالفتح** نے بآواز کہنا مناسب جانا آہستہ سے کان مین کہا کہ شعلہ دون جلا ٹھکر ساحرہ کے پاس چل اور اس سے کہ
کہ اس عیار کو قتل نہ کیجیے قید فرمایئے شیطان نے کہا بہت خوب چلیے یہ کہکر اٹھا جبتک ساحرہ چالاک کو اس عرصہ مین اپنے خیمہ مین
لائی تھی وہ قتل کیا چاہتی تھی کہ یہ شیطان جا کر پہنچا اور پکارا کہ اے ملکہ مہتاب جلو تمکو خداوند جانتے مین فرماتا ہے کہ اس عیار کو
قتل کرنا نامناسب ہے قید کرو ساحرہ نے کہا قید سے کیا حاصل ہے قتل ہی کرنا بہتر ہے بختیارک نے کہا اے مادرزادی نہ تو سمجھے
نہ بوجھے باتین بناتی ہے او جھوٹ قتل کر نہین میرا پیٹ پھٹے گا خداوند بھی جو بتیان کہاتی تیرا سر اڑ جائے کیون شامت آئی ہے
جلد حکم قید کا دے اور جو مین کہتا ہون بجا لا ساحرہ اسکی بات سے حیران ہوئی کہ آج شیطان کو کیا ہوا ہے جو مجھکو گالیان دیتا ہے
اور عیار کا جنبہ کرتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ امین بھی اسرار ہے مناسب ہے کہ خداوند کے پاس جا کر دریافت کرون بس یہ خیال کر کے
وہ ادھر ادھر دیکھا کہ کوئی ساحر نظر آئے تو اس عیار کو رکھ دے پس قید کرا کے خداوند پاس جاؤن پس اسکا ہر سمت دیکھنا تھا کہ
سیار وہ جو بطلے عیاری کو آیا تھا بھائی کی قید کا غل سنکر متیب ہوا خیمہ کے باہر برادر مین ٹھہرا ہوا تھا شیطان کے خیمے اسکے ہمراہ

خیمہ میں چلا آیا تھا اسوقت ساحرہ نے جو ساحر کی تلاش کی بس اسکو قریب پایا چالاک کو اسکے سپرد کیا کہ تو اپنے سحر میں قید کر میں خدمت خداوند میں جاتی ہوں یہ کہکر اپنا سحر اتار لیا اور ہمراہ شیطان چلی یہ دونوں عیار بھی خیمے سے نکل بھاگے اور سیارہ نے روکیا اور پکارا کہ اے قحبہ میں سیارہ دیکھ یوں چھڑا لیجاتے ہیں ساحرہ نے یہ نعرہ سنکر چاہا کہ پھر انکو گرفتار کروں مگر بختیارک نے منع کیا کہ ان عیاروں کو چھیڑنا اچھا نہیں ابھی مجھپر یہ سانحہ گذر چکا ہے یہ کہکر سارا ماجرا بیان کیا ساحرہ کے عیاروں کی چالاکی سے حواس منتشر ہوئے لیکن شیطان سے کہا کہ آپ لوگ اگر اسطرح خوفناک ہونگے تو پھر ہم مقابلہ کیا کرینگے آپنے بہت برا کیا کہ عیار کو رہا کر دیا جسنے آپکو دھوکا دیا تھا اس ہوے کو بھی قید کرنا تھا آپنے تو ملک جی فرط خوف سے جی ہار دیا ہے سو بودوں کے ہو رہے آپ بنگئے ہیں بختیارک یہ باتیں سنکر ہنسا اور کہا اے ملکہ آپ زندہ جان ہو تو جہان ہے جب میری جان پر بنے گی میں بھی یہی کرونگا اگر ایسی ہی تم مضبوط ہو تو اپنے خیمے میں بیٹھکر عیاروں کو بلاؤ دیکھو تو کیونکر آکر کیسی سیخ مارتے ہیں مہتاب کو یہ کلام سنکر غصہ آیا اور کہا اچھا میں ابھی جاکر جتنے عیار ہیں سبکو گرفتار کرکے راہ فنا دکھاتی ہوں اپنا سحر آزماتی ہوں ان موذوں نے بہت ناک میں دم کر رکھا ہے اور بڑی دھاک اپنی باندھ رکھی ہے بختیارک نے چاہتا ہے کہ میں الگ ہوں اور عیار قتل ہوں بس اسنے اور زیادہ اسکو ورغلایا یعنے کہا کہ اے ملکہ کیوں قضا آئی موت پھر پھر آتی ہے بھلا تمھیں تو کہ تم عیاروں کو کیونکر قتل کرتی ہو مہتاب یہ کلمہ سنکر پھری اور اپنے خیمے کیطرف چلی بختیارک بارگاہ لقا کیطرف پھرا ابو الفتح جو حقہ چلم بنا ہوا ساتھ تھا اپنے لشکر کیطرف چلا اسلیے کہ اور عیاروں سے مشورہ ساحرہ کا بیان کروں یہ تو ادھر سے چلا ادھر سیارہ جو عیاری کرکے مہتاب سے چالاک کو لیگیا تھا تو چالاک کو رنج ہوا تھا کہ یہ مجھ سے چھوٹا بھی ہے اور دست جی عیار ہے جو مجھکو رہا کر لایا احسان اسکا مجھپر ہوا اب تو چلکر جسطرح ہو سکے اس ساحرہ کو ہلاک کریں سیارہ سے جدا ہوکر چلا ادھر سیارہ بھی بارادہ عیاری روانہ ہوا اور ایک فراش کی ایسی صورت بنکر جبتک مہتاب خیمہ میں پھر کر آئے یہ داخل خیمہ ہوا اور لوٹ مار کر پلنگ جو خیمے میں بچھا تھا اسکے نیچے جاکر چھپ رہا اور چالاک جب قریب خیمہ پہنچا دیکھا کہ کنیزیں مہتاب کے در خیمہ پر کھڑی انتظار اپنی بی بی کے آنیکا کر رہی ہیں یہ ساحر تو بنکر گیا ہی تھا ایک کنیز کا اسنے جاکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ادھر آؤ تجھسے خداوند نے کچھ کہا ہے سن لو کنیز ہمراہ اسکے چلی یہ اسکو تنہائی میں لایا اور حباب مار کر بیہوش کیا پس اسکو لیکر اسکی ایک رت اپنی بنائی یعنی دو دو اتیاں کانیں ڈالیں دراج پہنکر اپنی ساری باندھکر گاتی دیکر باندھی چمپا کلی گلے میں ڈالی ماتھے پر سیندور کا قشقہ کھینچا سیندور مانگ میں بھرا یہ نقشہ بنایا کہ

نظم

چمکتا برق ساں تھا رنگ رخ کا | مقابل مہر تاباں کے تھا چہرا | نہایت خوبصورت جیسے گلفام
جدا تھے نرگسی آنکھوں پہ بادام | وہ دونوں کان میں بالے جو ڈالے | جڑاؤ سب جواہر کار وہ تھے
گلے میں خوشنما اک ہار ڈالا | اسی صورت سے سجکر سارا گہنا

پس اس صورت سے تیار ہوکر بہت جلد کنیزوں میں آملا اس عرصہ میں مہتاب بھی شیطان سے شرط گرفتاری عیاران کرکے خیمہ میں آئی کنیزیں بہر خدمت حاضر ہوئیں چالاک بھی انہیں ملا ہوا سامنے آیا ساحرہ نے غور کیا کہ ایسا نہو کوئی انمیں عیار ملکر چلا آیا ہو پس امتحان کرکے چند کنیزوں کو رکھ لینا چاہیے زیادہ مجمع رکھنا مناسب نہیں ہے بس یہ سمجھکر سحر پڑھا کر ایک خیمہ

پیدا ہوا اور دم بھر مین وہ پنجہ ایک سے دو ہوئے پھر دو سے چار ہوئے تا اینکہ سو پنجے ہو گئے اور ایک ایک ہار سبھوں کا وہ پنجے لیے تھے پس ہار سب کنیزوں کے گلے مین پنجون نے ڈالدیے سب کنیزونکو تو کچھ نہوا مگر ہار پڑتے ہی چالاک کے بدن مین چنگاریان اڑنے لگین پس جلدی سے وہ ہار اتار ڈالا مہتاب زدیدہ نگاہ سے دیکھتی تھی سحر پڑھکر اسکو عین حرکت کیا اور پکاری کہ او دزد گردن یار پیچتا سینے مجھکو تو جانتا ہی کہ مین غافل ہون اب قضا ہی تیری آگئی چالاک ان باتونکا جواب کیا دے ناچار رضینا بالقضا خاموش ہو رہا اور ساحرہ نے تمام کنیزونکو حکم دیا کہ باہر نکل جاؤ یہان نہ ٹھہرو ایسا نہو کہ تم مین ملکر کوئی عیار اور نہ آجائے کنیزین حسب الحکم باہر بارگاہ کے گئین اور رانے چالاک پر سحر پڑھا کہ وہ زمین پر گرا یہ خنجر کھینچکر اسکے سینے پر سوار ہوئی اس ماجرے کو سیارہ نے کہ پلنگ کے نیچے بیٹھا تھا دیکھا گھبرایا کہ بڑا غضب ہوا بھائی قتل ہوتا ہے پس کرٹ مارکر پشت ساحرہ کیطرف نکلا وہ جب کھٹکا سنکر پھر کر دیکھے اسوقت تک سیارہ نے کمند ماری کہ حلقو مین پھنسکر ساحرہ سینہ چالاک پر سے گری اور چاہتی تھی کہ سحر پڑھکر کمند جلائے سیارہ نے مہلت نہ لینے دی بزبردستی تمام ایک خنجر مارا کہ سر اسکا کٹ کر دور گرا وہ عیارون کو قتل کیا چاہتی تھی خود ہی ہر اے ملک عدم ہوئی تیری اجل نے فروغ مہتاب سحر شایا بیرون نے ہنگامہ مچایا آندھی سیاہ آئی دنیا تاریک ہوئی کنیزین اور سب ساحر دوڑے عیار دونوں نعرہ کرکے بھاگے اندھیرا جو ہوا شیطان درگاہ بختیارک بارگاہ مین کھڑے ہو کر ناچنے لگا کہ وہ مارا تاک دھنا دھنا خوب بجا جو مین انکے منھ تیرہ چڑھا دیکھا آپ نے یون مار ڈالتے ہین ممکن ہی کہ کوئی مرشد زادوں کے منھ چڑھے اور جیتا رہے میان بلا صاحب دیکھا آپنے بلا و صبا کیفیت دیکھکر ایسا گھبرائے کہ اڑکر غائب ہو گئے اور ادھر سردار جو اسمین لڑکر مہتاب کے سحر مین گرفتار ہوئے تھے تو انکی حالت یہ تھی کہ وہ جو شیطان ساحرہ نے پوجا کرکے بلایا تھا وہی غبار بنکر آتا تھا اور بتلا سحر کا ہمیشہ سر ڈالکر سردار کو پکڑ لیجاتا تھا اور درہ کوہ مین لیجاکر بیہوش و مدہوش کرکے رکھتا تھا چنانچہ مرگ ساحرہ سے وہ سحر رد ہوا اور سردار ہوشیار ہوکر وہ کوہ سے نکلے اور باہم صلاح کی کہ لشکر حریف کو قتل و قمع کرکے اپنے لشکر مین چلنا چاہیے چنانچہ ہتھیار تو سب باندھے ہی تھے کہ میدان جنگاہ سے قید ہوئے تھے پس جانب لشکر حریف آئے اول تو تیر اندازی کی جب لشکر مین غلغلہ برپا ہوا تیغین کھینچکر طنابہائے خیام کاٹکر نعرہ شیرانہ بلند کرکے یہ سب گرے فوج کو یہان وہ باختری مین غل ہوا کہ سلمان شبخون لے آئے لشکرین اور رسالے جلد جلد تیار ہوئے لیکن جب علی شن جلی رسالہ اُدھر سے آتا تھا اسمین لشکر اسلام پہنچکر لڑائی شروع ہوئی بدحواسی لشکریونکی اس درجہ تھی کہ ترکش کو نیام سمجھکر تیغ کی تلاش کرتے تھے نیام مین تیر ڈھونڈھتے تھے سپر تلوار کے عوض پکڑ کر وار کرتے تھے تلوار کے بجائے سپر آڑ کرتے تھے چہرونپہ سرخی رنگ شجاعت کے عوض زردی مردنی کی چھائی تھی اجل پیشوائی کو آئی تھی تیغ نے رگ حوصلہ کاٹ دی تھی گرم بازاری اجل تھی نہایت درجہ اچھل تھی مہمانان کاشانہ شجاعت کیلیے دسترخوان دامن تیغ کا بچھا تھا لقمہ شمشیر کا نوالہ تھا میزبان اجل خاطرداری مین مصروف تھا دل و جگر کی نہاری تلوار کی آگ مین پکتی تھی تیغ و خنجر نے جان کھائی تھی خون سو وار دگان شجاعت نمکین تھا حریف کو حریف حلوا سمجھتا تھا میٹھا کوئی تھا جان شیرین دینے مین کرواہٹ ہر تیور آگین تھا کہ ابیات

سر سروران زیر گرز گران
بسے خوار گشتہ تن ارجمند

چو سندان بدنیک آہنگران
کفن جوشن و بستر از خون و خاک

بسے سر گرفتار دام کمند
برد سینہ گشتہ ز شمشیر چاک

زمین ارغوان و ہوا آبنوس | سپہر و ستارہ پُر آوای کوس
زنیزہ ہوا چون نیستان شدہ است | زخون رود گنگی نیستان شدہ است

رات بھر یہی ہنگامہ برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ آب خنجر مہر خاور سے گلوے ساحرہ شب تہ ہوا اور رکاب آسمانی کا سر ضیا فروغ نیر عالم سے قلم نظر آیا

نظم

ہوئی ناگاہ شب قربان سحر پر | دھر خورشید نے احسان سحر پر
سحر کی روشنی عالم میں چھائی | امان پھر قتل سے لشکر نے پائی

ادھر شاہ اسلام بصد احتشام بارگاہ میں تشریف لائے امیر عالیمقام بھی سجدہ کر پاس سے آئے سردار رات بھی کو لشکر عدو باہم لڑوا کر چلے آئے تھے صبح حاضر خدمت بادشاہ ہوئے عیاروں نے رات کا حال سب بیان کیا بادشاہ نے خوش ہو کر خلعت فاخرہ ہر ایک کو عنایت فرمایا پھر قتل ساحرہ کی خوشی میں جشن کیا ساقی و مطرب بصد طرب حاضر محفل عشرت ہوئے مہیا سامان مسرت ہوئے اُدھر صبح لشکر لقا میں ایک نے دوسرے کو پہچانا اور لڑنا موقوف کیا حال کشتگان پر اشک حسرت بہاتے آخر سب خدمت میں اپنے خداوند کے آئے وہ بھی تخت نکبت پر آکر بیٹھا دربار جمع ہوا ابلاد و صبا بھی روے ہوا سے اتر کر سامنے آئے اور عرض پیرا ہوئے کہ یا خداوند جسکا ایسا جاگتی جوت کا تجھ ایسا خدا ہو اسکو عیار اسطرح آکر قتل کریں بڑے افسوس کا مقام ہے ہائے تقدیر ہماری کیا بری ہے کہ مشیت خداوندی بھی ہمارے قتل پر راجع ہوئی ہے لقا یہ سنکر شرمندہ تو ہوا مگر تالیف قلوب کرنیکو انسے مدارات تمام پیش آیا بہت کچھ تسکین دی اور کہا تم گھبراؤ نہیں میں بروز نوروز مہتاب و ماہ دونوں کو زندہ کر دونگا ابھی اپنی بہشت میں برائے سیر و تماشا انکو بھیجدیا ہے یہ آئین قدرت کے کارخانے ہیں جس کو میری مشیت میں آتا ہے برائے سیر بہشت بھیجتا ہوں اب تم اسم اعظم حمزہ بند کر دین تقدیر کرتا ہوں کہ تم فتحیاب ہوگے ساحروں نے یہ کلام سنکر کہا کہ ہم مقابلہ مسلمانوں سے نہ کرینگے اب ہم عرضی افراسیاب کو لکھینگے تاکہ وہ ہماری مدد کیلیے اور کسیکو بھیجے لقا نے کہا کیا مضائقہ ہے انھوں نے اسیوقت عریضہ شاہ جادوان کی خدمت میں ترقیم کیا اور جملہ حال یہاں کی لڑائی اور قتل ہونا جادوگروں کا اسمیں لکھا اور یہ بھی تحریر کیا کہ ہماری مدد کرنا چاہیے پس اس عرضی کو ایک ساحر کے حوالے کیا اور کہا خدمت بادشاہ میں جا کر عریضہ بھی دینا اور زبانی بھی یہاں کی کیفیت عرض کرنا اسی لیے یہ عرضی پہاڑ پر رکھکر نقارہ بجا کر نہیں بھیجی گئی ہے کہ تم سب حال بھی کہوگے اور جواب بھی جلد لاؤگے ساحر مذکور کہ نام اسکا انجم جادو ہے عرضی لیکر روانہ ہوا اور داخل طلسم ہو کر بعد قطع منازل کوہ نیلم پر پہونچا وہانسے کچھ ساحر اپنے ہمراہ برائے رہبری لیکر چلا اور دریاے خونزوان پر آیا کنارے دریا کے ساحر مذکور ٹھہر کر پکارا کہ شہنشاہ ساحران غلام کو اپنے پاس بلا بھیجیے کہ خداوند کے پاس سے حاضر ہوا ہے یہ صدا دیتے ہی ایک پنجہ پیدا ہو کر اسکو اٹھا لیگیا افراسیاب یکجا باغ طلسم باطن میں کہ نام اسکا نرگس ہے بیٹھا تھا ناچ پریزادان طلسم کا سامنے ہوتا تھا شراب پی رہا تھا پنجے نے لا کر اس ساحر کو پہونچایا اسنے شاہ طلسم کو تسلیم کی نذر دی پھر عرضی پیش کر کے زبانی بھی کیفیت بیان کی اور خواہان امداد ہوا بادشاہ عرضی پڑھکر اور حال سنکر بہت خاطر ملول ہوا دست تاسف ملے ہنوز کچھ حکم نہ دینے پایا تھا کہ ایک پنجہ عرضی ملکہ حیرت کی لایا اسکو جو کھولا کیا لکھا تھا کہ اے بادشاہ عالیجاہ حضور نے اپنے پیر بھائی کو میری مدد کیلیے بھیجنے کو فرمایا تھا ابتک انکا انتظار کیا گیا لیکن نہ آیا اب کسیکو یہاں بھیجیے تاکہ کار زار تمام کرے یہ عرضی پڑھکر اور ایک نامہ اپنے پیر بھائی طاق جشم کو بادشاہ نے لکھا مضمون

بیعقلک اے برادر سابق تم کو اپنی مدد کیلیے مینے طلب کیا تھا نہین معلوم توقف تشریف آوری کا کیا سبب ہوا اسامری تمھارا مزاج سراپا ابتہاج خوش رکھین اب جلد تر بمجرد دیکھنے نامہ محبت آگین کے یہان آئیے اور اعانت اس مخلص کی فرمائیے یہ نامہ ایک ساحر کو دیکر روانہ کیا اب یہ نامہ طاق حشم پاس شاہ طلسم پہنچا ہی اور لقا کی مدد کی پھر اور فکر کرتا ہی شہزادہ اسد ابھی تک قید مین ہی ملکہ مہرخ بمقابلہ حیرت مع تمام لشکر کے اتری ہوئی ہی اور عمرو طلسم کو کب مین ملکہ بہاران کے پاس ہی ادھر لشکر امیر کا بلا لشکر لقا ہی بہار و صبا انتظار مدد کر رہے ہین ابھی زندہ ہین کرنا موقوف کیا ہی لشکر اسلام سے ایرج نامی و تورج مین گئے ہین اور تورج کا دھنہ پر طلسم ہزار برج کے داخل ہی اب یہ سب حالات مؤلف کے بشرط حیات جلد سوم مین انشاءاللہ بیان ہونگے یہ جاہ خاک راہ اہل دستگاہ خدمت ہر سخن پناہ مین التماس کرتا ہی کہ اس قصہ کے بیان سے جو محض شوکت دین حق ظاہر کرنیکی نیت سے مین نے لکھا ہی پڑھکر شاد جو صاحب استعداد ہون وہ مجھکو دعاے خیر سے یاد فرمائین اور میرے عیبونکو براہ کرم چھپائین ۔ فقط

قطعۂ تاریخ مطبوعۂ سابق

از محمد حسین صاحب جاہ مترجم و مؤلف طلسم ہذا تلمیذ سحر مرحوم

مرحبا اے جوش ہمت مرحبا
واہ وا اے عقل سالم واہ وا
کیا طلسمی رنگ کی ہے داستان
مین تو اس تقریر کے قابل نہین
واہ کیا سامان دعوت ہے رقم
فکر کی اے جاہ جب تاریخ کی
سال ہجری اسکا لکھدے جاہ یہ

حبذا اے فکر عالی حبذا
جلد ثانی کا بھی قصہ طے ہوا
خوب ہی جاتا عمر د نبہ ہے لکھا
ہو گیا کچھ مجھ پہ الطاف خدا
کیا ہی جلسہ ہے جبا یا مرحبا
یک بیک یون مجھسے ہاتف نے کہا
بے نظیر و بے عیوب و بے بہا

خاتمة الطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ ان ایام خجستہ فرجام مین داستان امیر حمزہ صاحبقران کی دوسری جلد یعنی جلد دوم طلسم ہوشربا جس مین نامی و نامور ساحرون کی سحر آرائیان عیارونکی عجیب و غریب عیاریان رزم و بزم سبکی گویا تصویر کھینچ دی ہی یقین ہی کہ اسکو پڑھکر ناظرین بہت محظوظ ہونگے ۔ اور بیحد لطف اٹھائینگے باہتمام کیسر داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ بماہ جون ١٩٢٢ء مطبع منشی نولکشور مقام لکھنؤ مین چھپکر تیار ہوئی

اعلان اس کتاب کا کاپی رائٹ مع جملہ حقوق بحق مطبع منشی نولکشور محفوظ ہی کوئی صاحب قصد طبع نہ فرمائین۔